

اختیار رکھتا ہو اور اور اس کے حوالہ و امراض کے تصرف میں ہو اور رسم اس کے عاذاں کی یہ  
 ہو کہ جو شخص اپنے ماب و ادا کے حوالہ کی طرف دست تصرف در اور کرے لے رشد اور  
 تلافی اور گرد اطع ہووے اس سلسلے سے حالت تحریر تک بعد و رایاں سائق چھین جڑائے  
 ہر ایک کی نثر سے جمع ہوئے ہیں اور دریلے گنگ اور جس و دون اس ولایت سے رآمد  
 ہوئے ہیں اور راعہ ہمار کا بھی صاحب اختیار ہو اور زمین سمیت اپنے تصرف میں رکھتا ہو اور  
 سخی پانچ راعہ اپنے مالک کے حوالی و جاسی کے سمیت سے جوئے راجون کو محکوم رکھتے  
 ہیں اور یہ پانچ راعہ کرجن کا احوال تحریر ہوا کو ہستان مالک کے راعہ ہائے عہدہ ہیں کہ  
 ہمدوستان میں شمال کی طرف واقع ہوئے ہیں اور اتدا ان کی سواد کو جسے ولایت شکار تک  
 گد ری ہو اور اتھا اس کی ہمدوستان کے حدود کے سمیت کہ اکثر ریگستان ہو اور سرحد کج  
 اور کہ ان سے کوہستان چھاؤں تک ملحق ہوئی اور راعہ کج اور راعہ امر کوٹ اور راعہ  
 سکا میر اور راعہ کھنکا اور راعہ جام راجا سے معمر سے ہیں الغرض راعہ کج کو ولایت اس کی  
 ملک سمیت کے قریب ہو حاکم گھرات کی فی الحکمہ اطاعت کرتے ہیں اور یابی اس ملک میں  
 کم ہو اور وہاں کے اکثر کنوؤں کی گہرائی دو سو گز ہو جیسا کہ اوٹ سمیت سے پانی ملتی ہے  
 اور وہاں کے آدمیوں کی جو زمین شتر شتر ہو اور راعہ امر کوٹ راعہ ملک سمیت کا ہے کہ  
 حلال الدین محمد اکبر بادشاہ اس مقام میں پیدا ہوا اور وہ ملک سخی کج کی طرح کم رعایت اور  
 کم آب ہو اور راعہ سکا میر کا تمام راعاؤں سے و معز لیتا ہو اور اسی میں کسی راعہ کو سین یا  
 ہو اور اسے پھر بیتہ کہتے ہیں اور کھنکا کا راعہ عظیم الشان ہو اور ولایت اس کی سمیت اور گھرات  
 کے مابن ہیں لیکن اس میں بہایت بیابان سمیت اور پرورعت اور کم آب ہو اور حاصل اس ملک  
 کا گھوڑے اور اداوٹ سے ہو کس واسطے کشل سر زمین کج اور سمیت کے اس ملک میں بسبب  
 کم آبی کے رعایت خوب بہین ہوتی اور راعہ جام کو ولایت اس کی ساتھ گھرات کے متصل ہو  
 حاکم گھرات اگر قوی ہو تو پیشکش دیتا ہو ورنہ بین دیتا اور یابی اس ملک میں بھی کم ہو اور وہاں  
 کے آدمی اکل و شرب اور لباس میں عسرت سمیت ہیں اور مرداران کی ذلیت کا شیر شتر اور گھٹے  
 اور سخیسیر ہو اور گھوڑے تازی وہاں پیدا ہوتے ہیں اور حاصل اس ملک کا اکثر  
 گھوڑے سمیت اور ان پانچوں راجون کے ولایات میں سوائے ماحوا اور حوالہ کے دوسرا غلہ  
 مسر نہیں ہوتا ہو اور حاصل راجا سے نہ کو کا اکثر اوٹ اور گھوڑے سے ہو اور ایک ٹرا راعہ  
 ہمدوستان کا دکن کی عاصم راعہ کرنا ملک ہو اور ایک وہاں کے راعاؤں سے کہ جس کا نام  
 کج چید تھا و سو سال پہلے مسد رانی برپا تھا اس نے سجا لگایا کیا اور اسے اپنے نام  
 کے ساتھ مشہور کیا اور اس کے بیٹوں نے اس کو مبارک مان کر اس کی آبادی میں کو سخیسیر  
 سمیت طور میں ہو چکا کی تھی یہاں تک کہ آبادی اس کی سمیت کو سی ہو چکی اور ماول جو شخص کو سخیسیر

اندام پر تعین رکھتے ہیں لیکن مملکت ہند کے اطراف و کنار پر ہند کے راجا عظیم الشان تصرف  
 ہو کر بذریعہ باج و خراج کے اپنی دولت و مملکت کی حفاظت کرتے ہیں انرا خلیہ پانچ راجہ توہی  
 شمال کی طرف واقع ہوئے ہیں اور پانچ جنوب کی سمت اور ہر ایک ان راجاؤں سے  
 کتنے راجہ اپنے محکوم رکھتے ہیں اور ایک بڑا راجہ دکن کی طرف ہوا اور ولایت بہت اسی  
 کے زیر تعین ہو اور اس طرف کے راجہ اُس کے حکم کے محکوم ہیں ایک اُن پانچ راجاؤں  
 میں راجہ کوچ کا ہے دوسرا راجہ جو کا تیسرا راجہ نگر کوٹ کا چوتھا راجہ کمالیون کا پانچواں  
 راجہ بہار کا اور راجہ کوچ کا عہد شکرل سے لپٹا بعد یلین مالک اپنی سر زمین کا ہے لیکن اُس  
 درمیان چار بار ان کے درمیان میں تغیر اور تبدل واقع ہوا اور یہ گروہ جواب مسند حکومت  
 پر شکون رکھتا ہے قوم براہمہ کو ہی سے ہوا اور مردمان ہند کے نزدیک چند ان اعتبار نہیں  
 رکھتے خلاصہ یہ کہ ایک طرف ولایت اُن کے ساتھ ملک بہت کے اتصال رکھتی ہے  
 اور دوسری سمت چین تک پہنچی ہو اور تیسری طرف بنگالہ سے متصل ہوئی ہو اور چوکا راجہ  
 عہد سابق میں اعتبار تمام رکھتا تھا کس واسطے کہ ستر قلعہ اس کے تصرف میں تھے اور یہ  
 بلال کھنہ بلیاس سے ہو اور بلیاس قوم نواتر کے ساتھ برادری رکھتے ہیں اور اول جو  
 شخص اہل بہاریان کو ہستان سے آیا راجہ رک ہو اور یکد راج بھانجہ مہراج راجہ فوج  
 نے کہ کشتا سب کا ہمسر تھا قلعہ جو بنا کر کے اُس کو اُن بہاڑوں میں گھاہ رکھا اور قلعہ اُس کے  
 سپرد کیا اور اُس نے اپنی قوم کے چار سو مرد سے کہ اکثر مردانہ تھے اُن بہاڑوں کو بضر  
 شمشیر لیا اور اپنی اولاد کے واسطے ایک ریاست ہم جو بنی اور وہ راجہ کہ اب مسند رانی پر  
 شکون ہو کشتوان راجہ ہے لیکن قوت اپنے باپ اور واد کی نہیں رکھتا ہے اور راجگان نگر کوٹ  
 اسی قوم سے ہیں اور ایک ہزار تین سو برس سے اس ملک کی باگ ریاست اپنے کف اقدار  
 میں رکھتے ہیں اور اس جماعت سے جو قوم کہ آگے تھی انہیں نے بھی ہزار سال کے قریب راج  
 کیا اُس کے بعد اُس قوم کو حکومت پہنچی اور اصل و نسب ان کا معلوم نہیں ہو اور راجہ  
 نگر کوٹ کا دو وجہ سے ہندو کے نزدیک معتبر ہے اول یہ کہ کانگڑہ سا قلعہ محکم اور سنگین رکھتا ہے  
 دوسرے تجا نہ درگا کا کہ ہندو ساتھ اُس کے اعتقاد و بہت رکھتے ہیں اُس کے تصرف میں ہو  
 اور ہر سال زرخیز اس تجا نہ سے حاصل ہوتا ہے اس لیے کہ ہندو اطراف و جوانب سے  
 فوج فوج اُس کی پرستش کو آتے ہیں اور نہ وہافر اُس پر تیار کرتے ہیں اور راجہ  
 کالیون کے قبضہ میں ملک بہت ہیں اور ظلم کے سبب دھونے کے حاصل ہوتا ہے اس مقام  
 سے ہاتھ آتا ہے اور تانبے کی کان بھی اُس جگہ ہے اور قسم قسم کے چھوٹا اُس کی ولایت میں خوب  
 ہے اور تمام سنگین رکھتا ہے اور بہت سے سنبھل کے ہندو کہ داخل ہند ہے اس کی ولایت  
 میں ہے اور اسی ہزار چار سو اسی سے لگ بھگ لازم ہیں اور وہ شاہانہ اور ہندو



اور گرمی اور کون کا پانی ایک قطرہ میسر ہووے شمع اور سرسکے سبب کھولی تمام پیدا ہوتی ہے  
 اور موسمِ جبرت ہوا اور ہند کی ہوا صلیبِ قرص اور اسے محیط اور کثرتِ آتش کے مہایتِ مروط  
 ہے اور ہند میں تین فصلیں مخصوص ہیں اور ہر ایک فصل کے چار ماہ مقرر ہیں آجین گرمی اور برسات  
 اور عاثر اسکے ہیں اور سال کی ماہ کی گردشِ قمریہ ہر مقابلہ سے مقابلہ کیا لیکن تینوں فصلوں  
 کی ساعد اور سورج کی گردش پر رکھی ہے کیفیت اس کی یہ ہے کہ مدت گیارہ مہری کا انتقال  
 رور و دوشہ ہوا اور پندرہوں یا بیسویں کو تحویلِ سرطان ہووے اس ماہ کا نام سادون اور  
 دوسرے ماہ قمری کا اسم تھا دونوں رکھا ہے سال شمسی سے دس رور اور کسرے فرق ہوتا ہے  
 تیسرے رس کو دیکھا ایک جیسا اعتبار کرتے ہیں اور اس جینے کو ایک بار رسات پر اضافہ کر کے  
 اس فصل کے پانچ ماہ مہری کرتے ہیں اور ایک بار عاثرے میں داخل کر کے اس کے بھی پانچ ماہ  
 کرتے ہیں اور ایک بار گرمی میں داخل کر کے اس کے بھی پانچ ماہ کرتے ہیں ہر ایک فصلِ ثلاثہ  
 پر مان ہندی اس طور پر ہوا ساٹھ سادون و سادون و کوار یہ چار ماہ رسات کے ہیں سلطان  
 اور اسد اور سجدہ اور میران کے موافق لیکن چھپیں رور اور کسرے سرج میران سے اعتبار  
 کرتے ہیں اور یہ کسرہ ماہ بے شمسی اور قمری کی تفاوت کے تحت ہے اور دوسرے کا ایک  
 اور آگن اور پوس اور ماگھ یہ چار ماہ عاثرے کے جن ابام اور میران سے امام اور احد و یک  
 پس کچھ میران سے عاثرے میں داخل ہوتا ہے اور کچھ دوسرے حاج اور بھانگن اور حیت اور میاگھ  
 اور عاثرے یہ چار مہینے گرمی کے ہیں انتہائے گرمی تھے بیسویں حور تک اور مارش کا رور شور  
 اول دو ماہ خوب رہتا ہے کہ سے سادون اور سادون کہتے ہیں اور عاثرے کی شدت اور  
 قوت دو ماہ اوغمن رہتی ہے کہ جس کا نام پوس اور ماگھ ہے اور قوت شدت گرمی کی دوسرے آد  
 عاثرے اور ساٹھ میں ہے سبب اس ملاحظہ کے سال شمسی چھ قسم پر تقسیم ہوا ہے اور ہر ایک کو ساتھ  
 ایک اسم کے موسوم کیا ہے یعنی سادون اور بھادون کو بھارت کہتے ہیں اور کوار اور کاتک کو شرت  
 کہتے ہیں اور آگن اور پوس کو ہونفرت اور ماگھ اور بھانگن کو سہسرت اور حیت اور  
 میاگھ کو سست رت اور عاثرے اور ساٹھ کو گرگیم رت کہتے ہیں دوسرے اعتبار مخصوص ہند سے  
 یہ ہے کہ ہر ایک رات اور دن کو بارہ ساعت پر تقسیم کرتے ہیں اور جس طرح ولادت کے یا ترے  
 شام روز کو ساتھ مارہ ساعت کے متقسم کر کے آجین ساعات اور موعہ سکے ہیں انھوں نے  
 بھی آٹھ قسم کر کے ہر ایک قسم کا ہر ماہ رکھا ہے جلا صد یہ کہ ہر کو چار سی میں پاس کہتے ہیں اور  
 رات و دن کے مارہ ساعت کو ساتھ تیسرے مہری کے قسمت کیا ہے چارہ ایک  
 میراقتار و راری اور کوتاہی شب و رور کے ساتھ سات مہری کا ہوتا ہے آبدہ کشہ  
 نوائج کے ماطرین یکمین کے صائر اغم لطائر پر پوشیدہ رہے کہ جلا صد ملکیت ہند کو سال  
 اسلام ادا اللہ انارہم ایسے تحت و تصرف میں لاکر بہت والا صحت کفر و ظلام کے آثار کے

اور قریباً تین جا رہی ہوئے ہیں چھ دریا غرب کی جانب سے روان ہو کر نواح ملتان میں ایک جا ہو کر آب سند سے پیوستہ ہوئے اور ٹٹھ کے قریب دریا سے عمان یعنی سمندر میں گرتے ہیں نام اُن کے یہ ہیں ستلج اور بیٹاھ اور راوتھی اور بہتیشا اور چنشاہ اور سندھ اور دریا سے بہت کو ایام قدیم میں حلیم کہتے تھے جیسا کہ اس زمانہ میں دریا سے سندھ کو نیلا سب بھی بولتے ہیں اور ان چھ دریا کے ماوراء اور بھی بہت سے دریا ہیں کہ اُن کا چشمہ کوہستان ہوشل جون اور گنگا بزرگ اور رہٹ اور کوئی اور گنگا اور سرود وغیرہ کہ مشرق کی طرف روان ہوئے ہیں اور ولایت بنگالہ سے گذر کر سب گنگا میں پیوستہ ہو کر دریا سے محیط میں گرتے ہیں اور علاوہ ان دریاؤں کے اور بھی دریا کہ چشمہ اُن کا سواے کوہستان مذکور کے ہی ہندوستان میں بہت ہیں مثل چنیل اور بناس اور سون اور سوئی چنانچہ یہ بھی گنگا میں متصل ہو کر سمندر میں گرتے ہیں اور دکن میں بھی نہرین بہت ہیں مثل گنگا اور تڑبدا اور تپتی اور پونہ اور گنگا کو حاک اور کشنہ اور بیہورہ اور تندرہ لیکن تین دریا سابق کے مغرب کی طرف روان ہیں اور باقی مشرق کی طرف اور بسبب ہوا ری زمین کے اکثر دریاؤں میں سے نہرین براوردہ کر سکتے ہیں کہ باغات اور زراعت کو بخوبی تمام بخین اور باوجود اس کے بعض مقاموں میں یہ بھی ممکن ہو کہ نہرین کھود کر پانی زراعت اور باغوں میں پہونچا دیں جو کہ اکثر ہند کی خلافت سیر و نسیم سے کچھ خطا اور ذوق نہیں رکھتی بلکہ بحسب اتفاق اگر سفر میں خیمہ کسی ارباب اقتدار کا دریا کے کنارے نصب ہوتا ہے سر اپردے دریا کی طرف ڈالتے ہیں کہ پانی نظر نہ آوے اور ہند کی اکثر عمارات زندان سے بہت مشابہت رکھتی ہیں اور شہروں اور قصبوں میں اُس کی مطلق صفائی نہیں لیکن شہر حیدرآباد و گلکنڈہ کہ محمد قلی قطب شاہ کا ساختہ اور پرواختہ ہو وہ البتہ لطافت اور صفائی میں اور ملکوں سے دعویٰ ہمسری بلکہ برتری کا کرتا ہو کس واسطے کہ اُس کے ہر کوچہ و بازار میں ہمیشہ پانی کی نہرین جاری رہتی ہیں اور دوکانیں صحن و طرفہ پہنچتے اور لیکن نہایت صفائی سے تعمیر ہیں اور درخت سایہ دار موجود ہیں اور ہند میں بہت جنگل سخت اور بیشہ پر درخت ہیں کہ را جاؤں اور رعیت کی سرکشی کے باعث ہوتے ہیں اور ولایت ہند آدمیوں کی کثرت اور مویشی کی افزونی کے سبب کسی ملک سے مشابہت نہیں رکھتی اور ویرانی اور آبادی اس کی نہایت آسان ہو کس واسطے کہ وہاں کی رہایا کے چھپر کے مکان اور مٹی کے ظروف پر گزران ہو اور اس سے قطع تعلق کر کے ایک ساعت میں مویشی دوسرے مقام میں لے جاسکتے ہیں اور فی الفور مثل اول کے مکان اور ظروف بہم پہونچا کر اپنے کاروبار میں مشغول ہو سکتے ہیں اور اُس ملک کی زراعت خریف کہ سرطان اور اسد اور سبیلہ اور میزان کے تعلق ہو آب باران کے سبب بہم پہونچتی ہو اور مزدعات ربیع کہ عقرب اور قوس اور جدی اور دلو سے تعلق رکھتی ہو بغیر اس کے کہ باران

اور مقررہ ان کا اس مقام میں موجود رہو

## ذکر کبیر الدین اسماعیل علیہ الرحمہ کا

احکام محدود مہایان سید ملال الدین حسین عاری کے مریدوں میں سے ہیں آنحضرت کے بعد وفات اُس عتاب نے سترہ عوارف سید صدر الدین راجوے قمال سے پڑھ کر کالات حاصل کئے اور جن دنوں میں کہ کسمہ عوارف ٹہرنے سے ایک محدود کبھی نام کو کتب و کرامات میں متہور تھے کبھی کبھی اُس مجلس میں حاضر ہوتے تھے اور کسے بن کہ شیخ کبیر الدین اسماعیل کی عادت یہ تھی کہ آخری رات کو اپنے پیر مخدوم مہایان سید ملال الدین حسین عاری کی زیارت کو جاتے تھے اور اگست تہادت کے استارہ سے دروازہ کھول کر مقررہ من داخل ہوتے تھے اور تہجد کی غمان پڑھ کر کلام اللہ ختم کر کے پراگہ ہوتے تھے اور پھر اگست تہادت سے گند کا دروازہ کھول کر لے کر قضا ایک شب کو کبھی محدود مہایان سید ملال الدین حسین عاری کی قضا پر حاضر تھے انھوں نے شیخ کبیر الدین اسماعیل کو دیکھ کر بچانا اور ان کا مہار سید صدر الدین راجوے قمال کے سماع میں ہو جایا اور شیخ کبیر الدین اسماعیل نے دربار میں سے دریافت کیا اور اُس دربار مرید محال سے اپنے استاد سید صدر الدین راجوے قمال کے پاس سبق پڑھے یہ گئے سید خود ان کے مکان پر تشریف لائے اور انھیں اپنے ہمراہ دولشیر میں لائے اور ان کی تعلیم میں کوشش فرمائی اور نقل ہو کر کبیر الدین اسماعیل کے دو مرید تھے ایک کا نام عبدالشکور اور دوسرے کا اسم عبدالغفور تھا اور صورت و سیرت میں دونوں نے نظیر تھے اور مادہ وجود و دسالی شب و روز بام کی خدمت میں کہ کتب علوم مشغول رہتے تھے اور لطیف درویشانہ دامنہ آہنگی اور حسن سمجھگی کے اوقات بسر کرتے تھے جب شیخ کی رحلت کا وقت قریب ہو چکا تو دونوں بیٹوں کو اپنے روپر دلا کر ارستہ کو کیا کہ خوشحال بنیں بیٹے آوے میری قبر پر ان کو اظہار کرنا اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اُس کا جواب سونگے اور وہی ہوتا تھا کہ جو آنحضرت سے فرمایا تھا

## خاتمہ بذکر کیفیت ہندوستان جنت نشان

مہاراجہ ماری میں مخدوم ہو کر ملکیت ہند مرکب اقلیم اہل اور دوم اور سوم سے ہو اور اس کی کوئی سمت ساتھ اقلیم چارم کے اتصال میں رکھتی اور یہ ملکیت مشتمل خواہد اور رسوم عجیب و غریب ہر اس کے ظاہر اور تہر کسی اور مالک سے نہ متاثر ہو سکتے اور سند اور اہل ہند کو لکھنے رسوم اس اور ہر مان مدوی سے نہ ہی اہل کچھ مساحت ہو اور کیشور اس ملکیت کے شمال میں واقع ہوا ہو اور ریاست عظیم ہستنا کشمیر اور ساگر جہ و سے رادہ ہو کہ ہر ایک ہند کے ہمار

جمعہ ۱۰ ذی قعدہ ۱۰۸۱ھ میں تھے خدا تعالیٰ صحت عطا فرمائے اور شفائے کامل کراست فرمائے سید جلال الدین حسین نے  
 یہ کلام سنکر اپنے بھائی صدر الدین راجوے قتال سے فرمایا کہ جو اس شخص نے حضرت رسالت پناہ  
 کی نبوت کا اقرار کیا تو حکم شریعت کے موافق مسلمان ہوا اب تم اور حضار مجلس اس کے گواہ ہو  
 اور اسے مسلمان کرو نوا ہون تکلیف اسلام کے خوف سے بھاگ گیا اور بادشاہ فیروز باریک  
 کی خدمت میں حاضر ہو کر صورت حال اظہار کی اور شاہ نے باوجود اس کے کہ اس کو دوست رکھتا تھا  
 فرمایا کہ جب تو نے ایسا کہا تو بیشک مسلمان ہوا چونکہ اُن دنوں میں سید جوار رحمت حق میں داخل  
 ہو گئے سید صدر الدین راجوے قتال بعد اواسے لوازم زیارت مع گواہان نوا ہون کے معاملہ  
 کے فیصل کے واسطے دہلی کی طرف متوجہ ہوئے جب اطراف شہر میں پہنچے بادشاہ نے  
 استقبال کا قصد کیا اور عالموں سے پوچھا کہ تم نوا ہون کے بارہ میں کیا کہتے ہو شیخ محمد نے جو  
 قاضی عبدالمقتدر تھانیسری کے فرزند اور جو دست طبع میں مشہور تھے عرض کی کہ ظل سبحانی سید  
 کے استقبال کے واسطے تشریف لے چلے وہیں مجلس اول میں سید سے یہ سوال کریں کہ  
 حضرت سید کیا اس کا فر کے قصہ کے واسطے تشریف لائے ہیں جب کہ بیان کہ بان کا فر کے  
 معاملہ کے واسطے آیا ہوں تب اس کے کفر کا اقرار ہوگا اور ہم اُن سے یہ کلام ہو کر بحث کر لینگے  
 الفرض بادشاہ نے اُن کی فمائش اور قرار داد کے موافق مجلس اول میں پوچھا کہ اُن حضرت اس  
 کا فر کی قسم کے واسطے آئے ہیں سید نے کہا اُس مسلم کے قصہ کے واسطے آیا ہوں اس  
 درمیان میں شیخ محمد نے آپ کے روبرو اُن کہہا اسی سید اس کلمہ کے سبب۔ کہہ کہ ہو اس نے  
 کہا شرفاً اُس پر اسلام لازم نہیں آتا اسی سید نے فرمایا اسی مخدوم زادہ تمہارے کلام سے خوش ہو  
 دیانت کی نہیں آتی ہے اپنے کفن کی فکر کرو یہ کہہ کر انھیں نظرتیز سے دیکھا کہ فوراً اُن کے شکم میں درد شدید  
 پیدا ہو لکھن میں گئے اور قاضی عبدالمقتدر تھانیسری کہ اس مجلس میں حاضر تھے سید کی تخطیم سبب لا کر  
 عرض روا کرے کہ میں ہی ایک لڑکا رکھتا ہوں میری عاجزی پر رحم کر کے اُسے مجھے بخشے سید نے فرمایا وہ  
 مر گیا ہوگا لیکن وہ فرزند کہ جو شکم ماور میں ہے اہل تقویٰ سے ہوگا اور شیخ محمد نے اُس پر دوسرے فرصت  
 نہ پائی فوت ہوئے اور قاضی عبدالمقتدر تھانیسری کو خدا نے اور فرزند عطا فرمایا شیخ نے اُن کا  
 نام ابوالفتح رکھا چنانچہ وہ درویش اور دانشمند زمانہ ہوئے اور اب تک اُن کا مقبرہ جون پور میں  
 موجود ہے اور فیروز شاہ باریک نے صحبت سید اور شیخ کی مشاہدہ کر کے نوا ہون کو سید راجوے  
 قسطل کے سپرد کیا اور کہا بموجب شرع کے جو کچھ لازم آوے اُس کی نسبت ویسا عمل میں  
 لادین سید نے نوا ہون سے فرمایا کہ تو مسلمان ہوا ہے شہر اسلام ظاہر کرا اور جب اُس نے یہ  
 فرمان قبول نہ کیا اُسے قتل کر کے اوچھ کی طرف مراجعت فرمائی اور مدت مدید اپنے برادر  
 والا گھر کے قائم مقام ہو کر ارشاد عباد میں مشغول رہے اور من بعد مقتضائے اذاجار  
 اجلہم لایستأخرون ساعۃ ولا یستقدمون شربت موت چکھ کر بجوار رحمت ایزدی داخل ہوئے

موانع برادری میں لیتا ہوں کس واسطے کہ حدیث میں وارد ہے ان اللہ جی کریم جی ان بیتہ  
 میں یہی احوۃ اور یہ بھی کہتے تھے کہ لوگ جو ساتھ جامہ ہا سے متعلق کے تشریف لےتے ہیں چنگ  
 اس کی اصل موجود ہو جن بھی ساتھ اس کے عمل کرتا ہوں کس واسطے کہ ایک وقت حضرت  
 رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مع اصحاب ایک گھر میں تشریف لائے وہ مکان آدمیوں  
 سے مملو ہوا اس ورمیان میں جبرین عبد اللہ بن علی آئے اور مکہ نہ پا کر ماہر بیٹے حضرت نے  
 واقع ہو کر اپنا جامہ خاص اٹھایا اور لپیٹ کر ان کے رو رو پھینکا اور فرمایا تم اسے زمین  
 پر بچھا کر بیٹھو جبرین نے وہ جامہ لے کر سر اور آنکھوں پر ملا اور تین دن تک اسے پاس  
 نہ لے کر آیا

## ذکر سید صد الدین راجو علیہ الرحمہ کا

یہ سید محدود جہانیاں سید علل الدین حسین غاری کے چھوٹے بھائی ہیں طرم ظاہری اور باطنی ہیں  
 شہرت تمام رکھتے تھے اور علالت کی صفت میں موصوف تھے جو کچھ زمان مارک بر حاری ہوتا  
 تھا وہ بعد و قریب میں آتا تھا چنانکہ ایک روز ان کے صاحبزادہ نے ایک متعلق بیگیا کی پریش  
 رسوائی اور اس مسکین نے سید کی خدمت میں حاضر ہو کر صورت حال ظاہر کی سید نے اسی بیان مارک  
 سے ارشاد کیا کہ تو مجھ سے کچھ بھی اسے اتنے سے ایسی دائری راہیں کر سر کو سوچے گا اٹھا تھا اس  
 روز محدود راوہ نے ایک حمام کو ٹوک کر کہا کہ علد سری مو پھر دو دائری ٹھیک کر کے کاٹ دے حمام  
 ڈرا اور آئینہ راوہ اس کے رو رو ٹھکر آپ دیکھو دھوئے کے ہا نہ غائب ہوا جب دیر  
 ہوئی تو محدود راوہ نے چاہا کہ خود ہی علد اس کام سے مرخص کر لیں چنانچہ آئینہ ساسے رکھ کر ایسا  
 اسرہ چلا یا کہ دائری منہ لگئی محو ہو کر دوسری طرف کے مال بھی موڑے اور جیسا کہ حضرت محدود  
 کی زبان پر جاری ہوا تھا کہ یہ طور میں آیا اور یہ بھی مشہور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 وراہیوں ہو کر جان رسا چاہا چہ ایک رو کا ذکر ہو کہ ایک کا فروم چٹان سے محدود جہانیاں  
 سید علل الدین حسین غاری کی خدمت میں آئے کہ مسلمان ہوا اور سید نے اس کا نام عبد اللہ رکھ کر  
 ریت فرمائی چنانچہ تھوڑے دن میں اس کی شہرت عظیم چٹان میں واقع ہوئی علامہ یہ کہ ایک  
 روز عبد اللہ حسب الاستدعا سید صد الدین راجو کے قاتل کے رو رو حاضر تھا اور کسی امر کے  
 سبب سید نے بنگاہ خیر اس پر ڈالی اور وہ گر پڑا اور آوار ملکہ کہتا تھا کہ کہنے میں علا ہے میں علا  
 ہر چند اس پر شک میں پانی سے لرز رہا تھے فائدہ بخش تھا بیان تک کہ اسی سور میں مریا اور یہ  
 بھی معقول ہے کہ جب محدود جہانیاں سید علل الدین حسین غاری مرض الموت میں مبتلا ہوئے ایک  
 کا لڑکا ہوں نام کہ ماد شاہ میر و مارک کی طرف سے اوچکا حاکم تھا سید کی عبادت کو آنا اور کہا  
 حق سحر تھلے لے آئی کی ذات مارکات کو حتم لا دیا کیا جو جیسے حضرت رسالت آس صلی اللہ

جب ایسا کیا والی اوجہ اپنی حالت پہلی پر آیا مسجد میں جا کر سید کی قدم بوسی سے شرفیاب ہوا اور درویشوں سے معذرت کر کے مرید ہوا اور تائب الہی سے مقبولون کے سلک میں منتظم ہوا اور ملائمت الدین سے کہ جو حج آخر میں سید کے ہمراہ تھے منقول ہو کر جب اوجہ سے ورمائے کنارے پہنچے مع ایک جماعت درویشان جہاز پر سوار ہوئے بعد چند روز کے درویشوں کو ماہی تازہ کی آرزو ہوئی سید تو رہا بلن سے دریافت کر کے مسکرائے اور کہا خداے تعالیٰ تمام چیزیں قادر ہوتا ہے یہ تھا ہی آرزو پوری کرے گا اسی وقت ایک مچھلی جو مقدار میں دو مین کی تھی دریا سے جست کر کے درویشوں کے پاس گری فوراً بریان کر کے تسے اپنے صرف میں لائے اور کہتے ہیں کہ جس روز جہاز ساحل مقصود کو پہنچا اسی روز سید جلال الدین حسین بخاری حیدرہ میں ام الخلالین ماما خوا کی زیارت کے واسطے گئے اور شرف زیارت سے مشرف ہوئے قضا راس روز چند شخص ایک جنازہ ماما خوا کی قبر کے نزدیک دفن کرنے کو لائے تھے سید نے لوگوں سے پوچھا کہ یکس کا جنازہ ہو بولے کہ یہ ثابت شیخ بدر الدین یمنی کا ہے جو تیس برس سے حرمین الشریفین میں مجاور تھے کل کہ مغلطہ سے حیدرہ میں آن کر قرآن کی تلاوت میں مشغول ہو گئے کہ ناگاہ پیامت حیات آب بقا سے لہریز ہوا رونقہ رہنما کی طرف سفری ہوئے یہ سنتے ہی سید مراقبہ میں گئے اور بعد ایک لحظہ کے سر اٹھا کر فرمایا کہ ان بزرگوار کو دفن نہ کرو شاید کہہ سکتے ہوں ہو پھر ثابت کو اس مسجد میں جو دریا کے کنارے واقع تھی لے جا کر دروازہ بند کیا اور ثابت کو کھولا اور شیخ بدر الدین کو براوردہ کر کے مسجد کے بور یہ پر لٹایا اور دو رکعت نماز ادا کر کے قرآن شریف کی تلاوت میں مشغول ہوئے بعد اس کے حی الذی لا یوتنکے فرمان سے شیخ بدر الدین یمنی حرکت میں آئے اور اٹھ بیٹھے اور سید جلال الدین حسین بخاری کے دست بوس ہوئے ان سے احوال پوچھا سید نے اپنا جامہ خاص انہیں بچھا کر فرمایا کہ دروازہ مسجد کا کھول کر نماز عصر کی اذان دین بعد ازاں شیخ بدر الدین یمنی نے امانت اور درویشوں نے اقتدا کی دوسرے دن سید شیخ بدر الدین یمنی کے ہمراہ کعبۃ اللہ روانہ ہوئے اور سعادت طواف سے مشرف ہو کر شیخ کے ہمراہ مدینہ منورہ کی سمت گئے اور ان کے سرور کائنات مخمور موجودات کی زیارت سے سرفراز ہوئے اور السلام علیک یا جدہ عرض کر کے وعلیک السلام یا ولدی سنا اور اس کے بعد جب سفر مکہ سے معاودت کر کے اوجہ میں پہنچے ستر برس کے سن میں بمرص الموت مقبلا ہوئے روز بروز ضعیف ہوتے جاتے تھے یہاں تک کہ عید قربان کے روز بعد اواسے دو گنا نہ عید اس جہان فانی سے عالم جاودانی کی طرف انتقال کیا اور اسی شہر میں مدفون ہوئے کتب معتبرہ میں مسطور ہو کہ مخدوم جہانیاں سید جلال الدین حسین بخاری کسی کو اپنے مریدوں میں نہ لیتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ کام کسی انبیاء نے نہیں کیا ہاں جس وقت کوئی شخص بارادت صادق آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا سید ارشاد کرتے تھے کہ میں انہیں سے نہیں ہوں کہ کسی کو مرید کروں لیکن عقد اخوت کرتا ہوں اور حدیث نبوی کے

سیدہ حوا سرار عن کا گنجیہ تھار یہ ساگر عرص کی کہ حضرت اس حاکسار کے سیدہ بر قدم رکھ کر ادا  
 شجے یہ حالت مشاہدہ کر کے انگشت شہادت و است بین دایں اور وایا ای سیدہ مات سوت  
 تو مالکیہ مسدود ہو کر کوئی وہاں نہیں پہنچ سکتا اللہ مر تہ ولایت میں مرتبہ کمال پر پہنچا اور اس کے  
 پرے سیدہ مدوح کو اٹھا کر ان کے دست مبارک کو بوسہ دیا اور سیدہ مبارک اس کے سیدہ سے  
 اس کیا اور ایک رور سیدہ حلال الدین حسین نماز چاشت میں مشغول تھے اور آنحضرت کا مرد و چار  
 رس کا صلہ کے گرد و پیر تا آنحضرت نے سلام پھیر کر سیدہ شمس الدین کی طرف کہ وہ وہاں بیٹھے تھے تو  
 ہو کر وایا کہ اس معصوم کی تربیت دشوار ہو اس لیے کہ عین مار میں اس کی طسوف میں نے سل  
 کیا تھا خلاصہ یہ کہ طہر کے وقت وہ لڑکا تپ تندہ میں مبتلا ہو کر اسی شب کو موت ہوا اور قصات  
 اوچہ میں ایک شخص ملا وجہ الدین محمد رہتے تھے ایک رور ایک کام کے واسطے ایک غریب کے  
 مکان پر کہ من کا نام مولانا نصیر الدین الوالمالی تھا گئے اور وہاں قیل و کیا اور رختاب میں دیکھا کہ ایک  
 مقام میں حلائق کا ہجوم ہوا اور ایک شخص وعظ کرتا ہوا اور مانتا ہوا کہ جو شخص کار وینا کو کار دین پر  
 مقدم رکھا ہوا وہ لوں کام اس کے حاکم بن ملتے ہیں حیدار ہوسے لوگوں سے دوجا کا اس ظاہر  
 میں کوئی شخص وعظ مانتا ہوا ہونے ان سیدہ حلال الدین حسین ساری اوچہ میں وعظ مانتے ہیں مولانا  
 وجہ الدین نے آنحضرت کو دیکھا تھا دوسرے دن احرام زیارت ہلدھکر اوچہ میں گئے جب وہ  
 صورت کو اس میں دیکھی تھی معائنہ کی ماعتاد و اذکار کے قدم پر گر پڑے سیدہ فرمایا ای ماما  
 دسا کا کام عقی پر مقدم کیا ہے ملا وجہ الدین محمد نے جواب دیا کہ صدق احکام سنا زیادہ تر معتقد ہو کر  
 مر رہے ہیں ایک رور شیخ کبیر الدین کبیل نے سیدہ سے اس وقت کہ وہ اپنے والد کی مجلس میں بیٹھے  
 تھے دیکھا کہ تم کو اپنی ولادت سے کچھ یاد ہو ماما کہ مجھے رور مجھے ایک عورت نے ہلکا کر لیا  
 چما یا تھا مجھے یاد ہوا اور میں اس عورت کو چما سا ہوں اور نقل ہو مولانا سہاب الدین ہر جاں سے  
 سیدہ ماہ رمضان میں رفاقت معتقدان اہل صلاح مسجد اوچہ میں متعلق تھے جد و دیش کر بیعت  
 الیقین سیدہ بیعت تھے کبھی کبھی اس جہاں کے پاس آ جھٹکتے ایک رور سومرہ مام والی اوچہ سیدہ کی  
 زیارت کو آتا اور اس نے درویشوں کا ہجوم دیکھا ملا حارث شیخ سید کے گھس لوگوں کو سیدہ  
 سے کمال دیا سیدہ نے فرمایا ای سومرہ کیا تو دیواہ ہما ہوا حقروں سے اوجھتا ہوا یہ فرماتے ہی سومرہ  
 لود ہو گیا اور حالت حوٹن میں اپنے کپڑے بھاڑ ڈالے جب یہ خبر سنا اوچہ میں مشہور ہوئی کہ حاکم دیوانہ  
 ہوا ررگان شہر قفاتی کر کے زنجیر اور ہتھکڑی سے اسے کللا لائے اور سیدہ کے قدم پر ڈال دیا اور  
 اس کی والدہ نے سیدہ کی خدمت میں حاضر ہو کر بھر و راری تمام عرص کی کسائی محمد و مہامیان آپ  
 کی شفقت تمام ساکنان عالم پر برابر اور یکساں ہو لہذا اس حمان کا کتاہ اس سر زبال ماحر کے  
 سب سبھی سیدے فاتحہ پڑھ کر مایا کہ اسے غسل دے کر لٹاں پناؤ لکھنا شیخ جمال الدین  
 محمدی کی قبر پر پناؤ آنحضرت کی قبر کی زیارت سے مشرف کر اس کے سرے ماس لاؤ انھوں نے



خود شیخ رشید الدین محمد ابوالقاسم صوفی سے بہنا اور انھوں نے شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین عمر سروردی سے پایا اور اسی طریق اثنائے سفر میں شیخ حمید الدین بن محمود الحسینی سمرقندی کی ملازمت میں فائز ہو کر آنحضرت سے بھی خدمت اور فیض حاصل کیا اور سید حمید الدین نے شیخ محمد بن ابراہیم نساجی سے انھوں نے شیخ نظام الدین ابوالعطاء بخاری سے اور متقول ہو کر سید جلال الدین حسین بخاری نے اثنائے سیر و سلوک میں تین سو اور کئی اہل کمال کی شرف زیارت سے مشرف ہو کر فیض کلی حاصل کیا اور جس وقت سید بیت اللہ میں تھے اُن کے اور شیخ عبداللہ شافعی کے درمیان صحبت اور محبت واقع ہوئی ایک روز سید مدوح طواف کرنے تھے دیکھا کہ غلامت کعبہ کا معلق ہو اور دیوار ظاہری قائم نہیں ہو سید نے متحیر ہو کر شیخ عبداللہ شافعی سے اس کا سبب پوچھا شیخ نے فرمایا ان کعبہ راحت الی زیارۃ قطب البند نصیر الدین محمود یعنی کعبہ قطب ہند شیخ نصیر الدین محمود کی زیارت کو گیا ہو اور جو کہ آنحضرت مقام تمحیرین رکھتے ہیں اور مستی سے آہنیں سکتے کعبہ وہاں گیا اور شیخ نے یہ بھی ارشاد کیا کہ اس وقت دہلی میں اگرچہ وہ درویش جو سابق میں تھے نہیں رہے لیکن اُن کی تاثیر اور برکت قطب الدین نصیر الدین محمود میں موجود ہو اور بالفعل وہ دہلی کے چراغ ہیں اور وہ جناب بلقرب چراغ دہلی اسی وجہ سے مشہور ہوئے کہ جب سید جلال الدین حسین بخاری نے یہ کلام سنا آپ کی ملاقات کے مشتاق ہوئے اور جب اُن حضرت نے اپنے وطن اوجہ کی طرف عود کیا ۱۷۷۷ء سات سو بہتر ہجری میں وہاں سے دہلی میں آکر شیخ نصیر الدین محمود سے ملاقات کی اور شیخ سے کہا کہ الجھڑیوں کے جوطن آپ اس فقیہ کی نسبت لے گئے تھے وقوع میں آیا اور یہ بھی کہا کہ رحمت خدا کی شیخ عبداللہ شافعی پر نازل ہو کہ مجھے ساتھ اس دولت کے رہنمون کیا اور سید جلال الدین حسین بخاری کے کمالات اور حالات کتاب قطبی میں کہ ایک درویش نے انہیں ۱۰۰ کی ہو بشرح و بسط مرقوم ہیں لہذا طول سے اندیشہ کر کے اُس میں نے بطریق اختصار لکھا ہے واضح ہو کہ آنجناب کے مخدوم جانیان کے خطاب ہونے کی یہ وجہ ہو کہ آنحضرت شب عید کو شیخ بہار الدین زکریا کے مزار پر قرآن شریف کی تلاوت میں مشغول تھے بعد ختم فرقان شیخ کی روح پر فتوح سے عیدی طلب کی اُس وقت یہ ندا آئی تیری یہ عیدی ہو کہ خداے تعالیٰ نے مجھے مخدوم جانیان خطاب فرمایا بعد اُس کے شیخ صدر الدین عاروہ کے مقبرہ میں جا کر عیدی طلب کی وہاں سے بھی آواز آئی کہ عیدی وہی ہو جو حضرت بابائے محنت فرمائی ہو اسکے بعد اپنے پیرومرشد شیخ رکن الدین ابوالفتح کے روضہ اقدس پر اُن کی عیدی طلب کیا چاہتے تھے آواز آئی عیدی وہی ہو کہ جو حضرت جد و پدر نے تجویز فرمائی جب وہاں سے برآمد ہوئے جس مقام میں پہنچے تھے لوگ کہتے تھے کہ مخدوم جانیان تشریف لاتے ہیں ایک روز کا مذکور ہو کہ شیخ رکن الدین ابوالفتح بلندی سے چاہتے تھے کہ پیچھے آئیں جو کہ زینہ نہایت پست تھا سید جلال الدین حسین بخاری اپنے پیر کی آسائش کے واسطے زینہ پر لیٹ گئے اور اپنا

# ذکر مخدوم جہان بیان سید جلال الدین حسین بخاری کا

## ابیات

آل گوہر معدن سیادت	سلطان سرائے سعادت	آل حامی دین سلاہ پاک
مردی خاص لولاک	مالی شریعت و طریقت	استاد مشارع حقیقت
امیر مصلطہ در اسلام	ارنقہ ہادہ مررین کام	سیاح جان راہ دینی
ردائشہ توشہ نقیبی	ہم یار نہ شش رخ اکبر	ہم راز زد و نہ ہمیشہ

اگرچہ اس مقدمہ کا مقصد اس شخص کا بیان ہے مگر اس شخص کا بیان نہ صرف اس شخص کے لیے ہے بلکہ اس شخص کے لیے ہے جو اس شخص کے لیے ہے۔

جو کہ تقدیم و تاجیرت میں تقدیم و تاجیرت کا حکم کیا گیا ہو لہذا مخدوم جہان بیان کا احوال و حال  
 لکھا گیا و تاریخ ہو کہ آپ کے عدا محمد حضرت سید جلال بخاری نے حب اپنے پیروں سے سید جلال  
 رکہا ہے حرقہ علامت یا با اور پر کی رحمت سے اوچے میں آئے اور شریعت سوسی کے  
 مواہج نکاح کیا تو آفریدہ کار عالم نے انھیں تین مردہ کرامت فرمائے سید احمد کبیر سید ہما ملدین  
 اور سید محمد سید احمد کبیر جو اپنے والد کے ساتھ لیکن نئے آل کے صلب سے دوسرے مرد  
 سعادت آمد و خود ہوئے ایک مخدوم جہان بیان سید جلال الدین حسین بخاری دوسرے  
 صدر الدین راہ و قتال اور سید احمد کبیر نے سید جلال الدین حسین بخاری کو سات برس کے سن  
 شیخ جمال الدین محمدی کی خدمت میں کر شیخ ہما ملدین رکہا کے مریدوں سے نئے لے کر  
 آنحضرت کی دست نویسی سے مشرف کیا پھر شیخ جمال الدین محمدی نے ایک طباق من حرا لاکر اہل  
 مجلس پر تقسیم کیے سید جلال الدین حسین بخاری نے خرمایہ محفل تہا دل کیا شیخ جمال محمدی نے خرمایہ  
 رحمتہ کھائے کا سبب پوچھا جس کی کہ جو جواب کے دست حق پرست سے دستیاب ہوئے  
 اس کا تخم و در کرنا سو اونی پوچھ لے مرایا کہ تو وادچراغ ہو کر اسے عماراں کو قیامت تک  
 روشن رکھے گا سید جلال الدین حسین بخاری عالم تھم سے اور علوم عقلی و نقلی میں آپ نے  
 بہایت شغف کی تھی اور نقد اس امر کے ذمے کہ ایک شخص کے مرید ہو کر دوسرے سے  
 رجوع ذکرین اور فرمائے نئے کہ تمام مصلحا اور متلح کی زمارت سے مستفیض ہو جا چاہیے اور  
 اس حاب سے اپنے والد سید احمد سے خرقہ علامت کا پایا اور دوسرا خرقہ حضرت شیخ رکس الدین  
 ابو الفتح سے پایا۔ روایت ہے کہ رسول اللہ کی خدمت کر کے کہ اور مدیہ اور مصر اور تمام اور  
 سید المقدس اور روم و حراتین اور حلاسان اور بلخ اور کابل کی سمت سفر پایا اور مستخرج  
 کیے از اکلہ چرخ اکبر انھیں نصیب ہوئے اور مدیہ رسول اللہ میں سلطان العلماء راستہ الدین  
 عیسیٰ الدین بن سید الدین علی الیاضی الیسی سے ملاقات کر کے دوسرے اس حاب کی ملاقات  
 بن حاضر رہے اور سید عوارف و غیرہ انھیں پیشکش کیا اور مقول رہے کہ عہدہ

گو دیکھ کر ان کی خدمت میں حاضر ہوا شیخ وحید الدین عثمان سیاح نے کہ اسکی حسن صورت پر فریفتہ تھے فرمایا کہ اے میر حسن آہستہ آہستہ کچھ گن گنا اُس نے جواب دیا کہ یا شیخ بادشاہ اس بارہ میں نہایت قدغن رکھتا ہے یہاں تک کہ کوئی شخص قرآن بھی خوش آوازی سے نہیں پڑھ سکتا ہے شیخ نے فرمایا یہاں کوئی نہیں ہے دروازہ بند کر کے آہستگی سنون گا حسن قوال نے جب شیخ کو حد سے زیادہ مصر دیکھا ناچا رہو کہ یہ بیت پر وہ عشاق میں شروع کی بیت

از اہد ز دین بر آمد و صوتی ز اعتقاد | اتر سا محمدی شد و عاشق بہان کہ ہست |  
 شیخ یہ سنتے ہی ایسے وجد میں آئے کہ بخودی میں حجرہ کا دروازہ کھول دیا یہ خبر سنکر دوسو قوال ٹھٹھیا حاضر ہوئے اور اُس محلہ کے صوفیوں نے از دحام کیا محفل طولانی ہوئی اور یہ خبر شہر میں منتشر ہونے سے انبوہ کثیر اور جم غفیر اہل وجد و حال اور تماشا یوں کا شیخ وحید الدین عثمان سیاح کے محلہ میں جمع ہوا اور شیخ ساتھ اس جمعیت کے کہ قریب تین ہزار آدمی کے تھے تعلق آباد کی سمیت روانہ ہوئے اور پہلی سے وہاں تک ڈھائی کوس فاصلہ تھا وضع و شریف متحیر ہو کر سمجھ کر اب شیخ اور قوالوں کا بادشاہ کی تیغ سیاست سے بچنا محال ہو رہا وی کہتا ہے کہ جب شیخ ساتھ اُس وضع کے تعلق آباد کے قریب پہنچے بادشاہ غیاث الدین تعلق نے ملک شادی کو کہ جو اُس کے جملہ مخصوصان سے تھا بھیجا کہ جا کر دریافت کرے کہ یہ ہجوم اور شور کیسا ہے ملک شادی حسب الحکم گھوڑا سرپٹ پھینک کر ان کے قریب پہنچا دیکھا کہ شیخ وحید الدین عثمان سیاح اور صوفی اور قوال وجد کرتے ہوئے اور گاتے ہوئے آتے ہیں اُس نے فوراً پلٹ کر بادشاہ سے حقیقہً حال عرض کی بادشاہ نے فرمایا کہ میں اس شخص کی ایسی تنبیہ اور تادیب کروں گا کہ اور دن کی عبرت کا باعث ہو اس کے بعد بادشاہ نے تذکرہ خسرو خان قاتل قطب الدین مبارک شاہ کا طلب کیا کہ اُس میں دیکھوں کہ اس شیخ نے خسرو خان سے کس قدر روپیہ لیا ہے بعد حکم کروں گا کہ وہ روپیہ شیخ سے اسی وقت بشدت و اہانت تمام پھیر لوں اگرین دولت جو بادشاہ کی خدمت میں حاضر تھے انھوں نے عرض کی کہ اس شیخ نے خسرو خان سے زر فتوح ایک جہ قبول نہیں کیا ہے مقلب القلوب نے بادشاہ کے دل کو ایسا نرم کیا کہ یہ بات سنتے ہی ملک شادی سے فرمایا کہ توجہ جا کر شیخ کو میرا سلام پہنچا اور قصر خاص میں باغرا ز تمام لا اور سامان ضیافت ہیا کر کے قوالوں کو انعام شاہی سے مالا مال کر ملک شادی نے شیخ کو مع جماعت تین روزہ ہمان رکھا اور اپنی طرف سے بہت زر شکرانہ پیش کیا شیخ نے قبول نہ کیا پھر تعلق آباد سے ساتھ اُس از دحام اور خوغا کے غیاث پور کی طرف روانہ ہوئے اور شیخ نظام الدین اولیا کی ملازمت میں چند روز بسر کیے

نعمدی بھی شیخ مبارالدین ذکر پاک کے مریدوں سے ہیں لیکن شیخ صدرالدین عارف کے تربیت یافتہ ہیں علوم ظاہری اور باطنی سے ہر وہابی رکھتے تھے اور عارفی عادت اُس حساب سے بہت سرور دہوتے تھے اور قرآن کی اوجہ میں ہو

## ذکر شیخ وحیدالدین عثمان المشہور بسلح کا

شیخ نصرالدین اودھی مشہور بہ چراح دہلی سے نقل ہو کر شیخ وحیدالدین عثمان سیاح کوہین لے دیکھا ہوا ایک روز کیکو کھری میں دریا کے کنارے شیخ رکن الدین عارف کے مرید ہوئے اور انھوں نے ایسی ترک و تفریق کی کہ ایک تہمد کے سوا حوض عورت کو نہ پھنڈو رہا اور کچھ اپنے پاس رکھتے تھے اور اُسی حال سے شیخ کے ہمراہ عثمان بن ماکر کتاب عوارب مصنفہ شیخ الشیوخ عثمان الدین سرسہروردی اُن سے بڑھی اور قرآن مجید حفظ کیا اور مشہور ہو کر اب وہ سیاح کی احازت سے عارم سفر ہوئے اور قدم سیاحی میں چھوڑا چاگل اور عصا بھی نہ لیا وہی ٹکلی یعنی تہمد ہمراہ تھی اور سیاحی نمود کرنے تھے دات ماری کے سوا کوئی رفیق شفیق نہ رکھتے تھے بیان تک کہ مکہ معظمہ میں پہونچ کر ادا کیا اور وہاں سے مدینہ منورہ میں ماکر ایک سال مقیم ہوئے اور پھر موسم حج میں بیت اللہ میں ماکر طواف میں مشغول ہوئے اور جو کہ ہو اگر تم بھی حصرت نصرت علیہ السلام نے حاضر ہو کر اپنی استئین کا ساتھ اُس خانہ پر کیا اور جو بھی طواف میں مصروف ہوئے اور شیخ نے اگرچہ آنحضرت کو پہچان لیکل کچھ دکھا لکھا مگر اُن کے عثمان بن آن کر شیخ رکن الدین سے ملاقات کی شیخ نے فرمایا کہ خوب ہوا تم علیہ چلے آئے میں تو خلق کے لیے فتنہ جو جانے پھر لباس خاص پہنا لیکن ہمایا اور دسار ساک اُتار کر اُن کے سر پر رکھی اور بعد حیدر و زک کے حکم کیا کہ تم دہلی میں ماکر دو دو ناش اختیار کرو اور اکثر اوقات شیخ نظام الدین اولیا کی محبت میں مسر لیمان آنحضرت جان تھا ہے واسطے متزل مقرر کریں اسی مقام میں قیام کرنا اور میری دعا شیخ کو پہونچانا اور شیخ وحیدالدین عثمان سیاح جب دہلی میں فارود ہوئے شیخ نظام الدین اولیا سے ملکر بیٹے شیخ رکن الدین کا سلام پہونچایا شیخ نے شیخ نظام الدین اولیا کی ملازمت میں رہنے تھے اور سماع اور دعویٰ میں سیاحت و حیدر الدین عثمان رکھتے تھے اور بادشاہ عیات الدین نے ترک سماع کا حکم تیار کرنے سے پہلے یہ حکم کیا تھا کہ جو مطرب یا قائل کسی صوفی کے رہو روٹاگ کا دے گا اور صوفی دم مارے گا تو اُس کی زبان گڈی کی طرح سے چھبی جاوے گی اس سب سے کسی قوال اور صوفی کو یہ قدرت نہ تھی کہ محفل راگ اور سماع کے گرد حاتم الغرض اُن دونوں میں ایک روز شیخ وحیدالدین عثمان سیاح اپنی جماعت حائزین بیٹھے تھے میر جس قوال ولد میر حیات جو قوالوں کا سردار اور شیخ نظام الدین اولیا کے بخواہ عوارب کے مسلک میں منتظم تھایں وہ ہیں قوال اُس طرف سے گدما شیخ وحیدالدین عثمان سیاح

کی کہ بارالہا تیری نعمت بیدا اور رحمت لا تعد ہر مین اس امر پر اکتفا نہ کروں گا اُس کے بعد فرمان صادر ہوا کہ ہم نے تجھے اپنا معشوق بنایا تو اپنے تمام طالبوں کو میرا عاشق کر شیخ احمد یہ بشارت فیض مشارف تھمتے ہی پانی سے برآمد ہوئے اور اپنے مکان کا راستہ لیا الغرض راویں جس جگہ پہنچتے تھے خلعت کھنتی تھی کہ شیخ احمد معشوق آتا ہی منقول ہو کر پھر توجہ بہ اُن کا اس نہایت کو پہنچا کہ نماز سے بھی باز رہے اور جب علما و فضلا سمجھاتے تھے کہ انہیں تین مہینے اور بے شعور مری سے باز رکھیے اور نماز چکا نہ ادا کیجئے فرمایا قدرت نماز پر رکھتا ہوں لیکن فاتحہ الکتاب نہیں پڑھ سکتا علما نے جواب دیا کہ نماز بے سورہ فاتحہ درست نہیں ہے شیخ نے کہا فاتحہ پڑھوں گا لیکن ایک لغبہ و ایک نستعین نہ کہوں گا بولے یہ بھی جائز نہیں ہے تمام سورہ فاتحہ کی قرأت واجب ہے شیخ نے عالموں کی تکلیف کے سبب نماز میں قیام کیا جب ایک لغبہ و ایک نستعین پر پہنچے اُس جناب کے ہر بن موسے ایک قطرہ خون کا ٹپکا کہ تمام خرقة خون آلودہ ہونا چار علما کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ بزرگوار و مین زن حائضہ کے مانند ہوں مجھ پر نماز درست نہیں ہے مجھ سے دست بردار ہو

### ذکر مولانا شیخ حسام الدین نور اللہ مرقدہ کا

آنحضرت بھی شیخ صدر الدین عارف کے مریدوں میں انتظام رکھتے تھے ایک روز کا ذکر ہے کہ شیخ صدر الدین عارف شیخ بہار الدین زکریا کی قبر کی زیارت کر کے واسطے تشریف لے گئے تھے اور مولانا شیخ حسام الدین ہمراہ تھے مولانا حسام الدین کے دل میں یہ خیال گذرا کہ کیا خوب ہوتا جو شیخ بہار الدین زکریا کے مزار کے پاس تجھے ایک قبر کے مقدار زمین ملتی تو اُن بزرگوار کے جوار کی برکت سے میں عذاب و دوزخ سے نجات پاتا فی الفور شیخ صدر الدین عارف نے اُن کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا مولانا حسام الدین تمہارے مزار کے واسطے اُس زمین سے مجھے دریغ نہیں ہے لیکن حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمہارے مزار کے واسطے زمین طیب و طاہر شہر بیدا یونین تعین فرمائی ہے تمہاری قبر وہاں ہوگی منقول ہے کہ مولانا نے بلدہ بیدا یونین میں ایک شب کو خواب میں حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آنحضرت فلان مقام میں وضو کرتے ہیں صبح کو وہاں جا کر دیکھا کہ زمین تر ہے فرمایا مجھے اس مقام میں دفن کرنا خلاصہ یہ کہ اسی مقام میں مدفون ہوئے۔

### ذکر مولانا علامہ الدین رحمۃ اللہ علیہ کا

آنجناب بھی شیخ صدر الدین عارف کے مریدوں میں سے ہیں نہایت محقق اور فاضل تھے چار برس تک خدمت میں اُن محرم راز کے بسر لے گئے اور شیخ صدر الدین عارف انہیں ہمیشہ محبوب اللہ کہتے تھے اور وہ جناب رات دن میں دوبار کلام اللہ ختم کرتے تھے اور شیخ جمال

حسن انفال کا گذر ایک کوچہ میں ہوا اور سنگام مغرب ایک مسجد میں پہنچے دیکھا کہ ایک امام ہمارے  
جماعت کی ادا کرتا ہوا آپ نے اُس امام کے پیچھے اقتدار کی حب امام سلام پھیر کر ہمارے طریق  
ہوا آپ امام کا ہاتھ پکڑ کر ایک گوشہ میں لے گئے اور کہا اے صاحب ہم اس مار کی محبت  
میں شریک ہوئے اور تمہاری اقتدار کی تمہیں نماز میں دہلی سے نکال گئے اور وہاں سے بڑے  
حرید کر کے قتلان لے گئے اور قتلان سے عذین کی سمت اُن پر دون کو گران قیمت بجے کے واسطے  
رواہ ہوئے اور ہم تمہارے پیچھے لے سر پاجیران و پریشاں بھرتے رہے تائے اس مار کو کیا  
کین اور اس کا کانا نام رنجین اور فی الواقع لساہی ہوا تھا کہ حوش نے مرایا

### ذکر شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ کا

وہ جناب شیخ صدر الدین عارف کے مریدوں سے ہیں اتردے رہا وہ بین قندھار میں سکونت رکھتے  
تھے اور مردانہ لہجہ تھے بے حریت نہ کر سکتے تھے ایک مرتبہ آپ نے ابو محمد قندھاری سے  
رحمت لے کر رسم تجارت قتلان کی طرف رواہ ہوئے اور نو فوسی اور معشوقی پرستی اُن کا کام تھا  
الغافل حسنہ سے وہ ایک روز قتلان میں بیٹھے تھے کہ شیخ صدر الدین عارف کو شیخ ہمارا الدین ذکر بانی  
ریارت کے واسطے جانتے تھے لہذا اُن کی شیخ احمد بر بڑی ایک حادہ کو بھجا کہ انھیں جس طور سے  
عمن ہو میرے پاس لایہ کہہ دو جناب آپ والد نے مقررین داخل ہوئے اور شیخ کی ریارت  
بے سبب ہوئے لہذا اس کے حادہ شیخ احمد کو شیخ صدر الدین عارف کی خدمت میں لایا اور شیخ  
انھیں اپنے ہمراہ آپے مکان پر لے گئے اور آپے پہلو میں بٹھایا اور حوصلہ گرا تاہی شریعت  
طلب کرنے کے قدرے آپ نے نوش مرایا اور ماتی شیخ احمد کو دیا وہ شریعت انھوں نے پیا اسکے  
پے ہی ابواب معرفت کستادہ ہوئے اور وہ حور اثبات ہو کر شرف ارادت سے مشرف ہوئے اور جو  
کچھ نقد و حسن آپے پاس رکھتے تھے اس کا قہار کے درویشوں پر تقسیم کیا اور غنائ و بیاسے و شکش  
ہو کر خیر بد اختیار کی اور سات برس گوشہ از وایں چھوڑ کر بیاد حق مشغول ہوئے اور ہر وقت  
سج سے ایک میس حاصل کرتے تھے ماہ تک کہ ماریج علیا بر فائر ہو کر اہل ولایت سے ہوا  
واحد الوادین شیخ نظام الدین اولیا سے منقول ہو کر شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ اور احمد عزمین بیاد حق آپے  
مشغول ہوئے کہ چشم طاہری نہ کھولتے تھے ایک موقع میں سہا میں کہ ہوا مایت سر و تنی صبح کو غسل  
کے واسطے بانی میں داخل ہوئے اور ایک عرصہ تک ان میں درنگ کر کے رمان ماحاتین  
کھولی کہ انہی تو بادشاہ ہو اور بدوین کی لطافت سے لے مار ہو آپے نطف عیم سے مددگان  
نے نصاحت کو سر واز فرمایا ہوا و قسم بہ تیری محبت کی حب تک کہ میں اپنا قرب اور مرگہ نہ مانوں چکا  
اس بانی سے نہ بکھول کا آخرت ما آئی کہ ہماری درگاہ میں تیرا مرتبہ وہ ہو کہ ہم تیرے وسیلہ شفاعت  
سے فلاح کثیر کو آئیں دور رح سے رہا کر کے مشقت حادہ میں داخل کر کے شیخ احمد نے عرض

زکریا نے کہ اپنے حجرہ میں تھے صفائے باطن سے یہ امر دریافت کر کے اپنے خادم سے فرمایا کہ تم جا کر  
جماعت خانہ کی صف میں فرش اٹھا کر تمام صحن میں جھاڑو سے صاف کر دو خادم نے حکم کے موافق  
عمل کیا اور لوگ اس امر سے کہ خلافت عادت تھا تعجب ہوئے اور وقت دوپہر کا تھا کہ ناگاہ ایک  
فلکذا ابراہیم کا خانقاہ کے گرد نواح میں ظاہر آیا اور خانقاہ کے صحن میں اگلے تخم مرغ برابر گرنے  
لگے یہاں تک کہ تمام صحن ادلون سے بھر گیا اور ابراہیم بر طرف ہوا اور ایک آدلا خانقاہ کے سوا  
دوسرے مقام میں نہ کر اغرض کہ سید جلال بہت اگلے تناول فرما کر اپنی آرزو کو ہو پٹنے  
اور لمتان کی خلائق ایک ایک اولاد تیر گا اور تینا اٹھائے گئی اور جب شیخ نماز ظہر کے واسطے حجرہ سے  
برآمد ہوئے سید جلال بخاری کو دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا اے سید جلال بخاری اس حال میں اگلے  
مندان کے بہترین یا بروٹ بخاری کی سید جلال بخاری نے عرض کی کہ ایک اولاد لمتان کا شیخ بخارا  
کے سو پر کا لے سے بہتر ہو اور اسی عرصہ میں وہ جناب خرقہ خلافت کا پاکر بلدہ اوچہ میں مامور  
ہوئے اور اس حضرت کا مقبرہ اس شہر میں واقع ہے

### ذکر شیخ حسن افغان رحمۃ اللہ علیہ کا

آن جناب جی شیخ ہارالدین زکریا کے مریدوں میں سے ہیں جن کا یہ مرتبہ ہے کہ شیخ نے اپنی زبان  
مبارک سے ارشاد کیا کہ جب قیامت میں پیش کر سی ندا آوے گی کہ زکریا بخاری و رگاہ میں کب لایا  
عرض کروں گا حسن افغان کو لایا ہوں اور کتاب فوائد النوا دین شیخ نظام الدین اولیا سے مرقوم ہے کہ  
شیخ حسن مرد امی تھے کچھ بڑے لکھے نہ تھے بلکہ بعضہ حررت بھی زبان سے ادا نہ کر سکتے تھے  
لیکن لوح محفوظ ان کے آئینہ دل پر عکس افگن تھی اس دلیل سے کہ لوگ بارہا تین سطر ایک کاغذ پر  
تحریر کے ان کے رو بروئے جانے تھے ایک سطر احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ  
وسلم سے اور ایک سطر اقوال مشائخ سے اور ایک سطر آیات کلام مجید سے اور شیخ سے عرض  
کرتے تھے کہ فرمائیے ان سطروں میں احادیث رسول اللہ اور آیات قرآن شریفہ اور اقوال مشائخ  
کون ہے وہ جناب اول انگشت مبارک قرآن مجید کی سطر پر رکھتے تھے اور فرماتے تھے کہ  
یہ کلام حق تعالیٰ کا ہے کہ نور اس کا عرش اعظم تک مشاہدہ کرتا ہوں اور یہ حدیث رسول اللہ ہے کہ  
خلعت اس کی پہن ہتھین تک دیکھتا ہوں پھر مشائخ کے سطر کی طرف متوجہ ہو کر فرماتے تھے کہ  
یہ اقوال بزرگوں کے ہیں کہ نور اس کا فلک تک معاینہ کرتا ہوں اور یہ بھی شیخ نظام الدین اولیا  
سے منقول ہے کہ ایک وقت دہلی میں ایک مسجد بنا کرتے تھے اور قبلہ کے تعیین میں کہ دہلی طرف  
سید کرتا ہے بلکہ یمن سمت علما کو اختلاف ہوا اتفاقاً شیخ حسن افغان اس مقام میں وارد ہوئے  
اور قبلہ رو ایستادہ ہو کر کعبۃ اللہ کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا بیت اللہ کی زیارت کرو جسے علما  
جو حاضر تھے کعبۃ اللہ کی زیارت سے مشرف ہوئے اور شیخ کی تعظیم کو جھکے اور ایک روز شیخ





سجائی شیخ رکن الدین ابوالفتح کے دل میں یہ خیال گذرا کہ جو قرآن المسعدین واقع ہوا بہتر ہے کہ اس وقت ان بزرگوں کے درمیان نکتہ علمی مذکور ہووے فی الغر و ولون بزرگوار و نکتہ زبان پر اس کے کہ ای مولانا علم الدین جو کچھ تمھارے دل میں گذرا ہو اسے زبان پر لاؤ مولانا نے کہا آ کیا حکمت تھی کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی شیخ رکن الدین ابوالفتح نے کہا میرا دل گواہی دیتا ہے کہ بعض کمالات حضرت کے اس ہجرت پر موقوف تھے اس واسطے وہ ان تشریف لے گئے تو وہ کمالات حاصل ہووین بعد اس کے شیخ نظام الدین اولیاء نے یہ جواب دیا کہ میرے دل میں یہ آتا ہے کہ بعض ناقصان مدینہ کو مکہ خطیر کے سفر کی قدرت نہ تھی تا خدمت مبارکت میں مشرف ہو کر کسب فیوض کریں حق سبحانہ تعالیٰ نے آن حضرت کو مدینہ منورہ کی طرف بھیجا تو اہل نقصان آپ کے مین خدمت سے درجہ کمال کو پہنچیں سبحان اللہ ان دونوں بزرگوار نے درپردہ تواضع ایک دوسرے کی فرمائی اور بادشاہ قطب الدین مبارک شاہ کے عہد میں شیخ رکن الدین ابوالفتح تین مرتبہ دہلی میں تشریف لائے اکسیر اوقات شیخ نظام الدین اولیاء کے ساتھ صحبت رکھتے تھے اور جب بادشاہ کے مکیئے کا ارادہ ہوتا تھا اس روز تخت روان پر سوار ہوتے تھے اور مقام مناسب میں تخت کو ٹھہرانے تھے اور اہل حاجت اپنے عرائض تحریر کر کے تخت پر ڈالتے تھے اور قطب الدین مبارک شاہ کے دیوانخانہ کے تین دروازہ تھے دو دروازہ سے وہ جناب تخت روان پر سوار ہو کر جاتے تھے اور تیسرے دروازہ میں بادشاہ استقبال کے واسطے آتا تھا جب شیخ تخت سے اترتے تھے بادشاہ آن حضرت کا ہاتھ پکڑ کے دیوان خاص میں لے جاتا تھا اور حضرت کے روبرو مودب بیٹھتا تھا اور قدم رنجہ فرمانے کا عزیمت کرتا تھا اس وقت خادم شیخ کے اشارہ کے موافق خلایق کی عرضیاں بادشاہ کے ملاحظہ میں پیش کرتا تھا اور بادشاہ خود بڑھ کر ہر عرضیہ کے ناصیہ پر مدعی کے حسب مدعا بظہر خاص جواب لکھتا تھا اور ارکان دولت و شہنشاہ خاص کے موافق عمل کرتے تھے اور جب مقدمات خلایق کا تصفیہ ہو جاتا تھا شیخ اپنے مکان پر تشریف لے جاتے تھے اور امیر خسرو سے منقول ہے کہ شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر کے عرس کے دن حضرت رکن الدین ابوالفتح اور شیخ نظام الدین اولیاء دونوں بزرگوار موجود تھے جب قوالوں نے راگ شروع کیا شیخ نظام الدین اولیاء حالت وجد و حال میں آن کر اٹھا چاہتے تھے کہ شیخ رکن الدین ابوالفتح نے ان کا واسن پکڑ لیا بعد ایک لمحہ کے شیخ دوبارہ وجد میں آکر ایستادہ ہوئے اس مرتبہ شیخ رکن الدین ابوالفتح مانع نہ ہوئے اور خود شل اور درویشوں کے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوئے اور جب سماع موقوف ہوا بہر شخص اپنے مکان کی طرف راہی ہوا مولانا علم الدین نے شیخ رکن الدین ابوالفتح سے پوچھا کہ مانعیت اول اور سکوت ثانی کا کیا سبب تھا جواب دیا کہ میں نے اول مرتبہ شیخ نظام الدین اولیاء کو عالم الملکوت میں دیکھا تھا میرا بھی دسترس اس مقام تک تھا لہذا

ہمیشہ حاکم اور اراکین اور معمر اور اساطین در حقیقت رفته میاک | انظار و در شریعت نیست و چنانکہ  
 آنحضرت بہایت عظیم العذر اور عزیر ابو جود تھے اور عاوم معقول و مستول سے بہرہ وانی رکھتے تھے  
 اسے حد بر رگوار کے نظریات تھے اور اس حاکم کی اللہ ماعدہ سماء راستی کہ عدت میں اپنے  
 و مت کی رائے عصری تھیں اور بہر و ریکما رکھام اللہ رحم کرتی تھیں اور اسے حسرت سے ادا و ات عاقل  
 رکھتی تھیں ایک دن اُن کی ملازمت میں حاضر ہوئیں اور اس وقت میں شیخ رکن الدین ابوالفتح  
 سات جیسے کے اُن کے شکم مبارک میں پہنچے شیخ بہار الدین رکریا نے اُس روز خلاف  
 عادت اُن کی تعظیم کی اور فرمایا اسی نبی تعظیم اس شخص کی ہو کہ توحس کی حامل ہو اور یہ نور میں بہا سے  
 حادثان اور دو مال کا چراغ ہوگا ایک روز کا مذکور ہو کہ شیخ بہار الدین رکریا یلنگ پر رونق افروز  
 تھے اور آپ نے دستار مبارک ملنگ کے پایہ پر رکھی تھی اور شیخ صدر الدین چارپائی کے  
 قریب فرش پر بٹوب بیٹھے تھے اور شیخ ابوالفتح کا سن اُن دنوں میں چار برس کا تھا چارپائی  
 کے گرد بٹوبے تھے ایک بار اسی عصر کی دستار مبارک اٹھا کر رب سبکی شیخ صدر الدین نے  
 مصطرب ہو کر ماوار بلد فرمایا کہ اسی رکن الدین نے ادلی کر اور حضرت کی دستار مبارک اٹار کے  
 رکھ دیے شیخ بہار الدین رکریا نے فرمایا اسی صدر الدین حار فہم اے سے کہ وہ کہ سب  
 استحقاق کے رب سبکی ہو اور میں نے یہ دستار اُسے سختی معقول ہو کہ حضرت نے وہ  
 دستار اسی طو سے معقد جند و قی میں اداست رکھی ہو و عروس سجادہ اُس کو سر پر رکھتے  
 تھے اور حرقہ شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین عمر بہر و دی کا پہنتے تھے اور روشن آنحضرت  
 کی سلطان اوسید ابو الجری کی روشن کے موافق تھی ان کی مجلس میں جس شخص کے دل میں جو  
 کچھ آتا وہ آنحضرت پر کمشوف ہوتا تھا اور بخود و ماں سید حلال بخاری اور شیخ عثمان سیلح  
 کے ہاں کہ دہلی میں دروں پن مرید رکھتے تھے اور شیخ نصیر الدین اودھی المشور پوچھ دہلی سے  
 معول ہو کہ جس وقت شیخ رکن الدین ابوالفتح دہلی میں تشریف لائے تھے خلق کو آنحضرت کے  
 عطا سے طاہری اور ماطی سے ہر روز و روز عید اور ہر شب تہ قدہ ہوتی تھی اور بادشاہ  
 عالم الدین علی کے حمد میں دو بار دہلی میں تشریف لائے تھے اور بادشاہ قطب الدین مبارکشاہ  
 کے عصر میں تین بار اور بادشاہ عالم الدین علی باوجود عورت و شہمت آنحضرت کے استقبال کے  
 واسطے سوار ہوتا تھا اور اعزاز تمام شہر میں لاتا تھا اور دس لاکھ و پچہ پتلے دن اور پانچ لاکھ روپیہ  
 روز و دواغ لطیف فکرا کہ ارسال کرتا تھا اور شیخ رکن الدین کے پاس اُس دن جس قدر خوشگوار  
 آتا تھا علاقہ پر تقسیم کر دے تھے ایک درم یا دیار مانی رکھتے تھے اور مار مارا مانتے تھے  
 کہ میں ثمان سے عشق محبت شیخ نظام الدین اویا دہلی میں لکھنؤ اور نقل ہو کہ ایک وقت دو دن  
 درم کی سحر گیلو کبریٰ میں جمع کی تیار ادا کر کے ماہم لاتی ہوئے شیخ رکن الدین ابوالفتح شیخ نظام الدین اویا  
 کی عاقلہ کی طرف تشریف لے گئے اور درویشان صاحب حال و بان حاضر تھے مولانا علم الدین محمدی

اور اس وقت پانچ سو سوار اس کے ہمراہ تھے اور باقی سپاہ قیوم کے تعاقب اور غنیمت میں مصروف تھی اس درمیان میں ایک مغلوں کا افسر کہ دو ہزار سوار سے ایک باغ میں ایسا وہ تھا اور اسے حملہ کی فرصت نہ ملی تھی مثل کی خیر شکست شکر بقصد فرار روانہ ہوا جب گدڑ اس کا اُٹا لاپر ہوا محمد سلطان خان شہید کو بجاعت قلیل دیکھ کر شیر گرسنہ کی طرح تاخت لایا اور خان شہید کو مع تباہی سوار قتل کر کے زکھل گیا۔

انچ قارون کہ فرد میر و از قعر ہنوز | خواندہ باشی کہ ہم از غیرت درویشانست |  
پھر تو وہ مسطورہ ہوا وقت تمام شیخ کے مکان میں رہی اور آنحضرت کی برکت صحبت سے واصلان تھے سے ہوئی اور شیخ رکن الدین فردوسی سے کہ جو شیخ نجم الدین کے پیر ہیں اور وہ پیر شیخ شرف الدین بھی منیری کے ہیں مقول ہو کر ہیں نے ان دنوں میں خراسان سے ہندوستان کی غزیت کی اور جب ملتان میں پہونچا شیخ صدر الدین کی ملاقات کو ایام بعض میں گیا اور میں روزہ رکھتا تھا۔ شیخ نے کھانا طلب کیا لوگ بت اس کے ماندہ پر جو بادشاہوں کے دسترخوان کے مانند تھا حاضر ہوئے اور میں شیخ کے قریب اور درویشوں سے زیادہ تھا میں نے دیکھا کہ آن حضرت کے روبرو ایک طباق مرغیر سے بھرا ہوا اور ایک حلوے صابونی سے لبریز رکھا تھا شیخ نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا درویشوں بسم اللہ میں اگرچہ صائم تھا لیکن حکم میں اکل مع المغفور فہو المغفور اپنے تئیں اس سعادت سے محروم نہ کر سکا اور بسم اللہ کہہ کر اکل طعام میں مشغول ہوا دیکھا کہ شیخ بر غبت تمام طعام تناول فرماتے ہیں اور ہر ایک کو ان نعمتوں کے کھانے کے واسطے اشارہ کرتے ہیں میرے دل میں یہ خیال گذرا کہ اگرچہ تو نے درویشوں کے افطار میں مراعات میزبان کی کی پر ضرور ہو کہ قلیل غذا پر کفایت کرے غرض کہ جب یہ امر میرے دل میں گذرا شیخ نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ جس شخص سے ممکن ہو کہ وہ حرارت باطن سے طعام کو روشن اور نورانی کر سکتا ہو اسے طلت غذا کا مقید ہونا لازم نہیں ہے۔

اچونکہ لقمہ سے شود بر تو گسار | آن مزن ہر چہند ہوانی بخور |  
اور جب شیخ صدر الدین عارف مرض الموت میں مقبل ہوئے شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین عمر سروردی کا فرقہ اور دیگر چیزیں جو شیخ بہار الدین زکریا سے آئینہ پونچھ تھیں اپنے فرزند احمد شیخ رکن الدین ابوالفتح کو دے کر خلیفہ اور جانشین کیا اور ستر سال سو چتر ہجری میں قید جسمانی سے وارستہ ہو کر عالم روحانی کی طرف سفری ہوئے۔

ذکر شیخ رکن الدین ابوالفتح قدس سرہ العزیز کا

اسات

جہان معرفت سلطان معنی | وجودش آیت در شان معنی | دلش از طلعت اسرار سرورد

جسب العاق اس عہد سے محض ہم سوچا کرتین مطلق و س کے مطلقہ کیا اور بعد میں دور کے اس کی معارف سے یہ کہہ سکتا ہوں کہ عورت کا حق بیکار ہو کر شہر کے مالکوں کو طلب کیا اور اسے مسئلہ پوچھا کہ میں نے عرض کی کہ جب تک اس عورت مطلقہ نہ ہو دوسرے کی رفاقت واقع نہ ہو مگر روج درست نہیں جو محمد سلطان حاکم شہد کہ شاہزادہ تک مزاج تھا حمایت آئندہ ہو کر مسند سے اٹھا اور حکومت میں حاکم قاضی امیر الدین خوارزمی سے حو شاہزادہ کے محرم اور ہم سے تھے یہ بات کہی کہ اگر مطلقہ شہزادہ اس عورت کو ابھی خدمت میں لانا ہوں تو دور ج کے عذاب اور ماب کے عذاب کا خوف ہو اور حوائس علیحدہ رکھنا ہوں ماب دوری اپنے بین بین پاناہ و بون طرح شکل جو قاضی امیر الدین نے کہا اگر اہل پورے تو عرض کروں حاکم شہد سے اہل دی تھی اس نے فرمایا کہ اب ایک کام کہے اس مقام میں شیخ محمد الدین عارف ماک ذات اور فرشتہ دعوات ہیں اس عورت کو خلق سے پوشیدہ آئے نہ کجاح میں ملاوین پھر انحضرت سے طلاق لے کر حاکم ہیں تو معاج ہو و س محمد سلطان حاکم شہد سے حسب ضرورت اعانت دی قاضی صاحب نے خلق سے پوشیدہ اس دستور کو شیخ صدر الدین عارف کے عقدار دواچ میں لاکر ان کے سپرد کیا اور دوسرے دن اس عہد کے طلاق دیے کی تکلیف دی وہ عہد یہ جس سنگت شیخ کے قدم پر گر پڑی اور عہد میں کی کہ اگر آپ مجھے جو اس ظالم ماسق کے سپرد فرمائیں گے میں دامت کے دن آپ کی واسطیگیوں کی شیخ کو اس کی عہد داری پر رحم آما طلاق دیے سے انکار کیا قاضی یہ جس سنگت ایسے دواچ اور مصطرب ہوئے قریب تھا کہ ان کا مرغ روح غالب سے پھر ان کو فعل حاکم عہد کے وقت ہزار وقت ایسے تین محمد سلطان حاکم شہد کی لازمیت میں ہو گیا حال شہد ان کے پھر اور عصر سے اہل مطلب سمجھ گیا اور طبع میں اگر توار طلاق سے نکالی جاوے گا کہ قاضی کو ماب سے سکا کر کے پھر ہوش میں آکر یہ بات کہی کہ تری جو رہی معاہدہ ہو اگر میں کل شیخ صدر الدین کے حون سے اس کے ساطعات کو رہیں کہ و ن تو اس عورت سے حواس کے مگر میں جو کتر ہوں عہد حکم دما کہ تمام شہر میں منادی کر دو کہ کل علی الصبح تمام سیاہ و زہار میں حاضر ہوتے اور اس دن شاہزادہ نے دور راج سے کھانا کھایا لٹان میں آثار قیامت کے ظاہر آئے اور شیخ آئے آزاد و مرثات اور راج سے کسی سچ کا تفتان کے حال میں آنا تھا و بعد عصر کے یہ غیر شاہزادہ لے سکی کہ میں ہزار مقل جارا واد و خوار لٹان کی دواچ میں بزم و داخل ہوئے محمد سلطان حاکم شہد نے کہ اسے تین رستم و شان تصور کرتا تھا حکم دیا کہ تمام حون صبح کو کسل اور کسل ہو کر آوے یہاں علیوں کی معاہدت کو رہم کر و ن اس کے بعد شیخ کے حون سے ساطار میں رہیں کہ کے لیے دل کا کلبہ نکالوں خلاصہ یہ کہ دوسرے دن محمد سلطان حاکم شہد چاشت کے وقت صبح شہر سے رآمد ہوا اور شکر عظیم سے دوہرا اور علما سے مراد سے دامن کے دعوت کو متفرق اور پریشان کیا اور طبر کے وقت اداسے ہاز کے واسطے ایک مایاب پر وار و ہو کر مار میں تمام

عمر سروروی کے خرقہ کے سوا نصف انھیں دینا ظاہر یہ نقل بنائی ہوئی یعنی خلاف واقع ہو گیا نہ کہ یہ بات  
میزان درویشی کے پلہ میں نہیں سماتی ہو اور فقیر نے کسی کتاب میں صریح نہیں دیکھا کہ وہ مجذوب کون  
تھے اور انجام اس کا کیا ہوا اور کتاب محمد الفیاض میں مرقوم ہو کہ شیخ صدر الدین عارف نے اپنے اسے  
حال میں اپنے والد ماجد کی خدمت میں عرض کی کہ اگر ارشاد ہو میں علم نحو کے استحکام کے واسطے  
کتاب مفصل جو صاحب کشف کی تصنیف ہو پڑھوں شیخ نے فرمایا کہ صبر کر کہ آج شب کو حال  
مصنف کا دریافت کروں اسی شب خواب میں دیکھا کہ صاحب کشف کو فرشتہ زنجیر اور طوق میں  
مسلل اور مطوق کر کے دوزخ کی طرف لیے جاتے ہیں اپنے نوزعین کو اس واقعہ سے آگاہ بھی  
دی شیخ صدر الدین عارف نے جب یہ بات سنی اس کتاب کے پڑھنے کا ارادہ نسخ کیا ظاہر معلوم ہوتا  
ہو کہ صاحب کشف جو مذہب معتزلہ رکھتا تھا اس سبب سے عذاب میں مبتلا تھا اور مولانا  
امام الدین مبارک ملتانی آستانہ شیخ ابا بکر دلق پوش سے منقول ہو کہ ایک روز شیخ صدر الدین عارف  
دریا کے کنارے جو ملتان سے بفاصلہ ایک فرسخ واقع ہو وضو کرتے تھے اور ان کا بیٹا شیخ  
رکن الدین ابوالفتح کہ سات برس کی عمر رکھتا تھا ہمراہ تھا ناگاہ ایک طرف سے ایک غول ہرن کا  
پیدا ہوا اور ایک بچہ ہرنی کا اس کے درمیان میں تھا شیخ رکن الدین طفولیت کے سبب آہو برہ کی  
طرف راغب ہو کر اس کے خیال میں مشغول رہے اور جب غول نظر سے غائب ہوا اور شیخ صدر الدین  
عارف نے وضو سے فارغ ہو کر دو گناہ ادا کیا اپنے فرزند کو بلا یا کہ قرآن شریف کا سبج پارہ سبق  
دے کر یاد کرائیں اور وہ سعادت مند مصحف مجید کھول کر سبق پڑھنے میں مشغول ہوا اور عادت  
اُس صاحبزادہ کی یہ تھی کہ تین مرتبہ پڑھ کر چوتھائی پارہ حفظ کر لیتا تھا اور اُس روز ورس مرتبہ پڑھایا و  
نہ ہو شیخ صدر الدین نے صورت حال پوچھی بیٹے حاضرین نے جواب دیا کہ ایک غول ہرن کا اُس  
طرف سے گذرا اور اُس کے درمیان میں ایک ہرن کا بچہ تھا ایسا معلوم ہوتا ہو کہ مجذوم زادہ  
کو اُنکی طرف میل ہو شیخ نے ایک لحظہ تامل کیا کہ آیا وہ غول ہرن کا کس طرف گیا ہو شیخ رکن الدین نے  
فی الفور عرض کی کہ بابا فلان طرف گیا شیخ نے ایک لحظہ اُس طرف توجہ کی ناگاہ لوگوں نے دیکھا کہ  
ایک ہرنی اپنا بچہ ساتھ لیے ہوئے چلی آئی ہو جب قریب پہنچی شیخ رکن الدین نے دوڑ کر ہرن کے  
بچہ کو گود میں لیا اور سراور آنکھیں چوم کر پستان مادر اُس کے دھن میں چھوڑے تو وہ دھپے  
اور بعد اُس کے اُس مجذوم زادہ نے دوپہر میں کلام اللہ کا ایک پارہ حفظ کیا اور اس ہرنی کو  
مع بچہ اپنی خانقاہ میں چھوڑ دیا چنانچہ وہ مدت مدید تک وہاں رہی اور نقل ہو کہ بادشاہ غیاث الدین  
بلبن نے اپنے بڑے بیٹے محمد سلطان خان کو کہ آخر خان شہید مشہور ہوا چتر اور دور باش ہے کہ  
ملتان کی طرف بھجوا اور وہ شیخ کی ملاقات کر کے مالک کے انتظام میں مشغول ہوا اور اُس کی منگوحہ  
جو بادشاہ رکن الدین ابراہیم بن شمس الدین التمش کی دختر تھی اور زیور عفت و عصمت سے آراستہ  
تھی محمد سلطان خان شہید کی شراب کی کثرت سے ہمیشہ مخزون اور مغرور رہتی تھی ناگاہ محمد سلطان خان

کا اور عرصہ گذرنا فتح صدیق الدین مسعود گنج شکر نے عالم مالی سے عالم امانی کی سمت انتقال فرمایا

## ذکر شیخ صدر الدین عارف قدس سرہ الغریز کا

### ابیات

آن گہر معدن حق البقیس | بارہ رآس کر متی ماع دین | دادہ رہا کی بہ ہانگ مسلا  
مژدہ و مدت محلا و ملا | لختہ مواج دل پاک آو | عقل مروا وادہ در اورا کت

صدر رشتیں گشت معر شس برین | اعلیٰ مقامات ز حد احد صد ر دین

ابھین عارف اس واسطے کہتے ہیں کہ ہر راحم کلام اللہ کرے مجھے سمجھ کر گویا وہ ترکہ مصلحت  
مرانے تھے اور جس وقت ملاوت میں مشغول ہوتے تھے انھیں نوع قمع معانی کا سامنا ہوتا  
سھا اور وہ حساب بہت مالی رکھتے تھے کہ مال دیتیوں سے کچھ بے پاس نہ رکھتے تھے اور جب  
آپ کے والد شیخ ہار الدین رکریا کے آفتاب حیات نے عرب مات کی طرف رجعت کی آنحضرت کے  
شیخ صدر الدین عارف کے سوا جو فرد اور دوسری بی بی سے تھے جب شریعت عرب کے موافق  
مترکات تقسیم ہوئے اسباب و امانس کے علاوہ ستر لاکھ روپیہ نقد شیخ صدر الدین عارف کو میراث  
پونچھ انھوں نے لے وہ تمام نقد و عین اول رو رو قرار فقیر کے ایک درم اور دیار مانی رکھا  
حداس کے ایک شخص نے آنحضرت سے یہ عرض کی کہ آپ کے والدہ رگوار اس قدر نقد و  
عین عوار میں بچھا رکھے تھے اور ناہنگی تمام اُسے عوار پر صرف کرتے تھے آپ کو انھیں کی  
روش پر عمل کرنا چاہیے جواب دیا کہ میرے والدہ ماجدہ دیا یہ حال مطلق ہو گئے تھے اسات میں  
کے جمع آئے سے خوف نہ رکھتے اور تہذیب تمام قرار پر صرف کرتے تھے اور میں بھی  
اگرچہ اکثر اوقات مالک ہوں لیکن کبھی کبھی اپنی طبیعت کو مساوی پاتا ہوں لہذا اُس کے جمع کرنے سے  
اور پیشہ کرتا ہوں کہ مبادا مال دیتیوں سے غریب دہسے اس لیے اُسے اپنے پاس سے دور کرتا ہوں  
اور شیخ صدر الدین عارف بہت مرید صاحب جمال رکھتے تھے مثلاً شیخ جمال خداں و دو شیخ  
احمد معشوق اور مثلاً نا ملا الدین محمدی اور فرزند ارجمند حضرت شیخ رکن الدین الراجی تھے  
اور یہ جو لوگوں کی بڑائی نقل ہو کر شیخ ہار الدین ذکر پائے ملت کے دو شیخ صدر الدین عارف  
سے وصیت فرمائی کہ شہزادہ چمن ایک درویش سہایت کامل اور ماحصل ہیں انھوں نے اس تک  
کسی درویش سے پیوند نہیں کیا اور ہمارے حلقہ سے انھیں ایک نصیب و لغز ہو کر اگرچہ  
وہ میرے پاس آئے بعد میرے انتقال سے اس آویں گے اور اب تک انھیں حذر نہ لے مطلوب  
کیا کہ جس وقت وہ تمہارے پاس آویں پہلے دن ان سے ملاقات اور مصافحہ نہ کرنا اور منہ  
انھیں غلو میں ٹھاننا اور قرائن شریعت کی تلاوت میں مشغول کرنا اور جب وہ مد کے ملہ سے  
ہوش میں آویں تو اسیے رو رو انھیں ملانا اور جو کچھ ہم سے تحین پونچھ کر شیخ الشیوخ شہات الدین



اور منقول ہو کہ اُن دنوں میں ایک عزیز نے مولانا قطب الدین سے کہا کہ آپ کیوں درویشوں کی نسبت اعتقاد نہیں لاتے ہیں فرمایا اس سبب سے کہ میں نے ایک درویش ایسا دیکھا کہ اُس کا مثل نہیں پایا کا شفرین میرے قلم تراش کا دنبالہ ٹوٹ گیا میں نے بازو میں لے جا کر لوہاروں کو دکھلایا کہ اس قلم تراش کو بدستور سابق تیار کر دو کہ عیب جوڑ کا نہ رہے سب نے جواب دیا کہ ہرگز ایسا نہیں ہو سکتا حالت صلی سے کچھ کم ہو جاوے گا ایک لوہار اُن میں سے ہوا کہ فلان محلہ میں ایک کارگر بیکر نہایت پرہیزگار اور متقی ہو شاید وہ اسے درست کر دے جب میں اُس کی دوکان پر پہنچا ایک پیر مرد کو دیکھا کہ بیٹھا ہوا ہو پھر میں نے قلم تراش کا قصہ اُس سے بیان کیا اُس نے قلم تراش میرے ہاتھ سے لے کر فرمایا کہ ایک لحظہ آنکھ بند کر میں نے اُس کے نکتے پر عمل کیا اور نکلیوں سے دیکھا کہ قلم تراش اپنے ہونٹوں کے قریب لے گیا اور اُس پر دعا پڑھ کر میرے حوالہ کی جب میں نے اُسے نظر غور سے دیکھا تو سابق سے بھی اُسے بہتر اور محکم تر پایا اُس وقت میں نے وفور اعتقاد سے اُس کے قدم پر سر رکھا اور قدری زبردستیکش کیا آنحضرت نے قبول نہ کیا جب میں نے بہت خوشامد اور الحاح کی فرمایا تیرا قلم تراش درست ہوا اس سے زیادہ نیچے تکلیف نہ دے مولانا نے جب یہ حکایت تمام کی اُس عزیز نے کہا اے محمدوم وہ پیر قلم تراش درست کرنے والا شیخ بہار الدین زکریا کے مریدوں سے ہو شیخ کی یمن تربیت اور فیض برکت سے ساتھ اس مرتبہ کے پہنچا ہو مولانا قطب الدین متعجب ہوئے اور اس گفتگو سے جو نماز کے بارہ میں شیخ سے کی تھی پشیمان ہوئے اور کچھ دین کے بعد دہلی میں آنحضرت کی خدمت میں جا کر اپنی اوقات بسر کی اور شیخ نظام الدین اولیا سے منقول ہو کہ ایک دن حضرت شیخ اپنے چچہ میں مشغول بعبادت تھے ناگاہ ایک شخص نورانی پیدا ہوا نامہ سرسبز اس کے ہاتھ میں تھادہ نامہ شیخ صدر الدین عارف کو دے کر کہا کہ تم یہ خط جلد اپنے والد ماجد کی خدمت میں پہنچاؤ شیخ صدر الدین عارف سرنامہ دیکھ کر متحیر ہوئے اور چچہ میں جا کر وہ نامہ اپنے والد بزرگوار کو دے کر برآمد ہوئے اور اُس شخص کو جو نامہ لایا تھا نہ دیکھا اور شیخ نامہ پڑھ کر جوار رحمت حق میں داخل ہوئے اور چچہ کے چاروں گوشوں سے یہ آواز برآمد ہوئی کہ دوست اپنے دوست کے جوار رحمت میں داخل ہوا اور جب یہ سانحہ ہوش ربا صدر الدین عارف کے سمیع مبارک میں پہنچا فوراً چچہ میں جا کر اپنے والد کو دیکھا کہ مطہرہ خاک سے مطہرہ پاک کی طرف سفری ہوئے ہیں اور یہ واقعہ سترھویں تاریخ صفر ۷۶۲ھ چچہ سو چھیا سٹھ ہجری میں واقع ہوا اور شیخ نظام الدین اولیا سے منقول ہو کہ شیخ سعید الدین جموی اور شیخ سیف الدین خضریٰ اور شیخ بہار الدین زکریا اور شیخ فرید الدین مسعود گچ شکر ہمدرد خد اول شیخ سعید الدین جموی نے اس دارنا پائدار سے ارتحال کیا اور اُس کے تین سال بعد شیخ سیف الدین خضریٰ روضۂ رضوان کی طرف خرامان ہوئے اور اُس کے تین سال کے بعد شیخ بہار الدین زکریا نے وفات پائی جب تین برس

تاریخ فرشتہ آردو جلد دوم صفحہ ۹۳۲

ہکا۔ ہوتے ایک درویش کو دیکھا کہ وہ روٹی شور مارتا رہ رہ کر کے کھاتا ہر شیخ نے فرمایا  
 بہترین طعام۔ مر دکھاتا ہو اور حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ صلیبت طعام  
 شر۔ اور علمائے دین پریشانی میری نصیحت کے ہو اور احیاء اور نقل جو کہ ایک مرید شیخ کا ایک موقع  
 بات ولایت لاہور میں رہتا تھا اور اس قریہ کے قریب ساحل دریا تھا جہاں لوگ اوقات بسر کرتا  
 تھا ایک وقت وہاں کے تھکواڑوں نے اس کی رعایت کی حریب سے پالاش کی اور یہ بات  
 کہی کہ کچھ اپنی کرامات دکھائیے یا رنگاں اسال اور سوات گدشتہ کا مذاق کیجئے مرید نے  
 بہت جلد غلہ کر لیا کہ اسے معاف کرنا دے۔ بختا درویش ایک لحظہ سرمراقہ میں لے گئے کچھ دیر  
 کے بعد اٹھا کر واپس آیا کہ جانتا ہوں شمع لے کر آئے یہ سطور جو کہ آپ اس پانی پر قدم رکھ کر اس  
 بار عور کریں یا زرا تے سال کا ساق فرمائیں آخر کو درویش نے شیخ ہمارا الدین رکرا سے ہمت  
 چاہی اور رسم اللہ کر قدم پانی پر رکھا اور جس طور سے اسال رہیں رہتا ہو دریا سے حور  
 کیا اور اس بار ہو ٹیکر تھوید۔ صو کر کے دو جگہ شکر کا کھالائے اور پھر ایسی سواری کے واسطے  
 کشتی طلب کی لوگوں نے عرض کیا جس طور سے آپ تشریف لے گئے تھے اسی طرح سے چلے  
 آئیے فرمایا اور تھوید ہون کر لیں عویش پر کعب و عورت۔ پیدا کرے پھر لوگ کشتی لے گئے شیخ  
 نے سوار ہو کر رحمت کی اور نقل پر شیخ طعام الدین اولیا سے کہ ایک دن شیخ ہمارا الدین رکریا  
 عین متعوی بن مآوار بلند لغوہ دن ہوئے کہ ابھی شیخ سعید الدین عوی لے وار دیا سے رحلت  
 فرمائی اور حقیقت میں ویسا ہی ہوا تھا اور مقول ہو کر حب مولانا خلب الدین کا شانی ماوراء الہند  
 ملتان میں تشریف لائے شاہ ماصر الدین قباچہ والی ملتان نے ایک مجلس فرمایا در سہ اُن کے  
 واسطے تعمیر کیا اور مولانا کا علاقہ زمان تھے مار غر کی اُس مدرسہ میں ادا کر کے درس میں مشغول  
 ہوتے تھے اور شیخ ہمارا الدین رکریا کہ اُن کا استاد اے حال تھا ہر روز صبح کی نماز کے وقت  
 وہاں حاضر ہوتے تھے اور غر کی مار مولانا کے پیچھے بیٹھتے تھے ایک دن مولانا نے اُسے  
 بوجھا کہ تم کیونکر یہ تمام راستہ طر کے ساتھ سرے اقتدا کہنے ہو شیخ نے کہا میں اس حدیث  
 پر عمل کرتا ہوں میں منی حلف قایم نکا ماصلی حلف صبی مسل مولانا ساکت ہوئے دوسرے  
 دن جب شیخ صبح کے وقت اسی عادت کے موافق حاضر ہوئے مولانا ایک رکعت مار ادا کر چکے تھے  
 کہ شیخ دوسری رکعت میں شریک ہوئے حب مولانا تشدد میں بیٹھے شیخ نے سلام پھیرے سے پہلے  
 ایستادہ ہو کر اسی دوسری رکعت شروع کر کے نماز تمام کی مولانا نے کہا کہ تم کون انام کے سلام  
 سے پیشہ رحاست ہے شاید انام کو سو واجب ہوا ہو چاہیے کہ وہ مسجد مسجد کا کھالوے لیکن جو  
 مقتدی سلام سے مبتدئ تھے وہ مسجد مسجد کا مہین کر سکتا ہو شیخ نے کہا کہ اگر کسی کو نور ماض کے  
 سب معلوم ہو سکے کہ انام کو کچھ سو واجب میں ہوا ہو اس کا اٹھا روا ہوگا مولانا نے کہا جو  
 کہ احکام شریعت کے موافق میں ہو وہ ظلمت ہو شیخ نے حب یہ بات سی پھر نماز کو حاضر ہوئے

سید شہزادان پوراء الدین ماسکتا تھا کہ مولانا سے لایا ہے یا ان کی ہے شہزاد کھانا اور صلیبت

روکے تمام گر گئے اور عورت سب نے جب انھیں اس ہیئت سے دیکھا روگر دان ہو کر مصر میں واپس  
 آئی اور سید اس بلاے ناگہانی سے نجات پا کر اس مقام میں ساکن ہوئے چنانچہ مقبرہ آن کا وہاں  
 ہوا اور جماعت قلندرؤں کی وہاں رہتی ہو اور ہنگامہ برپا رکھتی ہو اور نقل ہو کر ایک رات شیخ  
 بہا الدین زکریا اپنے خلفائے درمیان میں بیٹھے تھے اُن سے یہ خطاب کیا کہ تم میں ایسا کوئی شخص  
 ہو کہ دو رکعت نماز ادا کرے اور ایک رکعت میں تمام قرآن مجید پڑھے سب خاموش ہوئے شیخ نے  
 دوکانہ میں قیام کیا اول رکعت میں ختم کلام اللہ کیا اور دوسری رکعت میں چار بارہ پڑھ کر بعد علیہ  
 سلام کہا اور بارہا فرماتے تھے کہ جو کچھ تمام اہل حال کو میرا توفیق ایزدی سے مجھے پسر  
 ہوا اگر ایک چیز نصیب نہوئی وہ یہ ہو کہ ایک بزرگ آغاز صبح سے طلوع آفتاب تک ختم قرآن کرتے تھے  
 اور میں ہر چیز کو مشغول کرتا ہوں یہ دولت میر نہیں ہوتی ہو میں چار بارہ پڑھتا ہوں اور  
 منقول ہو کہ شیخ بہا الدین زکریا جس مرید کو قبول کرتے تھے فرماتے تھے کہ ہر درسی  
 سرسری نچا ہے ہونا ایک دروازہ پر محکم بیٹھنا چاہیے تو گو ہر مقصود و سقیاب ہو ایک روز  
 کا تذکرہ ہو کہ ایک مسافر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا حضرت نے اُس کے حال پر توجہ نہ فرمائی اور  
 باحضر اس کے واسطے نہ طلب کیا سافر نے کہا حدیث میں وارد ہے من زار حیا ولم یزق شیا  
 فقد زار میتا شیخ نے کہا خلق کی دو قسم ہیں عوام اور خواص مجھے ساتھ عوام کے کچھ کام نہیں ہو  
 اور اُن کی زیارت اعتبار نہیں رکھتی اور خواص بقدر حال مجھ سے فیض پاتے ہیں نقل ہو کہ شیخ  
 کے مریدوں میں سے شیخ بھستانی تھے اور لاہور میں رہتے تھے ایک روز کہ یوم عید  
 تھا عید گاہ میں نماز پڑھنے جاتے تھے انھیں نے آسمان کی طرف منہ کر کے عرض کی باخدا  
 ہر غلام اپنے مالک سے عیدی مانگتا ہو اور میں بھی تجھ سے مانگتا ہوں تو خزانہ غیب سے مجھے  
 عنایت کر جب یہ دعا تمام ہوئی ایک حریر کا قطعہ بخط سبزا آسمان سے نازل ہوا اور اُس میں تحریر  
 تھا کہ ہم نے آتش دوزخ تجھ پر خرام کی اور اُس کی حرارت کی مشقت سے آزاد کیا عید گاہ کے  
 تمام حاضرین نے شیخ کے دست مبارک کو بوسہ دیا اور ایک شخص نے اُن میں سے یہ عرض کی  
 اے شیخ تو نے عیدی انہی بانی اب مناسب ہو کہ تو مجھے بھی عیدی سے سرفراز فرمائے شیخ  
 بدرجہ بھستانی نے جب یہ کلام سنا فوراً وہ حریر کا ٹکڑا بغل سے برآور وہ کر کے اُسے بخشا اور فرمایا  
 کہ یہ عیدی تجھے مبارک ہو اور قیامت کے دن میں جاؤں اور آتش دوزخ اور شیخ نظام الملک  
 اولیا سے نقل ہو کہ شیخ بہا الدین زکریا نے ادا خیرین بخلاف ادا نکل کے روزہ دائمی اور بھوک  
 ریاضت برطرف کی چنانچہ اُن کے باورچی خانہ میں قسم قسم کا طعام لذیذ لکھتا تھا آپ ہر مسافر  
 اور مہمان کے ساتھ مقتضائے کھلاوا من الطیبات و اعلوا صالحا طعام ہائے لذیذ متبادل کرتے  
 تھے اور جس شخص کو دیکھتے تھے کہ خدا کی نعمت پر غبت تمام کھاتا ہو خوش حال ہوتے تھے  
 الغرض ایک دن دسترخوان اُن کے رو برو بچھا تھا جب اس درمیان میں درویشوں کے ساتھ

خواجہ غفر الدین گیلانی نے یہ حال مشاہدہ کر کے حد سے زیادہ اہتمام سے پہنچایا اور تمام مال اپنا  
شیخ کی مذکر کے حضرت کے سنگ مریدوں میں منقسم ہوئے اور بعد عرصہ قلیل واصلان حق  
سے ہو کر حرقہ سلامت کا پایا اور پچیس برس شیخ کی خدمت میں بسر کئے آخر رحلت کے کہ کبریا معطر  
کی طرف متوجہ ہوئے اور سردر عہدہ مبارک میں پہنچ کر رحمت حق میں واصل ہوئے اور اسی مقام  
میں مدفون ہوئے اور آج تک اکثر لوگ وہاں مدفن کے حاکم ہیں اور ان کی روح پر متوجہ  
سے استغاثات جانتے ہیں شیخ نصیر الدین اوہی المشہور بہ چراغ دہلی سے متعول ہو کر ایک وقت  
شیخ ہمار الدین رک راہ شیخ التبع شیخ شہاب الدین عمر سروردی کی خدمت سے رحلت ہوئے  
اور ایک روز اتنا سا راہ میں ایک مسجد میں نروال کیا اس مقام میں ایک عمارت قلندران حوالق  
لوش کہ لباس سید جلال محسبہ و کار جو درخش ہوئے اور جب رات کے وقت شیخ عبارت سے  
غایب ہوئے بعد مراقبہ شیخ کی نظر ایک قلندر پر پڑی کہ نور اس کلمہ سہرا علی کی طرف مایل تھا  
شیخ تعجب کر کے آہستہ اس کے پاس تشریف لے گئے اور دیکھا کہ اسے مرد عداس قوم کے  
درمیان کیا کرتا ہے اس نے جواب دیا اور ذکر یا ہر قوم میں ایک خاص ہوتا ہے جو کہ حق سہرا تھا  
اس قوم کو اسے غشتا جو اور وہ سید عالی نسب اور عالم اور فاضل اور مجتہد و پندہ اسم مبارک  
آن کا عبد القدوس اور مصل کے مرد تھے اور دیکھا کہ سید جمال الدین عمر کی قبر پر لباس قلندر  
پہنا تھا شیخ نے انہیں لباس قلندر سے راؤ دہ کر کے غشتا گاہ سے عالم کو گھیر کر پہنچایا اور مشعرہ  
ان کا قصہ کہن میں جو یہ و اور اصحاب کے امان پر واقع ہوا اور سید جمال عمر دسوی تھے اور ایک  
دست مصر میں معنی رہے خوشکل و گون کو مسائل میں پیش آتی تھی سید جمال عمر کتاب دیکھے چاہا  
دیتے تھے چنانچہ مصر کی حلقہ ان کتاب حارہ رواں کہتے تھے اور کہتے ہیں آعرش انہیں حد  
اور ایسی طاقت پیدا ہوئی کہ ریش و روت تر شو کر دیا طمن حومصر سے ساتھ یا آٹھ منزل ہو اور حضرت  
یوسف علیہ السلام کے عہد سے اس وقت تک وہاں تھا مگر ہوش ہوئے اور بعد حیدر کے  
پہنچا ہوش میں آن کر مہوت کے مامد سٹھے اور دروہ نماز نہ کرتے تھے اور علما سے معذور وہاں مگر  
انہیں لمحوہ اور راحی کہے گئے اور سمجھا کر کہ کہ حآن کے خلق میں ڈالا کچھ حد مہمبین  
ہو پوچھاں کی ایذا رسانی سے دست کتن ہو کر معتقد ہوئے لیکن قول صحیح یہ ہو کر سید جمال عمر  
معدت حس و حال سے بھی مہجور تھے چنانچہ مصری انہیں یوسف ثانی کہتے تھے اور جس طور  
سے ربحا حضرت یوسف پر عاشق ہوئی تھی اسی طرح سے ایک عورت امرا سے مصر سے  
سید جمال عمر پر معنون ہوئی اور آن حضرت اس سے تنگ آکر مصر سے دیبا کی طرف  
سماں گئے اور وہ عورت مرطاعتن سے متاب ہو کر ان کے پیچھے روانہ ہوئی جب یہ صبر  
سید جمال عمر کو پہنچا مضطرب ہوئے اور دست و عا وہ گاہ قاصی الخا عات میں ملکہ کر کے اپنے  
نروال حسن کی استدعا کی اور وہ و حاشرف احاطت سے مقرون ہوئی مگر ریش و روت اور

سرخ سقر لاتی پہنے ہوئے تھا شیخ نے فرمایا کسل سرخ لباس شیطان کا ہے کیونکہ ہمارے عبد اللہ قول کو یہ قول ناگوار خاطر ہوا کلام ہے اور بانہ زبان پر لایا کہ لوگوں کے پاس خزانے نامحسوس موجود ہیں اسپر فطرت نہیں کرتے پر آنے کمال کو جسکی قیمت نیم تنگہ سے بھی کم ہے عیب فرماتے ہیں شیخ نے فرمایا کہ اگر عبد اللہ ہوش میں آ اور وہ اضطراب کہ چورون کے سبب سے تالاب پر رکھتا تھا یا وہ عبد اللہ قول یہ کلام صدق انجام منکر استغفر اللہ کہتا ہوا شیخ کے قدم مبارک پر گرا اور شیخ نظام الدین اولیا مولانا ناصر الدین عارف سے نقل کرتے ہیں کہ میں ایک وقت مولانا نجم الدین سنائی کے پاس گیا مجھ سے پوچھا کہ کج کل کیا مشغول رہتا ہے میں نے عرض کیا تفسیر کشاف اور ایجاز اور عمدہ کا مطالعہ کرتا ہوں مولانا نجم الدین نے فرمایا کشاف اور ایجاز کو چلا اور عمدہ کا شاعری اور حب مولانا ناصر الدین عارف مولانا نجم الدین کی خدمت سے رخصت ہوئے شیخ بہار الدین زکریا کی حضور سی میں حاضر ہو کر تمام ماجرا بے کم حکایت عرض کر کے کہا کہ مولانا نجم الدین نے یوں فرمایا ہے شیخ نے کہا ہاں یوں ہی ہے اور نظام سبب اس کا جیسا کہ شیخ صدر الدین عارف سے داستان میں مرقوم ہوا یہ تھا کہ کشاف اور ایجاز کے کے منع کرنے کا سبب اس کے سوا اور معلوم نہیں ہوتا ہے کہ شیخ بہار الدین زکریا نے واقعہ میں دیکھا ہو گا کہ مصنف کشاف کا اہل دوزخ سے ہے اور ایجاز کے بارہ میں بھی اسی قبیل سے کچھ ہو گا الغرض جو سبب اس کا معلوم نہ تھا مولانا ناصر الدین کو یہ بات شاق گذری اور رات کو ان تینوں کتاب کہ مطالعہ میں مشغول ہوئے اور جب خواب نے غلبہ کیا عمدہ کو دو نوں کتاب پر حکم سر پہ اور محلہ چراغ سے کشاف و ایجاز دو نوں جگر خاکستر ہوئیں اور عمدہ آگ کی آفت سے محفوظ اور سلامت رہی مولانا حسام الدین حاجی سے کہ شیخ نظام الدین اولیا کے مریدوں سے تھے منقول ہے کہ خواجہ کمال الدین مسعود شیروانی جو شیخ بہار الدین زکریا کے مخلصوں سے تھے اور وہ نہایت شمول تھے اکثر جواہر کی سوداگری کرتے تھے ایک وقت جزیرہ جردن سے بندر عدن کی غزیت میں جہاز پر سوار ہوئے ناگاہ باد مخالف پیدا ہوئی جہاز کا سستل ٹوٹا قریب تھا کہ جہاز غرق ہو جائے خواجہ کمال الدین مسعود شیروانی نے بغیر تمام حضرت شیخ بہار الدین زکریا سے توجہ کی اور مدد کے طلبگار ہوئے اسی وقت شیخ نے جہاز میں حاضر ہو کر اہل جہاز کو نجات کی بشارت دی اور غائب ہوئے اور حکم خدا سے باد مخالف ساکن ہوئی جہاز بندر عدن میں سلامت پہونچا اور تمام سوداگر دن غنہ از روئے صدق اور اخلاص کے ثلث مال اپنا خواجہ کمال الدین مسعود شیروانی کے سپرد کیا کہ شیخ کی خدمت میں پہونچا دے خواجہ نے وہ مال لے کر نصف جواہر اپنا بھی شیخ کے واسطے علیحدہ کر کے خواجہ فخر الدین گیلانی کے ہاتھ کہ مرد معتبر اور صادق تھا لبنان کی طرف بھیجا خواجہ فخر الدین گیلانی جب آپ کی ملازمت میں حاضر ہوا اس جناب کو اسی صورت اور لباس سے کہ جہاز پر مشاہدہ کیا تھا دیکھا کہ زیادہ تر معتقد ہوا اور مال اور جواہر کہ قریب ستر لاکھ روپیہ کے تھا پیشکش کیا حضرت نے وہ مال میں روز کے عرصہ میں فقرا اور مساکین پر قسمت کیا اور

نے شمس الدین شمس کو آنا دیکھا اور پھر سرح اور سیاہ اور چوگاہ حاص سلطان ناصر الدین محمد سوم کی  
 اسے بخش کر دیوید کیا اور حکومت شہر و صوبہ اور ملتان کی ناصر الدین قاجار کو دے کر  
 شمس الدین شمس کی اطاعت کے واسطے وصیت فرمائی تھانہ ناصر الدین قاجار نے بعد  
 وفات قطب الدین ایبک دعوت کبک کے شمس الدین شمس کی کردہ کی کاودشاہ تھا اطاعت کی  
 اور ماورائے سندھ کے شرع محمدی کے رواج میں بھی سماعی نہ ہوا اس کے متعلقوں نے فتنہ و مجبور  
 شروع کیا شیخ ہمارا الدین رکرا اور قاضی شرف الدین اصعبانی عامل ملتان نے شمس الدین شمس  
 کے پاس نکاتیب شہر طارمجا لعت ناصر الدین قاجار اور عدم رواج شریعت تحریر کر کے ارسال  
 کیے اتفاقات سے وہ مکتوب ناصر الدین قاجار کے آدیون کو دستاں ہوئے اور ناصر الدین قاجار  
 اُن خطوط کو پڑھ کر حیرت و کد کے واسطے محتاج کر کے طلب میں آیا اور آدمی شیخ سار الدین رکرا اور  
 قاضی کی طلب میں گئے وہ دونوں برنگوار حاضر ہوئے شیخ کو اس نے اسے پہلو میں بٹھایا اور  
 قاضی کو بھی اپنے رار بٹھا کر اُن کا حلقہ کے حوالہ کیا قاضی اسے دیکھ کر شرمندہ اور سرگم ہوئے  
 ناصر الدین قاجار نے قاضی کو اُسی وقت تیج ظلم سے نقل کیا اس کے بعد دوسرا خط شیخ کو دیا شیخ  
 نے فرمایا کہ اللہ یہ خط میرا جو لیکن میں نے اسے مران حق کے مواقع لکھا ہوا تو کیا کر سکتا ہے  
 ناصر الدین قاجار نے یہ کلام سنا کہ اپنے گناہ اور شیخ کو ماعزاد و اکرام تمام رحمت کیا اور نقل ہو کر بعد اللہ  
 نام ایک قوال روم سے ملتان میں آیا اور شیخ کی ملازمت کر کے عرصہ میں ہر ہفتہ شیخ الشیخ شیخ  
 شہاب الدین سہروردی نے میری آواز سنی ہو آپ بھی اگر سماعت فرمائیں تو مدہ تباری سے  
 بعد ہو گا شیخ نے فرمایا جو آنحضرت نے سلم فرمایا بھی ہے گا اور یہ رات گئے حضرت عمو میں تشریف لے  
 اور شمس سلم کی سفید ہوئی بعد ازاں قوال نے یہ بیت نکلایا کی بیت

استان کر شہر تاب حور و مد | | اور پہلو سے دکناب حور و مد |

شیخ بعد میں اُن کر ایسا وہ ہوئے اور چراغ آستین سے بٹھایا بعد اللہ قوال سے متعلق ہو کر حب شیخ  
 اثناے سلم میں میرے قریب آئے آنحضرت کے واس کے سوا اور کچھ مجھے نظر نہ آیا اور  
 دوسرے دن بعد اللہ قوال طاعت مگر امایہ اور میں روپیہ نقد پاکر احوال کی طرف روانہ ہوا اور وہاں  
 پہونچ کر شیخ مرید الدین کچ شکوے قدموسس ہو کر دہلی کی سمت روانہ ہوا اور پھر مرید تلیل میں مقیم  
 ابو دین میں مراعت کر کے ملتان کی رحمت طلب کی اور عرصہ کی کرامت ہو کر امیدوار تھا کہ بعد میں شیخ  
 نے ارشاد کیا یہاں سے خان تالاب تک میرا علاقہ ہو جائیگا کے شیخ سار الدین رکرا کے پاسے نقلی  
 رکھتا ہو بعد اللہ قوال میں حدیث کو بوسہ دے کر روانہ ہوا جب اس تالاب کے قریب پہونچا  
 ایک جماعت ماہر ذوق کی ششیرا سے برہمہ نمودار ہوئی بعد اللہ قوال کو حضرت شیخ مرید الدین خود  
 کچ شکر کا کلام یاد آیا تالاب بعد بکرا یا شیخ ہمارا الدین رکرا میری مدد فرمائے یہ کہنے ہی راہر  
 حاضر ہوئے جس پر بعد اللہ قوال ملتان میں پہونچ کر شیخ کی قدموسی سے شرفیاب ہوا حاضر

اور شیخ نے چاہا کہ دوسری دختر جو اس سے چھٹی تھی ابراہیم عراقی کے جہاز نکاح میں لائے گئے تھے  
 فرزند شیخ صدر الدین عارف سے اس بارہ میں مشورہ کیا آنسوین نے جواب دیا میں نے ایک روز  
 ابراہیم عراقی کو سا باط خاں قہار پر دیکھا تھا کہ کھڑا ہوا اور پیراہن کو اٹھا کر کسب ہوا کرتا تھا جو ایسا شخص لائق  
 پیوند کے نہیں جو اور ابراہیم عراقی بعد از وفات شیخ بہ نسبت حاج بیت اللہ ملتان سے برآمد  
 ہوئے اور حریم شریفین کی زیارت کے بعد روم کی سمت روانہ ہوئے اور شہر تونسہ میں  
 شیخ صدر الدین عارف کو دیکھ کر کتاب نصوص اُن سے پڑھنی اور نسخہ لغات لکھا اور روم میں حسن  
 قوال پر کہ جمال دلپذیر اور حسن صورت بے نظیر رکھتا تھا عاشق ہو کر غزلیں کہیں چنانچہ یہ  
 مطلع غزل کا اُن میں سے ہے

ساز طرب عشق یہ دانی کہ چہ سارست | از زخمہ او نہ فلک اندر تگ و تازست |  
 بھر وہاں سے مصر میں گئے اور ایک مہجی کے ایک کے حسن و لربا بہ شیعہ ہوئے اور بعد اُس  
 کے ولایت شام میں جا کر شہر دمشق میں ایک امیر زادے پر عاشق ہوئے اور وہاں فرزند اُن کا  
 کبیر الدین جو شیخ بہار الدین زکریا کی دختر سے تھا ملتان سے آکر آپ کی ملازمت سے مشرف ہوا  
 خلاصہ یہ کہ ابراہیم عراقی ذیقعد کی آٹھویں تاریخ ۸۸۷ھ میں فوت ہوئے قبر  
 ان کی اور اُن کے فرزند کبیر الدین کی دمشق میں شیخ نجی الدین عربی کے مزار کے پیچھے ہے اور  
 شیخ بہار الدین زکریا کے مریدان صادق الاخلاص میں سے ایک مرید امیر حسین نام قوم سادات  
 سے ہیں اول مرتبہ اپنے والد سید نجم الدین کے ہمراہ برسم تجارت ملتان میں پہنچ کر مرید ہوئے  
 اور تصدیقات علمی کو ساتھ کمال پہنچ کر فارغ تحصیل ہوئے لیکن اپنے والد ماجد کے بعد عالم  
 تجرید میں قدم رکھا اور مال و بیوی سے جو کچھ رکھتے تھے فقرا کو دے کر ملتان میں آئے اور  
 شیخ کے مریدوں کی سلک میں منتظم ہوئے اور تین برس اُن کی خدمت میں رہ کر بہت کمال  
 حاصل کیے اور اُن کی اکثر تصانیف مثلاً نزہت الارواح اور زواہد المسافرین اور کنز الرموز وغیرہ  
 شیخ کی شرف اصلاح سے مشرف ہوئی ہیں اور شیخ بہار الدین زکریا اور اُن کے فرزند شیخ صدر الدین  
 عارف کی درج کتاب کنز الرموز میں لکھی ہو اس بات

شیخ ہفت تعلیم قطب اولیا	واصل حضرت نذیم کسبریا	مفخر ملت بہاء شرع و دین
جان پاکش منبع صدق یقین	از وجود او بہ نزد دوستان	جنت الما و اشدہ ہندوستان
منکہ روائیک و از بد تا فتم	این سعادت از قبولش یافتم	رحمت ہستی چون بردن بردن
کر و پر داز ہما بر آشیان	آن بلند آوازہ عالم پناہ	سرور عصر افتخار صدر گاہ
صدر دین و دولت آن مقبول حق	انہ فلک بر خوان جو دش یک طبق	اور میر حسین چھٹی شوال
سے شیخ حسن افغان ہیں کہ احوال اُن کا عنقریب مذکور ہوگا نقل ہر کتاب الدین ایک	سے شیخ بہار الدین زکریا	سے شیخ حسن افغان

شیخ بہار الدین زکریا کی ولایت شام میں جا کر شہر دمشق میں ایک امیر زادے پر عاشق ہوئے اور وہاں فرزند اُن کا کبیر الدین جو شیخ بہار الدین زکریا کی دختر سے تھا ملتان سے آکر آپ کی ملازمت سے مشرف ہوا خلاصہ یہ کہ ابراہیم عراقی ذیقعد کی آٹھویں تاریخ ۸۸۷ھ میں فوت ہوئے قبر ان کی اور اُن کے فرزند کبیر الدین کی دمشق میں شیخ نجی الدین عربی کے مزار کے پیچھے ہے اور شیخ بہار الدین زکریا کے مریدان صادق الاخلاص میں سے ایک مرید امیر حسین نام قوم سادات سے ہیں اول مرتبہ اپنے والد سید نجم الدین کے ہمراہ برسم تجارت ملتان میں پہنچ کر مرید ہوئے اور تصدیقات علمی کو ساتھ کمال پہنچ کر فارغ تحصیل ہوئے لیکن اپنے والد ماجد کے بعد عالم تجرید میں قدم رکھا اور مال و بیوی سے جو کچھ رکھتے تھے فقرا کو دے کر ملتان میں آئے اور شیخ کے مریدوں کی سلک میں منتظم ہوئے اور تین برس اُن کی خدمت میں رہ کر بہت کمال حاصل کیے اور اُن کی اکثر تصانیف مثلاً نزہت الارواح اور زواہد المسافرین اور کنز الرموز وغیرہ شیخ کی شرف اصلاح سے مشرف ہوئی ہیں اور شیخ بہار الدین زکریا اور اُن کے فرزند شیخ صدر الدین عارف کی درج کتاب کنز الرموز میں لکھی ہو اس بات



ہمت مصروف رہائی کر اسیں لباس قلندر ہی ترک کر کے اُس لڑکے کی قسعت سے نکالت نشیں  
تھرا شیخ کو گھر ہو سکی کہ قلندران مسافر ملتان سے کل گئے اور شیخ نے مال کیا اس درمیان میں ایک  
آدمی سبایت غلیظ کر کسی نے مذکور بھی تھی اچھی اور گرد و غبار کی کثرت سے اس نے لباس رات  
کا پہنا حصہ عالم تیرہ و تاریک پورا قلندروں کی جماعت میں راہ میں کہ حسنا فی حقنی تار کی کی مدت  
سے سرسیدہ اور در حواس ہوئی اور صریح دوسرے کی یہ کھڑکھڑاتی اور بریشاں ہو کر ہر ایک طرف  
جاڑے اور شیخ ابراہیم عراقی نے قصد دارادہ ایسے راستہ میں پھنسے کہ وہ لے اصابا رستہ  
بہار الدین کر کے مکان پر پہنچے اور شیخ نے سماعے المین سے دریافت کر کے خادم کو بھیج  
اٹھیں حالہا میں طلب کیا اور ابراہیم عراقی کو اپنے آقوس ملک میں کچھ چاہا شیخ کا سیدہ اُن کے  
سیدہ پر ہو چکا اسی وقت قلندر کچھ کی محنت ابراہیم عراقی کے دل سے دور ہوئی اور شیخ نے  
آجیں اسے لباس خاص سے مشرف فرمایا اور اُن کے رہے کے واسطے ایک حجرہ مقرر کر کے  
ترتیب میں مشغول ہوئے اس کے بعد شیخ نے اپنی دفتر کھفت اور بریگاری میں اپنے وقت  
کی راحہ تھی اُن کے عقد نکاح میں دی اور ابراہیم عراقی اور پیر محمد شہر آباد جو بھائی شیخ الشیوخ  
شیخ شہاب الدین سہروردی کے تھے وہ ہمیشہ سادہ عیاروں کو یہ نظر پاک دیکھتے تھے ایک  
دو راہل اعراض نے شیخ الشیوخ سے عرض کی کہ ابراہیم عراقی ایک نفلہ کے لڑکے کے درویش  
نظارہ کر تا ہے شیخ الشیوخ نے ملاکر ملاٹ کی اور فرمایا ابراہیم عراقی دونی دیکھتا ہے کہ اس کام  
میں مشغول ہو اٹھو اور پیر کرا اور ابراہیم عراقی نے کہا شیخ میرے کمان جو جو کھتا ہوا دیکھتا ہے  
شیخ شہاب الدین اس گستاخی سے بے رحم ہوئے اور ابراہیم عراقی یہ امر سمجھ کر ایک مدت راز راز  
رہنے رہے بیان یکسخت شیخ الشیوخ اُن سے راجی ہوئے اور انھیں شیخ شہاب الدین رکھا  
کے پاس نشان میں رہا کیا چاہا ابراہیم عراقی نشان میں چھپے اور ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے  
کہ انھیں رس اُن کی خدمت میں سرے گئے اور سلوک میں ریاضت اور عبادت میں مشغول  
ہوئے اور متعہ حد سے زیادہ حاصل کی اور اُن دنوں میں اشعار بر سر کہتے تھے اور شیخ شہاب الدین  
کر با کہ اس کلام سے وعدہ اور حال پیدا ہوتا تھا اور شیخ کا ایک شب گدہ مارا ابراہیم عراقی کے  
خود کی طرف ہوا مرمداس محل کا مشاغل

میں مادہ کا مدھام کرود	از پیشتر مست سانی نام کرود	ابراہیم صمد مرع حال عاشق
رلفا ہر دیان دام کرود	بہا لہر کماخ و لامست	سم تیرود و عشقش نام کرود
زہر نعل شاں از لب و چشم	مہا شکر و بادام کرود	چونو دگر و در راز عشقش عاشق
عراقی راجد نام کرود		

شیخ کو اس محل کے سب سے وعدہ و حال عجب ظاہر آیا اور مقول ہو کر ابراہیم عراقی اُن دنوں  
میں شیخ بہا الدین زکریا کی خدمت میں سرے جانے لگے وہ محل کی کدھڑق کی بھی دیتا ہوئی

خرقہ کے امیدوار ہو کر خوش حال ہوئے تھنا را علی الصبح اُن بزرگوار نے شیخ بہار الدین زکریا کو مکان کے اندر طلب کیا اور اُس مکان کو ساتھ اُس وضع کے جو خواب میں دیکھا تھا مشاہدہ کیا اور شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر نے اٹھ کر اپنے ہاتھ سے وہ خرقہ کہ حضرت رسالت پناہ نے اشارہ سے فرمایا تھا طلب سے اٹھا کر انھیں پہنایا اور یہ فرمایا یا شیخ بہار الدین زکریا یہ خرقہ حضرت نبوت پناہ ہی کے ہیں اور میں درمیان میں متوسط ہوں بے اجازت آنحضرت کے کسی کو نہیں دے سکتا ہوں شیخ نظام الدین اولیا فرماتے ہیں کہ جب چند روز میں شیخ بہار الدین زکریا کو یہ نعمت عظمیٰ نصیب ہوئی تو وہ درویش جو مدت مدید سے شیخ الشیوخ کی ملازمت میں حاضر تھے متعجب ہوئے کہ میں جو خدمت چند سالہ کے یہ دولت نصیب ہوئی اور ہندی فقیر نے مجھ کو پہنچا کر یہ سعادت حاصل کی بعد اس کے شیخ الشیوخ نے عالم کشف میں یہ امر دریافت کر کے درویشوں سے فرمایا کہ تم لوگ لکڑی تر کے مانند ہو اور زکریا بمنزلہ ہینرم خشک ہو اور آگ خشک لکڑی کو جلد تر پکڑتی ہو بعد اس کے شیخ الشیوخ نے شیخ بہار الدین زکریا کو وداع کیا اور رخصت کے وقت فرمایا کہ ملتان میں جا کر حکومت کر کہ اُس ملک کے باشندوں کی ہدایت تم سے رجوع ہوتی ہو کہتے ہیں اُس وقت میں شیخ جلال الدین تبریزی کہ خدمت میں شیخ الشیوخ کے حاضر تھے عرض پیرا ہوئے کہ مجھے شیخ بہار الدین زکریا سے کمال محبت ہم پہنچی ہو اگر ارشاد ہو اُن کی صحبت میں رہ کر ہندی سیر کر وں شیخ الشیوخ نے رخصت فرمایا لیکن شیخ جلال الدین تبریزی خوارزم تک ہمراہ گئے اور وہاں اجازت لے کر اُس حدود میں توقف کیا اور شیخ بہار الدین زکریا ملتان میں جا کر متاہل ہوئے اور شیخ صدر الدین عارف اور دیگر فرزند بھی آفریدگار عالم نے انھیں کرامت فرمائے اور شیخ بہار الدین زکریا کے مرید بہت ہیں از انجملہ ایک سید جلال بخاری ہیں احوال اُن کا مرقوم ہوگا اور دوسرے اُن حضرت کے مریدوں سے شیخ خضر الدین اور شیخ ابراہیم عراقی ہیں اور شیخ ابراہیم عراقی اٹھارہ برس کے سن میں اپنے مدرسہ میں جو نہایت پُرکلف تھا بیٹھ کر درس دیتے تھے اور طلبہ کو فیض پہنچاتے تھے ان دنوں میں ایک جامعہ قلندروں سے مدرسہ میں آن کر اُن کی ملاقات سے شرف یاب ہوئی اور جو کہ اُس جامعہ میں ایک مروضہ صاحب جمال تھا شیخ کی نگاہ جو بہن اُس پر پڑی دل ہاتھ سے جاتا رہا درس و بحث کو ترک کر کے اُن کی ہمائی میں مشغول ہوئے اور جب تین چار روز کے بعد قلندر اُس حال سے واقف ہوئے خراسان کا راستہ لیا شیخ ابراہیم عراقی بتیاب ہو کر دو تین روز کے بعد انکی تلاش میں روانہ ہوئے اور اُن کے پاس پہنچ کر ارادہ رفاقت کا کیا قلندروں نے عرض کی آپ مرد بزرگ ہیں قلندر ان ابرو تراش کے ساتھ کیونکر صحبت برآر ہو گئے شیخ ناچار ہو کر چار ابرو تراش کر اُن کا لباس پہن کر رفیق ہوئے اور اُس جامعہ کے ہمراہ سیر کرتے ہوئے ملتان میں پہنچے اور شیخ بہار الدین زکریا کی خاتواہ میں گئے جب نظر شیخ کی اس جماعت پر پڑی عراقی کو آپ نے پہچانا اور متعجب ہوئے کہ یہ معاملہ کیا ہو بعد اُس کے

آئے سے سبایت محطوطا ہوئے اور مریدوں کے ماسد ماعرار و اکرام بیت آئے اور کمال الدین علی شاہ نے وہاں استقامت و باقی اور قلعہ کوٹ کر درمیں جس کو سلطان محمود نے حج کیا تھا مولانا محاسن الدین ترمذی رہتے تھے جو گلگیر خان کے عہد میں ترمذ سے علاقے وطن ہو کر وہاں قلعہ کوٹ کر درمیں آئے تھے کمال الدین علی شاہ اُن کی دعوت پر آگے ہو کر وہاں رہے اور شیخ محمد الدین کے فقہار و روح میں لائے اور شیخ ہمارا الدین رکریا اُس دعوے مند اکثر کے لعل سارک سے قلعہ کوٹ کر درمیں رہے تھے پاسو اٹھتر ہجری میں پیدا ہوئے اور شیخ عین الدین بجا پوری نے مکرانہ الاولیاء میں لکھا ہے کہ شیخ ہمارا الدین رکریا اولاد مبارک بن اسود بن مطلب بن احمد بن عبدالعزیز بن تقی سے ہیں اور جیار اسلام میں آئے تھے اور اُن کے بھائی مسیمان رحمہ اور عمر داود و فضل و محبت کمر جنگ بدر میں قتل ہوئے تھے اور اسودہ جو پیغمبر صلی اللہ علیہ آک وسلم کے ارواح میں تھیں بی بی رحمہ کی بہن العرص حبشیہ ہمارا الدین رکریا بارہ برس کے ہوتے شیخ وجہ الدین اس دار عالمیادار سے کوچ کر کے رحمت حق میں داخل ہوئے اور شیخ ہمارا الدین رکریا سے سفر حجاز کا اختیار کیا اور وہاں عارفون کی صحبت میں ہو کر بیکریا میں رہے اور بخاری میں حاکم علوم ظاہری کی تحصیل میں مشغول ہوئے اور مرتبہ اہتمام کو پہونچے اور شریعت عظیم بانی سدرہ سال کی عمر میں حجاز کی بندرہ اور افادہ علوم میں مصروف ہوئے حاجی ہر روز ستر مرد علما اور فضلا اُن سے استفادہ کرتے تھے بعد اُس کے مکہ معظمہ میں حاکم حجاز مساکم بحال لائے اور ایک راوی کہتا ہے کہ اُن حضرت مدینہ رسول اللہ میں پانچ برس محاور رہے اُس کے بعد شیخ کمال الدین محمد بنی کے پاس کئی عرصہ گزارے تھے ترمذ میں رہے مگر وہاں تدریس حدیث فرماتے رہے تھیں کثرت حدیث کو بڑھ کر اور احادیث حاصل کر کے بیت المقدس کی طرف تشریف لے گئے اور انبیاء علیہم السلام کی زیارت سے مشرف ہو کر بعد ازاں آئے اور وہاں کے متلح کی زیارت کر کے شیخ الشیوخ تہاب الدین عمر سرور دی کی صحبت کے فیض سے مشرف ہوئے اور مروا تہ شیخ نظام الدین اولیا سترہ روز میں حرمہ حلاوت کا حاصل کیا کہتے ہیں کہ شیخ ہمارا الدین رکریا قصد حصول فکر عنایت اور حرقہ حلاوت شیخ الشیوخ کی مجلس میں حاضر ہوئے ایک رات کو شیخ کی حالتا وہ میں بیویہم دکھا کہ ایک مکان پر مسور سرور کا سات صلوات اللہ علیہ اُس میں تشریف رکھتے ہیں اور شیخ الشیوخ شیخ تہاب الدین عمر لطیف محاب آپ کے مدبر و ایثار وہ ہیں اور اس مکان میں ایک لمبا سدرمی ہوئی ہے اور حرقہ حلاوت اُس کتاب برآوردان ہیں بعد اُس کے علاوہ موجودات سے شیخ نے شیخ کے درویش سے شیخ ہمارا الدین کو اپنے روز و ملا و شیخ الشیوخ نے اُن کا ہاتھ بڑھ کر کے منڈیں مار گاہ فوت کے قدموں سے مشرف کیا اور آنحضرت نے شیخ الشیوخ کو اشارہ کیا کہ وہاں حرقہ شیخ ہمارا الدین رکریا کو ہما شیخ الشیوخ نے حضرت کے فرمان کے موجب عمل کر کے دوبارہ شیخ کو پائے ہیں اقدس سے سرمدی بخشی اور وہ حجاب مسد اس خوب کے شیخ الشیوخ کے

مکان کے قریب ایک مسجد اور خانقاہ نہایت سکھ کی تعمیر کی اور محمد اکبر بادشاہ شیخ کی مجلس میں اکثر حاضر ہو کر شیخ کی تعظیم اور تکریم میں کوشش کرتے تھے اور جب ان حضرت مسیح نو سو ستر ہجری میں برحمت حق واصل ہوئے ان حضرت کے بڑے صاحبزادہ شیخ بدر الدین سجادہ نشین ہوئے اور بعد چند روز کے مکہ میں جا کر وفات پائی ان کا دوسرا بیٹا کہ قطب الدین نام رکھتا تھا وہ اس سبب سے کہ ان کی والدہ نے نور الدین محمد جہانگیر بادشاہ کو دودھ ملا یا تھا اس بادشاہ صوری اور معنوی کے عہد میں مرتبہ بزرگی اور امارت پر پہنچا حکومت بنگالہ کی پائی اور بعد چند عرصہ کے وہ ایک اہل قدر کے ہاتھ سے مقتول ہوا شیخ بدر الدین کا فرزند کہ علامہ الدین نام رکھتا تھا بنگالہ اسلام خان اور حکومت بنگالہ پر سرفراز ہوا اور شیخ سلیم حشتی کی نسبت شیخ فرید الدین مسعود گنج شکیبے سے یونہی شیخ سلیم بن بہار الدین بن شیخ سلطان بن شیخ آدم بن شیخ موسیٰ بن شیخ مودود بن شیخ بدر الدین بن شیخ فرید الدین مسعود اجداد ہنس مشہور گنج شکر قدس اللہ اسرارہم ورنہ درجہ اہم فی القدس ان اوراق کے ناظرین پر یکمین پر پوشیدہ نہ رہے کہ سلسلہ حشتیت میں سوائے جماعت مذکورہ کے اور بھی اولیاء اللہ بہت ہیں کہ احوال ان کا فقیر کی نظر سے نہیں گذرا مثل مولانا شیخ جمال ہانسوی اور مولانا بدر الدین اسحق اور شیخ بدر الدین سلیمان اور شیخ علامہ الدین اور مولانا فخر الدین اور شیخ شہاب الدین امام اور دوسرے بہت مشائخ کہ نام ان کے فقیر کے گوش زد نہیں ہوئے اس صورت میں اگر توفیق رہبری کرے گی اور وہ کتاب کہ مشتمل ان کے حالات پر ہے نظر سے گزرے گی خلاصہ اس کا اضافہ کتاب ہذا ہوگا والا جس شخص کو فرصت ہو وہ تحریر کر کے ملحق کرے کہ فقیر ممنون تلافی ہوگا

لمعہ دوسرا خاندان شہر وردیہ ملتان کے بیان میں  
ذکر حضرت شیخ بہار الدین زکریا قدس سرہ کا

### ابیات

آن محمد را ز لامکانی	موصوف صفات جاودانی	افلاک زیر پایے کردہ
در عالم عشق جا بے کردہ	چارہ وقتہ از فناے توجید	یا کو فتنہ و دمقتام تصعید
باطن بہویت و حقیقت	ظاہر بشریت و طریقت	ہم پاک گزیدہ مشائخ
دان مردم دیدہ مشائخ	سلطان سریر ملک تمکین	یعنی کہ بہاے ملت و دین

زبدۃ الاتقیاء خلاصۃ الاولیاء شیخ بہار الدین زکریا قدس اللہ سرہ الغریب مشائخ کبار سے ہیں ہندوستان ان کے غبار آستان سے سر رفعت کا آسمان پر دکھائی اور جد بزرگوار آنحضرت کے کمال الدین علی شاہ قریشی ملکہ معظمہ سرخوار زم کی طرف آئے اور وہاں سے قبۃ الاسلام ملتان میں تشریف لاکر ساکن ہوئے اور جو کہ جد بزرگ کے صلاح اور تقویٰ میں کمال رکھتے تھے باشندے وہاں کے ان کے

## احمد محمد دہشتیار اور دہشتیاری

اور یہ بھی مقبول ہے کہ شیخ نظام الدین اولیاء نے مارا دیا مگر اگر خدا مجھے اس ترک کے سوسیر کے  
سبب بخشے اور امیر خسرو نے اُن کی مدح میں بہت کچھ کہا ہے اور یہ دوست بھی ہیں سے بن ابیات

احمد محمد دہشتیار اور دہشتیاری  
ملک کردہ پشیمان ہستیہ

اور جسے کتب میں بغیر کی نظر سے گذرا ہے کہ ریاضت امیر خسرو کی مود و شعل امارت کے اس  
درخشا علی کو پہنچی تھی کہ عالیس سال صوم الدہری میں بسر کیے اور حضرت خواجہ صحر کی ملاقات  
سے شرف ہو کر لغات دہن کی التماس کی چنانچہ حضرت خواجہ صحر نے ارشاد کیا کہ یہ دولت شیخ صلح الدین  
سعدی شیرازی کے نصیب ہو چکی امیر خسرو نے شیخ نظام الدین اولیاء کی ملامت میں حاضر ہو کر وہ  
حقیقت عرص کی شیخ نے ایسا کہ وہیں اُن کے وہیں میں ڈالا چنانچہ اُن کی تاثیرات اور برکات  
سے امیر خسرو نے مائے کتاب سلک نظم من نظم کین اور مشہور ہے کہ امیر خسرو نے اپنی بعضی  
تصانیف میں لکھا ہے کہ میرے اشعار باریک الگو سے کثیر اور جارا لاکھ سے زیادہ ترچہ ہیں اور یہ بھی فرمایا  
کہ ایک روز میرے دل میں یہ حال گذرا کہ میرا تخلص اہل دول سے ایک حسرت رکھتا ہے  
اگر مقرر کی حسرت مسوب ہوتا تو کیا خوب ہوتا عرصۂ قیامت میں مجھے سائتھ اُن نام کے ملانے  
سلطان المشائخ نے یہ امر دریافت کر کے فرمایا کہ وقت سعید میں تیرا تخلص رکھا جاوے گا  
بیر بعد چند روز کے فرمایا مجھے یوں ظاہر ہوا کہ مجھے صرف عشر میں مجھ کا نہ لیس کسر  
ملایا جن گے اور امیر خسرو کی مدت عمر جو داسی رس کی تھی

## ذکر شیخ سلیم قدس سرہ کا

آنحضرت شیخ فرید الدین سودگنج شکر کی اولاد سے ہیں ماہی کے سپاہی سے قصہ سبیری ہیں جو  
شہر گڑھ سے مارہ کوں ہو رہتے تھے اور شیخ سلیم کی اسی قصہ میں ولادت ہوئی حبس رستا اور  
تسکر ہوئے مسائل لامدی سے سرہ حاصل کر کے تصنیفِ طعن میں کوستس کی اور دو مرتبہ  
سبیری سے ولایت میں جا کر مالک حبیب اور رحم اور روم اور بین کی سبکی ایک مرتبہ سولہ برس  
اُن حدود میں رہے دوسری مرتبہ سات برس اور ایک مدت نصرہ میں بسر لے جا کر بنیسیں  
کر کے ہندوستان میں ملاحت کی اور اُس پہاڑ پر جو سبیری کے پہلو میں واقع ہے سکونت اختیار  
کی اور عبادت اور ریاضت میں مشغول ہوئے اکثر ایام صوم میں بسر لے جاتے تھے اور شیراز  
اور سلم شاہ اغان سورا و خواص حال کہ اُن کے ہمراہے کیا رہتے تھے آنحضرت سے امداد  
صادق کہتے تھے اور بلال الدین جو اکبر بادشاہ نے بھی آنحضرت سے محبت اور احسان ہم  
پہنچا کرتا تھا ایک شہر صوم سرج پور میں ولایا اور مارہ میں تک لے جاتے تھے کہ شیخ کے

کہ شیخ نظام الدین اولیا نے بار بار فرمایا تھا کہ امیر خسرو بعد میرے زندہ نہ ہے گا جب علت کرے میرے پہلو میں دفن کرنا کہ وہ میرا صاحب اسرار ہو اور میں بھی لغیر اُس کے بہشت میں قدم نہ رکھوں گا اور اگر وہ شخص کا ایک قبر میں دفن کرنا جائز ہوتا تو میں وصیت کرتا کہ اُسے میری قبر میں دفن کریں تو دونوں ایک جا رہتے انقض جب امیر خسرو فوت ہوے جا ہا کہ وصیت کے موافق شیخ کے پہلو میں مدفون کریں ایک خواجہ سہرا کہ منصب وزارت رکھتا تھا اور شیخ کا مرید تھا مانع ہوا کہ شیخ کے بعض مریدوں کا شیخ اور امیر خسرو کے مزار میں شبہ واقع ہوگا اس واسطے انھیں شیخ کے پائین یاروں کے جو ترہ پر مدفون کیا چنانچہ یہ قطعہ میرے استاد کا مادۂ تاریخ اُن کا ہے

| قطعہ تاریخی |

میر خسرو و ملک سخن	آن محیط فضل و دریاے کمال	نثر و دلکش تراز مار معین
نظم و صافی تراز مار زلال	بلبلستان سراسے داد و دین	طوبی شکر مقال بے زوال
از تاریخ سال فوت او	چون نادم سہرا لڑے خیال	شد عظیم الشان یک تاریخ او
	دیگرے شد طوبی شکر مقال	

تذکرۃ الاولیاء میں مسطور ہے کہ امیر خسرو استادین ماضیہ کی نسبت طعنہ زن ہوتے تھے خاص اُس وقت میں کہ جس نظامی کا جواب کہتے تھے اور سلطان الشایخ نظامی گنجوی کے باطن سے خوف کھا کر منع کرتے تھے اور امیر خسرو در جواب کہتے تھے کہ میں آپ کی پناہ میں ہوں کچھ آسیب مجھے نہ پہونچے گا قضا راجب بیت کی بیت

| کو بست خسرویم شد بلند | | اغفلہ درگور نظامی فکند |

ناگاہ تیغ برہند امیر خسرو کی طرف نمودار ہوئی امیر خسرو نے نام شیخ اور شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر کا لیا جس وقت ایک ہاتھ پیدا ہوا اور آستین کا سر تیغ کے پیلہ میں دیا وہ تلوار و ہان بے گزر کر کے ایک بیر کے درخت پر کہ اُس مقام میں تھا ہو چکی امیر خسرو شیخ کی خدمت میں حاضر ہوے اور یہ حال اپنے پیرو مرشد سے اظہار کیا چاہتے تھے کہ شیخ نے سہرا آستین کا انھیں دکھایا پھر امیر خسرو نے زمین خدمت کو لب ادب سے بوسہ دے کر دعا کی اور شیخ نے

اُن کے حق میں یہ دو بیت فرمائیں ابیات

خسرو کہ بہ نظم و نثر مثلش کم خاست	ملکیت ملک سخن از خسرو ماست
ابن خسرو ماست ناصر خسرو نیست	زیر کہ خدا ناصر ابن خسرو ماست

شیخ آذری نے جواہر الانوار میں لکھا ہے کہ شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی عین پیرانہ سالی بن شیراز سے امیر خسرو کی ملاقات کو ہندوستان میں آئے شعر میں حق استاد ی اُن پر ظاہر کرتے تھے امیر خسرو بھی نہایت اعتقاد آن حضرت سے رکھتے تھے اُس بیت سے اُن کا اعتقاد ظاہر ہے

| خسرو سمرست اندر ساغر معنی بر بخت | | شیراز خجائے سعدی کہ در شیراز بود |

اور دوسرے مقام میں فرمایا مصرع

سے ماعت فرمائی لیکن حورستہ محنت کا اُن کے درمیان میں معصو ط تھا ماعت کے کچھ ماندہ  
 رہتا اور اہل حرص نے پھر یہ امیر سلطان خان شہید سے عرض کیا اور اس مرتبہ شاہراہ  
 عیظ میں اُن کو جہت تازیانہ خواجہ حسن کو مانگے اور وہ جان سے رآمد ہو کر پھر امیر خسرو کے مکان پر  
 گئے اور محمد خان شہید کو اُسی وقت یہ خبر پہنچی متعجب ہو کر ایک حصار مجلس سے کہ حقیقت حال  
 سے مطلع تھا یہ رہا کہ انکی محنت عمارتی رہو حقیقت سے آراستہ ہوئی تیرا وسان کا حال حال پردہ  
 عفت اور صلاح سے سیراستہ ہوا ہر محمد سلطان خان شہید نے آدمی بھیجا اپنے خسرو کو طلب کیا کہ وہ چاکر  
 محنت تھا رہی تیرا شوق ہوا سے پاک ہے مابین آنکھوں نے خواب دیکر دوئی ہمارے درمیان سے  
 کوچ کر گئی محمد سلطان خان شہید نے گواہ طلب کیے امیر خسرو نے ہاتھ آستین سے راز درو کہ گئے کما صرح  
 اگر اہ عاشق صادق در آستین ماند

محمد سلطان خان شہید نے حب دیکھا کہ نشان تار مار کا حسن مقام پر خواجہ حسن کے بیویا تھا  
 امیر خسرو کے ہاتھ پر ظاہر ہو سکوت اختیار کیا اور امیر خسرو نے نورایہ راہی بڑھی۔ راہی بڑھی۔ راہی بڑھی۔  
 عشق آمد و شد چہ حوام اور رگ و پوست | نامیست مار پس و نامی بہ دوست  
 اعراسے وجود ہم پہنچی دوست کرم | نامیست مار پس و نامی بہ دوست  
 اور اس وقت میں نسیم عالم عمیق کی اُن کے مایہ امید پہنچی عالم اور امہاں کی نظر بہت میں غلبہ  
 حسن دکھائی دیے شاہراہ کی ملازمت سے مستعفی ہوئے لیکن محمد سلطان خان شہید نے  
 انھیں بحال رکھا اور بعد اس کے حب محمد سلطان خان شہر قمان میں درجہ شہادت فائز ہوئے  
 امیر خسرو دہلی میں اُن کو امیر علی حامہ دار کے ملازم ہوئے اور تعریف اس کی امیر خسرو کے  
 دیوان میں ست ہج اور بعد بادشاہ علاء الدین خلجی کے مقرب ہوئے اور مثل اپنے مایہ  
 اور سخاوت کے مدارج علیہ رہیں کہ امراے کارین مخصوص ہوئے اور بادشاہ قطب الدین  
 مبارک شاہ کے خدمت تک جو بادشاہ تخت پر اجلاس کرتا امیر خسرو کو معزز کر کے امرا کے حرگہ میں  
 رکھتے تھے اور بادشاہ عیاض الدین تغلق شاہ کے تعلق نامہ نامی اس کے ہر امیر خسرو کو اور  
 امراے کار سے زیادہ تر حرمت دے کر سفر نکال میں ایسے ہوا رکھتا تھا لیکن ماعت کی قوت اور صلہ  
 نے کسی کام کے واسطے امیر خسرو کو کھوتی میں محمد رائس اثنا میں امیر خسرو نے حب سنا کشف نظام الدین  
 اولیا رحمت حق میں داخل ہوئے اس سبب سے میناب ہو کر تعجیل امام آن حصہ کے مراریر  
 حاضر ہوئے اور نقد و خلص سے جو کچھ رکھتے تھے روح بر قہج کی ترغیب کے واسطے مقرر کیا کہ اس  
 پر نصیب کیا اور بادشاہ کی خدمت سے دست کش ہو کر محو ہوئے اور کچھ سے سیاہ بین کر کھسرت کی  
 قہر برسا کہن ہوئے اور معارف سے ایسے غزلوں اور مجموع ہوئے کہ سلطان المتنازع کی حدودات  
 کہ چھ تاہ کا عرصہ گذرنا تھا معارف کو امتیسون بیاض ماہ دی قہر سے سات سو پچیس بھری بین سوار  
 رحمت ایردی داخل ہوئے اور اُسی خطیر میں اپنے مرشد کے پاتوں میں اپنے ارمغول

میں اس قصہ کو بتائی کہتے ہیں پیدا ہوئے اور آٹھ برس کے سن میں جیسا کہ مذکور ہوا باب اور سبائی کی خدمت میں کہ اغرا الدین علی شاہ اور حسام الدین نام تھا رہے اور بعد شاہ غیاث الدین بلبن کے شیخ نظام الدین اولیا کی خدمت میں مشرف ہو کر مرید ہوئے جب نو برس کا زمانہ گزرا میر سید الدین محمد کہ جن کی عمر پچاسی برس کی تھی ایک معرکہ میں کفار کے ہاتھ سے شہید ہوئے اور اغرا الدین علی شاہ تو ان کے مقام اُن کے ہوئے اور امیر خسرو نے اپنے والد کے مرثیہ میں یہ بیت موزون کی بیت

اسیقت از سرم گذشت دل من دو نیم شد | | دریاے خون روان شد و در نیم شد |

اور بعد شہادت امیر سید الدین محمود کے امیر خسرو کے مانا جن کا خطاب عماد الملک اور اعیان عصر سے تھے اور ایک سو تیرہ برس کی عمر رکھتے تھے صفت اُن کی دیا چہ عزت الکمال میں تجریر سے اُن کی پرورش و پرداخت میں مشغول ہوئے اور اس قدر توجہ اور التفات اُن کی نسبت مبذول تھی کہ فنلائے عصر سے ہوئے ایک دن شیخ نظام الدین اولیا مع اپنے اصحاب بازار کی طرف جاتے تھے اور امیر خسرو کا آغاز شباب تھا وہ بھی ہمراہ تھے خواجہ حسن شاعر کہ حسن و جمال بے مثال اور فضل و دانش میں کمال رکھتے تھے ایک دوکان میں ٹھیکر روٹی بیچتے تھے جو ہیں امیر خسرو کی بھکاء اُن سے دو چار ہوئی اُن کی شکل زیبا اور حرکات موزون دیکھ کر مرغ دل اُن کا گرفتار ہوا اور اُن کے قریب جا کر پوچھا روٹی کیونکر بیچتا ہے حسن نے جواب دیا کہ میں ایک پلہ میں روٹی رکھ کر خریدار سے کہتا ہوں کہ زر دو سرے پلہ میں رکھ جب زر اُس کا روٹی کے وزن سے بہت گراں ہوتا ہے کہ مشتری کو ایک راستہ بتاتا ہوں امیر خسرو نے جواب دیا اگر مشتری منگس ہو اُس کی کیا تدبیر ہوگا اُس سے زر کے عوض درود نیا ز بھی لیتا ہوں امیر خسرو خواجہ حسن کے حسن کلام سے حیران رہے اور حقیقت حال شیخ سے عرض کی اور خواجہ حسن کو بھی درو طلب دانگبر ہوا انھیں دونوں میں دوکان ترک کی اگرچہ خواجہ حسن اُس عرصہ شیخ کے مرید نہ ہوئے تھے لیکن اول سے زیادہ تر علوم و کمالات ظاہری آئی تحصیل میں مشغول ہو کر شیخ غافلہ کی طرف آمد و شد کرتے تھے اور اُن کے اور امیر خسرو کے درمیان الفت تمام بہم پہنچی اور دونوں نے شاہزادہ محمد سلطان خان شہید بن بادشاہ غیاث الدین بلبن کی کہ ملتان کا حاکم تھا نوکری اختیار کی امیر خسرو شاہزادہ کے مصحف دار اور خواجہ حسن دوات دار ہوئے جب محمد سلطان خان شہید دہلی میں آتا تھا دونوں غریزہ شاہزادہ کی خدمت سے فارغ ہو کر اکثر اوقات شیخ کی ملازمت میں بسر لے جاتے تھے پھر رفتہ رفتہ اُن کی عاشقی اور معشوقی کا اس قدر شرہ ہوا کہ غرض گویوں نے شاہزادہ سے عرض کی کہ تمام خلق امیر خسرو اور خواجہ حسن کو اہل ملامت سے جانتی ہے یہ قرب خدمت کے قابل نہیں ہیں امیر خسرو نے انھیں دونوں میں یہ غزل کہ جس کا مطلع یہ ہے موزون کی

زین دل خود کام کارن بر سوائی کشید | | خسروا فرمان دل بردن ہین بار آور د |

بعد اس کے محمد سلطان خان شہید نے از روئے مصلحت خواجہ حسن کو امیر خسرو کی مصاحبت اور اعتلا





مین ہاتھ دیتا ہوں اور جو اُس کے برعکس ہو تو قتل کرتا ہوں اول اُس کی سعادت کے واسطے  
حق تعالیٰ سے دست بدعا ہوتا ہوں بعد اُس کے اُسے مرید کرتا ہوں الغرض شیخ برہان الدین  
جب دولت آباد میں برحمت حق واصل ہوئے خادموں نے اس مقام میں اُنھیں دفن کیا اور شیخ  
زین الدین اُن کے قائم مقام اور جانشین تھے

### ذکر شیخ زین الدین رحمۃ اللہ علیہ کا

یعنی راویوں کا یہ قول ہے کہ شیخ زین الدین اودھی لشہور چراغ دہلی کے بھابھے ہن اور وہ جناب  
ہفت صاحب حال اور اہل کمال تھے جس وقت نصیر خان فاروقی والی خاندیس نے قلعہ اسیر کو  
آسا اسیر سے لیا شیخ زین الدین سے استدعا کی اور جو کہ وہ اذات صادق رکھتا تھا  
اتماس اُس کی قبول ہوئی وہ جناب اس مقام میں کہ جہان قصبہ زین آباد ہو تشریف لائے اور نصیر خان  
فاروقی وریاس کے اُس طرف اُس موضع میں کہ بالفعل جہان شہر برہان پور ہو وارد تھا شیخ کی خدمت  
میں حاضر ہو کر عرض کی کہ وہ جناب قلعہ اسیر کو اپنے نور حضور سے منور فرمائیں حضرت نے یہ امر  
قبول نہ کیا فرمایا کہ مجھے پیر کی اجازت نہیں ہے کہ اب تیری سے عبور کروں الغرض نصیر خان چند روز  
جب تک کہ شیخ وہاں رونق افزا رہے ہر روز صبح کی نماز شیخ کے پیچھے ادا کر کے درویشوں  
کی خدمت میں تقصیر نہ کرتا تھا جس وقت شیخ نے عزم مراجعت کیا نصیر خان نے اُنھیں تحلیف قبول  
تصبات اور دیات کی آپ نے جواب دیا کہ فقیروں کو جاگیر سے کیا نسبت ہے جب نصیر خان  
حد سے زیادہ مصر ہوا کہ میری سرفرازی کے واسطے کچھ قبول فرمائیں شیخ نے کہا یہ امر قبول کرتا  
ہوں کہ جس مقام میں تم وارد ہوے ہو وہاں پر ایک شہر میرے پر شیخ برہان الدین کے نام آباد کرو  
اور اس مقام میں کہ فقیر فرکش ہوا ہے ایک قصبہ اس فقیر کے نام بنا کر و خلاصہ یہ کہ نصیر خان فاروقی  
سے شیخ کے حضور و لون موضع کی بنا ڈالی خشت زین پر رکھی اور شیخ کی زبان مبارک کی تاثیر سے  
شہر برہان پور جو صغیر قلیل میں اس قدر آباد ہوا کہ مصر کے ساتھ دعویٰ ہماری کا کرنے لگا  
اور زین آباد بھی تصبات میں محسوب ہوا -

### ذکر شیخ نظام الدین ابوالموید کا

انھوں نے غزنویں میں شیخ عبدالواحد سے خرقہ خلافت کا پایا اس کے بعد دہلی میں آن کر خواجہ  
قلب الدین بختیار کاکی کے مرید ہوئے اور اُن حضرت کی خدمت میں مرتبہ کمال کو پہنچکر واصلان حق  
سے ہوئے اور والدہ ماجدہ اُن کی بی بی سامیان کہ ہمشیرہ سید نور الدین غزنوی کی تھیں وہ خواجہ  
قلب الدین کو بجا کی کتبی تھیں اور خواجہ بھی انھیں شاہ اپنی ہمشیرہ کے سمجھتے تھے اور شیخ نظام الدین  
ایلیا فرماتے ہیں کہ میں ابتداً حال میں روز جمعہ کو شہر دہلی کی مسجد جامع میں حاضر تھا ناگہانی شیخ نظام الدین

شیخ برہان الدین سے پوچھا کہ تمہارے بھائی شاہ متعب الدین کی کیا عمر تھی وہ سمجھے کہ میرا بھائی رحمت بن  
 من واصل ہوا اے مکالمین حاکم نام میں بیٹھے دوسرے دن سلطان الشارح کی زیارت کے واسطے  
 حاضر ہوئے اور شیخ نظام الدین اولیاء نے اسی وقت سے پیشتر شیخ برہان الدین کو حرقہ خلافت وکل کا  
 مرحمت کر کے رحمت فرمایا تھا

### ذکر شیخ برہان الدین رحمتہ اللہ علیہ کا

کے ہیں جب سلطان الشارح نے انھیں دکن کی بعد رحمت عباس ورائی میں خدمت کو بوسہ دیکر  
 عرص کی کہ میں اس مجلس کے برہنگواروں کو کہاں پاؤں گا شیخ نے مراقبہ میں جا کر واپس لے اہل  
 مجلس کے چار سو آدمی ہیں تھیں عطا کے پھر جس کی کہ میں طاقت عدائی کی میں دیکھتا شیخ نے مراۃ میں  
 حاکم سار شاہ دیکھا کہ اس مقام میں ہم رہو گے سرے اور تمہارے عجب ہو گا چاہیے کہ تم سوا اختیار کرو  
 اور مروج کے باب میں لارو اور لاکہ رہا شیخ برہان الدین صاحب حکم مع چار سو درویش و ولایت آباد میں  
 حاکم ساکن ہے اور اس ملک کے مستندوں کو عقائد عظیم ہم ہو گا کہ مدح مشاعر آئے لگا اور ذکر  
 الانقیاب میں تحریر ہو کہ ابتدا میں حال میں ماورجیاہ نظام الدین اولیاء کا ان کے حوالہ تھا ایک روز شیخ  
 برہان الدین ماورجیہ میں گئے پر بیٹھے تھے سردی نے اس پر علیہ کیا ایک بار جب کہ دوش پر ڈالے تھے  
 اُسے وہیں سرد پر ڈال کر بیٹھے بعد ایک شخص نے ان میں سے سلطان الشارح کو صبر ہو چائی کہ شیخ  
 ماورجیہ میں ہالچ پر بیٹھے ہیں ورنہ اولی کی ہو اسی ہوس اس کے سر میں باقی ہو وہ میرے  
 سامنے آئے پاوے یہ صریح شیخ برہان الدین نے کسی پر کی معارف سے ہایت بیتا ہوئے  
 ہر چند یاروں سے التماس سفارسی کی فائدہ نہ بخشا آخر میں امیر مستزو کے پاس آتھا لے گئے اور وہ  
 سلطان الشارح کی خدمت میں قرب اور طرقت تمام رکھتے تھے انھوں نے رحم دلی سے اُس کی  
 در خواست قبول کرائی اور دستار پہ سر سے اُتار کر ان کی گردن میں ڈال کر اسی سج سے سلطان  
 الاولیاء کی خدمت لے گئے اُس وقت وہ عتاب کلاہ سر مبارک پر کچ رکھے ہوئے دیکھ کر

تھے ہمیشہ یہ بیت پڑھی۔ **سیت**

ا ہر قوم راست را ہے میے و ملا ہے | من ملہ راست کروم برست کج کلا ہے |

آنحضرت ہایت خوش وقت ہوئے اور اٹھ کر دو لون سے ظہیر ہوئے اور منقول ہو کر ایک دور  
 سلطان الشارح کے روز و شیخ ماورجیہ سلسلہ کی قورع کرتے تھے آنحضرت نے فرمایا ہم بھی ماورجیہ  
 سلسلہ میں گئے ہیں یاروں نے پوچھا کہاں ہو رہا جماعت فائدہ میں ملتا ہو جو اہل اقبال سرست ہمار  
 جماعت حاء میں گئے دیکھا کہ شیخ برہان الدین وہاں بیٹھے ہیں بارہ دن پہنے مانا کہ رات ان کے حق  
 میں ورائی ہو فضل ہو کہ سلطان الشارح فرماتے تھے کہ جس وقت کوئی شخص میرے پاس بیعت  
 کے واسطے آتا ہے میں پہلے لوح محفوظ کو دیکھتا ہوں اگر وہ اہل سعادت ہوئی العبر اس کے ہاتھ

ہوئے اور خرقة بنگالہ کی خلافت کا پایا اور مشہور ہو کہ جب شیخ نصیر الدین اودھی نے انھیں بنگالہ کی رخصت عطا فرمائی انھوں نے عرض کیا کہ اُس مملکت میں شیخ علاء الدین قل تشریف رکھتے ہیں اور اُس طرف کی تمام خلقت اُن سے رجوع ہو میرا رہنا اُس ملک میں کیا اثر بخشنے کا شیخ نے فرمایا کہ تم اوپر دسے قل یعنی تم بالا اور وہ زیر شیخ انخی سراج پروانہ اپنے کام کی برتری کی بشارت سن کر بنگالہ کی طرف راہی ہوئے مگر جس روز کہ شیخ علاء الدین قل کی ملاقات کو گئے وہ شیخ کے اُس ملک میں آنے سے آرزوہ خاطر ہوئے خبر اُن کی تشریف آوری کی سنکر چار پائی پر چار زانو ہو کر بیٹھے اور جب شیخ تشریف لائے انھیں سلام کیا تو انھوں نے تواضع نہ کی اُسی طریق سے بیٹھے رہے اور شیخ انخی سراج پروانہ چار پائی سے اتر کر بیٹھے اور بہ بشارت تمام کلام حقانی اور معارف سے شروع کیا کہ خدا جانے کہ شیخ علاء الدین قل کو کیا مشاہدہ ہوا جو یکایک چار پائی سے اتر کر نیچے بیٹھے اور شیخ انخی سراج پروانہ کو ببالغہ تمام چار پائی پر بٹھا کر اُن کے مرید ہوئے اور شیخ نصیر الدین اودھی چراغ دہلی کے مریدان صاحب حال بہت ہیں چونکہ احوال اُن کا تفصیل مؤلف کی نظر سے نہیں گذرا لہذا اُن کے ذکر میں نہیں مشغول ہوا سلطان المشائخ شیخ نظام الدین اولیا کے خلفاء کے واقعات آعنا ز۔ یکم

### ادکر شاہ منتخب الدین المعروف بزرگ زری بخش قدس سرہ کا

منقول ہو کہ شاہ منتخب الدین اور شیخ بہان الدین شیخ نظام الدین اولیا کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید بنے اور جو علوم متداولہ اور اخلاق حسنہ میں کمال رکھتے تھے ان بزرگوار کے منطور نظر ہو کر مراتب عالیہ پر فائز ہوئے پہلے شیخ نظام الدین اولیا نے خلافت نامہ اور مصلحا اور عصا اور خلعت شاہ منتخب الدین کو عنایت فرمایا اور ارشاد خلاق کے واسطے دکن میں تعین کیا اور بر وایت مشہور اپنے سات سو مرید کہ بعضے پالکی سواستے اُن کے ہمراہ کیے شاہ منتخب الدین ان بزرگوار دن کے خرچ کے بارہ میں متفکر ہوئے اور سلطان المشائخ سے عرض کیا کہ ریاست مقتضی غنیمتیں متعلقان اور دوستان ہو اور مجھ میں یہ قوت اور استطاعت نہیں شیخ نظام الدین اولیا نے مراقبہ میں جا کر فرمایا خرچ اُن اومیون کا ہر شب نماز تہجد کے وقت تمہارے پاس پہنچے گا شاہ منتخب الدین زمین خدمت کو لب ادب سے بوسہ دے کر راہی ہوئے اور دولت آباد میں پہنچ کر متوطن ہوئے اور آخر عمر تک ہر شب کو نماز تہجد کے وقت غیب سے ایک ڈبہ زرین آتا تھا اور شاہ علی الصباح اُسے فروخت کر کے درویشوں کے صرف میں لاتے تھے اور بعضے کتب میں لکھا ہے کہ شاہ زرد درج سے برآورد کر کے بوسہ دیتے تھے اور نماز تہجد کی ادا کرتے تھے اور صبح کو وہ زرین نقا کے صرف میں لاتے تھے اس سبب سے مشہور بزرگ زری بخش ہوئے اور نقل ہو کہ جب شاہ منتخب الدین دولت آباد میں فوت ہوئے اُسی دن شیخ نظام الدین اولیا نے اُردو کے کشف دریافت کر کے

مکرچ کر ایک قلعہ شیع کے دیکھے کو آتا ہر حد عادموں سے چاہا کہ وہ کچھ لے کر حصہ ہو دے ان  
کا سمجھا نامہ دے ہوا چار اُسے اذن داخل عمرہ و باغیہ رستخان صفت لے عمر میں چاہا کہ سستی نہ ہو  
شیخ سے کچھ طلب کیے شیخ نے سو طاعت میں متحول تھے وہ میں رستہ اتارا کہ کیا کہ بیٹھو مابین تھے دوں کا مصلیٰ  
ہو گیا اور اس مودی نے چدر ہم ٹھہری کے شیخ کے حسد مبارک برارے کہ جوں سوراخ آستانہ سے  
بروان ہو کر برآمد ہوا عادم مصطرب ہو کر اندر گھٹے اور چاہا کہ اُسے سہرا کو سوچا دیں شیخ نے طاعت  
کی اور ایک گھوڑا اور چاس استہنی اُسے دمت و مائیں اور ارشاد کیا کہ تو گھوڑے پر سوار ہو کر  
اس شہر سے مکمل جاتو کوئی تھے مراعت ہو گیا دے قلعہ راُسے لے کر حسب الارشاد کار آمد ہوا  
اور چند ساعت کے بعد وہاں احوال ہو چکا آپ نے وصیت کی کہ سید محمد گیسو درار گئے  
عسل دیویں اور اس حرقہ میں خوش نظام الدین اولیا سے ہو چکا ہو بیٹھ کر مع عصا اور مصلیٰ  
فرین رکھیں العرص وہ خاب اٹھا رہو جن تاریخ ماہ رمضان المبارک شب جمعہ ۱۵۷۵ھ سات سو ساٹھ  
بھری بین ساتھ رحمت ایردی کے واصل ہوئے اور سید محمد گیسو درار نے حسب وصیت عمل کر کے  
عسل و کفن دے کر دیوں کیا اور مدت آپ کی عمر کی ساسی برس راوی نشان دیتے ہیں اور نقل ہے کہ سید  
محمد گیسو درار نے حب و کھاکا پیرے لطیف شیخ نصیر الدین اودھی الشہور حجاج دہلی سے حرقہ اور عصا اور  
مصلیٰ ہو چکا گریان ماسدہ بران شہر دہلی سے برآمد ہو کر دکن کی طرف گئے اُس وقت میں شاہ میر ذر شاہ  
بھی دکن میں ورن روا تھا وہ سہ کے آنے سے ہماست حوس ہوا اور انھیں ماحرا تمام اصحا آباد  
سدرین ہو چکا ماورائے تحصیل سے کہ حواہال میں اُس کے لکھا گیا سید کا مرید اور معتقد ہوا اور ان  
کی تعظیم و تکریم میں زیادہ تر کوشش کر کے ایک گھنڈہ سید اُس میں مدوں پن تیار کیا اور بالی کرین  
کو اُن پر رکھوا کر کی سست حد سے زیادہ اعتقاد اور احلاص کا سلطان فیرو شاہ لے فرمایا کہ مجھے  
شاہاں مہدیہ لے اُن سید کو وقف کے ہیں شاہاں عادل شاہید نظام شاہیہ اور قطب شاہیہ اُن  
کے مریدوں پر حسب دستور رکھیں اور اولاد اُن کی و وقرقہ ہوئی نص لے مہب لایہ  
لیا اور نص مہب جمعی رکھتے ہیں کہے ہیں کہ سید گورات کے راستہ سے دکن میں رطاہ ہوئے  
شیخ نصیر الدین اودھی الشہور حجاج دہلی کے مت مریدوں نے اُن کی ہماہمی اختیار کی لیکن ح  
لکھنؤ ہوا ہر حال میں ہوئے اور حواہر دکن الدین کان سک سے ملاقات کی حواہ لے ہو چکا کہ اسے تین  
کہان ہو چکا یا مایا میں نے کام شلی اور حید کا کیا لیکن کچھ کثائن اپنے کام میں پانی حواہ نے کہان  
سب سے کہ اُن پر رکھا ورن نے کیسہ در پیکھا تھا اور تو لے مع کیا سید مسدہ ہوئے اور کیسہ در حید  
کر میں رکھتے تھے اُسے اپنے پاس سے دو کر کیا ایک مریدان شیخ نصیر الدین اودھی حجاج دہلی سے  
شیخ امی سراج پراہرہ بن اور وہ اگرچہ شیخ نظام الدین اولیا کی سست اراد صادق رکھتے تھے  
اور اس حساب سے ترست پاکر گھٹا لے کی طرف رحمت ہوئے تھے لیکن شیخ نظام الدین اولیا کی مسد  
ومات بھر دہلی میں گئے اور دست ارادت شیخ نصیر الدین حجاج دہلی کے ہاتھ میں دکر و کمال کو

روا نہیں ہو کہ تو راگ کے وقت حاضر ہو کس واسطے کہ تو ابھی خام ہو اس سبب سے تو ایک آہ سے جل جاتا ہو اور مصوفیوں کے سر پر بہت ماجرے گزرتے ہیں کہ اس کے تحمل ہوتے ہیں دم نہیں مارتے

## ذکر شیخ نصیر الدین اودھی المشہور بجراغ دہلی قدس سرہ کا

شیخ نصیر الدین اودھی شیخ نظام الدین اولیا کے قائم مقام اور سجادہ نشین ہوئے اور جامع جمیع علوم ظاہری اور باطنی ہو کر اخلاق حسنہ کے ساتھ تعلقات رکھتے تھے اور ان کے فضل و دانش کی کثرت اور وفور سے سلطان الاولیا کے صحابہ کچھ نہیں کہتے تھے شیخ نظام الدین اولیا کے بعد از وفات وہ جناب دہلی میں سجادہ نشین ہوئے اور خلافت کی ہدایت و ارشاد میں مشغول تھے جیسا کہ مخدوم جانیان سید جلال کی داستان میں لکھا ہو کہ جب کہ معظمہ میں شیخ عبداللہ یافعی کی زبان پر جاری ہو کہ مشائخ و صلی کے تمام جو ارجمت حق میں واصل ہوئے اب شیخ نصیر الدین اودھی کہ چراغ دہلی ہو باقی رہا اس واسطے اس جناب کا چراغ دہلی لقب ہوا اور مخدوم جانیان کہ سے مراجعت کر کے دہلی میں آئے اور شیخ نصیر الدین اودھی المشہور بجراغ دہلی کی صحبت میں تبرک غرق ہوئے اس سبب سے کہتے ہیں کہ تقان کے مشائخ خانوادہ چشتیہ سے بھی بہرہ رکھتے ہیں اور سید محمد گیسو دراز جو شہر حسن آباد گلبرگہ میں مدفون ہیں اور شیخ انجی سراج پر وازہ کہ مقبرہ ان کا بنگالہ میں ہو اور شیخ حسام الدین جو منہ والہ گجرات میں آسودہ ہیں یا حضرت کے مریدوں سے ہوتے ہیں اور منقول ہو کہ شیخ نصیر الدین اودھی نے خلق کے از دام سے بتنگ ان کو اخیر و سے کہا کہ آپ شیخ نظام الدین سے میرے واسطے رخصت لیں تو میں کسی ہمارے یا بیابان میں جا کر اس ہجوم سے نجات پا کر ذکر حق میں مشغول ہوں شیخ نے فرمایا ان سے جا کر کہو کہ تمہیں خلق میں رہنا اور ان کے قفاؤ جفا سہنا پڑیگا اور نقل ہو کہ بادشاہ محمد تغلق شاہ خوریزی اور سیاست کے سبب خونی مشہور ہوا تھا اس نے درویشوں سے سو مزاجی ہم پہنچا کہ حکم کیا کہ درویش خدمتگاروں کی طرح میری خدمت کریں یعنی کوئی مجھے پاؤں کھلاوے اور کوئی میرے دستار باندھے الغرض بہت مشائخوں کو ایک ایک خدمت پر مقرر کیا اور شیخ نصیر الدین اودھی چراغ دہلی کو بھی تکلیف پوشاک پہنانے کی وی شیخ نے قبول نہ کی بادشاہ نے طلبش میں ان کو شیخ کو قفا دے کر قید کیا اور شیخ کو اپنے پیر شیخ نظام الدین اولیا کا کلام یادایا یا چار آئینوں نے خدمت قبول کر کے قید سے نجات پائی قضا را انھیں دنوں میں بادشاہ کو قضا یا عجیب پیش آئے اور اسی عرصہ میں فوت ہوا بندگان خدا نے رہائی پائی اور تذکرۃ الالعیاء میں مرقوم ہو کہ شیخ نماز عصر کے بعد حجرہ میں داخل ہو کر حق کی طاعت و عبادت میں مشغول ہوتے تھے اور کسی سے بات نہ کرتے تھے اور خادموں کو یہ حکم دیا تھا کہ اس وقت جو شخص میری ملاقات کو آوے اسے ایک تنگہ دے کر رخصت کر دو اور اگر ایک تنگہ نہ لیوے دو تنگہ سے پاس منگے تک دے کر اسے واپس کر دو اور اگر اس مقدار سے بھی راہی نہ ہو دے اسے میرے پاس بھیجو چنانچہ ایک روز کا

[illegible]

شیخ نظام الدین اولیا سے خصوصت اور نزاع رکھتے تھے بحث کیواسطے حاضر ہوئے مولانا فخر الدین رازی کہ شیخ کے مریدوں سے تھے اور دم اجتہاد سے مارتے تھے انھوں نے بادشاہ سے یہ بات کہی کہ دو آدمیوں کو جو سب سے عالم زیادہ ہوں انتخاب کیجیے تو وہ ہم سے بحث کریں الغرض بادشاہ نے قاضی رکن الدین ابو الہی کو کوشہر کا حاکم اور شیخ کی عداوت میں فخر و مباہات کرتا تھا بحث کیواسطے اشارہ کیا اور قاضی نے شیخ کی طرف متوجہ ہو کر کہا اے درویش تم سرود اور راگ کے بارہ میں کیا دلیل رکھتے ہو شیخ حدیث نبوی السمع مباح لا یراہ کو اپنی بریت کی دلیل لائے قاضی نے جواب دیا تم مرد متقلد ہو تمہیں حدیث سے کیا کام ہو کوئی روایت ابو حنیفہ سے لاؤ تو ہم اسے قبول کریں شیخ نے کہا سبحان اللہ میں حدیث صحیحہ مصطفویٰ نقل کرتا ہوں اور تم مجھ سے روایت ابو حنیفہ طلب کرتے ہو شاید حکومت کی رعوت تمہارے دماغ میں ہو کہ تم خدا کے دوستوں سے بے ادبی کرتے ہو انشاء اللہ تعالیٰ جلد اس عہدہ سے معزول ہو گے اور بادشاہ نے جب حدیث پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سنی متفکر ہو کر کچھ نہ کہا اور یہ گفتگو میں تھے اور وہ سب کے سوال و جواب سنتا تھا کہ اتنے میں مولانا علم الدین پوچھتے شیخ بہار الدین ذکر یا کے مکتان سے آئے اور گزراہ سے دیوان علم میں تشریف لیگئے بادشاہ نے مع حضار مجلس ان کے استقبال کیواسطے قیام کیا اور مولانا علم الدین نے پہلے شیخ نظام الدین اولیا سے متوجہ ہو کر ملاقات کی اور باعزاز و احترام پیش آئے اس کے بعد بادشاہ سے پوچھا کہ آپ نے شیخ کو کس واسطے تکلیف دی ہو کہ وہ جناب یہاں تشریف لائے ہیں بادشاہ نے کہا کہ حلت اور حرمت راگ کے بارہ میں علما کا محضر ہوا تھا الحمد للہ کہ آپ بھی تشریف لائے مولانا علم الدین کہ علامہ زمان تھے کہا میں نے سفر کیا اور یردنیہ اور مصر اور شام کیا ہر تمام شہر فہمین مشائخ باوجود علمائے متبحر اور پیر ہنگام کے راگ سنتے ہیں اور کوئی شخص انھیں مانع نہیں ہوتا ہر دلاہلہ بلا شک و شبہ مباح ہو اور حضرت شیخ نظام الدین اولیا اور اصحاب ان کے تمام اہل حال ہیں اور انکا ظاہر و باطن کمال اخلاق اور زہد و تقویٰ سے آراستہ و پیراستہ ہو اور حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے راگ سنا ہو اور وجد فرمایا ہو جب مولانا نے یہ کہا بادشاہ اٹھا اور شیخ نظام الدین اولیا کو باعزاز و اکرام تمام رخصت کیا اور بادشاہ از بسکہ شرمندہ ہوا اسی دن قاضی رکن الدین ابو الہی کو عہدہ حکومت سے معزول کیا اور منقول ہو کہ جب شیخ نظام الدین اولیا کا سن مبارک پچانوے سال کو پہنچا وہ جناب سات سینے مرض جس لول و غاظ میں مبتلا رہے ایک روز اقبال کو طلب کر کے فرمایا کہ اسباب اور زرقند سے جو کچھ میری ملک میں ہو حاضر کر دو آدمیوں پر تقسیم کروں اس نے جواب دیا کہ زرقند سے تو کچھ ایک جہ میری تحویل میں نہیں ہو ہر روز کی آمدنی اسی دن صرف ہوتی ہے لیکن کئی ہزار میں غلہ انبار خانہ میں موجود ہو ہر روز لشکر میں خرچ ہوتا ہو شیخ نے فرمایا کہ اسے کس واسطے نگاہ رکھا ہو جلد اسے برآوردہ کر دو مستحقین کو پہنچا یہ فرما کر نتیجہ جامہ کا طلب کر کے ایک دستار اور ایک پیراہن اور ایک مصلیٰ خاص مولانا بہان الدین غریب کو عطا کیا اور انھیں دکن کی طرف رخصت فرمایا اور ایک پگڑی اور ایک کرتا اور ایک جانماز شیخ یعقوب کو دیکر گجرات کی سمت روانہ کیا اور اسی طور سے مولانا جمال الدین خوارزمی مولانا شمس الدین جی کو ایک ایک دستار اور



کا قد کے غم جو بے کا اہلار کیا اور التماس دعا کر کے مہطدار طہار کیا شیخ نے اسے ایک درم دیا کہ اس کا علما  
 حرد کر کے شیخ فرمادے شیخ شکر کی روح پر فتوح پڑنا تھا پڑھ کر وردشون کو تقسیم کر کہ اس شخص سے درم  
 طوائی کو دیا اور اس سے علما کا عدین لینی لیا جب عور سے دیکھا وہی کا عد کا حکم ہو گیا تھا اور اس سے  
 راہہ تعف انگیر یہ پڑ کر ایک شخص نے سو دسار کسی کے پاس امامت رکھے اور اس سے امامت مانگ لیا  
 تھا اور وہ امامت اس کے مطالعہ کا ہو چکا سدہ پائی شیخ کی خدمت میں حاضر ہو کر التماس دعا کی شیخ نے مراما  
 من پر ہون اور شیر ہی کو دوست رکھنا ہون ایک ظل علما میرے واسطے مول سے آ تو دعا کر دن اس مرد سے  
 طوا حید کیا اور کا عدین لینیٹ کر شیخ کے پاس لایا شیخ نے ارشاد کیا کا عد کو کھول دے اس نے کھولا وہی  
 امامت مانہ تھا پھر وہ امامت سے اور علما الیہ آپ کا اور اپنے لڑکوں کو دے وہ دونوں ہرن لیکر حضرت سے  
 رحمت ہوا اور نقل ہو کر اسی سراج پر وہ شیخ نور کے دادا کو بھٹال من درون ہن محسن تا حوا دے محسن ہلی  
 میں انگریز کے مرد ہوئے شیخ نے ملا محمد الدین ارادی سے کیا وہ عوان بہت حامل ہو کاش تھوڑا عالم طاہری  
 رکھتا تو خوب ہوتا مولانا محمد الدین ارادی نے یہ پیکر سر میں پر رکھا اور عرض کی اگر حضرت کی توم ہو سدہ  
 اس جوان کو چدر و دین سائل لایا ہی تعلیم کر کے شیخ نے فرمایا سار کہ ہو مولا میں اسے مکان رہی کر تعلیم  
 من مشغول ہونے چاہی شیخ کی حرکت انعام کے سد حرمہ قلیل من دانشمند ہوئے اور حرمہ علام سے  
 مشرف ہو کر مکالمہ بن شریف لے گئے سید و عید الدین کرالی سارک سے کشی نظام الدین اولیا کے مریدوں  
 سے ہن اور سد حرمہ مشہور اور کتاب سر لایا ہن کی تعریف سے ہر منتقل ہے کہ حرمہ عوان سد  
 قتل ما و شاہ قطب الدین سارک ساہ حب تحت پر مٹھا دولا کہ یا تمن لاکھ روپیہ ہر ایک مساج کے واسطے  
 بھیجے سوائے ان من مشاریح کے یہ سید ملا الدین چلوہری اور شیخ وجید الدین جلیع شیخ مرید الدین  
 مسعود کج شکر اند شیخ عثمان سیاح کو جلیع شیخ رکن الدین ابو صحن ہن سب سے قول کیا لیکن کج مشہ  
 ر رگوار دین نے وہ روپیہ امامت بچھا رکھا ایک جہ اس من سے صرف یہ کیا اور شیخ نظام الدین اولیا  
 پانچ لاکھ روپیہ حرمہ علی کے صرف فقرا میں لائے اور چار ماہ کے بعد جب جاری ایک ایسی سلطان  
 عیاض الدین تفتی حرمہ عوان کو تہ تیغ کر کے بادشاہ دہلی کا ہوا اور استقلال ہم ہو چکا کہ در اس کے ہوا  
 کہ حرمہ عوان نے حور وہ مشائخ کو دیا تھا مار یا مت کو کہ اکثر مشائخ نے مائل ادا کیا اور شیخ  
 نظام الدین اولیا نے وہ روپیہ صرف کیا تھا کچھ حواہ مدیا بادشاہ عیاض الدین تفتی مشاہد نے  
 شیخ سے سونے مراعی ہم ہو چائی اور ایک حواہت کہ شیخ سے عداوت اور حرمہ دکتی تھی اور راگ  
 کی مسکتی اس نے وصیت پا کر بادشاہ سے معروض کیا کہ یہ شیخ مع جمیع مریدان راگ کے سوا کوئی کام  
 میں رکھنا ہو اور سرود اور مراد میر جو مذہب بھی میں حرام ہو مستحار ہو بادشاہ کو واجب ہو کہ علما کو طلب کر کے  
 ایک محرم بنا دے اور اسے اس محل ما مشروع سے ماعت کرے بادشاہ عیاض الدین نے قلعہ  
 معلق آباد میں گرائس کا نمہ کرنا ہوا تھا شیخ اور جمیع علما کو اس قلعہ میں طلب کیا حاجہ قرین دانش مند کہ  
 ہر ایک اپنے سین سنا دے اور دگر حواہ سے تھے اور یہ تمام عالم راگ اور سرود کے مسئلہ میں

مرید نے حضرت نظام الدین اولیاء کی دعوت کی اور قولوں کو بلایا اور قدرت طعام بھی بنایا اور جب راگ شروع ہوا کئی ہزار آدمی جمع ہوئے اور کھانا استقدر نہ تھا کہ پچاس یا ساٹھ آدمی کو کفایت کرے خداوند دعوت قلت طعام اور کثرت انام مشاہدہ کر کے مضطرب ہوا شیخ نور باطن سے سمجھ گئے اور اپنے خادم کو جس کا نام بمشرتھا اسماءہ کیا کہ آدمیوں کے ہاتھ دھلا اور دس دس آدمی یکجا بٹھا اور بسم اللہ لکھا ایک روٹی کے چار ٹکڑے کر کے مع سالن لوگوں کے سامنے رکھ جب بمشرت نے ایسا کیا کہتے ہیں تمام خلق حسب رغبت کھانا کھا کر سیر ہوئی اور بہت کھانا بچ رہا اور نقل ہو کر شیخ نظام الدین اولیاء بارہ برس کے سن میں مولانا علاء الدین اصولی سے کہ مناقب اُن کے کتاب فوائد الفوائد میں مسطور ہیں کتاب مدوری پڑھتے تھے اور وہ شیخ جلال الدین تبریزی سے خرقہ رکھتے تھے لیکن او آخر حال میں شیخ نظام الدین اولیاء کی نظر ایک روز راستہ میں مولانا علاء الدین اصولی پر پڑی کہ کسی طرف جاتے تھے فوراً طلب کر کے اپنا خلعت خاص انہیں پہنایا اور اُن کے حق میں دعاے خیر کی اور مولانا اسی دم شیخ نظام الدین اولیاء کے مرید ہوئے اور تھوڑے عرصہ میں واصلاح حق سے ہوئے اور انہیں دنوں میں شیخ شرف الدین احمد سبزواری اور بڑے بھائی اُنکے شیخ جلال الدین بقصد ارادت دہلی کی طرف آتے تھے اور شیخ کینھرست میں حاضر ہو کر مرید ہوا چاہتے تھے شیخ نے فرمایا کہ خانوادہ فردوسیوں کا تمہارے حوالہ ہو آخر دونوں بھائی آپ کے اشارہ کے بموجب وہاں جا کر شیخ نجم الدین فردوسی کے مرید ہوئے اور شیخ شرف الدین احمد سبزواری خرقہ خلافت پاکر ولایت بہار میں گئے اور وہاں استقامت کر کے کتاب مکاتیب در معدن لسانی تالیف فرمائی اور نقل ہو کر شیخ نصیر الدین سے کہ قصبہ سراوہ میں ایک دانشمند تھے اُن کے مکان میں آگ لگی فرمان املاک کا جلیگ انھوں نے دہلی میں آ کر ایک مدت مدید کچہری میں دوا دوش کر کے دوسرا فرمان سابق کے موافق حاصل کیا اور اُسے بغل میں رکھ کر بے بشت تمام اپنی فردو گاہ کی طرف روانہ ہوئے راستہ میں ایک دوست سے دو چار ہو کر ایسی باتوں میں مشغول تھے کہ فرمان اُن کی بغل سے گر پڑا مطلق اُس کا خیال نہ رہا جب مکان پر آئے اور فرمان نہ دیکھا جہاں اُن کی نظر میں تیرہ دنار یک ہوا اسی قلق اور اضطراب میں سلطان الاولیاء کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض حال کیا شیخ سے اُن کا اندوہ ملال دیکھا نہ گیا فرمایا مولانا نذر کر کہ فرمان تیرا حب مل جاوے شیخ فرید الدین مسعود گنج مشکر کی روح پر فتوح کے واسطے حلواند کر کے حاضر کرے گا مولانا نے نذر بدل و جان قبول کی اور بعد ایک لحظہ کے شیخ نے فرمایا مولانا اگر تو ابھی حلوا خسرید کر کے حاضر کرے تو خوب ہو مولانا فوراً اٹھ کر حلوانی کی دوکان پر گئے اور کئی درم کا اُس سے حلوا طلب کیا حلوانی نے حلوانہ لکھ ایک کاغذ نکالا تو اُسے چاک کر کے حلوا اس میں لپیٹے مولانا نے اسے پہچان کر یہ فرمان میرا ہو حلوانی سے گھر کر فرمایا کہ اسے چاک نہ کر یہ سیری املاک کا فرمان ہے پھر اُسے مع حلوانے کر شیخ کینھرست میں حاضر ہوئے اور سرزمین پر کھڑے مرید ہوئے اور اہل ارادت اس کرامت سے متحیر ہو کر اعتقاد کی تازگی اور شادابی حاصل کی اور فضیلت میں لکھا ہو کہ حسب اُس شخص نے شیخ کی خدمت میں حاضر ہو کر

خود رو کہ دم دم مجھے پہنچتا ہے مجھے یقین ہے کہ دوسرے کو ہوا کا وہ یہ ہو کہ جس وقت کوئی شخص میرے پاس آن کر اپنا درد دل اظہار کرتا ہو اس وقت مجھے اس قدر دم والہماق حال ہوتا ہے کہ رمان اس کی شرح سے حاضر ہر عجب سگین دل ہر وہ کہ جسے ہم را در دی کا اثر نہ کرے اور بھی حکم المخلصون من اللہ علیٰ خطر عظیم مانا جائیے **مصراع**

اے رویمان راہیں کو در حیرانی

اصل ہے کہ دینی میں ایک راز شہا تھیں الدین نام نہایت متمول اور وہ شیخ سے اعتقاد رکھتا تھا ملک حضرت کی صیت میں نے ادباً کلام کرتا تھا ایک روز اس نے موضع اعان پور کے قریب ایک مقام سرور اور رحمت اور اویکھا اپنے ہمراہوں کو لے کر وہاں بیٹھا اور بے ہوشی پر آنا وہ جہاں میں بن وہ خیمہ طاہری سے کیا دیکھتا ہے کہ شیخ نظام الدین اولیا اس کے مقابل ایسا دو ہیں اور اشارہ سے ممانعت کرتے ہیں پورا اس نے شراب پانی میں پھینک دی اور منہ کر کے شیخ کی حالت کی طرف رواں ہوا جو پہنچ شیخ کی نگاہ اس پر پڑی وہاں کہ جس شخص کو سعادت مسامتہ کر لی ہے ایسے گناہوں سے مارنا ہے جس الدین یہ کلام سکر متلفہ اور متعجب ہوا اور اسی وقت صدق دل اور اعلاص تمام سے حضرت کے مریدوں میں منتظم ہوا اور دوسرے دن تمام مال و مال اپنا شیخ کے جامعہ عار کے درویشوں پر تقسیم کیا اور علانیہ دنا سے سکھار اور محمود ہو کر عرصہ قتل میں علما و علماء اللہ سے ہوا اور حیران الحاسن من کہ شیخ نصیر الدین اودھی کی تصنیف پر وہ روایت کرے ہیں کہ میں ایک وقت شیخ سے رحمت لیکر اودھ کی طرف مانا تھا جس الدین را اثر کو میں نے قصہ ثباتی میں دیکھا تو ایک گدڑی پارہ پارہ اس کے لب من ہوا اور ایک حریب ہاتھ میں اور طرف نگلی کہ جس کا گھارسی سے سدا تھا ہاتھ میں لٹکائے میں اور خطہ جلد کی سمت عارم ہیں شاید ہمارے اس کی ٹورھی ماں نہیں جب میں نے انھیں اس حال روئی سے دیکھا پوچھا کہ آپ کا ایک حال ہے جواب دیا کہ امیر شہر شیخ نظام الدین اولیا کی رکت سے دروازے سعادت کے منتہی ہیں اور دل ہوا و جس سے حالی ہوا میں سے گدڑی ہو میں نے حامد یا کہ میرے پاس ایک چھانچ پی ہو اسے تمہارے قول راہیں تو ہایت احسان ہے و یا کہ میں اس حباب کی حمایت سے اکثر ہمارے واسطے مسدود ہیں آتے ہوں کوئی شخص اس لکڑی اور طرف نگلی پر نظر میں کرتا ہے شاید اس چھانچ چرمی کی کوئی طرح کرے۔ و یا کہ میرے ہاتھ کو سوسہ دیا اور جدا ہونے اور یہ بھی نصیر الدین اودھی دہلے ہیں کہ میں جب قاضی نجی الدین کا شالی کے پاس علوم طاہری پڑھتا تھا مانگا ایسا مار ہوا کہ لوگوں نے میری ریست سے قطع لطر کی قصار شیخ نظام الدین اولیا میری عیادت کے واسطے تشریف لائے اس وقت میں ہایت نے ہوش تھا جب آنحضرت نے دست مبارک میرے سر پر پھر میں ورا ہوں میں آیا اور رحمت پائی اور میں کے قدم پر گرنا اور اس سے میرے اعتقاد اور اعلاص آنحضرت کی قسمت زیادہ تر ہوا اور یہ بھی شیخ موصوف روایت کرتے ہیں کہ ایک

مجھے دیکھے نہیں تو دیہی فکر کی جاوے سید قطب الدین غزنوی اور شیخ وحید الدین قندری اور مولانا برہان الدین مردی اور دیگر اکابر نے بادشاہ کے حکم کے موافق ماہ شوال کی اٹھائیسویں تاریخ کو غیاث الدین جاکر شیخ کو دیکھا اور بادشاہ نے جو کچھ حکم دیا تھا شیخ کے گوش گزار کیا اور یہ بات کہی کہ بادشاہ جو ان عاقبت نا ایش ہوا اور حضرت فضل خدایہ سے پیر دانش کی پیش ہیں اگر ہر جینے میں ایک مرتبہ ضرورتاً دیوان عام سلطانی میں تشریف لیجاویں اور درویشی میں فرق نہوگا شیخ نے تامل کر کے فرمایا انتشار اللہ دیکھتا ہوں کہ اس کا انجام کیا ظہور میں آتا ہو وہ سمجھے کہ حضرت سلطان الاولیاء بادشاہ کے پاس جانے پر راضی ہوئے بادشاہ سے جا کر عرض کی ہم نے شیخ کو راضی کیا وہ ہر چاند رات کو آپ کی ملاقات کو آدین گئے اور چاند رات کو خواجہ وحید الدین قندری اور غزالدین علی شاہ جو بڑے بھائی امیر خسرو کے تھے انھوں نے شیخ کی خدمت میں آن کر عرض کی کہ بادشاہ آپ کے قدم رنجہ کی بشارت سے نہایت محفوظ ہوا شیخ نے جواب دیا کہ میں ہرگز بزرگوں کے خلاف نہ کروں گا کہ بادشاہ کی ملاقات کو جاؤں یہ سنکر دونوں بزرگوار غلین ہوئے اور یہ التماس کی کہ چاند رات قریب ہی اور بادشاہ پر خاش پر آما وہ ہی حضرت کو مناسب ہو کہ حضرت شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر کی طرف توجہ فرما دیں تو یہ معاملہ دشوار آسانی سے گذرے شیخ نے کہا مجھے شرم آتی ہے کہ اس امر خیر کے واسطے شیخ کی طرف متوجہ ہوں اور دین کے کام بہت ہیں شیخ کی طرف اُن کے واسطے توجہ کرنی چاہیے اور علاوہ اُسکے تم یقین جانو کہ بادشاہ مجھے طغریاب نہوگا کس لئے کہ شب کو میں نے خواب دیکھا ہے کہ صفہ پر قبلہ رو بیٹھا ہوں اور ایک پیل شاخدار نے مجھ پر قصد کیا جب نزدیک پہنچا میں نے اُسکے دونوں سینک پکڑ کے ایسا اُسے زمین پر دیا کہ وہ فوراً ہلاک ہوا خواجہ وحید الدین قندری اور غزالدین علی شاہ نے جب یہ واقعہ سنا سمجھے کہ اُس جناب کو کچھ آسیب نہ پہنچے گا بلکہ بادشاہ کو ضرر جانی پہنچے گا قصہ چاند رات کو خواجہ اقبال نے بعد نماز ظہر شیخ سے عرض کی کہ آج روز سہ پہر حکم ہو کہ کونسارا ہو اور حضرت کی سواری کو مہیا کروں شیخ نے کچھ جواب نہ دیا اور اقبال دم بخود ہوا جب پہر دن باقی رہا پھر عرض کی کہ سواری کا وقت بھی ہے اگر حکم ہو پا لگی اور کماروں کو حاضر کروں اس مرتبہ بھی شیخ نے کچھ جواب نہ دیا خواجہ اقبال کو پھر عرض کی مجال نہ رہی خاموش ہوا اور حکم خدا سے اُسی شب کو بعد ایک پہر اور چند ساعت کے خسرو خان جو نیک پروردہ اور شاہ کا محرم راز تھا ملکہ شاہ نے اُسے خاک مذلت سے اٹھا کر مرتبہ عالی پر فائز کیا تھا جیسا کہ مقام مناسب میں مذکور ہوا اُسے اپنے ہاتھ سے بادشاہ کو قتل کیا اور مقتول ہو کہ شیخ شرف الدین شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر کے پوتے شیخ بدر الدین سمرقندی کے عرس میں حاضر تھے ایک شخص نے اُن سے یہ کلام کیا کہ شیخ نظام الدین اولیا عجیب باطن فارغ البال رکھتے ہیں کہ اہل دعیال کی طرف سے اُن کو کچھ فکر و غم نہیں کیونکہ اس قدر فراغت و نبوی انھیں حاصل ہے کہ ایک عالم اُن کے خوانِ مائدہ فیض اور احسان سے بہرہ یاب ہو کسی طور کا انھیں بچ نہیں پہنچتا ہے بے فکری سے گذرتی ہے بعد اسکے جب شیخ شرف الدین وہاں سے شیخ کے مکان پر آئے چاہا کہ وہ مذکورہ عرض کروں شیخ نے نور باطن سے دریافت کر کے فرمایا بابا شرف الدین

پاس رہتی تھی تیغ بھڑا اس لیے کہ پیشتر اس سے دریو یا زکار و سپہ سالار آتا تھا چنانچہ ایک دن ایک تاجور  
 اسے رہروں نے لٹا تھا شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سفارتی نامہ صدر الدین عارف یسر  
 شیخ بہار الدین رکریا کا اس کے پاس موجود تھا ملاحظہ میں گذرا مگر عرصہ حال کیا شیخ نے خادم  
 سے فرمایا کہ علی الصبح سے یا شت تک حوقوح لیے رہ رہا نہ آوے اس عرصہ کے سیر کر کے تھوڑا  
 کہ مارہ ہزار روپیہ بیرون جڑے تک اس تاجر کو وصل ہوئے القصد شیخ بادشاہ کے حکم سے واقع  
 ہوئے اعمال معلوم سے فرمایا کہ آج سے حرج مقرر می مصالح کر اور جس وقت تجھے رو سبکی حجت  
 ہووے سم اسٹہ پڑھ کر پتہ اپنا اس عرصہ کے طاق بین ڈال کر کمال لیا چاہیہ اقبال حسب التعمیل  
 میں لانا تھا یہ عرصہ رتہ رتہ بادشاہ کو ہو چکی ہایت شرمندہ اور بادم ہو لیکن پھر بھی ازراہ  
 جمالت اور جمالت شیخ کو یہ پیغام بھیجا کہ شیخ رکن الدین الواقع تھاں سے میری ملاقات کو آتے تھے  
 اگر آپ بھی کبھی کبھی قدم رکھ فرادیں مراحم دانی سے بعد ہوگا شیخ نے جواب دیا کہ میں مرد  
 کو نہیں ہوں کہیں حاما اور علاوہ اس کے رسم اور عادت ہر سلسلہ کی ہر طور پر چوتی ہے  
 ہمارے پر رگون کا قاعدہ تھا کہ کچری دربار میں عادیں اور بادشاہ کے مصالح ہو دیں اس  
 امر میں غیر کو مصاف رکھیں اور اس سکین کو اپنے حال پر جوڑیں بادشاہ نے گناوہ بخت سے محروم  
 تھا اس عذر کو قبول نہ کیا اور اس کے درجہ لکھا کہ آپ کو ہفتہ بین دو مار میری ملاقات کو آنا چاہیہ  
 شیخ نے تاجر کو روانہ حسن شاعر کو شیخ صبار الدین رومی کے پاس کہ پیر بادشاہ قطب الدین صاحب  
 اور ترمذ شیخ شہاب الدین سہروردی کے نئے بیجا کہ بادشاہ کو سمجھا دیں کہ مقبروں کا آرزو کرنا  
 کسی مذہب اور ملت میں درست نہیں ہوا اور حیرت دارین کی اس قوم کی کم آری میں ہوا وادنا  
 اس کے ہر مالو ادہ کی ایک روش مخصوص ہر خواہ جس شیخ صبار الدین رومی کے مکان سے بیٹھ کر  
 مریا کہ ان کا درویش کی شدت سے حال رومی ہر کہ مجھکر مار میں بیٹھ سکتے ہیں شیخ ساکت ہوئے  
 اور انھیں دونوں میں شیخ صبار الدین رحمت حق میں داخل ہوئے بادشاہ اور تمام اعیان و ارکان سوم  
 کے دن وہاں حاضر ہوئے اور رسم ہندوستان کے موافق اول قرآن شریف کے سیمارہ تفسیر  
 کر کے پڑھے اس کے بعد ہجرت پڑھ کر پھول اٹھائے اور سلطان الاولیاء بھی قصیدہ بارت وہاں  
 شریف لے گئے بادشاہ کو سلام کیا اور بادشاہ نے جواب دیا اور مطلق القعات کی اور ایک  
 ردایت میں یہ بھی وار د ہو کہ حب شیخ اس مجلس میں رونق امرا ہوئے جس شخص نے حضرت کو دکھا  
 تعظیم کے واسطے دوڑا اور حضرت سے عرض کی کہ بادشاہ بھی اس مجلس میں شریف رکھتے ہیں اگر  
 آپ سلام کریں ہم بادشاہ کو اعلام کریں شیخ نے فرمایا سلام کی حاجت نہیں ہو کیونکہ وہ قرآن پڑھے  
 میں مشغول ہر اسے مشوق نہ کرنا چاہیہ اور حب صبار مجلس، ہجوم فکر شیخ کے قدم پر گئے بادشاہ  
 گوشتہ چشم سے دیکھتا تھا دل میں آرزو ہوا بعد اس کے بادشاہ نے ایک محضر تیار کر کے حکم  
 دیا کہ اگر ہر جہت میں شیخ ایک مار میری ملاقات سے متغذ رہو تو ہر سلسلہ کے ہر جہادرات کو التماس کر

لکھنؤ سلطان الاولیا کے ملاحظہ میں گذرانا تھا اور سلطان الاولیا بھی اس بیت سے محفوظ ہونے  
تھے ایک روز سلطان الاولیا کو حکیم ثنائی کی ان دو بیت پر کہ حدیقہ میں مندرج ہیں وجہ  
حاصل ہوا اس بات

ابیش مناجال جان افروز | اور نمودی بر و سپند بہ سوز  
آن جبال تو چیت ہستی تو | وان سپند تو چیت ہستی تو

قرابیک ترک جو بادشاہ علاء الدین خلجی کا خاص تر خواص تھا باوجود صلاح اور پرہیزگاری کے  
لطافت و طرافت میں بھی امتیاز رکھتا تھا اور شیخ کے سلک مریدوں میں بھی منتظم تھا ان ابیات کو ظہر  
کر کے بادشاہ کے روبرو لے گیا بادشاہ ہر بار پڑھتا تھا اور آنکھوں پر ملتا تھا اور تحسین کرتا تھا  
اس وقت قرابیک ترک عرض پیر ہوا کہ باوجود اس کے کہ ظل سبحانی شیخ سے ایسا اعتقاد رکھتے ہیں  
تعجب ہو کہ کبھی آنحضرت سے ملاقات نہیں کرتے بادشاہ نے فرمایا کہ ایسا قرابیک ترک ہم بادشاہ  
ہیں سراپا دنیا میں آلودہ اور اس آلودگی سے شرماتا ہوں کہ ایسے پاک کی زیارت کروں مجھے  
لازم ہے کہ خضر خان اور شاہی خان کو جو میرے جگر گوشہ ہیں شیخ کی خدمت میں لے جا کر مرید کر  
اور دو لاکھ روپیہ جماعت خانہ کے درویشوں کو شکرانہ پہنچا کر ابیک ترک نے حکم کے موافق عمل  
کیا اور یہ عمارت عالی کہ مقبرہ میں ان بزرگوار کے واقع ہو خضر خان کی ساختہ اور پرواختہ ہو اور  
کہتے ہیں کہ ایک روز بادشاہ علاء الدین خلجی نے ایک مندریل زر و جواہر سے ملو کر کے برسمند  
شیخ کے روبرو بھیجی ایک قلندر شیخ کے برابر بیٹھا تھا دور سے اس کی نگاہ اسپر پڑی اور شیخ کی  
خدمت میں حاضر ہو کر بولا ایسا شیخ ہایا مشترک شیخ نے از روئے طرافت فرمایا امانتہا خوشترک  
قلندر نے مایوس ہو کر بازگشت کی عزیمت کی شیخ نے اپنے پاس بلا کر فرمایا کہ تنہا خوشترک  
سے ہمارا مقصود یہ تھا کہ تجھے تنہا مبارک ہووے یہ کہکروہ تمام نقد و جواہر اس کو بخشا اس قلندر  
نے چاہا کہ اس سب کو اٹھاؤن اس کی قوت نے وفانہ کی شیخ کے خادم نے اس کی مدد کی اور  
نقل ہو کہ حبیب بادشاہ قطب الدین مبارک شاہ دہلی کے تحت سلطنت پر تھیں ہوا خضر خان کو جو شیخ  
کا مرید تھا اس نے قتل کیا اور شیخ سے بھی در پی عداوت ہو اور ان دونوں میں شیخ کے باورچیانہ  
مقرر کی کا خرچ سواے غلہ کے دو ہزار روپیہ کا تھا اور انعام و اکرام اور علفہ متعلقان اور  
خرچ مسافران اور مجاوران اس سے جدا تھا اس صورت میں بادشاہ نے قاضی محمد غزنوی سے  
کہ محرم خاص تھا پوچھا کہ اس قدر خرچ شیخ کا کہاں سے آتا ہو قاضی کہ وہ بھی اس قدر اعتقاد  
آنحضرت سے نہ رکھتا تھا بولا اکثر امراء سلطانی شیخ کی اعانت زر شکرانہ اور نذرانہ سے کرتے  
ہیں بادشاہ کو یہ امر پسند نہ آیا حکم کیا کہ جو شخص شیخ کے مکان پر جاوے گا یا ان کی مدد خرچ کو روہ  
یا اثر فی بھیجے گا وہ نہایت معقوب اور مقہور ہوگا اور اس بارہ میں حسد سے زیادہ سب الغ  
کیا پھر لوگوں نے غضب شاہی کے خوف سے ہاتھ چھینچا اور اقبال غلام شیخ کا کہ تحویل اس کے

استغفر اللہ کہ تمہیں متلح شیخ نظام الدین اولیا کے العاس کی رکت سے ساتھ اس معاشقہ کے کامل ہو کر ملے  
وہ صلیب سے ہوئے اور قتل ہو کر مولا ماتہاب الدین امام سے کہ ایک دن شیخ نظام الدین اولیا حواہ  
قلب الدین اختیار کا کی گئے مرار کی ریا رت کو دہلی کہہ میں شریف لے گئے اور ہمسم اور مولا ما  
رہاں الدین محمد عرب اُس کتاب کی رکاب میں تھے اور شیخ حضرت حواہ کی ریا رت کر کے اور  
مستحقوں کی ریا رت کے واسطے مالاٹ شمس کے کنارے رونق اقا ہوئے اور اُس مقام میں طبع  
حسن شاعر ولد ظانی سحر کی سن اُس کا پچاس برس سے زیادہ تھا اتنے اے حال میں شیخ سے  
راہ اٹھا اور مصاحبت کلی رکھتا تھا ساتھ ایک جماعت بابوں کے سے رہتی میں متغول تھا  
حسب شیخ کو دیکھا آپ کے ر سرواں کر یہ دوست پڑھیں اسیات

سالمات کہ ماہم معتبر | کر محنتا اثر نو دی نکست  
رہبان مق اور دل نامم نہ کرد | فتن ماہاں بہتر اور ہر شماست

شیخ نے جب یہ بات سنی تو مایا صحتوں کو ماتیریں ہیں التاء اللہ تعالیٰ نے مجھے نصیب ہوئی فی العود  
حضرت کی دعا تھا ہوتی حواہ جس سر رہہ کر کے آپ کے قدم مبارک پر گر پڑے اور جمع  
میاہی سے تائب ہو کر خود مع رہا جو اُس کے ہم مشرب تھے مرید ہوئے اور حواہ جس نے  
کتاب وائز العواذ شمل را حال شیخ نظام الدین اولیا اور حکامات کو کہ راں مبارک را آتھرت  
کے عاری ہوئیں تصنیف ورائی طاعت قبول اور تحبیں سے سروار ہوئے اور اہر جس  
دہلوی نے اُس لمحہ پر رشک کر کے کہا کہ کاش طاعت قبول اور تحبیں اس لمحہ کی تصنیف کا  
میری نسبت مسوب ہوا اور میری تمام تصانیف خواہ جس کے نام ہوئیں بہتر تھا اور کہتے  
ہیں حواہ جس نے عدوہ کے ایک عمل کی حسین بہت ہی مسرت ہوئی

اے جس توہ انگہی کر دے | کہ تراوت گناہ لب بد

اور جس وقت کہ محمد قلیق شاہ دہلی کو حرا کر کے آویوں کو دولت آباد دکن کی طرف لے جاتا  
تھا حواہ جس بھی سر رکھاں دکن کی ریا رت اور صحبت کی میت سے ہمراہ گئے اور اس ملک میں حاکم  
عالم مانی کی سمت سفری ہوئے اور الاکھاٹ دولت آباد میں مدون ہیں اور لعل بہر شیخ ناصر الدین  
محمود اودھی سے کہ جب شیخ نظام الدین اولیا کو راگ کی سماعت کی رعیت ہوئی تھی امیر حسرو اور  
امیر حسن قول کہ علم موسیقی میں عدیم المثال تھے حاضر ہوتے تھے اور دستر حوش کا غلام رہ جاتا تھا  
اور حوش آدای میں صوب داوودی رکھتا تھا وہ بھی حاضر ہوتا تھا پہلے امیر حسرو و غریبین اور دہلی  
السی مشہور تھے پڑھتے تھے کہ شیخ سر مبارک کو خدمت میں لے گئے اور اسی کو امیر حسن وال اور دستر  
غلام اسما ناما دیتے تھے کہ شیخ و حد میں آتے تھے اور دوسو قوال کہ راگ میں مرع کو ہوا سے  
رہن پر لاتے تھے شیخ کے علوہ حواہ تھے اور سب کا سرور امیر حسن قوال تھا اب اسے کام میں  
متغول ہوا تھا طرہ مجلس مستقر ہوئی تھی اور وہ ست کہ جس سے شیخ مرید گنج شکر کو وعدہ و حال تھا

رکھتا ہوں ہم سے در پختہ نہ کر شیخ نے جواب دیا کہ آپ ازراہ شفقت ایک لحظہ استراحت فرمادیں کہ دیگر  
جوش میں ہوں درویش نے فرمایا تو خود اٹھ اور وہ دیگر چو لھے پر سے بجنسہ اٹھا لاشیخ یہ سنتے  
ہی بے جھیل تمام اٹھے اور دست حق پرست پر آستین چڑھا کر دونوں ہاتھ سے دیگر کے گلے کا  
کننا را بکٹ کے ان کے روبرو لائے اور آواز جوش کی آدمیوں کے کان میں پہنچتی تھی درویش  
نے وہ دیگر اٹھا کر زمین پر دے ماری کہ وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی پھر یہ فرمایا کہ شیخ فرید الدین مسعود  
گنج شکر نے نعمت باطن شیخ نظام الدین اولیا کو ارثانی رکھی ہو میں نے ان کی ظاہری محتاجی کی دیگر  
کو توڑ ڈالا یہ کہا اور وہ درویش آدمیوں کی نظر سے غائب ہوا اُس کے بعد ایسا ہوا کہ ہزاروں لاکھوں  
آدمی ان کی خدمت میں پہنچ کر مرید ہوئے اور خرقہ خلافت کا پاکہ درجہ عالی اور مقام متعالی میں داخل  
ہوئے اور بعد اس کے شیخ برہان الدین محمد غریب اور شیخ کمال الدین یعقوب اور شیخ نصیر الدین محمود ادھی  
شرف ارادت اور خرقہ خلافت سے سرفراز ہوئے اور اہل شریعت شیخ کو بسبب وفور عقل اور علم و  
فضل کے گنج معانی کہتے تھے اور شیخ انہی سرانہ کہ شیخ نور کے دادا تھے اور بنگالہ میں مدفون ہیں وہ  
بھی شیخ کے مریدوں سے ہیں اور خیر المجالس میں مرقوم ہو کہ ایک دن مولانا حسام الدین نصرت خانی  
اور مولانا جمال الدین نصرت خانی اور مولانا شرف الدین کاشانی شیخ کے روبرو بیٹھ تھے شیخ نے انکی  
طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اگر کوئی شخص دن کو صائم اور رات کو قائم رہے یہ کام نہایت سہل ہے کہ بیوہ عزیزین  
بھی اس کام میں اقدام کر سکتی ہیں لیکن مشغولی بحق کہ مردان طلبگار درگاہ پروردگار میں بسبب اس  
کے راہ پاتے ہیں اور قرب پیدا کرتے ہیں اور مشاہدہ کی دولت سے فیضیاب ہوتے ہیں وہ ان  
عبادات کے علاوہ ہو حضار مجالس نے جب یہ کلام سنا امید وار ہوئے کہ شیخ اُسے بیان فرمائیں  
کہ وہ کون عبادت ہے شیخ نے انہیں مضطرب اور مبصر دیکھ کر فرمایا انشاء اللہ تعالیٰ اور وقت اس کا  
مذکور ہو گا خلاصہ یہ کہ مریدوں اور عزیزوں نے چھ مہینے انتظار کھینچا ایک دن سب شیخ کی مجلس میں  
حاضر تھے محمد کاشف جو بادشاہ علامہ الدین خلجی کے دیوان عام کا داروغہ تھا وارد ہوا اور سرزمین پر  
رکھ کر مودب بیٹھا شیخ نے پوچھا کہ کہاں تھا اُس نے عرض کی دیوان عام میں آج خلل سبحانی نے  
پچاس ہزار روپیہ بندگان خدا کے واسطے انعام فرمائے ہیں شیخ نے اُس وقت مولانا حسام الدین  
نصرت خانی اور دوسرے یاروں سے متوجہ ہو کر فرمایا انعام بادشاہ کا بہتر ہے یا وفا کرنا اُس عہد کا  
کہ جو تھا رے ساتھ کیا گیا یہ سن کر سب شرائط تعظیم بجالائے اور عرض کی کہ وفا کرنا عہد کا بہت بہت  
سے بہتر ہے پچاس ہزار روپیہ نقرہ کیا مال ہے پھر اپنے پاس سلطان الاولیا نے تینوں بزرگوں کو  
کو بلایا اور لوگوں کو رخصت کر کے یہ فرمایا کہ مقصود کے پہنچنے کا راستہ مشغولی حق ہے باستغراق تمام  
خلوت میں اور بے ضرورت باہر نہ آئے اور ہمیشہ با وضو رہے اور صائم الدہر رہے باخلاص  
تمام اور اگر یہ میسر نہ ہو تو قلیل غذا پر قناعت کرے اور ہمیشہ سوائے ذکر حق کے سکوت میں رہے  
مگر بصورت اہل دنیا سے کلام مختصر کرے اور علی الدوام ذکر بار ابطہ واستغراق عمل میں لائے اور



سفر میں رکھنا کہ قید مالی کی شدید تر لوہے کی قید سے واقع ہوئی اور شیخ نظام الدین اولیاء نے حب  
ان درویش سے یہ بات سنی عزم حزم کیا کہ اس شہر میں رہ چلا گا اور اس مقام سے رآمد ہو کر رانی  
روسانی کے ملا س کے بریک کر سے باغ حردوتہ کتنے دن داخل ہوئے اور تجدید و صو کی کے  
دو گاہ ادا کیا اور درگاہ الہی میں معاضات کی درخواستیں اس شہر سے رآمد ہوا ہوں لیکن اسے اختیار  
سے کسی مقام میں نہیں جاسکتا جس تمام میں حیرت اور سلامتی دیں کی ہو وہاں رکھ گا وہ ایک طرف  
سے آواز آئی کہ عکس تیری حیات یور ہو اور وہ عیاش پور ایک موضع تھا گنام اور مجول کہ اسے کوئی  
میں جانتا تھا اور ان کا حاکم علم بردار رکھتا تھا اور اس ملک میں ایک قسم کی روٹی رور ہوتی ہے کہ  
اس سے لباس بیا کر کرتے ہیں اور حاکم کو شیخ فرید گنج شکر سے نہایت العت تمی لیکن شیخ نظام الدین  
اس کے مرنے کے بعد ملی میں وارد ہوئے بعد اس کو مدیکھا تھا اور منقول ہے کہ ایک وقت شیخ  
نے اعود میں سے مولانا شعیب کے ہاتھ ایک مصلیٰ سیاہ اور ایک کلاہ شیخ نظام الدین اولیاء  
کے واسطے دہلی بھیجی اور مولانا شعیب صاحب آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور امانت پہنچائی شیخ نظام الدین  
دو گاہ شکر کا ادا کر کے مخطوط ہوئے اور اسی وقت ایک رئیس نے گمات سے دو لاکھ اور پچاس  
ہزار استری بھیجیں شیخ نے وہ تمام رورقہ مولانا شعیب کو عطا فرمایا اور معذرت کر کے یہ راعی لکھ  
شیخ فرید گنج شکر کی خدمت میں ارسال کی۔ رابعی

را رومی کہ مدہ تو داسد مرا	اور مردیک دیدہ تشاسد مرا
الطف عامت عایبی مودہ است	ورہ چہ کسم حل چہ داسد مرا

کتے ہیں کہ حب دوسری مرتبہ شیخ نظام الدین اولیاء قصہ اعود میں شیخ کی زیارت سے مترو  
ہوئے شیخ نے ڈایا مولانا نظام الدین وہ راعی حاتم نے عربیتہ میں لکھی تھی من نے اسے یاد کر لیا  
اسامہ تعلقے ان تم رہو گے صاحب نظر تمہیں اپنے مردم دیدہ میں حکم دین گے اور نقل ہے کہ  
شیخ نظام الدین اولیاء نے استاد راجل میں حیات پور میں سکونت اختیار فرمائی دو شخص آپ کی ماریت  
میں حاضر رہنے تھے ایک شیخ ربان الدین محمد عرب عود دلت آما و دکن میں و چون ہیں اعود و سرے  
شیخ کمال الدین یعقوب صاحب کا مزار ہیں گمات میں واقع ہے یہ دونوں زرگوار اور حلقہ سے پیشتر قہ  
حکومت پاکر تحصیل کمال اور ریاست فسن میں مل سکے تھے اور اس عرصہ میں وہ معاشاتیں جملات سنگ تھی شخص  
وقت اساتقان ہوتا کہ چار و دریک کچھ ہم یہ ہوئی کہ سلطان اولیاء اور دیگر درویش اس سے انتظار داتے ایک  
حورت صاحبہ کو شیخ سے توسل کرتی تھی اور ہمایہ میں رہتی تھی اور سوت کا لکڑیوں عربی کی اور ان نے ملک پکا کر اس  
سے انتظار کرتی تھی ہاچہ ان نام قافریں سن نیک نکت نے ڈیڑھ سڑا کہ لکی تو عہ سے مال تھا شیخ یہ سب سے سمجھا شیخ نے  
کمال الدین یعقوب سے فرمایا کہ اس آئے کو دیگ میں ڈال کر کاؤ شاہد کسی آئے واسطے کا حصہ ہوئے اور  
شیخ کمال الدین یعقوب اس کے پکانے میں مشغول تھے کہ اگاہ ایک درویش گو ڈیڑھ پش کسی  
تمام سے وارد ہوئے اور شیخ نظام الدین اولیاء سے متوجہ ہو کر آزار ملد فرمایا کہ ای شیخ جو کچھ باختر

آن حضرت نے فرمایا ہر کہ دشمنوں کو جس طور سے چاہنا راضی اور خوش رکھنا اور جس شخص سے قرض لینا اُس کے ادا کرنے میں نہایت سعی کرنا شیخ نظام الدین اولیا جب مسافر ہوئے مع ایک درویش کے ایک مقام میں پہنچے کہ فی الجملہ وہاں ایک جنگل تھا اور راہزن اس مقام میں مسافروں کو لوٹتے تھے ناگاہ اُس مقام میں پانی برسے لگا شیخ ایک لحظہ و رخت چھٹنا رکے سایہ میں ایسا وہ ہوئے ناگاہ پانچ چھ ہندو مع شمشیر و تیر و کمان نمودار ہو کر شیخ کی طرف متوجہ ہوئے شیخ کے دل میں یہ خیال گذرنا کہ کھل اور جامہ جو شیخ نے مجھے عطا فرمایا ہو اگر خدا تنخواستہ اس پر نظر بدلی میں آبادی میں ہرگز نجاؤں گا اور کسی کو اپنا منہ نہ دکھاؤں گا اسی اندیشہ میں تھے کہ راہزنوں نے ایکبارگی حضرت کی طرف سے منہ موڑا اور دوسری جانب روانہ ہوئے اور شیخ مع الحیر و العافیت دہلی میں داخل ہوئے دوسرے دن شیخ نجیب الدین متوکل سے ملاقات کر کے باہر اس سفر کا اور شیخ فرید الدین گنج شکر کی حصول سعادت ملازمت کا تذکرہ مشرح بیان کیا اس کی بعد ایک شخص کے مکان پر کہ اُس سے ایک کتاب عاریت لے کر گم کی تھی تشریف لے گئے اور اُس سے یہ کہا کہ اے مجددِ مومن اس روز کہ میں تم سے کتاب عاریت لے گیا تھا وہ میرے پاس سے گم ہوئی ہے نیت صادق رکھتا ہوں کہ کاغذ بہم پہنچا کر وہ نسخہ نقل کر کے آپ کے پاس حاضر کروں گا اس شخص نے جب یہ کلام سنا ایک لحظہ شیخ نظام الدین اولیا کو نظر غور سے دیکھ کر فرمایا کہ جس مقام سے آپ تشریف لائے ہیں اُس کا قرعہ خدا کی خوشنودی کے سوا نہیں ہو میں نے وہ کتاب آپ کو بخشی شیخ وہاں سے پھر ایک بزاز کے پاس گئے اور فرمایا کہ میں نے تجھے کچھ یاد کیا تھا اب اُس کی قیمت لایا ہوں بزاز نے دس روپیہ لیے اور باقی حضرت کو معات کیے اور کہتے ہیں کہ اُس وقت شیخ نظام الدین اولیا کو دہلی میں ایسا مقام خلیہ کا میسر نہ تھا کہ اُس میں بیٹھ کر ذکر حق میں مشغول ہو دیں اور اس شہر میں شیخ کو کثرتِ خلق اور راہنہ پسند نہ آتا تھا کہ ساکن ہو دیں جو اُن دنوں میں قرآن شریف حفظ کرتے تھے اکثر اوقات شہر سے باہر جا کر صحرا میں بسر لے جاتے تھے ایک روز تلمیذان کے تالاب کے کنارے ایک درویش پاک کیش کو کہ آثارِ صلاح و تقویٰ اُن کے ناصیہ حال سے ہویدا تھے شیخ نظام الدین اولیا نے دیکھا اُن سے پوچھا کہ اے مجددِ مومن تم اس شہر میں رہتے ہو انھوں نے کہا ہاں پھر پوچھا کہ آپ اُس شہر میں خواہش طبع سے رہتے ہیں انھوں نے جواب دیا نہیں کوئی درویش ایسے شہر آباد میں کہ جس میں اس قدر کثرت اور راہنہ آدمیوں کا ہو اپنی طبیعت کی خواہش سے نہ رہے گا بلکہ ضرورت پھر یہ حکایت نقل کی کہ میں نے ایک وقت خطبہ کمال درویش کے دروازہ کے باہر ایک خرقہ پوش کو دیکھا اور اس نے مجھ سے یہ بات کہی کہ اگر تو سلامتی ایمان کی اور استقامت عبادت میں چاہتا ہو اس شہر میں نہ رہ کہ پیشہ فسق و فجور کا ہوا ہو اور پھر یہ بھی کہا کہ اے مولانا نظام الدین اولیا میں بھی چاہتا ہوں کہ اس شہر میں نہ رہوں اور کسی طرف راہی ہوں لیکن کیا کروں کہ عرصہ بیس سال کا گذرا ہو کہ میں اس شہر میں سکونت پذیر ہوں اور بسبب اُس کتوین کے کہ میں نے تیار کیا ہر خیال

حضرت شیخ سے پایا اور مردانِ حاص کی سلک میں مسلم ہونے اور اس عرصہ میں شیخ مرید الدین مسعود کج شکوہ  
کو حضرت کمال تھی اکثر اہل حضرت کے متعلقین اور مردوں کو ہر ہفتہ بین الیک یاد و فائدہ گد رے تھے  
اور ان بر رگواری محبت سے کوئی شخص آذر وہ اور دیگر دستھا العرص مولانا مرید الدین اسحق سحاری کہ  
عین مقول مقول تھے کڑیاں بکھل سے ماورجیہ کے واسطے لائے تھے اور مولانا شیخ جمال الدین ہوسوی  
سحر سے ویکہ کہ مراد کر بل کے درخت کے پھل سے ہوا اور اکثر آدمی اس پھل کو سرکہ اور بک میں ڈالکر  
اچار مائے جن حاضر کرتے تھے اور مولانا حسام الدین کالی آب کشی اور ماورجیہ کی گنیمت و جوتے تھے  
اور شیخ نظام الدین اولیا اور رے صدق و دعا کھانا پکانے تھے اور ماہی و اتمام کھا یا کجاکر طرف بکلی اور  
کھول چوین میں بحال کرا نظار کے وقت سچ کی مجلس میں لیجانے تھے لیکن کبھی کبھ ہوتا تھا اور کبھی ہوتا تھا  
اور دو دو من میں رورہک میسر ہوتا تھا اور شیخ نظام الدین اولیا حب اس حد تک پر ماور ہونے اس تغل  
سے حواسِ مسجد کے قریب رہتا تھا کبھی عیب سے جو کچھ ہو بچا تھا کھائے کا مصالحہ خرید کرتے تھے اور  
کبھی ایک درم بک ویش لے کر کاسہاے ولیہ میں کہ حوض ہونے تھے ڈالتے تھے اور ہر در شیخ کے  
رور و در ویشوں کے ساسے حاضر کرتے تھے اور مولانا شیخ جمال الدین ہوسوی اور مولانا مرید الدین  
اسحق اور شیخ نظام الدین اولیا شیخ کے حکم کے موافق ایک کاسہ میں مائل کرتے تھے اور شیخ کے قریب  
ٹپتے تھے ایک دن جب تمام حصار علس ایسے ایسے مقام میں بیٹھ گئے شیخ مرید الدین مسعود کج شکوہ  
دست مبارک کاسہ کی طرف لے گئے اور علم اٹھا کر فرمایا کہ یہ قلعہ میرے ہاتھ میں گرنا معلوم ہوتا ہے اس  
قلعہ کو تمہیں رکھے گا حکم یہ ہیں ہر کاسے میں شہہ ہے لیکر قلعہ کاسہ میں ڈالو یا شیخ نظام الدین اولیا  
فرماتے ہیں کہ کلام سنتے ہی میرا دل کا بجے گا ورنہ امین نے ایسا وہ جو کہ ہایت اوس سے یہ عرض کی  
کہ یا حضرت کڑیاں اور کر بل کے پھل اور پانی ماورجیہ کا شیخ جمال الدین اور مولانا حسام الدین اور مولانا  
مرید الدین لائے ہیں سب شہہ کا معلوم یہ ہیں جو ماہی حضرت پر واضح ہوا جو کاشی لے فرمایا کہ ایک حواہی سے  
میں پڑا یہ وہ کمان سے آیا پر شیخ نظام الدین پشکر متنبہ ہوئے اور سرز من پر رکھکر صورت حال  
عرض کی شیخ نے ارتداد کیا مقرر کا فائدہ سے مراد اس خبر یہ لیکن لذتِ لمس کے واسطے قریب یہ لیون کیں  
ہائے کہ قریب اور توکل کے مابین حد مشرقین ہو لگاوا ہووے بلبل اس کا قیامت تک گردن پر رہے  
بھر فرمایا یہ کاسے در ویشوں کے آگے سے اٹھا کر قحاون بر تقسیم کریں اور شیخ نظام الدین اولیا لائے  
ہیں کہ محرم میں ایک حادثہ تھی عیسا کہ طلا کا ستور ہو کہ اگر کوئی شہہ ہایت سرور ہوئی ہو قریب  
لیتے ہیں میں بھی قریب لیتا تھا لیکن اس دن سے من سے استعفا کر کے یہ بیت کی کہ ہر جید  
احتیاج اشد ہووے آید ہر گر قریب۔ لون گا اور شیخ مرید الدین مسعود کج شکوہ وہ کھل کر ص پر  
اعلاسی فرماتے تھے مجھے محشا اور یہ دعا کی کہ تو کبھی ساتھ قریب کے قحاون ہوگا اور جب شیخ نظام الدین  
اولیا ایک مدت کے بعد حکر ایسی سے مرتہ کمال کو ہو بیٹھے پیسے انہیں اور دن کی نیل کی حاجت  
دے کر بلی کی سمت رحمت کیا اور انھوں نے رحمت کے وقت اپنے پیر کی بیعت یاد رکھی کہ

وہ اُس حجرہ میں سبق پڑھتے تھے اور باقی شاگرد اُس کے باہر درس کرتے تھے اور ان میں شیخوں میں ایک ملاقطب الدین ناقلا اور دوسرے ملا برہان الدین عبدالباقی اور تیسرے شیخ نظام الدین اولیا تھے اور جب شیخ نے آپ کی مولویت اور تیزی فہم پر آگاہی پائی تو شاگردوں سے آپ کی تعظیم میں زیادہ تہنیت کرانے لگے اور مولانا شمس الدین کو یہ عادت تھی کہ اگر کوئی شاگرد غیر حاضر ہوتا تو جس وقت وہ آتا مولانا ازراہ دل لگی اُس سے فرماتے تھے کہ کیا تھا جو تو حاضر نہوتا کہ پھر وہ کروں جو تو حاضر ہو کرے اور اگر کبھی شیخ کی تعطیل ہوتی تھی پھر مولانا انھیں جب دیکھتے تھے یہ بیت پڑھتے تھے بیت

ابا ری کم اذا نکہ گاہ گاہے | آئی وبہ کنی بگا ہے |

اور شیخ نظام الدین اولیا کا جو حسب اتفاق شیخ نجیب الدین متوکل برادر شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر کا ہم سایہ واقع ہوا تھا اور وہ بہت علمائے دہلی پر علم میں فوقیت رکھتے تھے لہذا شیخ نظام الدین اولیا اکثر اوقات انکی صحبت میں بیٹھتے تھے قصداً جو ان دنوں میں والدہ شیخ نظام الدین اولیا کی فوت ہو گئی تھیں اور شیخ تنہا رہ گئے تھے شیخ نجیب الدین متوکل سے زیادہ تر صحبت رہتے تھے اور غم نہائی رفع کرتے تھے یہاں تک کہ روز بروز محبت فیما بین میں بڑھتی گئی اور آپس میں نہایت اتحاد ہوا اور بعد اُس کے شیخ نظام الدین اولیا چند سال خواجہ شمس الدین سے درس لے کر مراتب عالیہ پر فائز ہوئے اور معاش کے واسطے عمدہ تصانیف لکھیں ہوئے ایک دن اثنائے کلام میں شیخ نجیب الدین متوکل سے کہا کہ آپ میرے واسطے فاتحہ خیر طحین کہ میں کسی مقام کا قاضی ہوں اور خلق خدا کو انصاف سے راضی رکھوں یہ شکر شیخ نجیب الدین ساکت ہوئے اور کچھ حوائج دیا شیخ نظام الدین اولیا سمجھے کہ شیخ نجیب الدین نے نہیں سنا پھر آواز بلند کہا التماس فاتحہ کی رکھتا ہوں کہ میں کسی مقام کا قاضی ہو جاؤں اس مرتبہ شیخ نجیب الدین متوکل نے فرمایا کہ خدا نہ کرے تو قاضی ہو لیکن وہ ہو جو میں چاہتا ہوں اور انھیں دنوں میں شیخ نظام الدین ایک رات مسجد جامع دہلی میں تھے صبح کے وقت سنا کہ موزن نے منارہ پر یہ بڑھا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَللّٰہُ اَنَّہُ خَلَقَ قُلُوْبُہُمْ لِذِکْرِ اللّٰہِ یہ سنتے ہی حال حضرت کا متغیر ہوا اور نور آنی نے آپ کو گھیر لیا اور اس سبب سے کہ اُس وقت میں جو آواز وہ شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر کی شیخت اور کرامات کا عالم گھیر ہوا تھا اور شیخ نجیب الدین متوکل کی بھی مجلس میں غائبانہ شیخ کی شیخت اور کرامات کے اوصاف شکر شیخ نظام الدین اولیا ان کی زیارت کے نہایت مشتاق تھے سوچ کو بغیر سواری اور زار راہ کے قصبہ ابو دھن کی سمت روانہ ہوئے اور روز شنبہ کو گھر کی نواز کے وقت آنحضرت کی ملازمت سے فائز ہوئے اور راوی کا یہ بھی قول ہے کہ جب شیخ نظام الدین اولیا شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر کی ملازمت سے مشرف ہوئے ہر چند جاہل کہنے لگتا تھا اور غلامی کا حال بیان کر دین حضرت کی ایسی دہشت غالب ہوئی کہ کچھ عرض نہ کر سکے شیخ فرید الدین مسعود نے یہ حالت مشاہدہ کی کہ فرمایا نکل و خیل دہشتہ مرجا خوش آیا اور صفت لانا تو انشاء اللہ تعالیٰ

عمال الدین ہاں سوی نے اس فرمان کو صحیح کہا اور اس نے پلٹ کر شکاست کی آنکھ کو شیعہ نے ایسی ہیشہ کر کے  
 حسب التماس فرمان دو سلاک بھیجا اور اس میں مولانا جمال الدین ہاں سوی نے مداخلت ہو کر اسے چاک  
 کشا شیعہ نے مرایا کہ میں جمال الدین ہاں سوی کا پارہ کیا ہوا فرمان نہیں سی سکتا اور بعد اس کے ایک مدت  
 کے بعد شیعہ نے فرمان سجادہ نشینی ولایت دہلی کا شیعہ نظام الدین اولیا کو دیکر مولانا جمال الدین ہاں سوی  
 کے پاس بھیجا اور وہ اسے دیکھ کر ہایت حوث ہوئے اور یہ سب اس زمان میں دہلی کی سبیت  
 ہزاران درود و ہزاراں سپاس | آگہو ہر سپردہ - گو ہر تاسا

اور کتبہ کو جمع کر کے دہلی میں روا کر کیا

## ذکر سلطان الاولیا شیعہ نظام الدین قدس سرہ العزیز کا

### ابیات

شہنشاہ اورنگ عرفان حق	دلشہ صدر دوان الواس حق	ملک سرودہ و رورہ ارشان او
ملک کا سرور و جوان او	قدم مادہ ران گوہر را و حق	کر شد شاہ اورنگ و رگاہ حق
سابقہ رنگوں اطوار محو +	ظاہر رنگیں نگہ دار سو	دلشہ ساکن ملک و ات معات
رہے پاک دین و رہے یکدل تہ	نظام الحق کن شیعہ عالی معتام	کر دکھارار اب دین شد تمام

شیخ نظام الدین اولیا جامع جمیع علوم ظاہری اور باطنی تھے اور ہمیشہ آنحضرت کا دل انور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف و تحسین میں مشغول رہتے تھے آپ کے والد  
 معترف تصوف کی طرف تشریف لائے اور مباحثہ و محرم اور ان کی شریعت کے مطالعہ میں مائل تھے اور ابو سعید  
 کی خدمت میں اور نصیر اور حدیث اور اصول و کلام میں اختصاص اور ہر اہل علم تمام رکھتے تھے آپ کے والد  
 برہنگوار احمد بن داہیال عربی سے ہندوستان کی طرف آئے مگر تھوڑی مدت میں متوطن ہوئے اور  
 شیخ نظام الدین اولیا اس شہر میں ماہ صفر ۸۳۷ھ چھ سو چوبیس ہجری میں پیدا ہوئے حسب پانچ برس  
 کے ہوئے ان کے والد نے تصانیف اور ان کی والدہ پرورش میں مصروف ہوئے اور صاحب صفت  
 رسن تیر اور مدت کہ ہو چکے تھیں علوم ظاہری اور باطنی میں مشغول ہوئے اور عربی و فارسی میں  
 کوئی مدرسہ نہ رہا وہ صاحب مجلس رس کے رہے اس میں اسی والدہ کو لے کر دہلی میں آئے اور  
 ہلال شمس اور کی مسجد کے نیچے ایک حجرہ میں سکونت اختیار کی اور اس وقت دہلی میں ایک قافلہ  
 متبرع اور علماء وقت سے سرائے تھے ان کا اسم مبارک خواجہ شمس الدین حارثی تھا اور شاہی و علمین  
 میں سے انھیں آخر میں محلات شمس الملک محاط کر کے مصطفیٰ وزارت تعویض مہربان عیسا علی الدین

ملک سرودہ نے انکی مدح میں کہا یہ سبیت

اشناسا کون حکام دل و دستان ستدی | از مادہ ملک ہندوستان ستدی

اور اصل وزارت اور پیشہ مشغول تھے پھر شیخ ان کے شاگردوں کی ملک میں ملک ہوئے اور وہ  
 ایک حجرہ رہتے تھے کہ وہ حاکم مطالعہ کے واسطے تھا اور زمین شاگرد و صاحب استعداد تھے

فرمایا جا ایک اینٹ مولانا نظام الدین کے واسطے لاوہ جا کر ایک اینٹ درست اُن کے واسطے اٹھا لایا اسی طرح سے وہ لڑکا شیخ کے حکم کے موافق ایک اینٹ مسلم مولانا جمال الدین ہانسوی اور مولانا بدر الدین اسحق کے واسطے بھی اٹھا لایا جب ملا یوسف کی باری آئی وہ لڑکا اُس انبار سے بیعت تمام ایک خشت نصیف بلکہ اس سے بھی کمتر تلاش کر کے لایا اور ملا یوسف کے سامنے رکھ دیا یہ ماجرا دیکھ کر تمام بزرگوار متحیر ہوئے شیخ نے فرمایا اے یوسف میں کیا کروں نصیب تیرا اور دن کے برابر نہیں ہے قسمت ازلی پر خرسند اور راضی ہونا چاہیے کس واسطے کہ مصر مربع تقدیر کہ کلمہ کو امکان نہیں ہے دعوایہ اور شیخ نظام الدین اولیا سے منقول ہے کہ شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر کو مرض الموت واقع ہوا آخر شش ساتھ اُس زحمت کے رحمت حق میں داخل ہوئے اور اس مرض میں مجھے خرقة خاص سے سرفراز مند ماہ شوال ۹۶۹ھ چھ سو اٹھتر ہجری میں دہلی کی طرف روانہ کیا اور رخصت کے وقت اشک گہر رشک دیدہ حق بین میں بھلائے اور فرمایا جاتے تھے حافظ حقیقی کے سپرد کیا اور مجھے بھی اس جدائی سے ایک درود الم ایسا لاحق ہوا جیسا پہلے بھی جدا ہونے میں ہوا تھا شیخ نظام الدین اولیا فرماتے ہیں کہ جب میں دہلی میں پہونچا میں نے سنا کہ شیخ کے مرض نے شدت کی ایک رات بعد اواسے نماز عشا بیہوش ہوئے اور کچھ دیر کے بعد ہوش میں آئے مگر مولانا بدر الدین اسحق سے پوچھا کہ میں نے عشا کی نماز پڑھی کہا ہاں اُس جناب نے نماز عشا پھر احتیاطا ادا کی اور پھر بیہوش ہوئے جب ہوش میں آئے فرمایا ایک بار اور ازراہ احتیاط کے نماز عشا ادا کروں کیا معلوم پھر میسر ہوا نہیں چنانچہ اُس شب کو آپ نے تین مرتبہ نماز عشا ادا کی اور فرمایا کہ مولانا نظام الدین دہلی میں ہیں بھی خواجہ قطب الدین کی رحلت کے وقت ہانسی میں تھا اور مولانا بدر الدین اسحق کے کان میں آہستہ فرمایا کہ میرے انتقال کے بعد وہ جامہ کہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی سے مجھے پہونچا ہے اُسے مولانا نظام الدین کے پاس پہونچانا اور پھر پانی طلب کر کے دھو کیا اور دو گنا ادا کر کے سرسجدہ میں رکھا اور علیٰ سجدہ میں رحلت فرمائی غرض کہ یہ واقعہ سچ منہ کی رات ماہ محرم کی پانچویں تاریخ ۱۰۷۰ھ سات سو ساٹھ ہجری میں واقع ہوا اور سن شریف اُس جناب کا پچانوے برس کا نشان دیتے ہیں اور منقول ہے کہ مولانا بدر الدین اسحق نے فرمایا کہ موافق وہ جامہ شیخ نظام الدین اولیا کے پاس پہونچا اور کاسہ اور عصا شیخ کا اُن کے فرزندوں کے پاس رہا اور افواہ یہ بھی سنا جاتا ہے کہ شیخ نظام الدین اولیا شیخ کی خبر فوت سن کر قصبہ اجودھن میں گئے اور شیخ کے مزار کی زیارت کر کے جامہ مذکور مولانا بدر الدین اسحق سے لے کر دہلی کی سمت مراجعت فرمائی اور کتاب تذکرۃ الاتقیاء میں لکھا ہے کہ تین شخص نظام نام شیخ کی خدمت میں تھے ایک شیخ نظام فرزند شیخ کے دوسرے شیخ نظام بھائی یعنی ہمیشہ شیخ کے لڑکے تیسرے شیخ نظام الدین اولیا اور چوتھے شیخ کے مقام ابدال کا رکھتے تھے اس واسطے سجادہ انھیں دیا اور جب آپ کی ہمیشہ نے بہت سعی کی کہ سجادہ نشینی میرے فرزند کو عنایت ہو جسے شیخ نے فرمایا اور بھائی کو دے کر یہ فرمایا کہ ہانسی میں مولانا جمال الدین ہانسوی کے پاس جا کر اسے صحیح کر کے لاؤ اور مولانا

ہام طرل کی ملازمت میں رہتے تھے جو بادشاہ حیات الدین طلس کی طرف سے گنگا کا حاکم تھا ایک روز  
دست بستہ ادب سے الٹا ہوتے تھے ناگاہ ایک صورت لطیف اور نورانی انھیں دکھائی دی اس سے  
کہا کہ ای محمد لوبل علم جو اس جاہل کے روبرو کیوں کھڑا ہو پھر دوسرے دن بھی مولانا اسی محل سے  
طرل کے روبرو ایٹا دہ گئے کہ وہ صورت پھر ظاہر ہوئی اور وہی کلام کا مولانا سمجھے کہ یکیش شیخ  
فرید الدین مسعود گنج شمس کی ہجو کتاب ہو کر احوال کا راستہ لیا اور حب شیخ کی خدمت میں مشرف ہوئے  
شیخ نے فرمایا کہ ای حمید تو نے دیکھا کہ میں کس صورت سے تھے یہاں لایا مولانا نے حب یہ کلام سنا اسی  
وقت علائق دیوی ترک کر کے تخرید اختیار کی اور سعادت ارادت سے مشرف ہوئے اور  
ایک مدت دعت اور ارشاد میں مشغول رہے آخر تک معطلہ کی طرف رجعت ہوئے اور یہ بھی  
مقبول ہو کر اوجہ اور مقام کی طرف ایک بادشاہ پاک اعتقاد تھا اس نے ایک بار ملا عارف کو جو اس  
کی خدمت میں رہتے تھے اور ارادہ دہلی کے آنے کا رکھتے تھے مبلغ دوسو تنگہ سعید ان کے  
سیر دیکھے اور یہ بات کہی کہ تم قصہ احوال میں جا کر یہ روپیہ شیخ مرید کی خدمت میں پہنچاؤ اور میرے  
واسطے انھیں دعا کرو حب مولانا قصہ احوال میں پہنچے ان کے دل میں یہ خیال گذر کہ عطف و کثرت  
درمیان میں بہن ہر جو صلیبی نقد او کا یقین ہو رہی ہے ہر سور و پیہ شیخ کی تذر کیجئے اور مانی اپنے پاس  
رکھ چھوڑے آخر وہی کتاب شیخ نے مسکرا کر دیا مولانا عارف تو نے حق راوری کا ساتھ اس رویش  
کے ادا کیا ہے نفوذ شکر اہل قصاصی کر لیا مولانا عارف یہ کلام سکر ساریت شرمندہ اور محب ہوئے اور  
یہ عرض کی کہ بہت ملا یا بن مفلوک کی اہل سلوک کے برابر نہیں ہو اور وہ سور و پیہ بھی حاضر کیے شیخ نے  
فرمایا روپیہ مجھے مبارک ہو تو کسی بھائی کو نقصان نہ پہنچے عطف و کثرت مولانا نے یہ حال مشاہد کیا مشرف  
ارادت سے مشرف ہوئے اور نقد و جنس سے جو کچھ رکھتے تھے درویشوں کو دے کر عبادت اور  
ریاضت میں مشغول ہوئے اور تھوڑے عرصہ میں عہدہ حلافت کا پایا اور حب الاشارہ سیستان کی سمت  
رواہ ہوئے اور علاقہ کی پریت و ارشاد میں مشغول ہوئے اور مقبول ہو کر شیخ ایک وقت دوپہر کو اپنی  
عالمیہ سے رآمد ہوئے اور شیخ نظام الدین اولیا اور مولانا بدر الدین اعظمی اور مولانا جمال الدین السوی  
حاضر تھے اور سلطان الشلخ ایک یوار کے سایہ میں کھڑے ہوئے تھے اس وقت ایک ملا  
یوسف جو آپ کے قدیم مرید جن میں تھے آئے اور یہ بکھر گستاخاں رمان پر لائے کہ خدمت سے  
میں خدمت اور ملازمت کرتا ہوں ابھی تک اسی مرتبہ پر ہوں اور جو لوگ میرے خدا کے وہ صہرت  
کی نہیں تھی سے عہدہ حلافت ہسکرمات علیہ بر فاقص ہوئے شیخ نے مسکرا کر فرمایا جو درویش  
ہر شخص نقد و قابلیت اور اپنی حالت کے ایک قیمت پاتا جو اس میں ہماری کچھ قصہ میں ہر کلام  
تمام ہوا تھا کہ ایک لڑکا چار برس کا آیا اور شیخ کے قریب ایٹا دہ ہوا اور شیخ کے برابر ایک اسار  
حشت پختہ کا تھا جو حارت کے واسطے لائے تھے شیخ نے اس لڑکے سے فرمایا کہ اس وودہ میں سے  
ایک ایٹ پختہ لا کر میں اس پر ٹھون روکا دو کر ایک ایٹ مسلم سر پر اٹھا لایا شیخ اس پر بٹھے پھر

سایہ میں بٹھا کر خود گھوڑے پر سوار ہو کر پانی کی تلاش میں گئے اور پانی تلاش کر کے جب اُس درخت کے نیچے آئے اپنی والدہ کو نزدیکیا مضطرب اور حیران ہو کر ہرمت و ولے کہیں اُن کا نشان نہ پایا ناچار بادل غمگین اور خاطر حزنِ قصبہ اجد دھن کی طرف متوجہ ہوئے اور حضرت شیخ فرید گنج شکر سے یہ قصہ بیان کیا شیخ نے کچھ تصدق فقر کو پہنچا کر صلحا کو کھانا کھلایا اور بعد ایک مدت کے شیخ نجیب الدین المشہور بکول کا پھر اُس جنگل میں گذر ہوا جب اُس درخت پر نگاہ پڑی آپ کے دل میں یہ خیال گذر کہ اس نواح کے گرد پھر کر دیکھیے شاید والدہ کی ہڈیوں کا نشان ملے جب آگے بڑھے ایک جا پر کچھ ہڈیاں آدمی کی افتادہ دیکھیں صفائی باطن سے سمجھے کہ یہ استخوان والدہ کی ہیں پھر تمام ہڈیاں جمع کر کے ایک خریطہ میں بھرین اور شیخ کی خدمت میں پہنچا حقیقت حال عرض کی شیخ نے فرمایا خریطہ لاؤ اور اُس کا منہ کھول کر سب ہڈیاں مصلے پر گرادیو شیخ نجیب الدین جلد خریطہ اٹھا لائے لیکن جب منہ اس کا کھولا ایک استخوان ندیکھی شیخ نظام الدین اولیا نے لکھا ہو کہ ایک دن میں شیخ فرید گنج شکر کی خدمت میں حاضر تھا ایک بال محاسن مبارک سے جدا ہوا میں نے فی الفور اُسے اٹھا کر عرض کی کہ اگر حکم ہووے میں اُس کا تعویذ بناؤں فرمایا خوب ہو پھر میں نے وہ بال کا غدین لپیٹ کر حفاظت تمام اپنی دستار میں رکھا اور جب میں اجد دھن سے دہلی میں آیا جو بیمار کہ میرے پاس آتا تھا وہ تعویذ اس شرط سے اُسے دیتا تھا کہ بعد حصولِ صحت یہ تعویذ واپس دیوے غرض کہ وہ تعویذ جس شخص کو میں نے دیا اُس نے بفضلِ خدا سے صحت پائی یہاں تک کہ تمام شہر میں اُس کی شہرت ہوئی اور میں نے وہ تعویذ ایک طاق میں رکھ دیا ایک روز ایک میرے دوست جن کا نام تاج الدین مینائی تھا آئے اور مجھے اہلار کیا کہ میرا فرزند بیمار ہے میں نے حجرہ میں جا کر اُس تعویذ کو اُس طاق میں اور بھی طاقتوں میں ہر چند ڈھونڈھا نہ پایا وہ دوست محزون اور مغموم گیا اور اُس کا فرزند جانبر نہ ہوا اور جب دو دن کے بعد اور بیمار آیا میں نے حجرہ میں جا کر جو دیکھا وہ تعویذ اُسی طاق میں موجود تھا اُس کو دیا اُس نے شفا پائی چونکہ بیٹا تاج الدین مینائی کا مرنے والا تھا اُس وقت پیدا ہوا اور منقول ہو کہ شمس الدین نام ایک شاعر باشندہ سنامِ قصبہ اجد دھن میں آیا اور وہ نسخہ کہ شیخ حمید الدین ناگوری نے علم سلوک میں لکھا تھا اُس کے پڑھنے میں مشغول ہوا اور چند روز کے بعد اُس نے قصیدہ مطول شیخ کی مدح میں کہا اور اجازت لے کر تمام اشعار اُس کے آغاز سے انجام تک ایسا وہ ہو کر پڑھے شیخ نے فرمایا بیٹھے اور پھر پڑھا اُس نے بیٹھ کر دوبارہ پڑھا اور شیخ ہر ایک بیت کی مدح کرتے تھے بعد فراغ اُس سے پوچھا کہ تیرا مطلب کیا ہے شمس الدین نے عرض کی کہ میری والدہ نہایت پیر ہے اور ناتواں اور عسرت کے سبب اُس کی پرورش سے عاجز ہوں امیدوار ہوں کہ شیخ کی توجہ سے میری عسرت ساتھ فراغت کے مبدل ہووے شیخ نے فرمایا جا شکر ان لا جو کہ شیخ کا شکر انہ طلب کرنا دلیل حصول مقصود تھا شمس الدین خوش خوش اٹھ کر اور تلاش کر کے پچاس چیتل نقد لایا شیخ نے درویشوں پر تقسیم کر کے فاتحہ خیر پڑھا اور اُسی بوقت سے شمس الدین انھیں دونوں میں شمس الدین التمش کے بیٹے کا وزیر ہوا اور دستگاہِ عظیم ہم پہنچائی منقول ہو کہ ایک فاضل مولانا حمید



ہوئے مدین کہ پہنچی یحییٰ بن ابی دوین شیخ ا۔ رآن حضرت کے اہل و عیال میوہ میلو اور ولید وغیرہ سے کہ اس ولایت کے محکم میں پیدا ہوا ہوا اوقات بسر کرتے تھے جیابہ اتفاق حسد سے اسی عرصہ میں بادشاہ ناصر الدین تہریار دہلی گردچہ ا۔ رلمان کطرف متوجہ ہوا تھا کہ راس کا احوال دین میں ہوا اور شیخ کی ربارت سے مشرف ہو کر شیخ کی حقیقت حال سے واقف ہوا اور اپنے لشکر گاہ میں پہنچ کر اس نے روانہ ہار موضع کلان کی معالی کا ۔ کچھ روز نقد امتحان دار بعد ۱۰ واس کی محاسن سے شیخ کے اس بھیجا شیخ نے روانہ دہات واس کیا اور فرمایا کہ جو کوہات سے کیا کام ہوا اور روز نقد قبول کر کے جماعتی کارہ کے درویشان کو تعظیم کیا نقل ہو کر کا احوال دین میں شیخ مرض سخت میں مبتلا ہوئے کہ امید رلیست نہ ہی اور شیخ نظام الدین اولیا اور شیخ جمال الدین سخن ہاسوی اور مولانا مدر الدین اور درویشان علی ہار کو شیخ نے اشارہ کیا کہ فلان گورستان میں حاکم دعاے میر میں مشغول رہیں چاہیہ نہ رہو گوار ملک کے موافقی اس مقام میں حاکم دعا میں مصروف ہوئے اور مقرر کو شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئے شیخ نظام الدین اولیا فرماتے ہیں کہ میں نے شیخ کو اس حال سے دیکھا کہ اب ایک کل سیاہ شاہ پر ڈال کر تکیہ کئے ہوئے اور صا حو حواہ طب الدین اختیار کا کی سے یحییٰ بن ہو چکا تھا آغوش میں رکھے ہوئے لٹھ لٹھ دست حق پرست اس برکتیچہ پر ہے رے مبارک پرستے ہیں جب بچہ حضرت کی ہم پر پڑی فرمایا کہ یا رب کی دعاے کچھ اثر نہ دکھایا یہ سب ہی ہم سب سرگنوں ہر سکوت میں آئے لیکن درویش علی حوسب سے آگے کھڑا تھا اس نے رعرع کی دعا ناقصوں کی کاملوں کے حق میں اثر رسن کرتی ہر شیخ نظام الدین اولیا فرماتے ہیں کہ اس وقت شیخ نے مجھے ملا کر صعاے دکر مرمت کیا اور یہ فرمایا کہ میں خدا سے چاہتا تھا کہ تو حوالے سے گاہے گاہے میں سرگنوں ہو کر پلٹ آتا اور میرے ہمراہی بھی میرے سلم پلٹ آئے اور مبارکما کہنے لگے اس کے بعد سب اہل اپنے مقام پہنچے اور میرے دل میں یہ طور ہوا کہ شیخ نے میری دعا کی اعانت کے واسطے حق سجاہ ہالے سے درخواست فرمائی ہر اور یقین ہو کر شیخ کی دعا سجاہ ہووے بہتر یہ ہو کہ آج میرتب کو شیخ کی محبت کے واسطے قیام کروں عرصہ کہ جب دعا میں مشغول ہوا آخر شب کو مجھے ایک نشانت حاصل ہوئی اور معلوم ہوا کہ میری دعا درگاہ الہی میں مستجاب ہوئی صبح کو جب شیخ کی خدمت میں گیا دیکھا کہ آپ مصطفیٰ پروردگار علیہ السلام حاضر روقی اہل اور دروالم مالک رائل ہوا اور جب حضرت کی لطرچہ پر پڑی فرمایا اور درویش نظام الدین جب میری دعا تر سے حق میں قتل ہوئی تیری دعا بھی میرے حق میں مستجاب ہوئی یہ مرا کہ وہ مصلاص پر تشریف رکھتے تھے مجھے مرمت فرمایا اور کتاب و اعداوا دین مرموم ہو کر جب شیخ مرید ہاسی سے آن کر قصہ احوال دین میں ساکن حوسے اسے چھوٹے محالی شیخ حبیب الدین المشہور متوکل کو اپنی والدہ کے لانے کے واسطے قصہ کو قوال کی سمت بھیجا شیخ حبیب الدین جب اس قصہ میں ہوئے اپنی والدہ کو گھوڑے پر سوار کر کے قصہ احوال دین کی طرف روانہ ہوئے لیکن ان راستہ میں محکم دست تھا اور پالی کیا اب جب آدمی راہ طر ہوئی ایک روز والدہ کو ایک درخت کے

مٹی آپ کے دہن مبارک میں داخل ہوئی حکم خدا سے وہ شکر ہو گئی اور جب شیخ اپنے پیر کی خدمت میں پہنچے انھوں نے فرمایا اے فرید تھوڑی مٹی تیرے دہن میں پہنچ کر شکر ہوئی کیا تعجب ہے جو تار و زوال الجلال نے تیرے تمام جسم کو گنج شکر کیا ہو اور وہ اپنے فضل و کرم سے ہمیشہ تجھے شیریں رکھے گا شیخ نے شکر شکر اتنی دہن میں ڈال کر جب باز گشت کی جس مقام میں پہنچتے تھے سنتے تھے کہ لوگ آپس میں کہتے ہیں شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر آتے ہیں اور دوسری روایت میں یہ ہے کہ ایک دن اتنا سے راہ میں تجارے نمک دہلی میں لاتے تھے شیخ فرید سے دو چار ہو کر تھوڑی شکر خدمت میں لائے اور یہ التماس کی کہ ہمارے حق میں دعا کیجیے تو ہماری پونجی میں برکت ہو اور تقبیل زیادہ خوب کئے شیخ نے اس گمان سے کہ یہ تمام شکر لادے ہیں توجہ کر کے فاتحہ خیر پڑھا اور نجارے دس روز کے بعد دہلی میں پہنچے جب سرگودھوں کا کھول کر دیکھا تمام شکر تھی اس سبب سے شیخ خاص و عام میں شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر ملقب ہوئے اور اس کتاب کے مؤلف محمد قاسم فرشتہ نے اپنے زمانہ کے بعض مشائخ سے یوں سنا ہے کہ شیخ کو عہد لڑکپن میں جس طرح کہ عادت لڑکوں کی ہوتی ہے شیرینی کی طرف بہت رغبت تھی اور آپ کی والدہ نے ارادہ کیا کہ یہ صبح کی نماز کی عادت کریں اپنی نور عین سے یہ فرمایا کہ اے فرزند جو شخص صبح کی نماز جلد ادا کرتا ہے حق تعالیٰ اسے شکر عنایت فرماتا ہے اور آپ یہ کام کرتی تھیں کہ شکر ایک بوڑیا میں لپیٹ کر آپ کے سر ہانے رکھ دیتی تھیں اور شیخ بعد فراغ دوکانہ صبح شکر اپنے سر ہانے سے اٹھا کر نوش کرتے تھے یہاں تک کہ حضرت کا سن بارہ برس کا ہوا آپ کی والدہ کے دل میں یہ خیال گذر کہ اب فرزند فضل خدا سے ہوشیار ہوا ہے شکر رکھنے کی حاجت نہیں اسکا رکھنا موقوف کیا لیکن قسام معیقی نے اسکا وظیفہ برطونہ فرمایا شیخ طرح سے پہنچاتا تھا اور آپ کی والدہ کو اس امر سے اطلاع نہ تھی سب دیکھا کہ فرزند شکر موقوف ہونے کی شکایت نہیں کرتا ہے ایک دن پوچھا کہ اے فرزند تجھے شکر مٹی پر شیخ نے کہا ہاں برابر ملتی ہے وہ عیفہ چھین کر شاید کوئی برستا شکر شیخ کے سر ہانے رکھ دیتی ہے جب دریافت کیا معلوم ہوا کہ یہ کام مخلوق کا نہیں شیخ کی وفور اعتقاد کی برکت سے یہ پوڑیا شکر کی غیب سے پہنچتی ہے اس واسطے حضرت کا لقب گنج شکر ہوا اور شیخ نظام الدین اولیا نازل ہیں کہ شیخ فرید گنج شکر ہمیشہ روزہ رکھتے تھے یہاں تک کہ اگر عارضہ بھی ہوتا یا سفر کرتے روزہ افطار نہ فرماتے تھے اور اکثر اوقات آپ روزہ شیرینی سے افطار کرتے تھے یعنی یہ معمول تھا کہ دانہ منقہ کے ایک طرف میں ڈال کر مانی میں بھگو کر تھمے اور اسکا شربت بکال کر افطار کے وقت بہ مقدار تین درم نوش فرماتے تھے اور دو تین دانہ منقہ کے دہن مبارک میں ڈالتے تھے اور باقی حاضران مجلس پر تقسیم کرتے تھے اور دو دانہ گھی میں چھری ہوئے کہ وہ سیر کے وزن سے کم ہوتی تھیں بعد افطار شیخ کے روبرو لائے تھے اور شیخ اس میں سے ایک ثلث حصہ یا کچھ کم و بیش تناول فرماتے تھے اور باقی حاضران مجلس پر تقسیم فرماتے تھے اور بعد اس کے باشتغیق نماز عشاء میں مشغول ہوتے تھے اور جب ابتدائے حال میں منصبہ ابو دھن میں آن کر ساکن

کاشیچ نے مسکرا کر دیا اگلوں تھے پھر صدمہ تو اسیر سوار ہنگر شاہین اپنے صاحب کو پہنچا اور جو کچھ تھے میسر ہو جا  
کی راہ میں فقیر و کوہے علاقہ یہ کہ میر شکار نے شاہین اپنے صاحب کو دیکر جو کچھ مال دیوی سے رکھتا تھا  
نہر کو دے کر نوکری ترک کی اور شیخ کا مرید ہوا اور شاہین کا مالک بھی مار کے گم ہوئے کا قصہ شکر شیخ کی مارت  
من حاضر ہوا اور شیخ نصیر الدین محمود آدمی نے قتل کی ہر کو قصہ ابو من کے اطراف میں ایک موضع تھا  
اور اس موضع میں ایک روضہ و درویش مسلمان رہتا تھا صاحب دیا لپور کے داروعدہ نے کسی سب سے  
اس موضع پر بڑھ چالی کر کے تاراج کیا اور لوگوں کے رول و مر مر اسیر ہوئے رومن فروش کی عورت  
کوست جملہ تھی اسیر ہوئی اس سب سے رومن و روضہ گریان ماسینہ سریان ہر طرف ہنگامی تلاش میں  
دوڑا رہا کہیں نہ نکلا سرانجام پریشان اور مدعو اس شیخ کی خدمت میں آ کر عرض حال کی شیخ نے ایک  
لحظہ تامل کر کے ورا کر توین دن پہلے تہہ دیکھتی سجا۔ تھانے پر وہ عیب سے کمال طور میں لاتا ہو پھر  
روضہ و روضہ کے روبرو کھانا حاضر کر کے شکم سیر کھلا با دوسرے دن ایک عورت کو کسی مقام سے قید  
کر کے اودھ میں لائے وہ عاتلوں کو مانتی کر کے شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی سرگدست بیاں  
کی اور تھاس و دھاک کی شیخ نے ارشاد کیا کہ اگر حق تھانے تھے رہا کرے اور حاکم تھیں بطریت اور عمارت کی  
مدد مل وادے کیا شکراہ کھانا بچا اسے عرض کی کہ میں جو کچھ نقد و عس رکھتا ہوں پیشکش کروں گا شیخ  
نے فرمایا یہ سب مال میں نے تھے معاف کیا ایک حمد کہ وہ یہ ہو کہ داروعدہ تھے حد طاعت کے ایک  
کیر دے گا تو اس کیر کو اس رومن و روضہ کے حوالہ کرنا ہو کہ شیخ کا وراں صدق دلی قبول کیا  
اور رومن و روضہ سے یہ بات کہی کہ تو میرے ہمراہ چل روضہ و روضہ لے رو کر یہ کہا یا شیخ ابھی  
تھے نہ قدرت عاجل ہو کہ دس لوٹاں مرید کروں لیکن میں ابھی روضہ پر شیعہ ملکہ عاشق راہ چل  
شیخ نے قسم کر کے فرمایا کھاتا تو اس عورت کے ہمراہ جا دیکھ عدا کیا کرتا ہو ماہار و دھما اور مکان کے  
در وازہ پر ممکن بیٹھا عورت کو صاحب داروعدہ کے سامنے لے گئے بعد مرید محاسبہ اسے خلعت اور  
گھوڑا دے کر رخصت کیا اور سمجھے سے ایک کہ حسین مر حین بھی بھی عورت لے وہ لوٹتی جس طرح  
سے روضہ پوش آئی تھی رومن و روضہ کے پاس بھی اور یہ پیغام دیا کہ یہی تیرا ہے اس عورت کی جو بہن  
نظر عاودہ پر بڑی روضہ و روضہ کے دوڑی اور دونوں شادان و دھماں شیخ کی خدمت میں حاضر  
ہوئے اور تشران کے قدم مبارک پر رکھ کر مرید ہوئے اور حضرت شیخ مرید الدین کہ لقب نہ گم شکر ہیں  
اس لقب کے بارہ میں دست روایتیں گوش رو ہوئی ہیں لیکن تاہی حاجی محمد قندھاری میں یوں مسئلہ  
ہو کہ من دون میں شیخ دہلی میں حوالہ طلب الدین تھیا رکا کی کی ملازمت میں رہتے تھے اور غریب کے  
در وازہ کے قریب مسکن رکھے تھے ایک روز روضہ کے موسم میں راستوں میں ہمارت کو پھر  
جمعی پہر کے دیکھنے کا اشتیاق غالب ہوا پانوں میں بعلین جو میں ہنگر شیخ کی جانعاہ کی سمت متوجہ ہوئے  
اور جو کہ سات دن گذرے تھے کہ شیخ مریدے روضہ کے سب سے کچھ تناول فرمایا تھا صعب  
سایت غالب تھا اتنا راہ من آپ کے پاؤں نے لہرش کی کچھ نہیں گر پڑے یہاں تک کہ قندے

نے کجگول دیوار پر کہ نہایت محکم تھی مارا وہ دیوار فوراً گر پڑی اس وقت قلندر سرنگون ہو کر عرصہ نیا کر کے رخصت ہوا اور شیخ فرید نے خواجہ بدرالدین اسحق سے متوجہ ہو کر فرمایا کہ لباس عام میں خاص بھی پہننے ہیں اور وہ گھاس کہ اُس نے گھوٹی تھی شاید وہ نہو کہ قلندر استعمال کرتے ہیں اور شاید اُس نے امتحان کے واسطے نکال کر گھوٹی ہو اور نقل ہو کہ یہ مولانا بدرالدین اسحق بخارا کے بہنے والے تھے اور علم معقول و منقول سے خوب واقف تھے کہ آپ کا مثل نہ تھا دہلی میں مدرسہ مغزی میں درس دیتے تھے اور درویشوں سے اعتقاد نہ رکھتے تھے اور اُن سے اور اُن کے معصرون سے کئی مسائل مشکل حل نہ ہوتے تھے بخارا کی طرف متوجہ ہوئے اور جب اجدوہن میں پہنچے اُن کے ہمراہی شیخ فرید کی زیارت کے واسطے عازم ہوئے اور مولانا سے عرض کی کہ آپ بھی ہاں ہے ساتھ شیخ کی زیارت کو تشریف لیجیے نہایت احسان ہو گا انھیں جواب دیا کہ تم جاؤ ہم نے ایسے شیخ بہت دیکھے ہیں ایسی لیاقت نہیں رکھتے کہ کوئی شخص اُن کی صحبت میں اپنی اوقات ضائع کرے لیکن رفقا مصر ہو کر انھیں بھی ہمراہ لے گئے اور شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر نے اُس مجلس میں اُن کی تمام مشکلات حل فرمائیں اور مولانا بدرالدین اسحق نے وہ حالت مشاہدہ کر کے غریمت بخارا ترک کی اور شیخ کے ایسے معتقد ہوئے کہ ہر روز ایک پتھر لکڑیوں کا اپنے سر پر رکھ کر شیخ کے مطبخ میں صبح سے لاتے تھے اور دن بدن ایک فیض حاصل کرتے تھے آخر الامریچ اپنی بیٹی مولانا کے حوالہ نکاح میں لائے اور اپنی دامادی سے انھیں مشرف کیا اور یہ بھی شیخ نصیر الدین سے منقول ہو کہ قصبہ اجدوہن سے چار کوس کے فاصلہ پر ترک قتالی حاکم تھا اور اُس کے پاس ایک شاہن تھا کہ وہ ہرن کے بچہ اور کلنگ کا شکار کرتا تھا اور حاکم اُسے نہایت دوست رکھتا تھا اور میر شکار کے سپرد کر کے یہاں تک دیکھتی تھی کہ خبردار تو میری غیبت میں کسی جانور پر نہ چھوڑنا مبادا پرواز کرے اور پھر دستیاب نہ ہوے تھنا را وہ میر شکار اپنے ایک احباب کو لے کر ایک موضع کی طرف سوار جاتا تھا اس اثنا میں کئی کلنگ دکھائی دیے اور اُس کے دوستوں نے شاہن چھوڑنے کی تکلیف دی اور یہ بات کہی کہ ہم دس بارہ سوار ہیں اور گھوڑے چالاک اور راہوار رکھتے ہیں اسے کسی طرف جانے نہ دینگے اور جب مبالغہ حد سے گزرا میر شکار نے ناچار ہو کر اُسے اڑایا ناگاہ کلنگ ایک طرف پرواز کر گئی اور باز ایک سمت پرواز کر کے ایسا بلند ہوا کہ نظر سے غائب ہوا ہر چند تلاش کی غنقا کی طرح اُس کا کہیں نشان نہ ملا میر شکار ترک کے تہر و سیاست کے خوف سے گریاں اور چاک گریاں ہو کر ہزار منت اجدوہن میں پہنچا اور اس طرح سے کہ جیسے کہی کا جوان بیٹا مرجاتا ہو جزع فزع کرتا ہو شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ماجرا عرض کیا اور یہ بھی کہا کہ اگر باز جگو دستیاب نہو گا تو ترک مجھے زندہ نہ چھوڑے گا اور میرے زن و فرزند کو قید کر لیا شیخ کو اُس کے حال پر رحم آیا اور اُس کے واسطے کھانا موجود کر کے فرمایا کہ اسے تناول کر خدا کریم ہو شاید کہ باز تیرا دستیاب ہووے یہ کلام بھی تمام نہوا تھا کہ شاہن اُن کو ایک درخت پر بیٹھا اور میر شکار اُسے دستیاب کر کے نہایت خوش ہوا اور شیخ کا ممنون احسان ہو کر گھوڑا اپنی سواری کا پیش

شیخ نے فرمایا اگر مانتے ہو تو حردار طلال راستہ سے نہ مانا انھوں نے شیخ کے رہائے پر التفات  
 کی اور جان بوجھ کر اسی راہ مسوح کی سمت روانہ ہوئے یہ امر دیکھ کر شیخ نے آمدیدہ ہو کر انا اللہ وانا الیہ راجعون  
 بڑھا بعد چند روز کے صبر ہو چکی کہ پانچون آدمیوں کو مادموم بیسے لون نے مارا چار روز اور گئے اور ایک  
 شخص ان میں سے ایک کو نہیں رہا ہو چکا اور اس قدر بانی پیا کہ وہ بھی ہلاک ہوا اور کتاب حیر المعالج  
 من لطام الدین اولیا سے منقول ہو کر ایک طالب العلم مسی نصیر الدین شیخ کی خدمت میں حاضر  
 ہوئے اور وہ رعونت سے حالی رہتے ایک دن ایک جوگی عمارت حارہ بن ہو چکا نصیر الدین  
 نے اس سے پوچھا کہ سر کے مال کس چیز سے درار ہوتے ہیں اور جو محتاج اس زمانہ کے سر  
 کے مال ہدایت کر دہ جانتے تھے ہمیشہ مدد دانتے تھے اور موئے درار کے مارہ بین حدیث  
 تحت کل شعرو حاتمہ فعل کرنے تھے اس وجہ سے شیخ نظام الدین کو نصیر الدین کی وہ بات گران  
 گذری اور نا کھین دونوں میں عوامہ و حبیب الدین عوامہ عین الدین سحری قدس سرہ کے لئے شیخ کے پاس  
 آچو جن میں آئے اور رعیت کے طالب ہوئے اور اپنے سر کے مال ترشوائے کی التماس کی  
 شیخ مرید نے فرمایا کہ میں آپ کے حاتمہ و عظیم التماس کے مارہ فیض سے ایک ربیرہ روٹی کا  
 ٹھیک ٹھیک لایا ہوں بتانی ادب ہو کہ میں آپ کو دست سعیت دے کر مرید کروں عوامہ و حبیب الدین  
 نے عرض کیا کہ آپ کا شل اس رانی میں کہاں ہو کہ اس کی خدمت میں حاکر سعادت دارین محال  
 کروں اور میں اس مارہ میں محد ہوں آپ کا واسن کھوڑوں گا شیخ نے حب انھیں ہدایت مصر دیکھا  
 اس منبع احلاص کو عقدہ حاص و بکر سرور فرمایا اور سر کے مال ترشوائے اور اسی عرصہ میں نصیر الدین  
 متعلم بھی کہ درازی مال کے بعد تھے انھوں نے سعیت کر کے سر کے مال دور کیے اور جو فصاحت  
 اور مبلغ تجارت کے واسطے رکھتے تھے درویشوں کے صرف میں لائے اور شیخ کی توجہ سے فقر اختیار  
 کیا اور کتاب حیر المعالج لمعوط شیخ نصیر الدین محمود اودھی من مسطور ہو کہ ایک دن شیخ اپنے عمرہ میں تھے  
 حق مشغول تھے ایک قلدہ رنے آن کر شیخ کی تعلیم پر احلاص کیا اور مولانا در الدین اسحق نے تھوڑا  
 طعام حاص کیا قلدہ رنے کھانا مادل کر کے کہا کہ میں شیخ کے دیکھے کی تیار رکھتا ہوں حواس دیا کہ  
 اسی وقت شیخ ذکر حق میں مشغول ہیں کوئی اس وقت شیخ کی خدمت میں حاضر نہ سکتا قلدہ نے اس  
 وقت اپنی بھولی میں سے گناہ مشرکہ وہ قوم ساتھ اس کے موب ہر کال کر کھول من ڈال کر اس  
 کے گھوٹے میں مشغول ہوا چاہی اس میں سے کسی قدر شیخ کے کل پر جس پر وہ بیٹھا تھا گری  
 مولانا در الدین نے اس سے یہ بات کہی کہ اے درویش نے ادنی حد سے رپا دہ پچا ہے ہاں سے  
 آشکر طلحہ بیٹھو یہ سنے ہی قلدہ طیش میں آکر کھول آشکارا مولانا در الدین اسحق کو مارا چا بتا تھا کہ شیخ  
 نذر اطمین سے درامت کر کے حورو سے سر آمد ہوئے اور قلدہ رکا ہاتھ کر کرمت تمام کہا کہ آپ پر  
 گناہ میرے کہے سے عتین قلدہ نے جواب دیا کہ اول فقیر ہاتھ میں آٹھانے اور جب آٹھانے  
 ہیں تب تک کسی کے ہاتھ میں عاتی میں آتا رہتے ہیں شیخ نے کہا اس ولیا پر مار بیے اس فقیر

نہ کی آپ کے صاحبزادوں اور دوستوں نے اہلے حاذق کو طلب کر کے جنس و قارورہ دکھایا انھوں  
 نے جواب دیا کہ یہ مرض ہماری تشخیص میں نہیں آتا کہ شیخ کس رحمت میں مبتلا ہیں یہ کھڑوہ نصبت ہوئے  
 دوسرے دن مرض نے اور زیادہ شدت کی شیخ نظام الدین اولیا فرماتے ہیں کہ اس وقت شیخ نے مجھ  
 اور اپنے فرزند شیخ بدر الدین سلیمان کو طلب فرمایا اور مشغولی حق کے واسطے اشارہ کیا اور جب ات  
 ہوئی ہم حکم کے موافق ساتھ حق کے مشغول ہوئے اُس رات کو شیخ بدر الدین سلیمان نے خواب میں  
 دیکھا کہ ایک پیر مرد فرماتے ہیں کہ تیرے باپ پر سحر کیا ہے شیخ بدر الدین سلیمان نے پوچھا کس نے  
 سحر کیا ہے پیر نے فرمایا شہاب الدین ساحر کے فرزند نے چونکہ شہاب الدین نامے ساحر ایک  
 شخص قصہ ابو دھن بن بنایت مشہور تھا شیخ بدر الدین سلیمان نے اُسے پھر یہ سوال کیا کہ یہ سحر کیوں شروع ہو گا یہ نے کیا  
 کہ ایک شخص شہاب الدین ساحر کی قبر پر بیٹھ کر یہ کلمات پڑھے اور وہ کلمات کہ پیر نے خواب میں بتائے  
 کہ تھے شیخ بدر الدین سلیمان کو یاد رہے یہ ہیں ایہا المتجور القبلہ اعلم ان ابناک قد سحر فلا تغفل لیکف باسہ والا  
 یلیق بہ بالحق بنا اسکا ترجمہ یہ ہے کہ اے قبر میں گئے ہوئے نصبت میں مبتلا جان کہ تیرے بیٹے نے ظنان شخص پر سحر کیا ہے پس  
 اُس سے کہدے کہ باز رکھے اپنے شر کو ورنہ اُسے پھونکے گا جو کچھ ساتھ ہمارے پہنچتا ہو اور نیکو شیخ بدر الدین سلیمان نے  
 اپنے مریدوں کے باتفاق باپ کی خدمت میں جا کر رات کا واقعہ جو خواب میں نظر آیا تھا عرض کیا شیخ نے میری طرف متوجہ  
 ہو کر فرمایا کہ اس کلمات کو یاد کر کے شہاب الدین ساحر کی قبر تلاش کرو اور پیر کی حسب فرمائش عمل میں لاؤ  
 میں شہاب الدین ساحر کی قبر تلاش کر کے وہاں گیا اور اس کی قبر پر بیٹھ کر کلمات مذکورہ پڑھے اور جو  
 اس کی قبر تختہ تھی اور ایک مقام پر اُس کے کچھ مٹی اتنا وہ تھی میں نے لہم غیبی کے اشارہ سے اُسے  
 کھودا ناگاہ اس میں سے ایک تپلا آٹے کا برآمد ہوا اور اُس تیلے کے جسم میں جا بجا سوئیان چھین  
 تھیں اور گھوڑے کی دھکے بال اس صورت پر محکم باندھے تھے میں اسی طریق سے اُس تیلے کو شیخ  
 کے روبرو لایا اور اُس جناب کے حکم سے وہ سوئیان نکالنے اور بال کھونے میں مشغول ہوا جو  
 جو سوئیان اُس تیلے کے جسم سے برآمد ہوتی تھیں اور بال کھلتے تھے شیخ کو ایک راحت اور  
 صحت معلوم ہوتی تھی جب سوئیان برآمد ہو چکیں اُس وقت اُس تیلے کو شیخ کے اشارہ کے بموجب  
 توڑ کر آب روان میں پھینک دیا اور اس کے بعد یہ خبر ابو دھن کے حاکم کو پہنچی شہاب الدین ساحر کے  
 فرزند کو گرفتار کر کے شیخ کی خدمت میں روانہ کیا اور یہ پیغام دیا کہ یہ شخص واجب القتل ہے اگر حکم ہو آپ کے  
 قصاص میں اُس کی گردن مارو شیخ نے سفارش کی اور فرمایا کہ جو حکیم علی الاطلاق نے مجھے صحت کرمت  
 فرمائی میں نے اُس کے شکریہ میں اس کا گناہ معاف کیا اور تم بھی اُس کی خطا بخشتو قتل ہو شیخ نظام الدین اولیا  
 سے کہ ایک روز میں شیخ کی خدمت میں بیٹھا تھا کہ پانچ درویش ولایت ترکستان سے سیرکنان ابو دھن میں  
 پہنچے وہ سب فقیر کچ خلق اور نہ بھٹ تھے شیخ کے پاس آن کر یوں گویا ہوئے کہ ہم تمام جان میں  
 پھرے کوئی درویش ایسا کہ جس کی ہمیں تلاش ہو نہیں ملا مدعی خود غرض دینا دار بہت ہیں شیخ نے فرمایا  
 کہ تم ایک ساعت توقف کرو میں تمہیں ایک درویش دکھاؤں انھوں نے قبول کیا اور اٹھ کھڑے ہوئے

اور عصا ہاتھ میں رکھتے تھے اٹھا کر زمین پر مارا اسی دم حاکم درویش کمین گرفتار ہوا اور کہا مجھے شمع کے مکان پر لے جاؤ ابھی صبر کے مکان پر پہنچا تھا کہ طائر روح اس کا اٹھا رہا اس وقت سے پہلے کہ نکل گیا اور نکل ہو کہ احوال میں ایک عامل محرم تھا وہ ان کا حاکم اس پر حور و تعدی کرتا تھا وہ شمع کے پاس پہاڑا اور اتنا اس دعا کی شمع نے پہلے اپنا عادم حاکم کے پاس بھیجا کہ بیجا مکیا کہ اس درویش کی دست کے سبب ہاتھ اس عامل درویش نے ظلم سے کو مارا کہ حاکم نے شمع کے مراے پر کچھ انقباض کی لکھ حور و حار بادہ ترکہ لگا کر لے کر شمع کی خدمت میں حاضر ہو کر حقیقت حال سنا کی شمع نے ارشاد کیا کہ میں نے قبری سوارش حاکم سے کی تھی لیکن اس نے قبول نہ کی اس صورت میں معلوم ہوتا ہے کہ شاید کسی مظلوم نے قتل اس کے قریب اس بھی داد و احسان کی تھی اور تو نے یہی عمر آٹھا اور عرصہ کی کہ میں صدق دل سے تو نہ کرتا ہوں کہ میں کسی کو نہ سناؤں گا اگر وہ دشمن بھی ہو منقول ہو کہ اسی وقت حاکم نے اسے طلب کر کے علت اور رنج و مرمت و ما اور اس کی تفسیر معاف کی اور حور و شمع کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے ادنیٰ سے استغفار کی اور مصنف دوائے ہن کہ میں نے کتاب سیر اللغات میں دیکھا ہے کہ ایک حوالہ دوحہ شریعتی سے شمع کی نیابت کے واسطے قصہ احوال کی طرف متوجہ ہوا اٹھا رہا وہ میں ایک مطرب لیے ایک نشا طاعت سے دیکھا مانتی تھی اور دل کی تدبیر کر لی تھی اور جب اس حوالہ نے پہلی طرف کچھ اتعانت کی ہمارا ہی اختیار کر کے ہر لحظہ اور ہر ساعت سرگرم تازہ و کرشمہ ہوتی تھی حلالہ کہ ایک روز کسی غریب سے دو دن ایک ہل پر سوار ہوئے مطرب نے اس قدر عمر اور عیش و حوالہ سے کہے کہ حوالہ کو بھی کچھ خواہش تھی اور جاکر ہاتھ دلا کر کرے اس حال میں ایک مرد آیا اور پوچھا اس کے سر پر مارا وہ بات کہی کہ شمع کی خدمت میں مقصد یہ دوا مست ہوتا ہے اور دل متحور و رین مادہ متا ہے یہ لکھ حاکم ہوا اور حوالہ مقدم ہو کہ مطرب کے قتل سے مارا اور جب شمع کی خدمت میں پہنچا شمع نے دیا اسی حوالہ تو نے مطرب کی طرف میل کیا تھا حق سنا تھا نے اپنے اصل و کرم سے نگاہ رکھا حوالہ نے یہ کلام سن کر شمع کے قدم پر سر رکھا اور باعقاد تمام مرید ہو اور قتل ہو کہ شمع فرید الدین سودا گج شکر کے ایک مرید تھے انھیں مہلت محمد ش عوری کہتی تھی اور وہ مرد صادق اور پرہیزگار تھے ایک وقت وہ ہابیت تھیں شمع کی خدمت میں حاضر ہوئے شمع نے پوچھا کہ اے محمد شمع کیا پیش آنا ہو تو متعدد پریشان خاطر ہو اس نے عرصہ کی کہ میرا بھائی شدت میں سے مرید ہلاکت میں معلوم ہیں ہونا کہ میں اسے مارا رہا دیکھوں شمع نے دیا میں تمام عمر درگاہ انبی میں اسی طرح مردوں رہتا ہوں جیسا کہ اس وقت محروم و معوم ہو لیکن کسی سے اطمینان نہیں کرتا اپنے عمر کا اشارہ خدا تعالیٰ نے قریب بھائی نے شفقہ کا بل پانی ہو محمد شمع عوری جب مکان میں آنا نے بھائی کو دیکھا کہ صبح و سالم تھا ہوا تھا تاکہ اپنی اور کسی طرح کی رحمت اور علالت میں نہ تھا اور شمع تفسیر الدین محمد اودھی ایسے میرے اخیر سے قتل کرنے ہیں کہ ایک وقت شمع مرید الدین سودا گج شکر کو ایک جس سمت لاحق ہوا یہاں تک کہ آپ نے حیدر و راک و طعام کی طرف مطلق رحمت

کرین لیکن قاضی باوجود اس حال کے اپنی حرکت سے باز نہ آیا جب فرصت پاتا تھا با اتفاق جاگوارن کے آنجناب کے فرزندوں کو ایذا پہونچاتا تھا اور فرزند جب حضرت سے شاکی ہوتے تھے شیخ ان سے فرماتے تھے جو ظلم چاہیں کرین خود ہی ان سے انتقام لیا جائیگا لکھا ہے کہ چند روز گزرے تھے کہ دشمن متفرق اور پریشان ہوئے اور باقی ماندگان نے شیخ کے فرزندوں کی اطاعت اور محبت اختیار کی اور شیخ نظام الدین اولیا سے منقول ہے کہ شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر کی یہ عادت تھی کہ نماز کے بعد قریب دو ساعت سر خاک نیاز بر رکھ کر ساتھ حق کے مشغول ہوتے تھے اور جاڑے کے موسم میں مرید پوستان حضرت پر ڈالتے تھے شیخ نظام الدین اولیا فرماتے ہیں کہ ایک دن میرے سوا مریدوں میں کوئی نہ تھا کہ ایک قلندر چرم پوش حلقہ بگوش آیا اور آواز بلند ہر طرح کے رطب دیا بس کہنے شروع کیے شیخ نے حالت سجدہ میں فرمایا کہ یہاں کوئی موجود ہی میں نے عرض کی آپ کا غلام نظام الدین حاضر ہے پھر فرمایا میرے قریب ایک قلندر ایستادہ ہی میں نے عرض کی ہاں پھر فرمایا زنجیر کمر پر رکھتا ہے میں نے کہا ہاں پھر ارشاد کیا حلقہ سفید کان میں رکھتا ہے میں نے عرض کی پہنے ہو الحاصل جب میں اُس پر نظر کرتا تھا اُس کا رنگ تبدیل اور متغیر ہوتا تھا شیخ نے پھر حالت سجدہ میں فرمایا کہ اے نظام الدین وہ ایک چھری برسنہ کمر میں رکھتا ہے اُس سے کہو کہ فضیحت نہ وہاں سے دفع ہو قلندر یہ سن کر بھاگ گیا اور کہتے ہیں اجدہن کے قاضی نے زرخیر اُس قلندر کو دے کر شیخ کی شہادت پر راضی کیا تھا کہ عین سجدہ میں آنجنات کو شہید کرے اور شیخ نظام الدین رح سے منقول ہے کہ ایک روز شیخ فرید سجادہ پر بیٹھے تھے اور اسی طور سے ایک قلندر نے ان کو آواز ورشت کہا کیا تو نے خود آرائی کی ہے اور خلق کو اپنی ستش کو چھوڑا ہے شیخ نے جواب دیا میں نے نہیں کی خداے تبارک و تعالیٰ نے کی ہے کس واسطے کہ کوئی شخص سواے خداے تعالیٰ کے اپنے تین ایسا نہیں بنا سکتا قلندر شیخ کے حسن خلق پر ثنا خوان ہو کر متعقد ہوا اور شیخ نصیر الدین محمود آدھی اپنے پیر شیخ نظام الدین اولیا سے نقل کرتے ہیں کہ ایک درویش گدڑی پہنے ہوئے شیخ کے پاس آیا شیخ نے اُسے کچھ دے کر رخصت کیا اس نے ایستادہ ہو کر گنگھی جو شیخ نے گنگھی دان سے برآوردہ کر کے مصلے پر رکھی تھی طلب کی اور شیخ نے اُس گنگھی کو جو سے ہتھمال بن لائے تھے اُسے حقیر جان کر اُس کو جواب دیا اور درویش بے شرم نے آواز بلند کہا اے شیخ اگر تو یہ گنگھی مجھے دے تو تجھے برکت تمام حاصل ہو شیخ نے فرمایا جا اس سے زیادہ میرا مزاج حال نہو تجھے اور تیری برکت کو میں نے اب روان میں ڈالا قصہ کوتاہ فقیر عازم سفر ہوا جب اُس چشمہ پر جو قصبہ اجدہن کے باہر جاری ہے پہونچا اور کپڑے اتار کر غسل کے واسطے دریا میں در آیا ایسا بحر فنا میں ڈوب کر غوطہ لگایا کہ پھر کسی نے اس کا نشان نہ پایا کہ کیا ہوا اور راولپنڈی نے روایت کی ہے کہ قصبہ اجدہن کے حاکم نے قاضی کے وسوسہ سے شیخ کے فرزندوں پر سختی حد سے زیادہ ترکی ایک دن شیخ کے بڑے صاحبزادے نے آرزو ہو کر باپ سے عرض کی کہ آپ کی فرزند سے ہمیں یہ فائدہ پہونچا ہے کہ حاکم کی طرف سے رات دن غم والم میں رہتے ہیں شیخ یہ کلام سنا آرزو ہوئے



واسطے ایک عرصہ میں مرانا اور ان کی تربیت اور تہذیب میں مشغول ہوئے اور ماما مرید قدس سرہ و طایف  
 دوسرے مریدوں کی مدد اللہ بن عروسی و شیخ احمد ہروالی کے دو ہفتہ بعد حضرت قطب صاحب کی  
 زمارت کو حاضر ہوئے اور وہ لوگ اکثر اوقات خواجہ کی خدمت میں رہتے تھے اور حب شیخ کا  
 شہر و حد سے زیادہ ہوا اور حلقہ ہجوم لاکر انحضرت کی اوقات کے مراجم حال ہوئی آپ خواجہ سے  
 رحمت ہیز کر نصیب ہوتی تھے اور اس مقام میں سکونت کر کے خواجہ کے بعد انتقال دہلی میں  
 آئے اور خواجہ کی حرکت اور عصا اور مصلیٰ سے اختصاص پا کر خواجہ کی حلقہ وین استقامت و رانی  
 لیکن بعد ایک ہفتہ کے جمعہ کے روز بیت مار حلقہ وین سے رات پونے تھے کہ ایک محدوب  
 سر ہنگام عوامی بن اکثر شیخ کی صحبت میں مشرب ہوتا تھا دہلیر حارہ میں ایسا وہ تھا و دیگر اس نے  
 حضرت کے پاؤں کا بوسہ لیا اور گریاں اور تالان ہو کر عرض کی کہ میں آپ کی معارف میں بے طاقت  
 ہو کر ہانسی سے آیا ہوں اور اس ملک کے باشندے آپ کا اشتیاق مارست حد سے زیادہ رکھتے  
 ہیں سچ نے حب یہ کلام سنا اور حلقہ ہجوم سے بھی شکایت رکھتے تھے فرمایا کہ یہ نعمت مجھے حارہ  
 سے پہنچی ہے بیان رہا تو کیا وہاں رہا تو کیا یہ مرانا اور خواجہ کے صاحبزادوں سے مرخص ہو کر ہانسی کی  
 سمت روانہ ہوئے حب وہاں بھی خلق کا ہجوم زیادہ ہوا شیخ جمال الدین ہاسودی کو حرکت سرک و بیکو  
 اس مقام میں چھوڑا اور خود بدولت لے یا راہ کو کہے کہ میں اب کی مرتبہ ایسی حکم عاؤں کے کوئی  
 مجھے ۔ پچانے مسافرت اعتبار کی اور حب قصہ اودھ میں کرنی الحال ۔ پٹن شیخ مرید مشہور ہو  
 اور دیالپور کے قریب واقع رہے ہوئے و کچا کہ وہاں کے آدمی بیشتر علم طریق اور درمراج ہیں اور راہ  
 اور عالم سے کچھ عرصہ میں رہے ہیں اس واسطے وہاں اقامت کر کے مشغول تھے ہوئے اور شیخ  
 نصیر الدین محمود آدمی سے متول ہو کر شیخ اس نصیب میں ایک لی لی صالحہ کو ایسے عقد کساح میں  
 لائے اور حب آدمی دیگر عالم نے مرد کر امت وائے مسیح جامع کے قریب ایک جوبلی اپنا محل و  
 عیال کے رہنے کو تعمیر کی اور خود اکثر اوقات اس مسجد میں عبادت خدا کر لیتے تھے لیکن حب  
 آوارہ ایسی شہت کا اطراف کا کتاب میں منتشر ہوا گوشہ گیری لے مائدہ محتاط انسان حق رجوع ہونے اور  
 سچ ۔ ماچاری و محوری حاص و عام سے لطیف تمام پیش کرتے تھے اور اسے ۔ ورائے تھے عزم تھوہ رولتے  
 ہو تو ایک کام کر و جدا آیا کر تو لوط علی علیہ حاصل کر داور کہے ہیں اودھ میں کے قاضی لے و نور حد سے  
 در واد و حد و صحت کا کھو لا اور سیاہی اور راج گرو دار وہاں کے قاضی کے احوال سے شیخ کے مرد و دل کو رحمت  
 ہو جانے تھے اور شیخ ہر منتعت ہوتے تھے کہ وہ کتا بہ اور آسکر کیا گدرتی ہی ہا شک کہ قاضی سلطان  
 کے ایمان اور صدور کو کھاکر خوش نصیبی علم سے ہوا اور وہ مسجد میں پیام کر کے مال سے ارتض کو سے  
 اسکے بارہ میں شرفا کی حکم ہو انھوں نے درجہ اب کھاکر تم پٹے میں جس کا نام کھو کہ وہ کون ہو تو ہم موی کھیں تھامی  
 لے نام شیخ و مریدین شیخ کلمی کیا مان کے عالموں نے حب شیخ کا اسم حریف سا قاضی سے ہدیت  
 بکیرہ ہوئے اور کھاتو لے ایسے درویش کا نام کھا ہو کہ تہذیب کو حال بلین کہ اس کے قول پر اقرار من

اور عرض کی کہ میں حسب وعدہ حاضر ہوا ہوں کہ شرف اسلام سے مشرف ہوں یہ کہہ کر کلمہ شہادت زبان پر جاری کر کے دین اسلام باعقدا و تمام قبول کیا اور نام اس کا عبد اللہ ہوا اور مدت عمر خدمت میں مصروف رہا چنانچہ اب تک قبر اُس کی اُسی قصبہ میں ہے اور لوگ اُس کی زیارت سے تبرک پاتے ہیں اور شیخ فرید الدین مسعود کے والد اور اُن کے بڑے بھائی اعز الدین کا مزار بھی اُس قصبہ میں موجود ہے اور نقل ہے کہ شیخ اٹھارہ برس کے سن میں قبة الاسلام ملتان میں مولانا منہاج الدین ترمذی کی خدمت میں کتاب نافع جو فقہ میں ہو پڑھتے تھے اور کلام اللہ حفظ کر کے رات دن میں ایک بار ختم کرتے تھے اور اُسی مسجد میں رہتے تھے اُن دنوں میں ایک بار خواجہ قطب الدین بختیار کاکی نے اُس مسجد میں آن کر دو رکعت نماز پڑھی اور شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر کی جوہن نظر آنحضرت کے چہرہ نورانی پر پڑی دل سے حضرت کے عاشق ہوئے اور سر آپ کے قدم مبارک پر رکھا خواجہ نے پوچھا کہ تمہاری بخل میں کون کتاب ہو عرض کی کتاب نافع فقہ خواجہ نے زبان مبارک سے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ اچھین نافع ہوگی اور شیخ دست ارادت خواجہ کے واسن میں مستحکم کر کے ملتان میں رہے اکثر اوقات آنجناب کی صحبت میں فیضیاب ہوتے تھے اور جب خواجہ دہلی کی طرف متوجہ ہوئے یہ بھی ہمراہ رکاب روانہ ہوئے صحبت میں فرمایا با با فرید اُس ترک تجرید میں بھی چند روز علوم ظاہری کی تحصیل میں مشغول رہے اور بعد اس کے دہلی کی طرف آن کر میری صحبت میں قیام کر بزرگان نے کہا ہے کہ زاہد بے علم مسخر شیطان ہو جاتا ہے۔ با با فرید و نور محبت سے تین منزل ہمراہ گئے بعد اس کے رخصت ہوئے اور اپنے پیر کے حکم کے موافق تندرہار میں جا کر پانچ برس علوم تحصیل کیے من بعد شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین عمر سروردی اور شیخ سیف الدین خضریٰ اور شیخ سعید الدین حموی اور شیخ بہار الدین زکریا اور شیخ اوحمد الدین کرمانی اور شیخ فرید الدین عطارد نیشاپوری کی شرف ملازمت میں مشرف ہو کر ہر ایک سے ایک فیض حاصل کیا اور شیخ خضریٰ نے اُن سے فرمایا کہ اے مشہر زنجب تو اس راہ میں سب سے بیکار ہو گا تب خدا سے بیکار نہ ہو گا بیت

اما خانہ دل خالی از اغیاب بر نیابی | ابام و در این خانہ پر از یار نیابی |  
 اور شیخ سعید الدین حموی اور شیخ بہار الدین زکریا ان سے یہ ارشاد کرتے تھے کہ ای فرزند پر وہ پوشی درویشی ہو نہ خرقہ پوشی اور خرقہ پوشی اس شخص کو حق ہے جو برابر مسلمان کا عیب چھپاتے اور خواجہ قطب الدین بختیار کاکی نے اُن سے فرمایا کہ ای بھائی جب تک اس راہ میں دل سے نہ چلیگا قدم سدھا نہ پڑے گا اور بے چشم نہ ہو گا تب تک مقام قرب میں نہ پہنچے گا اور یہ رباعی شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر کے نتائج انفا سے تبرک سے ہے رباعی

اگر مگر کہ بہ شب نماز بسیار کنی | در روز دو اے شخص بسیار کنی |  
 تا دل نہ کنی ز غصہ و کینہ تنہی | صد خرمن گل برسہا بکینہ کنی |  
 کہتے ہیں کہ شیخ فرید جب سفر سے مراجعت کر کے خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کی زیارت کو دہلی میں آئے خواجہ اُن کے آنے سے نہایت محظوظ اور مسرور ہوئے اور غزنین کے دروازے کے قریب اُن کے

ناگوری اور شیخ مراد الدین عروسی لے کر تہ اور مصلا اور عصا اور لعلین جو مین حسب وصیت حضرت کے  
 انھیں سپرد کیں اور شیخ مرید الدین گنج شکر اسی مسئلہ کو سمجھا کر دو گنا بکالا لائے اور خواجہ قطب الدین کے  
 مکان پر جا کر سب کو امر نصیر فرمایا اور ایک ہفتہ وہاں رہ کر خواجہ کے متعلقون کو سمجھاتے رہے اور حضرت  
 نظام الدین اویاس سے متقول ہو کر خواجہ قطب الدین بختیار کاکی عید کے روز رسا ردو گنا ہ ادا کر کے  
 ایک مقام میں جان اُن کی قبر پر وارد ہوئے اور اُس زمین کو معاف اور قبر سے عالی دیکھا ایک لحظہ اُس مقام  
 میں ایسا وہ ہو کر متاثر ہوئے اور رویش جو حضرت کے ہمراہ تھے اُنھوں نے خواجہ سے یہ عرض کی کہ  
 آج روز عید ہے اور ایک مہلت آپ کی ملازمت کی تسار مکتی ہے سب توقف کا کیا ہے خواجہ نے ارشاد کیا کہ مجھ  
 اس زمین سے بے محنت آتی ہے ایک ساعت تم میرے ساتھ بیان ٹھہرو یہ فرما کر خواجہ نے اس زمین کے ملک  
 کو طلب کیا اور اہل محل سے وہ زمین خرید کر کے اپنے دامن کے واسطے معین کی اور بعد وفات حسب وصیت  
 لوگوں نے آپ کو اسی قطعہ زمین دمن کیسا

ذکر سلطان المشائخ حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر قدس سرہ العزیز کا۔

### اسات

محل گلزار الوار معالی | | دُرِ دریا سے گنج لا مکانی | | نئے وحدت رحام عشق خور وہ  
 قدم در عالم لاہوت بردہ | | ملک فقر شاہ ہمشاہ مقصود | | فرید الدین گنج شکر مسعود +  
 حضرت نے علامہ مشہور مرغ شاہ ملک کابل کے حاکم سے اور آپ کے مدد و الا شریح مال الدین سلیمان  
 سلطان شہاب الدین عروسی کی خدمت میں کمال سے ملان میں آئے اور بادشاہ نے قصہ  
 کہو دال جو قتلان کے قریب ہے آپ کو مرحمت کیا اور کمال الدین سلیمان نے وہاں متوطن ہو کر وحید الدین  
 محمدی کی بیٹی جو پور رعیت اور حلیہ عصمت سے آراستہ تھی اپنے عقد ازدواج میں لائے اور اُس  
 عصیمہ کے ظہر مبارک سے من و مرہ متولد ہوئے بڑے بڑے کاتنام مرید الدین محمود و سمیع کا اسم  
 مرید الدین مسعود اور چھوٹے کا عیض الدین الشوریہ متولد تھا اور شیخ فرید مشہور سلسلہ پاسو چور اسی  
 پہری میں قصہ کو نزل میں پیدا ہوئے تھے کہتے ہیں ایک شب کو شیخ کی والدہ ماجدہ ملازمت میں  
 مشغول تھیں ایک چور آپ کے مکان میں آنا حب اُس عصیمہ کی چھان اُس پر پڑی وہ چور زنا مایا ہوا  
 چاکر بھل جا کر راہ سوختی آواز دی کہ میں اس مکان میں چوری کو آیا تھا بیان کو نہ شخص ہو کر جس نے  
 فوراً ملن سے امداد ہوا اُن میں جب بکرتا ہوں کہ اگر انھیں میری روشن ہو جاوین تو عمر بھر چوری نہ کرو گنا  
 اور کمر سے اسلام میں داخل ہو چکا شیخ کی والدہ نے جب یہ سنا اُس کے میانی کی واسطے دنگ و محبت ملامت  
 میں دُعا کی چاکر تیر دُعا قبولیت کے شمار سے مقرر ہوا یعنی وہ چور پیا ہوا و یا راستہ لیا اِس  
 حال سے سوائے اُس راعد وقت کے کسی کو عمر بھر چوری نہ کی کو شاک کا مہر اسے اہل و عیال سے  
 بیان کیا اور ایک ہاتھی دہی کی سریرے کر اُن بی بی فی صاحبہ کی خدمت میں جا کر احوال تب کا بیان کیا

اے فتنہ از نبیب تو زہار خواستہ | تیغ تو مال و فیل ز کفار خواستہ |  
شمس الدین التمش اُس وقت دوسری طرف متوجہ تھا ناصری نے مضطرب ہو کر خواجہ کو شفع الکرہمت  
چاہی فوراً بادشاہ ناصری کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا بیٹ

ای فتنہ از نبیب تو زہار خواستہ | تیغ تو مال و فیل ز کفار خواستہ |  
ناصری نے جب دیکھا کہ باوجود مشغولی کے شاہ نے ایکبار مطلع شکر یا در کھا پھر تو خوش ہو کر تمام قصیدہ  
طرحاً شمس الدین التمش نے فرمایا کہ ایکبار اسے اور پڑھ جب پھر پڑھا پوچھا کہ اس قصیدہ میں کتنے  
شعر ہیں عرض کی تیرہ شمس الدین التمش نے حکم کیا کہ تیرہ ہزار تنگہ فقرہ ناصری کو دیوین اور ناصری  
وہ زر خطیر لیکر شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ یہ صلہ حضرت کے انفاس کی برکت سے  
دستیاب ہوا ہر امیدوار ہوں کہ یہ سب روپیہ حاضر ہر اگر سب نہیں قبول ہوتا تو اس میں سے  
نصف بقیہ کو تقسیم فرمادین خواجہ نے قبول نہ کیا فرمایا سب تجھے ارزانی ہوا اور منقول ہو کر ایک دن  
خواجہ قطب الدین بختیار کاکی خواجہ قطب الدین علی سجستانی کی خانقاہ میں تشریف لے گئے اُس  
وقت محفل سماع برپا تھی اور قوال یہ بیت گاتا تھا بیت

اگر شمع کان خجستہ تسلیم را | ہر زمان از غیب جانی دیگر است |

خواجہ کے مزاج میں ایسا تعبیر ظاہر ہوا کہ بیہوش ہو گئے اور قاضی حمید الدین ناگوری اور شیخ بدر الدین  
غزنوی کہ حاضر تھے خواجہ قطب الدین کو مکان میں لائے اور ان قوالوں کو جو یہ بیت پڑھتے تھے حاضر کر کے  
اس بیت کی تکرار کا حکم کیا اور خواجہ وجد فرما کر پھر حال میں مستغرق ہو گئے اور تین شبانہ روز یہ حالت  
رہی اور آنجناب کا تمام اندام اور بند بند نا درست ہوا چنانچہ شب و دو شبہ ربیع الاول کی چودھویں  
تاریخ ۲۲۲ھ چھ سو چوبیس ہجری میں سر مبارک شیخ حمید الدین ناگوری کے زانو پر رکھا اور قدم شیخ  
میرالدین غزنوی کی آغوش میں رکھے اتنے میں آپ کی حالت دگرگون ہوئی اُس وقت شیخ حمید الدین  
ناگوری نے عرض کیا کہ حال مجدد کم دگرگون ہو خلافت کے بارہ میں کیا ارشاد ہوتا ہو شیخ قطب الدین باوجود  
اسکے کہ اولاد اکبر موجود تھی اور اس کے سوا اور شاخ حاضر تھے فرمایا کہ وہ خرقہ جو مجھے خواجہ معین الدین  
محمّدی سے پہنچا ہر جمع مناسک اور عصا اور نعلین جو میں شیخ فرید الدین گنج شکر کو کہ خلافت سنا  
اُن کے تعلق رکھتی ہو چنانچہ یہ فرمایا اور عالم قما سے رحلت کی منتول ہو کہ شیخ فرید الدین گنج شکر اُس  
وقت قصبہ ہامی میں متوطن تھے اور جب شب کو خواجہ رحلت کرین گئے اسی دم اُن پر کشف ہوا  
علی اصباح دہلی کی سمت روانہ ہوئے اور ایک درویش کو کہ شیخ حمید الدین ناگوری نے بعد رحلت  
خواجہ شیخ فرید الدین گنج شکر کی اطلاع کے واسطے روانہ کیا تھا وہ نصف راہ قصبہ ہمہ میں حضرت  
فرید الدین گنج شکر کی زیارت سے مشرف ہوا اور شیخ حمید الدین ناگوری کا مکتوب ہوا کہ کیا  
شیخ فرید الدین گنج شکر اُس کا مضمون پڑھ کر مطلع ہوئے وہاں سے بسبیل استعجال روانہ ہوئے  
اور قصبہ ہامی کے مزار پر حاضر ہو کر لازم زیارت بجا آئے اُس وقت شیخ بدر الدین

رکھتا ہے تو اس مقام میں جان میں ایسا وہ ہوں تالاب تیار کرشمس الدین التمش اس وقت تشریف لے گیا  
اشارت سے ہایت حوت ہوا جب جواب سے بیدار ہوا اس مقام کو کہ حضرت رسالت پہاڑ تالاب  
فرمایا تھا جواب دہن نہیں کر کے آدمی خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کی خدمت میں پہنچا کہ یہ پیغام دیا کہ میں  
نے ایک جواب لکھا ہے اگر ارشاد ہو تو خدمت میں حاضر ہو کر عرض کروں اور چونکہ یہ امر خواجہ پرکتشوف  
ہوا تھا جواب دیا میں اس مقام میں کہ حضرت رسالت پہاڑ تالاب کی تباری کے نامہ میں ہدایت  
فرمائی ہے جانا ہوں آپ مدت ملکہ تشریف لائے من جب آدھا تھمس الدین نے خواجہ کا جواب سا جو ڈال گھوٹے  
سوار ہو کر خواجہ کے مکان کی طرف تسلیل سے تعلق رعا ہوا اور مادمون نے شمس الدین تہمت سے عرض  
کی کہ شیخ مہمان مقام میں تشریف لے گئے ہیں شمس الدین نے عت تمام رواہ ہوا اور خواجہ کو اس مقام میں  
مشغول ہمارا دیکھا اور بعد موع نامہ شمس الدین تہمت جواب کی دست لوسی سے مشرف ہوا اور یہ بھی  
مقبول ہو کہ جس مقام میں شمس الدین التمش نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو  
سوار دیکھا تھا حضرت کے گھوڑے کے شمع کا نشان ظاہر تھا اور بعد ایک لمحہ کے اس نشان سے  
مافی نمود ہوا چنانچہ اسی مقام میں تالاب تیار کر کے حضرت کے گھوڑے کے نشان شمع پر صعدہ اور ایک محمد  
توسیر کیا اور پھر دو دن میں اس حوص سے ایک چشمہ سا رہم ہو چکا کہ اب تک وہ چشمہ جاری ہے اور اکثر  
بات اس چشمہ سے سیراب ہوتے ہیں اور امیر خسرو دہلوی نے اس حوص اور چشمہ کی تعریف  
مثنوی قراس السعدین میں تحریر فرمائی ہے اور اکثر مشائخ دہلی کے حتی کہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی  
حوص کے کنارے ذکر حق میں مشغول ہوتے اور کہتے ہیں خواجہ قطب الدین بختیار کاکی ایک  
روز اس مسجد میں جو فکر شمس الدین التمش کے پہلو میں تالاب مذکور کے متصل واقع ہے بیٹھے تھے  
شیخ حمید الدین ناگوری اور خواجہ محمود مونیہ و دودا و شیخ بدر الدین عربی اور تاج الدین سورہی  
حاضر تھے اس آسائین حوص کے کنارے ایک شتر سوار کو دیوش چہرہ سلپٹے پیدا ہوا اور لوٹ  
سے اُتر کر کڑے اتار کر حوص میں داخل ہوا اور بعد مصل تالاب سے رآمد ہو کر دور گشت مارا دادا  
کی پھر مسجد کی طرف متوجہ ہو کر لوگوں کو آوار دی کہ تم کون ہوتا ہے الدین سورہی جواب دیا کہ ہم درویش  
ہیں اس بے پھر آوار دی کہ اے تاج الدین سورہی خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کو میرا سلام سوچا دیکھا  
کہ اوسیدہ شقی جو یار مسدی میں مخصوص ہے خواجہ قدس سدا نام اوسیدہ شقی کا سنتے ہی سرور نشان  
ہمراہی ان کی ملاقات کو رواہ ہوئے جب اس مقام میں پہنچے کچھ اتر اور نشان دیکھا معلوم  
ہوا کہ رحال العیب سے تھا مقبول ہو کہ ایک شاعر ناصر بن گلش اور امالہر سے دہلی میں آئے اور خواجہ  
قطب الدین کے مکان پر وارد ہوا اور آنحضرت کی زیارت سے مشرف ہو کر یہ عرض کی کہ میں نے ایک  
قصہ شمس الدین التمش کی طرح میں کہا ہے امیدوار ہوں کہ اس کا صلہ جو پاؤں خواجہ سے سنا  
ماتحہ حکم فرمایا انشاء اللہ تعالیٰ انعام بادے گا ناصر نے شمس الدین التمش کے دربار میں حاضر ہوا قصہ  
پڑھا شعر غرض کیا کہ جس کا مطلع یہ ہے بیت

بہتر نہ تھی اور جس وقت غیب سے کچھ پہنچا تھا بی بی قرض ادا کرتی تھیں ایک دن شرف الدین بقال  
 ی زوجہ نے اٹناے کلام میں خواجہ قطب الدین کی بی بی سے یہ بات کہی کہ میرے سبب سے تمہارا  
 بٹنا ہوتا ہو اگر میں نہ ہوں تم سب فاقہ کشی سے ہلاک ہو جاؤ بی بی کو یہ کلام نہایت ناگوار ہوا اور  
 اپنے دل میں یہ عہد کیا کہ اب میں اس سے ہرگز قرض نہ لوں گی ایک دن بی بی نے کسی قریب سے یہ  
 امر خواجہ کی سمیع مبارک میں پہنچایا اور خواجہ یہ سنکر نہایت متاثر ہوئے کچھ دیر مراقبہ میں جا کر بی بی سے  
 ارشاد کیا کہ خبردار آئندہ پھر قرض نہ لینا اور ضرورت کے وقت حجرہ کے طاق سے بسم اللہ لکھ کر دوے  
 کا کہ یعنی چباتی جس قدر روکار ہو لے کر اپنے فرزندوں اور جسے مطلوب ہو ان کے صرت میں  
 لایا کرو اس دن سے خواجہ کی زوجہ ہمیشہ بوقت حاجت اس طاق سے گرما گرم مانڈے برآوردہ  
 کر کے لوگوں کو تقسیم کرتی تھیں ظاہر خواجہ خضر علیہ السلام وہ مانڈے پہنچاتے تھے اب بھی اسی طرح  
 آنحضرت کے مقبرہ میں روٹیاں پکاکر مسافرین اور مجاوروں کو دیتے ہیں اور ہندی نان تنک کو  
 کان کتے ہیں اور شیخ نظام الدین اولیا اپنے پیر شیخ فرید الدین شکر گنج سے نقل کرتے ہیں کہ خواجہ  
 قطب الدین بختیار نے شروع حال میں قصبہ اوش سے مسافت اختیار کی اور ایک شہر میں پہنچکر  
 چند روز وہاں مقیم ہوئے اور اس شہر کے باہر ایک مسجد اور ایک مینار تھا اور خواجہ  
 قطب الدین بختیار کو یہ خبر پہنچی تھی کہ جس وقت کوئی شخص گوشہ خالی میں دو گناہ ادا کرے اور آخر  
 شب میں فلان دعا پڑھے حضرت خواجہ خضر علیہ السلام سے البتہ اسے ملاقات نصیب ہو۔  
 اس لیے خواجہ آخر شب کو اس مسجد میں گئے اور دو گناہ بجا لاکر وہ دعا پڑھی جب کسی شخص کو نہ دیکھا  
 مایوس ہو کر مسجد سے برآمد ہوئے جب مسجد کے دروازہ پر پہنچے ایک پیر نورانی چہرہ سے  
 دوچار ہوئے اس پیر روشن ضمیر نے فرمایا بیان کیا کرتے ہو خواجہ نے حقیقت حال مشروحاً  
 بیان کی پیر نے فرمایا تو دنیا طلب کرتا ہو خواجہ قطب الدین نے فرمایا نہیں پیر نے فرمایا کہ کچھ دنیا ضروری  
 ہے کہا نہیں کہا پھر تو خواجہ خضر کو کس واسطے طلب کرتا ہو وہ بھی باند تیرے سرگردان ہیں لیکن  
 اس شہر میں ایک مرد ہو وہ حق سبحانہ تعالیٰ سے ایسا مشغول ہو کہ سات مرتبہ خضر اس کی زیارت کو گئے  
 بار بار یا خلاصہ یہ کہ وہ دونوں بزرگوار اس گفتگو میں تھے کہ ایک پیر اور گوشہ مسجد سے برآمد ہوئے اور  
 پیر اول نے ہاتھ خواجہ قطب الدین کا پکڑ کر اس پیر کی طرف توجہ کی اور کہا یہ مرد نہ دنیا چاہتا ہو اور نہ  
 اس پر کچھ قرض ہو مگر آپ کی صحبت کی آرزو رکھتا ہو خواجہ قطب الدین یہ سنکر نہایت محفوظ ہوئے اور سمجھے کہ  
 پیر اول رجال الغیب میں سے اور پیر ثانی خضر علیہ السلام ہیں پھر وہ دونوں بزرگوار نظر سے غائب ہوئے اور  
 نیز حضرت نظام الدین اولیا سے مشغول ہو کہ سلطان شمس الدین التمش کے دل میں مدت مدید سے یہ آرزو  
 تھی کہ شہر دہلی کے اطراف میں ایک حوض یعنی تالاب بناؤں تو خلافت بانی کی عسرت سے نجات، پاؤں اتفاقاً  
 ایک شب کو شمس الدین التمش خواب میں دیکھتا ہو کہ خواجہ کائنات اور خلاصہ موجودات علیہم السلام  
 ایک شہر میں آئے اور فرماتے ہیں اس شمس الدین اگر تو تالاب بنانے کی نیت

مادرار الہاد کہ اور مدیہ سے مراجعت کر کے حواہ قطب الدین بختیار کاکی کی صحبت میں رہتے تھے  
 مدلولہ حواہ قطب الدین حواہ معین الدین محمد چشتی کی دست لوسی سے شرمیسا ہوئے اور حواہ لے  
 لایا اور ماہنامہ مختار قمر شاہ باز عظیم القدر کو قند میں لائے بلکہ مدبرۃ المحدثی کے سوا آشیانہ نگاہ و بجا اور  
 مرد و معنی جو درویشوں کے حوالہ کو روٹن کر بچا اور انہیں دونوں میں حواہ معین الدین محمد چشتی جو  
 امر کی طرف تشریف لے گئے اور حواہ قطب الدین بختیار کاکی اسے پہرے کے ہمراہ رکاب رکھ رہے تھے  
 شہر کی حلقہ یہ عرصہ صراط میں مبتلا ہوئی اور ہر ایک محلہ سے شورش مٹا دیا اور اہل دین و دوا  
 کے ہمنام ہوئے اور حواہ کے پیچھے روانہ ہوئے جس مقام میں آپ کے قدم مبارک کاشاں پاتے  
 تھے وہاں کی خاک تر شگ تینا اٹھا لے گئے اور حواہ معین الدین محمد چشتی لے نہ شاہدہ کر کے فرمایا  
 ما قطب الدین بختیار کاکی لوگ تیری معارف سے پریشان اور اردوہ خاطر ہیں اتنے قلوب کی حرلی  
 اور حستہ حالی مجھے منظور ہیں تم اسی مقام میں دو دوا میں اختیار کرو کہ اس شہر کو اور مجھے حد کی حفظ و  
 حمایت میں جوڑا اور مجھے راویوں سے یہ مقول ہو کہ شمس الدین بختیار کاکی کی کھلی  
 سے حب مطلع ہوا آدمی متواثر حواہ معین الدین محمد چشتی کی حدت میں بھیج کر مست تمام حواہ قطب الدین کی  
 مارگشت کی التماس کی اور بیچ نظام الدین اولیا سے مقول ہو کہ حواہ قطب الدین بختیار کاکی آخر عمر میں  
 قرآن شریف حفظ کر کے ہر روز دو بار کلام مجید مجسم کر لے تھے اور مال دیوی سے ایک سیانہ رکھتے  
 تھے اور آخر کو تابل بھی فرمایا یہ ایک بی بی کو اسے عقد میں ملے اس کے لہن مبارک سے دو مرد  
 پیدا ہوئے ایک کا نام شیخ احمد اور دوسرے کا شیخ محمد رکھا اور شیخ محمد سات رس کی عمر میں فوت ہوا اور  
 اس کی ماں حم سراہین لوح و داری اور گریہ و بقراری کرتی تھی اور حواہ قطب الدین نے شیخ مدد الدین  
 سے پوچھا کہ یہ آداب پر سورج ہمارے نکال سے کیسی راہ ہوئی ہے سب کیا ہے شیخ نے  
 عرض کی شیخ محمد نے رحلت کی انہیں کی والدہ گریہ و داری کرتی ہے حواہ قطب الدین نے نہ ساتھ  
 سے تھک کف اسوس ملکہ دیا اگر مجھے رحلت و مد سے مر ہوئی اس کی تدرستی کے واسطے حضرت  
 شامی مطلق سے اسند عاکر بالیکن جو کہ یہ امر مفید ہو چکا تھا مجھے معلوم ہوا یہ کہا اور اس کی والدہ کو  
 ماتم اور حرج و مرج سے مراجعت کی اور حواہ کو قطب الدین بختیار کاکی اس سب سے کہتے ہیں کہ حد  
 حب خواہ لے دہی میں سکوت اختیار کی کسی سے کچھ نہ لیتے تھے اور گاہے گاہے کوئی شخص ارے  
 اطمینان اگر نہ لانا تھا حضرت اسے قول کر کے اسی وقت مر اور ساکن پر تعین کر لے تھے مال دینا سے  
 کچھ اپنے پاس رکھتے تھے مشہور ہے کہ ان دنوں میں حواہ کے مکان میں کو آدمی رن اور مرد و عورتوں  
 سے تھے اور آپ کے ہمسایہ میں ایک نقال سہی شرف الدین تھا اسکی روحہ حواہ کی بی بی کے  
 پاس سبب رالطہ ہمسائیگی کبھی کبھی اتنی تھی جس وقت حضرت کے گھر میں قسم ادا وقت سے کوئی چہرہ موجود  
 ہوتی تھی اور ایک دو فاقہ کی دست پہنچتی تھی حواہ کی روحہ نقال کی عورت سے مقداریم تنگہ یا کم ریان  
 قمر لے کر اپنے مرد و عورتوں اور متعلقوں کی فوت میں صرف کرتی تھیں اور حواہ کو اس معاملہ سے

فیوض حاصل کروں اور اسی طرح سے دہلی کے اعلیٰ وادے شیخ کی ملازمت کہ بارادوت تمام خواہان ہوئے اور شہر سے کیلو کھری تک راہ ہر دم آنے جانے والوں سے بھری رہتی تھی اس واسطے شمس الدین التمش نے خلق اللہ کی آسائش اور آرام کے واسطے شیخ کو پھر شہر میں آنے کی تکلیف دی اس مرتبہ جب اصرار اور مبالغہ حد سے گذرا شیخ نے قبول کیا اور شہر کے قریب مسجد غزالدین میں ہتھکات فرمائی اور اُس زمانے میں شیخ بدرالدین اُس جناب کی شرف بیعت اور خرقہ پاک سے مشرف ہوئے اور عمر عزیز آپ کی صحبت میں بسر کر کے کمالات حاصل کیے اور جو کہ اُن دنوں میں شیخ جمال الدین محمد بسطامی جو ار رحمت ایزدی ہیں داخل ہوئے تھے شمس الدین التمش نے خواجہ کو منصب شیخ اسلامی کی تکلیف دی اور جب شیخ نے قبول فرمایا شیخ نجم الدین صغریٰ کو اُس منصب سے خصوصیت بخشی شیخ الاسلام شیخ نجم الدین صغریٰ نے خلافت کے رجوع ہونے سے کہ خواجہ کی خدمت میں ہر وقت ہجوم رکھتے تھے رنگ حسد کا اپنے دل صفا منزل میں پیدا کیا اور آنحضرت سے یک گونہ سؤ مزاجی ہسم پونچائی اور اتفاقات حسنہ سے انھیں دنوں میں خواجہ معین الدین محمد حشتیؒ نے خطہ اجیر سے دہلی میں اُن کو خواجہ کی خانقاہ میں نزول فرمایا اور خواجہ نے خوشحال ہو کر دو رکعت نماز شکرانہ کی ادا کی اور چاہا کہ شمس الدین التمش کو خواجہ کی تشریف آوری سے آگاہی بخشے خواجہ مانع ہوئے اور فرمایا میں فقط تمہارے دیکھنے کو آیا ہوں اور دو تین روز سے زیادہ نہ رہوں گا اور جو کہ آنحضرت کو خاص و عام کا ازدحام خوش نہ آتا تھا اور شہرت سے ہر اسان اور گریزان تھے خواجہ قطب الدین بختیار کاکی نے سکوت اختیار کیا اور اپنے پیر کی رضامندی اور خوش دلی میں کوشش فرمائی لیکن باوجود اس حال کے شہر کی تمام خلقت ہجوم کر کے شیخ کی زیارت کو حاضر ہوئی مگر شیخ الاسلام شیخ نجم الدین صغریٰ جو خواجہ قطب الدین سے حسد رکھتے تھے ایسے همان غریب کی ملاقات کو نہ آئے خواجہ معین الدین محمد حشتیؒ چونکہ خراسان میں شیخ نجم الدین صغریٰ کے ساتھ نسبت اتحاد اور محبت رکھتے تھے اشتیاق غالب ہوا اُن کے دیکھنے کو خود تشریف لے گئے اور شیخ نجم الدین اُن روزوں مزدوروں سے کچھ کام عمارت کا لیتے تھے شیخ کا استقبال جیسا کہ چاہئے بجا نہ لائے اور خواجہ بھی بمقتضائے بشریت اُن سے آزر دہ ہوئے کہا اب شیخ الاسلام شیخ نجم الدین صغریٰ تجھے کیا ہوا ہے جو تو نے اپنا مزاج ایسا متغیر کیا خط ہرا معلوم ہوتا ہے کہ شیخ الاسلامی کی چاہ نے تجھے غرور کے چاہ میں ڈالا ہے شیخ نجم الدین یہ کلام سنا متنبہ ہو کر بعذر ت پیش آئے اور کہا کہ میں اسی طرح سے آپ کا مخلص ہوں جیسے پیشتر سر آپ کے قدم مبارک پر پڑھتا تھا اب آپ نے اپنے ایک مرید کو اس شہر میں متوطن کیا ہے تمام خلافت اُس سے رجوع ہوتی ہے اور کہ فی شخص ہماری شیخ الاسلامی کو ایک برگ سبز کے عوض بنین خریدتا ہے خواجہ معین الدین محمد حشتیؒ نے جب یہ کلام شکایت انجام سنا متبسم ہو کر فرمایا اسے شیخ خاطر جمع رکھ کہ میں قطب الدین کو اپنے ہمراہ اجیر لیے جاتا ہوں یہ کہہ کر اُن کے مکان سے برآمد ہوئے ہر چند شیخ نجم الدین طعام ماحضر کے مصر ہوئے قبول نہ کیا اور کہتے ہیں انھیں دنوں میں شیخ فرید الدین شکر گنج عراق اور خراسان اور

تاریخ فرشتہ



کی طرف تشریف لے گئے ہیں اسلئے دہلی میں رونق افزا ہیں خواجہ قطب الدین اپنے پیر کی استیقامت سے ہمایہ تیار ہو کر ہندوستان کی طرف روانہ ہوئے اور شیخ کو آں حضرت کی معارفت مگھواری ہوئی ہمراہ ہوتے اور دونوں سرگورہ میں کھیت ہوتے ملتان میں ہوئے شیخ بہار الدین رکاری کی صحبت میں چند روز سرسبکے اور شیخ فرید الدین گنج شکر کے استدائے حال ان کا تھا اس وقت خواجہ قطب الدین کھیار کاکی کی ملازمت سے مشرف ہوئے اور آں حضرت کی محبت کا رشتہ اپنی کمران میں مامور کر شرف ارادت اور محبت سے سراور ہوئے اور خواجہ دلوں میں نیکان لے ایماں وقتہ خطا اور حق کی طرف سے ماحت لائے اور مکتاں کے قلعہ کو محاصرہ کیا سلطان ناصر الدین قاجار حاکم ملتان نے ان کے ہاں نصیر پر قیام کیا اور خواجہ قطب الدین کھیار کاکی سے دعا اور بہت دوا و استغاثت کا طلبگار ہوا اور خواجہ قطب الدین کھیار کاکی نے ایک تیر طلب کر کے ناصر الدین قاجار کے ہاتھ میں دیا اور دیا یا کہ معرب کی ہمارے وقت ریح حصار پر برآمد ہو کر یہ تیر چلے گمان میں جو رکاری کھار کی طرف بھیجنا اور خدا کی قدرت کا تماشا دیکھا صاحب ناصر الدین قاجار نے موت میں وہ ترخانہ گمان میں رکھ کر ریح قلعہ پر سے اس جماعت کی طرف بھیجا اس کے گرنے ہی خدا کے حکم سے اسی شب کو وہ قوم توہم اس قوم سے ایسی معقودہ و معدوم ہوئی کہ کسی نے انکا نشان نہ کیا گیا ہوئی اس وقت دونوں سرگورہ فارم سر ہوئے شیخ حلال الدین تیریری حریف کی طرف گئے اور خواجہ قطب الدین کھیار کاکی دہلی کی سمت متوجہ ہوئے ہر چند ناصر الدین قاجار نے عمر واری کی کہ خواجہ ملتان میں سکونت پذیر ہوں قتل کیا اور جواب داکہ یہ مقام عالم عیب سے شیخ ناصر الدین رکاری کے دھمکا گیا ہے اور علامہ اس کے میں اپنے شیخ طریقت خواجہ معین الدین محمد جشتی کی ملا امارت کسی مقام میں آرام اور تمام ہین کو سکنا العزم خواجہ لاہور کے راستہ سے دہلی کے اطراف میں ہوئے پانی کی قراوانی کے سہل کلو کہری میں وارد ہوئے اور عریضہ خواجہ معین الدین محمد جشتی کی خدمت میں گران دلوں امیر میں تشریف رکھتے تھے ارسال کیا کہ میں آپ کی زیارت کے واسطے حاضر ہوا ہوں اگر ارشاد فیض رشا دہوشے اس مناب کی قدموسی سے مشرف ہوں خواجہ معین الدین محمد جشتی نے جواب لکھا کہ قرب روحانی کو بعد مکاری مارج میں ہو آپ بحیر و حمایت و ہین رہن ملتا اللہ تعالیٰ جہد و رور کے بعد ارادت آئی اس طرف متوجہ ہو کر ملاقات کروں گا اور کھتے ہیں کہ جس الدین بہت بادشاہ حب خواجہ قطب الدین کھیار کاکی کے آئے سے حردار ہوا اور مامور شکر لکھی بحال اما اور جاہا کہ اس حساب کو شرف میں لا کر متوطن کروں انحضرت نے اس وقت میں پانی کی مایالی کا کدہ رکھا اور تہکار ہا قبول رکھا اور شیخ الاسلام شیخ حلال الدین محمد سلطانی نے کہ بر مگان دن سے اور دہلی کے شیخ الاسلام تھے خواجہ قطب الدین کھیار کاکی سے اعتقاد کمال صم ہو چکا یا اور شیخ محمد عظام و دہر عبد الدین ماکوری جھون لے بعدا میں خواجہ کو دیکھا سعادہ بر گوار دہلی اس مناب سے ارادت صادق پیدا کر کے اکثر اوقات خدمت میں حاضر رہتے تھے اور جس الدین الشمس نے السلام کر لیا تھا کہ من ہفتہ میں دو بار شیخ کی زیارت سے فائز ہو کر

معلم کے سپرد کرے یہ پیر اثنائے ذراہ میں ہمارا حاضر ہوا اور آپ کی صحبت فیض مہیبت سے مشرف کیس شیخ ابو خفص نے فرمایا وہ پیر دلپذیر حضرت خضر علیہ السلام تھے پھر خواجہ نے اُن معلم کی خدمت میں حاضر ہو کر قرآن شریف اور آداب شریعت کے یاد کیے اور اخلاق ظاہری اور باطنی کی تہذیب میں مساعی جمیلہ کر کے علم طریقت سے نہایت سعادت حاصل کی اور جیسا کہ خواجہ معین الدین محمد حشتی قدس سرہ کے ذیل حالات میں مذکور ہوا اصغمان میں آنحضرت کی ملازمت میں شرفیاب ہو کر مرید ہوئے اور بعضی کتب کے سیاق کلام سے یہ بھی مستفاد ہوتا ہے کہ بیس برس کے سن میں یہ قصبہ اُوش میں خواجہ کی صحبت سے مستفیض اور مرید ہوئے اور منقول ہے کہ آپ رات ون میں دو سو پچاس رکعت نماز ادا کرتے تھے اور دو تین ہزار بار درود حضرت سرور کائنات کی روح پر فتوح پر ہر شب بھیجتے تھے اور اس ملک کے باشندوں کو فیض پہنچا۔ ترجمہ اور شیخ نظام الدین اولیا قدس سرہ سے منقول ہے کہ قصبہ اُوش میں ایک بزرگوار خواجہ قطب الدین کے مرید دن سے جن کا نام رئیس احمد تھا اور وہ نہایت متقی اور پیر ہیزگار تھے انھوں نے ایک شب خواب میں دیکھا کہ محل رفیع اور عالیشان ہے اور خلاق کا اُس کی اطراف میں بکثرت تمام ہجوم ہے اور ایک شخص نورانی چہرہ اور میانہ قد اُس محل میں جاتا ہے اور آتا ہے یعنی لوگوں کا پیغام لے جا کر اُس کا جواب لاتا ہے رئیس احمد نے اُس وقت ایک شخص سے پوچھا کہ یہ کون بزرگوار ہے اور یہ بارگاہ کس عالی جاہ کی ہے کہا اس قصر عالی میں حضرت سرور کائنات خلاصہ موجودات رونق افزا ہیں اور یہ عبد اللہ بن مسعود ہیں کہ پیغام نام نہام پہنچاتے ہیں یہ کہتے ہیں رئیس احمد نے عبد اللہ بن مسعود سے یہ التماس کی کہ میری طرف سے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں عرض کیجیے کہ فلان شخص حضرت کے دیدار فائز الانوار کا مشتاق ہے اُس کے بارہ میں کیا حکم نافذ ہوتا ہے عبد اللہ بن مسعود محل میں جا کر یہ جواب لائے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ ابھی تجھ میں ہمارے دیکھنے کی لیاقت اور قابلیت نہیں ہے جا ہمارا سلام قطب الدین کو پہنچانا اور یہ کہنا کہ کیا سبب ہے وہ تحفہ جو ہر شب ہمارے واسطے بھیجتے تھے تین رات سے نہیں پہنچتا ہے رئیس احمد جب خواب سے بیدار ہوا خواجہ بختیار کی خدمت میں جا کر صورت حال ظاہر کی شیخ سمجھے کہ مجھ سے تعصیر ہوئی اور وہ یہ امر تھا کہ اُن دنوں میں آپ کی والدہ کو معلوم تھا کہ خواجہ سفر کا ارادہ رکھتا ہے اس وجہ سے وہ تکلیف تمام ایک وغیرہ صلح جو جمال بالکمال رکھتی تھی آپ کے سلک ازدواج میں لائین اور خواجہ نے بمقتضائے بشریت اس سے ایک محبت ہم پہنچا کر تین شب درود فوت کیا تھا اُسی وقت اُس عورت کو طلاق دی اور بغداد کی سمت روانہ ہوئے اور وہاں کے عارفوں سے ملاقات کر کے شیخ شہاب الدین سہروردی اور شیخ ابو حمد الدین کرمانی کی محبت میں حاضر ہو کر فیض حاصل کیا اور جب اُس عرصہ میں شیخ جلال الدین تبریزی دوبارہ خراسان سے بغداد میں آئے خواجہ قطب الدین بختیار کا کی کو دیکھ کر نہایت اتحاد اور محبت ہم پہنچائی اور شیخ نے خواجہ قطب الدین کو خواجہ معین الدین محمد حشتی رح کی خبر سے آگاہی بخشی کہ آنحضرت خراسان سے ہندوستان

سے تین چار ہزار آتشکدہ پر آن کر تورو جان کر لے گئے رتیج چار ساعت کے بعد مع طفل اس  
 آتشکدہ سوران سے صبح و سالم برآمد ہوئے جیسا چھ آن کے کپڑوں میں بھی دھوا ہوا بچا بعد معونے  
 وراہم ہو کر اس محل سے پوچھا کہ اس آتشکدہ میں تھاری کیا حالت تھی اس نے جواب دیا کہ ہم تیج  
 کی دولت گھڑا کر کی سیر دیکھتے تھے آتش پرستوں کے دل میں نور ایساں کاوش رہا ہوا سکوں  
 نے شمع کے قدم مبارک پر سر رکھا اور صدق دل سے مسلمان ہوئے اور شیخ نے لٹن میں سے مختار  
 کا نام عبداللہ اور لٹکے کا نام ابراہیم رکھ کر ان کی تربیت مسطور لفظ مرانی اور دودون ہر گوار  
 حملہ اولیا سے ہوئے

## ذکر سلطان العارفین خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہ کا

### ابیات

آن ہنگ مجبور حد اس	خرقہ لہو حضور حد اس	رقتہ در لامکان زمستی حویس
کر دہا ر حق پر سی حویس	شدہ ار حال - لامکان حاصل	کر ہر دم ہر ار حال حاصل
محد امجد در حسی و حسی	قطب دین بختیار شیخ ولی	رقتہ حاد و ان نصیب عیم
کشتہ رحم محمد سلیم	سینہ عارفان از و گلش	ویدہ عاشقان از و روشن

واضح ہو کہ سلطان العارفین خواجہ قطب الدین وزد خواجہ کمال الدین احمد اوشی کے پین تولد آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم اوش میں حور گناات مادر اہل بیت سے ہے واقع ہوا جس وقت آپ کے والد ماجد کا مقال  
 ہوا آپ کو پڑھ رس کے تھے اور آپ کی والدہ ماجدہ جو علیہ صفت اور زبور صفت سے آراستہ تھیں  
 آپ کی پرورش و پرورش میں معروف رہیں اور کتاب میر الحامس شیخ نصیر الدین اودھی میں لکھا ہے  
 کہ جب آپ یاسر رس کے ہوئے آپ کے ہمسایہ میں ایک مرد ہایت پر ہر گوار رہتا تھا آپ  
 کی والدہ نے اسے لہا کر تھوڑے غرے یعنی چھوٹے بارے ایک طاق میں رکھ کر ایسے نور میں کو اس  
 کے سہرا کیا اور یہ اناس کی کہ اس معصوم کو کسی معلم کے سپرد کر کے دے دے جلا اتلے راہ  
 میں ایک پیر روشن صبر سے دو چار ہوا اسے پوچھا کہ یہ لڑکا کس دودان سے ہر ہمسایہ نے جواب دیا کہ  
 صلاح کے حامی سے ہوا آپ اس کا فوت ہوا اس کی والدہ نے مجھے دیا یا بچہ کہ کسی کتب میں لکھا  
 معلم کے سپرد کر دن نہا میں معلم کی تلاش میں نکلا ہوں پیر نے دیا کہ تو یہ کام میرے تعویض کریں اسے  
 ایسے معلم کے پاس لجاؤں کہ اس کے اناس کی تربیت سے یہ لڑکا صاحب کمال ہو یہ کلام سنتے ہی ہمسایہ  
 راضی ہوا احاطہ صبر کیا تھوڑے اوش میں ایک معلم جن کا اسم مبارک ابو حص تھا اتفاق ہمسایہ لکھا کہ خواجہ بکدار  
 کو ان کے سیر کیا اور ان سے دیا کہ یہ لڑکا حملہ اولیا سے ہوگا اسیر نظر ثقیق اور تربیت مدول مر لے گا  
 یہ لکھ کر برخصت ہوئے ابو حص نے خواجہ سے پوچھا کہ یہ کون زر گوار تھے جو اس کتب میں لائے تھے  
 تو انہیں تجا تا ہو آپ نے عرض کی میں بین حاتا میری والدہ نے اس ہمسایہ کے سپرد کیا تھا کہ مجھے کسی

درگاہ الہی اور مجاہدان رسالت پناہی سے ہر جب سید وجہ الدین نے خواجہ معین الدین محمد چشتیؒ کو اس امر سے آگاہ کیا خواجہ نے جواب دیا کہ میری عمر کا آفتاب لب بامِ ہر لیکن جو حضرت رسالت اور امام ہمام کا یہ اشارہ ہے مجھے اطاعت کے سوا کچھ چارہ نہیں اس کے بعد خواجہ نے اُس کو ہر درج عفت کو شریعتِ مصطفویٰ کے موافق اپنی سلک ازواجِ بین منسلک فرمایا اور آفریدگارِ عالم نے اُس کے لطن سے دو فرزند کر امت فرمائے اور خواجہ عیال داری کے سات برس بعد ماہِ رجب کی چھٹی تاریخ ۱۳۳۰ھ چھ سو بتیس ہجری میں قید جسمانی سے نجات پا کر عالمِ قدس کی طرف خرامان ہوئے اور حضرت کاسن شریف ستائیس برس کا تھا اور بعد وفات تمام بادشاہ آپ کے روضہ پر نذرین بھیج کر تبرک کے طلبگار ہوئے خصوصاً جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کہ اور بادشاہوں سے زیادہ تراخضرت سے اعتقاد رکھتا تھا اور عہد شاہی میں اپنے جیسا کہ مذکور ہوا اکثر سنوات میں پیادہ اجیرین جا کر خواجہ معین الدین محمد چشتیؒ اور سید حسن مشہدی مشور بخنگ سوار کی زیارت سے فیضیاب ہوتا تھا اور حاجی محمد قندھاری کی تاریخ میں مرقوم ہے کہ خواجہ معین الدین محمد چشتیؒ کے پیر یعنی شیخ عثمان ہارونی تمس الدین محمد التمش کے عہد میں ولہی میں تشریف لائے اور تمس الدین نے جو آنحضرت کا مرید تھا اُن کی تعظیم و تکریم میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کیا اور اس مدت میں خواجہ معین الدین محمد چشتیؒ رح اجیرین متوطن تھے اس صورت میں معلوم نہوا کہ ہندوستان میں پھر اُن سے ملاقات ہوئی یا نہ ہوئی اور شیخ عثمان ہارونی سے خوارقِ علو بہت مشہور ہیں از اظہار ایک یہ ہے کہ جب خواجہ معین الدین محمد چشتیؒ اپنے پیر سے رخصت لے کر بغداد کی سیر کو متوجہ ہوئے شیخ عثمان ہارونی نے اُن کی مفارقت سے قیاب ہو کر خواجہ کی جستجو میں اپنے مقام سے سفر اختیار کیا اور اُس سفر میں ایک مقام میں وارو ہوئے کہ آتش پرست وہاں رہتے تھے اور آتشکدہ بھی رکھتے تھے اور ہر روز سو خروار لکڑیاں اُس میں جلاتے تھے اور شیخ عثمان ہارونی نے اُس کے قریب ایک وزعت کے سایہ میں نزول کیا اپنے خادم محمد الدین نام سے فرمایا کہ افطار کیواسطے روٹی پکاوے خلوم جب مغون کے پاس آگ لینے کو گیا انھوں نے آگ نہ دی خادم نے پلٹ کر شیخ سے حقیقت حال عرض کی شیخ آتشکدہ کی سمت متوجہ ہوئے اور ایک منہ مختار نام جو نہایت بوڑھا تھا دیکھا کہ وہ ایک لڑکا سات برس کا آغوش میں لیے ہوئے آتشکدہ کے کنارے کھڑا ہے شیخ نے اُس سے فرمایا کہ یہ آگ ایک مشیتِ پانی سے معدوم ہوتی ہے کس واسطے پوجتے ہو خدا کو جو خالق آگ کا ہو اُس کی پرستش کرو مع نے جواب دیا کہ ہماری ملت میں آگ ایک وجودِ عظیم ہے اُسے کیونکر نہ پوجیں شیخ نے فرمایا اتنی مدت سے کہ تم اس آگ کی صدقِ دل سے پرستش کرتے ہو بھلا ہاتھ پائوں اُس میں ڈال سکتے ہو کہ وہ نہ جلاوے مع نے جواب دیا کہ غاصبت اُس کے جلانے کی ہے بھلا کسے یہ طاقت ہے جو اُس کے قریب جاوے سمیت

اگر صد سال گزر آتش فروزد | اچو یکدم اندرونِ امتد بسوزد |  
شیخ نے جب یہ سنا جلد اُس کے فرزند کو اُس کے آغوش سے چھین کر آتشکدہ کی طرف دوڑے اور بعد بسم اللہ یہ دیکھ کر یہ قلنا یا نار کوئی بر واد سلما علی ابراہیم پڑھ کر آگ میں داخل ہوئے یہ خبر منتشر ہونے

من گذر ہو کسی بطور کا شکار کر کے ایک لقمہ سے روزہ افطار کر بن ماکاہ خواہ اس مدرسہ میں جہاں مولانا  
 صابر الدین حکیم درس دیتے تھے رونق اُمر ہوئے اور اُس روز حضرت خواجہ معین الدین جیتی آئے  
 ایک کلمہ کو ترمیم کر دیتے گے گویا اور اسے خادم کو اس کے کتاب کے واسطے اتار دیا اور خود  
 عبادت میں مشغول ہوئے اس درمیان میں مولانا سیار الدین حکیم کا وہاں گدھ چاڑھا کچھ ایک درویش مارا  
 میں مشغول ہو اور خادم کتاب پر بیان کرتا ہی حکیم نے اس قدر وہاں توقف کیا کہ خواجہ مار سے خارج ہوئے  
 اور مولانا سلام کر کے بیٹھے پھر خادم کتاب لانا خواجہ نے سم اندر بڑھ کر ایک رات اس کلمہ سے خدا  
 کر کے مولانا کو عایت فرمائی اور دوسری رات کا کلمہ خود تامل کیا مولانا نے جون ہی وہ کتاب کھلی  
 علوم فلسفہ کا رنگ اُس کے سلسلہ سے اُٹل ہوا اور بیوش ہوئے خواجہ نے قدر سے ایسا ہی مورد  
 اُن کے وہن میں ڈالا بیوش میں آئے اور مولانا نے اُسی وقت تمام کتب جو اُس کے کتب خانہ میں  
 تھیں دریا میں حق کیلین اور مع کلام حضرت خواجہ معین الدین محمد جیتی کے مرمیوں کی سلک میں منظم  
 ہوئے اور حضرت کا شہرہ اس ملک میں ہوا اور دیار داروں نے محرم کیا خواجہ نے مولانا سیار الدین  
 حکیم کو حرم دے کر اُس مقام میں بیوڑا اور خود اتفاق اُس خادم کے حرمین میں شریعت لائے  
 شمس العارفین عبدالواحد جو شیخ نظام الدین الوائید کے پیرو تھے اُسے ملاقات کے لئے لاہور میں دار و دیوار  
 وہاں سے دہلی میں رول احوال فرمایا اور جب خاص و عام کا وہاں اور وہاں حضرت اس امر سے  
 متضرر ہو کر امیرین تشریف لے گئے اور محرم کی دسویں تاریخ یعنی روزِ حاتورہ ۱۰۷۵ھ پالسا کٹھ پھری  
 میں سمجھتے تھے اس خط میں رول فرمایا اور سید السادات سید حسن شہیدی الشہو حکم سوار جو صوفی  
 مذہب تھے اور علم تقویٰ اور صلاح سے آراستہ اور اولیاء اللہ کے سلک میں انتظام رکھتے تھے اور سلطانِ مصلحتین  
 اُسکے نے حضرت کو اُس شہر کا دار و دیوار کیا تھا شیخ کے آئے سے بہت خوش ہوئے اور احوال و احوال تمام  
 پیش آئے اور جو سید صاحب موصوف علم تصوف اور اصطلاحات صوفیہ سے بہت واقف تھے خواجہ  
 کی محبت قیمت خاکثر اوقات مجلس تشریف میں حاضر ہوتے تھے اور خواجہ کے العاس کی رکت سے امیر  
 کے بہت کفار شرف الماں سے مشرف ہوئے اور حوک و ملت ایمان سے محروم رہے خواجہ کی محبت کو  
 دل میں محکم دیکر ہمیشہ متوجہ تیار رکھتے کہ ہو چکے تھے اور جس قدر تشریف کے عہد میں خواجہ وہ مرتبہ  
 ایسے مریدِ مخلص الدین اختیار کا کی کے چکے گئے واسطے دہلی میں تشریف لے گئے دوسری مرتبہ دہلی سے  
 راحت فرمائی خواجہ معین الدین محمد جیتی نے کچھ کچھ کیا تفصیل اُس کی یہ کہ سید <sup>رحمۃ</sup> الدین محمد شہیدی الشہورہ  
 حکم سوار جو سید حسین شہیدی دار و دیوار امیر کے چھاتے اُن کی ایک صاحبزادی جو حسن و جمال و جلال و جلال  
 کمال رکھتی تھی جب وہ دخترِ لعل اختر عدل و عدل کو بیوچی سید صاحب چاہتے تھے کہ اُسے کسی صاحبِ دان  
 زر و زر کے حاکم کلاں میں لاؤں جس کی تلاش میں مقرو تھے ایک شب سید السادات نے حضرت  
 امام جعفر صادق علیہ السلام کو جواب میں دیکھا کہ اُن سے فرماتے ہیں یہ فرزندِ رحمۃ الدین حضرت رسلِ پند  
 مصطفیٰ اللہ علیہ وسلم کا یہ اتارہ ہو کہ یہ لڑکی خواجہ معین الدین محمد جیتی کے حالِ بیچل و مر لا کہ وہ ملازم

وہی ہے

درویش جو شیخ کا رفیق تھا اس نے ہر اسان ہو کر شیخ سے عرض کی کہ حاکم جابر آتا ہے آپ کا اس باغ میں بیٹھنا مناسب نہیں باہر تشریف لے چلیے شیخ اس کا اضطراب دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا اگر تجھے یہی منظر رہے تو یہاں سے اٹھ اور فلان درخت کے سایہ میں بیٹھ کر خدا کی قدرت کا کارخانہ دیکھ درویش حسب الحکم کار بند ہوا اس عرصہ میں فراشوں نے آن کر یا دو گار محمد کا غالیچہ حوض کے کنارے شیخ کے پہلو میں بچھایا اور شیخ کی عظمت اور شوکت سے یہ نہ کہہ سکے کہ یہاں سے اٹھ جائیے کہ ناگاہ یا دو گار محمد باغ میں داخل ہوا اور شیخ کو اس مقام پر دیکھ کر خد متنگا روں سے گھر کر کہا کہ تم نے اس فقیر کو کس واسطے اس مقام سے نہ نکالا کہ اتنے میں شیخ نے سر مبارک اٹھا کر اس کی طرف نظر تھری سے دیکھا یا دو گار محمد مصروع کی طرح دفعۃً کانپ کر گر پڑا اور بیہوش ہوا اس کے متعلق یہ حال دیکھ کر شیخ کے قدم پر گر پڑے اور التماس دعا کی شیخ نے اس فقیر کو جو خوف سے درخت کے نیچے بیٹھا تھا اشارہ سے بلا کر یہ فرمایا کہ ستوڑا پانی اس حوض سے لیکر بسم اللہ پڑھ کر اس کے منہ پر چھینٹا مار درویش حکم کے موافق عمل میں لایا اور یا دو گار محمد فوراً بیہوش میں آیا اور شیخ کے پانوں پر سر رکھ کر نہایت عاجزی اور انکساری سے عرض کی کہ یا شیخ میں نے جمیع منہیات سے توبۃ النصوح کی میری تقصیر معاف فرمائیے شیخ نے اپنا دست شفقت اُسکے سر پر پھیر کر یہ ارشاد کیا کہ خاذان عالی شان رسالت سے دعویٰ محبت کرنا اور آنحضرت کی پیروی نہ کرنے کا کیا سبب ہے یہ فرما کر شیخ نے ائمہ ہدایہ کے فضائل اور مناقب اس فصاحت اور بلاغت سے بیان فرمائے کہ

یا دو گار محمد اور اس کے ہمراہی زار زار رو کر تمام تائب ہوئے نہایت

آنچہ زرمی شود از پر تو آن قلب سیاح | اکیما نیست کہ در صحبت درویشا نیست |

بعد اس کے یا دو گار محمد نے تجدید وضو کر کے دو گنا شکرانہ کا ادا کیا اور دست ارادت آنحضرت کے دست حق پرست میں دے کر بشرف بیعت مشرف ہوا اور اپنا تمام مال نقد و جنس خواجہ کی نذر کر کے یہ لایا حضرت نے اسے قبول نہ کیا اور فرمایا کہ تو نے یہ مال لوگوں سے بجز و قہر لیا ہے خواجہ اور مساکین کو پہونچا تو قیامت کے دن کوئی تیرا دامن نہ پکڑے یا دو گار محمد نے شیخ کے ارشاد پر عمل کیا یعنی تمام مال فقرا پر تقسیم کر کے غلاموں کو بھی آزاد کیا اور اپنی منکوحہ کو طلاق دے کر خواجہ کے ہمراہ قلعہ شادمان تک گیا اور جو کہ وہ جملہ عارفان اور روحانیان سے ہو گیا تھا خواجہ نے وہ اطراف اُجس کی حمایت میں رنج کر کے اُسے اس مقام میں مقیم کیا اور خود بلخ کی طرف تشریف لے گئے اور شیخ احمد خضر وہ کے مقام عالی فرجام میں چند روز اقامت کی اور اس عہد میں ایک فاضل تھے المشہور بہ ضیاء الدین حکیم اور وہ جمیع علوم فلسفہ میں خوب ہمارت رکھتے تھے اور علم تصوف میں اعتقاد رکھتے تھے اور اپنے شاگردوں سے کہتے تھے تصوف ہدیان ہے کہ تپ زدے اور دیوانے کہتے ہیں اور مولانا ضیاء الدین حکیم بلخ کے اطراف میں ایک موضع واقع تھا اس میں مدرسہ اور باغ خوب رکھتے تھے اور اس میں بیٹھ کر لوگوں کو علم حکمت پڑھاتے تھے اور خواجہ معین الدین چشتی کی عادت تھی کہ ہمیشہ ایک یا دو دوست تیر اور ایک کمان اور ایک چقماق اور ایک نمکدان اپنے ہمراہ رکھتے تھے اس واسطے کہ اگر کسی وقت آبادی سے دیرانے دور دراز

اور شیخ نظام الدین اولیا سے منقول ہے کہ شیخ اسعد تبریزی ایسے شیخ تھے کہ جن کے ستر مریکھل  
متل شیخ علاء الدین تبریزی کے تھے شیخ عبداللہ بن سکرکج خواجہ قطب الدین بختیار سے نقل کرتے  
ہیں کہ خواجہ معین الدین محمد حسی کو اتھار حال میں محمد ربیاضت اور محامدہ تھا کہ دوسرے رکھکر  
لحد سات دوسرے ایک روٹی جو کی کہ جس کا درں یا ح متقال سے زیادہ ہوتا تھا یا لی میں ترکہ کے  
اظہار فرماتے تھے سبحان اللہ ایسے صائم الہار اور قائم اللیل رہ کر گوار تھے کسر لسی اور ریاضت بھرن  
پر جنم بھی اور شیخ نظام الدین اولیا فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ معین الدین محمد چشتی کی پوستش ایک ٹہہر  
تھا اگر وہ کسی مقام سے پارہ ہوتا اپنے دس جن پرست سے بھیہ کر لے تھے اور اگر لعل سد بیٹ  
حانا کر لے ماک کھا کر لے جس قسم کے پائے اُس پر پیوند کرتے تھے اور جب اصحاب میں  
ہو بیٹے شیخ محمد واصصالی اُن کی حدت میں حاضر رہتے تھے اور خواجہ مختار کا کی اُن پر در دن مصلان  
میں تھے اور شیخ محمود واصصالی کے مرید ہوا چاہتے تھے لیکن جب خواجہ معین الدین محمد چشتی کی بریات  
سے شریاب ہوئے فص عیمت کر کے خواجہ کے مرید ہوئے اور خواجہ نے وہ دہر خواجہ  
قطب الدین کو مرحمت فرمایا اور وہی دہر خواجہ قطب الدین نے وفات کے وقت شیخ ذریہ الدین  
کو شکر کو عنایت کیا اور اسحضرت نے وہ شیخ نظام الدین اولیا کو عطا کیا اور اسحضرت نے شیخ نصیر الدین  
جیراغ بلی کو ادا فرمایا اور جب خواجہ حرقان میں تشریف لائے دوسرے دامن استغاثت کر کے  
استر آباد کی طرف تشریف فرما ہوئے اور حضرت شیخ ناصر الدین استر آبادی کی صحبت سے مشرف  
ہوئے اور وہ شیخ عظیم القدر تھے ایک سو تائیس سال کی عمر رکھتے تھے اور حضرت شیخ  
ناصر الدین استر آبادی سلت دود واسطہ سے حضرت سلطان العارمین سج طیعور اور شیخ مار بطلانی  
سے رکھتے تھے خواجہ نے ایک مدت اُن کی صحبت میں رہ کر مصلیٰ تار حاصل کیے تھے کے  
لحد ہری کی طرف متوجہ ہوئے اور جو کہ خواجہ معین الدین محمد چشتی علی عادت تھی کہ آنحضرت ایک مقام  
میں کم قیام فرماتے تھے اور اکثر اوقات سیر میں رہتے تھے اور ان خواجہ عبداللہ اصصالی  
کی درگاہ میں ردل فرماتے تھے اور ایک درویشش سے زیادہ آپ کی حدت میں مدینہ  
تھا اور جو کہ حضرت قائم اللیل تھے عشا کے وجہ سے محو کی مار ادا کر لے تھے اور جب ہرات میں آپ  
کے کشف و کمالات کا شہرہ مشہور ہوا حلقہ نے ہجوم کیا آپ یہاں سے رحاستہ ہو کر سروار کی طرف  
رداء ہوئے اور وہاں کا حاکم حکاکم نامہ بادشاہ محمد خواجہ بہایت فاسق اور مد مراح اندھن میں ملور رکھتا  
تھا اور اصحاب کما سے اسے اس قدر عداوت تھی کہ اگر کسی کا نام ایا کر اور غم اور غمان ہوتا تھا اسے بہت  
ادا ہو کا تا تھا اور اس کی ہاکت کے در پہ ہوتا تھا اور اس حاکم حارسے شہر کے اطراف میں ایک باغ  
مناما تھا اور اس کے درمیان میں ایک جوص بہایت معافی اور لطافت سے موجد تھا خواجہ گروہ  
سے اس باغ میں حاکر جوص کے کنارے رہے اور اسے دو گارہ نما ز کلا کر قرآن شریف  
کی تلاوت میں مشغول ہوئے اتفاقات سے اسی دن مشہور ہوا کہ یاوگا ر مجھ باغ کی سیر کو آتا ہوا ایک

تھا ایک روز ان مجذوب کا اُس باغ میں گذر ہوا اور خواجہ معین الدین محمد قدس سرہ اس وقت درختوں میں آب پاشی کرتے تھے لیکن جون ہی آپ کی نگاہ ان مجذوب پر پڑی وہ ڈر کر ان کے دست حق پرست کو بوسہ دے کر ایک درخت کے سایہ میں بٹھایا اور انگور کا خوشہ آنحضرت کے سامنے رکھ کر ان کے مقابل دو زانو ہو کر مودب بیٹھے ابراہیم قدوسی نے برکندہ کنجا رہ بغل سے کھینچ کر اور اپنے دندان مبارک سے چبا کر خواجہ کے دہن میں ڈالا اُس کے کما تے ہی ایک نور خواجہ کے باطن میں طالع اور اراج ہوا اور حضرت خواجہ کامل مکان اور الماک سے بیزار ہوا سب جائیداد منقولہ وغیرہ منقولہ بیکر و ریشون کو تقسیم کی اور مسافر ہوئے اور ایک مدت سمرقند اور بخارا میں قرآن مجید کے حفظ کرنے اور علوم ظاہری کی تحصیل میں مشغول ہوئے اور وہاں سے فارغ التحصیل ہو کر عراق کی طرف متوجہ ہوئے اور جب قصبہ ہارون میں جو نیشاپور کے نواح میں واقع ہے وارد ہوئے شیخ عثمان ہارونی کہ مشائخ کبار وقت سے تھے انکی خدمت میں جا کر مرید ہوئے اور اڑھائی برس انکی خدمت میں رہ کر مجاہدہ اور ریاضت میں اشتغال کیا اور شیخ عثمان ہارونی حاجی شریف نوری کے مرید بن گئے اور وہ مرید خواجہ مودود چشتی کے اور وہ مرید خواجہ ناصر الدین چشتی کے اور وہ مرید یوسف چشتی کے اور وہ مرید خواجہ ناصر الدین ابو محمد چشتی کے اور وہ مرید خواجہ ناصر الدین احمد چشتی کے اور وہ مرید خواجہ سخی شامی المعروف بہ چشتی کے اور وہ مرید خواجہ مشاد دینوری کے اور وہ مرید خواجہ ہبہ بصری کے اور وہ مرید خواجہ حذیفہ مرعشی کے اور وہ مرید سلطان ابراہیم اوہم کے اور وہ مرید خواجہ فضیل عیاض کے اور وہ مرید خواجہ حبیب محمدی کے اور وہ مرید خواجہ حسن بصری کے اور وہ مرید امیر المومنین و امام المتقین علی ابن ابی طالب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اور وہ مرید حضرت خواجہ کائنات مغز موجودات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تھے اور مشیت ایک موضع پر موضع ہرات سے القعہ خواجہ معین الدین محمد شیخ عثمان ہارونی سے خرقہ خلافت کا حاصل کر کے بغداد کی سمت روانہ ہوئے اور اثنائے راہ میں قصبہ سنجا میں رونق افروز ہوئے ان دنوں میں شیخ نجم الدین کبریا قصبہ جبل کی طرف تشریف لے گئے تھے اور جبل ایک مقام پر بنفیس اور ہوا اُس کی نہایت معتدل اور فرحت افزا ہے کہ جو دی کے تحت میں واقع ہوا اور حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی نے اُس مقام میں قوار کھڑا تھا اور وہاں سے بغداد سات منزل یعنی سات دن کا راستہ ہے اور شیخ محمدی الدین عبدالقادر قدس سرہ اُس مقام میں تھے اور خواجہ معین الدین ان کے بدون مشاہدہ جمال اکمال اور ملاقات قصبہ سنجا سے بغداد کی طرف روانہ ہوئے اور شیخ ابو حرا الدین کرانی جو ابتدا سے سلوک میں سیکھے انھیں دیکھ کر متعجب ہوئے اور خرقہ خلافت کا آنحضرت سے پایا اور شیخ ابو شیخ شیخ شہاب الدین عمر سرور دی نے بھی شروع حال میں خواجہ معین الدین چشتی کی صحبت میں پہنچ کر ان سے فیوض حاصل کیے اور بعد چند عرصہ کے خواجہ معین الدین چشتی بغداد سے بہمان میں آئے اور شیخ یوسف ہمدانی سے ملاقات کر کے تبریز کی طرف متوجہ ہوئے اور شیخ ابو سعید تبریزی جو شیخ جلال تبریزی کے پیر تھے ان سے بھی ملاقات اور صحبت رکھتے تھے

مکہ کو دی گئی تھی ایک سال تک



عالمم از دیگر تو حاشیاء  
 یا دور حاطم و حاشیاء  
 بر حاشیاء حاشیاء  
 و بر حاشیاء حاشیاء

اور مراتب اولیاء دین کے عار ہیں قصور کرتے غلط غلط اور ہر ایک کے واسطے ان میں سے ایک استاد اور ایک درمیان اور ایک اتہا پر اور گروہ اولیاء کے ان مہون میں تمام رکھتے ہیں کیسوت عالم میں تین سو چھس تن سے کم نہیں ہوتے اور ہیئتہ عارون کی کار ساری اور گھنگھاروں کی تعلات میں مستول ہیں اور اہل تصوف کے سرگ اس سعادت سے تین سو تن کو احوال ملتے ہیں اور چالیس لغو کو اہل کتے ہیں اور سات لغو کو سیاح نولے ہیں اور پانچ لغو کو اذناد سمجھتے ہیں اور تین لغو کو قطب الاولیاء دعاتے ہیں اور ایک لغو کو قطب الاقطاب تصور کرتے ہیں پس جس وقت کہ ایک ان میں سے فوت ہو دے مرتبہ نادم ان کے سے ایک کو کماے اُس کے لالے ہیں مثلاً اگر قطب الاقطاب مر جادے ایک کو قطب ثلثہ یعنی تینوں قطب سے کماے اُس کے مقام کرین اور اولیاء دعاتے ایک کو کماے اقطاب ثلثہ اور ایک سیلح کو کماے اولیاء علی ہذا التیاس مرتبہ عوام مومنان تک ہو چکے اور تمام تن سو چھس تن سے یون استاد کے لائق ہیں اور باقی بھی اگر چہ کسی مرتبہ میں مراتب ولایت سے تمام رکھے ہیں لیکن استاد کے سزاوار ہیں اور اُن کو تن پانچ تن اولیاء ہیں اور تین اقطاب اور ایک

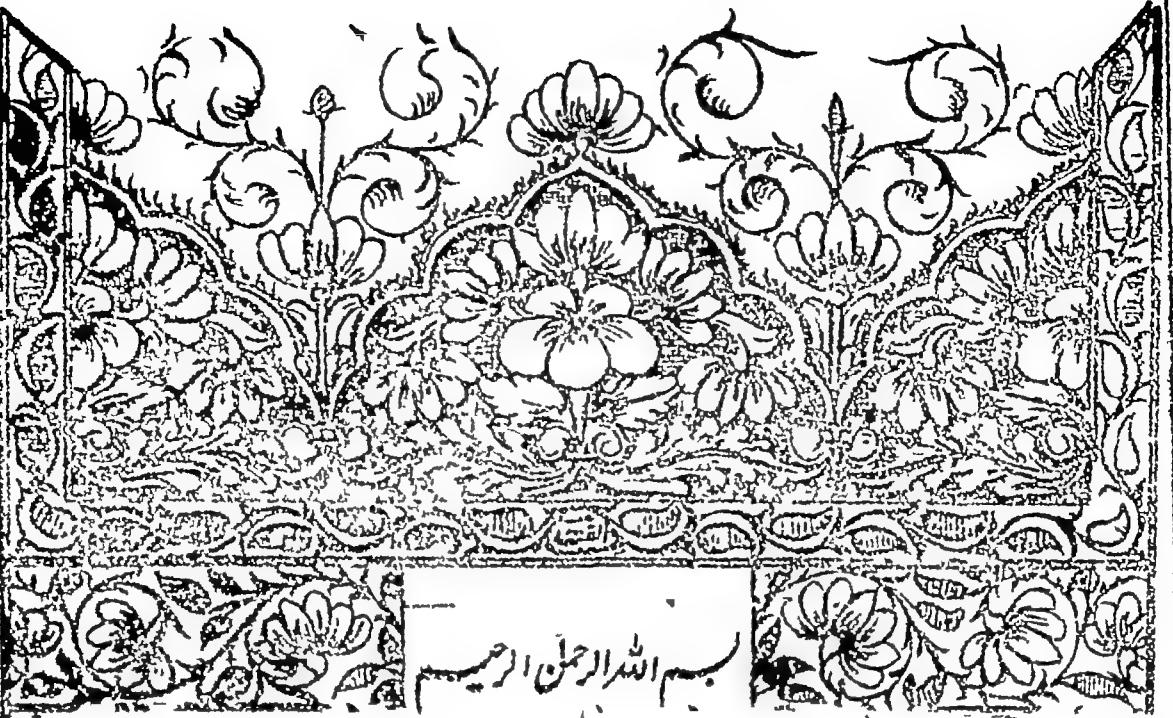
قطب الاقطاب ہے۔ زباجی  
 این طائفہ اہل محبتین | مانی ہمہ خویشین مرستند  
 مانی رحو و دوست مانی | دین طہرہ کہ بستہ دستند  
 ادویہ معالہ مسل ہے او پر دو کفر ہے۔

معہ پہلا شرح حالات و مقالات خاندان حشیشیہ میں

ذکر حضرت سلطان السلاخ خواجہ بیعن الدین محمد بن نجی المعروف حشمتی قدس سرہ کا

آن تہما و جہاں معترف ار جو دواہ میر جو دے احتیاج کرو و مرج ہفتش را و ج کمال گوہر درج کمال لے مل	ایہ ذات او سیر و ن را و را رک و محبت عرق مر عشق ادم و مدق جفا یصہ اطا لک را و ریر مال آں میں دیں و ملت لے لطر	شہر ملک فنا لے محبت و تاج ار جو دی مگراہ حق آشتا اقترب و سپہر لم یرل + قارح ار و ساہ ملک
--	--	---

سلطان سرسید خواجہ راجہ عین الدین محمد شاخ ہمد کے پیشاپہن مولد شریف لدہ سمکھان ہر شکر  
حاضن میں پائی انھیں کے الدامہ خواجہ عیات الدین خس ربو علاج سے آراستہ اور علیہ صلاح سے  
راستہ تھے حب دعوات پائی خواجہ معین الدین محمد پد رہ رس کے تھے ایک باع ہو اور ایک آسیایعی  
ملکی میرات رکھتے تھے اور اس مقام میں ایک محمد دتے مشہور اور اسکا اسم سلاک اور اسکا تہ و



بسم اللہ الرحمن الرحیم

## مقالہ بارہوان مشائخ ہندوستان قدس اللہ اسرارہم کے حالاتین

ناظرین پر تکمیل پر واضح ہو کہ مشائخ ہندوستان کے خانوادہ بہت ہیں لیکن وہ خانوادے کہ نہایت مشہور اور شمار میں بھی دوسرے مشائخ سے زیادہ تر ہیں دو طبقہ ہیں ایک خاندان چشتیہ اجمیر جو خواجہ جہاے چشت سے ملتا ہے دوسرا خاندان سہروردیہ ملتان جو ساتھ شیخ الشیخ شیخ شہاب الدین عمر سہروردی کے پونچا ہے بندہ اعظم محمد قاسم فرسہ۔ یہ کلام کے طول ہو نہ سہ اندیشہ کر کے ان دو خانوادوں کے ذکر پر اکتفا کیا اور احوال دوسروں کا شیخ عین الدین بجا پوری جفیدی کی کتاب الانوار سے مل سکتا ہے اور ان دو فرقہ عظیم الشان سے جو کچھ علم ناقص نے احاطہ کیا ہے اس مقالہ میں لکھا ہے انشاء اللہ تعالیٰ اگر حیات مستعار وفا کرے گی اور تذکرۃ الاولیاء ہندوستان ہو گا تو دوبارہ احوال اور اقوال ان بزرگوں کا مفصل اس مسودہ میں شامل کریگا الغرض مولانا عبد الرحمن جامی نے کتاب نفحات الانس میں فرمایا کہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ روز قیامت کو اپنے بندہ شرمندہ سے فرماوے گا کہ تو فلاں عارف اور فلاں بزرگوار کو جو فلاں محلہ میں رہتا تھا پہچانتا ہے وہ جواب دے گا ہاں پہچانتا ہوں اس وقت فرمان الہی نافذ ہو گا کہ ہم نے تجھے اس کو بخش دیا ہے

اشنیدم کہ در روز آمید و بیم | ابدان را بہ نیکان بہ بخشد کریم

اور میر ہراتی نے فرمایا کہ کوشش کر تو اس کے دوستوں سے ہوا و اگر یہ نہ ہو سکے اسکے دوستوں کا ہوا و جوابات اس گروہ حق پر وہ سے سے اگرچہ تاثر نہ کرے سرتاب نہ تو یعنی بہر حال ان کی محبت میں شریک رہ اور ان کی جدائی اختیار نہ کر رہا ہے

ہیں اور حب مان اور ماموں اور خراسانی گروہ یار اور ان کے متعلقان کا مرتا ہوا ایک سال ماتم میں ٹھیکہ  
 روٹے ہیں اور عورتوں سے روٹکی عین کرتے ہیں اور لمبائی تین طعہ ہیں اعلیٰ اور اسٹلے اور اسٹلے  
 اسٹلے اور اسٹلے سے مباشرت یا ملاست یعنی مساس کرے جس تک غسل کرے کھانا نہ کھاوے اور اگر کھانا  
 غسل سے بیشتر کھانا کھا لے عاکم نے اسے گرفتار کر کے اسے لٹاکے ہاتھ سمیٹا ہوا اور قد منگی میں کرتا ہوا، رو کوئی  
 یہ حرکت کر کے کسی موضع میں بھاگ جاوے اور عاکم کو حرم ہووے وہ اللہ مدد عظمیٰ سے نجات پاتا ہوا اور کسی  
 طرح سے اسٹلے کا کھانا اور اسٹلے میں پکا سکتا ہوا اگر اسٹلے اسٹلے کے ہاتھ سے کھاوے اپنے مرثے سے  
 دست بردار ہووے اور میر جمال الدین حسین ابو جواد بی بی سلطانہ ورامرو اسے احمد نگر کو ایسے جہان کساح  
 میں لایا بھا اپنے فرسنگ میں کھتا ہوا کہ لمبائی ربع اول و کسٹرنانی و لمے بھول نام ایک ولایت کا ہوا جو درمے  
 عمان کے ساحل پر واقع ہوا تخریب شہر بجا کر کے جو ایک حمہ شہر ہے وکن سے ہوا و جو اس کے کتے  
 ہیں کہ آدمی لمبائی کے دیوت طبیعت ہیں جیسا کہ ایک عورت انکی دس شوہر سے کم نہیں کرتی بلکہ زیادتی  
 جیسا کہ امیر حمزہ و دہلوی مارتے ہیں بہت

ارے یاری اوکھہ حسہ و حوارست | سیاوین کر خرائیش چوں لمبائی رست |

کر کے مسلمانوں کی اہانت اور آبروریزی بہت کی اور بندر عالی آباد قرائین جو علی عادل شاہ سے تعلق رکھتا تھا آگ لگا کر ویران کیا اور بندر و ابل میں بطریق تجارت آن کر چاہتے تھے کہ کمرو غدر سے اُس پر بھی متصرف ہو دین وہاں کے حاکم خواجہ علی الخاں طلب ملک التجار شیرازی نے واقف ہو کر ڈیڑھ سو آدمی معتبر اہل فرنگ کے قتل کیے اور اس فساد کی آگ کو بجھایا اور اُس تاریخ سے کہ جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے جہاز فرنگیوں نے گرفتار کیے ہنادر عرب ادعجم کے جہاز پر لوگوں کا بھیجنا موقوف کیا کیونکہ شاعر دہلی اہل فرنگ سے اجازت اور قول لینا عار جانتا تھا اور بلا اجازت روانہ کرنے میں جان و مال کی ہلاکی اور بربادی متصور تھی لیکن اُس کے امرا مثل مرزا عبد الرحیم الخاں طلب بجا نجانان وغیرہ اہل فرنگ سے قول لیکر جہاز مع سواری بناور کی طرف بھیجتے تھے اور سلسلہ نو سو انیس ہجری میں نور الدین محمد جہانگیر بادشاہ بن اکبر شاہ نے اُن فرنگیوں کو جو پرتگال کے فرنگیوں سے دین کے اعتقاد میں مخالفت رکھتے تھے اور ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے بر خلاف فرنگیوں پرتگال کے ولایت سورت میں کہ وہ بھی ملک سے ہر سنے کو جگہ دی اور یہ مقام پہلا ہے کہ فرنگیان انگلش نے سواحل ہندوستان میں حکومت اختیار کی تھی اور اُن کے اعتقاد دیگر فرنگیوں کے خلاف ہیں کہتے ہیں کہ ٹیٹے بندہ اور رسول خدا ہوا حضرت جل شانہ ایک ہو اور اہل و عیال رکھنے سے منزہ اور مبرا اور الغرض اہل انگلش اپنا شاہ علیحدہ قرار دیکر بادشاہ پرتگال کی اطاعت نہیں کرتے تھے اور جب تک اس جماعت نے قوت اور قدرت ہم نہیں پہنچائی تھی مسلمانوں کے ساتھ دوستی اور محبت ظاہر کرتے تھے اور فرنگیان پرتگال کے ساتھ کمال عداوت اور دشمنی رکھتے تھے اور جس وقت کہ اُن پر قابو پاتے تھے فی الفور انھیں ہلاک کرتے تھے مگر اب بسبب حمایت نور الدین محمد جہانگیر بادشاہ کے کہ درمیان اُن کے قرب و جوار ہم پہنچا ہے خدا جانے فریقین کا انجام کار کیا ہو گا اور تحفۃ المجاہدین میں مذکور ہے کہ ملیبار کی رعایا اکثر کفار ہواور وہاں کے عشار کو نیا رکھتے ہیں اور وہاں کا عجیب دستور ہے کہ ایک عورت بے عقد شوہر متعدد کر سکتی ہے اور ہر شب کو ایک کی باری آتی ہے لوہار اور اور بڑھئی اور رنگریز براہمہ کے سوا اس امر یعنی فعل شنیع میں موافقت کرتے ہیں اور گر وہ کفار کہہ کر جو پنجاب کے نواح میں تھا حلقہ اسلام میں آنے سے پیشتر وہ بھی یہی رسم رکھتے تھے اور ہر ایک عورت انکی چند شوہر رکھتی تھی اور اُن شوہر متعدد سے جب ایک نکاحین آتا تھا علامت اپنی دروازہ کی ڈیڑھ پر چھوڑتا تھا اور شوہر اُسے دیکھ کر لیٹ جا دین اور جب کہکرون کے بہان لڑکی پیدا ہوتی تھی اُسی وقت اُسے باہر لاکر آواز بلند پکارا کرتے تھے کہ کوئی اُسے پرورش کرے گا اگر کوئی شخص طلب کرتا اُسے دیتے تھے ورنہ اُسی وقت اُسے ہلاک کرتے تھے اور قاعدہ ملیبار کے برہمنوں کا یہ ہے کہ جب اُن کے کئی بھائی ہوتے ہیں اُنکے بڑے بھائی کے سوا کوئی شادی نہیں کرتا ہے تو ورثہ کی کثرت سے آپس میں نزاع اور فساد برپا ہووے اور جب اور وں کو شہوت جلع غالب ہوتی ہے تیار وغیرہ کی عورتوں سے حاجت رفع کرتے ہیں لیکن عقد کے مقید نہیں ہوتے والارثا نے طوائف النیارة لاخواہم من الائم واولاد اخواہم وخالاتم واقربا کہم من جانب الام لاللا ولاد اور جس وقت باپ اور ماں یا بزرگ اُس ملک کے قوم براہمہ کے مرتے ہیں ایک برس کامل ماتم رکھکر نو صہ و زاری کرتے

پشیمان ہوا پہلے یہود کے تدارک کو کد نکال کر کی طرف اونچ لے کر گیا اور یہودوں کے قتل منع میں ایسی کوشش کی کہ اس مباحثہ سے اس ملک میں ایک نشان ماتی رکھا بعد اُس کے مآفاق جمیع قازیان طیار کا لیکوٹ کی سمت متوجہ ہوا اور اہل مرگ کے قلعہ کو محاصرہ کیا اور مساعی جلیلہ اور ترددات ہوتا رہا۔ اہل مرگ کو مطلوب کر کے قلعہ کو فتح کیا اور یہ امر طیار یون کی قوت اور شوکت کا باعث ہوا اور چاروں کو بلا احارت فرمگین کے سونٹھ اور مرج وغیرہ سے ملک کر کے حاد عرب میں روانہ کیا اور اہل مرگ نے ۹۲۸ھ کو سواڑتیس ہجری میں علانہات کے قرب میں چوکا لیکوٹ سے پلج کس ہر قلعہ تیار کر کے طیار کے چاروں کی روانگی و شوار کی اور اسی طرح سے اہل مرگ نے یہیں سنوآت میں رہا ان نظام شاہ بخری کے عہد میں قلعہ ریکد مدہ مدد مہول کے قرب احدث کر کے اس مقام میں توطن کیا اور ۹۳۱ھ کو سو اکتالیس ہجری میں سردو پوسے اور دس ہا ہر دو پور حوشا ہاں گوات کے متعلق تھے اُس تحصیل سے کہ میتیرا پے مقام میں بحریہ ہوا ہرادر شاہ گواتی کے عہد میں قاض اور وحیل ہوئے اور ۹۳۷ھ کو سو تینتالیس ہجری میں کد نکال کر قلعہ احدث کر کے کمال استقلال اور ملکہ ہم ہو کا مالک ہوئے جن سلطان سیدیاں بن سلطان سلیم دہلی نے واجہ کیا کہ اہل مرگ کو ساور ہند سے بر آوردہ کر کے اُس مقام پر جو وقت صرف ہوئے چنانچہ ۹۴۲ھ کو سو اکتالیس ہجری میں ایسے وریر سیدیاں پاشا کو مع سو اکتالیس پہلے سردر عدن کی طرف بھیجا تو اول اُس کو کر سر راہ ہر متوجہ اور سر کر کے اُس کے بعد نا در ہند کی طرف روانہ ہوئے سیدیاں پاشا نے سہ دہورین سردر عدن کو شیخ فارسی بن شیخ داؤد سے لیکر اسے قتل کیا بعد سردر دلو کی طرف روانہ ہوا اور وہاں ہو چکر مسیاد جنگ قائم کی قریب تھا کہ اسے بھی فتح کر کے قتل او قہ اور حراہ کے صرف ہو جانے سے یہ امر توفیق میں ٹرا اور ناچار ہو کر روم کی طرف مراجعت کی اور ۹۴۷ھ کو سواڑتیس ہجری میں نصاری سردر ہر اور شکست اور سقوط طرہ اور ملوہ اور میل پور اور تاک ٹین اور مکلور اور سیلان اور نکال کر سے حد چین تک مسلط ہوئے اور اُن مقاموں میں قلعہ تیار کیے اُن قلعوں میں سے سلطان علی آچی نے قلعہ ستورہ کو فتح کیا اور حاکم سلاں نے اہل مرگ کو مطلوب کر کے اسی ملک سے ان کا عہدہ دور کیا اور سامری حاکم کا لیکوٹ کو کہتے ہیں کہ وہ اُس شخص کی نسل سے ہو کر جس کو سامری سلطان نے تلوار عیسیٰ تھی اہل مرگ کے تسلط سے تنگ آکر اُس نے ایلچی عادل شاہ اور مر قیے نظام شاہ بخری کے پاس بھیجا کہ ان کو اہل مرگ کی جنگ خود اپنے مالک سے مداحہ کی توفیق اور ترحیب کی پھر ۹۴۹ھ کو سوا اسی ہجری میں سامری نے قلعہ عالمانہ کو محاصرہ کیا اور مر قیے نظام شاہ بخری اور علی عادل شاہ قلعہ ریکد مدہ اور مدد کو و کی اس میں مصروف ہوئے سامری نے سردر ماروے سے تاحات قلعہ علیات کو فتح کیا لیکن مر قیے نظام شاہ اور علی عادل شاہ سے عیساکر اپنے مقام میں مذکور ہوا مارا میں مدواہ کی شامت سے کچھ نہ ٹرا با کام ہو کر مراجعت کی اور اہل مرگ نے مسلمانوں کی ایدار سالی پر کمر ماجی اور بیٹے جاز حلال الدین محمد اکرم بادشاہ کے حوالہ مرگ کی طاعارت کو مغل کی طرف روانہ ہوئے تھے مراجعت کے وقت سردر مدہ میں طارت

جہاز نہایت مضبوط تیار کروائے اور مصر کے جہاز پہلے بندر دیوبین آئے آخر کو باتفاق سواران گجرات  
بندر جمیل کی سمت کہ جہان فرنگیوں نے لام بانہ ہاتھ اٹھا روانہ ہوئے اور چالیس جہاز سامری کے اور چند  
غراب والی کو وہ اور واپس لے ساتھ ان کے پیوستہ ہو کر بنیاد جنگ ڈالی اور ایک غراب جو فرنگیوں سے  
بھرا ہوا تھا دستیاب کر کے ساتھ ان کے لوازم جہاد پیش ہو نچا یا یعنی انھیں غلبت تیغ خون آشام کر کے  
بندر دیوبلی کی جانب معاہدات کی لیکن اہل فرنگ بھی مخالفوں کو غافل سمجھ کر بجرات تمام تر آن واحد  
میں تعاقب کنان اس مقام میں آپہنچے ملک ایاز حاکم بندر دیوبلی اور امیر حسین نے ناچار ان کی جنگ  
میں مبادرت کی لیکن ان سے کچھ کام نہ بن پڑا لڑائی بگڑ گئی مصر کے چند جہاز گرفتار ہوئے اہل فرنگ  
نے مسلمانوں کو شربت شہادت چکھا کر فروس کی طرف روانہ کیا اور اپنا انتقام لے کر منظر اور منصور پلے  
بنادر کا راستہ لیا اور اسی سہولت میں جب سلیم سلطان خود اندکار روم سلاطین غور یہ مصر پر غالب آیا  
سلطنت اس گروہ کی بے سرہوئی سامری کے اس کام کا سد گروہ تھا بیدل ہوا فرنگیوں نے تسلط  
پایا اور سامری کی غیبت میں کہ وہاں موجود نہ تھا رمضان کے مہینے ۹۱۵ھ نو سو پندرہ ہجری میں کالیکوٹ  
میں آئے اور مسجد جامع جو خانہ خدا تھی اُسے آگ دیکر خاک سیاہ کیا اور دست نسیب و غارت دراز  
کر کے شہر کو بھی ویران کیا لیکن دوسرے دن لمباری ہجوم کر کے جماعت انصار نے کے سر پر تلواریں  
میان سے لیکر جاڑے اور اہل فرنگ کے پانسو آدمی معتبر اور نامی قتل کر کے ہتھوں کو پانی میں  
غرق کیا اور اقیۃ السیف نے بھاگ کر بندر کو کم بین پناہ لی اور وہاں کے زمینداروں کو موافق کر کے  
شہر سے آدھ کو سر پر ایک گڑھی تیار کی اور اہل فرنگ نے جمعیت ہم ہو نچا کر اسی سال جیسا کہ مذکور  
ہوا قلعہ بندر کو وہ کو یوسف عادل شاہ کے متعلقوں کے تصرف سے برآوردہ کیا لیکن یوسف عادل شاہ  
نے اسی عرصہ میں پھر بندر کو وہ پر بڑے شمشیر فرنگیوں کے قبضہ اقتدار سے نکال کر تصرف ہوا اور فرنگیوں نے  
چند روز کے بعد وہاں کے حاکم کو زرخیلہ دیکر فریفتہ کیا اور پھر اُس پر تصرف ہوئے اور بنا در ہندوستان  
میں اپنا حاکم بٹھا کر قلعہ کی مرمت اور استحکام میں کوشش کی اور وہ ایسا قلعہ ہو کہ جس کی تعریف میں کسی  
شاعر نے یہ شعر موزون کیا ہو **شہر بری از فتنہ بچوں طبع عاقل بہ مصدق از رخنہ چون گردون والا** **بہ**  
**القصہ سامری** **باوچو وافر کے جو مرد غیرت دار تھا اس سانچہ کے مشابہہ سے نہایت غمگین ہوا اور اسی**  
**حد میں بیمار ہو کر سلطانہ ہجری میں اس دار ناپائدار سے کوچ کر گیا اور اس کا بھائی قائم مقام ہوا**  
**اس نے جنگ سے پہلوتی کر کے فرنگیوں سے صلح کی اور شہر کالیکوٹ کے قریب فرنگیوں کو اس**  
**شرط اور قول پر قلعہ چھوڑ بنانے کی اجازت دی کہ وہ ہر سال چار جہاز مریج اور سوٹھ کے بناور**  
**عرب میں بھیجے رہیں فرنگیوں نے اول اپنے عہد و بیان کو وفا کیا اور جب وہ قلعہ تیار ہوا مریج اور**  
**سوٹھ کی تجارت سے مسلمانوں کو مانع ہوئے اور اس ملک کے اہل اسلام پر دست تعدی حد سے**  
**زیادہ دراز کیا اور یہود کا گروہ ہو کر مذکور میں تھا وہ بھی سامری کا ضعف سلطنت مشاہدہ کر کے اہالی**  
**اسلام کا دشمن جان ہوا اور ہتھوں کو شربت شہادت چکھایا آخر کو سامری اپنے فضل سے نادم اور**

سال پریمال سے چھ ہزار کالیکوٹ میں آئے اور اس مرتبہ فرنگیوں نے لیساریوں سے یہ بات کہی کہ مسلمانوں کو  
عرب کے سفر سے روکو کہ ہماری ذات سے تعین لے آئے زیادہ رہو گا اور باوجود اسکے سامی نے یا مقبول یکیا لاری  
مسلمانوں پر اور سند کے معاملات میں سختی کرتے تھے اور سامی یہ جو ستر گلیٹس میں آیا اور نصار نے کے قتل کا  
حکم عام نافذ فرمایا اس صورت میں لیساریوں نے اہل واسطہ انکا خوب لوٹا اور ستر گلیٹس میں بھی اور معتزل کے  
اور لغتہ سیف جوتا حرا ورائے کے ملازم تھے حال پر سوار جو کر کوئے کطرف راہی ہوئے وہیں کا حکم جو سامی سے  
عدالت نور سادعت رکھتا تھا انھیں اپنے تہرین سپاہ وکر یہ احاطہ دی کہ تم ملکہ کو بچے کے قریب اپنے  
رہنے کو اسلئے ایک قلعہ ساؤنڈرگی یہ امر عدل سے چاہتے تھے عرصہ طویل میں ایک قلعہ مختصر بنا کیا اور ایک مسجد  
کے درمیان کے ساحل پر واقع بھی آئے مساکر کے گرجا بنایا گیا اور یہ وہ قلعہ ہے کہ فرنگیوں نے اول جابر بند میں ملایا  
ہو اور انھیں دونوں میں سدکور کے اہالی نے فرنگیوں سے روست موافقت کی اختیار کی اور فرنگیوں نے اس  
مقام میں ایک قلعہ اعدا کیا اہل ایمان تمام مرج اور سوڈا کی حمایت میں متحول ہوئے لیکن دوسروں کو  
اُس تجارت سے ممانعت کرتے تھے اور سامی تنکو یہ وجہ انکی حمایت مابعدائی اور عصاں کو کر مہج کشی  
کی اور کو بچے کے تین ماؤں سے جان کو قتل کر کے اور ولایت کو تاراج کر کے سالما غار مابلٹ آیا اسکے بعد شاہان  
معتول کے وارثوں نے علم شاہی ملکہ کیا اور جمعیت ہم ہو چکا کہ ولایت کو بدستور سابق آباد کیا اور فرنگیوں کی مخالفت  
سے ہمارے روائے کیے اور کتور کے حاکم نے بھی یہی روست اختیار کی یعنی حاد کو متروک کیا سامی کا عرصہ اہار  
شکر ایک حصہ سے ہمارے حصہ ہوا اور تمام حارہ سامان جنگ اور صارف سپاہ میں صرف کر کے دہرین مرحہ کو  
کی سمت گیا اور جو کہ فرنگی ہر مرتبہ انکی ملک کرتے تھے کو بچے پر صرف ۲۰ فلوڈ شکست کھا کر ممانعت کی اور  
ایٹلی سلاطین مصر اور حیدرہ اور دکن اور گجرات کی طرف بھیکہ بنام دیا کہ فرنگیوں نے ہمارے ملک سرحدی پر دستبرد  
حد سے زیادہ در کیا ہے اگرچہ یہ امر میں چند دن ضرور اشد شہنشین گدرا لیکن جو کہ وہ لوگ اس ملک کے  
مسلمانوں کو بچ اور الم ہو نہ جاتے ہیں ہیں ست مالو اظہار و اوصاف اس کے کہ میں دین ہندو میں ہوں لیکن  
میں مسلمانوں کی حالت اپنے دوسرے بہت برعکس حاکم عربیہ اور وعیہ میں کام میں صرف کرتا ہوں اور  
اس بارہ میں کسی طرح کی تفسیر و تہمین نہ کیا ہوں لیکن جو کہ حاکم پریمال کا حارہ وافر اور بوج شکا تر کھتا ہے  
بہتہ حارہ جنگی مع اول شیار اس طرح بیجا ہو اور آدمیوں کے مقتول ہونے سے اس کی قوت کم نہیں ہوتی  
ہو اس مسئلہ سے میں شاہاں اسلام کی مدد کا محتاج ہوا ہوں اگر انھیں دین محمدی کے اہل کی مقبول  
پیش ماہ بہت دلاہمت کر کے اپنے مالک غور سے ہمارے ساتھ تھان حارہ و تہمتان کا رگزار  
کھا کر مرگ کی جادو کے واسطے اس طرف روائہ فرما دین تحقیق روز قیامت حضرت سرور کائنات  
کے روبرو ہوا ہوں اور عاریوں کے ملک میں مسلم ہو کر سر ملکہ ہو گئے سلطان مصر قلعہ و عوری  
نے یہ درخواست قبول کی اور عزا اور جادو کے واسطے امیر حسین نام ایک امیر کو مع تیرہ عاب کہ ملکہ جانا  
خلکی سے ہو ملکہ اور اوج خلکی اور سالن کارزار ساحل سہد کی طرف روانہ کیے اور ستارہ غور کو اتاری اور ملکہ  
محمود شاہ بھی لے بھی سدر دیو اور صورت اور کو وہ لور وائل اور حویل سے اہل مرگ کی عزت کے واسطے

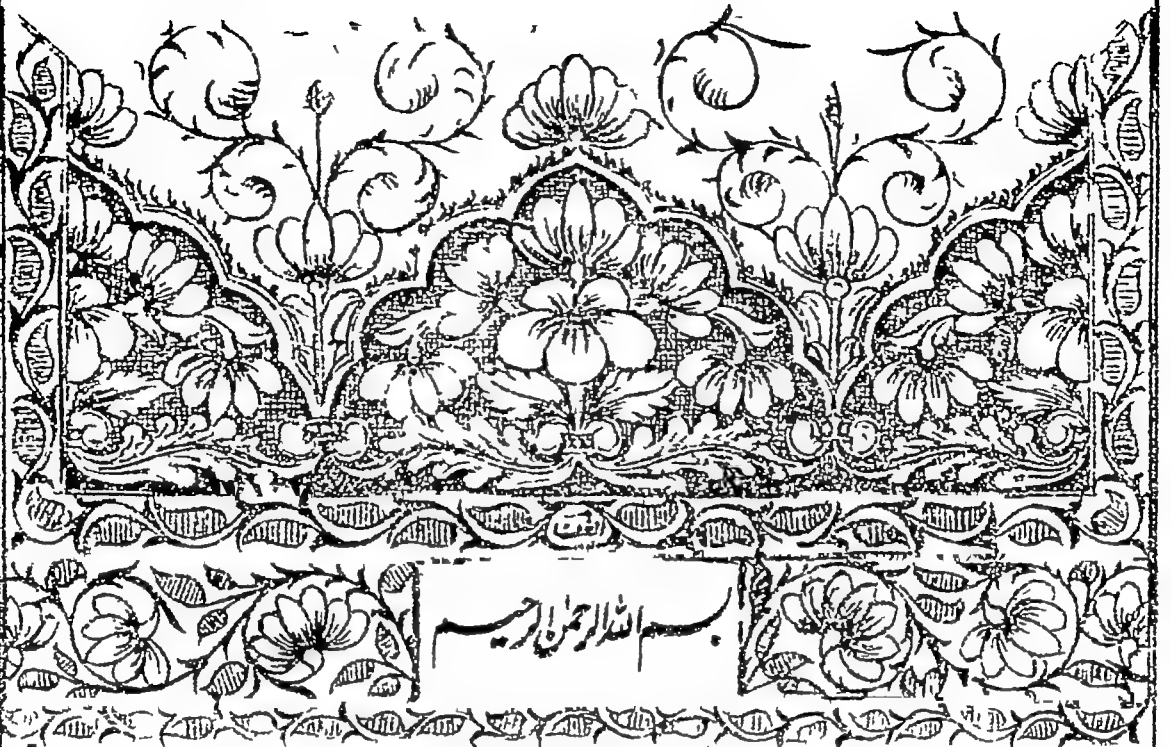




روادار ہو گئے کہ ہم اس ولایت میں دم رکھیں تو ملن اختیار کرتا اور دشوار ہو سامری نے سرگرمی ان لکھنؤ میں  
 ٹھکانا یا پھر ایک ملن اپنے ہاتھ سے امر اور اقربا کے نام اس مضمون کا لکھا کہ یہ دوستہ ہو سامری کی طرف سے کہ  
 جسے معذرت اور حقائق زمین و آسمان کے حکم سے تمہاری ہدایتی اختیار کی ہو لیکن مغرب نہیں پیری  
 عادات خوب ترین و درستی ہوگی چاہے کہ تم ہمیشہ مجھے حاضر حاضر و مستور لکھنؤ سے تھوڑا حائر لکھنؤ  
 اور دونوں ممالک کی بستی اور خوبی اسی پر منحصر ہو اور اس وقت میں سالک طریق سدا مالک بن حبیب  
 اور ایک گروہ عدا پرستوں سے ملان ملان آدمی کہ سلیم النفس اور یک ادیش اور یک اعتقاد ہیں اور ان  
 سے شرارت اور نفسی تصور نہیں ہر رسم و عمارت اس حد و میں متوجہ ہوتے ہیں ان کے حالات میں  
 نے بھلی دریافت کر کے انکی سفارش واجب ہو لکھنؤ کی لازم کہ تم لوگ اس گروہ حق پروردہ کے قدم چھوڑ  
 کو جمعہ لکھنؤ شہر کے تعلیم و ترقی پیش آؤ اور شرائط و عداوی کا لاکر جمعہ امور میں اُسے اعانت اور امداد  
 طلب کرو کہ سعادت و آسائش میں ہر ملکہ لکھنؤ لوگوں سے اپنے سلوک سے جتن آؤ کہ ملک اس طرف رہنے کی  
 ہوس پیدا ہو مکانات اور ممالک اور مساجد وہاں تعمیر کریں اور ضرورت کوئی مردم کوئی یا کوئی مسافر کہ مراد ہو دو  
 نصارے سے ہر آن کا متعین ہووے سامری نے یہ فرمان مسلمانوں کے سپرد کر کے فرمایا کہ میرے مرنے  
 اور جانے کے سوار ہونے کی ضرورت تمام آدمیوں سے پوشیدہ رکھا اور فرمان حاکم کو بکھلو رکے پاس لے جانا  
 کہ وہ تمہارے حسب و لحاظ سلوک کے کا پھر سامری نے اپنا ساد و سمان جو کچھ اس کے پاس تھا  
 مسلمانوں پر تقسیم کیا اور اسی دن حوار رحمت حق میں داخل ہو کر خضر شجر میں مدون ہوا لیکن صحیح روایت یہ ہے  
 کہ سامری نے حضرت رسالت پناہ علی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارہ بن اپنے ملک میں چاند کا دو ٹکڑے ہوئے  
 مشاہدہ کیا تھا اور اس قدر تحقیق کے واسطے آدمی مقتدا اطراف و اکاف میں بھیجے جب اس کو معلوم ہوا  
 کہ محمد رسول اللہ نے جوے موت کو کے شوق اللہ کو جو معجزات سے کیا سو اس واسطے سامری حار پر سوار  
 ہو کر حجاز کی طرف گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ملازمت سے شرف ہو کر مسلمان ہوا اور حارہ کعبہ کی زیارت سے  
 کھج حارہ لے آئے مشرف فرمایا اور آنحضرت سے رخصت و عداوت و ملن حاصل کر کے حب مع ایک جماعت  
 اہل اسلام شہر کفار میں پہنچا جس میں ملک میں گرفتار ہو کر قوت ہوا اور اب بھی قبر اس کی اس شہر میں ہے  
 اور لوگ اس کی زیارت کھاتے ہیں ہر تقدیر ایک جماعت مسلمانوں نے لکھنؤ اس کے ہمراہ تھی جیسے شرف  
 بن مالک اور اس کا مادری بھائی اور مالک بن دیار اور اس کا بھتیجا مالک بن حبیب بن دینار اس کی صحبت  
 کے بموجب حبیب مذکور ہوا لکھنؤ کی طرف حاکم دوستہ سامری کا حاکم کو بکھلو رکے پاس پہنچا یا حب  
 اس نے خط سامری کا پہنچا نا مخطوط ہوا اور پوچھا سامری کہاں ہے اور کس واسطے تمہارے ہمراہ یہاں ہے  
 کیا وہ لوگ سامری نے ہمارے ساتھ سفر میں کیا ہے اور ہم اس ماجرے سے واقف ہیں سو گفت  
 کہ ہم دریائے شجر کے حار پر سوار ہوتے تھے اُسے دیکھا تھا اور حب ہم نے اس سے ترک وطن کا سبب  
 پوچھا اس نے ہمیں کچھ جواب دیا اور حب اس نے حاکم ہم سفر لکھنؤ کا ارادہ رکھتے ہیں یہ حد کلمہ میں  
 کلمہ دے کہ تم حاکم کو بکھلو رکہ پوچھا نا ہم ملا تو قہ اس طرف روانہ ہوئے پھر چین صرمین گروہ کہاں

تم جمیع مہات شاہی کو موافق اُس کے انجام دینا میرے پاس عرض مکر کے محتاج نہ رہنا قصہ بن گفتگو  
 ورازیجوں نے عہد و بیان کر کے یہ اقرار کیا کہ ہم آپ کے فرمان سے تجا و زکریٰ کے پھر سامری نے  
 بخط ملیباری ایک دستور العمل لکھ کر جمیع مالک ملیبار کے امرا اور معتمدین پر تقسیم کیے اور یہ فرمایا کہ اس  
 دستور العمل پر لپٹنا بعد لپٹن کا رہند ہونا اور ایک دوسرے کی ولایت کی طمع نہ کرنا اور اگر حکام کے درمیان  
 میں کسی طرح کی خصوصیت ہم پہنچنے انتقام کے واسطے ایک دوسرے کی ولایت پر تاخت نہ کرنا فقط  
 لشکر اور اعوان کی خونریزی ہو اور ولایت میں قصص بجا نہ کرنا اور شاہ کے قتل کرنے بلکہ مقتول  
 ہونے سے پر حذر رہنا اور اگر اچانک کسی معرکہ میں شاہ قتل ہووے اور اُس کا لشکر ہجوم کرے  
 اُس دشمن کو مع جمیع افواج قتل کر دو اور جب تک اُس کی سلطنت کو خراب اور برباد نہ کر چکو آرام نہ لو  
 غرض کہ ہنگام تحریر اس کتاب سے اس تاریخ تک کہ ۱۵۱۰ھ تک ایک ہزار پندرہ ہجری میں ملیباری بادشاہ  
 کے مقتول ہوئے سے بہت ڈرتے ہیں اور باوجود قدرت کے ملکیت عظیم پر متعین نہیں ہوتے  
 ہیں یہ قاعدہ مخصوص اُس ملک کا ہو اور منقول ہو کہ جب سامری نے تمام ملکیت تقسیم کی ایک امیر کہ  
 غائب تھا حاضر ہوا سامری نے متفکر ہو کر انہی تلوار اُسے عنایت کی اور یہ فرمایا کہ اس شمشیر کے زور  
 سے جبکہ ولایت خاج ملیبار تو فتح کرے ہسکا تو مالک و مختار ہو اور تیری اولاد بھی اسی پر کتفا کرے اور بعد  
 میرے تیر اور تیری اولاد کا سامری نام رکھیں غرض سامری نے بعد فراغ وصیت لوگوں سے یہ بات کہی  
 کہ میں فلاں مقام میں عبادت کیواسطے قیام کرتا ہوں لازم کہ ایک ہفتہ تک کوئی شخص میرے پاس نہ آئے  
 نہ کرے اور رات کے وقت مسلمانوں کے ہمراہ نہ سرگروہ اُن کا مالک بن جلیب تھا جہاز پر سوار ہو کر مکہ کی  
 طرف روانہ ہوا اور کفار ملیبار ایک ہفتہ کے بعد خانہ معبود میں آئے جب سامری کو نہ کیا سب متفق اللفظ  
 والمعنی ہو کر بولے کہ سامری نے آسمان پر عروج کیا ہو اور پھر نزول کر لیا اس سبب سے کفار ملیبار ایک  
 شب کو جس رات وہ غائب ہوا تھا سامری کے موضع غیبت میں جھنجھکتے ہیں اور ایک طرف میں پانی  
 اور ایک جوڑی کھڑاؤن کی وہاں رکھتے ہیں کہ اگر سامری آسمان سے اترے اُسکے واسطے پانی اور  
 کھڑاؤن کی جوڑی حاضر رہے اور سامری باشتائے عبور جب بند رفتہ رہے میں پہنچا ایک شبانہ روز  
 وہاں قیام کیا اُسکے بعد طر مسافت کر کے بند ر شجر میں پہنچا ناگاہ مرض الموت میں مبتلا ہو کر صاحب قریش ہوا  
 اس صورت میں مالک بن جلیب اور تمام رفقاء جہاز کو حاضر کر کے فرمایا کہ تمام خواہش اور ارادہ ہمارا یہ ہو  
 کہ دین نبوی ملیبار میں رونق اور رواج پیدا کرے شرط رفاقت اور مروت اس امر کی مقتضی ہو کہ حجت اسلام  
 منظور اور ملحوظ رکھ کر سفر و ریا کی مشقت اپنے اوپر گوارا کر دو تم اور باقی مسلمان بزم تجارت عبور کر کے  
 اُس ملک میں جاؤ اور کسی تدبیر سے اُس حدود میں مکان رہنے کو تیار کر دو اُسکے بعد باہر ہستی تمام  
 وہاں کے باشندے دین محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر راغب ہو کر سر حلقہ اسلام میں لا دین گے  
 انہوں نے سامری کو دعلے خیر دیکر یہ بات کہی کہ ہم تیرے بغیر اس ملک میں نہ جاسکتے کواسطے کہ کفار ملیبار  
 اور یہود و نصاریٰ ہمارے دین کے دشمن ہیں اور نہایت عداوت رکھتے ہیں کسید طور ہمارے آنے سے

والس سے آراستہ اور احلاق ستودہ سے سراستہ تھا انکی صحبت سے مشرف ہوا اور ادھر ادھر کا تذکرہ کر کے اُن کے مذہب اور ملت سے سوال کیا انھوں نے جواب دیا کہ ہم لوگ اہل اسلام اور ہمارے میسر حضرت محمد رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہن سامری نے جواب دیا میں نے مگر وہ یہود اور نصاریٰ اور یہود سے جو تھا رہے دین کے مخالف اور جان کے ساح ہیں اُن کی رمانی مٹا ہر کہ یہ دیں ملا و عرب و عجم و ترک میں مروج ہو لیکن مجھے مسلمانوں کی صحبت میسر ہوئی اب امیدوار ہوں کہ آپ سید الامیاء کے کچھ حالات صدق آیات اور معجزات ماہرات بیان فرمائیں ایک اُن فقرائین سے جو علم و صلاح کی صحبت سے موصوف تھا اُس نے آثار کلام کر کے اس قدر حالات اور معجزات آنحضرت کے بیان فرمائے کہ سامری کے دل میں حسرت رسالت ماہ کی محبت خوش ہون ہوئی اور جب اُس نے معروضات القم کا نشانہ لایا تو اسے قوم یہ معروضات تو ہی پر مگر حق اور صدق ہوا اور سمجھتا تھا جو جمیع ملا و عرب و عجم کے آدمیوں نے یہ معروضات دیکھا ہوگا اور ہمارے ملک کا یہ دستور ہے کہ جس وقت کوئی قصیدہ سرگ واقع ہوتا ہے ہر ماہ ظلم اُسے دفتر میں قلم بند کرتے ہیں اور ہمارے باب اور داوا کا دفتر موجود ہے جو اُسے دیکھ کر تھا مے ر صدق کو محکم امتحان پر عایجتا ہوں پھر اہل فکر کو ملکر فرمایا کہ تم اس راہ کا (یعنی یہ معروضات) میں واقع ہوا تھا کہ لوگ شمس القمر کا حال دیکھو وہ دکھا گیا اُس مقام میں لکھا تھا کہ ملاں تاج بین دیکھ گیا کہ چاند دو لکڑے ہو کر پھر سوتہ ہوا یہ سنتے ہی حقیقت دین محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سامری پر ظاہر ہوئی اور نور ایمان اُس کے چہرہ پر چمکا اور صدق دل سے کلمہ طیبہ شہادت لا اے الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رہاں پر جاری کیا اور با محققان تمام مسلمان ہوا جو اپنے قوم کے رئیسوں سے ڈرتا تھا اُس کو بھی رکھا اور مسلمانوں کو بھی اُس کے اطہار سے منافقت کی اور مسلمانوں سے مانعام و احسان ملوان پتہ آتا اور اُن سے اتناس کی کتاب حضرت آدم الوالہ علیہ السلام کے قدم لگا کر ریاہرت کر کے ہر اس طرف رونق اراہے مے بگا فقرا و مضعار حست ہو کر سرا داب کی طرف روانہ ہوئے اور عرصہ قسلس میں اُس کی اتناس کے مواقع ملے کہ بکلو رہین معاودت کی اور سامری اُس کی شکر و تحسین سے ہایت محظوظ اور مسرور ہوا اور اہل اہم تعظیم و تکریم میں کوئی وقیعہ فرو گداشت نہ کیلاہ عارم معرکہ و مدیسہ ہوا لیکن جو علامہ حج کا ترکیب ہو سکتا تھا اس مقدہ میں یہ تدبیر اندیشہ کی نبی مسلمانوں کو رومال و روان دے کر یہ حکم دیا کہ تم پہلے ایسے ہمارے حکام میں کوشش کرو اور بعدہ آب و طعام اور مایحتاج ضروری کثرت سے اُس پر مار کر کے جمیع لوازم سفر را حوب برین وجہ سے اہتمام کرو جب یہ سامان درست ہو چکا اُس وقت ارکان دولت اور سرداران قلیہ کو ایسے ماس ملا کر یہ بات کہی کہ مجھے حادثات الہی کا شوق غالب ہوتا ہے چاہتا ہوں کہ علانی کی صحبت سے چند روز عورت میں لیجھا ایسے حالت کی یا دین بسر کروں اور ان دنوں میں تم سری ملاقات سے شہد رہو گے اور ایک دستور اصل ایسے حطاحص سے لکھا تعین میرا کرتا ہوں



بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقابلہ گیارھوان بیان احوال حکام ملیبار میں کہ بصفت اسلام متصف ہوئے

اور اس ملک میں اسلام ظاہر ہونے کی عجیب کیفیت کا بیان

و اتفاق احوال پر واضح و واضح ہو کہ واقعات ماوک ملیبار کسی تواریخ سے میری نظر میں نہیں گذرے اس واسطے  
مؤلف کتاب محمد قاسم فرشتہ کو اٹھ مندرجہ رسالہ تحفۃ المجاہدین برکتفا کر کے گذارش پر داری ہو کہ  
ملیبار ایک مملکت مالک ہندوستان سے دکن کی طرف واقع ہو اور بسبب قرب جواریش از واقعہ قتل  
رام راج ہمیشہ ملیبار کے والی حکام سچا نگر اور کرناٹک کے مطیع اور فرمان بردار ہو کر تحف و نفائس بھیج کر  
اپنی ملکیت کی محافظت کرتے تھے اور ظہور اسلام سے پیشتر اور بعد ظہور اسلام یہود اور نصاریٰ کے  
گروہ برسم تجارت و ریاسے کے راستہ سے اس ملک میں آمد و شد کرتے تھے اور آخر کو ملیبار یون اور  
انکے درمیان میں منافع و نبیوی کے سبب الفت ہم ہو گئی اور بعض سوداگر ان یہود و نصاریٰ کے  
نے ولایت ملیبار کے شہروں میں سکونت اختیار کر کے گھوٹیان اور دکانیں تیار کیں اور یہ آئین  
ظہور آفتاب جہاں تاب ملت محمدی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے زمانہ تک مرجع رہا جب تاریخ  
ہجری دو سو سال سے متجاوز ہوئی ایک جماعت اہل اسلام عرب و عجم کے لباس فقر و درویشی  
دین بنا و عرب سے کشتی پر سوار ہو کر حضرت بابا آدم کے قدم گاہ کی زیارت کی عزیمت سے سرانڈپ  
کی طرف کہ جس کو نکا کہتے ہیں متوجہ ہوئی اور بحسب اتفاق وہ کشتی ہوائے مخالف سے ملیبار کی طرف  
جا پڑی اہل کشتی شہر گدنگلور میں وارد ہوئے اور وہاں کا حاکم سہمی سامری تھا اور وہ زوپو عیصل و

میدان صاف دیکھ کر کتیر میں داخل ہوئی یعقوب شاہ بیٹا زون پر بھاگ گیا اور محمد قاسم خان میر جو تہہ سری مگر متعجب ہوا اور کتیر کے پرگنوں پر عامل معرکے اور یعقوب شاہ چند حصہ کے بعد جمعیت ہم سبکی محمد قاسم خاں میر جو تہہ ہم معاف ہوا اور مادو جو اس کے کر محل بہت مارے گئے اس پر بھی یعقوب شاہ شکست پا کر مہرم ہوا اور پھر تھوڑے دنوں کے بعد جمعیت کر کے سری مگر کی طرف متوجہ ہوا اور محمد قاسم خان میر جو تہہ اس مرتبہ طاقت مقابلہ کی۔ لاکر قلعہ ارک میں قلعہ مد ہوا اور عدالت لکھکر ساہ دہلی سے مد طلب کی مادشاہ نے سید یوسف خان مشہدی کو حاکم کتیر کر کے محمد قاسم خان میر جو تہہ کو صدر زمین طلب کیا اور سید یوسف خان مشہدی جب کتیر میں پہنچا تو یعقوب شاہ محمد قاسم خان کے عرصہ سے دستکش ہو کر بیٹا زون میں در آیا اور یوسف خان مشہدی نے دو برس اس کا بیچا کیا اور جس طور سے ممکن تھا اسے لاسا کر کے مادشاہ کی ملازمت میں بھیجا اور جس یوسف شاہ اور یعقوب شاہ دو دن حلال الدین محمد اکبر مادشاہ کے ملک امر میں مسطہ ہوئے اور دلا ب سار جاگیر پائی اس تلخ سے کتیر کی مادشاہی تباہاں دہلی کے قلعہ امداد میں آئی اور قتل اس سے مدت ہزار سال تک خطہ کتیر کسی بہد کے مادشاہ نے مسخر و مفتوح نہ کیا تھا۔

باتفاق شیخ یعقوب کشمیری کے نقد رخصت کشمیر حاصل کی اور ۹۸۹ھ نو سو نو اسی ہجری میں یوسف شاہ لار کی  
 سیر کو راہی ہوا اور شمس چک سے زنجیر قید خانہ سے بھاگ کر کتوار میں گیا اور وہاں حیدر چک سے  
 پیوستہ ہوا یوسف شاہ نے یہ خبر سنتے ہی اُن پر چڑھائی کی وہ متفرق ہو کر بھاگے اور یوسف شاہ نے  
 مظفر اور منصور ہو کر سری نگر کی طرف معادوت کی اور ۹۹۰ھ نو سو نوے ہجری میں حیدر چک اور  
 شمس چک کتوار سے بقصد جنگ کشمیر کی طرف متوجہ ہوئے یوسف شاہ اُن کے مقابلہ کے  
 واسطے برآمد ہوا اور اپنے بیٹے یعقوب کو بہراول کیا اور بعد جنگ فتحیاب ہو کر سری نگر میں مراجعت  
 کی اور راءے کتوار کے وسیلے سے شمس چک کی خطا معاف کر کے اُس کے واسطے جاگیر مقرر کی  
 حیدر چک وہاں سے برآمد ہو کر راجہ مان سنگھ کے پاس گیا اور ۹۹۲ھ نو سو با نوے ہجری میں یعقوب  
 ولد یوسف شاہ انہارا اطاعت اور انخلاص کے واسطے جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کی شرف  
 آستان بوسی سے شرف ہوا اور جب آنحضرت فتح پور سے لاہور میں پہونچے یعقوب نے اپنے باپ  
 یوسف شاہ کو لکھا کہ بادشاہ کا قصد کشمیر میں آنے کا ہے یوسف شاہ نے استقبال کی تیاری  
 کی لیکن اُنھیں دنوں میں یہ خبر پہونچی کہ حکیم علی گیلانی برسم رسالت بادشاہ سے رخصت لیکر ٹھٹھ  
 میں پہونچا ہو یوسف شاہ ٹھٹھ کی طرف روانہ ہوا اور خلعت شاہی زیب بدن کر کے ارادہ مصمم  
 کیا کہ درگاہ کی طرف متوجہ ہو کر بادشاہ کو دیکھوں اس درمیان میں بابا خلیل اور بابا ہمدی اور  
 شمس دولی نے متفق ہو کر یوسف شاہ سے یہ بات کہی کہ اگر اکبر بادشاہ کے پاس جائے گے  
 ہم تجھے قتل کر کے تیرے فرزند یعقوب کو جو اسی عرصہ میں لاہور سے کشمیر میں آیا ہے سریر شاہی  
 زمینیں کریں گے اُس نے اس خوف سے اپنی عزیمت کو تعویق میں ڈال کر بادشاہ کے ایلچین کو  
 رخصت کیا لیکن جو محمد اکبر بادشاہ کشمیر کی تسخیر میں مجبور تھا اس امر کا بہانہ کر کے شاہ رخ میرزا  
 اور شاہ قلی خان اور راجہ بھگواند اس کو کشمیر کی تسخیر پر مقرر فرمایا اور یوسف شاہ نے کشمیر سے برآمد ہو کر  
 بارہ مولہ میں لشکر گاہ کیا اور جب خبر پہونچی کہ عسا کر منصورہ بھولباس سرحد کشمیر تک آگئے ہیں سدرہ  
 ہو کر اُس کی آمد کا راستہ بند کیا اور اُس کے چند عرصہ کے بعد جب موسم برف برپا ہوا اور سرما کا پہونچا  
 راہ مسدود ہوئی پیغام صلح درمیان میں آیا یوسف شاہ نے اپنے فرزند کو بجائے اپنے نصب کر کے  
 اور عہد و پیمان لیکر راجہ بھگواند اس سے ملاقات کی اور خراج سالانہ معین اور قبول کر کے صلح کی اور  
 امراءے جلال الدین محمد اکبر بادشاہ اُسے ہمراہ لیکر بادشاہ کی خدمت میں لے گئے لیکن بادشاہ کو  
 صلح پسند نہ آئی محمد قاسم میر سیکر کو مع امراءے ۹۹۵ھ نو سو پچا نوے ہجری میں بہ تہیہ جنگ رخصت فرمایا اور یعقوب شاہ  
 کے تحت کشمیر پر جلوہ گر تھا راستوں کو مسدود کر کے شاہ دہلی کی فوج کے مقابل فروکش ہوا سردار کشمیر  
 کے جو فساد پر آمادہ ہو کر شاہ کشمیر کی اطاعت سے منحرف تھے اُس وقت میں یعقوب شاہ سے رنجیدہ  
 ہو کر محمد قاسم خان کے شریک ہوئے اور بعضوں نے سری نگر میں نشان مخالفت کا بلند کیا  
 یعقوب شاہ گھر کی آتش فساد کی تسکین واجب و لازم جان کر لشکر گاہ سے ہلٹ آیا اور فوج اکبر شاہی

رواہ کیا اور وہ دونوں یوسف خان کے اتفاق شدہ دوست سی پری میں فتح پور سے کتیر کی طرف  
 رواہ ہوئے لیکن اُس وقت میں لوہر چک کتیر کی حکومت پر شکن ہو گیا تھا یوسف شاہ نے  
 اپنے مرشد یعقوب کو میسر تعلیل تمام کتیر کی سمت رواہ کیا تو وہاں حاکم لوگوں کو موافق کر کے  
 لوہر چک کی شاہی میں علل ڈالے اور جب یوسف شاہ ایسی ذات حاصل سے سیالکوٹ میں پہنچا  
 سد یوسف خان مشہدی اور راحہ ماں سنگھ کی ملک کا مفید ہو کر راجوری کی طرف گیا اور اُس  
 مقام پر مصروف ہو کر مرل ٹھٹھ میں پہنچا اور لوہر چک نے اُس وقت یوسف کتیری کو  
 یوسف شاہ کے مقابلہ کو کھجا یوسف کتیری مع روح برآمد ہو کر یوسف شاہ کی خدمت میں حاضر ہوا  
 یوسف شاہ وہی پشت ہو کر جبل کے راستہ سے کہ وہ ہایت دستور گدار چل طریق تاحث  
 قلعہ سون نور میں آیا لوہر چک حیدر چک اور تیس چک اور ہستی چک کے اتفاق یوسف شاہ  
 کے مقابل آن کر آب سٹش کے کنارہ وارو ہوا اور حیدر رور کے بعد جنگ شدید و توغاب میں  
 آئی اور یوسف شاہ حجاب ہوا اور بعد فتح کے سری گزشتی طرف توجہ ہو کر کتیر میں داخل ہوا اور  
 لوہر چک نے قاضی ہوئے اور محمد سعادت مست کے درویش سے آکر یوسف شاہ سے ملاقات کی  
 پہلی ملاقات تو اچھی گری آخر کو قید ہوا دراجوں سے کئی ایک جماعت کتیر مقید ہوئی جس  
 یوسف شاہ جماعت شاہی سے مطمئن ہوا ولایت کتیر لغسم کی بیٹے ستس چک ولید دولت چک  
 اور یعقوب اپنے سرور اور یوسف کتیری کو مانگیرین جوگ دن اور ماتی حالصہ کے واسطے مقرر کیا  
 اور حصے امرائے کسے سے لوہر چک کی آنکھوں میں میل بھیجی اور شدہ یوسف شاہ سی پری میں یوسف شاہ  
 نے شمس چک اور علی شیر چک اور محمد سعادت مست کو ساتھ اس گمان کے کہ یہ لوگ باغی ہیں غلٹ میں حیدر چک  
 اور حبیب خان چک جو سے موضع کتیر کی طرف چلا گیا اور یوسف چک ولید علی خان چک جو یوسف شاہ  
 کی حید میں تھاج چاروں بھائیوں کے زمان سے برآمد ہو کر حبیب خان چک کے اس موضع مذکور  
 میں حاکم فتح ہوئے اور وہاں سے تھ کے راحہ کے پاس کہ جس کا نام رو علی تھا حاکم اُس سے  
 ملک لی اور یوسف شاہ کے مقابلہ کہ حد کتیر میں ہوئے اور سب اختلاف کے کہ درمیان  
 اُس کے واقع ہوا کچھ نہ س بڑا ایک دوسرے سے جدا ہوا اور سپاہی یوسف شاہی یوسف ولید  
 علی خان چک اور محمد جان کو بیکر لائے اور اُن کے کان اور ٹانگ کاٹے اور حبیب خان چک شہر میں  
 پستید ہوا اور شدہ یوسف شاہ سی پری میں حلال الدین محمد اکرم شاہ نے کابل سے مراجعت  
 فرما کر جمال آباد میں ردل احوال اور حلول اقبال فرمایا اور میرزا طاہر حیدر میرزا سید خان شہیدی  
 اور محمد صالح قاتل کو رسم الخی گری کتیر میں بھیجا اور حب یہ بارہ مول میں ہوئے یوسف شاہ ہتھمال  
 کے واسطے رجاہ ہوا اور حیدر خان کو سوسے دے کر سرور گھر قلیات کالایا اور ایچوں کو اپنے ساتھ لے کر  
 سرزمین داخل ہوا اور اپنے ورثہ حیدر خان اور سچ نقو کتیری کو باغی و ہدایاے سیار محمد اکرم  
 بادشاہ کی ملامت میں رواہ کیا حیدر خان ایک سال بادشاہ کی خدمت میں حاضر رہا اس کے بعد

تم پہلے اس کی تدبیر کر لو بعد اس کے علی شاہ کو دفن کرنا یوسف شاہ خود سوار ہو کر اُس کے سر پر گیا اور ابدال خان چک اُس سے مقابلہ کر کے مارا گیا اور سید مبارک خان کا فرزند جلال خان بھی اس معرکہ میں قتل ہوا دوسرے دن علی شاہ شیعوں کے طریق میں دفن ہوا اور یوسف شاہ نے بجائے اُس کے سر پر حکومت پر جلوس کیا اور بعد دو ماہ کے سید مبارک خان اور علی خان چک نے بقصد فتنہ و فساد و ریائے عبور کیا اور یوسف شاہ باتفاق محمد ماکری روانہ ہوا اور محمد ماکری کو ہرا دل اُس کا تھا سبقت کر کے مع ساٹھ مرد اہل نہر و مخالفوں کے مقابلہ میں گیا اور قتل ہوا اور یوسف شاہ غلط عنان کر کے پیرہ پور میں آیا اور سید مبارک خان یہ خبر سنکر لشکر کو آراستہ کر کے بہت جنگ برآمد ہوا اور یوسف شاہ نے تاب مقاومت نہ لاکر موضع پر تھال کے جنگل میں پناہ لی اور سید مبارک خان اُس کا پیچھا کر کے جنگ میں مصروف ہوا یوسف شاہ بھاگ کر ہاڑون پر جو اس طراف میں واقع تھے ورتا آیا اور سید مبارک خان مظفر اور منصور ہو کر کشمیر میں داخل ہوا اور علی خان چک پسر نور و زچک کو کسی تقریب سے بلا کر قید کیا اور گوہر چک اور حیدر چک اور سہتی چک اُس کے خوف سے ہراسان ہو کر پہلی مرتبہ اُس کے پاس حاضر ہوئے اور آخر کو بابا خلیل اور سید برخوردار اُن کے پاس جا کر عہد و پیمان کی شرط بجالائے اور جہ چک سید مبارک خان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور نقد رخصت حاصل کر کے اپنے مکانات پر گئے اور رستہ میں یہ تجویز کی کہ ہم یوسف شاہ کو طلب کر کے اپنا شاہ کریں چنانچہ ایک قاصد جلد یوسف شاہ کے پاس پہنچا یہ پیغام دیا کہ ہم اپنے عمل سے پشیمان ہوئے اب ہم نے تیری شاہی قبول کی سید مبارک خان یہ خبر سنکر مضطرب ہوا اور اُس نے یہ تجویز کی کہ میں بھی اپنے بیٹوں اور غلاموں کو لیکر یوسف شاہ کے پاس حاضر ہوں یہ نیت کر کے علی خان چک ولد نور و زچک کو جو قید میں تھا ہمراہ لیکر شہر سے برآمد ہوا اور دولت چک کو اُس کے امرا سے تھاجب اُسکے پاس سے بھاگا اُسے مضطرب ہو کر علی خان چک کو قید سے رہا کیا اور خود جبہ یدہ بابا خلیل کی خانقاہ میں داخل ہوا حیدر چک نے علی خان چک سے بیٹنام کیا کہ یہ تمام کوشش اور جستجو تمھاری رہائی کے واسطے تھی اور یوسف چک ولد علی خان چک نے اُسے اپنے باپ سے یہ بات کہی کہ حیدر چک غدر کے درپڑا ہو علی خان نے اُس کے کہنے پر عمل نہ کیا حیدر چک کے پاس جا کر اُس کے ہمراہ ہوا وہر چک اور مثل اُس کے سب ایک جا موجود تھے جب علی خان چک کو دیکھا پکڑ کر قید کیا بعد اُسکے سب نے یہ تجویز کی کہ وہر چک کو شاہ بنادیں اس مابین یوسف شاہ کا لیور کی طرف پہنچا اور یہ خبر سنی کہ کشمیر دین نے وہر چک کی شاہی قبول کی اور وہاں سے موضع ذاہل میں آنکر اپنے تمام آدمیوں کو ہمراہ لیا اور جہ کے راستہ سے سید یوسف خان مشہدی کے پاس جو جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے امرا کے کبار سے تھا استمداد کیواسطے لاہور میں آیا اور باتفاق اُسکے اور راجہ بان سنگھ کے بیچ پور سیکری میں اگر جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کی ملازمت سے مشرف ہوا اور جلال الدین محمد اکبر بادشاہ نے جو پیشہ سے کشمیر کی طرف میں تھا فرصت پا کر یوسف شاہ کی امداد کے بہانہ راجہ بان سنگھ اور سید یوسف خان مشہدی کو کشمیر کی طرف



اور اُس کے تا ارک کی فکر میں ہوا لوگوں نے یوسف کی حق تعالیٰ کی درخواست کر کے اُسے طلب کیا اور محمد ست کو حواسِ صادقہ کا باعث تھا اُسے قید کیا اور ۹۸۳ھ کو سو تراسی بھری مین علی شاہ جمال نگر کی میسر کے واسطے مع اہل و عیال روانہ ہوا اور حیدر خان مام پسر محمد شاہ اولاد شاہ رین العادیں سے جو گھات میں رہتا تھا خاص وقت کہ حلال الدین محمد کمر بادشاہ نے گھات کو لیا اُس کے ہمراہ رکاب ہندوستان کی طرف آیا اور وہاں سے ہوشیرو پوینجا اور اُس کا بھائی سلیم خان خود وہاں رہتا تھا جامعِ جماعت اسی اس سے ملتی ہوا علی شاہ نے ایک جماعت کثیر اور عمِ عمیر لوہر چک کے ہمراہ بھیجی اور محمد حاکم نے جو راجوری میں رہتا تھا لوہر چک کی سرداری سے حیدر کے اُسے قید کیا اور اُس کے لشکر کو لے کر حیدر خان کے پاس ہوشیرو پوینجا آیا اور یہ بات کہی کہ اسلام خان کو کہ مرد مردا ہے میرے ہمراہ بھیجو جو چاہے لاہور کشتیرو کو تھا رے واسطے حج کروں حیدر خان اُمس کی بات سے عہد ہوا اسلام خان کو اُس کے ہمراہ بھیجا موضعِ جکیمین وارد ہوا صبح کے وقت محمد خان چک اسلام خان کو نہ غدر قتل کر کے سدِ عالمی شاہ کے پاس گیا اور موردِ الطاف ہوا اور علی نگر کی اور داؤد گدار وغیرہ محمول نے حیدر خان کی دو تہائی کا ارادہ کیا تھا محمول ہوئے اور ۹۸۳ھ کو سوچو راجوری میں کشتیرو پوینجا عظیم پڑا اکثر آدمی بچک کی شدت سے ہلاک ہوئے اور ۹۸۴ھ کو سوچو پچاسی بھری مین علی شاہ نے مسجد پر رآمد ہو کر علماء اور صلحا سے محبت کی اور کتاب شکوۃ تشریف اس مجلس میں لاکر اُس حدیث کے نواقح جو مصالحِ توہ میں وارد ہوئے کہ حاصل کیا اور مار چمکا نہ اور تلاوت قرآن میں مشغول ہوا اور بعدِ ولع چوگان ماری کے واسطے سوار ہو کر میدانِ عید گاہ چوگان ماری میں مصروف ہوا گاہِ حیدر رین کا اس دور سے اُس کے شکم پر لگا کر اُس کے صدر سے حاصر ہوا

### ذکر یوسف شاہ کی سلطنت کا

حاصلی شاہ فوت ہوا اُس کا بھائی امدال خان چک اپنے بھتیجے یوسف خان کے خوف سے اُس کے حصارہ پر حاصرہ ہوا یوسف نے سید مبارک خان اور ماما جلیل کو امدال خان چک کے پاس بھیج کر پیغام دیا کہ اگر تعین میری شاہی منظور ہو ایسے بھائی کے وطن و کھن میں شریک ہو والا تم حکومت کرو مین تمھاری اطاعت اور فرما سرداری میں حاضر ہو گا حاکم ہوں نے یہ پیغام یوسف کا امدال چک کو پہنچایا اُس نے جواب دیا کہ میں تمھارے کھن سے اُس کی خدمت میں حاضر ہو کر کیا خدمت کا کرمان پر مامور ہوں اگر وہ مجھے کسی طور کی مصرت پہنچا دے گا اُس کا و مال تمھاری گردن پر پڑے گا سید مبارک خان امدال خان چک سے عداوت رکھتا تھا لہذا مین یوسف کے پاس حاضر اُس سے عہد و بیان لیتا ہوں یہ کہ اُس کی مجلس سے رعاست کر کے یوسف شاہ کے پاس گیا اور رعاست سے یہ بات کہی کہ وہ میرے کھن سے ہیں آتا

نہایت رنجیدہ ہو کر ایذا رسانی کے درپڑ ہوا اور شاہ عارف کہ کیا گری اور تسخیر جن میں مشہور تھا اس  
مضمون کو دریافت کر کے یہ مشہور کیا کہ میں یہاں نہ ہوں گا ایک دن میں بزور علم تسخیر لاہور کی طرف  
یا اور ولایت کی سمت جاؤں گا اس کے بعد پوشیدہ ہوا تو لوگ اعتقاد کریں کہ غیبت کی ہو لیکن  
تین روز کے بعد معلوم ہوا کہ دو اشرفی ملا حون کو دے کر کشتی میں سوار ہو کر بارہ مولہ میں پہنچ کر  
پہاڑ پر برآمد ہوا علی شاہ نے آدمی اُس کی گرفتاری کو بھیجے اور وہاں سے طلب کر کے حوالات  
میں سپرد کیا اور جب دوبارہ بھاگا لوگ کوہ دتر سلیمان سے پھر گرفتار کر لائے اس مرتبہ علی شاہ  
نے ہزار اشرفی اپنی دختر کے مہر کے عوض اُس سے لے کر طلاق لی اور اس کے خواجہ سرکار  
بھی عہد کر لیا اور چند روز قید کر کے تبت کی طرف رخصت کیا اور علی راے والی تبت جو آل عبا  
کی محبت کا دم مارتا تھا عارف شاہ درویش کے استقبال کو روانہ ہوا اور اُس کے قدم مہمنت  
لڑوم کو موہبت عظمیٰ تصور کر کے اُس کی تعظیم و تکریم میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کیا اور عارف شاہ  
کو اپنے ملک میں متوطن کر کے بارادہ تمام اپنی بیٹی کو جسے نہایت عزیز اور شریف جانتا تھا اُس کے  
عقد نکاح میں در لایا اور شاہ عارف چند روز وہاں رہے بعد اس کے حضرت جلال الدین محمد کبیر  
بادشاہ کے حسب الطلب ارادہ سفر ہندوستان کر کے دارالخلافت اگرہ میں پہنچے تھے ہی دارالفا  
کی طرف کوچ کیا اور ۹۷۹ھ نو سو اسی ہجری میں علی چک ولد نوروز چک علی شاہ کی خدمت  
میں حاضر ہو کر عرض پر داز ہوا کہ دو کہ نے میری جاگیر میں آن کر خلل ڈالا ہوا اگر سرکار اسکندراک  
کر کے مانعت نفاذ مکی میں اپنے گھوڑوں کے شکم بھاڑ ڈالوں گا علی شاہ یہ معاسک سمجھا کہ مقصود  
اس کا میرے شکم بھاڑنے سے ہو اس سبب سے آتش غضب اُس کے دماغ میں شعلہ زب ہوئی  
اُسے قید کر کے ولایت کمرانج میں بھیجا اور وہاں سے بھاگ کر حسین قلی خان حاکم پنجاب کے  
کے پاس گیا اور جب ملاقات کے وقت حسین قلی خان تواضع متعارفہ بجا نہ لایا تو لاہور سے منسلک  
پھر ولایت کشمیر میں آیا اور علی شاہ نے اُسے پھر گرفتار کر کے مقید کیا اور بعد چند روز کے پھر  
قید خانہ سے بھاگا اور نوشہرہ میں داخل ہوا علی شاہ نے لشکر اُس کے سر پہ بھجوا کر دستگیر کیا اور  
۹۸۰ھ نو سو باسی ہجری میں علی شاہ نے کھتوار پر جس کو کشتوار بھی کہتے ہیں لشکر کشی کی اور وہاں کے  
حاکم سے اپنے پوتے یعقوب کے یہ دختر لے کر معاودت فرمائی اور اندون میں ملاعشقی اور  
قاضی صدر الدین جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے دربار سے رسم رسالت آئے علی شاہ نے  
اپنے بھتیجے کی بیٹی شاہزادہ کا مکار سلطان سلیم کی خدمت کے واسطے ملاعشقی اور تاجنبی  
صدر الدین کی صحابہ سے مع تحف اور ہدایا بطور پیشکش ارسال کی اور خطبہ اور سک ولایت کشمیر  
کا محمد اکبر بادشاہ کے نام جاری کیا اور اس عرصہ میں یوسف فرزند علی شاہ نے محمد بہت کے اغوا سے  
ابراہیم خان ولد غازی خان کو بے اجازت باب کے مقول کیا اور باب کے خوف سے محمد بہت  
کے ہمراہ بھاگ کر بارہ مولہ میں گیا اور علی شاہ اس کی اس حرکت خلاف وضع سے نہایت آزرده

ناحق کے عوض میں قتل کیا اور حسین چک کی بیٹی واپس بھیجی اور حسین چک کو یہ خبر سننے ہی  
 اس سال دسوی ماریس ہوا یعنی خون کے دست آنے کے حیاتیں چار ماہ کا عرصہ گزر اس وقت  
 میں حسین چک نے محمد علی اور بہت یوسف فرزند علی حان چک سے یہ بات کہی کہ تو علی حان  
 چک کے پاس جو سو نور میں ہو حاکم رفیع ہو حب بہت یوسف علی حان چک کے پاس گیا اور  
 شوگر بھی ماری ماری تھا کہ علی حان چک کے پاس حاضر ہوئے اور حسین چک نے حب  
 یہ خبر ہی آدمی بھیج کر علی حان چک کو یہ پیغام دیا کہ ہم سے کیا گناہ واقع ہوا ملک تیرے ورند کو ملتا ہے  
 شہرے پاس بھیجا علی حان چک نے اس کے در جواب کہلا بھیجا کہ مری بھی کچھ نقص نہیں ہو آدمی  
 جو دودھ کا کر میرے پاس بیٹے آنے ہیں ہر چند انھیں سمجھاتا ہوں مائدہ نہیں عشتا آنو علی حان  
 چک مری نگر کی طرف متوجہ ہو کر سات کوس پر وارد ہوا ملک کو لدنی لودھ کا کہ علی حان چک  
 کی خدمت میں حاضر ہوا اور حسین چک نے شہر سے رآمد ہو کر حاکم حان میں جو شہر سے ایک  
 کوس پر پہنچ لشکر رول کیا اور احمد اور محمد ماری کہ اس کے امرا کے مسلک میں مستقیم تھے اسی  
 رات کو علی حان چک کے پاس تھا کہ آئے اور دولت چک کہ حسین چک کے مقربوں سے تھا  
 اس نے اس سے یہ بات کہی کہ جو تمام آدمی ہمارے پاس سے بھاگے جاتے ہیں مری یہ ہے کہ  
 اسات شاہی جس کے واسطے مزاح ہو علی حان چک کے پاس گھسارا سمجھا ہی ہو میر میں ہو سمجھو د  
 حسین چک نے چتر اور قسطاس اور مام حلوں شاہی یوسف کے ہاتھ علی حان کے پاس بھیج کر  
 یہ پیغام دیا کہ گناہ میرا یہ ہو کہ بیا رہوں حسین میں خود اس اسات کے ہمراہ آتا ہوں علی حان چک  
 حسین چک کے مکان پر عبادت کو آیا پھر دو لون بھائی نگلیہ جو گر گریہ دراری کر لے گئے پھر  
 حسین چک نے شہر علی حان چک کے سردار کے زین پور میں آن کر قیامت کی اور علی حان  
 چک علی شاہ طلق ہوا اور امر شاہی ساتھ اس کے رجوع ہوئے اور دو کہہ کہ وکیل حسین چک  
 کا تھا معتبر علیہ وکیل بالسلطہ ہوا اور حسین چک کا پناہ حیات آب نقا سے سر رہی ہو کر دست قضا  
 سے ڈٹا اور علی شاہ نے اس کے جہاد کے ہمراہ جاگئے اسے حیران انار کے قریب دھن کیا اور  
 انھیں دونوں میں شاہ عارف درویش حواسے شین شاہ طاسپ صغوی ماد شاہ ایران کی اولاد سے  
 شمار کرتا تھا اور شیعہ مہب تھا طاس قرار اور مات تصوف لاہور سے حسین علی حان ترکمان  
 حاکم پنجاب کے پاس سے رآمد ہو کر کشمیر میں آیا والی کشمیر علی شاہ کہ شیعہ مہب تھا اس پر رگوار  
 کے آنے سے حمایت معطوط ہوا اور شرف تعظیم و تکریم کے بعد اعتقاد اور ارادت کے اظہار  
 کے واسطے ایسی حق اس کے عقد اور وادع میں لایا اور اسکو مدی آخرالزمان سمجھ کر معتقد ہوا  
 اور علی چک اور نور چک اور ابراہیم چک یعنی غازی شاہ کے فرزندوں نے کہ تمام راجہ مصی  
 ستے اس سے اس قدر اعتقاد سمیو بھیجا یا کہ سجدہ کرتے تھے اور آخر کو انھیں ہر امور کے لائق  
 حان کر دیا کہ اسے سر رہتا ہی رہتا دین حب یہ علی شاہ کے کان میں پہنچی ان سے

خیانت کیے تھے قید ہوا اور علی کو کابجائے اس کے منصوب ہوا اور ۹۶۶ھ نو سو چھتر ہجری میں قاضی حبیب جو حنفی مذہب تھا روز جمعہ کو مسجد جامع سے برآمد ہو کر دریائے کوہ ماران میں قبروں کی زیارت کے لیے گیا تھا یوسف نامے کہ شیعہ مذہب تھا اس نے تلوار غلات سے ٹھنچ کر قاضی کے سر پر رسید کی وہ مجروح ہوا پھر دوسرا وار کیا قاضی نے سر دست اپنا ہاتھ سر کیا انگلیاں کٹ گئیں اور اختلات مذہب کے سوا کوئی امر اور تعصب کا درمیان میں نہ تھا مولانا کمال کہ قاضی کا داماد تھا اور سیالکوٹ میں جا کر درس میں مشغول رہتا تھا قاضی کے ہمراہ تھا یوسف قاضی کو زخمی کر کے بھاگا اور حسین چک باد صفت اس کے کہ خود شیعہ مذہب تھا یہ خبر سن کر آدمی یوسف کی گرفتاری کو تعین کیے وہ اسے پکڑ لائے اور حسین چک نے فقہا یعنی دانشمندوں کو بلوایا یوسف اور ملا فیروز اور مانند ان کے ایک جاگر کے فرمایا کہ جو کچھ اس کے بارہ میں مشہور کے موافق ہو فتوے جاری کرو عالموں نے جواب دیا کہ ایسے شخص کا قتل کرنا زبردستی سے ہے قاضی زخمی ہوا تھا اس نے جواب دیا کہ میں زندہ ہوں اس شخص کا قتل کرنا جائز نہیں ہے آخر اسے سنگسار کیا اتفاقاً ان دنوں میں ایک جماعت کہ ساتھ اس کے مذہب اور اعتقاد میں ایک تھی مثل میرزا مقیم اور میر یعقوب پسر بابا علی برسم سفارت جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کی درگاہ سے آئے جب بہرہ پور میں ہوئے حسین چک ان کے استقبال کو ایک خیمہ عالی ایستادہ کر کے مقیم ہوا جب سنا کہ ایچی قریب آئے حسین چک برآمد ہوا اور ایچیوں کو لا کر خیمہ میں ایجا بٹھایا اور بعد اس کے ایچی حسین چک کے فرزند کے ہمراہ کشتی میں بٹھ کر شہر کی طرف روانہ ہوئے اور حسین چک خشکی کے راستہ سے کشمیر میں گیا اور حسین ماگری کا مکان ان کے نزول کے واسطے مقرر کیا اور بعد چند روز کے میرزا مقیم کہ وہ بھی ساتھ یوسف کے ہم مذہب تھا اس نے حسین چک سے یہ بات کہی کہ جو تم نے یوسف کو مفتیوں کے کہنے سے قتل کیا ان مفتیوں کو میر پاس بھیجو حسین چک کے مفتیوں کو ان کے پاس بھیجا قاضی زین جو یوسف کا ہم مذہب تھا اس نے مفتیوں سے یہ تقریر کی کہ تم نے فتوے میں غلطی کی ہو مفتیوں نے جواب دیا ہم نے فتویٰ علی الاطلاق اس کے قتل کے واسطے نہیں دیا تھا ہم نے یہ کہا تھا کہ ایسے شخص کا قتل کرنا سیاست کے واسطے روا ہو میرزا مقیم نے مفتیوں کو سر دربار بڑا بھلا کھیر فتح خان چک کے سپرد کیا اور پھین بہت اندلی اور حسین چک کشتی میں بٹھ کر کراچ کی سمت گیا اور فتح خان چک نے میرزا مقیم کے کہنے سے مفتیوں کو مقتول کر کے انکے پانوں میں ہی بانٹ دی اور لاشیں انکی کو چھوہ و بازار میں پھرائیں اور حسین چک نے اپنی دختر مع تحف و ہدایا ایچیوں کے ہمراہ جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کی خدمت میں بھیجا طاعت اظہار کی

### ذکر علی شاہ کی سلطنت کا

۹۶۶ھ نو سو چھتر ہجری میں خبر ہوئی کہ جلال الدین محمد اکبر بادشاہ نے میرزا مقیم کو مفتیوں کے خونہ سے

کھٹے پر گئے آرمیوں کو بھیج کر انھیں قید کیا اور بعد اس کے علی حان اور حان رماں کو کہ اہلی نام  
 اُن کا بیخ خان تھا مع وچ کثیر شکر چک کے مدافعہ کو جو راجوری کے قریب تھا بھیجا اور فتح خان  
 عرف خان رماں نے مع لشکر طرہ پیکر جا کر اُسے شکست دی اور قہیاب ہو کر واپس آیا اور اُس  
 نے اختیار تمام بید کیا اور امر کو یہ حکم دیا کہ تم ہر روز اُس کے مکان پر جایا کرو اور رشتہ ۹۹  
 تشریحی میں امر اُنے بیست خان رماں کی حسین چک سے کی تو اُس نے نوگون کو اُس کے  
 مکان پر حملے کی ماعت کی اور حان رماں کشمیر سے کل حملے کی فکر میں تھا کہ حسین باگری نے  
 آن کر حان رماں سے یہ بات کہی کہ نوکیون تھر سے کھٹا ہو حسین چک شکار کو گیا ہو اور مکان ہیں  
 کا حالی ہو اُس کے مکان پر حاکم اُس کے تمام اسباب اور حراؤں پر متصرف ہو پھر ایسا وقت ہاتھ  
 نہ آئے گا اُس نے یہ بات پسند کی اور اتفاق مع حان چک اور لوہر دگری اور شل اُن کے  
 حسین چک کے مکان پر حاکم دروازہ میں آگ لگائی اور چاہا کہ احمد خان اور محمد خان باگری اور  
 نصرت خان کو رمان سے بر آورده کروں مسودہ بانک و انگری حویلی کا دار و دم تھا اُس نے  
 بالی دیوانہ کے صحن میں اس قدر چھڑکا یا کہ دلدل ہو گئی اور دولت خان نام ایک شخص مردم  
 چک سے ترکش مادر سے کھڑا تھا سار حان ولد حان رماں نے اُس پر حملہ کر کے تلوار کا وار  
 کیا لیکن ترکش پر پڑا وہ محسوس نہ ہوا دولت خان نے ایک تیر ایسا اس کے گھوڑے کی آنکھ  
 میں مارا کہ گھوڑا حراغ پا ہوا اور سار حان اُس کی بیست سے زمین پر گر اسعد بانک و انگری  
 نے حاتے ہی اُس کا سر حوض سے کاٹا اور حان رماں حوا ہر کھڑا تھا کھٹا اور مسودہ بانک نے  
 اُس کا تعاقب کر کے گرفتار کیا اور حسین چک کے رو روئے گیا اور حسین چک کے حکم کے  
 موافق اُسے رین گڑھ میں لے جا کر ناک کان دست و پا کاٹ کر سولی پر چڑھایا اور حسین چک  
 نے مسودہ بانک و انگری کو فرار ہر احمد کمر ساتھ خطاب سار حان کے سرورار دیا اور کہہ  
 بالکل کو اُس کی جاگیر مقرر کی اور رشتہ ۹۹ سو سو چتر بھری میں حسین چک نے احمد خاں بیساری شاہ  
 اور نصرت خان چک اور محمد خان باگری کی آنکھوں میں میل بھائی عاری شاہ یہ نصر شکر بہایت  
 محرون اور طول ہوا اور اُنسی کو متین سار ہو کر مر گیا اور حسین چک مدرسہ ساگر دہان کے  
 علما اور صلحا کے ساتھ محنت رکھا تھا اور پرگہ رین پور اُن کی جاگیر مقرر کی اور رشتہ ۹۹ سو سو چتر  
 بھری میں لودنی لودنے رحر حسین چک کے سبب سار گ میں ہو پائی کہ مسودہ بانک و انگری  
 الخاں طلب سار حان کتا ہو حوض حسین چک نے محھے فرزند کہا ہو حاسبیہ کہ اپنے حرا سے  
 محھے بھی حصہ دیوے یہ سب ہی حسین چک بہایت آذر وہ ہوا ایک دن مسودہ بانک و انگری  
 الخاں طلب سار حان کے مکان پر گیا اور اہل محل بن گھوڑے اور اہل سے دیکھ کر اُس کا دل اور بھی  
 سار حان سے خوف ہوا اور اُسے محسوس کیا اور تمام حالت ملکی لودنی لودنے کے تعلق پندین  
 اور عہد تلبیل میں وہ بھی نسب اس حرم کے کہ اُس نے چالیس ہزار حرا و دھان سر کالے

کی مہر و معادن ہوئی غازی شاہ یہ خبر سنکر مولد کھار سے مراجعت کر کے سری نگر میں آیا اور جو حسین چک پر اُس کی مہر و شفقت زیادہ تھی اُسے اپنا جانشین کر کے سر ریسلطنت پر بٹھایا اور غازی شاہ کے تمام دکلہ اور وزیر احسین چک کہ مکان پر حاضر ہوئے اور شرائط خدمتگاری اور لوازم فرمان برداری میں قیام کیا اور پندرہ روز کے بعد غازی شاہ نے تمام قماش اور اسباب اپنا دو حصہ کر کے ایک حصہ اپنے بیٹوں کو دیا اور دوسرا حصہ ہما جنوں کے سپرد کیا کہ اُس کی قیمت پہونچا دیں مہاجن حسین چک کے پاس داد خواہ ہوئے حسین چک نے غازی شاہ کو منع کیا اور غازی شاہ نے رنجیدہ ہو کر چاہا کہ اپنے فرزند کو جانشین کرے حسین چک یہ خبر سنتے ہی احمد خان پسر غازی شاہ اور ابدال خان اور بھی اعیان دولت کو طلب کر کے اپنی اطاعت کے بارہ میں اُن سے عہد و پیمان لیا غازی شاہ ترک سلطنت سے نہایت پشیمان ہوا اپنے خاص آدمیوں اور مغلوں کو طلب کر کے جمعیت کی اور حسین چک بھی مقابلہ کو آمادہ ہوا اہالی شہر اور قصبہات نے درمیان میں اُن کو آتش فساد ساکن کی اور غازی شاہ نے شہر سے برآمد ہو کر پیر پور میں اقامت کی اور تین مہینے کے بعد پھر سری نگر میں آیا اور حسین چک نے استقلال تمام ہم پہونچا کر ولایت کشمیر آدمیوں کے درمیان میں تقسیم کی اور سولہ نو سو بہتر بھری میں حسین چک نے اپنے بڑے بھائی شنکر چک کو راجوری اور نو شہرہ جاگیر دے کر رخصت کیا اور اس کے بعد یہ خبر پہونچی کہ شنکر چک نے خرمج کیا ہوا اس واسطے اس کی جاگیر محمد خان ماگری کے نام مقرر کی اور احمد خان اور فتح خان چک اور خواجہ مسعود اور مانک چک کو مع لشکر حرا اُس کے تدارک کو تعینات فرمایا انھوں نے جاگیر فتح کی اور حسین چک اُن کے استقبال کو گیا اور باعزاز تمام انھیں سری نگر میں لایا اور چند روز کے بعد معلوم ہوا کہ احمد خان اور محمد خان ماگری اور نصرت خان چک اُس کے قتل کا ارادہ رکھتے ہیں چاہا انھیں کسی ڈھب سے گرفتار کر دن انھوں نے یہ خبر سنی تو بحجیت تمام حسین چک کے پاس آیا کرتے تھے جب حسین چک نے دیکھا کہ یہ لوگ حقیقت حال سے واقف ہو گئے ہیں تو ملک لونڈی لونڈ کو اُن کے پاس بھیجا کہ انھیں ایک جافراہم کر کے عہد و پیمان لیوے کہ کوئی شخص کسی سے عداوت نہ کرے ملک لونڈی لونڈ کے پاس گیا اور مقدمات صلح میں مشغول ہوا اور سب احمد خان کے مکان پر گئے اور یہ تجویز کی کہ احمد خان جو چند روز سے حسین چک کے پاس نہیں گیا تھا اسے حسین چک کے مکان پر لے جا دیں احمد خان نے بعد مبالغہ اور اصرار کے قبول کیا اور نصرت خان چک اور ملک لونڈی لونڈ کے ہمراہ حسین چک کے مکان پر گیا اور قاضی حبیب جو اعیان شہر سے تھا مع محمد ماگری اُس مقام میں حاضر ہوا اور دلوانخانہ میں مجلس منعقد ہوئی اور جب رات ہوئی حسین چک نے کہا کہ ہم آج شب کو تہوڑہ نوازی کریں گے جو پیمان قاضی تشریع ہر تم کوٹھے پر حلیہ مغل سرور میں شریک ہو میں بھی شیچھے سے آتا ہوں جب یہ



تھے کہ اپنے آقا کی جانبری کے واسطے اپنے تین فدا کیا جان عزیز کا کچھ پاس نہ کیا القصد غازی خان  
 یاد رکھی میں پلٹ آیا اور جس محل کو اس کے پاس لائے تھے گردن مارتا تھا لیکن حافظ میرزا جی  
 کو جو جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ کے خواندہ تھے بہ سبب خوش خوانی کے انہیں  
 قتل نہ کیا اور اس فتح کے بعد نصرت خان چک کو زندان سے بر آوردہ کر کے جمال الدین  
 محمد اکبر بادشاہ کی ملازمت میں لے کر واسطے بھیجا اور نصرت خان چک بیرم خان سے ملکر توسل  
 ہوا اور سال ۹۶۲ھ نو سو چھیالیس ہجری میں غازی خان کے مزاج میں ایک تغیر واقع ہوا دست قوی  
 دراز کیا خلائی اس سے نہایت متغیر ہوئی اور نبرد نئے انہیں دنوں میں اسے یہ خبر پہنچائی  
 کہ حیدر چک آپ کا فرزند اپنے لہجے لوگوں کے اتفاق سے کشمیر لیا جاتا ہے غازی خان نے محمد جنید  
 کو جو اس کا وکیل تھا اور بہادر بیٹ کو طلب کر کے یہ بات کہی کہ لوگ اس طرح کہتے ہیں تم جا کر  
 اُسے نصیحت کرو تو وہ دوبارہ اس خیال فاسد کو اپنے دل میں راہ نہ دیوے پھر محمد جنید نے  
 حیدر چک کو اپنے مکان پہ بلا کر بہت چشم نمائی کی اور سخت درویش کیا حیدر چک نے  
 طیش کھا کر خیر محمد جنید کی کمر سے بزدلی نکال کر اس کے شکم پر مارا کہ وہ جانبر ہوا لوگوں نے  
 حیدر چک کو گرفتار کیا اور غازی خان کے حکم کے بموجب اُسے قتل کر کے لاش اس کی نیکو  
 کے دروازہ پھاڑیں ان کی اور جو لوگ کہ اس کے شریک اور موافق تھے سب کو تہ تیغ کیا اور  
 سال ۹۶۴ھ نو سو ستر ہجری میں میرزا قراہا در نے ہندوستان سے مع لشکر کشیر اور نورنجیر خیل آن کر  
 لاہ پور میں تین ماہ اقامت کی اور کشمیریوں سے نصرت چک اور فتح چک وغیرہ اور کھنڈان  
 سے بھی ایک جماعت کشیر ہمراہ رکھتا تھا اور امیدوار تھا کہ مردم کشمیر میرے شریک ہوں گے  
 اس عرصہ میں نصرت خان چک اور فتح چک اور لوہر وانگری اس کے پاس سے بھاگ کر  
 غازی خان کی خدمت میں حاضر ہوئے اس سبب سے میرزا قراہا در کے لشکر میں بہت  
 فتور بہا ہوا اور غازی خان چک کشمیر سے برآمد ہو کر نوروز کوٹ میں پہنچا اور پیاو دن کو  
 میرزا قراہا در کے مقابلہ کو بھیج کر شکست دی اور میرزا بھاگ کر قلعہ دائرہ میں داخل ہوا دوسرے  
 دن میرزا قراہا در پھر پیاو دن کی جنگ سے بھاگا اور اسکے ہاتھی پیادوں کے ہاتھ آئے اور پانچوں  
 مارے گئے اور جب پانچ سال حبیب شاہ کی شاہی سے منقضی ہوئے غازی خان نے اُسے  
 گوشہ میں چلا کر خود فرزند الی کا نشان بلند کیا اور نام بادشاہی کا دوسرے پروانہ رکھا خطبہ اور سکہ پر  
 ایسا نام جاری کر کے اپنے تین غازی شاہ مشہور کیا

### تذکرہ غازی شاہ کا

غازی خان چک نے شاہان کشمیر کے آئین کے موافق جلوس کیا اور اپنے تین غازی شاہ  
 خطا سب دیا لیکن مرض جذام کے سبب سے کہ اس سے پیشتر ہم پہنچا تھا ان دنوں میں اس کی



قصہ دایچ کی طرف کہ وطن اس کا تھا گیا پھر شکر جیک اور فتح جیک وغیرہ ہرام جیک کے پاس حاکم اس میں متفق ہو کر پرگنہ سو یہ پورین آئے اور بیاد خدا کی قائم کی عازی خان جیک نے اپنے بیٹوں اور بھائیوں کو ان کے مادر کے واسطے روانہ کیا اور وہ تاب ملک رہا کہ بہاؤ کی سمیت بھاگے عازی خان جیک نے اسی روز انھیں ان کے قنات کو بھیجا وہ جاتے ہی اس جماعت کو گھر ڈاکا لگائے دوسرے دن یہ خبر ہو گئی کہ ہرام جیک سرکوت سے کسی طرف رہا ہے اور شکر جیک اور فتح جیک اس سے جدا ہوئے عازی خان نصرت تمام کو نہ ہامون بن گیا اور چور و زنتک ہرام جیک کی مت ملاش کی ننگن بات ہو گیا اور حب احمد جو رہن سراور حیدر ملک ولد عازی خان جیک نے انھیں کی گرفتاری کا دمہ کیا عازی خان جیک تہرین پلٹ آیا احمد جو رہن نے سرکوت میں کہ سکون رہتیاں یہ صوبوں کا تھا حاکم انھیں گرفتار کیا اور ہرام جیک کی جستجو کی وہ لوہے کہ ہم نے اسے کشتی میں سوار کر کے امیر ریاس کے مکاں میں جو موضع ماہی بن واقع ہے ہو گیا یا جو اور رہتیاں ایک دفعہ ہو کہ وہ ہمیشہ راحمت کرتے اور راج گاتے ہیں اور بھیل دلدل عادی راہ میں جہت کرتے ہیں اور خود درہستہ ہیں العرص حب احمد جو رہن امیر ریاس کے پاس گیا اور ہرام جیک کو تلاش تمام گردار کے سرگرمین لانا اور داریر بھیجا احمد جو رہن اس فتح اور نصرت کے سبب محض ہوا ان دنوں میں ساء الو العالی کو کہ لا ہو رہے تھاکر سے لکھائے قید خانہ میں جماع زبیر یوسف کے شہر بر سوانہ ہو کر رہا اور کمال حال لکھنے کے ساتھ موافق ہو کر میرا احمد کے ماسد کشمیری کی توجہ ارادہ کیا حب احمد جو رہن من ہو گیا معلون کی ایک جماعت بھی اس کے شکرک ہوئی اور دولت جیک نے دعا اور فتح خان ملک دوسرے ملک اور لوہر داگری بھی شاہ الو العالی کے پاس آئے اور شاہ نو سو بیٹھ بھری بین کشمیر کے سمت متوجہ ہوئے اور حب احمد جو رہن ہوئے حیدر جیک اور فتح خان جیک حوراسہ کی محاطت کرتے تھے بھاگ کر موضع یا دو گئی ہیں آئے اور شاہ الو العالی نے عدالت کو کام فرما کر سپاہیوں کو فرمایا کہ جو وقت ہی سے جماعت کی اور موضع مار مول میں حورادو گئی کے قریب ہو ہو چکا ایک ملدی روارو ہو اور عازی خان جیک اسے بھائی حسین خان جیک کو ہراول کر کے موضع کھو میں مقیم ہوا اور کشمیروں نے حوشاہ الو العالی کے ہجر اتھے اس کی ملا عارضت حسین خان جیک کی وجہ پر حملہ آور ہو کر سپاہی عازی خان جیک اس کی لگ کر ہو گیا اور داد و دی و مردا گئی اسے کہ بہت کشمیروں کو تہ تیغ کر کے طوائف فتح کی شاہ الو العالی یہ حال دیکھ کر نے حکم بھاگا اور حب گھوڑا اس کا راستہ میں ٹھک گیا ایک محل جان تھا شاہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ایسا گھوڑا کہ تارہ رور تھا شاہ کو اس پر سوار کیا اور اس کا گھوڑا مارہ لے کر اس مقام میں ایسا وہ ہوا کشمیری کہ شاہ کے قنات میں آئے تھے انھیں تیر ملا کر کے رو کا حب ترکش اس کے عالی ہوئے کشمیروں نے اس ہمارو کر رہ کر کے بیع سیاست سے قتل کیا اور اس خدمت میں شاہ الو العالی کو سول محل گیا سخاں اللہ ساد اور حیر خواہ ہنگ

بھاگ کر پہاڑ پر چڑھ گیا اُسے بھی گرفتار کر کے اُس کی آنکھوں میں سلانی پھیری کہ وہ کور ہوا بعد اُس کے حبیب خان چک آیا غازی انجکے کہ اُس سے ناراض تھا نازک چک کو جو دولت چک کا بھتیجا تھا طلب کر کے اُسے وکالت کی تکلیف دی اور جو کہ غازی خان چک نے اُس کے چچا کی آنکھوں میں سلانی پھیری تھی اس تعصب سے منصب وکالت قبول نہ کیا غازی خان چک نے چاہا کہ نازک چک کو بھی گرفتار کر کے مقید کرے وہ خبردار ہو کر بھاگا اور حبیب خان چک کے پاس جا کر پناہ لی

## ذکر حبیب شاہ ابن اسماعیل کا

جب دو سال اسماعیل شاہ کی حکومت سے گزرے تھو اسی سے فوت ہوا غازی چک نے اُسکے فرزند کو سریر حکومت پر بٹھن کیا اور آخر ۹۶۷ھ نو سو چوٹیسٹھ ہجری میں نصرت خان چک اور نازک چک اور سنکر چک برادر غازی خان چک اور یوسف چک اور ہستی خان چک سب نے ایک جگہ جا کر آپس میں عہد کر کے یہ تجویز کی کہ آج غازی خان چک نے دوا استعمال کی ہے اور اُس کا بھائی حسین خان چک قید ہے اُسے زندان سے برآوردہ کر کے غازی خان چک کو ہلاک کریں جب یہ خبر غازی خان چک کو پہونچی یوسف چک اور سنکر چک کو راضی کر کے اپنے پاس طلب کیا اور حبیب خان چک اور نصرت خان چک اور درویش چک نے گئے اور یہ بات کہی کہ ہم علما اور قاضیوں کو درمیان میں لاکر عہد و قول اُس سے لے کر جادین گے نہیں راہ فرار اختیار کریں گے اور نصرت خان چک نے قول کیا زندان میں رہا میں گرفتار ہوا اور حبیب خان چک نے اتفاق نازک خان چک کے پلوں کو توڑ کر خروج کیا اور ہستی خان چک جمعیت تمام آن کر اُس سے ملحق ہوا غازی خان چک نے لشکر کثیر اُن کے مقابلہ کو بھیجا جنگ عظیم واقع ہوئی اور غازی خان چک کا لشکر شکست کھا کر متفرق ہوا بعض گرفتار ہوئے اور حبیب خان چک فتح کر کے کھوپہ ہارون کی طرف گیا اور غازی خان چک اس شکست کے بعد حبیب خان چک کے مدافعہ کیواسطے خود سوار ہو کر درویش کی طرف گیا اور تین چار کشتی ہم پہونچا کر مع تین فیل اور تین ہزار مرد جہاز دریا سے عبور کیا اور جب خالد گڈھ کے میدان میں پہونچا حبیب خان چک بھی اُس کے مقابلہ کو آٹھ سو آدمی سے آئے اُن کے ہم مصاف ہوا اور بعد جنگ شدید تاب مقاومت نہ لاکر آبِ حجبہ کے پل میں در آیا اور گھوڑا اُس کا اُس پل سے عبور نہ کر سکا اس درمیان میں غازی خان چک کے ایک فیلیان نے اُسے گرفتار کیا غازی خان چک نے اُس کے سر جھکا کرنے کا حکم دیا جب فیلیان ہاتھ اُس کے دھن کے قریب لے گیا حبیب خان نے اُس کی انگلیاں دانتوں سے پکڑ کر خوب کاٹیں آخر فیلیان نے سر اُس کا جدا کر دیا اور کھل نامت میں کہ جان مکان اُس کا تھا لاکر آویزاں کیا اور درویش چک اور نازک چک کو بھی گرفتار کر کے دار پر کھینچا اور چند عرصہ کے بعد بہرام چک ہندوستان سے غازی خان کے پاس سری نگر میں آیا پر گنہ کھوپہ ہارون جاگیر پائی اور سری نگر سے رخصت ہو کر ریگنہ زین گڈھ کے

چک سے کہا تو بی لشکر سوار ہر کرت کلان میں داخل ہو کر پیش چک نے تعادل کر کے اُسکے کہنے پر چل رہا کیا اور حبیب خان چک ماہ و جو اس کے کہ اس کے زعموں سے جوں ماری تھا سوار ہو کر تہ کلان کے مصر باے عالی میں داخل ہوا اور اہل تہ کلان تاب مقاومت نہ لاکر لے چک کھا گئے اور چالیس آدمی ان میں سے جو قصر کی محنت پر چسپیدہ اور پوسیدہ تھے دستگیر ہوئے اور بہایت غم اور کساری سے پیش آئے اور کہا ہمیں قتل نہ کرو اور پاسو گھوڑے اور ہر پارچہ ٹٹا اور پاسیل قشاط اور دوسو کر بان اور دوسو تولہ سوا دیا قول کیا لیکن حبیب خاں چک نے ان کی باتوں پر التفات نہ کی کہ سب کو دار پر کھینچا اور وہاں سے سوار ہو کر دوسرے قلعہ میں آنا اور اس قلعہ کو بھی حراب اور ویران کما اور تہ کلان کے رئیسوں نے تین سو گھوڑے اور پاسو مارچ پٹو اور تین راس کھا و قشاط حراب حبیب خان چک کے واسطے بھیجے اور گھوڑے حراب کا تعوی کہ اہل تہ کلان کے ہاتھ آئے تھے وہ گھوڑے بھی ان سے لے اور حیدر علی اور لیسر حازی خان چک نے مسے کھانی ایسے بھیجے حقیقی کہ حبیب خان چک کے پاس بھیجا کہ اہل تہ کلان نے وہ گھوڑے ماری حراب حاکم کے واسطے بچھا رکھے تھے مناسب ہے کہ ان گھوڑوں کو بھیجے تو ہم ماری حراب کی خدمت میں روانہ کہ من حبیب خان چک رکھائی نے در حواب اس کے قریب دوسو آدمی کے اس بیت سے روزہ کیے کہ مساعت در ماں میں ڈالیں لیکن لوگوں نے در میاں میں آن کر صلح کر فانی آتش مساد ساکن ہوئی بعد اس کے سری مرگی طرف آیا اور یہ تمام اشیاء وہاں کے آدمیوں کو تقسیم کیے اور ۹۶۲ھ دوسوا سٹھ چوری میں رلر اعظم کشمر میں واقع ہوا اکثر موضع اور شہر حراب اور مسہم ہوئے اور موضع سیلو اور آدم پور موضع حمارت و افشار آب سٹ کے اس طرف سے معقل ہو کر اس پار طاہر ہوئے اور موضع ماور میں جو پہاڑ کے زیر دامن واقع ہے اس کے گردنے سے وہاں کے عقیداً جو سوا آدمی ہلاک ہوئے اللہم احفظنا من جمع البلیات فاکالات

### ذکر سخیل شاہ برادر ابراہیم شاہ کا مملکت کشمیر میں

حبیب خان شاہ ابراہیم شاہ کی حکومت کے گردے اگرچہ اس وقت میں دولت چک در حقیقت و ملوٹا تھا نہ ماری حراب چک کے موافق تھا دولت چک معلوب اور مسکوب ہوا ماری حراب چک نے دم استقلال سے مارا اور سخیل شاہ کو برائے نام شاہ بنا کر ۹۶۲ھ و سوتر سٹھ چوری میں تخت رٹھایا اور اس سال حبیب خان چک نے جاہا کہ دولت چک سے یک دل ہو جائے یہ حمت کر کے مردادوں کے سمت متوجہ ہوا ماری حراب چک نے نصرت حراب چک سے یہ بات کہی کہ تیرا محل حبیب خان چک دولت چک سے مل گیا ہے مناسب ہے کہ وہ آئے پاسے اور ہم دولت چک کو گر دار کریں لیکن اس کے آئے نے بعد کام معقل ہو گیا ناگاہ دولت چک کشتی من سوار ہو کر حراب چک کی طرف ماری حراب چک کو گویا تھا اس در میان میں ماری حراب چک نے تاحت کر کے اس کے گھوڑوں کو گر دار کیا اور وہ

عبدی زینا سے جدا ہو کر دولت چک کے پاس آئے اور جب دولت چک مع جمعیت تمام سوار ہو کر  
عبدی زینا کے سر پر گیا وہ تاب مقاومت نہ لاکر بے جنگ بھاگ کر مروین گیا اور وہاں پہونچ کر  
دوسرے گھوڑے پر سوار ہونے لگا اُس نے قصداً ایسی لات اُس کے سینہ پر ماری کہ موضع  
ساک میں خفی ہوا اور مقام میں عالم باقی کی طرف سفری ہوا اور لاش اُس کی سری نگرین لاکر  
موضع موسیٰ زینا پہونچا اور امر لے کر خروج کر کے نازک شاہ کو جو نام کے سوا شاہی سے علاقہ  
نہ رکھتا تھا شاہی سے منسوب کیا اور رادہ خود سری کا کیا اور بعد میرزا حیدر ترک کے تیسری مرتبہ  
دس ماہ شغل فرما زوائی میں مشغول رہا

## ذکر ابراہیم شاہ کی تیسری مرتبہ حکومت کا

یہ نازک شاہ کا بیٹا ہے جب عبدی زینا مقتول ہوا دولت چک دار الملک میں جا کر ہمت شاہی انجام دینے لگا  
اور جب دیکھا کہ تخت سلطنت خالی ہے اسے نام کسی کو بادشاہ بنایا چاہیے ابراہیم شاہ کو تخت پر بٹھایا  
اور اُس وقت خواجہ حاجی وکیل میرزا حیدر ترک جنگل سے برآمد ہو کر سلیم شاہ افغان سور کے پاس گیا  
اس وقت عبدی زینا (معلوم ہوتا ہے) امیر دوسرا تھا یا پیشتر کا تذکرہ ہے کہ وہ زندہ تھا (الغرض اُسے) اور شمس زینا  
اور ہرام چک کو گرفتار کر کے قید خانہ میں مقید کیا اور جب عید الفطر کا روز ہوا دولت چک نے قابوق  
کے نیچے اُن کو تیر اندازی شروع کی اور یوسف چک نے قابوق میں گھوڑا سرپٹ دوڑایا اور یہاں تک  
تیر جمع کرتے تھے گھوڑا اُن میں اچھکے چراغ پا ہوا اور یوسف چک اُس پر سے گر پڑا اور اس کی گردن ٹوٹ  
گئی اور سلسلہ نو سو ساٹھ پجری میں غازی خان چک اور دولت چک میں نزاع واقع ہوئی اور تمام کشمیر میں  
اختلاف پیدا ہوا حسین ماکری اور شمس زینا کہ ہندوستان میں تھے سلسلہ نو سو ساٹھ پجری میں غازی خان  
کے شریک ہوئے اور یوسف چک اور ہرام چک کے بیٹے دولت چک کے پاس آئے اور اس  
اختلاف اور نزاع نے دو ماہ کا طول کھینچا آخر کو ایک کاشتکار نے دولت خان کے روبرو آنکر اسکے کان  
میں یہ بات کہی کہ مجھے غازی خان نے تمہارے پاس بھیج کر یہ پیغام دیا ہے کہ تو نے تمام اُن آدمیوں کو بے لقمہ کس  
واسطے اپنے پاس جمع کیا ہے کہ یہ سب تیرے دشمن ہیں اور غازی خان چک سے یہ کہا کہ دولت چک صلح کے  
در پر ہر دم اُس سے کس واسطے لڑتے ہو بس اس طور سے کلام کر کے اُنکے درمیان صلح کروائی اور شمس زینا پھر منہ  
کی طرف بھاگ گیا اور اُن دنوں میں تبت کلان کے باشندے برگنہ کھا در اور بارہ میں کہ حبیب خان چک اور  
نصرت خان کے بھائی کی جاگیر تھی اُن کو بکریان مانگ کر گئے اس سبب سے دولت چک اور منکر چک  
اور ابراہیم چک اور حیدر چک اور پسران غازی خان اور بھی اعیان کو مع لشکر انوہ لار کے راستہ سے تبت  
کلان میں بھیجا اور حبیب خان چک کہ ہمراہ اُن کے تھا پینیل استعمال جس راستہ سے کہ بکریان لے گئے تھے  
بتقیان کے تعاقب میں دوڑا اور بجلی کی طرح قلعہ تبت کلان میں پہونچ کر جنگ کی اور اُنکے سردار ون کو کشمیر سے  
قتل کیا اور وہ سب بھاگے حبیب خان چک نے اس مقام میں نزول کر کے اپنے چھوٹے بھائی درویش

ولایت کامراج کی سمت اور دولت چک سو پور کی طرف اور تمام ماکری باطل کی حاسب روا۔ پوسے  
 اس سب سے عہدی ریاسری مگر میں محزون ہو کر بیٹھا اور ان لوگوں کے دفع کی تدبیر میں رہتا تھا  
 اور جب موسم بادِ کھان کا آیا عہدی ریاسے واما کر مرع کا گوشت اور سین لاؤ کہ ہم دونوں کو ایک  
 نکا دین اور طعامِ لطیف کشمیریوں کی عداوتِ ہرام حک اور سید ابراہیم اور سید یعقوب اس کی وجہ  
 میں آئے اور یوسف چک۔ آیا عہدی رساے تمون کو گرفتار کر کے بعد کیا اور یوسف چک  
 یہ سرکنج میں سو سوار اور سات سو بیادہ کاملج کے راستہ گئے ماکر دولت چک سے ملحق  
 ہوا عہدی رساے حب دیکھا کہ کشمیری چکان میں آئے معلون سے شیرا قراہا اور میرزا عبداللہ  
 اور میرزا خان پیرک اور میرزا کمال محل اور میر شاہ اور شاہراؤہ بیگ میرزا اور محمد نظیر اور محمد علی کو قید  
 سے برآوردہ کر کے ہر ایک کو گھوڑا اور علت اور مرج حایت فرمایا اور موضع چک پور میں  
 معیم ہوا اس درمیان بن سید یعقوب اور سید ابراہیم با اتفاق حار و دھکے حوان کا گھسان تھا  
 سکاں کر کراج میں گئے اور دولت چک کے شریک ہوئے اور ہرام چک بھاگ نہ سکا و دوسرے  
 دن ماری خان چک مع بن سو سوار سری مگر میں آنا اور عہدی ریاسے معلون کو اس کے مقابلہ  
 کو بھیجا اور اس نے تمام پلوں کو خراب کیا اور محل معطل رہے اس وقت دولت چک بھی سری مگر  
 میں ماکر ماری خان چک سے ملحق ہوا اور با اتفاق عید گاہ میں پڑاؤ کیا اور ہر روز ورتیقین کے ہیں  
 جنگ ہوتی تھی یہاں تک کہ ماما حلیل عہدی ریاسے اس صلح کے واسطے آیا اور یہ بات کہی کہ آپ  
 کو معلون کا اقتدار کرنا اور کشمیریوں کو نظر سے گرا نا مناسب نہ تھا اور اس طرح کے اور بھی کلام  
 کیے کہ عہدی ریاسے اور کشمیریوں کے درمیان صلح واقع ہوئی اور معلون کو مع اہل و عیال بھست دی  
 اور عاکھی بیسے سر راہد ررک کی پس مچھی کے راستہ سے کامل میں گئی اور کشمیریوں نے میرزا علی مگر  
 اور بھی معلون کے اہل و عیال مل کیے اور حاکم کا شعر میں ہو گئی اور بعد اس واقعہ کے حراتی کہ بہت حال  
 اور عید جان اور تمہارا خان اتقان حوقم ماری سے ہن کشمیری کشمیر کے واسطے آئے ہیں اور برگہ پامال  
 میں سرچر کہ وہ دن میں داخل ہوئے ہیں عہدی ریاسے اور حسین ماکری اور ہرام چک اور دولت چک اور  
 یوسف خان متفق ہو کر بیاریوں کی جنگ کے واسطے رآمد ہے اور طریقین مقابل چکر جو بڑے  
 اور لی لی رالہ روحہ ہیست حال ماری نے بھی جنگ مرقار کر کے علی چک پر تلوار کا فارڈ والا حکر  
 بہت حال اور سید خان اور شہید خان بیاری اولی لی رالہ اس زبانی میں مارے گئے اور کشمیریوں  
 نے مظہر اور منصور ہو کر سری مگر میں مراجعت کی اور مقتولوں کے سر معوب حال کے ہاتھ سلیم شاہ  
 اعلان شہر کے پاس بھیجے اور اس کے بعد کشمیریوں کے درمیان میں عداوت ہم ہو گئی عہدی ریاسے  
 با اتفاق فتح چک اور کوہر ماکری اور یوسف چک اور ہرام چک اور ابراہیم حک خالد گدڑہ میں بنگرا قاست  
 اختیار کی اور دولت چک اور ماری خان چک اور حسین ماکری اور سید ابراہیم اور وردمان کے گروہ  
 نے ایک جا ہو کر عید گاہ میں سرل کی حب دواہ کا عرصہ گدرا یوسف حک اور فتح چک اور ابراہیم حک

لگتے تھے جانبر نہوتا تھا آخر میرزا حیدر کی زوجہ نے جس کا نام مسماۃ خاتمی تھا اور میرزا کی ہمیشہ مسماۃ خاتمی نے مغلوں سے یہ بات کہی کہ جو میرزا حیدر ترک مر گیا بہتر یہ ہے کہ کشمیر یون سے پیغام صلح کر کے اس قصہ کو دفع کر دے مغلوں نے یہ امر قبول کیا امیر خان معمار کو صلح کے واسطے کشمیر یون کے پاس بھیجا کشمیری صلح پر راضی ہوئے اور عہد نامہ اس مضمون کا لکھ دیا کہ آئندہ ہم مغلوں کے دربار میں نہ آئیں گے حکومت میرزا حیدر ترک کی دس سال تک چلی \*

## تذکرہ نازک شاہ کی حکومت کا تیسرے بار مملکت کشمیر پر

جب دروازے قلعہ کے مفتوح ہوئے کشمیر یون نے میرزا حیدر کے ٹھکانے میں جا کر دست تصرف دراز کیا اور نفائس نفیسہ لوٹ لے گئے اور میرزا کے اہل و عیال کو سری نگر میں لا کر حسن منو کے مکان میں جگہ دی اور ولایت کشمیر آپس میں تقسیم کی پرگنہ دیوسر دولت چک کو اور پرگنہ دیہی غازی خان چک کو اور پرگنہ کمران یوسف چک اور بہرام چک کو دیا اور ایک لاکھ خروار شالی خواجہ حاجی وکیل میرزا کے واسطے معین ہوا عموماً تمام امرائے کشمیر اور خصوصاً عبدی زینا نے تسلط تمام حاصل کیا اور نازک شاہ کو برائے نام بادشاہ بنایا اور حقیقت میں عبدی زینا بادشاہ تھا اور ۹۵۹ھ نو سو انسٹھ ہجری میں سنکر چک ولد حاجی چک اس سبب سے کہ بے جاگیر تھا اور غازی خان نے کہ اپنے تین کا حاجی چک کا فرزند قرار دیتا تھا اور جاگیر بہت رکھتا تھا کشمیر سے برخاستہ خاطر ہو کر چاہا کہ یہاں سے نکل جاؤں چنانچہ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ سنکر چک بلاشبہ حاجی چک کا بیٹا تھا اور غازی خان چک اگرچہ حاجی چک کا فرزند مشہور تھا لیکن حقیقت میں اُس کا بیٹا صلیبی نہ تھا کس واسطے کہ ملک کا حاجی چک اپنے بھائی حسن چک کے بعد وفات اُس کی زوجہ کو جو غازی خان کو شکم میں رکھتی تھی اپنے عقد میں لایا تھا اور دو تین ماہ کے عرصہ میں غازی خان چک متولد ہوا اس جہت سے سنکر چک نے چاہا کہ میں کشمیر سے برآمد ہو کر عبدی زینا کے پاس جاؤں اور جب یہ خبر مشہور ہوئی دولت چک اور غازی خان چک نے اسماعیل ہانت اور ہر جو کو مع جمعیت سو آدمی کے بھیج کر کہا کہ اگر وہ نہ آوے اُسے زبردستی لاؤ لیکن سنکر چک اُن کے بلانے سے نہ آیا عبدی زینا کے پاس گیا آخر کو عبدی زینا نے اُن سے صلح کی اور پرگنہ نہ کوٹھا را اور کھا ورا اور ماور سنکر چک کی جاگیر قرار پائی اور آتش فساد ساکن ہوئی اور اُن دنوں میں چار گروہ کشمیر میں اعتبار رکھتے تھے اول عبدی زینا مع اپنے گروہ کے دوسرے حسن ماگری ولد ملک ابدال ماگری مع اپنی جمعیت تیسرے کپوریان کہ بہرام چک اور یوسف چک وغیرہم سے مراد ہر چوتھے کا نشان کا حاجی چک اور دولت چک اور غازی خان چک سے عبارت ہے پھر کچھ زینا اپنی دختر حسین خان ولد ملک کا حاجی چک کے عقد ازدواج میں لایا اور دولت چک کی دختر محمد ماگری ولد ملک ابدال ماگری کے عقد نکاح میں منعقد ہوئی اور یوسف چک ولد زنگی چک کو تواری کی بہن غازی خان چک کے نکاح میں داخل ہوئی اور یہ نسبتیں چکان کی قوت اور غلبہ کے باعث ہوئیں اور باتفاق ایک دوسرے کے ہر اطراف میں متفرق ہوئے یعنی غازی خان چک

آئے سر را حیدر را چار ہون کر کشمیر یوں کے مقابلہ کو اندر کوٹ سے رآمد ہوا اور سرزرا کی کل جمعیت  
ہزار آدمی معل مثل عبدالرحمن اور شاہراہ اور خان و میرک میرا اور مکہ معل اور موٹلی باقی اور  
سات سو آدمی تھے میرا حیدر ترک کے ہمراہ تھاب الدین پور میں امامت کی اور دولت چک  
اور عاری خان چک اور دیگر سرزرا بھی امداد کے واسطے اتفاق حمدی رہا جمعیت کہ کے ہیرو پور میں  
آئے اور وہاں سے رآمد ہو کر موضع جاپور میں مقیم ہوئے اور میرا حیدر ترک خالد گڑھ کے میدان  
میں جو سری نگر کے متصل ہے دو دروازہ اور فتح چک کہ باب اس کا خواجہ ہرام مغلوں کے ہاتھ سے قتل ہوا  
تھا اپنے آپ کے خون کے انتقام کی واسطے مع تین ہزار مرد و سوار اندر کوٹ میں آیا اور میرا حیدر کی  
عمارات و ماع معاین تھی آگ لگا کر خاک سیاہ کی جب یہ حرم میرا حیدر ترک کو پہنچی دیا مین یہ عمارات  
کاشتہ سے رہا تھا یہ عمارت الکی سے بھاڑی اور موٹلی نے شاہ ذہن العادیں کی الماک کہ سوہ مین بھی  
سر را حیدر کی عمارت تھے جو میں جلانی لیکن سر را حیدر کو یہ امر پسند نہ آیا اور سپاہیوں نے عمارات  
حمدی رہا اور ضرور چک کی کہ سری نگر میں تھی آگ دے کر برباد کی اور میرا حیدر ترک نے موضع  
خان پور میں آکر استقامت و مائی اور اس موضع میں ایک درخت مید کا ایسا جھنڈا رکھا کہ اس کے  
سایہ میں دو سو سوار کھڑے ہو سکتے تھے اور سوائے اس کے یہ بھی تحریر مین ہو چکا کہ جس وقت اس کی  
ایک شاخ مار یک کو حرکت ہو چکے تمام درخت حرکت اور وحش میں آتا تھا الفصہ کشمیری خان پور  
سے کوچ کر کے موضع ادتی پور میں آئے اور فاصلہ دو کوس سے زیادہ نہ رہا میرا حیدر ترک نے  
ان پر عزم شکنوں کا اور میرا حیدر الرحمن نے لپٹے بھڑے بھائی کے لیے کہ صلاح و تقویٰ مین آراستہ  
تھا و لہجہ کی وصیت کر کے آدمیوں سے اس کے امام بیعت لی اور اپنے ایمان والے راہ کو ہمراہ  
لے کر لہجہ شکن سوار ہوا تھا راہیں شب کو اربابہ آسمان پر بھاہر مواجہ و احد حاجی کے حیدر کے  
درب حوامی مسا اور میرا کا وکیل تھا پہنچے تا کی کے سب کچھ بطرہ آتا تھا اور شاہ لطیف جوی بیٹو حیدر  
رک کہا کہ اس وقت جب مین ترہیلینکا تھا میرا حیدر ترک کی آوارہ سرے گوشت زد ہوئی تھی کہ اس  
ٹوے اس سے مجھے معلوم ہوا کہ اس مارکی مین تیرا گمانی میرا لے لگا اور یہ بھی مقبول ہو کہ  
ایک قصاب نے ار راہ قنات میرا حیدر کی راہ پر سراما اور دوسرے راوی کا یہ قول  
ہو کہ کمال کو کا سنے اسے رحم متیر سے ملا کہ کیا لیکن اس کے حرم پر تر کے رحم کے سوا کچھ ظاہر  
نہ تھا ملاحظہ یہ کہ جب صبح ہوئی کشمیر یوں کے لشکر میں مشہور ہوا کہ ایک مثل متغیل بڑا جو بخواہ حاجی  
اس کے سر پر سوچا دیکھا کہ میرا حیدر ترک ہو اس کا سر مین سے اٹھایا اس وقت میرا کا حاکم  
نفس تمار ہی تھا آنکھیں کھولیں اور حال حال آفریں کے سپرد کی معلون کو جب اپنے سردار کا قتل ہوا  
متفق ہوا اندر کوٹ کی طرف بھاگ گئے اور کشمیر یوں نے میرا کی لاش دفن کی اور معلون کے تعاقب  
میں رواہ ہوئے معلون نے اندر کوٹ مین پناہ لی اور مین رور تک لڑے جو سنے دن محمد زئی  
نے اسے کے میوں کے غراب توپ مین دے کر فیر کرنی شروع کی اور وہ گرا اب جس شخص کے

میرزا نے جب جواب شافی اُس برہن کی زبانی کسلا بھیجا ہیبت خان وہاں سے موضع ہیر میں جو ولایت جموں سے علاقہ رکھتا ہے آیا اور تمام کشمیری اُس سے جدا ہو کر سلیم شاہ افغان سور کے پاس گئے اور غازی خان چک میرزا حیدر ترک کے پاس روانہ ہوا اور ۹۵۷ھ کو سوستان ہجری میں میرزا حیدر ترک اطراف کے ہما سے فراغت پا کر مطمئن ہوا اور خواجہ شمس مغل کو مع زعفران وافر سلیم شاہ افغان سور کی خدمت میں بھیجا اور ۹۵۸ھ کو سواٹھاؤن ہجری میں خواجہ شمس مغل نے سلیم شاہ افغان سور کے پاس سے مع اسباب و قماش تمکاثر اور لیسین نام افغان ایلمی کے کشمیری طرف مراجعت کی میرزا حیدر ترک نے شال اور زعفران بہت سلیم شاہ افغان کے ایلمی کو دے کر رخصت کیا اور میرزا قرا بہادر کو پھر پل کی حکومت پر مامور فرمایا اور کشمیریوں سے عہدی زینا اور نازک شاہ اور حسین ماگری اور خواجہ حاجی کو اُس کے ہمراہ کیا اور میرزا قرا بہادر اور کشمیریوں نے اندر کوٹ سے برآمد ہو کر باڑلہ میں اقامت کی اور فساد کے در پی ہوئے اس سبب سے کہ مغل انھیں بنظر حقارت دیکھتے تھے اور مغلوں نے یہ خبر میرزا حیدر ترک کو پہونچائی میرزا موصوف نے اس امر کو یقین اور باور نہ کیا بلکہ یہ جواب دیا کہ مغل کی قوم بھی کشمیریوں سے کم مفید اور فتنہ پرداز نہیں جو حسین ماگری نے اپنے بھائی علی ماگری کو میرزا حیدر کے پاس بھیجا کہ وہ جا کر میرزا کو کشمیریوں کے غدر سے آگاہ کرے اور میرزا کو اُس پر آباد کرے کہ وہ لشکر کو طلب کرے میرزا حیدر ترک نے یہ خبر سنکر جواب دیا کہ کشمیریوں کی یہ بھی مجال ہے کہ تم کو اُن سے غدر کا اندیشہ ہو دے اور لشکر کو واپس طلب کرو الغرض ماہ رمضان کی ستائیسویں تاریخ کو اندر کوٹ میں آتش عظیم پیدا ہوئی کہ اکثر مقامات جگہ خاکستر ہوئے میرزا قرا بہادر اور تمام آدمیوں نے جن کے مکانات جل گئے تھے پیغام کیا کہ اگر حکم ہو دے ہم آں کر اپنے مکانات کو تعمیر کریں اور سال آئندہ میں پھر پل کی طرف متوجہ ہو دیں میرزا حیدر ترک ہرگز اس امر پر راضی نہوا لیکن خواہ مخواہ وہ لشکر پھر پل کی سمت متوجہ ہوا اور عہدی زینا اور تمام کشمیری اتفاق کر کے رات کو مغلوں سے جدا ہو کر پل پھر پل میں آئے اور حسین ماگری اور علی ماگری کو مقیموں سے جدا کر کے اپنے ہمراہ لیا تو مغلوں کے ساتھ وہ مارے نہ جا دیں جب صبح ہوئی پھر پل کے آدمیوں کے ساتھ جنگ ہوئی مغل پہاڑوں میں بند ہوئے اور سید میرزا نے بھاگ کر پھر پل کے قلعہ میں پناہ لی اور انشی مغل نامی اس معرکہ میں تختہ قتل ہوئے اور محمد نظیر اور میرزا قرا بہادر دستگیر ہوئے اور بقیۃ السیف کچھ کے راستہ سے ہرام کلمہ میں آئے میرزا حیدر ترک یہ خبر سنکر نہایت محزون اور مغموم ہوا اور فرمایا کہ چاندی کی دیگیں توڑ کر وہ روپیہ جو کشمیر میں رائج ہے مسکوک کریں اور جہانگیر ماگری کو معتبر سمجھ کر حسن ماگری کی جاگیر عنایت فرمائی اور اکثر اہل حرفہ کو گھوڑا اور خرچ دے کر سپاہی بنایا اور اُس کے بعد یہ خبر پہونچی کہ ملا عبداللہ کشمیریوں کے خرچ کی خبر سنکر ملازمت کے واسطے آتا تھا جب بارمولہ کے قریب پہونچا کشمیریوں نے ہجوم کر کے اُسے قتل کیا اور خواجہ قاسم تبت خردین مقتول ہوا اور محمد نظیر راجوری میں گرفتار ہوا اور کشمیری ہرام کلمہ سے جمعیت کر کے پھر پور میں



اُس کا سر بن سے جدا کر کے اسی گال پر میرزا حیدر کے پاس لاریں لانا کہ وہ مخلوط اور خوش ہو گا لیکن  
 عدویٰ رہا اُس کا سر پر خون دیکھ کر طیش میں آیا اور وہ مار سے اٹھا اور یہ بات کہی کہ محمد دیوان کے لڑکے  
 کا قتل کسی طرح لائق نہ تھا میرزا حیدر ترک نے جواب دیا میں اس واقعہ سے آگاہی نہیں رکھتا اُس کے  
 بعد میرزا حیدر ترک کستور کی سمیت متوجہ ہوا اور سدگان کو کا اور محمد ماکری اور میرزا محمد اور گبی ریکا کو  
 ہرا دل کر کے خود موضع جاپور میں جو کستور کے نزدیک ہو وارد ہوا اور ہرا دلوں نے تین روز  
 کا راستہ ایک روز میں طے کیا اور موضع دہوت میں جو دریائے مارا کے ساحل پر واقع ہے پہنچے  
 اور جو لشکر کستور کا دریائے اُس یا رتھا لڑائی تیر و تھنگ کی طریق سے شروع ہوئی گوئی کھن ریا  
 سے غور نہ کر سکتا تھا دوسرے دن میرزا حیدر ترک کے سپاہی دھرم دہر و راحت سے  
 احواف کر کے چاہتے تھے کہ کستور میں داخل ہو دیں جب موضع دھار میں پہنچے آدھی بج رہی تھی اور  
 گرد و غبار سے جہان تاریک ہوا اور دم دھار ہجوم کے ٹکے سر پر آنے سدگان کو کا کہ نام ایک سردار  
 کا جو اور وہ سب لائق اور عمدہ تناسل طبع مرد لہلہ سرد و مقتول ہوا اور لقیۃ السیف ہرا رحمت اور جانی  
 کے بعد میرزا حیدر ترک کی خدمت میں حاضر ہوئے اور میرزا حیدر ترک وہاں سے برآمد ہو کر ۹۵۹ھ  
 نو ستمبر چپن پوری میں تخت کی طرف متوجہ ہوا اور راہوری کو کشمیر یوں کے قلعہ سے مراد و دہ کر کے  
 علیہ نظیر اور ناصر علی کو مرحمت فرمایا اور کھلی کر نام محال کا جو ملا محمد اللہ کو اور شہنشاہ قاسم کو مقرر کیا  
 اور تخت کھن کو بھی فتح کر کے ملاحین نام کو اُس کی حکومت بر تعین فرمایا اور ۹۵۹ھ نو ستمبر چپن پوری میں کہ  
 میرزا حیدر ترک قلعہ وکیل کی طرف متوجہ ہوا اُس کا دم لکھنے لگے اُس کے ملاقات کی اور کامی جاک  
 کے کچھتے دولت جاک کی جو مقصیرات کی درخواست کی میرا نے قبول کی اور میرزا حیدر ترک اور آدم کنگیجے  
 میں داخل ہوئے اور دولت جاک کو وہاں طلب کیا اور جس طرح اُس کی مرضی تھی احوال و کرامت کا لائے اُس  
 واسطے دولت جاک تاراج ہو کر آئے اور ایک ہاتھی جو پیشکش کے واسطے لایا تھا اپنے ہمراہ لے کر  
 روانہ ہوا لوگوں نے اُس کے قنات کا ارادہ کہ میرزا حیدر ترک نے ماعت کی اور حیدر و دہ کے  
 میرزا حیدر ترک نے کشمیر کی طرف مراجعت کی اور دولت جاک مع عاری جان اور جی جاک اور ہرلم جاک  
 بہشت خان یاری کے پاس کہ جو سلیم شاہ اہان سور کی لڑائی میں شکست کھا کر راہوری کی طرف آنا تھا  
 گئے اور سلیم شاہ بھی حب یاریوں کے قنات میں۔ موضع دوار ولایت دستر و تک پہنچا  
 بہشت خان نیاری نے سید جان ساری کو کہ اُس کے معتر و ن سے تھا سلیم شاہ اہان سور کے  
 پاس بھیجا اور سید جان نیازی مقدمات صلح و رساں میں لاکر بہشت خان نیازی کی مان اور مرد کو سلیم  
 اہان سور کے پاس لایا سلیم شاہ اہان سور موضع عی خواہی سیا لکوٹ میں ملٹ آیا اور وہاں مقصد  
 کی اور کشمیری بہشت خان ملک یاری کو ہار مولین لاکر چاہتے تھے کہ اُسے کشمیر میں لے جا کر  
 سر راجہ رترک کو درمیان سے بھالیں لیکن بہشت خان یاری اُس کی ہدیت سے یہ امر اسی نسبت  
 دار۔ دے سکا اس واسطے ایک رہن کو میرزا حیدر ترک کے پاس بھیج کر صلح کا معامہ نا آ رہا

ملک کا جی چک جو کشمیر کا حاکم تھا مع تین چار ہزار سوار اور پچاس ہزار پیادے کتل گزرتل میں آیا اور محافظت اور دشمن کی سدرہ کے واسطے ناکون پر جا بجا مورچے تیار کیے میرزا حیدر ترک وہ رہتے چھوڑ کر تیج کی طرف سے روانہ ہوا اور ملک کا جی چک نے از روئے غرور اس راستہ کی محافظت نہ کی میرزا حیدر ترک پہاڑ کو طر کر کے فضا کے کشمیر میں داخل ہو کر یکایک شہر سری نگر پر قابض ہو گیا اور ملک ابدال ماگری اور زنگی چک استقلال پا کر جمات کو انجام دینے لگے اور چند پرگنہ میرزا کی جاگیر کے واسطے نامزد فرمائے اتفاقات سے انھیں دونوں میں ملک ابدال ماگری کا سپاہی عمر آب بقا سے لبریز ہوا اس وقت زلیہ سے مایوس ہو کر اپنے بیٹوں کے واسطے میرزا حیدر ترک سے مفارش کر کے ودیعت حیات قابض ارواح کے سپرد کی جب میرزا حیدر ترک کشمیر میں داخل ہوا ملک کا جی چک شیر شاہ افغان سور کے پاس ہندوستان کی طرف گیا پانچ ہزار سوار جن کے حسین شیروانی اور عادل خان سردار تھے مع ودیل ملک کے واسطے لایا اور میرزا حیدر ترک بھی باتفاق زنگی چک اسکے مدافعہ کے واسطے متوجہ ہوا اور فریقین نے موضع دنہ دیار اور موضع کاوہ میں صفوف حرب آراستہ کین اور تیور حرب گرم ہوا اور نسیم فتح میرزا حیدر ترک کے پرچم پر چلی شیر شاہ افغان سور کے امرا اور ملک کا جی چک نے نہایت پائی اور ملک کا جی چک نے بہرام کلہ میں استقامت کی اور ملا محمد یوسف خطیب مسجد جامع سری نگر نے اس لڑائی کا مادہ تاریخ فتح مکرر کہا اور سنہ ۹۵۱ھ نو سو پچاس ہجری میں میرزا حیدر ترک نے قلعہ اندر کوٹ میں اقامت کی اور چونکہ وہ زنگی چک کی طرف سے بدگمان ہوا تھا زنگی چک بھاگ کر ملک کا جی چک کے پاس گیا پھر دونوں اتفاق کر کے سنہ ۹۵۱ھ نو سو اکان ہجری میں میرزا حیدر ترک کے مدافعہ اور اخراج کے واسطے سری نگر کی طرف متوجہ ہوئے اور بہرام چک یعنی زنگی چک کا بیٹا سری نگر میں پہونچا اور میرزا حیدر ترک نے بندگان کو کہ اور خواجہ حاجی کشمیری کو اس کے دفع کے لیے مقرر کیا اور بہرام چک تاب مقابلہ کی نہ لاکر بھاگا اور جب میرزا کے لشکر نے پیچھا کیا ملک کا جی چک زنگی چک نے فرار و غیبت کر کے بہرام کلہ میں دم لیا اور میرزا حیدر ترک بندگان کو کہ اور ایک جماعت کو سری نگر کی محافظت کے لیے چھوڑ کر تبت کی تسخیر کو متوجہ ہوا اور قلاع بزرگ سے قلعہ لوسور کو مع چند حصار و دیگر فتح کیا اور سنہ ۹۵۳ھ نو سو تریں ہجری میں زنگی چک میرزا حیدر ترک کے آدمیوں کے ساتھ جنگ کر کے مارا گیا اور اس کا سردار اس کے فرزند غازی خان کا سر کاٹ کر میرزا حیدر ترک کے پاس لائے اور سنہ ۹۵۴ھ نو سو چوں ہجری میں ایچی کا شتر کی طرف سے پہونچے میرزا حیدر ترک مع جماعت امرا ان کے استقبال کے واسطے لارین آیا اور خواجہ اوجہ بہرام نے جو بیٹا مسعود چک کا تھا اور بہانہ یہیں تک ولایت کا مراجع میں خوب لڑا تھا اور سب کو مغلوب کر کے غالب ہوا تھا جان میرک کے ساتھ باتین صلح آمیز در میان میں لاکر عہد و پیمان کیا اور میرزا میرک نے عہد و سوغند کے بعد اسے اپنے پاس طلب کیا جب اوجہ بہرام اس کی مجلس میں آیا میرک میرزا نے خیر موزہ سے کھینچا اس کے شکوہ مارا اور وہ زخم کھا کر بھاگا اور جنگل میں داخل ہوا جان میرک میرزا نے اس کا پیچھا کر کے اسے گرفتار کیا اور

کتل گزرتل میں آیا اور

ملک امدال ماکری کے درمیان وکٹش آئی ملک کا محی چک شہر سے برآمد ہو کر یں یوین مقیم  
ہوا اور ملک امدال ماکری نے منصب و رات پر قیام کیا اور حکام اور عمال رعایا پر جو چاہتے  
تھے کرتے تھے کوئی شخص وادری نہ کرتا تھا بعد چند روز کے محمد شاہ نپ محرقین کہ مراد میں الموت  
سے ہر مسئلہ ہوا اور جس قدر رو نقد رکھتا تھا متما حون پر تقسیم کیا لیکن قصاے الہی سے حاسر ہوا  
مدت اس کی شاہی کی پچاس سال تھی

## ذکر سلطان شمس الدین بن محمد شاہ کی فرمانروائی کا

طاہر سلطان شمس الدین بعد وفات اپنے باپ کے عت شاہی پر شک ہوا لیکن در را کی مہاش سے  
تمام ولایت امرا پر تقسیم کی اور اہل کشمیر اس کے جلوس سے سہایت راضی اور خوشدل ہوئے اور  
تھوڑے عرصہ میں ملک کا محی چک اور امدال ماکری سے ماہم سراج ہوئی ملک کا محی چک شاہ  
کو ملک امدال ماکری کے عاصہ کے واسطے کو سوار کی طرف لے گیا اور ملک امدال بھی جمعیت تمام  
ہم ہو چکا کہ شاہ کے مقابل آیا آخر کو صلح ہوئی ملک امدال ماکری کراچ میں کہ اس کی جاگیر تھی گیا اور  
سلطان شمس الدین اور ملک کا محی چک نے سری مگر کی طرف معاودت کی اور پھر حیدر روہ کے  
بعد ملک امدال ماکری سرادشاہ کی اطاعت سے بھر کر ساد پر آنا ہوا اور ولایت کراچ میں قبور  
اور محل پر کیا لیکن اس مرتبہ بھی آتش ساد آسانی سے ساکن ہوئی الغرض اس بادشاہ کا احوال تاریخ  
کشمیر میں اس سے زیادہ دریافت ہوا لہذا اسی پر اکتفا کی +

## مشرف ہونا نازک شاہ کا دوبارہ کشمیر کی شاہی پر

بعد اسکے اس کا بیٹا مارک شاہ مسد شاہی پر جلوہ گر ہوا لیکن ابھی پانچ چھ ماہ کا عرصہ نہ گزر تھا کہ  
میراجید ررک غلہ یا کہ متصرف ہوا اور میراجید ررک کی حکومت کا عطلہ اور سکہ نام مالی حمت آتیانی  
نصیر الدین محمد ہایون بادشاہ کے متما

## ذکر میرزا حیدر ترک کے تسلط کا ملک کشمیر پر

وامح ہو کر مشرف و سوار تالیس بھری میں جب حمت آتیانی نصیر الدین محمد ہایون بادشاہ شیر شاہ اعدان  
سوسے شکست پا کر آئے ہیں آیا تھا ملک امدال ماکری اور ررک کی چک اور سب سے احیان ملک کشمیر  
شاہ محمد و کو حیدر شاہ کشمیر نے کی رعیت میں لکھ میرزا حیدر ترک کو در لہ سے بھیجی تھی انھرت لے  
میراجید ررک کو اس طرف رجعت کر کے فرما کہ تو میرزا حیدر ررک کو در لہ سے بھیجی تھی انھرت لے  
ررک میر میں کہ نام ایک مقام کا ہے جو پوچھا تو وہاں ملک امدال ماکری و ررک کی چک آکر شامل ہو گئے اور  
میراجید ررک کے ہمراہ تین چار ہزار سوار سے زیادہ تھے لیکن جب راجوری میں پہنچا تو

پر ہمہ تن آمادہ ہوئے اور مغلوں سے خوب لڑے اور وہ تاب مقاومت نہ لاکر اپنے ملک کی طرف راہی ہوئے اور بعد چند عرصہ کے ملک کا جی چک ملک ابدال کا کٹر اور غرور مشاہدہ کر کے وہاں کے رہنے سے ناراض ہو کر پھر کی طرف گیا اور سال ۹۳۹ھ نو سو آتالیس ہجری میں شاہ سعید سلطان کا شغریہ نے اپنے قریب شاہ ہزاوہ سکندر خان کو میرزا حیدر کا شغریہ کے ہمراہ بارہ ہزار مرد تبت اور لارہ کے راستہ سے کشمیر پر بھیجا اور کشمیری اُن کی بہادری اور شوکت کا آوازہ شکر کشمیر خالی کر کے بہ جنگ ہر ایک اطراف میں بجاگ گئے اور پہاڑوں میں پناہ لی کا شغریہ نے ولایت کشمیر میں داخل ہو کر عمارات عالیہ کو جو شاہان سابق سے یادگار تھیں مسمار کر کے خاک برابر کین اور شہر میں آگ لگائی اور خزانہ اور دینہ جو زمین میں دفن تھے سب کو تلاش کر کے برآوردہ کیا اور تمام لشکر مال و اسباب سے متمول ہوا اور جس مقام میں کشمیر کی استقامت کی خبر پاتے تھے انھیں قتل اور اسیر کر کے تھے غرض کہ تین مہینے تک یہ حال رہا اور ملک کا جی چک اور ملک ابدال ماکری اور سرداران نامی نے جگہ رہ کی طرف جا کر پناہ لی اور جب وہاں صورت مفرقہ دیکھی کھا اور بارہ داریں گئے اور وہاں سے بادہ کے راستہ سے پہاڑ سے اتر کر مغلوں کے مقابلہ کو روانہ ہوئے اور سکندر خان اور میرزا حیدر کا شغریہ بھی مع لشکر ابوہ اُن کے مقابل آئے اور جنگ عظیم واقع ہوئی کشمیر کے سرداروں میں سے ملک علی اور میر حسن اور شیخ میر علی اور میر کمال مارے گئے اور کا شغریہ سے بھی مردم خوب قتل ہوئے اور کشمیری سپاہی ہو کر منحصر ہو کر سے پھیرا جاتا تھے کہ ملک کا جی چک اور ابدال ماکری نے پائے ثبات میدان کین تین محکم کر کے نئے کشمیریوں کو جنگ کی ترغیب اور تحریص کی اور داور دی اور مردانگی دی طرفین سے آدمی بشمار مقتول ہوئے اور چند غالب بے سرائی حرکت میں آئے وہ اس کی سابق میں مذکور ہوئی غرض کہ صبح سے شام تک جنگ قائم رہی اور شب کو طرفین اپنے غنیم کی سختی و شوکت خیال کرنے لگے آخر دونوں گروہ جنگ سے دستکش ہو کر صلح پر راضی ہوئے پھر کا شغریہ نے صوف اور سفلاط اور اشیائے نفیسہ بھیج کر نسبت خویشی کی قرار دی اور محمد شاہ نے بھی ملک ابدال ماکری اور ملک کا جی چک کی معرفت صلح نامہ لکھ کر مع نفائس کشمیر کا شغریہ کے پاس بھیجا اور یہ قرار پایا کہ محمد شاہ اپنی دختر شاہزادہ سکندر خان کے عقد ازدواج میں لاوے اور کشمیریوں کو جو مغلوں نے اسیر کیا رہا کریں اور کا شغریہ اس صلح سے راضی ہو کر کا شغریہ کی طرف متوجہ ہوئے اور پریشانی جو کشمیر میں واقع ہوئی تھی ساتھ امن اور آسودگی کے مبدل ہوئی اور اُس سال میں دوستارے ذات الاذناپ یعنی دم دار طلوع ہوئے انھیں دنوں میں قحط عظیم پیدا ہوا اکثر خلالتی بھوک کی شدت سے ہلاک ہوئی اور باقی جو زندہ رہے تھے انھوں نے جلا وطنی اختیار کر کے دور دراز سفر کیا اور دیو کا قلعہ جس نے قتل عام کیا تھا آدمیوں کے دونوں سے فراموش ہوا یعنی اس حادثہ کے مقابل آسان دکھائی دیتا تھا خدا بھوک کی بلا سے جمیع خلالتی کو محفوظ رکھے اور اس قحط نے دس ماہ کا طول کھینچا جب فصل میوہ کی پہونچی خلق کو فی الجملہ آسودگی ہوئی اور اس وقت میں ملک کا جی چک اور

## ذکر نازک شاہ بن ابراہیم شاہ بن محمد شاہ کی سلطنت کا

اُس نے اپنے دادا اور باپ کے بعد شیرسری مگرین جلوس کیا اور مردم کشمیر کو معلون سے متہم تھے انھیں دلاسا دے کر معلون کیا اور شیرسری اُس کے جلوس سے خوش ہوئے اور شہر سے رآمد ہو کر بوٹھر میں جو قدیم سے شاہان کشمیر کا پایہ تخت تھا استقامت کی امداد ملا کر ی کو صحت و برکت دے کر وکیل مطلق کیا اور امداد ملا کر ی ملک کا محی کا بیچا چل نگر ی تک کر کے یلٹ آیا اور حب معلوم ہوا کہ وہ دستیاب ہوگا دلاتون کی تقسیم شروع کی جاوے بعد لغزری حاصہ تمام ولایت کے چار حصہ قرار پائے ایک حصہ امدال ملا کر ی اور ایک حصہ شیخ میرٹے کو دیا اور رانی دو حصہ سیاہ کو واگداشت ہوئے اور مار تہاؤ کے غار مون کو تخت و ہدایا بہت دے کر ہدیہ کی طرف نصرت کیا اور سیام خٹاب امیر ملک کا محی چک کو بھیکو محمد شاہ کو اپنے پاس طلب کیا اور شیخ میرٹے دہان حاکم محمد شاہ کو بوہر کوٹ کے قلعہ سے رآوردو کیا اور دونوں اتفاق کشمیر میں آنے اور ملک کا محی چک کے آنے کی ملاحظہ کی محمد شاہ جو تھی مرہٹہ تخت پر شکن ہوا

### جلوہ گر ہونا محمد شاہ کا چوتھی مرتبہ ملک کشمیر پر

محمد شاہ تخت پر بیٹھ کر شکر عدا تھائی کمالا پھر نازک شاہ کو کہ مس سال اور میں رور ماوتشاہی کی بھی اپنا دیوہ کیا اور اس سال میں وروس مکانی طبر الدین محمد مار ماوتشاہ نے عالم مانی سے انتقال کیا حبث آشنائی نصیر الدین محمد ہایون ماوتشاہ نے سریر شاہی پر اعلا س پایا اور حبث محمد شاہ کا رماہ ماوتشاہی گدرا ملک کا محی چک کہ ولایت کہستان میں گنا تھا جمعیت اموہ اُس ولایت سے ہم ہویا کر کھار کے اطراف میں آیا اور ملک امدال ملا کر ی سے صفت کر کے چک کی ملک کا محی چک کراہ میں گیا اور جو کہ آن دون میں کاموں میر را ولایت ملک پر عہدہ تمام رکھتا تھا علی سبک احمد محمد مان محل جنھوں نے کہ بعد کشمیر امدال ملا کر ی کے رحمت کرنے سے مراجعت کی تھی کامران میر را کی حدست میں کر عرصہ پیرا ہوئے کہ جو ہم تمام ولایت کشمیر سے جبردار ہیں اگر آپ کٹری توہد و رماہین دو ولایت ہایت آسانی سے دستیاب ہوگی کامران میر را نے محوم میگ کو لشکر کا سپہ سالار کر کے براہ اُن امرا کے جو کشمیر سے آئے تھے کشمیر کی نصیر برامرد کیا اور حبث معلون کی نوع کشمیر کے قریب ہوئی تمام کشمیری اُن کے جو سے مال و اسباب ایما مکانوں میں چھوڑ کر کوہستان کے تھاکر آئے اور محل کی افواج نے کشمیر کو مارچ کیا اور آگ لگائی اور بعض کشمیری جو پہاڑوں سے محل کے مقابلہ کو آئے تھے مارے گئے اور امال ملا کر ی کو اول یہ گمان تھا کہ ملک کا محی چک لشکر محل کے ہویا ہو حبث آئے یقیں ہوا کہ وہ معلون میں داخل ہوئے ہر اتحاد اور بھائی اطمان کر کے اُسے مع لوگوں اور بھائیوں کے طلب کر کے عہد و پیمان درمیان میں لایا یہ امر کشمیریوں کی توت اسد ہوا

سبب کشمیر میں آیا اور ملک کا جی جگ کر بادشاہ سے اسکندر خان کی آنکھوں میں سلائی بھرنے سے رنجیدہ تھا پہلے اُس کے مقربوں کو جس بہانہ سے کہ ممکن تھا قید کیا اُس کے بعد شاہ کو مقید کر کے ابراہیم خان کو تخت پر بٹھایا محمد شاہ کی مدت سلطنت اس مرتبہ گیارہ سال اور گیارہ ماہ اور گیارہ روز تھی۔

## ادکر ابراہیم شاہ بن محمد شاہ کی شاہی کا

ابراہیم شاہ جب تخت پر بیٹھا ملک کا جی جگ کو بدستور اول وزیر مستقل کیا اور ابدال ماکری یعنی ابراہیم ماکری کا بیٹا کہ ملک کا جی جگ کے دست ظلم سے ہند کی طرف گیا تھا اس وقت فردوس مکانی ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ کی ملازمت سے مد مشرف ہو کر عرض بردار ہوا کہ بندہ دشمنوں کے غلبہ سے اس درگاہ میں پناہ لایا ہوا اگر حضرت میرے حال شکستہ بال پر نظر توجہ مبذول فرما کر ایک شکرے امداد فرما دیں کشمیر کو بندگان اعلیٰ کے واسطے سہل ترین وجہ سے تسخیر کروں آنحضرت نے اُس کی صورت اور سیرت مشاہدہ کر کے بزبان لطف فرمایا کہ تعجب جو جنگل میں بھی ایسے لائق آدمی ہم پہنچتے ہیں یہ فرما کر پہلے اُسے خلعت اور اسپ سے سرفراز کیا من بعد بہت سپاہی اُس کی ہمراہی کے واسطے تعین کیے اور شیخ علی بیگ اور محمد دُخان کو سردار اُس لشکر کا کیا جب ابدال ماکری نے دیکھا کہ کشمیری مغلوں سے تنفر کرتے ہیں مصکحہ نام شاہی کا نازک شاہ بن ابراہیم پر رکھ کر کشمیر کی طرف متوجہ ہوا اور اس طرف سے ملک کا جی جگ نے ابراہیم شاہ کو ہمراہ لے کر موضع سلاح پر گنہ بانگل میں لشکر گاہ کیا اور طرفین ایک دوسرے کے مقابل فروکش ہوئے ابدال ماکری نے ملک کا جی جگ کو یہ پیغام بھیجا کہ میں فردوس مکانی ظہیر الدین محمد بابر شاہ کی خدمت میں جا کر مدد لایا ہوں شوکت اور صلابت اُس بادشاہ کی اس درجہ ہو کہ بادشاہ ابراہیم لودھی کو جو پانچ لاکھ مرد اہل ہند درمکھتا تھا اُسے طرفۃ العین میں خاک برابر کیا خیریت اسی میں ہے کہ تو جلد اپنے تین اُس بادشاہ فلک بارگاہ کے سلک دو تھو اہوں میں منتظم کر اور اگر یہ دولت تیرے نصیب نہیں ہو اس لشکر ظفر پیکر سے مقابلہ کر کہ وقت مہلت اور غفلت کا نہیں ہو ملک کا جی جگ اُس وقت سید ابراہیم خان اور شیر ملک اور ملک تازی کو میں فوج کا سردار کر کے جنگ کے واسطے برآمد ہوا اور طرفین میں معرکہ شدید اور متقاتلہ عظیم واقع ہوا آدمی بہت مارے گئے اور امراء یعنی سید ابراہیم خان اور ملک تازی اور شیر ملک وغیرہ کہ ہر ایک بہتہ عظیم رکھتے تھے قتل ہوئے اور ملک کا جی مضطرب ہو کر شہر کی طرف بھاگ گیا اور جب وہاں بھی منفرد صورت نظر نہ آئی پہاڑوں کے سمت راہی ہوا اور ابراہیم شاہ کا کچھ احوال دریافت نہ ہوا کہ وہ کیا ہوا اور کہاں گیا مدت اس کی بادشاہی کی آٹھ مہینے اور پانچ روز تھی \*

ملک کاچی نے اُس عورت سے یہ بات کہی کہ تیرے کتنے بچے اور یہ میرے بچے ہیں اور یہاں میری داداوت  
 میں ڈال دے تو میں تیرے واسطے ایسی دست آویز کھدوں کہ بعد اس کے اُس کو کھٹے کچھ سہوکار  
 رہے عورت ابھی اور جس قدر بانی کہ ضرورت تھا داداوت میں ڈال ملک نے کہا اور ڈال اُس نے  
 چھوڑا بانی کہ سیاہی کو صانع ۔ کیسے ڈالا اور اس محل میں کمال احتیاط بحالائی اُس وقت ملک کاچی  
 نے حاضرین سے کہا کہ اس کی احتیاط اور پوشیدہ سی سے یقین ہوتا ہے کہ یہ عورت کھٹے واسطے کی ہے پھر  
 عورت نے بھی آکر کو اقرار کیا کہ یہ پوشیدہ میرا پہلا عا و عیہ ہے تحصیل اور مانتہ دور ہوا الفرض  
 حب محمد شاہ نے استقلال تمام ہم ہو چکا بیاض شاہ کے اکثر امرا کو شل سیفی واکری و عرو کو  
 تیج سیاست سے قتل کیا اور سکرینا قضاے الہی سے موت ہوا۔ بیاض شاہ کی لاش اُس کے  
 نوکر ہندوستان سے کشمیر میں لائے محمد شاہ اس کے استقلال کو گنایا اور شاہ رجب لہار بن کے  
 مقر کے اطراف میں وطن کرنا کی اور یہ واقعہ سلطانہ نوسوائیس ہجری میں واقع ہوا جب ملک کاچی  
 جاگے ابراہیم لکری کو قید کیا اس کا بیٹا احوال لکری سے لے کر مردم مند کے افعاس سے ہندوستان  
 بیاض شاہ کو شاہ ساگر کشمیر میں لایا اور محمد شاہ اور ملک کاچی ملک ڈول نور برگہ ماہنسل میں ۹۳۱ھ  
 نوسوائیس ہجری میں معاملوں کی جنگ کے واسطے وارد ہوئے اسکندرباب مقارمت ر لایا ملکہ کا  
 میں پناہ لی اور ملک کاچی نے اُسے محاصرہ کیا اور چند روز مریضیں کے درمیان میں جنگ قائم  
 رہی اس درمیان میں امرائے سلطان لشکر فتاوت سلطان سے جدا ہو کر سکندر شاہ کے پاس حاضر  
 ہوئے ملک کاچی نے اپنے بیٹے مسعود نام کو اُن کے مقابلہ کو بھیجا دو جنگ مردار کر کے مار گیا لیکن بیاض  
 مسعود کے ہمراہیوں کو چوٹی اور اسکندر خان کا کام ملکہ کا کام ہو کر نکل گیا اور ملک کاچی ملک قلعہ من  
 داخل ہوا اور تمام لکری ورتی محمد کی طرح اتر اور دریشاں اسکندر خان کے چبھے رہا رہا ہوا  
 محمد شاہ نے مسعود اور مسرور ہو کر اسی دارالحکومت کی طرف مراجعت کی اور صاحب استقلال ہوا  
 اور اس عرصہ میں ساہوکاراج دشمنوں کی مدد اور بدگوئی کے سبب ملک کاچی سے محروم ہوا اور  
 ملک کاچی ملک متوجہ اور ہراسان ہو کر راجوری کے سمت راہی ہوا اور اُس طرف کے راجا کتا  
 کو اپنا مطیع اور مراد ساز کیا اُس وقت میں اسکندر خان جو محمد شاہ سے شکست یا کر گیا تھا اب  
 بالفاق ایک حمایت معاون مردوس مکانی علی الدین محمد مار شاہ کے آکر لوہر کوٹ پر متصرف ہوا  
 اور ملک مارسی صانی ملک کاچی ملک کا اس امر سے مردار ہو کر اس کے مقابلہ کو گیا اور بعد  
 جنگ اُسے دسلگر کر کے محمد شاہ کے پاس بھیجا شاہ اس دولہو اسی کے سبب ملک کاچی ملک  
 سے راضی ہوا اور پھر عدوہ و درارت اُس کے عواض فرمایا اور اسکندر خان کی آنکھوں میں سلاخی بھیجی  
 اور عود چشم رحمرہ سے مطہر ہوا اور ابراہیم خان شیا محمد شاہ کا حوا ہے ماپ کے ہمراہ ابراہیم شاہ  
 لودھی کے پاس پہنچا تھا شاہ ابراہیم لودھی نے اُسے اپنی خدمت میں بجا رکھا اور اُس کے  
 ماپ محمد شاہ کو مع نظر بسیار رحمت کیا تھا اُس وقت میں مادشاہ ابراہیم لودھی کے حادثہ کے

## ذکر محمد شاہ کی دوبارہ حکومت کا کشمیر پر اور بیان اُس وقت کے واقعات کتا۔

محمد شاہ جب دوبارہ تخت شاہی کشمیر پر ٹھکن ہوا ابراہیم ماکری کو وزیر مطلق اور اسکندر خان کو جو شاہ شہاب الدین کی اولاد سے تھا اپنا ولیعهد کیا اور ابراہیم ماکری کے بیٹوں نے ملک اجمی کو کہ ان کے پاس تھا قید خانہ میں جا کر قتل کیا اور فتح شاہ عرصہ قلیل میں جمعیت کشمیر ہم پہنچا کر پھر کشمیر کی طرف متوجہ ہوا اور محمد شاہ تاب اس کے مقابلہ کی ناکر بے جنگ بھاگادرت اس کی سلطنت کی اس مرتبہ زمانہ اور نوروز تھی

## ذکر فتح شاہ کی دوبارہ شاہی پانے کا

فتح شاہ دوبارہ کشمیر پر تصرف ہوا اور جہانگیر کو جو فرقہ بدرہ سے تھا وزیر مطلق اور سنگرزینا کو دیوان کل کیا اور سپاہ اور رعیت کے رفاہ کے واسطے عدل و انصاف کو مروج کیا اور محمد شاہ ہنریت کھا کر شاہ مکنڈ لو دھڑی کے پاس دہلی میں گیا اور شاہ موصوف نے لشکر کشمیر اس کی امداد کے واسطے بھیجا اور جہانگیر بدرہ فتح شاہ سے رنجیدہ ہو کر محمد شاہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اسے راجوری کے راستہ سے کشمیر کی سمت لے گیا فتح شاہ نے جہانگیر ماکری کو اپنی فوج کا ہراول کر کے محمد شاہ کی جنگ کو بھیجا اور فتح شاہ کے لشکر نے شکست کھائی اور جہانگیر ماکری مع فرزند اس معرکہ میں مارا گیا اور فتح شاہ کے امراء معتبر سے علی شاہ وغیرہ اس کی رفاقت چھوڑ کر محمد شاہ کی ملازمت میں داخل ہوئے فتح شاہ ناچار ہو کر ہندوستان کی طرف بھاگ گیا اور اسی سرزمین پر فوت ہوا اس مرتبہ مدت اُس کی شاہی کی ایک سال اور ایک ماہ تھی

## تذکرہ سلطان محمد شاہ کی تیسری مرتبہ حکومت پر ٹھکن ہونے کا

نقل ہو کہ اس مرتبہ محمد شاہ نے سریر اجلاس کر کے تقاریرے شادیاں کے بجائے اور سنگرزینا کو جو فتح شاہ کے امراء معتبر سے تھا قید کیا اور ملک کا جی چاک کو کہ فراست اور شجاعت میں موصوف اور معروف تھا منصب وزارت پر منصوب فرمایا ملک کا جی بھی قضا یا فیصل کرنے میں فراست عظیم رکھتا تھا از انجملہ ایک یہ ہو کہ ایک محرم کی ایک زوجہ تھی اور وہ بحسب اتفاق اس عورت سے چندے دور رہا عورت نے اُس کی غیبت میں بے صبری کر کے دوسرا شوہر کیا بعد اُس کے جب وہ دھرم سفر سے آیا اُس سے اور دوسرے شوہر سے مناقشہ ہم پہنچا اور عورت نے شوہر اول کی تکذیب کی اور اُس کی شوہریت سے منکر ہوئی پھر بیٹوں شخص ملک کا جی کے پاس داد خواہ ہوئے اور جو کہ ان میں سے کوئی شخص گواہ اپنے دعویٰ کے موافق نہ رکھتا تھا اس قضیہ کی تحقیقات اور تشخیص دشوار ہوئی آئندہ کو



چند روز کے محمد شاہ کو میدان دار بن گئے کہ قمار کر کے فتح مان کے سپرد کیا اور اس وقت میں سال اور سات ماہ اس کی شاہی سے متعلق ہوئے تھے اور فتح مان اسے مع اپنے صحابیوں کے دو اہلکار بن چکا۔ رکھتا تھا اور حکم دیتا تھا کہ تمام سامان عیش و عشرت اور اکل و شرب اور جمیع ضروریات اس کے واسطے ہمارے رکھیں اور سبھی دانگری اس کی خدمت میں قیام کر کے کوئی دقیقہ عظیم و بکرم کا فروگداست نہ کرتے تھے

## ذکر فتح شاہ بن آدم خان کی حکومت مرتبہ اول کا

فتح مان بن آدم خان علیہ السلام جو پہلے بھوپری میں اپنا فتح شاہ خطاب رکھ کر سریر شاہی پر بیٹھتا تھا اور سبھی دانگری کو اپنے مات کا مدار الہام کیا اس وقت میں میرٹس یعنی شاہ قاسم الوار بن سعد مستعد اور عیش کا مرید عراق سے کشمیر میں آنا اور طائل کا محل اعتماد ہوا اور اس کے مریدوں کے مصارف کے واسطے مواضع وقف ہوئے اور خانقاہ اور املاک رہنے کو ملی اور مدنی معارف کی حیدرانی اور ویرانی میں کوشش کرتے تھے اور کوئی نہیں مانے سو سکھاتا تھا عرصہ قلیل میں مردم کشمیر خصوصاً طائفہ ایک میرٹس کے مرید ہوئے اور لباس تصوف میں اکیس کا مذہب کہ مذہب شیعہ یا اعتقاد رکھا اور اکثر لوگ اس بول کے اس مذہب میں داخل ہوئے اور سمجھتے کہ عاقل تھے اور میرٹس کے مرید اور باریک سمجھتے تھے ان کے بعد وفات پھر ہوئے اور ماوراس کے امرا کے درمیان نزاع اور حکومت ہم ہو چکی دیکھا۔ سلطانی میں آن کر بطور خاں خلی ایک نے دوسرے کو قتل کیا ملک اجمعی اور رما کر محال کے اعلان سے تھے محمد خان کو مجلس سے رآد روہ کے مارمولہ میں وئے حب اس میں رہنے کے آثار شاہ وہ ہونے اس حرکت سے آدم پور جا کر پھر سادہ کو گرفتار کر کے تمام کے سپرد کرین محمد شاہ یہ حسرت کہ اپنے پاس کی حاکم کی سمت راہی ہوا اور بعد اسکے فتح شاہ نے ولایت کشمیر کو درمیان اپنے والد کے ہی اور کو کے رائے کشمیر کی اور ملک اجمعی کو درمیان اور ملک کو دیوان کل کیا اللہ ملک اجمعی نصا کے مصل کرنے میں فراست کی تسری سے ساریت و سنگار رکھتا تھا اور اٹھلے پھر کر دیکھیں ایک بیک مار یکا ریشی کے واسطے اس میں رول رکھتے تھے ہر ایک کہتا تھا کہ یہ ایک سری پر حب نصیب ملک اجمعی کی ساحت میں داخل ہو ہوا صحن سے یہ حال کیا کہ یہ بیک اٹھلی پر لپٹی ہو جاتے ہر دو عالمیہ نے عباس یا اٹھلی پر اور مدی سے عرص کی نہ یہ عرص کوئی گئی معلوم ہوا کہ اٹھلی پر لپٹی تھی القصد حب ملک عدت فتح خان کی شاہی سے تقصیر ہوئی امر اہم سمجھی جائے کہ اگر کسی کا شک سے متب اب کا تعویض ہوا محمد شاہ کی خدمت میں حاکم ہندوستان سے تخلص کیہ کے ولایت کشمیر پر چلا آنا اور کچھ ہاسور کے اطراف میں اس سے اور فتح شاہ سے جنگ شدید مارج ہوئی اور فتح شاہ کے شک کے شکست مائی اور فتح شاہ ہسروہ یور کے واسطے سے ہندوستان کی طرف گیا اور متقول ہو کر فتح شاہ نے و سال ماہ شاہی کی تھی کہ یہ واقعہ وقوع میں آیا

بقصد اتزار ملک موروثی راجوری میں آن کر مقیم ہوا اور مردم واقعہ طلب اور جنگ جو امر اور وزیر اسے  
فوج فوج اس کے پاس پہنچے وہ ان میں سے ہر ایک کو انعام دے کر امیدوار کرتا تھا اور وہ متوقع  
اس امر کا تھا کہ جہانگیر ماکری سب سے پیشتر آن کر مجھے ملاقات کرے اور جہانگیر ماکری اس خیال سے  
کہ مخالفوں نے پیشتر جا کر فتح خان سے ملاقات کی ہر حاضر ہوا محمد شاہ کو کشمیر سے ہمراہ لے کر میدان  
کر سوار میں فروکش ہوا اور فتح خان نے بھی ہیرہ پورہ کے راستہ اودن کی نواحی میں پہونچ کر دریا پر قبضہ  
کیا اور شاہ کے مقابل آیا اور طرفین سے صفوف جنگ آراستہ ہوئے اور تنور حرب گرم ہوا پہلے  
فتح خان نے غلبہ کیا قریب تھا کہ لشکر سلطان کا متفرق اور پریشان ہو دے آخر جہانگیر ماکری نے  
بائے ثبات زمین معرکہ میں محکم کر کے پچاس مرد نامی اور جہانگیر فتح خان کے لشکر کے قتل کیے اور  
فتح خان کا لشکر شکست کھا کر متفرق ہوا اور قریب تھا کہ فتح خان جہانگیر ماکری کے تعاقب سے گرفتار  
ہو دے کہ ایک منافق نے اثنائے تعاقب میں یہ خبر دروغ مشہور کی کہ سلطان محمد شاہ کو مخالفوں  
نے گرفتار کر لیا جہانگیر یہ خبر سنا کر اس کے تعاقب سے باز رہا اور سلطان نے نظروں سے غائب ہو کر کشمیر  
کی طرف معاودت فرمائی اور ملک باری بہت کو ان زمینداروں کے مواضع کی تاراجی کے  
واسطے جنہوں نے فتح خان کو جگہ دی تھی بھیجا اور فتح خان کو غائب تھا پھر بہرام کلہ کے نواح میں کہ  
مواضع کشمیر سے ہر ظاہر آیا اور دوبارہ جمعیت ہم پہونچا کر کشمیر کی تسخیر کو آیا جہانگیر ماکری مع لشکر  
ابنہ اس کے مقابلہ کے واسطے برآمد ہوا اور مواضع کھوا کے میدان میں کہ برگنہ نامی کام سے ہے  
داخل ہوا وزیر جو فتح خان کا خدمتگار تھا اس وقت فرصت پا کر شہر کی طرف گیا اور سیفی اور بولنگری  
کو جو جمعیت کثیر امر اقدتھے سب کو قید خانہ سے رہا کر دیا جہانگیر ماکری ان کی رہائی سے عکین  
ہوا اور فتح خان سے صلح کا ارادہ کیا اور راجوری کے راجہ کو کہ فتح خان اس کی مدد کو آیا تھا پیغام  
کیا کہ فتح خان کے لشکر میں تفرقہ ڈالے اور راجوری کے راجہ اور جہانگیر ماکری نے متفق ہو کر فتح خان  
کو شکست دی اور ہیرہ پورہ تک اس کا پیچھا کیا اور فتح خان نے ملک جمو کو جا کر فتح کیا اور لشکر کثیر اور  
جمعیت غفیر ہم پہونچا کر دوبارہ بہت تسخیر کشمیر کے آیا اور جہانگیر ماکری نے سیدون کو جو قبل اس کے  
بکمال دیا تھا تسلی اور دلاسا کر کے طلب کیا پھر سلطان اور فتح خان سے جنگ عظیم ہوئی اور سیفی والگری  
نے بھی فتح خان کی طرف سے جنگ مردانہ بلکہ رستمانہ کی اور سلطان کی سمت سے سیدون نے  
خوب واد مردی اور مردانگی دی اور ایک جماعت کثیر ان میں سے بدرجہ شہادت فائز ہوئی اور  
جو کہ ان میں سے باقی رہی سلطان اور جہانگیر ماکری کی محل اعتماد ہوئی اور اس مرتبہ بھی فتح خان شکست  
پا کر بھاگ گیا اور پھر ایک لشکر ابنوہ فراہم کر کے کشمیر پر چڑھائی کی اور غالب ہوا۔  
محل شادی اگر خواہی زخار غم کش دامن۔  
اقدام گر طالب گنجی بکام اژدہا درتہ چا۔  
اور یہ بہت پہونچی کہ سلطان محمد شاہ کے پاس کوئی نہ رہا اور خزانے اس کے لٹ گئے اور  
جہانگیر ماکری زخمی ہو کر کسی طرف بھاگ گیا اور میر سید بن سید حسن فتح خان کا شریک ہوا اور بعد

تل کیا اور راجی سٹ کو بھی جو یوسف خان کے قتل ہوئے سے تاسف کرتا تھا قتل کیا اور یوسف خان کی والدہ کے لئے جو عرس وقت سے ہوئی تھی دینا کا کارخانہ بھی سمجھ کر تمام دن روزہ رکھتی تھی اور اطوار کے وقت حوکی روٹی تین لقمہ سے زیادہ تناول نہ کرتی تھی اسے مرد کی لعنت مادل پس پلستیں ہر روز بچاؤ رکھی اور اس کے بعد دن کی اور ایک عورت اس کے مفرہ کے قریب سا کر مدہ العمر اس میں رہی یہاں تک کہ دو بیعت حیات فاصلہ اولیٰ کے سپرد کی انھیں سید ملی حاکم سادات و دیگر محالوں کی جنگ میں متول ہو ا اور حاکمین سے تیر و حد تک کی لڑائی ہوئے لگی طریوں سے آدمی بہت قتل ہوئے اور جو راجا کو تھر کو ظاہر تاراج کرنے لگے پھر سیدوں نے ایک حدق شہر کے گرد گھونٹا چورون کی سر سے نکات پائی اور مکان محالوں کے شہر یا موضع میں جہاں تھے سب کو خاک راہ کرنا اور ہمایہ عک اور تکر سے محالوں اور گھبالی نہ کرنے لگے اس درمیان میں جانیگرہ مارگری کو لوہر کوٹ میں رہتا تھا خالین کے حسب الطلب ہو چکا ہر چند سدا سے صلح کا بیجاں بھیجتے تھے وہ مول نہ کرنا تھا ایک روز داؤد خان ولد جانیگرہ مارگری اور تین مارگری بہن سے عورت کے سیدوں سے ملے داؤد خان مع اکثر محالین مار گیا اور سادات حوٹ ہوئے اور قلعہ کے متادیا کے بجائے اور سر محالوں سے عیاری مائی دوسرے دن سیدوں نے جانا کہ حاداکر کے بل سے عورت کرین محال سدراہ ہوتے اور مل کے درمیان میں جنگ عظیم واقع ہوئی اور بل ٹٹ گیا علاقہ طریوں سے سب حوٹ ہوئی اس کے بعد سیدوں نے تاراج حال لودھی حاکم بھاس کو خط لکھ کر لگ کی درخواست کی جیسا تھا اس نے مورج شیاران کی مدد کے واسطے بھی لیکن حاکم اس کا جسکی ذل میں ہو چکا و محنت مام وہاں کارا حاکم اس مورج سے لڑا اور اس نے کئی آدمی ہار اور راجی قتل کیے مخالف نہ کر سکر جو حوال ہوئے اور سادات اور کشمیریوں کے درمیان دو ماہ تک جنگ قائم رہی آخر کہ کشمیریوں نے اسی مورج کے عین برن کر کے آب سے عورت کیا اور چار دن طر سے سب کو گھیر لیا اور سیدوں نے ان سے مقابلہ کر کے دادر دی اور مرد لکی دی اور جو جمعیت محالوں کی بہت زیادہ تھی اکثر سیدوں کے سردار قتل ہوئے اور دانی سہم ہو کر شہر میں آئے اور کشمیریوں نے تعاقب کر کے ہاتھ قتل و قمارت میں در لاکھا اور شہر میں آگ لگائی وہاں حاکم میر سید میر سید ہمدانی رمی اندر حہ کے حاکم واسطہ کے قرب ہو کر بھگ گئی اور حاکم واسطہ کو کچھ آسیب نہ ہو چکا اور اس روز عد و متول کے دس ہزار تار ہوئے تھے اور یہ واقعہ ۹۷۷ھ آٹھ سو اوسے ہوئی میں واقع ہوا تھا اور سید محکم سید جس نے سنی تھرائی کے مکان میں حاکم پناہ لی اور محال تمام ایکجا ہو کر دیوانہ تھا میں ملو شاہ کے محرمے اور سلام کو گئے اور شاہ کو موافق کر کے سید ملی خان کو مع دیگر سادات کشمیر سے کال دیا اور پرہرام کو ر حطیر دے کر رجعت کیا اور جو کہ ہر ایک کشمیری دعوے سرداری کا رکھتا تھا تھوٹے عرصہ میں ان کے در مان مخالفت اور تہمتی ظاہر ہوئی اور سلطنت کے انتظام میں تیر و واقع ہوا اور مع خان ولد آدم خان بن شاہ زین العابدین حب بعد وفات تاراج حال لودھی کے حاملہ عر سے

ملک باری سے ایسی بخش ہوئی تھی کہ ایک دوسرے کو نہ دیکھ سکتا تھا اور امرا کے درمیان میں بھی دشمنی اور خصومت ہم پہنچی تھی یہاں تک کہ بڑے بڑے معرکے واقع ہوئے رفتہ رفتہ یہ نوبت پہنچی کہ ایک رات کو سب جمعیت کر کے شاہ کے دیوانخانہ میں در آئے اور دست اندازی کر کے آگ لگائی اس سبب سے سلطان نے ملک احمد اسود کو مع عزیز و اقارب اور اعوان و انصار گرفتار کر کے قید کیا اور مال اُس کا تاراج کیا اور وہ قید خانہ میں مر گیا شاہ حسن نے سید ناصر کو جو سلطان زین العابدین کا مقرب تھا بلکہ سلطان مجلس میں اُسے اپنے اوپر تقدیم دیتا تھا اُسے کشمیر سے نکال دیا اور چند روز کے بعد پھر مقام عنایت میں ہو کر اُسے اُس ولایت سے طلب کیا سید ناصر جب کوہ پیر نیچال کے درہ کے قریب پہنچا قضاے الہی سے فوت ہوا پھر شاہ نے سید حسن ولد سید ناصر کو جو حیات خاتون کا والد تھا دہلی سے طلب کیا اور زمام اختیار اُس کے کف اقتدار میں دی سید حسن نے مزاج شاہ امراے کشمیر سے منحرف کیا اور ایک جماعت کثیر اعیان ملک سے قتل کی اور ملک باری کو قید کیا اور بقیۃ السیف بھاگ کر اطراف و جوانب میں گئے اور جہانگیر ماکری کہ امراے کبار سے تھا اس نے بھاگ کر لوہر کوٹ کے قلعہ میں پناہ لی اور بعد اس کے سلطان حسن کو کثرت جماع سے مرض اسہال طاری ہوا اور ضعف اور ناتوانی نے اس پر غلبہ کیا زندگی سے مایوس ہو کر ارکان سلطنت سے وصیت کی کہ میرے فرزند صغیر ہیں اس لیے یوسف خان ولد بہرام خان کو جو قید ہی یافتہ خان ولد آدم خان کو جو جسر و تھو میں ہے سر ریسلطنت پر بٹھاؤ اور محمد خان کو ولیعہد کر و سید حسن نے ظاہر میں قبول کیا اور سلطان اُس مرض سے جانہ نہوا دت اُسکی حکومت کی معلوم نہ تھی اس وجہ سے قلم انداز ہوئی

## ذکر محمد شاہ ولد حسن خان کی سرداری کا مرتبہ اول

محمد خان سات برس کا تھا سید حسن کی سعی سے مسند حکومت پر فائز ہوا اور جب اُس روز اُس کے رو برو تمام اسباب طلائی اور نقرئی اور ہتھیار اور لباس اور متاع نفیسہ لائے اُسے کسی شو کی طرف التفات نہ کی کمان ہاتھ میں لی حاضرین نے یہ عمل مشاہدہ کر کے اُس کی بزرگی اور مردانگی پر دلیل کی اور آپس میں کہنے لگے کہ یہ بادشاہ امور جانباں میں نہایت کوشش کر گیا اور اس وقت میں سیدون کا اس قدر عروج اور استقلال ہوا تھا کہ کسی امرا اور وزرا سے اہل خطہ کو سلطان کی ملازمت میں جانے نہ دیتے تھے کشمیریوں نے اس امر سے تنگ آکر ایک رات کو باتفاق راجہ جو جو تاتار خان لودھی کے خوف سے کشمیر میں پناہ لایا تھا سید حسن کو مع تیس نفر اعیان سادات سے جو نوشہرہ کے باغ میں تھے غدر سے قتل کیا اور آب بہشت سے عبور کر کے پل توڑ ڈالا اور اس طرف جمعیت کر کے بیٹھے اور سید محمد ولد سید حسن جو سلطان کا خالو تھا جمعیت کر کے سلطان کی محافظت کی واسطے دیوانخانہ میں آیا اور ایسی شب میں کہ فتنہ عظیم واقع ہوا تھا ہر شخص حیران تھا عبد زینا نے چاہا کہ یوسف خان بن بہرام خان کو جو قید خانہ میں تھا نکال لے جاوے سید علی نامے ایک امراے سادات نے اس امر سے آگاہی پاکر یوسف خان کو

ہوا اور دوسرے دن اُن لوگوں کو جس سے منہم تھا قید کیا اور سکندر پور سے نئے شہر میں جا کر  
استقامت کی اور حراہ ماہ اور دادا اور چچا کا آدمیوں پر تار کیا اور احمد اسود کو ملک احمد  
خطاب دے کر بہت سلطنت اُس سے رجوع کین اور اس کے بیٹے نور کو دروازہ کا حاکم کیا  
اور ہرام حان اپنے ورید کو لے کر کتبیر سے برآمد ہو کر ہندوستان کی طرف فارم ہوا اس وجہ سے  
سپاہ اُس سے جدا ہوئی اُس کا احوال عنقریب مذکور ہوگا اور شاہ حسن نے شاہ رین العابدین کے  
خواہد اور صلاح شاہ حید کے ہمراہیں یکفلم متخوف اور معدوم ہو گئے تھے از سرور مدہ کے  
اور دارکار اچھین آکھن پر چھوڑا اور اُس وقت ایں بھے معدوم دن اور قتلہ انگریزوں نے ہرام خان کے  
پاس جا کر اُسے جنگ کی عرض کی اور بھے امرا نے بھی اُسے معروضہ ہو کر طلب کیا ہرام حان ولایت  
کر مار سے طبع کر بیٹاؤں کے راستہ سے ولایت کمر لایا من پہو چا سلطان اس وقت قصد کبیر دیلاوین  
گیا جہاں حمر سنگر اپنے چچا سے ملنے کو سو پور کی طرف روانہ ہوا اور بھے آدمیوں نے شاہ کو سمجھا یا کہ آپ  
کو ہند کی طرف جانا مناسب ہے لیکن ملک احمد اسود نے اُسے جنگ کی ترغیب دیکر ہند کی روانگی سے باز رکھا  
شاہ کو اُس کی رائے پسند آئی ملک مانج حان کو بیٹھکر گران ہرام حان کے مقابلہ کو بھیجا اور ہرام حان  
اس امر کا مترصد تھا کہ لشکر سلطانی میرا شریک ہوگا لیکن اُس کے خلاف عمل میں آیا اور موضع لوزپور  
میں جنگ شدید واقع ہوئی اور اُس حرب و مصرب میں ملک میر ہرام حان کے دہن پر لگا کر شکست  
کھا کر مرہٹہ کے سمت بھاگا اور اوج شاہی اُس کے حاکم میں روانہ ہوئی چاہیچہ اُسے اور  
اُس کے ورید کو گرفتار کر لیا اور اُس کا تمام سار و سامان لوٹ لیا اور وہ کمال حرات شاہ کے  
پاس پہنچے شاہ نے دونوں کو قید کیا اور حیدر کے معہ ہرام حان کی آنکھوں میں سلائی پھر وائی  
قیسے رو در معہ روح اُس کا نقص من سے پھڑک کر عالم مافی کی طرف پروار کر گیا اور رین مدو جو شاہ  
رین العابدین کا وزیر تھا اور ملک احمد اسود سے متاع رکھا تھا اُس نے ہرام حان کی آنکھوں میں سلائی  
پھیرنے کے لیے بہت کوشش کی مگر شاہ حسن نے اُس کو گرفتار کر کے اسی سلائی سے کہ جس سے  
ہرام حان کو امدا کیا تھا اس کو ریک کو بھی کو کر گیا اور وہ بھی تین برس کے بعد قید خانہ میں مگر گیا مصرع  
کار مد کردہ راسرا اجست ۶ اور ملک احمد اسود کی ولادت رین مدو کے مرے سے چکی یہی مستقل قابل  
ہوا اور اُس نے ملک ماری ہند کو بیٹھکر آراستہ دہلی کی طرف محبت دیو راجہ جو کی حمایت کیا اسلئے راجہ  
کے راستہ سے روانہ کیا اور راجہ مدو کو رے ملک ماری ہند سے ملاقات کی ملک ماری ہند نے لشکر  
اموہ اسکی مدد کو ماوردہ حاکم تاجران سے حوالہ دیا شاہ دہلی ولایت حجاب اور دامن کوہ کا حاکم  
تھا اور اُس کی ولایت ماراج کے سرسنگوٹ کو طلب اور درلان کا القصد سلطان جس کی حالتوں کے  
نظر سے جو جس من سبناہ کی دختر تھی دو فرمد تو ام بیے جوڑ دین پیدا ہوئے سلطان نے  
ایک کام مجھ رکھا اور اُسے ملک ماری ہند کو رو رتن کے واسطے سونپ دیا اور دوسرے کاہم حسین وکر  
ملک نور و ولد ملک احمد اسود کو دیا اور اُس کی تربیت کی مالک فراتی اور اُن دونوں میں ملک احمد اور

## ذکر حاجی خان النخاطب شاہ حیدر کی شاہی کا

حاجی خان نے اپنے باپ کے انتقال کے تین روز بعد خطاب شاہ حیدر پایا سکندر پور میں جو بسہ کھاتا  
 ہوا اپنے باپ دادا کے آئین کے موافق تخت سلطنت پر جلوہ گر ہوا اور اہل استحقاق کو زرخیز تشار فرمایا اور اُسکے  
 بھائی بہرام خان اور اُس کے فرزند حسن خان نے اپنے ہاتھ سے تاج سلطنت اُسکے زیب سر کر کے  
 خدمت میں قیام کیا۔ **سمیت** چوہدری گوگند افسرے از سرے پند آسمان پر سر دیگے شاہ حیدر نے  
 ولایت کمران حسن خان کو جاگیر دے کر امیر الامرا اور اپنا ولیعہد کیا اور ولایت ناکام بہرام خان کو جاگیر  
 دے کر اُسے خوشدل کیا اور اطراف کے راجاؤں کو جو تعزیت اور تنہیت کے واسطے حاضر ہوئے  
 تھے خلعت اور گھوڑے دے کر رخصت کیا لیکن اکثر امرا اُس سے ناراض ہو کر جاگیروں پر گئے  
 تھے اور جو بادشاہ ملک کے احوال سے بخیر اور غافل تھا وزیروں سے قسم قسم کے ظلم و تعدی رہا کرتے  
 تھے اور شاہ نے نئے نام حجام کو اپنے قرب میں ایسی خصوصیت بخشی تھی کہ جو کچھ وہ کہتا تھا شاہ اس پر عمل کر کے  
 سر موٹا کرتا تھا اور وہ حجام آدمیوں سے رشوت لیتا تھا اور جس شخص سے بدظن ہوتا تھا اُس سے  
 سلطان کا مزاج منحرف کرتا تھا اور حسن خان کبھی کہ جس نے زیادہ تر اس کی بیعت میں کوشش کی تھی لوہے  
 حجام کے اغوا سے مارا گیا اور اُس وقت میں آدم خان لشکر کشی فرما رہا تھا کہ بائتراع ملک ولایت جموں  
 پہنچا تھا جب اُسے حسن خان کبھی کی خبر قتل سنی فسخ عزیمت کی اور ملک دیو راہر جو کی برفاقت  
 ان مغلوں کے جنگ کے واسطے کہ اس نواح میں آئے تھے روانہ ہوا قضا را اُس معرکہ میں ایک  
 تیر آدم خان کے دھن میں ایسا لگا کہ اس زخم کے صدمہ سے جانبر نہوا شاہ حیدر اُس کی خبر وفات  
 سن کر غلین ہوا اور نقش اُس کی جنگ گاہ سے اٹھو کر باپ کے مقبرہ کے نزدیک مدفون کی اور جو  
 ان مدفون میں شاہ بسبب شرب مدام امراض صعب میں مبتلا ہو گیا تھا امرانے اس کے غیبت میں  
 بہرام خان سے اتفاق کر کے چاہا کہ اُسے تخت پر بٹھا دیں اور جب یہ خبر فتح خان ولد آدم حسان کو  
 جس نے شاہ کے حسب الحکم ہند کی سرحد پر جا کر بہت قلعہ فتح کیے تھے پہنچی وہ مع لشکر حیدر  
 بطریق ایلا ر کشمیر میں داخل ہوا اور غنائم بے شمار شاہ کی خدمت میں لایا لیکن جو شاہ کی بلا اجازت  
 آیا تھا اہل غرض نے باتیں موش اکبر شاہ کا مزاج اُس سے متغیر اور منحرف کیا اور اُسکی جانفشانی اور کوئی  
 خدمت شاہ کو مقبول اور منظور نہ ہوئی الغرض ایک دن بادشاہ قصر کچکدہ کے کمرہ پر برآمد ہو کر شرب  
 شراب میں مشغول تھا حالت مستی میں پانوں نے اُسکے نعرش کی اس قصر رفیع سے زمین پر گر ا اور مر گیا  
 مدت اسی سلطنت کی ایک سال اور دو ماہ تھی

## ذکر شاہ حسن ولد شاہ حیدر کی سلطنت کا

شاہ حسن اپنے باپ کے ایک شبانہ روز کے بعد احمد اسود کی سعی کے سبب تخت شاہی کشمیر پر متمکن

اور احمیاں حضرت سے سلطان سے پوشیدہ آدم حان کو طلب کیا اور آدم حان نے آں کر شاہ کو دیکھا لیکن  
آنا اور نہ آنا اس کا مساوی ہوا سلطان ہر گز اس رات لغات نہ کرتا تھا لیکن آدم حان سہائیوں کے  
ساتھ عہد و پیمان درمیان میں لانا اور امر اسے بھی صلح اور موافقت کی جیسا پھر حیر خواہوں نے سلطان  
سے عرض کیا کہ ملک حرات ہوتا ہے اور اپنے شاہراہوں میں سے جس کو لائق حایین اسے سلطنت انھوں  
مرا من سلطان نے قبول نہ کیا اور کام تعدد بر لکھی پھر چوڑا اتفاقاً سہائیوں کے درمیان بحثیں ہم ہو گئی  
ہرام خان نے لشکر و حشمت امیر اپنے دو بون سہائیوں میں ڈالی اور انھیں آیس من زمین کیا یہاں تک  
کہ انھوں نے اس عہد توڑ ڈالا اور آدم حان سلطان سے رحمت لئے حاتوں سے جدا ہوا اور قلعہ لہور  
میں گنا اور جوآن دونوں میں سلطان پر صعب پری اور بیاری غالب ہوئی آپ و طعام کی طرف ملتفت  
نہو ہوا تھا اس واسطے امر اور ورور اساد کے خوف سے شاہراہوں کو سلطان کی عیادت کو نہ جانے  
دے گئے اور کبھی کبھی غلطی کی تسلی کے واسطے شاہ کو ایک مقام طہر بہر اور تحصیل لا کر آدمیوں کو  
دکھلانے گئے اور بار بار شادمانے کا کمانے گئے اور ملک کو اس طور سے بھگا رکھتے تھے انھیں  
حاجی حان اور ہرام خان صلح ہو کر آدم حان کے معاہدہ پر آمادہ ہوئے اور ہر ورور اس کے مقابلہ کو  
جانتے گئے اور سلطان کی بیاری اس صر سے ورور اور آخرین ہوتی تھی اور انھیں دونوں اس کے  
پوش و حواس میں فرق آیا اور بیوتی طاری ہوئی جب ایک شاہ ورور سلطان بیوتی رہا آدم حان  
ایک رات کو تھما قلعہ لہور سے سلطان کے منجھے کو آنا اور لشکر اطراف شہر میں مخالفت کے واسطے  
چھوڑا اور وہ رات سلطان کے دیوا کھا۔ من سر کی اور جس حان کی کہ ایک امر اسے ماہر سے تھا  
اس نے اسی رات امر اور ورور اسے حاجی خان کی صحت کر مانی اور دوسرے دن آدم حان کو کسی جلیہ  
سے کشمیر سے بھجول دیا اور حاجی حان کو سرعت تمام طلب کیا حاجی خان دیوا نچا۔ میں آیا اور سلطان  
کے تمام مفصل حاصل کے چھوڑ دیے پرتصرف ہوا اور لشکر ہزار ہاہم کر کے قلعہ کے ماہر قیام کر ڈا  
اور سلطان کے دیکھنے کی تمنا کی لیکن وہ سون کے عہد کے اوریشے سے عمل میں نہ جاسکا اور آدم حان  
حاجی حان کی ضرورت ان عام کے داخلہ اور اس کے غالب ہونے کی شکرت کشمیر سے رآمد ہوا اور  
ماہر کے راستے سے قصد ہندوستان کا کیا اس سب سے اس کے ذکر مایوس اور سیدل ہو کر  
اس سے جدا ہوئے اور رہیں لارک کہ حاجی حان کے ایک امر اسے معتبر سے تھا اس نے  
ایک جماعت اپنے ہمراہ لے کر آدم حان کا بچا کیا اور آدم حان بھی اس کا مقابلہ کر کے حوٹ لڑا  
اور رہیں لارک کے سہائیوں اور عربوں کو قتل کر کے بھگ لگا اور اس وقت حسن حان میٹا  
حاجی حان کا جو بیٹہ میں تھا اپنے باپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور حاجی حان نے اس کے آسے سے  
وٹ تمام پائی کام اس کا مالا ہوا اور جماعت اور استقلال ہایت درجہ حاصل ہوئی اور سلطان  
رہنہ العادین اکثر برس کی عمر میں آخر شدہ لڑکے سے پھر یں حوٹ ہوا مدت اس کی سلطنت  
کی ماہوں برس تھی۔

ایسا قحط پڑا کہ آدمی بھوک کی شدت میں نان کے عوض میں جان دیتے تھے اور سونے اور چاندی کو بھوک  
غلہ اور اذوقہ کی چوری کو غنیمت جانتے تھے فقرا اور غربا بیوہ خام کھانے سے ہر طرف مرتے تھے  
اور بعض بھوکے بھوسہ پر قناعت کرتے تھے وہ بھی میسر نہ ہوتی تھی اس واقعہ سے سلطان محزون اور  
عسکین رہتا تھا اور ذخیرہ کا غلہ رعایا پر تقسیم فرماتا تھا حسب قحط کی بالا بالکل دفع ہوئی سلطان نے  
بعض محال میں جو تھا حصہ اور بعض مقاموں میں ساتواں حصہ خراج کا لکھ دیا اور آدم خان نے  
ولایت کمران پر جب قدرت پائی قسم قسم کے ظلم و جور اس حدود میں برپا کیے اور جس شخص کے  
پاس جو شہر دیکھتا تھا چھین لیتا تھا اور بہت لوگ اُس کے ہاتھ سے عاجز ہو کر سلطان کے  
پاس داد خواہ ہوئے اور جو حکم کہ سلطان اُس پر نافذ فرماتا تھا وہ ہرگز قبول نہ کرتا تھا بلکہ قطب الدین  
میں اقامت کی بنیاد ڈال کر سلطان کے مقابلہ کے واسطے لشکر بٹیار فراہم کیا اور سلطان نے اُس سے  
متوہم ہو کر کسی جیلہ اور بہانہ سے تسلی دیکر پھر اسکو کمران کی طرف بھیجا اور شرکے دفع ہونے کے واسطے مجب  
ضرورت حاجی خان کے نام باستالمت تمام فرمان بھیج کر سب سے طلب کیا اتفاقاً انھیں دنوں میں  
آدم خان کا مراجعہ سے برآمد ہوا اور حاجی خان سے لڑ کر اُسے شکست دے کر سو پور کو  
غارت کر کے خاک سیاہ کیا اور سلطان نے یہ خبر سنا فوج قاہرہ آدم خان کے سر پر بھیجی اور  
طرفین نے ایسی جنگ عظیم کی کہ مافوق اُس سے متصور نہیں ہوا اور بہادران آدم خان مقتول اور  
مغلوب ہوئے اور اس کے فرار کے وقت پل سو پور کا جو دریا بہت پر واقع تھا ٹوٹ گیا اور  
تین سو مرد اہل بندر آدم خان کے غرق ہوئے اور سلطان اُس وقت شہر سے برآمد ہو کر سو پور کی  
سمت روانہ ہوا اور رعایا کو دلاسا کر کے اب بہت کے اس طرف نزول اجلال فرمایا اور دریا  
بہت کے اُس پار آدم خان فروکش ہوا اور اُس وقت حاجی خان سلطان کے حسب الحکم نیچے کے راستہ  
سے کہ نام ایک موضع کا ہوا مولہ کے قریب پہونچا اور سلطان نے اپنے چھوٹے بیٹے کو جس کا نام  
ہرام خان تھا حاجی خان کے استقبال کو بھیجا اور اُن دونوں بھائیوں نے آپس میں خصوصیت  
اظہار کی اور آدم خان حاجی خان کے آگے سے رنجیدہ ہوا اور خوف و ہراس نے اُس پر غلبہ کیا  
شاہراہ کے راستہ سے بھاگانیلاب میں جا کر پناہ لی اور سلطان نے حاجی خان کو ہمراہ لے کر شہر کی  
طرف مراجعت فرمائی اور نظر الطاف اُس پر مبتذل کر کے ولیعہد کیا اور وہ بھی شب و روز کمر خدمت  
پر باندھ کر اخلاص و ادب میں حقیقہ نامرعی نہ چھوڑتا تھا اور تفصیرات سابق کی تلافی بوجہ احسن کر کے  
ایسی شاہ کے دل میں جگہ کی کہ سلطان نے اور فرزندوں سے زیادہ تر اُس پر رعایت فرمائی اور  
ایک ٹپکا اور ایک شمشیر جو ابہر مہیتی سے مرصع اور مکمل تھے اُسے مرحمت کیے اور اُس کے  
اوسوں کے واسطے مناصب اور جاگیریں مقرر فرمائیں اور چند روز کے بعد سلطان حاجی خان سے بسبب  
مذہبی مدام اور قبول نہ کرنے نصیحت کے آزدہ ہوا جب سلطان کو اس سال دسوی یعنی خون کے دست  
شروع ہوئے اور مراجعہ اُس کا حاجی خان سے متغیر ہوا اجات شاہی معطل اور ملتوی رہے



دیکھا کہ وہ سید درودمان کے سبب تب محرق میں ستر علات برپا ہوا اور شاہ شیخ بعد مراجع پر ہی کے ایک لحظہ سکوت کر کے اُس کے مرض کی طرف متوجہ ہوئے اور ایک ساعت کے بعد سہل گھایا اس عرصہ میں در داس سید راوہنے کے دانتوں کا مکمل دمع ہوا صحت پائی اور ورم اس کے سبب کا شیخ کے چہرہ مبارک پر منتقل ہوا جب سید نے اُس سے بجات پائی شیخ مثل مقصود کی طرف راہی ہوئے اور وہ سید راوہ اپنے مکمل کے دروازہ تک مشالیت کر کے ایسی صحت سے خوش وقت ہوا اور شیخ سید راوہ روئے اُس مرض میں مبتلا رہے آخر کو بر طرف ہوا اور یہ سبب مرض کا عمل عاجل ہوا وہ نقصان کا پھر صوان اللہ علیہم اجمعین اور میاں معلوم ہوا کہ جو کہ سلطان بن العادین کا بھی معاملہ اسلامی ہو گا و اللہ اعلم بحقیقۃ الحال اور اُن دو میں شاہزادوں نے آپس میں نزاع کی اور آدم خان یعنی سلطان کا رٹا بیٹا اپنے باپ کے حکم کے موافق کسمیر سے برآمد ہوا اور جمعیت سوار اور پیادے اور گولہ بدار اور تیر اندازوں کی ہم ہونچا کر ولایت تفت کو سہل ترین وجہ سے فتح کیا اور جمعیت بہت سلطان کے پاس لایا سلطان محظوظ ہوا اور اس پر قطر وار شہر مدول فرمائی اور حاجی خان کو لوہہ رکھ کر طرف نامزد کیا اور آدم خان کو حاجی خان کی ناموافقت کے سبب اپنے پاس بٹھا کر رکھا اور بھیھے بعد ان واقعہ طلب نے حاجی خان کو ہوا کر کے لوہہ رکھ کر سلطان کے بدول حکم کشمیر کی سمت روانہ کیا سلطان نے پہلے پیام بھیجا کہ آئے بصیحت کی اور کشمیر کے آئے سے مانع ہوا جب اُس نے شاد کا ارشاد گوش ارادت سے سنا اور اپنے انا و ہمارے آئے آیا آخر کہ سلطان حدود لشکر حکیم کشمیر سے برآمد ہوا اور طبل کے میدان میں نعیم جنگ فرکش ہوا اس وقت حاجی خان نے اپنے فعل و ثبوت سے تا دم ہنر جاہر شاد کی ملازمت میں حاضر ہونے لگے اس کے سپاہیوں نے نہ مانا آخر وہ صفت جنگ درست کر کے میدان میں آیا اور آتش جنگ مشتعل ہوئی اور سردار نامی طرحین کے کام آئے اور آدم خان نے اس معرکہ میں فاد مروی اور مرغانی کی دی اور صبح سے شام تک مور جنگ گرم رہا آخر کو حاجی خان تاب مقاومت نہ لایا اور اواج اس کی مطلوب ہوئی اور سپہرہ پور کی سمت کھائی آدم خان نے پھیا کر کے اکثر معرودوں کو قتل تیج خون آشام کما اور چاہا کہ جب تک حاجی خان گرفتار نہ ہو کسی مقام میں قیام نہ کر دن سلطان نے اُسے قنات سے مار رکھا حاجی خان لعلہ السیف کو ہمارا کر کے سپہرہ پور سے سیر میں گیا اور زمینوں کے محالہ میں مشغول ہوا سلطان حدیج کشمیر میں آیا اور چالیوں کے سروں سے ایک مینار بلند فرمایا اور حاجی خان کے لشکر کے اسیروں کے لیے حکم قتل صادر فرمایا اور ولایت کا مراجع کی سپاہ آدم خان کے ہمراہ نامرہ فرمائی اور آدم خان اس جماعت کی کہ حاجی خان کے باعث احوال ہوئی تھی تنہا کھانا کھا اور ان کے اہل حال پر بہات اید اور صعوت ہو چکا کہ رخصت وصول کرنا تھا سب اس تعریب کے اکثر سپاہی حاجی خان سے جدا ہو کر آدم خان کے شریک ہوئے اور سلطان نے بعد اس واقعہ کے آدم خان کو لوہہ رکھ دیا اور آدم خان نے عہد رس حکومت ماستقلال تمام کی اور ملک آباد ہوا اس کے بعد...

جوگی کشمیر میں وارد ہوا اور جب اُس نے سنا کہ سلطان مرضِ صعب میں مبتلا ہو اُمراء سلطان کے پاس  
 آکر یہ تقریر کی کہ تم لوگ اس کی صحت سے مایوس ہو اور میں ایک علم ایسا جانتا ہوں کہ بادشاہ کی بیماری  
 اپنی طرف کھینچ لوں اور سلطان شفائے کامل پاوے وہ یہ اُغنیہ بلکہ عزیز جان کر اسے  
 سلطان کے پاس لے گئے جوگی نے دیکھ کر یہ بات کہی کہ بادشاہ کا مرض نہایت سخت ہے مجھے مع ایک  
 شاگرد بیان چھوڑ کر تم چلے جاؤ تو میں علم کے زور سے بادشاہ کی بیماری اپنی طرف کھینچوں اُنہوں نے اُسے  
 مع شاگرد بادشاہ کے پاس چھوڑا اور جوگی ساتھ اس صنعت کے کرتھتا تھا اپنی روح سلطان کے  
 قالب میں در لایا اور سلطان کی روح اپنے بدن میں منتقل کی اور شاگرد سے یہ بات کہی کہ میرے قالب  
 کو اُس پر لیغے میرے مقام میں لیجا کر اس کی محافظت میں مصروف رہ کہ کتا یا بلی یا در کوئی جانور زندہ  
 مجھے صدمہ نہ پہنچاوے تو میں روح سلطان کی صحیح اور تندرست کر کے اپنی حالتِ اصلی پر آؤں غرض کہ  
 شاگرد اُس جوگی کے بدن کو کہ ضعف اور ناتوانی کی شدت اور غلبہ سے بحس دھرت تھا حجرے  
 سے نکال لایا اور دراز سے کہا کہ میرے استاد نے سلطان کی بیماری اپنے اوپر لی اور میں اس کا بدن  
 معالجہ کے واسطے لے جاتا ہوں اور تم سب صاحب اپنے مالک کو دیکھو ارکانِ دولت جب حجبہ  
 میں آئے سلطان کو صحیح اور تندرست پایا صوب جیران ہوئے اور اُسکے شکر یہ میں چند روز جشن کیا اور صدقے  
 اور نذرین آدیوں کو دین اور بعد اس قضیہ کے سلطان تادمت مدید زندہ رہا لیکن ارباب دانش نقل  
 روح کے قائل نہیں اور کہتے ہیں کہ نقل روح ایک بدن سے دوسرے بدن میں ہرگز نہیں ہوتی  
 اور مولف اس کتاب یسے محمد قاسم فرشتہ کا یہ قول ہے کہ جو جوگی ریاضت کش اور صامب کشف و کرامات  
 اور استجاب الدعوات ہوتے ہیں جس شخص پر کہ نظر التفات مبذول رکھتے ہیں اُس کے مرض کو بطریق  
 نقل مرض اپنی طرف کھینچ لیتے ہیں یعنی نقل مرض اپنے بدن پر کرتے ہیں نہ نقل روح یا اُن کی دعا کی  
 تاثیر سے وہ مرض یا وہ شجر جو اُن کے مطلوب اور محبوب کو عارض ہوتی ہے نقل کرتی ہے اور وہ مریض  
 اُس بلا سے نجات پاتا ہے جیسا کہ رشحات میں جو ملا علی بن ملاحسین کاشفی کی تالیف ہے اور اُس میں مشائخ  
 نقشبندیہ کے حالات تحریر ہیں لکھا ہے کہ ایک پیر بزرگوار خاندان حضرت خواجہ محمد حسن پارسا  
 قدس اللہ سرہ العزیز سے بہ نیت سفر ہزار پر سوار ہو کر سبزوار میں پہنچے اور چند روز وہاں  
 قیام کیا اور طالبانِ صادق اور مستعدانِ واثق اس بلدہ کے آنحضرت کو غنیمت جان کر اُن کی  
 صحبت میں حاضر ہوتے تھے از انجملہ ایک اُس شہر کے بزرگوں میں سے کہ ساداتِ عظام سے  
 تھے اُنہوں نے آنحضرت سے نہایت درجہ محبت اور اتحاد ہم پہنچایا اور جب وہ بزرگوار چند روز  
 آنحضرت کی صحبت میں نہ پہنچے اُن کے ایک آشنا سے پوچھا کہ کیا سبب ہے چند روز سے وہ سید  
 میرے پاس تشریف نہیں لاتے اس نے جواب دیا کہ دانتوں کے درد کی شدت سے اُن کا منہ  
 درم کر آیا ہے اور تپِ محرق میں گرفتار اور درد کی شدت سے نالان اور سقراط ہی شیخ نے فرمایا کہ وہ  
 جوان قابل ہے میں اُس کی عیادت کو جاؤں گا جب ہمراہ جوان کے اس کے بالین پر تشریف لے گئے

کیا تھا اور رسوم نام ایک کشمیری حور مان کشمیر میں تشرکتا تھا اور علوم ہندی میں مرد تھا اس نے رتن حرب نام کتاب حالات سلطان کے زمان میں مشروطاً تصنیف کی اور سی ہودی مت جوتا ہماہ مردوسی طوسی کا آثار سے احکام تک یاد رکھتا تھا اس نے رین نام ایک کتاب علم موسیقی میں شاہ کے نام سے تالیف کر کے بادشاہ کے مصور پڑھی اور اس کے صلیب میں لکھا رہتا ہے خسروانہ سے سر فرار ہوا اور شاہ جمع لغات عاری اور ہندی اور متنی وغیرہ میں ہدایت درجہ ہمارت رکھتا تھا اور ہر ایک بولی میں کلام کرنا تھا ہان تک کر اکثر کتب عربی اور فارسی کو ہندی میں ترجمہ کیا تھا اھ کتاب راج ترکی کہ مراد شاہان کشمیر کی تاریخ سے ہے اس کے بعد میں تصنیف ہوئی اور محمد اکبر بادشاہ کے زمانہ میں ہماہارت کا ترجمہ خود عمارت تھا دو مارہ عمارت صحیح ہیں ہوا اور تاریخ کشمیر کو سی ہودی میں ترجمہ کیا اور حوادشاہ کرین العادیں کے مہمصر نے اس کی حویون کا تشریح سن کر اپنا استقبالی ملاقات الہا کر کے تھے خصوصاً حاقان بعد انوسید شاہ نے حراسان سے گھوڑے تازی شائستہ لہر چرما ہر ہاد وادٹ توی بیکل اس کے واسطے ہر یہ بھی بادشاہ اس امر سے ہدایت مخطوط ہوا اور اس کے مقابلہ میں گو من رعظان کی اور کاہ کشمیری حمہ اور شک اور عطر اور گلاب اور سر کر اور دوشلے حوب اور لوبو کے طروب اور کشمیر کے اور بھی اشیاں لعلہ اور مار حاقان سعد کی خدمت میں ارسال وائے اور ماحہ تحت سرور نے کہ ایک جوش شور ہو اور اس کا بانی کھی نعم اور حبل بین قول کرنا ہو وہاں کے دو حاور کیا کر لہجہ اس نام رکھتے تھے اور ہدایت مخطوط اور عہد تھے سلطان رن العادیں کے واسطے بھی سلطان شخصین ویکر ہدایت خوش ہوا اور عاصیت ان حانور دن کی یہ بھی کہ دو حو کو بانی میں مخلوط کر کے حہ ان کے رور در کھو وہ ایسی مختار سیچے چرخ سے شیر کے احرا یانی کے احرا سے حد کر کے دس کر لے تھے اب حاص مانی رہتا تھا شاہ نے یہ اوصاف دہ کر کے نقین حاناکہ جو کچھ انکی حاصت سے تھے سچ ہو اور شاہ نے آثار شاہی سے حیا کہ مذکور ہوا ہے کھانی محمد حان کو وکیل مطلق اور ولید مستقل کیا تھا ح محمد حان نے واد ہائی اس کے فرور مجید کو حاشین چر کیا اور واد ہات ملکی کا اسے اختیار دیا اور مسعود اور شیر ہو اسے دو کو کہ کو کہ دونوں را دشتی اور سلطان کے کو کا تھے ان کا سمت اختیار کرتا تھا اور انھوں نے آس میں خصوصیت کی ہوشیرو نے اسے ٹرے کھانی مسعود کو ہاک کیا اور شاہ نے اس کے قصاص میں شہر دیکھی رمدہ ر جھوٹ اور سلطان کے تین فرور مدتے آدم غان کہ سب سے بڑا تھا مہکن بادشاہ کی نظر میں ہیشہ دلیل اور حوار رہتا تھا اور حاجی حان مھلے سے ٹک ہدایت دوست رکھتا تھا اور ہرام حان چھوٹے فرور کو حاکم مسعود دی تھی اور ایک شخص ملا وریام کو ہانچی گری کے ساحل سے کا کر دیا حان خطاب سے کہ سرور کر کیا اور مہج کار و مار ملک اس کے سپرد کر کے حاطر معیش میں مشغول ہو اور اس رور کہ تیر دو کو کلے اس عالم سے کچ کیا سلطان نے کہ در کشمیری اشتر حان کہ چار ہوشیرو ملا موتا ہو اس کی رور کی ترویج کے واسطے اطفال کو حیرات کیا اور یہ بھی روایت ہو کہ اس عہد میں شاہ رین العادیں کو ایسی سیاری صحت ماحص ہوئی کہ زندگی سے مایوس تھا تعداد انھیں دنوں میں ایک

اپنے مکان میں جا تو جاہلین کہ تو اس خون کی تمہت سے پاک ہو وہ سراپا گر میان فکر میں لے گئی اور بعد تامل کے یہ جواب دیا کہ اگر مجھے ہلاک کیجئے ہزار مرتبہ بہتر اس زہر گدگانی سے ہے کہ یہ امر کمال بے شرمی اور بیجائی کا مجھ سے مشاہدہ کیا جاوے مجھے تمہت خون کی کیا کم ہے جو اس امر زشت پر قیام کروں یہ جواب سنکر سلطان نے میرے کو جس نے خون کی تمہت لگائی تھی اُسے تنہا طلب کر کے پوچھا کہ سچ کہ اس رٹ کے کو کس نے قتل کیا ہے عورت نے کہا کہ اگر یہ میری سوت اس رٹ کے کی قاتل نہ ہو مجھے بچائے اُسکے مقتول کیجئے سلطان نے کہا اگر تو اس دعویٰ میں سچی ہو اہل مجلس کے رو برو برہنہ ہو وہ بھی فوراً اس امر پر راضی ہوئی اور بیجائی سے ازار بند کھول کر بہنہ ہونے پر تھی کہ سلطان اس امر سے مانع ہوا اور فرمایا کہ یہ کام اسی بے حیا کا ہے اپنی سوت کے نکالتے کے واسطے اسے اپنے تخت دل کو قتل کیا اور تمہت اُسپر رکھی فرمایا کہ چند تازیانہ مار دو جب مار پڑنے لگی وہ اپنے فضل رشت کی مقرر ہوئی اور سلطان کو یقین ہوا کہ اس لعل بیچارہ کی بی قاتل ہے حکم اسکے قتل کا صادر فرمایا اور سلطان کی جلد عادات سے ایک عادت یہ تھی کہ چور کے قتل کا حکم نافذ نہ فرماتا تھا بلکہ جس مقام پر چور گرفتار ہوتا تھا حکم تھا کہ زنجیر اُس کے پاؤں میں ڈال کر قید کر دو اور اس سے ہر روز رشت لہو یعنی عمارت کی تعمیر کے واسطے پتھر اور مٹی اٹھواؤ اور مراحم قلبی سے آدمیوں کو شکار کی ممانعت کی تھی کہ جانور مارے نہ جاوے اور ماورے مصنان میں سلطان گوشت نہ کھاتا تھا غرض کہ جب آواز اس کے جو دو احسان کا عالم میں منتشر ہوا منغی اور ساز نہ کہ علم موسیقی میں اپنے وقت کے نایک تھے اطراف و جوانب سے اس قدر کشمیر میں آئے کہ کشمیر کی کثرت سے رشک فرنگ ہوا اور ملا عودی شاگرد و عبد القادر کا جو صاحب تصانیف مشہور ہے خراسان سے سلطان کے پاس آیا اور جو دایسا بجایا کہ سلطان کو پسند آیا اور محفوظ ہو کر اسکے حال پر گزارش فرمائی اور افغان سے مالا مال کیا اور ملا جمیل تخلص بجا علی جو شعر گوئی اور خوش خوانی میں اپنا ثانی نہ رکھتا تھا مجلس سلطان میں حاضر ہو کر اس خوش الحانی سے غزلیں اور معرفتیں گاتا تھا کہ سلطان کو حالت وجد میں کبھی رقت تمام حاصل ہوتی تھی اور گاہے نہایت خوش ہوتا تھا اس سبب سے ہر سال ملا جمیل کو اس قدر زہر خطر دیتا تھا کہ اُس کی شرح کا مقدمہ زمین ہوا اور ملا جمیل کے نقش اور آثار سلطان کے ذکر جمیل کے مانند اس زمانہ تک کشمیر میں مشہور ہیں اور سلطان کے عہد میں حبیب نام ایک آتش باز پیدا ہوا کہ چشم زمانہ نے عینک مہر و ماہ سے اس سے پیشتر مشاہدہ نہ کیا تھا اس نے فن آتش بازی میں ایسی ایجاد اور اختراعات کی تھی کہ لوگ حیران رہ پڑتے تھے اور کشمیر میں تنگ اُس نے پیدا کی اور بادشاہ کے سامنے دو این تیار کیں اور دیگر ہندو کھلائے اور آدمیوں کو تعلیم دی اور وہ آتش بازی کے سوا جمیع علوم میں فائق تھا اور سلطان کی مجلس اہل نغمہ دار باب طرب سے کہ حسن صورت اور قوالی اور خوش آوازی میں یکساں روزگار تھے اور حرکات و سکنات میں جہان میں اپنا نظیر نہ رکھتے تھے رشک بہشت تھی اور ناخن والے اور نٹ اُس کے زمانہ میں پیدا ہوئے اور سب سے گریے اُن میں ایسی ہشت گاہ رکھتے تھے کہ ایک نقش کو بارہ مقام یعنی بارہ پردہ میں ادا کرتے تھے اور سلطان نے اہل طرب کے

چو گئے تھے اور کوئی عالم اسلام ان راز تراویح کے صلب پر ڈھکوا کی قدرت نہ رکھتا تھا اور سلطان نے  
 کوہ بلوچ کے قرب ایک سرلاکر یا شہر باکیا حکمران کی بیوی کی بیوی اور علاوہ اس کے اور بھی شہر آباد  
 کیے تھے اور کالیہر وغیرہ میں پانی و در سے لاکر بہرین تیار کی تھیں اور پل مادے تھے اور رراحت کی تکبیر  
 کی تانکد و تانما تھا اور ان مواقع میں کپڑے لے اپنی حالت خاص سے آبادی کی بھی علماء اور فضلا اور عوام کو آباد کیا تھا تاکہ  
 مسافروں کو طعام دے تے جن اور جو کچھ تھا جو کھو بعد حصص درکار ہوا اس موقع کی جس سے صرف کرتے  
 رہیں اور ملک تکبیر میں کوئی زمین نہ تھی و رراحت ماتی نہ رہی مگر وہ مقام کہ جس کی حشر شاہ کو نہ پہونچی تھی آت  
 رہا اور سلطان نے ارادہ کیا کہ جو دربارک میں حاصل دربار کے مشاہدہ ہوتا ہے اور حکام اس واقعے اس کا  
 مسعود نہ کیا ہے اس کے درمیان ایک عمارت عالی شان سازے پھر اس رمارہ کے ناموں کو لاکر مشورہ کیا چاہے  
 بعد تامل اور تفکر کے سب کی مدد سے یہ اتفاق کیا کہ چند کوٹھیاں جو کچھ چولی ڈاکو تھیں پھر سے برک کے پانی  
 میں حرق کریں اور جب وہ تھرا پانی سے ملے پھر وہ اس پر عمارت سا دین جب اس کا کیا وہ کوٹھیاں نکلیں پانی  
 سے چند گز بلند ہو جس سلطان نے اس مقام میں عمارت عالی سعی مساعدا اور سادل اور مارغ تعمیر فرمائے  
 اور اس کا نام رہیں لٹکار رکھا اور فی الواقع وہ عمارت اس چولی کے ساتھ تیار ہوئی کہ شاید تمام عالم میں  
 کہیں اس کا نظیر نہ ہو اور شاہ نے چند مواقع اس مقام کے مصارف کے واسطے وقف کیے اور سلطان  
 اس دیناے عالی سے ایسا ادارتہ اور آراو تھا کہ جو اس حشمت و شوکت کے ہرگز اسباب سلطنت  
 سے تعلق نہ رکھتا تھا اور غرض ان کی درباری کا اسے مطلق خیال و شوق نہ تھا اور سلطان زمین العادیں کے  
 حمد میں ملا محمد رام ایک شاعر و اقتصد پیدا ہوا کہ ایک خط میں مجلس میں ٹھکر جس عمارت قایمہ میں کہ چاہتا تھا  
 نے الدبیہ اشعار پر مضمون صلیا کیا تھا اور جس مسئلہ مشکل کو پوچھتے تھے مسیوقت جواب دیتا تھا اور سلطان  
 اس کی تعلیم اور معیہ علماء کی تعلیم میں نصیر نہ کرتا تھا اور کثرت تھا کہ یہ درگوار ہارے مرشد اور قلیل جن اور بھون  
 نے بہن صلالت سے خیال کرنا تھا کہ ہر قسم کے ہر کچھ اور شکل کو جو عاقلوں نے حل ہوئے تھے سلطان اس کا  
 اور کثرت تھا کہ ہر ماہ اور عورت جن اور کسی فرقہ کے عیب کو مشاہدہ کرتا تھا اس کے ہر کار جو یا سمجھ  
 اور دراست اور عقل کا ایسا تر تھا کہ ہر قسم کے قصیدہ اور شکل کو جو عاقلوں نے حل ہوئے تھے سلطان اس کا  
 دم بھر میں بیصلہ و احمی کرتا تھا چنانچہ ایسے مقدموں سے ایک مقدمہ یہ ہے کہ اس کے عہد میں ایک  
 عورت اپنی موت سے عداوت طلبی رکھتی تھی اور اسے کسی جیل سے منع نہ کر سکتی تھی ایک رات کو اس  
 نے وقوف نے اپنے چوٹے سے کو ہلاک کیا اور صبح کو اس کے حلق کی تحت اس پر کر کے بادشاہ کے پاس  
 دادواہ ہوئی سلطان نے اس مقدمہ کو سمیعوں کے سپرد کیا اور جب وہ اس معاملہ کی سمیعیں سے حاضر  
 ہوئے سلطان نے اول اس عورت کو جو مہتمم تھی حلویت میں طلب کر کے اس سے پوچھا کہ اگر فی الواقع تو نے  
 اس لڑکے کو ہلاک کیا ہے مجھے سچ کہو میں تجھے معاف کر دوں اور جو دروغ کیلگی تیرے قتل کا حکم جاری کر دیتا ہوں  
 جواب دیا کہ اب جو چاہوں فرمائیں حدیثا میں اس لڑکے کے قتل ہونے سے ہرگز ناقتیت نہیں رکھتی سلطان  
 نے جواب دیا کہ اگر یہ سچ ہے تو اس دربار میں مادہ و درہم ہو کر حصار کے حصور

تقریب کے سبب انکی تمام قلمرو میں چوری موقوف ہوئی اور وہ بدرسمین جو سیہ بت سے باقی رہی تھیں یکفلم دفع کیں اور  
 نرخ نویسی اسکے زمانہ میں جاری ہوئی تھی سلاطین سابق کے عہد میں نہ تھی اور دستور العمل لینے قواعد اور  
 ضوابط انحراف اپنے تختہ تائیں مسمیٰ پر کندہ کر کے ہر ایک شہر اور موضع میں آویزان کیے تھے بیان تک کہ مرموم  
 ظلم ولایت کشمیر سے دفع کی اور منقول ہجو کہ اُس نے تابنے کے پیروں پر لکھا تھا کہ جو شخص آدے اور ساتھ اس  
 دستور کے کام نہ کرے خدا کی لعنت میں گرفتار ہو اور سلطان نے لمبات کیواسطے سر ہی بخت کو جو طلبیہ خانق  
 تھا تربیت کی اور اُس کے التماس کے موافق برہمنوں کو کہ سلطان سکندر کے زمانہ میں سیہ بت کے خون سے  
 نکل گئے تھے ولایات دور دورہ سے طلب کر کے جاگیر لکے واسطے مقرر کی اور ہندو کے معابد پر پخت  
 تعین کر کے جزیہ کا لایا ہوا اور گاؤں کشتی بھی موقوف کی اور برہمنوں اور تمام ہندوؤں کو طلب کر کے اُسے عہد لیا  
 کہ دروغ نہ کہیں جو کچھ کتب ہندوی میں تحریر ہو اُس سے خلاف نہ کریں اور باب کفر کی تمام عادات میں اور زمین جو  
 شاہ سکندر کے عہد میں برطرف اور معدوم ہوئی تھیں مثل قشقہ کھینچا اور جلانا عورت کا ہمراہ شوہر کے سلطان  
 زمین العابدین نے سب کو از سر نو زندہ کیا نذر اور بھینٹ اور جرمانہ وغیرہ جو عامل اور تحصیلدار رعایا سے  
 لیتے تھے موقوف کی اور حکم عام کیا کہ سوداگر جو متاع کو ولایتوں سے لاتے ہیں اپنے مکان میں پوشیدہ  
 نہ کریں ساتھ اُس قیمت کے کہ خرید کی ہو نفع قلیل پر بیچتے رہیں اور بیع اور شرائین غبن ناحش روا  
 نہ کریں اور سلطان نے تمام قیدیوں کو کہ سلاطین سابق کے عہد میں مقید ہوئے تھے سب کو یکفلم آزاد کیا  
 اور اُس کے ضوابط سے ایک یہ ہجو کہ جس ولایت کو فتح کرتا تھا خزانہ اسکا فوج پر تقسیم فرماتا تھا اور اپنے  
 پایہ تخت کے دستور کے مطابق خراج اُس ملک کی رعایا پر مقرر کرتا تھا اور سرکشوں اور شکر دن کو گوشمالی  
 دیتا تھا اور مرتبہ اعلیٰ سے ادنیٰ درجہ پر پہنچاتا تھا فقیروں اور ضعیفوں کو لوزا زش کر کے درجہ اوسط میں نگاہ  
 رکھتا تھا تاکہ نہ تو زیادہ تو انگری سے بغاوت کریں اور نہ افلاس سے گدے مطلق ہوں اور پار سائی اُس  
 کی اس درجہ تھی کہ عورت بیگانہ کو اپنی مان اور بہن کی جگہ تصور کرتا تھا اور کسی صورت روا نہ رکھتا تھا  
 کہ میری نظر نامحرم کے منہ یا مال غیر پر بنظر خیانت و طبع پڑے اور اس جرمانہ کے سبب کہ رعایا پر  
 رکھتا تھا اگر اور جریب جو ہمیشہ سے تھی اُسے زیادہ کیا اور شاہ کی وجہ خرچ خاصہ اس زر کے حاصل  
 سے تھی جو تابنے کی کان سے پیدا ہوتا تھا اور مزدور اُس میں ہمیشہ کام کرتے تھے لینے تا بیکانہ کھاتے تھے  
 اور جو شاہ سکندر کے عہد میں چاندی اور سونے وغیرہ کے بتوں کو توڑ کر دار الضرب میں مسکوک کیا تھا وہ  
 سونا کچھ کھٹا تھا سلطان نے حکم فرمایا کہ مس خالص کو جو اس کان سے حاصل ہوا ہر ٹکسال میں بھیج کر مسکوک  
 کریں اور سلطان جس شخص پر غضبناک ہوتا تھا لازم نہ تھا کہ اُسے سزا پہنچا دے لینے اُسکو قید میں جو کچھ بدی کہہ دیتا  
 وہی واقع ہو جاتی اور وہ جس کسی سے ناخوش رہتا تھا اُسے اپنی ولایت کے حدود سے نکال دیتا تھا اور وہ  
 نہ جانتا تھا کہ بادشاہ مجھ پر غضبناک ہو بلکہ راضی جاتا تھا اور اس ضمن میں کام ہو جاتا تھا اور لوگ اس کے عہد میں  
 ساتھ جس ملت کے چاہتے تھے رہتے تھے اور کوئی از روئے تعصب لینے دین کی حمایت سے دوسرے کا  
 متعرض نہ ہوتا تھا اور برہمن اور ہندو جو سلطان سکندر کے عہد میں مسلمان ہوئے تھے اُس کے عہد میں مرتد

اُس کے کندھے بھائی شاہی خان کو جو مہاراجہ تھوڑی سی مدت میں نے بطور تھا امور سلطنت کا سب سے  
 کیا اور وہ مجمع ہمارے شاہی کو احکام دیکر ایسے بھائی کو آئندہ رکھتا تھا اور جب علی شاہ کو جان کی سیر کا  
 ستون دیکھ کر بھلا اور کشمیر سے سر کرنے کا ارادہ کیا اُس وقت شاہی خان کو اپنا حاشیشین کر کے اپنے  
 بھائی محمد خان کو بھی اطاعت اور فرمانبرداری کی نصیحت دوائی اور رحمت کے واسطے راجہ جوں کے  
 پس چلی شاہ کا حشر تھا گیا اور بھلا اور راجہ راجہ راجہ نے اُسے شہر شاہی خان کے ولیدہ کرنے اور ترک  
 شاہی کے سب سرورش کر کے پشپاں سما اور جو حاشیے تھے کہ بیدار اور راحت سلطنت مسترد  
 ہوگی راجہ جوں کا راجہ راجہ راجہ مع لشکر کشمیر سلطان علی شاہ کے ہمارے معاون ہو کر کشمیر کی طرف روانہ  
 ہوئے اور اُس حملہ کو شاہی خان کے تصرف سے رادہ کر کے دوبارہ علی شاہ کے قصہ میں لائے  
 شاہی خان کشمیر سے راجہ ہو کر سیالکوٹ کی سمت گیا اور انھیں دنوں میں حضرت تیما لکھنے سے قید میں  
 کی قید سے بھاگ کر پنجاب میں سلطان تمام پیدا کیا تھا شاہی خان اس کے پاس آیا اور راجہ لانا اور سلطان  
 علی شاہ نے مع لشکر سیکر ان کشمیر سے راجہ ہو کر حضرت اور شاہی خان کا اتفاق کیا اور انھوں نے  
 اس کی مات اور تفرقہ افروختگی سے واقف ہو کر اسی دن پہاڑوں کے درمیان میں مصروف جنگ  
 آراستہ کین اور علی شاہ کو شکست دی اور ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ علی شاہ رمدہ حضرت کے  
 ہاتھ لگا اور ایک روایت یہ ہے کہ وہ شکست کھا کر بھاگا اور شاہی خان نے اُس کا تعاقب کر کے ولایت  
 سے باہر کیا اور جو تختہ سلطنت میں حاکم رام سلطنت قصہ میں لایا اور کشمیر کی حلقہ کے حواہاں اُس  
 کی نئی محوطہ اور خوش حال ہوئی اور تادیب کے تعارضے کئے علی علی شاہ کی مدت سلطنت چھ سال  
 اور نو ماہ تھی اور یہ واقعہ سن ۸۲۳ھ سو چھپیس ہجری میں واقع ہوا تھا

## ذکر سلطان زین العابدین کی سلطنت کا

حاشیہ خان کشمیر میں بجائے راجہ راجہ کشمیر ہوا اپنا خطاب سلطان زین العابدین دیکھ کر اوج بہتر  
 مسرت کے ہمراہ کی تو اس کی مدد کے واسطے حاکم ولایت دہلی اور پنجاب کو تسخیر کر کے اگر حضرت شہنشاہ  
 سے راجہ رہی نہ کر سکتا تھا لیکن سلطان کے لشکر کی قوت اور طاقت سے تمام پنجاب و دیر و پرتصرف ہوا  
 اور سلطان نے قصد جاگیر کی لاکر کے شکوت پر بھیجا اور اُس ولایت کو روڑہ تیر لیا اور اکثر ولایات کو جو  
 آج کتبہ کے کنارے نئی حجاب اور ویران کر کے اُس کے راستہ میں قتل کیا اور اپنے بھائی بھوجان  
 کو صاحب مستورہ کر کے ہمارے خدوئی و کلی ساتھ اُس کے راجہ کیس اور جو قصا نامتھیں اور جو عیال کرنا  
 تھا اور مجمع فریق کے آدمیوں سے محبت رکھتا تھا اور جو حکم و علوم و مہارت تحصیل کر چکا تھا ہتھ بٹکی مجلس کے مراد  
 سے کردا تھا اور ہندو اور مسلمان سے معور رہتی تھی اور علوم و موسیقی میں بھی خوب طاق تھا اور اکثر اوقات اُس  
 کی بہت ولایت کی آوازیں اور راجہ کی تیسرا ہر دن کے حواہاں مصروف رہتی تھی اور حکم عام نادر  
 کتا تھا کہ تمام ولایات میں جس شخص کا مال چوری حواسے ویدار اس موقع کے تاوان دیوین جیسا کہ

کیے اذاجملہ ایک تیکڑہ بڑا کہ باغ بھر آرائین تھا اور اسے ساتھ ہما دیو کے منسوب کرتے تھے سلطان کے حکم سے کھودنا شروع کیا اور ہر چند اس کی تہ کھودی اور پانی تک پہنچائی اُسکی انتہا نہ پائی اور مقدار لینے پیشوا سب بتوں کا کہ جگہ پوٹھا اُسے بھی شکستہ کیا اور عمارت و بستر توڑنے کے وقت شعلہاے عظیم آتشیں اس مقام سے پیدا ہوتے تھے سلطان اور ارکان دولت دیکھتے تھے اور کفار اُسے اپنے معبودان باطل کی کرامات پر گمان کر کے جو کچھ چاہتے تھے کہتے تھے لیکن جو سلطان بتوں کے توڑنے میں سجد تھا اُن شعلوں کو طلسم اور شل اُسکے جانتا تھا اُسکے توڑنے سے ہاتھ نہ کھینچا یہاں تک کہ اُس سے ایک نشان بانی نہ رہا اور اُسی طرح کے کشمیر میں راجہ لاما ویتا نے ظہور اسلام سے پیشتر ایک دیوہرہ نہایت عظیم نشان اور مستحکم ترس پور میں تیار کیا تھا اور پنج میوں سے پوچھا تھا کہ یہ دیوہرہ کب تک قائم رہیگا اور کس طور سے ویران ہوگا پنج میوں نے اوصناع فلکی کو مشاہدہ کر کے جواب دیا کہ اس تاریخ سے جب ایک ہزار اور ایک سو سال گزرے گئے سکندر نام ایک بادشاہ اس بجائے کو خراب اور ویران کر گیا اور یہ دورہ عطار دکا ہر وہ بادشاہ عطار دکی مورت کو اپنے ہاتھ سے فوراً توڑ بیگا لکھنا دت نے فرمایا کہ یہ مضمون ایک تانبے کے تیر پر کندہ کر کے ایک صندوق سی میں رکھ کر اس عمارت کی بنیاد میں دفن کرو چنانچہ اس عمارت کے کھونے میں وہ لوح برآمد ہوئی اور مضمون لکھا ہوا حرف بحرف معلوم ہوا سلطان نے فرمایا کاشکے وہ لوگ یہ نوشتہ اس عمارت کی دیوار پر نصب کرتے تو میں بعد اظلاعیابی اُن بنجان کا فکر حکم کر خلاف اُس عمارت کو سمارنکر تا پھر سلطان سکندر را در تاجانوں کو جنگی عمارت نہایت عمدہ اور رفیع تھی خراب کر کے بت شکن مشہور ہوا اور سلطان کے احکام حسنہ سے یہ دو حکم ہیں کہ اُس کے قلمرو میں شراب نہ بکھی تھی اور اُسکی ولایت سے کسی شخص ہندو خواہ مسلمان سے تنغا نہ لیتے تھے اور آخر عمر میں سلطان تپ مرق میں مبتلا ہوا اور اپنے تینوں فرزندوں کو کہ جنکا نام میرخان اور شاہی خان اور میرخان تھا اپنے پاس بلا کر لائے کان نصیحت کے گوہر روشن سے فرین کر کے اتحاد اور وفاق کے بارہ میں وصیت فرمائی اور اپنے بڑے بیٹے میرخان کو خطاب علی شاہ ویکر سلطنت اُسکے تفویض کی اور

۸۱۹ء آٹھ سو انیس ہجری میں فوت ہوا دت اُس کی سلطنت کی پانچ سال تھی

### ذکر سلطان علی شاہ بن سکندر شاہ بت شکن کی حکومت اور فرمانروائی کا

سلطان علی شاہ اپنے باپ کے انتقال کے بعد کشمیر کے سرپرست جلوہ گر ہوا اور ہر چند خرد سال تھا لیکن جو سلطان سکندر کی نہایت اور صلاحیت لوگوں کے دل میں جاگزین تھی اُسکے حلیہ اطاعت سے قدم باہر نہ کیا اور اُس نے آغاز سلطنت میں جمیع مہات ملکی سیہ بت سے جو وزیر سکندر شاہ تھا رجوع کیے اور اُس نے چار برس کے عرصہ میں مسند وزارت پر بیٹھ کر بایا پر قسم قسم کے ظلم سکندر شاہ کے زمانہ کے موافق ہندوؤں اور اپنے ہتھوں پر کہ مراد بہنوں سے ہر جائز رکے جو شخص مسلمان نہوا اُسے تیغ برید سے قتل کیے زمین اُسکے خون سے رنگین کی جیسا کہ عرصہ قلیل میں اُس گروہ سے کشمیر میں ایک نشان نہایا تو مسلمان ہو گئے یا ولایت سے نکل گئے ناگاہ سیہ بت تپ وق میں گرفتار ہو کر فوت ہوا سلطان علی شاہ نے



سے مشرف ہوئے حبیب حکم سلطان سکندر کو پہنچا بیٹیکست بہت دیر ہو کر گئے سامان ملازمت درست کیا حبیب سا کہ صاحب قرآن سولہ گ کے راستہ سے پنجاب کی سمت فارم ہو بیٹیکست بہت ہمراہ لے کر صاحب قرآن کی ملازمت کے واسطے متوجہ ہوا اور تارے راہ میں سا کہ لے کر امر اور ورور لہا صاحب قرآن لے کر کہا کہ سلطان سکندر کو لائق ہو کر زمین ہر اور گھوڑے اور ایک لاکھ انشرفی ملائی بیٹیکست لاوے شاہ سکندر یہ خبر سکر بہایت پریشان ہوا اور درما کے راستہ سے معاودت کر کے عرض داشت صاحب قرآن کی ملازمت میں اس معنوں کی پہنچی کہ جو بیٹیکست مدکان حضرت کے لائق ہم بین پہنچی ہو کتریں لے اس سبب سے جبر و روقف کیا تو بیٹیکست ملائی ہم پہنچا کہ مندی کے واسطے متوجہ ہوئے حبیب انصہر عرصہ داشت کے معنوں سے مطلع ہوئے تھے کہ یہ درامین سے کسی نے اعتدال بیٹیکست لے کے واسطے کہا ہے چین چیم مائی کی اور حواہ سکندر کے ایجنون برہایت دواہن فرما لکشاہ کیا کہ یہ امر درما سے ماستول نے کہا اس کا کچھ خیال نہ کرے اور ناظیدان تمام ملازمت کے واسطے متوجہ ہوئے حبیب شاہ سکندر کے کشمیر میں پہنچے امیر تمور صاحب قرآن سے جو کچھ صاحب قرآن کیا سلطان سکندر یہ نوید سکر بہایت بخلا اور خوشحال ہوا اور حواہ سامان سفر دہشت کر کے کشمیر سے مراد ہوا لیکن جس وقت کہ سکندر تہا قصہ مارمولہ میں پہنچا سا کہ صاحب قرآن آب سدہ سے عبور کر کے قہجیل تمام متوجہ سفر قند ہوئے اس واسطے مع عربیت کر کے ایجنون کو بیٹیکست سیار انصہر کی ملازمت میں بھیجا اور خود کشمیر کی سمت مراجعت کی اور سلطان سکندر بہایت سعی اور جواد تھا چاہا جس کی سخاوت کا شہرہ سکر دانشمند عراق اور حواسان اور بادرا را لکھر کے اس کی ملازمت کے واسطے حاضر ہوئے اور علم و فصل اور اسلام سے ملک کشمیر میں درجہ بہایت رواج پایا حواہ کشمیر حواسان و عراق کا نوہ لکھ اس سے بھی دوا ہوا اور تہا تمام جماعت علما سے عید محمد عالم کو جوابے ذابہ کے فرد تھے تعظیم بہت کرنا تھا اور آداب دین یعنی علم سے سیکھنا تھا اور شاہ نے ایک برہمن سیت نام کو جو مسلمان ہوا تھا اس سے دربار اور راکر کے امور دیوی میں اپنا مستعمل کیا دو سیت طالع اور حید کی رکت کے سبب اس مرتبہ پر ہو چکر ہووے کے آرا اور ایدار مالی من ست کو شش کرتا تھا جہاں تک کہ سلطان نے اس کے گئے سے حکم فرمایا کہ تمام برہمن اور ہود کے تمام دانشمند مسلمان ہو عادیں اور جو شخص کہ مسلمان نہ ہووے کشمیر سے نکل جاوے اور متفقہ لینے دیکھا پستانی یہ کھینچے اور عورت سنی کو تنوہر کے ہمراہ برہمن اور سونے اور چاندی کے تنوں کو دار العصب لینے نکال میں گلا کر در مسکوک سادہن میں سب سے نعمت اور مصیبت بہت اس ولایت کے ہمد و دن کو کہ اکثر برہمن تھے بیوٹی اور مستعد سے برہمنوں نے اس پر سلمانی اور حواہ طوطی اس ہتر سے متاق اور دواہنچی اپنے جین ہلاک کیا اور لے لے حواہ ملن ہکر دوسری ولایت کی طرف گئے اور لے لے براہم سلطان اور اس کے وریر کے خوف دہر اس سے انکار و سلمانی لطیف رصہ تفسیر کر کے کشمیر میں رہے اور سلطان نے تمام بہت تنوں اور تنالون کے توڑے اور سارگرنے رصہ و کی ادراک میں کے اکثر شکد حواہ ویران

ہوا ہوگا کس واسطے کہ چالیس روز میں تعمیر ہونا ایسی خانقاہ معلیٰ اور غالی شان کا استبعاد اور صعوبت سے خالی نہیں واللہ اعلم بالصواب

## بیان سلطان سکندر بت شکن کے حالات کا

ناظرین تبرکین پر واضح ہو کہ نام اصلی اُس کا آشکار ہوا ہے اور یہ اپنے باپ کے بعد اپنی والدہ کی صلاح سے کہ سورہ نام رکھتی تھی تخت سلطنت پر بیٹھا اور ارکان دولت اُس کے مطیع اور فرمانبردار ہوئے اور وہ تمام سلاطین کشمیر سے شوکت و عظمت اور کثرت افواج میں ممتاز ہوا اور دبہ اور رعب بہت رکھتا تھا اور سلطان سکندر کی مان اوائل حکومت میں دخل دہات ملکی میں کر کے اکثر امور کو بوجہ احسن انجام دیتی تھی اور جب مادر شفق نے اپنے داماد شاہ محمد نام سے آثار مخالفت کے مشاہدہ کیے اُسے اور اُس کی زوجہ یعنی اپنی بیٹی کو ہلاک کر دیا اور اسے مادری کہ امراء عظام کے سلک میں انتظام رکھتا تھا اور دہات شاہی کا اُس پر مدار تھا ہیبت خان یعنی شاہ سکندر کے بھائی کو زہر دے کر ہلاک کیا شاہ سکندر اس جرم عظیم کے صدور کے سبب اس سے نہایت رنجیدہ اور دفع کے فکر میں ہوا لیکن جو وہ کمال استقلال رکھتا تھا یکایک اُس کی سیاست اور تنبیہ سے متعذر تھا اور اسے مادری حقیقت حال سے واقف ہوا تو شاہ سے التماس کی کہ اگر حکم ہو بندہ بت کو چپک کو جو کشمیر کے قریب ہے لے آئے اور اس معروضہ سے عرض یہ تھی کہ آتش غضب سلطانی سے دور ہے اور شاہ نے اس امید پر کہ شاید اُس طرف جا کر لڑائی میں مارا جاوے تو گو ہر مقصود بے سعی ہاتھ آوے اُسے نصرت دی اور لے آئے مادری بت کو چپک پر فوج لے گیا اور اُس ولایت کو بتدیج تمام مسخر کیا اور بعد چند سے اپنے تصرف میں لایا پھر جمعیت تمام ہم ہو چکا کہ بغاوت پر کمر باندھی اُس وجہ سے خود بنفس نفیس سکندر شاہ لشکر جمع لاکر اس طرف متوجہ ہوا اور سرحد میں جنگ واقع ہوئی اُسے مادری بھاگا اور شاہ سکندر کے آدمیوں کے ہاتھ میں گرفتار ہوا اور شاہ نے اُسے قید کیا اور بعد ایک مدت کے قید کی مصیبت سے وہ بہ تنگ آیا اور زہر کھا کر مسموم ہوا اور شاہ سکندر نے فوج کو آراستہ کر کے بت اور اُس کے اطراف کو جیسا کہ چاہیے محافظت کی اور طمان دونوں میں امیر تیمور صاحبقران نے وقت غزیت تسخیر ہندوستان اپنے ایلچی کو مع دو فیل شاہ سکندر کے پاس بھیجا تھا اس سبب سے افتخار اور میلہات بہت کر کے عرض داشت امیر تیمور صاحبقران کی خدمت میں باستدعائے ملازمت ارسال رکھی اور اخلاص اور بندگی ظاہر کر کے عرض کی کہ جس مقام میں حکم ہو ملاقات کو حاضر ہوں اُس کے بعد ایلچیوں کو زرخیز و پیکر باغ و اعزاز و احترام خصص کیا اور وہ جب صاحبقران کی ملازمت میں مشرف ہوئے سلطان سے جو کچھ اخلاق اور رعایتیں مشاہدہ کی تھیں سب مبارک میں ہو چکا ہیں آنحضرت مقام عنایت میں ہوئے اور اُس کے واسطے خلعت زرد و زری اور گھوڑا مع ساز و ویاتق جمع بھیجا اور حکم فرمایا کہ جب رایات جلال آیتا مابدولت و اقبال دہلی سے پنجاب کی طرف مراجعت فرماوین اُس مقام میں ملازمت

اسے فرزند حسن خان کے اخراج سے یتیمان ہوا اور اسے دہلی سے طلب کیا چنانچہ حسن خان صاحب الملک  
 حرمک پہنچا تھا کہ سلطان شہاب الدین نے مرص الموت میں منتقل ہو کر قصا کی مدت اس کی  
 سلطنت کی میں سال تھی

## بیان سلطان قطب الدین کی سلطنت کا

جب سلطان شہاب الدین مرحوم دہلی کی طرف کے شہر مویشاں میں داخل ہوا تو اس کے سہائی ہمدان نے  
 تخت سلطنت پر کھن کیا اور اسے لقب سلطان قطب الدین رکھا یہی رپور اخلاق پسندیدہ سے آراستہ  
 تھا اور اسے احکام کے لغو و تعمیل میں اہتمام ہایت رکھتا تھا اور آخر سلطنت میں ایک سردار  
 کو قلعہ لوہر کوٹ کی تسخیر کے واسطے حوصلے امراے سلطان شہاب الدین کے تصرفات میں تھا  
 عیدیا حکم حکم کے عظیم اور معرکہ ہائے شدید میں کھین کے مابین واقع ہوئی وہ سردار مارا گیا پھر سلطان  
 قطب الدین نے خطوط بھیج کر اسے بھینے حسن خان کو دہلی سے طلب کیا لیکن حسن خان نے اطاعت  
 کر کے قدم ولایت کشمیر میں رکھا لیکن جماعت ہل جسے سلطان کو اس ارادے سے نشان کر کے اس کی  
 گرفتاری پر آمادہ کیا اور اسے مل حواماے شہاب الدین سے تھانے حسن خان کو اس ارادے سے آگاہی  
 دی جس میں حسن خان کو لوہر کوٹ کی طرف گنا اور بادشاہ کے مخالف جو کہ اس مقام میں تھے اسے سے توی  
 پشت ہمے سلطان قطب الدین نے اسے دل کو گرفتار کر کے قید کیا اور وہ قید خانہ سے بھاگ کر حسن خان  
 کی خدمت میں حاضر ہوا چونکہ واجہ مساد کار رکھتا تھا ر میدان دن نے حسن خان اور اسے دل کو گرفتار  
 کر کے سلطان کی خدمت میں بھیجا سلطان نے اسے دل کو تیغ سیاست سے قتل کر کے حسن خان کو قید  
 کیا اور آخر عمر یہی پیری میں سلطان کو آفرید گیار عالم نے دو جو رہد کر امت و ماے ایک کا آسکا اور  
 دوسرے کا ہیبت خان نام رکھا اور جب پندرہ سال اور پانچ ماہ اس کی حکومت سے گزرے تو اس نے  
 سات سو چھیانوے بھری میں وفات پائی اور اس کے بعد ٹیٹا انکھت سلطنت پر کھن ہوا اور اسے سلطان  
 سلطان سکندر رکھا مقول ہو کہ شاہ قطب الدین کے عہد میں امیر کبیر میر سید علی ہمدانی قدس سرہ العزیز  
 کشمیر کے اطراف میں روتی امرا ہوئے اور سلطان کو مکتوب لکھا شاہ نے نہ تعظم تمام جواب آن کے  
 حکا لکھا اسے حضور طلب فرمایا جب حضرت میر نے اسے شرف قدم میں روک کر سری گڑ کے  
 اطراف کو صرف کیا شاہ استقلال کو آیا اور ماعز اور گرام تمام حضرت کو شہر میں لایا اور کشمیر کے  
 حنیج صغیر و کبیر انکھاب عالی مقام سے مارات صادق میں آئے اور بروایت میر راجید روحویات  
 کے حو کتاب رشیدی میں درج ہو چالیس رو سے ریا و اس شہر میں اقامت کر کے وطن الموف  
 کی طرف مراجعت فرمائی اور قبا شاہ و رما ت ہتا ہو کہ عاقہ ہٹے جو انکھت نے اس شہر میں سا  
 فرمائی تھی انکھت کے حضور اس شہر کے آدمیوں نے عیا و ڈالی ہوئی میر انکھت کی عیبت میں تیار  
 ہوئی جاس سب سے کہ اگر ساسے تیار ہوئی ہو و مضر و عتاب میر کا مدت تک کشمیر میں رہے کا عاقبت

پر کمر نہ باندھی بادشاہی سے دست کش ہوا اسی عرصہ میں ودیعت حیات قابض ارواح کے سپرد کی مدت اُس کی حکومت کی ایک سال اور دو ماہ تھی۔

## تذکرہ سلطان علاء الدین کی سلطنت کا

سلطان جمشید جب اس جہان فانی سے عالم باقی کی طرف سفری ہوا اور اُس کا چھوٹا بھائی جس کا نام علی شیر تھا اپنا خطاب سلطان علاء الدین رکھ کر تخت سلطنت پر جلوہ گر ہوا تو اپنے چھوٹے بھائی سے شیر اشاک کو وکیل مطلق کیا اور اُس کے ابتدا سے عہد میں تمام چیز کی فراوانی ہوئی اور اوائل میں قحط عظیم پڑا خلق بہت ہلاک ہوئی اور وہ فرقہ کہ مخالفت کر کے کشتوار کی سمت گیا تھا اسے کسی جیلہ اور بہانہ سے دستبند کر کے کشمیر میں قید کیا اور نشان غلبہ کا بلند کیا اور بخشی پور کے پاس ایک شہر اپنے نام کا بنایا اور اُس کے احکام موجودہ سے ایک حکم یہ ہے کہ بدکار عورت مال شوہر سے ارشاد نہ پاتی تھی اور اس حکم کے سبب بہت عورتوں نے فعل غلط سے اجتناب کر کے دامن عفت اور پرہیزگاری سے قدم باہر نہ رکھا مدت اسکی سلطنت کی بارہ برس اور آٹھ ماہ اور تیرہ روز تھے

## ذکر شاہ شہاب الدین کی سلطنت کا

جب سلطان علاء الدین نے فرش زندگیانی لپیٹا اسکا چھوٹا بھائی سے شیر اشاک سریر سلطنت پر ٹھکان ہوا اور خطاب اپنا سلطان شہاب الدین رکھا یہ شخص صاحب داعیہ اور نہایت شجاع تھا اور اخلاق پسندیدہ اور اوصاف ستودہ سے بھی متصف تھا اور جس روز فتح نامہ کسی مقام سے نہ آتا تھا اُس دن کو ایام عمر میں بہت نہ کرتا تھا اور کدورت کے آثار اُس کے بشرو سے ظاہر ہوتے تھے اور جدید مفتوحہ ولایت کو ساتھ مالکان قدیم کے سپرد کرتا تھا الغرض اُس نے لشکر کشی آب شیندر کے کنارہ کی جام حاکم اُس ملک کا اُس کے مقابلہ کو آیا اور شکست پائی اور باشندے قندھار اور غزنین کے بھی اُس سے ہمیشہ ڈرتے تھے پھر وہ بابل نگر کے راستہ سے کہ جواب باش نگر مشہور ہو پشاو ر میں گیا اور مخالفوں کی جماعت کثیر کو قتل کر کے ہندو کش میں داخل ہوا اور جو کہ معوبت راہ اور محنت سفر بہت کھینچی تھی مراجعت کر کے آب شلخ کے محل پر استراحت کے واسطے نزول فرمایا اور نگر کوٹ کا راجہ جو بعضے محال متعلقہ دہلی کو غارت کر کے لپٹا تھا اُس نے شاہ سے ملاقات کی اور غنائم بہت جو ہمراہ لایا تھا شاہ کے حضور گدرا کر حلقہ اطاعت کا اپنے زیب گوش کیا اور حاکم تبت کو چاک نے بھی آن کر درخواست کی کہ افواج شاہی مجھے آسیب نہ پہنچا وے الغرض اطراف ولایت کو فتح کر کے اپنے مقصد دولت کی طرف ہوا اور کمان نزول اجلال کر کے اپنے چھوٹے بھائی ہندال کو ولیعہد کیا اور حسن خان اور علی خان کو جو شاہ موصوفہ کے دونوں فرزند حقیقی تھے دوسری زوجہ کے کندہ سے جو ان کی والدہ کے ساتھ نزاع اور دشمنی رکھتی تھی۔ دہلی کی طرف نکال دیا اور کچھی نگر اور شہاب پور تعمیر کیا اور آخر سلطنت میں سلطان

رکھ کر ہر ہفتہ کو ملا دیکھتے تھے۔ رواج دیا اور عظم و عزت کی بیہین جو حکام سالق سے مانی رہی تھیں سب کو مروت کیا اور راجہ کے شہر سے ملیں ہو کر تمام ولایت کشمیر جو دھواڑے کے مثل دھارت سے ویران اور عمارتوں پر تھی عدل و احسان کی حرکت سے آباد کی اور مالکوں اور قصبہ داروں کے نام و نام مبارک کے کہ بجٹے حصہ سے زیادہ محصول رعایا سے رلیوں اور کتے ہیں کہ جو قندھار کا بہتری تھا حکما سے مع حقیقت تمام شہر پر رواج کشتی کی اور تمام اس ولایت کو تاح و راحت پیش آکر بدو دربر کیا اور ہم سید دیوے اس کے بیچہ عظم سے مع اور رحمت ملے بھی با عار رعایا سے ررحطہ خیرہ لیکر دھوکو کیلے پیش کش بھیجا جس سے بھی مادہ عاید ہوا سید دیوہیت کو اس کے بیچہ عذاب اور جنگ عقوت من ڈال کر آپ کسی طرف بھگایا اور دھوکے اس ولایت میں کوئی دفعہ ظلم اور تعدی کا فرد گداشت نہ کیا پھر آخر کو جب موسم سرما آگیا سردی کی کثرت سے اس مقام میں مقیم ہوا قندھار کی طرف بازگشت کی القصد جب شام الدین کی تہمت اور بیگانی کا آوارہ اطراف و اکناف میں مشہور ہوا اور اس کے استقلال امور ملکی میں مشغول ہوا ایک قحط کو طائفہ نون سے کہ مخالفت کی تھی کستور سے گرفتار کر کے قتل کیا اور مردم کشمیر سے دو گروہ کو سیر فرما دیا ایک طائفہ حکم اور دوسرے باکری کو اور یہ قرار پایا کہ اگر اور سب اپنی اس ملک کے اکثر دھوکوں و فتنوں سے جو دیں اور بعد اتمام ہات حب لشکر ضعف و چیرہری اچھا مٹایا امور تہریاری اسے بیٹوں عسید اور ملی تیر کے قصہ اختیار میں چھوڑا اور شاہ شمس الدین نے راحت تمام ایسے معبود کی عبادت میں مشغول ہوا اور اسی عرصہ میں موت و حادثہ اس کی شاہی کی میں رس بھی

### ذکر شاہ جمشید بن شاہ شمس الدین کی سلطنت کا

وامع ہو کر شاہ شمس الدین کے بعد انتقال اس کا بڑا بیٹا جمشید شاہ اجمیان دولت کے اتفاق سے سریر سلطنت پر بچائے پد قیام ہوا اور اس کا بھائی ملی تیر خواہے اب کی قید حیات میں ساتھ اس کے سرکب مصلحت تھا اور رعایا و بایا ملی سلطنت کی خواہاں تھی اس وقت میں سب اس کے شریک ہوئی اور مدنی نور میں کر ایک شہر مشہور و معروف بنے مگر اسے اوستا و سانا جمشید شاہ اس سرور کسٹن خواہے ساتھ رہی اور مدالہ کے پیش آکر طالب صلح ہو اعلیٰ تیر کے معائنہ سے سرچشمہ اور مستحق تمام استقلال کر کے اس کے لشکر پر تھیں لایا اور شکست دی اور سلطان حمید بعد فرار مدنی نور کو حالی و یکھو اس کی حرا میں مشغول ہوا اعلیٰ شیر کی سیاہ جو اس کی مخالفت اور حراست کے واسطے نصیحت تھی جنگ پر آمادہ ہوئی اور اس میں کے اکثر کام آئے یہ جس سرکب ملی تیر کی پوری سمت رواہ ہوا اور جب اس حدود میں ہوا جمشید شاہ تاب معاومت ملکہ و ملک و کراچ کی طرف نکلا تھا اور سراج نام و ریر جمشید کا موسیٰ اگر کے عطا کی مخالفت کا دہ دار تھا اس سے ملی شیر کو ملک کر کے موسیٰ مگر اس کے سیر و گنا اور جمشید نے لحد اس واقعہ کے جنگ و جدوجہد

اُسے شہر میں اُترنے نہ دے۔ تمہ اور طائفہ چکان یہ تقریر اور وعوے کرتے ہیں کہ میٹرس الدین عراقی شیعہ مذہب رکھتا تھا ملاحدہ اور سلاطین اس زمانہ کے اُس کے معتقد ہوئے اور اس خطبہ اشاعت اُس کے حکم سے پڑھا اور کتاب احوطہ میٹرس الدین عراقی کی نہیں ہے بلکہ ایک ملاحدہ گمراہ کی تصانیف سے ہے واللہ اعلم بالصواب

## ذکر سلطان شمس الدین کی سلطنت کا

چونکہ التزام تھا کہ اس کتاب میں وقائع حکام کفرہ مشر و حاسیان نون کیونکر وہ شمار سے باہر ہیں اس سلاطین اسلام کا تذکرہ کرتا ہوں جو کشمیر میں فرمانروا رہے واضح ہو کہ اسلام اُس حد و دین قریب الہد ہوا اُس ملک کے حکام قدیم سب ہندو تھے اور اکثر دین برہمہ رکھتے تھے ۱۵۰۰ سال سے سو پندرہ ہجری تک عکدار ری راجہ سید دیو کی تھی شاہ میرزا نامے ایک شخص بہ لباس فلندری کشمیر میں آن کر راجہ کا نوکر ہوا وہ اپنا نسب یون بیان کرتا تھا کہ شاہ میرزا بن طاہر بن آل بن گر شاسپ بن نیکو در و نسبت نیکو در کی ساتھ ارجن کے کہ ایک پانڈون سے ہو چکا تھا اور پانڈون کا احوال اکبر شاہ کے حکم سے ہما بھارت کو ترجمہ کر کے ساتھ رزم نامہ کے مضمون کیا ہوا تھیں مذکورہ غرض کہ شاہ میرزا ایک مدت تک راجہ کی خدمت میں حاضر رہا اور اعتبار پیدا کیا جب راجہ سید دیو فوت ہوا اُس کا بیٹا راجہ رجن سند حکومت پر بیٹھا اور شاہ میرزا کو خلعت وزارت دیکر دارالہمام کیا اور اتالیقی اپنے فرزند کی جس کا نام چند رتھا سپرد کی اور راجہ رجن کے بعد فوت راجہ اودن جو راجہ کا قریبی تھا قذحہار سے آن کر تخت حکومت پر ٹھکن ہوا اُسے بھی شاہ میرزا کو اپنا وکیل مطلق کیا اور شاہ میرزا کے دو بیٹے تھے ایک کا نام جیشید اور دوسرے کا علی شیر تھا۔ راجہ نے ان کو معتبر کر کے صاحب اختیار کیا اور شاہ میرزا اُنکے سوا اور بھی دو فرزند رکھتا تھا ایک شیر اشاک دوسرا ہندال اور یہ سب صاحب داعیہ تھے اور جب غلبہ و استقلال ان کا حد سے گذر راجہ اودن اُنسے متوہم ہوا اور اپنے مکان کے آنے سے منع کیا اور شاہ میرزا اور اُسکے تمام فرزند کشمیر کے پرگنات پر مقصر ہوئے اور راجہ کے اکثر ملازمن کو موافق کر لیا اور روز بروز وہ غالب اور راجہ مغلوب ہوتا جاتا تھا غرض کہ ۱۵۰۰ سال سے سو سنیتا لیس ہجری میں راجہ اودن دیو بھی مر گیا اور اُسکی رانی کو ماہ دیوی اُسکے قائم مقام ہوئی اور اُسے چاہا کہ میں استقلال سے حکومت کروں اور شاہ میرزا کی دفع کی فکر میں ہوئی اور اُسے یہ پیغام بھیجا کہ توحید دیو فرزند راجہ رجن دیو کا مدت تک اتالیق رہا ہے اُسے تخت پر بیٹھا کہ جات شاہی کو انجام دے شاہ میرزا نے اصل مقصد سمجھ کر اس امر کو قبول نہ کیا اور رانی بہت لشکر لیکر اُسکے مقابلہ کو گئی مصرع صید دیو چون اجل آید سو صیا در دو و ہ اور بعد جنگ کے گرفتار ہوئی اور بعد اس کے شاہ میرزا کو از روئے نا چاری اپنی شوہری میں قبول کیا اور شرف اسلام سے بھی مشرف ہوئی چنانچہ دولون ایک مشابہ روز باہم رہے دوسرے روز شاہ میرزا نے اُسے گرفتار کر کے قید کیا اور رایت شاہی بلند کر کے اُس ملک کا سکھ اور خطبہ اپنے نام جا ہی کیا اور اپنا لقب شمس الدین

کہ اس مذہب کا ضروریات دین سے جو اور حر اور مخالفت اس میں کے عمل کر جوالوں اور اس مذہب اور  
 اس کتاب کے عقیدوں کا اس پر مبنی ہوا اور جو مقرر ہو دین اور اس مذہب سے نہ پھر میں وضع کرنا شروع ہو گیا مگر اس کتاب  
 سے سیاست اور قتل و غارتگری اور اگر کتاب ہو دین اور اس مذہب کو ترک کرین حکم فرما دین کہ مخالفت حضرت  
 انبیاء علیہ السلام کے مذہب کی کہ حکمی شان میں حضرت رسالت پیامی نے سراج اتنی فرمایا ہے قبول فرما دین جب یہ دوست  
 تھے ہو کیا ہمت سے مردم کشمیر کو کہ ساتھ مذہب ازاد اسکے قتل تمام رکھتے تھے شیخین طو غا اور کہ مذہب  
 حق میں داخل کیا اور بتوں کو تیغ سیاست سے قتل کیا اور ایک جماعت نے سماں کر تصوف کے پر رو میں سیاہ  
 لی اور چلے کا قسہ اور گناہ سے کانٹوٹ با دھکر عارف سے اپنا نام عدوی رکھا لیکن عدوی صافی نہیں بلکہ جید  
 رمدین مع جید محمد بن کہ گراہ کرے ملے آدمیوں کے ہیں حلال اور حرام سے مطلقاً حاضر نہیں رکھتے ہیں اور  
 تقویٰ اور طہارت شب بیداری اور کم جوری کو چاہتے ہیں اور طبع اور حرص کے ایسے پادہ ہیں کہ جوہر اپنی  
 کھا دین اور بھوکے رہیں اور رغبت کی دولت اگر ہاتھ نہ آسکے لیے میں مصالحت نہ کریں اور درویش ہیں اور بیشیہ  
 حرام بران کو کہ کھانا اور انہل کلمات کو کہتے ہیں کہ اس میں بیہوشا اور اس سال وہ ہوگا اور مرین حب  
 آسودہ اور گذشتہ کی ہر دم سانس ہیں اور آسین میں بیک دوسرے کو کھانا کرتے ہیں اصحاب وصف اس مولیٰ کے جلد  
 میٹھتے ہیں اور اہل علوم کے علم کو ہایت لہو دم اور کردہ رکھتے ہیں اور نے شریعت کے ماتہ طریقت کلمہ جیتے ہیں اور  
 کہتے ہیں اہل طریقت کو ساتھ شریعت کے کچھ کام میں جو عرض کر ایسے طہارہ اور رمدین اور مقام میں دیکھتے ہیں میں  
 آسہ علیہ السلام و سوا و اندین سچا تھا لی معجزل اہل اسلام کو میں اسم کے آفات اور کلمات سے ایسی باطلت میں مجھوٹا  
 اور مصیبتیں رکھنے طبعی مجھ اہل انکار حضرت کے آسین میں تو ہیں و قبل ان لو کہ تھے شریعت میں فرقہ کفار آفتاب رست کا  
 تھا کہ انہیں شہسب کہتے تھے اس مذہب میں کہ چھاکہ آفتاب کا نورانی وجود ہوا ہے صفائی عقیدہ کے واسطے  
 ہوا اور ہمارا وجود بھی اور ایت کے واسطے اگر ہم ہی صفائی عقیدہ کو کفر نہ کریں آفتاب کا وجود رہے اور اگر آفتاب  
 ایسا نہیں ہے اٹھائے ہمارا وجود بھی معدوم اور مقدر ہو چاہے ہم ساتھ آسکے موجود ہیں ایسے ہمارے  
 آس کے تین وجود ہیں جو اوڑے آسکے ہمارے تین وجود ہیں جو احوال ہمارا تیسرا ہر جس میں ہلائی ہے کہ  
 حشک و رہے یعنی دن کو ہم مصلح و علی کے سوا دوسرا کام نہ کریں اور حشک ہووے اور وہ ہیں وہ دیکھتے  
 اور ہمارے حال پر و اہم ہووے جو کریں ساتھ اس کے مواحدہ ہوگا اور فرقہ حشکین نے روح  
 الا نقاب سرل من اسما شماس الدین لقب رکھا ہے مردم کشمیر نے اس کو غلط کر کے تعجیف دی ہے جو لیے  
 شمس الدین سے صحف کیا ہے اسکا کچھ میراجید نے تاریخ رشیدی میں لکھا ہے لیکن اس وقت مولف  
 محققا سم مرتبہ نے متردین یعنی آس ملک کے آٹے خاٹے والوں سے کہ علم و فصل میں آراستہ  
 ہے مذہب کشمیر کا احوال استفسار کیا وہ کہنے کہ رعایا اس ملک کی تمام صبی مذہب ہو اور سیاہ  
 آس ملک کی اکثر تہذیب اور علماء و علما ان کے مذہب تہذیب ہست کہ رکھتے ہیں اور ما و سنا ہا جن جت کو یک  
 کے کہ کشمیر کا ہمسایہ جو ہا ہا ہا کشمیر کی امیرش اور محنت کے صنف ایسا شیعہ ہے شیعہ مری  
 میں علو رکھتے ہیں کہ یہ حکم دیا کہ اگر کسی گاہ آس ستر میں فارم ہووے اور صحاب کو ملو بھلاہ کے کہ تو

وہ بھی اسی طور پر ہی جیسا کہ بیان ہوا اور راستہ جو تبت کی طرف واقع ہوا ان دھڑا ہوں سے بہت آسان ہے لیکن ہن  
ہن یہ مصیبت کا سامنا ہے کہ چند منزل اُس چارہ کے سوا جو خاصیت زہر کی رکھتا ہے اور دو اب لینے چار پاپہ اُس کے  
کھانے سے مر جاتے ہن اور پیدائش ہوتا ہے سواروں کو چار پاپوں کے خوف تباہ ۱۰۰ سے اس راستہ سے  
عبور دشوار ہے علاوہ اُسکے میرزا حیدر نے کتاب رشیدی میں لکھا ہے کہ کشمیر کے آدمی تمام خفی مذہب ہوتے  
آئے ہن اور فتح شاہ کے زمانہ میں ایک مہر شمس الدین نام تھا اُس نے عراق سے انگریزوں کے تین ساتھی  
میر محمد نور بخش کے مسوب کر کے مذہب غیر معروف جاری کیا اور نام اُس مذہب کا نور بخش رکھا اور قسم قسم کے  
کفر اور زندہ آتشکار کر کے فقہ کی ایک کتاب احوط نام ان لوگوں کو جو انسانیت سے خالی اور حق سے بھرے تھے  
مطالعہ کر والی کہ عقائد اُسکے ساتھ کسی مذہب اہل سنت جماعت یا شیعہ سے موافق نہیں ہن اور جو لوگ کہ یہ مذہب  
رکھتے ہن اصحاب ثلاثہ رضا اور عایشہ رضا کی خدمت کو جو شعار را فضیون کا ہے اپنے اوپر لازم کیا ہے اور عقیدہ شیعہ کے  
خلاف اُن کا عمل ہے یعنی محمد نور بخش کو صاحب الزمان اور مہدی موعود جانتے ہن اور تمام اکابر اور اولیاء کے  
معتقد ہن برخلاف شیعہ کے اور سب کو سنی مذہب جانتے ہن اور جمیع عبادات اور معاملات میں اُن قبیل  
سے تصرفات کر کے تفرقہ عظیم ڈالا تھا اور اپنے مذہب کا نور بخشی نام رکھا اور مسود اس اوراق نے ایک  
جماعت کو مشائخین نور بخشی سے بدیشان وغیرہ میں دیکھا ہے بلکہ درس علوم میں بندہ کے ساتھ شریک  
تھے اور سب شریعت ظاہری میں آراستہ اور سنن نبوی میں پیلاستہ ہن و بالتمام ساتھ اہل سنت و جماعت  
کے موافق اور متفق ہن چنانچہ ایک فرزند امیر سید محمد نور بخش نے نور بخش کا ایک رسالہ مجھے دکھایا اُس میں  
بھی باتیں لکھی تھیں اور یہ مضمون مندرج تھا کہ سلاطین اور امرا اور جاہل گمان لیجاستے ہن کہ سلطنت صوری  
ساتھ طہارت اور تقویٰ کے جمع نہیں ہوتی ہے یہ غلط فہمی ہے کہ سوا سطلے کہ اعظم انبیاء اور رسل نے باوجود نبوت  
اس امر میں مساعی جہلیہ پیش ہو چکے جیسے یوسف اور یلیان اور داؤد اور موسیٰ اور حضرت رسالت پناہ صلی اللہ  
علیہ وآلہ وسلم مقصود یہ ہے کہ یہ برخلاف مذہب نور بخشی کشمیر ہے اور موافق ہے بعض اہل سنت و جماعت اور کتاب  
فقہ احوط کو کہ اس وقت میں شہر کشمیر میں مشہور تھی سینے علمائے ہندوستان کے پاس بھیجی اور اُن بزرگواروں نے  
اُس کتاب کی پشت پر فتویٰ لکھا ہے وہ یہ ہے

فتوٰیٰ علمائے ہندوستان کا کتاب احوط نور بخشی پر

اللہم ارنا الحق حقا وارنا الباطل باطلا وارنا الاشیاء کما حی بعد مطالعہ اس کتاب اور غور بہت کے اُسکے مسائل  
سے معلوم ہوا کہ مصنف اس کتاب کا مذہب باطل رکھتا تھا اور سنت مشہورہ سے پرہیز کر کے اہل سنت و جماعت  
کا عقیدہ نہ تھا اور اسکا یہ دعویٰ کہ ان التلمذ امرنی ان ارفع الاختلاف من بین ہذہ الامم اولائے المسلمین  
سنن الترمذیۃ الحمد للہ کیا کانت فی زمانہ من غیر زیادۃ و نقصان و ثانیاً فی الاصول من بین الامم و کافۃ اہل  
العالم بالیقین تو وہ اس دعوے میں کذب تھا اور مذہب زندہ اور سفسطہ کی طرف مائل ہوا اُس قسم کی  
کتاب کا جو کرنا اور مٹانا عالم سے اور اُن لوگوں کے کہ تاؤر ہو دین و حاجات اور فرائضات سے ہے اور دفعہ



لمح و لگتا اور راج بولدی سرحد میں اُس سب سے یہ مالی تر اور پُر عراب ہو لیکن انصاف یہ ہے کہ وہ قصہ ہے  
طاعت اور معافی رکھتے ہیں یہ ہمیں رکھتا اور مختصر و کچھ طغیانہ بین لکھا ہے یہ ہے کہ کسمپشتا ہیہ مہرہ عالم  
سے ہے اور موضع غریب میں واقع ہوا اور وہ ولایت اقلیم چارم کے وسط میں ہے کس واسطے کہ  
چارم کے اول میں وہ اقلیم ہے کہ عرص اُس کا تینتیس درجہ اور چوں دقیقہ ہو اور عرص کسمپشتا  
حدا استوائ سے پچیس درجہ ہو اور طول اُس کا بحر اتر سے ایک سو پچاس درجہ ہوتا ہے اور میدان  
اُس ولایت کا طولانی دن ہوا ہے اُس کی زمین کوہ صوفی دہلی کی سمت اور زمین کوہ شمالی درخشان اور واسیل  
کی طرف اور اُس کے عرب کی جانب ایک موضع ہے کہ اُس میں افغان کے اقوام سکوت پذیر ہر طرف تسلی  
اسکی تھی ہوتی ہے ساتھ آرامی تہ کے اور طول اُس میدان کا کہ ہوا واقع ہوا حد تری سے حد غلی تک  
قرب چالیس فٹ ہو اور عرض اُس کا جنوب کی طرف سے حد شمالی تک میں مرجع اور اُس کے درمیان  
میں دشت ہوا اور درمیان پہاڑوں کے واقع ہوا اُس میں ہزار قریہ آنا چوں اور شہر ہے خوشگوار اور سرشت  
الطامت اُنار سے ملو چوں اور اس ملک کی آب و ہوا کی حدت کسمپشتا کے مشرقوں کی حسن صورت اور لطیف شامیں  
کی گروہ کہ شاموں ماری کی زبان چل رہی ہے کیا کہ کہا ہے راج

شاہ بہر دل راں کشید رفتی | حرم دل آن شاہ کہ کشید رفتی  
اں حرم کہ روح را سر دشت گوید | کاہد رکاب پاسے مار کش سر رفتی

اور اُس کے کوہ دشت میں مرقم کے درخت میوہ دار ہیں اور چیل اُن کے ہایت لید اور خوشگوار ہیں لیکن  
ہو انکی ساتھ سردی کے محل رہتی ہے اور ریف عظیم رہتی ہے اسے گروہ چیل حرا اور راج اور لید اور ریل اُس کے اُس  
روح اور فصاحت میں اُس شہر کے محل ہیں جو ہے لیکن ہر ایک کے ماحول گرم سے وہ میوے حاصل  
کرتے ہیں اور سردی مگر اُن ایک شہر ہے کہ اُس ملک کے حکام دہان سکوت رکھتے ہیں اور لطیف لید ایک ہمد  
عظم شامیں کہ اسکو مٹ گئے ہیں شہر کے درمیان جاری ہوئی اُسکا مدل لید سے ریادہ ہوا اور کچھ یہ ہے کہ لید  
آب نئی تھا ایک شہر سے نکلتا ہے اور شہر بھی اُسکا ہی ولایت میں ہے اور اُسکو تہہ در رکھتے ہیں اور وہاں کے  
لہلہ لے اُس کے سرے پہر اُن گشتیلن رجبے ماحول ہیں اور وہاں کی لہلہ کے کہ شہر سے کہ لہلہ اُسکو مین  
آب دوار اور آب مل گئے ہیں اور ملتان کے اور گز تار اور فصل ہو ہوا ساتھ چاب کے اور لید اسکو مین  
میں پوچھا ہے اور مجموع ہو کہ اچھ کے قریب ساتھ آب سد کے ملتا ہے ہر ایک کو آب سد گئے ہیں اور زمین تہ

کے واس میں حاکم در ماسہ عمان میں گز تار اور وفاقی حکمت سے ماحول و اقلیم تیار و اسی واسطہ ماس  
رل و راج لے ایک دیوار اور بارے حال سے اس میدان شدہ لہلہ کے گز و لہلہ کی جی ہو کہ لہلہ اُس سر  
زمین کے اس کے ملک و شہر کے قریب سے ملتا ہے اور ملتان میں ہے اور ایک اور لہلہ اُس دوار کے گز سے قاصر ہے  
اور ملتان عالم اُس ولایت کی تین طرف ہر ایک واسطہ کی سمیت کہ وہ راہ ہایت و شوار گز تار ہر سال اقل حال علاقہ  
تحت و فاب ریل و گز اُس راستہ سے میں ملتا ہے اور ملتان کے آدمی حواس کام کے ڈہ دہ ہیں وہ اپنے دوست پر  
انکا کردہ زمین ایسے مقام میں ہو چکے ہیں کہ چوہا پر ہر ایک کیس اور ایک راستہ ہمد و سان کی سمت ہے

مقاموں کی دیوار کا ارتفاع تیس گز اور کسی جگہ کم ہو اور احاطہ کے اندر بھی عمارات سنگین تعمیر ہیں اور پتھر کے ستونوں پر قائم ہیں اور عرض محرابوں کا تین گز اور چار گز سے کم نہیں اور بعضے مقاموں میں منبت اور گنگاری اور پورین متقش ہیں اور بعض تصویر بنستی ہوئی اور بعضی روتی ہوئی جو شخص انھیں دیکھتا ہے حیران اور حجب ہوتا ہے اور دریا میں اُس کے ایک کرسی بلند سنگ تراشیدہ سے ہو اور اُس پر ایک گنبد فریع تعمیر ہو اور اُس عمارات کا استعد شرح و بیان طول ہے کہ خامہ و زبان اسکی تحریر سے عاجز ہے کہ ایسی عمارت تمام عالم میں نہ ہوگی اور علاوہ اس کے کشمیر کی طرف بریک نام ایک ولایت ہے اور اُس مقام میں ایک پشتہ یعنی ٹیکڑا ہے اور اُس پشتہ کے متصل ایک نشیب مثل حوض یا تالاب کے ہے اور اُس میں ایک سوراخ ہے وہ تمام سال خشک رہتا ہے جب آفتاب عالم تاب برج ثور میں داخل ہوتا ہے اُس سے پانی ایک دن میں دو تین مرتبہ جوش کے ابلتا ہے یہاں تک کہ وہ حوض پانی سے لبریز ہو کر دو تین ہفتے تک چلنے لگتی ہیں اس کے بعد پھر وہ پانی ساکن ہوتا ہے یعنی سوائے اُس سوراخ کے اور مقام میں پانی نہیں رہتا جب فصل ٹھو منقضی ہوتی ہے پھر وہ حوض اور سوراخ سال بھر خشک رہتا ہے اور اگر اس سوراخ کو گچ یا چونے سے محکم مسدود بھی کریں اُس فصل میں پانی زور کر کے اسے نکال دیتا ہے اور اُس کے ایک درخت بید کاموضع نکام میں ہے اور وہ موضع موضع مشہور کشمیر سے ہے اور وہ درخت اس قدر رفیع اور بلند ہے کہ اکثر تیر انداز تیر پھینکتے ہیں مگر اُس پر نہیں پہنچتا ہے باوجود اسکے اگر کوئی شخص اُس کے ایک شاخے پر ایک کوچہ نشی دے وہ درخت باوجود اس عظمت کے تمام ہلتا ہے دوسرے دیوسرہ کہ ایک ولایت معتبرہ کشمیر سے ہے اُس مقام میں ایک چشمہ ہے بمقدار حوض بیس گز سے بیس گز تک اور اطراف میں اس کے درخت سایہ دار اور پھل دہ اور سبز نہایت لطافت اور طراوت کے ساتھ ہے اور اُس کا خاصہ یہ ہے کہ اگر ایک کوزہ میں برنج پکا کر اس کا منہ بند کریں اور نام اُس پکا ہوا لے کا لکھ کر اُس چشمہ میں ڈالیں وہ کوزہ ڈوب جاتا ہے کبھی پانچ سال اور گاہے پانچ ماہ اور گاہے پانچ روز غرقاب رہتا ہے اور کبھی ایک روز کے بعد برآمد ہوتا ہے کچھ وقت اُس کا معین نہیں جب برآمد ہوے اگر وہ برنج بچتا ہے اپنی حالت اصلی پر رہتا ہے تو وہاں کے باشندے فال نیک لیتے ہیں اور جو متغیر ہو کر نکلیں فال بے سمجھتے ہیں اور اُس کے سوا شہر کشمیر میں ایک تالاب ہے کہ جس کا نام ڈول اور دور اُس کامات فرسخ ہے چنانچہ اس کے درمیان میں سلطان زین العابدین نے جو سلاطین کشمیر سے تھا اس نے ایک عمارت تعمیر کی اول اس نے اس مقام کو پتھر دن سے پاٹ کر اُس کے اوپر ایک چوترہ مربع کہ دو سو گز سے دو سو گز تک ہے بارتفاع دس گز سنگ اور چونے سے احداث کر کے اُس چوترہ مربع پر عمارت لطیف اور پسندیدہ انجام کو پہنچائی ہے اور درخت نہایت عمدہ اور پاکیزہ لگائے ہیں اور حق یہ ہے کہ اس لطافت اور نزاہت کے ساتھ کوئی اور مقام نہ ہوگا اور علاوہ اُس کے شاہ موصوف نے ایک عمارت اور شہر سری میں تعمیر کی ہے کہ اسے کشمیری زبان میں راجدان کہتے ہیں اُس میں بارہ قصر ہیں اور بعضے اشیائے نین اُس کے پیاس پتھرے اور ایوان اور منظر ہیں اور وہ عمارت ساتھ اس رفعت اور بلندی کے تمام چوبی ہے اور دوسرے کو شکہاے عالی جو تمام عالم میں ہیں جیسے سلطان یعقوب کی ہشت بہشت تبریز میں اور کو شکہ باغ زاغان اور باغ سفید اور باغ سنہری ہرات میں اور کو شکہ اسے افرا اور

مرد و کی جیسا کہ چاہیے عمل در آمد از معمولی نہ تھی اور جب ۹۹۵ھ کو سو کا نوے ہجری میں کتب میر  
 حلال الدین محمد اکرم ماد شاہ کے قصبہ میں آتا شاعران صاحب طبع نے اس طرف خاک راں ملک کی تعریف  
 میں اشعار عرب و سرائیکی کہے ہیں چنانچہ یہ اشعار بھی سے ہیں ابیات

ہر از قافلہ توقی سے کہ دستگیر درین مجاریال مست و مستند نظر از اسے عمر میں کار حاشہ بیدار گیا وہ ادنیٰ تو ان نعمت روح را گیسر بہشت میں نیست دم سچ سموم ہمہ گئے دے واروی بہشت ہیں تیر ہر طرف روئے از عریض بلال کہ سر رہہ ہمہ عبات الہال شرب جو رہہ حلال کا سے آب دو نعل در گداز و سر در دیگر کہ متا پدہ نصف السار جرمہا کسہ انقب این مادہ رنگ گل عطیر	کہ ما و عشق کتا یدہ سر صمد کشمیر ہوئے اندام و شعاع جو فکرت لغات رہتہ ہما کے محب کا قلم از تقدیر تن مواقت کہ ادو چو مادہ و گل بہ رد آب راتس زلال صر صر در دہکاس علف و عمار ہے رویہ ہر از جیمہ جو شدہ جوں دل محیر بچیر تم کہ یہ آتا قدرت ازلی است کہ تشنگاں ہوس را ہیں و و میر لقیہ در محمول آت کہ نظر شطع گو ہر در گدازہ جیر صر نیم صیب دہد معروج را رہا	قادر از ان عرصہ کہ دین رہین او متکون چو صمد تصویر عمارا و توانا جو حاتم را دارو کان ماسکت کہ ادو چو شک و شیر حصول او متا رہا اعتدال ہوا کتاب و حکم در اس حسن خود مایہ را اعتدال ہوا عشق شگفت نیست شگفت کہ ہر لہارہ میار و نظر صر و میر حساب آن کہ عشق خود کہ است خوش اگراد و نگہ نظر نہ چستہ میر اگر دواع لطافت شود غلاب طلب لسم بہ نگہ معروض و نظیر
--	--	---

اے عمر مستغرق در شمار پیوہ دل اگر بہشت ہر قد سے لاس عدد تصویر  
 از مولانا عربی شیرازی رحمہ اللہ علیہ نے بھی قصیدہ غزائش کی تعریف میں کہا ہے جیسا کہ یہ روایت اسی کے

### اشعار میں سے ہیں ابیات

ہر سو جہت مائے کہ کشمیر در آید | اگر درج کتاب مست کہ مال در آید |  
 جاکہ عرف در رد آکا کہ آید

اور ایک شخص نے خط کشمیر کی تعریف میں مہر علی کی ہے رباعی

کسا ینکہ آفاق گردیدہ آمد	بے سال دمہ رسمہ نوہ آمد
کہ تعریف کشمیر کہ سیریاں	مستی پر اردور سے دیہا

کشمیر میں محاسنات بہت ہیں آنا حملہ اس بلوچ میں تھا نے جمیاد و طیرح سو ملک اس سے بھی زیادہ ہیں  
 اور سب شہنیں ہیں بے سنگ کو راتس کرے بچ اور جو اس طور سے بچر کی سیلیں ہوا رہی ہیں  
 کہ اس میں در کا حد کے سراسر ہیں ہر گونا گونا گوں ہیں طل ہر سنگ کاتیں گرے آٹھ گونا گوں ہیں اور  
 عرص ایک گز سے پنج گز تک عرضہ قتل اندازے نظر میں اس بچر کے لائے اور کارروائی میں ان کا  
 اور اتنا بکرتی جیشتے سراسر ہی دیکھے ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ دیوار میں ان کا دل ہیں یکا یک انسان کا  
 میں دلوں نے مایا ہوا اور اکثر کام اس کا ایک انداز پر ہوا حاطہ ہر صلیع صلیع کاتیں سو گرا ہوا در بے

امروز روز باد و زگاہ آتش مست ہے اور اُس کی نسیم عنبرنیم بہاری سے مضمون و نفخت فیہ من روحی ظاہر اور اُس کے سبزہ سے یخزع الحی من المیت کا ماحصل باہر نمرین جاری اُس کے باغیاے آباد میں گویا جنات تجری من تحتہا الانہار اور مضمون آیہ کریمہ لم یخلق مثلہا فی البلاد اور مصداق آیہ بلادۃ طیبہ و رب غفور ودیتی ہیں اور گلہاے تشنیں اُسکے آتش خلیل پر طعنہ مارتے ہیں اور پھول کو ہی اور صحرائی اُس کے جو باران رحمت الہی سے سیراب ہیں گلہاے باغی اور بوستانی سے برابری کر کے خود ردی کی سرزنش سے انکار اور پرہیز کرتے ہیں اور یہ جواب دینے ہیں بیت درین چین چہ زنی طعنہ ام بخود دوتی ہے چنانکہ پرورششمعی دہند میردیم ہے اور پھول گلستانی اگر چہ ان خود رو جھکلیوں کی گفتگو سے پشیماب میں ہیں لیکن کمال شگفتہ روتی سے اہل دل کو یہ مصرع سنانے ہیں مصرع خود رستہ دگر باشد و بر بستہ دگر ہے اور چو طیان پہاڑ کشمیر کی سرسبزی سے سرفلاک الافلاک پر کھینچے ہوئے ہیں اور دامن پہاڑوں کے پانوں نر بہت کا دامن لطافت میں ڈالے ہوئے ہیں اور نہروں اور چشموں کے پانی کی پاکیزگی کیا بیان کروں اور کیا لکھوں جو کہ کوہستان بلند اور سخت سے گرتا ہوا غلغلہ انداز عالم ہو اور جو انہار جاریہ میں روان ہو وہ یاد جان شیرین اور نفس روان سے دیتا ہی بیت آتش چو کلاب ہر طرف گشتہ روان ہے خاکش ز زمین جنت آوردہ نشان ہے عمارات عالیشان اُس ملک کی چوب ساکھو اور نور سے ساختہ ہے اکثر ان میں تہج محل ہیں کہ ہر محل میں جلو خانے اور حجرے اور منظر اور مخارجات مطبوع اور پسندیدہ سے آراستہ اور پیراستہ ہیں اور باہر سے ان کی صنعت اور بدائع کی نمائش اس درجہ ہے کہ جو شخص اُسے نظر غور سے دیکھے انگشت حیرت دندان تعجب میں پکڑے اور محل کے مداخل میں تعریف کے قابل نہیں ہے فرش شہر اور بازار دن اور کوہوں اور قصبات کا سنگ تراشیدہ سے ہے لیکن بازار اس قطع سے واقع نہیں ہوئے سوائے بزاز صراف کے اور لوگ و کانون میں نہیں بیٹھتے بلکہ بقال اور عطار اور نان بائی اور میوہ فروش جو باعث زیب و زینت بازار ہیں اور اہل حرفہ اپنے مکانات کے گوشہ میں کام کرتے ہیں لیکن اس وقت میں کہ امرائے چغتائی کا نشین ہوا سنا جاتا ہے کہ قسم قسم کے استاد اور کاریگر و کانون میں بیٹھتے ہیں اور موسم سابق نے تغیر پایا اور کشمیر میں تفریح طلب کے پھلون سے شہتوت اور آلو بالو اور کیلا اور انگو اور عناب اور انار اور سیب اور بہی اور شفتالو اور فندق اور اخروٹ اور انجیر بلکہ ہر قسم کے میوے عمدہ اور افراط سے ہوتے ہیں اور شہتوت کے علاوہ بہت سے توت عمدہ ہوتے ہیں لیکن اُس ملک میں ان کو کوئی نہیں کھاتا بلکہ توت کے درخت محض ریشم کے کیڑے کی پرورش اور تحصیل ریشم کے واسطے نگاہ رکھتے ہیں اور میوہ جات کی کثرت اُس قدر ہے کہ اپنے موسم میں ان کی فروخت نہیں ہے بلکہ لوگ مفت لے جاتے ہیں اور باغات میں چار دیواری نہیں جس کا جی چاہتا ہے باغ میں جا کر میوہ کھاتا ہے ممانعت کا اُس ملک میں دستور نہیں ہے اور جب تک وہ مملکت دہلی اور لاہور کے بادشاہوں کے تصرف میں نہ آئی تھی آمد و شد اُس



## مقالہ سوان بیان میں اس جماعت کے پوشیمیر خیر من فرمانروا ہونی

کثیر ملک عالم سے ساتھ قسم قسم کے لطائف اور جہازات و مصالح کے مشہور و معروف ہیں۔ مگر ناچیدہ دو عیالات کو اس کا احوال اس کے بعد لکھا جاوے گا اس نے ایک کتاب تصنیف کی جو میں نے پیش کیا اس حد درجہ کے خواہ اور درجہ کے ہیں جو اس اور اوراق کا ہے مگر تاہم سردشاہ کو جو اعتقاد اس کے صحبت احوال پر ہے اس سے مراد یہ ہے کہ اس نے اپنے وقت کے تمام امور کو دیکھا ہے اور اس کی سمجھ میں ہے اور شرقی کے نام سے ہے جو کہن کی طرف واقع ہو دو طرف اس کے ساتھ ہیں اور اس کی زمین ہزار ہا اور سو کوس کا محل رکھتا ہے کہ عرب شیشیں و ریح جو ماہی اور جو اس کا سامنے مقاموں میں اس کو اس اور کثیر ہیں اس کا دس کوس ہے اور اس تمام اراضی اس کی ساتھ چار قسم کے قسم ہوتی ہیں اول رراعت آبی ہے اور اس زمین میں رعوان بھی خوب ہوتا ہے دوسرے لٹی تیسرے لٹی چوتھے بہت میداں ہواور جو در لون کے کنارے واقع ہیں اس میں بہت اور رگس اور سمل اور سو من اور سسریں اور سسریں اور رگس اور دیگر قسم قسم کے پھول پیدا ہوتے ہیں اور اس زمین میں رطوبت کی کثرت سے رراعت خوب ہیں ہوتی ہیں اس واسطے وہ زمین ویران پڑی ہے اور اسے ارباب لطائف ملک کے بہترین لطائف سے حاصل ہوتے ہیں اور اس سے مخلوق ہوتے ہیں اور کثیر ملک ہندوستان کے بطور ولایت ایران کے چار فصل رکھتا ہے اور اس کی فصل گرانی عادت میں گرنا گرمی میاں اور چھوٹے میں اس کا اعتدال رکھتی ہے کہ ما دکت ہانے کی حاجت نہیں ہوتی اور ہندوستان کے سرکاری ماوجود کثرت ہوا لسی معتدل ہے کہ حرارت عربی کو صدمہ نہیں ہوگا سکتی لیکن کسی بھی حد آفتاب عالمات اردو سے پوشیدہ ہوتا ہے لشرکی طبیعت کو کثرت شراب کی ضرورت پڑتی ہے جیسا کہ کسی شاعر نے فرمایا ہے طبیعت گردوں حصار عالم و نظم مشوش مست

شیخ شجاع الملک بخاری کو انواع اہانت پہنچائی ہر روز زرخیل اس سے لیتے تھے یہاں تک کہ اس نے اسی مقدمہ میں جان دی اور جو ملتان کی ویرانی اس حد کو پہنچی تھی کہ کسی کو گمان نہ تھا کہ یہ پھر آباد ہوگا میر نے ملتان کی آبادی سہل جانکر خواجہ سمس الدین کو اس کی حراست اور انتظام کو چھوڑا اور لنگر خان کو پیش دست کر کے ٹھٹھہ کی طرف مراجعت کی اور لنگر خان نے مردم پر اگندہ کو دلا سا کر کے پھر ملتان کو آباد کیا اور لنگر خان نے باتفاق ان لوگوں کے خواجہ سمس الدین کو خواجہ سرکٹ طرح شہر سے نکال دیا اور جو اڑو اس استقلال ملتان پر قابض اور متمصرت ہوا اور جو فردوس دیکانی ظہیر الدین محمد بابر شاہ فوت ہوئے اور ہمایون بادشاہ سرسلطنت پر بجائے اُنکے قائم ہوئے انحضرت نے ولایت پنجاب کا مران مرزا کو جاگیر دی اور میرزا مذکور نے اپنے انجی بھیج کر لنگر خان کو طلب کیا چنانچہ لنگر خان لاہور میں آنکر میرزا کی ملازمت سے شرفیاب ہوا میرزا نے ملتان کے عوض ولایت پائل لنگر خان کو مرحمت فرمائی اور لاہور کے باہر ایک مقام لنگر خان کی سکونت کیواسطے مقرر فرمایا چنانچہ اب تک وہ مقام بدائریہ لنگر خان مشہور ہے اور وہ ایک لاہور کے محال میں شمار ہوتا ہے اور اس وقت سے ملتان پھر شاہان دہلی کے تصرف میں آیا اور میرزا کا مران کے بھاگ جانے کے بعد حکومت اس کی طرف شیر شاہ افغان سوراورسن بعد ساتھ سلیم شاہ سوراور پھر ساتھ عدلی کے اور پھر جمال الدین محمد اکبر بادشاہ اور اُسکے بعد نور الدین محمد جہانگیر بادشاہ غازی کے منتقل ہوئی جیسا کہ اپنے محل مناسب میں ذکر ہر ایک کا مذکور ہوگا

ایک بچہ ہوا اور جس شخص پر گمان بروداعی کا رکھتے تھے اُسے قسم قسم کی ادا اور اہانت یہ دیکھنے لگے اور مولانا  
 سعد اللہ لاہوری اپنے احوال کو بیان کرتے ہیں کہ جب لشکر اعویہ نے قلعہ کو فتح کیا ایک جماعت اُس  
 میں کی میرے مکان میں داخل ہوئی پہلے میرے والد ماجد مولانا ابوالہجیم جامع کو کہ تمہوں نے آغا دہم سے  
 مسد میر ساری اور ماہدہ رملی پر بیسٹھ سال تک اُن کے قسم قسم کے ظلم طلبہ کو رس کر دئے تھے اور  
 آخر عمر میں دسا کا کارخانہ بیچ کر بیچ جانے والے تھے انھیں گرفتار کر کے قید خانہ میں لے گئے  
 اور اُن کی ریاست اور عمارت کو دیکھ کر گمان بروداعی کر کے دعت اور اہانت شروع کی اور ان کے بعد مجھے بھی  
 گرفتار کر کے سلطان اور وزیر کا قہقہہ کیا اتفاقات حصہ سے اُس وقت وزیر محکم میں لکڑی کے سخت پر  
 مٹھا تھا اُس کے حکم سے رنج میرے اتوں میں ڈاکر ایک سہرا اسکا تخت کے بائیں سے مصوفا مدد دیا اُس  
 وقت میرا یہ حال تھا کہ میں ایسے باب کو یاد کر کے رار رار روتا تھا اور دہم کو یہ سے اُنک  
 سلسلہ سیری آنکھوں سے جاری تھے بعد ایک ساعت کے دربرے قلمبلاں طلب کیا اور  
 قلم درست کر کے کلمہ تحریر کیا جابا تھا اُس وقت میرے دل میں یہ خیال گذر رہا کہ یہ دربر اگر تیرا ہو  
 کر کے لکھے تو مستر بہر حد کی قدرت وہ اٹھ کر اُٹھا۔ من داخل ہوا اور کوئی شخص اُس وقت وہاں موجود نہ تھا میں تخت  
 کے قریب ہویا اور یہ بیت قصیدہ بروہ کی اُس برج کا دہر جو دربرے کتابت کیرا سٹے لکھا تھا تحریر  
 کی بیت ناما لیبیک ان قلت الکعبا ہتداء و ما قلک ان قلت استغفر بيم۔ اور میں بھر سے مقام پر  
 لکھ گیا اور اُنک کے فطرات روان تھے اور بعد ایک ساعت کے دربر بھر اب مقام پر آں کر  
 کھنکھن ہوا اور اس کا دہر کچھ لکھے کا ارادہ کیا اب دیکھا یہ بیت اُس پر بھر یہ مکان کے چاروں سمت  
 دیکھے لگا اب میرے سو اسی کورہ دیکھا مجھے شرم ہو کر پوچھا کہ بیعت تو نے کبھی پھر میں نے کب اہل  
 اس وقت میرا حال یو جا میں نے ایسی اور باب کی سرگزشت بیان کی جو میں اُس سے میرے باب  
 کا نام ساوڑا اٹھا اور ایسے ہاتھ سے رنج میرے پاؤں سے خدا کی اور اعلا میرا بہن مجھے بھایا اور  
 اُسی وقت سوار ہو کر مجھے اپنے ہمراہ میرا شاہ حسن کے دیوا کھارہ میں لگیا اور مجھے میرا کئے  
 سامنے لے کر میرے باب کا حال معروض کیا میرا رے ورتا میرے باب کو طلب کیا اب میرے والد  
 میرا کے سامنے آنے اتفاقات سے اُس وقت میرا کی مجلس میں ہدایہ فقہ کا مکرور ہوتا تھا میرا کے  
 حکم سے اُسی وقت ایک علت مجھے اور میرے والد کو مرمت ہوا اور میرے والد ماجد نے ماہودیر تالی  
 اور برودہ حاضر فقہ کا بیان اس مراتب سے تقریر کیا کہ صدارت مجلس شیعہ ہوئے اور چاروں طرف سے مدح  
 و ثنا کا طلعہ ملتا ہوا میرا رے پھر اُسی مجلس میں حریہ دار سے فرمایا کہ جو کچھ مولانا کا اُکات السبت عارت  
 ہوا ہر اسے علدیم ہو گیا اور جس قدر ہم ہوئے اُنکی قیمت سرکار سے دلوا دے یہ فرما کر میرے باب  
 کو ایسی مصاحبت اور ہجرا ہی کی تکلیف دی انھوں نے یہ جواب دیا کہ حیات مستعار کا راز آخر ہوا اب اس  
 سفر مرگ ہو و وقت ہمارا ہی آخر کو وایا ہوتا ہی ہوا ہے دو سے کے لہ انھرت عوار حنت حق میں  
 داخل ہوئے انھنے لہ نماں کا فتح خدا اور میرا شاہ حسین نے متاہ لکھا کہ کو گرفتار کر کے حوالت میں بھیا اور

قصبات ملتان کو فتح کیا اور امرائے لنکاہ حیران ہو کر ملتان کی سمت روانہ ہوئے اور وہاں جاکر شاہ محمود شاہ لنکاہ کے بیٹے کو کہ وہ ابھی طفل صغیر تھا شاہ حسین لنکاہ خطاب دیکر خطبہ اُس کے نام پڑھا اور برائے نام اُسے بادشاہ بنایا اور شیخ شجاع الملک بخاری جو شاہ محمود شاہ لنکاہ کا داماد تھا وزارت کے نام سے مہات سلطنت کو انجام دینے لگا اور اس مروجے تجربہ نے باوجود اسکے کہ آذوقہ ایک ماہ کا بھی ملتان میں نہ رکھتا تھا حکم حصار داری کا دیا میرزا شاہ حسین ارغون نے شاہ محمود شاہ کی وفات کو ملتان کی فتح کا وسیلہ سمجھ کر فرصت ندی اور جلو ریز آن کر قلعہ کو محاصرہ کیا اور جب چند روز چل رہا مردم سپاہ جو قلعہ میں بھوک اور فاقہ کشی سے مضطرب تھے شیخ شجاع الملک بخاری کے پاس جو خرابی ملتان کا باعث تھا حاضر ہوئے اور عرض کی کہ اب تک گھوڑے ہمارے تازہ ہیں اور ہم میں بھی قوت اور مسکت باقی ہے بہتر یہ ہے کہ آپ افواج کی تقسیم فرمائیں کہ ہم معرکہ میں جاکر شریک ہوں شاید تائید ایزی سے نسیم فتح و نصرت ہم پر چلے اور دوسرے یہ کہ قلعہ داری ملک اور مدد کی امید یہ ہوتی ہے اور اُنکی بھی کسی طرف سے امید نہیں ہے شیخ شجاع الملک نے دربار میں کچھ جواب نہ دیا لیکن خلوت میں سرداران مجتہد کی ایک جماعت کو طلب کر کے فرمایا کہ ابھی شاہ حسین لنکاہ کی سلطنت نے قرار اور ملازمین پکڑا ہے اگر ہم بقصد جنگ شہر سے ہٹا دیں تو نکلے ظن غالب بلکہ یقین ہے کہ اکثر آدمی ہمارے باامید رعایت میرزا شاہ حسین کی ملازمت میں حاضر ہونگے اور ایک جماعت قیلس جو اہل عزت اور ناموس ہے وہ معرکہ میں پاسے ثبات مستحکم کر کے ماری جاویں گی سو انا سعد اللہ لا ہو ری سے جو فاضل وقت سے تھے منقول ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ میں ان دونوں میں ملتان کے قلعہ میں تھا جب محاصرہ نے چند ماہ کا طول کھینچا میرزا شاہ حسین نے قلعہ کا مدخل اور مخارج چاروں سمت سے ایسا مضبوط بند کیا کہ کوئی متنفذ قلعہ کے باہر سے اہل قلعہ کو مدد نہ پہنچا سکتا تھا اور کوئی شخص قلعہ بندوں سے باہر ناسکتا تھا عاقبت الامر فاقہ کشی سے رفقہ رفقہ یہ نوبت پہنچی کہ اگر اچانک ایک بلی یا کتا ان کے ہاتھ آتا تھا گوشت اُسکا حلوان خربہ کے مانند کھاتے تھے اور سب سے عجیب تر یہ ہے کہ شیخ شجاع الملک نے جادو نام یا جی کو نین ہزار یاد دہانے تصبات کی سرداری دے کر قلعہ کی حراست اس کے نامزد کی تھی وہ کبھی جس شخص کے مکان میں گمان غلہ کار کھتا تھا بلا حد شہ اس بیچارے کے مکان پر دوڑ لیا کرتا راج کرتا تھا اُس عمل ناہموار اور ظلم نامسزاوار کے سبب خلق نے سب سے بغاوت ہوئی اور موافق مضمون نعم الانقلاب ولو علینا شیخ شجاع الملک کی زوال دولت خدا سے چاہتی تھی اور بادشہ اس کے جو شخص قلعہ کے اندر سے قدم باہر رکھتا تھا علف تیغ خون آشام ہوتا تھا پھر تو یہ نوبت پہنچی کہ اہل قلعہ مضطرب ہو کر اپنے یقین قلعہ پر سے خندق بن گئے تھے اور میرزا شاہ حسین اُنکے اضطراب سے واقف ہوا اپنے آدمیوں کو ان کے قتل سے روکا اور جب محاصرہ نے ایک سال اور چند ماہ کا عرصہ کھینچا ایک رات کو صبح کی وقت کہ سلاطین و سلاطین ہجری تھے میرزا شاہ حسین کا لشکر قلعہ میں داخل ہوا اور ہاتھ آستین ظلم سے برآوردہ کر کے قتل اور غارت شروع کیا اس کے بعد شاہ حسین کے حکم سے سات برس کے لڑکے سے ستر برس کا بوڑھا



ایک حواصون کو لکھ دے روئیے گا اور علاوہ اس کے سن و سال فیہ کا اس امر پر تفت احاسین  
 کرتا ہے مکہ حب خادم مولانا عریہ اشترے عام بارید کے پاس آن کر یہ پیغام گداری کی عام بارید لے  
 گیا کہ کھٹے حاشا اس امر سے آگاہی ہیں پھر مولانا نے ترمدہ ہو کر یہ بد دعا کی عدا و مداح  
 شخص سے یہ عمل سرور ہوا ہوا اس کی گردن توڑ دے یہ واکر حالت عیاض میں عام بارید کی ملازمت  
 دہل کی طرف تشریف لے گئے اور عام بارید کو اس وقت حیر ہو گئی کہ سمجھت سرحد سے  
 آگے ٹھہر گئے تھے آج کو مولانا نے اپنی زبان سے ارشاد کیا تھا وہ ظہور میں آیا کہ حسیج جمال الدین  
 سلطان سکندر کی خدمت سے رحمت ہو کر شور میں آیا ایک رات کو اس کے قدم کے نام سے عورت  
 کی کہ وہ سر کے تل میں پرگرا اور گردن اس کی شکستہ ہوئی بر رگوں سے تھوڑا اور مدد عا سے یہ قزو  
 ملا القصد حب ظہیر الدین محمد مار شاہ متعلقہ کو سوئیں بھی میں ولایت پنجاب پر متصرف ہو کر دہلی کی  
 طرف عادم ہوا میرا حسین شاہ ارحوں حاکم ٹھہر کر وہاں بھی کہ ملتاں اور وہ حدود کو جو اسے رحمت  
 جو سے آئیں پر متصرف ہووے میرا حسین شاہ ارحوں نے حسب الامر مع اوج شہار قلعہ کو  
 کے اطراف میں دریائے راستہ سے عبور کیا اور قہر لائی کی تند ہوا چلے گئی اور سیلاب نے ساری  
 جاری ہوا شاہ محمود شاہ لکھا یہ حیرت از سرسک ہایت ہر اسان اور نسل بید لہراں ہوا اور سب باہ  
 کو فراہم کر کے شہر ملتان سے راکھ ہوا اور شیخ ہمار الدین قریشی کو حسیج الاسلام شیخ ہمار الدین دکر تپے  
 ملتان میں دس سو کا سجادہ نشین تھا فصاحت رسالت میرا شاہ حسین ارحوں کے پاس بھیجا اور  
 مولانا سلول کو حسیج عبارت اور اداسے مقاصد رسالت میں عہدیم التماس تھا شیخ ہمار الدین قریشی  
 کے ہمراہ گیا اور حب وہ سر را شاہ حسین کے لشکر میں بیوی کے میرا نے انکی عزت اور رحمت بہت  
 کی اور بعد اداسے رسالت میں لوئے جواب دیا کہ میں شاہ محمود شاہ لکھا کی تربیت اور شیخ الاسلام شیخ  
 ہمار الدین دکر تپے ملتان کی ربارت کے واسطے آیا ہوں مولانا سلول نے کہا مگر بعد ہوں کہ آپ  
 شاہ محمود کو تربیت ملانے والے تھے کہ حضرت رسالت پناہ علیہ السلام نے اسے سالم رو عافیت  
 میں تربیت کی تھی اور دوسرے یہ کہ شیخ ہمار الدین جو خدمت میں آیا ہوا آپ معویت سعد کی تکلیف  
 یہ بھی جس نیک اس کام نے فائدہ دیکھتا شیخ ہمار الدین سلطان محمود لکھا کے پاس بیٹھ آئے اور  
 اسی رات کو شاہ محمود لکھا متعلقہ کو سو اکتیس بھی من عوت ہوا اور بعض آدمیوں کا زعم یہ تھا  
 کہ لکھنواں حواصون اس حادان کا تھا اس نے اسے صاحب کو زہر دے کر ہلاک کیا اور اس کی  
 سلطنت کی مدت ستائیس برس تھی

ذکر شاہ حسین تالی بن شاہ محمود شاہ لکھا کی شاہی کا

حب شاہ محمود لکھا نے انتقال کیا اگر لوگ قوم لکھا کے اور لکھنواں جو لشکر کا ہر اول تھا نشان دہشی  
 کا لکھ کر کے میرا شاہ حسین ارحوں کے تشریف ہوئے اور پرورش حسب دلخواہ پاکر سکھوں نے

ہمارے ہتھارے درمیان میں جد ہوا اور کوئی شخص اپنی حد سے قدم آگے نہ بڑھا دے اور  
دولت خان لودھی نے شاہ محمود کو ملتان بھیجا اور جام بائزید کو سور کی سمت ہونچا کر خود لاہور میں آیا  
لیکن باوجود اسکے کہ دولت خان سامرودانا اور دوراندیش درمیان میں آیا اس پر کبھی کارصلاح  
چندان اشتغال اور استقامت نہ پائی اور انھیں دنوں میر عباد کو ویزی اپنے دو فرزند میر شہید اور میر  
کو سولی کی طرف سے لیکر ملتان میں آئے نظام الدین احمد نجفی نے اپنی تواریخ میں لکھا ہے کہ اول جس  
نے ملتان میں مذہب شیعہ کو رواج دیا میر شہید انتہا پس اس قدر کثفا کر کے شہر و بسط میں  
اُس کے کوشش نہیں کی اور یہی تحریر نہیں کیا کہ میر عباد کو کون شخص تھا اور حسب و نسب اُس کا  
کیا تھا اور اُس کے فرزند میر شہید نے ایسے زمانے میں مذہب شیعہ کے رواج دینے میں کینکر  
قدرت پائی القصہ چونکہ سہراب دوائی سلاطین لڑکاؤں کے روبرو عزت تمام رکھتا تھا اس سبب سے  
میر عباد کو ویزی اُس مقام میں نہ رہ سکا جام بائزید سے التجا لایا جام بائزید اس سے باعزاز پیش آیا  
اور کچھ ولایت جو اپنی وجہ خاص کے واسطے مقرر کی تھی میر عباد کو ویزی اور اُس کے فرزند کو دی اور  
جام بائزید مرد محسن اور کریم الذات تھا اور علما و صلحا کے احوال پر تفتہ اور رعایت کی نظر مبذول  
رکھتا تھا اور راویوں کا یہ بھی قول ہے کہ ایام مخالفت میں علما اور صلحا کے ذلیفہ اور یومیہ کشتی میں بارہ کے  
سور سے ملتان کو بھیجتا تھا اور چونکہ بجا سے ملتان کی نسبت احسان کا طریقہ جاری رکھتا تھا  
وہاں کے اکثر بزرگوں نے جلاوطن ہو کر سور میں توطن اختیار کیا اور ایک جماعت کو خواہش تمام  
بلایا تھا از انجملہ مولانا عزیز اللہ کو جو شاگرد ملائح اللہ کے تھے سور میں طلب کیا جب مولانا عزیز اللہ  
سور کے قریب پہنچے انکو باعزاز تمام شہر میں لایا اور نہایت عزت اور تکلف سے انھیں اپنے  
حرم سرا میں لے گیا اور اپنے خدمت گاروں کو یہ حکم دیا کہ مولانا کے دست حق پرست پر پانی ڈالو  
پھر فرمایا کہ یہ پانی زیادتی برکت کے واسطے محل سرا کے چار دن گوشہ میں چھڑکوا اور شیخ  
جمال الدین قریشی وکیل جام بائزید سے ایک حکایت عجیب منقول ہے اگرچہ کچھ مطلب میں خلل نہیں  
رکھتی لیکن حصول عزت اور خواب غفلت سے بیداری کے واسطے مرقوم فلم شکین رقم ہوئی ہر منقول ہے کہ  
کہ جب حضرت مولانا عزیز اللہ سور میں تشریف لائے اور جام بائزید انھیں اس اعزاز و احترام  
سے اپنے محل سرا میں لے گیا کہ انہاں کے زمانہ کو اس سے زیادہ تر امید نہ تھی پھر مولانا کو حرم سرا  
میں لے جا کر خواصوں کو حکم دیا کہ مولانا کی خدمت میں حاضر ہو وین اس کے بعد شیخ جمال الدین قریشی  
نے از روئے تسخر اور ظرافت کے ایک شخص کو مولانا کی خدمت میں بھیجا کہ یہ پیغام دیا کہ جام بائزید بد  
و عا و ثنا عرض کرتا ہے کہ میری عرض خواصوں کے حضار سے یہ تھی کہ جو مولانا مجروح تشریف لائے ہیں  
جو خواص کہ منظور نظر اور مطبوع طبع ہوا علامہ نجفین تو اجازت دی جاوے کہ شرف ہمبستری سے  
مشرف ہووے مولانا نے اپنے خادم سے فرمایا کہ تو جام بائزید کے پاس جا کر میری طرف  
سے کہنا کہ معاذ اللہ جو شخص زیور آدمیت اور حلقہ انسانیت سے آراستہ ہو وہ اپنے مخلصوں

لے اُس سے یو چھاک ملاں ملان مقدم سے کما نصیر واقع ہوئی تھی کہ حام بابر نے اُس کے سر کے مال  
ترسو کر اہست ہو کائی انصاف سے چکر اُس کے عوس میں قبرے مال ترانے جادیں جو کما اُس قسم کے  
کلام عالم جان نے کبھی سے تھے اُس کے سنے ہی طبع میں آیا اور لولا اہر مدد کئے در مار شاہی میں اُنھے  
ایسی سودو گوئی لائق رہی ابھی یہ بات تمام ہوئی تھی کہ دس مارہ آدمی اطراف و جوانب سے اگر عالم جان  
کو لیٹ گئے اور عالم جان کی دستار اچھال کر زکوہ و کوب شروع کی اور عالم جان نے ہزار وقت  
معرطاف سے راور وہ کر کے اٹھ ملکہ کیا اور اُس بہت متست ہاتھ بانی بن لوگ حمر کی شاہ کی میثانی  
میں گئی اور سوز کرنا ہوا رہیں پر مگر اور چون ست اُس کے رحم سے جاری ہوا اور اُس جماعت نے یہ  
حال دیکھ کر عالم جان کو چھوڑ دیا ساہ کی طرف متوجہ ہوئے اور عالم جان جو بے سر رہے بھاگا اور  
جب دروازہ پہنچا اُسے بھقل پایا جس طرح سے ممکن ہوا تھو دروازہ کا توڑ کر کل گیا اور ٹیکہ اپنے  
دوکر سے لے کر سیریا مدھکر جام بابر بد کی خدمت میں حاضر ہوا اور تمام سرگدست نصیر کی اُس نے جواب  
دیا کہ اہر مدد اُنھے ایسی حرکت واقع ہوئی ہے کہ جس سے نو دو جان کی شرم گئی کا باعث ہوا اب  
اس کے سوا کوئی تدبیر نہیں ہے کہ تو مقدم استخوال ملکہ سورین حا اور تمام روح کو حلد بھیج کر شاہ محمود شاہ  
لکھاہ آیا لشکر واہم کر لے یاوے اور میں تیرے پاس ہو کر سکوں عالم جان اسی وقت سوز کی  
طرف روانہ ہوا اور جب اس کا لشکر برق و ماد کی طرح سوز سے پہنچا حام بابر نے اُس کے ہمراہ  
سوز کی سمت بھاہی ہوا اور محروں نے یہ سر شاہ محمود کو پہنچائی اُس نے ایک جماعت امر کو طلب  
تعاقد تعین کیا حب اولیٰ طرح میں ایک دوسرے کے قریب پہنچی حام بابر مدلیٹ کرا لیتا شاہ ہوا  
اور حامیں سے حوا میں کار آمد جدا ہو کر حرب میں مستول ہوئے اور کوشش مردانہ کی عاقبت انہما  
حام بابر نے اُس جماعت کو متفرق و یریشان کر کے سوز کا راستہ لیا اور سوز میں پہنچے ہی  
حطہ بادشاہ سکندر لودھی کے نام بڑھا لکھہ تمام ماعرہ فدا شدت میں مدد رح کر کے شاہ مدد  
کی خدمت میں ارسال کیا شاہ سکندر نے اسے ملاحظہ کر کے وہاں استال و طعت کا حام بابر مد  
کو بھیجا اور دوسرا عمران دولت خان لودھی کے نام بھجوا کا حکم تھا لکھا کہ جو حام بابر مد پہنچے  
یاس اتھا لایا ہوا اور حطہ شہر سوز کا ہمارے نام بڑھا کر چاہیے کہ اُس کے حال سے خبردار ہو کر اُس کی  
اندا اور اعات میں کسی طور اپنے نہیں صاف رکھے اور جس وقت اُس کو لگ کی حاجت ہوئے  
جو داس کی لگ کو حاوے فی الحکمہ بعد حیدر و ر کے شاہ محمود شاہ لکھاہ آیا لشکر واہم کر کے  
سوز کی طرف متوجہ ہوا اور حام بابر مد مع عالم جان ادبھی صبح کے سوز سے برآمد ہو کر کچھ دور اوس  
کے مقابلہ کو گیا اور ایک خط دولت خان لودھی کو لکھا اس حقیقت سے آگاہ کیا اور شاہ محمود شاہ  
اور حام بابر مد کے درمیان جنگ قائم رہے جنگ عرصہ شروع ہوئی تھی کہ استے میں دلوں  
لودھی مع لشکر بھجوا حام بابر بد کی لگ کو آہو گیا اور مردم معتز شاہ محمود شاہ کی خدمت میں  
بھکر میا دسلع کی ڈالی آکر کواہ کی سسی سے مصالحت نے اس امر پر قرار پایا کہ دریا سے راوی

پہر حاضر ہوا اور جب یہ خبر سلطان کو پہونچی عماد الملک سے فرمایا کہ تو جا کر جام بائزید کی افواج کا سامان واجب دیکھ جو کہ رات کو مشورہ ہو چکا تھا اس کے آتے ہی جام بائزید نے عماد الملک کو گرفتار کر کے قید کیا اور شاہ حسین لنکاہ نے اسی وقت شغل وزارت جام بائزید کے تفویض کر کے اتالیقی محمود خان بن فیروز خان کی بھی منصب وزارت پر اضافہ فرمائی اور چند روز کے بعد شاہ حسین لنکاہ ہفتہ کے دن صفر کی چھبیسویں تاریخ ۹۰۸ھ نو سو آٹھ اور بقولے مستفادہ نو سو چار ہجری میں اس جان فانی سے عالم باقی کی طرف خرامان ہوا مدت تکلی سلطنت کی بقولے چونتیس سال اور بقولے تیس سال بھی مولف طبقات بہادر شاہی کے قلم سے اس مقام میں دو تین سو صا در ہونے ہیں اول یہ کہ محمود خان کو شاہ حسین شاہ لنکاہ کا فرزند لکھا دوسرے یہ کہ سلطان فیروز کے جلوس کو بعد از محمود خان تحریر کیا تیسرے یہ کہ شاہ فیروز شاہ کو محمود خان کا بھائی قرار دیا اور صحیح یہ ہے کہ سلطان محمود سلطان فیروز شاہ لنکاہ کا بیٹا تھا اس نے بعد فیروز شاہ بن شاہ حسین لنکاہ کے سر میں سلطنت پر اجلاس کیا تھا

### ذکر شاہ محمود شاہ لنکاہ کی شاہی کا

جب شاہ حسین لنکاہ فوت ہوا اس کے دوسرے دن ووشبہ کے روز ستائیسویں تاریخ صفر کو جام بائزید نے امرا اور ارکان دولت اور اشراف شہر کے باتفاق شاہ حسین لنکاہ کی وصیت کے موافق محمود شاہ کو سر پر جہانزاری پر جلوہ گر کیا چونکہ یہ خورشید سال تھا ادبائش واجلات کو فراہم لاکر اراذل پرست مشہور ہوا اور اکثر اوقات مسخر اور استہزائیں مصروف رہتا تھا اس سبب سے اشراف اور اکابر اپنے تئیں اس کی صحبت سے دور رکھتے تھے اور بعد اس کے جب مردم او باش نے اس کے مزاج میں تعمیرت پایا پھر اس پر آمادہ ہوئے کہ شاہ محمود شاہ کا مزاج جام بائزید سے منحرف کریں اور اپنے حصول مطلب کی تدبیریں کرنے لگے اور جام بائزید یہ تدبیریں ان کی مکرر سہ کر رہے اپنے مکان سے جو آب جناب کے کنارے اور نشان سے ایک فرسخ کے فاصلہ پر تعمیر کیا تھا وہاں استقامت کر کے شہر میں نہیں آتا تھا اور ہمت ملی کو وہاں انجام دے کر جیلہ حوالہ میں اوقات بسر کرتا تھا اور اسی عرصہ میں ایک روز جام بائزید نے بعضے قعبات کے زمینداروں اور مقدموں کو تحصیل مال اور معاملہ کے واسطے طلب کیا تھا جب بعضوں نے تردد کر کے عدل حکمی کی جام بائزید نے اور مالک الدون کی عبرت کے واسطے اس جماعت کے سر کے بال ترشوائے اور گدھے پر سوار کر کے تشہیر کیا بدگوئیوں نے جا کر سلطان محمود سے عرض کی کہ جام بائزید نے بعض خدمتگاران خاصہ کی نسبت سیاست اور اہانت شروع کی ہے اس لیے دیوان عام میں حاضر نہیں ہوتا اپنے بیٹے عالم خان کو بھیجا ہے صلاح دولت یہ ہے کہ عالم خان جب دربار میں آوے اسے سرور بار ایسی ذلت اور اہانت پہونچایا جائے کہ جام بائزید کی شان میں دھج جائے اور جلیل خلاق کی نظر میں ذلیل اور خوار ہووے عالم خان ایک جوان قابل تھا اور حسن سیرت و صورت میں اپنے ہمیشوں اور عزیزوں میں ممتاز تھا اتفاقاً ایک دن سلطان محمود کے سلام کو آیا ایک درباری

اور ہٹ اُن کی عزت کرنے سے ترجیح رکھتے ہیں اور اسی طرح سے طبقہ عاریہ کے چند شخاص  
ذو اہمیتان من موجود ہیں کہ کمالات ظاہری اور ماضی بین حاجی عبدالوہاب پر شرف رکھتے ہیں  
اور طبقہ علمائے سے مولانا فتح اللہ اور اُن کے شاگرد مولانا عزیز اللہ حاکم پاک نشان سے مخلوق  
ہوئے ہیں اکثر اہل ہندوستان ان عربیوں کے ہونے سے فخر کرتے ہیں جب اس قسم کی باطنی دلچسپی  
سے سارے کچھ سوچا نہیں تنگ مال سلطان کے دل سے دھج ہوا اور رحمت حاصل ہوئی اور  
جب سلطان حسین لنگاہ کمرسی سے نالواں ہوا اپنے ٹہرے بیٹے کو کہ ضرور جان نام رکھنا تھا  
میرور شاہ خطاب دے کر خطہ اُسکے نام پڑھا اور جو طاعت و عبادت میں مشغول ہوا اور عباد اللہ کی تک  
کو بدستور قدم مصعب و رات برقرار رکھا

### مذکرہ فیروز شاہ بن حسین شاہ لنگاہ کی حکومت کا

چونکہ فیروز شاہ نے غور کا تختہ اور قوت نفیسی اُس کی تمام دونوں رعایا اور وسطا حتیٰ اس سبب سے  
اُس کا وجود پر وجود و سخاوت سے عاری تھا اور ہمیشہ مال ملکہ عباد الملک پر جو مصیلت اور کمالات  
سے ہرہ رکھتا تھا حد کرنا ایک روراس لے اپنے غلام سے یہ بات کہی کہ مال اموال بادشاہی  
پر تصرف کر کے صادر کیا جاتا ہے اور اسکا نصف یہ ہو کہ لوگوں کو کیا یا بار اور مصاحب سارے شعل سلطنت  
کو اہام دونوں اور لائی دولت یہ ہو کہ مصدق کا علاج سادے سے پیش کرنا چاہیے اور وہ غلام  
ماہانتہ اندیس مال کے صل پر آباد ہوا اور وقت فرصت کا منتظر رہتا تھا اتفاقاً ایک دن مال  
نیر دریا کے واسطے کشتی میں سوار ہونا دیکھ کر کہ تہ میں آیا جا ہوا تھا کہ اُس غلام نے کہیں گاہ  
سے ایک تہرا یا اُس کے سید پر مارا کہ مقابل سے کل گیا اور مال اُس کے صدر سے حاضر  
ہوا اہماد الملک نے عرصہ تکیل میں میرور شاہ کو ہر دے کر اپنے فرزند و لہجہ کا اتمام وہ  
اسی لیا اور جب کمرسی بین یہ مصیبت شاہ حسین لنگاہ کو ہو چکی عنان سرور دست استقلال سے  
کل گئی گریہ و زاری اور مقبرہ اسی کے سوا اور شعل تھا غرض کہ پھر خط حکمت اور انتقام لینے کے  
واسطے خطہ اسے نام پڑھا اور محمود خاں بن سلطان میرور شاہ کو اپنا ولیعہد کیا اور بدستور  
قدیم مہات سلطنت حماد الملک کے سرور کے رجس اور کرد و رت اصلا اس پہنچا ہرنہ  
کی اور بعد چہرہ دے کے حام مانچرہ کو غلوت بین طلب کر کے یہ فرمایا کہ تو میری صورت حال  
اور زور دل سے خوب آگاہ ہو کس واسطے مرہم تدبیر سے اس کو اہمال ہیں کرنا لیجئے اس  
نک حرام حماد الملک سے میرا انتقام ہمیں لینا حام مایہ میںے خواہت تمام اس امر کو قبول کیا  
اور رحمت الصراف حاصل کی اور رات کو منائی گئے فرمایا کہ لشکر میں حاکم بنا کر کے سلطان  
نے سالانہ حاجت طلب کیا ہو ملے الصراح تمام فوج سار و براق سے درست اور مسلح ہو کر  
دلت سراے سلطانی پر حاضر ہووے جب صبح ہوئی حام مایہ یہ مع جمیع سپاہ مسلح ہو کر در دولت

اور سلطان سکندر نے بجائے اُس کے سریر فرزند والی پر تمکن کیا سلطان حسین لنگاہ نے مکتوب تعزیت و تہنیت مع تحف و ہدایا ایلچیوں کی صحابت سے بھیج کر بنیاد صلح والی پھر چونکہ نسبت شریعت پرستی کی سلطان سکندر پر غالب آئی حکم صلح دے کر یوں مصلحت دیکھی کہ طرفین سے طریقہ اتحاد اور اخلاص جاری رکھ کر خیر خواہ ایک دوسرے کے رہیں اور سیاہ کسی کی اپنی حد سے تجاوز نہ کرے اور طرفین سے جس شخص کو ملک اور اعانت کی ضرورت واقع ہوے دوسرا مدد سے اپنے تئیں معاون نہ رکھے غرض کہ بعد اُس کے عہد نامہ تحریر ہو کر امرا اور اعیان مملکت کی گواہی سے زمین ہوا پھر سلطان سکندر نے ایلچیوں کو خلعت دے کر رخصت کیا اور یہ بھی کہتے ہیں کہ شاہ حسین سلطان مظفر شاہ گجراتی کے ساتھ طریقہ مراسلت کا جاری رکھتا تھا اور طرفین سے رسل و رسائل کے دروازہ مفتوح رہتے تھے ایک بار سلطان حسین نے قاضی محمد نام ایک شخص کو کہ زبور فضائل سے آراستہ تھا البصیغہ سفارت سلطان مظفر کی خدمت میں بھیجا اور قاضی سے یہ بات کہی کہ رخصت کے وقت سلطان مظفر سے درخواست کرنا کہ خدمتگاروں کو تیرے ہمراہ کر کے منازل سلطانی کی سیر کروائیں اور سلطان حسین کی غرض اس مقدمہ سے یہ تھی کہ میں بھی ایک قسطنطنیہ گجرات ملتان کے درمیان میں تعمیر کردن جب قاضی محمد احمد آباد میں پہونچا اور تخت و ہدایا گنڈرا لے اور رخسار کے وقت درخواست اس امر کی جسکے واسطے مامور ہوا تھا کہ سلطان مظفر نے اپنے خدمتگاروں کو قاضی محمد کے ہمراہ کر کے حکم دیا کہ تمام منازل شاہی کی تفصیل اسے سیر کرائیں جب قاضی گجرات سے ملتان میں آیا بعد ادا اسے رسالت چاہا کہ شاہان گجرات کی عمارات کی کچھ صفت بیان کروں پھر عرض پیرا ہوا کہ اعتراف کی زبان اُن منازل و پذیر کی توصیف میں گنگا ہے لیکن گستاخانہ عرض کرتا ہوں کہ اگر محصول کیسا تمام مملکت ملتان کا اُن تصویر میں سے ایک قصر کے تعمیر میں خرچ ہووے شاید انجام کو پہونچے سلطان حسین یہ بات سن کر نہایت غمگین اور ملول ہوا عدا الملک تو ملک کہ منصب وزارت اُسکے تفویض تھا اسنے قدم چرات آگے بڑھا کر عداوی کہ حافظ حقیقی باوشاہ کو قیامت تک حوادث زمانہ سے بگاہ رکھے تو مہنوں کے حزن و ملال کا سبب معلوم نہیں ہوتا ارشاد کیا کہ سبب حزن کا یہ ہے کہ تضاد قدر نے لفظ شاہی مجسمہ اطاعت کی ہوا اور معنی شاہی سے محروم ہیں باوجود اس کے کہ میں قیامت کے دن ساتھ بادشاہوں کے محشور ہونگا عدا الملک تو ملک نے یہ جواب دیا کہ ظل سبحانی اپنا دل صفائے منزل اس سبب سے کمدر اور ملول نہ رکھیں کس واسطے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے ہر ایک مملکت کو ساتھ ایک فضیلت کے نھندوں میں کیا ہے کہ وہ مملکت دوسرے مالک میں عزیز اور محترم ہو اور مملکت گجرات اور دکن و مالوہ اور بنگالہ اگرچہ زیر خیر ہوا اور سامان عیش و نشاط کا اُن مالک میں بخوب ترین وجہ میسر ہوتا ہے لیکن مملکت ملتان مرد خیر ہر کس واسطے کہ ملتان کے بزرگ جس مملکت میں تشریف لینگے مغز اور محترم ہوے اور شکر ہے کہ شیخ الاسلام شیخ بہار الدین ذکر یا قدس سرہ کے طبقہ علیہ کے چند بزرگوار ملتان میں موجود ہیں کہ جمیع کمالات میں شیخ یوسف قریشی پر کہ سلطان بہلول نے اُن کے فرزند کو دختر دی تھی

و جمیعت تمام آسودگی سیار ہو چکی جب مارک شاہ اور تمار حان قلعہ جیوت میں ہوئے  
 سلطان حسین کے تھانہ دار کو بیع تین سو روپے کے بقول دھیر قلعہ سے رآوردہ کیا اس کے بعد  
 بعض عہد کر کے ایک کو رہا۔ یہ جوڑ اور سلطان حسین اس فتح کو فوج عظیم حان کر قلعہ جیوت کے  
 سلطان کا ارادہ اپنے دل میں نہ لایا اور اسی عرصہ میں ملک سہراب دودا ہی جو سنبھیل خان اور فتح حان  
 آپ تمام قوم برہیلہ فتح اور کران کے اطراف سے شاہ حسین کی فوج میں شمع ہوا اور شاہ حسین لکھا  
 نے ملک سہراب ملوچ کا آنا ہے اور ہمارا کہ سمجھا قلعہ کوت کرور سے قلعہ وہم کوت تک تمام دھرت  
 اسے اور اس کی قوم کو جاگیر دی چاہا یہ ہر سکر اور ملوچ بھی ملوچستان سے شاہ حسین لکھا کہ  
 خدمت میں حاضر ہوئے اور رو رو در جمیعت اس کی لیاہ ہوئی گئی اور شاہ حسین لکھا کہ اس  
 ولایت کا قلعہ عور مانے سدھ کے کنارے آباد ہو ملوچوں کی خواہ میں مقرر کیا اور رفتہ رفتہ سمیت پور  
 دھنکوٹ تک تمام ولایت ملوچوں سے متعلق ہوئی اور انھیں دنوں میں حام مایرید اور حام پور  
 جو قبیلہ اسپہ کے سردار تھے حام سدا ولایت سدھ کے حاکم سے آروردہ ہو کر شاہ حسین کی  
 خدمت میں حاضر ہوئے چنانچہ تعصیل اس اعلیٰ کی یہ پھر جو ولایت ہکر اور ٹھٹھہ کے امین واقع ہو  
 اکثر وہ ولایت ساتھ قوم سپہ کے حوالے تین اولاد جمید سے مانے تھے تعلق رکھتی تھی چونکہ قوم سپہ  
 شجاعت اور شہامت میں ممتاز تھی اور حام سدا کہ قوم سپہ سے تھا اور وہ بھی ایسے تین اولاد  
 جمید سے تھا تھا اس قوم سے ہی تہہ ہر اسان رہتا تھا اتفاقاً سدا مان سپہ کے درسان میں  
 عداوت ظاہر ہوئی حام نظام الدین الشہور بحام سدا نے اس امر کو جمیت غلطی تصور کر کے مخالفوں کی  
 حاکم دانی کی اور حام مایرید اور حام ابراہیم کرور و لون برادری تھی تھے انکی کچھ رعایت نہ کی اس وجہ  
 سے حام مایرید اور حام ابراہیم حام سدا سے آروردہ ہو کر شاہ حسین لکھا کہ تہر یک ہوئے  
 اور اس نے ولایت سور بر حام مایرید کو رولایت اوچہ بر حام ابراہیم کو مقرر کر کے دو دن کو جاگیر  
 پر خدمت کیا جو حام مایرید حاکم ملکی سے ہرہ باب تھا اس واسطے اہل فصل سے صحت رکھتا تھا اور  
 اس اطراف میں حاصل کو جس مقام میں سنا تھا کہ رہتا ہے اس کے احوال پر اس قدر تعقد اور رہائی  
 کرتا تھا کہ وہ سبے اختیار اس کی مجلس میں ہو چکا اس سے فائدہ مند ہوتا تھا اور یہ بھی کہتے  
 ہیں کہ حام مایرید اہل فصل کے ساتھ اس قدر محنت رکھتا تھا کہ تیج جمال الدین ترشی خوشی عالم ترشی  
 کے دربار میں اور انھوں نے حراسان میں قسم قسم کے علوم تحصیل کیے تھے اور جو اس کے کہ  
 جو اس ظاہری ان کے محنت ہونے کے تکلیف تمام انھیں شغل و نارت پر مامور کر کے جمیعت ہما  
 ملکی ان سے رجوع کیے اور جو دال فصل کی صحت میں سرگرم تھا اور احکام انکی کی اس طور سے  
 تعلیم کرتا تھا کہ اس نے تہر سور میں ایک عمارت کی بنیاد ڈالی اتفاقاً جس سے ایک حواء اس مقام  
 میں لکھا حام مایرید نے دست تصرف اس سے مار رکھا اور وہ تمام خزانہ سلطان حسین کی خدمت میں  
 ارسال کرنا سلطان کو اس امر سے اتفاق عظیم ہو گیا جب سلطان ہلول ساتھ رحمت حق کے حاصل ہوا

کی امان چاہ کر قلعہ شاہ حسین لنگاہ کے سپرد کیا اور بیہرہ کی سمت روانہ ہوئے اور شاہ حسین لنگاہ نے ہمت ملکی کے سرانجام کے واسطے چند روز سو رہیں تو قلعہ کی پھر قبضہ جینیوت کی ہمت عازم ہوا اور ملک باجی کمر وہان کا جو داروغہ تھا اُس نے چند روز اپنے ناموس کی حفاظت کے لیے محنت محاصرہ اپنے اور پرگوارا کی آخر کو وہ بھی امان طلب کر کے قلعہ سے دست بردار ہوا اور بیہرہ کا راستہ لیا اور شاہ حسین نے سرحد کا بند و بست کر کے ملتان کی طرف معاودت کی اور چند روز وہان استراحت کر کے کوٹلہ کی طرف ہوا اور اس نواح کو قلعہ دہنکوٹ کی حدود تک اپنے تصرف میں لایا اور جو شیخ یوسف اکثر اوقات شاہ بہلول لودھی سے اعانت کے واسطے داد میدا کرتا تھا جس وقت کہ شاہ حسین لنگاہ قلعہ دہنکوٹ کی طرف گیا بہلول شاہ لودھی نے فرصت غنیمت جان کر اپنے فرزند بار بک شاہ کو کہ احوال اُس کا وقائع سلاطین دہلی اور شاہان ہون پور میں گذارش ہوئے ولایت ملتان کی تسخیر کے واسطے نصحت فرمایا اور تاتار خان لودھی کو مع لشکر پنجاب بار بک شاہ کے ہمراہ نامزد کیا چنانچہ بار بک شاہ اور تاتار خان لودھی بکوج متواتر ملتان کی طرف روانہ ہوئے اتفاقاً ان دونوں میں سلطان حسین کا براہِ حقیقی جو قلعہ کوٹلہ کرور کا حکم تھا اُس نے اپنا لقب شاہ شہاب الدین لنگاہ رکھ کر نشان بغاوت کا بلند کیا شاہ حسین لنگاہ نے آتش فساد قلعہ کرور کی تسکین مقدم جان کر بھجاج استعجال وہان پہونچ کر سلطان شہاب الدین کو زندہ گرفتار کیا اور اُس کے پانوں میں بٹیریاں ڈال کر ملتان کی طرف متوجہ ہوا اس درمیان میں خبروں نے یہ خبر پہونچائی کہ بار بک شاہ اور تاتار خان سواو ملتان کے قریب مصالے عید میں جو شہر کے پہلو میں ہو فروکش ہو کر قلعہ گیری کے سامان ہیں مشغول ہیں شاہ حسین لنگاہ شب دریا سے سندھ سے عبور کر کے آخر شب ملتان میں داخل ہوا اس وقت تمام فوج کو جمع کر کے یہ فرمایا کہ تمام سپاہ سے امید شمشیر زنی کی نہیں ہوتی یہی سو اسطے کہ اُس میں سے بعضوں کو اپنے اہل و عیال کی محبت و امنگیں ہوتی ہو وہ جماعت اگر شمشیر زنی کے کام نہیں آتی لیکن وہ لوگ مصالح کے واسطے اور شل قلعہ داری یا زیادتی سواو لشکر اور شل اُسکے دیگر امور میں کام آتے ہیں غرض کہ اس مقدمہ کی تہید کے بعد فرمایا کہ جو شخص بے تحلف جنگ صفت کرے وہ صبح کو شہر سے باہر جاوے اور بقیہ لشکر قلعہ داری میں مشغول ہے چنانچہ بارہ ہزار سوار اور پیادہ جہاز لڑنے پر آمادہ ہوئے اور جب آفتاب جہاں تاب افق مشرق سے اپنا نیزہ بلند کر کے طلوع ہوا تمام فوج طبل جنگ بجا کر شہر سے روانہ ہوئی اور سلطان حسین نے سپاہ دہلی کو اپنی پیشرو کر کے اپنے لشکر کو حکم دیا کہ سوار تمام پیادے ہودین اور اول وہ خود پیادہ ہوا اس کے بعد یہ حکم نافذ کیا کہ تمام سپاہ باتفاق ایکبارگی تین تیر دشمن کی فوج پر ہارین جب اول مرتبہ بارہ ہزار تیر ایکبار خانہ کمان سے چھوٹے فوج دشمن میں اضطراب عظیم ظاہر ہوا اور دوسری زد میں جمعیت اُن کی متفرق اور پریشان ہوئی اور تیسری مرتبہ اس طرح بدحواس ہو کر بھاگے اور دشمن کا خوف اُن کے دل پر ایسا چھایا کہ بھاگ کر سو رہیں ہو چکے اور وہان کے قلعہ کی طرف اصلاً التفات نہ کی پھر وہان سے بھاگ کر جینیوت میں دم لیا اور اس فوج سے لشکر ملتان



شیخ یوسف کے کسی نوکر کو قلعہ کی چھاؤلی سے ماہر بن آئے۔ وہ دیا بھر شیخ یوسف کی حکومت سرا  
میں داخل ہو کر انہیں دیکھ گیا

### ذکر قطب الدین لنگاہ کی سلطنت کا

حارائے سہرہ نے شیخ کو قند کر کے اپنا لقب سلطان قطب الدین قنجا اور حکمہ اور سکہ اسے  
نام جاری کیا اور ملتان کی حلقہ سے اس کی حکومت سے راضی ہو کر بیعت کی اسے سہرہ سے اس  
وقت شیخ یوسف کو قلعہ کے دروازہ سے جو شمال کی طرف شیخ الاسلام شیخ بہار الدین کرکریا کے مراد ورد  
الوار کے دیب واقع ہو کر آؤدہ کے دہلی کی سمت رحمت کیا اور اس دروازہ کو تخت یکنہ سے  
چوہا مارا دیا بھی کہے ہیں کہ وہ دروازہ آج تک کوشا ایک ہزار اٹھارہ چوہی ہن مدستہ سالی  
سد و ہریم نشان حکومت ملکہ کر کے امور سلطنت میں مشغول ہوا اور حسب شیخ یوسف دہلی میں داخل  
ہوئے مادشاہ سلول لوجی ہایت اہوار احترام سے میں آیا اور اسی مٹی کا شیخ کے صاحبزادے  
سے جس کا نام شیخ عبداللہ تھا عقد کیا اور شیخ کو ہیتہ عاہدہ ایک سے قوی پشت اور مسرور  
ماطر رکھا تھا اور شاہ قطب الدین لنگاہ ملا ملتان میں ہایت معمری سے حکومت کرتا رہا بعد ایک  
دہائی کے یسے شکہ سو چوتھ چوٹی میں سلطان قطب الدین اصل طعی سے فوت ہوا اور مدت  
اس کی سلطنت کی سولہ برس تھی

### ذکر شاہ حسین لنگاہ بن قطب الدین لنگاہ کی شاہی کا

سلطان قطب الدین لنگاہ نے دو بیعت حیات ستار ملک جمعی کے سیر دی اعیان دولت نے بعد  
ادائے لوازم تعریف اس کے ثبوتے کو شاہ حسین لنگاہ خطاب دے کر سر سلطنت پر بٹھایا اور  
ملتان اور اس کے اطراف میں حکمہ جس کے نام رٹھا اور وہ ہایت عامل اور مستعد اور اظافہ غلہ و قند  
کے دروازہ اور رول کے شایان تھا اس کے تمام دولت میں علم و صل کا مدتہ بعد ہوا اور علماء اور  
عہدہ اس کے حوالہ دائرہ احسان سے رویش اسے لگے اور آٹھ دولت اور ایام شایعین قلعہ سہرہ  
کی فتح کو مشورہ ہوا اور بھی کہتے ہیں کہ اس زمانہ میں قلعہ سور عاری عاں کے تصرف میں تھا اور  
غازی نے یہ جہزی تو سال جنگ درست کر کے قلعہ سے راکھ ہوا اور اس کو اس کے ٹھہر کر  
شاہ حسین لنگاہ سے لڑا اور دادر دی اور مردانی دی جو فتح اور سکست ماحصار مدہا ہوا پائے ثبات اس  
کا میدان موکر سے ہلکا اور سماگ کر ملکہ سور تگیا لگے سہرہ کی طرف متوجہ ہوا۔ رچوکر اہل و عیال  
اس کے قلعہ سور میں گئے انہوں نے حصار داری کا اسات درست کر کے قلعہ کو معصوم کیا اور بہت  
لگب ہو گئے کے منظر تھے کہ امر اسے غازی خاں کے سہرا و دیھوت اور خوشاب تصرف میں تھا  
لگب محس تھے اس آمد رچید روز کی محنت محاصرہ اٹھالی صفت لگب سو گئے سے ماوس ہونے عاں

غوث الزبانی بہار الدین ذکر یاسے ملتانی کی شرح و بیان سے - فوج تہہ اس سیلے جس ملک کے  
 اہالی اور شرفائے شیخ یوسف قریشی کو کہ خانقاہ کی تولیت اور حضرت شیخ بہار الدین ذکر یاسے ملتانی  
 کے روحہ رضیہ کی مجاوری اور نگہبانی ساتھ اس کے تعلق رکھتی تھی ششہ آٹھ سو سیدنا ایس عیسیٰ بن  
 سرسلطنت ملتان پر تمکین کیا اور منبروں پر خطبہ ملتان اور راجہ اور اس کے اطراف اور اکناف کا شیخ یوسف  
 کے نام پڑھا اور اس نے بھی لوازم بزرگی میں مشغول ہو کر اس حد و کے تمام باشندہوں کی تسلی اور بلجوتی  
 کی اور لطف و احسان کے دانہ سے زمینداروں کے مرغ و دل کو رام کیا اور اسے سہرہ جماعت  
 افغان لنگاہ کا سردار تھا اور قصبہ سوہی مع مصافات ساتھ اس کے تعلق رکھتا تھا اس نے شیخ یوسف  
 سے باین عبارت پیغام کیا کہ جو ہمارا اعتقاد اور اخلاص باب دادا کے وقت سے آپ کے سلسلہ  
 رضیہ کی نسبت مستحکم ہو لہذا بنظر خیر خواہی عرض گزار ہوں کہ جو ملک و دیہات میں فتنہ و فساد برپا ہو اور  
 اس عرصہ میں سلطان بہلول لودھی افغان نے خطبہ دہلی کا اپنے نام پڑھا ہے مناسب یہ ہو کہ قوم  
 لنگاہ کا دل ہاتھ میں لائے اور ہمیں اپنی فوج کا سردار بنائے تو ہم جان نثاری اور جان سپاری  
 میں در بے جا کزنہ رکھیں اور بالفعل اپنے عقیدے اور ارادے کو اسکا حکم کے واسطے اپنی دختر  
 آنحضرت کو دیتا ہوں اور ساتھ دامادی کے قبول کرتا ہوں شیخ اس امر سے نہایت حائل ہوئے اور  
 اسے سہرہ کی دختر کو برسم سلاطین اپنے عقیدین لائے اور اسے سہرہ اپنی بیٹی کے دیکھنے کو قصبہ  
 سوئی سے ملتان میں آیا اور تحت و ہدایے لائق شیخ کی خدمت میں گزارا لیکن شیخ احتیاطاً اسے قبول  
 نفرماتے تھے کہ ایسا نہور اسے سہرہ شہر ملتان میں بود و باش اختیار کرے اور وہ بھی دانائی سے شہر  
 کے باہر وارد ہو کر اپنی دختر کے دیکھنے کو تنہا جاتا تھا ایک بار تمام فوج اپنی فراہم کر کے ملتان کی سمت روانہ ہوا  
 اور چاہا کہ مکرو حیلہ سے شیخ کو دستگیر کر کے ملتان کا حاکم بنوں جب ملتان کی نواح میں پہونچا شیخ یوسف قریشی  
 کو پیغام بھیجا کہ ابی مرتبہ تمام فوج لنگاہ کو اپنے ہمراہ لایا ہوں تو آپ میری جمعیت کو ملاحظہ کر کے ان سے خدمات  
 لائقہ ایوں شیخ نے حیلہ اور اسفون دہر سے غافل ہو کر اسکی التماس پذیرا فرمائی اور اسے سہرہ ناز و اجلا  
 کر کے مع ایک خدمتگار اپنی دختر کے دیکھنے کو آیا اور خدمتگار سے فرمایا کہ ایک گوشہ میں جا کر ایک بکری کا  
 بچہ فنج کر کے اسکا خون گرم ایک پیالہ میں بھر کر میرے پاس لا اور جب خدمتگار نے امر مذکور میں قیام کیا  
 اسے سہرہ نے اس خون کو نوش کیا اور بعد ایک لحظہ کے از رو سے مکرو فریب مع کاذب کی طرح  
 بوقت فریاد کر کے بولا کہ میرے شکم میں درد ہوتا ہے اور لچکے برخطہ اسکی گریہ و زاری زیادہ ہوتی جاتی تھی  
 اور آدھی رات کے وقت وکلا کے شیخ یوسف کو بقصد وصیت طلب کر کے اس جماعت کے زور و  
 استغرائے دہوی کیا اور اثنا سے وصیت میں رور و کر اپنے عزیز و اقارب کو جو شہر کے باہر تھے و ذل  
 کیواسطے بلایا جب شیخ یوسف کے اعیان و ارکان نے اسے سہرہ کی حالت روی دیکھی اس کے عزیز و  
 اقارب کے آنے میں مصالحت نہ کیا خلاصہ یہ کہ جب تمام لوگ اس کے قلعہ میں داخل ہوئے بار بارہ انزع  
 سلطنت سر بستر باری سے اٹھا کر اپنے ملازمین معتمد کو قلعہ کے ہر دروازہ پر مقرر کیا اور حکم دیا کہ خبردار



## مقالہ نوان سلاطین ملتان کے بیان میں

ماطین بریکیں اور واقعات تواریخ کی حدت میں عرض رد اور ہونا ہوں کہ آغا محمد اور اسلام ملکہ طست ان میں محمد قاسم کے راجہ سے ہوا اور بعد اس کے سلطان محمود غزنوی کے عہد تک احوال ملتان کا کسی تہجج نے کتب تواریخ میں نہیں لکھا بلکہ ہوا کہ اس راجہ کی حکمتیں مستہور و معروف ہیں ہیں اس قدر ترجمہ تاریخی وغیرہ میں مرقوم ہو کہ سلطان محمود غزنوی نے ملتان کو فتح کر کے تصرف سے مستخلص کیا اور دہلی و راجہ کو ملک اس خاندان عظیم الشان کے تصرف میں رہا جس دولت عزیزیہ سبب تہزل کے صعب ہوئی ملا ملتان پھر قراطہ کے تصرف میں آیا اور بعد اس کے سلطان معز الدین محمد سام کا اس پر قصد ہوا اور شکستہ آٹھ سو پتالیس ہجری تک سلاطین دہلی کے بریکیں تھا جب ان سوات میں اقلیم ہند میں بسبب آشوب کے ملوک اللہ کو سہم ہوئی تو ملتان میں بھی حاکم علیحدہ ہوا ایسے اس دیار کی عمارت حکومت شاہان دہلی کے ہاتھ سے نکل گئی تھی جب حکام نے ہم حکومت کی

## تذکرہ شیخ یوسف ملتان کی حکومت کا

حب دار الملک دہلی کی سلطنت سلطان محمد بن محمد شاہ بن فرید شاہ بن سارک شاہ بن ناصر عاں کو موت ہوئی تو اس کے ارکان میں حمل فاتح ہوا اور ولایت ملتان سپاہ اس کی تاحست سے کہ قد حار اور عزمین اوکھل سے متعلق رہتی تھی ریزور ہوئی اور دار الحکومت حاکم کے وجود سے عالی ہو گیا ملتان کے رئیس شفق ہو کر حاکم مقرر کر کے کی فکر میں ہوئے اور حور رگی طہقہ

عبدالرحیم خان غمان نے یہ التماس قبول کی اور میرزا جانی کی بیٹی اسپنے بیٹے میرزا ایرج کے عقد ازدواج میں لایا اور بعد انقضاے موسم برسات قلعہ سہوان اور ٹھٹھہ اور بلا دسند پر متصرف ہوا اور سلسلہ ایک ہزار ایک ہجری میں میرزا جانی کو ہمراہ لے کر محمد جلال الدین اکبر بادشاہ کی پابوسی سے مشرف کیا اور میرزا جانی نے امرائے سلطنت میں انتظام پایا اور میرزا عبدالرحیم مراتب علیہ پر فائز ہوا چنانچہ اس تاریخ سے ملک سند بادشاہ دہلی کے مالک میں داخل ہوئی اور کسی زمیندار وغیرہ کو اس ملک میں کچھ دخل نہ رہا

### ذکر سلطان محمود بہکری کے انجام حال کا

یہ مرد سفاک اور دیوانہ تھا ٹھوڑی تقصیر رسدنی کی خوئری کرتا تھا محمد جلال الدین اکبر بادشاہ نے محب علی خان سپہر خلیفہ کو زمین بہکری کی تسخیر کوعین فرمایا اس نے وہاں جا کر قلعہ بہکری کے سوا نصف ملک برائیا قبضہ کیا سلطان محمود نے مضطرب ہو کر محمد اکبر بادشاہ کو عرض داشت کی کہ قلعہ بہکری کو محب علی خان کے سوا جس شخص کو حکم ہو تو بغیر کربان جلال الدین محمد اکبر بادشاہ نے گیسو خان کو بھیجا لیکن قبل پہنچنے گیسو خان کے سلطان محمود باجل طبعی فوت ہوا اور گیسو خان نے سلسلہ نو سو سیاسی ہجری میں قلعہ بہکری پر قبضہ کیا مدت سلطنت سلطان محمود کی بیس برس تھی۔

مٹاں حاکم دے کر اُس طرف روانہ میرا عبدالرحیم جانا خانان بیٹے قلعہ سہوان کو محاصرہ کر کے اور قلعوں اور شہروں کی تسخیر کے لیے عازم ہوا اور میرا حالی نے لشکرِ حاصہ اور اُس طرف کے تمام زمینداروں کو فراہم لاکر مع توپخانہ اور کشتی اور عراب سیار سہوان کی طرف عربیت کی اور میرا عبدالرحیم المعروف کھاں حاماں ترک محاصرہ کر کے اُس کے مقابلہ کو روانہ ہوا اور جب نصیر پور کے وادح میں پہونچا ورفیقین کے درمیان فاصلہ سات کوس کا نامی رہا میرا حالی نے عراقیوں کو کہ ایک سو سے زیادہ تھیں مع دو سو کشتی جو تیر اندازوں اور گولہ اندازوں اور دیگر آلات حرب سے ملو کیا تھا جنگ کے واسطے بھیجا اور میرا عبدالرحیم نے ماوصف اُس کے کہ زیادہ پچلیں عراب سے رکھا تھا ہے آدمیوں کو اُس کے مقابلہ کے واسطے بھیجو مباد جنگ قائم کی اور میرا عبدالرحیم کو زیادہ کھنارے ایسا دہ ہو کر لڑائی کی سیر دیکھتا تھا ایک سو پیرگ کا گولہ میرا حالی کی ایک کشتی عہد پر تباہ کر ایسا مارا کہ وہ کشتی ٹوٹ گئی اور وہ جماعت کثیر جو اُس پر سوار تھی بحرِ مابین عرق ہوئی اور سات کشتیاں میرا حالی کی گرفتار کیں اور دو سو آدمی مارے گئے اور ایک شاہ دور جنگ قائم رہی طاقتِ الامم محمد کی جھبیسوں تاریخ سہ ایک ہزار چھی بیس ہزار کوسوں کے شکست کھائی میرا حالی دریا سے سد کے کھانے اُس پر کر اُس کے اطراف و حواص میں پانی اور دلدل تھی وار ۱۱۰۶ اور اسی وجہ کے گرد و پیش ایک قلعہ تیار کیا اور خانان اُس کے مقابل میں فروکش ہوا اور مورے تقسیم کیے چنانچہ دو ماہ کامل ہر دور ایک جماعت ہمدروں کی طرفین سے آن کر جنگ میں مشغول ہوئی تھی اور کام آتی تھی اور جب سدوں نے ہر اطراف سے رسد علہ اورا بختلج لشکر سد کی میرا عبدالرحیم جانا خانان کی وجہ میں ایسا قلعہ ڈاکہ ایک ماں حان کے بدلے ابران اور عرب تھی اس بات

لشکرِ ابران جنگی جانے ٹنگل	اگر سہ تالیاں و سیراں سنگ دل
ہر کردیدار تان و سے ہوس	میں خور در آسمان ویدی ولس

میرا عبدالرحیم جانا خانان ماجار اور لا علاج ہو کر اس مقام سے کوچ کر کے ترکہ جوان کی طرف جو ٹھٹھ کے قریب ہے چلا اور ایک جماعت کو سہوان کے محاصرہ کے واسطے بھیجا میرا حالی انہیں کمرور کھنکھان کے سر پر گیا خانانان نے حب یہ حال دیکھا ہے یہ سالار دولت خان کو دومی کوچ ورج اُس جماعت کی کمک کو بھیجا ورنہ ورفیقین کے درمیان جنگ شدید واقع ہوئی میرا حالی نے شکست پائی اور دریائے حور کر کے موضع ارلول میں رول کیا اور اپنے گرد قلعہ سا کر پانی حاکمان نے حارون طرف سے محاصرہ کیا اور ہر دور لڑائی ہوئی تھی لیکن اس مرتبہ لشکرِ سد قلعہ کی نامانی سے سات ٹنگ اور عاجز ہوا اور ٹوٹا اور گھوڑے صبح کر کے کھانے لگے اور میرا حالی نے یہ معاملہ مشاہدہ کر کے خانانان کو یہ پیغام دیا کہ من ارادہ محمد حلال الدین اگر بادشاہ کی ملامت کا رنگتہ چون مجھے تیس بیسے کی ہلاکت دیکھے کہ میں اتنا سامان درست کر کے آنحضرت کی درگاہ میں روانہ ہوں میرا

دقیقہ فرو گذاشت نہ کیا اور اپنی بیٹی کو شرع محمدی کے موافق کا مران میرزا کے عقد میں در لایا اور امرائے ارغون کو اس کے ہمراہ کر کے نقد و فراوان دے کر کابل کی طرف اس حدود کے استخلاص کے ارادہ سے روانہ کیا اور بعد اس کے شاہ حسین ارغون نے تیس سال اوقات عزیز امور شاہی میں صرف کی ۹۶ سالہ نوسو چونسٹھ ہجری میں دل اس جان فانی سے اٹھا کر خیمہ اقامت عالم بقا میں بلند کیا۔

## بیان میرزا عیسیٰ ترخان کی حکومت کا

شاہ حسین کے بعد انتقال سلطان محمود نے بہکرمین اور میرزا عیسیٰ ترخان نے ٹھٹھہ میں داعیہ مہر واری کا کیا یعنی ہر ایک نے اپنے اپنے مقام میں خطبہ اور سکھ اپنے نام جاری کیا لیکن فریقین کے درمیان میں کبھی جنگ اور کبھی صلح ہوتی تھی اور میرزا عیسیٰ ترخان نے تیرہ سال سلطنت کی اور ۹۵۵ سالہ نوسو پچتر ہجری میں وفات پائی اور جو مولف کو کیفیت انتقال سلطنت خاندان ارغونہ سے دو دمان ترخانہ کے سمت معلوم نہ تھی اس واسطے اس کی شرح میں اقدام نہیں کیا اس قدر ظاہر ہوا کہ میرزا عیسیٰ ترخان ترکمان قوم سے شاہ بیگ کا سپہ سالار تھا

## ذکر میرزا باقی کی حکومت کا

حبیب میرزا عیسیٰ ترخان نے ودیعت حیات قابض ارواح کے سپرد کی اس کے بڑے بیٹے میرزا محمد باقی اور چھوٹے فرزند میرزا جان بابا کے مابین سلطنت کے بارہ بین خرشتہ اور نزاع واقع ہوئی اور میرزا محمد باقی بسبب استعداد قوی کے میرزا جانی پر غالب آیا اور امر خلافت کا منتظم ہوا اور جلال الدین محمد اکبر بادشاہ دہلی کے ساتھ طریق رفیع و ملائمت جاری رکھکر ہمیشہ بار سال تحف و ہدایا اخلاص اپنا ظاہر کرتا تھا اور سلطان محمود بہکری کے ساتھ اپنے باپ کے بدستور کبھی صلح اور کبھی جنگ رکھتا تھا اور اس نے اٹھارہ برس کمال فراغت اور عشرت سے زمانہ شاہی کا بسر کیا اور ۹۹۳ سالہ نوسو ترانوے ہجری میں اجل طبعی سے فوت ہوا

## تذکرہ میرزا جانی کی سلطنت کا

میرزا محمد باقی کے بعد ارتحال میرزا جانی حکومت ٹھٹھہ پر فائز ہوا اور جو محمد اکبر بادشاہ ایک مدت لاہور میں رونق افرا ہو کر مترصد اس امر کا تھا کہ میرزا جانی اظہار اخلاص کے واسطے ملاقات کو آئے لیکن خلافت اُسکے وقوع میں آیا جلال الدین محمد اکبر بادشاہ نے جو ولایت اور قلعہ بہکری قبل اس سے سنبھلے تھا اس بہانہ کو دست آور کر کے ولایت ٹھٹھہ اور بلاد کی تسخیر کا داعیہ کیا اور ۹۵۹ سالہ نوسو اٹھتر ہجری میں میرزا عبد الرحیم الخاطب بجان خانان دلد بیرم خان کو جو آنحضرت کا سپہ سالار تھا ولایت بہکری اور

ارغون کے ہاتھ آئی تھی اس پر متصرف ہو کر سب ایک جوہ کر لیا اور ہر کے قطعہ کو اس پر تعمیر کر کے ہایت حکم اور سگیں کیا اور سہوان کے حصار کو بھی تعمیر و مایا حب و دوس مکانی تعمیر الدین محمد مار شاہ نے اسے ملنے کے بھی قصہ کا حکم دیا اور وہ حکم کے موجب ۹۳۱ھ میں جو ستائیس ہجری میں سال جنگ اور اسات سحر درست کر کے اس طرف روانہ ہوا یہ عمر سلطان محمد و حاکم ملتان کو پہنچی اس نے ایلچی مستر بھیج کر مرغ عریت کی التماس کی لیکن عرض اس کی قبول ہوئی تا و سلطان محمود اسی عرصہ میں مرگ معاہدات سے فوت ہوا اور اس کا بیٹا سلطان حسین باپ کا نائب ماس ہوا اور ملتان میں شاہ حکومت کا لقب کیا شاہ حسین اسے فرست دے کر کہ کون متواتر ملتان میں آیا اور شہر کو محاصرہ کیا اور بعد ایک سال اور حد ماہ صبح کے وقت آٹھ ۱۱۵۱ھ نو سو ستائیس ہجری میں سمراور معصوم کیا اور کچھ سکناے شہر مقتول اور اکثر اسیر اور دستگیر ہوئے اور شاہ حسین نے سلطان حسین کو مفید کر کے تمام الملک کو کہ عہد ملتان تھا ہایت سیاست سے ہلاک کیا اور اس شہر کو جو احمد شمس الدین کے سپرد کر کے ٹھٹھہ کی طرف مراجعت فرمائی لیکن سلطان کی حیثیت میں ملتان کی حلقہ لنگر خان سے موافق ہو کر جو احمد شمس الدین کو جو احمد سرا کے پاس بھال دیا اور شاہ حسین نے موقع وقت نہ دیکھ کر اس کے اسلحا اس میں مستعدی نہ کی اور ۹۳۱ھ ۱۱۵۱ھ میں سونٹالیس ہجری میں ہالون ما و شاہ شیر شاہ امان سور کے ملکہ کے سب کے مالک ہند پر مسلط تھا لاہور سے قصد استمداد تعمیر ہندوستان ولایت سند کی طرف متوجہ ہوا اور اطراف مکر میں پہنچ کر افاست کی اور مستورہ کے واسطے فرمان طلب شاہ حسین کے نام کہ ٹھٹھہ میں تھا اس سال کما شاہ حسین نے پچا ماہ امور مردا کر کے آخر کو جواب دوار صواب دما حاکم بھریر علم سابق سے واضح ہوا ہوا کا آعرش عت آشیانی نصیر الدین محمد ہالون ما و شاہ ستا حسین کی تنبیہ اور تادیب کی فکر میں ہو کر حدود و ہیکر ناصر میرا کو کہ آنحضرت کا حیا ہونا تھا سپرد و رملت اور جو دولت و اقبال ٹھٹھہ کی طرف متوجہ ہوئے اور شاہ حسین ارغون نے حور و حیلہ گرا در بد رہتا بیٹا ناصر کو بوجہ دامادی اور بوم ما و شاہی موافق کر کے ڈالنا تو ٹھٹھہ اور ہیکر کا حلقہ ناصر میرا کے نام ٹھٹھہ گیا اور شاہ حسین در راستے راستہ سے ہالون ما و شاہ کے اطراف آرد وین پہنچا اور رسد ملکہ اور تمام مایحتاج لشکر سد و کما ہالون ما و شاہ حاضر ہوا۔ ریریم جان کی ہایت اور فائش سے مقام صلح میں آیا اور ما و صعب اس کے کہ دو سال اور چھ ماہ اس حدود میں بسر کیا تھا صلح مسعد را وٹ مارکش اور کشتیاں دہکار تھیں شاہ حسین سے لیکر ۹۳۱ھ ۱۱۵۱ھ سو اکتائیس ہجری میں در اسے مسود کر کے قند جار کی طرف روانہ ہوا اور جب شاہ حسین کا مقصد و حاصل ہوا ناصر میرا سے وعدہ ملکانی کر کے اس قدر مشلو کی اور میردنی کی کہ وہ ہالون ما و شاہ کی مخالفت سے ہایت شرمندہ ہو کر کامل کسوف راہی ہوا اور ۹۳۱ھ ۱۱۵۱ھ سو ما وں ہجری میں میرا کا مران ولد مار شاہ ہالون ما و شاہ کے عوب سے نکلا کہ شاہ حسین ارغون کے پاس سدمین آیا اور شاہ حسین نے ہما مدارسی کے لوازم میں کوئی

شاہزادوں کو باری باری باہم حکومت قندھار کی طرف بھیجتا تھا آخر کو امیر ذوالنون نے اس ولایت کی سرداری میں استقلال پا کر نشان بغاوت اور عصیان کا بلند کیا اور ولایت قندھار اپنے فرزند شجاع بیگ المشہور بشاہ بیگ کو تفویض فرمائی اور عبد العلی ترخان کو سانوا اور تولک کی داروغگی مرحمت کی اور غور کی امارت ساتھ امیر فخر الدین اور امیر درویش کے رجوع کی اور خود زمین و اور میں استقامت کر کے چند سال زمانہ بسر کیا اور جب بدیع الزمان نے اپنے باب سے مخالفت کی امیر ذوالنون بیگ ارغون کہ سلطان حسین میرزا کی دریاہے غضب کی موج زنی سے ہراساں تھا اپنی بیٹی اُس کے ازدواج میں لاکر کشتی موافقت میں سوار ہو کر ساحل نجات سے ہٹکار ہوا اور جب امیر ذوالنون بیگ شیک خان اوزبک کی جنگ میں کہ سلطان حسین میرزا کے بیٹوں سے ہوئی تھی مارا گیا صوبہ قندھار کی حکومت بدیع الزمان کے حکم کے موافق شجاع بیگ ولد امیر ذوالنون بیگ کے متعلق ہوئی اور شجاع بیگ یعنی شاہ بیگ ارغون جیسا کہ مذکور ہوا جب ہٹکار اور بعض ولایات سند کو اپنے حوزہ تسخیر میں لایا اپنے باب کے انتقال کے بعد ہمیشہ باقی بلاد سند کی بھی تسخیر کی فکر میں ہو کر وقت فرصت کا منتظر رہتا تھا ناگاہ فردوس مکاری ظہیر الدین محمد بابر شاہ نے کابل سے یہ قصد تسخیر قندھار نہضت فرمائی اور اُس کے فتح کر سنے میں مصروف ہوا شاہ بیگ ارغون جیسا کہ فردوس مکاری ظہیر الدین محمد بابر شاہ کے واقعات میں مذکور ہوا ہوا اس قدر سعی و اور تدبیر جو ممکن تھی بجالایا لیکن کچھ فائدہ نہ بخشا اور اس وقت جام فیروز اور جام صلح الدین جو آپس میں بمقام نزاع تھے اس واسطے شاہ بیگ ارغون قلعہ قندھار کی محافظت سے دست کش ہو کر ہٹکار میں آیا اور وہاں فوج کو آراستہ کر کے اسی سال ٹھٹھہ کی سمت روانہ ہوا اور اُس پر متصرف ہو کر اُس ملک کا خطبہ اور سکہ اپنے نام جاری کیا شاہ بیگ فضائل علمی سے بہرہ کامل رکھتا تھا اپنی جودت طبع سے شرح عقائد نسفی اور شرح کافیہ اور شرح مطالع منطق پر حواشی لکھے ہیں اور شجاع اور بہا ور بھی ایسا تھا کہ جنگ صف میں سب فوج کے آگے رہتا تھا ہر چند لوگ منع کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ایسی بہادی سرداروں کے لائق نہیں ہیں اُن کی فمائش فائدہ نہ بخشی تھی اور انھیں یہ جواب دیتا تھا کہ میں کیا کروں لڑائی کے وقت میں بے اختیار اور مجبور ہو جاتا ہوں اور میرے دل میں یہ آتا ہے کہ کوئی شخص مجھے سبق کر کے آگے نہ کھڑا ہوا ورنہ ۹۳ھ نو سو تیس ہجری میں بمرض الموت مبتلا ہو کر عالم باقی کی طرف خرامان ہوا اور اُس کا بیٹا شاہ حسین و لیعد ہو کر اس سلطنت کا شگفل ہوا

## ذکر شاہ حسین بن شاہ بیگ ارغون کی حکومت کا

حسین شاہ بعد فوت پدر سریر حکومت پر جلوہ گر ہوا اور جس مشہور ولایت سند کہ شاہ بیگ



سراسری پر مقرر کیا اور عام صلاح الدین ایباس کو کھڑا کر دو مارہ گجرات کی طرف راہی ہوا سلطان مظفر نے اسے اسرہوسان جنگ درست کر کے ۹۲۶ھ کو سوچیس بجری میں اُسے سند کی طرف جھٹ کیا اور وہ عام میر کو سد سے عاج کر کے خود اور سلطنت کا شعل ہوا عام میر و بالضرورت شاہنگ ارحدن کے پاس اتھا لے گیا اُس نے اپنے غلام کو کہرسل حان نام رکھنا تھا جسے لشکر مستعد حار عام میر و کی ادا کو مقرر فرمایا عام میر و لشکر ہماہ لے کر سد کی طرف متحہ ہوا اور ساہون کے نواحی میں عام صلاح الدین کے مقابل آیا اور طریق صف آرائی کر کے آپس میں ہایت شدت سے لڑے عام صلاح الدین اور بیٹا اسکا بیعت حان مار گیا اور ملکیت سند دستور سابق عام میر و کے قصہ میں آئی اور شاہ بیگ جو پیشہ سد کی تعمیر کا داعیہ رکھتا تھا اور وقت کا حوا تھا اُس وقت قید حار سے آن کر ۹۲۷ھ کو سو ستائیس بجری میں ٹھٹہ برع معانات تصوف ہوا اور حالی سد فتح ٹھٹہ کی تاریخ ہوا اور آن دونوں بین دریا حان کو عام میر و کا پھر مارا لہما م ہوا تھا شاہ بیگ کی طرح کے ہاتھ سے مارا گیا عام میر و نے وٹیں رس اس ملک میں رہ کر بہت کوشش کی حب مقصود اُس کا حاصل ہوا گجرات کی طرف روانہ ہوا اور حوا پھیں دونوں من تہا مظفر شاہ گجراتی قصاے آئی سے وٹ ہوا تھا ملک سے مایوس ہو کر سد کی طرف راحت کی اور حب دیکھا کہ ارغویہ ملک سد کے لینے میں مستعد ہیں اور مجھے اُسکے معاملہ کی طاقت نہیں ہے مایا ملک سد سے راحتہ خاطر ہوا اور ایسے اہل و عیال کو لے کر گجرات کی طرف راہی ہوا اور امرائے سلطان ہا و ر کے ملک میں منکم ہوا دولت خاندان سمجھان کوڑ وال کیا اور ملک سد شاہ بیگ ارغون کے قصہ اقتدار میں آئی اور حیدر و رشاں اُس کی شوکت کا اُس ملک میں بلند رہا مقول ہو کر ۹۲۸ھ کو سو اٹھائیس بجری میں شاہراہ مدینہ الرمان میر راہی سلطان حسین مادشاہ ہرات کے مردے حب شاہ انیل معوی کے یاس سے مار گشت کی اور استر آما وین مقام میسر ہوا تو سد میں شریف لایا عام میر و حاکم اوجہ اور ٹھٹہ ہتھال کر کے حاکم تعلیم اور لو ارم مکرم بحال آیا راہی ہمت اور سلطنت کے لائق پیشکش عیہی بھی اور میسر را مدینہ الرمان کے ایک سال سے زیادہ سد میں استقامت فرمائی پھر شاہ انیل معوی کی طرف حریت کی +

## بیان شاہ بیگ ارغون کی سلطنت کا

یہ امیر و والون بیگ کا بیٹا ہو جو سلطان حسین میرزا او شاہ ہرات کا امیر الامرا اور سپہ سالار اور اُس کے فرمد مدینہ الرمان میر را کا اتالیق تھا اور اُس کے ماب والہ پیر حان کے عہد سے اُس وقت تک امرائے عظام کے ملک میں منسلک رہے اور ۹۲۸ھ کو سو بجری میں حیدر و ولایت قندھار میں رہیں داورا اور ساغر اور تولک اور قراہ امیر و والون ارغون کی تھو لیں ہوئی لیکن حیدر سال بعد

مقتول ہوئے اور مبارک خان زخمی اور بد حال ہو کر بھاگا اور قلعہ بہکرتک کسی مقام میں دم نہ لیا اور حبيب عیسیٰ ترخان کی نوید فتح شاہ بیگ ارغون کو پہنچی طبع ملک سند کی سر کے قندھار سے مع لشکر جبار بہکری کی طرف متوجہ ہوا اور اس ملک کو محاصرہ کیا اور قاضی قادن جو نظام الدین المشہور بہ جام نندا کی طرف سے اُس قلعہ کا حاکم تھا اس نے نشانِ مدافعت کا بلند کر کے چند روز جنگ و جدل میں بسر کیے ابکین جب کام قبضہ سے نکل گیا اور لشکرِ سند سے کوئی اُس کی اعانت اور فریاد کو نہ پہنچا اور قلعہ بہکری کا اس وقت میں ساتھ ایسے استحکام کے نہ تھا لہذا قاضی تنگ آن کر امان خواہ ہوا اور قلعہ دسمن کے سپرد کیا اور شاہ بیگ فاضل بیگ کو کلدش کو بہکرتک کا حاکم کر کے خود قلعہ سہوان کی طرف گیا اور اُسے بھی فتح کر کے خواجہ بیگ کو سونپا اور اس سال میں اسی قدر رکفایت کر کے قندھار کی طرف مراجعت کی جام نندا نے پھر بہ صرف زرِ خطیر لشکر فراہم کر کے ہر چند سعی کی کہ قلعہ سوئی کو فتح کر کے پھر تصرف میں لاوے میسر نہ ہوا اس لیے کہ سپاہِ سند نے ترکمان خونخوار لشکر مرزا عیسیٰ خان کو دیکھا تھا وہ ایسے ہراسان تھے کہ کسی طور ان کا مقابلہ اور مقابلہ اختیار نہ کیا ایک دن کا مذکور ہو کہ ایک ترکمان کے گھوڑے کا تنگ کھل کر گھوڑے کی پشت سے جدا ہوا اور ترکمان گھوڑے سے اتر کر اُسے کھینچنے لگا اس درمیان میں ایک فوج سپاہِ سند سے وہاں آ پہنچی اور اُسے اس حال میں دیکھ کر چالیس سو ارون نے اُس پر حملہ کیا ترکمان نے بہ نیت فرار گھوڑے پر سوار ہو کر قدم اپنا رکاب میں جما یا اور وہ سب سوار سندی اُس کے خوف سے ایسا بھاگے کہ پیچھے موڑ کر نہ دیکھا جام نندا کہ جس نے باسٹھ برس بادشاہی کی تھی اپنی فوج کی بزوری مشاہدہ کر کے شدتِ غضب سے ایسا بیمار ہوا کہ اس کے صدمہ سے جانبر نہ ہوا

### جام فیروز بن جام نظام الدین المشہور بہ جام نندا

باب کا جانشین ہوا رشید دریا خان کو کہ ایک اعیان ملک اور اُس سے قرابت بھی رکھتا تھا منصب امیرِ جنگی پر منصوب کر کے ملک کا صاحب اختیار کیا اور جام صلاح الدین کہ وہ بھی جام فیروز کے اقربا سے تھا اور آپ کو وارث ملک جانتا تھا جنگ و خصوصیت پر آمادہ ہوا اور جب بعد محاربات بسیار اور کوشش فراوان مقصد اُس کا حاصل نہوا گجرات کی سمت بھاگ گیا اور جو بی بی سلطان مظفر بادشاہ گجرات کی جام صلاح کی چیمری بہن ہوتی تھی سلطان مظفر نے لشکر بے شمار اُس کے ہمراہ کر کے ٹھٹھہ کی طرف رخصت فرمایا اور اس نے سند کی سرحد پر پہنچ کر دریا خان کو جو صاحبِ داعیہ اور ملک کا اختیار رکھتا تھا موافق کر کے وہ ملک بے جنگ و جدل اپنے تصرف میں لیا اور جام فیروز طلوعِ کوکب سعادت اور نسیم دولت کے چلنے کا امیدوار رہتا تھا چونکہ جام فیروز کے عہد میں دریا خان ملکیت کا صاحب اختیار تھا آخر الامر جام فیروز کو طلب کر کے پھر منصب

حب پارٹس کی رہنمائی کا لہریہ ملک دوسرے کے سپرد کر کے گوتہ لحد کا اختیار کیا

## جام مبارک

یہ بادشاہ عام تغلی کا قراتی اور سربراہ وہ دار تھا۔ قدرت علق اُس نے اپنی ذات حاصل ہیں  
از وقت امر سلطنت کی دھکڑ رنگ اُس کا ہوا لیکن جس وقت کامرائی کی تیں روور سے ریادہ سپائی ملک دوسرے کو دیا

## اجام اسکندر بن جام فتح خان بن سکندر

حب اشتراک و ایمان سب نے عام مبارک کی اود تہا ہی سے غلات پائی جام اسکندر کو کہ ما د جو ہست  
ارت کے اس امر خطیر کا بھی انتہائی رکھتا تھا۔ مسد حکومت پر حملہ کر گیا اور اُس نے بھی ڈیڑھ برس مسد  
سلطنتیں سلف کو گرم رکھ کر سرگرمیوں میں عدم میں بھیجا

## اجام سحر

تحصیل عام ان سلطنتیں سے تھا۔ جدید سال ملک ماصیہ کے عہد میں اُس نے امور ملکی و مالی کو احکام دیکر  
امات دوسوی بن جو ہمارت پیدا کی تھی جام اسکندر کے بعد اسقال اور اور ایمان ملک نے  
اتفاق کر کے اسے ماہ تناسی میں قبول کیا اور ملک جو تن رفتار حکمت شعار نے آخر سال اور جدید  
ماہ ریاست دمار سد کے لیے اسے پسند کیا آخر در میان سے اٹھا کر مسد حکومت پر کھائے گئے دوسرے چھاپا

## جام نظام الدین المشہور بہ جام نندا

جام سحر کے بعد یہ بادشاہ امور سلطنت کا ایسا متکمل ہوا کہ ملک میں تارہ رونق اور مساد تارہ بھی  
ظہور میں آئے اور جام سحر سلطان حسین ننگاہ والی ملتان کا معاہدہ تھا اور اُس کے عہد میں ۹۴۹ھ میں  
اعمری میں شاہ میگ ارحون قہار سے آنا اور قلعہ سولی کو کہ لیک امر اسے نظام الدین کے تصرف  
میں تھا اور ہما در جان نام رکھتا تھا معاہدہ کر کے بھر و قہر فتح کیا اور اسے اپنے بھائی سلطان محمد کے  
سپرد کر کے تندرکار کی طرف معاہدہ کی اور اُس کی طبیعت میں عام نظام الدین نے اسے ایک  
امیر مبارک مان کو جس کو حد اسے شجاعت اور مردانگی میں بھی اختصاص عطا تھا قلعہ سولی کے امر سلطنت  
کے واسطے مام دریا گیا چھ مہینوں میں حیدر متہ جنگ واقع ہوئی طاقت الامر سلطان محمد قتل  
ہوا اور قلعہ سولی بھر جام نظام الدین المشہور بہ جام سدا کے تصرف میں آیا شاہ میگ  
نے یہ سنا کہ سکر میر رائے ترعان کو اپنے بھائی کے انتقام کے واسطے روانہ کیا اور جام  
نظام الدین بھی لشکر حراہ مراہم لایا اور مبارک مان کو سپہ سالار کر کے اُسکے مقابلہ کو بھیجا اور سرحد پر  
دونوں کے درمیان جنگ شدید واقع ہوئی اور جام نظام الدین کے ہمت امر اسے قہریم ہار کر ار

## جام نظام الدین بن صلاح الدین

جام نظام الدین اپنے باپ کے انتقال کے بعد قائم مقام ہوا اور دو سال اور چند ماہ جام کو حکومت کا نوش کر کے شربتِ حیات کا چکھا

## جام علی شیر بن نظام الدین

بعد وفات پدر اشرف داعیان قوم کے حسن اتفاق سے اُس ملک یعنی سند کی زمام ریاست اپنی کف اقتدار میں لایا اور اُس کے عدل و داد کی نسیم سے خلافت کی غنیمت امید و آرزو شکستہ ہوئے اور سیاست کے رعب سے جو راور ڈکیتوں سے ولایت کی حراست فرما کر رعایا اور برابرا کو مہد امن و امان میں استراحت بخشی لیکن عہدِ معدلت مہد اُس کا دور شباب کے مانند قلیل البقا تھا یعنی بعد چھ سال اور چند ماہ کے منقضی ہوا اور تمام طبقات خلق اُس کی وفات سے غمگین اور محزون ہوئی

## جام کران بن جام مساجی

حب علی شیر چند روز عیش و کامرانی میں بسر کر کے اس کہنہ ربا ط سے عالم بقا کی طرف خرامان ہوا جام کران اس گمان سے کہ جس شخص کا باپ بادشاہ ہو وراثت میں دولت اُسکے بیٹے کو پہنچتی ہو مساعی جمیلہ کر کے قلاوہ حکومت کا متقلد ہوا اور بھر دسا اپنے بزرگوں کی ریاست کا کیا لیکن بدین عنایت ایزدی کسی امر کو دوام و بقا میں نہیں رہتا بعد ایک روز اور دوپہر کے ساتی اجل نے شربتِ ناگواری کو اُسکے حلقِ حیات میں ڈالا غرض کہ اُسکے بعد فوت قومِ سمگان نے شورہ کی مجلس منعقد کر کے بادشاہ کے تعین ہونے کے واسطے مشورہ کیا اور بعد گفتگو کے دراز فتح خان ابن اسکندر کو جو قومِ سمگان سے تھا اور اس منصبِ بزرگ کی لیاقت رکھتا تھا سریر حکومت پر بٹھایا اُس نے پندرہ سال کمالِ استقلال سے حیاتِ حکومت کو انجام دیا پھر قضاے الہی سے فوت ہوا

## جام تغلق بن اسکندر

جام تغلق جو فتح خان کا چھوٹا بھائی تھا اُس کے بعد فوت ملک و سلطنت کے ہمارے میں مشغول ہوا اور اس منصبِ بزرگ کو بخوبی انجام دیا جو اس وقت دہلی کی سلطنت میں رواج اور رونق پہلی نہ رہی تھی اس جماعت سے خاطر جمع کر کے سلاطینِ گجرات سے بنیاد و مصداقت اور آشنائی کی جاری رکھتا تھا بلکہ بعد اُس کے جو شخص قومِ سمگان سے تخت پر بٹھایا اُس نے حکامِ گجرات کے ساتھ دوستی اور اتحاد کا طریق مروج رکھا یعنی پیوند و وصلت سے اپنی دولت کی حفاظت کی اور اٹھائیس برس اور چند روز کے بعد

## ذکر جام مانی بن جام جو ناکی حکومت کا

جام جو مالے ساحر مالے کے دور سے شہرت بلخ اہل کابوش کیا جام مانی و خور و مانی سے ملک بدر کا دعویٰ دار ہوا اور لوگوں کو ساتھ اپنے متفق کر کے مسند حکومت پر احلاس فرمایا اور سلطان دہلی کے ساتھ علم مخالفت ملکہ کے وہ ولایت یقیناً اپنے تصرف میں لایا اور راج و حلاج دیا ماکمل ہو کر اس واسطے سلطان بیرون شاہ نے مع لشکر و اہل سلاطنت سات سو ماٹھ بھری میں ولایت سر پر چڑھائی کی اور جام ملکہ و تنواری گدار اور معانات قلب میں پناہ گزین ہوا اور اس قدر جارہ کر حیوانات شکر سد کو کفایت کرے ایسے پاس و حیرہ کیا اور مانی جو پہاڑ اور جنگل میں تھا اسے آگ دے کر علاقہ یا سلطان ضرور شاہ نے ملٹی سے حاکم ہو کر یہ مقتدر فراڈاں گھات کی سمت کوچ کر گیا اور موسم برسات سرد کر کے شروع طاریے میں کہ جب عارہ سراور قابل علاقے کے تھا ولایت سد کی طرف مراجعت فرمائی اس مرتبہ جام نے گردش ملکی سے صفر اور سرا سہ ہوا کہ ماں چاہی اور ملک سد اس شاہ عالمہ کے تصرف میں آئی تھیں اس حد و ملک سد کے دہلی کی طرف عازم ہوا اور جام مانی اور تمام مقدموں کو اپنے ہمراہ لیا اور حیدر دور کے جام مانی سے خدمت تائستہ اور کار نمایاں و قہر میں آئے سلطان بیرون شاہ مارکب سے مقام طغ و صہایت میں ہو کر ولایت سد کی سرکاری جام مانی کی تعویض فرمائی اور جہز دے کر رخصت کیا پھر اس نے سد میں حاکم و مارہ علم حکومت اور شاہان دولت کا مخاطب جمع ملکہ کیا اور جب جام کا جام حیات مادہ تھا سے سر پر ہو کر دست تھیلے سے شکست ہوا و اچھا لحد میں استراحت کر کے دارالحکومت اور دن کے سپرد کی جام کی مدت حکومت پندرہ برس تھی

## تذکرہ جام تما جی بن جام مانی کی حکومت کا

جام تما جی اپنے مایہ کے انتقال کے بعد چار سال حکومت پر علوہ مگر ہو کر جام داری کے شعل میں مشغول ہوا اور شرہ رس اور حیدر آہ ماراج سر کر کے اس جہاں مانی سے کوچ کیا اور مام عموم جماعت مدکور اور خصوص تما جی سے اسلاہر ہوا ہو کر یہ لوگ اہل مین اتار دار تھے پھر سلماں ہو گئے

## اجام صلاح الدین

بعد فوت جام تما جی کے جام صلاح الدین اس سلطنت کا تشکیل ہوا اور گیا وہ رس اوقات غلظت تمام سر کر کے چودہ برس ہوا

نے یہ خبر سنا کہ اپنے بیٹے علاء الدین بہرام شاہ کو سلطان شمس الدین کے پاس بلالیا گیا ہے۔  
جواب نہ ہو پوچھا تھا کہ کام قلعہ کے رہنے والوں پر دشوار ہو اسلطان ناصر الدین کشتی پر سوار ہو کر چاہا  
کہ جزیرہ میں جو اس اطراف میں تھا چلا جاوے اور درمیان دریا کے وہ کشتی غرق ہوئی ایک  
روایت صحیح یہ ہے کہ جب سلطان ناصر الدین اوچے سے مکر کی طرف گیا سلطان شمس الدین نے فتح  
اُس شہر کی اپنے وزیر نظام الملک سے رجوع کر کے دارالملک دہلی کی طرف مراجعت فرمائی نظام الملک  
وزیر نے دو ماہ کے عرصہ میں شہر اوچے کو بجز و قہر مفتوح کیا اور نہایت شوکت اور حکومت سے قلعہ  
یہ مکر کی سمت متوجہ ہوا شاہ ناصر الدین سمجھا کہ زمانہ اوبار کا آ پہونچا اب کو شمش اور ثبات قدمی فائدہ  
نہیں بخشتی ہے اتفاق عزیز واقارب مع چند صندوق جو اہر و نقود احمد کشتی میں سوار ہو کر جزیرہ  
کی طرف کہ اُس نواح میں تھا روانہ ہوا ناگاہ چار مہوجہ طوفان نے اُس کشتی کو جس پر شاہ ناصر الدین  
سوار تھا گرداب بلا میں ڈال کر بجز فنا میں غرق کیا اور باقی کشتیان ساحل مراد سے ہلنا رہ گئیں ایسا  
جہان ننداری تو کا رہے دگر | کئی ہر زمانے شکار سے دگر | اکی را کئی غرق و رجوعے آب  
کئی را کشتی تشنہ اندر سرباب | کہ از دست این رخت از باری | کہ از تیغ آن فرق این را دری  
کہ از ماتم این کنی سوراو | کہ از ظلمت این نہی بوزاو | بیا ساقیانی بساغر بریزو  
کہ شد باد چون نافہ مشک بیز

سلطان ناصر الدین قباچہ کی مدت سلطنت بلا دسند اور ملتان میں بائیس برس تھی

## بیان احوال شملگان کہ زمیندار ملک سند تھے

واضح ہو کہ زمینداران سند دو قسم کے ہیں ایک کو سومرگان کہتے ہیں اور دوسرے کو شملگان  
اور یہ لوگ اپنے سردار کو جام بولتے تھے الغرض شاہ محمد تغلق کے آخر عہد میں مسلمانوں  
کی سعی و امداد سے دولت و حکومت خاندان طبقہ سومرگان سے خاندان شملگان میں منتقل ہوئی اور  
اکثر حکام ان کے جو دولت اسلام سے مشرف تھے بسا اوقات شاہ دہلی کے مطیع اور مالکدار  
رہتے تھے اور کبھی علم مخالفت بلند کر کے سرکشی اور عصیان پر کمر باندھتے تھے اور گروہ شملگان  
اپنے تین جہشید سے منسوب کرتے ہیں چنانچہ لفظ جام اپنے سردار اور مقدم کے نام پر مقدم لانا بہر  
اس معنی سے دیتا ہوا داول نہیں جو اہل اسلام کے زمانہ میں اس گروہ سے حکومت سند پر فائز ہوا  
جام افزا تھا اور عقل اور کیا ست وافر رکھتا تھا تین سال حکومت کر کے اس جہان فانی سے  
کوچ کر گیا اس کے بعد فوت جام چونکہ اپنے بھائی کی وصیت کے موافق کلاہ ریاست  
زیب سر کر کے بلا دسند کی حکومت کی اور یہ والی عدالت شعار تھا اور صفت علم اور دانائی  
سے شصت تھامت دولت اُس کی چودہ سال تھی

کو بج کے کوہ و داور ملے اور لنگاہ کی طرف متوجہ ہوا اور راستہ میں ایک قلعہ کو محاصرہ کیا اور شہر سے  
 کارزار میں ایک زخم کھانے کے ہاتھ میں لگا لیکن مساحی قبیلہ اور چاکدستی سے اُسے معزوح  
 کیا اور وہاں کے کسی آدمی کو مردہ نہ چھوڑا تھے میں یہ خبر پہنچی کہ شاہراہ چغتائی خان چنگیز خان  
 کے حکم کے موافق سلطان حلال الدین کی تلاش میں آتا ہے سلطان حلال الدین نے بحال اُس کے  
 راستہ ناصر الدین قماچہ کو بل سے ہم سے موافقت ہوا اور ممان کی طرف حاکم رعل ہا چاہا شاہ  
 ناصر الدین قماچہ نے جو لشکر رعل کے روانگی کی سہی تھی اس امر سے انکار کر کے مقام اعوام میں قیام کیا  
 سلطان حلال الدین نے لاچار ہو کر ممان سے مراجعت کی اور وہاں چھوٹا قلعہ بنایا جس کے نام سے  
 نے بھی اس کی اطاعت کی آگ اُس شہر میں لگا کے عارت کیا اور دور دور کے بعد عثمان عربیت یوں  
 کی طرف کر اب اُسے قلعہ کہتے ہیں معطوف و مانی اور ساماے راہ میں جو تہر اور قصبہ کہ ناصر الدین قماچہ  
 سے لقمی رکھا تھا وہاں چھوٹا قلعہ بنایا جس کے نام سے قلعہ کہتے ہیں اور وہاں کے  
 راہ لے جس کا نام قلعہ بھی تھا اور طبقہ سومرکان سے تھا اسباب اور مال ایسا کشقیوں میں لاد کر کے  
 جو دھکی مع اہل و عیال اور عزر و قافا اس پر سوار ہوا اور کسی حذیرے میں قرار پکڑا اور سلطان  
 نے ملکہ شہنشاہ استغلاست فرمائی اور تنجائے دیول کا جو قلعہ کی سرحد میں ہے اسے خراب اور برباد  
 کر کے مسجد جامع بنائی اس کے بعد ولایت نیروار میں لشکر بھیج کر فتح کیا اور بعد وہاں سے ساکو کھائی  
 اُس کا سلطان عیال الدین سریر عراق پر نکس رکھا ہے تسمیر سد اور کجرات کی عربیت فتح کر کے  
 مسئلہ چھ سو میں بحرین کج اور نکران کے راستے سے عراق کی طرف توجہ فرمائی جہاں یہ تفصیل میں کی  
 کت تو انچ عزم سے مستغلا ہوئی ہے اور چغتائی خان جس نے مع لشکر رعل اُس کا تعاقب کیا تھا اطراف ممان  
 میں آکر اس کو محاصرہ کیا شاہ ناصر الدین قماچہ نے آثار مروی اور مردانی کے اس طور سے ظاہر  
 کیے کہ بعد چالیس روز کے مردم ممان محاصرہ کی سختی اور صعوبت سے رہا ہوئے اور چغتائی خان  
 نے کج اور نکران میں حاکم اس حدود کو تاح و تاراج کیا اور اُس سال کا سرخاندوہ کا لہجہ میں کر ایک  
 طاقت آب سد کے کج ہے جو نکر کیا اور تیس یا چالیس ہزار ہندوستانی کو جو اسیر کیا تھا اس ہمارے  
 کہ موافق تعین اردو قلعہ میں کیا اور ما جوہ اُس کے حب و باز آرد و میں ظاہر ہوئی اور سلطان حلال الدین  
 کی کج حصر پہنچی کہ کمان ہے اور کیا ہوا ت چغتائی خان تو ران کی طرف متوجہ ہوا اور جب سالار احمد قلعہ  
 کا لہجہ نے حرانی ولایت کی شکایت شاہ ناصر الدین قماچہ کو بھی وہ ہایت و لکیر ہوا اور مملکت کی تعمیر  
 اور آبادی میں کوشش کی اور بعد اس کے مسئلہ چھ سو بائیس بحرین میں تیس الدین شامل مرص احوال  
 شاہ ناصر الدین قماچہ کے سد کے سمت رواہ ہوا جب دارالکلب اوجہ کے اطراف میں یو بجا  
 سلطان ناصر الدین اُسے معصوہ کر کے خود قلعہ مکر میں سمعین ہوا سلطان تیس الدین نے اوجہ کو محاصرہ  
 کر کے تمام الکلب تیس الدین سعید سعیدی کو کہ سعید جامع الکلیات اُس کے نام پر تصنیف ہوا ہے قلعہ مکر کی  
 تعمیر کے واسطے بھیجا اور سہرا و جہ کو دواہ اور میں دن کے عرصہ میں معزوح کیا اور سلطان ناصر الدین

جلال الدین دہلی کی طرف روانہ ہوا اور مغلوں نے اس حد و کو تاخت و تاراج کر کے معاہدہ کی اور سلطان جلال الدین نے راہ بعید طر کی دہلی تین یا چار دن کی راہ پر باقی رہی ایک اپنے مقرب کو جو بنام عین الملک مشہور تھا بادشاہ شمس الدین کے پاس بھیج کر یہ پیغام دیا کہ بسبب گردش روزگار ناہنجار اور انقلاب لیل و نہار آپ کے جوارین پہنچے ہیں اور جبکہ ہمارے اہل اتفاقات سے آپ کی ہمان سہراے مین پہنچے وظیفہ مردت اور بزرگی مقتضی اس امر کا ہے کہ ایسا مقام اس کے واسطے تعین کیا جاوے کہ چند روز اس مقام میں باسائش تمام بسر کرے اور اگر از روے گنجائگی اعانت فرمائیے اتفاقی کی برکت سے دشمنوں کے ہاتھ سے نجات پا کر ملک سوریوشی کی طرف مراجعت کر دیں سلطان شمس الدین نے جو سلطان کے احوال و تسلط و جلال سے خوب واقف تھا اپنے ملک میں اس کا قیام مناسب نہ جانا اور اس کے ایلچی کو پوشیدہ زہر دے کر مسموم کیا اور اپنے ایلچوں کو تخت و ہدایاے بسیار کے ساتھ سلطان کے پاس بھیج کر یہ پیغام دیا کہ اس بادشاہ عالیجاہ تھے لائق توقف ایسا مقام کہ آب و ہوا معتدل رکھتا ہو ممکن نہیں ہے سلطان جلال الدین شمس الدین شاہ کا مقصود سمجھا اور عنان عنایت لاہور کے راستہ سے کہراٹھ کی مملکت کی طرف معطوف فرمائی اور اس مملکت میں پہنچا کہ وہ بلالہ اور نگالہ پر وارد ہوا تاج الدین خلج کو ہاڑ جو دی کے سمت روانہ فرمایا تاکہ اس حد و کو غارت کر کے غنیمت بے نہایت لائے اور جب اس ہزار سوار اس کے نشان کے سایہ میں جمع ہوئے سلطان کا مکار نے ایک قاصد شیریں بیان چرب زبان بھیج کر سردار کہراٹھ کی دختر مانگی جو سلطان شہاب الدین کے زمانہ میں مسلمان ہوا تھا سردار کہراٹھ نے اسے کو کار سنکار نے یہ امر قبول کیا اور اپنی دختر کو اپنے فرزند کے ہمراہ سلطان کی خدمت میں بھیج کر یہ التماس کی کہ شاہ ناصر الدین قباچہ کو جو ہمیشہ اس کترین کی ولایت کو مزاحمت پہنچاتا ہے مایع آوین سلطان نے اس کے فرزند کو خطاب خلج خانی دے کر اپنے ایک امرا کے ہمراہ کہ وہ بنام آذربک باشی مشہور تھا اور پہلوانی میں اپنا نسل نہ رکھتا تھا مع سات ہزار سوار سلطان ناصر الدین قباچہ حاکم اوجہ اور ملتان کے سر پر بھیجا سلطان ناصر الدین قباچہ مع بیس ہزار سوار آب سند کے کنارے جو قریب اوجہ کے ہے وارد ہوا اور آذربک باشی اسے غافل کر کے شیخوں لے گیا اور اس کی جمیعت ایسی متفرق کی کہ سلطان ناصر الدین ہزار مشقت کشتی میں ٹھیکہ کسی طرف بھاگ گیا اور آذربک باشی اس کے لشکر گاہ میں وارد ہوا اور ایلچی سلطان کی خدمت میں بھیجا اور جو خبر لشکر دہلی کے آنے کی مشہور تھی صلاح توقف میں نہ دیکھی اُن ہاڑوں سے اوجہ کے سمت آیا اور سلطان ناصر الدین کی بارگاہ میں فروکش ہو کر آدمی اس کے پاس بھیجا کہ امیر خان کی دختر اور سپہ کو جو آب نیلاب کے کنارے سے بھاگ کر اس حد و میں آئے ہیں ہمارے پاس بھیجے سلطان ناصر الدین نے مقام اطاعت میں ہو کر امیر خان کے سپہ و دختر کو مع مال کثیر سلطان کی خدمت میں بھیجا اور خود ملتان کے سمت راہی ہوا سلطان جلال الدین نے اس کی ولایت میں کسی طور کا تعرض نہ پہنچایا جب ہوا گرم ہوئی اوجہ سے



سے موڑ کر اپنے سیٹوں کے پاس آنا اور انھیں وداع کر کے دوسرے گھوڑے تھرو پر سوار ہوا اور پھر صفِ معلٰی پر حملہ کر کے کچھ لوگ اُن میں سے سپاہیوں کے ہاتھوں پر لڑنے کے لیے تیار کر کے کنارے آنا اور خوشیوں میں سے اُنارے اور دیگر کو سنبھال کر تارے راہ کو تار یا نہ سے ہتھیار کیا اور اس مقام میں کہ بانی دس گھر سے کم نہ تھا گھوڑے کو ڈالا اور شیر خنماک کے نامد مع سات مرد بانی سے عبور کیا اور گھوڑے سے اتر کر سا رو بیاق اور ترکش اور تھاجو بانی سے تر شتر تھی و عوب پین رخی اور چتر رمن میں گنا کر اس کے سایہ میں تھامٹھا اس در میان میں جنگیر حان دریا کے کنارے پہنچا اور یہ محل مشاہدہ کر کے اُس نے اپنے سیٹوں سے کہا کہ لائقِ شکر ہے اب یہ ایسا ٹیلا جو دین کے لئے بہیات

مہ آفریں کرد و گفت از پدر	مہر میساں را بدست گیتی پسر
مہ صحرا چہ شیر ست مرد و جنگ	مہر یاد لیر ست ہم چون سنگ
مہر گیتی کے مرد و میساں زیند	مہر مادر اس پیشین شید

جنگیر حان کے سپاہیوں نے چاہا کہ دریا سے نیلاب سے عبور کر کے سلطان حلال الدین کو دستگیر کرین جنگیر حان نے انہیں منع کیا اور سلطان حلال الدین نے حب اُن دو مملکت یعنی ایک ماثرہ جنگ سپاہ دوسرے نیلاب کے عرق سے کھات بانی اور پانچ گھر آدمی اُس کے دار میں سے پیادہ اس کی طاقت کے واسطے حاضر ہوئے سلطان بالخصوص رت دو روز مسلسل نیلاب کے جنگل میں پوشیدہ رہا اس عرصہ میں اور پانچ لاکھ ساتھ اُس کے لخت ہوئے اُس وقت یہ خبر ہوئی کہ فی الحال ایک جماعت سوار و پیادہ سے قریب دو سو نفر سامانِ عیش و عشرت نہیا کر کے کمالِ غفلت میں حاکماں ماہ سپاہ کے ساتھ عیش و عشرت میں مشغول ہیں سلطان حلال الدین نے اپنے یاروں سے کہیں کہیں مہر تھے و را ایک ہر ایک شخص ایک لاکھ جنگل سے کاٹ کر مہیا کر کے حب یہ سامان درستی ہوا اور روئے توکل اور بہت ستارہ اس جماعت پر حملہ ہوا اُن میں سے اکثر آدمیوں کو جو بدستی کی صورت سے ہلاک کیا لقمۃ السیف کو جنگل کی طرف مہر و کر کے اُن کی شہرے کات بانی سلطان نے چار پائے اور ہتھیار اُن کے اپنے آدمیوں پر کر بعض اُن میں سادہ اور بعض دراز گوش یعنی پیر و سوار تھے تقسیم کیے چاکچہ عجوب پانسو اور میں لہر تھے مغاروں اس حال کے خبر ہوئی کہ اس حد و دین احوال ہندوستان سے ٹھیکانین ہر امر مردم حکام ہند کی طرف سے رزم قوادلی مقرر رہتے ہیں سلطان حلال الدین و ماہ سوار میں سوا کے کر اس جماعت کے سر پر گیا اکثر اُن میں سے بھی قتل کیے اور غنیمت ست و ستیاب کی پھر اس کے کام نے کچھ اشتیاق نہ بکڑی اور بچھے اور آدمی اُس کے شریک ہوئے یعنی پانسو سوار اور ہم ہوئے اُس وقت اُس کے دین کے واسطے ایک لشکرِ معظم اُس نواح سے متوجہ ہوا اور سلطان حلال الدین علیٰ بہمت سے ننگی جنگ لاکوں کا کھیل سمجھا یعنی حلال الدین انھیں سات العیش کی طرح متفرق اور پزشتیاں کما کر مال فاساں اُن کا فراہم لاکر جا رہا ہر سوار مکمل ہم ہو چکے تھے جنگیر خان نے یہ خبر سکر جلد ہزار اے کما کر کو اپنے رحمت و عافیت دی جب انھوں نے آپ سے عبور کیا سلطان

مشرف ہوتا تھا لیکن بعد وفات قطب الدین ایبک کے اکثر قلع و بقاع سند کو تصرف میں لایا اور سوگدان کو کہ بعضے ان میں سے مسلمان تھے اور بعضے کافر ان کو ایسا زبون اور ضعیف کیا کہ سوائے بلدہ ٹھٹھہ اور جنگل اور ٹنڈو رے کے کچھ ان کے تصرف میں نہ رہا اور آپ کو رعیت اور کاشتکار قرار دے کر گوشہ اور کنارہ میں رہتے تھے لیکن بعد شاہ ناصر الدین قباچہ کے انہوں نے عرصہ طویل میں پھر سرشتہ سلطنت کا کف اقتدار میں لا کر سند کو سلاطین دہلی کے تصرف سے مستخلص کیا اور سلطان ناصر الدین جب خطبہ اور سکہ اپنے نام کر کے ملتان و سہرند و کھرام وغیرہ سرستی تاک اپنے تحت حکومت میں لایا سلطان تاج الدین یلدرگ نے طبع اسکی بعض مالک برکر کے چند مرتبہ غزنین سے فوج کشی کی اور ہر مرتبہ بے نیل مقصود اور مجرم پھر اور لشکر سلطان ناصر الدین کا منظر اور منصور ہوا اور سلاطین چور سوگیا رہ بھری میں لشکر خوارزم اور خلج جو غزنین میں سلطان جلال الدین کی طرف سے تعینات تھا سیوستان کے حدود پر غالب آیا اور شاہ ناصر الدین ان سے لڑا اگرچہ سردار قوم خلج مقتول ہوا لیکن موحید الملک سنجر و وزیر غزنین منہزم ہوا اور سلاطین سات سو چودہ بھری میں شاہ ناصر الدین لاہور کی تسخیر کو متوجہ ہو کر سرہند تاک اپنے قبضہ اقتدار میں لایا اور جب سنا کہ شمس الدین شاہ بہ نیت حرب دہلی سے روانہ ہوا وہ بھی سامراج جنگ اور لشکر کو درست کر کے نیلاب کے کنارے فروکش ہوا شمس الدین شاہ نے ساحل دریائے مذکور پر پہنچ کر بے ملاحظہ گھوڑا پانی میں ڈالا اور سپاہ نے اس کا ساتھ دیا کچھ آدمی ڈوب گئے سلطان ناصر الدین کچھ دیر دست بہ شمشیر و سنان رہا پھر تاب مقادست و لاہر ملتان کی طرف مغرور ہوا اور طبل و علم اس کا اٹناے تاخت میں سلطان شمس الدین کی فوج کے ہاتھ آیا اور جنگیر خان کے حوادث میں خراسان اور غزنین اور غور کے اکابر اور اصغر اس سے رجوع ہوئے اور ہر ایک علی قدر مراتب اس کے انعام اور احسان سے سرفراز اور ممتاز ہوا اور اس کی ملازمت اختیار کی لیکن اتھارے حال میں سلطان جلال الدین ولد سلطان محمد خوارزم شاہ سپاہ جنگیری کے صدر مد سے ہندوستان میں آیا جب اتفاق ناصر الدین سے اچھا خیالی بہت اسکی ولایت اور لشکر کو پہونچی اور دولت اس کی انظار کی طرف مائل ہوئی تفصیل اس امر کی یہ ہو کہ جب سلطان جلال الدین زبیر جنگیر خان میں غزنین کی طرف راہی ہوا اور اس مقام سے بقصد عبور آب سند کے کنارے گیا جنگیر خان کو یہ خبر پہونچی اس نے لشکر بے شمار اس کے سر پہنچایا اور آب نیلاب کے ساحل پر جواب ساٹھ آب سند کو مشہور ہو چکا اطراف و جوانب سے اسے محاصرہ کیا سلطان جلال الدین نے آگے تیغ آتشبار اور شمشیر دریا سے خونخوار دیکھ کر جو اندھوی کی گھوڑے کو میدان و ناہین جولان کر کے بہت کفار تانا کڑواک ہلاک پر ڈالا اور ایسا لڑا کہ اگر ستم دستان اور سام زریان زندہ ہوتا اس کی اطاعت کا زین پوش اپنے دوش پر اٹھاتا اور باوصف اس کے کہ مہمنہ اور میسرہ اسکی شکست کھا کر متفرق ہو گئے تھے اسپر بھی پلے ثبات زمین یکن میں مستحکم کیا اور صبح سے دوپہر تک مع سات سو سوار قلب میں ایستادہ ہو کر داو مروی اور مردانگی دی ثابتہ الامر جب کام اسپر تنگ ہوا اور افواج مغل کی کثرت زیادہ ہوتی جاتی تھی باگ معرکہ

مقصود حاصل کیا ولید عماد الدین محمد قاسم کی فوت سے ہایت مترمدہ اور متاسف ہوا لیکن جو کام دست اختیار سے نکل گیا تھا اور علاج مدیرہ تھا کچھ ماندہ نہ بچتا اور ولید عماد الدین محمد قاسم کے احوال حکام سد کا کسی تواریخ مشہور اور متداول میں مرقوم ہوا لیکن تاریخ بہار و شاہی میں اسامی اُس مملکت کے حکام کے لکھے ہیں تاہیں احوال ملوک سلف پر پوشیدہ نہ رہے کہ ولید عماد الدین محمد قاسم کے ایک جماعت حوایہ تین اولاد ایم العنصری سے جاسنی تھی انھوں نے مملکت سد کی ماد شاہی کی اُن کے بعد اس حدود کے ریدار جمیع سومر کان کتے تھے اور مرد موت اور کثرت اموال و العصار میں ممتاز تھے جہات سد کے شکیل ہونے اور اُن کے حامیان من سورس سلطنت رہی لیکن اسامی اُن کے کسی کسب تواریخ میں محروم و اوراق کی نظر سے عین گردے اور جب ماد شاہی خانوادہ سومر کان کی گردن ملکی سے طفق شنگان میں کر وہ بھی میدان اس مملکت سے تھے منسل ہوئی وہ فرقہ شاہان عام مشہور ہوا اور اُن و طائفہ کے عہد میں کبھی کبھی ماد شاہان اسلام عربیہ اور عربیہ اور بلوچہ انجین مراحت یو یجاتے تھے او اُن کے مالک بر متصرف ہونے تھے اور بعد فتح مسلط ہو کر اپنے کارمدوں کے سپرد کر کے اپنے معر و ملت کی طرف مراحت کرتے تھے مگر سلطان ناصر الدین صاحب نے خطہ اور سکد اس مملکت کا اپنے نام لڑھکرا یا دارالملک کیا تھا اس واسطے راقم و اوراق نے حالات جزویہ اور عربیہ اور بلوچہ کے لیے داستا ہائے سابقہ کی طرف بھرا پھر تذکرہ ناصر الدین بکھرا تا شاہ علیحدہ سد کا تھا اس مقام میں حد اگاہ تحریر کرتا ہوں اور بعد اُس کے والیان شنگان کے اسامی کہ علم ناقص نے ساتھ اُس کے احاطہ کیا ہوں مرقوم عامہ تحقیق کیے گا

### ذکر ناصر الدین قباہیہ کی حکومت کا مملکت سند پر

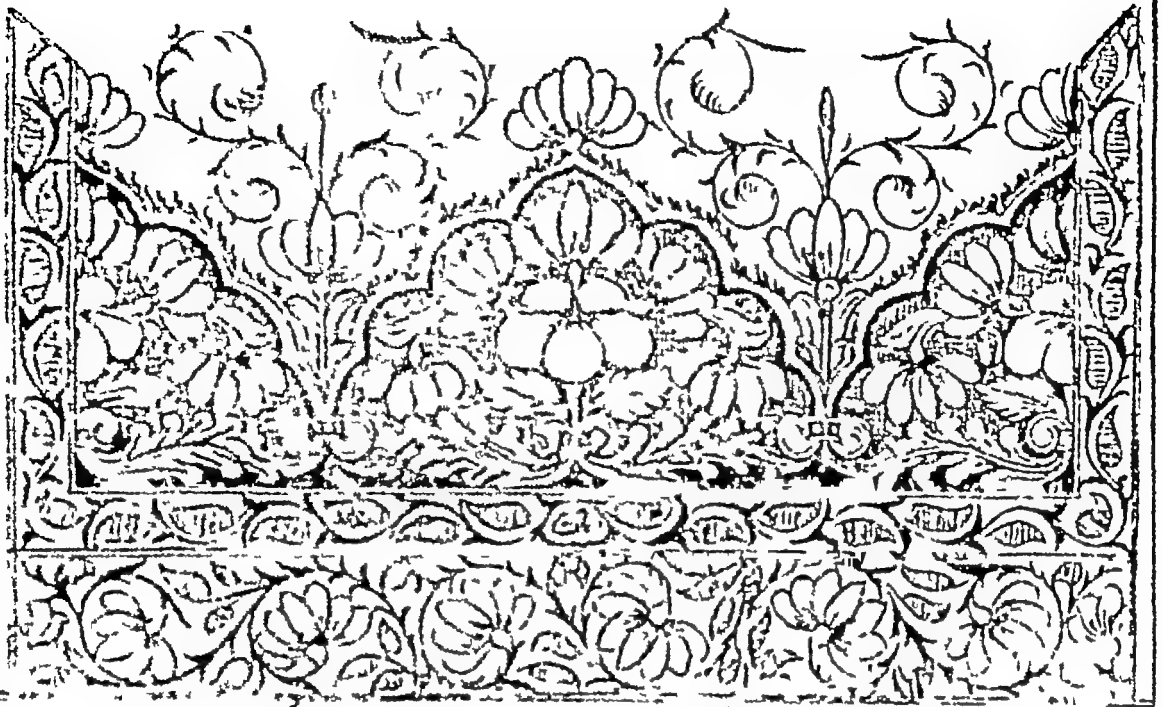
تمام مورخین ہند نے سند اولیٰ نسبت کے شاہ ناصر الدین قباہیہ کا احوال ماد شاہان دہلی کے ساتھ لکھا ہے لیکن مولف اس کتاب کا محمد قاسم فرستہ اُس سے پرہیز کر کے مقام ساسب شاہان سد کے سلک میں بیان کرتا ہے کہ ناصر الدین قباہیہ سلطان معز الدین محمد سام کے علماں ترک سے تھا اور جماعت حقیل و رفیم اور شجاع باکیاست و عداقت تھا اور ایک مدت اُس نے سلطان معز الدین محمد سام کی خدمت میں اسر کر کے ملک داری اور ملک گیری کا سلیقہ طلب کیا کہ جاسیہ حاصل کیا اور جب سلطان معز الدین محمد سام کو لشکر خطاکے ساتھ اتفاق جاریہ کا پڑا اُس معرکہ میں اوچھ کا صوبہ دار ملک ناصر الدین محمد شہید ہوا تو سلطان نے مملکت وچھ کو سلطان ناصر الدین کے سپرد کر کے اُس ملک کا مدد و دست ساتھ اُس کے رجوع فرمایا اور وہ سلطان قطب الدین ایک کا داماد تھا اور سلطان ایسی بد و متر اُس کے سلک و رواج میں لانا تھا لہٰذا اپنے حب ایک بیٹی اُس کی موت ہوئی دوسری اس کو دی اور سلطان ناصر الدین قباہیہ خود سلطان معز الدین محمد سام کے حکم کے موافق قطب الدین ایک کا مانجیت تھا اُس نے ساتھ اُس کے سلوک پسندیدہ کرتا تھا رکھی تھی اوچھ سے دہلی میں اگر شرف ملا مست سے

ہو کر مع پندرہ ہزار راجپوت قلعہ سے برآمد ہو کر لشکر اسلام کے مقابلہ کو آئی اور ارادہ جنگ کا کیا تھا تو اس وقت کی لڑائی کو عارضی سمجھ کر اُس کی طرف منتقل ہو کر لشکر اسلام نے فتح قائم کی حکم کے موافق قلعہ آرو کو محاصرہ کیا واہر کی رانی مع جمیع راجپوت قلعہ میں درآئی اور نشان مدافعہ کا بلند کیا اور حب ایام محاصرہ نے طول کھینچا موم درونی عاجز ہو کر دریائے ہلاکت ہوئے اور ایک آتش عظیم روشن کی اور اپنی اکثر عورتوں اور لڑکوں کو آگ میں ڈال کر قصہ پاک کیا اور روز سے شہر آرو کے کھوکھرواہر کی رانی کے ہمراہ قلعہ سے برآمد ہوئے اور ایسے لڑے کہ وہ سب مع رانی کے قتل ہوئے ایک بھی زندہ نہ بچا غازیان اسلام اور مبارزان شام بعد اس فتح عظیم کے تلوارین میان سے لیکر قلعہ میں داخل ہوئے چھ ہزار راجپوت اور قتل کر کے تیس ہزار آدمی اسیر اور دستگیر کیے اور راجہ واہر کی دو بیٹیاں کہ بندی میں ہاتھ آئیں کھینچ کر بطور تحفہ حجاج کے پاس خلیفہ کے واسطے بھیجیں اور تمام بلاد دیول کو امر اسے عرب پر تقسیم کیا بعد اس کے دریافت ہوا کہ ملتان بھی اسے واہر کے تحت میں تھا لہذا اس طرف نصرت فرمائی اور اُسے فتح کر کے غنیمت بے اندازہ حاصل کی اور اُسے دارالملک قرار دیکے تجانون کی جگہ مسجد بنی بنا فرمائیں جب حجاج نے بادشاہ سندھ یعنی راسے واہر کی بیٹیوں کو دارالخلافہ میں بھیجا وہ ولید کی حرم سرا میں داخل ہوئیں پھر بعد ایک مدت کے یعنی سولہ چھپانوں بے پجری میں ولید نے انھیں یاد کیا جب وہ حاضر ہوئیں ولید نے اُنکے نام پوچھے واہر کی بڑی بیٹی نے جواب دیا کہ میرا نام سمراد دیوی ہے اور دوسری نے کہا مجھے پرل دیوی کہتے ہیں ولید جو واہر کی بڑی بیٹی پرستھیتہ ہوا تھا حب طالب وصال ہوا سمراد دیوی زبان و عا اور نشان میں کھوکھرواہر کی بیٹی ہوئی کہ میں خلیفہ وقت کے فرش مبارک کی سزاوار نہیں ہوں کس واسطے کہ عباد الدین محمد قاسم نے تین شب مجھے بنظر تصرف اپنے مکان میں رکھا تھا شاید رسم اسلام ہی ہے کہ پہلے نفر دست خیانت و راز کرین اور بعد اُسکے پس خور وہ اپنا خلیفہ کے واسطے بھیجیں ولید یہ سن کر مغلوب قوت غضبی ہوا اور فوراً اپنے ہاتھ سے ایک فرمان اس مضمون کا لکھا کہ محمد قاسم جس مقام میں ہو اپنے تینوں پوست گاہ میں ٹھہر کر دارالخلافہ کی طرف روانہ ہو تاکہ مزید اور قدغن شدید جانکر حسب المسطور عمل میں لاوے جب یہ فرمان صادر ہوا محمد قاسم نے حسب الحکم عمل کیا یعنی پوست خام کا وہ میں اپنے تین کھینچ کر فرمایا کہ مجھے ایک صندوق میں بند کر کے جلد دارالخلافہ میں پہنچاؤ جب یہ صندوق ولید کے پاس پہنچا راسے واہر کی بیٹی کو بلا کر یہ فرمایا کہ ہم ناسزاؤں کو یوں سزا دیتے ہیں پھر اس نے زبان خلیفہ کی وعار میں کھولی اور وصیت کی کہ بادشاہوں کو لازم ہے کہ دوست اور دشمن سے جو کچھ سنیں جب تک وہ امر میزان عقل و راستی میں نہ ملے اس حکم کے اجرا کا فرمان نہ دیوں پس معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہ عقل سے بہرہ نہیں رکھتا محض طالع کی قوت سے سلطنت کرتا ہے عباد الدین محمد قاسم ہمارا بھائی اور ہم اس کے ہنزلہ خواہر کے ہیں اُس نے ہرگز دست تصرف ہم پر دراز نہیں کیا لیکن جو اس نے ہمارے باپ اور بھائیوں اور عزیزوں اور ہم قوم کو ہلاک کیا تھا اور ہمیں اُسے سخت شاہی سے حنیض بندگی میں پہنچایا لہذا ہم نے اپنے انتقام اور اُس کی ہلاکت کے لیے یہ تہمت لگائی تھی اور اپنا

من آرمایا تھا جس کے کلام سے جو مالک ہوا لیکن جو کہ ہمارے عرس کا آب نقاسے لہریں ہو گیا تھا اور بچہ  
 تاج دوسرے ماہ رمضان المبارک ۱۱۷۱ھ میں وہ خود اس طرح سے فارم ہو گیا جس  
 ہزار سوار راجہ اور سیدی اور شانی فراہم لاکر باغی اور مردان اور عربان و قاریوں اور اعرابوں  
 یکدل اور یکجہت کے ہوا۔ عہد و سوگند درمیان میں لایا اس کے بعد مہایت علو اور شدت تمام سے  
 محمد قاسم کے مقابلہ اور مقابلہ پر آنا وہ ہوا اور اس شیریشہ شجاعت و تہمتا نصی عباد الدین محمد قاسم  
 نے جو ہزار سوار عرب سے اس کا مقابلہ اختیار کیا اور ہندوستان کے معرکہ کو باز کیجھا اور ہر حصے  
 مسلمانوں کے دائرہ کے قریب حاکم جند و رستوار جنگ کی اور مردوں اور اس کے اصراروں سے  
 حال لشانی اور حال پاری میں نصیر کی لیکن جو تیر کہ ترکش تدبیر سے لگاتے تھے نشانہ تقدیر ہو چکا تھا  
 آخر ایک دن دہرے ہاتھی پر سوار ہو کر قلب میں قیام کیا اور میرہ اور میرہ کو آراستہ  
 کہ کے مع انورہ کثیر اور جمعیہ میدان جنگ میں آیا محمد قاسم نے اللہ المستعان و علیہ التکلیف و لا حول و لا  
 قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم پڑھ کر اور حضرت قادر علی الاطلاق پر سحر و سحر کے میدان کی طرف عزیمت کی پہلے  
 ہمارا عرب اور دلاوران ہند مردانہ علو و کرم میں آئے اور ہر سپاہ گری و یاد دہانی کے ہر کئے اور اکثر  
 جوانان عرب میں سے ایک ایک نے دس دس اور بیس بیس قہر ہندوستانی کو کہ ماری ماری آن کے  
 مقابلے میں ہم پرہ و شمشیر سے ہاک کر کے وادہ انوار چو پختے تھے حاکم مسلح ہوئی تو  
 اسے دہرے ہاتھ سے خود تر دو ات مردانہ کے اور اس کے سرداروں اور فرزندوں نے  
 بھی حملہ اسے رستا دین نصیر کی اس درمیان میں ایک لفظ ادا عرب نے شعلہ آتش اسے دہرے  
 کے میل سعید پر بار اور ہاتھی یہ سانچہ عجیب دیکھ کر سہا کا بلبان ہر چند کھک بارنا تھا فائدہ نہ تھا تھا  
 اور ہاتھی مال دست میدان سے جوڑ کر ایسا دھواں ہو کر سہا کا کرب و ریا ہو چکا پانی میں دھوا  
 محمد قاسم کے شکرے اس کا تعاقب کیا اور دیا کے کنارہ و دوارہ مارا اور عرب گم ہوا اور ہاتھی دریا  
 سے ٹکرا اسے ہرقام پر آیا اور اسے دہرے مسلمانوں کی اوج پد علم کر کے ہیرہ اور تیر سے دست  
 عربوں کو مجروح اور لے روچ کیا اس وقت ایک تیرست قصاصے ٹکرا اسے دہرے کا ایسا  
 لگا کہ اس کے صدمہ سے ہشت میل سے رہیں پر آیا اور کمال توڑ اور مردانگی اور جس جیلہ سے کہ من تھا  
 ٹکڑے پر سوار ہو کر ایک ہزار مردان عرب کے سامنے گیا اسے ایک ہر ت سے سکا کام تمام احیام کو  
 پہنچایا اور راجاؤں اور راجہوں نے یہ حال مشاہدہ کر کے حاکم مذلت سر پر ڈالی اور طعن آمیز مسلمانوں  
 سے آپ کو ساتھ نامردی کے معصوبین کر کے حصار رکش کی طرف بھاگے اور صائم اور موحات ہو گمان  
 اور تنجیہ میں۔ سادے عجیب لشکر اسلام ہوئے اور عاربان عظام قلعہ آرور کی تسبیح کی فکر میں ہوئے  
 اور علیہ مرد دہرے چاکر قلعہ کو مردان جنگی سے معصوم کر کے رآمد چون اور سیاہ عرب سے  
 جنگ صفت کردہ و راور اور وکلائے دہرے اسے اسے اراہ سے بار رکھا ادا سے اسے ہمارا  
 برہن آباد کے طبع میں لگے اسے دہرے رانی جو عورت تہور اور مردانہ تھی وہ شے کی ہر اے سے متلب

جاوین اور جاہن اسلامی لشکر کے ہاکرین اکثر نے پسند کیا اور کچھ حلی گئیں اور عہد الدین محمد قاسم نے اس شہر کے اموال غنائم کو بے شمار کئے اُن میں سے حق شرعی یعنی حصہ خمس مع پچھتر کینز کے حجاج کے پاس بھیجا اور باقی لشکر اسلام پر تقسیم کر کے سب کو راضی اور خوش دل کیا اور جو ارادہ کشور کشائی کا رکھتا تھا بلکہ ہزن کی تسخیر کا عازم ہوا اور رسمی فوجی میں واہر جو وہاں کا حاکم تھا یہ خبر سنکر شہر اور قلعہ کو ساتھ معتمدون کے سپرد کر کے خود کچھ فوج سے قلعہ برہن آباد قدیم کی طرف راہی ہوا عہد الدین محمد قاسم جب وہاں پہنچا بائندہ شہر اور قلعہ کے قلعہ بند ہوئے اور بعد چند روز کے جان و مال کی امان طلب کر کے اُس کی خدمت میں حاضر ہوئے عہد الدین محمد قاسم نے شہر ہرن کو امن و امان کے ساتھ ایک اہل اسلام کے سپرد کیا پھر سامان حرب درست کر کے اور ایک جماعت کو معتدان شہر سے ہمراہ لیکر بلکہ سیہوستان کی طرف جو اس زمانہ میں ساتھ سیدان کے شہر رکھتا ہی متوجہ ہوا سیہوستان کے باشندے تمام برہمن تھے اپنے حاکم کچھراے کی خدمت میں جو واہر کا چچرا بجائی تھا جا کر عرض پیرا ہوئے کہ ہمارے طریق میں قتل کرنا اور مقتول ہونا جائز نہیں ہے صلح یہ ہو کہ عہد الدین محمد قاسم سے امان لے کر اطاعت کریں کچھراے یہ کلام سنکر طیش میں آیا اور حالت غضب میں پچھن سخت دست کہا اور آخر کو جب سپاہ اسلام محاصرہ میں مشغول ہوئی اُن کی عدولت و شکست دیکھا ہر اسان ہوا اور بعد ایک ہفتہ کے ایک رات کو راجپوتوں کی سپاہ ہمراہ لے کر بھاگ گیا اور حصار مسلم کے راجہ کے پاس جا کر مدد چاہی اور اُس کے دوسرے دن برہمنوں اور سیہوستان کے رئیسوں نے جان کی امان طلب کر کے شہر مسلمانوں کے سپرد کیا اور عہد الدین محمد قاسم نے غنائم فتوحات سیہوستان کو بعد اخراج خمس غازیان اسلام کو تقسیم کی پھر حصار مسلم کی طرف متوجہ ہوا اور اُسے بھی فتح کر کے مال غنیمت بدستور سابق مجاہدان عظام پر قسمت کیا اس عرصہ میں راجے واہر کا بڑا بیٹا کہ جوان شجاع اور دلاور تھا سامان جنگ درست کر کے اس کے مقابل آیا عہد الدین محمد قاسم نے ایک مقام قلب لشکر اسلام کے نزول کے واسطے اختیار کیا لیکن جب فحظا ہر جو اور اکثر دواب سقط ہوئے تو اضطراب عظیم اردوے اسلام میں واقع ہوا اور شکایت نامہ حجاج کو لکھا حجاج جب حقیقت حال پر مطلع ہوا دو ہزار گھوڑے اپنے صہبیل خاص سے سپاہیان لشکر کو روانہ کیے پھر عہد الدین محمد قاسم از سر نو قوی پشت ہو کر راجہ کے بیٹے کے محاصرہ کے واسطے متوجہ ہوا اور فریقین کے درمیان میں چند مرتبہ جنگ شدید واقع ہوئی اور غالبہ کسی طرف سے ظاہر نہ ہوتا تھا راجے واہر نے اپنے مالک محروسہ کے نجومیون کو جمع کر کے احوال اور مال کار لشکر عرب سے سوال کیا چنانچہ چند شناسون نے عرض کی کہ ہم نے اپنی تقویم میں دیکھا ہو کہ فلان تاریخ میں ایک شخص دیار عرب میں دجوسے بنوت کا کر کے اہل عالم کو اپنے دین کی دعوت کرے گا اور بعد اس کے مسیح جیسا ہی قری میں تھوڑی افواج عرب اطراف دیول کے سمت کہ سند کی سرحد ہی پہنچیں گی اور سلسلہ ترائو سے بھری ہن قدم اس مالک میں رکھ کر تمام بلاد پر مسلط ہوگی اور راجے واہر نے نجومیون کو کمر بستہ کر رکھا حکام سداوی

تصرف میں لائے اور مال و متاع جو کچھ ان میں تھا مدلیتی سے اپنا تصور کر کے جید عورتیں مسلمانوں کو  
 سراپا دیب سے حج کے واسطے روانہ ہوئی تھیں انھیں اسپر کیا اور وہ جماعت جو ان کفار استرار کے  
 ظلم و تعدی سے بھاگ گئی تھی حجاج کے پاس حاکم داد خواہ ہوئی حجاج نے ایک مکتوب محمد بن ہارون  
 کے پاس بھیجا کہ حکم صادر ہو اس معصیت کے پاس روانہ کرے اس نے معتدوں کے ہمراہ داہرہ کے  
 پاس بھیجا داہرہ نے بعد درود و نامہ بھیموں پر بھڑکائے اور جواب لکھا کہ یہ فعل اس قوم سے وقوع میں آیا ہے  
 جو کمال قوت اور شوکت رکھتی ہے اور سرری کو شمش سے اس گردہ پر شکوہ کا دین معصومین پر جواب یہ  
 حجاج کو پہنچی ولید بن عبد الملک سے رحمت جادہ مد حاصل کی اس کے بعد ایک شخص کو جس کا نام  
 دہیل تھا سب میں ہزار سوار محمد ہارون کے پاس بھیجا یہ پیغام دیا کہ ہزار مرد اہل سر سے اس کے ہمراہ  
 کر کے قوم دہیل پر روانہ کرے تاکہ اس سے انتقام لے اور جادو کرے علاوہ کہ دہیل حب دہیل میں  
 ہو یا کوشش مردانہ کر کے درجہ سہادت پر فائز ہوا اور حجاج یہ حضرت اثرشکر ہاتھ ٹھکیں اور  
 محزون ہو کر تلافی کی فکر میں ہوا و جو داس کے کہ عامر بن عبد اللہ نے سپاہ سالاری کی درخواست  
 کی لیکن حجاج نے مولہ کی اور صحابا دور میں اور دقیقہ شناس کی صلاح سے حماد والدین محمد بن قاسم  
 بن حنظل نقعی کو کہ اس کا چہرہ اقرا تھی اور داماد تھا اور سترہ برس کی عمر رکھتا تھا مع چھ ہزار مرد جو روسا  
 شام سے تھے مع آٹھ قلعہ کشائی و سامان ملک غیر سیستہ ترانہ پیری بین سد کی قیصر کو  
 شیراز کے راستہ سے مارو ذرا باوجود حکم وہ کراں طر کر کے دیوان اور درسلہ میں جو دہیل کی سرحد  
 میں واقع ہو گیا اور چند روز کے بعد وہاں سے کوچ کر کے ملکہ دہیل پر جو دریا سے عمان لیے  
 سمندر کے کنارے آباد ہو اور آج کل سام ٹھٹھ شہرت رکھتا ہے دار ہوا اور اس شہر کے محاصرہ کی  
 فکر کرے لگا لگا کر دہیل میں ایک تنجاہ قلعہ کے نام سے تھا اور سب سے اسے بہایت  
 سنگین اور وسیع تعمیر کیا تھا اور جالس گرد مدی رکھتا تھا محاصرہ طویل کھینچا ایک برس  
 انان طلب کر کے محاصرہ سے برآمد ہوا حماد والدین محمد بن قاسم نے اس سے تنجاہ اور اہل تنجاہ کا  
 احوال پوچھا اس نے جواب دیا کہ اس میں چار ہزار راجوت جنگی ہیں اور ان کے سوا قریب دو ہزار  
 برہمن اس کے خادم ہیں اور سب اس ظلم کے حس کو علماء راہبہ نے بتایا ہے کسی کی کد قیصر اس کے  
 نگہ ریسن رٹی ہے حماد والدین محمد قاسم نے کہا کہ وہ ظلم کہان پر نہیں نے کہا کہ فلان نشان پر ہے محمد قاسم  
 نے بعد یہ نام ایک ستامی کو جو حقیق امداد تھا فرمایا تو سنگ فحش کی ضرب سے اس کو دین اور سائل  
 کو بے حد دینے میں ہر تہہ پھر پھیکا کر اس نشان کے قاعدے کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے اس ظلم کو شکست  
 کیا اور حصہ قلیل میں وہ تنکہ نچ ہو گیا اور محمد قاسم نے اس کے حار و مرجع و رخت میں آسمان سے ہلکری  
 کرتے تھے مساکر کے زمین و در کیا اس کے بعد برہمن کو اسلام کی مختلف دی حب اسکا رکھا ان کے  
 عیال و اطفال اور عورات و عوان و مرد و سال کو کیری اور غلامی میں لیا راج برہمن کو سترہ برس سے  
 سو برس کے بوڑھے تک کو غلبہ شیخ اسلام کیا اور ان کی عورتوں کو اختیار دیا کہ چاہیں اطراف ملک میں چلی



## مقالہ آٹھواں حکام ہند اور ٹھٹھ کے بیاہنیں اور شرح طور اسلام کی اُس حد و دین

یوشیدہ نہ رہے کہ بعضے نسخوں میں مثل خلاصہ الحکایات اور حجاج نامہ اور حاجی محمد قندھاری کی تاریخ میں آثار  
 طلوع آفتاب دین محمدی صلعم اُس دیار میں خامہ تحقیق نے ساتھ اس طریق کے مرقوم کیا ہے کہ حجاج بن یوسف  
 جو حاکم ولید بن عبد الملک سے حاکم عراقین بلکہ ایران و توران تھا درپہنسیخ بلادہ ہندوستان ہوا  
 پہلے محمد یارون کو ابتدا سے سلسلہ چھپاسی ہجری میں مع سپاہ جبار ولایت مکران کے سمت بھیجا اور اُس  
 نے وہاں پہونچکر اس مملکت کو اپنے قبضہ تصرف میں لیا اور وہاں کے باشندے کہ اکثر ان میں گروہ بلوچوں  
 کا تھا مشرف اسلام سے مشرف ہوئے اور نمایاں دہان کی ادا سے مال دیوانی میں مشغول ہوئی اس تاریخ سے  
 اُس نواح میں رواج اسلام کا ہم پہونچا مسجد بن تعمیر ہوئیں اور احکام شریعت محمدی جاری ہوئے  
 اور عہد آدم سے اُس وقت تک جزیرہ سراندپ سے دریائے راستہ کشیتان مکہ و دیار عرب تک  
 جاری تھیں اور برابر ہمہ ہندوستان کے قبل ظہور اسلام خانہ کعبہ کی زیارت اور وہاں کے بتوں کی پرستش  
 کے واسطے ہمیشہ آمد و شد کرتے تھے اور اس موضع کو بہترین معاہدے سے جلتے تھے لہذا حاکم سراندپ  
 کا اور راجاؤں سے پہلے حقیقت اسلام پر مطاع ہو کر صحابہ کرام کے عہد میں قلاوہ شریعت مصطفوی  
 کا مقلد ہوا تھا اور جو کہ سلاطین اسلام سے اعتقاد بہت رکھتا تھا دریا سے کشتی تخت و ہدایا سے  
 نفیسہ اور غلامان و کنیزان جمیلہ سے ملو کر کے ولید کے واسطے دار الخلافہ میں روانہ کی اور  
 جب باب عجم کے اطراف میں پہونچے مردم لوہاک کہ جو حاکم وہیل کے حکم کے موافق روئے دریا  
 پر مقرر دستھے اُس کشتی کے سد راہ ہوئے اور علاوہ اُس کشتی کے ساتھ کشیتان او بھی اپنے



گھوڑے سے کو در کھانکا اور حسیا ک بادشاہاں دہلی کے طبقہ میں تحریر ہوا جو پور سلطان ہلول کے تصرف میں آنا اور سلطان حسین شاہ نے بھاگ کر اپنے مالک و دروازوں پہاڑی اور ایک ولایت قلیل پر کہ محصول اُس کا بیخ کرور تھا قناعت کی اور سلطان ہلول ہرابت مروت سے ماہ و مودت متعین اُس کا ہوا اور حکومت حوں پور کی اپنے ذرمدار ملک شاہ کو دیکر اس مالک کو اپنے مصطفیٰ میں لایا اور ہلول شاہ لودھی کے بعد موت پھر شاہ حسین شرتی نے سر اٹھایا جسے معام حساوین ہو کر مارک شاہ کو اس امر پر آمادہ کیا کہ دہلی پر چڑھائی کر کے وہ ملک سلطان سکندر شاہ لودھی کے قصہ سے برآورد کیے لیکن جب مور حرب گرم ہوا جسے جنگ واقع ہوئی مارک شاہ بھاگ کر جوہر گیا اور بادشاہ سکندر لودھی نے حوں پور کو بھائی کے تصرف سے برآورد کیا اور سلطان حسین کو جو جیر پائے قناعت قناعت کر کے بعد جنگ اُس کو شہ سے کر حں میں گرفتار تئیں جہا تھا نکال دیا پھر حسین شاہ پریشان اور بد حال ہو کر شاہ علاء الدین کے پاس اماں حواہ ہوا شاہ علاء الدین نے ساماں اُس کے عیش و مرامت کا مہیا کیا اور اس کی دلجوئی میں نصیر رکی اور شاہ حسین شرتی کو دوبارہ حوصلہ اپنی ملک گیری کا ہوا دولت اُس حادماں کی سلطنت آٹھ سو ساکسی پھر جی میں یکظم رائل ہوئی سلطان حسین کی مدت سلطنت اٹھارہ برس تھی اور بعد شکست اور الفراض سلطنت اُسے چند سال بھگت میں اوقات حیات بسر کی پھر موت کا شرتی ہو گیا

اس دارنجا پائے سے دار علود کی طرف انتقال کیا

نفیسہ اور تقد فزوان لائق شاہان شہنشاہ کیسا سلطان نے سالانہ وغائما جون پور کی طرف ہوا دولت فرمائی اور  
 ۸۷۱ھ آٹھ سو اٹھتر ہجری میں بنارس کے قلعہ کو جو چند روز سے خراب اور ویران ہوا تھا مرست  
 کر کے تیار کیا اور سنہ مذکور میں پڑے بڑے سرداروں کو گوالیار کی تیغ کے واسطے روانہ کیا انھوں نے  
 وہاں جاتے ہی اسے گھیرا اور گوالیار کا راجہ طول محاصرہ سے عاجز ہوا اور اٹھارہ طاقت کر کے اپنے  
 تین شاہ حسین شاہ شرقی کے سلطنت توابعین میں منتظم کیا اور اس کے بعد حسین شاہ کی شکست و استغلال  
 حد سے افزون ہوا اور اپنی بی بی دختر سلطان علاء الدین بن محمد شاہ بن فرید شاہ بن مبارک شاہ کے اعوا  
 سے ۸۷۱ھ آٹھ سو اٹھتر ہجری میں تسخیر دہلی کی عزیمت کر کے مع ایک لاکھ چالیس ہزار سوار اور ایک ہزار چار سو  
 فیل کو پیش اس طرف متوجہ ہوا اور بادشاہ بہلول لودھی نے اپنی سلطان محمود خلجی کے پاس بھیج کر پیغام دیا کہ اگر  
 اس وقت آنحضرت بقصد آمد و تشریف لا دین قلعہ بیانہ آپ کے تعلق رکھوں گا لیکن اب تک شادی آباد مندر  
 سے جواب نہ آیا تھا کہ شاہ حسین شاہ شرقی تمام اطراف دہلی پر متصرف ہوا اس وقت سلطان بہلول لودھی  
 نے نہایت مخبر اور زاری سے یہ پیغام بھیجا کہ بلکہ دہلی کا قبضہ آپ کو مبارک ہو ورنہ اگر آپ عنایت ذاتی سے  
 حمل دہلی اٹھا رہے کوں تک میرے قبضہ میں چھوڑیں تو سلطنت ملازموں میں مسلک ہو کر اس شہر کی داروغگی  
 میں قیام کر دین لیکن جب شاہ نے نہایت عزم اور تکیہ سے شاہ بہلول کی ملتیں گوش ارادت سے نہ سنی  
 ناچار ہو کر کار ساز حقیقی کے لطف پر اعتماد کیا اور اٹھارہ ہزار سوار افغان لیکر دہلی سے برآمد ہوا اور دریا  
 کے کنارے سلطان حسین شاہ شرقی کے مقابل فرود کش ہوا اور جو کہ آب وریا در میان میں حاصل تھا چند روز  
 حرب میں مشغول ہوئے اس درمیان میں شاہ حسین شاہ شرقی کے سردار کبار و لاتیوں کی تباہی کر  
 واسطے روانہ ہوئے شاہ دہلی نے فرصت غنیمت جان کر گرمی کی عین گرما گرمی میں اس مقام سے کہ دریا  
 پایا بہتھا گھوڑے دریا میں ڈالے ہر چند خبر داروں نے یہ خبر شاہ حسین شاہ کو پہنچائی کمال نحت اور  
 غزوہ سے اسے اس امر کا یقین نہوا یہاں تک کہ فوج دہلی نے دریا سے عبور کر کے اُس کی اردو کی  
 تاراجی میں دست درازی کی اور امرا اور سپاہ بادشاہ کی بے شعوری سے کہ نہایت غافل تھے پریشان  
 ہو کر فرود کلون کے راہ ہزار پابی آخر کو سلطان حسین نے بھی ناچار ہو کر ان کا ساتھ دیا ملکہ جان اور  
 تمام حرم اُس کی گرفتار ہوئے سلطان دہلی نے حق نمک کا لحاظ کر کے انھیں با عزا و اگر ام تمام سلطان  
 حسین شاہ کے پاس بھیجا لیکن ملکہ جان جب شاہ سے ملی اُس کے مغزوہ پوست میں ڈھیل ہو کر پھر اس قدر  
 وسوسہ پیدا کیا کہ سلطان حسین شاہ شرقی استعداد کر کے دوسری مرتبہ پھر دہلی کی طرف متوجہ ہوا ساف  
 قلیل باقی نہ رہی تھی سلطان بہلول لودھی نے پیغام بھیجا کہ اگر شاہ میرے تصور معاف و ناکر مجھے بحال اپنے چھوٹے  
 ایک نایک روز آپ کے کام آئے گا جو تقدیر ہندی سے دولت حازان شرقیہ آخر میں نے پر تھی شاہ شرقی نے شاہ  
 دہلی کے عجز پر مطلق خیال نہ کیا اور عجز کی نصرت کو چشم حقارت سے دیکھ کر جواب ناصواب میں قیام کیا اور قدم آگے  
 بڑھا یا جب سلطان بہلول مقابلہ اور مقابلہ کو آیا بعد حرب و ضرب کے پھر لشکر جون پور نے شکست کھائی یہاں تک  
 کہ تین مرتبہ ہر سال تمام آن کر رہا ہر میت پابی اور چوتھی مرتبہ کام اس نہایت کو پہنچا کہ سلطان حسین شاہ

آب گنگ گھاٹ انگر کے قریب ہو کر کشت ہوا تھا تعین فرمایا حب لشکر سلطان حسین کا قریب ہو جا  
 لیئے امرا جو محمد شاہ سرتی کے ہمراہ تھے عدا ہو کر چلے آئے اور اُس نے مع چند سوار ہمساکر  
 ایک باغ میں کس اُس بواح میں تھا پناہ لی آجہ اُس مقام کو خامسہ کہنا اور محمد شاہ  
 شرقی کر تہ امار قاور ہما مسعودہ تہ امداری ہوا لیکن بی بی راجی نے پشتتر سے اس کے سلا حدار کو جو  
 ترکش رکھتا تھا مواجی کر کے تمام مکان سر اُس کے حرکت سے دور کئے تھے محمد شاہ نے جو ترکش  
 سے نکالا وہ نے کاشی نکلا ماچار دست رشتہ ہو کر بہت آدمیوں کو قتل کیا ماگا و ایک تیر مار کر گنگ  
 کے باغ سے ساہ محمد شاہ کے ایسا کاری لگا کر اُس کے عدا بہت سے حاضر ہوا قطعہ

ما دد گیتی را دہ را دہ کو را گشت	دل نہ رہی ریں وال سپر کشت زہ ہار
چوں اہل نواشاہ سعدی گداور رقصا	سلطنت در ہر دور و ہر دوری مایہ کار

اس کے بعد سلطان حسین نے سلطان ہلول سے صلح کر کے یہ عہد کیا کہ چار برس تک ہر شخص پہلے  
 در تعین اسی ولایت محدودہ اور قلمرو متصرفہ پر قانع ہو کر استقامت کریں اور ماہے پر تاب کو قتل اس کے  
 محمد شاہ شرقی سے ملنا تھا قطب خان امان کی دلوئی اور قسلی دینے سے سلطان ہلول کے ساتھ  
 مواجی ہوا سلطان حسین قوج سے کوچ کر کے اس ماگ سے کنارہ کو جس کو ہر پہنہ سکتے ہیں دار دہ  
 اور قطب خان لودھی کو جون پور سے طلب کر کے غلغلا اور دلوئی سپ اور دیگر عادات سے اتیار کشت  
 کر باغ ابد اکرام تمام بادشاہ ہلول لودھی کے پاس بھیجا بادشاہ ہلول لودھی نے بھی شہزادہ حلال خان  
 کو تعظیم و تکریم اور اعانات سے خوش دل کر کے حسین شاہ شرقی کی خدمت میں رخصت کیا بعد ہر  
 ایک شہر یا راہے مقرر دولت میں جا کر مہات شاہی میں مشغول ہوئے محمد شاہ کی مدت حکومت پانچ ماہ تھی

### ذکر سلطان حسین شاہ بن محمود شاہ شرقی کی سلطنت کا

شاہ حسین شاہ شرقی عیساکر مد کو رہا حکم عدا سے قدر سے اپنے بھائی کے تحت سلطنت و بر  
 علوہ گر ہو کر باگ ریاست اور سرداری کی اپنے کف اقدار میں لایا اور بادشاہ ہلول لودھی کے  
 ساتھ صلح کر کے حب جون پور میں آما اپنے بھائی کے معاملہ سے متفق ہوا اور تھوڑے عرصہ میں  
 سرداراں صاحب دامیہ کو حکمت علی سے قید کیا اور بہت والا بہت شہر ملا دہن مصر و  
 فزانی پہلے تین لاکھ سوار اور ایک ہزار چار سو بحر فل جمع کر کے ولایت اوڈیسہ کی سمت متوجہ اور اٹلے  
 سیر میں ملک ترہت کو ویراں کر کے آمادی کا نشان بھجوا اور حب ولایت اوڈیسہ میں ہو کر  
 اواح اُس کی اطراف و حواص میں نامر و کیہ کے حکم قتل اور تاراجی اور اسیری کا تاد فرمایا اوڈیسہ  
 کا راجہ یہ سر سکر درما سے حیرت میں حوط زن ہوا حب سوا سے مامری اور بھلی کے کوئی واپس  
 رہا وکیل سلطان کی خدمت میں بھیج کر اطاعت اور مالگذاری قبول کی اور حب سلطان نے اس ملک  
 کی تعمیر سے ہاتھ کھینچا اس نے اُس کے لشکر یہ میں فوجیا تیں بھیجی اور ایک سو گھوڑا اور شاہے

پر تاب نام نہ میند اس طرف کا جو سابق میں سلطان بہلول سے اتفاق رکھتا تھا محمد شاہ کا غلبہ اور شوکت دیکھ کر اُن سے جا ملا اور محمد شاہ سرستی میں آیا اور بہلول شاہ لودھی نے راجہ بی بی جہسرتی کے قریب ہر نزول کر کے چند روز وہاں استقامت کی اور شاہ محمد شاہ شرقتی نے سرستی سے فرمان جون پور کے کو تو ال کے نام لکھا کہ میرے بھائی حسن خان اور قطب خان سپہ اسلام خان لودھی کو قتل کرے کو تو ال نے اُس کے در جواب یہ عرض داشت کی کہ بی بی راجہ دو لون کی ایسی محافظت کرتی ہیں کہ میں اُن کے قتل سے معذور ہوں جب یہ عرضیہ محمد شاہ کو پہنچا اس نے اپنی والدہ کو جون پور سے اس بہانہ سے طلب کیا کہ آپ یہاں آں کہ میرے اور میرے بھائی حسن خان کے درمیان صلح کرانے کے کچھ ولایت اُسے دو آئین بی بی راجہ فریب کھا کر جون پور سے روانہ ہوئی کو تو ال نے فرصت پا کر محمد شاہ شرقتی کے فرمان کے موافق حسن خان کو قتل کیا اور بی بی راجہ حسن خان کی تعزیت قنوج میں بجالائی اور اُس مقام میں توہن کیا اور محمد شاہ شرقتی کے پاس نہ گئی محمد شاہ نے پھر اپنی والدہ بی بی راجہ کو لکھا کہ دیگر شاہزادے بھی یہی حالت پیدا کریں۔ مگر یغیر میرے ہاتھ سے قتل ہونے بہتر یہ ہو کہ جناب والدہ صاحبہ سب کی تعزیت اور سوگواروں بجالائیں جو محمد شاہ بادشاہ نہایت ظالم اور صاحب قہر تھا اور اُس کی غور بینی سے امرا اور اعیان سالارہ کو وہم اور ہراس تھا ایک روز شاہزادہ جلال خان اور حسین خان براور ان محمد شاہ نے باتفاق سلطان شہ اور جلال خان ابو وحی محمد شاہ کی خدمت میں معروضہ پیش کیا کہ بادشاہ بہلول لودھی کا لشکر شیون کا ارادہ رکھتا ہے لہذا حکم شاہی کے بعد شاہزادہ حسین اور سلطان شہ ابو وحی تیس ہزار سوار اور ایک ہزار زنجیریل ہمراہ لے کر دشمن کے سراہ روکنے کے بہانہ محمد شاہ شرقتی کے لشکر سے جدا ہوئے اور جھرنہ کے کنارہ پر مقام کیا بادشاہ بہلول لودھی نے یہ خبر سن کر ایک فوج ان کے مقابلہ کے واسطے تعینات کی شاہزادہ حسین خان نے چاہا کہ شاہزادہ جلال خان کو جو اردو میں رہا تھا اسے بھی ہمراہ لیوے آدمی اُس کی طلب کو بھیجا اس درمیان میں سلطان شہ نے شاہزادہ حسین خان سے یہ بات کہی کہ اب توقف کرنا مصلحت نہیں ہے شاہزادہ جلال خان پیچھے سے پہنچے گا یہ کہہ گھوڑے کی باگ موڑ کر قنوج کی طرف روانہ ہوئے اور فوج سلطان بہلول کی جو اُن کے مقابلہ میں تعین ہوئی تھی آں کے مقابل اُن کے ایستادہ ہوئی اور شاہزادہ جلال خان بھی شاہزادہ حسین خان کے حسب الطلب محمد شاہ کے لشکر سے برآمد ہو کر جھرنہ کی طرف روانہ ہوا اور فوج سلطان بہلول کو شاہزادہ حسین کا لشکر تصور کر کے جب نزدیک آیا سلطان بہلول کی فوج نے جلال خان کو گرفتار کر کے سلطان بہلول کے پاس حاضر کیا اور اس نے قطب خان کے عرض اُسے قید فرمایا اور محمد شاہ تاب مقاومت نہ لایا قنوج کی طرف بھاگا اور سلطان بہلول نے اب گنگ تک پہنچا گیا اور کچھ مال و اسباب غنیمت لے کر مراجعت کی جب حسین خان بی بی راجہ کی خدمت میں حاضر ہوا اپنی والدہ اور اعیان دولت شرقیہ کی سعی سے تحت پر اجلاس کر کے خطابہ حسین شاہ نے مخاطب ہوا اور ملک مبارک گنگ اور ملک علی گجراتی اور تمام امرا کو محمد شاہ شرقتی کے سر پر جو سائل

آسودہ ہوئی مملکت حسادوں کی طرف موعودہ ہوا۔ اس ملک کو تاحات تاراج کر کے اس لوہاں کے  
معدن اور سرکتوں کو علف شمشیروں آتام کیا۔ رخصتہ قصوں اور رنگوں میں تھالے ٹھانے کے  
جون پور کی طرف راحت فرمائی اور بعد اس کے اویسیہ کی غرامیں مصروف ہوا اور اس بعد وہ  
کے بھی تھانوں کو حراب اور ویراں کر کے مع عمامہ موعودہ طغور و سرور ہو کر معادوت کی اور  
۸۵۵ھ آنحضرت عجلین پوری میں عزت شہر دہلی کی اور چند روز اسے محاصرہ کر کے سا حنگ قائم کی  
سلطان ہلول مع لشکر کثیر و پیالہ سے آیا اور سلطان محمود نے حب دیکھا کہ احال اعداں جو بادشاہ  
پہلی سے رگرواں ہو کر اس کا ذکر ہوا اعلیٰ لڑائی میں اس نے پیچھے دکھائی اس واسطے مصلحی توقف  
میں لکھی۔ ہاں سے کوچ کیا اور ہلولیوں نے سلطان کا پیچھا کر کے فتح خان ہر دی کو جو اس کے  
امراء کے ساتھ تھا قتل کیا۔ رسات باغی جنگی اُن کے ہاتھ آئے اور ۸۵۵ھ آنحضرت پوری میں  
بادشاہ ہلول لودھی اٹا وہ کے مقدم پر راحت لایا اور محمود شاہ شرقی کے مقابلہ کو گنا چا کہ  
کیسب اس کی مقام مناسب میں تحریر ہوئی، پچیس آماؤ کے اطراف میں ایک دوسرے کا مقابلہ ہوا۔  
اسی جیدرور مقابلہ اور معاملہ کی نوبت۔ آئی تھی اور جی ماسن اپنے اپنے پڑاؤ۔ ٹیسی تھی ایک شب  
کو علف خان لودھی سلطان ہلول لودھی کا چیمبر اٹھائی اس کے دانہ پٹھوں لاکر گرتا۔ ہوا اکی جنگ  
سلطانی شروع۔ ہوئی تھی کہ یکایک سلطان محمود شاہ شرقی مرص الموت میں قتل ہوا اور ۸۵۶ھ آنحضرت  
ماٹھ پوری میں اسی سادو جو سے قدم ماہر رکھ کر دارالتقا کی طرف سفری ہوا۔

دریں شہیتہ ہم رہد ہم شکرست	مے خان گر آگاہاں پر درست
نیکے راسراف رہد	کے رادکیں تیج رستہ ہد
ہ قمرن موتج۔ ہرش محاست	درین سیدار و دریاں بے وعاست

دست اس کی سلطنت کی میں سال و چند ماہ تھی

### ذکر سلطان محمد شاہ بن محمود شاہ شرقی کی بادشاہی کا

جب سلطان محمود شاہ شرقی کے ح۔ محمود سے تحت حالی ہوا اعیان مارکاں جون پور نے  
اُس کے بڑے بیٹے شاہر ادہ چھیکس حان کو اُس کی والدہ بی بی راجی کی مصلح سے سلطان  
محمد شاہ خطاب دے کر سریر مملکت پر بٹھایا اور بادشاہ ہلول لودھی سے صلح کر کے عہد کیا کہ  
وہایت شاہ محمود شاہ شرقی کی محمد شاہ کے تصرف میں رہے اور جو بادشاہ ہلول کے قصہ میں ہر وہ  
دستور اُس پر تھا پس اور دھیل ہوئے بعد اس فیصلہ کے محمد شاہ شرقی جون پور کی طرف متوجہ  
ہوا لیکن املاساہ کی عدم قابلیت سے دھیدہ اور وگلیہ ہوئے اور ملکہ جان بی بی راجی بھی بٹنے کی  
جو بخاری سے ہایت دھیدہ آور دہ ہوئی اس درمیان میں سلطان ہلول نے اطراف دہلی سے  
قلب خان کی رہائی کا ارادہ کر کے معادوت کی اور سلطان محمد شاہ بھی یہ حسر سکروں پور سے سوار بنایا

لشکر جون پور کو تاراج کروا کر وائس جماعت نے حسب الحکم اردو کے بس ماندگان کو تہ تیغ کر کے جو کچھ پایا اُسے تاراج کیا اور وہ فوج کہ مقابلہ کے واسطے مامور ہوئی تھی اُس نے جاتے ہی تنور جنگ گرم کیا یعنی صبح سے شام تک حرب و ضرب میں مستعد رہی طرفین سے آدمی کار آزمودہ کام آئے جب شام ہوئی اپنے اپنے دائرہ کی طرف روانہ ہوئے اور دوسرے دن صبح کو سلطان محمود نے عماد الملک کو بھیجا کہ غنیمت کا راستہ بند کیا محمود شاہ مشرقی اس امر سے واقف ہوا اور اس مقام میں کہ جگہ مضبوط اور قلب تھیں قیام کیا اور شاہِ خلجی نے فوج اُس نواح میں تاراجی کو بھیجی اور انھوں نے ہاتھ قتل و غارت میں دراز کر کے غنائم کثیر لے کر معاودت کی اور جب موسمِ برسات کا سر پر آیا طرفین صلح پر اسے نام کر کے وہاں سے اپنے اپنے دارالملک کی سمت روانہ ہوئے جب سلطان محمود خلجی چند یریں میں آیا محمود شاہ مشرقی نے میدانِ صاف دیکھ کر بلا وغدغہ ایک لشکرِ ولایت برہا کرین کہ وہاں کے باشندے سلطان محمود خلجی کی اطاعت کا دم بھرتے تھے نامزد فرمایا سلطان محمود خلجی نے یہ خبر سن کر ایک جماعت وہاں کے مقدم کی ملک کو بھیجی اور جو لشکر مشرقی تاب مقابلہ کی نہ رکھتا تھا محمود شاہ مشرقی نے تعجیل تمام اپنی فوج میں ملحق ہوا اور بعد چند روز کے ایک مکتوب شیخ الاسلام جانیلہ ہاس کے نام کہ بزرگان و قضا سے تھا و سلطان محمود خلجی اس بزرگوار کی نسبت نہایت اعتقاد رکھتا تھا اور اب وہ بزرگوار شاہی آباد مندو کے گنبد میں مدفون ہیں لکھنچیا مضمون اُس کا یہ تھا کہ اس لڑائی میں دونوں طرف کی خلق قتل ہوتی ہو اگر آپ اس بارہ میں سامعی ہوں بہتر ہو اپنی جب شیخ کی ملازمت میں حاضر ہوا اور زبانی اس طرح تقریر کی کہ بالفعل قصبہ ایرجہ اور راسٹھ جو سلطان مشرقی کے تصرف میں آیا ہو اُس کو نصیر خان کے قبضہ میں و اگر فرما دیں گے جب سلطان مشرقی کے ایلچی نے یہ مضمون شیخ کے سمیع مبارک میں پہنچا یا شیخ نے سلطان محمود شاہ مشرقی کے وکیل کو اپنے خادم کے ہمراہ مع مکتوب نصیحت آمیز تحریر کر کے سلطان محمود خلجی کی خدمت میں بھیجا سلطان محمود خلجی نے فرمایا جب تک وہ کالیسی سے دست کش نہ ہو گا میں صلح نہ قبول کروں گا چونکہ نصیر خان کا عارفہ بالکل نکل گیا تھا پر گنہ راستھ کو غنیمت جانکر عرض پیرا ہوا کہ جو سلطان محمود مشرقی نے حضورِ اشرف کے رو برو شیخ جانیلہ ہاس کی خدمت میں وعدہ کیا ہے کہ میں اس کے بعد قادر شاہ کی اولاد سے خصوص نصیر خان سے نزاحم اور معترض نہوں گا امیدوار ہوں کہ پھر اُس کا لشکر قدم در بارہ اس ملک میں نہ رکھے اور بعد چار مہینے کے کالیسی اور ایرجہ اور قصبہ تہا میر سے سپرد کرے جب بنیاد صلح کی شیخ کی توجہ ظاہری اور باطنی سے مستحکم ہوئی اور ایلچی سلطان مشرقی کا عنایت بادشاہی سے مشمول ہو کر رخصت ہوا سلطان محمود خلجی شادی آباد مندو کی طرف اور سلطان محمود مشرقی جون پور کی طرف روانہ ہوئے پھر سلطان مشرقی نے اپنے پیر بزرگوار کے بدستور ہاتھ بدل و احسان کا جو دستخط کی آستین سے نکال کر علما اور فضلا اور صلحا بلکہ جمیع طبقات انام کو ہر ایک کے درج اور مراتب کے موافق فیضیاب کر کے محفوظ کیا اور بعد چند عرصہ کے جب سپاہِ استراحت کر کے بچ سفر سے

رہا۔ اور آج تک سلسلہ محنت اور رالطہ مودت کا حاملین میں مستحکم ہو اس واسطے حکم ماضی عقل لازم  
 ہاں کہ اس میں کو صمیمیت پر پرورش اور مسرت کرنا ہوں اگر احاطت ہوئے۔ اسے تسمیہ کر کے  
 دین محمدی کا طریق اس ملک میں رائج کروں سلطان محمود غلجی نے اس کے درجہ اب فرمایا کہ اس  
 سے پیشتر یہ جہاں ہوا ہم سارک میں ہو چکی تھی اب اس پیشواے سلاطین نے اعلام کیا یقیناً مکمل  
 ہوا بہر حال منع کرنا اس فاحشہ کا تمام فادشا ہوں ہر واحد ہو اگر احوال کا ہر ہر مفسدان بیوات  
 کے تدارک کو متوجہ نہ ہونی ہم خود غصہ لیں اس کے منع کے واسطے عارم ہونے اب جو کہ اس  
 سلطنت پر مبنی یہ ارادہ کیا مبارک اور وسوسہ ہو دیکھ الہی رحمت ہو اور یہ بود سلطان محمود کو سنائی  
 سلطان شرتی نے مخطوط ہو کر انتہی رسم پیل رسم تحفہ و شروعات سلطان محمود غلجی کے پاس بھیجی اور  
 سامان جنگ درست کر کے کالی کی طرف متوجہ ہوا نصیر جان اس امر سے مطلع ہوا سلطان محمود  
 غلجی کو عریضہ اس مضمون کا بھیجا کہ یہ ملک جو سلطان سعید سلطان ہوشنگ نے کترین کو مرحمت کیا تھا اب  
 سلطان محمود شرتی چاہتا ہو کہ ہر رشتہ چھین کر تصرف ہو اور نصیر کی حمایت سلطان کے ذمہ بہت  
 پر لازم ہو سلطان محمود غلجی جب عریضہ کے مضمون سے واقف ہوا ایک مکتوب محنت اسلوب تحریر  
 کہ کے علی خان کی صحاست سے کہ مستعان درگاہ سے تحائف لائق سلطان محمود شرتی کے پاس  
 ارسال کیا اور اس میں یہ عبارت کہ جس کا ترجمہ اردو یہ ہو درج فرمائی کہ نصیر جان صاحبہ کالی  
 خداوند قمار کے عصب اور اس شریعت و شنگہ کے عوت سے نائب ہو کر اقرار کرتا ہو کہ  
 اب ہرگز قدم حادثہ شریعت سے ماہر نہ کوں گا اور احکام مادی کی تعمیل اور رعادین قائل اور  
 تساہل نہ کروں گا اور جو کہ سلطان سعید سلطان ہوشنگ نے یہ ملک عداقا درالموسوم متقدما  
 کو مرحمت فرمایا تھا اور یہ فرقہ ہادی سلک اطاعت اور فرمانبرداری میں مسلک ہو اس لیے  
 اس احلاص بیاہ اور سلطنت و سنگاہ پر بھی واجب دلازم ہو کہ اس کے حرائم گامشتہ پر قلم نہیں چکے  
 اس کے ملک پر صدمہ نہ ہو چا وین ابھی علیخان جواب مکتوب لکھ کر ہو چکا تھا کہ دوسری عریضہ  
 نصیر خان کی اس مضمون کی نہایت الجاح سے ہو چکی کہ نصیر سلطان سعید سلطان ہوشنگ کے عہد سے  
 حلقہ احلاس کا درگوش اور زمین پوش اطاعت کا مالکے و دست رکھتا ہو اور اب سلطان محمود شرتی  
 کیسہ دیر یہ اور عداوت قدیم کے سبب ولایت کالی پر آن کر اس ولایت پر مصرف ہوا و کلاہوں  
 کی عورات کو اسیر اور حلا ملن کر کے چدیری کی طرف کیا سلطان محمود غلجی نے مامور اس کے کہ  
 سلطان محمود شرتی کو نصیر جان کی گستاخی کے مارہ بین دھندہ دی تھی فی الحال اس کے عہد و اسد  
 سے ناچار ہو کر شہان کی دوسری تاریخ مسئلہ آٹھ سو اڑتالیس ہجری میں امین سے عید بری ہو کر کالی  
 کی طرف عارم ہوا اور نصیر جان جب چدیری میں ملاقات کے واسطے آیا وہاں سے ایرضہ کی طرف  
 متوجہ ہوا اور محمود شرتی یہ خبر سے ہی ملا توقف اس کے مقابلہ کو رواہ ہوا اور سلطان محمود  
 غلجی نے ایک لوح کو شکر خون پور کے محارکہ کو تار و مارا اور دوسری جامعہ کو حکم دیا کہ تم ساتھ

اور تمام خلقت کی زبان پر یہ آیات جاری تھے آیات ورنے آن شہنشاہ صاحبقران بہ جم تاج بخش  
 و مالک ستان و ورنے آن کہ دیگر نیار و زمین و بقدر قرن شاہی بآن داد و دین و اس کی مدت  
 سلطنت چالیس سال اور چند ماہ تھی اور بروایت عجمی محمد قندھاری سنہ ۸۴۰ھ آٹھ سو چالیس ہجری  
 میں فوت ہوا تب ایام سلطنت اس کے اڑتیس سال اور چند ماہ ہون گئے اس کے فضلہ سے  
 سے ایک قاضی شہاب الدین جون پوری تھا کہ اصل یعنی مولد اس کا غزنین ہو اور دولت آباد کن  
 میں نشو و نما پائی سلطان ابراہیم شرقی اس کی تعلیم و توقیر میں بہت کوشش کرتا تھا اور بروز ہاے  
 مقبرہ وہ اس کے دربار میں کرسی نقرہ پر بیٹھتا تھا منقول ہو ایک بار میلانا ایک مرض میں مبتلا ہوئے  
 سلطان ابراہیم اس کی عیادت کے لیے گیا اور بعد احوال پرسی اور انہار مہربانی کے ایک کٹورہ  
 پانی بہرہ کرنے کے مولانا کے سر سے اتار کر خود نوش کر گیا اور یہ دعا کی خداوند احسن بلا اور آفت  
 یمن مولانا گرفتار ہو وہ مجھے نصیب کر اور اسے صحت عاجل اور شفا کے کامل بخش اس سے معلوم  
 کر سکتے ہو کہ اس صاحب تخت و تاج کو علمائے شریعت محمدی کی نسبت کس درجہ عقیدت تھی اور  
 تصانیف مفید مولانا کی شہرت تمام رکھتی ہیں مثل حاشیہ کافیہ کہ مشہور بجا شیعہ ہنسی ہے اور  
 مصلح تن ارشاد بخو کہ موسوم بصلح المثال ہو اور بدیع البیان اور فتاویٰ ابراہیم شاہی اور تفسیر  
 فارسی بحر المواج اور رسالہ مناقب سادات اور رسالہ عقیدہ شہابیہ بھی مولانا قاضی شہاب الدین کی  
 مؤلفات سے ہو اور مولانا بھی اپنے سلطان عصر کی وفات سے ایسے غموم ہوئے کہ اسی سال  
 یعنی سنہ ۸۴۰ھ آٹھ سو چالیس ہجری میں عالم قدس کی طرف تشریف لے گئے والتبار الملک العبود اور  
 بعضے کہتے ہیں کہ سلطان ابراہیم کے بعد دو برس کے طائر روح ان کا مسلیمہ آٹھ سو بیالیس  
 ہجری میں روضہ رضوان کی طرف پرواز کر گیا

## بیان سلطان محمود بن سلطان ابراہیم شرقی کی سلطنت کا

پہر چند زمانہ بے رحم نے سلطان ابراہیم سے بادشاہ کو بد مذہب کیا لیکن پھر مقام ترجمہ میں ہو کر اسکے  
 بڑے بیٹے کو مسند جانداری پر بٹھایا اور وہ از روئے عقل سر انجام امور ملی اور مالی میں مشغول ہوا  
 اور عدل و احسان کی آبیاری سے خلافت کے تناس کے حقائق کو سرسبز اور شاداب کیا اور جو کہ رونق  
 اور رواج مملکت کی عہد پیر میں مشاہدہ کی تھی سپاہ اور رعیت کو مسرور اور محظوظ کر کے راضی اور  
 شاکر فرمایا اور سنہ ۸۴۰ھ آٹھ سو ستیالیس ہجری میں ایچی سخندان شیرین زبان مع تحف و ہدیائے  
 نزاوان سلطان محمود خلجی کی خدمت میں بھیج کر پیغام دیا کہ نصیر خان ولد تاج درخان ناظم کالپی نے شریعت  
 محمدی کی صراط مستقیم سے قدم باہر رکھ کر مژدوں کی روش اختیار کی ہے اور قصبہ شاہ پور کو جو  
 کالپی سے آباد زیادہ تھا وہاں کے مسلمانوں کو جلا وطن کر کے ویران کیا اور غورائے مسلمہ کو  
 کافروں کے حوالہ کر کے خدا و رسول سے نہیں ڈرتا ہے اور جو سلطان سعید ہوشنگ شاہ کے



کو جنگ میں اسیر کر کے لاوا کہ سمجھ گیا۔ اس مجموعہ شاہ کی ملک کو اتنا بڑا اور ایک روایت میں یہ ہرگز  
 مغل شاہ جون پور لینے کا واسیہ رکھتا ہے سلطان ابراہیم شہر ترقی یہ جہت سے ہی فتح عریض کر کے جسور  
 کی سمت روانہ ہوا اور محمود شاہ نے دہلی سے آکر کتر مسلل کو برآوردہ کیا۔ رتا تار حاکم بھائی کر  
 ابراہیم شاہ شہر ترقی کے پاس آیا اور شاہ شہر ترقی جیل و حتم کی آراشکی اور فراہی میں مصروف  
 ہوا اور ۱۶۱۶ء آٹھ سو سالہ پوری میں دوبارہ رنجیر دہلی اپنے دارالملك سے روانہ ہوا اور بعد  
 سریل حاکم راد سے پلٹ کر دارالعلم حوں پور کی طرف مراجعت فرمائی اور علما اور مشائخ کی محبت  
 اور تعمیر ولایت اور تکتیر رراجت میں مشغول ہو کر برسوں کسی طرف عریض لغزائی اور آدمی اطراف والگان  
 ہندوستان کے آشوب و فساد سے حوں پور کی سمت متوجہ ہوئے اور ہر ایک خلی قدر مراتب و مراور  
 حالت سرور وار ہوئے اور عادم اور مشائخ اور علما اور عادات اور سیر مشیدون کا اس قدر جامع ہوا  
 کہ حوں پور کو حلقہ دہلی تانی کتھی اتھی اور اس ملک کے صیر و کیر شاہ شہر ترقی کی دات مارکات کو حملہ  
 معتمات سے تار کر کے حیات مستعار عیش و عشرت میں بسر کرنے لگے شاہ سے گدائیک تمام  
 حوت و قوت تھے راج و ملال اس ملک سے سر کر گیا تھا اور ۱۶۱۶ء آٹھ سو اکتیس پوری میں محمودان  
 حاکم بیوات سلطان ابراہیم کی خدمت میں حاضر ہوا اور فتح میاہ کی رعیف و تحریص دے کر اپنے  
 ہمارا لے گیا اس بعد سارک شاہ ماد شاہ دہلی معرم مالت روانہ ہوا اور سیاہ کے اطراف میں طرین  
 کی اولج آہوئی اور عمار کوں بر حدق کھو کر حکم اور توی ہوئے اور مایس رور مردم طرین بطور  
 ظاہر برآمد ہو کر جنگ کرتے تھے اور جنگ سلطان کی کوئی حاکم نہ کر ماسحا آخر کو سلطان ابراہیم  
 شہر ترقی نے حقیق سے برآمد ہو کر صوف جنگ آراستہ کی اور سارک شاہ بھی ماچار ہو کر سدان دعا  
 کی طرف روانہ ہوا اور صبح سے تا شام جنگ کر کے برابری کے ساتھ عدا ہو کر اپنے دائرہ کطرف  
 متوجہ ہوئے دوسرے دن گرگ آتھی بے صلح ظاہری کر کے اسی ایسی دارالسلطنت کی سمت  
 مراجعت کی اور ۱۶۱۶ء آٹھ سو سیتیس پوری میں سلطان ابراہیم شہر ترقی رہایت شوکت اور عولت  
 سے کاپلی کی سمجھ کو سوار ہوا اور اٹھارہ ماہ میں ضروری کی سلطان جو شک عری بھی کاپلی کی عریض  
 رکھتا ہے اور جب دونوں دواڑوں ایک دوسرے کے قریب ہوئے اور آج کل جنگ شروع ہوئے  
 والی تھی کہ محصر لائے کہ بادشاہ سارک شاہ بن صر حان دہلی سے لشکر دراہم لاکر حوں پور کی سمجھ پر  
 عادم و عادم سلطان ابراہیم شہر ترقی عان احیار راجت سے دے کر حویور کی سمت راہی ہوا اور  
 سلطان جو شک غوری نے لے لے راج کاپلی کو کہ اس عدا قدر الو سوم تھا ور شاہ مارم سارک شاہ  
 کے لغز میں تھی برآوردہ کی اور ۱۶۱۶ء آٹھ سو چالیس پوری میں ساہ ابراہیم شہر ترقی کا مراجع شریف  
 ہو کر لغز رماہ کی مدد سے طریق اعتدال سے جنوب ہوا اور راج باک اس شاہ عالم راہ کی سمت  
 برین کی طرف حرا ہا ہونی اور بعد اس واقعہ حانہور کے حویور کے ناشدون نے سوگوار ہو کر عادیہ قائم  
 یسا اور شہر کے مرد و زن لے آئے اس کے حصار کے ہمراہ حاکم کو حود و ذرا ری سے بھگتا کہ حصر برآ گیا

میں فراہم ہوئے اُن کے سبب سے اس کا دربار سلطان ایران کی طرح رنگین ہوا۔ <sup>۱۰۰</sup> جہاں آفرین تاجان آفریدہ چو اور مرزا نے پیادہ پیدہ اور اس کی اتباع سے سلطنت میں اقبال خان سلطان محمود دہلوی کو اٹھا کر بقصد تسخیر جون پورت قنوج میں آیا اور سلطان ابراہیم شرقی مع لشکر مستعد رزم و بیکار آب گنگ کے ساحل تک اُس کے مقابلہ اور محاربہ کو روانہ ہوا چند روز ایک دوسرے کے مقابل فرود کش رہے اور جہاں اقبال خان ہات ملکی اور مالی سلطان محمود کی مرضی کے موافق ہرج و مرج نہ کرتا تھا سلطان محمود شکار کے بہانہ اپنے اردو سے برآمد ہو کر اس خیال سے کہ شاہ ابراہیم شرقی حق نمک اور صاحبی کو مد نظر رکھ کر اقبال خان کو دفع کر کے مجھے تخت شاہی پر بٹھا دیکھا یا ملک اور اعانت میری کرے گا بے اظہار دعا بادشاہ ابراہیم شرقی کے پاس گیا لیکن جو سلطان ابراہیم شرقی نے لذت شاہی حاصل کی تھی اور بادشاہت نے اُس کی ابھی ہتھکام پیرا نہ کیا تھا سلطان محمود کا کوئی مدعا حاصل نہوا بلکہ تعظیم و تکریم اور پریش و دلجوئی میں بھی اُس نے اُس قدر تساہل اور تامل کیا کہ سلطان محمود آنے سے شرمندہ اور نادام ہو کر یکایک قنوج کی طرف روانہ ہوا اور حاکم قنوج کو جو ابراہیم شاہ شرقی کی طرف سے مامور تھا جس کو امیر زادہ ہردی کہتے تھے بچہ و قہر اُسے بھا لکرا اُس بلکہ پر متصرف ہوا سلطان ابراہیم شاہ شرقی اور اقبال خان نے جب دیکھا کہ محمود شاہ نے اس ملک پر قناعت کی ہے اس لیے قنوج اُسے ارزانی رکھ کر ہر ایک اپنی دار الحکومت کی سمت راہی ہوئے اور بعض تواریخ میں یوں مسطور ہے کہ سلطان محمود جب مبارک شاہ شرقی کے پاس گیا اسی عرصہ میں مبارک شاہ شرقی نے اس دارنامہ دار سے رحلت کی اور شاہ ابراہیم شرقی تخت پر تکیں ہوا اللہ اعلم بالصواب اور ششم آٹھ سو اٹھ سبھی میں جیسا کہ بادشاہان دہلی کے ضمن واقعات میں تحریر ہوا ہے اقبال خان مارا گیا اور سلطان محمود دہلی کی طرف گیا شاہ ابراہیم شاہ شرقی نے صلاح و نعمت دیکھ کر ششم آٹھ سو سبھی میں قنوج کی تسخیر کی نزمیت کی اور سلطان محمود مع لشکر دہلی شاہ ابراہیم کے مقابلہ کو روانہ ہوا اور قنوج طوفین نے بدستور سابق ساحل گنگ پر ایک دوسرے کے مقابل نزول کیا اور بعد چند روز کے بے مجادلہ اور محاربہ ایک نے جون پور کی طرف اور دوسرے نے دہلی کی سمت مراجعت کی اور جب سلطان محمود شاہ دہلی میں پہونچا امر کو نصحت جاگیر دی اور شاہ ابراہیم شرقی نے پھر اُن کو قنوج کو گھیرا اور بعد چار مہینے کے جب دہلی سے ملک نہ پہونچی ملک محمود ترمینی حاکم قنوج نے ناچار ہو کر امان لے کر قلعہ کو شاہ ابراہیم شاہ کے سپرد کیا اور شاہ وہاں موسم برسات بسر کر کے ماہ جمادی الاول ۸۱۰ھ کو دہلی میں پہونچے دہلی متوجہ ہوا اور اس سبب سے کہ شاہ عاتل اور عالی ہمت اور سخی تھا دہلی کے بہت امرائے کبار مثل تاتار خان ولد سازنگ خان اور ملا خان غلام اقبال خان وغیرہ اُسے شریک ہوئے اور سلطان ابراہیم شرقی قوی پشت ہو کر شہر سنبل کی طرف روانہ ہوا اور اسد خان بودھی شہر سنبل کو چھوڑ کر بھاگا پھر شاہ ابراہیم شرقی شہر سنبل تاتار خان کے سپرد کر کے آگے بڑھا جب دریا سے تہن کے کنارہ پہونچ کر چاہا کہ عبور کرے ناگاہ مخبر خبر لائے کہ مظفر شاہ گجراتی نے سلطان ہونٹ

کے پاس ارسال کرے گئے اور جب اس کے اقبال نے عروج کیا ملک نے دستِ مہمی اور  
حصولت پر کمر باندھی یعنی ستمبر ۱۸۵۲ء کو دو ہجری میں اس کو تخت پر سے تختہ مالوت پر بھیجا مدت اس کی  
سلطنت کی چھ سال اور چھ ماہ تھی

## بیان سلطان مبارک شاہ شرقی کی سلطنت کا

سلطان الشرقی حواہ ماں نے چھ سال سلطنت کی اور اس کا ارادہ یہ تھا کہ خطہ اور سکھ اپنے نام  
کر کے بطریق شالمان پورنی جڑ سر پر بلند کرے لیکن اہل نے اسے ایمان نہ دی یہ حسرت اپنے دل  
میں لے گیا اس کا مورخ قسیمی جس کا نام قریل تھا حملے اس کے تحت نشین ہوا اور جو یورو و غیرہ  
کو اپنے قبضہ اقتدار میں لایا اور دہلی کی سلطنت میں اسی زمانہ میں ایک بار کی بہات محل وقوع ہوا تو اسے  
وضیح شریع کو موافق کیے اس کا خطاب مبارک شاہ رگھو تخت سلطنت پر عیسیٰ کیا اور اقبالان کہ دیکھ ملحق بہتان  
سلطان محمود حاکم دہلی کا تھا مبارک شاہ کا طلعہ اور عوی شاہی سکریٹس میں آیا چنانچہ ستمبر ۱۸۵۲ء کو  
تیس ہجری میں اس کے درانصہ کے واسطے چڑھائی کی اور جب قنوج میں آیا شاہ مبارک شاہ بھی  
مع جمعیت عظیم انھیں اور بھل اور تاجیک اور راجپوت اس کے مقابلہ کو روانہ ہوا اور آگ گنگ  
کے دونوں طرف واقعین کی اوج مروکش ہوئیں اور جمہ اور غرگاہ رنگ رنگ کے عکس سے اسے  
دیار رتوس قرع کا عالم نمایان ہوا اور جو کہ دریا در میان میں حائل تھا دو حصے کامل دونوں لشکر  
را رے مقیم رہے کسی نے قدم جرات کا آگے نہ بڑھایا آج کو دوڑوں عظیم نہ تنگ آئے اور ہر  
ایک ملا ملک اپنی دار السلطنت کی طرف روانہ ہوئے اور حکم شاہ مبارک شاہ شرقی جون پور  
ہو چکا محروں نے حیر ہو جائی کہ سلطان محمود مالوہ سے پلٹ کر دہلی میں آیا اور اقبال حال اسے  
اُس کا کہ چہرہ قصد تیسر جون پور کی طرف متوجہ ہوا یہ شاہ مبارک شاہ شرقی سالانہ جنگ میں مصروف  
تھا کہ یکایک سب سے قوی دشمن چلے آئے چڑھائی کر کے ستمبر ۱۸۵۲ء کو چار ہجری میں اس کے  
ملک وجود کو مرہم کیا مدت اس کی سلطنت کی ایک سال اور چھ ماہ تھی

## ادکر شاہ ابراہیم شرقی کی سلطنت کا

حب حلق انش و جان کے حکم سے شاہ مبارک شاہ عالم مانی کی طرف سفری ہوا اس کا چھ ماہ مانی  
خطاب ابراہیم شاہ شرقی پا کرتخت مراروانی یہ جلوہ گر ہوا یہ باو شاہ عقل و دانش و تدبیر نے تصف  
تھا اس کے زمانہ میں مالک ہندوستان کے فاضل اور ایران و توتان کے کامل حورمانس کے آشیہ  
سے حیران و پریشان ہو کر جون پور میں آئے تھے اس کے امن و امان کے مہدین ہاون بھلا کر سنے  
اور اس کے خیال احسان کے ناموہ سے سیر ہو کر کئی کتابیں اور رسالے سام مانی اس کے عیسا کہ  
تحریر ہو کا تصدیق کیے امرا اور فضلا اور صاحب عقل و کیا ست اور شجاعت و شہامت اسکے دو تہم

آٹھ سو تین ہجری میں مع لشکر عظیم اُس مقام میں کہ مابین گڑھی اور طابڑہ کے ہرخان جہان ترکمان کے مقابل ہوا اور بعد جنگ عظیم دستگیر ہو کر معرکہ میں قتل ہوا اور اس کا بیٹا جنید خان زخمی ہو کر اگرچہ معرکہ سے نکل گیا لیکن اس کے عہدہ سے دو تین دن کے بعد مر گیا اور مالک بنگالہ اور اوڈیسہ مع شہر کلٹک و بنارس تمام خان جہان کی کوشش سے دیوان اکبری میں داخل ہوا اور دولت شاہان پوری کی ختم ہوئی اور امرائے افغان مثل حسین اور کالا پہاڑ وغیرہ کہ مقام دشوار گزار میں داخل ہوئے تھے کچھ عرصہ کے بعد لشکر مغل کے غلبہ سے مغلوب ہو کر بعض مالک بنگالہ اور جنگلون میں پوشیدہ ہوئے اور جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے بعد وفات عثمان نام افغان نے اس جماعت سے خروج کر کے قریب بیس ہزار افغان کے فراہم کیے اور خطبہ اُس نواح کا اپنے نام پر حکم بعض ولایت نور الدین محمد جہانگیر بادشاہ پر مزاحمت پیدا کی پھر اسلام خان ولد شیخ بدر الدین فتح پوری حاکم بنگالہ اُس کی دفع کے واسطے مامور ہوا چنانچہ اس تاریخ تک کہ سالہ ایک ہزار اٹھارہ ہجری تھی اس سے معاملہ مفروض نہیں ہوا۔

### ذکر بادشاہان شرفی کی حکومت کا

جیسا کہ پیشتر مذکور ہو کہ جن لوگوں نے جون پور اور تربہت میں حکومت کی ہر انھیں مورخین دانش گزین بادشاہان شرفی کہتے ہیں

### بیان سلطان الشرق خواجہ جہان کی حکومت کا

تاریخ مبارک شاہی سے واضح اور مستفاد ہوتا ہے کہ فیروز شاہ کے چھوٹے شاہزادہ محمد شاہ نے ملک سرور خواجہ سرور کو منصب وزارت دے کر خطاب خان جہان سر فراز فرمایا اور جب بادشاہ ناصر الدین محمود شاہ بنیرہ فیروز شاہ تخت سلطنت پر تھیں ہوا تو ملک سرور مخاطب خواجہ جہان کو ماہ جمادی الاول ۸۷۷ھ سے سات سو چھتر ہجری میں ملک الشرق خطاب دے کر ولایت جون پور اور بہار اور تربہت اس کے تفویض فرمائی اور اس نے اس ممالک کا انتظام بخوبی تمام کر کے اُس حدود کے راجاؤں اور زمینداروں کو مطیع کیا اور جو قلعجات کہ کفار نے مسلمانوں کے تصرف سے برآوردہ کر کے خراب اور ویران کیے تھے اُن پر قبضہ کر کے از سر نو تعمیر کیے اور مردمان جزا اور آزمودہ کار کے سپرد کیے ملک کو آباد کیا اور جب بادشاہ ناصر الدین محمود کی شوکت نہ رہی اپنا خطاب ملک الشرق رکھ کر پرگنہ کولی اور اٹاواہ اور بہرائچ اور کنہیلہ کے ستمردوں کو گوشمال دے کر دہلی کی جانب پرگنہ کول اور رابری تک اور دوسری طرف بہار اور تربہت تک سرکشوں کا نشان باقی نہ رکھا اور جس طور سے بادشاہان پوری یعنی حاکمان لکھنوی اور بنگالہ ساتھ باو شاہ ناصر الدین محمود کے طریق اور اخلاص جاری رکھ کر باقی اور تحفیات بھیجتے تھے اب اُس

## ذکر داؤد خان افغان بن سلیمان افغان کی حکومت کا

یہ بعد وفات بھائی کے ولایت نکلا۔ اپنے تصرف میں لایا پھر امر اکا فساد و مع کر کے حلیہ اور سکہ اس  
 مملکت کا اپنے نام پڑھا اور شراب کے نشہ میں اور مصاحباں اور بائیں کی صحت میں سرحد سلطنت اکثر شاہ  
 کے اطراف میں ملامت ہو چکی تھی مع ماں الحاطبہ۔ حال حاتلین حاکم حلیہ پور اکرم بادشاہ کے حکم  
 کے موافق داؤد خان پٹھان کی تسلیہ کو متوجہ ہوا اور باسی روٹھی کے پیٹیر امرائے محل کو نامزد کیا  
 داؤد خان نے لودھی خان کو ان کے مقابلہ کے واسطے رخصت فرمایا اور طریقین لے ایک دم  
 کے مقابل آں کر داؤد مروی اور مروانی دی آخر الامرد و لون لشکر صلح کر کے اپنے مقام کی طرف  
 رواں ہوئے اور پھر اکرم شاہ نے دوبارہ اس کی تسبیح کے مارہ میں مران خان حاتل کے نام صا  
 فرمایا اس وقت میں جو در میان داؤد خان اور لودھی خان کے کہ پٹھاؤں کے امرائے کبار سے  
 تھا راع واقع ہوئی تھی اس نے خان حاتل سے الواب ملائمت معصوم کر کے بادشاہ سے طریق  
 اطاعت پیش ہوا کیا داؤد خان یہ حسر سکرمصطرب ہوا اور لودھی خان کو مکتوب عفر آسیر لکھے اور  
 دوبارہ ساتھ اپنے متفق اور موافق کر کے اپنے ہمراہ لے گیا اور سر علاف حمد و مردت کے  
 لودھی خان کو کہ صفت شجاعت اور تدبیر میں موصوف تھا قتل کیا اور آب سوں میں اکرم بادشاہ  
 کے لشکر کا راستہ روکا اور اس مقام میں کہ آب سوں دریا کے کنارے ملحق ہوا ہر جنگ واقع  
 ہوئی پٹھان معرور ہوئے جد کشتی ان کی سپاہ محل کے ہاتھوں اور مع ماں الحاطبہ۔ حال حاتل  
 دریا سے عبور کر کے تسبیح کے لیے متوجہ ہوا اور اس قلعہ کو جس میں داؤد خان قلعہ سد ہوا تھا محاصرہ  
 کر کے تور حرب گرم کیا اس درمیان میں اکرم بادشاہ بھی اس مقام میں داخل ہوا داؤد خان الحاتل  
 کی طرف بھاگا اور قلعہ بٹہ اور حاجی پور معصوم ہوا اور چار سو ہاتھی داؤد خان کے ہاواران محل کے  
 ہاتھ آئے مع ماں الحاطبہ کی سمیت متوجہ ہوا اور حبس کر دی میں پہنچا داؤد خان بیاب ہو کر اوڈیسیہ  
 کی طرف بھاگا اور بعض امرائے اکرمی نے جو اوڈیسیہ کی طرف بھاگے تھے داؤد خان کے بیٹے  
 حمید خان سے شکست پائی مع ماں اس امر سے واقف ہو کر اوڈیسیہ کی سمت گیا اور داؤد خان  
 افغان مقابلہ کو آیا جب اوج طریق کا سامنا ہوا دونوں لشکر معصوم حرب آراستہ کر کے جنگ میں  
 مستول ہوئے اور بعد جنگ عظیم پٹھان شکست کھا کر بھاگے داؤد خان اہماں نے اس قلعہ میں کہ  
 دریا کے کنارے تھا پناہ لی لیکن جو چارہ نہ دکھتا تھا اہل و عیال کو قلعہ میں چھوڑ کر قلعہ جنگ  
 ماہر آتا آخر اس نے مع ماں سے صلح کر کے ملاقات کی مع ماں ولایت اوڈیسیہ اور کلک اور ساری  
 اس کے تعویض کر کے باقی مملکت پر تصرف ہوا اور مع ماں سرے آخرت کی طرف حاتل ہوا  
 جلال الدین محمد اکرم بادشاہ نے حال ہماں تریماں کو جنگ لاکہ کی حکومت پر سرفراز کیا اور داؤد خان افغان  
 مع ماں کے مرنے کے بعد ملا دھکا کو امرائے اکرمی کے ہاتھ سے برآوردہ کر چکا تھا سلسلہ

اور اُس عرصہ میں نصیب شاہ باوجود دعویٰ سیاوت و ترکیب فسق و ظلم ہوا شرح اس کی موجب کدورت و خوار ناظرین و سامعین سمجھ کر قلم انداز ہوئی بلکہ شیر ابھی بھی ماند باد پتہ تو بہ بنیر چہ میانی بگوئے الغرض مسئلہ نسو پنیٹا لیس ہجری میں اس کی عمر اختتام کو پہنچی لیکن معلوم ہوا کہ وہ اجل طبعی سے مرایا کسی نے اس پر حد نہ پہنچایا بلکہ از چرخ نصیب این جہانیش نماند بہ سرمایہ عمر و زندگانی نماند بہ ہر تقدیر نصیب شاہ کے بعد شاہ سلطان محمود بنگالی کہ اس کے امرا سے تھا اُس مملکت پر قابض ہوا اور شیر شاہ افغان سورنے کے آخر میں دہلی کا بادشاہ ہوا تھا اُسی عرصہ میں بنگالہ پر فوج کشی کر کے اسے زخمی کر کے معرکہ سے بھگا یا سلطان محمود بھاگ کر ہالیوں بادشاہ کے پاس پناہ لے گیا اور ہالیوں شاہ نے ۹۶۵ھ نسو پنیٹہ ہجری میں مملکت بنگالہ کو شیر شاہ کے تصرف سے برآوردہ کر کے بلدہ کو رہن خطبہ اپنے نام پڑھا اور اس شہر کا جنت آباد نام رکھا لیکن کچھ دوام اور ثبات پیدا نہ ہوا وہ مملکت پھر شیر شاہ کے قبضہ میں آئی اور محمد خان افغان کہ سلیم شاہ کے امرا سے تھا اس کی طرف سے اُس ملک کا حاکم ہوا اور جب محمد خان قضاے الہی سے مرگیا اس کا فرزند نشان مخالفت بلند کر کے اور اپنے تئیں خطاب سلطان بہادر و دیکر صاحب سکہ ہوا

### تذکرہ سلیم خان الخاطب بہ سلطان بہادر شاہ کی

چند روز اس نے بھی نشان حکومت بلند کیا لیکن وہ مملکت اُس کے قبضہ میں بھی نہ رہی آخر کو سلیمان کرانی پٹھان کہ وہ بھی سلیم شاہ کے امرا کے کبار سے تھا بنگالہ کی حکومت پر مسلط ہوا

### ذکر سلیمان کرانی افغان کی حکومت کا

سلیم شاہ کے بعد از فوت یہ بنگالہ اور بہار کا حاکم مستقل ہوا ولایت اوڈیسہ کو بھی اپنے تصرف میں لایا ہر چند خطبہ اپنے نام نہ پڑھتا تھا مگر آپ کو حضرت اعلیٰ کہلاتا تھا اور بحسب طاہر جلال الدین محمد اکبر بادشاہ سے ملائمت کرتے کبھی کبھی تحفہ دے دیا بھیجتا تھا غرض کہ پچیس سال بنگالہ کی حکومت کر کے قضاے الہی سے فوت ہوا

### ذکر بایزید افغان بن سلیمان کرانی کی حکومت کا

بعد اپنے باپ کی وفات کے یہ مسند حکومت پر جلوہ گرہ ہوا اور ایک ماہ حکومت کر کے اپنے چچیرے بھائی کے ہاتھ سے جس کا نام ہانسو تھا دیوانخانہ میں قتل ہوا اور وہ بھی اُسی مقام میں مارا گیا پھر بایزید کا چھوٹا بھائی داؤد خان قائم مقام ہوا

و جو اس میں مشہور ہو گئے تھے خون پر و غیرہ کے نہیں ان کے رہنے کے روادار رہے اس واسطے اکثر دکن اور گجرات کی طرف متفرق ہوئے اور سلطان علاء الدین نے محل باور پٹانہ کی دستگیری کر کے عامل و پانٹ دار اور کانڈے کار گزار حاجا مقرر فرمائے ملک کا انتظام بخوبی تمام ہوا اور تر لرل و انقلاب کو سلاطین ماجیہ کے عہد میں ہم بیو پکا تھا طرف ہوا ملک کے باغی اور سرتانوں نے اس کے خط و پیاں پر سر رکھا اور اطراف کے راجہ مطیع ہوئے بعیت چون دوست و ملت در آمدہ فرما و در کمان بر آمدہ القعد آبادی سنگا میں رہایت کنش اور اہتمام سدول رکھا اور مجدد باصق قدوۃ الشیخ شیخ پور طلب عالم قدس سرہ کو حرج لنگر کے واسطے واکداشت ار بر معاف فرمائے اور سلطان علاء الدین ہر سال ایسے پائے تحت اگدا الہ سے ایک مرتبہ حضرت شیخ کے مزار فائض الاوار کی زیارت کو قصہ مدہ میں آتا تھا اور احلاق پسندیدہ اور پور عقل و کار وانی کی رکت سے سالانہ و رار تک امراد شاہی میں مشغول رہا آخرت ۹۲۵ھ میں سوسنائیں پوری میں قلعے آئی سے ملک لقا کی طرف کوچ کما دت پہلی سلطنت کی ستائیں سال بھی البقاء للملک المہود

### ذکر نصیب شاہ بن سلطان علاء الدین کی شاہی کا

جب سلطان علاء الدین رحمت حق حاصل ہوا ایمان ملک نے اس کے اٹھارہ ورور نصیب شاہ کو کہ اولاد اکثر تھا تخت پر بٹھایا اور اس نے وہ کام کئے کہ جو ملاتی کے بندہ ہوئے لیکن اسے سحایوں کو قید و عس سے محفوظ رکھا اور ہر ایک کو جو کچھ پاپے عسایت فرمایا تھا اس سے دوا اور رحمت فرمایا اور جب مردوس مکانی طہیر الدین محمد بایوں ماو شاہ ابراہیم شاہ لودھی سے سکدر شاہ لودھی کو قتل کر کے سواد ہندستان پر تسلط ہوا اکثر امراے اعداں بھاگ کر نصیب شاہ کے پاس اتھا لائے اور آخر کو سلطان محمد بھائی ما شاہ ابراہیم شاہ لودھی کا بنگالہ میں داخل ہوا ہر ایک سے قدر مراتب و رگنات لائے اور قصات شائے پر مصوب ہوئے اور سلطان ابراہیم لودھی کی بیٹی کہ اس ملک میں ارد ہوئی تھی نصیب شاہ کے عقد نکاح میں مستعد ہوئی اور ۹۳۵ھ میں پیتیس پتھری میں جب مار شاہ نے خون پور کے اطراف میں آن کر اس ملک کو سر کیا جا ہا کہ سنگا کو بھی ایسے قصہ میں لاوے نصیب شاہ نے شکر ہو کر بھگ و دایا بہت المیوں کے ہاتھ کھنکر عسایت و عرواری کی مار شاہ مصلحت دت دیکھ کر صلح کر کے اپنے دارالملک کی طرف پلٹ گیا اور جب مار شاہ سے تحت دہلی عالی ہوا اور بایوں ماو شاہ تمام مقام ہوا یہ جہر شہر ہوئی کہ شاہ دہلی دینا تعمیر بنگالہ اس واسطے نصیب شاہ نے ۹۳۵ھ میں سوسنائیں پوری میں انبار احلاص اور خصوصیات محنت کے واسطے تھوڑے عیس ملک مرعاں جو اہر سرائے ہمداد سلطان ہمداد گجراتی کے پاس بھاگ اور ملک مرعاں نے قلعہ مندو میں سلطان ہمداد کی ملا ریت کی اور عسایت حاصل سے سرفراز ہوا

تہ تیغ ہوا اور حاجی محمد قندھاری کی روایت سے واضح ہوتا ہے کہ ان دہلیوں میں اول سے آخر تک یعنی تمام معرکوں میں ایک لاکھ بیس ہزار مسلمان اور ہندو سے عالم فانی کی طرف راہی ہوئے اور سید شریف کی تخت شاہی پر قدم رکھ کر نشان جہان بینی کا بلند کیا لیکن نظام الدین کی تاریخ میں اس طرح مرقوم ہے کہ جب مظفر شاہ کی حرکات اور سکناات سے لوگ متنفر اور ناراض ہوئے سید شریف کی اس امر کو سمجھ کر جو کی خانہ کے دوسرے دار کو اپنا پارہ موافق کر کے ایک شب مع تیر ہزار با یک حرم سرا میں در آیا اور شاہ مظفر کو قتل کر کے صبح کو تخت پر بیٹھا اور اپنا نام سلطان علاء الدین رکھا اور ملکی اور مالی میں مشغول ہوا اور مظفر شاہ کی مدت سلطنت تین برس اور پانچ مہینے تھی

### ذکر شریف علی المشہور سلطان علاء الدین کی سلطنت کا

جو سید شریف علی مظفر شاہ کی سین حیات اور اپنے ایام وزارت میں چاہتا تھا کہ اپنی نیک نفسی اور خوش کرداری ظاہر کرے خدائی کو سنا تا تھا کہ مظفر شاہ خمس برس جو اور بادشاہی کی لیاقت نہیں رکھتا ہر چند میں نے سپاہ اور امرا کے بارہ میں نصیحت کی کچھ فائدہ نہ بخشا زرجع کرنے میں مشغول ہوا اس قرب سے انھیں اپنا مرہبان اور متفق کیا الغرض جب مظفر شاہ قتل ہوا امرا کے کبار سے شاہ کے بارہ میں مشورہ کیا سب وضع و شریف سید شریف کی سلطنت پر راغب ہوئے اور سب نے متفق ہو کر اس سے یہ بات کہی کہ اگر ہم تجھے شاہ بنادیں تو ہم سے کیا سلوک کریگا کہا تھا را مدعاے دلی فوراً بر لاؤں گا جو شہر سب کی روئے زمین پر ہوگی تمہارے واسطے معاف اور مرفوع القلم کروں گا اور جو اشیا کہ زیر زمین ہیں میں اُس بر متصرف ہوں گا الغرض خاص و عام بہ طبع مال راضی ہوئے اور اُسے تخت سلطنت پر بٹھا کر شہر کو رکھ کر جو آبادی میں شہر مصر سے بہتر تھا اس کی تارا جی میں مضرت ہوئے اور سید شریف کی با سانی تمام چتر اپنے سر پر بلند کر کے خطبہ اپنے نام پڑھ کر شاہ مستقل ہوا بعینہ دولت آن ست کہ بیخون دل آید بہ کنارہ ورنہ با سعی عمل باغ جنان انہیہ نیست اور بعد چند روز کے تارا جی کی مانعیت کی جب وہ ممنوع نہ ہوئے بارہ ہزار لیٹرون کو قتل کیا آخر کو اُس عمل سے باز آئے پھر جس اور تلاش کر کے بہت مال اپنے نصرت میں لایا انرا بجلہ ایک ہزار اور زمین کشتی طلبائی تھی کس واسطے کہ رسم بنگالہ اور لکھنوتی کی یہ تھی کہ جو شخص مال دینیوی سے متمول ہوتا تھا سونے کی کشتی بنا کر اس میں کھانا کھاتا تھا اور جشن اور شادی کے دن جو شخص سونے کی کشتی زیادہ تر دربار سلطانی میں حاضر کرتا تھا وہی سردار و نین شمار ہوتا تھا اور اب تک بنگالہ کے زمیندار و نین یہ رسم مروج ہے اور شاہ علاء الدین جو مرد عاقل اور دانا تھا امراے اصل یعنی خاندانی امیرون پر رعایت کر کے شل اپنے بندگان خاص کے مراتب ارجمند اور مناصب بلند پر فائز کیا اور اپنی جان کی محافظت کے واسطے چو کی خانہ کی سپاہ بیکظم بر طرف کی اور حبشیوں کو اپنے قلمرو سے نکال دیا اور یہ لوگ چونکہ صاحب کشتی کی شرارت سے ہندوستان کے اطراف



اور اُس نے تیس برس ہایت استقلال اور عدالت سے سلطنت کی اور سن ۸۹۹ء میں سوسائے ہجری  
میں اُس کا چراغ آہستی سے صرصرنا سے خاموش ہوا

## ذکر محمود شاہ بن فیروز شاہ کی شاہی اور اُس کے انجام حال کا

حبیبیہ ورتشاہ فوت ہوا اور اوروں نے اُس کے ورید سلطان محمود شاہ کو سریر سلطانی پر عہدہ کر  
کھا اور عیش خان نام عمامہ حشیشی امور ملکی و مالی کا معظم و متکفل ہوا اور رام اختیارات سلطنت  
اپنے قبضہ اقتدار میں لا کر محمود شاہ کو برائے نام بادشاہ سایا اور دوسرے حشیشی کو جس کا نام سدی بن  
دیو لواء تھا اُس نے عیش خان کے اصابع و اطوار مانسیدہ سے نہ تنگ آن کر اُسے بیج  
سیاست سے ہلاک کیا اور غور ہما ت دولت کو انجام دیے لگا اور بعد چند روز کے جو کی حارہ  
کے سردار کو موافق کر کے سلطان محمود شاہ کو بھی پروردہ تہ میں شہید کیا اور صبح کو تخت پر بیٹھن ہوا اور  
اُن امر کی تجویز سے جو اُس کے شریک تھا بنام مظفر شاہ رکھڑاں ہلاک کا حکم ہوا سلطان محمود  
کی مدت سلطنت ایک سال تھی اور حاجی محمود قد حاری نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ سلطان محمود  
شاہ فتح شاہ کا بیٹا تھا اور عیش خان شاہ مارہک کا عمامہ شاہ فیروز شاہ کے حکم کے موافق اُس کی  
پرورتن کرتا تھا اور شاہ فیروز شاہ کے بعد وفات سلطان محمود کو تخت پر بٹھا صاحب چھریں کار مار  
کر راحش خان کو بادشاہی کی ہوس ہوئی اور سیدی دردیو لواء عیش خان کو قتل کر کے نصیب  
مستوفی الدکر شاہ ہوا

## ذکر سیدی بدحشی المتخاطب بمظفر شاہ کی سلطنت کا

صبح ہو کر مظفر شاہ حشیشی مہاک اور سماک تھا علما اور فضلا اور صلحا اور شرفاء ملک کو جو اُس کی شاہی  
سے راضی نہ تھے انہیں قتل کیا اور جن راجاؤں نے کہ شاہان ملک کی حکومت پر کم مائدہ تھی  
انہیں بھی روح کشی کر کے ہلاک کیا اور سید تریب کی کو مصعب و رارت پر سردار کر کے ملک مال  
کا اختیار پایا اور اُس کی ہدایت سے سوار اور پیادہ کی توجہ کم کر کے حراہ کی ریادتی اور مراہی  
میں مصروف ہوا اور ایک عالم کو اسی نے اعتدالی سے متعز کیا آخر کو یہ فوت ہوئی کہ اکثر امرا  
کمار نے اُس سے انحراف کر کے حروج کیا سلطان مظفر شاہ مع یایچ ہرار حشیشی اور تین ہزار بچاں  
اور جنگالی نقصن ہوا نقولے چاروں نقولے چاہا ہوا لوح و رولی اور سیرولی میں جنگ و تاح رہی  
ہر روز ایک جماعت کیتر قتل ہوتی تھی اور جس شخص کو گرفتار کر کے سلطان مظفر کے روہر دلائے  
تھے کمال قہر و مصعب سے متمیز چھپ کر ایسے باتھ سے ہلاک کرنا تھا چنانچہ عدو اُس کے معبودوں  
کے چار ہزار کو پوچھے آخر کو ایک روز شاہ مظفر شاہ مع جمعیۃ شہر سے برآمد ہو کر تریب کی سے  
سم مصافحہ ہوا طریقہ میں سے میں ہزار آدمی مارے گئے مظفر شاہ مع اکثر امرا و مقرباں و فیرہ سے

ور دولت پر حاضر تھا اس نے پوچھا کہ تم نے کیا کیا بولے ہم نے نمک حرام کا کام تمام کیا تو اچھی حبشی  
یہ حال سنکر بار بک شاہ کی خواجگاہ میں گیا اور چراغ روشن کرنے لگا ابھی چراغ روشن ہوا تھا کہ بار بک  
خون ملک اندیل سے خزانہ کی طرف بھاگا تو اچھی حبشی جب اس مخزن کی طرف متوجہ ہوا بار بک شاہ  
نے پھر آپ کو خواب مرگ میں ڈالا اور اس نے فراد بلند کی کہ غداروں نے ہمارے صاحب کو ہلاک  
کر کے سلطنت کو برباد کیا بار بک شاہ نے اسے اپنا خیر خواہ تصور کر کے آہستہ کہا کہ اسے شخص خاص میں  
ہو کہ میں زندہ ہوں بتا ملک اندیل حبشی کہاں ہے جواب دیا کہ وہ اس گمان سے کہ آپ کے دشمنوں کا کام  
تمام کر چکا ہے اسے مکان کی طرف راہی ہوا بار بک شاہ نے اس سے یہ بات کہی کہ تو باہر جا کر نلان و نلان پر  
کو جمع کر کے ان کو تعین کر کہ ملک اندیل حبشی کو قتل کر کے اس کا سر لا دین اور ورازدن کو جو کی خانہ  
کے بادون کے سپرد کر کے کہ کہ مسلح ہو کر ہوشیار رہیں تو اچھی نے کہا میں سرانگھون سے بھی اس کا  
علاج لینے تدارک کرتا ہوں یہ بکسر نکل آیا اور اس راز سے ملک اندیل حبشی کو آگاہ کیا وہ تو اچھی حبشی کے پہلو  
محل میں آیا اور خنجر سے اس کا کام تمام کیا اور اسے مخزن میں چھوڑ کر مجلس کا دروازہ متغفل کیا اور باہر  
جا کر آدمی خان جہان دزیر کے بلائے کو بھیجا اور اس کے آنے کے بعد شاہ کے تعین کر سنے کے  
بارہ میں مشورہ کیا اور جو فتح شاہ سے ایک طفل دو سالہ خود سال کے سوادہ سہرا فرزند تھا فکر میں پڑے  
کہ یہ شاہی کے ہاتھ نہیں ہو کیونکہ اسے تخت پر بٹھادین پھر اتفاق کر کے عیج کو فتح شاہ کے مکان پر گئے  
اور شاہ کی بی بی سے ساتھ شب بے قتل کرنا بار بک شاہ خواجہ سرا کا عرض کیا اور یہ کہا کہ آپ کا صاحبزادہ  
ابھی نہایت خرد سال ہے اور جب تک یہ سن تیز کو پوسنے اور ہمت ملی کو انجام دے کسی کو سزا نہ دے پڑھنا  
پر ضرور یہ شہزادہ کی والدہ جب ان کے ارادہ سے واقف ہوئی فرمایا کہ میں نے خدا سے یہ عہد  
کیا ہے کہ جو شخص فتح شاہ کے قاتل کو مقتول کرے شاہی اسے عنایت کروں ملک اندیل حبشی نے  
پہلے یہ امر قبول نہ کیا جب جمیع امرا اس مجلس میں حاضر ہوئے اور سبھوں نے باتفاق اسے اس  
امر کی تکلیف دہی دے ملک اندیل حبشی تخت سلطنت پر ٹھکن ہوا اور اپنا نام فیروز شاہ رکھا مدت طعنان شاہ  
بار بک کی بقولے آٹھ ماہ اور بروایت دیگر دو ماہ اور پندرہ یوم تھی اور بعد واقعہ بار بک شاہ  
کے یہ رسم بنگالہ میں مروج ہوئی کہ جو کوئی اپنے حکم کے قاتل کو ہلاک کرے اور اس قدر موقع  
اور فرصت پاوے کہ بجائے اس کے تخت پر بیٹھے تمام امرا اور سپاہ اس کی جادہ اطاعت  
میں قدم رکھ کر اس کے معارض نہ ہو دین

### ذکر ملک اندیل حبشی المختار بفرور شاہ کی حکومت کا

فیروز شاہ تخت بنگالہ پر ٹھکن ہو کر دار الملک گور کی طرف گیا اور اس مقام میں طریق عدالت اور احسان  
جاری کر کے ٹھکانے کو ہمدان و امان میں نگاہ رکھا اور اس کے عہد حکومت میں جو اکثر کار نمایاں  
و فروع میں آئے تھے سپاہ و رعیت نے اس کی اطاعت کے سوا سرکشی اور بے اعتدالی نہ کی

میں تھا اس امر سے واقف ہو کر اس امدیتہ میں ہو کہ کسی ڈھب سے بائے تحت یہ ہو چکا اُس کا  
 کام تمام کروں اس عرصہ میں جو اسے حون گرمتہ کے دل میں یہ آیا کہ کسی جیلہ سے اسے طلب  
 کر کے مقدم کرے پھر وہاں طلب تحریر و مالک امدیل عشتی اس امر کو فعل آئی سمجھ کر مع جمعیت  
 حواس حاضر ہوا اور دوسرا منہایت احتیاط سے آمد و شد کرتا تھا خواہ اس کے دماغ میں  
 حاضر ہوا ایک روز ایک مجلس نزیب و ریت تمام آراستہ کی اور دس مارہ ہزار آدمی اُس کے  
 دارالامارۃ کے اطراف و جواب میں کہ نہایت وسیع تھا مراہم ہوئے اور مجلس کمال شوکت و  
 شاش سے ترتیب پائی تھی پہلے ملک امدیل کو اپنے روبرو ملکر نہایت انعامات فرمایا اور یہ بات  
 کہی کہ میں سلطان کو مع جماعت دیگر مل کر کے تخت پر بیٹھن ہوا ہوں تو اس مارہ میں کیا آتا ہو ملک  
 امدیل نے یہ عرض کیا ہرچہ کہ آن حور و کند شیریں بود سلطان شاہراوہ کو یہ جواب رسید آیا تو راجعت  
 اور چمکا اور جو حرم مع اور چند گھوڑے اور ہاتھی اسے انعام دے گا اور کلام اللہ درمیاں میں لاکر  
 اس سے کہا کہ تو قسم کما کہ میں تجھے کسی طرح کا صدمہ نہ ہو چکا ہوں گا ملک امدیل عشتی نے قسم کھائی  
 کہ جب تک تو تخت پر رہے گا صدمہ نہ ہو چکا ہوں گا اور جو کہ تمام آدمی اُس خواہ سرا سے ارادہ  
 تھے اور ملک امدیل عشتی بھی اپنے ولی نعمت کے انتقام میں بھد تھا درازن کو قتل کر کے وصیت  
 وقت ڈھوڑھا تھا عسکر ایک رات کو وہ عمن کش لیے ملک امدیل شراب پی کر تخت پر سو گیا  
 ملک امدیل عشتی درماون کی ہدایت سے اُس کے قتل کی بیعت سے حرم سرا میں گیا اور تخت سے  
 تخت پر افتادہ پایا سم یا دانی فکر میں ہوا اس عرصہ میں وہ اصل رسید کہ آفتاب عروا قتال اُس کا  
 سرحد روال میں ہو چکا تھا کار و شلے کر تخت سے نیچے گر ملک امدیل نے یہ امر اپنے طالع  
 کی قوت سے سمجھ کر نہ بھرتی اور جا بگدشتی سے اُس پر تلوار کا وار کیا مگر کارگر نہ ہوا سلطان شہزادہ  
 خواہ سرا ہوشیار ہوا آپ کو مستیر رہنے کے مقابل دیکھ کر ملک امدیل عشتی سے ٹپٹ گیا مگر وہی  
 اور عظیم الحشہ تھا ملک امدیل عشتی کو کشتی میں رہ کر کے اس کے سپہ پر سوار ہوا ملک امدیل عشتی  
 نے اُس کے سر کے بال مصو و پاکو کے یغز شخاں ترک کو جو اس مکان کے دروازہ میں ایستادہ تھا  
 ماوار ملند ملایا یہ مع جماعت عشتیاں موڑا آپو چا اور ملک امدیل کو اُس کے نیچے دیکھ کر تیغ رنی سے  
 متعذر ہوا اس واسطے کہ ایک تور ات کا وقت تھا دوسرے اُن کی ہاتھ پائی میں شمع بھی پال ہوا کہ  
 کچھ کئی کئی ظلمات کا عالم تھا ملک امدیل عشتی نے اُس سے یہ بات کہی کہ اُس کے موئے سر سے  
 ہاتھ میں ہیں اور یہ اس قدر عریص اور چوڑا ہے کہ میرا سپر ہو گیا ہو لیکن اس سے گد ر کر چہرہ یہ ہوئے گی  
 اور قصاے چارہ بین اگر اسی ہا۔ کئی ہو کیا مصالحتہ اگر شل میرے ہزار عاں دلی نعمت کے قصاں  
 حون میں ملے جو دین کو بھی تھوڑے ہیں یغز شخاں نے آہستہ آہستہ کئی زخم مار کر ملک امدیل عشتی پر  
 مارے اور اُس نے حمدا آپ کو خواب مرگ میں ڈالا اور جس وجہ سے ساکت ہوا اور ملک امدیل  
 اٹھ کر بافتاق یغز شخاں اور جشیون کے مجلس اسے حاصل سے پاماد ہوا اور مسمی نواحی یا شعی عشتی تو

۶۸ء آٹھ سو ستائیس ہجری میں طومار اُس کی زندگی کا پیچیدہ ہوا یعنی دارقنا سے دارالبقا کی طرف حرامان ہوا مدت اُسکی سلطنت کی سات سال و چھ ماہ تھی

## ذکر سکندر شاہ کے سرداری پانے اور بعد دو مہینے کے معزول ہونے کا

بعد وفات یوسف شاہ امرا اور وزرائے بدون تحقیقات سکندر شاہ کو تخت سلطنت پر بٹھایا جب استحقاق اُس کا ثابت نہ ہوا اُسے معزول کر کے فتح شاہ کو سردار جہان بانی اور تخت کشورستانی پر متمکن کیا

## تذکرہ فتح شاہ کی حکومت کا

منقول ہے فتح شاہ عالم اور داتا گھاتک سلاطین سلف کے رسوم پیش نہاد ہمت کر کے ہر ایک امر کے فراخور حال و مرتبہ نوازش فرمائی اور خواجہ سراپان اور غلامان حبشی کو جو بابرک شاہ اور یوسف شاہ کے عہد میں فراہم ہو کر نہایت معتبر ہو کر حد سے زیادہ بے اعتدالی کرتے تھے تا زیانہ عدل سے سیدھا کر کے اصلاح پر لایا اور اُس وقت ملک بنگالہ میں یہ رسم تھی کہ ہر شب پانچ ہزار پائیک چوکی خانہ کا پرہ دیتے تھے اور صبح کو بادشاہ جب تخت پر بیٹھتا تھا اُس جماعت کا سلام لے کر انھیں نصرت دیتا تھا اس وقت ایک جماعت دوسری اسی تعداد سے حاضر ہوتی تھی الغرض چند خواجہ سرا کہ مدت سے خود مختار تھے پریشان ہو کر ایک خواجہ سرا کے پاس کہ جس کا نام سلطان شہزادہ بنگالی تھا اور چوکی خانہ کے تمام آدمی اُس کے ماتحت تھے اور محلات شاہی کی کنجیاں بھی اُس کے سپرد تھیں اور الو الغرمی کی علامت اس کے چہرہ حال سے ظاہر ہوتی تھی جا کر سلطنت کی تکلیف دی قضا را اس عرصہ میں خان جہان خواجہ سرا اور وزیر ملک اندیل حبشی امیر الامرا مع خاصہ خیل و خلاصہ لشکر کے سرحد کے راجاؤن کے دفع کے واسطے نامزد ہوئے اور سلطان شہزادہ نے فرصت پا کر خواجہ سراؤن اور چوکی خانہ کے سپاہیوں کی اعانت سے فتح شاہ کو ۶۹ء آٹھ سو چھتر ہجری میں قتل کیا اور فجر کو تخت پر برآمد ہو کر چوکی خانہ کے آدمیوں کا سلام لیا فتح شاہ کی مدت حکومت سات سال اور پانچ ماہ تھی

## ذکر سلطان بابرک کی حکومت کا

جب خواجہ سرا سے بذات نے اپنے ولی نعمت کو شہید کر کے نام شاہی کا اپنے اوپر اطلاق کیا تمام خواجہ سرا جا بجا سے اس کے پاس فراہم ہوئے اور اس بدبخت نے ارزاں اور سبب ہمتوں کو مال سے فریفتہ کر کے اپنے پاس جمع کیا یہاں تک کہ شوکت اس کی روز بروز افزون ہوئی پھر امرایہ صاحب جمعیت کے دفع کرنے پر آمادہ ہوا اور امراے کبار کا سرگروہ ملک اندیل حبشی کو سرحد

## ذکر سلطان ناصر الدین شاہ ہنگرہ کی سلطنت اور جہانگیر کا

بعد القاضی سلطنت سلاطین ہنگرہ کہ سالہائے دراز گزرے تھے پھر اُس کی حکومت نے دوبارہ اُس کے حادان قدیم میں مارگشت کی اور وہ اعمال کو دوبارے مدلل ہوا تھا پھر ہما کے ماسدہ گستر سادات ہونا مصر شاہ کو اُس ولایت کی رسیداری میں سگوست اختیار کر کے کشتکاری میں شمول تھا اور اُسے اصلاً سلطنت کا گمان نہ تھا اعلیٰ کی رکت سے مرتبہ جاسانی پر پہونچکر بادشاہ عالیجاہ ہوا ورجو کہ اطلاق عمدہ اور صفات تحتہ من موصوب تھا غلاتی درگاہ ہنگرہ کے حواسہ کانسل و حلال الدین اور اس کے رہا۔ میں اطراف واکتاف میں پرانہ ہوئی تھی حراس کے جلوس کی سکر دربار میں حاضر ہوئی عرصہ طویل میں معیت کثیر ہم پہونچی و صبح و شریف اُس کے سلوک پسندیدہ سے راضی اور خوش دل ہوئے اور اس سبب سے کہ سلاطین شرتی، رمیاں سلاطین پورنی اور دہلی کے حامل ہوئے تھے تئیں برس لغز تمام ایام سلطنت سر کیے اور ۸۶۷ھ آٹھ سو اٹھ سو پچھری میں حرامہ دیبا سے معمورہ عقیقے کی طرف حراماں ہوا

## تذکرہ باریک شاہ بن ناصر شاہ کی سلطنت کا

حب ناصر شاہ نے عالم مابین قدم رکھا اس ملک کے امرا اور برگون نے باریک شاہ کو سربراہت پر اعلیٰ دیا اور اُس کے عہد مہلت ہمدین سیاہ اور رعایا شہری آسودہ حال تھی اور یہ اول بادشاہ ہند جو کہ جس نے علامان حشی پر نظر الطاف منڈول کر کے معزز کیا اور قریب آٹھ سو چالیس سو پہونچکر شل وکالت اور وزارت اور امارت وغیرہ کے خدمات طویل اُس سے رجوع فرمائیں اور سلاطین گجرات اور کن نے بھی تعیند کہے اُس عمر وہ بیس جیشیوں کی عرصہ و اقبار میں کوشش فرمائی اور بادشاہ نے سترہ برس عمر و بر دولت و اقتبال مسر کی اور ۸۶۹ھ آٹھ سو اٹھ سو اٹھ سو پچھری میں اُس کی شیع حیات ملکہ اعلیٰ سے قطع ہوئی

## ذکر یوسف شاہ ولد باریک شاہ کی حکومت کا

حب اُس کے مابے عالم محمد ران سے کوچ کیا یوسف شاہ تخت و تاج پر ماحصل ہوا اور شیوہ عمل و دادر و ج رکھا اور بادشاہ طاعت علم و حصل سے آراستہ تھا اندر معروف اور بی منکر میں سالہ فرمایا تھا اور اُس کے عہد میں کسی کو محال نہ کانس کے حکم سے قمار کر کے علا یہ شراب پیتا صدور علما کو اکثر مارا ہے حدود طلب کر کے تاکید پیام فرمائی کرتا تھا کہ تم دیات شرعی میں کسی کی حاسہ بندی نہ کرنا وگرنہ ہمارے ہتھیاری صفائی نہ رہے گی اور ادا ہوت پہونچاؤن کا اور جو دہی علم سے بہرہ رکھتا تھا اکثر معاملات میں کہ قاضی عاجز ہوتے تھے انھیں خود نہ لیس لیس مصل کرتا تھا اور جس

اُس کے اسلام کی گواہی دے کر چاہتے تھے کہ بطریق اہل اسلام اُس کی لاش یوندر زمین کریں بہر کیف تاج خسروی سر پر رکھ کر تخت پر بیٹھا اور سات برس حسب دلخواہ حکمرانی کی آخر کو عالم قیستی کا راستہ لیا پھر اُس کا بیٹا شرف اسلام سے شرف ہو کر تخت فرماندہی پر بیٹھ گیا

## ذکر جنم ولکائنس المنیاطب سلطان جلال الدین کی حکومت کا

جنم نے بعد فوت پدر اعیان دارکان درگاہ کو بلا کر فرمایا کہ مجھے حقیقت و سچائی دین مجھری ظاہر ہوئی مجھے اس دین حق قبول کر۔ نہ۔ سم چارہ نہیں ہے میں تو خواہ مخواہ مسلمان ہوں اگرچہ میں میری سلطنت سے انحراف نہوا اور میری شاہی قبول کرو قدم اس تخت جلیل القدر پر رکھوں اور جو زمین میرے چھوٹے بھائی کو تخت سلطنت پر بیٹھا تو مجھے معاف رکھو تمام امرا نے متفق ہو کر جواب دیا ہم بادشاہ کے مطیع اور فرمان بردار ہیں اور امور دنیوی میں مذہب اور دین کا کچھ کام نہیں ہے جنم نے فرمایا اور فضلاء لکھنؤ کو طلب کر کے کلہ شہادت زبان پر جاری کیا اور اپنا لقب سلطان جلال الدین ہو کر تخت حکومت پر قدم رکھا عدل و داد کو مروج کر کے اپنے عہد کا نوشیران ثانی ہوا درسترہ برس چند مہینے نہایت استقلال اور مضبوطی سے بنگالہ اور لکھنؤ میں بادشاہی کی سلسلہ اٹھ سو بارہ ہجری میں اجل طبعی سے روحہ رضوان کی طرف خرامان ہوا اُس کا بیٹا احمد سلطان بجائے اس کے تخت سلطنت پر تاسم ہوا

## ذکر سلطان احمد بن سلطان جلال الدین کی سلطنت کا

جب سلطان جلال الدین نے داعی اجل کو لبیک کہا یعنی مر گیا اعیان حضرت نے اس کے فرزند کو شاہ احمد شاہ خطاب دے کر باب کا جانشین کیا اُس نے بھی پیروی اپنے پدر بزرگوار کی کر کے داد و دہش میں کوشش کی لیکن خلافت کثیر کو بھرا نعام و احسان میں غرق کیا اور آخر ۸۳۳ھ آٹھ سو تیس ہجری میں قضاے الہی سے فوت ہوا اور مدت شاہی اوس کی سولہ برس تھی۔ فقط

## ذکر ناصر الدین غلام کے خروج کا وارث ملک پر

جب تخت سلطنت شاہ احمد شاہ بن جلال الدین شاہ سے خالی ہوا اس کے غلام ناصر الدین نام نے از روئے جرأت تخت شاہی پر قدم رکھ کر کفران نعمت پر کمر باندھا اور صاحبزادوں کے قتل میں جو وارث ملک تھے کئے کو تباہی نہ کی آخر کو نقصان دیا اور آخرت کا اسے نصیب ہوا اور بعد سات روز اور بقولی اسی دن امراے سلاطین ہنگرہ کے ہاتھ سے قتل ہوا اور ناصر شاہ کہ سلطان شمس الدین ہنگرہ کی اولاد سے تھا اپنے باپ اور دادا کی مسند حکومت پر جلوہ گر ہو کر حیات سلطنت میں مشغول ہوا

کی۔ رکھتا تھا۔ بیشک ہر سال مول کر کے مادشاہ کو عزم ملک سے مار رکھا وہ اپنے دارالملک کی طرف راہی ہوا مادشاہ ابھی سدوہ میں تھا کہ سیتیش وغیرہ میل اور مال و افراد راقمہ تنکا فر خدمت میں بھیکر معدرت چاہی اور آئین ماپ کا اختیار کہہ کے تمام عمر عیش و عشرت میں بسر کی مدت اُس کی سلطنت کی نو برس اور چید ماہ بھی ۴۰

### ذکر شاہ غیاث الدین بن سکندر شاہ کا۔

سکندر شاہ کے بعد فوت اُس کا بیٹا سلطان غیاث الدین تخت پر بیٹھا اُس نے اپنے ماپ اور دادا کا آئین اختیار کیا تمام عمر عیش و عشرت میں آہمی اور شکستہ سات سو پچتر پچری بن تنکا جسمانی سے وسعت آمار و روحانی کی طرف حرامان ہوا مدت اُس کی سلطنت کی سات سال اور چید ماہ بھی

### ذکر سلطان السلاطین شاہ بن غیاث الدین شاہ کا

شاہ غیاث الدین نے انتقال کیا امرائے اس کے بیٹے کا سلطان السلاطین لقب ملکر بجایا پد تخت پر بٹھن کیا یہ بادشاہ شجاع اور علیم اور کریم تھا املا اور وزیر اہل کار وانی اور دانائی سے محتاط رہتے تھے اس نے نسبی بادشاہ دہلی کے مخالف کے اور اطراف کے راجاؤں نے اُس کے حلقہ اطاعت سے سراہر نہ کیسی مطیع اور فرمان بردار ہو کر مال واجب کے ادا کرنے میں تامل اور توقف عائر نہیں رکھتے تھے عرصہ شاہ موصوف نے دس برس ملا دھرم حکومت کی اور شکستہ سات سو پچاسی پچری میں شہرت اعلیٰ طبعی حکم کر سکندر بدگی سے رعاست ہوا اُس کی مدت شاہی دس سال اور چید ماہ بھی

### ایمان شمس الدین شاہ ثانی بن سلطان السلاطین کی سلطنت کا

مس سلطان السلاطین دارنایا بکار دیا سے وار التفاکی سمت متوجہ ہوا اجمیاں دولت نے اُس کے فرزند کو شاہ شمس الدین شاہ خطاب دے کر سر پر شاہی پر اعلان دیا لیکن یہ جزو سالی کے سبب سے حیف العقل تھا کانس نام کا فرکہ حادان امرائے تھا اُس نے اُس کے عہد میں بہات شوکت اور استقلال ہم پونچایا اور ملک و مال کا صاحب اختیار ہوا سلطان شمس الدین عالم مافی کیوں شکستہ سات سو تناسی ابھی بین حرامان ہوا کانس نشان حکومت ملکہ کر کے مسد جاسانی پر تصرف ہوا مدت سلطنت شاہ کی تین سال اور چید ماہ بھی

### ذکر راجہ کانس غدار کی حکمرانی کا

راجہ کانس ہر چید سلمان نہ تھا لیکن مسلمانوں سے آمیزش اور محبت اس قدر رکھتا تھا کہ بعض مسلمان

سلطان شمس الدین شاہ ہنگرہ خطاب دے کر خطبہ اپنے نام پڑھا اور اس کا لقب ہنگرہ ہی لیکن وجہ تسمیہ اس کی مولف کو معلوم نہ ہوئی الغرض بعد چند روز کے امرا اور سپاہ کی دلجوئی کر کے ولایت جاہنگر کی طرف کہ بعد محمد بختیار کے مسلمانوں کے تصرف سے برآمد ہوئی تھی کوچ فرمایا اور اس نواح میں جا کر ہاتھی نامی بہم پہنچا کر اپنے دارالملک کی طرف مراجعت کی چنانچہ تیرہ برس اور کئی مہینے تک کوئی بادشاہان دہلی سے اس کا متعرض نہ ہوا اور وہ با استقلال تمام امرا و شاہی میں مشغول رہا سن بعد شوال کی دسویں تاریخ ۷۵۵ھ سات سو چوبیس ہجری میں سلطان فیروز شاہ مع لشکر گران دہلی سے لکھنؤ کی طرف متوجہ ہوا اور شاہ شمس الدین قلعہ اگدالہ میں قلعہ بند ہوا تمام ولایت ہنگالہ خالی چھوڑی سلطان فیروز شاہ اگدالہ کی سمت متوجہ ہوا اور جب اس کے اطراف میں پہنچا شاہ شمس الدین نے قلعہ سے برآمد ہو کر جنگ صفت کی بہت آدمی طرفین سے مارے گئے پھر شاہ شمس الدین نے بھاگ کر قلعہ اگدالہ میں پناہ لی اور ہاتھی نامی اور کلاں جو جاہنگر سے لایا تھا سلطان فیروز شاہ کے ہاتھ آئے جب موسم برسات آیا اور بارش بکثرت شروع ہوئی سلطان فیروز شاہ دہلی کی طرف گیا اور ۷۵۵ھ سات سو پچیس ہجری میں شاہ شمس الدین نے پیشکش بہت جو لائق مجلس شاہوں کے ہو بصحابت ایلچیان سخندان بھیجے اور بادشاہ فیروز شاہ نے طریق التفات ایلچین پر جاری رکھ کر انھیں رخصت کیا شاہ شمس الدین نے اواخر ۷۵۵ھ سات سو چھپن ہجری میں پھر ملک تاج الدین کو مع پیشکش وافر دہلی کی طرف روانہ کیا بادشاہ فیروز شاہ نے زیادہ تر تفقد ایلچین کے احوال پر مبذول فرمائی اور چند روز کے بعد گھوڑے تازی اور ترکی مع تحف و ہدایا دے دیکر ملک سیف الدین شمعہ فیل کے ہاتھ شاہ شمس الدین کے واسطے بھیجا ابھی ملک سیف الدین شمعہ فیل اور ملک تاج الدین بہار سے آگے نہ بڑھے تھے کہ شاہ شمس الدین فوت ہوا اور ملک سیف الدین نے موافق حکم بادشاہی کے وہ گھوڑے امراے بہار کو دیے اور ملک تاج الدین دہلی کی طرف راہی ہوا شاہ شمس الدین کی مدت سلطنت سولہ برس اور چھ ماہ تھی \*

### ادکر شاہ سکندر بن شاہ شمس الدین کی سلطنت کا

جب شاہ شمس الدین نے اس دارنا پائندار سے دارالبقا کی طرف رحلت کی تیسرے دن اس کا بڑا بیٹا امرا اور افسروں کی بہ تجویز تخت سلطنت پر جلوہ گر ہوا اور اس نے اپنا خطاب شاہ سکندر رکھ کر عدلیہ و احسان کی بشارت دی اور ہات شاہی میں مشغول ہوا اور سلطان فیروز شاہ کی رضامندی اوسلے اور انسب جان کر پیاس ہاتھی اور قسم قسم کا اتمشہ ترسم پیشکش بھیجا اس وقت کہ ۷۵۵ھ سات سو پچیس ہجری تھے بادشاہ فیروز شاہ بغیر تسخیر ہنگالہ لکھنؤ کی طرف متوجہ ہوا سلطان سکندر بھی بقدر طاقت سامان جنگ میں مشغول ہوا اور قلعوں کو اور مکانوں کو مضبوط کیا اور سلطان فیروز شاہ طغر آباد میں پہنچا سلطان سکندر نے بھی رسم پدر ہاتھ سے ندی قلعہ اگدالہ میں متحصن ہوا اور جو طاقت برابر



قتل کیا اور ہمارے امٹا کو محمد الدین کے شریک ہونے اور محمد الدین نے وہ تمام راجہیں اور رانی رکھا اور ستارگانوں کو بچھا کر کے اس ملک کی حکومت میں مشغول ہوا اور اسے علامہ مخلص نام کو مع لشکر لکھنؤتی کے صفا و تمامہ کے واسطے مقرر کیا اور علی مبارک کو قدر رحمان کے لشکر کا عسکر تھا اس نے بہت اور مردانگی کر کے اور بے احلاص اور دو تھوڑی ایک جماعت کو ساتھ اسے موافق کیا اور مخلص سے جدا اور اُسے شکست دے کر قصابہ اور عریضہ سلطان محمد غلق کے پاس بھیجا کہ اگر حکم ہو وہ لکھنؤتی کے اعظام میں متحول ہوں لیکن سلطان نے اسکو یہ بھیجا اور یوسف مام دہلی کے کو توال کو لکھنؤتی کا مام کو کے روانہ کیا اور وہ لکھنؤتی میں نہ پہنچا قصابے آگنی سے مر گیا اور مملکت لکھنؤتی علی مبارک شاہ کے قبضہ میں رہی حوستان شاہی وہاں تھا آپ کو سلطان علاء الدین مشہور کیا لیکن اسی عرصہ میں ملک الیاس مام کہ اس وادع میں رہتا تھا اُس نے لشکر حرا سے لے کر لکھنؤتی پر راجت لاکر مدد گاہ سلطان علاء الدین کو قتل کر کے اپنے تین سلطان شمس الدین محاطب کیا اور بڑے ساتھ سو اکتالیس بھری میں ستارگانوں پر چڑھائی کی اور ملک محمد الدین کو رہہ کر مقرر کر کے لکھنؤتی میں لایا اور اُس کی گردن میں پھانسی ڈال کر لٹکا یا اور خطہ و سکے اپنے نام جاری کیا لیکن نظام الدین احمد عسکر نے اپنی تالیف میں یون محمد کریم کہ ملک محمد الدین قدر رحمان کا سلاحدار تھا اور اُس سے لکھنؤتی میں اپنے ولی نعمت کو قتل کر کے مام شاہی ہے اور اطلاق کیا تھا اور اپنے مخلص نام غلام کو مع لشکر آراستہ نکال کر کی سمت بھیجا ملک علی مبارک عسکر لشکر قدر رحمان کا مخلص سے ہوا اور اُسے شکست دے کر اُس کے امانہ حشمت اور سارو بیاق پر جو اُس کے ہمراہ تھا متصرف ہوا سلطان محمد الدین حود دولت تھا اور اپنے آدیوں سے اطمینان خاطر رکھتا تھا ملا عطر کے علی مبارک کے سر پر چڑھایا جان ملک کر علی مبارک نے اپنا سامان درست کر کے اپنا نام سلطان علاء الدین رکھا اور اُس کے ساتھ سو اکتالیس بھری میں محمد الدین لکھنؤتی کی طرف گیا اور علی مبارک سے ملک کر کے مارا گیا مدت محمد الدین کی سلطنت کی دو سال اور چھ ماہ تھی +

### ذکر علی مبارک الخلیف بسلطان علاء الدین کی حکمرانی کا

جب سلطان علاء الدین نے محمد الدین کو قتل کیا با استقلال تمام لکھنؤتی میں تھا۔ عسکر بھنگالہ کی طرف متوجہ ہوا اور بعد جدر و ر کے ملک حاجی الیاس کو حاجی پور اس کا آگیا اور اُس سلطان علاء الدین کے لشکر کے ساتھ اپنے متفق کر کے لکھنؤتی اور بھنگالہ کو اپنے قص و تصرف میں لایا علاء الدین شاہ کو مار کر اپنا مام شاہ شمس الدین رکھا سلطان علاء الدین کی مدت سلطنت ایک سال اور پانچ ماہ تھی

### تذکرہ حاجی الیاس مشہور بہ سلطان شمس الدین بھنگرہ کی سلطنت کا

جب شاہ علاء الدین مارا گیا تمام ملک لکھنؤتی اور بھنگالہ کا حاجی الیاس کے تصرف میں آیا اتفاق امر ایسا

صفت لشکر اسلام سے دشوار ہی لازم کہ بطور تاخت جا کر تنجا کے دروازے مسجد و دکر کے مسلمانوں کو باہر آنے سے مانع ہو دیں کہ لشکر اور گرسنگی سے عاجز ہو کر ہلاک ہو دیں محمد بختیار خلیجی ان کے ارادہ سے واقف ہو کر تنجا سے نکل آیا اور اس دریا کے ساحل پر نزول کر کے عبور کی تدبیر کرنے لگا ناگاہ ایک سوار نے گھوڑا دریا میں ڈال کر عبور کیا لوگ سمجھے کہ پایاب ہر تعاقب کفار کے خوف سے سب ایکبارگی پانی میں داخل ہوئے جو بہر حال پایاب نہ تھا محمد بختیار مع ایک سوار ساحل سلامت پر پہنچا باقی تمام افواج اس دریا سے خون آشام ہیں ڈوب گئی محمد بختیار اپنی ولایت کی سمت راہی ہوا جب دیو کوٹ میں پہنچا فوراً غم و اندوہ سے کہ اس کے دل میں راہ پایا تھا بیمار ہوا اور کہتا تھا کہ شاید سلطان مغزالدین محمد سام کو کوئی حادثہ پیش آیا جس کی وجہ سے زمانہ ہم سے بچ گیا اور بخت یار نے یاد دہی سے کنارہ کیا اور حالانکہ انجین دنوں میں سلطان مغزالدین شہید ہوا تھا اور جب یہ خبر محمد بختیار کے مالک میں مشہور ہوئی خلیجیوں کی عورتیں اور لڑکے جو تلف ہو گئے تھے اپنے شوہروں کی تحقیق کے واسطے دیو کوٹ میں آئیں اور راستہ میں اور کوچوں میں ایسا وہ ہو کر محمد بختیار کو بددعا اور کالیان دہی تھیں اور محمد بختیار اس حال کے مشاہد سے زیادہ تر غمگین ہوا اور مسئلہ چھ سو دو ہجری میں اس دارنا پائدار سے دارالبقا کی طرف سفری ہوا اور طبقات ناصری میں مسطور ہے کہ علی مردان خلیج اس حادثہ سے واقف ہوا اپنی جاگیر سے دیو کوٹ میں آیا اور محمد بختیار کے مکان میں کرکسی نے اُسے تین دن سے نہ دیکھا تھا داخل ہوا اور چار اُس کے منہ سے بھا کر ایک خنجر جگر شکاف سے اُس کا کام تمام کیا بہر تقدیر جنازہ اُس کا پہاڑ میں لے جا کر مدفون کیا اُس کے بعد امراء بادشاہان دہلی نے اُس ولایت کی حکومت کی جیسا کہ احوال انکا بادشاہان دہلی کے ضمن میں مذکور ہو چکا ہے

### اسرفراز ہونا سلطان فخرالدین کا دیار شرقی کی سلطنت پر

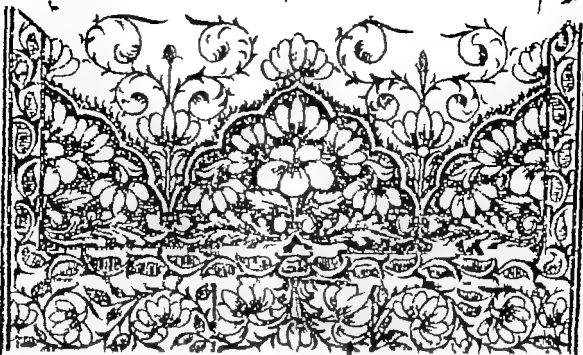
ملک فخرالدین حاکم بنگالہ قدرخان کا سلاحدار تھا اس کی شمشیر لے رہتا تھا جب وہ ستارگانوں میں فوت ہوا تو قلعہ سات سوانتا لیس ہجری میں اس کے اثاثہ پر تصرف ہو کر اپنا فخرالدین خطاب کیا اور اس ولایت کا خطبہ اپنے نام پڑھ کر افواج کے فراہم کرنے میں کوشش کی اور سلطان محمد تغلق نے اس امر سے آگاہی پا کر قدرخان حاکم لکھنؤ کی کو مع ایک جماعت امرا شل عزیزالدین بھی اور فیروزا کی کو اُس کے سر پر نامزد کیا جب مقابل ہوئے فخرالدین شکست پا کر جنگل دور دست کی طرف بھاگا اور گھوڑے و ہاتھی اُن کے مردم قدرخان کے ہاتھ آئے اور قدرخان نے وہیں استقامت کی باقی امرا اپنی جاگیروں پر روانہ ہوئے جب موسم برسات آیا اور قدرخان زبر جمع کرنے میں مصروف ہوا سپاہ کی فراہمی سے غافل رہا اور ارادہ اُس کا یہ تھا کہ بعد برسات سلطان کی خدمت میں حاضر ہو کر پیش تخت زبر سرخ و سفید کا انبار کر دے قضا فخرالدین یہ خبر سن کر مع لشکر جنگل سے برآمد ہو کر ستارگانوں کی طرف متوجہ ہوا سپاہیان عاصی اور امیران باغی نے اتفاق کر کے قدرخان کو

میں پہنچا کہ اردہس نام رکھتا تھا اور اُس شہر کے آگے ایک نہروان تھی کہ عرص و عین اُس کا  
 دریائے گنگ سے چوگنا تھا اور اُسے پکری کہتے تھے جس وقت کہ اگر شام شب ملا تو ترکشاں سے ہندو متل  
 کی طرف آنا شہر اردہس کو احداث فرمایا اور دریا کے بالائے آب ۱۰۰ سو روڑ کے راستہ  
 برعاکرو مقام کے لائق پل باندھے کے تھا ایک میل تلخ اور تیر را شیدہ سے بنا کر کے کامرو دین تھا  
 محمد مختیار علی سخ کی رہبری اور ہدایت سے مالائے آب کا راستہ لے کر بھڑا اور ہاڑون میں رواں  
 ہوا یہاں تک کہ اُس پل پر پہنچا اور دو املا ایک ترک اور دوسرے غلج کو کچا نفقت کے لیے مل بیفر  
 کیا اور جو دھور کر کے ذراغ شت میں آبار اسے کامرو کو حرآت اور مادری محمد مختیار کی عائناہ سک  
 اُس کے ساتھ طوق رمی اور ملائمت جاری رکھتا تھا اُس حاس کے عور سے آگاہی پا کر پے متعمدن  
 کو اس کے پاس بھیج کر دشواری راہ شت اور سبکی تلخات سرحدی سے اطلاع دے کر اتھاس کی کراہ کی  
 سال ولایت شت کی شہر موقوف رکھے دوسرے سال ہمراہ لشکر اسلام کے من بھی چلون نکالیس  
 محمد مختیار نے کہ اس کا حمت رگتہ تھا یہ امر قول کیا ملک اور لوگوں کی بھی نصیحت گوش ارادت سے  
 سہی عذر شت کی طرف رواں ہوا بیدر دل درمیاں ہاڑون سخت کے قطع مسامت کی سولھویں دن  
 ہاڑون کو کر کے ایک صحرائے سطح میں پہنچا ایک ملک حمایت مہور اور آنا لڑائی الفرم  
 لشکر اسلام قلعہ اور شہر کو معامل ایک دوسرے کا تھا محاصرہ کر کے سب و عمارت میں مشغول ہوا اور  
 وہاں کے حاکم نے بہ ہمت مجموعی جنگ را آنا دہو کر مسلمانوں کو قلعہ اور شہر سے نکال دیا یہ صرح سے تا شام  
 مصروف دھما ہو کر بہت مسلمانوں کو مہر و ح اور متہ کیا اور وہ جماعت ررہ اور جوش اور سہر اور جو  
 بار سے نئی اور وہ خلقت تمام تیر انداز اور بھڑے آدمی برہ دار تھے محمد مختیار اُس شب قلعہ کے گھر نکلتے  
 ہوا صاحب حواس غفلت اور بے فکری سے بیدار ہوا اور اُس ولایت کے خصوصیات دریافت کیے  
 معلوم ہوا کہ اُس مقام سے بیدرہ کوس پر ایک شہر جو اُسے کرم سین کہتے ہیں پچاس ہزار ترک جو سوار  
 برہ مار وہاں رہتے ہیں اور ہر روڑ پر ایک ہزار اور پانسو گھوڑے اُس بار بار میں فروخت ہوتے ہیں پور  
 تمام گھوڑے اُس مقام کے شہر گھوڑی میں بویجے ہیں جو مردم لشکر اسلام اُس روڑ راستہ کے بھگے  
 ہوئے اور جنگ سے متہ تھے اس قدر لشکر کثیر کے مقابل کی طاقت ایسے میں معقود و یکجہ متہ متہ  
 گورج کر کے حارم مراحت ہونے کو حکام متہ نے مواضع حورین طلع و میرہ کو آگ دے کر ملا دیا تھا  
 اس وجہ سے اودقہ بہت کم ہو چکا تھا محنت مشقت فراطین ولایت رائے کامرو دین پہنچا اٹھا فادہ  
 دو امیر کیل کی محافظت کے واسطے مقرر تھے آپس میں مسافشہ کر کے بیشتر را ہی ہوئے اور کھار  
 کامرو کو کہ ان دو امروں کے صفت بہت ادا یہوئی تھی سخون نے اتفاق کر کے اُس پل کے دو روڑ  
 سمار کر کے راہ حور سد کی تھی محمد مختیار کی آنکھ زناہ کی باری سے میرہ ہوئی اُس نواح کے ایک  
 تھا یہاں جو نہایت سبکیں اور ملد تھا مع فوج در آبار اسے کامرو کو حور ہوئی کہ محمد مختیار برستان ہو کر  
 اُس تھا یہاں داخل ہوا اُس واسطے فرصت پا کر اس حد و کار تمام سوار اور ہاڑون کے گھر

ذریعہ سے حقیقت حال معلوم کریں بولے ہاں کتب معتبرہ میں اُس کے آثار اور علامات اس طرح  
 مسطور ہیں کہ جب وہ ایسا وہ ہو کر اپنے ہاتھ لٹکا دے انگلیاں اس کی کھٹ دست کی ساق تک  
 پہنچیں پھر لکھنہ نے اپنے معتاد دن کو اطراف و جوانب میں بھیج کر ایسے شخص کی تلاش کرائی اُنھوں  
 نے بعد جستجو سے کمال مجتہد کو ساتھ اُس صفت کے موعود پا یا راجہ کو خبر دے کر ہوشیار  
 کیا اور اس امر سے بہیمان اور حکما اُس دیار کے درمیان میں اضطرار عظیم پڑا اور دلوں نے اپنے  
 متضمن کتب کے بموجب برہیل استعجال سے جگہ جگہ کی طرف اور بعضے گاؤں و گاؤں اور بعضے اٹھائے جگہ  
 کی سمت روانہ ہوئے لیکن جمنہ ترک ملکیت ہو روٹی اور راتل مکان پر راضی نہ ہو کہ براجمہ کا ساتھ  
 نہ یا مجتہد بخیر اسی عرصہ میں اجمہ تعمیر ولایت سے عدالت شہر نواح بہار کی طرف سوار ہو کر ایسا  
 کمیت برقی آسا کو جولان کیا کہ قبل اُس سے با دوسرے السیر دار الملک شہر نو دیا میں خبر نہ پہنچا سکے  
 اور ایسے وقت میں کہ اسے عدالت و تار کے روز و دسترخوان آمد نعمت کا بھیجا یا جاتا تھا اُن کا ہتھ  
 کے دروازہ پر پہنچا راجہ برہنہ اور سر اسیمہ اُس محل کے دوسرے دروازہ سے نکل گیا اور تنہا  
 کشتی میں سوار ہو کر چلے تھے اور کامروہ میں دم لیا اور اسی عرصہ میں بادل پر حسرت زیر خاک منزل گزین  
 ہوا اور مجتہد بخیر نے شہر نو دیا کو جو ماہین لکھنوی اور بنگالہ تھا خراب کر کے آبادی کا نام و نشان باقی نہ کیا  
 اور ولایت لکھنوی پر مع بسیاری پرگنات بنگالہ متصرف ہو کر خطبہ اور سکھ اس مالک اور جاگیر اور بہار  
 اور دیو کوٹ اور مار سوی کا اپنے نام کیا اور بنگالہ کی سرحدیں شہر نو دیا کے عوض ایک شہر موسوم  
 بزرگ پور بسا کر اپنا دار الملک بنایا اور مسجدیں اور عبادت خانے اور مدرسے اس شہر اور ولایت  
 میں بجائے معابد کفار برہمن و طریق اسلام بروقی و رواج تمام مزیں اور محلہ کبہ اور غنائم انیس کہ ان  
 سنوات میں اُس کے ہاتھ آئے تھے سلطان قطب الدین کے واسطے بھیج کر حسن اعتقاد اور نیک فانی  
 اپنی عالم پر ظاہر کی اور بعد چند سال کے اُس ملکیت کو بخوبی تمام زیر نگین کر کے زمینداران اور  
 راجگان اطراف بنگالہ کو مبلغ اور منقاد کیا اور اسکے آفتاب قبائل نے روز بروز عروج اور ترقی کی سیما  
 تک کہ ولایت بہت اور ترکستان کی تسخیر کا سودا اس کے دماغ میں جاگزمین ہوا مجتہد شیر خان خلجی کو کہ  
 سیم سالار تھا ولایت جہان نگر اور لکھنوی اور دوسری ولایت اور مالک کا نائب کیا اور اُس کے  
 بھائی کو کہ وہ بھی امرا سے کہا سے تھا اس کی مدد کو چھوڑا اور علی مردان خلجی کو کہ وہ بھی عسکر  
 سرداروں سے دیو کرت اور یار رسول کے انتظام کے واسطے مقرر کیا اور خاطر تحت گاد اور ولایت  
 سے جمع کر کے مع بارہ ہزار سوار انتظامی پہاڑوں کی طرف لکھنوی اور بہت کے درمیان میں متوجہ  
 ہوا اور خلقت اُن پہاڑوں کی تین قسم کی ہو ایک پہاڑوں کی تیسری کو پنج تیسرے تہا اور وہ تمام ترک چہرہ  
 ہیں اور اُن کی زبان ترکی اور ہندی آمیز ہو ایک زمیندار پنج سے کہ وہ ہندوستان کی سرحد میں رہتا  
 تھا مجتہد بخیر کے ہاتھ گرفتار ہوا اور اُس کے ہاتھ سے مشرف اسلام ہو کر علی پنج مشہور ہوا چنانچہ وہ بھی  
 راہ نما اُن کو ہستان جانستان کا ہوا اور اُس نے اُسے اُس اطراف و اکناف کے ایسے ایک شہر

اور شہنشاہ محمد مختیار نے جب یہ کلام سنا حاکمات اور غیرت سے نہ کہہ سکا کہ یہ میں نے ادا نہیں  
 کیا قصہ جنگ یرفہ تراستعد تھا اور وہ گزر کر ہاتھ میں رکھتا تھا لے کر اس فیمل کو تیشیل کے مقابل  
 ہوا اور اس کی صولت کو شوکت میں شطیح کی طرح تصور کر کے قدم بیٹھن بہاوری میں جمایا اور ہمت قوت  
 اور بھرتی سے ایسا کر اس کے دانتوں کے مابین اور جھوم برار لکھ اس کے صدمہ سے دانت اس  
 کے ہل گئے دوسرا اور اس پر کیا جانتا تھا کہ ہاتھی چنگھاڑ مار کر ہمت میں اٹھن کے ساسے سے سمکا  
 اور حاضرین اور حاسدیں نے ہشت چرت و دال لکھ سے داب کر صدمہ تحسین و آفرین ملکہ کی اور  
 قطب الدین ایک نے ہمت اس کی پرورش پر مصروف کر کے اسے دربار میں اس قدر نقد و جس  
 سے سرفراز کیا کہ علم و زمان اس کی شریعت سے غافل ہو اور بھرتیاری نے علو ہستی اور بلند حوصلگی سے جو  
 کچھ پایا تھا مردم درگاہ پر مار کیا اور مع علت حلاوت و بدست نواز اور دشمن گداز اپنے مکان پر آیا  
 دوسرے دن فرمان شاهی حکومت ہمار اور لکھنوی مع سراپہ و سرچ اور لوست و نشان سے احتصاص  
 پایا جسے کہتے ہیں لکھنوی صارت ہو کر اور رنگالہ سے کہہ رہا ہے برنگ یعنی سمندر کے کنارے  
 تک ہو اور جسے کہتے ہیں کوہ سے سرحد بہار تک لکھنوی ہو اور کوہ کے اس طرف سے ماریں اور  
 ساحل سمندر تک رنگالہ ہو اور اسے حقیقت میں سگ کہتے ہیں العرض جب بچہ مختیار اس حد و  
 بین ہو چکا لکھنوی اور رنگالہ کی تغیر میں کوشش کی اور ملک لکھنوی و لدر اے لکھن کے نصرت میں  
 تھا مورخان انش پر رہے یوں مردم کیا ہو کہ اسے لکھن کا پائے تخت شہر و دیار ملک لکھنوی میں  
 تھا اور اس کی رانی ہر سیت فاطمہ تھی جب وہ اس فرما رو اسے حاملہ ہوئی اور وضع حمل کا وقت  
 ہو چکا ایمان راہمہ صاحب دوف اور طفل سانس کو طسک کی کف تولد کی سعادت و دوست فطیش وانی سھول  
 نے متعلق الخلف والہی یہ جواب دیا کہ اگر یہ لڑکا اس ساعت میں پیدا ہوگا طاہر اشتاوت اور مدحتی میں  
 رہا نہ سر کرے گا اور جو ساعت میں دو ٹھری کے بعد پیدا ہوگا مسد شاہی برنگس ہوگا اس حالت  
 نے یہ سن کر فرمایا کہ اس کے دونوں پاؤں ہاڑھ و جل وقت سید تک سرگون لگا وین پرستاروں نے  
 اس کے حکم کے موافق عمل کیا من بعد لڑکا پیدا ہوا لیکن وہ عیض اس صدمہ سے حاسر ہوئی لکھن  
 اور ارکان دولت نے اس مولود کا نام لکھن رکھ کر دایہ کے سپرد کیا حسن رستد اور تعمیر کو ہو چکا لکھنوی  
 ہوا وہ محاسن یر تخت پر بیٹھا اور تل سر فاری زیب فر کر کے اشی برس اس ملکیت میں نہ نہایت  
 وسیع اور کشادہ تھی سر حکومت رہا اور کمال عدل سے کسی پر ظلم و تعدی عاز نہ رکھتا تھا اور ایسا ہی  
 تھا کہ اسی ماموری کے واسطے کسی کو لاکھ روپیہ انعام کم نہ دیتا تھا قاضی منہاج السراج جو حالی کتا  
 ہوا حاکم کو میون اور رہبوں کی کہ کلماے عصر تھے انھوں نے راحہ سے عرض کی کہ کتب معتقدین  
 میں مرقوم ہو کہ طالع تاریخ یہ ملکیت ترکوں سے مسلمانوں کے ہاتھ آئی جب وہ وقت مرید آوے  
 ہتر یہ ہو کہ راحہ ایسا اخطام کرے کہ تمام آدمی اس ملکیت سے کل عادیں کہ ہم ترکوں کے مسا و  
 سے ایمن رہیں راحہ نے پوچھا وہ مرد کہ لشکر اسلام کا سپہ سالار ہو گا کچھ علامت رکھتا ہو تاکہ اس کے

دیا محمد بختیار خلجی ہی مخفی نہ رہے کہ محمد بختیار بلا وغور اور گر مسیر کے اکابر سے ہو اور سلطان غیاث الدین محمد سام کے عہد میں غزنین میں آیا اور اُس کے بعد ہندوستان میں آکر ملک معظم حسام الدین بعلبک کے امراء کبار سلطان شہاب الدین سے تھا اُسکی ملازمت میں حاضر ہوا اور ملک مذکور کے مساعی جمیل سے بعضے پر گئے درمیان دو آب کے اور اُس پار لنگا کے جاگیر پائے اور جبکہ آثار شجاعت اور بہادری کے اُس کے ہرے سے ظاہر ہوئے پر گئے کنپڑ اور پیتا بھی اُسکے تفویض ہوا اور وہ نہایت سخی اور شجاع اور عاقل تھا اور بہت سکی نادرات اور عجائبات سے خالی نہ تھی از انجملہ ایک یہ امر بھی تھا کہ جب وہ سرور قد ہو کر ہاتھ زانو پر چھوڑتا تھا اس کی انگلیاں اُس کے زانو کے نیچے گذرتی تھیں اور جو کہ ہمیشہ ولایت بہار اور منیر ریاست لاکر قسم قسم کے غنائم دستیاب کرتا تھا اور اس طرف کے سرکشوں کو نہ پر کر کے عاجز رکھتا تھا کوئی اُس سے آگے نہیں ماسکتا تھا تھوڑے عرصہ میں اسباب شوکت اور سامان نجل اُس کا اندازہ سے زیادہ ہوا اور ایک جماعت کہ غور اور غزنین اور خراسان سے ہندوستان میں آن کر پرانندہ تھی اس کی سخاوت کا آوازہ شکر اُسکے پاس فراہم ہوئی اور جب شہ اس امر سے قطب الدین ایک پر ظاہر ہوا اُس کی بروش میں کوشش کر کے خلعت شاد باشی اور سر فرازی کا اُس کے واسطے بھیجا محمد بختیار خلجی اس التفات سے نہایت قوی پشت ہوا اور جیسے صرصر خزان سے باغ و بہستان برباد ہوتا ہی اس نے لشکریوں کے منب و غارت سے ملک بہار کو بے برگ و بار کیا اور قلعہ بہار کو فتح کر کے وہاں کے باشندوں کو کہ بہمن پیر اور مرتاض تھے اور وادھی موچھ موڈ و اس کے تھے تہ تیغ کیا اور جو کتب ان کی دستیاب ہوئی تھیں اُس جماعت سے کوئی ایسا شخص بداندہ ہوا کہ اُسے پڑھے یا سمجھے لیکن وہاں کے آدمیوں سے ایسا معلوم ہوا کہ باشندے اس ملک کے کفار تھے اور اس قلعہ کے رہنے والے تمام مدرس بھی کفار تھے اور لغت ہندی میں بہار مدرسہ کو کہتے ہیں اس لیے اس شہر نے کہ معدن علم تھا ساتھ اس اسم کے شہرت پائی اور بعد اس کے محمد بختیار خلجی مع اموال و نسا ئم بشمار قطب الدین ایک کی ملازمت کے واسطے واراخلافت دہلی میں پہونچا اور شرف ملازمت میں فار ہو کر نہایت ملوکانہ سے سرفراز ہوا اور مرتبہ اس کا اس نہایت کو پہونچا کہ اپنے ہمشیموں میں محمود ہو اس صورت میں حاسد قطب الدین ایک کی مجلس میں وہ باتیں کہ جس سے اُس کی کسر شان اور حقارت و ابانت ہونے کو کر کے تھے آخر میں ایک دن یہ معرض کیا کہ محمد بختیار فیل مست سے اپنے کا داعیہ رکھتا ہو اور روضۃ الصفا کی روایت سے واضح ہوا کہ اس عرصہ میں وہ فیل سفید سے کہ مسدود ہوا تھا خود لڑا الغرض سلطان قطب الدین ایک نے پہلے محمد بختیار کی ہلاکت سے اندیشہ کر کے اٹھا رکھا اور آخر کو مقر بون کے مبالغہ سے اس میں شریک ہوا چنانچہ ایک دن اس نے قصر ہلی کو آ رہے کر کے جلاس کیا اور صلائے عام دے کر خلعت کو بلایا اس کے بعد فیلبان فیل سفید کو میدان میں لانے پہونچوں نے یہ عرض کی کہ محمد بختیار کے جوڑ کا ہاتھی تمام ہندوستان میں دستیاب نہیں ہوتا یہ سنکر سلطان قطب الدین نے محمد بختیار سے فرمایا کہ یہ گیند اور یہ میدان ہی اگر ادا وہ جنگ اور جو صلا



## مقالہ ساتواں حکام شرقی اور یورپی کے بیاہن

ارماسا اولوالعصار پر پویشیدہ۔ سب سے کثرت اور یورپ دولط مترادف ہیں ایک عربی اور دوسری ہندی اہالیان ہندوستان نے خود ملک شرقی دہلی کو وسیع دیکھا اقدار اور ترقی کے واسطے حکام عالی پر اور تربہت اور اس فواج کو صاحب سک اور خطہ جسے سلاطین شرقی کہتے ہیں اور والیان جنگالہ اور ستارگان خون اور گھنٹی اور بہار اور جاحل اور اس حد و ملک سلاطین یورپیہ کہتے ہیں

## ذکر سلاطین یورپی کہ انکو جنگالی بھی کہتے ہیں

رسمائز واقعات احوال ملوک عظام اور عارفان احار شہور اور حوام کے حاضر بھی۔ رہے کہ اکثر ملوک تواج متداولہ خدا یا سلاطین یورپی اور شرقی کی شجہ سے خالی ہیں اس واسطے مار نقل کتاب العیہ پر کہ مولعا شادی مولانا احمد موسیٰ جو رکھدو دوسری۔ و اتوں میں ہیں مشغول ہوا اگر اس مقالہ میں ناظرین پر حکمین کی نظر کیا اتریں کوئی احتمالات کہ رہے یا غلطی رہ گئی ہو تو اسے مشرت پر محول کرنا چاہیے کہ میں نے بقدر طاقت تبصری کمال تحقیق و تدقیق ایک ایک حرف اس کا صحیح کیا ہے اور جو کچھ علم ناقص اس کا تعیظ تھا درج کیا امیدوار عرض ہو انعمو محمد کرام اللہ اس متدل و ماہرئی نفسی ان العس لامارۃ ماسد الامام رسی و ما توفیقی الا لا انعمو العلی العظیم و صلی اللہ علی محمد و آلہ العزالیہ میں و صبحہ الراشدین

## ذکر محمد نجتیار کے غلبہ کا ولایت بہار اور گھنٹی پراء

اول جو شخص کہ آمدش ہاں اسلام سے اس نوح کی طرف کیا اور اس حد و میں طریق اسلام کو رواج

کار آزمائش گاہ رکھ سکتے ہیں اور سلاطین فاروقیہ نے ایک قلعہ اور پہاڑ کی چوٹی پر دروازہ کی طرف احداث کیا ہے اس کا نام مالیک رکھا ہے جس وقت کہ اہل قلعہ بہادر خان کے اوضاع ناپسندیدہ سے رنجیدہ ہوئے اور جنگ سے ہاتھ کھینچا مروم اکبر شاہ اس پر متصرف ہوئے پس اگر مالیک میں بھی چند برج تیار کر کے تپ اور ضرب زن وغیرہ اس پر نصب کیے جاویں اور دو سو آدمی جنگی اسس کی محافظت کے واسطے مقرر ہوویں اس قلعہ کا بھی سر کرنا بہت دشوار ہووے الغرض ایسا قلعہ آسانی تمام اکبر شاہ کے تصرف میں آیا اور مشتمل ایک ہزار آٹھ ہجری میں سلاطین فاروقیہ کی حکومت آخر ہوئی اور اکبر بادشاہ بہادر خان کو دارالسلطنت لاہور کی طرف لے گیا اور اس نے پھر دوبارہ اس سلطنت کا منہ نہ دیکھا اور اس کے رکون کا سرکار بادشاہی سے وظیفہ اور علفہ مقرر ہوا اور بہادر خان حضرت نور الدین جہانگیر بادشاہ ولد اکبر بادشاہ کے عہد فرخندہ ہمدین کہ ۱۰۳۸ھ ایک ہزار تینتیس ہجری تھی اگرہ کی دارالخلافہ میں قصائے الہی سے فوت ہوا مدت اس کی سلطنت کی مع محاصرہ تین سال اور کچھ زیادہ تھی واللہ اعلم بالصواب





کاملہ قلعہ میں رکھتا تھا اور قلعہ اور احساس سے اس قدر ملوث تھا کہ محاسب القدر کے سوا شمار اور حساب اس کا کوئی نہ کر سکتا تھا لیکن آدمیوں کو کچھ نہ دیتا تھا اس وجہ سے اہل قلعہ نے اتفاق کر کے یہ تجویز کی کہ نشان و شبی کا بلند کر س اور ہماراں کو بیع معرینہ کرنا کر کے بادشاہ کے سر کریں ہمارا خان فاروقی اس امر سے واقف ہوا اور اپنے ارکان دولت آصف خان و میرزا صحر اور کسبہ خان وغیرہ کو ایک حکام کے مشورہ کیا سکھوں نے جواب دیا کہ رور و رور ساری اربوت کی شدت سے حال شیریں قلعہ اور ضائع ہوتی ہے اس سبب کو ملہ اور حصر اور درجہ دے سے ملے اور ساری دین ہوئی اور علاوہ اسکے ان معدلات کے سبب اپنے بادشاہ عظیم التاں کے ہاتھ سے محبت ہوئی ہوتی ہے جو کہ انعام خان و مل سے امان خواہ ہو کر محاصرہ خدمت بادشاہ ہم قلعہ اس کے تعویض کریں ہمارا خان فاروقی نے یہ رائے پسند کی اور خان عظیم میرزا عربی کو کاکے رعب سے طلب کیا لایا ہوا بادشاہ خان کی امان دے کر مال سے ساکت ہوا ہماراں فاروقی اسے بھی عیثت حاصل کر خان عظیم کے پاس قلعہ سے برآمد ہو کر بادشاہ کی ملازمت میں فائز ہوا اور قلعہ آسیر کو بیع و حصر و سالہ اور آد قلعہ کے حصر سے پناہ ایک اس کی تعمیر مکمل ہو گئی مع حراہ وغیرہ اہالیان اکبری کے سر دیا اس مؤلف اس کتاب کا وراثت کر کے لے سکتا ہے ایک ہزار تیس ہجری میں حواہ حسن تربی کے ہمراہ شاہراہ وادیال کا دیواں تھا قلعہ پر حاکم سیر کی دیکھا کہ ایک بیاض رعب کہ سر آسان پر کھینچے ہو اس کے اوپر آدھ کس ملکہ ریادہ ایک زمین سطح اور ہوا ہوا اور کئی چہرہ بانی کے اس مقام پر جاری ہونے میں گر ان کا پانی کسی کم ہو جاتا ہے اس واسطے چند حوص تیار کیے ہیں کہ اگر خشک سالی میں پانی جیشون کا لگی کرے پانی نالاب میں جمع رہے اور اس زمین ہزار ہر ایک قلعہ ہایت سنگین اور رعب اعدادات ہے نصف عمارات اس قلعہ کی آسا میرے تعمیر کی تھی اور باقی سلطانین فاروقیہ کی ساختہ اور پرواحتہ ہے اور اس میں راہ البسی دشوار گذار ہے کہ پیادہ ہزار غرائی سے اس میں عام ہوا اور مرکب پیر راکب مشقت تمام اس پر چڑھنا ہے اور ملہاے کو چاک کو بھی رسی میں مادہ ہلکا اور پلے جاسکتے ہیں اور اس قلعہ کے اندر عمارات رعب اور حوص قطع اور باج با محلف اور حوص پسند مد مکرت ہیں اور اس پر اس طرح کی مسجد جامع تعمیر ہو کہ مثل اس کے شہر کے معلم میں بہت کم مشاہدہ ہوئی منقول ہے کہ جس وقت اکبر شاہ نے اس قلعہ کو مانع کیا اگر وہی طرف مراحتہ و مالی کوک ہایت اعتقاد اطوار کفرہ پر دکھتا تھا ایک وراں لکھا کہ اس مسجد کو مزار کے محاسے اس کے ایک تھا تیار کریں لیکن شاہزادہ دایال اس وقت رہاں پور میں تھا اس نے وراں کے مصمون پر مل کر یکاچہرہ میں آصف خان حواہ الواحسن ترسی سے کہ اس نے قلعہ ہائے معلم ہندوستان کو دیکھا تھا بلوچا کہ آسیر نے کوئی قلعہ اس سے بھی مستحکم اور سنگین نہ لکھا ہے لایاں قلعہ بہتاس کا حوص ہندوستان کے پور بہت واقع ہے اس قلعہ سے بہت مضبوط ہے اور دو واس حصار وسیع کا باج چھ کوس میں ہے دس مارہ سرار مرد خلی اس کی محافظت اور حراست کر سکتے ہیں اور قلعہ آسیر کو ایک ہزار مرد

اسکا بیٹون کے جلسہ میں مشغول ہو کر ہر روز کو نور و سجھکر عیش و عشرت کو غنیمت جانتا تھا الغرض شاہزادہ کا مکر و بختیار نصرت خصال سلطان مراد شہر شاہ پور میں کہہ ہی کا احداث کیا ہوا تھا اجل طبعی کے سبب سے مرگیا اکبر بادشاہ نے صوبہ دکن شاہزادہ دانیال کو عطا کیا اور شاہزادہ اس ملک میں شریف لایا بہادر خان اپنے باب کی روش کے خلاف عمل کر کے کوتاہ اندیشی سے اُس کی ملاقات کو نہ کیا اسی عرصہ میں جلال الدین محمد اکبر بادشاہ خود بہ نفس نفیس تسخیر دکن کے لیے متوجہ ہوا اور شاہی آباد مندوین نرول اجلال اور حلول اقبال فرمایا بہادر شاہ نے اس کا بھی استقبال نہ کیا اور قلعہ آسیر میں قلعہ بند ہوا اور قلعہ داری کے سامان اور بروج و بارہ کی تیاری میں مستعد ہو کر کمال نادانی اور بے میزبی کے ساتھ خرم و ہوشیاری کی یعنی سپاہی اور شاگرد و پیشہ اور مردم ضروری جو کہ اُس کی خدمت اور قلعہ کی محافظت میں کام آویں اٹھارہ ہزار آدمی اہل حرفہ و اقبال وغیرہ سے قلعہ میں لایا اور گھوڑے اور ہاتھی اور گائے بھینس اور بچھڑ اور بکریاں اور مرغ و کبوتر بھی اسی میں لے گیا الغرض مصنف نے آصف خان اور میرزا جعفر اور محمد شریف کی زبانی سنا کہ جب بعد فتح قلعہ آدھیون کا شمار کیا گیا تو اسی ہزار آدمی مرد و زن قلعہ سے برآمد ہوئے اور چالیس ہزار آدمی عفونت اور وبا سے ایام قلعہ بندی میں فوت ہوئے تھے غرض کہ اسی طریق سے ہر جنس کے حیوانات کو شمار کرنا چاہیے پھر جب لشکر بادشاہی برہان پور کی طرف پہونچا اور بہادر خان کا احوال پر اختلاف دریافت کیا تو احمد نگر کی روانگی ہوئی رکھ کر فتح اُس کی شاہزادہ دانیال اور خان خانان سے رجوع فرمائی اور خود اس شہر میں اقامت پذیر ہوا اور امراء و گاہ کو قلعہ آسیر کے محاصرہ کا حکم دیا اور جب ایام محاصرہ نے طول کھینچا یعنی ایک مہینے کا عرصہ گزرا قلعہ کی ہوا آدمی اور حیوان کی کثرت سے متعفن ہوئی اور وبا پیدا ہوئی حیوانات صامتہ اور ناطق کو ملاک کرنا شروع کیا ہول قیامت نے ظہور کیا تمام اہل قلعہ مضطرب ہوئے اس درمیان میں اہل قلعہ کو خبر پہونچی کہ اکبر بادشاہ نے ایک جماعت کو جو طلسمات اور جادو سے خوب واقف ہیں یہ حکم دیا ہے کہ وہ علم جس کی تاثیر سے قلعہ سر ہو پڑو میں پہونچاؤ اور خود بھی بہ نیت فتح قلعہ تسبیح پڑھتا ہے اور سامی تیر عظم اوسینی چونکہ اعدا کی نگونساری اور موجب فتوحات قلعہ ہو اور مکر رسد کر تجربہ بھی کر چکا ہے استعمال کرتا ہے یہ وبا اسی کے اثر سے ہے الغرض بہادر خان فاروقی اور تمام اعیان اور ارکان اس کے یہ خبر سنکر بیدست و پا ہوئے اور سر رشتہ عقل صواب اندیش کا ہاتھ سے وے کر مردم زیادہ کے نکالنے اور حیوانات کے اخراج اور ازاکہ اسباب عفونت میں کوشش نہ کی ہر چہ سند کہ محافظان قلعہ نے افلاس اور کمی غلہ اور آذوقہ کے بارے میں شکایت اور الحاج کی لیکن بہادر خان فاروقی نے اُن کے احوال پر نظر تو جو نہ کی مدم کا رگدرا و جنگی کو پریشان رکھنا اور لیت و لعل میں ایام گذاری کرتا رہا بیان تک کہ وہ جماعت بہ تنگ آئی اور حفاظت قلعہ میں سستی کرنے لگی امراء اکبری نے محاصرہ کے سبب سے اُنھیں بہ تنگ اور عاجز کیا اور قلعہ بالیکر کہ قلعہ آسیر کے متصل تھا متصرف ہوئے اور بہادر خان فاروقی باوصف اُس کے کہ ذخیرہ میں دس برس کے مصارف

سے ملحق خاطر کر کے اس کے پاس لایا اور اس کے بعد جمال خان ہمدانی نے روہنگیری گھاٹ سے  
 عورت کے مسامتہ طرف کی اور افواج طرفین نے مقابل ہو کر مصروف حرب آراستہ کر کے ایسی جنگ کی کہ  
 زمین و آسمان کو دیکھ کر حیرت ہوئی فی الجملہ طرفین نے اپنے ثقات زمین کیس میں تمام کر کے داجا فری  
 اور شجاعت کی دیو بیان تک کے ایک گونی شدوق کی کمال خان کے لگی کاس کے صدر سے حاسر نہوا  
 اور برہان حمام شاہ ثانی اور راجہ علی حان مطہر و منصور ہو کر چند روز پورم جشن اور شادی میں مشغول  
 ہوئے پھر ایک نے دوسرے کو رخصت کیا برہان نظام شاہ ثانی احمد گمر کی طرف اور راجہ علی حان  
 برہان پور کی سمت روانہ ہوئے اور جب برہان نظام شاہ ثانی سکنہ ایک ہزار چار پھر یں ہوت ہوا  
 اور شاہ ہزاوہ سلطان مراد ولد حلال الدین محمد اکبر بادشاہ اور میرزا احمد الرحیم المصطفیٰ حان ماناں لہ  
 پیر خان ترکمان ولایت نظام شاہیہ کے قصد تسمیر روانہ ہوئے راجہ علی حان فاروقی نے حلال الدین محمد  
 بادشاہ کے حکم کے موافق مع لشکر حصار تسمیر ہی کی اور اس کے بعد شہزادہ اور میرزا احمد الرحیم حاکمان  
 احمد نگر میں پہنچے اور اسے محاصرہ کیا اور موسم برسات کے ہو چکے سے وہ شہر فتح ہوا طغیوں نے  
 اس طریق پر صلح کی کہ ولایت برار شاہزادہ سلطان مراد کے متعلق رہے اور احمد نگر پر نظام الملک  
 قابض اور ذیل ہووے اور بعد چند چارن کے شاہزادہ اور حاکمان برار میں آن کر اس ولایت پر  
 متصرف ہوئے اور راجہ علی حان کو آسیر اور برہان پور کی طرف رخصت کیا اور عرصہ قلیل کے بعد  
 دکنیوں نے اتفاق کر کے چاہا کہ ملک برار کو لشکر تھیل کے تصرف سے رآوردہ کریں پھر هجوم  
 کر کے سہیل حان حواہ سرگودھ فارکر کے دریائے گنگا کے کنارے مقصد سون پت کے قریب  
 جمع ہوئے اور حاکمان شاہزادہ کے ہمراہ اتفاق راجہ علی حان اور تمام امراءے محل سہیل حان  
 کے مقابلہ کو روانہ ہوا اور بعد جنگ موصف اس کے میرزا احمد الرحیم المصطفیٰ حان حاکمان  
 قنجاہ ہوا لیکن راجہ علی حان فاروقی کہ دکنیوں کے توپ خانہ کے سامنے لڑ گیا تھا مع اکثر افسر  
 حامدیں حاکم ملک ہما اور اس کا مات برہان پور میں لاکر دفن کیا مدت اس کی دولت اور حکومت کی  
 اکیس سال اور کچھ زیادہ تھی

## تذکرہ بہادر خان فاروقی بن راجہ علی خان کی حکومت و بیان سبکی زوال سلطنت کا

جب سلطان ایک ہزار پانچ سو پانچ راجہ علی خان فاروقی نے شہرت مات علیا اس کا مشاغل الدین  
 محمد اکبر بادشاہ کے حکم اور خاستخان کی تحویب سے حاشیہ ہوا اور حادیس کی حکمانی کرنے لگا عورت  
 حسیبہ العنقل بادکم تحریر تھا سنگ اور لورہ اور شراب اور اصابون کا مقید اور راک و رنگ اور نعم  
 سر و دولت و ملک اور مقیدہ ارباب نشاط و غیرہ کی صحبت کا راجع ہوا و آب تہی کے کنارے اور  
 برہان پور کے مقابل ایک تہہ باسم بہادر پور احداث کر کے اس کی تعمیر میں کوشش کی اور باوجود  
 سپاہ محل علی ہمایوں کے تیسرے ملک اور دولت سے حاصل ہوا اکثر اوقات عورتوں کی صحبت اور

امیدوار مراحم خسروانہ فرمایا اور راجہ علی خان یہ خبر سنکر اکبر شاہ سے نہایت ہراسان ہوا اور وہ ہاتھی  
 کہ سید مرتضیٰ اور امرا سے دکنی سے لیے تھے بلا طلب بارگاہ اکبری میں ارسال کر کے اظہار اطاعت  
 کی اور اُس عمل سے معذرت خواہ ہوا اور جو قبل اس سے چند مرتبہ برہان نظام برادر حقیقی مرتضیٰ نظام  
 نے بھی احمد نگر سے اکبر بادشاہ کی خدمت میں جا کر لگا ملا، بالی تھی ہاتھیوں کے بھیجنے سے کچھ فائدہ  
 نہوا اور سستہ ایک ہزار تین ہجری میں اکبر شاہ نے برہان نظام شاہ ثانی اور سید مرتضیٰ اور خداوند خان  
 حبشی اور تمام امرا سے دکن کو خان اعظم میرزا عزیز کو کا کے پاس جو حاکم مالوہ تھا بھیجا اور یہ حکم دیا کہ باتفاق  
 جماعت مذکورہ دکن کو فتح کرے اور خان اعظم میرزا عزیز کو کا شادی آباد مندوسے برآمد ہو کر مع لشکر  
 مالوہ اور امرا سے دکن برار کی طرف متوجہ ہوا اور میرزا محمد تقی نظیری کے سادات عظیم الشان سے تھا  
 مرتضیٰ نظام شاہ کی طرف سے سر لشکر ہوا اور راجہ علی خان کے مدافعہ کے واسطے خاندیس کی  
 سرحد میں آیا اور خان اعظم میرزا عزیز کو کا نے عندالدولہ شاہ فتح اندر شیرازی کو راجہ علی خان کے پاس بھیجا  
 اکبر بادشاہ کی موافقت کی دلالت کی اور اتفاقات سے اسی حال میں میرزا محمد تقی نے بھی آسیر میں آن کر  
 راجہ علی خان کو نظام شاہ کی طرف بلایا راجہ علی خان متحیر ہوا آخر چند روز کے بعد شاہ فتح اندر  
 سے غدر خواہ ہو کر لشکر نظام شاہ سے جاملما اور بعد ایک ماہ کے میرزا محمد تقی اور راجہ علی خان مع میں  
 ہزار سوار اور توپخانہ بسیار ہندیہ کی طرف کہ مغل کا لشکر کاوتھار روانہ ہوئے اور ان کے مقابل ایک کوس  
 پر پڑاؤ کیا اور دوسرے دن بمصاف کا وعدہ ہوا قضا راخان اعظم نے صلح ان کی مجاہدہ میں نہ دیکھی  
 رات کے وقت مشعلیں اور جیمے جا بجا چھوڑ کر دوسرے رستہ سے ولایت برار کی طرف متوجہ ہوا اور  
 سپاہ مغل بالا پور اور ایلمچور کو غارت کر کے اُس مقام میں مقیم ہوئے اس درمیان میں میرزا محمد تقی اور  
 راجہ علی خان تعاقب کر کے اس نواح میں پہونچے خان اعظم میرزا عزیز کو کا نے پھر مقابلہ اور مقابلہ میں  
 صلح نہ دیکھی مذربار کے راستہ سے اپنے اردو میں داخل ہوا اور راجہ علی خان فاروقی نے سپاہ  
 مغل کی طرف سے ملحق ہو کر میرزا محمد تقی نظیری کو برہان پور کی سمت رخصت کیا اور لشکرانہ میں اس کے  
 زیر خط فقر اور تحقیق کو پہونچایا اور برہان نظام شاہ ثانی نے جب دیکھا کہ کچھ کام انجام نہوا اکبر شاہ کے  
 دربار میں جا کر زمانہ بفرغت بسر کرنے لگا جبکہ سببہ نوسوسات ہجری میں اُس کا بیٹا اسماعیل نظام شاہ  
 بھری کہ دکن میں تھا احمد نگر کا بادشاہ ہوا اور برہان نظام شاہ ثانی نے جیسا کہ اپنے مقام میں تحریر ہو چکا  
 ہے بطبع ملک موروثی محمد اکبر شاہ کی تجویز سے ہندیہ کی طرف کہ اس کی جاگیر تھی آن کر راجہ علی خان سے  
 استدعا چاہی اور راجہ علی خان فاروقی ابراہیم عادل شاہ کے مشورہ کہ اس عرصہ میں دکن کی ہمت  
 اُس سے رجوع تھی اس امر کو قبول کر کے معاونت برآمد ہوا اور جمال خان ممدوی کہ ملک احمد نگر کا  
 صاحب اختیار تھا اسماعیل نظام شاہ کو ابھار کر کبوج متواتر برہان پور کی طرف روانہ ہوا اور راجہ علی خان  
 فاروقی شجاعت و مردانگی سے لشکر آرائی کر کے برہان نظام شاہ ثانی کو ہمراہ لے کر برار کی سرحد میں  
 گیا اور جمال خان ممدوی ابھی نہ پہونچا تھا کہ امرا سے برار کو بوجہ وعید برہان نظام شاہ ثانی کی طرف



اُس دن نہایت خوف اور رعب کے غالب ہونے سے برخاست کر کے جاے قلب میں فروکش ہوا اور ارا بے توپ و بندوق اپنے دائرہ کے گرد کھینچ کر شام تک وہاں سے حرکت نہ کی اور جب شب ہوئی خیمہ اور ڈیرہ اور اشیائے ثقیل چھوڑ کر بروج کی طرف بھاگا خاندان سیدوں اور وکلیوں نے واقف ہو کر چنگیز خان کا مال و اسباب تاراج کر کے اُس کے تعاقب میں کوشش کی اور توپ اور ارا بے اور ہاتھی نامی تصرف میں لاکر پلٹ آئے اور چند روز ولایت گجرات میں پورا غلغل رہا خلایق گجرات کو عموماً معلوم ہوا کہ شاہ مظفر گجراتی سلاطین گجرات کے خاندان سے نہیں ہوا اس واسطے میران محمد شاہ فاروقی نے ولایت گجرات واسطے اپنے مناسب جانکر زرخیر صرف کر کے جم غفیر جمع کیا اور ایک جماعت سرداران گجرات کی اُس کے شرمیک ہوئی چنانچہ تیس ہزار سوار ہمراہ رکاب کے کراچہ آباد کی طرف روانہ ہوا اور چنگیز خان کہ ان دین احمد آباد پر تسلط ہوا تھا میرزا یان مذکور اس سے ملحق ہوئے اور چنگیز خان آٹھ سات ہزار سوار لے کر احمد آباد سے برآمد ہو کر سرگرم وغا ہوا اور میران محمد شاہ میرزا دین کی اعانت اور امداد کے سبب تاب مقاومت نہ لایا شکست کھا کر آسیر کی طرف بھاگا اور چنگیز خان مال اور اسباب اور اثاثہ شوکت اُس کا اپنے قبض و تصرف میں لایا اور چند روز کے بعد میرزا یان مذکور چنگیز خان سے متوہم ہو کر گجرات سے بھاگے اور بہ قصد دست برد ولایت خاندیس میں تاخست لاکر خرابی و تاراجی میں کوتاہی نہ کی اور جب تک میران محمد شاہ فاروقی لشکر فراہم لاکر ان کے تدارک کو متوجہ ہووے وہ اپنا کام کر کے اُس مملکت سے برآمد ہوئے اور سترہ نو سو بیاسی ہجری میں جب مرتضیٰ نظام شاہ بھری والی احمد نگر ولایت برار کو مسخر کر کے اور تفال خان کو دستگیر کر کے عازم مراجعت ہوا اور اپنی مملکت ۱۵۰۰ ایک آدمی کو خاؤادہ و عہاد شاہیہ سے منسوب کر کے میران محمد شاہ فاروقی کے پاس بھیجا اور ان سے طلب اعانت کی میران محمد شاہ اُس کے قریب آیا اور پانچ چھ ہزار آدمی اُس کے ہمراہ کر کے ولایت برار میں بھیجا غرض کہ ایک خلل عظیم اُس صوبہ میں بہم پہنچا آخر شش مرتضیٰ نظام شاہ بھری خواجہ میرک و ہر اصنفہائی المناط بہ چنگیز خان کی صلاح سے پلٹ کر میران محمد خان فاروقی کے لشکر کو بنات النعش کی طرح متفرق کر کے برہان پور میں آیا اور میران محمد شاہ تاب متابلہ نہ لاکر قلعہ آسیر کی طرف بھاگا اور مرتضیٰ نظام شاہ بھری نے اُس قلعہ کو بقصد تسخیر کھرا لیکر جب اُس کے ہمراہی ولایت خاندیس کی تاخست و تاراج میں مشغول ہوئے میران محمد شاہ فاروقی نے مستطرب ہو کر ہاتھ و اسن صلیخ پر ارا اور چھ لاکھ منطقی کہ قریب تین لاکھ تنگہ تقری یعنی دھنی روپیہ کے ہوتے ہیں مرتضیٰ نظام شاہ اور اُس کے وکیل سلطنت چنگیز خان اصنفہائی کو دیکر سپاہیوں کو اپنے سے راضی کیا پھر انھوں نے ترک محاصرہ کر کے احمد نگر کی طرف مراجعت کی اور سترہ نو سو چوبیس ہجری میں میران محمد شاہ فاروقی مرض الموت میں مبتلا ہو کر فوت ہوا اُس کا بیٹا حسن خان فاروقی جو طفل نابالغ تھا حکمران ہوا اور جب اس کا چچا راجہ علی خان فاروقی بن میران مبارک خان کرجال الدین اکبر بادشاہ کی ملازمت میں رہتا تھا اپنے بھائی کی خبر سنا کر گرہ سے خاندیس کی طرف

سرمحمد جان حاکم مالوہ اُس کے احوال پر عارم ہو کر ولایت حامد میں آنا اور بہار پور تک تاحث کر کے  
 قتل و اسیری میں تقصیر نہ کی اور حامد میں کے وسیع و تریف اور ان کے اہل و عیال محل کے دست و جور  
 میں گرفتار ہوئے اور جو مساو کہ خیال میں بھی نہ تھا وہ واقع کیا میران مبارک شاہ قلعہ آسیر میں لایا اور  
 قتل جان حاکم برار کو ملک کے واسطے طلب کیا جب وہ ہایت سامان اور شوکت سے حملہ خاندان  
 میں پہنچا میران مبارک شاہ اور مازہا و دوڑن متفق ہو کر عرصہ میں پر محمد خاں متوجہ ہوئے امر اور  
 سیاہ محل کرنا اور اسات فراوان ان کے ہاتھ آیا تھا حامد میں کے محبوبوں سے عیث و عشرت میں  
 مشغول ہوئے اور عمارت اور مقام کی رحمت حکم کے معاودت پر مائل ہوئے اور سر محمد جان نے  
 امر اور اسیران سیاہ کی موافقت کے سوا چارہ نہ دیکھا مالوہ کی طرف عارم ہوا اور سلطانین ملتہ نے  
 ماتفاق اُس کا تعاقب کیا حاتم سیاہ محل حاتم کے لئے حاتم میں مشغول تھی سر محمد جان کا ساتھ  
 نہ دیا اور شب و روز قطع مسامت کر کے اپنے سپہ سالار سے پیتراب رہا وہ سے عمو کر کیا  
 قتل حال اس امر سے واقف ہوا رہا وہ کے اطراف میں تاحث کر کے آدو سے محل پر چاڑھا اور سر محمد جان  
 استر آما دی نے طاقت معاومت اپنے میں مدد کی لے اختیار مجاہد و غمگاہ اور سار و سلب  
 سے قطع نظر کر کے بھاگا اور قتل جان علو پر تعاقب میں تھا اور مار مارا دے کے آدمیوں نے باؤٹرا  
 اس پاد سے ہٹا دیا تھا سر محمد جان نے ساحل زمرہ پر پہنچ کر ٹھہرا اور بائیں ڈالہ اس طور سے کہ کراس  
 کا سامنی میں مرقوم ہوا کہ ہر محمد جان و رطہ پاکت میں عرق ہوا درماتی ہوا ہی اُس کے سلامت  
 نکل گئے اور مال و اسات نقد من معلون کا لٹ گیا میران مبارک شاہ اور قتل جان مار مارا دے کے  
 کے لیے مالوہ میں آئے اور امرائے محل کو اس ناجیہ نہ نکال دیا اور مار مارا دے کے شاہی آما مسدود  
 کے تحت رہنمکن ٹھہرا کر مراجعت کی اور میران مبارک شاہ و جماعتی لاکر کی جیٹھی تاج بدھ کی رات کو  
 ۹۹۹ھ یو سو چو ہتر سحری میں قتلے الہی سے موت ہوا اُس کا بیٹا میران محمد خاں قائم مقام ہو کر  
 متصدی امور ریاست اور حکومت ہوا مبارک جان کی امام حکومت شینس سال سے

### ذکر میران محمد شاہ فاروقی بن مبارک شاہ فاروقی کی حکومت کا

مبارک شاہ نے جب اس سر سے فانی سے کوہ کیا اس کا بیٹا محمد شاہ تاحث ساب ہو کر بہات سلطنت  
 کے انتظام میں مصروف ہوا اور اسی سال جلوس میں چنگیز خان گھراتی اتحاد وکیل سلطنت کی  
 تحریک کے سب سلطان مظفر گھراتی کو گجرات سے اُٹھا کر دہرا من لایا اور میران محمد شاہ کا تھاہ اُٹھا دیا جب  
 کوئی اُس کے احوال سے خبر میں نہوا قدم آگے بڑھایا اور قلعہ تھالیہ کے اطراف تک متصرف ہو کر  
 نقد و امکان صرف محمد شاہ فاروقی کے مالک میں مراجعت ہو جاتی اور میران محمد شاہ نے تغلغل حال  
 حاکم مراد کو مدد کے واسطے لایا اُس کے ماتحت چنگیز خان کے مقابلہ کو روانہ ہوا اور قتل جان کے اطراف  
 میں میگر جان کے قریب حاکم چاچا لاکر دہرا من مشغول ہو سے چنگیز خان اوجو دہرا وری اور شجاعت کے

تاریخ ۹۴۳ھ نو سو تینتالیس ہجری میں دارالقرار کی سمت روانہ ہوا اور ارکان دولت نے اس کا ثبوت برہان پور میں پہونچا کر عادل خان فاروقی کے خطیرہ میں دفن کیا اور جو اسکا کوئی فرزند بادشاہی کے لائق نہ تھا اس واسطے اُسکے محلے بھائی میران مبارک شاہ فاروقی کو خاندیس کا فرمانروا کیا

## ذکر حکومت میران مبارک شاہ بن عادل خان فاروقی

میران مبارک شاہ فاروقی نے اپنے بھائی کی خبر فوت جب برہان پور میں سنی چند فرسنگوں پر ہو کر قائم دلی میں مشغول ہوا جو میران محمد شاہ فاروقی کا کوئی لڑکا حکومت کے لائق نہ تھا امر اور اعیان ملک نے اتفاق کر کے اُسے تخت پر بٹھایا اور میران مبارک شاہ نے حکومت پر اشتغال کر کے سلوک خوب اختیار کئے اور امرائے گجرات نے احمد آباد کی شاہی کو محمود شاہ گجراتی بن شاہزادہ لطیف خان کے لیے مناسب جان کر اختیار خان کو بطلب اس کے خاندیس میں بھیجا کس واسطے کہ شاہ بہادر گجراتی نے اپنے بھتیجے سلطان محمود شاہ کو میران محمد شاہ فاروقی کے سپرد کیا تھا اور جس کو اس نے اپنے ایک قلعہ میں قید کر رکھا تھا اور اُس کے احوال سے باخبر اندر ہوشیار رہتا تھا جب اختیار خان برہان پور میں پہونچا اور محمود شاہ گجراتی کو بطلب کیا میران مبارک خان فاروقی نے اس امید پر کہ امرائے گجرات مضطر اور ناچار ہو کر اُسے وہاں کی بادشاہی پر منصوب کریں گے سلطان محمود شاہ گجراتی کے بھیجنے میں تامل کیا اور اعیان گجرات یہ امر سمجھ کر بمبیت تمام جنگ پر آمادہ ہو کر ولایت خاندیس کی طرف متوجہ ہوئے میران مبارک خان فاروقی نے حسب فہمائش خیر اندیشان سلطان محمود کو قلعہ سے بر آور دہ کر کے اختیار خان گجراتی کے ہمراہ جو اس کی طلب میں احمد آباد سے آیا تھا روانہ کیا اور اسی عرضہ میں عماد الملک جو سلطان گجرات کے غلاموں سے تھا بھاگ کر برہان پور میں آیا میران مبارک شاہ سلطنت گجرات کی امید پر مقام معادنت میں ہوا اور عماد الملک نے دس ہزار سوار گجراتی فراہم کئے اور دریا خان سلطان محمود کو ابھارا کر بقصد اخراج میران مبارک شاہ اور عماد الملک روانہ ہوا اور گجرات اور خاندیس کی سرحد میں دونوں میں جنگ عظیم ہوئی میران مبارک شاہ شکست کھا کر قلعہ آسیر میں در آیا اور عماد الملک مندو کی طرف بھاگ کر قادر شاہ کے پاس پناہ لے گیا سلطان محمود جب خاندیس کی تاراج و غارت میں مشغول ہوا میران مبارک شاہ نے مجبوری پیشکش بہت دے کر صلح کی اور سلطان محمود پلٹ کر اپنی ولایت میں گیا اور بعد ایک مدت کے صاحب اقتدار ہوا قصبہ ندر بار اور سلطان پور میران مبارک شاہ کو دیا اور اُس کے دینے کی یہ وجہ تھی کہ جس عرصہ میں سلطان محمود اور میران مبارک شاہ قلعہ آسیر میں قید تھے سلطان محمد نے اس سے یہ وعدہ کیا تھا کہ اگر توفیق سبحانی اور تائید رزدانی سے میں گجرات کا بادشاہ ہوں گا تو قصبہ ندر بار راہ رانی رکھوں گا اس واسطے عہد و قول پر وفا کر کے ایام سلطنت میں ندر بار کو اُس کے تصرف میں چھوڑا اور ۹۴۹ھ نو سو اٹھتر ہجری میں باز بہادر والی مالوہ لشکر نعل کے غلبہ کے سبب عروس خلکت کی ہم آغوشی سے غرور ہو کر میران مبارک شاہ کے پاس پناہ لایا اور



برہان پورہ را میر کا بڑا مکاتیب صادر ہوئے سب مکاتیب کے مصنفین سے اس کا حسن مقیدہ و کمال  
 ارادت و اب کامیاب کی ساتھ تھا اور جسہ کی وہاں حرام کی طرف سے اداع الطاف کا شکر تھا  
 ولید ریح کا کسار ہوئے عالم پایا اتمہ اراحوال علیہ ماں متار الیہ سے مقرراں مجلس اعلیٰ پر واضح  
 اور واضح ہوگا اور حواس و دولت حواء اور عالی حساب متار الیہ کے و میاں رالطہ العتق کی  
 تھا اس سبب ہاتھ عمر اور محتاجی کا موقف معلیٰ میں اٹھا کر رہاں عمر بیان سعادت کے واسطے  
 کھول کر اتنا اس کو تاہر کس طور سے تمام سلاطین سافقہ اور حواقین صادقہ خود ریہا گیری اور کثرت  
 کستائی ہوئے ہیں خصوصاً آن حضرت کے احاد و کرمیت شمار معدلت آثار کتاہ کلج سلطنت کار  
 قوم صنف اور اثر سے ان کے آراستہ ہوا اور عصا بہ تاج خلافت کا ان کے رسوم محادہ سے پہلے  
 ہر حضور بھی آید کر یہ فاعمواد اجمعوا سننے مانی انتہامہ کو راے جہان آراے کے پیش نظر واکر  
 اس و دولت حواء و اس کے ساتھیوں کی نصیحتات اصطاری اور لغز شہاے نے احتیاری کو مراعت  
 اور مراسم مکارم علی سے معاف و فراوین اور عیایات نے پائین سے دوا کا میاب کو اشارہ و طریق  
 کہ دست تصرف اس کی ولایت مقرر سے مار رکھ کر دروازہ و حمایت اور مدد رعایت ہون تو اس  
 طریقہ ستودہ میں اپنے اعداد اور اسلاف کی استدافرا حکام اطراف کے دل سرور کرتے ہیں  
 امید کہ یہی کمال علیوں اور دولت حواہی بنگول ہو کر صورت اس اتناں کی ساتھ حسن قبول کے  
 میں ہووے اور کوئی دوسرا مرقا اشراف واسطے میں مکر ہووے سوائے اطاعت اور مراسم وادی  
 کے دوسرا مرقا مین نہ آویگا اور ہر حال میں حکم اعلیٰ سرچشم ہوا اس کے بعد ہاں نظام شاہ مہری  
 اور امایم عادل شاہ اور سلطان قطب شاہ و علاء الدین علاء شاہ صاحب اقتصاد اور میران محمد شاہ  
 قاروقی مقام سرکشی میں پڑے تحت آستانہ نصیر الدین محمد ہاویں ما شاہ نے یہ راؤن کی لائق  
 سے اشر شاہ افغان کی عادت سے صلح قتدیکھا حادیں کوتاہت و تاراج کر کے شادی بکا  
 مدد کی طرف متوجہ ہوا اور جب سلطان بہادر مدد دیپ سے گجرات کی طرف متوجہ ہوا احتیاجی  
 بعض امور کے سبب شادی آما مدد سے آگرہ کی سمت روانہ ہوا مدد شاہ کو اتنی نے میران محمد شاہ  
 قاروقی کو واسطے بکالے امراے محل کے ولایت مانوہ سے نہیں کیا میران محمد شاہ قاروقی برہان پور  
 سے مانوہ کی طرف متوجہ ہوا اور اتفاقاً موحان شاہی آما مدد کو امراے جہانی لیے محل سے روانہ  
 کر کے ابھی ولایت مانوہ میں تھا کہ سلطان بہادر گجراتی اہل فرنگ کے ہاتھ سے شہد شہادت چکھ کر روئے  
 رحوان کی طرف ہرمان ہوا اور جو کہ لاؤلد تھا سلطان بہا کی والدہ نے جمیع امراے گجرات کو منع  
 کر کے میران محمد شاہ قاروقی کو شاہ ماکرماہ سکھ اور خطہ گجرات کا اس کے نام کر کے لفظ ساہ کا اس کے نام  
 میں اصل کیا یہ وہ شخص ہے کہ اول خس نے اس سلسلہ میں خطاب شاہی پایا اور جب امراے گجرات  
 نے چتر اور تلج مرصع ہا اور شاہ گجراتی کا اس کے واسطے مانوہ میں بھیجا راتناں تقدیم کی میران محمد شاہ  
 قاروقی نے تاج شاہی زیبہ سر کر کے گجرات کی روانگی کی تیاری کی قصا مایار ہو کر واقعہ کی تیرہویں

یعنی ۹۳۸ھ نو سو اڑتیس ہجری میں برہان پور میں تشریف لایا جیسا کہ وقائع دکن و گجرات میں بیان ہوا اور  
میران محمد شاہ کی مساعی جمیلہ سے برہان نظام شاہ اور سلطان بہادر کے درمیان نوازم صداقت غائبانہ  
قرار پائے اور برہان نظام شاہ میران محمد شاہ کے کہنے سے سلطان بہادر کی ملاقات کے واسطے  
برہان پور گیا سلطان اُس کے آنے سے نہایت محظوظ ہوا چتر اور سرابوہ سرخ اور خطاب  
نظام شاہی اُسے عنایت فرما کر یہ ارشاد کیا میں نے دشمن کو سلطنت سے اٹھایا اور دوست کو  
شاہ بنایا اس کے بعد برہان نظام شاہ کو خوش دل اور کامیاب احمد نگر کی طرف روانہ کیا اور خود پھر  
ولایت مالوہ میں گیا میران محمد شاہ نے پھر اُس کی ہمراہی کر کے خدمات شائستہ میں تقصیر نہ کی اور  
نقد رخصت حاصل کر کے برہان پور میں آیا جس وقت سلطان بہادر قلعہ چنیور پر گیا میران محمد شاہ  
سامان سفر و رست کر کے اُس کے پاس پہونچا اور جس دم کہ سلطان بہادر ہالیوں بادشاہ کے مقابلہ  
سے مند و کی طرف بھاگا وہ ہمراہ تھا اور جبکہ مندو سے چنیا نیر کی سمت جاتا تھا میران محمد شاہ کو آسیر  
کی طرف رخصت فرمایا اور جب جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہالیوں شاہ نے گجرات کو مسخر کیا ایک  
معتدیان درگاہ سے آصف خان نام کو احمد نگر میں برہان نظام شاہ بحری کی استمال کے لیے  
بھجکا پیشکش کا طالب ہوا اُس کے بعد ولایت خاندیس کی تسخیر کے ارادہ سے برہان پور گیا  
میران محمد شاہ فاروقی یہ خبر سنکر مضطرب ہوا مکتوب متواتر برہان نظام شاہ بحری کے پاس بھجکا اُس  
امر کی تدبیر اور اپنی رہائی کے بارہ میں مشورہ کیا برہان نظام شاہ بحری نے حقوق سابق کی رعایت  
کر کے ایک عریفہ شاہ ظاہر جنیدی سے لکھو کر جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہالیوں بادشاہ  
کے پاس کہ برہان پور کے اطراف میں پہونچا تھا ارسال کیا اُس کا ترجمہ حرف بہ حرف یہ ہے بندہ  
ذو لتخواہ لاکلام برہان نظام بعد اداے نوازم اطاعت اور شرائط النقیاد کے کہ بندگان صمیمی پرواہ  
ولازم ہر آئینہ رائے گیتی نما پر ظاہر اور باہر کرتا ہو کہ جب تک معمار خانہ قضا بنیاد قصر عالم کو ساتھ  
ارکان ان اللہ یا رب العادل والا احسان کے آمیزش قصور سے نگاہ رکھے اور جب تک چارہ ساز  
حقیقی سلاطین بنی آدم کی طبیعتوں کے ساتھ نفاذ فرمان یا ایہا الذین امنوا کو نوا تو امین بالقسط کے  
ارکاب ظلم و جور سے محفوظ رکھے ہمیشہ حضرت عالی کا بنائے قصر مہمانداری اور میدان سراسر خلافت  
سلاطین نامدار کا جائے قرار اور حکام صاحب اقتدار کا ملجا اور ماوا ہو جو مقصد یہ ہو کہ اس اوقات  
مبارک آیات میں فرمان ہالیوں قائل سراپا سعادت و اقبال طغرائے امانی و مال سے مزین ہو کر  
دیوان قضا جریان سے مصحوب جناب آصف خان کہ بمزید رتبہ سمجھتوں میں ممتاز زمین اس کمتر تن گاہ  
اور صادق الاعتقاد بے اشتباہ کے نام صادر ہو تھا مراسم مہابا ت اور لوازم افتتاح کے  
ساتھ اس کو سر و چشم پر رکھا اور قسم قسم کے استمالت شاہانہ اور اصناف عنایات خسرانہ  
کہ اس سے مستفاد تھے مطہر اور مستمال ہو کر مستعد بھول مقصود اور متوجہ فرمانبرداری کا تھا کہ  
عالی جناب محمد خان فاروقی المناطوب بہ میران محمد شاہ سے کہ آباؤ اجداد سے منتظم سرداری ولایت

حرب درست کر کے مع لوح علاء الدین حماد شاہ کی مدد کے واسطے دکن میں آنا اور یہ اتفاق عماد الملک  
 درہائے گنگ کے کنارہ برہاں نظام شاہ بھری کے مقابل آن کر صف آرا ہوا اور برہاں نظام شاہ  
 بھری کو شکست دے کر اُس کے لشکر کو پراگندہ کیا اور اتفاق عماد الملک قراقرع ایسی سبب دیکھ  
 اور روئے لے پر فانی ہو کر من ایستا ہوا کہ ان کی وجہ کسی قدر تعاقب میں اور ایک جماعت تابع  
 کے واسطے روانہ ہوئی تھی اور برہاں نظام شاہ بھری شکست کے بعد ایک دیہہ کی بہار میں ایستاد  
 جماعت میں بہار سوار ملٹ کر سید ان کی طرف روانہ ہوا اور عظیم کو مہلت جیل و قفسم و راجم کرنے کی نہ دی  
 قریب تمام حملہ آور ہوتا پیدا یزدی سے دونوں کو معرکہ سے بہریت دی اور دونوں کے امانت  
 سلطنت پر کفیل و توپچاہ و عیسوی سے مراد ہی متصرف ہوا اور چار کوس تعاقب کر کے سمت سے  
 پس ہا مدوں کو تہ تیغ کیا اور عماد الملک بحال عجیب اس محصد سے کاوہیل کی طرف اور میران شاہ  
 قاروقی آسیر کی سمت معزور ہوئے اور مکتوب سلطان بہادر گجراتی کو لکھے اور جو کہ دونوں نے  
 امداد کے مارہ میں ہایت الحاح اور حد سے سائلہ کیا تھا سلطان بہادر گجراتی مع سیاہ و رمخاہ  
 برہاں پور کی سمت آیا اور اتفاق میران محمد شاہ فارہنی ولایت رارہ میں داخل ہو کر جب حملہ پور  
 میں پہنچا اس ملک کی طبع دانستگ پر مبنی اور چاہا کہ کسی ڈھب سے ملک راہ کو عماد الملک کے تصرف  
 سے برآوردہ کر کے اپنے متعلقوں کے سپرد کرے اور خود دار الملک احمد مگر کی سمت عارم ہو کر  
 اس ولایت کو بھی برہاں نظام شاہ بھری سے چھین کر اُس کا حصہ اپنے نام کرے عماد الملک سلطان بہادر  
 کے ملانے سے ہایت متزددہ ہوا میران محمد شاہ سے سلطان بہادر کی شکایت کی اور میران  
 محمد شاہ نے یہ جواب دیا کہ خود کردہ راعلم ہے میست ایسا کام نہ کرنا چاہیے تھا جس کا یہ احکام واضح  
 ہوا اور اب مصر و قحط کے سوا کوئی تدبیر نہیں ہوا اتفاقاً انھیں دونوں میں کوئی ایسی تقریب ہوئی  
 میران محمد شاہ نے معروض رکھا کہ ملک راہ سلطان سے علاقہ رکھتی ہے اس ملک میں ہمتفاست  
 سے کچھ مال و جنس مصلح دولت نہ ہو کہ حصہ اس ملک کا اپنے نام کرے عماد الملک کو نوکرانوں کے  
 سلک میں معطر کر کے احمد مگر کی طرف نشر لے جاویں اور اُسے بھی جمع کرن سلطان کو یہ سائلہ  
 پسند آئی پھر رارہ میں حصہ اپنے نام کرے اور عماد الملک کو ملازم کر کے احمد مگر کی طرف روانہ ہوا اُس  
 مقام سے سامع اس تقریب کے کہ متروک چاہیے مقام میں لکھا گیا ہوا دولت آباد کی سبب گیا اور سید بن  
 محمد شاہ کی حسن تدبیر سے بہادر شاہ نے تیسرے ملک نظام شاہ اور عماد الملک سے دست کش ہو کر  
 معاودت کی اور مختلفہ دوسو سیتیس بھری میں سلطان بہادر نے مالوہ کی تیسری کی عربیت کی سبب مال  
 محمد شاہ طلب کے موجب اس کے پاس گیا اور ملکہ مدد کے لینے میں ہمت کو شش کی اور  
 اُسے جمع کر کے رحمت ہوا اور اسی سال برہاں پور کی سمت معاودت کی اور برہاں نظام شاہ  
 مالک مالوہ کی تیسری کی حیرتگرہا مت مضطرب ہوا اور شاہ طاہر کو رسم رسالت برہاں پور بھیجا تو طریق  
 مصداومت جاری کر کے دربارہ حدود صیت کے معتمد کر کے بہادر شاہ گجراتی دوسرے برس

نظام شاہ اس مخلص کی ولایت میں قدم رکھے گا دیات قلعہ کو موثوث رکھ کر اس کی جنگ میں مشغول ہوں گا شاہ محمود نے مضمون مکتوب پر اطلاع پاکر فوراً بارہ لاکھ روپیہ نقد اس کے واسطے ارسال فرمائے اور دلاور خان اور صفدر خان اور دیگر امرا کو سامان جنگ درست کر کے روانہ کیا اور اس کے در جواب لکھا کہ آن فرزند ارجمند خاطر جمع رکھے ہنگام ضرورت میں خود بنفس نفیس متوجہ ہوں گا احمد نظام شاہ بحری کہ ایک غلام شاہان دکن سے ہوا اسے ہتھکڑیاں کہاں سے ہم پہنچائی کہ اس فرزند کی ولایت میں قدم بڑھا کر درپردہ مصرت رسائی ہوا اور نظام شاہ کے ایچی کو بھی گجرات گیا تھا خوب دھمکا یا آخرش نظام شاہ بحری یہ حال دیکھ کر اپنی ولایت کی طرف راہی ہوا اور شیر خان اور ملک یوسف الخطاب بہ سیف خان عہد امان لے کر قلعہ سے برآمد ہوا اور ولایت کا وکیل میں جا کر دم لیا اور عادل خان فاروقی الخطاب باعظم ہایوں نے بعد پہنچنے لشکر گجرات کے راجہ کالنی کے اوپر کہ مطیع احمد نظام شاہ بحری تھا جا کر بعض دیہات اور قریوں کو تاخت و تاراج سے خراب کیا اور کالنے کے راجہ نے پیشکش دی اس وقت عادل خان نے لشکر گجرات کو رخصت کر کے آسیر کی طرف مراجعت کی اور ۱۲۳۹ھ نو سو تیس ہجری میں ہمراہ اپنے مامون شاہ مظفر گجراتی کے شادی آبا و منذرین جا کر خدات شائستہ پیش پہنچائیں اور جو یہ کیفیت وقائع گجرات میں بتفصیل تحریر ہو چکی ہو لہذا مصنف اس کی تکرار میں نہیں مشغول ہوا اور ۱۲۳۹ھ چھبیس ہجری میں بمرض الموت مبتلا ہو کر ماہ رمضان کی دسویں تاریخ روز جمعہ کو اس سرسے دووے سے انتقال کیا اور ایام اس کی حکومت کے انیس برس تھے من بعد بیٹا اس کا میران محمد شاہ فاروقی کہ سبھا نجا بہادر شاہ گجراتی کا تھا اپنے باپ کا جانشین ہوا

### ذکر میران محمد شاہ فاروقی بن عادل خان فاروقی کی حکومت کا

یہ بادشاہ اپنے والد کی فوت کے بعد تخت برہان پور پر جلوہ گر ہوا اور آخر کو جیسا کہ مذکور ہوتا ہے سلطنت گجرات پر بھی غائر ہوا لفظ بادشاہ اس پر اطلاق ہوا اور تختیخص اول اس خاندان سے ہو کہ جس نے خطاب شاہی پایا اور اس عرصہ میں جو نظام شاہ اور عماد الملک کے درمیان قلعہ ماہور اور بعضے رنگنا کی بابت نزاع واقع ہوئی تھی عماد الملک بوسیہ میران محمد شاہ کے سلطان بہادر شاہ سے ملتی ہو کر طالب صلح ہوا بہادر شاہ گجراتی نے عین الملک حاکم ٹن کو دکن کی سرحد پر بھیجا تو نجوبی حال دریافت کر کے نظام شاہ اور عماد الملک کے درمیان صلح کرائے برہان نظام شاہ بحری نے شاہ بہادر شاہ کی خاطر سے اس سال عماد الملک کے ساتھ صلح کی اور عین الملک جب اپنے مقام پر لوٹ گیا برہان نظام شاہ بحری دوبارہ ملک گیری کی فکر میں ہوا اور قلعہ ماہور کو جمع بعضے برگنے اور قصبات برابر اپنے تصرف میں لایا اور عماد الملک عاجزا ورنہایت مغلوب اور زبون ہوا میران محمد شاہ فاروقی کو مدد کے واسطے طلب کیا اور میران محمد شاہ فاروقی ۱۲۳۹ھ نو سو چونتیس ہجری میں سامان

## ذکر عادل خان فاروقی بن نصیر خان المناط بے عظم ہانوی حکمران

حب عادل خان سلطان محمود اپنے حداموری کی امداد سے سلطنت حامدیں پر تصرف اور سکون پہلا  
توفیق تھا لیکن یہ رہا نہ پور میں آں کر مامور جماداری مصروف ہوا اور ملک حسام الدین شہر بارمعل اور  
عادل خان سے اس نزاع کے ملک لادوں حان جہاں سے رکھتے تھے رہا نہ پور سے تھانہ  
میں حاکم مقیم ہوئے اور بعد چند روز کے صرہ پوچی کہ ملک حسام الدین لطام شاہ نے متفق ہو کر  
چاہتا ہے کہ عالم حان کو رہا نہ پور کا والی کرے اور عادل خان حب اس امر سے مطلع ہوا  
حسام الدین شہر بارم کو آدمی بھیج کر طلب کیا اور وہ اصل مطلب سے واقف ہوا مع چار ہزار سوار  
برہان پور کی طرف متوجہ ہوا اور حب اس شہر کی بواغ میں پہنچا عادل خان میں سو سوار  
گھڑائی سے استقبال کر کے اسے اپنے مکان پر لے گیا اور جلعت دے کر لشکر گاہ کی طرف جمع  
کیا دوسرے دن اپنے محرموں سے یہ مشورہ کیا کہ ملک حسام الدین حب دوپہا بجائے میں آؤ گے  
اُس کا ہاتھ پکڑ کے جلوت خانہ میں لے جاؤں گا پھر رحمت کے وقت دریا شہ گھڑائی کو ہمارا سپاہی  
جو صرف کاری ملک حسام الدین کے سر پر رسید کرے اور اس کے قتل ہوئے کے بعد آدمی  
اس کے حاکم متفرق اور بریشان ہو جاؤں گے یہ صلاح کر کے آدمی اُس کے ملائے کو بھیجا  
ملک حسام الدین کے ایسی جمعیت پرہایت معرور تھا آنا اور بعد ملاقات کے لطریق مشورہ ملک  
حسام الدین کا ہاتھ پکڑ کے اپنے جلوت خانہ میں لے گیا اور پھر کچھ اور اور دھڑکا نہ کر کے رحمت  
دریا اچھی وہ سلام کر کے سیدھا ہوا تھا کہ دریا شہ نے ایسی تلوار اُس کے سر پر باری کہ وہ چار کی طرح  
دو پارہ ہوا حب ملک رہا نہ عطار اللہ گھڑائی کہ عظم ہانویں کا دریا عظم تھا اس امر پر واقف ہوا مع  
ایک جماعت گھڑا تیار سے کہ اُس کے ہمراہ بھی آں کر فرمایا کہ حاکم اور ول کو مار دینے سے ہی گھڑا تیار  
نے تلوار میاں سے چھین لی ملک کا کھا المناط لطاری خان اور علاوہ اس کے اور بھی سردار جو ملک  
حسام الدین شہر بارم کے ہمراہ تھے بھاگے اور چار سو ملائم حشی اور گھڑائی جو دربار میں حاضر تھے  
انھوں نے اُن کا پیچھا کیا عاری حان اور بہت سے امرا اور سپاہی مارے گئے اور نصف ولایت  
جو تصرف میں رکھے تھے راکر وہ ہوئی ابھی لشکر گھڑائی نہ آتا تھا کہ ملک حامدیں دھمسی کے شخص و  
غلتاک سے پاک اور صاف ہوئی اور عادل خان فاروقی المناط بے عظم ہانویں نے اس واقعہ کے  
ایک روز قلعہ آسیر میں گیا اور ایک ساعت کے بعد راکر وہ ہوا اور دوسرے دن سلطان محمود گھڑائی کو  
رکھا کیا کیا رہا نہ قلعہ کی سیر کر گیا تھا شہر حان اور رفیع حان حسن کے تصرف میں وہ قلعہ ہو میں نے  
اعین لعاق اور شیطنت سے حالی نہ پایا اور بادو اس کے کہ ملک حسام الدین قتل ہوا دونوں سردار  
اُس میں متفق ہو کر دربار لعاق میں اور ایک مکتوب احمد لطام شاہ بھری کو لکھ کر حار اوہ عالم حان کو  
طلب کیا ہے اور بالفعل احمد لطام شاہ مع حار اوہ عالم حان راہی احواج و نوح راہہ کالہ کے مسجد  
پر آں کر قلعہ ہوا ہے وہ لے حان حان اور محاذ الملک اور امرا کے ماتعاق حاکم قلعہ آسیر کو محاصرہ کیا اگر

بیکرا کا نواسا تھا اور تھالیز کی سرحد میں اقامت رکھتا تھا اپنی والدہ کے با اتفاق شاہ محمود بیکر کو اس  
مضمون کا عرضہ گجرات میں بھیجا کہ داؤد خان فاروقی فوت ہوا مہات حکمرانی میں نہایت فتور ہم پہنچا  
ہے اگر اس صورت میں باپ کی جگہ اس فقیر کو مرحمت ہووے نہایت ذرہ پروری ہوگی العرض شاہ محمود  
بیکر نے درخواست اس کی قبول کی جو خوب جانتا تھا کہ یہ معاملہ بدون اپنی توجہ کئے ظہور نہ کر سکتا  
ناچار بہ نفس نفیس خاندیس کی طرف متوجہ ہوا اور ملک حسام الدین نے مضطرب ہو کر تعجیل آدمی احمد نظام شاہ  
بھری اور فتح اللہ عیاد شاہ کے پاس بھیجا اس قدر تضرع کی کہ وہ مع جمعیت اپنی بقصد اعانت  
برہان پور میں آئے لیکن جو محمود شاہ بیکر نے اثنائے راہ میں خبر چلوں خانزادہ عالم خان اور مخالفت  
ملک لادون کی اس کی نسبت سنی آب زبردہ کے کنارہ نزول کر کے ماہ رمضان وہاں بسر کیا اور ماہ  
شوال میں آگے روانہ ہوا جب تھالیز میں پہنچا عالم شاہ اس قلعہ کے تھانہ دار نے عزیز الملک تھانہ دار  
سلطان پور کے وسیلہ سے سلطان کی ملازمت کی اور قلعہ خالی کر کے ملازمان درگاہ کے سپرد  
کیا نظام شاہ اور عیاد الملک نے جب لشکر خاندیس کی دورنگی اور سپاہ گجرات کی شوکت دریافت  
کی صلاح توقف میں نہ کی تھی ہر ایک نے چار ہزار سوار عالم خان اور ملک حسام الدین کے پاس  
چھوڑ کر کاویل کی راہ لی اور سلطان محمود بیکر نے آصف خان اور عزیز الملک کو مع لشکر آراستہ  
ملک حسام الدین اور عالم خان کی تنبیہ کو جو نصف ولایت خاندیس پر متصرف تھے بھیجا فوج  
وکن جب ان کی توجہ سے واقف ہوئی ملک حسام الدین کے بے خصت کوچ کر کے اپنے سرداروں  
کے تھے روانہ ہوئی اور ملک لادون کہ وہ بھی نصف مملکت خاندیس تصرف میں رکھتا تھا سب سے  
پیشتر آصف خان کے استقبال کو گیا اور آصف خان ملاقات کر کے اسے اپنے ہمراہ سلطان کی خدمت  
میں لے گیا اور ملک حسام الدین یہ خبر سنکر عالم خان کو وکن کی طرف بھیجا کہ خود بھی تھالیز میں سلطان  
کی قدبوسی کو گیا سلطان نے دو وزن پر عنایت شاہانہ مبذول فرمائی اور بعد عید الضحیٰ ساعت سعد اور  
طالع مسعود میں عادل خان فاروقی کو خطاب اعظم بہادین دے کر منظر شاہ گجراتی کی بیٹی کو کہ وہ اور سلطان  
منظردو وزن ایک مان سے تھے اس کے عقد میں منعقد کر کے حکومت برہان پور پر اجلاس بخشا  
اور ملک لادون کو خان جان خطاب دے کر موضع بناس کہ ملک لادون کا جائے پیدائش تھا انعام  
دیا اور ملک ماکھا ولد عیاد الملک آسیری کو غازی خان اور ملک عالم شہ تھانہ دار تھالیز کو  
قطب خان اور ملک حافظ کو محافظ خان اور اس کے بھائی ملک یوسف کو سیف خان خطاب کر  
اعظم بہادین کے ہمراہ کیا اور چالیس ہاتھی اور بیس لاکھ تنگہ نقد کہ مراد و پیہ سم ہوا سے مدد خرچ  
کے واسطے مرحمت کیے اور ملک نصرۃ الملک اور مجاہد الملک گجراتی کو اس کی خدمت میں چھوڑ کر  
تھالیز سے سلطان پور اور ندر بار کی طرف متوجہ ہوا اور منزل اول میں ملک حسام الدین مغل کو شہر یار  
خطاب دے کر نصرت انصرفت فرمائی

بعد چھالیس سال اور آٹھ مہینے اور مارہوں سلطنت نعرعت تمام کر کے رور جمعہ ربیع الاول کی چودھویں تاریخ ۸۹۶ھ آٹھ سو ستاونے بھری میں نہ حواری رحمت دو الجلال واصل ہوا اور حسب وصیت سرہانہ پور میں دولت مندوں کے محل میں مدفون ہوا چونکہ اس کے بعد فوت کوئی فرد اس کا نہ رہا تھا اس کے بھائی میران داؤد خان اس مبارک خان فاروقی نے حکومت سرہانہ پور پر اختصاص پایا

## ذکر داؤد خان فاروقی بن مبارک خان کی حکومت کا

داؤد خان نے بعد فوت برادر اسکے تخت پر جلوس کیا اور حسام اور بارہلی کہ دو بھائی تھے انھیں متعقل تمام حاصل ہوا حسام علی ملک حسام الدین خطاب پاکرمات بانی و ملکی بن متعقل ہوا اور ۸۹۶ھ آٹھ سو چھالیس بھری میں میران داؤد خان نے جاہاگر لے کر گناہ سرمد احمد نظام شاہ بھری پتھر ہوا وہ جسے یہ عمر اسے بھوکھی حود مع حبیبہ کثیر کوچ سر کوچ احمد گوسے عادل کی طرف متوجہ ہوا اور داؤد خان نے قلعہ آسیر میں پناہ لی اور احمد نظام شاہ نے غامیس کی تاراجی اور حرا لی میں کوشش کی ۱۰ داؤد خان نے مضطرب اور عاجز ہو کر سلطان ناصر الدین خلجی سے اعانت طلب کی اس نے حق حواری اور ہمسائی منظور رکھ کر اقبال خان کو کہہ کر اسے تھانے صوبہ سرگ کی ملک کو بھیجا اور وہ حسب آسیر کے اطراف میں ہو گیا نظام شاہ اولیٰ مدد کی تابعدار نہ لایا احمد گور کی طرف روانہ ہوا اقبال خان نے حیدر دور برہان پور میں قیام کیا اور داؤد خان کو خط سلطان ناصر الدین کی تکلیف دی اور وہ حواریہ میں رکھتا تھا سلطان ناصر الدین کا خط بڑھا کر اقبال خان کو رسا مسد کیا اور اسے مشک شاہ لائی مع دو ہاتھی کے دے کر شاہی آئنا مسد کی طرف رخصت فرمایا داؤد خان اس کے بعد آٹھ سال اور ایک ماہ اور دس روز رہا نہ عمر سرگ کے عہدہ حواریہ اولیٰ رور سے متعلق تھا ۸۹۶ھ ہوسو چودھ بھری میں قضاے الہی سے فوت ہوا ملک حسام الدین اور ارکان دولت نے متفق ہو کر اس کے فرد عرین حال کو تخت سلطنت پر بٹھایا اور بعد اس روز کے ملک حسام الدین نے نہ معلوم کس وجہ سے اسے رہروے کر دیں میان سے اٹھایا اور خود داؤد خان فاروقی کے وہ سر امر مذہب تھا اس واسطے احمد گور میں سلام شاہ بھری کے پاس ملحق ہو کر حارزادہ عالم خاں کو کہ سلطانین فاروقیہ کے احقاد سے بٹھا اور وہاں رہتا تھا طلب کیا اور نظام بھری اور ربیع اللہ عہدہ شاہ کے مشورہ تحت سرہانہ پور میں گناہ اکثر امرا اور سرداروں نے ہٹا خدمت کا کر خان پر بادشاہین ملک لاؤں کہ اس دولت خانہ کے اعیان سے تھا عالم خان کی بادشاہی پر راضی ہو کر قلعہ آسیر اپنے تصرف میں لایا اور ملک حسام الدین سے اس امر میں مخالفت کرتے قلعہ مدکور میں قلعہ مدہودہ جو وقت میں کر عین حال دس روز کے حکومت کے گناہ کے سستہ مردان لحد میں گرفتار ہوا تھا عادل خان فاروقی بن نصیر خان فاروقی نے کہ محمود شاہ

جنازہ تھالیزمین لے جا کر اس کے باپ اور دادا کی قبر کے متصل پیوند زمین کیا مصرع  
خاکش چنان بخور و کر و استخوان نما

## مذکرہ مبارک خان فاروقی بن عادل خان فاروقی کی حکومت کا

اسے بعد فوت پدرستہ برس اور چوبیس مہینے اور نو دن بلا مزاحمت احمدی ولایت خاندیس کی ریاست  
پر اقدام کیا اور بعد حکمرانی ریاست خاندیس جمعہ کے روز بارہویں تاریخ سلاطہ آٹھ سو اکٹھ ہجری میں اس  
جہان بے بقا سے کوچ کیا اور اُس کا بیٹا میران عینا المخاطب بعادل خان فاروقی جانشین ہوا  
اُس کا جنازہ قصبہ تھالیزمین روانہ کر کے خیرہ فاروقیان میں دفن کیا

## مذکرہ میران عینا المخاطب بعادل خان فاروقی بن مبارک خان فاروقی کی حکومت کا

اس کے استقلال کے موافق کسی حکام ماضیہ خاندیس نے فرمانروائی نہیں کی کس واسطے کہ اُس نے  
اطراف کے راجاؤں سے بحکومت باج لیا اور مقدم کو نڈوارہ اور گڈہہ نے اُس نے جادہ اٹا  
میں قدم رکھا اور گرہ کو لی اور پھیل چوری اور رہرنی سے باز آئے اور جو قلعہ کہ آساہیر نے کوہ  
آسیر پر بنا کیا تھا اس کے باہر دروازہ کی طرف ایک اور قلعہ احداث کر کے دو سردار دروازہ نصب  
کیا اب وہ قلعہ ایسا سنگین ہو کہ عقل اُس کے تسخیر سے انکار کرتی ہو اور پیک خیال کی مجال نہیں کہ  
اُس کے اطراف میں قدم رکھے اور شہر بہان پور کے اطراف اور دریائے تپتی کے ساحل پر بھی  
ایک قلعہ احداث کر کے انہیں عمارات عالیہ تیار کر دوائے اکثر اوقات وہاں تشریف لے جاتا تھا اور  
اینا لقب سلطان جھاڑ کھنڈی رکھا یعنی شاہ کوہستان جھاڑ کھنڈی زبان ہندی میں جنگل نہایت سخت  
کو کہ گذر انسان کا بیشواری ہوئے کہتے ہیں اور کیفیت کوہستان جھاڑ کھنڈی اپنے مقام میں بیان  
ہو چکی ہو اور جب اٹا شاہی اُس کا باپ دادا سے زیادہ ہوا مغرور ہو کر اُن کے خلاف عمل کیا اور  
پیشکش اور ایلیجی سلطان گجرات کی درگاہ میں بھیجا یک فلم موتوت کر کے نشان غرور کا بلند کیا جب  
سلطان محمود بیکر اکوہ خبر ہو چکی سلاطہ آٹھ سو چوہاونے ہجری میں لشکر کثیر خاندیس کی طرف بھیجا  
امراے خاندیس نے پہلے مقابلہ اور مقابلہ کے لیے پیش قدمی کی آخر کو تاب مقابلہ اپنے میں  
ندیکھی بلا جنگ اُن کے مقابلہ سے روگردان ہو کر قلعہ تھالیز اور آسیر کے قریب اُن کر دم لیا اور  
سیاہ گجرات نے ولایت خاندیس میں جا کر اُس کی خرابی اور ویرانی میں کوئی وقیعہ باقی نہ کیا اور میران عینا  
فاروقی کہ قلعہ آسیر میں تھا اپنی سرکشی اور ستیہ روی سے ناوم اور پشیمان ہوا ایک جماعت اعبان  
ملکیت کو سلطان محمود بیکر کے پاس بھیجا باظہار اطاعت اور فرمانبرداری پیشکش کئی برس کی ارسال  
کی پھر حکام گجرات اس کی ولایت سے دست کش ہو کر گجرات کی سمت روانہ ہوئے اس کے



اس سال سے ان کے درمیان میں رابع مہم ہو چکی اور سلطان احمد شاہ گجراتی کی صلاح سے نصیر خان  
 ۱۱۴۱ھ آٹھ سو اکیس ہجری میں ولایت رار کی تسمیہ کا عارم ہوا اور امرائے رار نے کرپے صاحب سے  
 اتفاق رکھتے تھے یہ حصر سکندر نصیر خان کو ملا کر یہ بات کہی کہ تم اولاً حصرت عمر اس الخطاب رضی اللہ عنہ  
 سے ہو وہاں سے زہے نصیب کر آپ کی خدمت میں تہادیت پاویں جان جہاں سپہ سالار وکس و راز کا کہ  
 رکن عظیم جمیع تھامس دارون کے لفاق سے واقف ہوا اور قلعہ پر مالہ بن قلعہ مدہو کر سلطان علاء الدین  
 کے ملاحظہ میں ایک حصر وادست مشتمل تحقیقت حال بھیجی امرائے مخالف مرا حصرہ نصیر خان کے نام پڑھ کر  
 محاصرہ میں مشغول ہوئے سلطان علاء الدین نے بعد قیل و قال بسیار ملک التجار عرب حاکم دولت آباد  
 کو سپہ سالار کر کے مع امرائے محل نصیر خان کے مقابلہ کو بھیجا اور نصیر خان باب مقادست ملک التجار  
 اپنے سے معقود دیکھ کر ولایت رار سے مع امرائے مخالف نکل گیا اور ملک التجار عرب اس کا بھیجا  
 کر کے رہان پور کی طرف متوجہ ہوا اور نصیر خان فاروقی جو طالب لک سلطان گجرات سے ہوا تھا  
 قلعہ تلنگ کی طرف راہی ہوا اور ملک التجار عرب رہان پور میں آنا و غارات حالیہ کے کھودے اور  
 آگ لگائے میں مصروف ہوا اور جب سنا کہ لشکر سلطان پور اور مدر مار کا مع سپاہ مالوہ اس طرف  
 آ جا رہا ہے تو طور تاحات تلنگ کی طرف روانہ ہوا تاکہ لگیوں کے پہنچنے سے پیشتر تشریف کار رار مشغول  
 کرے اور جس روڑ کہ لڑائی ہوئے والی تھی ملک التجار عرب لطم مسامت و رار مع تمس ہزار محل تیز رار  
 حصر اور بامدہ ہو کر تلنگ کے اطراف میں ہو چکا اور نصیر خان فاروقی نے موقع وقت و گھمکرا انتظار  
 لگ کر یہی تحصیل تمام مع اعواج آ راستہ کہ مارہ ہزار سوار تھے میدان کی طرف روانہ ہوا شکست فاش  
 پاکر پس پٹھی نامی اور خیر آباد شکو مت چھوڑ کر یہ شفقت کمال قلعہ تلنگ میں ہو چکا اور دو روز راج اور شدت حصہ  
 سے بیمار ہوا اور چند روز کے عرصہ میں لیے تاریخ قیسری ربیع الاول ۸۵۷ھ مدکور مرجع راج اس کا علاج بہت  
 کی طرف پروا کر گیا اور اس کے ٹپے ٹپے میراں عادل خان نے تاوت پڑ تھا لہرین بھیجا اس کے  
 باپ کے پہلو میں مدحون کیا مدت اس کی سلطنت کی چالیس سال اور چھ ماہ اور چھ مہینے روز تھی۔

### ذکر میران عادل خان فاروقی کی سلطنت کا

میران عادل خان سلطان ہوسنگ کا بھانجا تھا اور بعد موت پدر حکومت حامدیس بر شکر ہو اُس نے  
 بھی بہت ملک التجار کے دغ پر مصروف کی اور انہی بھیجا امرائے گجرات کہ تحصیل تمام ملک کا ملک التجار  
 قلعہ تلنگ کے محاصرہ میں مشغول تھا کہ آگاہ لشکر سلطان پور کی حصر و وصول سکندر کن کی طرف گیا اور  
 میران عادل خان امور سلطنت میں مصروف ہوا اسکے بعد تین سال اور آٹھ ماہ اور تین روز رہا  
 غلامان کے اسام سے کر جمعہ کے دن ماہ ویکہ کی آٹھویں تاریخ ۱۱۴۱ھ آٹھ سو چالیس ہجری میں مدہ  
 رہان پور میں شہید ہوا اور ملک ایسے ٹپے ٹپے مبارک خان کو سپرد کیا کیست اس کی تہادیت  
 کی جو اس حکایت کے جامع رطا ہر تھی اس واسطے اس کی مشرح سے معدور ہوا یہاں اس کا

حال شاہ احمد شاہ گجراتی کے پاس بھیجی اور سلطان یہ خبر سنا کہ آتش غضب مشتعل کر کے مع سپاہ دریا جوش کوچ برکوچ روانہ ہوا اور ملک محمود ترک کو مع لشکر کثیر پیشتر بھیجا ملک محمود ترک کے قرب پہنچنے کی خبر ان دونوں حریفوں کو پہونچی غزنین خان اسی شب کو کوچ کر کے مند کی طرف راہی ہوا اور نصیر خان بھاگ کر قلعہ تھالیزمین در آیا اور ملک محمود نے قلعہ تھالیزمینک باگ نہ موڑی اور اسے محاصرہ کیا اور سلطان احمد شاہ نے سلطان پور میں آن کر نزول اجلال فرمایا نصیر خان مجسمہ میں پڑا اور اپنے تین مثل ایک چڑیا کے شباز کے خچل میں گرفتار دیکھا اور احمد شاہ گجراتی کے مقرّبوں سے ملتجی ہو کر بصرف زرخیر ان کو راضی کیا تو انھوں نے بوقت فرصت اور ساعت سعید سلطان سے عرض و معروض کر کے ایسا کیا کہ اس نے علم عفو نصیر خان کے جرائم پر کھینچا اور اس وقت تک اسے ملک نصیر کہتے تھے خطاب نصیر خان دے کر بے طاعے چتر و سراب پودہ سرخ سرفراز کیا اور نصیر خان نے پانچ ہاتھی سست اور چالیس گھوڑے تازی اور عراقی اور دیگر تحفہ و ہدایاے فراوان پیشکش کر کے اسے گجرات کی طرف روانہ کیا اور بعد چند سال کے احمد شاہ بہمنی نے ایک جماعت مردم معتبر سے برہان پور بھیجی نصیر خان کی بیٹی اپنے بڑے بیٹے شہزادہ علاء الدین کے واسطے خواستگار دی کی نصیر خان نے اس امر کو موجب تقویت جان کر قبول کیا اور بعد جشن و شادی اپنی بیٹی مسماۃ زینب کو بالکی میں سوار کر کے محمد آباد بیدر کی طرف روانہ کیا اور ششہ آٹھ سو تیس ہجری میں اسے کاتھوا ولایت جلو اڑہ کا راجہ لشکر گجرات کے صدر سے بھاگ کر آسیر میں آیا اور چند فیمل پیشکش کر کے اعانت طلب کی چنانچہ نصیر خان فاروقی نے اس سے خلوت میں یہ بات کہی کہ مجھے لشکر گجرات سے خصوصیت کی طاقت نہیں ہو تم سلطان احمد شاہ بہمنی کے پاس جاؤ کہ وہ شاہ عظیم الشان ہرقلین ہو کہ تمھاری مدد کر کے مملکت موروثی گجراتیوں کے تصرف سے برآورہ کرے اور میں بھی اس بارہ میں اسے مکتوب بھیجوں گا کاٹھا محجب ظاہر نصیر خان سے رنجیدہ ہو کر برہان پور سے روانہ ہوا اور سلطان احمد شاہ بہمنی کے پاس جا کر داوخواہی کی سلطان احمد شاہ نے نصیر خان کے پاس و لحاظ سے بعضہ امر اپنے کاٹھا کے ہمراہ کر کے جالوارہ کی طرف روانہ فرمائے اور وہ جب باتفاق کاٹھا بزر بار کے اطراف میں پہونچے فتنہ و فساد میں کسی طرح کی تعمیر نہ کی پھر بعد اس کے افواج گجرات پہونچی فریقین کے درمیان جنگ واقع ہوئی لشکر بہمنیہ منہزم ہوا اور احمد شاہ بہمنی در پے تدارک ہوا اور شہزادہ علاء الدین کو مع فوج رزمخواہ روانہ کیا اور وہ جب دولت آباد میں پہونچا نصیر خان فاروقی اور راجہ کاٹھا اس کی ملاقات کو گئے جیسا کہ سابق میں مرقوم خامہ فصاحت قریں ہوا ہر غرض کہ لشکر بہمنیہ اس مرتبہ بھی مغلوب ہوا اور نصیر خان اور کاٹھا کو ہستان کلند میں کہ روایت خاندیس میں واقع ہو مفرور ہوئے اور جب لشکر گجرات نے خاندیس کو تاخت و تاراج کر کے مزاحمت کی نصیر خان برہان پور میں آکر ولایت کے انتظام میں مشغول ہوا اور ششہ آٹھ سو چالیس ہجری میں درخت نصیر خان نے اپنے شوہر علاء الدین کی بدسلوکی سے ناراض ہو کر نصیر خان سے شکایت کی اور

اتفاق فریدین و میل و ختم استقلال کے لیے روانہ ہوا اور تہی کے کنارہ اس مقام پر کہ اس ریس آباد واقع ہو ملاقات کی حب الناس قلعہ تیسرین آنے کی کی شیخ نے فرمایا ہمیں آپ پستی سے عور کرنے کا حکم نہیں ہو نصیر جان احارت لے کر لیلٹ آیا اور دوسرے کنارہ پر کہ شہر برہان پور واقع ہر جمیعہ اور حوٹا گاہ لند کے فرد کس ہوا اور ہر روز پانچ مرتبہ شیخ کی ملازمت میں مشرف ہو کر ان کی بیعت محبت سے فیضیاب ہوتا تھا اور حب دو ہفتہ اس صبح پر گدے سے شیخ موصوف دولت آباد کی مراحت بر عارم ہوئے نصیر جان تو اصنات عادی اور رسمی کمالایا اور یہ عرض کی کہ اس مملکت کی ہیبت کے واسطے اگر آپ ملان قلعہ اور پرگنہ کو پسند فرمائیں ہایت سروازی ہوگی شیخ نے یہ امر قبول کیا فرمایا درویشوں کو قلعہ اور پرگنہ اور وطیع سے لست ہیں ہر حب کر عرض کی فرمایا اس ملک سے ہم فقط نام سے خوش ہیں چنانچہ دریا کے اُس پار کہ سلطان اور عاریاں اسلام کے رول کا مقام ہے ایک شہر بنام شیخ برہان الدین مع مساعد اور مسار بنا کے اپنا دار الملک ساؤ اور اس پار کہ فقیر مع درویشاں وارو ہوا ہر قلعہ اور ایک مسجد تعمیر کر کے رہن آباد نام رکھو تو اس تقریب کے سبب ہمارے ان دونوں قلعہات میں روح پاوے اور دونوں درویش کا نام بھی مذکور ہووے نصیر جان فاروقی خوش حال ہوا اور حکم فرمایا امرا اور اعیان شہر برہان پور و قلعہ رہن آباد کی تعمیر میں مشغول ہوئے اور شیخ نے فاتحہ مبارک مادی پڑھ کر دوسرے دن دولت آباد کی طرف توجہ فرمائی اور عرصہ قلیل میں شہر اور قلعہ ہایت معموری اور آبادی کے ساتھ احتام کو یہودی برہان پور جیسا کہ شیخ کی رماں مبارک پر عاری ہوا تھا سلطانین فارویمہ کا دار الملک ہوا اور اس کے نو نصیر جان حکومت کے شغل میں مستقل ہوا اور جیسا کہ شیخ سعدی نے فرمایا ہر کہ دس فقیر ایک کل ہیں دین اور دو بادشاہ ایک ولایت ہیں یہ مساوین نصیر جان نے ارادہ کیا کہ قلعہ تھا لیر کو بھی اپنے چھوٹے بھائی ملک افتخار الملک کے تصرف سے رآوردہ کر کے اُس ملک میں دعویٰ ادا دلا جری کرے اور یہ امر چونکہ بے مشورہ اور صوابید سلطان مالوہ کے صورت پذیر ہوتا تھا سلطان ہوشنگ کو کہ اس کا سالانہ اس سے ایسا مافی العین طابہر کیا اور اس کی تجویز سے اس کام کو اس طرح شروع کیا جسے ۸۲۰ھ آٹھ سو میں ہجری میں قلعہ تھا لیر کو محاصرہ کیا ملک افتخار سلطان احمد شاہ گجراتی سے بستی ہو کر طالب اعانت ہوا اور احمد شاہ سالانہ سفر و رحلت کر کے روانہ ہونے کی فکر میں تھا کہ غزینہ خان ولد سلطان ہوشنگ بدرہ ہزار سوار لے کر نصیر جان کی ملک کو آن کر جنگ من حلدی کی اور اسکی سلطان احمد شاہ گجراتی رآیا تھا کہ دونوں نے اپنے جس اتفاق سے قلعہ تھا لیر کو ۸۲۰ھ آٹھ سو میں ہجری میں معتقد کیا اور ملک افتخار کو قند کر کے قلعہ آسیر میں بھیجا اور ہایت مملکت اور عور سے یہ عہد کی کہ سلطان پور اور دربار کو بھی اہالان سلطان گجرات کے تصرف سے رآوردہ کر کے مالوہ میں شامل کریں مگر کئی کوتاہی کے شکار کا حوصلہ ہوا اور عرصہ حب اس بیت سے وہ سلطان پور ہوئے اُس قلعہ کے حاکم دار الملک احمد حبیب نے قلعہ مد ہو کر عرصہ داشت متعز کیعت

فاروقی کو اس ملک کی حکومت پر منصوب کیا آسا اہیر ملک راجہ فاروقی کا مطیع اور فرمانبردار ہوا اور مریدانہ سلوک کرنے لگا اور ملک راجہ بھی اگرچہ اس قلعہ کی تسخیر کی فکر میں تھا لیکن جو کہ اس کا مرہون احسان تھا اور علاوہ اس کے اس قلعہ کی تسخیر حسب ظاہر جملہ محالات سے معلوم ہوتی تھی اس لیے اپنا ازادہ ظاہر نہ کرتا تھا مگر نصیر خان نے اس کے مرنے کے بعد تمام ہمت اس قلعہ کی فتح پر مصروف رکھی اور ابتدا سے حکومت میں ایک تدبیر اندیشہ کر کے آسا اہیر کو پیغام بھیجا کہ راجہ بکلا نہ اور انور نے جمعیت بہت بہم پہونچائی ہو اور خداوند خان مرحوم ملک راجہ فاروقی کے زمانہ کے مطابق سلوک نہیں کرتے ہیں اور راجہ پھر لہ کی تحریک اور اعانت کے سبب سرکشی حد سے کر کے اس ولایت پر تاخت لانے کے درپے ہوئے ہیں اور قلعہ تھا لیر پر ملک افتخار خان حسب وصیت بدر متصرف ہو اور قلعہ تلنگ کہ دشمنوں سے نزدیک ہو اس پر اعتماد نہیں رکھتا ہوں اس واسطے چاہتا ہوں کہ میرے عیال و اطفال کو اپنے قلعہ میں جگہ دے تو باطمینان تمام دشمن کے مدافعت میں مشغول ہوں اور تیرا بھی ممنون احسان رہوں آسا نے اپنی خوشی سے یہ امر قبول کیا اور قلعہ آسیر میں ایک مکان وسیع اُن کے رہنے کے واسطے مقرر کیا نصیر خان نے پہلے دن چند سواریاں عورتوں کی بھیجیں اور ان عورتوں سے یہ فہمائش کی کہ اگر عورتیں آسا کی تمہاری ملاقات کو آدین اُن کی تعظیم و تکریم میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کرنا دوسرے دن دوسو ڈولیاں بہم پہونچا کر دوسو مرد و شجاع کارازا مسلح مکمل کر کے ان میں بٹھا کر پر وہ اُن پر ڈال کر یہ مشہور کیا کہ والدہ نصیر خان اور حرمین اس کے قلعہ میں روانہ ہوتے ہیں اور آسا اہیر نے یہ خبر سنی جب ڈولیاں قلعہ کے متصل پہونچیں حکم کیا کہ دروازہ کھول دو دربان ہٹ جاوین جب ڈولیاں احاطہ مقرری میں داخل ہوئیں بہادران خونخوار کیا رگی ڈولیاں سے برآمد ہوئے اور تلواریں میان سے لکر آسا اہیر کے مکان کے سمت روانہ ہوئے قصار آسا اہیر اس کے بیٹے و بیٹیاں نہایت غفلت میں سہا رکھا دے کو آتے تھے قریب ہی ان سے دو چار ہوئے انھوں نے سب کو تہ تیغ کیا اہل قلعہ نے جب آسا اور اس کے بیٹوں کو مقتول دیکھا بے ہوشاں رہ گئے اور امان کے طلبگار ہوئے اور اپنے اہل و عیال کا ہاتھ پکڑ کے قلعہ سے نکل گئے نصیر خان فاروقی یہ خبر قلعہ تلنگ میں سنکر بطور تاخت قلعہ آسیر میں آہونچا اور اس قلعہ کی تیاری میں مشغول ہوا اور اس کی شکست و رنجیت کو درست کیا اور اس واقعہ سے ایک سو تیس برس کے بعد شیر شاہ افغان سور بادشاہ دہلی نے قلعہ رہتاس کو اسی طریق سے سخر کیا تھا اور مشہور ہے کہ حکام فاروقیہ آسیر میں سے کسی نے آسا اہیر کے مال میں کچھ تصرف نہ کیا امانت نگاہ رکھا تھا یہاں تک کہ اکبر بادشاہ اس حصار آسمان اطوار کی فتح کے بعد امانت مذکورہ پر مع خزان فاروقیہ متصرف ہوا اور سونا اور چاندی مسکوک اور غیر مسکوک کو دار الضرب یعنی فلکسال میں بھیج کر گلوایا اور سکہ اپنے نام جاری کیا الغرض جب نصیر خان کو یہ فتح بزرگ نام وار نصیب ہوئی مخدوم شیخ زین الدین دولت آباد سے نصیر خان کی سہارکھا دے کو خاندیش میں تشریف لائے نصیر خان قلعہ سے

بیٹے کو حاصل ہوئی بیٹے کا مردا ہوا پر وہ شرح کر کے جہیز سر پر لگاوا اور قلعہ آسیر آسا اہیر کے قلعہ  
 سے رآدوہ کر کے شہر رہان پور امداد فرمایا اور قلعہ آسیر کا حال یہ ہر کہ ایک کوہ آسمان شکوہ  
 یرمی آسا اہیر جو حامدیس کے ریداران معتبر تھے تھاکو ست پدیر تھا اور اس کے باپ  
 دادا سات سورس سے لگے اور بھیسوں اور مال کی حفاظت کے واسطے اس بہاڑ پر  
 ایک قلعہ تھوڑی سی سا کر رہا تھے مگر آسا اہیر کی دوست آئی سامان اور دشت گاہ  
 اس کا حد سے امداد ہوا غلامہ یہ کہ پانچ ہزار بھیس اور پانچ ہزار گھوڑے اور بیس ہزار بکر بیان  
 اور ایک ہزار گھوڑے اس کی ہر کار میں ہم ہونے اور عدد کو گروں کے جو حد مت اور  
 گھسانا مویشی کی کرتے تھے وہ ہزار سے زیادہ تھے اور آدمی کو بڑا وارہ اور رعیت حامدیس  
 کے ہنگام ضرورت علیہ اور قلعہ جو کچھ بھین و کار ہوتا تھا اس سے قرض لیتے تھے اور اسی  
 طریق سے اس حدود کے امر کو کھ احتیاج قرض یا گھوڑوں کی ہوتی تھی اس کے پاس حاکم مقصد  
 حاصل کرتے تھے اس تقریب سے آسا اہیر کہ ایک چرواہا تھا ستا ہر وقت سے ہوا اور کاٹا  
 کا اس اہا کو ہو یا کہ جس وقت دو آدمی میں یا دو گروہ ہندو یا مسلمان میں کسی طرح کی راج ہوتی  
 تھی یا کوئی مشکل پیش آتی ساتھ اس کے رجوع کرتے تھے تو وہ ایسی عقل اور کیا ست سے نصیب  
 کرتا تھا اور اس دیار میں قتل ہو چکے ملک راجہ عادیفی کے تھوڑے عرصہ کے بعد ملک حامدیس  
 اور مالوہ اور رار اور سلطان پور اور ندر بار میں ایک تھوڑے عظیم پڑا حلقہ قشتار قوت لالوت کے بیٹے  
 سے پاک ہوتی تھے کہ کو بڑا وارہ و غیرہ میں کوئی اور بھیل سے زیادہ دو تیس ہزار آدمی سے زندہ رہے  
 اور حامدیس کی بھی ست رعایا ہلاک ہوتی جو لوگ کہ زندہ رہے آسا اہیر کے پاس پناہ لے گئے  
 اور آسا اہیر کو بڑا وارہ میں دو ہزار امداد کے رکھتا تھا اس کے کار و دوں اور وکیلوں نے  
 علیہ وحت کرنا شروع کیا اور قیمت اس کی آسا اہیر کے پاس بھیجتے تھے اور آسا اہیر کی عورت بچہ  
 بھی اس نے اپنے عادی سے مات کی کو حق سنا تھا لے بیس مل دیوی سے لال مال اور  
 مستحق کیا ہوا اور ہمیں احتیاج قیمت علیہ کی بھین ہوا ایسا کام کہ جس سے دیا اور آجرت کی ماصوط  
 ہووے آسا اہیر نے کہا وہ کیا ہر عورت لے لیا کہ دیا کی مصوطی سمجھ اس پر ہر کہ اس بہاڑ پر ایک  
 قلعہ اور جہیز سے تیار کر اور آخرت کا استحکام اس میں ہر کہ جس قدر ملے تیرے قلعہ میں ہر لنگر کے  
 ہر روز کھا یا بیکار بغیر دن اور محتاجوں کو تقسیم کر آسانے دونوں امر قول کے مالک اور اطراف  
 حامدیس میں لنگر عادی ہوا اور قلعہ ساتی کی چار دیواری قدیم سما کر کے ایک قلعہ بنو اور پھر  
 تعمیر کیا وہ مشہور قلعہ آسا اہیر ہزار ہا رمتہ کثرت استعمال سے طعف ہو کر اس کا نام آسیر ہا حب یہ  
 حمر سلطان میر و شاہ مارک کو پہنچی اس تو سن سے کہ سادہ آسا اہیر اس قلعہ کی سیکی سے محروم  
 ہو کر نشان محالہ کا لنگر کے حاکم حامدیس کو مرماں لکھ کر سرائی کی کہ لے آسا اہیر کو کون اس  
 قدر جلد دی کر اس نے اس قلعہ لے لکھ رہا ہاڑیر نا لیا لہ اس کے اسے معلوم کر کے لکھا

خاندیس اور مالوہ کے ساتھ سبدارا پیش آنے والا تھا اس واسطے اس نے صلح کی اور اتحاد و صداقت کے بارہ میں عہد اور پیمان درمیان میں لاکر گجرات کی طرف معاونت فرمائی ملک راجہ فاروقی بعد اس کے تعمیر ملک اور تکثیر زراعت میں مشغول ہو کر آخر عمر تک کسی طرف سوار نہوا جب مرض موت میں مبتلا ہوا اپنے بڑے بیٹے ملک نصیر کو ولیعہد کر کے خرقہ ارادت اور اجازت کا کہ اپنے شیخ زین الدین سے حاصل کیا تھا اسے دیا اور قلعہ تھا لیر کو مع مضافات اپنے چھوٹے بیٹے ملک افتخار کے سپرد فرمایا اور جمعہ کے دن شعبان کی بائیسویں تاریخ سنہ آٹھ سو ایک ہجری میں بجا رحمت ایزدی واصل ہو کر شہر تھا لیر میں مدفون ہوا اور محراب کتاب کا محمد قاسم فرشتہ کہ سنہ ایک ہزار تیرہ ہجری میں بیگم سلطان ابراہیم عادل شاہ کی صاحبزادی کی سواری کے ہمراہ بیجا پور سے برہان پور میں آیا تھا خواجہ میرزا علی اسفہرائینی سے جو بعد فتح قلعہ آسیر جائزہ کتب خانہ سلاطین فاروقیہ لیتا تھا اس سے ایسی کتاب کا کہ مشتمل ان کے وقایع پر ہو طالب ہو جواب دیا کہ اس کتب خانہ میں ایسی کتاب نظر نہیں آئی لیکن چند اوراق کہ مشعر ان کی اصل و نسب تھے تاریخ جلوس اور فوت ان کی اس کتاب حسانہ کی کتابوں میں دیکھ کر اس کی نقل کی اور مخلص نے ان اوراق کا مطالعہ کر کے دریافت کیا کہ ملک راجہ اپنے تئیں خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی نسل سے جانتا ہے اور اس منہج سے اپنے تئیں ساتھ ان کے پونچا تا ہو ملک راجہ ابن خان جان بن عثمان خان بن شمعون شاہ بن شعث شاہ بن سکندر شاہ بن طلحہ شاہ بن دانیال شاہ بن اشعث شاہ بن ارمیا شاہ بن سلطان التارکین و برہان العارفین ابراہیم شاہ بلخی بن ادہم شاہ بن محمود شاہ بن احمد شاہ بن محمد شاہ بن اعظم شاہ بن صغر بن محمد بن احمد بن محمد بن عبداللہ بن فاروق عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ القصہ ملک راجہ مرید شیخ الاسلام والدین شیخ زین الدین دولت آبادی کا ہے اور اس سے خرقہ ارادت پایا اور اس سے اس کے بڑے بیٹے نصیر خان فاروقی کو جو اس کا ولیعہد تھا پونچا اور اسی طرح سے مدت دو سو سال اور کچھ زیادہ حکومت خاندیس کی اس خاندان میں رہی خرقہ ارادت لپٹا لپٹا جو شخص ولیعہد ہوتا تھا اسے پونچتا تھا یہاں تک کہ بہادر خان فاروقی بن راجہ علی خان نے کہ ختم الملوک ہو وہ خرقہ پایا اور حکومت ملک راجہ کی آنتیں برس تھی

### ادکر نصیر خان فاروقی بن ملک راجہ کی سلطنت کا

اس بادشاہ کے عہد میں اس خاندان میں رونق اور رواج زیادہ ظاہر ہوئی اور اس فکر میں ہوا کہ مردم خوب جیسی کہ روش سلاطین کبار ہے ہم پونچا دے اس واسطے ارباب فضل و کمال خاندیس میں جمع ہوئے اور ہر ایک کو اس نے علی قدر مراتب و وظیفہ اور جاگیر دی اور ان کے طفیل سے اس خاندان میں بزرگی ظاہر آئی جیسا کہ ایندہ مذکور ہو گا اثاثہ مال و دولت اور خطاب نصیر خان سلطان احمد شاہ گجراتی سے پا کر خطبہ خاندیس کا اپنے نام پڑھایا اور وہ آرزو کہ باپ اس کا قبر میں لے گیا اس کے

ہم ملک راجہ فاروقی پر اور حضرت کے حامیہ جیل کے درمیان خدمت کرتا ہوں ماو شاہ جو جان جہان  
 فاروقی کو کھجولی تمام خاٹا تھا اور آج اس کی حسن خدمت بھی پسند پڑی اسے ایک مقرب سے دیا  
 کہ حب میں مارا کروں اسے میرے حضور حاضر کرنا العوض چند روز کے بعد یہ سلطان کی طرف  
 مار دست میں فائر ہوا سلطان فیروز شاہ نے ارکان دولت سے متوجہ ہو کر دیا گیا یہ شخص دوجی بہر  
 رکھتا ہوا ایک حق آشنائی ساقی اور دوسرا حق خدمت لائق کہ شکار میں محالو یا ہریہ کر کے اسے در مار  
 میں مصعب دہراری مقرر ہوا کہ جاگیر تھالیہ اور کر دیکر حلقہ مالک حادیں سے وکن کی سرحد  
 میں واقع ہر خصوصیت بخشی اور ملک راجہ شمسے سات سو چتر بھوی میں اس سرحد کو واہنہ ہوا  
 اور اس حد دو کے مد و است اور نظام میں کوشش فرمائی اور راجہ بہار جی جس نے اس  
 وقت تک سلطان کا حلقہ قاطعت اپنے رب گوتس کیا تھا سے رور مشیر کدرا مارا کر کے پانچ  
 کلاں اور دس میل حدود مع انتہا علیہ اور نقود و افراس سے پیشکش لے کر ملوں کو روتن دکن  
 ریحہ طائی افراسی سے مرین کے عہد میں رنگ رنگ محل اور زر رخت سے سرا یا آراستہ کیا  
 اور نقود حرامہ اور آفتہ کو اونٹوں پر مار کر کے اور انجین بھی پوشش اسے محل اور زر رخت سے  
 سکر مارا گیا سلطان میں روانہ کیا اور جس اس کی اور سبائی اور ٹیکسی کیا تھا بہار جی کی پیشکش ملاحظہ  
 میں گذری بہایت منظور ہوا اور فرمایا جو خدمت کہ حکام دکن کے متعلق تھی ملک راجہ نے پوری  
 کی پھر وہاں صنعت بہار جی اور لقب سپہ سالاری حادیں اس کے نام تحریر فرمایا اور اس کے  
 طالع کے ستارہ نے عروج کر کے تقو نے عرصہ میں مارہ ہر اسوار کا دیگر اراٹھا بیہم ہو چکے  
 جو محصول ولایت حادیں انجین کفایت کرتا تھا گوہ دارہ اور دیگر راجاؤں کی ولایات پر نجات  
 لاکر اس سے پیشکش لینا تھا آج کو یہ فوت ہو چکی کہ اسے عاج گہنے ماوجود مسافت بعد اس  
 سے طریق محنت اور احلاص جاری کیا اور حسن تدبیر اور قوت مارو کے سبب دشمنان سلطنت ہم  
 ہو چکا کہ غالب ہوا سلطان کے بعد وفات دلاور جان عہدی نے حکومت ملوہ پر اختصاص  
 مانا اور ان دونوں کے درمیان میں بہایت دستی اور چمک کا مرتبہ ہم ہو چکا تھا ان میں مارا  
 اور سلوک ہمارا دہا کرتے تھے چوہد و صلحت درمیان میں لائے ملک راجہ کی دستہ پوشش کے  
 سلک اور دواج میں مسلک ہوئی اور دلاور جان کی بیٹی نعیمہ ولد ملک راجہ کے عقد کا جس  
 آئی اور اس کے بعد سلطان مطہر گواہ کی حکومت پر فائز ہوا اور جب اپنی مملکت میں یک گوہ محل  
 طاہر ہوا ملک راجہ حضرت اور موع و کچھ دلاور جان کی حاس سے قوی بننے لگا ہوا و سلطان  
 اور در مار کو مراحت ہو چکا کہ مطہر شاہ گواہ کا تھا اٹھا دلاور سلطان مطہر کا شک کفار میں مشغول  
 تھا اسے معطل رکھ کر سرعت تمام تر سلطان پور کے اطراف میں ہو چکا ملک راجہ عواظت معاملہ  
 کی رکھتا تھا تھا علیہ من قلعہ مد ہوا اور ایک قاطعت علما و صلحا وقت کہ متوسل کر کے  
 ساہ مطہر گواہ سے صلح ہو چکا رہا اور شاہ مطہر گواہ کی صاحب داعیہ اور اولوالعزم تھا اور مار





کل گیا اور کام اپنے اوپر آسان کر کے مدت مدید مالوہ اور حامد میں اور وکن کے جنگلوں اور  
 بہاؤن کے درمیان سرگرداں رہا اور لشکرِ معل کے ساتھ حرب و صرب کرتا رہا آخر کو ح  
 ترکش تدریس بین کوئی تیر رہا سیر معاوست اور ترو و پھدیک کراستالت مامہ ورمہ اکرشاہی  
 سے حاصل کر کے مارمست میں جائز ہوا اور امرائے دو ہزاری کے ملک میں منتقل ہو کر ماہ نامہ کی  
 تمام لکیر کیا بیان تک کہ اسی آستان پر عمر گزری اختتام کو پہنچائی اور اسی طرح سے میاں معظ  
 یعنی مارہادور کا چھوٹا بھائی بھی اکرشاہ کے پاس حاکم امارت کو پہنچا جس وقت کہ مسکیم  
 الوالیع اصمان یوسف دلی کے سر پر گیا وہاں اس معرکہ میں مارا گیا مارہادور کی مدتِ سلطنت  
 سنہ ۷۷۱ و القلاب و سرگردانی صحاح و حال کے مترسرس سے کچھ زیادہ تھی ۷۷۹ء و سو  
 اٹھتر بھری سے اب تک کہ سالہ ایک ہزار اٹھارہ بھری بین مملکت مالوہ مادشاہ دلی  
 کے قصد میں شاہ ہوتی ہے

فتا

﴿﴾

اور عاشق زار تھی اور اُس سے یہ عہد کیا تھا کہ عمر بھر تیرے سوا دوسرے سے الفت اور موافقت نہ کر دنگی وہ مقام حیرت میں ہوئی اور ادہم خان کے ایلچیوں کے طرز کلام سے سمجھی کہ اگر تو اس امر کو قبول نہ کرے گی تو جبراً اور قہراً تجھے لے جاؤں گے لہذا العجز و انکسار پیش آئی اور اظہار بشارت کر کے کہا مجھے ذاب صاحب کے پاس آنے میں کچھ عذر نہیں اگر آنجناب آفتاب مثال ذرہ پروری مسددا کہ اس خیفہ کے مکان پر تشریف لادیں اور شل سلیمان موزیہ پیرہ کے وہاں ہوں بعد ازاں الطاف خداوندی نہوگا ایلچیوں نے ادہم خان کے پاس جا کر یہ پیام بصد آب و تاب عرض کیا ادہم خان کہ جو ان عیاش اور شاہد باز تجا یہ مژدہ روح افزا سنکر بھول گئی طرح شگفتہ ہوا اور سامان وصال کا ہیا کیا اور بادشاہ کے خوف سے کہ ایسا نہو یہ خبر اسے پہونچے لباس بدل کر دو تین آدمی معتبر اپنے ہمراہ لے کر رات کو منزل مطلوبہ کی طرف متوجہ ہوا اور جب روپ متی کے مکان میں آیا اور اُسے پنا یا اس کی نوڈیوں اور پرستاروں سے پوچھا کہ وہ کہاں ہو سب ایک زبان ہو کر بولیں کہ بلنگ پر استراحت کرتی ہو ادہم خان نہایت شوق سے اس کے بلنگ کے قریب گیا اور چادر اس کے منہ سے کھینچ کر دیکھا کہ جو شبہ بہت گم بھولوں کے ہار گلے میں ڈال کر خواب مرگ میں سوتی ہو ادہم خان متحیر ہوا اور حقیقت حال اُس کے مقبولوں سے پوچھی بھولوں نے یہ جواب دیا کہ جس دم آپ کے آدمی اُسے بلائے آئے تھے اور جواب سنکر لمٹ گئے تھے روپ متی اپنے بادشاہ باز بہادر کو یاد کر کے بہت روئی اور قدرے کا فور اور تلی کا تیل پیکر بیٹھی جب اُس کا حال متغیر ہوا اٹھکر بلنگ پر لیٹ رہی ادہم خان نے اس کے حسن عہد اور وفا پر آفرین خوان ہو کر اس کے دفن کفن کا حکم دیا اور اسی عرصہ میں ادہم خان معزول ہوا اور پیر محمد خان شروانی مالوہ کی حکومت پر سرفراز ہوا اور ۹۶۹ء نو سو آٹھتر ہجری میں سلطان باز بہادر کی بیگم کے لیے فوجیں لے کر سرحد مالوہ پر گیا سلطان باز بہادر نے تھال خان حاکم برابر اور میران مبارک شاہ فاروقی والی برہان پور سے ملتی ہو کر کمک طلب کی اور وہ قبول کر کے سامان جنگ اور فراہمی لشکر میں مشغول ہوئے پیر محمد خان اس امر کو سمجھ کر ولایت کی تاخت و تاراج میں مصروف ہوا اور برہان پور میں پہونچا فتنہ خاں مین کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کیا اور اس درمیان میں حکام ثلاثہ مع افواج آراستہ پیر محمد خان شروانی کے مدافحہ کو متوجہ ہوئے اور وہ بسبیل استعمال عازم معاودت ہوا اور آنکھوں نے پیچھا کر کے پس ماندگان کے قتل و غارت میں تقصیر نہ کی پیر محمد خان اس طرح کہ داستان سلاطین دہلی میں تحریر ہوا ہر ہنگام گریز آب زندہ میں ڈوب گیا اور سپاہ دکن اور مالوہ کے تعاقب سے امرائے اکبری کو توقف مالوہ میں دشوار ہوا آخر کو نکل گئے اور باز بہادر دو بارہ تخت مالوہ پر ٹمکن ہو کر خیل و چشم کے جمع لانے میں مشغول ہوا لیکن ابھی دم نہ لیا تھا کہ عبداللہ خان اوزبک جو امرائے اکبری سے تھا ۹۷۰ء نو سو ستتر ہجری میں مع سپاہ کینیہ خواہ اُس حدود کی طرف روانہ ہوا اور باز بہادر کے عیش و عشرت کا عادی تھا مشقت جنگ اسے اپنے اوپر نہ گوارہ کر کے بلا جنگ اس ملک سے

سے آنکھ کھول کر عورتوں کی محبت رحمت کر کے معرکہ زرم کو مجلس نرم تصور کیا اور ہایت سے سامانی سے میدان قتال کی طرف روانہ ہوا اور آتش حرب کو مستعمل کر کے اول ہی حملہ ہارون کی تاب نہ لایا اپنے مالک کی سرحد کی طرف بھاگتا کہتے ہیں کہ ہارون کے قسمت میں تمام عمر کا مد و حشر یہی روپ بنتی و غیرہ باتر بیان تھیں اہل اعرابت ملک کے وقت ایک حاجت کو شہر سارنگ پور میں سفر کر کے یہ حکم کیا کہ اگر شکست واقع ہووے اُن سیار یون کے قتل میں اقدام کریں حلاصہ یہ کہ حمار ہارون کے شکست پائی تو اس حاجت نے قسم کے موافق تلواریں میان سے لے کر روپ بنتی اور نصے اور ارباب شاد و عامہ کو حالت اضطراب اور مدح و جاسی میں رحم لگائے اور ایسی دولت میں اُنھیں مردہ اور کشتہ کر کے دوسرے اہل حرم کے قتل کو متوجہ ہونے اور وہ جو رہن روپ بنتی اور دیگر معبد کا ساکھ میں علی تھیں ہر ایک جان شیرین کے خوف سے ہتھیار حذر و سبک سنا کے بھاگ نکلیں اور اس حاجت کو فرصت ان کی جستجو و تلاش کی رہی مار ہارون شاہ کے حملے کے بعد ادھم جان تھیں داخل ہوا اور ایک حاجت رباں کو رنجیت کو دیتا رہ کر کے اُن سے احوال روپ بنتی کا کہ شہر آفاق تھی دیکھا کھون نے جواب دیا کہ وہ برادر و جوتھ علان محل میں مع اکثر ارباب شاد و عامہ ظلم سے قتل ہوئی ادھم جان نے اُن کی تحقیق کلام کے واسطے آدمی بھیجا اُس کا حال دریافت کیا آخر کو یہ حریائی کہ روپ بنتی اردو دین عورتیں رہی ہوئیں لیکن اُن کی حیات کا رشتہ تیغ حیات سے قطع نہیں ہوا ہے ادھم جان یہ مردہ سر بھٹیلا اور مسوڑا ہوا اور ارادہ فریب آئے یہ پیغام حسرت انجام بھیجا کہ تو اپنی دوادار دین کو تباہی نہ کر کے حصول جہاں اور اد مال رحمتوں کے لئے لبرت و توقیر تمام مار ہارون کے پاس بھونج گا روپ جی کا گلزار جاں اس سیم شاد رت سے شاداب اور تارہ ہوا قوت لے اندازہ حاصل ہوئی اس وقت رماں جان عقیقہ لک کو ادھم جان کی دعا و شفا میں گہریر کر گئے اس سیت کے معصوم کے موافق منترم ہوئی بیست ریں مردہ گر جاں قائم رہا سیت چ کہ اس مردہ آسائش جاں ماست ماس کے بعد عمر اُس کے اس بویہ کے مرہ سے اچھے ہوئے اور غسل صحت کر کے ادھم جان کو یہ پیغام بھیجا کہ اس مجید کو مرہ بلف حداد می سے صحت کامل ہوئی اور قوت رفتار ہم پہنچی ہوا امیدوار ہوں کہ یہ مقصد الکریم ادا و عدد وافر گئے مار ہارون کے پاس بھیجئے اور اپنے قول کو پورا کر کے دیا مردہ صد سالہ کو مردہ کے اچھا ریسوی طور میں ہو کیا ہے ادھم جان کی قوت عامہ حکمت میں آئی جو معلوب نفس مارہ ہنکر یہ جواب دیا کہ اگر مار ہارون اکرام و شاد کا عاشقہ اطاعت و وسع پر لے کر اس کی درگاہ کی طرف متوجہ ہوتا ملا توقیر تیرا سوال میں قبول کرتا کہ وہ باطنی اور شاہ سے درگروان ہر اگر گئے بادشاہ کے حکم اس کے پاس بھیجوں اور یہ حرسطان کو بہر نئے مراج اقدس کے خلاف ہونگا اور وہی محفل بعد اس بعد رت کے آدمی رات کو آدمی اس کے مکان پر بھیجا غالب وصال ہوا اور روپ بنتی جیل ادھم جان کا سمجھ گئی جو کہ مار ہارون کے بھتیہ تھیں رشتہ میں گرفتار

شجاع خان میان بایزید کے متعلق ہون اور سرکار رالپین اور بھیلے اور جمال جو اس نواح میں واقع  
ہیں اسپر ملک مصطفیٰ قاضی ہوئے پھر بعد اقرار صلح میان بایزید بقصد غدر اور چین کی طرف متوجہ ہوا  
اور آرمینون کے درمیان میں کتنا تھا کہ چین مائے برسی کے واسطے میان دولت خان کے پاس جا ہون  
اور دولت خان خون گرفتہ اس کے غدر سے غافل تھا آخاس کے ہاتھ سے مارا گیا اور سر اس کا  
سازنگ پور میں بھیکو دروازہ پر آویزان کیا اس وقت اکثر بارالوہ پر مشرف ہوا اور مشہور ۹۲۵  
ترستھ پوری میں چتر اپنے سر پر بلند کر کے خطبہ اپنے نام پڑھایا اور اس نام باز بہادر شاہ رکھا پھر  
اس صوبہ کا انتظام کر کے رالپین کے سمت متوجہ ہوا ملک مصطفیٰ خان کہ شجاعیت میں  
خود صیت رکھتا تھا مقابل آیا اور محاربات متعدد وہ کے بعد منہزم ہوا اور رالپین اور بھیلے بھی بایزید  
کے تصرف میں آیا اس کے بعد کدوالہ کی جانب متوجہ ہوا اور جو اس کے بعضے سردار سلوک نامیوں  
کرتے تھے اس وقت انھیں گرفتار کر کے کنوین میں ڈالکر ہلاک کیا اور خود کدوالہ والوں کی طرف  
متوجہ ہوا اور بعد دو کوشش بسیار اسے بھی فتح کیا لیکن جن دنوں محاصرہ اور محاربات میں مشغول تھا  
ایک گولی فتح خان کے جو باز بہادر کا مہون تھا لگی اس کے صدر سے جانی ہوا باز بہادر  
نے اس کی جگہ اس کے بیٹے کو مقرر کر کے فریت سازنگ پور کی اور چند روز کے بعد بقصد  
راجہ کنہک سے لشکر آراستہ متوجہ ہوا جب اس کی فوج کشی کی خبر رانی و رنگاوتی کو جو راجہ کنہک کی  
نزدیک تھی اور وہ اپنے خاوند کے بعد فوت حکومت کرتی تھی پہونچی کو نہ والوں کو جمع کر کے پہاڑ  
کی گھاٹی پر پڑاؤ ڈال کر جنگ کی بنیاد ڈالی اور جو رانی کے پیادے زیادہ مہور و دلیر یہ تھوڑے  
و جوانب سے تاخت لاکر باز بہادر کی اردو کو گھیر لیا باز بہادر حیران ہو کر پسا ہوا اور تمام ساز  
وسلب اور مرد و مہ نامی اور کارآزمودہ اس کے رانی کے ہاتھ اسیر آئے اور اکثر مارے گئے  
اور باز بہادر نے ہزار بھنت و مشقت آپ کو سازنگ پور پہونچایا اور شکست کی اصلاح میں کچھ  
کوشش نہ کی بلکہ رفع کلفت کے واسطے عیش و عشرت میں مشغول ہوا اور جو فن موسیقی میں کمال  
ہمارت رکھتا تھا گانوں کی صحبت اختیار کر کے تدبیر مہارت سے دست کش ہوا اور ایک عورت  
مغنیہ سے کہ روپ متی اس کا نام تھا اور علم موسیقی میں بھی خوب ماہر تھی نہایت تعلق اور عشق بہم  
پہونچایا اور پھر ان کی عاشقی معشوقی کا تمام ہندوستان میں منتشر ہوا اور لفظ بھراہک کو بغیر دوسرے  
کے چین نہ پڑتی تھی الغرض جب خبر غفلت اس کی اکبر شاہ کے سمع مبارک میں پہونچی اور لشکر مالوہ  
کی پریشانی اور بے سامی اس پر واضح ہوئی اس ملک کی طبع کر کے ایک جماعت امرائے درگاہ  
کو بھرزاری ادھم خان ۹۶۸ نو سو اڑسٹھ پوری کے آخرین مالوہ کی تسخیر کے واسطے نامزد فرمایا اور  
باز بہادر خواب غفلت اور بے شعوری سے اس وقت بیدار ہوا جب لشکر چٹانی ولایت مالوہ  
میں در آیا بعد خرابی بصرہ حرکت ندوچی کا خیال آیا اور لشکر کو اطاعت سے فراہم کرنے لگا اتنے  
میں لشکر مغل سازنگ پور سے کوس بھر کے فاصلہ پر پہونچا سلطان باز بہادر نے خواب غفلت

ہوا اور شجاع خان سارنگ پور میں ہونیکر روح کی فراہمی میں مصروف ہوا جب ساکسلیک شاہ آماہی تغیر  
سکان کے اور شیعہ میں ہوا لیکن بعض آدمیوں نے جنگ کی رحمت کی اسے جواب دیا کہ سلیم شاہ  
سیرا ولی نعمت راہ ہیں اس سے ہنگر مقامہ کر چکا اور کوئی شخص میرے رفقا سے اس امر کا ارادہ  
کرے جس سلیم شاہ ہمت قریب آیا شہر سے راکم ہوا اور اپنے اعیان و اطفال لے کر ہانسلو کی  
طرف گیا سلیم شاہ مالوہ کو اپنے تصرف میں لایا اور عیسیٰ جان سو کو کچ میں رکھ کر بل اور وہاں سواہ کے  
لمبہ آجین میں مجبور کر جو گوالیار کی سمت مراجعت فرمائی اور شجاع خان نے ناوجود قدرت اور  
استعداد کسی طرح کی مصرت طاقت مالوہ میں یہودی بجائی اور سلیم شاہ احسان ساری کے ساد کے سب  
سے لاہور کی روحانی کار اور وہ رکھا تھا دولت خان جو سلیم شاہ کا معشوق تھا اس نے شجاع خان کے  
عدو گناہ کی استدعا کر کے شجاع خان کو دربار میں لاکر ملازمت سے سروسا کر یا سلیم شاہ نے قلم عیسیٰ  
کے حاتم پر کھینچا اور ایک سو ایک گھوڑا اور خلعت اور ایک ست طاقت اور آٹھ اسلانی رحمت  
کنا اور ولایت راہیں اور سارنگ پور اور بعض محال اور بھی اسے جاگیر دے کر سپہ سالار کیا اس  
کے بعد سلیم شاہ قصاع الہی سے مرگیا اور مہاراجا عدلی اس کا قائم مقام ہوا اس نے بھی بیٹو  
سابق ولایت مالوہ شجاع خان کے قصعہ اقتدار میں سو بی شجاع خان لے وہ ملک اسے وریدوں  
اور اجالوں پر تقسیم کی ان میں اور ٹوٹا ہی دولت خان کو اور آجال اور راہیں ایک حصہ اپنے  
چھوٹے بیٹے کو اور رانی رکھا اور سارنگ پور میں دیوار اس پر پشت دے کر بیٹھا اور جب ایک  
مدت بقی ہوئی سلطنت دہلی نے ملل قبول کیا اور ہر شخص نے گوشہ میں بنا دی تو شجاع خان نے  
طرشادہ اختیار کر کے چاہا کہ خطہ اور سکے اپنے نام جاری کر دیں لیکن ملک نے وصت دی اس  
کے جدر و ر کے بعد یعنی آخر سلطنتہ نوسو ساٹھ سو بی میں اس حان قانی سے رحمت کی اور اسکا بیٹا  
مارجس کا خطاب باز ہادیہ تھا قائم مقام ہوا شجاع خان کی مدت حکومت اول سے آخر تک مارہ رس گئی  
اور قصعہ تھا دل یو کر ان میں کے کرب پر اسی کا ناؤ کنا ہوا اور بھی آمارہ یا کار کے بلوہ میں مت ہیں

**بیان باز بہادر کے تحت مالوہ پر بیٹھنے اور تذکرہ اس کی گرفتاری**

### کا امراے اکبری کے ہاتھ میں

شجاع خان کے بعد موت اس کا بیٹا ملک مارید ہندو سے سارنگ پور میں ہو گیا اور اہم  
حکومت اور سلطنت بد پر متصرف ہوا دولت خان اس کے ساتھ مقام مکاروہ میں آیا جو کہ سلیم شاہ  
کے ردیک معرہ اور محترم تھا تمام لشکر مالوہ اس کے ہوا جواہ ہونے میان ماریدے اپنی والدہ  
کو کچ ایک حاجت مردم خبر کے دولت خان کے پاس بھیجا تو آپس میں مصالحوہ کے معافی سم  
ہو گیا بین بعد لغت دست و دیار یہ مقدمہ اگر سرکار میں اور مسد و اور بعض اور محال بر دھان  
متصرف ہو دے اور سارنگ پور اور سیواں اور سر سوہی اور راہہ اور بھلیارہ اور محال مالوہ

باہن پہلو پر زخم خفیف پہنچا ہی اور سبب اس کا یہ تھا کہ عثمان خان کا ہاتھ قوت نہ رکھتا تھا زخم اچھا پڑا تھا لوگوں نے دیکھ کر شور و غوغا بلند کیا اور سلیم شاہ کو کنا یہ برا بھلا کہنے لگے سلیم شاہ اس ماجرے سے آگاہ ہوا اور اعیان دولت کو اول مزاج پر سی کے واسطے بھیجا اور خود بھی ارادہ کیا کہ عبادت کو جانوں شجاع خان کو خبر ہوئی کہ نہ سے مانع ہو اس واسطے کہ وہ جانتا تھا کہ میرے عزیز واقارب اور مصاحب عثمان خان کی جرات کو جو طور میں آئی ہو سلیم شاہ سور کی تحریک اور اغوا پر گمان کرتے ہیں ان کی بیباکی اور بے اعتدالی سے اندیشہ کرتا تھا کہ مبادا فساد برپا کرین اور قصہ طول کھینچے سلیم شاہ سور کو یہ پیغام بھیجا کہ بندہ غلام اور خانہ زاد قدیم ہے اور سب پر یہ امر ظاہر ہے کہ کمترین نے اپنی جان کا لحاظ و پاس نہ کیا تھا چھتیس آدمیوں کے اتفاق سے آپ کا علم دولت بلند کیا اور آب بھی اگر زندہ بچا ایک نہ ایک روز آپ کے کام آؤنگا میری عرض یہ ہے کہ آپ قلعہ سے برآمد ہوں انشاء اللہ تعالیٰ بعد صحت بندہ خود ملازمت میں حاضر ہوگا اور جو شجاع خان سلیم شاہ کا رکن اعظم تھا اور حقوق خدمت بہت رکھتا تھا سلیم شاہ اگرچہ شجاع خان اس کے امرار کے طرز کلام سے سمجھ گیا تھا کہ وہ کیا کہتا ہے لیکن تحمل کیا اور دوسرے دن اس کی پیشش کو جو دگیا اور فتح خان شجاع خان کا سالار اس کے لڑکوں کا مامون جو نہایت قوی اور شجاع تھا اور کوئی شخص قوت جسمانی سے اس کا پنجہ نہ پھیر سکتا تھا اس نے جب دیکھا کہ سلیم شاہ سراپردہ کے قریب تنہا آیا ہے ماروم مبریدہ کی طرح اس نے پیچ و تاب کر کے ارادہ غدر کا کیا اور شجاع خان کے بڑے بیٹے سے کہ جس کا نام میان بازیرید اور مشہور بازربہا در تھا بہ ایما و اشارہ اس مقدمہ میں مشورہ کیا چنانچہ وہ بھی اس امر میں شریک ہوا اور شجاع خان نے اس حال سے اطلاع پائی تو فتح خان کو اس بہانہ سے کہ گھوڑے پیشکش کے واسطے تیار کرے باہر بھیجا اور بعد ایک لمحہ کے سلیم شاہ سے التماس معاودت کی یعنی آپ یہاں سے تشریف لے جائے اور یہ بھی کہا کہ پھر تصدیق نہ کیجے گا بندہ ملاحظہ کرتا ہے کہ مبادا حقوق خدمت سالہا سال کے ضائع ہوں اور علم دولت کا کہ اس محنت سے برپا ہوا ہے سرنگون ہووے الغرض شجاع خان نے چند روز کے بعد غسل کیا اور صبح اور نذرین بہت مستحقون کو دے کر دوسرے دن سلیم شاہ کے سلام کو گیا چنانچہ سلیم شاہ نے سوگھوڑے اور سو بقیہ قماش نفیس بنگالہ کے اسے انعام دیے اور نہایت لطافت طہورین پہنچایا اور شجاع خان اس تملقات یعنی ظاہر داری کو اتفاق سمجھ کر اس مجلس کو جس طور سے ممکن ہو سہر لے گیا اور اپنی منزل میں جا کر نوکروں سے یہ بات کہی کہ بیان سے اسباب اپنا لاؤ کر کوچ کی طیارہ کر کو کہ ہم دوسرے مقام میں فروکش ہوں گے بیان غلاطت اور عفو نہایت بہت ہو گئی ہے بعدہ جب تمام ہمراہی اسباب لاؤ کر مسلح ہوئے کوچ کا تقارہ بجا کر سوار ہو گوالیار سے سارنگ پور کی طرف متوجہ ہوا اور سلیم شاہ افغان سور یہ حال مشاہدہ کر کے غضب میں آیا اور کچھ سپاہ اس کے تعاقب میں تعین فرمائی اور سامان لشکر درست کر کے خود بھی اس کے پیچھے روانہ ہوا

لوڈ وارڈ میں سراہی اور شجاع حال کو کہ پانچ چورم چور مار داور گردن پر رکھتا تھا چار دین ڈال کر ڈاکو  
 بین لے گئے انہی اس کی رحم دوری اور مرتبہ بی ہوئی تھی کہ حاجی حال حاکم دھارکا حلاص مسموں  
 کا آنکھ تھامہ مع جمعیت و امرا السو سوار سے میرے مقابلہ کو کیا ہو اور آج کل میں آتش حرب حلاصوں  
 چوایا جاتی ہے شجاع حال یہ سنے ہی اسی وضع سے پانچ بین ٹھیکہ طور تاجت دھارکا کی طرف متوجہ  
 ہوا اور حرارت کو اپنے تئیں مع ڈیڑھ سو سوار حاجی حال کی آردوں میں بیو کیا یا اور حاجی حال کو  
 کہ سوتا تھا سیدار کے اسی وقت مہیا دھجک قائم کی اور تار شاہ کو شکست دے کر اس طرح  
 محلات کی طرف بھاگا کہ دو مارہ اسے جنگ کا حوصلہ مافی رہا اور شجاع حال کی رو رو وقت  
 اور شوکت طے لگی اور تمام سرزمین مالوہ ملا جنگ اس کے تصرف میں آئی اور حرب شیر شاہ  
 اعلان سورے قلعہ کا کوہین سرایہ حیات کو آتش داسے علما یا سلیم شاہ اعلان سور اس کا  
 قائم مقام ہوا اور وہ ہر جہد کہ شجاع حال سے مادر اس اور کد رتھا اس کی طرف سے دل  
 صاف برکتا تھا لیکن خود دولت حال معہ بولا ور د شجاع حال کا مقرب درگاہ اور ہایت قرب  
 اور منزلت رکھتا تھا اس کی دلجوئی کے واسطے انتظامات ظاہری سے دریغ کرتا تھا اور اپنے  
 ماپ کے جہد کے مواقع اس ملک کی رام بہام اس کے سپرد کیے اس کے اعرار و احترام میں  
 کوئی وقیعہ موجود نہ تھا مگر اتنا ہاں تک کہ عثمان حال نام ایک شخص ایک رو رہا تراب میکرو پوٹا  
 من اور حالت نشہ میں متواتر کہیں مرتش پر گرا ملاش مانع ہوا عثمان نے ایک طمانچہ اس کے  
 معہ پر بار اس سب سے شور و عوج مالد ہوا اور حرب یہ ماحر شجاع حال کے گوش رو چو افرایا کہ  
 اس سے جہد گناہ سر دہوئے ہیں اول یہ کہ اس نے شراب بی دوسرے اس حالت میں  
 دیوا سنا۔ میں آیا تیسرے ملاش کو مارا یہ لکھا اس کے دونوں ہاتھ طبع کر کے چوڑ دیا عثمان حال  
 پر رہا اور گوالیار میں کہ سلیم شاہ اعلان سور کا دارالحکومت تھا حاکم ماحر اس کی سلیم شاہ نے  
 نے کچھ جواب دیا اور بعد ایک مدت کے جب شجاع حال گوالیار میں گیا عثمان حال دو مارہ ناچواہ  
 ہوا سلیم شاہ سورے اس سے مات کہی کہ لو خود حاکم ایسا مقام لے مقبول ہو کہ جب یہ جس  
 شجاع حال کو پہنچی ہایت آرد وہ ہوا اور کلمات محاور عرف ناما حاکم حال کی نسبت رماں پرایا جسکہ  
 ایک دن پانچ پر ہزار چوکر قلعہ گوالیار میں سلام کے واسطے آتا تھا جب قبائل کے در وادہ  
 پر پہنچا دیکھا کہ عثمان حال اپنے تئیں پارچہ کلبہ میں بیٹھے ہوئے ایک دوکان میں میٹھا پڑھا جان  
 نے حاکم اس کا احوال پوچھے اور دلا سا دیوئے کہ ماگاہ عثمان خان نے دوکان سے کوکر رہا ہایت  
 چالاک ایک حرب تشیر شجاع حال کے دن پر رسید کی شجاع خان کے سیاہیوں نے خوشامی  
 کے ہمراہ اردلی میں ملتے تھے فی العور اسے گرفتار کر کے قتل کیا پھر دیکھا کہ اس نے ایک ہاتھ  
 اپنے کا سر کھائے دست متفرد نص کر کے اسی دست چلی سے ایک حرب ماری تھی شجاع حال  
 بیٹھ کر ایسے مکان پر گرا اور اس کے سینوں اور عروں نے اس کی تمار آردو کر کے دیکھا کہ اسے



جاتا تھا اثنائے راہ میں چند مغلوں کو جنہیں پٹھانوں نے اسیر کیا تھا دیکھا کہ بیلداری اور گدگاری میں شغف کر کے ہمیشہ اُس کی اُردو کے گرد خندق بناتے ہیں اور جب سلطان قادر شاہ اُن کے قریب سے گزرا ان میں سے ایک شخص نے یہ مصرع پڑھا مصرع مراے بین بدین احوال و فکر خوشنشین گزرا  
 قادر شاہ متنبہ ہوا اور اپنے دل میں یہ اندیشہ کیا کہ اگر تو کبھی شیر شاہ کی ہمراہی اور رفاقت میں رہے گا یقین ہو کہ تجھے بھی بیلداری اور گدگاری کا حکم فرما دیگا بہتر یہ ہو کہ اس کی رفاقت ترک کیجے اور جان بچا کر تیشہ اپنے پانوں پر نہ مارے اس کے بعد بھاگنے کی فکر میں ہوا شیر شاہ نے فوراً یہ امر دانائی سے دریافت کیا اور شجاعت خان سے فرمایا کہ قادر شاہ کے حرکات اور سکنتات بجائے میں نہایت آزر و ہون اور میں خوب جانتا ہوں کہ وہ مجھ سے وفائے گاہے کا لیکن جو کہ وہ بے طلب میری ملازمت میں حاضر ہوا ہے اس واسطے میں اُسے گوشمالی نہیں دے سکتا اب اس سے کچھ نہ کہو خواہ ہے خواہ بھاگ جاوے بعد اُسے گرفتار کر کے اُس گناہ پر مواخذہ کریں قضا را تا قادر شاہ فرصت پا کر بھاگا شیر شاہ نے ایک جماعت اس کے تعاقب میں نامزد فرمائی اور وہ اُن کے ہاتھ نہ آیا آخر ہلٹ آئی شیر شاہ نے بد یہ یہ مصرع پڑھا مصرع با ما چہ کرویدی ملو غلام گیدی + اور شیخ عبدالحی بیاض جالی شاعر کا کہ شیر شاہ کے مصاحبین میں منظم تھا اُس نے دوسرا مصرع کہا مصرع قولیت مصطفیٰ  
 والا خیر فی عبیدہ شیر شاہ افغان نے قادر شاہ کے بھاگنے کے بعد چند روز اُچھین میں مقام کر کے ولایت مالوہ کو امر اہر قسمت کیا اور قصبہ اُچھین اور سارانگ پور اور دیگر پر گئے شجاعت خان کو جاگیر دے کر اُس ملکیت کا سپہ سالار کیا اور خود کوچ کر کے قلعہ رسن پور کی طرف روانہ ہوا اور دہلی سے لاہور تک دو دو کوس کے فاصلہ پر سر اُچھین اور ساو فرخانہ تیار کر کے حکم کیا کہ مسافروں کو کھانا دیتے رہیں اور جو شیر شاہ نے قادر شاہ کے مغرور ہونے کے بعد اس خیال سے کیا اسکا ایسا نہو سکندر خان بھی بھاگ جاوے اُسے قید کیا تھا اُس وقت نصیر خان اس کا بیٹا سیوا سے لشکر جمع کر کے شجاع خان کی طرف متوجہ ہوا اور اپنے اعوان اور انصار سے یہ بات کہی کہ تم شجاع خان کو کسی ڈھب سے زندہ گرفتار کرو تو ہم اسے سکندر خان کے عوض قید رکھیں اور اس تقریب سے اُسے زندان ستم سے رہا کر آئیں ہنگام اشتعال نائرہ قتال نصیر خان اور اُس کے بعضے نوکر دن اور مصاحبوں نے اپنے تئیں شجاع خان کے پاس پہنچایا اور اس کا گریبان اور بال پکڑ کر کشان کشان انہی فوج میں راہی ہوئے اس درمیان میں مبارک خان شیروانی نے اس حال سے آگاہ ہو کر شجاعت اور تردد و مردانہ شجاع خان کے پاس پہنچ کر اسے رہا کیا لیکن اس کوشش اور کشش میں ایک پانوں اُس کا ساق سے جدا ہوا اور جب ضعف اس پر غالب ہوا گھوڑے سے گرا نصیر خان کے آدمیوں نے ہجوم لاکر اس کا سترن سے جدا کیا جاہتے تھے کہ راجہ رام گوالیار کا راجہ باتفاق راجپوتان تاخت کر کے اس پر چڑھا نصیر خان جو کچھ حق تردد اور مردانگی تھا بجالایا جو کہ فتح و نصرت کوشش سے میسر نہیں ہوئی ہزیمت پائی اور ولایت



من محل امداری کر س تو محل سہرا سید اور بدحواس اس ملک سے دست کش ہو وں اور ہیں ملک کستانی  
 کی وصیت ہو وے قادر شاہ شیر شاہ سور کے فرمان کھنے سے آشفته ہوا اور ایسے متشی سے یہ وایا  
 کہ تو بھی اس کے در حواب فرمان لکھ کر اس پر ہماری ہرقت کر کے روانہ کر مٹی لے اس حکم کے موافق  
 عمل کیا یعنی فرمان لکھ کر ہریشانی پر کر کے روانہ کیا اس صورت میں سیف خاں دہلوی کہ اس کا ہم تھا  
 اور ہمیشہ از روئے گستاخی ہمیں راست لے بیٹھک عرص کر با تھا وہ عرص پیرا ہوا کہ شرف خاں  
 بال فعل بادشاہ سنگار اور حوں پور پور اور اس قدر سیاہ اور شوکت رکھتا ہوا کہ شاہ دہلی کے مقابلہ  
 کو آیا ہوا کہ وہ آپ کو فرمان لکھ کر اس پر رشت کر کے بجای قادر شاہ نے حواب دیا کہ اگر وہ بادشاہ  
 سنگار اور حوں پور کا بھین بھی اصال رانی اور توفیق سبانی سے ملک مالوہ کا بادشاہ ہوں حکم وہ  
 ہم سے طریق ادب جاری ملین رکھتا ہوں کیا ضرور ہوا کہ اس سے عہد تہی پیش آوین اور اس کی  
 محبت کی رعایت رکھیں بعد اس کے کہ فرمان قادر شاہ کا شیر شاہ کے ملا حظین گہرا وہ ہوا  
 طیش کھا کر کہ وہ ہوا اور ہر کا عد سے اٹھا کر با وکاری کے واسطہ علاقہ محرمین بھاہ رکھی اور  
 یہ کہا کہ انتقام اللہ تعالیٰ لے ملاقات اور صورتی کے وقت سب اس گستاخی کا استفسار کیا جائے گا  
 اور بعد اس کے حکم شیر شاہ بادشاہ دہلی ہو گیا اور سواد علم ہندوستان اپنے تفر میں لایا <sup>۹۴۹</sup>  
 نو سو اسیاں پھر یمن یہ تصدیق ملک مالوہ حضرت رانی حب وہ سا رنگ پور کے اطراف میں ہو چکا تھا اور  
 اس نے ادنی سے زیادہ تر ہراسان ہو کر احکام کی فکر میں ہو اسیف خاں دہلوی کے مصاحب اس کا  
 تھا اس نے ہماش کی کہ جو آپ اس کے مقابلہ کی طاقت ہمیں رکھتے مناسب یہ کہ آپ صحاح  
 استعمال کیا گیا حاکم اس سے ملاقات کریں قادر شاہ کو یہ رائے پسند آئی انھیں سے بلور ملہار  
 سا رنگ پور کی طرف روانہ ہوا اور شیر شاہ سور کے دربار میں ہو چکا وہ مانوں نے حقیقت حال  
 عرص کی شیر شاہ اصال لے آئے اپنے روبرو طلب کر کے خلعت حاص سے سرور کر کے  
 نظر العاف اس پر حد سے ریا و مذلول فرمائی اور پوچھا کہ کہاں ہو گئے ہوا کہ کہا طال مقام میں  
 بھر شیر شاہ نے ایسا بلک حاص مع حاصہ حواب اور اسات گوشک حاصہ عایت فرمایا اور بھر  
 دوسرے دن کو کج کر کے ان کی طرف متوجہ ہوا اور شعا عث حال کہ اس کے مقربوں سے تھا  
 آئے حکم دیا کہ ہاں عرص کی میرانی سے سرور رہا اور اسے جس شہر کی ضرورت ہو سرکار سے دیا  
 اور وہ حطہ آئین میں ہو چکا شیر شاہ افغان نے سلطان قادر کے خلاف توفیق طبع اس ملک کی  
 کی اور ہی وقت سرکار لکھنؤ آئے دے کہ حکم کہ اسے خیال اور شعلقہ کو وہاں بیچ کر خود  
 ہماری خدمت میں رہے قادر شاہ محبت ہی اور رنگ تارہ و بھگہا چاراپے خیال والحقال نہیں  
 سے سر آوردہ کر کے اس باج میں جو آرد اور قصہ کے درمیان تھا ورتس تھا اور اسی جہد رو میں  
 معین خان سکندر رحان میوانی کے محلہ بولے درمے بھی آکن کر شیر شاہ کی ملازمت کی اور حکم ملین  
 خطاب پاکر ماگر لائق سے سرور ہوا ایک روز قادر شاہ اسے مکان سے شرتا کے دربار میں

نے سچ فرمایا کہ دینا مکارہ ہر سیاہ چشم اور بدکارہ ہر سفید چشم گندم نہا ہر جو فروش اور عجز زہ ہے پر نیان پوش طالب اس کا ابتدا میں خود رفتہ اور بیہوش رہتا ہر اور آخر کو غم و اندوہ میں مبتلا ہو کر شور و خروش کرتا ہر اس بات

مشعبہ جہانمست قوت سر	کند کار دیگر ناپید دگر	نخو اند بہر دیر اند بہ کین
بود کار او جادوان این چنین	ندانی چو خواندت کجا خواندت	ندانی چو راندت کجا راندت
نہ اول بکام تو بود آمدن	نہ آخر بہ کام تو باشد شدن	نہ بر کام دل ز نیستن چون توان
	میان دونوں کامی اندر جہان	

تذکرہ زوال دولت خلجیہ مالوہ اور بیان اس ملک پر سلطان بہادر شاہ گجراتی وغیرہ کے تسلط اور غلبہ کا

اس طرح مرقوم خامہ تحقیق ہوا کہ بعد سلطان محمود خلجی کے سلطان بہادر شاہ گجراتی نے ملک خلجیہ پر غلبہ پایا اور امرائے مالوہ کو جو مقام اطاعت اور دائرہ فرمانبرداری میں تھے انھیں الطاف خسروار نے سے سرفراز اور متمنا فرمایا اور سلمدی پور یہ نے اس لیے کہ وہ سب سرداروں سے پیشتر اس کی ملازمت میں حاضر ہوا تھا جہن اور سارنگ پور اور رانیسین جاگیر پائی اور آخر کو جیسا کہ طبقہ گجراتیوں میں بیان ہوا بہادر شاہ کے جنگ غضب میں گرفتار ہوا اس نے قلعہ رانیسین میں اپنے تئیں ہلاک کیا اور اس کا بیٹا بھوپت حضور سے بھاگا سلطان بہادر شاہ نے جہن دریا خان لوہی کو اور رانیسین عالم خان حاکم کا پبی اور شادی آباد اختیار خان کو تفویض کر کے محمد آباد جہانیر کی طرف عازم ہوا بعد اس کے جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ نے جس وقت کہ گجرات کو فتح کر کے زیر نگین کیا بہادر شاہ گجراتی بند روپ کی سمت بھاگا آنحضرت نے شادی آباد منڈو میں آن کر خطبہ اپنے نام پڑھا یا اور اپنے متعلقوں کے سپرد کیا چنانچہ مذکور ہوا جب اگرہ میں تشریف لے گیا ملو خان بن ملو خان کہ غلامان خلج اور امرائے کبار سے تھ زور لایا اور بعد ایک سال کے لشکر جہانی کے قبضہ سے بر آور وہ کر کے اپنا نام قادر سلطان رکھا اور قصبہ بھلیسہ سے آب زبردہ تک متصرف ہوا اور خطبہ اپنے نام پڑھا اور بھوپت اور پورنمل جو سلمدی پور یہ کے بیٹے تھے قلعہ جہنور سے برآمد ہو کر قلعہ رانیسین اور اس نواح کو اپنے قبضہ میں لائے اور اطاعت سلطان قادر کی کر کے پیشکش بھیجی اور رفتہ رفتہ یہ نوبت پہنچی کہ شیر خان افغان سور نے ایسے وقت میں کہ جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ اس کے دفع کرنے میں مشغول تھا بنگالہ سے ایک فرمان پیشانی برمن بہر و طغرا کر کے بھیجا مضمون اس کا یہ تھا کہ جب سیاہ مغل بنگالہ میں آگئی ہر تو طریقہ اخلاص تقضی ہو کہ آنفریز اگرہ کی طرف متوجہ ہو وین یا فوج بھیج کر اگرہ کے اطراف

جاہتا ہوں انھیں عیش و عشرت میں بسر کروں پھر شہاں کی بون تاج ۹۳۷ء کو سوسیتیں بھری میں  
 صبح صادق کے وقت نشان دولت ہوا در شاہی افق قلعہ سے طالع ہوا اسی وقت چاند حال  
 حواء سے دورا تھا قلعہ سے نکل کر دکن کی سمت بھاگا اور سلطان محمود طلی سلج ہو کر مع ایک  
 حاکم تلیل ہوا در شاہ کے مقابل آیا اور طاقت مقابلہ کی اسے میں بد بھکر ملیٹ گیا اور جو  
 آفتاب دولت حلیہ لے اوج ملدی سے پستی کی طرف میل کیا تھا ماوجود و عصمت اور قدرت  
 قلعہ سے ولایت کے درمیان رہ گیا اور ہزار سوار لے کر اسے حرم کے قتل پر آمادہ رہا بیت  
 چوخت کے رو بہدور دال چہ بھرے گا نہ کہ گرد و مال چہ لیکن جس وقت حملوں میں ہو گیا  
 ایک حاکم مانع ہوئی اور یہ ہمیشہ کی کہ ہوا در شاہ کو اتنی تمھاری خطا ماموس میں عیا کر چاہئے  
 کوشش کرے گا ہتر یہ ہو کر قلعہ سے باہر نکل جاویں اور لشکر جمع کر کے قتل کے دفع میں مشغول  
 ہو دیں یہ ذکر ہوتا ہی تھا کہ ہوا در شاہ کو اتنی حملات کے گرد آہو بھا اور رعل محل کے کوٹھے پر  
 رآد ہو کر آدمی سلطان محمود کی طلب میں بھیجا سلطان اسے سرور دل کو چھوڑ کر مع سات سوار  
 ہوا در شاہ کے پاس آیا سلطان ہوا در شاہ نے اس کی تعلیم کے واسطے قیام کر کے معاملہ کیا اور  
 سلطان محمود ہوا در شاہ کے بیٹھے کے بعد کچھ درستی کر کے خاموش ہو لیکن علامت تیر ہوا در شاہ  
 کے لشکر پہلا ہر ہوئی اور وہ حرف کر اس کی زبان پر آیا یہ تھا کہ امرا کو ہم نے ان دمی وہ مسا  
 اسے مکان پر جاویں اور لیجئے سچوں میں نظر سے گذرے کہ سلطان ہوا در شاہ کو اتنی مقام جمع میں  
 تھا کہ سلطان محمود نے درستی کی سب حکم جس فرمایا اور محکم کے رور مسرون پر شاہی اکا و مسرو  
 کے حلقہ پر بھا اور سچ کی رات کو سلطان محمود کے پاؤں میں دیکھو ڈاکر مع سات بیٹوں کے ہتھیان  
 کے حوالہ کیا کہ قلعہ غلیہ سر میں محسوس کرے وہ لے کر روانہ ہوا اور اٹھانے راہ میں ہتھیان  
 کی چودھویں شب کو دو ہزار پھیل اور کوئی منزل دہو رہیں آصف خان کے آردو پر شمعوں نے گئے  
 اور اسی لمحہ سلطان محمود نے مار سے قانع ہو کر سر مالین پر رکھا تھا کہ ستور اور حوالہ ملد چوہب  
 سیدار ہوا نقد گیر اسے پاؤں کی دیکھ کر تو لڑی اس درمیان میں گھسان واقف ہو کے اور  
 اس وقت سے کہ ما دا اس کے ہوا اور شمعوں نے گئے ہیں اور یہ ان سے ملے ہو کر ملکیت میں سا  
 پر پا کر بے کسی ماہت تہمد ملا اس کے خلق دلی میں ڈال کر شہید کیا آصف خان نے علی الصباح  
 اُسے غسل و کفن دے کر اسی مکان میں جو جس دھور کے کنارہ موجوں کیا اور اُس کے میٹوں کو  
 چھڑا کر دھیا بیر میں قید کیا اور عرصہ تلیل میں محمد شاہ بن ناصر الدین کے سوا حوا در شاہ کی ملامت  
 میں رہتا تھا اس حاکم سے کوئی وارث نہ رہا سلطنت حلیہ مالوہ آجو ہوئی اور دولت ان کے  
 سلسلہ کی حکام ملکات گجرات میں منتقل ہوئی یہاں تک کہ سلطان ۹۴۷ء کو موکتا لیس بھری تک حکومت  
 اُس دیا رکی اس حاکم کے قصہ اقتدار میں رہی بعد اُس کے عیا کر دکر چھٹا قلعہ سے دل  
 دست بدست ہو کر ۹۴۸ء کو سوار سٹیم بھری میں آکر شاہ کے قصہ قدرت میں ٹھہری اور زرگون



سلطان محمود خلجی اُس کے تدارک کی فکر میں نہوا اور جس وقت رانا سنکا کی خبر فوت پہونچی اور اُس کا بیٹا رتنسی قائم مقام ہوا سلطان محمود نے شہزہ خان کو بھیج کر بعضہ قصبات جیسو کو تاخت و تاراج فرمایا اور رتنسی جو کم تو جی اور رنجش سلطان بہادر کی سلطان محمود خلجی کی نسبت سمجھ چکا تھا لشکر فراہم لاکر مالوہ کی طرف متوجہ ہوا جب یہ خبر سلطان محمود کو پہونچی اس کے مقابلہ کو روانہ ہوا اور آجین سے گذر کر کے سارنگ پور گیا جو سکندر خان فوت ہوا تھا اُس کے منہ بولے فرزند معین خان کو کہ دراصل وہ بیٹا روغن فروش کا تھا سو اس سے مدد کے واسطے طلب کر کے مسند عالی خطاب دیا اور سرسرا پر وہ سرخ جو بادشاہوں کے لیے مخصوص تھا اس کو عطا کیا اور سلہدی پور بہ کو بھی راسین سے بلایا اور چند پرگنوں کی جاگیر قدیم برصاخہ فرمائے اور سلہدی پور بہ سلطان محمود خلجی سے متوہم ہو کر باتفاق معین خان کے رتنسی رانا کے پاس گیا اور وہاں سے معین خان اور بھوپت ولد سلہدی پور بہ دونوں نے ہمراہ ہو کر سنبھ کے حوالی میں شاہ بہادر گجراتی کے دربار میں جا کر اپنے ولی نعمت کی شکایت تحفہ مجلس کی سلطان محمود مضطرب ہوا اور دریا خان لودھی کو سلطان بہادر گجراتی کے پاس بھیج کر پیغام دیا کہ حقوق اس سلسلہ کے مجھ پر بہت ہیں اور مسافت تھوڑی باقی رہی چاہتا ہوں حضور میں ہو چکر مبارک باد سلطنت کہوں سلطان بہادر نے جیسا کہ اُس کے واقع میں مذکور ہوا جواب آدمیانہ دیا اور بکوج متواتر آب کرخی کے کنارہ ہو چکر نزول کیا اور اس منزل میں رتنسی اور سلہدی پور بہ سلطان بہادر شاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلطان محمود سے شکایت کی اور رتنسی اسی منزل سے رخصت ہو کر اپنے مقام میں گیا اور سلہدی سلطان بہادر کی اردو میں کہ امیدوار سلطان محمود کے آنے کا تھا متوقف ہوا اور سلطان محمود تیشہ ناکامی اپنے پائے دولت میں مار کر ملاقات کے ارادہ سے پشیمان ہوا اور سکندر خان کے نوکروں کے دفع کرنے کے بہانہ سے سو اس کی طرف روانہ ہوا اشناے راہ میں ایک دن شکار میں مشغول ہو کر گھوڑے سے گر کر اُس کا داہنا ہاتھ لٹ گیا اسے فال بد سمجھ کر فسخ غلیت کی اور شادی آباد مند وین جا کر قلعہ داری کے سامان میں مصروف ہوا طبیعت چوتیرہ شود مردار و زکا بر پہمہ آن کند کش نیاید بکار پڑ سلطان بہادر گجراتی سلطان محمود کی ملاقات سے یابوس ہو کر شادی آباد مند وکی سمت راہی ہوا اور ہر منزل میں سلطان محمود خلجی کے ملازم فوج فوج آن کر اُس کے شریک ہوتے تھے اور شہزہ خان حاکم دہا بھی اُس سے موافق اور ملحق ہوا اور جب نظر آباد نعلیمین پہونچا قلعہ کو محاصرہ کر کے مورچے تقسیم کیے اور سلطان محمود خلجی تین ہزار آدمی سے قلعہ میں متحصن ہوا ہر شب ایک بار جمیع مورچوں پر پہونچتا تھا اور سلطان غیاث الدین کے مدرسہ میں استراحت فرماتا تھا جب اسے اہل قلعہ کا اتفاق معلوم ہوا مدرسہ سے اپنے محلوں میں جا کر عیش و طرب میں مشغول ہوا اور بعضے نیک اندیشہ اس بارہ میں جو اسے سمجھاتے تھے کہ یہ عیش کا کیا محل اور موقع ہے انھیں یہ جواب دیتا تھا کہ اب انفاس و اسپین کا سامنا ہو

بابا ہون  
سج صادق  
جو باہنسا  
جامعت قلیہ  
آفتاب دو  
قلعہ سے  
جو تخت  
ایک جا  
سرشت  
ہو دین  
برآمد  
بہادر شاہ  
سلطان  
کے بشیر  
اپنے ملک  
تاجا جب  
کے خطبہ  
کے حوال  
کی جو دھو  
اور اسی  
بیدار ہو  
اس خوف  
برپا کر  
اُسے غل  
نکد آباد  
میں رہتا  
سلطنت کی  
اُس دیار  
دست بدر

طلب میں کوئی سلطان محمود خلجی نے اسے بھی رانا کے سپرد کیا جب سلطان کے رجوں نے امداد  
کیا اور صورت مراد آئینہ تما بین مشاہدہ ہوئی رانا اسکاٹے لازم حوالہ دی کو کام رہا ہر ار راجہ ت  
سلطان محمود خلجی کے ہمدرد کر کے لغت و حرمت تمام شادی آنا و مدد میں بھیجا کہ تخت پر ٹھاکر مراحت  
کر بن سلطان محمود تیسری مرتبہ تخت شادی آنا اور اعلا س کر کے اپنی تنگت و رنجیت میں متحول ہوا  
لیکن جو صحت ریاست مالک مالوہ سے امرا اور نایبون کے تصرف میں تھی اور رعایا حق الطاعت  
جیسا کہ جاسہ سے بخار لائی تھی حلق عظیم اس کی مود شاہی میں ظاہر ہوا اور سکندر رحمان سوائی بہت سے  
پرگنوں پر تصرف ہو کر دم استقلال کا رزاق تھا اور میدنی راے چندی اور کارکرون اور دوسری  
حاکموں پر چنگ تھلے کے راطاعت ہمیں کرتا تھا اور اسی طرح سے اور حکام بھی اطراف اور  
سرحدوں میں قدم اذارہ سے ماہر حکمران صفت سلطنت کے باعث ہوتے تھے اور سلطان محمود  
خلجی کلاب سلطان محمود نامی امارا مدبر ہر اسکے دارکار سلطنت کو تشہیر پر حکمران سراد و قتل کو  
درمیان میں راہ بہ دیا تھا سنہ ۹۱۲ھ کو سوچیس بجری میں سلہدی پور سپہ کے وقع کیونسلے لہا ہوا انڈس  
نے راجہوت مت جمع کر کے میدنی راے سے ملک طلب کی اور سارنگ پور کے راجہ میں ہون  
حک آراستہ کر کے سلطان سے تعالیمیش آبا پیلے لشکر اسلام کو متفرق اور برنٹان کہ کے  
طریاب ہوا اور راجہ اس کی تاراج میں شعل ہوئی سلطان محمود خلجی کے قلب کے اسد موج قلیل  
سے اسے ثبات زمین میں قائم رکھتا تھا و صحت پاکر سلہدی پور سپہ پر حملہ آور ہوا اور برنٹان  
دم سے اسے شکست دی اور ہنگام محاق چو میں رنجیل کے کر سارنگ پور کو اس کے  
تصرف سے رآورہ کیا اور سلہدی راجہوت حاکم قدیم بر قانع ہو کر اہل راطاعت پر سرگرم  
ہوا سلطان محمود خلجی نے اسے عیمت خان کر دارا سلطنت شادی آنا و مدد میں مراحت فرمائی اور  
سنہ ۹۱۳ھ کو سوچیس بجری میں جب امیر سلطنت گجرات نے سلطان ہمدرد سادہ گجراتی سے غلبہ کرنا  
شاہراہ چاند خان بن مظہر شاہ گجراتی تھا کہ شادی آنا و مدد میں آیا سلطان محمود خلجی نے حوشاہ  
مظہر کا رہن احسان تھا اسکے اعرار و نکیم میں کوئی دقتہ اور وقائع مرود فرد گداشت نہ کیا اور  
رعی المملک جو گجرات کے امرا سے متبر سے تھا ہمدرد شاہ کے مدد اور وصول سے محال کر  
فردوس سکائی طبر الدین محمد بار ماو شاہ سے بھی ہوا اور بہت اس پر مصروف کی کہ ہمدرد و کو موصول  
کر کے چاند خان کو قائم مقام اس کا کرے اور اسی بیت سے اگر وہ سے شادی آنا و مدد میں آیا  
اور چاند خان سے متبرہ کہ کے پھر اگر وہ میں گیا جب یہ حیر سلطان ہمدرد گجراتی کو بیوی ایک حلا  
سلطان محمود خلجی کو لکھا کہ صحت اور اعلا س سے بہت تمھ ہو کہ حرام حوالہ کو آپ نے چھوڑا یا ہو  
کہ چاند خان کے یاس آن کر قندہ انگیری کر کے پھر اگر وہ میں جاوے اتفاقاً رعی المملک کا نڈیت  
فردوس مکانی سے کچھ کام کر کے دوبارہ شادی آنا و مدد میں آیا اور کھیلے کر اگر من گیا لیکس اس  
مرتہ شاہ ہمدرد کچھ ران پر لایا ملک سلطان محمود خلجی کی نکر میں ہوا حوالہ دولت طلیہ آپہنجا تھا



اسے مراجعت سند کی خصت فرمائی اور سلطان محمود مند وین رونق افزا ہو کر امور جہان بینی میں مشغول ہوا اور مملکت کے بند و بست میں حتی الوسع کوشش کی اور جو چند یری اور کارکردن تبصرات میدنی راے اور قلعہ رالیسین اور بھلیسا اور سازنگ پور سلمدی را اجپوت کے متبعہ میں تھا سلطان محمود خلجی ان کے دفع کی فکر میں ہوا اور اول قلعہ کارکردن پر چڑھائی کی اور میدنی راے اس مرتبہ بھی رانا سنگا سے لڑتی ہوئی اسے مع لشکر فراوان لگا کر لایا اور اس دن کہ جنگ واقع ہوئی سلطان محمود بہت مسافت طر کر کے رانا سے سات کوں پر آدھ فروکش ہوا اور جب یہ خبر رانا سنگا کو پہنچی اُسے امر کو طلب کر کے یہ بات کہی بہتر یہ ہو کہ اسی وقت غنیم کے سر پر کہ ماندگی کے سبب قوت ترد کی نہیں رکھتا ہوتاخت لاوین اور اپنا کام کرین یہ کہہ کر سلاح جنگ لگا کر جنگ پر آمادہ ہو کر تعجیل تمام روانہ ہوا جب مسلمانوں کے لشکر کے قریب پہونچا اور اُس کی افواج آراستہ نمود ہوئی سلطان محمود خلجی جو بیخبر تھا سوار ہو کر اردو سے برآمد ہوا اور اس سپاہ اس حال سے واقع ہو کر اس کی ملازمت میں حاضر ہوئے ہر چند آصف خان گجراتی اور بھی امرائے عرض کی کہ آج موقع جنگ کا نہیں ہے سلطان محمود خلجی نے کہ عقل سے بے بہرہ تھا کسی شکر کہ نہ پر التفات نہ کی اور بے ترتیب صفوں جنگ مصاف میں مشغول ہوا جیسا کہ طوقہ العین میں بتیس سردار نامی مع لشکر کثیر شہید ہوئے اور آصف خان گجراتی کہ شاہ مظفر نے اُس کی کمک کے واسطے نامزد کیا تھا وہ بھی مع پانسو سوار گجراتی شہر شہادت چلے کر روضہ رضوان کی طرف راہی ہوا اور لشکر مالوہ سے سوائے سلطان محمود خلجی اور دس سوار کے کوئی معرکہ میں نہ رہا سلطان بوہڑ شجاعت اس تصور سے کہ دس سوار سے کام نکل سکتا ہے اور چنا سوار باہر اڑھوڑتا بیفائدہ لشکر کفار پر کہ قریب پچاس ہزار سوار کے تھی تاخت لایا اور ظاہر میں اس کا قصد درجہ شہادت کے حصول سے تھا غرض وہ دسوں سوار بھی حملہ اول میں قتل ہوئے اور سلطان محمود خلجی جنگ بادیا کو جولان کر کے دریاے حرب میں غوطہ زن ہوا اور اس قدر راجپوتوں کو جہنم واصل کر کے کارزاری کی کہ راجپوتوں نے انگشت حیرت دندان تفکر میں دبائی اور سوز خیم اُس کے جوشن پر پہونچے جو کہ دو جوشن اُس کے زیب تن تھے پچاس زخم اُن دونوں سے گذر کر اس کے بدن پر پہونچے تھے باوجود اس حال کے غنیم سے منہ نہ موڑا اور جب تک ایک رقی اس میں قوت باقی رہی معرکہ سے قدم پیچھے نہ ہٹا یا یہاں تک کہ راجپوتوں نے ہجوم کیا اور سلطان خانہ زین سے جدا ہو کر زمین پر آیا راجپوتوں نے اُسے پہچانا اور زندہ رانا سنگا کے پاس لے گئے اور راجپوتوں کے سرداروں نے زمان اُس کی مدح و ثنا میں کھولی اور پروانہ دار اُس کے گرد پھرتے تھے اور اس کی بہادر ہی اور شجاعت کی تعریف کرتے تھے اور رانا سنگا بھی اسے مقام مناسب میں بٹھا کر دست بستہ اس کے روبرو ایستادہ ہوا اور شہر الط تعظیم اور لوازم تکریم اور خدمتگار رہی میں تقصیر نہ کی اور سلطان کے زخمیوں کے معالجہ میں مشغول ہوا اور جو اس روز جنگ میں تمام اثاثہ سلطنت سلطان کا رانا اور راجپوتوں کے ہاتھ آیا تھا آج مرصع سلطان ہوشنگ جو کہ زیب سر محمود شاہ تھا اُس درمیان میں نہ بیجا زبان اُس کے

اور یکن مروت اور حوا کر دی کے ساتھ تمام دعوہ سے رعایت کر کے مہم طبع و عقد اس کے  
 رحمت کے مطالب پر رکھا اور بہت والا ہمت راہنما کی وضع کر کے اور سلطان محمود کو تخت مندر پر  
 ٹھانے میں مصروف کی اور سامان اور سرایاں شکر گیا و کار ۹۲۳ھ میں یوٹیس بن یحییٰ میں اہل حلقہ سلطان محمود  
 حلی مالوہ کی سمت متوجہ ہوا میدنی رائے کے حضرت سلطان محمود کو قلعہ شادی آنا دیاے فرود  
 سوار سے کے سپرد کر کے مارہ ہر اسوار اور پیادہ ہزار اس کے پاس چھوڑے اور جو قلعہ دہار  
 من حاکم اس کے استقامت میں کوشش کی اس کے بعد جب کہ سلطان مطہر قریب پہونچا لشکر  
 کھرات کے مقابلہ اور مقابلہ کی طاقت اسے میں مدد میں پانچ ہزار اسوار اور پیادہ فوجی اور کماندار  
 قلعہ دھار من چھوڑے اور قریب دس ہزار اس کے تصور اس کے کی مدد کے واسطے بھیج کر دوا سلطان  
 امداد و حلیور کی طرف رانا سنگا کے پاس گیا اور سلطان مطہر قلعہ دھار پر آ اور عرصہ تکلیل میں اسے متوجہ  
 کیا اور لشکر مالوہ قریب دس ہزار اسوار اور پیادہ جو میدنی رائے کی وجہ سے پراگندہ اور متفرق  
 چوتھے سلطان محمود کے پاس جمع ہوئے اور دھار کے قریب ہوئے کے بعد سلطان مطہر نے  
 دہر شکت و طاعت تمام حاکم قلعہ مدد کو بھیجا اور عادل خان فاروقی حاکم آسکر کو جمع امر اسے کثیر  
 رانا سنگا اور میدنی رائے کے سر پر حضرت کیا چاہے معصل حال عورتوں کے احوال میں تحریر ہوا  
 ہوا اور استدعا کے لئے سوچا میں یحییٰ بن قلعہ متوجہ ہوا اور اس روز اپیل ہر اس راہنما سے  
 گئے اور چھوٹے جو ہر کر کے اسے آپ کو علما اور مارڈالان کا شمار علمیہ ہوا اور سلطان محمود  
 حلی نے کہیں بھیجے رہا تھا آن کر مار کما و گئی اور اس روزے اضطراب ہو چکا کہ ہارے واسطے مدد  
 جان کیا مراٹے ہیں سلطان مطہر نے اس روزے حوا کر دی کے فرما کر سلطنت مالوہ کی تعیین ہارک  
 ہوا اور دہار کو ڈال گیا اس کے سپرد کر کے اسے اردو کی طرف گیا دوسرے دن سلطان محمود کو  
 کھلا سکا کہ آپ اور حیدر پور سے امور کی دوستی اور سامان کے واسطے شہر میں رہیں اور جو کج  
 کر کے رانا سنگا اور میدنی رائے کی تہہ و گونشال کے لئے انھیں کی طرف متوجہ ہوا جب قلعہ دھار  
 میں آ یا محروں نے تہہ پہونچائی کہ عادل خان اور امرے کھرات دہال پور سے گئے تھے لیکن  
 حضرت شکر چدر برہی کی سمت بھاگ گئے اور سلطان محمود یا سامان درست کر کے سلطان مطہر کے  
 یاس دھار میں آیا اور یہ اتناں کی کہ آپ ایک روز قدم رکھو مگر مدد کی طرف تشریف ازرازی وادین  
 سمایت سرخرازی اور مدہ فوری ہوئی سمیت اران طرف مدد کمال تو نقصان دہ دین طرف  
 شرف رو کر گمار من ماتند سلطان مطہر اردو کو دھار میں چھوڑ کر قلعہ شادی آنا دیا مدد دین آیا سلطان  
 محمود نے لکھا حدت کا کہ اطاعت رما دھکر سر مجلس استادہ ہو کر لوام صیانت میں قیام کیا مہر جشن اور  
 شادی سے معروض ہو کر سلطان مطہر کو مافات اور مواضع مرحومہ مدد کی یہ وقت کرائی اور حضرت  
 کے دس شیکت لائق گد رانی اور جو کچھ جن مواضع اور مہاراری کا تھا بھالا یا اور حیدر پور لکھنؤ تالیف  
 کھرات کی طرف گیا اور جو آصف حال عورتی مع حیدر ہر اسوار سلطان محمود کی مدد کے واسطے متوجہ ہوا

ہوا اور کئی ہزار کا فرخاسر کے مقابل ہو کر جنگ میں مشغول ہوا ایک راجپوت پوربیکہ مرہاٹگی میں  
 اشتہار رکھتا تھا اس نے پہلے قدم میدان تہور میں رکھ کر ایک دارسلطان پر ڈالا سلطان نے اس  
 کی ضرب کو رد کر کے ایسی تلوار اس کے ماری کر مثل خیار و دھکڑے ہو کر جہنم واصل ہوا پھر دوسرا  
 راجپوت میدان جافستان میں خرامان ہو کر سلطان کے مقابل ہوا اور ہر چھ کا وار اس پر ڈالا  
 سلطان نے اس وار کو بھی خالی دے کر اس کے بھی ٹکڑے خشک کو شمشیر آہار سے سیراب کیا  
 راجپوت یہ حال مشاہدہ کر کے بغیر اس کے کہ جنگ مغلوبہ ہو رہے تھا کہ میدان میں اس کے  
 مکان میں کہ احاطہ نہایت وسیع تھا در آئے اور وہاں دوبارہ جمعیت ہم پیونجا کر میدان میں اسے  
 سے رخصت جنگ طلب کی میدان میں را ، نہ یہ جواب دیا کہ سلطان محمود نے اگر ارادہ میرے  
 قتل کا کیا کچھ قصور نہیں رکھتا اس واسطے کہ وہ میرا صاحب اور ولی نعمت ہر تم میری حمایت سے  
 دست بردار ہو کر اپنے مکان پر جاؤ کس واسطے کہ وہ خوب جانتا تھا کہ اگر سلطان محمود شہید ہو گا سلاطین  
 اطراف خصوص گجرات اور خاندیس اور برار اس کے انتقام پر قیام کریں گے الغرض اس نے راجپوتوں  
 کی تسلی کی اور سلطان محمود علی کو یہ پیغام کیا کہ جو اس مدت میں غیر سنگال نے تک حلال کھایا تھا  
 اس وجہ سے ان زخموں سے بچ گیا اگر فی الواقع اس تک خوار کے قتل ہونے سے امور سلطنت  
 انتظام پاوین معنائقہ نہیں ہو ضرر سرانیک جدا کن بہ تیغ از تنم سلطان محمود علی نے جب جانا  
 کہ یہ ان زخموں سے نہ مر گیا مقام صلح اور ملائمت میں ہو کر فرمایا کہ اب مجھے دریافت ہو کہ میدان میں  
 میرا خیر خواہ ہو اور کمال خیر خواہی سے راجپوتان ناہموار کو فتنہ و فساد سے باز رکھا سالاہن کہ  
 بانی فساد اور مادہ خشونت تھا الحمد للہ کہ اس کا شروع ہوا انشا اللہ تعالیٰ بعد اس کے بخیر و خوبی  
 امور سلطنت میں مشغول ہو گا اور بعد اس کے کوئی امر و وقوع میں نہ آوے گا اور میدان میں اس نے بھی بحسب  
 ظاہر جاوہ اطاعت اور فرمانبرداری میں قدم رکھا اور امور گذشتہ سے کچھ زبان پر نہ لایا لیکن اپنی حفاظت  
 میں ہر وقت ہوشیار اور واقف کار ہو کر جب دربار میں آتا تھا پانسو آدمی ہتھیار بند اس کے ہمراہ رہتے  
 تھے لیکن اس وضع سے سلطان محمود علی بہ تنگ آیا ایک روز اس نے شکار کے بہانہ راجپوتوں  
 کو دوا دوش سے نہایت خستہ اور ماندہ کر کے رات کو اپنی محبوبہ کو جس کا نام رانی کہتا تھا سوار کر کے  
 مع چند پیادہ قلعہ سے برآمد ہوا اور گجرات کی سرحد تک گھوڑے کی باگ نہ موڑی اور حکام سرحد گجرات  
 کے اس کے ساتھ بسلوک نیک پیش آئے اور سراپردہ اور جمیع مایحتاج حاضر کی اور عرضداشت  
 سلطان مظفر کو لکھ کر قدم سلطان محمود علی سے خبر دی سلطان مظفر نے قیصر خان اور تاج خان اور  
 توام الملک اور امرائے کبار کو اس کے استقبال کو بھیج کر گھوڑے عربی اور چند زنجیر فیل اور اسباب  
 پوشاک خانہ اور فراشناہ اور سراپردہ و سرخ اور چتر اور دیگر کارخانجات کہ سلاطین کو درکار ہیں ارسال  
 کیے اور خود بھی چند منزل استقبال کیا بعد اس کے جب دربار میں ایک تخت پر قرآن سعیدین  
 اور اجتماع میرین واقع ہوا سلطان مظفر نے پریش بزرگانہ فرما کر تخت دہرایا شہانہ گدھے



شریک اور موافق ہوئے سلطان محمود نے ہر سنگریسیل تنہا لیا اور قلعہ کو محاصرہ کر کے کام  
محمود میں پرتنگ کیا علی حاق مع اپنے احوال قلعہ سے نکال گیا اور سلطان محمود قلعہ میں داخل ہوا اور ایک  
جماعت را حوتون کی علی حاق کے تعاقب میں نامر کی جموں نے اسے دستیاب کر کے قتل کیا اور بعد  
اس واقعہ کے انکار کی میدی را نے مطلق العنان ہوا تمام احرار اور مصعب داراں مالوہ کو اپنی طرف  
مخالف را بر جوع کیا اور سلطان کے خاصہ میل تحیم میں دو سو سے زیادہ مسلمان رہے سلطان محمود  
را حوتون کے قلعہ اور قلعہ سے شکہ ہوا چونکہ اہل ہند میں رسم ہیکر جس وقت اپنے کو کرکڑھت یا  
مخالف کو دواع کرتے ہیں اسے بڑا رھت کا دیتے ہیں سلطان نے ایک طرف بڑا اور یاں سے  
ہر کو کے آرائش حاق کے ہاتھ میں دے کر میدی را اسے کے پاس ہیکر یہ پیغام دیا کہ میں خود جس  
رھت ہوا حواہی اور جانسپاری من تقصیر ہیں کی اہ حد مات پسیدہ ہم سے وقوع میں آئیں ہم  
ہمیں حاقے کوں ہی تقصیر ہم سے سرزد ہوئی جو مصدوح اس خطاب کے ہوئی اور اس کے بعد  
را حوت حاقے تھے کہ سلطان محمود کو در میان سے اٹھا وین میدی را اسے نے بھین - جواب دیکر  
یا علی فی الحقیقت سلطنت مالوہ ہمارے قصہ قدرت میں ہے اگر سلطان و دیہاں میں ہوگا سلطان مقرر کو انی  
علو رہاں کر اس ولایت پر تصرف ہوگا ہر کیفیت جس طور سے ممکن ہو جائے ولی نعمت کی رضا ہوئی میں  
کوشش کرنی چاہیے عہد کہ پھر سلطان کی خدمت میں آن کر بعد رمعدرت کی سلطان نے عہد کا علاج  
تھا اس شرط پر قبول کیا کہ چھ کار عامہ دستور قدیم مسلمانوں کے حوالہ کر اور درہات ملکی میں دخل نہ د  
اور جو رات مسلم کو اپنے مکانوں سے نکال دواور ظلم و عدی سے دست کش ہو میدی را اسے نے  
یہ سب امر قول کر کے اور سلطان کی رہایت دلجوئی میں مستعد اور سرگرم ہوا لیکن سالہا بہن یور سیکامر سے  
را حوت سے خاصہ علقہ الماعت سے پر آور وہ کہ کے اعمال یا شا کتہ اور احوال نا مانتہ سے  
مارہ آتا تھا سلطان محمود نے فوراً جماعت سے ماوہ و اس جماعت قلیل کے کر دو مسلمان سے  
زیادہ رتے انصون مخصوصوں سے یہ مشورہ کیا کہ جب میں شکار سے مراجعت کروں اور میدی را اسے  
اور سالہا بہن اپنے مکان کی سمت رھت ہو وین اثنا سے مراجعت میں دونوں کو حشر تہا سے  
شمشیر سے قتل کر کے مد مد سے مداکر ناعر صکد دوسرے دن جماعت موحود کو حاکما جیو کر شکار کے  
واسطہ کیا اور معاونت کر کے حکومت حادینہ داخل ہوا اور میدی را اسے اور سالہا بہن رھت ہوئے  
اس وقت دین سوار کین گاہ سے برآمد ہوئے اور دونوں کو حشر تہا سے شمشیر سے وار کے  
سالہا بہن مار گیا اور میدی را اسے کو حشر و غم کاری - پوچھا تھا اس کے کو کر جو کم کر کے نکال کر اٹھائے گئے  
را حوت یہ ساتھ سکر میدی را اسے کے مکان میں جمع ہوئے اور اس کی ملا حازت تک یہ آکا وہ  
ہو کر در مار کی طرف متوجہ ہوئے سلطان محمود علی اگر یہ قتل سے اس کا احوال حالی تھا لیکن جماعت اور میدی  
من اپا لیلہ فرشتا جماعت سوار اور چید میادہ مسلمانوں کے دست حصول تقد شہادت و ولتقاہ سے راکر

نے جواب حسب مدعا دیا انھوں نے بہ بہانہ کوچ چودہ کوس پیچھے ہٹ کر مقام کیا اور سلطان سکندر کا فرمان پہنچتے ہی دہلی کی طرف راہی ہوئے اور ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ چندیری میں سلطان سکندر کے نام خطبہ پڑھا لیکن جب چالیس ہزار راجپوت وغیرہ سلطان محمود کے لشکر میں فراہم ہوئے اور سلطان سکندر نے یہ خبر سنی تو فرمان طلب اپنے امرا کے نام جاری کیا اور سلطان محمود لطف الہی سے مسرور ہو کر لشکر سپاس بجالایا پھر چند روز لشکر میں مشغول ہوا اس درمیان میں خبر ہو گئی کہ محافط خان خواجہ سہرا صاحب جنان کے اور بھتیجی خان حکم سے مع افواج کثیر شادی آباد مندو کی طرف متوجہ ہوا ہو سلطان نے حبیب خان اور فخر الملک کو مع امرا سے راجپوتان آن کے دفع کے لیے رخصت کیا اور ظفر آباد کے حوالی میں فریقین کے درمیان جنگ عظیم ہوئی لشکر سلطان غالب ہوا اور محافط خان خواجہ سہرا کفران نعمت کی شامت سے مارا گیا اور بھتیجی خان اور مخصوص خان لشکر دہلی کے ملٹ جانے اور محافط خان کے قتل ہوئے اپنے فعل سے پشیمان ہوئے اور صاحب جنان سے اجازت چاہی کہ صلح کی درخواست کریں صاحب جنان نے قبول کیا اور تیغ اولیا نام ایک فاضل وقت کے وسیلے سے سلطان کی عرض میں پہنچایا سلطان نے یہ امر لطافت غیبی اور عنایات لاریسی سے تصور کر کے قلعہ رالین اور قصبہ بھیلیا اور ہاموتی صاحب جنان کے سپرد کر کے دس لاکھ تنگہ سیاہ خرچ کیواسطے اور بارہ ہزار بغیر فیل انعام دیے اور فرمان استمالت بھتیجی خان اور دوسروں کے واسطے بھیجے اور بھتیجی خان نے دو لاکھ تنگہ سیاہ اور بارہ ہاتھی نگاہ رکھے اور باقی صاحب خان کو دیے مفسدون نے صاحب خان کو یہ خبر پہنچائی کہ بھتیجی خان تجھے قید کیا چاہتا ہے صاحب خان ہراسان ہو کر سلطان سکندر کو دھکی کے پاس کر سرحد میں تھا پہنچا اور بھتیجی خان اور باقی امرا استمالت نامہ طلب کر کے سلطان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور خلعتا مے خاص سے مخصوص ہو کر جاگیراے قدیم کی طرف روانہ ہوئے سلطان محمود خلجی نے مظفر اور منصور اپنے دارالملک کی طرف مراجعت کی اور میدنی راے کی راے ناصواب سے تیغ بیدریغ امرا اور افسران سیاہ کے گلے پر رکھی اور ہر وزیر ایک کو ناحق اور بھید و رقصوہ مہتم اور مطعون کر کے سیاست تمام قتل کرتا تھا اور رفتہ رفتہ اس کی یہ نوبت پہنچی کہ مزاج سلطان محمود خلجی کا تمام امرا بلکہ جمیع مسلمانوں سے پھر گیا اور عمال اور احکام قدیم کہ مدت ہاے دراز سے سرکار غیاثی اور ناصر شاہی میں تکفل ہما ت دیوانی تھے ان کے ناصیہ احوال پر رقم غل کھینچ کر ایک ایک کو موقوف اور برطرف کیا اور ان کی جگہ پر میدنی راے کے انصار اور اعوان کو مقرر اور بحال فرمایا اور یہ فعل اکثر امرا اور سرداروں اور ملازموں کو نہایت ناگوار ہوا اور شکستہ دلی سے اسنے اہل و عیال کو لے کر جلا وطنی اختیار کی اور قلعہ شادی آباد مندو کہ اس قلمرو میں دارالعلم اور جگہ ورد فضل اور مشائخ تھا کہ فروان کا مسکن ہوا پھر تو یہ نوبت پہنچی کہ درباری فیلبانی بھی راجپوتوں کے حوالہ کی اور راجپوت زنانہ و شیزہ مسلمہ پر متصرف ہوئے اور علی خان نام امرا قدیم سے جو حاکم شہر تھا کفار راجپوت کے تسلط سے دلگیر ہوا اور مخالفت پر کمر باندھی اور سلطان محمود جن دنوں میں مع کفار شکار کے واسطے گیا تھا قلعہ مندو پر متصرف ہوا اور مندو دی بھی کفار کے غلبہ سے آزر وہ خاطر تھے علی خان

اُس وقت کا بڑا مال و ملک کا صاحب اختیار ہوا اور ملت ملایان قدیم کو حواس و دولت عمار کے  
 حیر خواہ تھے سید رقصورت تیج کیا ہوا اور کچھ بھاگ کر اطراف و حواص میں پراگندہ ہوئے اور سلطان محمد  
 کہ بادشاہ ہوا اپنے کو تہی دست اور راجا چون اور میدنی رائے کے عروج و پسے سے نشان ہوا  
 اور وہاں میں قتل ہوا کہ ہمارے اور پر اعتمادین کرتا ہوا ملک میدنی رائے کی تحریک سے ہم ایتھرا لسیف  
 کے خون کا میا سا ہوا حکم شریعت مصطفوی کا رواج اس مملکت سے یک ظلم موقوف ہوا اور مسعود  
 اور مدرسوں میں سید چون نے تہن کیا یہ یقین ہو کہ چند روز میں رائے راہبان ولد میدنی رائے  
 سلطان کو درمیان سے اٹھا کر اُس مملکت کی وادروائی کرے اگرچہ مصورہ اور عساکر ہوا بھیجے  
 صاحب خان کو تخت برٹھائے حملہ انھار کا چدیری و میر وین پڑھا حاد و بجا العرص محاط حال ہوا  
 کہ کرات سے دکن کی طرف صاحب خان سے جدا ہو کر پھر وہاں سے محاسب دی گیا تھا مارہ ہر اسوار  
 سرداری عداد الملک لودھی اور سید خان کے اُس کی مدد کے واسطے مقرر ہوئے اور ملت حاصہ  
 اور صاحب سلطان محمد بھی اسے حمایت ہوا اس وقت میں شاہ مظفر کو اتنی بھی مع لشکر بیشمار و بیل بسیار  
 دہار کی طرف آیا اور سکندر رحمان نے بھی پھر علم بیاوت بلند کر کے محل مملکت میں ڈالا اور محنت  
 تھوڑی میں آئی میدنی رائے نے ہمت سب کی دین کے واسطے مصروف کی سلطان محمود علی کو قلعہ سے  
 برا آوردہ کر کے ایک مروج راجا چون سے لشکر کرات کے مقابلہ کو بھیجی اور حاکم کسود دی اور ملک  
 کو سکندر رحمان برآمد و رہا یا تھا را ایک مروج لشکر کرات سے حو دار الملک کے دوا میں آئی تھیں  
 نے شکست پائی اور سلطان مظفر نے اُسے شگوں مدحا کر اور مالوہوں پر احسان رکھا اپنے ملک کے  
 سمت مراجعت کی اور ملک لودھی نے بھی سکندر رحمان کے مقابل آں کر اُسے شکست دی لیکن رات  
 کے وقت ایک سپاہیان سکندر رحمان سے کہ اُس کے عیال اسیر ہوئے تھے اس نے باپوسی کے  
 ہمارہ ملک لودھی تک اسے تہن پہنچایا اور جو آدمہ اسے اس کا پہلو شگامہ کے ردی اُس کی پہلو  
 کی اور سکندر رحمان یہ واقعہ سکر پٹا اور لشکر سلطانی کو متفرق اور پراگندہ کیا اور پھر باقی مانی لے کر  
 سوسن کی طرف گیا سلطان محمود علی نے میدنی رائے کی صلح سے اُس مہم کا مصلہ اور وقت  
 پر پھر رکھا اور بھت خان کے دین کے واسطے چدیری کی طرف رواہ ہوا لکھنؤ سے راہ بین  
 اُسے یہ خبر ہوئی کہ صاحب خان ویرب پہنچا اور مصورہ حال لے استقبال کر کے پھر اُس کے فوق  
 پر گیا اور لشکر دی بھی مع عداد الملک لودھی اور سید خان ہوا محاط خان حواہ سر صاحب خان  
 کی ملک کو آیا ہوا سلطان یہ خبر سکر پریشان خاطر ہوا کہ کیا کی صدر خان اور مصوم حال اُس کے  
 لشکر سے جدا ہو کر صاحب خان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور صاحب خان نے محمود نام ایک  
 شخص کو سہ سالہ کر کے سارنگ پور کی طرف بھیجا اور وہ اوج سلطانی سے معلوم ہو کر کمال  
 پریشان ہوا تھا اور اس وقت عداد الملک لودھی اور سید خان محاط خان حواہ سرا کی جس تدبیر سے صحت خان  
 کو پیغام دیا کہ خطہ اور سکندر سلطان سکندر کے نام پڑھ کر گرا و سکدر پر اُس کا نام جاری کر دھت خان

اپنا کام کرین اور جب تک تنوگر گرم ہو روٹی پکا لیون قضا را حرارت ہوا اور مشقت راء سے سلطان شہاب الدین کا مزاج ایسا منحرف ہوا کہ پھر اعتدال پر نہ آیا آخر کو فوت ہوا اور اقبال خان اور مخصوص خان پسر سلطان شہاب الدین کو سلطان ہوشنگ خطاب دے کر چتراس کے سرپر بلند کر کے ولایت مالوہ میں داخل ہوئے اور سلطان محمود خلجی سے شکست کھا کر ہلالون میں بھاگ گئے اور بعد چند روز کے اقبال خان اور مخصوص خان سلطان محمود خلجی کی خدمت میں آن کر خلعت ہائے نفیس اور جاگیرات قدیم سے بہرہ یاب ہوئے اور میدنی را سے جو علم استقلال بلند کیا چاہتا تھا اس نے عرض میں پہنچایا کہ فضل خان اور اقبال خان شاہزادہ صاحب خان کے پاس رسل و رسائل دکن میں بھیج کر حرف و حکایات کے ابواب مفتوح رکھتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ فتنہ خوابیدہ کو بیدار کرین سلطان محمود نے ان کلمات غرض آمیز کو بغیر غرض تصور کر کے فرمایا کہ کل جس وقت دولون سلام کے واسطے دربار میں آویں قتل کئے جاویں دوسرے دن جب وہ سلام کو آئے دولون کو گرفتار کر کے بند بند جدا کیے سلطان محمود خلجی نے میدنی را سے کی تحریک سے ہجرت خان حاکم چندیری اور امر اکو بھی طلب کیا ہجرت خان نے باوجود خانہ زادی میدنی را سے کہ استقلال سے ہراسان ہو کر برسات کے پہنچنے کا عذر پیش کیا سلطان چشم پوشی کر کے خاموش ہوا منصور خان حاکم مقلع بھلیسا کو سکندر خان کے دفع کے واسطے کہ وہ بھی دارالملک سے بھاگ کر ولایت میں بغاوت کرتا تھا اور کندھڑ سے قصبہ شہاب آباد تک تصرف میں رکھتا تھا مامور کیا اور اس سبب سے کہ کوٹڈوانہ کا راجہ اور لشکر اطراف منصور خان کے مقابلہ پر جمع آیا تھا نامبروہ نے تاب مقابلہ اپنے میں ندیکھی حقیقت حال سلطان کی خدمت میں معروض کی اور میدنی را سے کہ ملازمان قدیم کی خرابی اور بربادی کے درپے تھا اس نے در جواب لکھا کہ اقبال بادشاہ کا اس کے دفع کے واسطے کافی ہر قدم بڑھانا چاہیے منصور خان اپنے کام میں حیران ہونا چاہا باتفاق جہاز خان کہ امرائے کلان سے تھا ہجرت خان کے پاس گیا سلطان یہ خبر سنکر دہار کی طرف روانہ ہوا اور میدنی را سے کو مع لشکر ابنوہ اور پچاس زنجیر فیل سکندر خان کے دفع کی واسطے نامزد فرمایا صبح زہر طرف کہ شود کشتہ سودہ سلام است بہ میدنی را سے کہ دس ہزار راجپوت ہمراہ رکھتا تھا اس نے سکندر خان کی عیش صافی کو مکر کیا سکندر خان نے دب کر صلح کر کے استالمت نامہ حاصل کیا اور میدنی را سے کہ پاس آیا اور جاگیر قدیم پر سرفراز ہوا اور میدنی را سے کا استقلال حد سے گذرا اور اس وقت کہ سلطان سغزین تھا شاہی آباد مندو کے اوباشوں نے ایک بھول النسب کو بادشاہی پر آمادہ کر کے چیر سلطان غیاث الدین کا جو اس کی قبر پر تھا اٹھا کر اس کے سر پر بلند کیا اور داروغہ نے مردانگی کر کے ان کا شر دفع کیا ہجرت خان میدنی را سے کے عروج اور سلطان کی عاجزی سے زیادہ ترہاسان ہوا ایک جماعت کا دہل کی سمت بھیج کر صاحب خان کو طلب کیا اور عریضہ بنام سلطان سکندر خان لودھی لکھ کر دہلی میں بھیجا کہ کفار راجپوت نے نہایت غلبہ مسلمانوں پر برپا کیا ہے اور میدنی را سے کہ سردار

مع حیر و قارب اور قوم اس کی پانوسی کو حاضر ہوا اور اس کے بعد شہرہ خان پسر صحت خان حاکم  
 حیدری جا دست میں سرور ہوا پھر توفیح ورج لشکر اطراف و حواص سے متوجہ ہو کر اس کے قتل  
 راہیت میں متوجہ ہوا سلطان محمود ملکی صرح کے آنے سے قوی لہنت ہو کر اکثر امرا سے تشکا و کو بھی  
 نوحہ ہاے حسرواے صاحب خان کی رفاقت سے رگتہ کر کے اپنے پاس لا اور صاحب خان  
 اور محافظان حواصہ سرائے دست تصرف و اتلاف خراہ میں درار کر گئے لشکر کثیرا و رحم غیر  
 متوجہ کیا اس کے بعد سلطان محمود ملکی شوکت و سامان تمام دارالملک شادی آباد و مدد کی طرف متوجہ  
 ہوا اور طریقہ سے صوفی جنگ آراستہ ہوئیں صاحب خان نے حرأت کو کے اوج سلطان پر  
 دست ملے کے اور اس درمیان میں ایک باغی سلطان محمود کی طرف متوجہ ہوا اور اس نے میدان  
 کے سید پر ایسا تیر مارا کہ سید سے پار نکل گیا اس وقت مدلی راہ نے مع جمیع راہبان قتل  
 حرأت آگے بڑھا کر صرب پر چھا اور محمد سے صاحب خان کی جرح کو درہم برہم کر کے اکثر سپاہ  
 کو ہلاک کیا اور صاحب خان نے اس سے زیادہ اپنے میں تاب و مقاومت دیکھی تھا کہ قلعہ مدد  
 میں پانہ کی بیسے قلعہ کا دروازہ سد کر کے قلعہ مدد ہوا سلطان محمود حوین تک چھپا کر کے  
 وادکش ہوا اور اپنے بھائی صاحب خان کو یہ پیغام کیا کہ ہو ر مدد رحم درمیان میں ہر قلعہ اوی کے  
 خیال محال سے دور گرد اور تھے جس قدر مال اور جس عودہ کی تمنا ہو میں تھے ار راہی کر دیا صاحب خان  
 نے قلعہ کے استحکام اور نگہی بر معرور ہو کر قبول کیا سلطان محمود محاصرہ میں متوجہ ہوا اور اہل قلعہ  
 کی نگہی میں کوشش کی بعضے امرا جو قلعہ میں تھے انھوں نے محافظان سے دوسری شرجی کی اور  
 سلطان محمود کو پیغام کیا کہ ہم آپ کو ملاں مقام سے قلعہ میں لا دین گے مطلقن رسیبے محافظان یہ  
 حرسہ مضطرب اور حیران ہوا خواہر قسقی اور لغو دوا دے کر صاحب خان کی غارت سے متاثر ہو کر  
 دھری میں گھرات کی طرف گیا اور اس مقام میں انجی شاہ اسمعیل مادشاہ ایران سے راج واقع ہونے  
 سے معطل ہوا اور رہتا اس کا اس طرف دشوار ہوا پھر سلطان مطہر کی ملا عارت آسیر کی طرف گیا اور  
 وہاں سے بھی مع تمن سوار کا دل میں عماد الملک کے پاس حاکر ملک طلب کی اور جو کعاد الملک ر  
 سلطان محمود کے درمیان میں حمایت و دوستی اور محنت چھی کئی قریہ اس کی مدد ورج کے واسطے متوجہ  
 کر کے امداد سے متاثر اور متعادل ہوا مستول ہر کوہ صاحب خان شادی آباد و مدد سے معور  
 ہوا سلطان محمود ملکی قلعہ شادی آباد میں داخل ہو کر امور سلطنت میں مشغول ہوا اور اقبال حسان اور  
 مخصوص خان جو پہلے کسی تقریب سے آسیر کی طرف تھا گئے تھے صاحب خان کی یہ حرسہ حرسہ سلطان  
 شہاب الدین کے سر پر بند کر کے گرمی کی عین گر گرمی میں کٹھلی قعدور یا میں حلقی تھی اور ہمدرد آسیر  
 آتش ملیح کے عرق میں عرق ہوتا تھا رہاں وور سے شادی آباد و مدد کی طرف روانہ ہوئے اور  
 شہر و درہم میں کوس مسامتہ کی چونکہ انکو صاحب خان اور محافظان کے بھلا گئے کی عمر تھی کسی  
 مقام میں قدام کیا اور میں مرادوں کی یہ بھی کہ دارالملک شادی آباد و مدد کے راہ اختلال میں وہاں پہنچ کر

بلکہ احمیت قلعہ میں در آیا اور تخت زرین پر جو کہ جواہر اور باقوت رہانی سے مکمل تھا اور صفہ بعض ممالک میں رکھا تھا جلوس فرمایا اور سات سو زنجیر فیل جو قلعہ میں تھے نخل اور زربفت کی جھولوں سے آراستہ کر کے دربار میں لائے اور اکابر اور اعیان تمام حاضر ہوئے قسم مردار پیدا و زرز سرخ و سفید اس قدر چتر پشاکر کیا کہ اس بلدہ کے تمام فقرا و مستحقین بہرہ یاب ہوئے اور امرا اور افسردن نے اتفاق کر کے لبنت رائے کو جو رطپکن سے سلطان کی خدمت میں تھا اس سبب سے کہ مبادا تقرب و تسلط ہم پہنچا وے قتل کر کے معروض کیا کہ اسے مذکور امرا و سپاہ کو بھڑکا کر چاہتا تھا کہ دولت خانہ کی رونق اور انتظام کو زائل کرے ہم نے عین دولت خواہی جان کر اسے قتل کیا اور جہان پناہ کو چاہیے کہ نقد المملک کو بھی کہ اسی کے قدم پر قدم رکھتا ہوا و بہت نبیل اور مقبری ہر اس کے بھی وجود ناپاک سے سلطنت کے میدان کو پاک کرین سلطان محمود نے ناچار ہو کر نقد المملک کو ان کے پاس بھیج کر فرمایا کہ اسے شہر بدر کے مضرت جانی نہ پہنچا دین امرائے اس قدر سلطان کے فرمانے پر عمل کیا یعنی اس کے خون سے درگزر سے شہر سے نکال دیا سلطان محمود اس حرکت سے رنجیدہ ہوا اور محافظ خان خواجہ سرا کہ حاکم شہر تھا اور اس کی بھی طبیعت آب نفاق سے سرشتہ تھی ہمت سلطنت کو مست دیکھ کر اسے بھی داعیہ استقلال کا ہوا اور ایک روز اس نے بھی نادانی سے سلطان محمود خلیج سے کہا کہ تیرے دو بھائی قلعہ میں قید ہیں اور وقت فرصت کا انتظار کر کے کچھ تخت سے اٹھایا جاسکتے ہیں اگر کچھ سلطنت عزیز ہوا تھیں ہلاک کر نہیں تو اپنی سزا پاؤنگیا سلطان محمود خلیج کو اس کا طرز کلام مزاج کے موافق نہ آیا فرمایا کہ تم لوگوں کو بھی یہ قدرت اور مجال ہوئی کہ سلاطین کے خون کے بارے میں سخی کرو اور دربار شاہی میں کلام گستاخانہ اور بے ادبانہ زبان پر لاؤ محافظ خان خواجہ سرا کہ نہایت مغرور تھا اس نے پھر حرفت بجا ایزر مارا اسے زبان پر جاری کئے سلطان محمود طیش میں آیا اور شمشیر آبدار جو اس کے ہاتھ میں تھی مع غلاف و دوستی اس کے سر پر ماری کہ سر اس کا شکستہ اور زخمی ہوا اور جدول خون کی اس کے صفحہ رخسار پر جاری ہوئی وہ اسی حال سے دربار سے باہر گیا اور اپنے توابعین اور ملازمان خاص کو فراہم کر کے اٹھی روز بقصد خون سلطان دربار میں آیا اور جو امر اسے کیا رخواہان اس امر کے تھے طرح دے کر اپنے مکان سے نہ آئے سلطان محمود مع مقررین اور سپاہیان خاصہ خیل سے کہ ان میں اکثر عرانی اور خراسانی اور حبشی تھے جنگ پر آمادہ ہوا اور وہ بدو استاد دولت خانہ سے بھاگ گیا اور بیرونی در بند پر قبضہ کر کے علم طغیان اور بغاوت کا بلند کیا سلطان محمود نے وہ دن بشتقت و محنت تمام بسر کیا اور شب سنے پردہ ظلماتی جہان پر ڈالا جمعدیت حرام خواروں کی لحظہ بہ لحظہ ساعت بہ ساعت اغزون ہوئی اور سلطان کی کمک کو کوئی نہ آیا سلطان نے علاج توقفت میں نہ دیکھی اسی رات کو مع ایک جاعت قلعہ سے نکل گیا اور محافظ خان خواجہ سرا نے اس کے بھائی صاحب خان کو قید سے برآوردہ کر کے تخت پر بٹھایا سلطان محمود خلیج مملکت کے درمیان مقام کر کے لشکر کی فراہمی میں مشغول ہوا اور سب سے پہلے امرا میں سے میدنی راے

دارالملک احمد نگر کی طرف مرحمت کی اقبال خان حلقہ ناصر شاہی رہاں پور میں بڑھکر بیٹھ آیا اور جو کہ سلطان ناصر الدین خلجی نے اپنے باپ سے سہمت سرکشی بہت کی تھی وہ بھی اپنے بیٹے سلطان شہاب الدین سے ڈرنا تھا سلطان شہاب الدین اس بات کو سمجھا اور حوا ہے اب کی بیاہی اور ظلم ظہمی سے جو اب تھا بہت ہوشیاری سے اس کے پاس آمد و شد کرتا تھا اور سلطان ناصر الدین کے مقرب اہل خانہ سے تھے کہ علائی اس کے ظلم سے تنگ ہو کر اس کی ہلاکی خدا سے چاہتے ہیں لیکن کسی کو یہ حرات نہ تھی کہ شہزادہ شہاب الدین سے معروض کرے یہاں تک کہ مسئلہ وسوسہ پوری میں مالوہ کے نصیب امرا اس کے شریک اور موافق ہوئے اور سلطان شہاب الدین کو محالعت بدر کی تحریض و ترغیب کی اور سلطان شہاب الدین ایک رات کو بحار و انوار و قلعہ شادی آباد مدد سے بھاگا اور ولایت کے درمیان داخل ہوا اور ایک خلق شیار کہ اس کے باپ کے ظلم و جور سے تنگ آئی تھی اس کے پاس ملازم ہوئی اور سلطان ناصر الدین خلجی سے اس شکوکے جو ہمراہ لکھا تھا بیٹے سے جنگ کے واسطے روانہ ہوا اور بعد جنگ نصف مالدہ اس کے صحبت قلیل رکھتا تھا مگر مدبر طعرباب ہوا اور سلطان شہاب الدین معرکہ سے بھاگ کر دہلی کی طرف گیا اگرچہ سلطان ناصر الدین خلجی بہرہست کے وقت اس کو مستاصل کرنے کی قدرت رکھتا تھا لیکن شفقت پروری ملنے آئی ایک جماعت کو اس کے پاس بھیجا کہ وہ بصیحت کہہ کے بچھلاوے سلطان شہاب الدین نے اتفاقاً مایہ کے قول پر مدد کر کے قبول نہ کیا اور حضرت تاج الدین خلجی کی سمیت روانہ ہوا اور یہ صرح حکم سلطان کو پہنچی۔ مقررہ پڑھا صرح تحمید و درجہ اسے کو کشتہ حاک حور درجہ اور ح دارالملک شادی آباد مدد و کی طرف روانہ ہوا شراب کی افراط یا بصوت غلط طور ہوا کے تصرف سے اسے تپ محرق عارض ہوئی اور مالدہ موسم سردی یا بی سردی میں آن کر ایک ساعت توقف کیا اور اس کے مرض نے شدت پیدا کی اور ملت اسے تعداد پیدا ہو گئیں اور حکما اور اطباء کے معالجہ سے فائدہ نہ تھا بقول مولانا روم رحمہ اللہ سمیت از تعداد سرگینیں صحرارود و بر و من نادام شکی سے نمودہ جب سلطان نے اپنا حال دیگرگوں دیکھا امرا اور اہل انان ملکیت کے حضور تھمرے درجہ سلطان محمود کو موقع ہشت پور میں دلہندہ کے لوازم و وصیت کمالا اور جمیع ساہی سے تہہ کر کے ایک ساعت کے بعد داعی حق کو لنگ احاطت کی مدت اس کی سلطنت کی گھینا۔ سال اور چار ماہ اور تین دن تھی

### ذکر سلطان محمود بن سلطان ناصر الدین خلجی کی سلطنت کا

جب سلطان ناصر الدین خلجی کی سہمت متشہر ہوئی سلطان شہاب الدین حریت دہلی فتح کر کے راستہ سے بچھا اور دہریہ راستہ سے قلعہ شادی آباد مدد و کی طرف ناحت لاکر تل پور بچے سلطان محمود خلجی کے نصرت آباد علیحدہ میں ہو چکا اور جماعت خان خواجہ سرا اور خواص حال سے دروازہ قلعہ کامد کے راہ دہی اور ح سلطان محمود، سردیک ہو چکا وہ ملا و تیسری کی طرف بھاگا اور سلطان محمود دین کی





اور ہماست خان کی کوشش نے کچھ مانڈہ رکھتا اودوہ ناصر شاہ کے عصب سے ہراسان ہو کر شیر خان  
 حاکم چدیری کے پاس گیا اور علی خان اور بعض مدد کے کہ اپنی مدد اعلیٰ سائق سے متوجہ تھے وہ  
 بھی شیر خان سے پیوستہ ہوئے اور اُس نے حسب دیکھا کہ سلطان ناصر الدین نشہ شراب میں اپنے  
 ماپ کے امر اور سرداروں کو قتل کرتا چڑا اور ہر روز اُس سے ایک ظلم جدید سرور و ہوا چڑا اس نے  
 ہراسان ہو کر اُس نے علم بنی لغت ملکہ کے چدیری کی طرف توجہ کی اور عادیہ میں قدم رکھا  
 سلطان ناصر الدین نے مبارک خان اور عالم خان کو اس کی تسلی کے واسطے بھیجا لیکن شیر خان راضی  
 اور مطمئن ہوا لگائے کہ مگر تباری کی فکر میں ہوا عالم خان گھوڑے پر سوار ہو کر سماگھا اور مبارک خان  
 مگر تبار ہوا اور اُس کے دو آدمی قتل ہوئے اور شیخ حبیب الدین الحافظ ناصر الدین نے سلطان  
 ناصر الدین کی خدمت میں حاکم حالات بیان کیے اودوہ حصہ ہوا اور ماہ تھان سہہ کو رخصت جان نما  
 میں رول کیا اور شیر خان حسب آئین میں ہو چکا ہماست خان کے اغوائے و تعہیم سے پھر قصد  
 جنگ پلٹ کر دیال پور میں آیا اور قصد ہدیہ کو تاراج کیا سلطان ناصر الدین یہ خبر سکوڑا کو بج کر کے  
 کوشک و ہار میں متعجب ہوا اس درمیان میں محروں نے خبر ہو چائی کہ سلطان حیاث الدین حوائہ  
 دیر سے متورنا و حقیقی کی طرف مامان ہوا اور چونکہ امرائے کار خفا لغت کو کے سلطان حیاث الدین  
 علمی کی سلطنت کے حواہان تھے اور ان دنوں میں حواس کے دت کی مشہور ہوئی تو سب آدمیوں  
 نے یقین کیا کہ سلطان ناصر الدین علمی نے اُسے رہبر دے کر ہلاک کیا ہے مگر کتنا ہو کہ اس امر کا مخبر  
 بخوئی ہو چکا کہ ماپ کا قتل کرنے والا ہرگز سال تمام کر کے کامیاب نہیں ہو ما اور سلطان ناصر الدین  
 نے مدت مدید تک فرار وائی اور عمارت داری کی شاید ماپ کو رہبر دینے کا قصد اُس کی سست تھمت  
 ہو وانشاء اللہ علم العرص سلطان ناصر الدین اپنے ماپ کے مرنے سے ہمت رو دیا اور زمین رو رو سو گوار  
 رہا چمتے رو شیر خان کے دت کے بیٹے چدیری کی طرف کوچ کیا اور علی الملک و میر و بعض  
 سرداروں نے ترک رفاقت کر کے سلطان ناصر الدین سے شرکت کی اور سلطان نے شیر خان کا  
 معاقب کیا وہ مبارک پور سے پلٹ کر سلطان سے بڑا دشمنیت یا کر ولایت ابرید میں ساو لی  
 اور سلطان ناصر الدین نے چدیری میں حاکم چدیر رو رہتے مقام کماؤ پکے تیج راووں نے شیر خان کو ایک  
 خط لکھا کہ اکثر سپاہ اور امر اپنی جاگیروں کی سمت روانہ ہونے اور موسم رسات کے سبب انواع  
 حلقہ فراہم ہو سکے گی اگر آپ اُس طرف سے چدیری کی طرف متوجہ ہوویں مردم شہر کے اتفاق سے  
 سلطان کو گرفتار کر سکے ہیں سلطان ناصر الدین علمی نے تیج راووں کے مشورے سے اطلاع پائی اور  
 اقبال خان اور ملو خان کو مع لشکر جنگ حواور ملان سست شہر خان کے دت کو کھجاوہ چدیری سے  
 دو کوں حاکم شیر خان سے جنگ میں مشغول ہوئے اور ایشاے حرب و صرب میں شیر خان رنجی  
 ہوا اور سکندر خان کے عہدہ اُس قوم کا تھا مارا گیا اس واسطے ہماست خان نے شیر خان کو قتل  
 کے حوصلہ میں ڈال کر راہ فرار پائی اور جب وہ راستہ میں مر گیا اُس کی لاش پیو بدریں کر کے سست دور



بیٹے کو سعید خان خطاب دیا اور مردم اردو کو لشکر چندیری کے پہنچنے سے ایک گونہ قوت اور ہمت حاصل ہوئی اور بعضے مردم قلعہ و سلطان ناصر الدین سے استمالت نامہ نہ لے کر ساتھ اس کے بلتچی نہوتے تھے اس وقت ناصر شاہ کی نصرت اور دولت خواہی میں بجد ہونے لگا اجماعاً فغان و ازہ بالا پور نے پیغام دے کر طلب کیا ناصر شاہ نے ربیع الثانی کی پچیسویں تاریخ کو شیخ حبیب اللہ اور خواجہ سہیل اور موافق خان کو بالا پور کے دروازہ پر بھیجا جس وقت آدمی محافظ خان کے دروازہ پر پہنچے زبردست خان بن ہزبر خان و دروازہ کھول کر امراء ناصر شاہی کو قلعہ میں در لایا شجاع خان یہ خبر سنتے ہی بجنال استعجال اس طرف تاخت لایا اور ان لوگوں سے کچھ دیر لڑ کر آخر کو مغرور ہوا اور سلطان غیاث الدین کے دو تختہ بین پناہ لی شیخ حبیب اللہ نے انگشتی بھیج کر سلطان ناصر شاہ کو طلب کیا وہ طرفہ العین میں ان کے پاس پہنچا امراء درونی مبارکباد کے واسطے حاضر ہوئے اور ہجوم عام کر کے شہر کی تاراجی اور غارت میں مشغول ہوئے چنانچہ بعضے مکانات اور عمارات شاہی میں آگ لگائی اور سلطان ناصر شاہ کے حکم کے موافق رانی خورشید اور شجاعت خان کو گرفتار کر کے بحال پریشان قصر شاہی سے نکال لائے اور سلطان ناصر شاہ بخشی مالک کے محل سے سوار ہو کر محل سرسی میں کہ سلطان غیاث الدین نے عیش و طرب کے واسطے تیار کیا تھا داخل ہوا اور ربیع الثانی کی ستائیسویں تاریخ روز جمعہ کو ناصر الدین نے سرپرسلطنت پر اجلاس کیا خطبہ اور سکھ اپنے نام جاری کر کے جو جاہر اور مردارید اور نقد کہ چتر پر شمار ہوا تھا فقرا اور مستحقین کو تقسیم کیا اور کھن خان بقال اور محافظ خان اور مفرح حبشی اور دیگر مردم جو اس سے بخلت پیش آئے تھے ایک نو زندہ بچوڑا اور اسی چند روز میں شجاعت خان المشہور بجلال الدین کو قتل کر کے رانی خورشید کو موکلون کے سپرد کیا اور اس کی طرف سے خاطر جمع کی اور انہیں بھلے میان مشہور تھا ولیعہد کر کے سلطان شہاب الدین خطاب مرحمت فرمایا اور شیخ حبیب اللہ کو خطاب عالم خان نے کر امراء کبار سے کیا اور خواجہ سہیل خواجہ سرکوسہ سالاری پر منصوب فرمایا اور دیگر موافقون کو جاگیر ملے قدیم ارزانی فرما کر ان کی عزت و توقیر افزون کی اور جہادی الثانی کی تیرہویں تاریخ کو اپنے والد ماجد کی ملازمت میں مشرف ہوا سلطان غیاث الدین اسے آغوش میں لے کر بہت رویا اور سراور و ہنر پر اس کے بوسہ دے کر سید محمد نون بخش کی قبائے موئینہ کہ بروز بارعام یار و زبائے متبرک ہنوتا تھا اسے مرحمت کی اور تاج سلطنت سر پر رکھ کر کنجیان خزانوں کی اس کے سپرد کر کے سلطنت کی تنفیث اور مبارک باد دے کر اپنے محل خاص میں رہنے کی اجازت دی اور سلطان ناصر الدین نے سوٹھویں رجب سنہ مذکور کو وہ قبائے موئینہ اور کلاہ دولت سلطان شہاب الدین کو دے کر میں بخیر فیصل اور سوراس گھوڑے اور گیارہ چتر اور دو پالکی اور نقارہ اور سرا پر وہ سرخ اور بیس لاکھ تنگہ نقد خرچ کے واسطے عنایت فرمائے اور جو اس عرصہ میں مقبل خان حاکم مند سورس نے جاوہ اطاعت سے قدم باہر رکھ کر سرکشی اختیار کی تھی سلطان نے مہابت خان کو اس کے حاضر لانے کے واسطے بھیجا

میں کہہ دین کہ شک جان مابین و رکش ہوا اور اس مقام میں محروں نے یہ جرم پہنچائی کہ سلطان عیاش الدین  
 یس یس ایسے ورد کی تسلی کو واسطے قصد آئینا رکھتا ہے ماضی شاہ سرور و مظلوم کو کہ اپنے ماب کے قدم بہت  
 کا مقصد ہوا تھا محنت حال متہورہ علامہ الدین اور مالی حور شہیدہ سلطان کا ہر ایک لفظ آواز و علم کی طرف متوجہ ہوئے  
 کہ سلطان ناصر الدین کو قلعہ میں لاکر اسکا کام تمام کریں لیکن جب سلطان دہلی دروازہ پر پہنچا اور اسکے پیری اور  
 کرسی کے سلطان کا مہلوب کیا تھا ایسے مقرر ہوئے پوچھا کہ مجھے کہاں لے جاتے ہو بصورت میں تحقیق حال  
 راستہ راست عرض کی سلطان نے وایا کہ میری سواری پھر دین کل عازم کاہر و دھرم کا رہو کہ ملے پانی چوڑی  
 نے اسے دل میں خیال کیا کہ یہ اور سلطان ناصر الدین کے چہرہ چاہو کی دھرم سے صادر ہوا پھر اس محبت کو طلب  
 کر کے مابین محبت و دوست مبین اور راحت کا سبب پوچھا سبب مابین کے کہ سلطان اپنی فوتی وادھا ہوا  
 سے بلط آگیا کہ اس امر میں کچھ مداخلت نہیں ہو اور تحافت جان متہورہ علامہ الدین نے مالی حور شہیدہ کے  
 ایسے قلعہ کی شکست و ریخت و نیست کر کے کوئے تقسیم کیے اور سلطان ناصر الدین علی نے بھی مع آکر قلعہ کو گھیرا اور بازار  
 حور نے رونق اور رونق پیدا کیا ہر دو طریق سے ایک محبت قتل ہوئی تھی سلطان نے مصالحت کی تسدید  
 کو واسطے قلعہ انصاف متیر الہ کہ بھی آئے جسے جواب موقوف دعا پاتا تو وہیں رہا اور جب ناصر دھرم ہوا اور بازار  
 اچھا نہ ہو چکے سے اہل قلعہ مصطرب ہوئے نصیر امراشل موقوف خان اور ملک فضل اللہ شیریں کارے وصیت پاکر  
 ایسے تین سلطان ناصر الدین کی خدمت میں پہنچا یا اور مالی حور شہیدہ نے اس امر سے واقف ہو کر علیہا  
 کو قلعہ کی ملکوت سے معزل کیا اور ملک مبارہ کو خطاب علی حالی سے کہ قلعہ اور تہہ کی محالیت اس  
 کے سپرد کی اور ملاحظہ خان اور سورج مل کو کہ سلطان ناصر الدین علی کے موقوفوں سے حاسنی تھی  
 قتل کروا یا امر اور سکائے تہہ سیاست مشاہدہ کر کے شکستہ حاضر ہوئے اور سلطان ناصر الدین علی  
 کو عرضیاں کھیں اور پرواہ امتیاز حاصل کر کے اس کے پاس حاضر ہوئے اور شہر میں رواج  
 اور دولتی بری اور صفائی شہر میں تاجی مشہور ہو چوڑی میں ناصر شاہ قلعہ کی تسیر کے لئے اور سے  
 سوار ہوا آدمی مورچے کے حاضر ہوئے اس قدر تیر ماراں کر کے مدوقین سرکین کو مردم کا ظلمت  
 رنجی ہوئے سلطان ناصر الدین علی ماوجود اس حال کے سات سو بیڑیاں مورچوں کی طرف نکلا کہ  
 قلعہ میں داخل ہوا اس درمیان میں شجاعت حال واقف ہوا اور مع مردم معتبر برج قلعہ پر چڑھ کر  
 جنگ میں مشغول ہوا سلطان ناصر الدین علی نے بھی پائے سات رہیں کین میں استوار کر کے  
 یس جلیت تیرا ماری میں مستعدی تمام کی اور اکثر مردم مستر اس کے تیر سے دہشتہ تیریں ہوئے  
 اور جو کچھ قلعہ علامہ الدین کو لگتا ہو کچھ تھی سلطان ناصر الدین علی اس وقت مصلح و راحت دیکھ کر  
 قلعہ سے رآہ ہوا اور اسے لشکر کا وہین ہو گیا اور اس لوگوں نے اس حرب میں تر و مردارہ اور  
 حاسباری کی تھی ہر ایک کو لطف و عیادت تارو سے تسلی اور پریش فرمائی اور بعد چہرہ دور کے  
 شہر خان بن مظفر خان حاکم حیدری مع اولاد اور ہر اسوار اور گیارہ ریچھیل ناصر شاہ کی کارمٹ میں  
 حاضر ہوئے چاکر پہلی ملاقات میں اس کے شے شے کو جس کا شیر خان نام تھا مسطر خان اور دوسرے



ناصر الدین کی خدمت میں جا کر پیغام پہنچایا اور اُس نے عرصہ لکھ کر تاتار خان کے ہاتھ سلطان غیاث الدین کے حضور میں ارسال رکھا لیکن ابھی جواب نہ گیا تھا کہ رانی خورشید جو کمال تصرف سلطان کے مزاج میں رکھتی تھی اُس نے بخشی ممالک کو یہ پردانگی دی کہ تاتار خان کو سلطان ناصر الدین کے دفع کے واسطے تعین کرے اور تاتار خان جو چارہ نہ کھتا تھا قلعہ سے برآمد ہو کر کیا پور میں پہنچا اور اپنے کام میں متفکر ہو اُس واسطے کہ اپنے دل میں اندیشہ کیا کہ اگر میں شہزادہ ناصر الدین سے لڑتا ہوں ایام سلطنت میں وہ میرا کیا حال کرے گا اور اگر بلا جنگ پھر تاتار خان کو خورشید کو کیا جواب دوں گا ابھی وہ گرفتار باد تیردو تھا کہ ملک دمتہ اور ملک مہیت کہ سلطان غیاث الدین کے امراءے کبار سے تھے سلطان ناصر الدین کے شریک ہوئے اور اُس کی قوت و شوکت زیادہ تر ہوئی اور جب وہ کوچ کر کے قصبہ اجاویہ میں پہنچا مولانا عماد الدین افضل خان اور بعض زمیندار اس سے موافق اور ایک دل ہوئے اور عید الفطر نہایت دھوم دھام سے ادا ہوئی اور اسی مقام میں امراءے کے مشورہ سے چتر سر پلن کر کے سرداروں کو خلعتاے فاخرہ سے خوش دل کیا اس درمیان میں خبر ہو گئی کہ شجاعت خیابان کی فوج باہنگ جنگ کنگانہ سے بڑھ کر قصبہ کندہر وین آئی ہو ناصر شاہ نے ملک محمود نام ایک شخص کو مع فوج بہادران دشمن کے مقابلہ کو روانہ کیا جو ستارہ اُس کے اقبال کا اوج پر تھا بعد جنگ و جدل نسیم فتح پرچم دولت ناصر شاہی پر چلی اور ملک محمود نے مع غنائم بسیار قصبہ اجاویہ میں ناصر شاہ کی ملازمت کے لیے معاودت کی اور شوال کی سولہویں تاریخ سہ ماہیہ نو سو پانچ ہجری میں اُس منزل سے کوچ کر کے جب آجین کی طرف متوجہ ہوا منزل بمنزل امراءے حکام ممالک مع خیل و چشم ساتھ اُس کے ملحق ہوتے گئے یہاں تک کہ آجین میں بحیثیت تمام پہنچا اور شجاعت خان مشہور بہ علام الدین اور رانی خورشید نے حقیقت حال سلطان غیاث الدین خلیجی سے عرض کی اور یہ بھی کہا کہ ناصر شاہ عنقریب مند وین آن کر محاصرہ کرے گا سلطان غیاث الدین نے شیخ الاویلیا شیخ برہانگو کو فرستادے تھے برسم رسالت ناصر شاہ کے پاس بھیجے کہ یہ پیغام کیا کہ عرصہ سے ہم نے عنان اموری سلطنت اُس عزیز کے دست اقتدار میں رکھی ہو اگر اُردوے اخلاص و یگانگی مردم او باش اور غدار کو جو اُس کے پاس فراہم ہوئے ہیں نصحت دے کہ حضور میں آوے پھر اموری سلطنت کا اختیار اُس فرزند کے سپرد کیا جاوے ناصر الدین ملتفت اور مقید جواب نہوا اور ماہ ذیقعدہ سنہ مذکور میں آجین سے قصبہ و ہار میں نزول کر کے چند روز مقام فرمایا اور اس مقام میں یہ خبر مشہور ہوئی کہ مکھن خان جو بانی اُس نزع اور فساد کا تھا سپہ سالار ہو کر مع تین ہزار سوار جنگ کے واسطے آتا ہے ناصر شاہ نے ملک عطا کو مع پانچ سو سوار نامی اُس کے مقابلہ کو بھیجا اور موضع ہانسپور میں آتش حرب شعلہ زن ہوئی اور ایک سو سپاہی مکھن خان کے مارے گئے ملک عطا خطر یاب ہوا اور مکھن خان بھاگ کر مند گیا اور پھر رانی خورشید کی تحریص سے ایک جماعت کو ہمراہ لے کر باہنگ جنگ قلعہ سے برآمد ہوا اور پھر دوبارہ بھی فوج ناصر شاہی سے بھاگ کر مند وین آیا اور ناصر شاہ ذیحجہ کی بائیسویں

نادر مارکی آمد و شد بمقام موقوف کی اور چند روز حاضر ہوا اور رانی غور تید اور تجماعت حال مشہور  
 رہا اور الدین کی سعی اور بیتام سے موتی خان اور کھن خان نقال نے کلمات عرض آئیرہ لہا س نے عرضی  
 معروض سلطان بن ہو پکا نے اور دارو سے استغفال ہوا ملک بن مصروف ہو کر دست تصرف خواہ  
 میں ورا کیا شیخ حبیب اللہ اور خواجہ سیل خواجہ سرا نے وصفت دیکھ کر موتی خان نقال کو جو قندیلو  
 کا مصدق تھا قتل کیا اور حرم سلطان بن کھن گئے اور رانی حور شیدے بہ داستان عجیب آب و  
 تاب سے سلطان کے صبح سارک میں ہو پکا کی تاک مار کر حبیب سلطان مشتعل ہو کھن خان کو بیا کر  
 موتی خان نقال کے قاتلوں کو سلطان ناصر الدین علی کے مکان سے گرفتار کر کے اور وصفت  
 کے وقت اسے آہستہ یہ بھی عایش کی کہ مردار کوئی دقیقہ سلطان ناصر الدین کے دفاعی ضرورت  
 سے فروگرداشت نہ کرنا شیخ حبیب اللہ اور خواجہ سیل اس امر سے مردار ہو کر سلطان ناصر الدین کے  
 محل پر اسے رما ہو کر محل کی سمت معور ہوئے لہذا سترین کتے حالتے تھے کہ ہم قاضی کے مکان پر جانے  
 ہیں جس شخص کو موتی خان کے خون کا دھوئے ہو وہ قاضی خان کے مکان پر آئے اور کون حال حب  
 سلطان ناصر الدین علی کے مکان پر آیا اور سلطان کی طرف سے یہ پیغام ہو پکا کی موتی خان کے قاتلوں  
 کو حوالہ کرین ناصر الدین نے جواب دیا کہ آن لوگوں سے میرے حکم سے موتی خان کو قتل نہیں کیا  
 گئے کیا معلوم کہ وہ کمان گئے ہیں کھن خان نقال نے یہ جواب معقول سنگر رانی حور شید کی تحریک کے  
 سبب سلطان ناصر الدین کے مکان پر تین روز تک تھل پھدی کئی سلطان حبیب اللہ بن خواجہ  
 رکھتا تھا شہر ملک اور سے خان کو سلطان ناصر الدین کے پاس بھیج کر یہ پیغام دیا کہ اگر ذرہ وار عمدہ  
 کے دل میں کسی طرح کے بچنے والے راہ ہا کر عار کلفت سے سماعت دل کو کند رہیں کیا ہو دستور تعلیم  
 آمد رفت رکھے کہ زیادہ اس سے طاقت معارف اور جماعت میں ہو سلطان ناصر الدین باوجود  
 محسوس و قید وغیرہ شرف پائوس ولی نعمت سے مشرف ہوا اور ماپ بیٹے نے ہر طرح کے کلام درمیان  
 میں آکر عار کلفت کو صحائف خاطر سے ذائل کیا سلطان ناصر الدین پھر سرگرم خدمت ہو کر بہر دو طاقت  
 حیدر انبی سست مشاہدہ و ماتما اور ماپ کے ہمایہ میں اپنی سکونت کے واسطے ایک مکان  
 کی عیا دڈانی بنا کر جس وقت چاہے شرف خدمت حاصل کر سکے رانی حور شیدے وصفت دیکھ کر کہا کہ  
 سلطان ناصر الدین اپنا مکان جان ماس کے متعلق تعمیر کیا ہو تاہر احد رکھا چاہتا ہو اور سلطان حبیب اللہ بن  
 کر کسی اور سرا سالی سے جوت و جو اس کا مل میں رہا تھا شرفہ نوسو پانچ پوری میں غالب خان  
 کو دال کو بیا کر عار و سلطان ناصر الدین کو مسدوم کر کے سلطان ناصر الدین نے آرزو ہو کر اتفاقاً  
 و العار و دال کی طرف کر بیا مان میں واقع ہو عارم ہوا و شیخ حبیب اللہ اور خواجہ سیل نے اس  
 مقام میں آن کر ملامت کی اور رانی حور شیدہ و شہادت خان نے سلطان حبیب اللہ بن کی ملامت  
 ہا تا رجان کو مامور کیا کہ ناصر الدین شاہ کے پاس حکم دلوئی اس کی کر کے اسے شہر میں لاوے اور  
 ہا تا رجان سپہ سالار نے اپنی حیثیت کیلین گاہ میں بجاہ رکھ کر اتفاقاً ملک محل اللہ بن کر سلطان



غیاث الدین کہ مجلس میں نظر بند تھا چند روز میں فوت ہوا اور سلطان ناصر الدین بایں کے زمرہ  
وینے کے اہتمام سے تمام عالم میں بدنام ہوا سلطان غیاث الدین کی مدت سلطنت تینتیس سال  
(سی و سہ سال) اور چند ماہ تھی ۛ

## ذکر سلطان ناصر الدین بن سلطان غیاث الدین خلجی کی سلطنت اور جہانگیری کا

سلطان ناصر الدین خلجی سلطان محمود خلجی کی حیات میں پیدا ہوا تھا اور سلطان سعید نے نہایت سرور و  
نشاط سے ایک ماہ کامل بساط عیش بسوہ رکھ کر پوتے کے شکرانہ کے واسطے کہ موہبت عظمیٰ ہو عامہ برابرا  
کو عموماً اور اہل فضل کو خصوصاً اپنے خوان احسان اور مائتہ فیض سے بہرہ یاب کیا تھا منجمان اختر  
شناس نے اُس کے زائچہ اور طالع مسعود کو دیکھ کر ایسا حکم کیا کہ لوگ داستان میں اُس کا تذکرہ  
کرین گے اور ساتویں روز شریار اُسے آغوش عاطفت میں لے کر بزرگان دین کے سامنے لایا اور  
اُس کا نام عبد القادر رکھا اور جو علامت شریاری کی اُسکی جبین میں سے روشن اور ہویدا تھی جس وقت  
سن رشد اور تمیز کو پہونچا اُس کے باپ سلطان غیاث الدین خلجی نے اُسے ولیعهد کر کے شغل وزارت  
تفویض فرمایا اور اُس کا چھوٹا بھائی شجاعت خان المشہور بہ علاء الدین اگرچہ حسب ظاہر اس سے نہایت  
موافقت رکھتا تھا لیکن نفاق باطنی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اور اواخر سلطنت سلطان  
غیاث الدین خلجی میں ایک دن اُس نے یہ معروض کیا کہ ناصر الدین کے ساتھ ایک جماعت اوباش  
شریک ہو کر اُسے مخالفت اور ملک گیری کی تحریص و ترغیب کرتی ہو اس صورت میں علاج واقعہ  
کا وقوع سے پیشتر یہ ضرور ہو سلطان غیاث الدین خلجی نے پہلے ارادہ اُس کی گرفتاری اور قیدی  
کا کیا لیکن جو کہ آثار نجابت اُس کے چہرہ حال سے واضح اور عیان تھے چاہا کہ ہند لطف اور زنجیر  
احسان میں مقید کرے لہذا منصب اور جاگیر اُس کی اضافہ کی اور مالک کے بخشی کو حکم کیا کہ امرا اور  
افسران سپاہ کو پروانگی دیوے کہ ہر صباح سلطان ناصر الدین خلجی کے مکان پر جا کر اُس کے ہمراہ  
رکاب دو تختانہ میں حاضر ہوا کہیں الغرض جب سلطان ناصر الدین باستقلال تمام مہات ملکی اور مالی  
میں مشغول ہوا تمام محالوں میں اپنے گماشتے مقرر کیے اور عمال پرگنات کو کہ مولے خان اوکھن خان  
عمائد سرداران سے تھے انھیں معزول کر کے اُن کی خدمت پر شیخ حبیب اللہ اور خواجہ ہیل خواجہ ہرا  
کو منصب کیا اور عمال مذکورہ معزول ہو کر رانی خورشید سے ملتی ہوئے اور رانی خورشید کہ اپنے  
چھوٹے بیٹے شجاعت خان مشہور بعلاء الدین سے محبت زیادہ تر رکھتی تھی اور بڑے بیٹے سے ہٹکا دل  
صاف نہ تھا باتفاق شجاعت خان مشہور بعلاء الدین عرض عالی میں پہونچا یا کہ ملک محمود کو توال اور  
سونداس بقال اہلیس کے مانند غدار اور مکار ہو کر سلطان ناصر الدین کے شریک اور مخصوص  
ہوئے ہیں اور فساد برپا کیا چاہتے ہیں چونکہ سلطان کا مدار کار صحبت زنان پر تھا بے پریش و  
تفحص انھیں قتل کیا اور مکان اُن کے ضبط اور غارت کیے سلطان ناصر الدین نے اس امر کے

ہوئے بخود صد رفران شرفان سالانہ حکم درست کر کے سارہ کی طرف روانہ ہوا اور جو سلطان ہلول نے طاعت معاہدت اسے میں معفو و بخشی سارہ کو چھوڑ کر دہلی کی طرف راہی ہوا شرفان بچا کر کے دہلی کی طرف متوجہ ہوا سلطان ہلول نے شیرخان کو درمصلحہ اور دہلیہ تعاقب سے مار رکھا اور اس نے قلعہ پلیدیہ میں حاکم اور سرہوئے تعمیر کیا اور چند بیڑی کی سمت لگایا اور اسی سال سلطان غیاث الدین راجہ صاحبہ کی التماس کے بموجب سربراہ سرحد بعلبک کی طرف بھیج کر جو بھی سوار ہوا و قلعہ جہان مابین بنیم ہو کر علی کو طلب کر کے راجہ کی لنگے مارہ میں استعفا دیا کہ اس نے متعلق اللعظ والعی ہو کر خواب دیا کہ کفار کی حمایت حاضر ہیں ہر سلطان پشیاں ہو کر لوٹ آیا نظام الدین احمد کشی نے اسی تاریخ میں مرقوم کیا کہ چھٹے آٹھ سو ساسی پھری میں قرآن معلوم اٹھ ہوا ایسے رعل اور شہری رفق عرب میں ہر روز وقفہ تھا اور معارف ہوتے اور کوکب عہدہ نے بھی ہرج و مرج میں اقامت قبول کیا اور راجہ کوست نے اکثر مالک میں تلواریا با حصہ مالک حلیہ میں علل عظیم ظاہر آیا اور اس سلطان ہلول کا اور دہلی پالین یورپی اس کے آٹھ تھی اور گیارہویں جمادی الثانی ۷۸۶ھ و سودو پوری میں شیخ محمد بن محمد بن قندہ لہقن شیخ سعد اللہ راہی الشہورہ مدد دی کا طار ماب پھیرہ ہوا ایسے قلعہ الہی سے و ت ہوئے اور سلطان محمود غزنوی کے گندہین دم ہوئے اور شہر کی حفاظت کیا چند کیا سلمان علیہ اور بعد وہ جو کی بعدہ متعلقہ سو میں پوری میں سلطان غیاث الدین جات صعیف اور پیر ہوا تھا اس کے بیٹے ناصر الدین اور شجاع تھے ناصر الدین کے مراد زبنتی تھے وہ دونوں میں راجہ واقع ہوئی اور ان کی والدہ رانی حور شید راہ کلاہ کی بیٹی تھی اسے جوئے بیٹے کی حاسد داری کر کے امرا کو اس کا سوا حق اور شہن کیا اور ناصر الدین کو ماب کی فکر سے گرایا بلکہ ایک روز ایک جماعت اس کی گرفتاری کے واسطے مامور کی ناصر الدین حردار ہو کر کلاہ کو پانچ ہجری میں مدد سے بھاگا اور اس اب اس کا طار الدین کے تصرف میں آیا اور پھر ناصر الدین کی طاقت برآنا وہ ہوا اور وہ اس امر سے واقف ہو کر ولایت کے وہاں مقیم ہوا اور اطراف و حواصط سے امرا اور سپاہ اس کے پاس راہم ہوئی اور اس نے قوت پکڑ لی اور کام اس کا اس انجا کہ وہ پچا کہ چتر سر پر لند کر کے قلعہ شادی آنا دے دیب آیا اور اسے محاصرہ کیا اور محوہ ساہاسے دراز تک مصیبت و رازت پر مصوب رہا تھا اس وجہ سے اکثر آدمی تھوڑے اس سے راجی اور شاہ اور اس کی آکر و کرتے تھے اس وقت میں سب اس کے شریک اندیکر مان ہوئے اور یکایک شہر کا در وادہ کھول دیا اور حالت بے حمی سکان شہر اسے شہر میں لگے ان جماعت خان مشہور بعلہ الدین نے کہ قلعہ کی محاطت میں قیام کرتا تھا بھاگ کر ماب کے مکان میں پناہ لی اور ناصر الدین نے نشان حصار اور لے ادنی لند کر کے ایک جماعت کو نامرکبیا حصوں لے علا الدین اور رانی حور شید رعل لطیف کو ماب کے مکان سے محروم قیدی ماہر کیا لا اور قنداد پر کر مارا حکم طار الدین اور اس کے ورندوں کو گو سجد کی طمع و غر کیا اس وقت ناصر الدین نے جات سلطنت ساتھ اسے رجوع کر کے تاج شاہی سر پر رکھا اور سلطان





مان کو تاجان اور دیوان دونوں امر دونوں سے عاری ہو تیار کیا صنعت کر دن اس نے کہا اس پر  
 سخت رسائی رسائی سے آب کا دامن دولت ہاتھ آیا ہو آپ اچھی عقل و دانش کو کام و مائیں لایا  
 شیخ اس مرد کو سلطان کے دربار میں لے گیا اور وہ کیوں حوض اور مساکین کے واسطے ورن  
 کرتے تھے اس سے فرمایا کہ تو اس میں سے کسی قدر اٹھا کر اپنے پاس رکھ چھوڑ اس نے حسب ایما  
 کیا اور شیخ سلطان کے دربار و حاصر ہوا اور مسائل بھی سنا یہ کی طرح اس کے پیچھے کھڑا تھا سلطان  
 نے پوچھا کہ یہ کون ہے شیخ نے کہا اہل استحقاق سے ہوا اور دہلی سے آیا ہوا اور یہ اس کا گدہ ہے  
 سلطان نے کہا اسے کس واسطے یہاں لایا ہے اس کے پاس جاتا سرا اور لائق تھا شیخ نے کہا اسے  
 ایسی مہارت اور قابلیت ہیں کہ سلطان اس کی طاقت و تشریف لے جانے سلطان نے جواب دیا  
 اگر یہ لائق نہ تھا اس کا بد یہ تو جو پر تھا آخر سلطان نے سنا کہ اس کے پیچھے دیکھ کر شخص اور شیخ  
 چہرہ گدہ والے علاقہ یہ کہ اس شخص نے سلطان کے حکم کے موافق گدہ ہار دیا اور سر پر چڑھ کر کیوں  
 سلطان کے دامن میں ڈالے سلطان نے توعدا اور اتفاقات کہ اسے قسم قسم کے عطا سے سردار  
 فرمایا مقول ہو کہ ایک دن سلطان نے اپنے مقربوں سے یہ فرمایا کہ میں نے کئی ہزار عجم صاحب  
 حال ہم چھوڑ گئے لیکن وہ صورت حویہ رائل چاہتا ہے آئینہ شہ بن علوہ کر ہوئی ایک شخص نے  
 ان میں سے عرض کی کہ شاید وہ لوگ اس خدمت پر مامور ہیں صورت حویہ اور پیکر مروج کی تیر  
 کامل نہیں رکھتے اگر مدہ اس حدیث پر مامور ہو تو یقین ہو کہ وہ صورت حویہ سلیم کے موافق  
 ہو ہم چھوڑ گئے سلطان نے فرمایا مجھے صورت حویہ کی کیا دانست ہے اس کی صنعت سال کر اس نے  
 جواب دیا کہ خداوند نعمت صاحب جمال کی یہ صنعت ہے کہ وہ ایسا متناصب الا حصا ہو دے کہ جو  
 اس کا لڑاؤ سے میدہ کو دوسرے اھمل کے دیکھے سے مستحق کہے متلا اگر اس کا قہ موروں دیکھے  
 اس پر ایسا شہ اور معقول ہوئے کہ اس کے چہرہ کے دیکھے کی پرواہ کرے سلطان نے اس کا یہ  
 حس تیر پسند کیا اور اسے اس خدمت پر مامور کیا اور وہ قدر رحمت حاصل کر کے ملا و جو کہ  
 وغیرہ میں برآمد ہوا ہر چہ وہ شہر شہر کھانا لیکن وہ صورت آئینہ لڑاؤ میں پسند ہوئی اتفاقاً صاحب  
 سلطان کی ولایت میں آیا ایک صبح میں ایک لڑکی رہبرہ حبیب میرت ماہ و بیچی وہ حلال و حرام  
 حالی بھی کیفیت رفتار و حسن قامت نے اسے معقول کیا پھر اور اس آفت و روزگار کا مواجہہ ہوا  
 لڑاؤ کے حال نامکمل پر پڑی جو کچھ جانتا تھا اس سے بھی زارہ تر پایا اور اس چہرہ و لباس و صفت  
 میں سرے گیاحس جیل اور تہہ سرے میں لڑاؤ اس لڑکی کو دہان سے اپنے ہزار کھال لانا اور سلطان  
 کی بار دست میں ہو چکا کہ ہایت عظمیٰ کیا اور کہا کہ میں نے اسے کئی ہزار روپیہ کو خرید کیا ہے جب اس کے  
 عربا تبار کہ اس کی تحویں تھے لاکھ انھیں یہ خبر ہوئی کہ ایک شخص نے چہرہ و لباس و صفت پر حجام  
 کما تھا وہ لڑکی کو کھال لے گیا ہے اس کی ماں اور نایب مدویں آن کر سردارہ اس سوادری میں سلطان  
 سے فریاد دی ہو سے سلطان نے اپنے دل میں کہا کہ یہ امر کیا ہے اس صورت میں وہان سے آگے



اور کبوتر کا بھی دو من غلہ اور دو تنگہ مقرر کیے تھے ایک دن اس کے مکان میں ایک چوہا نظر پڑا دو من غلہ اور دو تنگہ اس کے واسطے بھی مقرر کر کے موش کو ایک کے حوالہ کیا کہ ہر روز غلہ سو راخ موش کے قریب رکھتی رہیں اور وہ لوہڈیاں اور عورتیں جن کی طرف اس کی طبیعت زیادہ تر مانوس اور مالوت تھی انھیں زور طلائی اور مرصع مرحمت فرمایا تھا لیکن مشاہیرہ میں سب کے برابر تھیں اور یہ امر مقرر کیا تھا کہ ہر شب میرے سرہانے سواشرنی طلائی رکھ کر صبح کو اہل استحقاق کو تقسیم کرتی ہوں اور یہ بھی مقرر کیا کہ جب اس کی نظر عیال اور اطفال اور اسباب اور ادوات سلطنت پر پڑے شکر کرے بلکہ جس وقت لفظ شکر اس کی زبان پر جاری ہو دے چپاس تنگہ مستحقون کو ہو بخا دے اور سب سے یہ آئین خوشتر مقرر کیا تھا کہ دربار یا سواری کے درمیان میں سلطان جس شخص سے ہم کلام ہو وہ خواہ بزرگ ہو خواہ خروا سے ہزار تنگہ عطا کریں اور ہزار کینز حافظ قرآن مجید حرم میں رکھتا تھا انھیں یہ حکم دیا کہ جس وقت میں لباس تبدیل کریں سب باتفاق قرآن مجید ختم کر کے دم کرتی رہیں اور جب ایک ہر رات سے باقی رہتی تھی اداسے لوازم عبادت میں مشغول ہوتا تھا اور جہین انکسار زمین نیاز پر رکھ کر اپنے مطالب اور آرب درگاہ الہی سے درخواست کرتا تھا اور اہل حرم کو تاکید تھی کہ نماز تہجد کے واسطے مجھے بیدار کرتی رہیں اور اگر مین میند کے غلبہ سے بیدار نہ ہوں پانی منہ پر چھڑک کر جگاؤں اگر اس تدبیر سے بھی نہ جاگوں مجھے زور سے ہلاؤں اور اگر یہ بھی مفید نہ ہو ہاتھ پکڑ کے اٹھاؤں اور اپنے مقربوں کو یہ بھی حکم دیا تھا کہ ہنگام عشرت اور کلام دینا میں مشغول ہونے کے وقت وہ چیز کہ جس کا نام کفن ہے اسے دکھلاتے تھے تو وہ متنبہ ہو کر مجلس برخواست کرتا تھا اور تہجد پڑھ کر کے توبہ اور استغفار میں مشغول ہوتا تھا اور اس کی مجلس میں کلام نام شروع اور وہ سخن کہ موجب ملالت طبع ہونہیں کہتے تھے اور مسکرات کی طرف ہرگز رغبت نہ کرتا تھا اور سر کی چیزوں سے ایسا پرہیز کرتا تھا کہ ایک دن حکمانے لاکھ روپیہ خرچ کر کے سلطان کے واسطے سچون تیار کی اور اس کے پاس لائے فرمایا کہ اس میں کیا اجزا شریک ہیں میرے سامنے بیان کر دو خلاصہ یہ کہ تین سو اور چند ادویہ میں فقط ایک درم جو زہر لودا داخل تھا فرمایا کہ یہ معجون میرے کام کی نہیں اسے آگ میں جلا دو ایک ندیم گستاخ نے عرض کی کہ یہ معجون اور لوگوں کو عطا ہو دے فرمایا عا شا جو شکر کہ میں اپنے اوپر روا نہیں رکھتا وہ دوسروں کے واسطے بھی بخوینہیں کرتا اور مروت اور جو اغردی سلطان میں اس درجہ تھی کہ ایک مرتبہ سلطان کے عرض سبکی شیخ محمود لقمان کا ہمسایہ تھا وہ ملی سے اس کے پاس آیا اور اس نے شیخ سے یہ بات کہی کہ میں سلطان کے عطایا عام کا شہرہ شکر آیا ہوں تاکہ آپ کے ذریعہ سے انہی دختر کے کار خیر سے نجات پاؤں شیخ نے جواب دیا کہ یہ کام تیرا میں انجام کر سکتا ہوں اس نے کہا میں سمجھے نہیں لوں گا چاہتا ہوں کہ عطیہ سلطان سے میری آبرو بڑھے شیخ نے ہر چند تکرار کی وہ راضی نہ ہوا پھر شیخ نے جواب دیا کہ میں اور ساتوں کو جو میرے پاس آتے ہیں سلطان کی ملازمت میں لے جا کر ان کے باپ دادا کی بزرگی یا ان کے فضائل

تصرف میں رکھتا تھا مامور کے مسرور کیا اور اپنے بڑے بیٹے عبدالقادر کو ناصر الدین خطاب دیکر  
 دیوبند ہی پر مہسوب فرمایا اور شعل و سارت اسے ار رانی کر کے چتر اور بالگی اور حاکم بارہ ہزار  
 سوار کی اسے عایت فرمائی اور دینا العراغ جشن سلطنت جمع مناصب کو مہم امین کا روانہ سے  
 رجوع کر کے ان سے یہ فرمایا کہ میں نے سلطان مرحوم کے عہد میں چار برس لشکر کشی کی  
 تھی اب وقت آسایش و آرام ہو میں پاؤں و اسن قباحت میں کھینچا اب عشرت اپنے مسہر کو کھانا  
 تم اس مملکت کی محاطت میں کروا بیٹے مجھے پہنچی ہو کوشش کرو پھر در مقصود کو مقبول کر کے  
 حکم فرمایا کہ ہمارے قلمرو میں جس قدر اسباب پیش اور سالانہ طلب سے ہم پہنچے حاضر کریں  
 اور جو کچھ مالک عہد میں ہے ایران اور توران اور روم سے ملن ہو لینی بھگت خاص طور سے  
 ہم پہنچا دین چاہیہ کہ نئیں اور خواصین صاحب حال کی اسکے حرم سراین کثرت ہوئی اور جو کہ  
 سلطان حیات الدین حوہ تون کے دربار میں درپے تھا عورت آزاد اور سدا اور راجاؤں  
 وغیرہ کی بیٹیاں دس ہزار تھیں اس کے کشستان میں بیچ ہوئیں اور راجاؤں اور رئیسوں کی  
 بیٹیوں کے مناصب جو کہ سلطان کے دو تھانوں میں ہوتے ہیں مرحمت کئے رفتہ رفتہ یہ لوگ  
 پہنچی کر حلقہ و عہدہ دار اور مناصب اور حملہ ماہر تھا اسی قدر مجلس امین کی ہم ہو سکا جسے وکیل  
 اور دربار اور بخشی اور حراچی اور دار و دھ تو شکھا - اور امیر الامرا اور رشی اور عمر اور مشرف اور غور  
 اور محم ہوئیں اور جسے صدر اور مدرس اور حکیم اور دم اور مختصب اور مفتی اور مودوں اور حافظ اور  
 معرف ہوئیں اور اسی طریق سے نوڈیوں اور خواصوں کو صاعی - روہ ہر کہ جان میں سامع اور  
 مشورین سکھائے چاہے بعضوں کو ماجا اور کائنات کا تہذیب کا تعلیم دیا اور بعضوں کو فوجی آرٹسنگری  
 بخاری سادہ کاری عمل مانی شالمانی شکر کی کمانگری کو دہگری صدمانی جانی کشتن اور کسی نوکیستی گیری  
 شمدہ ماری اور قسم قسم کے ہر کہ جس کا بیان درجہ لطیف کتاب اور دراری میں ہو سکھا کے اور  
 ان کے مرتے اور سبطے طوطیہ طوطیہ کر کے ہر ایک کو ایک کے سپرد کیا اور پانچ سو کیر ترک کو  
 لباس مردانہ پہنا کر تیر امداری اور برچی مازی اور کشتی تعلیم کی اور امین سیاہ ترک موسوم کر کے  
 اسی میمہ میں حملہ دی تو ہرے ہاتھ میں لے کر اور ترکش کر پر مادہ ہکا ایسا دہر چن اور بانگسور  
 عسکی کو حور تون کے لباس سے رت اور وہ کر کے برق امداری اور شمشیر ماری تعلیم کر کے  
 میسرہ ان کے حوالہ کی اور اپنے حرم سراین ایک چوڑی کی یا ر تعمیر واکر اسے آباد کیا جو شہر  
 شہر کے مارا دین کشتی تھی وہاں بھی درخت ہوئی تھی اور کوئی صورت و ٹھری اور دقیاہ رستاروں  
 اور جواہر میں نہ تھی اور کوئی مصورت کسی وجہ سے حرم میں رہتی تھی تو وہ مجلس سلطان میں حاضر  
 ہوتی تھی اور یہ امر بھی عوامات سے ہو کہ وطیعہ تمام عورتوں کو کیر وں کا حوسر داروں اور حصاروں  
 کے سوا انہیں یکساں اور رار مقرر کیا تھا و سنگ نقد اور دوسن عورتوں تہج ہر ایک کو دینا  
 تھا اور ہر ایک حاکم کو کہ اس کی مجلس امین تھے فی اسم و تنگہ اور دوسرے عہدہ تھا جیانی طوطی یا ریشا

احوال سلاطین مالوہ پر مخفی نہ رہے کہ سلطان محمود خلجی کو اور بھی فتوحات کثیرہ حاصل ہوئیں لیکن اس کتاب کے مولف ملا محمد قاسم ہندو شاہ فرشتہ نے تطویل سے اندیشہ کر کے وہ فتوحات اس مقدمہ میں درج نہیں کیں جانتا چاہیے کہ سلطان محمود بادشاہ عادل اور شجاع اور نیک اخلاق اور راسخاوت تھا اور اس زمانہ میں کہ زمام سلطنت مالوہ اس کے قبضہ اختیار میں تھی چاروں طرف سے کیا ہندو کیا مسلمان اس کی طرف مائل ہوئے جاتے تھے اور آغاز سلطنت سے خاتمہ تک کوئی سال ایسا نہیں ہوا کہ بے نہضت گزرانا ہو بلکہ وہ سلطان اپنی آسائش اور فراغت کو لشکر کشی اور جنگ و جدل میں جانتا تھا اور ہمیشہ مورخان کہن سال اور سیاحان جہان سے احوال بادشاہوں اور بزرگوں کا خوب دریافت کیا کرتا تھا اور قواعد جہاداری کے تحصیل میں بھی غافل نہ رہتا تھا اور شاہان ماسلف اور خلعت کے اخلاق پسندیدہ اور روش ستودہ کو اپنے دل میں نگاہ رکھتا تھا اور اپنے دربار میں درباریوں اور مجرایوں کے روبرو قتل فرماتا تھا اور اس چیز سے جو انکے باعث زوال و لت اور موجب خرابی خاندان ہوئی اس سے پرہیز کرتا تھا اور اس کی سلطنت میں چور اور چٹھک کا نام کوئی نہ سنتا تھا اور اگر اچانک کسی تاجہ یا فقیر کا مال چوری جاتا تھا بعد ثبوت وزوی فوراً اپنے خزانہ سے اُسے پہنچاتا تھا اور بعد اُس کے وہ مال مسروقہ اس موضع کے چوکیدارین اور نگہبانوں سے برآمد کرتا تھا اس سبب سے جو امیر یا فقیر اس کی مملکت میں آتے تھے صحرا میں فروکش ہو کر اپنی جان و مال کی نگہبانی اور محافظت نہ کرتے تھے ایک روز شیر یا بھرنے دریا کے کنارے ایک مسافر پر حرمہ کیا اور اس کے فرزندوں نے درگاہ سلطان میں آن کر درندہ ہائے دشتی کی شکایت کی سلطان محمود خلجی نے حکمنامات اپنے تمام ہلاک محروسہ میں اس مضمون کے جاری کیے کہ بجز و صدور حکمنامہ تمام حکام اپنے اپنے علاقہ کے حیدان شکاری اور درندہ کو ہلاک کریں اور من بعد جس کے علاقہ میں شیر یا چیتا وغیرہ نظر آوے وہاں کے حاکم کو عوض میں اُس کے قتل کریں اس سبب سے اس کے عہد معدلت حمد میں اور اس کے بعد بھی برسوں ولایت مالوہ میں شیر و گرگ وغیرہ کی صورت دکھائی نہ دیتی تھی اور ایک شاعر نے اُس کی تاریخ وفات یہ کہی تھی یا دگار کے واسطے ورج کتاب ہوئی قطعہ تاریخ شاہ خلجی نزا و سلطان محمود چازدار فنا چوراء عقبی ہیویدہ تاریخ وفات حضرت سلطان شدیہ از بام بہشت عدن باقی مقصود

### ذکر سلطان غیاث الدین بن سلطان محمود خلجی کی جہانداری کا

جب سلطان محمود خلجی نے اس دارنا پائدار سے رحلت کی اُس کا بڑا بیٹا باپ کی وصیت کے بموجب مسند حکومت پر جلوہ گر ہوا اور عامہ گروہ خلق کو اپنی ذات خاص سے راضی اور شاکر کیا اور وہ زور کہ بیوم جلوس اُس کے چتر پر نشان کیا تھا مبلغ خلیفہ ہوتا تھا اہل استحقاق پر تقسیم کیا اور فدوی خان اپنے بھائی کو نئے شہر کے ولایت اور چند پرگنہ دیگر کی حکومت پر جو کہ سلطان محمود خلجی کے عہد میں اپنے

غیرت بن رکھتا  
بلوچ کا پرست  
سوار کی اُسے  
رجوع کر کے  
نئی اب وقت  
نہ اس ملک  
حکم فرما کر  
اور جو کچھ  
بہم ہو چکا  
سلطان  
وغیرہ کی  
میلوں کے  
پونجی کو جس  
اور وزیر  
اور نجم ہوئے  
موت ہوئے  
شوریہ میں  
نہاری ساد  
شہدہ بازی  
ان کے فر  
لباس مردار  
انہی یمنہ میں  
موتی کو عور  
بسرہ ان  
شہر کے بازار  
اور خواص  
نہوئی تھی اور  
کے سوا تھیں  
تھا اور ہر ایک

حال الدین استرآبادی ارجمند مرزا سلطان سعید رسم الہی گری مع تہذیب و سوغات آری سلطان حواہ  
 کے آئے سے بہت خوش وقت ہوا اور اُسے بھی نوازش و حضور واد سے خوش دل کر کے رخصت کیا  
 اور اقسام سوغات ہندوستان سے پارچہ اور قماش اور چمکیر ناچے گانے والی اور جید محلوں اور  
 اور گھڑے غری اور قلعہ کواڑ سلطان ایران کی مدح میں لکھا تھا اور طاہر ارمان ہندی میں تھا محبوب  
 شیخ علاء الدین ہمدانی حواہ عمال الدین کے بھیجا اور خود دار الملک شادی آباد میں قرار کرکڑا اور شہنشاہ  
 ایران اس قلعہ کے سے حواہ مالوہ کا طعنا و تحاسن قدر محظوظ ہو کر اور دیا سے اس قدر خوشحال  
 ہوا اسی سال گوالیار کے راجہ نے حب سا کہیر را سلطان ابو سعید کو مغل موسیقی اور سگیت کی  
 طرف میل تمام ہوس میں کے دو مین سے معتبر مردم عالم اور کتاب حواہ کے ہمدانی سال کے بعد  
 اُس کے اُس کا پیشا راجہ کو پ بھی اجلاس موروثی کا لکھا کر کے بہت تحفہ دیا بھیجا تھا اور شہنشاہ  
 آخہ سوتھر بھری میں جاری حواہ کی عرس وادست اس مضمون سے ہوئی کہ کچھ ارہ کے رید اور نلے  
 شاہراہ اطاعت سے قدم ماہر رکھا ہوا سلطان محمد ہو پچے اس حلیہ کے اس حواہ کی تار و  
 کے واسطے عارم ہوا اور لشکر عظیم اس ملک میں روا کیا اور جو اُس ولایت کے داخل اور حواہ کی  
 معیت کو ملاحظہ کر کے ماہیں ولایت استقامت درانی اور قلعہ کی میاد قبال کر چھ روز کے حلیہ  
 میں اس عمارت کو مشرف اتمام کتنا اور اُس کا نام حلال پور رکھ کر سررا حلیہ کے سپرد فرمایا اور یہی حواہ  
 کی ناکہ کی اور شہنشاہ کی ساتویں ایچ سہ مذکور میں شیخ غلی اور کونچہ دیر راجہ گوالیار رسم سار  
 سلطان سلول بودھی بادشاہ دہلی مع آبادی وادی میں خدمت میں سلطان کی حاضر ہو کر جو تہذیب کر گئے  
 تھے گھر رانا اور اُس کے بعد رانی یہ مہر وں کیا کہ سلطان محمود شہزادی ہم سے دست کش ہیں جو تا  
 اگر آنحضرت ہماری امداد و اعانت کے واسطے اطراف دہلی میں تشریف شریف ارا رانی فرامیں  
 اور اُس کے ہتھ و سادے چین حکات بخشین مراحت کے وقت قلعہ ساہ کرنہ قواع پیش کر دیا  
 اور سلطان کی سواری کے واسطے چہرا رکھوڑے مع سار و سامان خدمت میں ہمیں کا سلطان محمد  
 لے فرما جس وقت سلطان حسین دہلی کی طرف متوجہ ہو دے میں سرعت تمام ملک اور امداد کو  
 ہو یوں کا اس قرار داد کے بعد انجمن کے حال پر قلعہ کر کے دار الملک شادی آباد کی طرف متوجہ  
 ہوا اور جو کانوں ہوا سمایت گرم بھی راستہ میں حواہ کی شدت کے سبب مراجعت اہل  
 سے محرف ہوا اور روز بروز مرض کو قترتی اور قوت کو تہزل حاصل ہوتا رہا بیان ملک کہ دیندوی  
 ایسوں مایح مسئلہ آٹھ سوتھر بھری میں بولاسٹ کچھ ارہ حواہ ویا سے ار الملک غلقہ کی سمت  
 حواہ ہوا اس کی مدت سلطنت چوبیس سال تھی بعد ازاں حواہ ارچہ بر آسمان تخت بروہ ہوا  
 بعد عاقبت رحلت روجہ سلطان محمود کی عرس قدر رحلت نقشبندی کے قتل تھی اسے قدر مدت  
 سلطنت کرنا مدت اور عراست سے عالی ہین ہوا میر تہرہ صا حقان گو مہاں نے بھی چھتیس سال  
 کے سن میں تخت سلطنت پر جلوس فرمایا تھا اور مدت اہل کی سلطنت کی بھی چھتیس سال تھی بالقرین



مراجعت کی اور مظفر و منصور و آبا دین پونچا اور جادی الاول سنہ ۸۷۱ھ آٹھ سو اکتھتر ہجری میں دلی دکن اور مالوہ نے ایچی مصالحہ کے واسطے پہنچے بعد دو بدل بسیار یہ قرار پایا کہ دلی دکن ایچو را اور ولایت کوٹہ دارہ اور بقولے قلعہ کھیر لکھ سلطان محمود کے قبضہ میں آگذا کرین اور سلطان محمود میں بعد دیار دکن میں مصرت نہ پونچا نے سلطان محمود کے فرمایا کہ مدار محاسبات دفتر کا تاریخ قمری پر رکھیں تاریخ شمسی کو یک قلم بر طرف کرین اور ماہ ربیع الاول سنہ مذکور میں شیخ علاء الدین کہ علمائے وقت سے تھا شادی آبا د کے اطراف میں پونچا سلطان محمود خلجی نے حوض رانی تک استقبال کیا اور گھوڑے پر سوار ایک دوسرے سے بغلیگر ہوئے اور سلطان نے اس کی تعظیم و احترام میں کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا اور ماہ ذیحجہ سنہ مذکور میں مولانا عطاء الدین ایچی سید محمد یونرخش کا سلطان محمود کی خدمت میں پونچا اور خر قہ شیخ کا برسبیل تبرک لایا سلطان درود خر قہ کو نعمت کبرے تصور کر کے مولانا عطاء الدین کے آں سے نہایت خوش ہوا اور حالت سرور اور خوش حالی میں خر قہ پہنکر دست بزل اور احسان کا کھولا اور اس ملک کے جمیع علما اور مشائخ کو کہ مجلس میں حاضر تھے محظوظا اور بہر مند کیا اور محرم سنہ ۸۷۲ھ آٹھ سو ہتر ہجری میں پیکون نے یہ خبر پونچائی کہ مقبول خان برگشتہ روزگار نے محمود آبا د کو جو بالفعل ساتھ کھیر لکھ کے مشہور ہو تارا ج کہ دلی دکن سے ملتی ہوا ہے اور چند زرخیز فیل کہ مصالحہ ملکی کے واسطے اس کے ہمراہ رہتے تھے کھیر لکھ کے زایدہ کے حوالہ کیے اور رائے زادہ قصبہ محمود آباد پر مصرت ہوا اور جو مسلمان کہ قلعہ میں مقیم تھے سب کو شہید کیا اور طائفہ گوندان کو ساتھ اپنے موافق کر کے راستہ مسدود کیا سلطان محمود نے یہ خبر پہنچتے ہی تاج خان اور احمد خان کو اس فساد کے دفع کے واسطے رخصت فرمایا اور خود بھی تارا ج آٹھویں ربیع الاول سنہ مذکور میں مظفر آباد نعلیچہ میں نزول کیا اور چند روز کے بعد محمود آبا د کی طرف روانہ ہوا اثنائے راہ میں خبر ہوئی کہ تاج خان روز دسہ کو کہ برہمنہ کا روز ہائے بزرگ سے ہر ستر کوس تاخت کر کے اس مقام میں پونچا اور جب سنا کہ رائے زادہ کھانا کھانے میں مشغول ہے تاج خان نے کہا کہ دشمن غافل کے سر پر جانا مردانگی سے بعید ہے اس مقام میں گھوڑے کی باگ رو کی اور ایک شخص کو اس کے پاس بھیج کر خبردار کیا رائے زادہ نے ہاتھ کھانے سے کھینچا اور اپنے آدمیوں کو مسلح کر کے جنگ پر آمادہ ہوا اور طرفین سے ایسی کوشش ظہور میں آئی کہ اس پر اور زیادتی متصور نہیں ہو قضا را ایک جماعت کثیر اس کے ہمراہیوں سے علت شمشیر ہوئی اور وہ خود سراپا برہمنہ بھاگا اور گوندان سے ملتی ہوا اور ہاتھی مقبول خان کے مع دیگر غنائم اور قصبہ محمود آباد دستیاب ہوا اور جب علی قین خان کا سلطان محمود کو پونچا نہایت مسرور ہوا اور ملک الامر ملک داو کو اس گروہ کی تنفیہ اور تدارک کے لیے کہ رائے زادہ کو پناہ دی تھی مقرر کیا اور جب یہ خبر اس گروہ کو پہنچی رائے زادہ کو متعبد کر کے تاج خان کے پاس بھیجا اور سلطان محمود نے بعد از فتح فتح عزیزیت محمود آباد کے رجب کی چھٹی تاریخ کو قصبہ سارنگ پور میں آن کر نزول کیا اور اس مقام میں بعد چند روز کے خواجہ

سرارت و مخالفت کی تھی جاہا تھا کہ اس کا عرصہ لون میر لشکر کو آراستہ کر کے طفر آنا دیکھیں و کوش  
 جہاں اور اسی طفر آنا دیکھیں میں تھا کہ عریضہ سراج الملک تھا۔ دار کھڑک کا اس معنوں سے پوچھا کہ طفر  
 ہمسے لے مقام الملک کو مع لشکر کثیر تھا۔ دار کھڑک کے سر پر نامہ دیا یا ہر چہ۔ زمین ہوئے کھا  
 یہ تیر سکر جنگ استعمال عارم حمایت تھا۔ دار کھڑک ہوا اتنا سے راہ میں یہ عرصہ کہ مقام الملک ک  
 لے آن کر قلعہ کھیر کہ کھیرا ہر اس وقت سراج الملک تھا۔ دار وہاں سے دوسری میں مشغول تھا  
 اور لشکر کی شدت سے اسے تن میں کا جوش۔ رکھتا تھا اس کا پسر طلعہ سے رآد ہو کر اڑا اور  
 شکست کھا کر بھاگا اور مقام الملک مع ورون کا بھاگا کر تا ہوا قلعہ میں در آیا لیکن اسی دن قلعہ صرف  
 قلعہ پیادگان راجد کے ہاتھ سے مارا گیا سلطان محمود غزنوی نے پھر سکر مقبول حال کو مع جابر ہزار  
 سوار قلعہ کھیر کہ کی طرف بھاگا اور عودا مقام کے واسطے دولت آنا کی سمت عارم ہوا اور دترائے راہ  
 میں راے سکر بچے کے اپنی اور راے حاجی گوگے کوئل کہ پاسا دترائیں ریح میل رسم شکست لائے  
 تھے سلطان نے قلعہ میں مگر راے سلطان نے کوکلا و ملت والعام دے کر رحمت کیا اور موضع  
 علیہ آنا میں ریل فرمایا اس در میان میں وہاں سلطنت اور ملت ایالت کا ایک عارم امیر ابو یوسف  
 یوسف بن محمد حاسی مصر سے اس کے واسطے آیا سلطان حمایت سرور اور جوش حالی سے رسم  
 استقبال بجالایا رعا دان علیہ سے ماعرا و کر ام پیش آن کر صیافت اور جہاں جاری میں عود  
 ہوا اور گھوڑے مع سار ویراق موضع اور حلقہ راے رر ووری العالم دیے حب دولت آہا کی  
 سرحد پر ہو چا یہ عرصہ کہ سلطان محمود گجراتی شاہ دکن کی مدد کے واسطے اپنے دار الملک سے رآد  
 ہو کر اس حدود کی طرف متوجہ ہوا ہر سلطان محمود مالکڑہ کی حاسب عارم ہوا اور کچھ مواضع اور قریات  
 کو راحت کر کے کوہ ڈوارہ کے راستہ سے اسے دار الملک کی طرف معاودت کی اور روایت صحیح  
 یہ ہر کہ سلطان محمود شاہ ہمسے لے مقام الملک ترک کو سہ آٹھ سو ستر ہجری میں بھیکر قلعہ کو لب  
 ناظرین تفصل اس اجمال کی شاہان ہمیہ کی داستان سے دریا مت فرادین اور سلطان محمود غزنوی  
 لے حیدر و راے دار الملک میں قرار کیا آٹھ سو اکتھتر ہجری میں مقبول حال کو مع روح  
 ایچہ رانی حاجت کے لیے بھیجا اور اس جماعت نے ایچہ رانی کے اطراف کو مع شہر عارت کیا اور پھر  
 رات گئے وہاں کا حاکم اپنے ہمایاں مشل قاضی نمان اور پیر حان کو مع کر کے مع ایک ہزار  
 مانو سوار دے تیار پایا سے قلعہ جنگ آنا یہ عرصہ مقبول حال کو ہو چکی حاکم اور اسباب و  
 سامان اسامع ایک روح رواہ کیا اور مرم حب اور رکا رآدنی کو انتخاب کر کے اپنے ہوا بھکا و  
 رکھا اور ایک حاجت کو حب کے واسطے تعین کیا اور غور کچھ لوگ کے کر کین گاہ میں بیٹھا حب  
 روح طریق حکم میں مشغول ہوئی مقبول حال کین گاہ سے رآد ہوا اور قاضی حان کا پاسے شات  
 رہیں کین سے ہلایا ایچہ رانی بھاگ کر دم لیا اور مقبول حان سے ایچہ رانی کے رواہ ایک بچہ ایک کے  
 میں ہم سردار معتر قتل سیکے اتریں لعدہ اسیر دے اس وقت مقبول حال نے اس سے

ایک فرزند ان قطب عالم فرید الحق والدین مسعود شکر گنج کو اس کی خدمت میں بھیجا پیشکش مرسل رکھا اور اپنی تقصیرات سے استغفار کی سلطان محمود جو کہ جانتا تھا کہ تیرہ دہائی کسی قلعہ کشاکشا کا بروج سخت و دشوار گزار آسیر پر اب تک نہیں پہنچا اور علاوہ اس کے مال اس سفر کا تسخیر دکن ہر قلم عفو اس کے جرائم پر کھینچا اور در نصیحت سے اس کے کان گران بار کر کے ولایت برار اور ایلچور کی طرف متوجہ ہوا اور جب قصبہ بالا پور میں پہنچا جاسوس اور مخبر یہ خبر لائے کہ وزیر اسے نظام نے سرحدوں سے لشکر طلب کیا ہوا اور فوج کی فراہمی میں مصروف ہیں اور دو کروڑ تین لاکھ خزانہ سے برآوردہ کر کے امر اور سپاہیوں کو بطور مدد خرچ دیا ہوا اور ڈیڑھ سو فیمل کو ہتھیل لے کر شہر سے برآمد ہوئے ہیں اور تقدیر الہی کے منتظر ہیں سلطان محمود خلجی یہ خبر سنتے ہی افواج آراستہ کر کے بلوچ متواتر نظام شاہ بہمنی کے تین فرسخ اُدھر پہنچا اور وزیر اسے دکن نے نظام شاہ کو کہ اٹھ برس کا تھا سوار کیا اور اس کے سر پر چتر بلند کر کے باگ اس کے گھوڑے کی خواجہ جہان ملک شہ ترک کے ہاتھ میں دی اور سرانجام میسرہ کا ملک نظام الملک ترک اور مہینہ کا خواجہ محمود گیلانی کے کہ ملک التجار خطاب رکھتا تھا حوالہ کیا اور جب دو لڑن بادشاہ ایک دوسرے کے مقابل پہنچے ملک التجار سبقت اور پیش دستی کر کے فوج مہینہ محمودی پر تاخت لایا اور مہابت خان حاکم چندیری اور ظہیر الملک وزیر کہ سرداران میسرہ سے تھے مقتول ہوئے اور مہینہ کی جمعیت کو انھوں نے متفرق اور پریشان کیا شکست عظیم لشکر مندو پر پڑی فوج نظام شاہی نے دس کوس تعاقب کر کے سلطان محمود خلجی کے اردو کو تاخت تاراج کیا اس درمیان میں سلطان محمود آپ کو گوشہ میں کھینچ کر فرصت وقت کا جو یا تھا جب کہ اکثر سپاہ نظام شاہی تاراج میں مشغول تھے اور نظام شاہ کچھ لوگوں سے ایستادہ تھا دو ہزار سوار لے کر فوج نظام شاہ کے پیچھے سے ظاہر ہوا اور بردایت مشہور خواجہ جہان ترک کہ عہدہ سردار طلب سے تھا قلب کو مضطرب کر کے عنان شہدیز نظام شاہ بہمنی اپنے ہاتھ میں تھام کر کے احمد آباد بیدری کی طرف بھاگا اور لڑائی کا بیج بدلی گیا لیکن وہ لوگ جو تاراج کیا واسطے گئے تھے انھوں نے شاع نفیس زندگانی ضائع اور برباد کی اور والدہ نظام شاہ نے امر اس کے غدار اور کرے اندیشہ کر کے شہر بیدری کی طرف محافظت کے واسطے ملو خان کو چھوڑا اور خود نظام شاہ کو لے کر فیروز آباد دین گئی اور وہاں سے ایک محبت نامہ سلطان محمود گجراتی کو بھیج کر ملک طلب کی اور سلطان محمود خلجی نے تعاقب کر کے بیدر کا محاصرہ کیا اور لشکر سفر و نظام شاہ کے پاس فیروز آباد دین جمع ہوا اور خیر ہو سکی کہ ملک التجار سپہ سالار مع لشکر عظیم نظام شاہ کی مدد کے واسطے بسبیل تھیل پہنچے کا سلطان محمود خلجی نے اپنے اعیان دولت سے مشورہ کیا آخر کو یہ قرار پایا کہ ہو اگر م ہوئی اور ماہ رمضان قریب آیا اولیٰ اور انسب یہ ہو کہ تسخیر اس ہلاکتی دو سرے سال پر موقوف کر کے مراجعت کی جاوے چنانچہ دوسرے دن اس بہانہ سے کوچ کر کے اپنی ولایت کی سمت راہی ہوا اور راہ میں جو کچھ دیکھتا تھا دیکھتا اور ۸۶

اٹھ سو ستر سٹھ ہجری میں جو خیال تسخیر ولایت دکن سرزمین رکھتا تھا اور ملک التجار نے اس کے ساتھ

نہایت وفائیت کا  
ہزار کی نفر آبا  
جی نے نظام اور  
پہنچ کر بھیج  
لے آن کر تمام  
اور لشکر کی شد  
شکست کا کر  
قلعہ آباد دین  
سوار قلعہ کی  
میں راہ  
تھے سلطان  
خلیفہ آباد دین  
بسمت بن گج  
استقبال بچا  
ہوا اور گج  
سہرہ پر پہنچا  
ہو اس حد  
اتاحت کر  
برہم کو سلطان  
تاریخ تفصیل  
سے چند روز  
ایلچور کی تاخت  
راٹ کے گج  
بانو سوار و  
ساان انعام  
رکھا اور ایک  
فوج طغین جو  
زمین میں  
میں نفر سردار



مراسم حمد و شکر الہی مخصوص و متوجع تمام ہودی کر کے دوسرے دن قلعہ میں داخل ہوا اور تھکانے ویران اور حراب کر کے اس کا معائنہ مسجد کی عمارت میں صرف کیا اور قاضی اور قسطنطنیہ و رشتوں پر سکے اور عزم کیا پھر دہرین تکریم ۸۶۲ھ آٹھ سو ترپہ پوری میں حقیقہ کی سمت عادم ہوا اور اس ناحیہ میں پورے سلطان عیاش الدین کو ولایت بھیلوارہ کی تاحص و مارج کے واسطے بھیجا تاہم اوہ نے اس ولایت کو حراب اور ویران کر کے اور صحت مدے و مستیاب کر کے مراحت کی اور چدرور کے بعد سلطان نے شہزادہ دہائی خان او تلح خان کو قلعہ کو مدی کی تسمیر کے واسطے نامزد کیا حب شاہراہ قلعہ کو مدی کے اطراف میں پورچا را حوتون نے قلعہ سے رآہ پور کو داد مودی اور مردانگی دی آخر کو ہریت پاکر اکثر طاعت تیج مید رنج ہوئے اور جنوں نے حمد ایسے تین صدین چن ڈالا کر قنارہ پور اور شہزادوں نے پیٹے و در قلعہ کو مدی کو رور باروے شجاعت معوق کیا اور شکر اس عطیہ عطی اور ہوست کر کے کا کالائے بعد ایک سردار مستر و بان چھوڑا اور مطہر و مصور پور کے ولی نعمت کے ہمراہ رکاب شادی آمادہ کی طرف معاودت کی اور سلطان محمد ۸۶۲ھ آٹھ سو چھیاسٹھ پوری میں پھر را حوتوں کی گوشال کے واسطے سوار ہوا اور صومع امارین حاکم رول اعمال مایا اور شہزادہ عیاش الدین اور تلح خان کو ولایت کی تاحص و تاراج کے لیے مار کیا اور وہ اس ولایت کو حاکم رار کر کے کو تلمیر کی طرف روانہ ہوئے اور حراب ایسے والدہ مدی طاقت میں حاضر ہوئے قلعہ کو تلمیر کی سمت قریب کی سلطان محمود دوسرے دن قلعہ کو تلمیر کی جانب عادم ہوا اور راستہ میں تھالون کو ویران اور حراب کر کے قطع مادل اور درہ حمل کرتا تھا حب قلعہ کے حوالی میں نزول کیا دوسرے دن سوار ہوا اور اس ٹیلے پر جو قلعہ کے پور طرف ہی رآہ پور شہر کو داخل کیا اور وانا کہ یہ قلعہ نے ماضی و جدید سال کے تیج ہوگا پھر دوسرے دن کوچ کر کے دو مگر پور کی طرف ساموہ ہوا اسے سیام داس احمد دو مگر پور کا بھاک کر کوہ ماہ میں پناہ لے گیا اور وہاں سے نعر واکسا تمام دولاکھ مالک اور میں اس ٹیلے پر پیش کش تیجے سلطان محمود نے وہ مول فرار اپنے دار الملک کی طرف مراحت فرمائی اور ماہ عرم ۸۶۲ھ آٹھ سو چھیاسٹھ پوری میں جو کہ طعل صعبہ اس نظام شاہ نام نے تیج دکن پر جلوس کیا تھا اور اوبے و رکابہ حبس کر چاہیے اس کی اقامت نہ کرتے تھے سلطان محمود علی نظام الملک جو ری کے احوال و نعیم سے کوچ متواتر عادم تسمیر ملا و دکن ہوا اور حب آب رمدہ سے عور کا مگر حلالے کہ سارک خان حاکم آسیر قلعے آئی سے فوت ہوا اور اس کا شا عاری حان ملقب بہ مادل خان اس کی جگہ پر عاشیں ہوا راغار دولت من دست تقدی آستین جو سے رآوردہ کر کے سید کمال الدین اور سید سلطان کیویدہ منصور شہید کر کے مگر مظلوموں کا عارث کیا اور بعد چدرور کے آل سائت مظلوم کا کھائی سید حلال نام مرادی آیا سلطان محمود نے ارور سے محبت جایا کہ مادل خان کو گوشال دیوے چنانچہ حاسن ایسی بہت سے آسیر کی طرف راہی ہوا اور مادل خان نے ارور سے محمود کی

جب سے کفار کے نصرت میں آیا ہو اثر اسلام اور مسلمانی کا باقی نہ رہا جب مضمون بعضی کمسایں فیض مجامع میں پہونچا اسی دن اجیر کی طرف متوجہ ہوا اور بکوج متواتر مزار فائض الا نوار کے قریب نزول فرمایا اور حضرت خواجہ قدس سرہ کی روح پر فتوح تھے مدد طلب کر کے لشکر کو حکم کیا کہ باتفاق امر قلعہ کو محاصرہ کر کے مورچہ تقسیم کریں اس درمیان میں گجا دھرنانے کے اہل قلعہ کا سردار تھامع فوج راجپان نامی جنگ کے واسطے برآمد ہوا اور افواج محمودی کے صدر مشیر کی تاب سے بیتاب ہو کر قلعہ میں در آیا اور چار دن تک تنور رزم اور معرکہ قتال گرم رہا پانچویں دن گجا دھرنیل مست کی طرح برآمد ہوا اور جنگ مغلوبہ میں مارا گیا اور ایک جماعت سپاہیان محمودی کے مفردوں میں مخلوط ہو کر قلعہ کے دروازے میں در آئی اور قلعہ مستح ہوا اور ہر کوچہ میں راجپوتوں کے کشتوں کے پستے نمود ہوئے حتیٰ کہ ہر سمت سیل خون کی طغیانی تھی سلطان محمود خلجی مراسم شکر آہی بجا لاکر اس بزرگوار کے مزار کی شرف طواف سے مشرف ہوا اور ایک مسجد عالی تعمیر کر کے خواجہ نعمت اللہ کو سیف خان خطاب دے کر وہاں کی حکومت تفویض فرمائی اور اس بقعہ شریفیہ کے مجاوروں کو انعام اور وظیفہ سے خوشدل کر کے قلعہ مندل کی طرف مراجعت کی اور بکوج متواتر آب بیاس کے کنارہ نزول فرمایا اور امرا کو اطراف قلعہ میں تعین کیا اور رانا کو بھانے بھی اپنی فوج کو مسلح اور مکمل کر کے باہر بھیجا اور جنگ عظیم واقع ہوئی اور ایک جماعت کثیر لشکر محمود شاہی سے مقتول ہوئی اور راجپوت بھی بشمار غلٹ تیغ اسلام اور طعمہ زارغ وزغن ہوئے جب آفتاب جہان تاب فلک چارم سے اپنے خلوت سرا کی طرف متوجہ ہوا طوفین نے اپنے دائرہ میں قرار یکڑا اور صبح کو اس دولت خانہ کے تمام امرا اور وزرا فراہم ہو کر عرض پیرا ہوئے کہ اس سال جو مکرر لشکر کشی واقع ہوئی اور موسم برسات کا بھی قریب پہونچا اگر آنحضرت چند روز دار الملک شادی آباد میں سپاہ کی درستی شکست و رنجت کے واسطے قرار اور آرام فرمائیں اور بعد از برسات بہان و شوکت ملو کہ اس قلعہ کی تسخیر کے لیے عنان اشہب عزیمت معطوف کریں لائق اور سزاوار ہو سلطان محمود خلجی نے مراجعت کر کے چند روز استقامت کی اور مجرم کی چھبیسویں تاریخ ۸۶۱ھ آٹھ سو اٹھ پچیس مندل گڑھ کے محاصرہ کی واسطے روانہ ہوا اثنائے راہ میں جنگ تھانہ لٹھرا سے مساکر کے نشان بچھڑا اور منزل مقصود میں پہونچ کر درختوں اور عمارتوں کو قلعہ قمع کیا اور آبادی کا نشان باقی نہ رکھا اور قلعہ کو محاصرہ کر کے پوچھ خندق سے بڑھا کر دیوار قلعہ سے ٹختی اور متصل کیے اور تھوڑے عرصہ میں تائید زولنی اور دینت سبجانی سے فتح کیا اور خلقت کثیر اور ہم غفر کو اسیر اور دستگیر کر کے تیغ آبدار سے قتل فرمایا اور بقیۃ السیف دوسرے قلعہ میں جو پہاڑ کی چوٹی پر تھا پناہ لے جا کر اس کے استحکام اور سنگینی پر مغرور اور نازان ہوئے اور صرہاے توپ کتان کی صدمہ سے پانی جو قلعہ کے حوضوں میں بہرے تھا خشک ہوا اور وہ پانی جو قلعہ اول میں تھا لشکر محمودی کے قبضہ میں آیا آخر کو بے آبی نے عجب بے کشتہ کو زائل کیا اور شدت تشنگی سے بیتاب ہو کر نغز العطش اور صدمے الامان بلند کی اور دس لاکھ تنگہ قبول کر کے قلعہ سپرد کیا القصر یر فتح عظیم ذی الحجہ کی چھبیسویں ۸۶۲ھ آٹھ سو باسٹھ پچری میں کرسی طور پر جلوہ گر ہوئی سلطان محمود خلجی

میں طاقت و مقادیر مذکور ملکہ عالی شان کو بیع تاج حال اور سکندر رحمان کا رہی مقرر کئے کے جو د  
 مار گشت ورائی اور قائم شکیبوں رقم لے یہ داستان طعنه ہندیہ میں مشرور تھا اور مصلاہ عرب کی پر اور اقلے  
 مراحت میں یہ حرم سب مبارک میں ہو چکی کہ مبارک حال حاکم آسیر ولایت بکلاہ پر جو دکن اور گجرات کے  
 کے امین واقع ہو تاج تاح لایا ہو جو کہ وہاں کا حاکم محمود شاہ کا مطلع و مقادیر تھا سلطان سے اس کی  
 حمایت اور رعایت اسپے وہ بہت پر واجب و لازم حال کر حمان حرمت اس طرف مصطفیٰ دہلی  
 اور اپری رو انکی سے بیشتر اقبال خان اور یوسف خان کو بھی میراں مبارک شاہ فاروقی سے لشکر گران  
 مقابلہ کو آیا اور بعد مذاطر ایسا مدح اس ہو کر بھاگا کہ آسیر بکلاہ گہر موڑی اور سلطان محمود علی نے نصے  
 مواضع اور قریہ ملا آسیر کو تاح تک کے شادی آنا و مدد میں معاودت کی اور پھر اسی سال سلطان محمود  
 علی کو کھردن لے یہ حرم ہو چکی کہ پسر اسے با نورا حہ ولایت بکلاہ میں اسکا ارادہ رکھتا ہو اور میراں  
 مبارک حال فاروقی حاکم آسیر اس کی ولایت میں داخل ہو کر حوالی کر رہا ہو اور اس کے آنے کا  
 بھی مانع ہو سلطان محمود علی نے شاہراہ عیالت الدین کو بکلاہ استغیاں اس کے مدعا کو امر وایا  
 اور جب یہ حرم مبارک حال کو ہو چکی اپنے ملک کی سمت معاودت کر گیا اور پسر اسے مانویشکس  
 بہت سلطان کی خدمت میں لا کر سر ڈال دیا اور باخار و کرام تمام لغد رحمت حاصل کر کے اسی  
 ولایت میں گیا اور تہراہ عیالت الدین بکلاہ کی طرف متوجہ ہوا اور ان دونوں میں سلطان محمود علی نے  
 بھی ولایت حلیتور کی طرف عیان رحمت مصطفیٰ فرمائی رانا کو بکلاہ طریق مدالا اختیار کر کے کچھ  
 اسرئی اور ردیہ سکوک پیشکش بھیجا جو وہ سکد رانا کو بکلاہ لے اپنے نام پر جاری کیا تھا ماحضت  
 ار دیا و نصیب محمودی ہوا اور وہ پیشکش واپس کر کے ایسے لشکر کو حکم بہت و عمارت دے کر  
 اتر آ مادی اور متوری کا ہو جوڑا اور منصور الملک کو ولایت مدسور کی تاریخ کے واسطے مامرد  
 کیا اور حب ارادہ کیا کہ قہار دارون کو اس ولایت میں معرکہ کرے تو چاہا کہ اس ولایت کے امین  
 علی پور نام ایک نصیب آنا و کرے اسے کو بکلاہ یہ حرم سکد رانا کو بکلاہ واکسار چیت آیا اور سلطان محمود علی کی رحمت  
 میں یہ پیغام دیا کہ جس قدر پیشکش کا حکم ہو قبول کروں اور اس کے بعد عادیہ احلاص اور دولت بخاری  
 سے قدم آگے رکھوں گا لیکن شرط یہ ہو کہ سلطان علی پور کی تیاری و تہیہ ترک مرادے اور  
 جو کہ موسم بہار است وریب تھا اس واسطے سلطان نے پیشکش دلخواہ لے کر شادی آباد کی طرف  
 معاودت کی اور ایک مدت تک اس شہر میں قیام کیا اور ۹۵۷ھ آٹھ سو اسیٹھ ہجری میں پھر ولایت  
 مدسور کی تہیہ کے واسطے عارم و عارم ہوا اور وہاں ہو چکا احوال اس ماحد کے اطراف واکتاف  
 میں بھی اور غرض وسط ولایت میں قرار بکلاہ اور ہر دور ہر مریخ مارہ اسے سو بختی تھی اور وہ ماسم  
 شکراتی محال تھا اتنا ایک رور و نصیب ایک جھ کا کہ ہاروقی کی طرف نصیبت ہوئی تھی امین حصون  
 سوچا کہ اتنا اسے آفتاب اسلام ملک ہندوستان میں اق امیر سے طالع ہوا اور حصرت  
 مرشد الطوائف بیع معین الین سحری قدس سرہ اس نقد شریف میں آسودہ ہیں اس بہ خط پاک

سو اکوئی شکست نہیں پائی عیہ بنو شکست مردان ہنراست بوجب شادی آبا د مندوین ہو چکا  
 سپاہ کی شکست و ریخت کی درستی میں مصروف ہوا اور شہزادہ غیاث الدین نے بھی کچھ مواضع بندر  
 سورت کے تاخت کر کے مراجعت کی اور حسب اتفاق مجبورین نے سلطان محمود خلجی کو شیر الملک  
 الخا طیب بہ نظام الملک وزیر اور اس کے بیٹوں کی خبر کرا اور غدر و نفاق کی ہو چائی اور سلطان  
 محمود کے حکم کے موافق سیاست اور سزا کو پہنچے اور عیشہ آٹھ سو ستاون پچاسی میں سلطان محمود خلجی  
 نے ولایت مالوہ کی غزیت کی اور جو سلطان قطب الدین گجراتی کی جانب سے دھجی نہ کھتا تھا یہ  
 صلاح دیکھی کہ پہلے سلطان قطب الدین گجراتی سے صلح کروں اس کے بعد اسے کو بھجا کی لاپتہ  
 کی تسخیر میں مشغول ہوں اور اس پر مجید کو اپنے دل میں پوشیدہ کر کے لشکر کی فراہمی اور آراستگی  
 کا حکم دیا اور شادی آبا د مندو سے قصبہ دہار کی طرف گیا اور وہاں سے تاج خان کو مع لشکر  
 آراستہ سرحد گجرات پر بھیجا تا مقدسہ صلح کی تمید کرے اور تاج خان نے وہاں جاتے ہی سلطان  
 قطب الدین کے وزیرین کو مکتوب تحریر کر کے ایلچیان عرب زبان کے ہاتھ بھیجے اور یہ پیغام  
 دیا کہ طرفین کی نزاع اور عداوت باعث پریشانی خلافت ہو اور صلح اور اتحاد اہمیت اور رفاہیت کا  
 موجب ہے لہذا قیل و قال اور گفتگو سے ورازا سلطان قطب الدین گجراتی نے صلح کی رضادہی اور طرفین  
 سے اکابر اور عارف درمیان میں آگے اور بنیاد مصالح کو عہد و قسم سے مستحکم بنایا اور یہ قرار پایا کہ  
 ولایت رانا کو بھجا سے جو کچھ گجرات کے متصل ہے لشکر قطبی اسے تاخت و تاراج کرے اور ہلاہوت  
 اور اتیر اور اس نواح پر سلطان محمود شاہ متصرف رہے اور عند الاحتیاج ایک شاد و دوسرے  
 شاہ کی امداد و اعانتہ میں درہلج انفرادے سلطان محمود عیشہ آٹھ سو اٹھاون پچاسی میں ان راجپوتان  
 ستمرو کی تادیب کو کہ نواح باروٹی میں نشان ترد بند کیا تھا متوجہ ہوا اور قصبہ دوتی میں جا کر کٹہ راجپوتان  
 کو علالت تلخ اسلام اور اس جماعت کے اطفال و عیال کو اسیر کر کے ہندو کی طرف بھیجا اور وہاں سے  
 گوالیار کو طرح کر کے عازم بیانہ ہوا اور وہاں سے قریب پونچا داؤ و خان حاکم بیانہ نے پیشکش بہت  
 بھیج کر جادہ اخلاص میں قدم رکھا اور دودھ و داس پرسلم ہوئے اور جو نزاع کہ یوسف خان ہندوانی اور  
 حاکم بیانہ کے درمیان تھی اپنی مساعی جمیلہ سے اسے بھی بہ محبت و مروت بدل کیا اور مراجعت کے  
 وقت سلطان محمود خلجی نے نئے شہر اور باروٹی اور اجیر کی حکومت فدائی خان کے سپرد فرمائی بعدہ  
 اپنے دار الملک کی طرف نزول اجلال فرما کر سایہ امن و آمان کا وہاں کے باشندوں پر بسوہ فرمایا  
 اور اسی سال سکندر خان اور جلال خان بخاری نے کہ اسے کہا سلطان علاء الدین بہمنی سے  
 تھے عرض سلطان محمود کی خدمت میں بھیج کر قلعہ ماہور کی تسخیر پر کہ قلعہ عظیم ہار سے ہو کر لیس کی اور  
 سلطان محمود مع لشکر آراستہ ہوشنگ آباد کے راستہ سے ماہور کی طرف متوجہ ہوا اور محمود آباد کے  
 نواح میں سکندر خان بخاری نے ان کو ملازمت کی جب قصبہ ماہور کو محاصرہ کیا سلطان علاء الدین شاہ  
 بہمنی مع لشکر آراستہ کہ مورد ملخ سے زیادہ تھا اہل قلعہ کی کمک کو آیا سلطان محمود خلجی نے جب اپنے

کا منتظر تھا سلطان قطب الدین کے پاس بھاگ گیا اور طاهر اس سے یہ قسم کھائی تھی کہ میں اسے صاحب سے تنگ نہ کرانی۔ مگر وہ کچھ دنوں کا اور قطب الدین شاہ کا خیال اپنے دل میں ہیٹھ رکھتا تھا اور کمال حلال ملکی سے اپنے دل پر چڑ کر کے اہل و عیال کو چھوڑ گیا سلطان محمود ملی کو چھ سوار تھاکر سرخ پر حوجہ آنا سے پہلے کوس پر ٹامل ہوا اور شاہ قطب الدین کو اتنی بے موقع حوجہ دینا جو من و قصد نہ کر سکتے تھے کوس پر پتھر دلی کیا اور جید روڑوں و لون ماو شاہ ایک دوسرے کے مقابل مقیم رہے اور ماہ صفر کی چاند رات کو سہ ماہ کو درمیں سلطان محمود قصد بغل سوار ہو کر اپنی آردو سے مراد ہوا تھا کہ راہ ہر راستہ بھول گیا اور سلطان مع موج تمام رات ایک محلے وسیع میں ایسا وہ رہا جو کہ مہمہ لشکر سا رہنے سے آراستہ کر کے سرداری اس طرح کی اپنے ٹھکانے سلطان عیال الدین کے قیومین فرمانی اور امر اسے حدیری کو موج پسرہ بین امر و کر کے اپنے چھوٹے بیٹے فدائی جان کو سوار کیا اور حوجہ قطب لشکر میں قرار پکا کر متوجہ کار راہ ہوا اور سلطان قطب الدین بھی مع لشکر گواٹ صعب آ رہا کہ فیدائ کی طرف روانہ ہوا اور ہر اہل حوجہ سلطان گواٹ ہر اہل حوجہ مالوہ کے مقابل سے بھاگ کر سلطان قطب الدین کو اتنی بے حالہ و ملک شرف مطہر اراہیم کہ حدیری کے امر اسے کنارے سے تھا سلطان شادی آنا و مدد کی موج میسرہ سے جدا ہو کر شاہ گواٹ بر تاحت لایا اور وہ موج ماہ اس کے مقابلہ اور صدمہ کی نہ لائی پسپا ہو کر بھاگ گئی اور ملک شرف مطہر اراہیم نے سلطان قطب الدین کی آردو تنگ بچھا کیا اور ہاتھ عارت و تار میں دراز کر کے سلطان قطب الدین کے حوازہ میں درآنا اور ہیکارہ رفتہ رفتہ بختیون پر لا کر اسے لشکر گاہ میں بھجا اور صدمہ ہاتھی پر چڑھ کر اس بیت سے پھر آئے کہ دو بارہ اُن پر حوجہ مار کر کے بھگے اس درمیان میں یہ عرضی کہ کچھ موج لشکر سلطان قطب الدین کی روح شاہراہ فدائی جان کو تنگ و لون و بکھڑا کر کے پر حملہ آور ہوئی اور وہ تاب جنگ نہ لاکر وار ہوا اور جان سلامت لے گیا ملک شرف مطہر اراہیم ہاتھ تاراج سے کواہر کے اپنے تین ایک گوشہ میں بکھینچ کر پوشیدہ ہوا اور سلطان محمود ملی تفرقہ لشکر اور تنگ موج سے تھک چکا کہ دو سو سوار میدان حلافت میں ایسا وہ رہا اور صدمہ جیر کر کش میں پہلے کما داری کر کے داود دی اور مرد دلی دی اس وقت شاہ قطب الدین کو اتنی بے موقع آراستہ اس گوشہ سے کہ کسی تھاہر آمد ہو کر سلطان کی طرف متوجہ ہوا اور سلطان محمود ملی حق شجاعت و تہور بھاگ کر تیرہ آدمی میدان سے کل گیا اور اہل شجاعت کے واسطے جس بیس مع تیرہ مرد شاہ قطب الدین کو اتنی بے موقع اراہیم حاص پر حوجہ گاہ کے عقب تھا ہو گیا اور بلج اور بیکار مع شاہ گواٹ کا حوجہ پر رکھا تھا اٹھا یا اور کھوٹے کو بھلی کی طرح چھپا کر اپنے آردو میں داخل ہوا اور صدمہ یا چھ ہزار سوار جمع ہوئے متہور کما کر کہ شرف کو گواٹ تین ہشتون لے حاون کا حوجہ اور تھوڑی رات گئی شجون کے ہمارے شادی تمام ہوا اور سلطان محمود ملی نے اتنا سے طلوع آفتاب دولت سے القراض سلطنت تک اس شکست کے



سلطان محمود خلجی کی صفت و ثنائین زبان کھولی اور خطبہ اور سکہ جو بادشاہ دہلی کے نام پڑھتا تھا بنام سلطان شادی آباد سند و پڑھکر مطیع اور فرمانبردار ہوا سلطان نے یہ نیم سرکہ عطف عنان کی اور اثنائے راہ میں قصبہ بنور کو کہ رتھنبور کے قریب ہر فتح کر کے تاج خان سپہ سالار کو مع آٹھ ہزار سوار اور پچیس زنجیر نبل قلعہ جیتور کی تسخیر کو بھیجا اور غوث قلعہ کو بٹھکے راہ سے ایک لاکھ پچیس ہزار تنگہ نقد پیشکش نے کر شادی آباد کی طرف عازم ہوا اور ۸۵۴ھ آٹھ سو چار ہجری میں گنگ داس قلعہ جینانیر کے راہ سے بھی پیشکش بھیج کر عرض داشت کی کہ سلطان محمد شاہ بن احمد شاہ نے قلعہ جینانیر کو محاصرہ کیا ہے اور جو یہ بندہ قدیم ہمیشہ سے آپ سے التجار کرتا ہے امداد بھی امیدوار امداد و دستگیری ہے اس سبب سے سلطان محمود خلجی راہ گنگ داس کی امداد کے لئے متوجہ ہوا لیکن راستہ میں یہ خبر ہو گئی کہ سلطان محمد شاہ گجراتی پیشکش لینے کو ایدر کی طرف آتا ہے سلطان محمود خلجی اسکو غنیمت اور عاجز تصور کر کے مارا سپور کی سمت روانہ ہوا اور سلطان محمد شاہ چار یا یہ ہائے بارکش کے سقط ہونے سے خیمہ اور خرگاہ میں آگ دے کر احمد آباد کی طرف متوجہ ہوا اور سلطان محمود خلجی اس واقعہ سے آگاہ ہو کر راستہ سے پھرا اور آب ہندری کے ساحل پر فروکش ہوا اور گنگ داس تیرہ لاکھ تنگہ نقد اور چند اس پیشکش لاکر حضرت کی شرف ملازمت سے مشرف ہوا سلطان محمود خلجی نے قبائے رز و وزی دے کر رخصت کیا اور غوث دار الملک شادی آباد کی جانب متوجہ ہوا اور اثنائے راہ میں رائے سیہر ایدر کے راہ کو پانچ مست ہاتھی اور اکیس گھوڑے اور تین لاکھ تنگہ نقد انعام دے کر رخصت کیا اور ایک مدت شادی آباد میں استقامت کر کے ولایت اور سیاد کے سرانجام میں مشغول ہوا اور ۸۵۷ھ آٹھ سو پچیس ہجری میں ایک لاکھ لشکر سے بھی زیادہ ہمراہ رکاب لے کر مملکت گجرات کی تسخیر کے واسطے عازم ہوا اور کالی نوالی سے عبور کر کے قصبہ سلطان پور کو محاصرہ کیا اور ملک علاء الدین سہراب نے کہ محمد شاہ کا گماشتہ تھا چند روز متواتر قلعہ سے برآمد ہو کر بازار جنگ کو گرم رکھا اور جب ملک پوینچنے سے مایوس ہوا ان طلب کر کے سلطان محمود خلجی کا مطیع اور فرمان بردار ہوا اور سلطان محمود نے اس کے عیال اور اطفال کو قلعہ شادی آباد میں بھیج کر اسے قسم دی کہ کبھی اپنے صاحب سے روگردان نہ ہو دے اس کے بعد خطاب مبارک زخانی اسے عنایہ فرما کر اپنے لشکر کا مقدمہ لینے ہراول اور پیشرو کیا اور بہ کوج متواتر احمد آباد کی طرف روانہ ہوا اثنائے راہ میں خبر آئی کہ سلطان محمد شاہ گجراتی قضاے الہی سے فوت ہوا اور اس کا فرزند قطب الدین قائم مقام اور جانشین ہوا سلطان محمود خلجی باوجود اس کے کہ سلطان محمود گجراتی کی سلطنت لینے کا ارادہ مکمل رکھتا تھا لیکن کمال مروت سے ماتم پرسی کی اور ایک مکتوب سلطان قطب الدین گجراتی کو لکھ کر اس کے باپ کی ماتم پرسی کی اور اجلاس تخت کی مبارک باد دی اور اس حال میں قصبہ بڑودہ کو ویران کر کے کوئی دقیقہ اسیری اور غارت میں نامرعی نہ چھوڑا اور کئی ہزار مومن اور کارفرما کر کے چند روز قصبہ مذکور میں توقف کیا بعد ازاں احمد آباد کی طرف متوجہ ہوا اور بسبیل متعجال جاتا تھا اسوقت ملک علاء الدین سہراب کہ وقت فرصت

صربا تو سے دے کر کاپلی کی طرف روانہ ہوا اس درمیان میں ہاداران و علی سے تباہ شرتی کی مشاہدات و راحت کر کے قیمت مست و سبب کی پھر وہ بھی ایسے آویروں کی حالت پر پلٹ کر جنگ میں مصروف ہوا اور شام تک قتال و جدال کا موکر گرم رہا اور دوسرا آفتاب کے نود و نوں سیاہ نے اسے اپنے واکرہ اور مقام میں قیام کیا اور بعد دو مین و رو کے جو موسم رسات قریب ہو چکا تھا سلطان محمود علی نے دوا و جنگ میں صرفہ مدیکھا سے مواجع کاپلی کو عارت اور تاراج کر کے حج آمادگی طرف معاونت کی اور قصر ست سکڑا وہاں سا کیا اس درمیان میں رعایا اور باشندے قصہ اسراج کے مبارک حان کے ظلم و قندی سے کچھ حاکم اس قصہ کا ہوا تھا و دوا اور فریادی ہوئے سلطان علی نے ملک الشرف مطہر امراہم حاکم چدیری کو مع لشکر کشا پرچہ کے سر پر نامہ دیا اور وہ حب ایرج کے وارج میں پہنچا حراتی کو ملک کا کو سلطان محمود شرتی نے اس کے مقابلہ کو بھیجا مطہر امراہم اس کے مقابلہ کو گیا اور قصہ راتھ میں فریقین کا سامنا ہوا ملک کا کوچہ جنگ کر کے حاکم اور ملک مطہر امراہم ولایت کی محاطت ایرج کی قصہ پر مقدم رہ کر اس حدود کی طرف عارم ہوا اور وجع سلطان شرتی یہ سرسگر راتھ میں پلٹ گئی اور حب آن و دون سیاہ کے حمار سے طل بھیجا طریقین سے سلطان قتل ہوتے تھے اور تیج خالدہ کہ اکابر وقت سے تھا و رکشت و کرات میں بھی سہرت رکھتا تھا سلطان شرتی کے کسے براس نے صلح کا حاکم سلطان محمود علی کو کھینچا اور تیج کی سی کے سب اس طریق پر صلح وارج ہوئی کہ باصل سلطان شرتی قصہ راتھ اور مہر نصیر جاں کے سپرد کرے اور سلطان محمود علی کے بعد راحت حب چار ماہ کا عرصہ منقصری ہو چلا کاپلی بھی واکزار و ماوے اور چار مہینے کی سادگی و دھرمی کر اس مدت میں نصیر جاں کی حقیقت دین و ملت ظاہر ہوئے اس قرار واد پر سلطان محمود علی نے دلا الکا شادی اولاد کی طرف مراحت کی اور قتلہ آٹھ سو گھاس بھری جن داراشعا کی میا وڈالی اور بعد مو مع جیج او دیہ وایہ کلج کے واسطے وقف کیے اور مولانا فصل اللہ علیہ السلام کو جو خطاب حکیم الحکا مخاطب تھا بیا رون اور محمود کی مراعات احوال کے واسطے مقرر وایا اور حب کی میسویں تاج شہ آٹھ سو گھاس بھری میں مع لشکر گران قلعہ مدلل گڑھ کی تعمیر کے واسطے متوجہ ہوا و رکورج تہ از الکا گھاس کے کنارہ و رکش ہوا۔ رانا کا سما جو طاقت رابری اور مقابلہ کی ترکھتا تھا قلعہ مدلل کو عین قلعہ مدہ ہوا اور دوسرے یا تیسرے دن راجو قوت نے قلعہ سے راکم جو کرودی اور درانی کا بھی ادا کیا لیکن آکر کو نم دا کسا ریش آئے اور شکیش دسی قتل کی سلطان نے بھی صلاح وقت دیکھ کر صلح کی رضا دی اور نیکو ت و قتل تمام اپنے دارالسلطنت کی طرف مراحت کی اور بھیڑے عرصہ میں سالانہ جنگ درست کر کے قلعہ سیاہ کی تعمیر کے واسطے متوجہ ہوا اور حب سیاہ کے قریب پہنچا محمد حان وہاں کے حاکم نے اپنے فرد واد حاکم کو مع متوجہ کرے اور لاکھ تنگہ بعد رسچ شکیش رواد کیا سلطان محمود علی نے اسے صلحت حاصل مرحمت فرمایا اور رخصت انصراف ارمائی وطن اور محمد حان کے واسطے قسائے کر و وری اور ملک مرتب ہوا اور چنگا لٹائی اور گھوڑے مانی ترو مع سار ویراق رہن بھیجا محمد حان نے صلحت ہیکر

یہ پیام زبانی عرض کیا کہ نصیر المومنین نصیر شاہ بن عبدالقادر نے صراط مستقیم شریعت سے منحرف ہو کر  
مذہب الحاد اور زندقہ اختیار کر کے روزہ و نماز ترک کیا اور عورات مسلمہ کو ہندو رہا بیوں کے سپرد  
کیا ہوتا کہ گانا اور نواح تعلیم کریں اور جو سلطان ہوشنگ کے عہد سے حکام کاپلی ولایت مالوہ سے  
نسبت رکھتے تھے لہذا سلطان شرقی نے اپنے ذمہ ہمت پر واجب و لازم جانا کہ پہلے اس کا احوال  
آپ کے صہیر حق پذیر پر ظاہر اور مہربن کرے اگر بالفعل آپ کو اس کی گوشمالی کی فرصت نہ تو انجاناب  
کو اشارہ کیجیے کہ اُسے اُس طرح سے گوشمال دیا جائے کہ اسے روئے کو عبرت ہوئے سلطان محمود غلجی  
نے جواب دیا کہ لشکر ہمارا پیشتر مندر سور کے مفسدون کی تادیب کے واسطے روانہ ہو چکا ہے اب آپ  
کی نصرت دین پیش نہاد ہمت کی مبارک ہو اور ایلیچی کو سردار خلعت و زر سے کہ یہ رسم اس زمانہ میں  
مروج تھی عطا کر کے خدمت کیا اور اسی چند روز کے عرصہ میں سلطان محمود غلجی نے اپنے بیٹوں کی  
شادی کے واسطے جشن عظیم ترتیب دے کر بارہ ہزار قباک اکثر ان میں زر و وزی تھیں اُس جشن میں  
امرا اور لشکریوں کو مرحمت فرمائیں اور جب ایلیچی سلطان شرقی جون پور میں پہونچا اور جواب معروض کیا  
سلطان شرقی نہایت مسرور اور خوش حال ہوا بیس زنجیر فیل اور اور بھی اجزاء نفیسہ دوسری مرتبہ  
برسم تحفہ سلطان محمود کے پاس بھیجیں اور مع لشکر آراستہ کاپلی کی طرف متوجہ ہوا اور نصیر عبدالقادر کو  
مکس شیر کی طرح اُس ملک سے نکال دیا نصیر عبدالقادر نے محمود شاہ کو عرضی بھیجی جس کا مضمون یہ تھا  
کہ خیر خواہ سلطان ہوشنگ کے عہد سے آج تک مطیع و فرمان بردار رہا اب سلطان محمود شرقی از روی  
تسلط و غلبہ اس بلا پر متصرف ہوا ہے چونکہ میں ہمیشہ حضرت سے ملتی رہا اور اب بھی درگاہ معلیٰ کو قبلہ آمانی  
و آمال جان کر حد و چندیری کی طرف منزل پیا ہوا ہوں سلطان محمود غلجی نے علی خان کو مع تحفہ و ہدا یا  
محمود شاہ شرقی کے پاس بھیج کر یہ پیام دیا کہ جو نصیر خان بن عبدالقادر نے آپ کی مرضی کے موافق انحال ناپسندیدہ  
اور اعمال ذمیمہ سے تائب ہو کر طریق شریعت غرامسلوک رکھا ہے اور سلطان ہوشنگ شاہ کے زمانہ سے  
مالوہ کی طرف ملتی اور مستدعی رہا ہے تو قیاس یہ ہے کہ مضمون التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ کو منظور و ملحوظ  
رکھ کر قلم عنواں کے جرائم پر کھینچیں اور اُس کی ولایت اُسے داگزار فرمائیں الغرض بعد وصول علیخان  
کے شاہ محمود شاہ شرقی نے کچھ جواب شافی نہ دیا اور لیت و فعل میں ایام گزاری کی محمود شاہ غلجی  
نے از روی حیمیت اور مردانگی نصیر عبدالقادر کی حمایت اپنے ذمہ ہمت پر لازم رکھ کر دوسری مثال  
مسئلہ آٹھ سو اڑتالیس ہجری میں چندیری کی طرف توجہ کی اور اُس حد و دین نصیر شاہ نے اُن کے  
لازمیت کی اور سلطان بلا توقعت ایرج اور تھامر کی طرف متوجہ ہوا جب یہ خبر سلطان محمود شرقی کو  
پہونچی تھر سے برآمد ہو کر ایرچہ میں نزول کیا اور مبارک خان ولد جنید خان کو کہ باپ دادا کے زمانہ  
سے وہاں کا حاکم تھا متعبد کر کے ہمراہ لے گیا اور وہاں سے برخاست کر کے دریائے جون کی بیڑ میں  
کر دیا و سنگ اور دھواگہ اڑتی اور دھان غنیم کو جانے کی قدرت نہ تھی فروکش ہوا اور اپنے لشکر کے گمراہ  
خوب سب مشہور کی کہ محمود شاہ غلجی اس کی غریبت فسخ کر کے کاپلی کی طرف عازم ہوا پھر سلطان شرقی بھی عنان

از حجت



کے اس قلعہ کے گرد اگر دھماکہ بکھر دیا تو حیرت انگیز حالت برپا ہو گی تھی سلطان نے بہت اُس سوار کی تسخیر پر  
 مصروف کر کے ایک ہفتہ میں اُسے فتح کیا اور بہت راجپوتوں کو تیج اسلام سے قتل اور دیر سکیر کر کے  
 تھا۔ یہ کو عمارت کیا اور اس کے اندر اُس میں لکڑیوں کا اسرار کر کے آگ دی جب آگ دیوار اور چوہ  
 اور کا پتھر میں امداد تھی ہوئی اُس پر پانی سرد چھڑکا گیا وہ عمارت جلیں کر سالہاں سے دور امن تیار  
 ہوئی تھی طرہ العین میں ماسق پاش ہو کر گر بڑی اور تون کو قلعہ ان کے حوالہ کیا تو ترار دے  
 گوشت فروشی کے مارٹ ساوین اور بڑے بڑے رت جو سنگستانوں نے سنگ مرمر سے  
 لحدوں کو مسدود کر رکھے اُن کا جوہر تاکہ راجپوتوں کو دیا تو اسے معذوروں کو کھلنے میں  
 اور اس محل کے اندر جو سلطانین گمراہ کو مادی و طول مدت محاصرہ یہ ہو تھا شکرا اسی حال پایہ حیدر کی  
 طرف توجہ فرمائی اور اس ماحیمہ میں ہو چکر وہ قلعہ جو کہ حیدر کے داس میں واقع تھا اُسے محکم لیکر  
 بہت راجپوت قتل کیے اور حیدر کے محاصرہ کی تکذیب تھا اس عرصہ میں یہ جہر ہو چکی کہ رانا کو خفا  
 قلعہ میں بیٹھن ہو آج قلعہ سے آمد ہو کر کوہ مایہ کی طرف کس وراج میں جو حاکم قلعہ ہوا جو سلطان نے  
 اُس کا بیٹھا کیا اور جمع کے حیدر بن عداہد اکبر کے ہر ایک طرف اسے کو سہا کے اتفاق میں بھیجے  
 محکم اتفاق ایک جمع سے محکم شدید واقع ہوئی اور رانا کو ذکر شکست کھا کر قلعہ حیدر میں آیا سلطان  
 نے اُس قلعہ کے محاصرہ کے واسطے ایک فوج نامہ ورمائی اور جو ولایت کی سرحد پر معمر ہوا اور بہرہ  
 نامہ ولایت کی نجات و تاراج کے واسطے اوجھتا تھا اور اعظم ہایوں کو ناکر یہ حکم دیا کہ تم ولایت  
 حیدر میں کہ مسدود کر کے اطراف میں واقع ہو چکر مصروف ہو جب خان حمان اعظم ہایوں مسدود میں  
 ہو چکر اصل الموت میں قتل ہو کر مر گیا اور سلطان محمود طلی یہ سارہ سکریات محمود اور سلطان ہو کر دیوار ولایت  
 صراط میں اپنا چہرہ نمودار کیا اور مسدود میں ہو چکر جس اپنے ماب کی بھیجی اور تلخ خان کو کہ کہ حیدر اور  
 لشکر تھا اُس لشکر پر جو اعظم ہایوں کے ہمراہ تھا سردار کر کے اعظم ہایوں خطاب دیا بھرا پنے اردو  
 کی طرف مراجعت فرمائی جب موسم برسات ہو چکا سلطان نے ارا دہ کیا کہ کوئی اور چاٹیکارا میں کاہو  
 اُس مقام میں اقامت کر کے بعد موسم برسات حیدر کے محاصرہ میں مشغول ہو دے اور اسے  
 کو کھا شت جمعہ آدھی النجمہ مشہد آٹھ سو چھیالیس بجی میں دس ہزار سوار اور چھ ہزار پیادہ لے کر  
 شون لایا سلطان نے اس طور ہوشیاری اور احتیاط سے اپنے لشکر کی محاطت کی کہ ریلے کو سہا سے کچھ  
 نہ بڑا اور راجپوت بہت دیر سے گئے دوسری شب کو سلطان محمود نے مع لشکر آراستہ کو کھا کے  
 دائرہ لشکر شون ہارا کو سہا راجم کا کر حیدر کی صفت بھاگا اور راجپوت بہت مشغول ہوئے اور  
 صلیبت داف محمودیوں کے ہاتھ آئی اور سلطان محمود نے ہر اسم شکر آئی پیش ہو چکا کہ حیدر کی دوسری  
 سال پر جو الہ کی اور رانا اور عالمنا ستادی آباد کی طرف معاودت فرمائی آخر دی النجمہ سال مذکور میں حیدر  
 اور مسارہ بہت مسطری کی مسجد جامع ہونگ شاہی کے تحریب معاوڈالی اور مشہد آٹھ سو سیتالیس بجی  
 میں انجلی سلطان محمود بن سلطان ابراہیم شرقی والی جون پور فتح ہوا حاصر آیا اور عوامات پیش کر کے

اندیشہ میں ہوا کہ کیا تدبیر اور تقریب کروں جو یہاں سے معاودت کر کے مالوہ میں سلامت پہنچان ناکاہ  
محمد شاہ نے کہ قلت عقل اور عدم شجاعت میں موصوف تھا بقیاب اور مضطرب ہو کر ایک جماعت صلحا  
اور علما کو صلح کے واسطے بھیجا سلطان محمود غلجی فوراً بحسب ظاہر ان پر بار احسان رکھ کر مالوہ کی سمت  
متوجہ ہوا اور اشنا سے راہ میں یہ خبر پہنچی کہ بحسب اتفاق اسی شب کو ایک جماعت اوہاش نے  
شادی آباد مندو میں غبار فتنہ و فساد برپا کیا تھا لیکن اعظم ہالیوں کی حسن سعی سے ساکن ہوا اور بعض  
تواریخ میں مولف کی نظر سے گذر کہ سلطان محمود غلجی کو خبروں نے خبر پہنچائی کہ سلطان احمد شاہ بگراتی  
عزیمت تسمیر مالوہ رکھتا ہے اس سبب سے سلطان نے مراجعت کی اور یہ روایت صحیح ہے کہ قریب معلوم  
ہوتی ہے القصہ سلطان محمود ابتدا سے مشککہ آٹھ سو پینتالیس ہجری میں شادی آباد مندو میں پہنچا  
اور تحقیق کو اپنے انعام و اکرام سے بہرہ مند کیا اور اسی سال سلطان نے ظفر آباد غلجی کے اطراف  
میں ایک باغ کی بنیاد ڈال کر اس میں گنبد عالی و چند مقام میں قصر رفیع تعمیر فرمائے اور عرصہ  
قابل میں اپنے لشکر کا بھی ساز و سامان درست کر کے آٹھ سو چھیالیس ہجری میں راجپوتوں  
کی گوشمالی کے واسطے کوچ کر کے جتپور کی طرف متوجہ ہوا اس وقت میں خبر پہنچی کہ نصیر ولد عبدالقادر  
حاکم کاپلی جس نے نہایت بے اعتدالی سے اپنا نصیر شاہ نام رکھا ہے باغی زندیق ہوا اور اکابر  
دایالی ولایت نے بھی اس مضمون کے مکتوب بھیجے کہ نصیر شاہ راہ راست شریعت سے قدم باہر کر  
طریق زندقہ اور ملاحہ کا مراحل پیا ہوا ہے اور ہم لوگ اس کے دست تعدی سے عاجز ہو کر فریاد ہی میں  
چنانچہ سلطان محمود یہ خبر سن کر نصیر شاہ کی گوشمالی اپنے ذمہ بہت پر واجب جان کر کاپلی کی طرف عازم  
ہوا اور نصیر شاہ نے بھی سلطان کی عزیمت سے خبردار ہو کر اپنے معلم کو مع تحف و ہدایا اور اقسام  
پیشکش سلطان کی خدمت میں عرض داشت کی کہ لوگوں نے میرے حق میں جو عرض کیا ہے وہ  
سراسر زیور صدق سے عاری اور باطل اور اس خیر سگال کی نسبت کذب اور افترا ہے کیا ہے  
حضرت کو مناسب ہے کہ اس امر کی تصدیق اور تصحیح کو آدمی صادق القول بھیج کر دریافت کریں اگر شہم بھی  
سچ ہو وے بندہ کو جس جزا اور سزا کے لائق جائیں ماخوذ فرمائیں لیکن چند روز سلطان محمود نے  
اس ایلمی معلم کو اپنے دربار میں نہ بلا یا کوچ بر کوچ جب سارنگپور کے نواح میں پہنچا اعظم ہالیوں  
اور اعیان دولت کی سفارش سے قلم عفو اس کے جرائم جراثیم پر کھینچا اور ایلمی کو اپنے دربار میں  
طلب کر کے اس کی پیشکش قبول کی اور فرمان مستمبر نصائح اور مواظبت بھیج کر سارنگ پور کے اطراف  
سے ولایت جتپور کے طرف متوجہ ہوا اور حبیب آب بھیج سے عبور کیا ہر روز افواج ولایت جتپور کے اطراف  
میں بھیج کر تاراج اور ویران کرتا تھا اور جو کوئی دستیاب ہوتا تھا اسے مجبوس فرماتا تھا اور تنجا نون کو  
سما کر کے بنائے مساجد ڈالتا تھا اور ہر منزل میں تین چار دن توقف کرتا تھا اور جب کو سلمیر کے  
حوالی میں کہ اس دیار کے قلعوں سے نامی اور بہت سنگین اور وسیع ہو تزلزل کیا اس قلعہ میں دیبا  
نام وکیل راے کو نبھا کا قلعہ بند ہو کر حرب پر آمادہ ہوا اور اس قلعہ کے محاذی میں ایک تھانہ بنا کر

فرمانی پھر حاکم سے یہ خبر لے کر ڈوگر میں لے مع اسے قلعہ گوالیار آں کر کے شہر کو محاصرہ کیا ہو  
 سلطان محمود ما و حواس کے کہ جدیدی کی تروہ جنگ اور طول محاصرہ کے سبب سے پریشان ہوا تھا  
 لیکن کلچر متواتر گوالیار کی سمت عام پورا دروہان ہوئے ہی ہاتھ بہت و تاراج میں درار کیا اور  
 راجپوتوں کی ایک طاقت رکھتی تھی بھاگ کر سورا حمائے قلعہ میں در آئی اور ڈوگر میں بھی یہ عمر سکھ شہر سے  
 پر غاصت ہو کر گوالیار کی جانب بھاگ گیا اور جو سلطان محمود کی عرص سے شہر کے محتلاص سے  
 تھی گوالیار کی تعمیر میں مشغول ہوا شادی آنا و مدد کی طرف توجہ دوائی اور سلطانہ آٹھ سو تینتالیس  
 ہجری میں روضہ سلطان پر دستک اور مسجد جامع حور و دارہ رامو کے قریب واقع ہوا اور دو سو تھائیں  
 اسے طور رکھتی ہو کمال اہتمام سے تھوڑے عرصہ میں پوری کی اور سلطانہ آٹھ سو چالیس ہجری میں  
 امرائے بیوات اور اکابر و مشاہیر دہلی کی عرضیاں متواتر ہو چئیں کہ سلطان محمد سارک شاہ از حلیہ  
 سلطنت کا انتظام جیسا کہ چاہتے ہیں کر سکتا ہوا در حال ملن اور عاملوں نے ہاتھ آستین حور  
 دست سے درار کیے ہیں اور امن و امان ماتی ہیں رہا اور حور جیانا قصاؤ قدرے خلعت سلطنت  
 کا اس سلطنت بنا کے قامت مارین کے واسطے سیار ہوا ہے اس ملک کے تمام  
 ماشدے چاہتے ہیں کہ آپ کا حلقہ معیت رعدا و رحمت اسی گردن اطاعت اور فرما سرداری  
 میں ڈالیں لہذا سلطان محمود ظلی آحورہ مدگو میں مع لشکر آنا سے تعمیر دہلی کے واسطے متوجہ ہوا اور  
 قصہ ہندون کے نواحی میں یوسف ہندوئی خدمت میں ہو یا حاکم سلطان میں موضع سے کوچ  
 کر کے آئے اور سلطان محمد شاہ نے اگرچہ مقابلہ کے واسطے استقبال کیا تھا لیکن جب دونوں لشکر  
 قریب ہوئے ماحود و کثرت سپاہ سلطان محمود ظلی کی جنگ سے ایسا ہراسان ہوا کہ قریب تختہ دہلی  
 کو چھوڑ کر پنجاب میں حاکم دوم یوے پھر امر کی ترم اور کچھ اپنی بہت کی حیرت سے یہ بات کہی کہ چنے  
 سوار ہونے کی کچھ ضرورت نہیں ہو تم اوج آراستہ کر کے شہزادہ کے ہمراہ حاکم سرگرم دعا ہوا  
 حکم کے موافق جنگ کے واسطے رآمد ہوئے اور ملک سلول بودی اس وقت میں سلطان محمود شاہ  
 کے ظاہر میں قتل اور ترمادار دن کی معیت اپنے پاس حب رکھنا تھا پیشتر رواہ ہوا سلطان محمود ظلی  
 نے جب سنا کہ مادشاہ دہلی خود بین آیا اس واسطے اس نے بھی چند ہر سوار حرار اور چیدہ اپنے  
 پاس میاں کھکر تمام لشکر اپنے سینوں سلطان غیاث الدین اور قدیر خان کے ہمراہ بھیجا میاں پچ  
 مہاراجن سردار ماسے حاکمیں لے رآمد ہو کر پھر سے حور آفتاب تک داد حور فرمادی اور  
 مردانگی دی اور آخر کو طبعین سے تقارہ مار گشت کا کچھ سپاہ لے اپنے اپنے دائرہ و لشکر کا  
 میں قرار کیا اتفاقاً ابھی شب کو سلطان محمود نے خواب میں دیکھا کہ جدیدی کے ادشاں اور ایک  
 نے قلعہ شادی آنا و مدد پر حورج کر کے چہر شاہ پوشک کی سرقر سے اٹھا کر ایک محل میں لایا  
 کے قریب پر ملد کیا ہوا و جب صبح ہوئی اثر تروادو اسے مرگی کا اس کی طبیعت پر ظاہر ہوا اور اس

کو خبر پہونچائی کہ شہزادہ عمر خان مع فوج پس کوہ کین گاہ میں پوشیدہ ہوا ہی سلطان محمود خلجی مع فوج آراستہ شہزادہ عمر خان کی سمت روانہ ہوا اس وقت شہزادہ نے اپنے ہمراہیوں سے یہ بات کہی کہ نوکر کو بھاگنے میں کسر نشان اور ناموس ہو بلکہ مقرر ہونے سے قتل ہونا بہتر ہو اور ساتھ اس جماعت کے کہ جس کے کہنے پر عمل کیا تھا سلطان محمود خلجی کی فوج پر تاخت لا کر دستگیر ہوا اور سلطان کے حکم کے بموجب مارا گیا اور سر اس کا تاج سنان کر کے لشکر چندیری میں پھرایا اور سردار چندیری کے یہ سانحہ مشاہدہ کر کے متحیر و ہراسان ہوئے اور سب نے یہ پیغام بھیجا کہ آج کے دن معاف فرمائیے علی الصباح ہم خدمت میں حاضر ہو کر تجدید بیعت میں مشغول ہونگے سلطان نے ان کا عذر پذیر کیا اور قرار داد پر دونوں لشکر فروکش ہوئے اور جب رات نے پردہ ظلماتی سے جہان تیرہ و تار یک کیا اور لشکر چندیری اپنی ولایت کی طرف متوجہ ہوا اور ملک سلیمان بن ملک مشیر الملک غوری کو جو شہزادہ عمر خان کا نائب اور اقربا سے تھا سلطان شہاب الدین خطاب و دیگر تخت سلطنت پر بٹھایا سلطان محمود خلجی نے فوج اس کے دماغ کے واسطے مقرر فرمائی اور خود احمد شاہ گجراتی کی جنگ کے واسطے عازم ہوا اور ابھی طرفین کا سامنا نہ ہوا تھا کہ احمد شاہ گجراتی کے بعضے صلحکار لشکر نے حضرت خاتم الانبیا صلوٰۃ اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں بلائے آسمانی نازل ہوئی سلطان احمد سے کہو کہ اس ملک سے سلامت نکل جاوے جب یہ خطاب شاہ احمد شاہ گجراتی کو پہونچا اُس نے چند ان التفات نہ کیا اور اسی دو تین روز کے عرصہ میں احمد شاہ گجراتی کے لشکر میں اس شدت سے وبا ظاہر ہوئی کہ اہل لشکر کو قبر کھودنے اور مردوں کے دفن و کفن سے فرصت نہ تھی شاہ احمد شاہ ناچار ہو کر آشتہ کے راستہ سے گجرات کی طرف متوجہ ہوا اور شاہزادہ مسعود خان سے وعدہ کیا کہ سال آئندہ میں یہ ملک لیکر تیرے تفویض کیا جاوے گا الغرض سلطان محمود خلجی قلعہ شادی آباد مند و کی طرف گیا اور سترہ روز میں سامان لشکر درست کر کے تائرہ فساد چندیری کے ساکن کرنے کو روانہ ہوا اور ملک سلیمان الخطاب بہ سلطان شہاب الدین باتفاق امر قلعہ سے برآمد ہو کر خوب لڑا جو طاقت برابری کی نہ رکھتا تھا بھاگ کر قلعہ میں دم لیا اور اسی دو تین دن کے عرصہ میں مرگ مفاجات سے مر گیا امرائے چندیری دوسرے شخص کا نام سلطان شہاب الدین رکھار د و بارہ سامان جنگ درست کر کے اور قلعہ سے برآمد ہو کر لڑے اور بعد جنگ بھاگ کر پھر قلعہ میں پناہ لی اور جب مدت محاصرہ نے آٹھ مہینے کا طول کھینچا سلطان محمود خلجی ایک رات کو فرصت پا کر خود دیوار قلعہ پر چڑھ گیا اور اُس کے بعد اور بھی دلاوران جان نثار قلعہ میں در آئے اور قلعہ فتح ہوا اور جماعت کثیر علف تیغ خون آشام ہوئی اور ایک گروہ بھاگ کر اوس قلعہ میں جو پہاڑ پر واقع ہے قلعہ بند ہوا اور چند روز کی بعد امان چاہی سلطان محمود خلجی نے اس شرط پر امان دی کہ سب مع زن و فرزند مال و اسباب ہمارے اُردو کے درمیان سے چلے جاؤ تو عالم پر ہماری راستی سخن اور درستی عہد ظاہر ہووے اُنھوں نے اُس کے فرمانے پر عمل کر کے سلامت باہر چلے گئے اور سلطان محمود خلجی نے اُس حدود کا سرانجام اور انتظام بوجہ احسن کر کے مراجعت فرمائی۔

جلد دوم  
زمانہ گجرات  
سلطان محمود  
لیکن کبھی  
راجپوتوں  
انھارے کے  
برخواست  
نہی گویا  
ہجری میں  
اسی طرح  
ارائے  
سلطنت  
دستم  
کائنات  
باشند  
میں ڈال  
تصہ ہن  
کر کے  
قرب  
کو چھوڑ کر  
سوار ہو  
حکے کو  
کے ملازم  
سے جب  
پاس ہوا  
سار زمان  
مردانگی  
میں قرار  
نے قلعہ  
کے فرق

متوجہ ہوا اور وہاں کا حاکم اس سے کامل پٹ سلطان محمود علی نے رخصت کر دیا یہ قرار پایا کہ ملک  
 معیت الحاکم باعظم ہائیوں کو دوحہ باع سلطنت و دولت ہے نفع شادی آنا و مسد کے ضبط و  
 و لفظ میں مشغول ہووے اور سلطان محمود علی قلعہ سے رآمد ہو کر اسی ولایت میں استقامت کر کے  
 ملک کی حفاظت کرے پھر وہ اس رائے کے موافق سارنگ پور کی طرف روانہ ہوا اور تاج خان  
 اور منصور خان کو قتل ایسے راہی کیا اور چکر سلطان احمد شاہ گجراتی نے ملک حامی علی کو بجا نفلت داد  
 کے واسطے گھاٹون پر چھوڑا تھا تاج خان اور منصور خان سلطان محمود علی سے پیشتر وطن پہنچا چکے  
 میں مصروف ہوئے اور ملک حامی بھاگ کر شاہ احمد کے پاس پناہ لے گیا اور سلطان احمد کو خبر کی کہ  
 سلطان محمود علی قلعہ سے رآمد ہو کر سارنگ پور کی طرف متوجہ ہو چکا ہے سلطان احمد شاہ گجراتی نے قاصد  
 سارنگ پور کی طرف بھیجا کہ شاہراہ محمد خان سلطان محمود علی کے پہنچنے سے پیشتر اسے تین دن  
 آجین سے پہنچا دے شاہراہ محمد خان نے بعد پہنچے قاصد کے ہدایت پر شاہراہ سے سارنگ پور  
 سے کوچ کیا حوشاہ احمد گجراتی آجین میں آیا تھا اس مقام میں اس کی خدمت میں پہنچا اور ملک بھاق  
 بن قلعہ الملک حاکم دار سارنگ پور نے عرضی سلطان محمود علی کے حضور بھیجا آپے حرم  
 سے طلب استعاضہ کی اور یہ خبر یہ کیا کہ محمد خان حضرت کی خدمت قدم سکر سارنگ پور کو پہنچ کر آجین  
 کی طرف متوجہ ہوا لیکن شاہراہ محمد خان نے قصد تسخیر سارنگ پور ایک سوچ اپنی روانگی سے  
 پیشتر بھیجی اور جو دھمی بھیجے سے پہنچے والا ہے سلطان محمود علی سے اطمینان پھر مسرور اور  
 مخلوط ہوا اور ملک اسحاق کے سمیعہ قصص مرات پر قلم جو کچھ سلطان احمد تاج خان کو اپنے پیشتر اس  
 کی اسالت کے واسطے سارنگ پور بھیجا اور ملک اسحاق نے مردم متبرایہ ہر امے کر سلطان  
 محمود علی کا استقبال کیا اور سلطان محمود علی نے بعد دریافت حسن خدمت ملک اسحاق کو دولت خان  
 خطاب کے کرم اور قریاس اور قرائن و رد وری اور دس ہزار تنگہ نقد مرحمت فرمائے اور شاہراہ  
 مقرری اس کا اصابہ کیا اور گروہ سرداران سکھ شہر کو جہد اس اسب اور پاس ہزار تنگہ انعام  
 دیئے تو آپس میں تقسیم کر کے راجہ سارنگ پور میں رول اعلان کیا محمد جس قلعے کا شاہراہ  
 عمر خان قلعہ بھیلہ میں آگ لگا کر سارنگ پور کی سرحد پر پہنچا اور سلطان احمد شاہ گجراتی سے میں چکر  
 سوار اور تین سو ریکہ میل آجین سے رآمد ہو کر سارنگ پور کی طرف متوجہ ہوا ہے سلطان محمود علی  
 محمد خان کا دوع مقدمہ حال کو آخر شک کو عارم ہوا اور حب و درمیان و دونوں لشکر کے چوکس کا فاصلہ  
 ر ایک ساعت کا طور قزاقوں نے بھیجا تو عمر خان کی سپاہ کا امداد اور اس کا عہدہ دریافت کر کے اور  
 نظام الملک اور ملک احمد سلاحدار اور ایک ساعت کو بھیجا تو مقام جنگ کو ملاحظہ کر کے اور علی اصباح  
 دوح کے چار برن آراستہ کر کے شہزادہ عمر خان کے تدارک کے واسطے روانہ ہوا وہ بھی سلطان  
 محمود علی کی مصعدت سے عذر دار ہو کر مقابلہ کے واسطے جلا اور جوا آراستہ کر کے مقابل ہوا اور  
 مع ایک ساعت پہاڑ کی پشت کو گین جگہ قرار دیکر منتظر بیٹھا اتفاقاً ایک شخص نے سلطان محمود علی

کی طرف روانہ ہوا اور چند مہم معتبر قوام خان کے پاس بھیجا کہ اسے راہ راست کی ہدایت اور ولایت کی لیکن فائدہ نہ بخشا اور آخر کو جب کام اس پر تنگ ہوا بھیلہ سے نکل کر بھاگا اور اعظم ہایوں نے وہاں چند روز استقامت کی اور اس طرف کے مہمات سے مطمئن ہو کر دارالملک شادی آباد مندو کی طرف متوجہ ہوا اس درمیان میں مخبر یہ خبر لائے کہ سلطان احمد شاہ گجراتی مالوہ کی طرف تسخیر کے واسطے آتا ہے اور شاہزادہ مسعود خان کو کہ سلطان محمود سے امان پاکر گجرات کی طرف گیا تھا مع فوج دریاموج اور بیس زنجیر فیل کوہ تیشیل تعین کیا یہ سنتے ہی اعظم ہایوں بسرعت تمام روانہ ہوا چھ کوس لشکر سلطان احمد شاہ سے گذر کر اپنے ٹیٹن تارا پور کے دروازہ سے قلعہ مندو میں پہنچا یا اور سلطان گجرات نے آتے ہی قلعہ مندو کا محاصرہ کیا محمود شاہ اپنے باپ کی تشریف آوری سے نہایت مخطوظ اور شاد ہوا اور لوازم لشکر بجالایا اور ہر روز ایک جماعت قلعہ مندو سے برآمد کر کے تنور جنگ کو گرم رکھتا تھا اور کمال تہور اور مردانگی سے چاہتا تھا کہ قلعہ سے نکل کر جنگ صفت کرے لیکن امرائے ہوشنگ شاہی کا خاں نفاق اس کا دامن گیر ہوتا تھا اور اسی طرح اور خطرون نے اس کے دل میں قرار پکڑا یہاں تک کہ اپنے عزیزوں اور رفیقوں کو اپنا دشمن جانتا تھا لیکن ہاتھ بڈل اور عطاء آستین جو دوسخا سے برآوردہ کر کے تمام آدمیوں کو جو کو چھ تنگ محاصرہ میں مبتلا تھے آسودہ رکھتا تھا اور انبار خانہ سلطانی سے فقرا و مساکین کو غلہ دیتا تھا اور لنگر خانہ غریب و فقیر کے واسطے آراستہ کر کے کھانا بچھتا اور خام پہنچاتا تھا اس وجہ سے تمام آدمی اس کے دوست ہوئے اور قلعہ میں اس کی سخاوت کی برکت سے غلہ وغیرہ اردوے سلطان احمد شاہ گجراتی کے بہ نسبت بہت کثرت سے تھا اور بعضے امرائے سید احمد اور صفوی خان ولد عباد الملک اور ملک شرف الملک محمود بن احمد سلاحدار اور ملک قاسم اور ملک قیام الملک کو جو بسبب بد بختی سلطان احمد کے نسبت طریقہ نفاق کا جاری رکھتے تھے انھیں عطاے زر و خیر اور جاگیروں کا وعدہ کر کے اپنی خدمت میں طلب کیا اس سبب سے فی الجملہ کچھ شکستگی نے سلطان گجرات کے امور میں راہ پائی اور اس جماعت کی صلاح سے جو اردوے سلطان گجرات سے آئے تھے بشیون کا ارادہ کیا اتفاقاً نصیر خان جو سلطان ہوشنگ کے دواب کا داروغہ تھا اس داعیہ اور ارادہ پر واقف ہوا اور سلطان احمد کو خبر کی اس واسطے جب افواج سلطان محمود خان خلجی قلعہ سے اُتری تو اردو کے آدمیوں کو حاضر پایا اور راستے بند دیکھے باوجود اس کے بزور بازو مقابل آنکر جنگ میں مشغول ہوا صبح صادق صادق تک طرفین سے بازار لڑائی کا گرم رہا اور خلقت کثیر مقتول اور مجروح ہوئی صبح کے وقت محمود شاہ خلجی قلعہ میں داخل ہوا اور بعد چند روز مخبر یہ خبر لائے کہ شاہزادہ عمر خان جو مندو سے گجرات گیا تھا وہاں سے ولایت رانا میں جا کر انتظار وقت فرصت کھینچتا تھا اور اس وقت خلل مالوہ کا سنکر چند یری میں آیا ہے اور چند یری کے باشندگان اور اس حد و دیو کی سپاہ نے ملک الامرا حاجی کالو سے بے وفائی کر کے عمر خان کو وہاں کا حاکم بنایا ہے اس سبب سے شاہزادہ محمد خان ولد احمد خان گجراتی مع پانچ ہزار سوار اور بیس زنجیر فیل سارنگ پور کی طرف

متوجہ ہوا اور  
مغیث الحجاب  
دربارین شہزاد  
ملک کی محاسن  
اور منصور خان  
کے واسطے  
میں مصروف  
سلطان محمود  
سارنگ  
اجن سے  
سے کورج  
بن قطب  
سے طلب  
کی طرف  
پیشتر بھیج  
مخطوظ  
کی استمال  
محمود خلجی  
خطاب د  
مقرری  
اپنے تو  
عمر خان  
سوار اور  
عمر خان کا  
رہا ایک  
نظام الملک  
فوج کے  
محمود خلجی  
مع ایک

کے توفیق پہلے اس کے کان گوہر ہندو دھڑ سے مگر سار کے حب کچھ نصیحت اُس کو کارگر ہوئی اس وقت  
 تاج خان کو اُس کے دوح کے لیے نامزد کیا اور وہ ایک مدت تک قلعہ اسلام آباد کے سپہ قیصر رہا  
 جب وہ قلعہ سرحد آکر حائل نے سلطان محمود سے مدد پر یہ عرضی الناس ملک کی مقارن اس حال کے  
 محزون نے یہ ہر پہنچائی کہ ملک جہاؤ نے ہوشنگ آباد میں اور نصرت حائل نے چندیری میں نشان  
 مخالفت اور علم مناوت بلند کیا پھر ملک معیت الخاطب نے علم ہایوں نے خان حائل کو اُس گرد و ماحی  
 اور مام علی کے انتظام کے واسطے نصرت قرار پایا وہ حب دو کوں پر اسلام آباد کے قریب فروکش ہوا  
 تلح حائل اور دوسرے سرداروں نے اس سے ملاقات کی اور بعد ملاقات کے حقیقت حال مشروعا عرض  
 کی پھر دوسرے روڈ کو چلے گئے قلعہ اسلام آباد کی اطراف کو گھامرو کیا اور سوچے تقسیم کیے اور اُس کے  
 دوسرے دن ایک جماعت مسلما و مشلح کو احمد حائل کے پاس بھجا کر اس سر نوکان اُس کے در نصراع اور  
 جواہر دھڑا خطے ملو کر کے قلعہ عید اور بیان کو تختہ یکدیں علما اور شلح نے ہر چند آیات قرعید و حبیب  
 پڑھیں لیکن دل اُس کا کوشل بجز کے سخت تھارم ہوا اور نصراع کے حواب میں کلام تھیں کہ اگر مسمان  
 مشفق کو نصرت کیا اور جو قلعہ سے راند چلا اور وام تھان مذکور سے بھی کر اماب مای سے تھا جماعت کر کے  
 کچھ اسباب اور آلات حرب اپنے مورچہ سے تہراؤۃ احمد حائل کے واسطے بھیج کر مسا و احلاس کو حیدر و  
 بیان سے مصوبہ کیا اور محاصرے طول پکڑا یہاں تک کہ ایک دن ایک گونے نے قلعہ ہایوں کی مساوش  
 با اور مقدمہ کے سبب احمد حائل کو رہ شراب میں دے کر ہلاک کیا اور جو قلعہ سے بھاگ کر علم ہایوں  
 کی اردو میں پہنچا اور اُنسی دن قلعہ فتح ہوا پھر علم ہایوں نے اس مقام سے ہوشنگ آباد کی طرف کوچ  
 کیا اور راستہ میں تمام حائل اپنے گناہ کا خیال کر کے اعظم ہایوں کی اردو سے معذور ہو کر حلیسی گت  
 گیا اور اعظم ہایوں ملک جہاؤ کی مدافعت مقدم جاکر ہوشنگ آباد کی طرف متوجہ ہوا اور ملک جہاؤ طاقت  
 متاثرہ کی ذلایا اور تمام اسباب اور اشیاء اپنے چوڑ کر کوہ پائے گنڈ واڑو کی جانب راہی ہوا اور  
 گنڈ واڑو ہایوں نے حب جہاؤ کو وہ اپنے ولی نعمت سے روگرداں اور محو ہو کر آپ بچہ عزم حام کیا  
 اور سدر راہ ہو کر اس کا مال و اسباب لوٹ لیا اور اُس پر بھی اسے ردہ یہ چھوڑا شمشیر چوں آشام  
 سے اس کا کام تمام کیا اعظم ہایوں یہ ضرورت احمد سکر حمایت مخطوط اور مسرور ہوا اور قلعہ ہوشنگ آباد  
 میں در آبا اور سد و سست اُس ماجیہ کا بھی تمام کیا اور پانچ ایک معتد و بان چھوڑ کر نصرت حائل کی  
 گوشائی کے واسطے چندیری کی طرف عازم ہوا اور حب چندیری کی دو منزل آدھ پہنچا نصرت حائل  
 آپ کو فاعر سمجھ کر استعفاء کو آیا اور ارہا جو شاعدا ورجا پلوسی جا کر اپنے اعمال نا پسندیدہ کو  
 جس پوش کرے اعظم ہایوں نے مساوات اور اکا را و شرعائے شکر کو طلب کر کے بھجوا کر اور ہر  
 شخص سے احوال نصرت حائل کا استفسار فرمایا ہر ایک نے یہ گواہی دی کہ نصرت حائل کے دماغ  
 میں نزاع عجب وجود ہے نصیر رکھا تھا اس سبب سے آثار غنی لفظ اور طبعان اس سے ظاہر ہے  
 پھر اعظم ہایوں نے حکومت چندیری کی نصرت حائل سے لے کر ملک الامرا حاجی کالہ کو بھی لے کر جو وہ

تاج مرصع زیب فرق کر کے سر بہت کا آستان سلطنت پر چھکا کر بار مقصود کو دوش سعادت پر رکھا اور سن اوس کا اس وقت میں چونتیس سال کا تھا کہ کل بلاد مالوہ میں خطبہ اور سکھ اُس کے نام ہوا اور جمیع امرا کو باقسام عنایت والوں نوازش مسرور کر کے ہر ایک کا مشاہرہ اور وظیفہ اور مرتبہ افزون کیا اور ان میں سے ایک جماعت کو انتخاب کر کے خطاب دیے ازان جملہ مشیر الملک کو نظام الملک خطاب دیکر منصب وزارت اُس کے دست اقتدار میں سپرد کیا اور ملک بر خوردار کو تاج حسان لقب دیکر عمدہ بخشی گری ممالک اُس کے تفویض فرمایا اور خانبان کو امیر الامرا کر کے خلاصہ مالوہ اُس کے سپرد کر کے خطاب اعظم ہایون ارزانی رکھا اور حیر اور ترکش سفید کہ شان سلاطین تھی عطا فرمائے اور حکم دیا کہ نقیب اور چوہدار اعظم ہایون کے عصا طلانی اور نقری ہاتھ میں لیوین جس وقت سوار ہوئے بسم اللہ الرحمن الرحیم کہ اُس زمانہ میں قاعدہ خاصہ سلاطین تھا زبان پر جاری کریں جب سلطنت نے اُس پر قرار پایا بہت عالمون اور فاضلون کی پرورش اور پرداخت پر مصروف فرمائی جس مقام میں کسی اہل کمال کو سنتا تھا روپیہ بیکرا سے طلب کرتا تھا اور اپنی ولایت میں مدرسہ جاری کر کے بتقرزی وظائف علما اور فضلا اور طلباء کو فائدہ رسانی عوام میں مشغول کرتا تھا خلاصہ یہ کہ بلاد مالوہ میں جمیع الوجوہ اس کے ایام دولت میں منحصر و شیراز اور سمرقند ہوا الغرض جب امول سلطنت نے انتظام اور دہات مملکت نے الیتام قبول کیا ملک قطب الدین ہمنانی اور ملک نصیر الدین دبیر جہانی اور ایک جماعت اور امراے ہوشنگ شاہی نے از روے حسد باتفاق ملک یوسف توام الملک کے ارادہ غدیر کا کیا اور اس نے ایک شب کو سیڑھیان بام مسجد پر کہ متصل دولت خانہ محمود شاہ تھی لگا کر چڑھے اور وہاں سے صحن قصر میں اتر کر اس فکر میں تھے کہ اب کیا کریں اس عرصہ میں محمود شاہ بنفس نفیس بلا حیلہ اس کیفیت کے بہ کمال شجاعت ترکش کو پر باندھ کر دولت خانہ سے برآمد ہوا اور تیر خانہ کمان میں جوڑ کر کتوں کو ہدف تیر کر کے مجروح کیا اس درمیان میں مشیر الملک الخطاب بہ نظام الملک اور ملک محمد خضر اس حال سے واقف ہوئے اور سپاہیان جو کی خانہ کو مسلح کر کے آہونچے وہ جماعت غدار جس راہ سے کہ آئی تھی مفروہ ہوئی لیکن ان میں سے ایک شخص کہ زخم تیر سے مجروح تھا وہ بھاگ نہ سکا اُسے گرفتار کیا اُس نے ہنگام استفسار نام ان لوگوں کے جو اس غدر میں شریک اور داخل تھے فرداً فرداً لکھوا دئے اور سلطان نے سبھو نکو علی الصباح سزایا بکلیا اور سلطان زادہ احمد خان بن سلطان ہوشنگ اور ملک یوسف توام الملک اور ملک نصیر الدین دبیر اگرچہ اس غدر میں دخل تمام رکھتے تھے لیکن اعظم ہایون نے ان کی تقصیرات کی معافی چاہی اور شہزادہ کو کہ اسی عرصہ میں برہان پور سے آیا تھا قلعہ اسلام آباد دیا اور ملک یوسف توام الملک کو توام خانی خطاب دے کر بھیلہ جاگیر دی اور ملک جہاؤ کو ہوشنگ آباد کی جاگیر اور ملک نصیر الدین کو خطاب نصرت خانی اور جاگیر حید پری عنایت کی اور ان کے لیے جاگیر کی رخصت ملی شاہزادہ احمد خان حب اسلام آباد میں پہونچا غبار فتنہ و فساد برپا کیا اور روز بروز جمعیت اور قوت اس کی زیادہ ہوئی اور نائرہ فساد نے عروج پکڑا اعظم ہایون نے سلطان محمود کے ارشاد

جلد دوم  
کے کرائے  
تاج خان  
حب روئے  
تاج خان  
کی بھر دو  
دوسرے  
جو اہل  
پڑھین  
مشفق  
بکچہ  
پیان  
یا اور  
کی اردو  
کیا اور  
گیا اور  
مقابلہ  
کندہ  
اور سرد  
سے اس کا  
میں در  
گوشتالی  
آپ کو  
خس پوش  
شخص سے  
میں زرا  
بکچہ



تھارے ہمراہ دو لکھارہ میں آوے گا اس وقت تھیں اور مسطور پر اس کے احکام من کار بہد ہوا امرایہ شیخا کے کہنے کے سبب محمود دھال کے ماس لگے اور اسے آدمی اپنے گوشوں میں پوشیدہ کر رکھے تھے حصار سے اسے پوچھا کہ سلطان پوشیا رہا یا مست پڑا یا جی دھت لوگ مجھ سے برآمد ہو کر امرایہ نجات لگے اور سب کو تھید کر گئے مہکوں کے سپرد کیا جو یہ حریرت اشرافی امرائے مہی رگ حمیت اور غیرت حشمت میں آئی سپاہ ہراپی اپنے مع کیے اور ختم سلطانی کو مستعد کر کے چتر پوشک شاہ کی قسرتے اٹھا کر مسعود دھال کے فوق پر بلند کیا جو دھان یہ حرسرگھوڑے پر سوار ہو کر مع حوج دولت حارسہ کی طرف متوجہ ہوا تا شاہراہ مسعود کو دستیاب کر کے اپنے دل کی تمنا پوری کرے حب دولت حارسہ کے قریب پہنچا طوین دست بہ شمشیر ویرہ و تیر ہو کر جنگ میں مشغول ہوئے اور عروب آفتاب تک متحرک حلال تھاں گرم رباح حرسر دھالک اپا یہ شعلہ لپک لپکس پر وہ پوشیدہ ہوا تا شاہراہ دھال نے قلعہ کے دروازہ سے نکلا راہ قرار تابی اور مسعود دھان کے بیچ عالمہ کے پاس حور رحمان وقت سے تنہا پامالی اور باقی امرائے حاکم کر گوشہ رعایت میں دم لیا اور محمود دھال صبح تک مستعد اور مسلح ایستادہ رہا حب سعیدہ صبح کا تاریکی شب سے ظاہر ہوا محمود دھال کو خبر دے لے شہر پہنچائی کہ دولت حارسہ حالی ہی اور تمام جماعت حارسہ محفوظ ہیں پوشیدہ ہوئے محمود دھان دولت حارسہ میں آیا اور ایک مکتوب پیک تیسرے قمار کے ہاتھ اپنے اس کی طلب میں رواں کما مسموں اس کا یہ تھا کہ سلطنت آپ کا حق ہے حلد تشریف فرما کر تے سلطان پر عطا فرمائے یہ بھی میام ویا کر جو جہاں کو کھڑا جاساں کے چارہ بین پر اگر رحمت سلطنت و حور و شاہ سے حالی رہے جہان میں عالمہ راہ سے قسم قسم کے فساد متولد ہوویں کہ تدارک اسکا اشکال ہووے اور مملکت مالوہ لے ایک دست قبول کی چار و دھند دون اور تہ دون لے ابھی جواب غفلت سے سر نہیں اٹھا یا چورہ ہر طرف سے صاویر پا ہوا حال جہاں لے جواب بھیجا کہ تک کوئی شخص حالی مسلح اور کمال سخاوت اور سخاوت اور زادنی عقل سے موصوف ہو وہاں سلطنت اس کے رولع اور رولق سے احام بین پاتے الحمد للہ علی جہاں کہ جمیع صفات کہ جو سلاطین میں جابئے ہیں اس فرد دار محمد میں موجود ہیں لازم ہو کر ساعت سعید میں مساط سلطنت پر قدم رکھ کر سریر و رافاتی چلوں و راوے حب الخی نہ جواب لایا تمام امر اور درگاہ مالک اور کار شہر لے اس کا ہاتھ چوم کر مبارک ماو سلطنت دی بیج بزمیت یکے گرد و دیر بزمیت بجا ہے چہان را ما مدے تختہ را کے سلطان محمود شاہ عہدی کی مدت حکومت ایک سال اور صد ماہ تھی

### ذکر سلطان محمود خلجی کی سلطنت کا

مہی رہے کہ کتب تواریخ ہند حصہ ثانی تاریخ المعنی سے حور قوم قلم ریں رقم میرے استاد ملا احمد سوری سے جو جامع ہوا کہ حب اولاد حور یہ متاھل ہوئی ماہ سوال کی آئینہ سون تاریخ رور و دہشتہ ۸۲۵  
اٹھ سو تالیس ہجری میں سلطان محمود خلجی نے تخت سلطنت اور سریر طاعت مالوہ پر جلوس فرمایا اور

خان جہان کے ہمراہ گئے اور کسی کو اندیشہ اس جماعت کے مقابلہ کا دل میں نہ رہا ایک جماعت مردم  
 قدیم و دلخواہ نے انتقال سلطنت اور زوال دولت غوریہ سے متوہم ہو کر ایک حرم کے ذریعہ سے پیغام  
 بھیجا کہ محمود خان کے دماغ میں زان خاص نے بیضہ عجب و سخت کار کھا ہے اس فکر میں ہی کہ سلطان کو درمیان سے  
 اٹھا کر سر سلطنت پر بیٹھے اور سلطان محمد نے ساتھ ان آدمیوں کے اتفاق کر کے فرمایا کہ پیشتر اس سے کہ یہ  
 خیال فاسد اسکا وقوع میں آوے اسے درمیان سے اٹھایا جاوے اور جب یہ خبر محمود خان کو پہونچی کما کر محمد  
 علی کل حال کہ نقص عہد میری طرف سے نہوایہ لکھ کر اپنے کام کی فکر میں ہو یعنی ہر وقت سامان کی فکر میں ہوتا  
 تھا اور از روئے احتیاط اور ہوشیاری سلطان محمد کے پاس آمد و شد کرتا تھا اور جب سلطان محمد طبع ہوشیاری  
 کا محمود خان سے مشاہدہ کرتا تھا باعث زیادتی خوف و ہراس ہوتا تھا یہاں تک کہ ایک روز محمود خان کا  
 ہاتھ پکڑ کر حرم سرا میں لے گیا اور اپنی بی بی کو جو محمود خان کی ہمشیر ہوتی تھی بلا کر یہ بات کہی کہ محمود خان سے میں  
 کہتا ہوں کہ میرا گناہ بخش اور امید یہ ہے کہ مجھے مصرت جانی نہ پہونچا دے اور یہ سلطنت مجھے بے نزاع اور  
 مخالفت مبارک ہو محمود نے یہ سن کر جواب دیا کہ سلطان کی خاطر عاظر سے شاید عہد و پیمان فراموش ہو کر ایسے  
 کلام زبان پر لاتے ہیں اگر کسی منافق نے اپنی غرض فاسدہ کر لیم عرض اقدس میں پہونچایا ہوا غر کو وہ  
 تاوم اور پشیمان ہوگا اگر میری جانب سے سلطان کے دل میں کسی طور کا وغرہ ہو میں اس وقت تنہا ہوں اور  
 میرے پاس کوئی مانع اور مزاحمت پہونچانے والا نہیں ہے بلکہ اگر سر سرداری اینک دل چاہے  
 و سر سرداری اینک جان پہ سلطان محمد نے عذر کیا اور طرفین سے کلام ملایمیت اور چالوسی درمیان میں  
 آئے لیکن سلطان خفیف العقل کے دل پر جو دوا ہمہ غالب ہوا تھا ہر خط وہ امر کہ مشورنا اعتمادی ہو و سے اس  
 سے سرزد ہوتا تھا اس واسطے محمود خان حصول مطلب میں جدوجہد بہت کرنے لگا اور سلطان محمد کے ساتھی کو  
 زکیر دیکر موافق کیا اور اس نے شراب زہر آلودہ کر کے اسے پلائی وہ اسکے سبب سے ایسا مست اور بے ہوش  
 معلوم ہوتا تھا کہ صور اسمنہ خیل سے بھی خواب عدم میں نہ چونکیگا اور عالم سکر میں سلطان محمد مظلوم مسموم کی  
 زبان حال ساتھ اس مقال کے مترنم تھی قطعہ دمی چند گفتم برآرم بکام و درینا کہ گرفت راہ نفس و درینا  
 کہ برخوان الوان و ہرہ دمی چند غور دیم و گفتند بس بوجہ امر اس سے واقف ہوئے حواجہ نصر اللہ وزیر  
 اور شیر الملک اور لطیف زکریا اور بعض سرداروں نے اتفاق کر کے خبر فوت اس کی پوشیدہ رکھی شہزادہ  
 مسعود خان بن محمد شاہ کو جو تیرہ برس کا تھا حرم سے باہر لائے اور تخت سلطنت پر بٹھایا اور سب نے یہ تجویز  
 کی کہ جس حیلہ اور تدبیر سے ممکن ہو محمود خان کو درمیان سے دفع کریں پھر بایزید شیخا کو ملک محمود الخاطب  
 بہ محمود خان کے پاس بھیج کر یہ پیام دیا کہ سلطان محمد تھیں بسرعت طلب کر کے چاہتا ہے کہ رسالت کے  
 واسطے گجرات کی طرف بھیجے محمود خان سلطان محمد کے فوت سے آگاہ تھا جواب دیا کہ میں شغل دینی سے  
 دست کش ہو کر چاہتا ہوں کہ باقی عمر سلطان ہوشنگ کے ملازمت میں رہوں لائق ہے کہ امر امیر کے مکان  
 پر آدین اور آپس میں مشورہ کریں جو کچھ قرار پاوے جا کر معروض رکھیں ملک بایزید شیخا نے ان کو امر دیا کہ  
 خبر دی کہ محمود خان ابھی سلطان محمد کی فوت سے آگاہ نہیں ہر تم اتفاق اس کے مکان پر چلے وہ

نہاں سے ہر  
 کے کہنے  
 جبار سے  
 لے کر اس  
 جنبش پر  
 مسعود خان  
 ہوا شا  
 طرفین  
 گرم راج  
 بنگلہ راہ  
 نے جاگ  
 کا تاریکی  
 جانے  
 اپنے باب  
 پر جلوس  
 سے خالی  
 ملک  
 اٹھایا  
 کمال سخا  
 انجام نہیں  
 زمین لازم  
 ہو جواب  
 جاکر سب  
 تختی نہ  
 توی سے  
 اسٹو

اُس کے بعد سلطان ہوشنگ کے تعین مجلس عالی آراستہ ہوئی ملک معیت الخاٹبہ بہ ملک شرف اور خان جمال اور تمام امارتیں کے کے نواریں شاہ اور اختیار کمال لائے اور سلطان ہوشنگ کی مدت سلطنت تیس برس تھی تاریخ وفات اُس کی لفظ آہ شاہ ہوشنگ مادہ سے معلوم اور یستعدا ہوتی ہے اور تیرہ مرد و بین حلیہ شاہ ہوشنگ کا کچھ اور پچھلے سے تعمیر ہوا ہمیشہ اندر کی طرف سے پالی ٹیکتا ہے اور بڑا خوب لے بھی اس کو مشاہدہ کیا جا ہوا اُس ہوا سے جو پچھلے کے سوراجوں میں سے آدور مت کرتی ہر وہ صلاحیت استعمال ہم ہوا کہ مقلد آگ ہوتی ہے اور ترشح ہوتا ہے جو لیکس اہل ہند سے سلطان ہوشنگ کی کرامات سے جانتے ہیں

### ذکر سلطنت سلطان غزنین الخاٹبہ محمد شاہ بن سلطان ہوشنگ غنچ ریجا

جب سلطان ہوشنگ حکم حلق ارض و ساحت جہانی سے رعاست کر کے سرگرمیان مدہم میں لے گیا اس کا ورہ در عین خان دی لکھی گیا رحمن تاریخ خشتاٹھ سو اسیس بھی من ملک معیت کی بکوشن سے اور الملک محمد و حل کی سعی کے سب تاج شاہی رب سکر کے تحت سلطنت پر بکھل ہوا اور اپنا سلطان محمد شاہ نام رکھا اور اُمر احو مختار سلطان ہوشنگ تھے انھوں نے خوشی اور ماحوشی سے جیت کی اور پچھلے اپنی جاگیر بدینی اور و طیعہ دائمی برکال رہا اور ملک معیت الخاٹبہ ملک شرف اور محمود خان کی حسن تدبیر اور کار دانی کے باعث روح اور رونق تارہ ظاہر ہوئی تمام حلق اُس کے استقلال سلطنت کی خواہاں ہوئی پھر ملک معیت الخاٹبہ بہ ملک شرف کو مسد عالی خطاب دیکر منصب وزارت بر مصوب کیا اور اُس کے بیٹے ملک محمود الخاٹبہ محمود خان کو امیر لاکھنؤ کی جگہ چدر و ر کے محانون کو تھے ظلم سے قتل کیا اور لکھام خان اسے بیٹھے اور دادا کی آنکھوں میں سے اس کے تین ٹٹوں کے سلائی پھیری اس واسطے تمام مملکت کے آدمی اس سے آذر وہ اور منتقم ہوئے اور سب کے دلوں میں محاسبے محنت کے عداوت پیدا ہوئی اور جب مراد خان مظاہر کی ماتحت جو ریری سارک اور راستہ آئی تھیں عرصہ میں اُس کی مملکت میں آشوب اور فساد برپا ہوا اور رماہ فسادے نشان لغاوت اور طعیان کے ملکہ کے ہمار فساد کا اٹھا باسیت چور کردی مشوا میں آفات ہر واجب شطیطیت را مفاہات از احوال ولایت مادی کے راجو قوں نے قدم دائر کا اطاعت سے ماہر رکھا اور کچھ ولایت کو ماتحت اور تاراج کیا جب یہ جہر سلطان محمد شاہ کو ہو بھی خان جمال کو رینجہ الاول کی بیدر رحوں تاریخ ۹۳۹ھ بوسوا دتالیس بھی میں س ربحیر مل اور خلعت حاصل دے کر اُس جماعت کی مادی کے واسطے نعتن فرمایا اور سر کام جام سپاہ اور ولایت کو طاق لسان پر رکھوئے وشی کا حاوی ہوا ہمیشہ علویہ کو ساتھ جیوت کے اور جیوت کو ساتھ مصوح کچھ پیر رکھا تھا صاحب خان جہان محمود خان کے عزیز واقارب لے جاگیر میں حب پائین اور اُن کی شہت و شوکت در عدا علی کو ہو بھی تمام مرد و لشکر مردم شہر اور اعیان و ارکان کو عہدہ اُس دولتیہ کے تھے اور محمود خان اُس نے وعدہ رکھنا تھا

بھائیوں کے ہمراہ کرے لہذا اردو سے مغرور ہو کر یہاں آیا ہوں محمود خان نے اُسکے در جواب لکھ بھیجا کہ تم سے کوئی امر سلطان کے خلاف مرضی سرزد نہیں ہوا ہے اور قصہ طلب کرنے پچاس گھوڑے کا میں کسی تقریب اور میل میں عرض کرونگا پھر غزنین خان نے عمدۃ الملک کو بھیج کر یہ تقریر کی کہ اگرچہ اُن وزارت پناہ نے میرا ہاتھ بکڑا ہے لیکن میں جانتا ہوں کہ خواجہ سراؤں نے میری طرف سے حرف نامالکام معروض کیے ہیں اس خیال سے مجھے خوف نشتولی ہوا محمود خان نے جواب دیا کہ یہاں کسی طرح کا قضیہ اور بحث نہیں ہے آپ شوق سے اردو میں تشریف لاویں کہ وقت تنگ ہوا اور آفتاب غروب ہونے پر ہے اور ایک خط عمدۃ الملک کے روبرو تحریر کر کے ملک مغیث کو بھیجا مضمون اُسکا یہ تھا کہ حضرت سلطان نے غزنین خان کو ولیعہد اور اپنا قائم مقام فرمایا ہے اور بیماری نے حضرت کو ایسا نحیف اور ناتوان کیا ہے کہ مقربوں نے امید حیات قطع کی ہے چاہیے کہ تم شہزادہ عثمان کی محافطت میں نہایت کوشش اور اہتمام کرو جب عمدۃ الملک نے غزنین خان کی خدمت میں یہ پیغام پہنچایا اور خط کا بھی مضمون نقل کیا غزنین خان سرور ہو کر اردو میں آیا خانہماں بخشی الملک اور خواجہ سرا جو عثمان خان کے ترقی خواہ تھے انھوں نے جب دیکھا کہ سلطان کی شمع حیات گلگیر قضا سے قطع ہونے پر ہے آپس میں یہ مشورہ کیا کہ علی الصباح بغیر اُس کے کہ امر محمود خان کو اطلاع دیوں ہم سلطان کو باللی میں ڈال کر بسرعت تمام مند و کیطرف روانہ ہوں اور شہزادہ عثمان خان کو محبس سے برآوردہ کر کے تخت سلطنت پر بٹھا دیں سب نے یہ رائے پسند کی چنانچہ دوسرے روز فجر کو سلطان کو باللی میں ڈال کر تعجیل تمام روانہ ہوئے اور جب تھوڑی راہ طرکی سلطان فضلاء اتھی سے دارالبقا کی طرف عازم ہوا اور محمود خان نے یہ سانچہ سنکر آدمی بھیج کر خواجہ سراؤں اور مقربوں کو ملاست کی اور باللی سلطان کی روکی جب محمود خان اور غزنین خان شاہزادہ نے وہاں پہنچ کر نزول کیا اور خواجہ سراؤں کو تعجیل کے بارہ میں چشم نمائی کی انھوں نے جواب دیا کہ سلطان حین حیات میں تعجیل کرتا تھا کہ تم مجھے جلد شہر کے اندر لے چلو ہم اُس کے حکم کے موافق روانہ ہوئے شہزادہ اور محمود خان نے یہ بات سنکر کچھ جواب نہ دیا پھر محمود خان بارگاہ سلطانی نصب کر کے تجنیر و تکفین میں مشغول ہوا اور ہر ایک امر ایک گوشہ کیطرف روانہ ہوئے اور محمود خان بدیعہ و تکفین کے برآمد ہوا اور باوازر بلند کہا کہ سلطان ہوشنگ نے امر حق کے سبب وفات پائی اور غزنین خان کو جو خلت الصدق اس کا ہے اپنا ولی عہد اور قائم مقام کیا جو شخص کہ اسکی سلطنت پر راضی اور موافق ہو دے بیعت کرے اور جو مخالف ہو دے وہ لشکر سے جدا ہو کر اپنی فکر میں رہے یہ کہ غزنین خان کے ہاتھ کو بوسہ دیکر بیعت کی اور سلطان کو یاد کر کے بہت رو دیا پھر ہر ایک امر غزنین خان کا قدم چومنے لگا اور ہارے ہارے گرنے لگے اور جو ساتھ سلطنت غزنین خان کے امرا اور بزرگان وقت نے بیعت کی اس سبب سے سزاوارتہ انہیں استحکام قبول کیا پھر سلطان ہوشنگ کا جنازہ اٹھا کر شادی آباد مندو کے مدرسہ کی طرف متوجہ ہوئے اور ذیجہ کی نوین تاریخ روز عرفہ کو اس شاہ جم جاہ کو پیوند زمین کیا

کجا نید شاہان جم اقتدار	از ہوشنگ و جم تا با سفت ریار	فرید دن و کیش و وحام کو
کجا رفت شا پور و بہرام کو	ہمہ خاک دارند بالین و خشت	خنک آنکہ جز نام نیکی نہ کشت

اُس کے بنی  
خان جان  
سلطنت میں  
مند وین  
نے لگی اس  
ملا حیت  
جب سلطان  
اس کا زور  
سلطان محمد  
کی اور ہر  
محمود خان  
استقلال  
وزارت  
بھائیوں  
پھیری اس  
محبت  
عرصہ میں  
بلند کر کے  
از انکس و لایم  
تاریخ کیا  
نوسوا و تال  
تعلیم فرمایا  
کے ساتھ  
غریز و آثار  
مردم شہزاد

چونکہ جو دیکھ کر حاکم کے باہر قسمت کی بنا کہ جو کچھ مدد دے عہدۃ الملک بھی جسے بیک ملک سارک فارسی نے  
 وعاشرہ اور عثمان اور امرا کی طرف سے ہونے لگا کر مدد دینے کی ایک طرف سے آپ اس مصلحت اور وزارت پر مکتبہ سے  
 مثل آپ کے اور کوئی وزیر ہند وزارت پر مکتبہ ہوا لیکن قصبہ کا تمام ہر کو ماجو داس کے کہ عثمان خان ساتھ ریور  
 سخاوت و شجاعت اور انصاف اور رعیت پر دینی کے آراستہ ہوا آپ نے ولی محمدی شاہ ہرادہ عہد میں خان کی توجہ  
 ورائی اور علاوہ اسکے شہزادہ عثمان خان واما دی کی نسبت بھی ملک معشایہ الخاٹم الملک شرف کے ساتھ  
 رکھا ہوا اور فرم اس کے آپ کے فرزند ہونے میں اور اگر ضعف سلطان پر عالم ہوتا اور اس کے حواس  
 میں توراہ دیا تاکہ اس میں اس پر پیش قدمی کو کتاب جمیع غلامین اور اراستہ مالک کرتے ہیں کہ تو حاضری شاہزادہ عثمان  
 شامل حال کر کے ہاتھ محنت کا اس کے سر پہ ہے۔ انھا دین ملک محمود الخاٹم۔ محمود خان جو چاہتا تھا کہ  
 عثمان خان کی افواج پر رشید اور شانہ سلطنت ہوا در میان میں رہے یعنی قتل ہو جائے اس واسطے جواب دیا کہ وہ  
 کو مدد سے کام ہو چکا اور مدد صافی سلطان حاصل ہے میں اس کی ضرورت منہ وصل کے گرد ہوا ہوں۔ پھر دیکھا کہ  
 ملک سارک فارسی جب رخصت ہوا محمود خان الخاٹم الملک کو باہر طلب کر کے یہ بات کہی حال تو ہے جو  
 کچھ ساہو شاہزادہ عہد میں کے گوش زد کر چاہا پھر عہدۃ الملک عہد میں خان کی خدمت میں حاضر ہوا اور تمام احوال  
 اس سے تقریر کیا عہد میں خان ملک محمود الخاٹم محمود خان کی طرف سے ظہیر اور خوشحال ہوا اور بعد اس کے  
 امر اس سلطان ہوشنگ کی ریت سے ابوس ہونے پھر خان کو دلیل ملک عثمان حلالی کا تھا اس ملک میں جہا کہ  
 شہزادہ عثمان کے گنگناختن اور دغاظوں کو ساتھ اپنے شغف کے عثمان خان کو معذور کر کے اس سے  
 سے سلطان کے اردو سے بھاگا اور جب یہ خبر ملک محمود کو پہنچی تو شاہزادہ عہد میں خان کو واقف کیا اور  
 وہ اس کے تبارک میں مشغول ہوا اور ملک میں اور ملک رور دار کو ملک دارا کا پاس آگھوڑے مصل سے  
 حاضر کر کے دار و مدد مصل جو عثمان خان کا ہوا حوالہ تھا اس نے یہ جواب دیا کہ ابھی سلطان زمرہ ہوں میری عمر  
 اسکے ایک گھڑ مار دیکھا اور اس سے فی الفور آکر ایک حوالہ سہل سے کہ وہ بھی شہزادہ عثمان خان کا حوالہ تھا۔ بات  
 تقریر کی حوالہ سہل اس امر کو مصل سلطان کا باعث تصور کر کے دار و مدد مصل کو تعلم فرمایا کہ نوادہ عثمان کی  
 حاکم کے قرب حاکم یہ بات کا دلائی کہ تاکہ سلطان سے اور اس کے دل میں یہ غلط فہمی پیدا  
 کر کے کہ میں ابھی دار و مدد ہوں اور عثمان خان میری حیات میرے مال میں دست دربار کر تا ہوں مصل  
 کے دار و مدد نے بات میں ایک و تباہ سے کہی کہ سلطان نے ہوتی کے عالم سے پھر ہوش میں  
 آکر وہ تقریر ریاضت کی اور یہ دیکھا کہ میری ترکش کمان ہوا اور ہر کو طلب کیا لیکن اس لحاظ سے کہ  
 سلطان نے جلت کی ہوا اور عہد میں خان ارادہ تردید چاہتا ہوا کہ زمین و تباہ کے صانع کے سلطان کی  
 خدمت میں حاضر ہونے لیکن جب یہ عرض میں خان کو پہنچی ایک وجہ اس سے کہ اس کے دل پر علی کیا  
 اور جو مصلحت تھا اس مقدمہ کو لغیر ریاضت سے کہ اردن کی صفت کہ لشکر میں سہل کا اہل تھا یہاں گیا  
 اور عہدۃ الملک کو محمود خان کی موت میں پیکر یہ پیغام دیا کہ تمام اردو عثمان کی نصف شہی را تعاقب کیا ہوا اور عثمان نے  
 سو کسی کو اپنا حوالہ دین رکھا اور اس وجہ سے کہ سلطان نے ترکش طلب کیے تھے میں نے لکھ لیا ہوں تھے خدا کے

یہ بات اس روز بھی تھی کہ عمر اس کی نوے سال کو پہنچی تھی اور حضرت سلطان ابھی آغاز جوانی اور کامرانی میں  
 ہیں سلطان ہوشنگ نے کہا انفس عمر زیادہ اور کم نہیں ہو سکتے جوان اور بوڑھے کو اس امر ناگزیر سے چارہ  
 نہیں اس بارہ میں حق سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہے اذاجرا جلیہم لایستأخرون ساعۃ ولا یتقدرون آخرش جو سلطان  
 نے فرمایا تھا وہی ہوا یعنی چند روز کے بعد سلطان مرض سلس البول میں مبتلا ہوا اور جب ضعف طبیعت پر  
 غالب ہوا اور آثار انتقال اور علامات ارتحال اپنی ذات پر مشاہدہ فرمائے ہوشنگ آباد سے شادی آباد مندوین  
 تشریف لایا اور ایک دن دربار عام کر کے امرا اور وزرا اور امرا سپاہ کے سامنے انگوٹھی سلطنت کی اپنے خلیفہ احمد  
 غزنین خان کو عنایت فرمائی اور اسے ولی عہد کر کے ہاتھ اسکا ملک محمود النخاطب بہ محمود خان کے سپرد فرمایا  
 اور محمود خان نے لوازم آداب بجا لاکر عرض کی کہ جب تک بندہ کی ایک رمت زندگانی سے باقی رہیگا بندہ  
 اپنے تئیں خدمتگزار ہی اور جان نثاری سے معاف نہ کیگا پھر سلطان نے امرا اور وزرا سے عموماً وصیت فرمائی  
 کہ میدان مملکت کو غبار لفاق اور دشمنی سے مکدر نہ کریں اور جو فراسست اور دور اندیشی سے دریافت کیا تھا کہ  
 محمود خان داعیہ رکھتا ہے کہ اس سلطنت ساتھ میرے منتقل ہووے لہذا اس دن اسکے کان حسب الامکان بر رخصت  
 اور عطا سے گرانبار کیے اور حقوق پرورش اسے یاد دلایا کہ سلطان احمد شاہ گجراتی باشوکت اور صاحب  
 شمشیر ہو اور ہر وقت ارادہ تسخیر مالوہ کا دل میں رکھ کر فرصت و وقت کا منتظر ہو اگر انجام مہام مملکت اور پرواخت  
 احوال سپاہ اور رعیت میں تساہل واقع ہوگا اور شاہزادہ کی جانب داری پوری نہوگی تو البتہ عدم تسخیر اس  
 ولایت کا مصمم کر کے آپ کی جمیعت کو تفرقہ سے مبدل کرے گا اور دوسری منزل میں غزنین خان نے  
 محمود خان نامے کو جو عہدۃ الملک خطاب رکھتا تھا محمود خان وزیر کے پاس بھیج کر پیغام دیا کہ اگر حسب رت  
 وزارت پناہی عقد بیعت کو ساتھ ہو گئے کہ موکد کہے باعث اطمینان خاطر ہووے محمود خان نے شاہزادے کی  
 ملتس قبول کر کے عہد و پیمان کو ساتھ ایمان کے مضبوط کیا اور بعضے امرا جو عثمان خان کے خواہان تھے وہ  
 خواجہ نصر اللہ کے وسیلہ سے عرض گزار ہوئے کہ شاہزادہ عثمان خان بھی جوان شایستہ اور فرزند خلعت ہی  
 اگر قید سے رہا فرما کر بلا مالوہ سے ایک حصہ اس کی جاگیر کے واسطے مقرر کیا جاوے انسب و لائق معلوم  
 ہوتا ہے سلطان ہوشنگ نے کہا اس امر نے میرے بھی دل میں خطور کیا تھا لیکن اگر میں عثمان خان کو قید سے  
 رہا کر دینگا اس سلطنت خلل پذیر ہو کر فساد عظیم مملکت میں پیدا ہوگا اور جب غزنین خان نے سنا کہ بعضے امرائے  
 عثمان خان کی رہائی میں سعی کی ہے پھر محمود خان النخاطب بعہدۃ الملک کو ملک محمود النخاطب بہ محمود خان کے پاس  
 بھیج کر پیغام کیا کہ اگر آپ حضور میں فقیر کے اس مضبوط عہد کو ساتھ قسم کے استحکام و یومین اور کجی اطمینان حاصل ہووے  
 پھر ملک محمود النخاطب بہ محمود خان وزیر نے راستہ میں شاہزادہ کی سواری میں جا کر قسم کھائی کہ جب تک ایک  
 رمت حیات سے باقی رہی رکاب حضور کو ہاتھ سے نہ چھوڑ دینگا امرا جب اس امر پر واقف ہوئے ملک  
 عثمان خان جلال کو جو امراء کبار اور سردار معتبر سے تھا ملک مبارک غازی کے ہمراہ کر کے محمود خان کینرست  
 میں بھیجا اتفاقاً محمود خان النخاطب بعہدۃ الملک ملک محمود النخاطب بہ محمود خان کی ملازمت میں حاضر تھسا وہ  
 دونوں امیر محمود خان کے پاس آئے محمود خان وزیر نے محمود خان النخاطب بعہدۃ الملک کو حسنہ نگاہ میں

جلد دوم  
 چھوڑ کر خود نکل کر  
 دہشت گردانہ عثمان  
 شل آپ کے  
 سخاوت اور شجاعت  
 فرمائی اور علامہ  
 رکھتا ہے اور فر  
 میں تصور راہ  
 شامل حال  
 عثمان خان کے  
 کو بندگی سے  
 ملک مبارک  
 کچھ ساہو شہ  
 اس سے تفرق  
 امرا سلطان  
 شہزادہ عثمان  
 سے سلطان  
 وہ اس  
 حاضر کر  
 اسکے ایک  
 تقریر کی خوا  
 خواجہ کے  
 کہے کہ میں  
 کے داروغہ  
 انکر وہ تقریر  
 سلطان نے  
 خدمت میں حاضر  
 اور جو خدمت  
 اور عہدۃ الملک  
 سو کسی کو پناہ

راج تھی ایک جماعت امرا اور سپاہ سے اس کی طرف اور کچھ اس کی جانب تھے اور سلطان ہوشنگ اس جماعت سے کثرت رکھتا تھا اور ملک معیت اور نیشا آسکا محمد و جان کے ہمایت عامل اور کاروان تھے سلطان کی طلب معاینہ کو مشغول کرتے تھے اور ہمارا راز و بطور و لہجہ برہنہ کی طرح حاضر سے دور کرتے تھے چنانچہ مکر سلطان کی راہ پر گنبد راگنہ و جان میری ولیعہدی کی لیاقت نہ تھا جو ملک معیت سے نہایت عجز و انکسار سے عرض کیا کہ شاہراہوں کی عمر و ماز چوم و دوسرہ ہیں کہ ہیں حد متنگاری اور حاشا پاری کے سوا کوئی اور امر کو رعایا میں پراور کا لپی کے راستہ میں ایک دور عثمان خان نے اسے بڑے سعائی طریق میں حال کی کثرت بہت لے دلی کی بنا ملک کو ایک اپنے ذکر کو سلطان راہ و خرمین خان کی حرم سرا میں بھی اور اسے حاکم حوشین خان کو پڑا کھانا چہرہ پر دار و لون اور جو احمد سہاقل نے سب کا مسموم ہوا آخر کو ان دونوں کے دیوان مار پیٹ کی نوبت پہنچی ایک نے دوسرے کو لاث اور گھوسا مارا اور شاہراہ عثمان خان اسی قناعت بر حال کر کے باپ کے عصب سے ڈرا اور آدو سے کل گیا جس مقام میں ناوکسی ہا کتا ترکس مولاد اور ملے قناعت پیش کو جوحد ہا سے دلیر و ولایت کے گدیر پر آدو ہوا اور سلطان ہوشنگ ان تڑائیوں سے واقف ہو کر راہ و مصلحت ہوا اور ملک معیت کے سامنے متورہ کر کے احام کار کی تدریس کا چو یا جو اس نے یہ التماس کی کہ جو شاہراہوں سے اس قسم کی حرکتیں اور فرمایاں کر سکر بطور میں آئیں اور آپ نے بچان معاف فرمائیں اس مرتبہ بھی چشم پوشی فرمادیں تو شاہراہ ملازمت میں حاضر ہو دے سلطان ہوشنگ نے بیان ملک تامل فرمایا کہ صہان خان تہجد مقدسات کے آردو میں آنا اور جب سلطان ہوشنگ نے ملکہ و امین میں ہونچکر ایک روز مجلس دربار کو راستہ کر کے مارحام دیا چنانچہ اس مجلس میں عثمان خان اور قحشاں اور بہت خان کو خطاب و خطاب سے ایسا بہت دیکر موکلوں کے سپرد کیا اور بعد چہرہ روز تینوں شاہراہوں کو بلاتر کر کے ملک معیت کے سپرد کر کے قلعہ شادی آنا و بعد کی طرف بھیجا اور جو در وقت و اقبال کو وہاں کے مدعا شونہ سرکشوں کی گوشمال میں متوجہ ہوا اور کچھ متواتر عمارتوں میں ہم کامہد توڑا اور وہاں سے سبیل بہت حال ملک سامت کر کے اس حدود کے متروک کو تیج سرد ریلے سے ہلاک کر کے حاکم دلت رڈا اور کوہ حاسہ کا راجہ پیادہ پانچھل کی طرف بھاگ گیا اہل و حیاں اور مال و منال اس کا شکار اسلام کے ہاتھ آنا قصہ اور شہر عارت چھراہ کے اہل و کباب صفت و شیر ہوئے اس وقت سلطان ہوشنگ نے مطہر اور مصور جو کر اپنے دارالملک کی طرف مراجعت کی اور قلعہ ہوشنگ آباد میں موسم رسات لکھیا اس عرصہ میں ایک سال بعد شکار و ہر و ہشتاں سے سرین لعل و شانی کاچ سلطان سے جدا ہو کر پڑا اور تیسرے دن ایک پیادہ نے لاکر حضور میں گدانا پائسو تنگ انجام و رائے اور سلطان ہوشنگ نے ساتھ اس قریب کے ایک کھیت نقل کی کہ ایک دن ایک لعل سلطان میر و رشاہ کے تاج سے جدا ہو کر پڑا اور اسے بھی ایک پیادہ نے لاکر گدانا میر و رشاہ نے اسے پائسو تنگ رحمت و رائے اور رشاہ کیا کہ یہ علامت اور تشبیہات عمو کے عروہ پہنچی پراور بعد چہرہ روئے کے اس دار فانی سے رحلت کی اور میں بھی حاشا ہولنا کہ فرماں میری عمر کا پیچہ ہوا چہرہ چہرہ سے زیادہ ترقی نہیں ہے صفا مجلس مدعا و شاکہ عرض پیرا ہوئے کہ سلطان مرور تامل



مقتول کے فرزند نے جو سلطان ہوشنگ کی طرف سے وہاں کا حکم تھا سلطان ہوشنگ کے پاس اپنی بھینچا اور  
 طلب کی چنانچہ سلطان ہوشنگ اس طرف روانہ ہوا جب قلعہ کھیرلہ کے قریب پہونچا دکنی کوچ کر کے اپنی ولایت  
 کی طرف متوجہ ہوئے اور ہوشنگ شاہ نے یہ امر دکنیوں کے عجز اور کم ہمتی پر گمان کیا اور سمجھا کہ انھوں نے  
 ہم سے دب کر ترک محاصرہ کیا پھر راسے کھیرلہ کے بھڑکانے سے تعاقب کیا اور سلطان احمد شاہ بہمنی  
 مع چند امراء خاصہ حیل کین بین الستانہ ہوا اور باقی لشکر کو مقابلہ اور مقابلہ کیواسطے مامور کیا اور سلطان ہوشنگ  
 کہ بطور مداخلت تعاقب کر کے مسافت طر کرتا تھا اثنائے راہ میں فوج دکنیوں کو آمادہ قتال اور مستعد جدال  
 دیکھ کر استانہ ہوا ہرچہ لشکر اپنا قلیل دیکھا لیکن مردم عقب کے آئینہ انتظار نہ کھینچ کر جار بہ بین مشغول ہوا  
 شاہ احمد بہمنی تدبیر موافق تقدیر کے جانکر کین گاد سے باہر آیا اور سلطان ہوشنگ کی پشت کی طرف سے  
 آنکر حملہ آور ہوا اور سلطان ہوشنگ جو ان لوگوں سے بے خبر تھا مضطرب ہوا اور عبادت قدیم دکنیوں  
 سے شکست فاحش پا کر احوال و احوال چھوڑ کر بھاگا اور اسکی عورتیں اور بیٹیاں تمام مردم فوج کے ہاتھ اسیر  
 ہوئیں اور سلطان احمد شاہ اس جماعت کی گرفتاری سے آگاہ ہو کر طریق مردت مسلک رکھ کر اسی وقت خواجہ میران  
 معتمد کو معین کر کے ان کی حفاظت میں نہایت درجہ کوشش کی اور توازم ضیافت اور مہانداری بجا لاکر ہر ایک  
 کو جامہ زرین اور فاخرہ سے اختصاص بخشا اور مردم امین اور دیانت دار کے ہمراہ کر کے مع پانسو سو سلطان  
 ہوشنگ کے پاس بھیجا اور ستمہ آٹھ سو تیس ہجری میں ہوشنگ شاہ بقصد تسخیر کالپی کہ جو عبدالقادر نام نوکر  
 سلطان مبارک شاہ بادشاہ دہلی کے تصرف میں تھا مندوسے متوجہ ہوا جب اس نواح میں پہونچا سنا کہ  
 سلطان ابراہیم شرتی بھی مع لشکر بسیار اپنے دارالملک جو پور سے کالپی کی تسخیر کیواسطے بلوچ متواتر آتا ہے  
 ہوشنگ اُسکا دفع تسخیر کالپی پر مقدم رکھ کر اُسکی جنگ میں متوجہ ہوا جس وقت دونوں لشکر قریب پہونچے  
 اور تنور جنگ آج کل میں گرم ہونے پر تھا شاہ ابراہیم شرتی کو خبر پہونچی کہ سلطان مبارک شاہ فرارند اسے  
 دہلی انتظار وقت کر کے جو پور کی طرف عازم ہوا ہے سلطان ابراہیم یہ خبر سننے ہی عنان اختیار ہاتھ سے دیکر  
 جو پور کی طرف راہی ہوا اور سلطان ہوشنگ بلا جنگ کالپی پر متصرف ہوا اور خطبہ اپنے نام پڑھ اور  
 چند روز وہاں رہ کر وہاں کی حکومت عبدالقادر کو جو سابق میں وہاں کا حکم تھا عطا فرما کر الوہ کی طرف مراجعت  
 کی اثنائے راہ میں تھانہ دارون کی عرضیان پہونچیں کہ کوہ جابیہ کی طرف بد معاشرانوں نے ولایت میں آنکر بعض  
 مواضع اور قریات کو تاخت کر کے حوض بھیم کو لجا رومادار اپنا کیا ہے اور حوض بھیم کی کیفیت اس طور ہے کہ رکھنے  
 نے اپنے عہد و ولت میں ایک مسافت کو کہ درمیان کوہ ہائے اُس کی ولایت کے واقع ہے سنگ تگڑاں کہ  
 بستہ باندھا تھا اور عرض و طول اُس کا اس قدر ہے کہ دوسری طرف سے دیکھائی نہیں دیتا اور عمت اُس کا  
 پیدا نہیں الغرض بروقت پہونچنے عارض تھانہ داران سلطان ہوشنگ کی اولاد میں ایک نزاع واقع ہوئی  
 شرح اُس واقعہ کی یہ ہے کہ سلطان ہوشنگ کے سات فرزند اور ترین و تہر تھیں اور ترین بیٹے عالم خان حاکم تہر  
 کی بیٹی سے متولد ہوئے تھے عثمان خان اور فتح خان اور بیہیت خان یہ ایں میں تھے اور ترین بیٹے دوسرے  
 احمد خان اور عمر خان اور ابوہاق اُسکے بڑے بیٹے تھیں خان سے اتحاد رکھتے تھے اور ہمیشہ سے عثمان خان و عزیز خان کے درمیان

نزع تھی ایک  
 مخالفت سے  
 کی طلب رہنا  
 سلطان کی نز  
 سے غرض کیا  
 اور مرکز غلط  
 بہت ہے  
 غرض خان  
 مار پی کی  
 کر کے باپ  
 کو بوس  
 غنہ پاک  
 شاہزادوں  
 اس مرتبہ  
 تامل فرما  
 ایک روز  
 عتاب و  
 غیبت کے  
 سرکشوں کی  
 مسافت کر  
 راجہ پیادہ  
 غارت ہوا  
 اپنے دارالملک  
 شکار و اور  
 حضور میں گ  
 نقل کی کہ  
 نے لا کر  
 عکس غروب  
 بچیدہ ہوا



اور جو بری آن کی ہست و مال گنتی ہو اور کیو کہ صرف جنگ آزمائستہ ہووے کہ مسلمان سماعت ہلاکت اور بوج فوج کشتہ ہوئے لائق حاسب یہ ہو کر رادو تر اس سے حوالی ہے سپہ کربن اور عثمان عہدیت اپنے دارالملک کی طرف متعلق کربن کو پیچھے سے اعلیٰ بیچ پیش ہو چکا سلطان احمد شاہ گوانی نے اعتقاد اسی باتوں پر کر کے اس رات کو لشکر کی محافظت اور خرم و احباب میں تامل اور تساہل کیا اور سلطان ہوشنگ اسطوار وقت وصحت کر کے ماہ عجم کی مارعین تاریخ مسئلہ آخر جس جیسں پھری بین شون لایا جو گوانی عامل تھا کی طرف سے صحت آدمی قتل ہوئے اور اسطوار سلطان احمد شاہ کی مار کا وہ کے قریب رہے سماعت ولایت دہ دہ مع بالسرور حیات کے قتل ہو لاس وقت سلطان احمد شاہ گوانی اپنے سر پر دوسے راد ہوا احوال صحت کا ذکر گون و گمان ایک شخص اردو سے راد ہو کر صحو میں ایسا دہ ہوا اور صبح کے وقت تمام بیچ میں کے پاس بیچ ہوئی اور دہ صبح صادق کے ہوئے سلطان ہوشنگ کی بھی ترانت طیارا اور دہر حدال و ذوال کبابا عزم ہو کر دو ذوال بادشاہ حکم میں مستعد ہو کر دہی ہوئے احوال اور سلطان ہوشنگ نے ہماگ کو سار گنگ پور کے قلعہ میں ہم لیا اور سات ہاتھی جنگی مع عمام و مگر گھوڑوں کے ہاتھ آئے اور صبح اشانی کی پھرتی سلطان احمد شاہ کو کہنے کے بیچ ویروری گوانی کی طرف علام ہوا اح سلطان ہوشنگ نے اس امر سے اطلاع پائی حمایت لہری دعوہ سے قلعہ سار گنگ پور سے راد ہو کر گوانیوں کا قلعہ کیا اور صحت سے عقب ہاچوں کو ہلاک کیا اور سلطان احمد شاہ نے باچار ہو کر پھر مار گشت کی اور دو ذوال لشکر کے درمیان تنش قتال اور دہت ہوئی اور اول حملہ میں سلطان ہوشنگ نے فوج عجم کو در پھر در پھر کیا اور سلطان احمد شاہ نے یہ حالت شاہدہ کو کے حور و صلیب میں میدان کار رار میں اس قدر کوشش کی کہ شہر آگے لے گیا اور سلطان ہوشنگ مار دے شہادت شہادت کو کے پھر قلعہ سار گنگ پور میں یا دے گیا اور اس ملان چار بار اور پھرتی مانی ہو کر اور حالت سفر درمی میں تیج مدینہ سے ہلاک ہوئے اور انکا تمام ساز و سازا اور شامہل پانچویں کو نصیب ہوا اور احب سلطان احمد شاہ گوانی اپنی سرحد پر پہونچا سلطان ہوشنگ شادی تاج و سند وین و در آیا اور شکست و رجعت اپنی دوسر کی اور سلطان ہوشنگ کی ہاچکر ملے اور واپس آئے کی بھی عوی سلطان ہوشنگ ہومان مد کو بری اور دوسری روایت جو کہ ضعف سے خالی سین ۱۰۰ دھان گوانتین تحریر ہوئی جو اسی پر اکتائی دو مارہ اس کی تکرار اس مقام میں مناسب تھا کہ قلم ادا کی اور سلطان ہوشنگ اسی مل میں قلعہ کا گون کی شہر کے واسطے متوجہ ہوا اور دہرہ قلیل میں اپنے قریب میں لایا اور پھر اسی سال قلعہ گوانا کی غنیمت شہر میں کوچ متواترہ منزل مقصود میں پہونچا قلعہ کو گھیرا اور دن ایک سلیمے اور چند روز کے سلطان سار گنگ شاہ من حضرتان بیاد کے راستہ سے رائے گوانا کی گنگ کو واسطے جمع کش ہوا اور جب یہ مرتبہ ہوئی پائے قلعہ سے رعایت کر کے دہل پور کے تالاب پر گیا اور چند روز کے بعد حرف صلح درمیان میں آیا ایک نے دوسرے کو قلعہ دیکر راضی کیا اور پھر اپنے اپنے دارالملک کی طرف صلحت کی اور مسئلہ آخر جو شیش پھری میں سلطان احمد شاہ ہسی والی وکس نے قلعہ کی حاسب رقصہ شہر صحت فرمائی بعد وصول ہنزل احاطہ کر کے اس کی شہر میں سامی ہوا اور صالطہ صدارت یعنی در سگہ رائے

برسم سوداگران کچھ بال اپنی ریش کے اکھاڑ کر یہ بات کہی کہ جب ہماری متاع خراب و ضائع ہوئی پھر ہمیں زندگانی بکا رہنیں یہی کہہ کر اتفاق اُس جماعت کے جو اپنے ہمراہ لایا تھا گھوڑوں کی پشت پر سوار ہو کر راجہ کی طرف متوجہ ہوا اور راجہ مضطرب ہو کر جنگ میں مشغول ہوا اور سوداگر و نکلے اول حملہ میں منہم ہوا اور کچھ لوگ اُسکے مارے گئے اور کچھ شہر کی سمت بھاگ گئے اور راجہ زندہ گرفتار ہوا سلطان ہوشنگ نے اُس وقت راجہ سے یہ کلام کیا کہ میں مالوہ کا سلطان ہوں اور باتھیونکے خریدنے کو آیا ہوں جب اسباب ضائع ہوا لاچار میں نے تجھے گرفتار کیا راجہ نے سلطان ہوشنگ کی کمال جرأت سے تعجب ہو کر اپنے امر کو پیغام کیا کہ تمام قیل خوب اور نامی بھیجو انھوں نے کچھ باتھی سلطان ہوشنگ کی خدمت میں بھیج کر معذرت کی سلطان ہوشنگ راجہ کو ہمراہ لیکر عازم مراجعت ہوا اور جب اس کی سرحد سے برآمد ہوا راجہ کو رخصت کر کے اپنے شہر میں داخل ہوا جو راجہ کو سلطان ہوشنگ کی شجاعت پسند آئی تھی چند فیل زامی اور اُسکے واسطے بھیج کر عذر خواہ ہوا اور سلطان ہوشنگ نے راستہ میں سنا کہ سلطان احمد شاہ گجراتی ملک کو خالی دیکھ کر مالوہ میں در آیا اور بغفل شاہی آباد و سند کو محاصرہ رکھتا ہے اس واسطے جب ولایت کھیرلہ میں پہونچا از روئے احتیاط اور ہوشیاری کے عازم تھیں اُس حد و دکا ہوا اور وہاں کا راجہ کہ مطیع تھا اُسے گرفتار کر کے قید کیا اور قلعہ کھیرلہ پر متصرف ہو کر مردم معتمد کے سپرد کیا اور ہمراہ اُس لشکر کے کہ مالوہ سے اُسکی خدمت میں پہونچا تھا شاہی آباد و سند کی سمت روانہ ہوا اور جب قریب پہونچا سلطان احمد شاہ گجراتی امر اور سپاہ کو مورچوں سے طلب کر کے جنگ پر مستعد ہوا سلطان ہوشنگ جنگ سے پہلو تہی کر کے دروازہ رائے پور کی طرف سے جا کر قلعہ میں داخل ہوا چونکہ شاہی آباد و سند و قلعہ نہایت سنگین اور دینا کے قلعجات میں سے انتخابی تھا بہ مناسب محل کچھ احوال محل وہاں کا کہ کاتب حروف یعنی ملا محمد قاسم فرشتہ کی نظر سے گذرنا تھا لکھا جاتا ہے وہ یہ ہو کہ پہاڑ نہایت رفیع اور دور اُسکا آئیس کوس بلکہ زیادہ ہو گا اور بجائے خندق اُسکے گرد اگر دایک غار نہایت عمیق ایسا واقع تھا کہ جنگ کرنا اُس قلعہ پر ممکن نہیں اور قلعہ کے اندر آب و علف بہت تھا اور اس قدر زمین کہ گنجائش زراعت فراوان ہووے اس میں موجود تھی اور ایک لشکر چاہے کہ اُسکو محاصرہ کرے بسبب بعد مسافت کے ممکن نہیں کس واسطے کہ اُس قلعہ کا تمام محاصرہ کرنا امکان کے باہر تھا اور اکثر مقام اُس قلعہ کے اطراف کے سپاہ کے فروکش ہونے کے لائق نہ تھے اور راستہ اُس دروازہ کا جو دکن کی طرف ساتھ تارا پور کے مشہور ہے نہایت سخت تھا چنانچہ سوار بہ شکل تمام برآمد ہو سکے اور تم جسطرف سے قلعہ میں آنا چاہو تو پہلے تم کو نہایت دشوار گزار ٹیلہ طے کرنا ہو گا اور وہ آدمی کہ راستوں کی محافظت کے واسطے قیام کرتے تھے راستوں کی دوری اور پہاڑوں کے حائل ہونے کے سبب ایک دوسرے کے حال سے خبردار نہیں ہو تے تھے اور راستہ اُس دروازہ کا جو دہلی کی جانب ہے دوسری راہوں سے بہت آسان تھا القصہ سلطان احمد شاہ گجراتی نے محاصرہ میں صرفہ نہ دیکھ کر ترک محاصرہ کیا اور ولایت کے تاخوت و تاراج میں مشغول ہوا اور اجین سے گذر کر سارنگپور کی طرف متوجہ ہوا اور سلطان ہوشنگ نے اس امر مطلع ہو کر دوسرے راستہ سے بطور تاخوت اپنے تین حصار سارنگپور میں پہونچا یا اور ازراہ فریب سلطان احمد شاہ کو یہ پیغام بھیجا کہ حق اسلام در میان میں ہو تا راجی انکی ولایت کی

تارا پور

مشکش لکنا اس وقت احمد آباد کی طرف مراجعت کی اور سلطانہ آٹھ سو تیس ہجری میں سلطان ہوشنگ قلعہ کھلہ پر  
 حواری کی سرحد میں ہوشنگ لکھ گیا اور حاکم کھلہ لکھی رسکھ راے مع یحیاس ہزار سوار اور زیادہ مقابلہ کو آیا  
 اور یوں جنگ شدیدیہ سلطان ہوشنگ طغاب ہوا اور رسکھ راے مارا گیا پھر سلطان نے قلعہ سارنگ پور  
 کو جو رسکھ راے کے متعلق تھا محاصرہ کے کے معصوم لکھا اور حواری اور جو یاسی باغی نامی دستیار کیے اور  
 رسکھ راے کے بیٹے کو کہ قلعہ کھلہ میں تھا اپنا واران بر دار اور بلج گنڈا کر کے سالٹا و عمارت شادی آنا دینے  
 کی طرف روتق اسرا ہوا اور سلطانہ آٹھ سو پچیس ہجری میں سلطان ہوشنگ ایک ہزار سوار اپنے لشکر سے  
 انتخاب کر کے سودا گروں کے لباس میں ولایت حاجت کی طرف کیے بیٹے کے ساتھ راستہ پر متوجہ ہوا اور گھوڑے  
 رنگ نفور کے دل بکھرا رحمت دوست رکھا تھا اور کچھ مال اور متاع حواس ملک کے آدمی رحمت تمام  
 لیے تھے اپنے ہمراہ لے گیا اور سلطان کی عرص اس سفر سے پہنچی کہ گھوڑوں اور متاع کے عوض میں  
 باغی اصحاب ہمراہ لے آئے اور میلون کی بوت سے سلطان احمد شاہ کو خانی سے انتقام لینے لیکس  
 حب حاجت کے لطاف میں ہونچا ایک شخص کو حاجت کے راجہ کے پاس بھیجا اعلان کیا کہ ایک سوداگر  
 باغی حواریہ لے کو آیا ہوا اور گھوڑے رنگ نفور اور سرور اور سرنگ اور کھوڑا و زلفاں والی بھی کثرت  
 تمام ہمراہ لانا ہوا اسے حاجت کے لکنا اس واسطے شہر سے دور درویش چلا ہوا باغی نے جواب دیا کہ سوداگر  
 بہت سے اس کے ہمراہ آئے ہیں وہ آب و صحرانہ کھلہ مقیم ہوا ہر عرصہ رسم اس ولایت کی پہنچی کہ اگر کوئی  
 سوداگر گھوڑا لانا اور گھوڑے اور اسباب تجارت اپنے ہمراہ لانا راجہ پیشتر آدمی سمجھا کہ سوداگر گھوڑوں کو  
 رہن کے اسباب کو دے رہیں ہر قریب سے چلتا اور راجہ سوار ہو کر دہان چوچکا اس اسباب اور گھوڑوں کو  
 ملاحظہ کرتا جو چیر لید و بٹا آئے ہاں گھوڑوں کے ساتھ معاوضہ کرتا قیمت نقد و تاس و دستور اور قاعدہ  
 کے سبب اسے حاجت کے لکنا کہ میں فلاں رو قاعدہ کی طرف آؤں گا ماسبہ ہرگز اس رو سب سوداگر  
 اپنے اپنے گھوڑے قمار زمین اور اسباب نفیس اور اشیائے لطیف کو رہیں رحیمین کو ملاحظہ کر کے  
 اگر وہ باغی معاوضہ میں لوس ہزار و حواریں رنقدین دونوں کا حاکم باغی پلٹا کہ سلطان ہوشنگ نے  
 اپنے آدمیوں سے حمد لیا کہ جو کچھ میں فراؤن اس کے خلاف عمل میں لانا پھر روز موعود کا انتظار کرنے لگا  
 حب وہ دن آنا راجہ حاجت کے چالیس ریمینیل آن کے قافلہ کی طرف کیے گئے تو سوداگر دیکھ کر سپرد کرن پھر  
 اپنے آنے سے اعلان کر کے پیغام دیا کہ اسباب کو کھو لگھوڑوں کو سار و سامان سے درست زمین حواری  
 رسات تھا سلطان ہوشنگ نے پہلے در کر کے یہ بات لکھی کہ امراد ہوا مودوچا اسہو کیو مہرستہ ہوا  
 ہمارا اسباب صالح اور زیادہ جو دے لیکس راجہ کے آدمیوں نے تاکید تمام اسباب کھلہ یا اس  
 درمیاں میں راجہ کی بالسودا آدمی ہمراہ لے کر آہوچا اور اشیائے دیکھنے میں مشغول ہوا گا ارستہ ہوا  
 آکر رہے لگا اور گرج کی آوارا و کھلی کی چک کی بندت سے باغی بھاگے اور حواریہ میں رہیں ہر  
 حشر وہ تھے ہاں گھوڑوں کی پالی سے حرات ہوئے اور وہ سیاہ و سلطان ہوشنگ کے ہر سودا گروں  
 کے لباس میں آئی تھی وہ فریادوں کی طرح حواری حواریں میں آئی اور سلطان ہوشنگ نے

اور زمینداران گجرات یعنی راجہ جالوارہ اور راجہ جنینا نیر اور راجہ نادوت اور ایدر نے فرصت پا کر عرضیان  
متواتر سلطان ہوشنگ کی خدمت میں روانہ کیں کہ اول مرتبہ اگرچہ خدمت گزاری میں تساہل اور تجاہل  
واقع ہوا لیکن اس مرتبہ جانسپاری میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہوگا اگر آنحضرت گجرات کی طرف متوجہ  
ہو دیں ہم کچھ راہبر آپ کی خدمت میں بھیجیں کہ وہ لشکر کو ایسے راستہ سے لیجاویں کہ ملک گجرات کے  
پہنچنے تک سلطان احمد واقف نہوے جو یہ خجالت عداوت سابق کے سوا ہوئی تھی سلطان ہوشنگ نے  
اس ارادہ سے سامان جنگ درست کیا اور سلسلہ آٹھ سو اکیس ہجری میں مع شوکت تمام مہراسہ کے  
راستہ سے گجرات کی عزیمت کی اتفاقاً دنوں میں سلطان احمد سلطان پورا ولاندربار کے اطراف میں  
پونچا غنیمت خان مالوہ کی سمت بھاگا اور نصیر خان فاروقی آسیر کی طرف گیا اور حب احمد شاہ گجراتی کو خبر  
پونچی کہ سلطان ہوشنگ مہراسہ کی طرف گیا ہو اُس کی آتش فتنہ کی تسکین تمام امور پر مقدم سمجھ کر باستعجال  
تمام مہراسہ کی سمت متوجہ ہوا اور باوجود کثرت بارندگی تھوڑے عرصہ میں بطور تاخت آپ کو وہاں پہنچایا  
اور جاسوسوں نے ہوشنگ شاہ کو جب سلطان احمد کی آمد کی اطلاع دی بقرار ہو کر زمینداروں  
کو کہ جھپون نے عرضیان بھیج کر غبار فتنہ و فساد برپا کیا تھا اپنے حضور طلب کیا جب اُن سے بوسے  
خیر نہ سوجھی زبان ملاست کھول کر حروف نامہ زبان زدیکے اور جس راستہ سے کہ آیا تھا سر کھجا کر پلٹ گیا  
احمد شاہ گجراتی نے چند روز قصبہ مہراسہ میں توقف فرمایا تاکہ سپاہ ساتھ اُس کے ملحق ہووے اور بعد اجتماع  
لشکر ماہ صفر ۸۲۳ھ آٹھ سو بائیس ہجری میں ولایت مالوہ کی طرف متوجہ ہوا اور بکھوج متواتر کا لیا وہ کے  
نواح میں مقام کیا اور سلطان ہوشنگ چند منزل بڑھ کر جنگ میں مشغول ہوا اور بعد اس کے تاجا دست  
نہ لا کر قلعہ شادی آباد مندو کی طرف گیا اور سپاہ سلطان احمد شاہ گجراتی نے شادی آباد مندو کے دروازہ  
تک تعاقب کیا اور بہت غنائم دستیاب کیے اور خود بھی پیچھے سے ظفر آباد بغلیہ تک گیا اور چند  
روز وہاں مقام کر کے افواج ولایت کے اطراف میں بھیجیں اور جو قلعہ شادی آباد مندو نہایت سنگین  
اور مستحکم تھا ناچار عنان عزیمت دھار کی سمت معطوف کی اور وہاں سے چاہا کہ آدھین میں جاوے جو موسم  
برسات پہنچا تھا امرا اور وزرا عرض پیرا ہوئے کہ صلاح دولت اس میں ہو کہ اس سال آنحضرت دارالملک  
گجرات کی طرف معاودت فرما کر اُن مفسدوں کو کہ باعث فتنہ و فساد ہوئے ہیں گوشمالی بواجبی دیویں  
اور سال آئندہ میں بخاطر جمع مالوہ کی تسخیر میں مشغول ہو دیں القصبہ احمد شاہ گجراتی اس قرار پر دھار سے  
مراجعت کر کے گجرات میں داخل ہوا اور اس سال مالوہ میں جب کچھ آثار نجابت اور کاروانی ملک محمود و فرزند  
ملک مغیث کے جبین میں پر واضح اور لائح ہوئے سلطان ہوشنگ نے اُسے محمود خان خطاب دیکر  
محبت ملکی میں جو اُس کے باپ سے رجوع تھے شریک کیا اور جب کہ میں جاتا تھا ملک مغیث کو محبت ملکی  
کے انتظام کو قلعہ میں چھوڑتا تھا اور محمود خان کو اپنے ہمراہ رکاب لیجاتا تھا اور آخر سال مذکور میں سلطان احمد شاہ  
کو بہ تنہا ہوئی کہ ولایت مالوہ میں جاؤں اور جو کچھ میرے ہاتھ سے بن آوے اس میں تقصیر نہ کروں سلطان  
ہوشنگ نے اُسکے ارادہ پر آگاہ ہو کر اچھا زبان آور کو مع تحف و ہایا بھیج کر صلح چاہی سلطان احمد شاہ نے

پیشکش کرکے اس  
جہاں کی سرحد  
اور بعد جنگ  
کو پوزیشن  
زنگیہ راستہ  
بکثرت رونق  
انتخاب کرکے  
برگ انور  
لئے تھے  
ہاتھی انجانب  
جب جاکر  
ہاتھی خرید  
تمام ہوا  
بہت سے  
سوار اگر دہشتہ  
زین کے  
ماخذ کرنا  
کے سبب  
اپنے اپنے  
اگر اچھی  
اپنے اویس  
جب وہاں  
اپنے آنے  
برسات تیار  
ہزار اسباب  
درمیان میں  
انکر برسے  
گنزدہ تھے  
کے لباس

اور پرگوں پر معروف ہوئے اس درمیان میں ملک معیت نے جو سلطان ہوشنگ کا چھوٹی راہداری تھا ملک  
 حصر عرف میان آغا سے طرفین متورہ درمیان میں نکلا کہ اگرچہ سوہی جان حواس شالیتہ ہوا ہمارا چچرا بھائی  
 ہوتا چو لیکس سلطان ہوشنگ مردانگی اور دانستوری میں اپنا نظر نہیں رکھتا اور یہ سلطنت اور تانا اور اکسانا  
 اُسے ہو چکی ہوا اور اس کے اس نے اپنا مصلحت میں میری والدہ کے آغوش شفقت میں پرورش  
 پائی صلاح اس میں ہوا کہ ان ملکات اور دربار والی اس کے دست اقتدار میں سوہی حاورے ملک چھڑے ہو  
 میان آغا نے اسے ملک معیت کی لیس کی اور اتفاق حب کو قلعہ شادی آگاہ و مدد سے رآمد ہو کر  
 سلطان ہوشنگ کے پاس حاضر ہوئے اور سلطان ہوشنگ نے ملک معیت کو وعدہ بیات کا دیکر سرور  
 اور مصلحت کیا اور سوہی جان نے حب یہ حشری رشتہ استقلال سلطنت کو مقاصد بایوسی سے قطع کر کے ایسے  
 احکام کا میں متعہ ہوا اور آخر کو قلعہ عالی کر کے کل گیا اور سلطان ہوشنگ نے قلعہ شادی آباد و مدد میں  
 حاکم و اراکاتہ میں قرار پکڑا اور ملک معیت کو ملک اترو خطاب دیکر معیت و رارت پر سرور و اکسا  
 اور اُس کو اپنے جمیع امور میں نائب اور قائم مقام کیا اور اسے آٹھ سو دس سوہی میں حب شاہ مطہرے حیات  
 مستعار قاضی اور ح کے سپرد کی اور احمد شاہ بن محمد شاہ بن سلطان مطہر حقت سلطنت پر حلوہ کر ہوا  
 چہ در حال اور بہت جان و مردان شاہ مطہرے نشان عداوت خطہ سردار میں مذکور کے سلطان ہوشنگ  
 سے اعات طلب کی اُس نے حقوق پرورش مطہر شاہی اور اعات احمد شاہ کو قاضی لیساں پر رکھا  
 اور کئیہ دیر یہ لے اُسے اس پر آدہ کنہا کہ ملک گرات میں حاکم اس سلطنت کے قواد کو مختل کرے  
 لیکس سلطان احمد شاہ یہ حشر سرکوب لشکر و آواں ہر طرح کی طرف گیا اور اُسے محاصرہ کیا اور یہ و جان  
 اور بہت جان سپاہ احمد شاہی کے خوف و ہیبت سے اماں طلب کر کے اُس سے حائل سلطان  
 ہوشنگ راہ سے مراجعت کر کے دھار میں آیا اور ابھی عرق دامت اور حالت کا اس کی پیشانی سے  
 خشک ہوا تھا کہ پھر ملک ایک حرکت تنبیہ کا ہوا وہ یہ ہو کر سنبھلا آٹھ سو چھپیس سوہی میں سلطان  
 ہوشنگ کو حصر سوہی کا احمد شاہ گوانی حالوارہ کے لحد کو سر پر چھپیس سوہی میں سلطان ہوشنگ کو حصر سوہی کا احمد شاہ گوانی حالوارہ کے لحد کو سر پر چھپیس سوہی میں سلطان  
 حالوارہ کا عرصہ سلطان ہوشنگ کے پاس باندھا گئے ملک ہو چکا اور حائل حلیہ نے ملک کے مارہ میں  
 سالہ حد سے زیادہ کر کیا ہوشنگ شاہ مقدمات سابق کو باطل و مہوش کر کے من لشکر کثیر رھا رہے  
 گوانی کی طرف متوجہ ہوا اور اُس ملک میں بہت حرانی ہو چکی اور سلطان احمد شاہ گوانی کو، چوہے  
 اس حصر کے اسکے، فتح کا عارم حارم ہوا اور حطیس کا ساما چوا اور راہ حالوارہ سے مدد بہ ہو چکی  
 سلطان ہوشنگ نے غور و نظر کی تلاوت کی ہمت مراجعت کی اور اس حصر میں نصیر جان فاروقی اس امر  
 کا قاصد ہوا کہ قلعہ تھا لکھو اسکے باب سے لے چوٹے ٹپے ملک اقتدار کو دیا تھا اسکے ہاتھ سے چھپیں کر پلے  
 لھر میں لاوے اور ح نصیر جان فاروقی سلطان ہوشنگ سے طالب ملک ہوا اُسے اپنے ٹپے  
 غریب جان کو متوجہ رہ رہا رسوا اس کی مدد کے واسطے بھیجا نصیر جان فاروقی اس کی اعات کے سبب  
 فائدہ تھا کہ لکھو سلطان یوسف کے احوال میں گیا سلطان احمد شاہ گوانی ان کی تادیب و تنبیہ کے واسطے روانہ ہوا



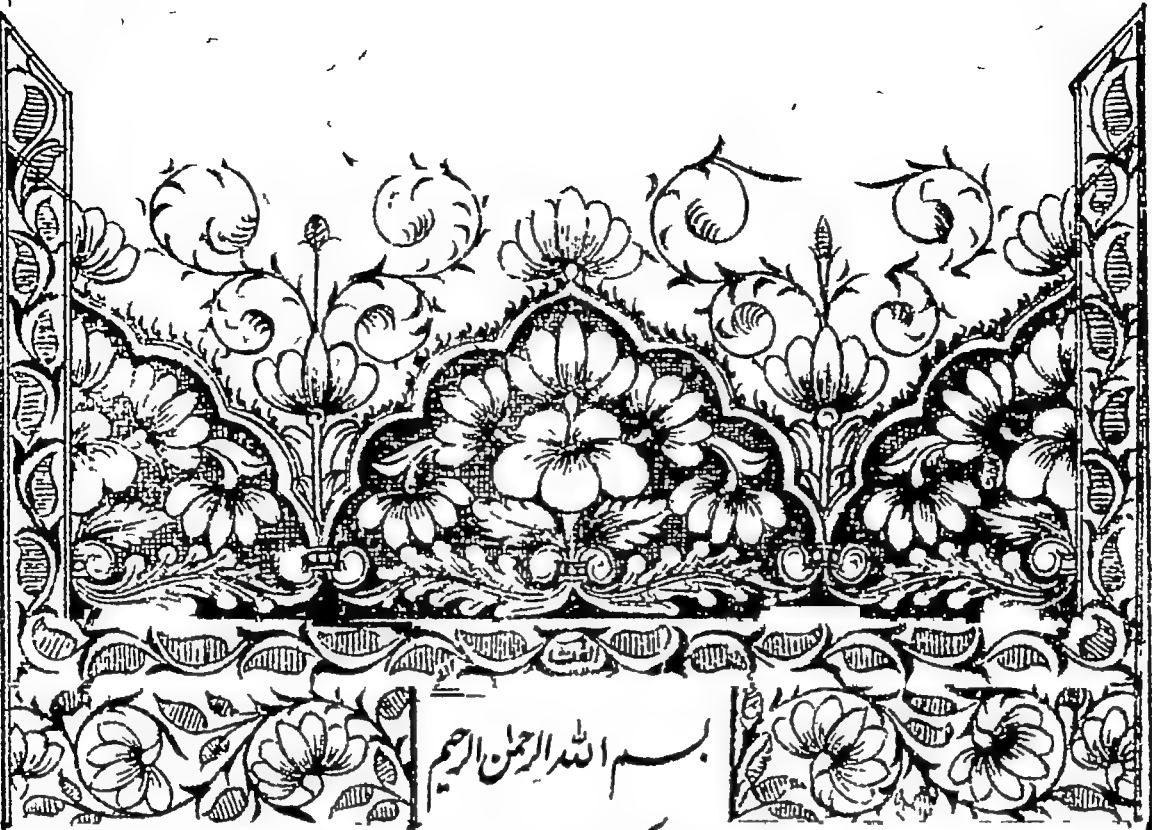
گجراتی کے درمیان عقد اخوت یعنی بھائی چارہ تھا وہ سامان جنگ درست کر کے اس طرف متوجہ ہوا سلطان ہونگ بھی بقصد جنگ قلعہ دھار سے برآمد ہوا اور شاہ آٹھ سو دس ہجری میں طرفین صفت آرا ہو کر نہایت مردی اور مردانگی سے جنگ میں مشغول ہوئے یہاں تک کہ سلطان مظفر اس معرکہ میں زخمی ہوا اور سلطان ہونگ گھوڑے سے گرا باوصف اس حال پر احتمال کے دونوں نے پائے شجاعت کو متزلزل نہ کیا حرب و ضرب سے دست زبردست باز نہ رکھے جو کہ فتح اور شکست کو کشش سے میسر نہیں ہوتی عالم غیب سے نسیم فتح سلطان مظفر گجراتی کے پرچم مراد پر چلی اور ہونگ بھاگ کر قلعہ میں پناہ لے گیا اور جب طاقت مقابلہ اپنے میں نہ پائی ناچار امان طلب کر کے شاہ مظفر گجراتی کے پاس حاضر ہوا اور اسی وقت سلطان نے اُسے مع امرا مقید کر کے حوالات میں سپرد کیا اور اپنے بھائی خان غلام نصرت خان کو قلعہ دھار میں مع جمعیت کثیر چھوڑا اور مالوہ کی سپاہ کو اپنا مطیع کر کے سالما غامنا گجرات کی سمت متوجہ ہوا اور نصرت خان ناگردہ کار نے جو اول سال رعایا کے مقدور سے محصول زیادہ طلب کیا اور بیلو کی اختیار کی اور سلطان مظفر گجرات میں پہونچ چکا تھا لشکر مالوہ نے فرصت پا کر نصرت خان کو قلعہ دھار سے نکال دیا اور چونکہ نصرت خان اس نواح میں توقف کر کے ولایت مالوہ سے نہ جاتا تھا اس سبب سے بچھا کر کے بعضے نہیں ماندوں کو ایذا بہت پہونچائی مگر نصرت خان شاہ مظفر کے خوف سے دھار کو چھوڑ کر قلعہ شادی آباد مندو میں کہ بروج سنگین اُسکے منطقہ البروج کے ساتھ لاف برابری کا مارتے تھے مقیم ہوا اور سپاہ نے موسیٰ خان کو جو سلطان ہونگ کا چچر بھائی ہوتا تھا اپنا سردار بنایا اور جب یہ خبر گجرات میں سلطان ہونگ کو پہونچی اُس نے غرضہ اپنے ہاتھ سے لکھ کر سلطان مظفر کی خدمت میں بھیجا اُس کا مضمون یہ تھا کہ آن خداوند جهان و جہانیاں فقیر کے بجائے باپ اور چچا کے ہوتے ہیں اور جو بات کہ بعضے اہل غرض نے معروض کی ہے خدا جانتا ہے کہ خلاف واقعہ ہے اور ان دنوں میں سنا جاتا ہے کہ امراے مالوہ نے خان غلام کی نسبت بے اعتدالی کی اور موسیٰ خان کو سردار بنایا اور وہ مالوہ پر متصرف ہو کر دم استقلال کا مارتا ہے اگر فقیر کو قید سے رہا کر کے ممنون احسان فرما دیں یقین ہے کہ وہ بلا و ہاتھ آویں سلطان نے ایک سال کے بعد اُسے قید سے رہا کر کے عہد نامہ لیا اور سرانجام جنگ درست کر کے ۸۲۱ھ آٹھ سو کہیں ہجری میں احمد شاہ کو سلطان ہونگ کی کمک کے واسطے رخصت کیا اور اُسے دھار اور اُسکے اطراف کو امرا کے تصرف سے برآوردہ کر کے اُسے سپرد کیا اور خود مراجعت کی اور سلطان ہونگ نے چند روز دھار میں مقیم رہا کی جب ایک جماعت خاصہ نخیل سے اُسکے پاس جمع ہوئی ایک شخص کو قلعہ شادی آباد مندو کی طرف ملکی تہالت کو بھیجا کہ اپنے پاس طلب کیا یہ خبر سنکر سب سردار و خوشحال ہو کر اُس کے خواہان ملازمت ہوئے لیکن جو عیال اور اطفال اپنے ہمراہ قلعہ شادی آباد مندو میں لیکے تھے اس سبب سے اُس کی خدمت میں حاضر نہ ہو سکے تھے لہذا سلطان ہونگ کچھ لوگ اپنے ہمراہ لیکر قصبہ دھار سے قصبہ مہر کی طرف گیا اور آتش جنگ شعلہ زن کی اور ہر روز ایک جماعت اُس کے ہمراہیوں سے زخمی ہوتی تھی اور کوئی تدریس پیش نہ جاتی تھی اس واسطے سلطان ہونگ نے صلاح اس میں دیکھی کہ وہاں سے کوئی کر کے ولایت کے بیچ میں قیام کرے اور قصبوں

اور پگنوں پر  
فخر عزت میں  
ہو کر لیکن  
اُسے بد  
پائی  
سیان  
سلطان  
اور  
انجام  
جا کر  
اور  
مستعار  
فیروز خان  
سے  
اور  
لیکن  
اور  
ہونگ  
خونگ  
ہونگ  
جاو اور  
بالغہ  
جرات  
اس  
سلطان  
کا  
نصرت  
غزنین  
تلقہ

ولایت مالوہ کو صلیب لایا اور دستِ معربِ حلیہ کو اس ملکیت کے اطراف و اکناف سے کوہاہ کیا جو کہ ہمیشہ  
 اُس کے دامنِ یہ خیالِ گدہ رہتا تھا کہ شادی آنا و مدد کو ایسا دارالملک ماؤں لکھنوی کبھی جا کر اُس کی تعمیر میں  
 کو شش کرتا تھا اور پھر دھار کو طوفِ مراحمت کرتا تھا اور سلسلہ آٹھ سو ایک ہجری میں سلطان محمود بادشاہ دہلی  
 کو جو دولتِ معاشقہ امیرِ حرم کے تجربات کی طرف معروضہ اور جو اور جب شاہِ مطہر نے سلوک اس کی مرسی  
 کے خلاف کیا اُس سے رنجیدہ ہو کر دھار کی سمت متوجہ ہوا جس وقت مالوہ کی سرحد پر پہنچا دلا ورحان  
 نے اپنے عہدِ رواقار اور امارت کو مستقل کیا واسطے پھر یہ حکم کیا کہ سرلِ نعلِ حق اور صیافت کرتے ہوئے لایں اور  
 لوازمِ خدمت بہترین دھ سے کمالا ورحان اور جب دھار سے آٹھ کوس دھار پہنچا دلا ورحان جو بھی مستقل کے  
 تہیہ میں ہوا اور پوشاک کے اپنے مایہ دلا ورحان سے اس امر میں راضی نہ تھا کہ اکثر مالوہ شادی آنا و مدد  
 کی طرف گیا اور دلا ورحان سلطان ناصر الدین محمود شاہ کی پیشانی کو روار ہوا اور اُن حضرت کو ماعزِ ہریم  
 تمام شہر دھار میں لانا اور تمام بقعہ اور خواہر اپنا سلطان کے ملاحظہ میں گدرا کر کہ تمام نقد و محسن حضرت کا  
 ہو اور سدہِ اعلام اور جمیع اہلِ حرم پر شہزادین ناصر الدین محمود شاہ بہت مسرور ہوا اور اُسے دھار سے میر و دیگر  
 امین سے حقد و کراحت بھی لگائی کو واپس دنا اور سلسلہ آٹھ سو چار ہجری میں محمود شاہ امرے دہلی کی مجلس  
 کے موافق دلا ورحان کو دواغ کر کے اس طرف مبعوث ہوا اور پوشاک یہ حضرت مایہ کی ملازمت کا عہد ہوا اس  
 تین سال کی مدت میں کہ پوشاک سدہ وین تھا ایک قلعہ سدہ اسکندریہ سے شلین تر پیر اور کاب سے  
 سامنے لگا اور اُسے ایسے عہدِ سلطنت میں تیاری کو پہنچا یا جیسا کہ اُنکی تعریفِ معربِ آئی پر اور جب  
 ناصر الدین محمود شاہ مر گیا اور دہلی کی سلطنت نے حلال تمام قبول کیا دعویٰ استقلال کا کہ کے بطور سلطانین  
 حلیہ مالوہ کا ہے نام پڑھا اور عزت و سراوردہ ایسا سرچ کیا مسعود کہ اسکا دادا و عور کا نامسدہ تھا بادشاہان  
 دہلی کی درگاہ میں صاحبِ حماہ ہوا اور اُنکا شیشا درجہ امارت کو پہنچا اور اسکا پونا کہ دلا ورحان غوری سے  
 مراد ہو وہ پیر و شاہ کے عہد میں ہمارے کنارے ہوا اور سلطان محمود سام کے عہد میں جب مالوہ جا کر میں پہلا  
 آداب ملک داری میں سلطانین کی روست اختیار کی اور مدت دراز جب خواہش دل میں کی اور مرستہ آٹھ سو  
 آٹھ ہجری میں اس جہاں فانی سے کوچ کیا اور نئے ملک میں لڑے گدرا کہ وہ پوشاک کی کو شش سے سو  
 ہوا مدت حکومت اُس کی میں سال تھی الٰہ میں سے کچھ اور چار برس سلطنت کی

### ذکر پوشاک بن دلا ورحان غوری کی سلطنت کا

اہلِ جان ایسے باب کے بعد مالوہ کی حکومت پر شہنشاہ ہوا اور طہرے عہدِ مدت اپنے نام لکھا کہ ایسے تہیہ  
 سلطان پوشاک ملک کیا اور اُس کو امیر و ن اور ررگون نے اُس سے بیعت کی اور قلعہ شیشی  
 اطاعت کا ریب گزشت کیا لیکن انکی مہمت سلطنت اور پیادہ دولت سے تنگ نہ آیا تھا کہ مجھ جہاں نے  
 کہ سلطان طہر جہاں کی کو پھر ہوئی کہ اہلِ جان غوری نے اپنے مایہ دلا ورحان کو طبع دینا کے سبب  
 رہبر دے کہ ملک لکنا اور اپنا پوشاک شاہ نام رکھا ہو چکہ دلا ورحان غوری اور ستا طہر



بسم اللہ الرحمن الرحیم

## مقابلہ پانچوان حکام مملکت مالوہ اور مندو کے بیانیہ

ناظرین پر یکم پر پوشیدہ نہ ہے کہ بلا مالوہ ایک مملکت وسیع ہو اور ہمیشہ حکام ذی شان اُس ملک میں رہتے تھے اور راجہ کے کبار اور رایان نامدار ایشل راجہ بکراجیت کے کہ مدار تاریخ ہندو اُسکی ابتداء کے سلطنت سے ہو اور راجہ بھوج وغیرہ اور علاوہ اس کے جو راجہ ہندوستان سے ہیں مالوہ کی حکومت پر امتیاز رکھتے تھے اور بعد سلطان محمود غزنوی کے جس کی وجہ سے اسلام ہندوستان میں شائع ہوا سلطانین دہلی میں سے سلطان غیاث الدین نے اس مملکت پر غلبہ پایا بعد اس کے سلطان محمد بن فیروز شاہ تہاک و مملکت بادشاہان دہلی کے تصرف میں رہی اور دلا درخان غوری نے کہ نام اصلی اُسکا حسین اور سلطان شہاب الدین سام غوری کے اولاد میں سے تھا بعد قتل سلطان محمد بن فیروز شاہ کے اس مملکت کی حکومت پر فائز ہو کر باستقلال سلطنت کی اور اس وقت سے حاکم مالوہ بادشاہان دہلی کی اطاعت سے سہراب ہوا اور گیارہ نفر نے جدا گانہ سلاطینہ ہوسو آنا سی بھری تک ایک نے بی دوسرے کی حکومت کی اور اُس عرصہ میں براہ سے چند سے سلطان بہادر اور جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہالون بادشاہ مالوہ کی حکومت پر فائز ہوئے منقول ہو کہ محمد شاہ بن فیروز شاہ نے ایک جماعت کو کہ جسے ایام فرار ہونے میں اُسکی ہمراہی اور رفاقت کر کے وفاداری کی تھی جب وہ سلطنت پر فائز ہوا علی قدر مراتب طریقہ رعایت و سلوک مسلوک رکھ کر سرفراز کیا چنانچہ خواجہ سہرورد کو خطاب خواجہ جہان دیکر وزیر کل کیا اور ظفر خان بن وجیہ الملک کو حاکم گجرات اور خضر خان کو حاکم ملتان اور دلا درخان غوری کو حاکم مالوہ کیا اور عاقبت الامر چاروں شخص صاحب سلطنت ہو کر شاہ ہوسے الفخری دلا درخان و چار میں مقیم ہوا اور بازو سے شجاعت اور رائے صائب کی قوت سے

دلا درخان کو کون  
اُس کے دہلی میں  
کوشش کرنا تھا  
بوجہ دولت معاف  
کے موافق کیا گیا  
نے اپنے عزیزوں  
اور خدمت ہتھ  
تیمیر میں ہوا اور  
کئی طرف گیا اور  
تمام سردھار میں  
بڑا اور بندہ ہوا  
اُس میں سے جس  
کے موافق دلا  
تین سال کی  
بنانے لگا  
نام الدین  
خطبہ مالوہ کا  
دہلی کی درگاہ  
مراد ہو فیروز  
آداب ملک  
آٹھ ہجری میں  
الپ خان  
سلطان ہوش  
اطاعت کا  
کہ سلطان  
زہر دے کر



کو اُس کے عقد میں درلایا اور بعد چار عرصہ کے اُس سے درگمان ہو کر اُسے قید کیا اور وہ وصیت کے وقت قید خانہ سے نکال کر ۹۹۹ھ کو سو سو اسی بھری میں ولایت گجرات میں گیا اور لشکر بہت ہم پہنچا کر قلعہ الدین خاں حاکم گجرات سے لڑا اور اُسے قتل کیا اور لوہرس کے بعد پھر احمد آباد گجرات پہنچا ہوا اور قلعہ اپنے نام پڑھا اور چوبیس ماہ تباہی کی اور جلال الدین محمد اکبر بادشاہ نے ۹۹۹ھ کو سو اکا نوے بھری میں میرزا عبدالرحیم ولد سیرم خاں ترکمان کو جس کا خطاب خانچا مان تھا اُس کے درجہ کے واسطے لے لیں کیا وہ تھوڑی مہلت سے احمد آباد کی طرف گیا اور شاہ مظفر کو جو ناگڈیو کی طرف بھاگتا یا اور پھر ارسر نو گجرات اکبر بادشاہ کے تصرف میں آیا اور اب تک وہ مملکت ہرشت آئیں اُس خاندان عالیہاں کے قلعہ میں ہو مظفر شاہ کی مدت سلطنت ہنگامہ تیرہ سال اور حیدر ماہ تھی غلط

لیکن ابھی تک میں نے اُس سے ملاقات نہیں کی ہو شیرخان فولا دی نے کہا کہ جہان عزیز ہوتا ہو تم جا کر حقوق خدمتگاری بجالاؤ اور علی الصبح خواہاں دھان کا شیرخان فولا دی کو پہنچا کر جو مظفر شاہ مندرزند محمود شاہ ثالث کا صحیح النسب نہ تھا اس واسطے میں نے اُس کو تخت شاہی سے اٹھا کر کمال دیا تاکہ میرزاؤں کو بلا کر تخت سلطنت پر شکن کر کے ملک گجرات اُن کے سپرد کر دوں یہ خط پڑھ کر شیرخان فولا دی نے سید حامد کے لشکر گاہ میں جا کر استفسار کیا کہ مظفر شاہ کے جلوس کے وقت اعتماد خان نے کیا کہا تھا سید حامد اور دیگر سادات نے جواب دیا کہ اعتماد خان نے قرآن مجید اٹھا کر قسم کھائی تھی کہ یہ فرزند سلطان محمود ثالث ہو اب اُس نے یہ بات عداوت سے لکھی ہو شیرخان فولا دی سید حامد سے رخصت ہوا اور انج خان حبشی کی فرودگاہ میں آیا اور کمان ہاتھ میں لیکر جس طور سے کہ ذکر اپنے آقا کی ملازمت کرتا ہو سلطان مظفر کی شرف ملازمت سے مشرف ہوا اور انج خان حبشی کے مکان سے سلطان کو سوار کر کے اپنے مکان پر لایا اور اُس کی خدمت گذاری میں قیام کیا اور اعتماد خان نے میرزاؤں کو بہروج کی حدود سے طلب کیا جب یہ پانچ چھ ہزار سوار لیکر احمد آباد میں پہنچے ہر روز ایک جماعت میرزاؤں کو مع مردم اختیار الملک کے حبشیوں کی جنگ کے واسطے بھیجتا تھا یہاں تک کہ رفتہ رفتہ مخالفت اور منازعت نے طول کھینچی اور اعتماد خان نے جب دیکھا کہ کوئی تدبیر پیش نہیں جاتی ہو اس واسطے عرض داشت جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے ملاحظہ میں بھیج کر گجرات کی تسخیر کی ترغیب کی اور اتفاق حسنہ سے اس وقت کہ ۹۸۵ھ نو سو اسی ہجری تھی جلال الدین محمد اکبر بادشاہ ناگور کی طرف تشریف لایا اور پیر محمد خان کو جو بہ خان کلان مشہور تھا مع جماعت کثیر امرائے نامدار سرودھی کی تسخیر کے واسطے بھیجا تھا اور جب پیر محمد خان راجہ سرودھی کی سرودھی سے زخمی ہوا جلال الدین محمد اکبر بادشاہ مسعود و اقبال پیر محمد خان کے لشکر گاہ کی طرف متوجہ ہوا اور اس وقت میں عرضیاں خوانین گجرات کی پہنچیں پھر وہاں سے بلا توقف گجرات کی غنیمت کی چنانچہ اس تفصیل سے جو اپنے مقام میں مذکور ہے روایات نصرت آیات اکبری پٹن گجرات کی طرف پہنچی شیرخان فولا دی کہ اس وقت احمد آباد کو محاصرہ میں رکھتا تھا اور اس ہو کر کسی طرف مغرور ہوا اور ابراہیم حسین مرزا اور بھائی اُس کے بروہا اور بہروج کی سمت راہی ہوئے اور اعتماد خان اور میرزا ابوتراب شیرازی اور انج خان حبشی اور جہاز خان اور اختیار الملک سلطان اکبر فلک آشیان کا احرام آستان باندھ کر دولت خواہوں کے سلک میں منتظم ہوئے اور شاہ مظفر نے شیرخان فولا دی سے جدا ہو کر انحضرت کی ملازمت میں حاضر ہو کر اختصاص پایا اور گجراتیوں کی سلطنت اور دولت نے رجب کی چودھویں تاریخ ۹۸۵ھ نو سو اسی ہجری میں زوال قبول کیا مملکت گجرات جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے مالک محروسہ میں داخل ہوئی اور اسی یورش میں قلعہ بندر سورت محمد حسین میرزا کے نصرت سے برآوردہ ہوا اور سلطان فلک آشیان مراجعت کے وقت جب نواح بہروج میں پہنچا والدہ چنگیز خان نے سلطان سے فریاد کی کہ میرے فرزند کو جہاز خان نے ناحق قتل کیا جلال الدین محمد اکبر بادشاہ نے جہاز خان حبشی کو کہ ملازم رکاب تھا قصاص فرمایا اور شاہ مظفر کو اپنے ہمراہ اگرہ کی طرف لے گیا اور جس وقت کہ منعم خان خاننجانان بنگالہ کی طرف جاتا تھا اُس کے سپرد کیا اور وہ اپنی بیٹی شہزادی غلام

کو اُس کے عقد  
وقت قید خانہ  
نطب الدین  
ہوا اور قلعہ  
اکالوس پڑ کر  
کے واسطے  
بنگالہ اور بھجرا  
خاندران عالی

کے قتل کی سی خوش دل اور مسرور ہو کر ولایت ہرورج اور سورت کی طرف اس بیت سے متوجہ ہوئے کہ اس صوبہ پر متصرف ہوویں اور اختیار الملک اور اربعہ حان لے اعتماد حان کے مکان پر چکر یہ بات کہی کہ ولایت ہرورج حاکم سے حالی ہو اور یہ بھی کہتے ہیں کہ میر رایان مذکور اس طرف متوجہ ہیں ہتھ پر کہ تمام امرا جمعیت کر کے ہرورج کی طرف روانہ ہوویں اور اس مقام کو اپنے قص و تصرف میں لاویں اور اس کام میں تامل اور تشاہل کو اپنی طبیعت میں ہرگز راہ مذہب میں کس واسطے کہ ہرورج اگر میر رایان کے تصرف میں در آوے گا پھر ہمایہ و دشواری سے اس حاکم کے تصرف سے برآوردہ ہوگا اعتماد حان لے اپنا آدمی شیر خان فولادی کے پاس بھیج کر صلح و بیعت لے اسی واسطے اتفاق کیا اور یہ قرار پایا کہ تمام اوج کے تین برس ہو ورنہ اول اربعہ حان مع حدیثاں ایک سرل کئے جاوے جب وہ اس سرل سے کچھ کرے اعتماد حان اور اختیار الملک اور امرا سے دیگر کہ رن دوسرا اس سرل میں روکش ہووے اور جب رن دوسرا اس سرل سے آگے ٹرے تیسرا اس کے شیر خان فولادی و دیگر امرا سے مراد یہ اس سرل میں قیام کرے اور سادات حان بحاری اپنی جگہ اور مقام میں رہے جب اس واسطے قرار کیا اربعہ حان اور جہاں حان و حبیب الملک مع حدیثاں تمام محمود آباد میں چوبیسے اعتماد حان متوجہ ہو لا و شہر سے ماہر حاکم یہ حریت فتح کی اربعہ حان اور اس کے باران ہوم یہ حریت اس کی طاعت پر گمان کر کے آپس میں کہنے لگے کہ ہم نے اس کے دشمن چنگیز خان کو حاکم بنا کر رکھنا تھا ہلاک کیا اور ہم سے لعاف کرنا ہو صلح یہ ہو کہ اس کی ولایت آپس میں تقسیم کر کے متصرف ہوویں چنانچہ قرار داد و بیعت ہو کر کے رہ گئے اور پگہ ملا و اور سورت پر گات پر تصرف ہوئے اس صورت میں میراؤں کو فرصت ہوئی کہ قلعہ حبیبیہ اور قلعہ مدد سورت اور دیگر مواقع پر فاصلہ ہتھے اور آخر حان جو قلعہ ہرورج میں قلعہ مند ہوا تھا میراؤں سے لڑا آخر کو امان چاہی اور قلعہ آن کے سیر و کر کے رآمد ہوا اور جب مردم لے جا کر گواہی کے شہر سے رآمد ہو کر اربعہ حان کے شریک ہوئے اربعہ حان لے جہاں حان سے کہا کہ جو سپاہی شہر سے رآمد ہو کر چارے پاس آئے ہیں مناسب ہو کہ اعتماد حان کے رہ گات میں سے اس حاکم کے واجب کے لیے جاگیر مقرر کریں جہاں حان نے کہا کہ جو کچھ اس جماعت کو دیتے ہو دو مجھے دو اور جو اس گروہ سے امید کی ہو دو مجھے دو تو میں نے اس کے ان قانون کے سبب اربعہ حان اور جہاں حان کے درمیان تنازع واقع ہوا یہو اعتماد حان و صف پکار جہاں حان کو کر و مرید سے فریاد کر کے اپنے پاس لے گیا اس سبب سے حدیثوں کی شرکت میں مدو عظم سے راہ پائی اربعہ حان حدیثی اور سادات حان ہماری شیر خان فولادی سے حائلے اور جب گورہ استقلال شیر خان فولادی کو حاصل ہوا سلطان مظفر فرصت اگر ایک روز رنسل (دعوت آداب کھڑکی سے رآمد ہوا اور رنسل استعمال عیادت پور کی سازش میں کہ قریب قلعہ سرکچہ پر اربعہ حان کے دائرہ لشکر میں پہنچا اور اربعہ حان اسے دیکھتے ہی شیر خان کی خدمت میں گیا اور یہ بات کہی کہ شاہ مظفر مدوں اس کے کہ مجھے پہلے اطلاع کئے تھے میرے لشکر گاہ میں آئی

یارون کو لے کر سوار ہوئے اور چنگیز خان کے دربار میں گئے اور جو ابھی لشکری اور ہوا دار اُس کے حاضر ہوئے تھے اُنہی کے پاس پہنچ کر ان کا دعا ہو چکی اور پیغام دیا کہ اشارہ کے موافق حاضر ہیں اور حبلی چوگان بازی کے واسطے چلیں اور چنگیز خان شراب صبح کو جس کو صبحی کہتے ہیں پیکر بدست اور سرخوش تھا ایک جوڑا کپڑا گرمی کا پہن کر تنہا مکان سے برآمد ہوا اور باتفاق حریفان و غا پیشہ میدان بہار کی طرف توجہ فرمائی جب تھوڑی راہ قطع کی اپنے خان حبشی جو چنگیز خان کے واپسی طرف اور جہاز خان بائیں سمت جاتے تھے اشارہ کیا کہ فرصت غنیمت ہے یہ سنتے ہی جہاز خان حبشی نے فوراً ایک ضرب شمشیر خود پر ایسی چنگیز خان کے رسید کی کہ ایک ہی وار میں سر اُس کا تن نازنین سے جدا ہوا اور لاش اس کی خون کی ندی میں غرق ہوئی اور وہاں سے جلو ریزا اپنے مکانوں میں جا کر جنگ پر مستعد ہوئے اختیار الملک بھی ان کی موافقت پر آمادہ ہوا اور رستم خان بھانجا چنگیز خان کا کچھ سے مع فوج آتا تھا لاش مامون کی ہاتھی پر ڈال کر بدون اُس کے کہ مکان پر لیجاوے بہر وجہ کی طرف روانہ ہوا اور او باں شہر نے دست تاراج مردم چنگیز خان پر دلاز کیا اور جب یہ تحقیق ہوا کہ رستم خان بہر وجہ کی طرف گیا اپنے خان حبشی اور اختیار الملک اور جہاز خان اور بھی امار قلعہ ارک میں کہ ساتھ بہدر کے شہر رکھتا ہے داخل ہوئے اور ایک خطا اعتماد خان کو سب نے لکھا حقیقت حال سے اطلاع بخشی اور اُسے احمد آباد کی طرف طلب کیا اور اُسی روز بہدر خان اور محمد خان پسران شیر خان فولادی تہذیب اور مبارکباد کے واسطے شہر میں آئے اور ہر ایک امرائے لشکر کے واسطے ایک گھوڑا پیشکش لائے اور اپنے خان اور جہاز خان حبشی نے امرائے مذکور کے ساتھ جاگیر از سر نو مقرر کی اور وہ اپنے پیکانوں کی طرف پلٹ گئے دوسرے دن شیر خان فولادی نے جاسوس بھیج کر خبر لی کہ مردم امرائے کوئی شخص محافظت کے واسطے بہدر میں نہیں رہتا ہے اس واسطے چنگیز خان کے قتل کی تیسری رات کو سادات خان کو کہ ایک امرائے شیر خان سے تھا مع تین سو آدمی بھیجا اور اُس نے آتے ہی دیوار قلعہ کی خان پور کی طرف سے بہدر پر مقابلت کی اور بعد چند روز کے اعتماد خان سلطان مظفر کو اپنے ہمراہ لیکر احمد آباد میں آیا اور جو قلعہ بہدر سادات خان کے تصرف میں تھا مظفر شاہ اپنے مکان میں مقیم ہوا اور قلعہ بہدر کی رہائی کے بارہ میں ایک خط شیر خان کو تحریر کیا مضمون اُس کا یہ تھا کہ قلعہ بہدر سلطان کا مکان ہے جب بادشاہ نووے ملازمین اور خواہوں کو لازم ہے کہ اپنے صاحب کے مکان کی محافظت کریں نہ یہ کہ خود اُس میں سکونت کر کے متصرف ہو وین اب کہ سلطان بنفس نفیس شہر میں داخل ہوا سادات خان کو فہمائش کر کہ قلعہ بہدر کو خالی کرے شیر خان نے اُس حقوق کی رعایت کے سبب کہ اعتماد خان نے اُس پر مبذول رکھا تھا اُس کے کہنے پر عمل کر کے فوراً قلعہ خالی کیا اور مظفر شاہ نے اپنے مکان میں جا کر استقامت فرمائی درمیان اس حال کے مجبورون نے خبر ہو چکی کہ میرزایان ولایت مالوہ سے بھاگ آئے اور راستہ میں جب خبر چنگیز خان

کے قتل کی خبر ہوئی  
ہوئے اس سے  
یہ بات کی کہ ولایت  
ہیں بہتر ہے کہ تمام  
نصف میں لاویج  
کہ ہر وجہ اگر میرزا  
نصف سے برآ  
نے اسی راہ  
مبشان ایک  
ارے دیگر کہ  
بے تیسرا  
باری اپنی جگہ  
مع حبشیان تمام  
اور اُس کے  
دشمن چنگیز خان  
میں تقسیم کر  
پر گناہت بقصر  
اور دیگر موافقت  
آکر امان چاہا  
برآمد ہو کر اپنے  
ہر ہارے  
کے لیے جاگیر  
سے امید کی  
درمیان تانے  
اس سبب سے  
فولادی سے  
روزی قبل از غزوہ  
تقسیم سرکج  
میں کیا اور یہ

احوال اُن کا بخیر اکبر بادشاہ کے صحن میں مدکور ہو القصد جب ان خان اور جہار خان اتفاق شاہ مظہر ولایت  
کا تہ کی طرف کد عمارت کچھار اور سپر آب مندری سے ہی ہو چکے ہست دن انتظار کھینچتے رہے کہ  
شاہ ایدہ خان خود آئے یا اپنے بیٹے شیر خان کو بھیج کر مظہر شاہ کو لے جاوے جب اس سے صلہ  
ظاہر ہوئی سلطان مظہر کو ہمراہ اسے دو گز پور کی طرف لے جا کر ایدہ خان کے سپرد کیا اور  
بعد چدر در کے ایدہ خان سے اسے سپاہیوں کے واسطے عرصہ طلب کیا ایدہ خان نے  
جواب دیا کہ میری جاگیر کا معاملہ سب چٹا ہو کر جس قدر ہوا ہر سال کیا صرف ہوتا ہوا ہر پھر شہر میں ہر  
کو کسی شخص سے قرض لیکر دیا جاوے اس سب سے ایدہ خان عشی اور امر ایدہ خان سے  
آوردہ ہوئے چنگیز خان نے اس امر پر اطلاع پائی حلیہ استالیت ہر ایک کو بھیجا کہ اسے حدود طلب  
کیا ایدہ خان اور جہار خان اور سیف الملک اور بھی عشی ایدہ خان کی ملا عمارت معبر آباد کی طرف  
متوجہ ہوئے اور وہاں سے اختیار الملک کو اتاری سے ملاقات کر کے اتفاق ایک دیگر احمد آباد کی  
سمت عارم ہوئے جب جوں کا کر یہ پر خوشہر کے قریب ہی ہوئے اور اس تبدل کرنے کے  
واسطے سلطان محمود کے بلع میں وکوش ہوئے اس درمیان میں چنگیز خان اُن کے استقبال کو روانہ  
ہوا اختیار الملک اور ایدہ خان اور حشیاں کو بلع میں دیکھا ان کی تسلی اور دلجوئی کی ایدہ خان اور  
جہار خان کو لے کر تمام عالم اور عالیاں پر روش اور ہو چکا ہر ایک سب سلطان محمود کے غلام اور حلیہ داد  
ہیں اگرچہ دولت لے ہم میں سے ایک کی طرف انتقال پایا ہو لیکن سب میں ہرگز فرق نہیں ہوا  
اور ملاقات میں رعایت اس سبب کی چاہیے کہ منظور رہے مناسب یہ کہ مدہائے سلطان سے  
چند لکھ تخون لے کر یہ خدمت کے باعث امتیاز پایا ہوا اور اب اس مجلس میں حاضر ہیں میں  
جس وقت ملاقات اور سلام کو آدیں امداد و ہن کہ در مان کسی کو ایدہ خان ہو دین چنگیز خان سلطان  
مقام یہ امر قبول کیا اور امر کیا کہ ہر وہ لے کر شہر میں آنا اور مکان عالی کر کے اُن کے سپرد کیے  
اور بعد چندے ایک غمر نے انگریز خان کو صحر کی چنگیز خان تھے اور جہار خان کو تیجہ مر سے ملاک  
کیا چاہتا ہو اور قرار دیا ہو کہ تین میدان جو مکان میں بنا کر ہنگام عیادت چورنگ کر کے اگر  
کل وہ تالاب کا کر یہ کی طرف چوگان ماری کو گیا کچھ خوف ہیں ہر کس واسطے کہ وہاں صحرا وسیع  
ہو ہر طرف صحاک سکوٹے اور جو میدان ہمدردین حوراک کے نام سے ہو گیا یقیناً حوراک کام مشکل ہو  
وہ وہاں اپنا ارادہ ظہر میں لاوے گا اور ابھی حاسوس میں تھیں کلام سے قانع ہوا تھا کہ چنگیز خان  
کا فرسودہ اپنا اور بعد دلع کے یہ مقام دیا کل چنگیز خان میدان ہمدردین جو مکان ماری کو جاوے گا  
م بھی صبح کے وقت حاضر ہوا ایدہ خان یہ صر سکے متروک اور مضطرب ہوا اور سوار ہو کر سیف الملک  
عشی کے مکان پر گیا اور وہاں حاکم جہار خان اور رشیدی در شاہی اور بھلا ارخان اور دو تہیدہ خان  
کو بلا کر یہ راز ظاہر کیا اور بعد رد و مل اور گھسکے دوار سکون نے یہ تحریر کی کہ پہلے سبقت اور  
پیشدہی کر کے چنگیز خان کو مل کیا جاسے عرصہ کہ دوسرے دن ایدہ خان اور جہار خان عشی لپے

کی طرف راہی ہوئے اور چنگیز خان نے فتح غیبی کے مشاہدہ سے نہایت مسرور اور مخطوط ہو کر  
 مہوہ میں نزول کیا اور دوسرے دن فجر کو انخ خان اور جہاز خان اور حبشیان شاہ مظفر کو لیکر کابلور  
 کے دروازے سے برآمد ہو کر بیرپور اور معمور آباد کی سمت روانہ ہوئے اور مظفر شاہ کے  
 برآمد ہونے کے وقت چنگیز خان احمد آباد میں در آیا اور اعتماد خان کے مکان میں قیام کیا اور  
 شیر خان فولادی نے جب قصبہ کری کے اطراف میں یہ خبر سنی چنگیز خان کو یہ پیغام بھیجا کہ یہ تمام  
 ولایت اعتماد خان کو سلطان کے مصارف ضروری کے واسطے چھوڑی گئی تھی اب جو تم تنہا اس  
 متصرف ہوئے ہو آئین مروت اور رسم فتوت سے بعید ہو اس کے بعد خود بھی مع جمعیت بسیار  
 کوچ کر کے احمد آباد کی طرف متوجہ ہوا چنگیز خان نے دیکھا کہ اس وقت میں لڑنا لائق نہیں ہے  
 اقرار کیا کہ جو ریاست دریائے صابر متی کی اس طرف ہے تمہارے تعلق رہے اس سبب سے بعض  
 پوروی احمد آباد کے مثل عثمان پور اور خان پور کے بھی شیر خان کے متعلق ہوئے اور چنگیز خان  
 میرزایان موصوف سے نیک خدمتی اور حسن سلوک کے سبب باغراز و تکریم پیش آیا اور میلان محمد شاہ  
 ولد میران مبارک شاہ جو فتح اول میں دلیر ہوا تھا ملک گجرات شاہ سے خالی پا کر امر کی مناعت  
 اور مخالفت کو نعمت عظمیٰ تصور کر کے اس ملک کی تسخیر کے واسطے مع لشکر روانہ ہوا اور احمد آباد  
 سبک باگ اشہب عزیمت کی نہ روکی اور چنگیز خان میرزایان کے بالفاق عازم جنگ ہو کر شہر  
 سے برآمد ہوا اور بعد جنگ میران محمد شاہ نے شکست پائی پریشان اور بے سامان ہو کر اسیر  
 کی طرف گیا اور جو فتح میرزایان کے حسن تردد سے واقع ہوئی تھی چنگیز خان نے ان کی دلجوئی  
 کر کے چند پرگنہ معمور اور آباد سرکار بہر وجہ سے ان کی جاگیر مقرر کی اور انھیں واسطے اس کے  
 کہ سامان اور استعداد بہم پہنچا دیں جاگیر کی طرف رخصت دی اور میرزایان موصوف جب اپنی  
 جاگیر میں گئے مردم او بائش اور واقعہ طلب ان کے پاس فراہم ہوئے اور شرف الدین حسین میرزا  
 کہ خواجہ عبید اللہ احرار کی اولاد سے تھا اور داماد جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہایون بادشاہ کا ہوتا  
 تھا جلال الدین محمد اکبر بادشاہ سے روگردان ہو کر میرزایان سے جاملتا اس واسطے جاگیر نے ان  
 کے خج پر وفانہ کی بعض محالوں پر چنگیز خان کی بلا اجازت متصرف ہوئے اور جب یہ خبر چنگیز خان  
 کو پہنچی تین ہزار حبشی اور پانچ ہزار گجراتی ان کے سر پر تعینات فرمائے اور میرزایان نے چنگیز خان  
 کی فوج کو شکست دے کر کچھ آدمیوں کو تہ تیغ کر کے تعاقب کیا اور ایک جماعت حبشی اور گجراتی کو  
 جو دستیاب ہوئی تھی انہیں جو خر و سال اور بے ریش تھے خدمت حضور کے واسطے بنگاہ رکھے اور جو کہ  
 جو ان ریش دار تھے تیر ان کی ناک میں کر کے اور مشکین باندھ کر ایک حلقہ لکڑی کا ان کے گردن  
 میں ڈال کر نہایت اہانت سے چھوڑ دیا اور جب ایسا کیا سمجھے کہ چنگیز خان خود ہمارے مقابلہ کو آجیگا  
 علاج واقعہ پیش از وقوع عمل میں لائے یعنی چنگیز خان ابھی اپنے مقام سے نہ ہلا تھا کہ یہ ولایت  
 برہان پور کی طرف متوجہ ہوئے اور وہاں بھی دست انداز ہو کر ولایت مالوہ کی طرف گئے اور باقی

حوالہ ان کا محمد اکبر بادشاہ  
 کا تہ کی طرف کر عباد  
 شاہ اعتماد خان خود آ  
 ناہر نوئی سلطان مظ  
 بعد چند روز کے  
 جواب دیا کہ میری  
 کسی شخص سے تو  
 آزد رہے ہوئے  
 کابلخ خان اور  
 متوجہ ہوئے اور  
 سمت عازم ہو  
 اسے سلطان محمود  
 ہا اختیار الملک  
 جہاز خان بے کے  
 ہیں اگرچہ دولت  
 اور ملاقات میں  
 چند نفر جنھوں  
 میں وقت ملاقات  
 نام یہ امر قبول  
 اور بعد چند  
 کیا چاہتا ہے اور  
 ل وہ مالاب کا  
 ہر طرف بھاگ  
 وہ وہاں اپنا اراد  
 کا فرستاد آیا اور  
 کی صبح کے وقت  
 حبشی کے مکان  
 کو ہا کر یہ راز ظاہر  
 چنگیز خان کے

تو جس کا کہنے پر عایا بیان تک کہ تھانیس کے حدود میں گیا اتفاقات سے اُن دنوں یہ سر  
 پہنچی کہ میران محمد شاہ فاروقی ولد میراں مبارک شاہ مع قتال خاں حاکم رار کی جنگ کو آج  
 اور جنگ میں خان نے اپنا لشکر اُس مقام میں کر نشیب و قرار اور باہواری ستار رکھنا تھا امارا اور  
 طرف کر میں ہوا رنجی اُس طرف آراہوں میں ریختی تھی اور محمد شاہ اور قتال خاں اُس کے مقابل  
 صف آرا ہو کر عورت آفتاب تک ایسا دور رہے جنگ خاں اپنے دائرہ سے ماہر آیا اور اُس  
 عورت اور رنجیت کی شامت سے حوس میں رکھنا تھا اُس طرح کا خوف دھڑس اُس پر غالب ہو کر رات  
 کو عین تھامی لشکر بھاگ کر ہروج کی طرف گیا اور محمد شاہ فاروقی نے عیبت دست و شتاب کر کے  
 بدر مار تک پہنچا گیا اور رگہ پر تصرف ہوا اور اس عرصہ میں سلطان محمد میرا کے بیٹے کا چھوٹے  
 اور اسانی اُن کے یہ چن محمد شیش میرا مستوداع تعمیر را حسین ثمر را مستودع حسین میرا شاہ میرا  
 سس کے سب حلال الدین محمد اکرم بادشاہ کے خوف سے مسلسل سے حاکم کر مالوہ کی طرف گئے  
 اور حب لشکر حلال الدین محمد اکرم بادشاہ کا سہلے سو پختہ پوری میں مالوہ کی طرف متوجہ ہوا یہ باچار  
 اور لا علاقہ ہو کر جنگی خان سے ملحق ہوئے جنگی خان نے اپنی تقویت کے واسطے انھیں مانا  
 امرائے سلطان مغل کی سلک میں منتظم کیا اور چند پر گئے اسی ولایت سے انھیں دیئے اور  
 اُسی سال باقاعدہ میرا بیان مذکور اہتمام خان کے سر پر لشکر لکھی اسلئے ملا حاکم قصبہ رودھ  
 پر متصرف ہوا حب محمد آباد میں ہو گیا اہتمام خان کو بیغام بھیجا کہ اُن کو اور مالیاں پر ظاہر اور  
 ماہر ہو چکر کا بعض جہلی اور سب تحقیق شکست کھا میرا کا تیرے علاقے سے چوکس واسطے  
 کہ اگر ہمارے ملک کے واسطے توجہ آتا یا ایک جماعت کو بھیجتا اصلاً عار وار اس عار پر  
 میٹھا اور اب فقیر تہیت اور مبارک بادشاہی کئے کو احمر کما دلی طرف متوجہ ہوا اور یقین ہو  
 کہ اگر تم ستر میں رہو گے ایک جماعت اور رراع ظاہر آوے گی ہتر ہو کہ شل اور امرا اپنی  
 جاگیر پر جا کر سکوت اختیار کر دو اور دست و تصرف سلطان کو قوت و دولت ملک موروثی میں جس  
 طور سے طلبے دست تصرف دراز کر کے اہتمام خان نے پیغام پہنچے سے پیشتر سلطان عظیم  
 لشکر کیا تھا یہ پیغام پہنچا شاہ مغل کے سر پر چتر ملد کر کے باقاعدہ سادات خاں کھاری  
 اور اختار الملک اور ملک استرف اور اہتمام خان اور جارجان عشی اور سیف الملک تہرے  
 رآمد ہوا اور مومن کاوری میں جو محمد آباد سے چھ کوس پر طریں کا ساما ہوا اور معدف جنگ  
 آراستہ ہوئیں حسب لظاہر اہتمام خان کی جمع جنگی خاں پر پڑی اور سالتین میں بھی میرا اُن کی  
 شامت اور مردانگی میں تھی اس واسطے ہر ایک دلیر معرکہ نہر کو فاضل اور لوح تصور کر کے  
 ملا حاکم دو گروہ کی طرف معرود ہوا اور امرائے دیگر اہتمام خان پر آفرین کر کے ہر ایک  
 نے ہر ایک طرف راہ قرار مالی سادات خاں کھاری ولقد کی سمت اور اختار الملک  
 معرود آباد کی طرف گئے اہتمام خان اور جارجان مع سپاہ سلطان مغل کو ہرا دے کر احمد آباد

کو شاہ محمود کا بیٹا مشہور کیا یہ کہ کیا بات ہو اور تو اس کے دربار میں بیٹھتا ہو اور تیرے ہی لوگ اُس کی نگہبانی کرتے ہیں اور جب تو دربار میں نہیں آتا کوئی شخص اُس کے سلام کو نہیں جاتا ہو اور اگر فی الواقع وہ فرزند سلطان محمود شاہ ہو پس تو بھی مثل تمام امرا اور خاصہ خیل کے اُس کی خدمت میں حاضر رہ اور جس وقت اور امرا دربار میں بیٹھیں تو بھی بیٹھ اعتماد خان نے جواب دیا کہ میں نے بروز جلوس بزرگوں کے سامنے قسم کھائی ہو کہ یہ بیٹا محمود شاہ کا ہو اور بزرگوں نے میرے قول کا اعتماد کر کے تاج شاہی اُس کے سر پر رکھ کر بیعت کی ہو اور یہ جو تو کہتا ہو کہ اُس کی مجلس میں تو کیوں بیٹھتا ہو بسبب اُس کا یہ ہو کہ میری قدر و منزلت سلطان جنت آشیان کے نزدیک سب سے زیادہ تر تھی اور تو اُس زمانہ میں طفل صغیر تھا تیرا باپ عماد الملک شاہی اگر زندہ ہوتا وہ اس بات کی تصدیق کرتا اور یہ جو ان کہ جسے تخت سلطنت پر جلوس کر کے زیب و زینت بخشی ہو میرا اور تیرا ولی نعمت ہوتا ہو تیری خیریت اسی میں ہو کہ سر اُس کی خدمت گزاری سے نہ پھیرے اور جس طور کہ تیرا باپ خدمت اُس کے والد ماجد کی کرتا تھا تو بھی اُس کی خدمت اپنے ذمہ بہت پر واجب و لازم جا کر ہمہ تن مصروف رہے تو پھل مراد کا درخت امید سے حاصل کرے الغرض شیر خان فولادی نے اس سوال و جواب سے اطلاع پائی اور چنگیز خان کو ایک خط لکھا خلاصہ مضمون اُس کا یہ تھا کہ تم چند روز پانٹون و امن صبر میں کھینچو وزیر کے ساتھ طریق مدارا ہاتھ سے نہ دو اور بے تقریب مسند عالی کے ساتھ اظہار مخالفت نہ کرو لیکن جو چنگیز خان طبع کا دانت قصبہ برودہ پر لگائے ہوئے تھا اس نے یہ امر قبول نہ کیا اور اعتماد خان کو یہ پیام بھیجا کہ آدمی بہت میرے پاس فراہم ہوئے ہیں اور یہ ولایت محقر جو میرے تصرف میں ہو ساتھ اس جماعت کے کفایت نہیں کرتی ہو چونکہ حل و عقد تمام مملکت اُس مسند عالی کی رائے خیر آثار کے مفوض ہو لہذا اس بارہ میں فکر فرماوین اعتماد خان نے چاہا کہ ہم اس کو حکام بہان پور کے ساتھ منازعت میں ڈالیں تاکہ برہان پوریوں کے خوف سے اس طرف کا ارادہ نہ کرے اس واسطے اس نوشتہ کے در جواب لکھ بھیجا کہ قصبہ نذر بار ہمیشہ امراے گجرات کے تصرف میں رہا اور جن ولوں میں کہ سلطان محمود قلعہ آسیر میں باتفاق میران مبارک شاہ رہتا تھا میران مبارک شاہ سے وعدہ کیا تھا کہ اگر حق سبحانہ تعالیٰ باگ فرمادہی ممالک گجرات کی میرے دست اقتدار میں سپرد فرما دے گا تو قصبہ نذر بار تجھے انعام فرماؤں گا غرض کہ اس کے بعد جب سلطان شہید نے تخت جہان نائی پر جلوس فرمایا ایفائے وعدہ کے واسطے کہ بزرگوں پر فرض عین ہو قصبہ نذر بار میران مبارک شاہ کو دیا اب سلطان کہ درجہ شہادت میں پہنچا اور میران مبارک شاہ نے بھی رحلت کی صلاح یہ ہو کہ تم مع اپنی جمعیۃ کے جا کر قصبہ نذر بار پر جلد تر متصرف ہو کر زائد وظیفہ سمجھو اور آئندہ تمہارے بارہ میں فکر معقول کی جاوے گی چنگیز خان فریب کھا کہ فوج کی فراہمی میں مشغول ہوا اور مسکے نوسو چوہتر ہجری میں بکوج متواتر اُس طرف روانہ ہوا اور قصبہ نذر بار پر متصرف ہو کر



تمام ملک اس پر و میان قسمت کر کے کمال معرولی ہم بود بجائی اور ولایت ٹپن پر گم گئی تک موسیٰ جان  
 اور شیر خان ولادی کے قس و تصرف میں آئی اور رادمن پورا اور تر وادہ اور میر جوہر وادو دیگر برکت  
 پر فتح ماں بلوچ متصرف ہوا اور جو پگنے کو اک مبارستی اور ہمدری کے درمیان واقع تھے  
 احتیاد و حال اُن پر متصرف ہوا اور سردر سورت اور مادوت اور جو آما حنیایہ جنگیر جان س عباد الملک  
 علام ترک کے پاس رہا اور رستم خان کہ کھاکا جنگیر جان کا مختار روح پر متصرف ہوا اور دلتہ اور  
 دودھ سید سراں ولد سید سارک کھاری کی جاگیر میں مقرر ہوا اور قلعہ ماکڑہ اور سورت کو  
 امیں جان جوہری اپنے قلعہ میں لانا اتفاق امرائے گجرات سے کیا رہ کش ہوا احتیاد و حال  
 سلطان مظفر کو اپنا قیدی حاکم تھا اسے دربار کے دروہ خلق کے دکھانے کو تخت پر بٹھا کر خود  
 اس کے پیچھے بیٹھا تھا اور امر اسلام اور محمد کے حاکم ہوتے تھے اور حب جدر و راس و دیرو  
 پر گم رہے جنگیر جان اور شیر خان ولادی سلطنت کی جمیعت اور مبارک دے واسطے احمد آباد میں  
 آئے اور بعد ایک سال کے فتح خان سے لحد قرب و حوار جاگیر کے ولادیوں سے عداوت  
 اور مخالفت ہم پہنچی ملک اُن کے درمیان واقع ہوئی اور فتح خان شکست پاکر احتیاد و حال کے پاس  
 گیا اور فتح خان اس حرکت سے بدیش میں آیا اور شکر ذرا ہم کر کے شکست تمام تر ولادیوں کی سرنگیا  
 اور ولادی قلعہ ٹپن میں قلعہ مدہو نے اور اپنی حرکت سے مادم اوریشاں ہو کر فتح پیش آئے کہ فتح خان  
 نے مدرائن کا قبول کیا اور معاہدہ بین کو شکست کی حب کام اعدا جان ولادی پر تنگ ہوا و اعدان  
 خود ملل اس حاجت کے فتح ہو کر موسیٰ خان اور شیر خان سے کٹنے لگے کہ جس وقت یہ ہمارا  
 عرصہ نکسا قبول میں کہتے تو سوائے اڑھارے کے اور چارہ بین ہر پھر قریب پاسو آدمی ایکارگی قلعہ  
 سے راکہ ہوئے اور موسیٰ خان اور شیر خان ولادی بھی اپنے ہمراہیوں کو لیکر کہ وہ بین ہر رات تھے  
 ناچار ماہر آئے اور احتیاد و حال سے شکست گجرات تیس ہزار سے رادہ تھا میدان میں اگر صعب آرا  
 ہوا ولادیوں نے احتیاد و حال کی طرح خاص پر تاحت کر کے مہر کیا حاجی خان بیسی سلیم شاہ س  
 شیر شاہ کا عظام کو عہدہ فتح احتیاد و حال سے تھا شاہگ کر ولادیوں کے پاس گیا ولادیوں نے ہرجاں  
 کو بیام کیا کہ حاجی خان ہمارے پاس آیا اس کی جاگیر اس کو دگداشت کر داحتیاد و حال نے اُن کی  
 اٹاس پیراہ کی اور یہ جواب دیا کہ ہمارا تو کہ تھا صاحب شاہگ تھا اس کی جاگیر کیون دی جا ہیہ بیہی جان  
 اور شیر خان جمیعت کر کے حاجی خان کی جاگیر پر حاکم قلعہ چھتاہ میں میم ہوئے اعدا و حال  
 کیتروا ہم کر کے اُن کے معاملہ کو گیا اور چارہ ماہ مقابلہ میں پڑے رہے آخر ملک کی بخت آئی  
 اعدا و حال اس مرتبہ بھی شکست کھا کر ہمدین جنگیر جان کے پاس گیا اور اُسے مدد اور ملک  
 کے واسطے لایکین صلاح ملک بین مدیعی صلاح کی اور حاجی خان کی جاگیر و گداشت کر کے احمد آباد  
 گیا اور جنگیر جان نے بھی دم استقلال سے ماکڑہ و حال کو بیام دیا کہ ہم اس درگاہ کے حاکم واد  
 ہیں و تمام اور حرم و اطلاع رکھے ہیں شاہ محمود شاہ ثالث و رادہ بین رکھتا تھا اب حواس لڑکے

## ذکر سلطان احمد شاہ گجراتی کی سلطنت کا۔

جب سلطان محمود شہید ہوا اور لاؤلد تھا اعتماد خان نے آتش فتنہ و فساد کی تسکین کی واسطے رضی الملک نام ایک خرو سال کو جو سلطان احمد شاہ ثانی کی اولاد سے تھا باتفاق میران سید مبارک بخاری اور دوسرے امرا کے تحت شاہی تہنیکن کر کے سلطان احمد شاہ خطاب دیا اور اعتماد خان نے ہمت ملکیت ساتھ اپنے رجوع کر کے اسم شاہی کے سوا کوئی شے اس کے اختیار میں نہ چھوڑی اور جب پانچ برس اسی طور پر گزرے شاہ احمد شاہ بیتاب ہو کر احمد آباد سے سید مبارک بخاری کے پاس جو امراے کبار سے تھا گیا بدین تقریب موسیٰ خان خولادی اور سادات خان اور عالم خان لودھی اور اعظم خان مالوہی اور بھی آدمی اس کے پاس جمع ہوئے اور اعتماد خان باتفاق عماد الملک پد چنگیز خان اور انخ خان اور جہاز حسن جشی اور اختیار الملک اور امراے گجرات کے مع تو بخاند سید مبارک خان کے سر پر گیا اور وہ اگرچہ اعتماد خان کی نسبت جمعیت کم رکھتا تھا لیکن معرکہ قتال کو آراستہ کیا اور اس درمیان میں ایک گولہ توپ کا سید مبارک کے لگا کر اس کے صدمہ سے ہلاک ہوا اور سلطان احمد شکست کھا کر بھاگا چند روز صحرا اور جنگل میں سرگردان رہا اس صورت میں عماد الملک اور تاتار خان غوری اعتماد خان کے مکان پر آئے اور توپیں لگا کر فیر کین اعتماد خان تاب مقابست نہ لاکر پال کی طرف جو محمد آباد جینا نیر کے نواح میں ہو گیا اور جمعیت مکر کے قریب تھا کہ پھر آتش جنگ شعلہ زن ہو لوگوں نے درمیان میں آنکر صلح کروائی اور امر و کالت بدستور سابق اعتماد خان کے سپرد کیا اور ولایت بہروج اور محمد آباد جینا نیر اور ناووت اور بھی پرگنات جو آب ہندری اور زبدہ کے درمیان تھے عماد الملک کی جاگیر قرار دی اور مواری ایک ہزار اور پانسو سوار کی جاگیر خاص سلطان احمد کے واسطے مقرر کی سلطان احمد کبھی بے عقلی اور نادانی سے اپنے ہمدون سے اعتماد خان کے قتل کے بارہ میں مشورہ کرتا تھا اور مقتضائے خرد سالی تلوار سے درخت کیلہ کو دو ٹکڑے کرتا تھا اور کہتا تھا کہ میں اعتماد خان کو بھی اسی طریق سے دوڑکا لہ کروں گا جب اعتماد خان اس حقیقت حال سے آگاہ ہوا پیش دستی کر کے ایک رات کو اسے قتل کیا اور لاش اس کی دیوار قلعہ سے وجیہ الملک کے مکان میں پھونک کر مشہور کیا کہ سلطان احمد لوندی کے واسطے وجیہ الملک کے مکان میں در آیا تھا نادانستہ مارا گیا بدست اس کی حکومت کی آٹھ برس تھی :

## ذکر سلطان مظفر بن محمود شاہ گجراتی کی شاہی کا۔

آخر ۵۵۹ھ نومبر ۱۱۶۷ء ہجری میں اعتماد خان نے ایک رات کا امراے گجرات کی مجلس میں لا کر قسم کھائی کہ یہ بیٹا سلطان محمود شاہ کا پیرمان اس کی جس وقت حاملہ ہوئی شاہ نے اسقاط حمل کو میرے سپرد کیا جو حمل سے پانچ مہینے گزرے تھے میں نے اس امر پر قیام نہ کیا پس امرا نے جو اور چارہ نہ جانتے تھے

۱۲۰۰ھ نومبر ۱۱۶۷ء ہجری میں بیٹا کا

تاریخ ملکت اور شیرخان پرتغ خان احمد خان اور عالم ترکہ دند و قہ سہ امین خان سلطان مظفر اس کے پرتغزے اُس کے اور اور مخالفت گیا اور عماد الملک اور خولادی تو نے عذر راا خرد مسل اس عذر و انکسار سے برآمد ہو ناچار باہر آ ہوا اولادوں شیر شاہ کا غلام کو بیٹا کیا کہ عماد الملک پیرمان اور شیرخان محمود شیر شاہ کے اعتماد خان اس کے واسطے لا گیا اور چنگیز خان بن تمام امور

اس بخت کے سر پر گئے اور وہ کا فرمت ایسے سر پر چڑھتا ہوا تھا کہ اس کو ساتھ لیے ہوئے تھا  
ہوا اور دلبران محکمہ کے حملہ اول میں اس کو خاک حواری پر گرانا اور سر ملن حال لے اس میں دولت  
کو نہ کر ڈالا پھر اس کی ٹانگ میں سی ماہر حکمران کی کوچہ میں کھینچتے پھر سے سلطان محمود کی مدت  
سلطنت اٹھارہ سال سے کچھ اور بچی اتفاق سے سلیم شاہ سے شیر شاہ ماہ شاہ دہلی اور نظام الملک  
نوری حاکم احمد نگر بھی اسی سلسلہ میں سو اسٹھ سو ہی میں قتل آنحضرت ہوئے چنانچہ میرے والد مولانا  
علامہ علی ہمدانی شاہ نے ان کی وفات کی تاریخ میں چند اشعار کے ہیں

سہ حسرت رار وصال آمد سکر	کہ ہمدان وصل شان دہلا ناں	ایلی محمود شہ سلطان محرات
کہ بھون دولت خود و جوان خود	دگر اسلام خان سلطان دہلی	کہ احمد رحمد خود صاحب حقراں خود
سوم آمد نظام الملک حسرتی	کہ در ملک دکن حسرتان خود	ز تاریخ وفات این سہ حسرت

جوئے پر سیروال حسرتان خود

سلطان محمود شاہ بیک ہما اور پسندیدہ اطوار تھا اور اکثر اوقات غلام اور مصلحا کی صحبت میں بسر کرتا  
تھا اور دروہے رنگ بیسی رو رو مولود اور وفات حضرت سداکات بھی موجودات علی اللہ علیہ وآلہ  
وسلم ہیں اور در وفات اپنے عداؤں اور دیگر دروہے شریک میں فقرا اور مسکین اور شیخیوں کو کھانا  
کھانا تھا اور جو اپنے دست حق پرست میں آما لے کر آدھین کے ہاتھ دھو لانا تھا اور چارہ لے  
میرے تصاف و مہر کہ اس کی پوشاک کے واسطے مقربے تھے اس میں سے اہل دین اور عامہ فقیروں کا  
تیار ہوتا تھا اس کے بعد اس کی پوشاک تیار کرنے تھے اور آس کا رادی کے کنارے ایک چوہا  
تیار کیا کہ سات کوس کے رعبہ میں دیوار سرسبز تھی چوہا اس آہو حارہ میں چند عمارات و گشت اور  
ماچھ لے روح امر اتھا کہ کے ماحالی اس کی عورتوں صاحب حال کی طرف جمع فرمائی اور مقیم  
کے حاد راس میں بھوڑے اور انھوں نے قواعد و تاسل سے کثرت تمام پیدا کی اور حوشاہ حورین  
کی صحبت کا مر لیں تھا ہر وقت اسی حرموں کو لے کر اس میں شکار اور چمکان ماری کرنا تھا اور  
حواشیا کہ اس چار دیواری میں تھے اس پر عمل سیر و شرح لیلیٰ تھا مقبول ہو کہ اس سے کوئی فرد  
رہا اور اس کی حرموں میں حب کوئی عالمہ چوٹی تھی جو اس کی اسقا کا حکم فرما لانا تھا اور ہوا خان  
کہ ملا ان ہندی سے تھا سلطان اس پر اختیار دہلی رکھا اسی حرم میں عورتوں کے عورتوں کا سنگا اس  
سے رجوع فرماتا تھا اور اس نے جوہ اختیار اور ملاحظہ کے کا ذکر رکھا کہ جو لیت بیسی مردی کو اپنے  
سے سادہ لکنا اور محرات میں عورتیں مرادون اور آدمیوں کے نکالوں یہ ہر سارے ماحالی  
تھیں اور مسق و مجور کی رسم و رواج اس قدر مروج ہوئی تھی کہ وہ یہ معلوم ہوئی  
تھی سلطان محمود اول سے کہ کے پھر اس کے واسطے ایک جماعت مروج مجبور کو ان کی  
طلب کو سمجھتا تھا کہ وہ آئی تھیں انھیں سیاست و عقوت تمام ہلاک کرنا تھا اس  
سب سے کوئی سداسا ہوا

سیرت

سے غافل کہ روسے زخم خوردہ قابل اعتماد نہیں ہوتا سلطان نے اس کو مقرب کر لیا۔ اتفاقاً شکار گاہ میں وہاں اس سے حرکت ایسی سرزد ہوئی کہ قابل سزا ہوا اور نسل مشہور ہو کہ بادشاہوں کا مقرب اگر شیریں شہید ہو جے نیش زنبور نہیں ہو بادشاہ وہاں سے قریب شام کے واپس آیا اور غسل کر کے عادت سے زیادہ نشہ استعمال کر کے پلنگ پر سو رہا۔ بادشاہ دوسو ہزار جو شیریں غالب آتے تھے اپنے پہرہ پر رکھتا تھا اور یہ برہان بیو خان کا افسر کیا گیا تھا اس نے ان جانوروں کو امیر بنانے کے وعدے دے کر اپنے ساتھ متفق کر لیا اور موقع اسپنے کینہ ویرینہ کا دیکھتا تھا اس رات کو دیکھا کہ بادشاہ بہت بے ہوش ہو اپنے بہن کے لڑکے خواجہ نام سے سلطان کو قتل کرنے کا مشورہ مستحکم کر لیا اور لوگوں سے تمنا ہر کیا کہ بادشاہ کے سر کے بال جو بہت دراز تھے خشک کرنے جاتا ہوں اور ہاتھ سے پرکھ کے کھینچے اور جب بہت بے خبر پایا تو پایہ سے مضبوط باندھے اور سلطانی تلوار غلاف سے نکال کر ذبح کرنے چلا اور سلطان نے سیدار ہو کر ہاتھ حائل کر دیے لیکن ہاتھ مع حلق کے کٹ گئے اور برہان برنجیت نے سوچا کہ دولت تو بیدار تھی کرچکا اگر تدبیر سے امرا کو بھی قتل کروں تو میں ہی بادشاہ ہو جاؤنگا چنانچہ باہر نکلا اور یہ حکم زبان بادشاہ سے سنایا کہ مطرب دگائے دے بلند آواز سے گاتے رہیں دوسرا حکم ہو چنانچہ دس شیرکش خدمت کے لیے اندر حاضر ہوں اور لے جا کر ان کو ہتھکڑیاں روں سے مسلح کر کے جا بجا قائم کیا۔ چھ امرا اور وزیر اور غلب کیے۔ آدھی رات گزر چکی تھی کہ غضنفر بیگ یعنی خداوند خان بانی قلعہ سورت اور آصف خان وزیر حاضر ہوئے ان کو اندر لے جا کر قتل کیا ایسے ہی دوسرے دو آدمی امرا کے کبار سے بلا کر مارے۔ جب اعما و خان کو بلا یا تو اس بوڑھے تجربہ کار نے کہا کہ ایسے وقت کبھی ہم لوگوں کو بادشاہ نے نہیں بلایا آج کیا بھید ہو۔ تنہا میں دوسرا آدمی بلانے آیا اعما و خان زیادہ متوہم ہوا اور نہ گیا۔ برہان مردود نے عبدالصمد شیرازی مخاطب بافضل خان کو بلا کر کہا کہ یہ خلعت وزارت بادشاہ نے تمہارے لیے بھیجا ہے تم بوڑھے آدمی تجربہ کار ہو بادشاہ خداوند خان و آصف خان سے رنجیدہ ہو اتم کو ان کا قائم مقام کرتا ہے افضل خان نے کہا کہ جب تک بادشاہ کی حضور ہی سیر ہو میں ایسے بھاری کام کی خلعت نہیں چہن سکتا ہوں برہان نے بہت مبالغہ کیا کہ سبادشاہ ناخوش ہو جاوے۔ افضل خان نے ایک ہاتھ آستین میں ڈالا اور کہا کہ قسم ہے کہ دوسرا ہاتھ بغیر حضور ہی بادشاہ کے آستین میں نہ ڈالوں گا۔ برہان وہاں سے افضل خان کے ساتھ لایا اور بادشاہ کی لائش پر کھڑا کر کے کہا کہ میں نے بادشاہ و اکابر کا کام تمام کر دیا اور تجھے وزیر کرتا ہوں کہ پورا اختیار تجھے حاصل ہے افضل خان نے دروناک ہو کر بلند آواز سے برہان کو گالی دی اس پلید نے اس بوڑھے کو شہید کر دیا اور اس وقت جو اوہام و عوام حاضر تھے سب کو خطابات امارت دے کر تخت پر بیٹھا اور صبح تک زربشی میں مصروف رہا۔ سلطنت اگر ہمہ یک لحظہ بود معتمد است ہوا و رخا ہی ہاتھی و گھوڑے اوہام کو دے کر صبح کو ترک و احتشام سے تیار ہوا اور سلطان کے شہید ہونے کی خبر منتشر ہو گئی۔ چنگیز خان کا باپ عماد الملک اور ان خان حبشی و دیگر امراء نے جمعیت ہم کر کے

اس وقت کے  
ہر درویشان  
کوین کرنا  
سلطنت  
برقی حکم  
نہر علی ہند  
سے خبر  
کو سمجھ  
سرم  
سلطنت  
تھا اور  
یہاں  
کندہ  
میر لعل  
نہا  
تیار کیا  
باغی  
کے  
کی  
جو  
رہا  
کہ  
سے  
سے  
نہیں  
کی  
غلب

سلطان محمود کو جب امر از اجماع سے کات حاصل ہوئی تو مملکت کے نظم و نسق پر اور رعایا کی سہویدی و کثرت  
 و راعت و آبادی پر توجہ مدد فرما کر جدیدی دور میں گجرات کو اس سرسبز و شاداب کر دیا اور ارکان  
 دولت و عمارت کے ساتھ بیک روش اختیار کر کے استقلال پیدا کیا اور احمد آباد سے مارہ کوس پر  
 ایک شہر بنوایا جس کا نام پایلیکس ہو رہا تھا کہ طیارہ پانڈار سے کوچ فرمایا اور عمارت و سامعہ دوسرے  
 کے ہوس میں چوڑی مصرع دین عمارت لیسر بر و سکے قطعہ حضرت سعدی کو یاد آیا اسی بادشاہ کے  
 عہد میں قلعہ نوسو اپاس پجری بن قلعہ سورت دریائے عمان کے کنارے بہایت استحکم و محکمیت  
 تعمیر ہوا جس کو ترکی غلام غصص قلعے جس کا لقب حامد و جان تھا اسی لیاقت سے پورا کیا اور اس کی  
 تعمیر سے پہلے دینی لوگ سورت کے مسلمانوں کو طرح طرح کی تکلیف پہنچاتے تھے جب غصص قلعہ بنایا  
 اس کی تعمیر شروع کی تو چند مہینہ کشتیوں پر سوار ہو کر فرنگیوں نے مراقت کے لیے سخت جنگ کی  
 لیکن ہر دفعہ شکست کھانی آخر لاچار ہو کر بری و مدارات کر کے غصص قلعہ کو بہت مال دیا قبول کیا کہ قلعہ  
 میں ساوے حدود و عمارت کے ساتھ اس سلطان کی بدولت مجھے مال کی تعمیر و عمارتیں جو آخر فرنگیوں کے ہاتھ آگئے تھے  
 تو جی رہا کہ لو اور قلعہ کو پرہنگا کی شکل پر بنوا دے جو کدیری پچنگالی شکل پر ہو۔ حامد و خان نے کہا کہ  
 میں تو اس عمارت کی امید پر اسی شکل سے ساوے گا۔ یہ حصار و عمارت و عمارتوں کے دو عمارت  
 جو شکل سے متصل ہیں ان میں میں گر چوڑی حدی اتنی گہری کہ پانی سے مل جی ہو اور حدی کی پوری  
 پتھروں کی چوڑائی سے سائی اور عمارت اور بیرونی پتھر پلا یا اور ہر دو پتھر کو اسی قلابوں  
 سے جو کر دیا ہو اور دیوار کی چوڑائی پتھریں گر ہو اور میں گر اپنی جو اور اس کے اوپر پتھریں ایسے عمارت  
 طور پر سالک ہیں کہ دیکھنے والوں کو حیرت ہوئی جو اور جو مانگوں سے بہت سی ٹری و پجری تو پتھریں جس کو  
 سلیمانی کہتے تھے مسکو اگر عمارت سے اس پر قائم کین اور مائچو استرا مادی تخلص رحمانی نے تعریف  
 سلطان محمود و صنعت خان غلام غصص بیک ترک کے ساتھ قلعہ تاج کہا جس کا تاریخی شعر یہ ہے  
 این در آمد بگوش از ہر تاجیکش رعیت بہ سد و درسیہ و جان فرنگی این سامے بہ نہ بختا  
 ہو کہ انقلاب رہا سے وہ قلعہ جو اہل فرنگ کے قلعہ بن گیا اور ان کے لیے سامان و جہت بن گیا  
 وال ملک بعد از احداث القلعہ سلطان محمود ۹۹۹ھ کو ساوے ملک استقلال لے قاصم و مناجادشاہ  
 رہا عمارت یہ کہ آثار انقلاب میں سے کثرت شہادت و معادیات کا طور و عمارت اناس میں بڑھ گیا تھا  
 چنانچہ آج ایک حادم سے جو طابین اکثر اوقات طاعان و عمارت میں مصروف رہتا تھا جس  
 دیبا میں جو کہ بادشاہ کا قاتل بن گیا اس کی توضیح یہ ہے کہ یہ ان نام حادم سلطان جو کہ اہل ہا پر پیر گندی  
 کرتا تھا سلطان اکثر شکاروں میں اس کو نثار کا نام ساتا تھا اللہ کسی راہ میں اس سے تصور و خدمت  
 ایسا سرور ہوا تھا کہ بادشاہ نے عہدہ ہو کر اس کو دیوار کے درمیان چن دیا مگر تھو ماہر رہا دوسرے  
 یا تیسرے دور سلطان اودھ سے گرا اور اس نے جمع کے واسطے آنکھ ٹپو کے اشارہ سے  
 سلام کیا بادشاہ نے دم کا کر اس کو معاف کیا اور بھلا کر اس کے معاملہ میں اہتمام دیا لیکن اس

دراستے آمادہ ہوا اور لشکر گجرات سے لڑ کر شکست پائی اور آسیر کی طرف بھاگا اور عماد الملک ملو خان  
 الخطاب بقا در شاہ حاکم مالوہ کے پاس گیا سلطان محمود شاہ خاندیس میں استقامت کر کے تاخت  
 و تاراج میں مشغول ہوا میران مبارک شاہ نے اکابر وقت کو درمیان ڈال کر ازراہ صلح سلطان محمود  
 کی ملازمت کی عماد الملک کے بھاگ جانے سے دریا خان غوری کو پوری قوت حاصل ہو گئی اُس نے  
 تمام معاملات مالی و ملکی میں فوراً استقلال پیدا کر لیا کہ خود ہی سرانجام دیتا اور کسی کو دخل نہ تھا اور رفتہ رفتہ  
 یہ نوبت پہنچی کہ بادشاہ محمود اُس کے ہاتھ میں کھلونا رہ گئے وہی حقیقت بادشاہی کرنے لگا آخر  
 ایک رات سلطان محمود اپنے کبوتر باز جیو کی سازش سے ارک احمد آباد سے نکل کر عالم خان لودھی  
 کے پاس چل گئے جس کی جاگیر دولقہ و دولقہ تھی۔ عالم خان نے بادشاہ کا پورا اعزاز و اکرام کیا اور  
 اپنا لشکر چار ہزار جمع کیا اور دریا خان غوری نے محافظ خان وغیرہ رشتہ داروں کے اغوار سے  
 ایک طفل بچھول النسب کا نام مظفر شاہ رکھ کر تخت پر بٹھایا اور تمام امراء کو زیادتی جاگیر و خطاب دیکر  
 اپنے ساتھ متفق کر لیا اور لشکر لے کر دولقہ کی طرف متوجہ ہوا عالم خان لودھی نے سلطان محمود کو بڑے  
 لشکر کے ساتھ اپنے مقام پر چھوڑا اور خود اپنی فوج لے کر غوری کے مقابل ہوا اور حملہ اول میں دریا خان  
 غوری کی فوج کو شکست دے کر اُس کی خاص فوج پر ٹوٹ پڑا اور اچھی مردانگی و شجاعت سے کارزار  
 کیا لیکن جس وقت معرکہ سے نکلا تو فقط پانچ سو اراکس کے ساتھ تھے۔ اس حالت کو دیکھ کر  
 پریشان و حیران ہوا آخر اس کے خیال میں یہ تدبیر آئی کہ حملہ اول میں دریا خان کی ہراول فوج شکست کھا کر  
 ضرور احمد آباد میں پہنچی اور شکست کی خبر سنائی ہوگی مجھے فی الفور احمد آباد پہنچ جانا چاہیے تقدیر  
 موافق تدبیر پڑی اور انھیں پانچ سو اراکس سے نہایت تیزی کے ساتھ احمد آباد میں داخل ہوا اور فتح کا فہرہ  
 مارتا ہوا شاہی دولخانہ میں داخل ہو گیا شہر والوں کو شکست ہراول سے یقین کلی ہوا کہ دریا خان برباد  
 ہوا ہوا ہوا فوج فوج خدمت میں آنے لگے اور عالم خان نے حکم دیا کہ دریا خان کا گھر لوٹ لو اور شہر کے  
 دروازے محکم بند کرو اور دریا خان کا گھر لوٹنے کے بعد لوگوں نے خواہ مخواہ اس سے اتفاق کیا اور  
 عالم خان نے شیر خان کو بادشاہ محمود کو لانے کے واسطے روانہ کیا۔ دریا خان غوری نے اپنی فتح کے  
 خیال میں اسی میدان میں مقام کیا تھا کہ ناگاہ احمد آباد سے قاصدوں نے پہنچ کر اس حال سے اسکو مطلع  
 کیا وہ بدحواس ہو کر فوراً احمد آباد کی طرف دوڑا چونکہ امراء کے اہل و عیال سب شہر میں تھے ناچار  
 اکثر امراء نے اس کی رفاقت ترک کی اور عالم خان لودھی کے پاس چلے آئے اور اسی موقع پر سلطان محمود بھی  
 شہر میں داخل ہوا۔ دریا خان غوری یہ خال شکر واقعات دیکھ کر بہانہ پور کی طرف بھاگا اور وہاں بھی  
 نہ ٹھہر سکا بھاگ کر شیر شاہ سور کے پاس گیا اور وہاں بہت مراعات پائی۔ دریا خان کے دفع ہونے  
 کے بعد عالم خان لودھی نے وزارت ہاتھ میں لی اور آخر اس کو بھی غور نے گھیرا اور دریا خان کے  
 قدم بقدم چلنے کا ارادہ کیا۔ سلطان محمود نے ہوشیار ہو کر امراء کو اپنے ساتھ متفق کیا اور حیا باک  
 عالم خان کو گرفتار کرے وہ بھی آگاہ ہو کر نکل گیا اور شیر شاہ کی خدمت میں پہنچ کر بہت نوازش پائی۔

کے حال پر مدد دل فرمایا اختیار کیا کہ کوچ کو متنازع اپنی ایک جماعت کے حوالہ گزرتا تھا اور  
 نقولے سات سو صدوق ملا اس میں سے کچھ لے لیا اور اپنے تئیں کچھ عسکرین بھیجا کر مارہ ہراہل اور  
 ہندوستانی جمع کیے اور اسے گزرتا یہ مسعودیہ مشاہدہ کر کے سیرا اور سرسایمہ ہونے اور سارہ مقرر کرنے کے  
 واسطے آپس میں مشورہ کیا جو کہ سلطان ہما در شاہ نے مارہا ہے حکایت محمد شاہ ماروتی کو دلی عہدی کا  
 اشارہ کیا تھا اس تجویز پر محمد و مہمان اس کی مادتاشاہی پر راضی ہوئے اور فارمانہ خطہ اور سکائیں  
 کا عمل میں لائے اور انجی اس کے ملائے کو بھیجا اور عہد الملک کو فتح لشکر کھینچ کر تہالی محمد مان میرا کے  
 واسطے تعین کیا اور محمد مان میرا کو رو حیات اور روحت طلب تھا کچھ جنگ کر کے ماروچرے بھاگ کر  
 ولایت سندھ وین آیا اور پھر اس کی جگہ سے صورت - مادی اسی اور میرزا محمد شاہ ماروتی کو سلطان  
 ہما در شاہ نے اسے لشکر عینانی یعنی نعل کے تعاقب میں لادو ایک بھیجا تھا بعد ڈیڑھ بیسے خطہ  
 ڈھنکے اس حوالہ میں قصہ الہی سے فوت ہوا

### ذکر سلطان محمود بن لطیف خان بن شاہ مظفر کی سلطنت کا

حبیب بن محمد شاہ ماروتی حوالہ دیا سے محمود کا و عقیلی کی طرف حمان ہما اور کوئی وارث سلطنت کا سلطان  
 محمود و حمان شاہ اور لطیف حمان بن سلطان شکر کے رہا اور وہ رہا پور میں سلطان ہما در شاہ کے  
 حکم کے موافق رہا اور سلطنت گزرتا تھا میرا محمد شاہ کے قید میں تھا اختیار حمان کو اس کے ملائکہ  
 بھیجا میراں مبارک شاہ راو میراں محمد شاہ نے اسے بھیجے بن تامل اور مصافحہ کیا اس امر سے گزرتا لشکر  
 آراستہ کر کے رہا پور کے حوالے پر آنا وہ ہونے اور اس نے یہ مجہد بابت کر کے مجہد حمان کو تخت  
 گزرتا کی طرف بھیجا چار کاں دولت لے دیکھ کر دوسرے تاریخ سلطنت و سوجوالس پور میں مجہد حمان کو تخت  
 گزرتا پر بٹھایا اور خطاب سلطان محمود شاہ رکھا اور اختیار حمان صاحب اختیار رہا اور وہام ملک گزرتا کی ہمار  
 اس کے دست اقتدار میں آئی اور بعد چار سال سلطنت و سوجوالس پور میں اس کے دربار میں شروع اور صحبت  
 واقع ہوئی چنانچہ ماحان اور عہد الملک کے اتفاق کر کے اختیار حمان کو قتل کیا بعد اس کے عہد الملک  
 امیر الامرا اور رما حان عوری و بریکل ہوا اور آخر سال میں اس کے دربار میں مخالفت طاعت کی  
 دریا حان عوری سلطان محمود کو تہکار کے سارہ تہمتے باہر لیا اور محمد ناما و حمان کی طرف گیا اور عہد الملک شکر  
 کثیر ڈاہم کر کے محمد کا و کی طرف متوجہ ہوا اور بعد دین کسج کے اکثر سپاہ گزرتا حمان نے اس سے دیکھ  
 حاصل کیا حمان کو کہتا کہ حدیث میں حمان عوری اور عہد الملک - حمان اسی اور عالم اصطرار میں سلط پر  
 راضی ہوا اور نہ قرا یا کہ عہد الملک اسی عالم سیرم کلاوا و صورت کی طرف حمان سلطان محمود احمد آرا و کلاوا  
 مزاحمت کرے اور عہد الملک نو سیرم کلاوا لیس پوری من دیماں عوری عہد الملک کے احوال کی واسطے شاہ محمود کو بھیجا  
 مع لشکر آراستہ و لایسوت کی سمت موحدا اور عہد الملک من حمان بھاگ کر میراں مبارک شاہ حاکم آرا اور  
 رہا پور کے پاس گیا اور میراں مبارک شاہ اور وے قیمت اور غیرت اس کی مدد کے

خالی دیکھا تو دے بیگ خان کے دفع کے واسطے محمد آباد جنینا نیر کی طرف عازم ہوا اور تروے بیگ خان جس قدر خزانہ کھٹا سکا اونٹوں پر لاد کر اگرہ کی طرف راہی ہوا سلطان بہادر چند روز محمد آباد میں توقف کر کے مہات کے بندر سبست میں مشغول ہوا اور حجت آشیانی نصیر الدین محمد بہاؤن بادشاہ کے غلبہ ایام میں از روے عجز و ناچاری بندر کو وہ اور بندر جیول اور ریگ دندہ کے فرنگیوں سے مدد چاہی تھی اور یقین جانتا تھا کہ وہ جماعت آنکر گجرات پر کہ خالی ہو متصرف ہوگی اس واسطے یہ تعجب تمام محمد آباد جنینا نیر سے ولایت سورت اور جو ناگڑوہ کی طرف متوجہ ہوا تاکہ جس طریق سے ممکن ہو اس گروہ کو اس طرف آنے سے باز رکھے اور چند روز اس حدود میں بسیرہ کیا مشغول رہا اس درمیان میں پانچ چھ ہزار فرنگی غزلبون میں بٹھکر بندر دیپ کی طرف آہونچے سلطان بہادر بسبیل ستیجال بندر مذکور میں آیا اور فرنگی سلطان بہادر کے استقلال اور غلبہ اور حجت آشیانی کی مراجعت کی خبر سنکر اپنے آنے سے ناوم اور پشیمان ہوئے اور آپس میں قرار دیا کہ جس حیلہ سے بن پڑے بندر دیپ پر متصرف ہووین پھر اُنکے سروار نے مصلحت تارض کر کے خبر اپنی بیاری کی مشہور کی اور سلطان بہادر نے کمر آدمی اسکی طلب میں بھیجا لیکن جواب سنکر بیمار ہون اور چلنے پھرنے کی قوت نہیں رکھتا پھر سلطان بہادر اس خیال سے کہ فرنگی میرالحاظ اور ملاحظہ رکھتے ہیں خود مع جماعت قلیل اُن کی تسلی کیواسطے غراب پر سوار ہوا اور اس مقام میں کہ کشتیوں کو لنگر کیا تھا گیا اُسے دیکھ کر فرنگی ایک بڑی ناو پر سوا ہو کر آئے سلطان نے اُنار غدر فرماست سے دریافت کر کے چاہا کہ پلٹ جاوے جبکہ وہ فرنگیوں کی کشتی سے اپنی کشتی میں سوار ہونے لگا فرنگیوں نے چالاک اور پھرتی سے اپنی کشتی ہٹائی اور وہ اپنی کشتی پر نہ پہونچا دریا میں گرا اور ایک غوطہ کھا کر سراجھارا اسوقت ایک فرنگی نے جہاز پر سے ایک نیزہ اُس کے سر پر مار کر مجروح کیا اس وقت سلطان بھر عدم میں ایسا غوطہ زن ہوا کہ دوبارہ سر نہ نکالا اور لشکر گجرات یہ حال مشاہدہ کر کے بلا توقف احمد آباد کی طرف متوجہ ہوا اور ماہ رمضان المبارک ۹۹۷ھ نو سو تینالیس ہجری میں بندر دیپ فرنگیوں کے تصرف میں آیا اور سلطان بہادر شاہ کی مدت سلطنت پندرہ سال اور تین دن تھی اور تاریخ بہادر شاہی اس کے نام نامی پر تحریر کی گئی لیکن جو توفیق اصلاح بنائی غلطی بہت اُس نسخہ میں نظر آتی ہے اعما داسپر نکرنا چاہیے

### ذکر سرفراز ہونا محمد شاہ فاروقی کا سلطنت گجرات پر

جب سلطان بہادر بھرنائین عرق ہوا مخدومہ جہان والدہ اس کی مع امر کہ ملازم رکاب تھے بندر دیپ سے احمد آباد کی طرف متوجہ ہوئی اس درمیان میں خبر پہونچی کہ محمد زمان میرزا جے سلطان بہادر نے لیا ہم فتور دہلی اور لاہور کی طرف بھیجا تھا کہ ہندوستان میں باعث خلل ہو کر مغلوں کو پریشان اور شکستہ حناظر کرے حدود لاہور سے پلٹ کر احمد آباد میں پہونچا اور اُسی وقت خبر واقعہ سلطان بہادر سنکر گریہ و زاری میں مشغول ہوا اور بہت تاسف کر کے لباس تغیر کیا اور تعزیت کے واسطے چلا بعد چند روز کے محمد زمان میرزا جب اردو میں پہونچا مخدومہ جہان نے اُس کے علی قدر مراتب اسباب دہانی کا بھیجا اور لباس ماتمی اس کا تبدیل کر دیا لیکن میرزا سے سعادت سند نے عوض والدہ شاہ کے اطمان کا کہ اُس



چونکہ وہ مسائل و کمالات میں تمام امراء کے گھرات سے بقیار رکھتا تھا۔ اسے مجلس خاص میں اختصاص پایا اور حاضری سلاطین گھرات کے عمر کے درجہ میں فراہم ہونے لگے تھے بادشاہی تصرف میں آنے اور در نظر پر تقسیم ہوا اور تھانے سے تعلق نہ رہا۔ جو تھانے میں ہی رہا وہ اس کے کمرست آشیانی محمد آباد حیدر میں قیام رکھتا تھا۔ عرصہ میں بادشاہ کے گھرات کی متوازی سلطان ہمدرد کے پاس اس مضمون کی پہچان کی اگر کتاب ایک اسے لازم کو تحصیل مال کی اسے معروض ہوا۔ اس مال و احمی حراسہ میں پہنچا یا حراسے سلطان ہمدرد نے اسے مظاہرہ و الملک کو جس تہذیب اور مدیت جماعت میں التماس رکھتا تھا۔ شکر گراں تحصیل مال لایٹ کی دستانے بھی اور سدا الملک سپاہ جمع لانے میں مصروف ہوا۔ القبول سے چاس ہزار آدمی احمد آباد کے ماہر اردو ہوا۔ وہاں سے ماحلوں کو اطراف میں شکر تحصیل شروع کی اور حسب یہ عمر جنت آشیانی حیدر الدین محمد ہائیون دادشاہ کی پہنچ کر تری بیگٹاں گوکہ ایک امراء کے کار امر متعلقہ علیہ سے تھا۔ حراؤ کی محاطت کی اسے معروض کی گئی اور حیدر کی طرف بھی اور کسری ہوا کہ مع یادگار میرا اور میرا ہمدرد بیگ کے اسے سے پیشتر روانہ کیا۔ رجمو آباد کی نواح میں کہ احمد آباد سے بارہ کوس پر مسکری سر اسرہما و الملک سے جنگ سخت واقع ہوئی اور سدا الملک نے شکست یابی اور گھاتی ہمت قتل ہوئے اس کے بعد نصرت آشیانی نے ظاہر احمد آباد میں نزل فرمایا اور یکو مست دہان کی مسکری میرا کو اور پٹن گھات یادگار میرا کو اور بطرح قاسم بیگ میرا کو اور نژدہ ہمدرد و بیگ قوہ حیدر کو اور محمد آباد حیدر تری بیگ حان کو سپرد کیا۔ رجمو مدولت و اقبال نے عثمان عربیت پر اس پوری طرف مسطع فرمایا اور وہاں اختصاص سے وقت بیکار کے شادی آباد ہمدرد کی طرف متوجہ ہوا۔ اس درمیان میں حان حان شیرازی کہ ایک امراء سلطان ہمدرد شاہ سے تمام جماعت ہم پہنچا کر قصہ نو ساری برصغیر ہوا اور رومی حان ہمدرد سورت سے حال جان سے حالہ دونوں باقاعدگی بطرح کی طرف متوجہ ہونے اور قاسم حسین میرا کو کا طاعت عامت کی رکھتا تھا۔ محمد آباد حیدر میں تری بیگ حان کے پاس گیا اور کل گھات میں غللی اور معروض ہوا اور تھانے لعلوں کے رعاست ہوئے اسوقت میں ہمدرد بیگ کے امراء مسکری میرا سے تھا۔ حاکم سلطان ہمدرد کے پاس گیا اور شاہ کو احمد آباد آنے کی ترغیب کی جیسا کہ اسے محسوس پرہیز کر رہا تھا۔ تمام امراء تری بیگ کے سوا احمد آباد میں جمع ہوئے اور سلطان ہمدرد گھرات کی طرف مادم ہو کر مسکری میرا نے تمام امراء سے متوجہ کر کے یہ مناسب دیکھا کہ سلطان ہمدرد سے مقابلہ ہانت دستور اور اسکاں ہمدرد نصرت آشیانی شادی آباد ہمدرد میں قیام رکھتا ہوا اور شیر حان چٹاں لے کھی آگ ہمدرد کی نشان دہی درخت کی ہر مصلح ہر ہیز حراسہ محمد آباد حیدر کی رعایت کر کے آگہ کی طرف متوجہ ہو دیں اور اس حدود کو بھی اسے تصرف میں لاکر خطہ مسکری میرا کے مادم پڑھا دیں اور نصرت لاریت ہمدرد بیگ کے متعلق ہے اور میرا بیان مگر حسب مقام کو چاہیں اسے تصرف ہو دیں اس اقرا اور امید پر معروض گھرات کو یہی محنت و مشقت سے لیا تھا۔ سماعت باحو سے کھویا اور محمد آباد حیدر کی طرف روانہ ہوئے اور ہمدرد سے شک حان لے میرا بیان اور امراء کے ارادہ فاسد پر اطلاع پائی قلہ کی استعدادی میں کوشش کی پھر ناچار ہو کر میرا کو لے آکر کسٹ کر کیا اور غنجل لے ناموسی کی پائش ترشح کی سلطان ہمدرد سے مل گیا۔

کہ قیصر روم کے سوا دوسرے کو اس قدر آلات حرب میسر نہ ہوں گے صلاح دولت یہ ہو کہ لشکر کے گرداگرد خندق کھود کر آلات حرب چاروں طرف قرینے سے لگائے جا دیں اور ہر روز بلاناغہ آتش حرب مشتعل ہووے تاکہ جو انان شوخ لشکر مغل مقابل آنکر توپ کی ضرب سے ہلاک ہوں شاہ بہاوردے نے یہ رائے پسند کی اور لشکر کے گرداگرد خندق تیار کی ان دنوں میں سلطان عالم کاپلی کہ شاہ بہاوردے نے رالپین اور چندیری اور وہ صوبہ اُس کی جاگیر مقرر کی تھی مع جمعیت تمام آنکر ملحق ہوا اور دو مہینے کامل دو دنوں لشکر ایک دوسرے کے مقابل مقیم رہے اور اکثر اوقات جو انان عاشق جنگ اور طالبان نام و ننگ برآمد ہو کر جنگ مردانہ اور حرب رستمہ کرتے تھے اور سپاہ مغل اپنے فرماندہ کے فرانکے بوجہ توپ و تفنگ کے مقابل اور زور نہ جاتے تھے تین چار ہزار سوار تیر انداز سلطان بہاوردے کے اردو کے اطراف میں تاخت لیجاتے تھے اور حسن تدبیر سے راہ آمد و شد غلہ اور روغن کی مسدود کی جب چند روز اس و تیرہ سے متقاضی ہوئے لشکر گجرات میں قحط عظیم واقع ہوا اور چارہ بھی باقی نہ رہا جس سے جانوروں کی زندگی ہوا اور بچ مغل کے تیر اندازوں کے غلبہ سے کسی گجراتی کو یہ مجال نہ تھی کہ لشکر سے باہر جا کر غلہ اور چارہ لانا اور سلطان بہاوردے نے جب دیکھا کہ اب یہاں توقف کرنا موجب گرفتاری ہو ایک رات کو مع پانچ امراے معتبر کہ ان میں ایک والی برہان پور اور دوسرا ملو خان حاکم مالوہ تھا سرپردہ کے پیچھے سے برآمد ہو کر شادی آباد مندو کی طرف بھاگا اور جنت آشنی نصیر الدین محمد ہمایوں بادشاہ نے پائے قلعہ شادی آباد مندو تک تعاقب کر کے راہ میں بہت آدمی مفرد قتل کیے اور حیدر خان کہ مع لشکر بسیار سب کے پیچھے جاتا تھا بعد جنگ شدید زخمی ہو کر بھاگا اور سلطان بہاوردے شادی آباد مندو میں قلعہ بند ہوا اور بعد ایک مدت کے ہندو بیگ اور دیگر امراے مغل مع سات سولہ قلعہ میں در آئے اور سلطان بہاوردے شاہ کہ بستر خواب پر استراحت فرماتا تھا بدحواس ہو کر اٹھا جب گجراتیوں کو مضطرب اور مفرد دیکھا خود بھی راہ فرار پانی پانچ چھ سوار سے محمد آباد جنینا نیر کی طرف گیا اور حیدر خان اور سلطان عالم حاکم رالپین نے قلعہ شکر میں جا کر پناہ لی اور بعد دو دن کے امان خواہ ہو کر جنت آشنی کی ملازمت سے شرفیاب ہوئے حیدر خان کہ زخمی تھا وہ سلاک ملازموں میں منتظم ہوا اور سلطان عالم حاکم رالپین سے جو حرکات نا ملائم وقوع میں آئیں تھیں جنت آشنی کے حکم سے اُسے پلے کیا سلطان بہاوردے شاہ یہ اخبار سن کر خزانہ اور جواہر جو قلعہ محمد آباد جنینا نیر میں تھا آدمیوں کے ہاتھ بند روپ کی طرف بھیجا اور خود کنپایت کی طرف راہی ہوا اور جنت آشنی شادی آباد مندو کو مردم امین کے سپرد کر کے قلعہ محمد آباد جنینا نیر کے سمت روانہ ہوا اور بلدہ محمد آباد کی تاراجی سے غنیمت بچید حساب سپاہ مغل کے ہاتھ آئی اور آنحضرت بھی وہاں سے بجنجائ استعجال کنپایت کے سمت عازم ہوئے اور سلطان بہاوردے کنپایت سے گھوڑے تازہ زور لے کر بند روپ گیا اور آنحضرت جب کنپایت میں پہنچے اور سلطان بہاوردے کو نہ دیکھا معاودت فرما کر محمد آباد جنینا نیر کو محاصرہ کیا اور ساتھ اُس تدبیر کے کہ آنحضرت کے مواقع میں تحریر قلعہ ادل پر متصرف ہوا اور اختیار خان گجراتی حاکم محمد آباد جنینا نیر بھاگ کر قلعہ ارک کی طرف کہ جس کو مولیا کہتے ہیں پناہ لے گیا اور آخر کو امان چاہی اور شرف خدمت حاصل کی

گرداگر مملکت دہلی میریلے ہوئے مردم درگاہ و قسمت کی اور اس ارادہ کے پورے ہوئے کہ اسلئے مملکت حاکم  
 و قضاوت اور تمامات میں اپنے پیچیدہوں سے ممتاز تھا تربیت کے تیس کردہ مہر مظفری رہاں الملک حاکم  
 قلعہ اس کے سپرد کیں تو اتفاق اور عواذ بد تا تا رہاں کے لشکر کی فراہمی میں صرف اسے چٹا تختہ ملے  
 عہدہ میں چالیس ہزار سوار تھا تا رہاں کے پاس جمع ہوئے اور حجت آشتیانی نصیر الدین محمد ہمایوں  
 بادشاہ کے اطراف مملکت میں مراعت شروع کی اور قلعہ سیاہ پیر کے اگر کے اطراف میں ہجرت  
 ہو سکا کہ لیس ہجری میں تصرف ہوا اور حجت آشتیانی نصیر الدین محمد ہمایوں بادشاہ نے اپنے بھائی بہاؤ  
 کو اس کے دفع کے واسطے بھیجا اور وہ حجت آشتیانی سے ہجرت کیا۔ بہاؤ نے لاف کرا کر اسے  
 تا تا رہاں کے پاس فراہم کرنے سے مشغول ہوئے دو ہزار سوار سے زیادہ اس کے پاس باقی رہے  
 تا تا رہاں نے بہاؤ کی مخالفت کرتے ہوئے حجت آشتیانی سے کہا کہ اس میں صرف کسانیاں سلطان  
 بہاؤ کی خدمت میں حاضر ہوا اور وہ دہلی طلب کی باجا پر ہو کر جنگ برآوردہ ہوا اور حجت آشتیانی سے مقابل ہوئے  
 بہاؤ کی ہمدلی کے قلب لشکر پہلے آور ہوا اور مروی اور مرانی کو کام و کار میں سومر مل ۱۱۰ رقلہ سیاہ  
 بہاؤ میرا کے نصف میں آیا حجت آشتیانی نصیر الدین محمد ہمایوں بادشاہ نے اس امر کو شکون تک حاکم  
 سلطان بہاؤ شاہ کے دفع کو منع لشکر روانہ تو صرف دہلی اور شاہ بہاؤ شاہ کہ پھر امارا پر شکونستی کے قلعہ کو  
 گھیرا تھا تا تا رہاں کے مارے جانے اور حجت آشتیانی کی بڑھانی سے محط اور سرسایم ہوا اور وعدہ شہرہ  
 کا رعایا میں ڈالنا چاہی رہے اگر امرا کی اس پر قرار پائی کہ ترک محاصرہ کر کے شاہ کے مقابلہ کو حاضر رہے  
 ہزار و حیدر رہاں جو اسے لڑنے سے تھا اس نے یہ عرض کی کہ ہمارے لڑنے کو محاصرہ کیا ہوا اگر اس وقت  
 بادشاہ سلمان حمایت کفار کر کے ہم سے لڑنا چاہتا تھا کہ وہ میدان اہل اسلام کے سطوں اور بدلم ہوگا  
 لائق دولت یہ ہجرت کو بھڑکے سے دیکھتے اور یہ بھی مل غالب ہوگا کہ انھیں تینے ہمایوں شاہ ہمارے  
 اور راحت نہ لادنے کے مقول ہو کہ حجت ہمایوں بادشاہ نے سادہ رنگ پور میں ترویل فرمایا اور عرس مشورہ  
 کی انھیں کے گوشہ ہوئی انھیں نے ازراہ موت سلطان بہاؤ کی طاعت کو قرض ہو گیا یا بعد ازاں  
 توقف کیا کہ شاہ بہاؤ دے سادہ رنگ و غیرہ سے مذکور بہاؤ قلعہ حیدر کو مقرر فرمایا اور راجہوت بہت نیچ  
 آمد اسے قتل کیے اور اس طرف کی ہم سے ملین ہو کر ایک راہ کی حجت آشتیانی نصیر الدین محمد ہمایوں بادشاہ سے  
 جنگ کی واسطے متوجہ ہوا اور در حیل لشکر تربیت کے کہ گئے ٹھہرا حجت آشتیانی اس حرکت سے مذکور ہو کر باجا اس کے  
 استیصال مدام و حاکم ہوا اور قلعہ بہاؤ کے اطراف میں فریقین کا سامنا ہوا لیکن ابھی میرا بیک تھا کہ علیہ السلام  
 جو سلطان بہاؤ کا بہاؤ تھا لگاتار گوت سے تھا کہ حجت آشتیانی کے لشکر حضرت اشرافین تخت ہوا اور گوتی چال  
 مشاہدہ کر کے شکست لے ہوئے میرا سلطان بہاؤ دے امرا اور مصر و ن کو لکھا کہ جنگ کے بارہ میں مشورہ کیا  
 حیدر رہاں نے جواب دیا کہ کل جنگ کرنی چاہیے کہ اسلئے کہ ابھی بہاؤ سے بہاؤ میں نے حیدر کے فتح کرنے سے  
 فوت و تربت رہاں کی ہزار کھائی کی آکھ سادہ رنگ کی تو کثرت و صولت سے میرا چھلکی ہوا اور دہلی حاکم کو توجہ کا دل  
 اور صاحب اختیار رہاں نے یہ انہاس کی کہ لوپ اور سدوق سرکار میں اس قدر اعلا سے موجود ہیں

بین سلطان عالم حاکم کاپلی صدرہ افواج جنت آشیانی محمد ہمایون شاہ سے سلطان بہادر کے پاس پناہ لایا تھا  
 قلعہ راسین اور چندیری مع ولایت جاگیر پائی سلطان بہادر شاہ نے میران محمد شاہ فاروقی کو قلعہ کارون  
 کی تسخیر کے واسطے جو سلطان محمد خلجی کے زمانہ میں رائا کے تصرف میں آیا تھا نامزد کیا اور خود ہاتھی کے شکار میں  
 مشغول ہوا اور کوہ کا کوراسے کے متروکوں کو گوشمال اور سزا دیکر انخ خان کے حوالہ کیا اور اسلام آباد اور ہوشنگ گنگ  
 اور تمام بلاد مالوہ کو کہ زمینداروں کے تصرف میں آئے تھے اپنے تصرف میں لاکر امرائے گجرات اور اپنے متعین  
 کی جاگیر کی اور جو میران محمد شاہ فاروقی کا کارون کی طرف متوجہ ہوا تھا سلطان بہادر شاہ بھی لبرعت تمام کارون  
 میں جا پہنچا اور رام جی نامے کہ رائا کی طرف سے حاکم کارون تھا قلعہ خالی کر کے بھاگا اور شاہ بہادر چاروں اُس  
 قلعہ میں جشن اور صحبت میں مشغول رہا اور ہر ایک متعین کو انعام و اکرام سے ممتاز فرمایا اور رنج ملک الخطاب  
 بہ عباد الملک اور اختیار خان کو کہ اُسکے امراء کے کبار سے تھے قلعہ سور کی تسخیر کو بھیجا اور خود شادی آباد مندو کی  
 طرف متوجہ ہوا اور حاکم سور کہ وہ بھی گماشتہ رائا کا تھا قلعہ چھوڑ کر مغرور ہوا اور ایک مہینے کے عرصہ میں قلعہ  
 کارون اور قلعہ سور سلطان بہادر کے تصرف میں آئے اور سلطان بہادر شادی آباد مندو سے فرنگیوں  
 کے مدافعہ میں متوجہ ہوا اور جب بندر دیپ کے قریب پہنچا سب فرنگی بھاگ گئے اور توپیں کمان آن  
 کی کہ دیسی توپ دیا رہندوستان میں نہ تھی دستیاب ہوئیں اور شاہ بہادر ان توپوں کو بحیرہ قلیل محمد آباد جنیا نیر میں  
 بیکھر عازم تسخیر جیتور ہوا اور بندر دیپ سے کنپنا کی طرف آیا اور وہاں سے احمد آباد میں انکر مشائخ کرام اور بابائے  
 عظام کی زیارت کی اور لشکر جمع کر کے مع توپخانہ بندر دیپ گجرات سے جیتور کی طرف متوجہ ہوا اور اس وقت  
 یعنی ۹۴۴ھ نو سو چالیس ہجری میں محمد زمان میرزا جو قلعہ بیانہ میں قید تھا جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ  
 سے بھاگ کر سلطان بہادر کے پاس التجا لایا اور جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ نے اپنی بہادر  
 شاہ کے پاس بھیج کر محمد زمان میرزا کو طلب کیا سلطان بہادر نے نہایت تکبر سے جواب تک نہ دیا  
 ہمایون بادشاہ نے پھر اُسے مکتوب لکھا کہ اگر محمد زمان میرزا کو حضور میں نہیں بھیجتے تو اُسے اپنی ولایت سے  
 نکال دیوں سلطان بہادر شاہ کہ اقبال اُس کا معکوس ہو کر لا بقا ہوا تھا پھر کتا بت کے جواب میں مقید ہوا  
 اور وہ باتیں کہ اندازہ سے زیادہ ملکہ باہر تھیں زبان پر لایا اور یہی حرکت سبب اُس کے خرابی کی ہوئی سینے  
 جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون شاہ کے برخلاف محمد زمان میرزا کی نہایت تعظیم و تکریم کی اور جب جیتور میں  
 پہنچا رانا قلعہ بند ہوا اور ایام محاصرہ نے تین ماہ کا طول کھینچا اور اکثر اوقات طرفین سے مروان مرو جنگ  
 و ہر دین مستعد ہو کر حق شجاعت ادا کرتے تھے اور ظفر اور فیروزی گجراتیوں کی شامل حال ہوتی تھی اخلا مرانا  
 نے عاجز اور تنگ آنکر پیشکش قبول کی اور تاج و کمر صاع کہ سلطان محمد خلجی حاکم مالوہ سے لیا تھا مع چند راس  
 اسب و فیل اور تحفہ و نفائس شاہ گجرات کو دیکر واپس کیا اور یہ فتح اور آنا محمد زمان میرزا اور فراہم ہونا اولاد  
 بادشاہ بہلول لودھی کا انکی خدمت میں باعث غرور اور موجب اس امر کا ہوا کہ حضرت جنت آشیانی نصیر الدین  
 محمد ہمایون شاہ کے ساتھ سلسلہ جنگ کو تحریک دینے اور بادشاہی دہلی کی ہمارے قبضہ تصرف میں لاوے پھر  
 ایک اولاد شاہ بہلول لودھی کو کہ سلطان علامہ الدین نام رکھتا تھا اعزاز دلا کر ام کیا اور اسکے بیٹے تاتار خان کو امرائے

اور ان ملک دہلی بنی  
 پشاعت اور شاہ  
 قلعہ آسبر کے سپہ  
 محمد بن چالیس ہجری  
 بادشاہ کے اطراف  
 نو سو چالیس ہجری  
 کو اُس کے دفعہ  
 تاتار خان کے  
 تاتار خان نے  
 بہادر کی خدمت  
 ہندال میرزا کے  
 ہندال میرزا کے  
 سلطان بہادر شاہ  
 گجرات تاتار خان  
 کا درمیان میں  
 ہندال میرزا کے  
 بادشاہ مسلمان  
 لائق دولت پر  
 اور تاخت نہ لاوے  
 کی تحفہ و نفائس  
 وقت کیا کہ شاہ  
 آبدار سے قتل  
 جنگ کو اسے متوجہ  
 ایشیا پر عازم و  
 جو سلطان بہادر کا  
 شاہد کر کے شکستہ  
 حیدر خان نے جو  
 تاتار سلطان بہادر  
 اور صاحب اختیار

حاکم کرنا کہ سہے شاہ کو اپنی آنکھ سے دیکھا ہو رانا اور بھوپتا داجو اس شوکت و جمیعت کی میں جادو سر کی کو  
ایک منزل کرتے ہوئے بھاگے اس درمیان میں غریبوں کی کو اعلیٰ حاکم میں تیس ہزار سو اور دیکھا اور تو بھا  
گو ایک دست قریب پہنچا سلطان نے نہایت سختی سے ہرگز اعلیٰ حاکم کے ہوئے تک توقف نہ کر کے  
مع لشکر موجود کے شکر کوں تک تفتاب کیا اور رانا صاحب جو کربلاؤ آیا تاناو نے آنکلی گزشتال دوسرے سال  
پر جاکر کے جو قلعہ رابین کی طرف گیا اور اسے محاصرہ کیا اور آسمان بہ دیکھیں گھن گنگ سے  
بالوں ہوا صورت ہلاکت اپنی معائنہ کر کے ازلنا و عجز و انکسار عرض داشت کی کہ اگر آسمان سہدی کو حضور میں  
طلب کر کے قلم عود اسکے صفحہ حرام پر کچھ چمن قلعہ رابین کو حالی کر کے غلاموں کے سرداروں شاہ نے  
لند تامل داجو رسیا ریلے دوسرے کما کر عرض میں پوش سے یہی کہ جو رات سلمہ کھی دلت سے رہا ہو اس پر گناہ اس  
آنکلی قبول نہ کرتا ہوں جان آن معصوم کی عدت حاد علی اس واسطے تمس گھن کی بڑ پائی اور سہدی پوریہ کو شہنشاہ دوسرو  
سے حضور میں طلب کیا چاہا کہ یہاں الملک سہدی پوریہ کو براہ بیکر دست میں لایا اور یہاں اہل حاصل کر کے  
قلعہ میں گیا اور گھن تمام راجو توں کو مع اہل و عیال قلعہ سے پہاڑی پر لایا اور پلٹ کر شاہ کے عرض میں پہنچا یا کہ  
قریب چار سو عورت شہنشاہ سہدی پوریہ کے چار درانی و دنگا وانی مان بھو پتی کی ساتھی بھی یہی کہ سہدی پوریہ شہنشاہ  
سدا پائے حاکم میں ہوا اگر قلعہ میں بچا رہے جہاں سے جو قلعہ کو حالی کرے جو عیال کے قلعہ سے محفوظ ہو چکا تھا  
نے ملک ملی شہر کو سہدی پوریہ کے ہوا کہ قلعہ میں پہنچا سہدی پوریہ دنگا وانی گھن اور تاج خانہ سہدی  
سے پہنچا کہ عرض سلطان کی قلعہ رابین کے بجائے کہ آسمانی سہدی نے کہا اہل قلعہ نہ روہ مع مصافحات  
ہمارے واسطے مقرر ہوا مقرب یہی کہ سلطان ملوچی سے پہنچا بھی علاقہ سے سوز گزشتال و دنگا وانی و گزشتال و دنگا وانی  
لوے کہ اگر یہ سلطان ہمارے احوال پر نظر الطاف مدد دل دیا وینا لیکن سہے ملک دنگا وانی سے اس زمین پتا ہی  
کی اور داد کا لڑائی کی دوی فی الحال ملک شہدہ مارے ماری کر کے ہیں پھر کچھ لکھا جو طاق مردانگی یہی کہ اپنے  
عیال و اطفال کو جو بہرے آگ میں جلا دے اور جو دیکھی تلوار کے کھم پڑ چکے ہمارے جادو کوئی آرزو دل میں مانی  
جیسے کہ ہم سہدی پوریہ دنگا وانی کے کھم تقریر سے ملے حال پر رہا اور قلعہ حادہ و قلعہ حادہ و قلعہ حادہ میں لکھا چھ  
ملک ملی شیرے لندناغ مشعقاہ کر کے سمجھا یا معید ہوا اور ملک ملی شیرے کے در حاکم یہ کہ کہ ہر روز لیک کر ڈر  
مان اور کئی سیر کا و دسریں دم سر میں صرف ہوتا ہوا اور اس سو عورت ہر روز پوشاک میں ہستی ہیں آئندہ دیکھے یہ مسر  
ہو ما ہوا اس سے بہتر یہی کہ ہم مع اپنے در و دنگا وانی و دنگا وانی کے قتل ہو جائیں مگر ہمارے دوسوں میں  
مدد نامی کا دھما گے ساتھ عورت اور ناموس کے میں وہ دنگا وانی و دنگا وانی سہدی پوریہ سے ملے طرح  
جو بہر کی ڈالی رانی و دنگا وانی کر مٹی رانا سنگا کی تھی دوسرے قلعہ سال ہمارے کے جو بہر میں کی اور مع سات سو عورت  
پری بیکر چل گئی اور سہدی پوریہ اہل و عیال اور گھن مع جویشان و در و دنگا وانی کے مجموعہ سولہ ہوتے تھے چھ  
لکھ رہا ہوں اور مسلمانوں کی جماعت غلبہ سے کہ قلعہ پر گئے تھے حکم میں مشغول ہونے اور جب یہ ضرور  
میں پہنچی سپاہ گزشتال اسماعیل قلعہ میں در آئی اور اس گردن حق تاساں اور دنگا وانی اندیش کو دھل ہم  
کیا اور سلطان ہمارے کے لشکر سے چند پیاہ مسلمان نے سعادت شہادت حاصل کی اور بھی نہیں دلوں

عنایت سلطان سے دور نہیں ہو سلطان بہادر نے سلہدی کو معتدون کے سپرد کر کے نزدیک قلعہ کے بھیجا اور سلہدی نزدیک برج افتادہ اور شکستہ کے گیا اور اپنی قوم کو نصیحت آغاز کی کہ اگر راجپوتان غافل و جاہل مسلمانوں سے حذر کر دو ورنہ سلطان بہادر اسی مورچہ سے آنکر تمہیں قتل کرے گا اور غرض اسکی یہ تھی کہ فی الفور ان چوہن کو جو توپ کی ضرب سے ہمارے ہو گئے ہن بند کر لکھن نے جواب نہ دیا لیکن سمجھا اور سلہدی بحسب ناپاہر پلٹ گیا لکھن نے قلعہ کے استحکام میں کوشش کی اور رات کو دو ہزار پوربیہ سلہدی کے چھوٹے بیٹے کے ہمراہ کر کے بھوپت کی طلب کیواسطے روانہ کیے اور پھر سلہدی ہنگامہ روا نہ ہوا چونکہ اس کی موت آگئی تھی ناگاہ کچھ نوجوان شاہی نمودار ہوئی اور وہ جاہل اپنی کثرت پر مغرور ہو کر جنگ میں مشغول ہوا سیاہ بگرات نے طاقت بشری سے زیادہ تر کوشش کر کے بہت راجپوت تہ تیغ کیے اور سلہدی کے بیٹے کا بھی سرتن سے جدا کر کے مع سردگر راجپوتان کے شاہ کی خدمت میں بھیجا سلہدی نے جب خبر فوت پسر سنی الفت پدری سے جو اس اُس کے بچا ہے اور سلطان بہادر اصل راز سے خبردار ہوا یعنی سلہدی کی سازش ثابت ہوئی فوراً اس نے برہان الملک کے سپرد کیا کہ قلعہ شادی آباد مندوین قید کرے اس درمیان میں خبر پہنچی کہ بھوپت چونکہ جانتا ہے کہ سلطان جریدہ ہوا اس واسطے رانا کو ہمراہ لیکر از روے جرأت بکوچ متواتر آتا ہے یہ خبر شکر شاہ کی توت غصبی نے طغیان کیا اور یہ فرمایا کہ میں اگرچہ جریدہ ہوں لیکن بمقتضائے نصوص ایک مسلمان سے کافر کو کافی ہو یہ کہہ کر فوراً میران محمد شاہ فاروقی فرمانروا سے برہان پور اور رفیع الملک المحاطب بعام الملک کو اُنکے گوشال کیواسطے رخصت کیا میران محمد شاہ اور رفیع الملک افواج کو آراستہ کر کے جنگ کے واسطے متوجہ ہوئے اور جب کپور کے قریب پہنچے پورنمل کہ وہ بھی بیٹا سلہدی پوربیہ کا تھا مع دو ہزار راجپوت پوربیہ اُس مقام میں حاضر ہوا اس واسطے میران محمد شاہ فاروقی اور عماد الملک نے عرض داشت کی کہ پورنمل بیٹا سلہدی پوربیہ کا رانا سے مل گیا اور رانا بھی قریب پہنچا ہے اگرچہ جمعیت اُسکی اندازہ سے باہر ہے لیکن عہد سائید آئی اور اقبال عدو مال شاہی پر رکھ کر ہمہ تن اُسکے مدافعت میں مشغول ہو چکا اور ترو دین کسی طور اپنے تئیں معاف نہ کھڑنگا شاہ نے بعد وصول عرض داشت اختیار خان اور دیگر اُمرا کی حاصرہ کے واسطے چھوڑ کر خود بھی بطور تاخت ایک رات دن میں شتر کوس مالوہ کے محل کر کے بجلی کی طرح کپور کے نواح میں پہنچا اور میران محمد شاہ فاروقی والی برہان پور استقبال کیواسطے آیا اور سلطان بہادر شاہ کو اپنے مقام و منزل پر لے گیا اور اس عرصہ میں مخبروں نے رانا اور بھوپت کو خبر پہنچائی کہ شب کو سلطان بہادر لشکر میں ملحق ہوا اور پیچھے سے افواج بیشمار مور و ملح کی طرح متواتر چلی آتی ہے رانا یہ خبر سن کر ایک منزل پیچھے ہٹ گیا اور پھر کو سلطان بہادر کپور سے کوچ کر کے ایک منزل آگے بڑھا اس منزل میں دو نفر راجپوت بطور ایچی کے تحقیق اخبار کے واسطے لشکر سلطان میں آئے اور رانا کی طرف سے یہ پیغام گزارش کیا کہ رانا ایک ملا زمان دنگا سے ہے جو اور اس حد و دین اُسکے آنے سے یہ غرض تھی کہ قدم سفارش آگے رکھ کر طلب عفو سلہدی پوربیہ کے تفصیلات کا کرے سلطان نے ارشاد کیا اس نظر سے کہ بالفعل جمعیت اور شوکت اُس کی ہم سے زیادہ ہے اگر پہلے جنگ کا ارادہ کر کے عرض داشت کرتا البتہ الحاح تحاری قبول ہوتی جب یہ جواب ان دونوں راجپوت نے

سندھ سے حاکم ملارم ہوا تھا اور شہر شاہ سے رکے عہد شاہی میں اپنا خطاف تھا وہ شاہ کر کے اس ملک کا حاکم اور  
 سکھ اپنے نام کیا تھا عرصہ کچھ احوال اس کا عہد میں مرقوم ظلم صدق رقم ہو گا اور حبیب خان والی پشت  
 کو آگشت کی طرف رجعت دے کر جو ولسلہ اور رہسین کی طرف عارم ہوا حبیب خان سے جانے  
 ہی ایک جماعت کثیر نور سے کو قتل کیا اور آتش پرستوں ہوا اور حب شاہ ولسلہ میں ہو گیا معلوم ہو کر اٹھارہ  
 رس کا عرصہ گذرا کہ یہاں سے آٹا اسلام متعلق ہونے اور علامات کو نتائج جو اس سرل میں گھروں لے  
 اس کی سمجھنا کہ میں ہو چکا یا کہ حکومت یہ سہلہ دی ایسے اپ کی ضرورت تھی اور تین دن جو بار بیچ ملک  
 کا سنگ ملک طلب کر کے واسطے جیتور کی طرف گیا اور گھس جاتی سہلہ دی پورہ کارائیں کے قلعہ کو سوار  
 کر کے معرکہ آرائی میں سچی کرتا ہوا اور اٹھارہ ملک جیتوری جیتوری ہو سلطان ہوا اور وہیں دن مسجد کو  
 آنا کر کے اور معاملات مشترک درست کر کے لے اس حصہ میں مقیم ہوا اور حمادی الاول کی  
 ساتویں تاریخ مسجد مذکور میں طبل ضروری ہکا کارائیں میں مارا گیا بلکہ اس راہی لشکر کا تھا کہ راجھوت  
 پورہ سے دو سوچ ہو قلعہ سے آئے اور سلطان ہوا اور شاہ نے ہاوردی کو کام و پایا کچھ لوگ ہنواہ کا  
 لیکر تیرگر سے کی طرح اس پر تاحت لانا اور وہیں پورہ صبر شمشیر و ریر سے دو کھیلے کے اس  
 حصہ میں سیاہ کجوات پیچھے سے اور پنا ہو چکی اور کھاروں کو قتل کیا پورہ سلطان ہوا اور شاہ کی شجاعت اور  
 مردانگی دیکھ کر اس کے اور قلعہ میں حاکم دم لیا اور سلطان ہوا اور اس دن لشکر کو جنگ سے منع کر کے کل  
 کا وعدہ کیا دوسرے دن اس سرزمین سے کوچ کر کے قلعہ کو مرنے کے بعد گھیر کر پورے قسم کے اور  
 بنیاد سا ماطی والی تھوڑے عرصہ میں سا ماطا اہل قلعہ کے قریب ہو چکے پھر سلطان نے رومی خان کو  
 تو جیسا وہاں چھوڑ کر اپنے مقام پر معاوضت فرمائی اور رومی خان نے قریب کی صرب و روسے دو سو  
 قلعہ کے گرائے اور دوسری طرف سے سپہ سالار آگ دی یہاں تک کہ چند گ دیوار ہر طرف سے گڑھی  
 اور سہلہ نے احوال قلعہ اور رومی پور سہلہ و قلعہ و قلعہ کا مشاہدہ کر کے طعام دیا کہ یہ سہلہ چاہتا ہو کہ پٹنہ سہلہ  
 اسلام سے مشرف ہووے اس کے بعد اگر حکم ہوا اور حاکم قلعہ کو حالی کر کے اریا سے دولہا ہوا اور شاہی کے  
 سپرد کر کے سلطان اس حصے مسرور ہوا اور سہلہ کو اپنے رور و ملا کر کلے توجہ دے پڑھایا پھر اسے  
 خلعت حاص و کر باور چھپا سے قسم قسم کا لہر دکھانا اسے کھلایا اور سہلہ اپنے قلعہ کے بچے لگتا سہلہ نے  
 اپنے بھائی گھس کو طلب کر کے کہا جو میں زمرہ اسلام میں داخل ہوا ہوں سلطان ہوا اور شاہ ظلموتی سے مجھے  
 مراحت عالی کو ہو چکا و چھا ساسب یہ کہ قلعہ کو ملازمن کے سپرد کر کے ہم تم سب خدمت شاہ میں حاضر ہوں  
 لیکن نے پوشیدہ اس سے یہ بات کہی کہ اب جو روری تیری مسلمانوں کے مدد میں حاضر ہیں پھر پت مع  
 چالیس ہزار آدمی ملک کی واسطے آتا ہو ایسا حکم کرنا چاہیے کہ چند روز اور قلعہ کے لئے میں توف ہونے سہلہ  
 نے یہ رائے پسند کی اور سلطان سے کہا کہ آج کے روز مملکت چھوٹ چلا ہوا ہو کہ قلعہ کو حالی کر کے ملازمن کے  
 سپرد کر دیا سلطان ہوا اور وہاں سے مراجعت کر کے اپنے مکان آیا اور دو ہفتہ و سہرے و رستہ تھا مقام  
 سے ایک سو گدی سہلہ میں سہلہ سہلہ ہوا کہ اگر حکم ہوا سہلہ قلعہ حاکم صحت حال و راجت کر کے عرض میں ہو چکا ہے

سلاطین ہند  
 ایسے ہی  
 کچھ کا ولسلہ  
 تھا ولسلہ  
 تھا ولسلہ  
 سلاطین ہند  
 قلعہ لگا رہا  
 اس میں سلاطین  
 کی طرف  
 دے نکال  
 شہر مذکور  
 م سہلہ  
 ولسلہ  
 رو آئی گا  
 قلعہ لگا رہا  
 اور  
 اور سلطان  
 کچھ ہوا  
 ایک  
 میں  
 اپنے ہی  
 اور یہ  
 کس کس  
 اور سلطان  
 شہر  
 شہر

سلطان محمود خلجی میں عورات مسلمہ بلکہ بعضے حرما سے سلطان ناصر الدین کو اپنے مکان میں نگاہ رکھتا تھا اور اب بھی اپنے مکان میں رکھتا ہے اس سبب سے حضور میں آنے کی خواہش اور پروا نہیں رکھتا سلطان بہاؤ نے فرمایا کہ خواہ وہ آوے یا نہ آوے ہمارے ذمہ فرض ہوا کہ عورات مسلمہ کو ذلت کفر اور خواری بندگی سے نجات بخش کر اس کو سزا سے بلینج اور تنبیہ ایسی کریں کہ باعث عفت و غیرت ناظرین ہو پھر مقبل خان کو نجد آباد جنیانیر کی طرف رخصت کر کے حکم دیا کہ وہاں جا کر قلعہ کی نگہبانی کرے اور اختیار خان کو مع لشکر و توغچا نہ دست زاد خدمت میں بھیجے اور مقبل خان نے سلطان کے حکم کے موافق اختیار خان کو روانہ کیا اور اختیار خان مع لشکر گران اور توپ خانہ اور خزانہ اکیسویں ربیع الآخر سال مذکور کو قصبہ دہار میں آیا اور سلطان بہاؤ سے ملحق ہوا اور شاہ نے گجرات کی رہائی کا آواز دہ مشہور کیا اور فوراً شادی آباد مندو کی طرف کیا اور اختیار خان کو وہاں کی حکومت پر چھوڑ کر جہادوی الاہلے کی پچیسویں تاریخ کو نعلیجہ میں نزول کیا اس میں میان میں بھوپت ولد سلمدی پور بیہ نے کہ ہمارا تھعارض میں پونچا یا کہ جو رایا ستہ عالی دار الملک گجرات کی طرف متوجہ ہیں اگر بندہ رخصت آجین کی پاوے سلمدی کو ملازمت میں حاضر کئے سلطان بہاؤ نے کمال دور اندیشی سے رخصت دی اور خود بھی کپوچ متواتر زمین کی طرف متوجہ ہوا اور پندرہویں تاریخ شہر مذکور کو قصبہ دہار میں پہنچ کر لشکر کو وہاں چھوڑا اور خود ہر ستم شکار دیپال پور اور سعدل پور کی طرف گیا سلمدی پور بیہ یہ خبر سنکر اپنے فرزند بھوپت کو آجین میں چھوڑ کر خود ملازمت میں حاضر ہوا اور امیر نصیر کٹر سلمدی بیہ کی طلب میں گیا تھا اس نے خلوت میں عرض کی کہ سلمدی پور بیہ خیال اطاعت اور فرمان برداری کا نہیں رکھتا لیکن فقیر بوجہ دینے کنپایت اور ایک کروڑ تھ نقد کے اس کو فریب دے کر لایا ہے ورنہ چاہتا تھا کہ قلعہ چھوڑ کر ولایت میوات کی طرف جادے اور اب اگر رخصت پاوے گا اس کا دوبارہ دیکھنا محال ہے شاہ سعدل پور سے دہار کی طرف روانہ ہوا اور امرا اور مقربوں سے سلمدی پور بیہ کی گفتگو دہار میں لایا اور جب اردو کے قریب پہنچا لشکر کو باہر چھوڑ کر قلعہ دہار میں وارد ہوا اور سلمدی پور بیہ کو بھی ہمراہ لے گیا جبکہ شاہ اندرون محل داخل ہوا مہکون نے آنکر اسے مع دو نفر پور بیہ گرفتار کیا اس وقت ایک خواص سلمدی پور بیہ فریاد کر کے دست بخر ہوا سلمدی پور بیہ نے کہا تو چاہتا ہے کہ میں مارا جاؤں اس نے جواب دیا کہ میں نے یہ خبر تمھارے بچانے کو نکالا تھا اگر اس سے تم کو صدمہ پہنچتا ہے تو یہ خبر میں اپنے ہی مارے لیتا ہوں تاکہ تم کو صدمہ نہ پہنچے اور اپنے سیٹ پر مار کر جہنم داخل ہوا اور جب سلمدی پور بیہ کی خبر گرفتاری منتشر ہوئی باشندگان شہر نے مال و متاع سلمدی کا تاراج کر کے ایک جماعت کثیر کو قتل کیا اور بقیۃ السیف نے بھاگ کر سلمدی کے بیٹے کے پاس جس کا نام بھوپت تھا پناہ لی اور اسباب اور ہاتھی گھوڑے سلمدی کے سرکار شاہی میں ضبط ہوئے اور آخر روز کو سلطان بہاؤ نے رفیع الملک المنیاط بجا و الملک کو بھوپت کی گوشمالی کو روانہ کیا اور خداوند خان کو اردو کے ہمراہ چھوڑ کر دوسرے دن کی صبح کو خود بھی آجین کی طرف عازم ہوا اور دیبا خان مالوہی کو حکومت آجین عنایت کر کے سارنگپور کی سمت متوجہ ہوا اور سارنگپور کو ملو خان بن ملو خان کے سپرد کیا جو سلطان مظفر کے ایام ۸۱۰ھ میں



نصر اولیٰ سلطان ہمارے یکا یک اطراف میں کوٹھ گیا اور سلطان ہمارے درمیان شکاری کو حکم دیا کہ کل ہمارے  
حرم بادشاہوں اور اہل حرموں کا ناما میں سے ہر مردار کوئی آں کے مال اور ناموس کا نقص نہ ہو اس واسطے نصیحت  
ہوا جاہان اور تھا۔ سلطان محمود غزنوی سے عرص کی کشادہ گزرت ہر چند سردی کرے مگر اس کی سہرقتی اور رون  
کی بدست سے ہتر ہوئی مگر در ناموس سلطان کی حفاظت کی کوشش کر گیا اور علی غالب یہ کہ رسم پر ہر اعتبار  
کر کے ولایت مالوہ سلطان کے معذین چھوڑے گئیں اور یہاں سلطان ہمارے راج محل کے کچھ بچے پرورد  
ہوا اور ایک شخص کو سلطان محمود غزنوی کے پاس بھیج کر طلب کیا اور سلطان محمود دس سالہ عمر کے آپا سلطان  
ہمارے اپنے دل میں خواہش غور رکھتا تھا اس سے ہم کلام ہو کر سب سے آئے کا پوچھا لیکن جو کہ سلطان محمود  
علی کا تحت پر گزشتہ اور ہمارے ناموا میں تھا اس نے جواب دیا سلطان ہمارے اس سب سے آگروہ  
چھاپھر مانی مجلس خاموشی میں گزری آخر کو عصب من آنکر سلطان محمود غزنوی کو مع درود ان مقید کر کے  
الف حان اور آصف حان کے ہمراہ محمد آباد جیتا میر میں بھجا اور جو دس دویں تمام کیا اور مالوہ  
مالوہ کو گزرت میں حاکم بن مین اور گزرت کے امر کو مالوہ مین حاکم بن عایت فرمایا اور میران محمد شاہ  
دارونی کو معر اور حکم کر کے رہاں پور میں روا کیا اور بعد رسالت مسلمانہ و سوار تیس ہجرت رہا پور  
اور آسیر کی سیر کے واسطے رواہ ہوا چونکہ رہاں نظام شاہ عوی نے پٹیل عادل شاہ کے برحلاف  
لعط شاہی ایسے حرو اسم کی تھی میراں محمد شاہ فاروقی کی ہدایت اور ولایت سے رہاں پور میں آنا  
اور شاہ طاہر حمیدی کی سعی سے سلطان ہمارے نے تہر سفید اور آفات گہرے سورج بھی اور طرہ  
سبح سلطان محمود علی کا رہاں نظام شاہ عوی کو دیکر فرما کہ ہم نے تعین نظام شاہ عوی خطاب دیا یعنی  
دشون کو ما دشاہی سے معزول اور دوستوں کو سلطنت پر مصوب کیا اور سلطان ہمارے کی عرص نظام شاہ  
عسری کی تربیت سے پہنچی کہ عالی احمد گور بہاں پور دویں مالوہ دہلی کے حکم مین کرش ہلو  
ہست اپنے کی تھی مواقت کرین گے حالانکہ برحلاف اس کے وقوع میں آیا کہ اس واسطے کہ بہاں نظام شاہ  
عوی نے نصیر الدین محمد بایوں مالوہ کی حکم مین ساتھ اس کے ہمراہی کی ملکہ چہ سال پیشتر  
ایلی اپنا اس کی درگاہ میں بھی ولایت گزرت کے تسمیہ کی تربیت دی تھی کہ اس کے سلطان ہمارے نے  
شاہ طاہر حمیدی کی کہ طرا گزرت اور رہاں پور اور سند اور دہلی اس کی آشتادی اور اور آشتادی قبول رکھتے  
تھے حرمت کی یہاں تک کہ کسے حضور جرت بر میں بختیا تھا اور جو بختیا تھا اسے بھی کبھی مصیبت نہ تھا تھا اور جس  
وقت کہ شاہ رہاں پور مین تھا سعی بہت کی کہ اسے رہاں نظام شاہ سے لے کر اساد کیل اسطمت کرے  
شاہ طاہر نے اس ہمارے سے کہ مین ارادہ کہ کی دروای کا رکھتا ہوں یہ بات قبول نہ کی حالانکہ احمد گور  
حاکم چہ حصہ کے بعد رہاں نظام شاہ کو شیعہ مذہب سایا اور ترسرا پہنچ کر رنگ سرکہ تلال مارا نام  
ہو تبدیل کیا القصد یہ داستان ملی حرو احوال نظام شاہ مین یہ تحریر ہوئی حاجت تقریر مین عرواں  
علوم راوین اور سلطان ہمارے ولایات رہاں نظام شاہ عوی خوش ہوں اور کامیاب مگر  
شاہی آنا و سند و بایک طرف گیا اس درمیان مین علوم ہو کر سلمدی پور سپہ سب اس کے کہ چہ

کی اور جب آب کرجی کے کنارے پہونچا برنسی بن رانا اور سلمدی بھی خدمت میں حاضر ہو گئے اور سلطان بہادر نے پہلے دن تیس زنجیریں اور گھوڑے بہت اور ایک ہزار پانسو خلعت زر لبت انھیں بخشے اور چند روز کے بعد برنسی رانا کو جتوڑ کی طرف رخصت کیا اور سلمدی پور بیہ ملازمت اختیار کر کے آردو میں رہا سلطان بہادر سلطان محمود خلجی کے وعدہ ملاقات کے بنیاد پر سنبلی کی طرف متوجہ ہوا اور یہ فرمایا کہ اگر سلطان محمود خلجی آوے گا ہم لوازم ضیافت اور ہمانداری بجالا دیں گے اور دیولہ گھاٹ تک جا کر اسے رخصت کر کے دارالملک کی سمت مراجعت کریں گے اور اس منزل میں محمد خان اسپری آیا تھا اور جب موضع سنبلیہ میں پہونچا دس روز تک سلطان خلجی کا انتظار کیے پھر دریا خان سلطان محمود خلجی کی طرف سے بطور رسالت آیا اور عرض کی کہ سلطان محمود شکار میں گھوڑے سے گر پڑا ہے اس کا دہنا ہاتھ ٹوٹ گیا اب اس وضع سے آنا لائق نہیں ہے شاہ بہادر نے فرمایا جو سلطان نے چند بار خلافت وعدہ کیا نہ آیا اگر مرضی اس کی ہووے ہم آوین پھر دریا خان نے کہا شاہزادہ چاند خان بن مظفر شاہ مرحوم سلطان محمود کے پاس ہے اگر شاہ آوے اور چاند خان کو سلطان محمود خلجی سے طلب کرے دینا اس کا نہایت مشکل اور نگاہ رکھنا بھی نہایت متغیر ہے اور فی الحقیقت آنے کا مانع یہی امر ہے شاہ بہادر نے فرمایا میں شاہزادہ چاند خان کو نہ طلب کروں گا سلطان محمود خلجی سے کہہ کہ وہ جلد سیری ملاقات کو آوے جب اپنی سلطان محمود کا رخصت ہوا سلطان بہادر شاہ پانی پٹ منازل اور قطع مراحل کرتا تھا اور سلطان محمود کے آنے کا راستہ دیکھتا تھا جس وقت ذیالہور میں پہونچا معلوم ہوا کہ سلطان محمود کا یہ ارادہ ہے کہ اپنے بڑے بیٹے کو سلطان غیاث الدین خطاب دیکر قلعہ مندو میں نگاہ رکھے اور خود قلعہ سے جدا ہو کر گوشہ میں بیٹھے اور شاہ سے ملاقات نہ کرے اس درمیان میں بعضے امراء سلطان محمود خلجی کو بوجہ سلوک نا موافق اس سے آرزو تھے خدمت سلطان بہادر میں حاضر ہو کر عرض پراہنے کہ سلطان محمود خلجی حیلہ حوالہ میں ایام گزاری کرتا ہے وہ ہرگز اپنے اختیار سے نہ آوے گا سلطان بہادر کو بوجہ متواتر شادی آباد مندو کی طرف روانہ ہوا اور جب نعلیہ میں پہونچا لشکر شادی آباد مندو کے محاصرہ کو مقرر ہوا اور محمد خان اسپری بجانب غزنی ساتھ مورچال شاہ پول کے نامزد ہوا اور لقمان کو بہل پور کی طرف بھیجا اور جماعت پور بیہ کو سہلوانہ کی طرف نامزد فرمایا اور خود موضع محمود پول میں قرار پکڑا اور شعبان کی اونیسویں شب ۹۳۷ھ نو سو سینتیس ہجری میں سلطان بہادر مع جمیع بہادران کے دو نفر اہل مندو کی ہدایت سے قلعہ میں داخل ہوا اور فیصل بر اس قدر توقف کیا کہ بہت آدمی اس کے قلعہ میں در آئے پھر صبح کی نماز کے وقت سلطان محمود خلجی کے مکان کی طرف متوجہ ہوا اور جو مردم مالوہ اس طرف سے کہ نہایت بلند ہر خاطر جمع رکھتے تھے ان کو جب معلوم ہوا کہ قلعہ فوج بیگانہ سے بھر گیا ناچار اہل قلعہ ہر طرف بھاگے اور اسی وقت چاند خان بن سلطان مظفر شاہ مرحوم قلعہ سے اُترا اور راہ وارانہ پانی اور سلطان محمود خلجی مع جماعت قلیل مسلح ہو کر مقابلہ کو آیا اور جب اپنے میں قوت برابری کی ندیکھی شہر سے بھل گیا اور پھر ایک مقرب کی ہدایت سے احوال عیال و اطفال کی رعایت کے واسطے پھر کر اپنے محل کی طرف چلا اور فوج

اول اس میں  
 بن عاصم  
 اور شیکا کا  
 مذکور  
 رسا در دیکھ  
 کہ کلا دس  
 کا حال سن  
 دے  
 تارے  
 ان پر  
 مسطر  
 آتا دس  
 در سن  
 سہ را د کا  
 ہوا ہے  
 دیکھ  
 کے  
 رہیں  
 اگر کہ  
 ہوا ہے  
 سلطان  
 کا دار  
 سبکی  
 ملک کو  
 سلطان  
 سہ  
 داخل کی  
 سلطان کی

رسم تجارت آئی تھی اُس کے حال پر بطر الطاف مددول کر کے اُس کے واسطے مرتبہ اور حسب  
 قس دیا اور ملک ایسا سے سہارت عبا کی کر کے ولایت ماسوالہ اور ڈوگر پور کی سمت گیا اور پیش  
 ہوا اس ملک میں لگا کر وہاں کے راجاؤں سے پیشکش لی پھر بھیر سعادتمند آما و عبا سیر کی  
 طرف معاودت کی اور عرفان اور قلعہ علی و دیگا اور اے سلطان ابراہیم لدھی کہ مردوس مکانی طبر الدین بھر  
 مارا و شام کے خوف سے تجارت کی طرف آئیے تھے خدمت، رکعت میں حاضر ہوئے سلطان  
 ہا برے پہلے دن میں سو تارے رکعت اور پچاس گھوڑے اور کئی لاکھ تنگہ نقد انعام دیے اور  
 حب آن کی دلجوئی سے قانع ہوا اور اس کے طرف کو رخ کیا اور جب ہر اس میں وارد و خارج و  
 سخی اور ملازمت کے واسطے حاضر ہوئے پھر کچھ متواتر سے پانچ مین ہو کر اُس ولایت کا اعظام حسنا کر  
 چاہیے فرمایا اور سرانگ مقام میں تھارہ اور تفر ریکے اور پر سرام راجہ پا کر کلا اطلاع ہو کر ملازمت میں حاضر  
 ہوا اور سلطان ہمارو کے حضور اُس کا مٹا صرف بلالہ سے شرف ہو کر حملہ مقرر مان و درعہ سے ہوا اور پھر  
 جو پر سرام کا بھائی تھا بنی عاصم ہر اسی پہاڑ اور جنگل میں بھڑا تھا اس وقت حال کے خوف سے تیسری  
 سیرا ماسکا کے پاس تھی ہوا کہ میرا وسیلہ ہو کر مجھے سلطان کی خدمت میں یہ بجا مے اور  
 معافی دلوا دے اتفاق سے سلطان ہمارو شیکا کے واسطے حسب ماسوالہ میں آیا تیسری سیرا ماسکا  
 نے ابراہیم خان و علی محمد چیکا کے حضور گاہ کی درخواست کی سلطان ہمارو نے عرض قبول فرما کر  
 چیکا کو طلب کیا اور گجرات ترقی کے مقام میں مسجد عالی سا کی اور وہ قلعہ پر بھی راجہ کو دیا اور مانی دولت  
 پر کر دوسان رتھی راجہ اور چیکا کے علی الصوبہ یعنی برابر قسم کی اور حیدر و در شیکا کے واسطے اس مقام  
 میں تمام کیا محمود نے سر ہو پچائی کہ سلطان محمود علی جو کہ منوں احسان اور مرہون تھیں سلطان مظہر شاہ  
 ہے شہرہ جان حاکم مدد کو بھی کر لے تھے ولایت حیدر کو تاراج کر مایا حین میں سلطان محمود  
 علی سے ملحق ہوا اسی در مان میں ایلی جیمسی لیسر رانالے انکر درخواست کی کہ سلطان ہمارو سلطان محمود  
 علی کو مانع ہو جس کو موہ و بھر عدوت کو حرکت دیوین پیر اس وقت جہر ہوئی کہ سلطان محمود احین  
 سے سارنگ پور کی طرف حاکر سلمدی پور یہ کو قتل کرنے کے ارادہ سے ہوا لایا حاکر سلمدی اُس کی  
 مانی الصوبہ اقب ہوا اتفاق ہر ہو سکند حال بیوانی کے خاکہ ولایت حیدر میں تیسری ولید ماسکا  
 کے پاس آما ہوا و حیدر ور سے ریا وہ حصہ دگر راجا حاکر سلمدی راجا اور بھویت پسر سلمدی اردو  
 کی طرف موہ ہو کر دونوں نے سلطان ہمارو کی ملازمت حاصل کی اور سلطان نے سات سو جلت  
 رکعت اور ستر اس گھوڑے بھیجیں انعام دیا اور تیلی کی اس دریاں میں سلطان محمود علی کا  
 بوتہ ہو چکا کہ من بھی ارادہ شرف مصوری کار کھسا لیکن موانع کے سبب سے نون میں پڑا اب  
 انشاء اللہ تعالیٰ ملاقات آگانی سے مسرور ہون گا سلطان ہمارو نے دراجان سے یہ فرمایا کہ حیدر  
 مرتبہ ہو بد ملاقات سلطان محمود علی کو جس جن میں من ہو چکی چا اگر وہ انکر ملاقات کرے ہم اسے معذور  
 اپنے مالک میں پناہ دیں گے یہاں پہلی کو شمول الطاف کر کے رحمت کیا اور جو ماسوالہ کی رحمت

کروں گا جب آواز و شوکت بہادر شاہی اور اس کے جلال کا ریح مسکون میں منتشر ہو تو اس سفر میں  
 قریب و بصر کے راجہ اس کی درگاہ کی طرف متوجہ ہوئے اور گوالیار کے راجہ کا بھتیجا بیج جماعت  
 پور بہہ حاضر ہو کر سلک ملا زمان خاص میں منسلک ہوا اور بھیرن بن پرستھی راجہ بھتیجا راجہ شکا کا بھی  
 بیج چند راجپوت معتبر انکر ملا زمین میں داخل ہوا اور بعض سرداران و کن نے بھی نقد سعاد و حضور  
 حاصل کی اور سب علی قدر مراتب النعمات شاہانہ سے بہرہ یاب ہوئے اور جو سلطان کو عرصہ دراز تک  
 محمد آباد جینا نیرین توقت واقع ہوا علاء الدین سہا و شاہ نے بیتاب ہو کر خضر خان اپنے فرزند کو ملازمت  
 کے واسطے بھیج کر معروض کیا کہ برہان نظام شاہ جو بی نہایت باد و غور کی بنجو می سے صلح کا خیال نہیں  
 رکھتا ہو اگر آنحضرت ایک مرتبہ وکن کی طرف نہضت فرما وین بندہ کو مقدمہ دلی حاصل ہو سکے چنانچہ  
 سلطان بہادر التماس اس کی قبول کر کے وکن کی طرف روانہ ہوا اور جب آب زبردہ کے کنارے  
 پہونچا میران محمد شاہ فاروقی استقبال کے واسطے حاضر ہوا اور سلطان کو ضیافت کے واسطے برہان پور  
 لے گیا اور لازم ضیافت بجالایا اس کے بعد عماد الملک بھی جریدہ کاویں سے اس کی ملازمت میں حاضر  
 ہوا اور چند راس گھوڑے اور تخت و ہدایا گدرا نے اور سلطان بہادر برہان نظام شاہ بحرہ کی تادیب  
 کے واسطے کہ بیردہا ہور کے اطراف میں تھا بارہ کے راستہ سے روانہ ہوا اور جب جالندہ پور میں  
 پہونچا چند روز مقام کر کے دندان طبع اس ملک پر تیزی کے اور عماد الملک نے مضطر ہو کر خطبہ برار کا  
 سلطان بہادر کے نام پڑھایا اور میران محمد شاہ فاروقی کو متوسط کر کے ایسا کیا کہ سلطان وہاں سے  
 کوچ کر کے آگے بڑھ گیا اور جیسا کہ وقائع نظام شاہیہ میں تحریر ہوا ہے احمد نگر میں پہونچا اور بسبب دیکھنے  
 خواب ہیبت کے دولت آباد کی طرف روانہ ہوا اور بالانگھاٹ میں حوض قتلہ کے کنارے فوج کش ہوا  
 اور عماد الملک کو مع امراے کثیر گجرات اس قلعہ کے محاصرہ کیواسطے تعین کیا لیکن بعد چند روز کے  
 علاء الدین عہد شاہ نے وکنیوں کو موافق کیا اور سلطان بہادر کے غلبہ کرنے سے ناام اور پشیمان  
 ہوا اور رات کے وقت خیمہ اور خرگاہ سے قطع نظر کر کے راہ غرارانی اور جب وکنی گجرات کا راستہ گھیر کر سدا  
 غلہ پہونچنے کے مانع ہوئے برہان نظام شاہ بھی مقابل آنکر تھوڑے فاصلہ پر وارد ہوا فی الجملہ علامت  
 قحط غلہ اردو میں ظاہر آئی اس وقت برہان نظام شاہ نے سلطان بہادر کو بنوید واپس دینے فیلان  
 میران محمد شاہ فاروقی کے اپنی طرف سے راضی کیا اور احمد نگر کا خطبہ اس کے نام پڑھا سلطان بہادر  
 ۹۳۶ھ نو سو چھتیس ہجری میں گجرات گیا اور برسات کا موسم محمد آباد میں بسر کر کے ۹۳۷ھ نو سو سیائیس ہجری  
 میں ایدر کی طرف متوجہ ہوا اور موضع جانیپور سے خاوند خان اور رفیع الملک الخا طب بہ عماد الملک کو  
 مع لشکر آراستہ اور فیل بسیار پا کر کے سمت بھیجا اور خود بندر کپناہیت کی طرف متوجہ ہوا اور ایک روز برہان  
 بسر کر کے دوسرے دن جہاز پر سوار ہوا اور بندر دپ کی غنیمت کی اور جو کئی جہاز اطاف بنا اور  
 سے پہونچے تھے جنس قماش وغیرہ جو کچھ ان جہازوں میں تھی خرید کر کے کارخانوں میں داخل کی  
 اور از انجلہ ایک ہزار چھ سو میں پستہ اور سننے سننے اور جاست رو میں کی جو باتفاق مصطفیٰ خان دی

اس کی ملکیت میں حوالی اور رواد کی اور راجہ رائے سنگھ ناچار ہو کر حاکم قلعہ احمد نگر کے محلہ حان کے مقابل چڑا اور ایک جماعت کثیرہ رائے سنگھ کی مقتول ہوئی اور مسلمان ایک نمبر سے زیادہ قتل و آماج حان نے چدر دور ولایت مال بین اقامت کی آج کو حکم کے موافق سلطان کی خدمت میں رواد چلا اور سلطان رجب الاول سہ مذکور میں شکار کے واسطے برآمد ہوا اس وقت میں ایک جماعت ریا سے مل گیا بیت سے وہاں کے عامل کے دست حور سے فریادی ہوئی سلطان نے تلح حان کو اس کے سر اٹھام کے واسطے معصوب کر کے عامل کپہات کی معزولی کا حکم صادر فرمایا اور جب محمد آغا حصار کے اطراف میں پہونچا پسر رائے سنگھ ملازمت میں حاضر ہوا بعد چدر دور کے اسے جو شغل اور درگاہ کے جمع الصراف دی اور شہزادہ سوچو جس میں بحری میں ولایت اندر کی تعمیر عمارت چادر اور عمدہ قلیل میں اسے متعلق کر کے کھیاہر کی طرف معاودت کی اور اس کے چدر دور کے قلعہ شہر وچ کی عزیمت کے کے وہاں بھی ریاات نصرت آیات ملکہ کے اور کپہات کی طرف گیا اتفاقاً ایک درور با کے کنارے رسم قمر آغا کا گاہ ایک چار سردر دیپ سے ہو چکا اور اہل حمارے صر پہونچا کر ایک حمار فرنگیوں کا دو مخالف لے سردر دیپ کی طرف بیٹھا اور قوام الملک نے اس چار کو گرفتار کر کے فرنگیوں کو مسلک عودیت بھی علانی میں مسلک کیا شاہ یہ حمر سرک محفوظ اور سردر ویشی کے راستے سے سردر دیپ کی سمت عمارت ہوا اور قوام الملک استقبال کر کے فرنگیوں کو لحاظ میں دلا یا اور سلطان نے ان میں سے ایک جماعت کثیر کو شرف اسلام سے مشرف فرمایا چو نشان مراجعت ملکہ کا اور اس سال میزان محمد شاہ حاکم آسیر ہو چکا سلطان ہار کا خاص کاوش اس معصوم سے ہو چکا جو علاء الدین عا شاہ اور وے محمد و نصیر ملتی جو اٹھا کر رہا بن نظام شاہ بحری اور قاسم مرید ترک بدری نے اور وے قندی کے ملک رار ہر داخل کپاہی ہراس کی ملک کو گیا اور جنگ شدید کا اتفاق کیا فقیر نے ایک جماعت کو پکپا کس حال میں رہا بن نظام شاہ بحری کو مین کاہ میں بیٹھا تھا علاء الدین عا شاہ پرتاعت آیا اور اسے متفرق اور پریشان کیا اس درمیان میں قمر کی بھی چدر و شہر قلیل لوٹ لے گیا اور قلعہ ماہور پر کہ عظیم تر قلاع اس ملا دے ہر قندی متصرف ہوا اس ماہ میں حبیب امر حلیل القدر نے جدو دے غل میں لاوے درجواب اس کے یہ فرمان تحریر فرمایا کہ سال گذشتہ میں عری علاء الدین عا شاہ کی آنی تھی اور ملک عین الملک حاکم ہروالد نے حسب الحکم حاکم و رفیقین کے درمیان صلح کروائی اور اب جو پشہرستی کی تہ رہا بن نظام شاہ سے ہوئی اعانت مظلومان رومہ بہت کریاں وصال اور صاحب ہو چھوٹو ۹۳۵ ہوسو بیستیس بحری میں قلعہ شیر ولایت نظام شاہ مع لشکر عتبار متوجہ ہوا اور قلعہ رومہ میں رول کر کے ایک مدت سیاہ کے سامان میں مصروف رہا اور سہ مذکور کے اوسط سال میں عام فیروز حاکم ملکہ معلول کے علم سے علاء وطن چونکہ حالت شاہ سلطان مامور کے ظل عاطفت میں بہا لایا اور سلطان نے عقد اس کے حال پر انتقال پر رول فرما کر مارہ لاکھ تنگہ حرج خطا کر کے وعدہ کیا کہ انشاء اللہ قلعہ لایر اٹک مامور و قی معلول کے قلعہ سے رآوردہ کر کے تیرے سپرد

طرف طلب کیا ہوا اور کلام اللہ کی قسم کھائی کہ اس بات میں ہرگز خلاف نہیں ہو دوسرے دن جب امر  
 دربار میں مجرے کو حاضر ہوئے سلطان نے قیصر خان اور انج خان کو قید کیا اور اس کے چند روز کے  
 بعد داور الملک جو کسی بہانے سے شہر سے نکل گیا تھا گرفتار ہوا اور ضیاء الملک اور خواجہ بابو کو کہ اس  
 جماعت کی مصاحبت میں متہم تھے انھیں پا برہنہ اور ہاتھ باندھ کر بارعام میں حاضر لائے اور اہل شہر  
 نے بدو کر کے ان کے مکانوں کو تاراج کیا ضیاء الملک نے رسی گنگے میں ڈال کر عجز و زاری کی اور بابو  
 نے پچاس لاکھ تنگہ خون بہا دے کر عفو جرائم کی درخواست کی سلطان بہادر نے اُن کا خون معاف کر کے  
 رہائی کا حکم نافذ فرمایا اور مملکت فتنہ و فساد کی آکالیش سے پاک ہوئی کسی طرف سے دغذغہ نہ رہا اور ۹۳۲ھ  
 تیسویں ہجری میں ایک جماعت سلاحدار ان خاصہ سے کہ عدد اُن کا دس ہزار سے کم نہ تھا مسجد جامع  
 میں دادخواہ ہوئی کہ تنخواہ ہماری سرکار سے وصول نہیں ہوئی اور خطیب کو خطبہ پڑھنے سے مانع ہوئی  
 سلطان بہادر باوجودیکہ جانتا تھا کہ یہ شاہزادہ لطیف خان کے پاس جانے کا ارادہ رکھتے ہیں حکم ان  
 کی تقسیم تنخواہ کا دیا انھیں دہلی میں عرضداشت غازی خان کی پہنچی کہ لطیف خان نے مع جمیعت تمام  
 سلطان پور میں آنکر نشان مخالفت کا بلند کیا اور ہم نے اُس کے مقابلہ میں قیام کیا بعد ازاں اُن کے  
 عند الملک اور محافظ خان بھاگ گئے اور رائے بھیج مع بھائیوں کے اس جنگ میں مارا گیا اور شاہزادہ  
 لطیف خان زخمی گرفتار ہوا سلطان بہادر نے بغیر استماع اس خبر کے محب الملک اور ایک جماعت امر  
 کو بھیجا کہ لطیف خان کے حال پر کمال تلفد کر کے اس کے زخموں کی مرہم چلی میں مصروف ہوں اور اُسے  
 بعزت تمام حضور میں لاؤں لیکن لطیف خان جو زخمی کھاتا تھا راہ میں فوت ہوا اور موضع ہالول توابع  
 جینا میں اُس کا تابوت لے جا کر سلطان سکندر کے پہلو میں دفن کیا اور اسی سال دوسرا بھائی  
 نصیر خان جس کا نام سلطان محمود ہوا تھا اس جہان فانی سے عالم باقی کی طرف راہی ہوا اور سلطان  
 بہادر نے اُن کے مزار پر ایک جماعت کو وظیفہ دے کر طعام نچتہ اور خام تقسیم کے واسطے مقرر فرمایا  
 اور اسی سال خبر پہنچی کہ رائے سنگھ راجہ بال نے جب قیصر خان کے قتل سے واقفیت پائی قصبہ  
 دھور کو غارت کیا اور مال بہت ضیاء الملک پسر قیصر خان کا دستیاب کر کے اس ملک کی خرابی میں  
 کوشش کرتا ہوا سلطان بہادر یہ خبر سنکر مضطرب ہوا اور خود اس طرف غزیت کیا چاہتا تھا تاج خان  
 نے معروض کیا کہ ابتدائے سلطنت میں ایسے امور بہت حادث ہوتے ہیں اس سبب سے عبا رکلفت  
 اور ملال کو آئینہ دل صفا منزل میں راہ نڈیوں اگر یہ بندہ اس خدمت پر مامور ہووے افضال الہی اور  
 اقبال عدو مال بادشاہی کی برکت سے دشمنوں اور مفسدوں کو گوشمال اور سزا دیوے سلطان نے  
 فوراً اُسے خلعت سپہ سالاری دے کر ایک لاکھ سوار رائے سنگھ کی تہیہ کے واسطے ہمراہ کر کے  
 رخصت کیا تاج خان ولایت بال میں داخل ہوا اور اس کی خرابی اور تاراجی میں کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا  
 رائے سنگھ نے از راہ عجز و انکسار ایک نوشتہ شرف الملک کے پاس کہ امراے مظفری سے تھا بھیج کر  
 اپنے عفو جرائم کی درخواست کی اور جب قلم عفو اُس کے جرائد اعمال پر نہ کھینچا پھر تاج خان نے زیادہ تر

یہ پیغام کیا کہ اس سے رادہ شہر میں وقف لائق نہیں ہوگا پکوبابک گوتہ محفوظ چاہے پھر شہر رادہ  
لطیف حال مانوس موکر ولایت پائس پور کی طرف گیا اور عہد الملک اور محتاطان محلی ولایت موکر پور  
کی طرف گئے اور سلطان ہمارا دلیلیاں تمام رعیت روروی اور لشکر کی سراجی میں استعول و اعانتہ ملانے  
اور جمع گرد ہوں کو انعام سے سرفراز کرنا اور انھو اسیاء کی ملی العیون مل کے میں اس رادہ کے تیس  
اور دوس کے چالیس استافہ فرمائے اور ایک برس کا مواجب حواہ سے دے کر سب کو راضی اور  
متاکر کیا اور حق اسے مزار سرخ اور موہ اور رسول آباد کا بطیم بھی ایڑا دوکر کے خوشدل کیا اور جو اُس وقت  
میں دار الملک کجرات قلعہ محمد آباد دلیا پرتجا مادشا و اس مالک کے وہاں تحت پرٹھلائے حالتے تھے  
وایقعدہ گئی کہ رعویں تاریخ محمیون سے ساعت یک پوچھکر دوبارہ رادہ سے شترنی کے قریب تحت  
مرتبہ خواہر بھی رکھا کہ سلاطین سلف کی آئیں کے نبوح آراستہ کیا اور تاریخ مذکور طلاق سو ستیس  
بھری بین سلطان نے ملح شاہی رب سرور مارا ہے اپ دادا کی رسم و آئیں کے موافق جلوس فرمایا  
اور اکابر اور مشائخ اور جو امین نے مبارکباد دی اور لوازم سارا اور اتیار پیش ہو چکے اور اس دن  
ایک ہزار آدمی نے خلعت سلطانی سے ایثار پا یا اور جمع امرا خطاوں اور نوازشوں سے سرمدہ ہوئے  
اور عادی حال کا مواجب کر جلوس احمد آباد کے دن میں اس کے میں اصحابہ کیے تھے اس روز میں  
اور اصحابہ فرمائے اور دربار را سلطان پور کی حکومت برتتیں فرمایا اور ال دونوں میں حصر ہو چکی  
کہ متا ہر اوہ لطیف حال عہد الملک اور محتاطان کے ہٹا لے سے دربار راہ سلطان پور سے  
اطراف میں کہ اس میں حاکم را و ساوکار رکھتا ہوا مسئلہ اس کے سلطان ہمارے ایک فوج  
تقسیم کی کہ بافاق عادی حال اس کی دفع و دفع میں قیام کریں چونکہ اس جلوس کے حیدر و رعدی و  
حیدر علی پوچھا اس دن بھی جس عالی رسم سے کہ کر اکبر اور حکومت اور کرم مدد محمد اور شترنی مرصع عطا فرما کر  
اسیے سے راضی کیا اتفاقاً دونوں میں تھا واقع ہوا اور ہشام الملک کو جو وقت سواری کا موسمہ دا تھا  
فرمایا کہ سواری کے وقت جو شخص سوال کرے ایک مطہری نہیں استرنی مسوب سلطان طغر اسے  
ملا وقف و ساپس ان دونوں میں ہر روز دومرتہ چنگان ناری کے واسطے سوار ہو جاتا تھا اور سلطان سے  
ایک شہر میں متعدد لنگھائے اور دسایں کے واسطے مقرر ہوا کہ احوال را بایا کہ رعاء اور آسودگی اس  
کوشش کرتا تھا ماں ملک کہ ملا گجرات میں افعال اپنی سے دولی اور درماج مارہ طاہر ہوئی اور ابھی کچھ  
وجہ رہ گیا تھا کہ ارباب فقہ حرکت میں آئے شجر الملک بھاگ کر لطیف حال سے عالم اور ارام سے  
دو تہا وے اس حال رہ گیا تھا کہ سلطان کی عرص میں ہو جیسا سلطان نے اہل حال کہ خواہر  
مع لشکر کیتہ لطیف حال کے سر پر نعین فرمایا ابھی وہ رواہ ہوا تھا کہ لیسے دو تہا ہوں نے عرص کی  
کہ قیصر جان اور اہل جان سلطان سکندر کے محل میں عا و الملک کے ساتھ متفق تھے اور ابھی ہند  
لطیف حال کے شریک ہیں اور قسم قسم کی اعانت کرے ہیں سلطان اس فکر میں تھا کہ تاج خان نے  
سبع مبارک میں ہو گا کہ مصر حال اور اہل حال نے لطیف حال کو یہ مشہور راستہ سے اوت کی

سلطان بہادر نے قصبہ سونج میں مقام کر کے تلج خان کو دریا سے پا ترک کے کنارہ بھیجا تو لشکر کو باہستگی تمام بذر بیعہ کشتی اوتارے دوسرے دن تمام امراے محمد آباد جنھوں نے خزانہ سے اموال انعام لیے تھے خدمت میں حاضر ہوئے اور وہ مال بھین معاف ہوا اور جب سلطان بہادر آب پا ترک سے عبور کر کے آب ہندری کے کنارے اور چاند پور کے گھاٹ پر پہنچا فوج نے اترنا شروع کیا عہد الملک نے عضد الملک اور ایک جماعت کو بروہہ اور دوسرے اطراف میں اس لیے بھیجا و مستعد کیا تھا تو غبار فساد برپا کر کے شاہ کو اپنی طرف مشغول کرین شاہ نے اُس جماعت کی طرف توجہ نہ فرمائی اور بسبیل استعجال پانی سے عبور کر کے محمد آباد جینا نیر کی طرف روانہ ہوا جب شہر کے قریب پہنچا ضیاء الملک بیٹا نصیر خان کا آیا سلطان بہادر نے اس سے فرمایا کہ پیشتر جا کر اپنے باپ کو حکم پہنچا کہ عہد الملک کا مکان گھیر کر اُسے گرفتار کرے اور بعد اُس کے تاج خان کو مع چند خوانین عہد الملک کے تدارک اور گرفتاری کے واسطے تعین کیا اور خود بھی پیچھے سے سوار ہوا تاج خان نے بسرعت تمام جا کر عہد الملک کے مکان کو بھی ہڑت کیا اور عہد الملک دیوار مکان سے کود کر شاہ چنودھری کے مکان میں پناہ لے گیا اور شاہ چنوکا مکان تمام لٹ گیا اور اُس کے فرزند قید ہوئے سلطان بہادر اتفاقاً خداوند خان کے مکان کے سامنے سے نکلا تو خداوند خان کہ اس عرصہ میں گوشہ نشین تھا مکان سے برآمد ہو کر شرف ملازمت سے مشرف ہوا اور ایک لحظہ کے بعد عہد الملک کو خداوند خان کے غلام شاہ چنودھری کے مکان سے گرفتار کر لائے شاہ نے فرمایا کہ عہد الملک شاہی اور سیف الدین اور دیگر قاتلان سلطان سکندر کو دار پر کھینچیں اور رنج الملک توکل کے بیٹے کو جو غلام سلطان مظفر تھا خطاب عہد الملک و دیگر بخشی الملک کیا اور عضد الملک یہ اخبار سنکر بروہہ سے کسی طرف بھاگا جاتا تھا کو لیاں نے راستہ میں تمام ساز سامان اور مال اُس کا تاراج کیا اور سلطان بہادر نے شمشیر الملک کو عہد الملک کی گرفتاری کے واسطے مقرر کیا اور بعد اُس کے نظام الملک کو محافظ خان کے سر بھیجا اور وہ بھاگ کر اسے سنگھ کے پاس لے گیا ہوا اور لشکر بہادر شاہی نے مال و اسباب اُس کا لوٹ کر مراجعت کی اور اُسی دو تین روز کے عرصہ میں سپہر عہد الملک اور شاہ چنودھری اور ایک جماعت جو سلطان سکندر کے قاتلون سے تھی قدر خان کے مکان میں ماری گئی اور بہادر الملک جو سلطان بہادر کی چشم پوشی کے متوہم ہو کر محمد آباد جینا نیر سے مفور ہوا شکنہ وہی اس کو راستہ سے گرفتار کر لایا جو کہ اس نے بھی سلطان سکندر پر تلوار کا دار کیا تھا اور وہ زخم جو سید علم الدین کے ہاتھ سے اُسے پہنچا تھا اب تک تازہ تھا شاہ نے حکم دیا کہ شہر کی کھال کھینچ کر سولی پر چڑھاؤ اور تین نفر اور جو سلطان سکندر کے قاتلون سے تھے دکن کی سمت مفور ہو کر جاتے تھے راہ میں گرفتار ہوئے اور سلطان بہادر کے حکم کے موافق بھین توپ کے منہ میں رکھ کر اڑا دیا خلاصہ یہ کہ سلطان بہادر نے عدالت کو کام فرما کر عرصہ تک سلطان سکندر کے قاتلون کو بیسیا ست تمام قتل کیا منقول ہے جس روز کہ سلطان بہادر محمد آباد جینا نیر میں داخل ہوا اُسی دن شاہزادہ لطیف خان سپہر شاہ مظفر جو عہد الملک و امرا کے بلائے سے اُس تلج میں آیا تھا شہر میں پہنچ کر چند روز پوشیدہ رہا قیصر خان اور تلج خان اور بعض امرا نے لطیف خان سے



کہ اس کے ہمراہ رہتا تھا اسے مدد بھیج دے کر اپنے پاس سے وصعت کیا کہ اگر اب وارت مطہری یا دوسری آپو بھیا تھا رہا یہاں رہا مناسب نہیں لطیف حال ناول رہاں وودہ گریبان شاہزادہ تاج محل کے پاس کہ شاہزادہ ہوا، رکھا چھپا اٹھائی پڑتا تھا حاکم تھی جو احب شاہزادہ ہوا وڈو مگر پو میں ہو گیا چھپان اور بھی جو میں اس کے استقبال کے واسطے دوڑے اور امر اور سردار ہر طرف سے اس کے پاس حاضر ہوئے لگے عہد الملک کے دل پر مہایت میں طاری ہوا رشک کے دراجم کرنے میں حراسے حالی کے لگا اور ایک جامعہ کثیر کو مع لشکر مستعد و ریخاس ہاتھی عہد الملک کے ہمراہ کر کے قلعہ ہرم کی طرف بھیجا جو حاکم علاقہ کی آمد و شد کا راستہ سد کرے اور کسیکو شہزادہ ہمارے پاس جانے دینے شاہزادہ ہمارا ورحاں حب قلعہ محمود مگر میں ہو گیا لے امراے سکندری کے جان کے خوف سے بھاگے تھے تہا و کی خدمت میں حاضر ہوئے عہد الملک احوال اس طرح بنا دیکھ کر محمد آوا کی سمت عہد الملک کے پاس گماں شاہزادہ قلعہ ہرم میں ہو گیا تاج محل مع حتر اور جلوس شاہی ملا رست میں حاضر ہوا اور شہزادہ ہمارا ورحاں نے رست کو تمام رمعان المبارک کی چھبیسویں تاریخ ۹۳۷ھ کو سوسیس پوری بین لشکر تین تڑول کیا اور وہاں سے نشان مادیابی ملد کر کے احمد آباد کی طرف متوجہ ہوا اور رصاں کی اٹھائیسویں تاریخ کو قلعہ ہرم کی میں حاکم مشائخ عظام اور آماے کرام کی رار ت کر کے احمد آباد میں چلے جو امراء الملک نے حالت پر تائی اور مدد جو اسی بین سپاہیوں کو ایک سال کی سواہ پیشی و مکرانک شخص کو شہزادہ لطیف حال کی طلب کو بھیجا کہ تاید اس کی مد سے شاہزادہ ہمارا دوسرے رطے اور جنگ وہ پہلے تہا و ہمارا ورحاں کو کچل کر محمد آباد کی سمت متوجہ ہوا اور جو امر اکامد الملک کی طرف سے دیکر اس سے رطے کو جانے تھے راو من اس سے ملے جوتے تھے اور ہمارا الملک دروازا کھلا سلطان مکہ نے قابل تھے بھی عہد الملک سے کنارہ کر کے شاہزادہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور شہزادہ ہمارا ورحاں موقع وقت دیکھ کر ان کی دلجوئی اور تالیف مملوک بین کو شش کرتا تھا تاکہ عہد الملک پر غالب ہو کر محمود شاہ کے درش حکومت کو اٹھا دے نصیر حال الحاصل محمود شاہ کی مدت دولت چار ماہ تھی

## ذکر سلطان بہادر بن سلطان مظفر شاہ گجراتی کی سلطنت کا

برور عہد السلطنت ۹۳۷ھ کو سوسیس پوری بین کو مہیوں نے ساحف جلوس افغانی کی تھی ہمارا شاہ امراء امیان ملک کی سعی سے ملکہ احمد آباد میں اپنے مایہ واد کے تخت پر بٹھن ہو کر رسوم تقدیق اور صراحت جاری کیے اور امراء اور اصراں سپاہ کو امر و دی سواہ اور رما و دی انعام اور صلعت اور ٹھوڑا دے کر جو جس دل اور مسرور کیا اور امتداع شوال میں احمد آباد سے کوچ کر کے محمد آباد میں سیر کی طرف جیلانی سرل میں معطر جان ایک جامعہ سرداران حاضر نے کہ خدمت میں حاضر ہو کر شمول حیات اور اطاف ہوا اور حک اس سرل سے کوچ کیا یہ صر ہو چکی کہ آب یا ترک اس قدر غیالی پر ہو کر لشکر کا عبور و تہا را و متوجہ ہو

کاسی ارا کو  
ہمارا ورحاں  
اور تاج محل  
اپرین حب  
کران غفر  
کے راجہ  
سرحر  
دل  
لشکر  
رہا ورحاں  
لشکر  
راشکر  
رکی خدمت  
رہا ورحاں  
میں لگا  
اس  
جو رے  
کھا ہوا  
کی اٹھ  
جو ہوا  
کے  
۹۳۷ھ  
۹۳۷ھ  
۱۱  
اور  
تاج محل  
اسی کو  
آپو بھیا  
میں

بطریق عمل درآمد اور اعیان کو خلعت دے کر تسلی کرتا تھا اور خطاب دیتا تھا ایک سو اکاسی امرا کو خطاب دیا لیکن ان کا موجب یعنی تنخواہ کچھ اضافہ نہ کی اس واسطے اکثر لوگ انتشار شہزادہ بہادر کے آنے کا کھینچتے تھے اور اس کے طلب میں رسل و رسائل بھیجتے تھے خصوصاً خداوند خان اور تاج خان اس بارہ میں دوسروں سے زیادہ سبقت کرتے تھے اور جس وقت شہزادہ بہادر نے جانی پور میں خبرفت سلطان مظفر کی سنی تعجیل گجرات کی طرف روانہ ہوا عماد الملک نے سراسیمہ اور مضطرب ہو کر برہان نظام شاہ بحری کو بذریعہ عرضی زر خطیر بھیج کر سلطان پور اور ندر بار کی سرحد پر طلب کیا اور مالپور کے راجہ کو بھی کتابت کر کے محمد آباد جنیانیر کی سرحد پر بلایا اور نہایت ہوشیاری اور دوراندیشی سے حضرت فردوس مکانی ظہیر الدین بابر بادشاہ کو عرض داشت لکھی کہ اگر کچھ فوج افواج قاہرہ سے بندر دیو کی سمت روانہ فرمان جاوے تو ایک کروڑ تنگہ نقرہ خدمتگاروں کی مدد و خرچ کے واسطے پیشکش کرونگا برہان نظام شاہ بحری نے تحفہ و بدایا اور ایشیا سے نفیسہ لیکر تافل میں ڈال دیا اور راجہ مالپور قرب و جوار کے لحاظ سے سامان جنگ درست کر کے جنیانیر کے اطراف میں آیا اور تھانہ دار ڈوگر پور نے عماد الملک کے عریضہ پر کہ بابر شاہ کو لکھا تھا اطلاع پاکر تاج خان اور خداوند خان کو لکھ بھیجا کہ عماد الملک نے بابر شاہ کو عرض داشت لکھ کر آنحضرت کو طلب کیا ہے امراے گجرات نے ایلچی کا روانہ شاہزادہ بہادر کی خدمت میں روانہ کر کے جلد طلب کیا ایلچی نواح دہلی میں شاہزادہ کی حضور نبی سے شرف یاب ہوا اور عریضہ امرا کے گزرا نے اتفاق سے اس وقت پابند خان بھی افغانان جو نور کیطرت سے بہادر شاہ کی طلب میں آیا تھا کہ اُسے لے جا کر جو پور کے تحت پرٹھا دین شہزادہ بہادر کا میلان گجرات کی طرف زیادہ تر تھا لہذا پابند خان کو رخصت دے کر احمد آباد کی طرف متوجہ ہوا منقول ہے کہ جس وقت گجرات اور جو پور سے لوگ شہزادہ بہادر کی طلب کو آئے ہر ایک اس کے لے جانے میں کوشش کرتے تھے اور شہزادہ بہادر نے انھیں یہ جواب دیا کہ گھوڑے پر سوار ہو کر صحرا کی طرف جاتا ہوں اور باگ گھوڑے کی ہاتھ سے چھوڑ کر مطلق العنان کرتا ہوں جس طرف چاہے لے جاوے پھر گھوڑا گجرات کی سمت روانہ ہوا اور وہ جب اُس طرف متوجہ ہو کر جو پور کی نواح میں پہنچا تو گجرات سے سپاہی متواتر پہنچے اور شاہ سکندر کے قہم ہائے یعنی قتل ہونے کی خبر دی اور شاہزادہ چاند خان اور شاہزادہ ابراہیم فرزند شاہ مظفر جو رانا جی پور کے پاس تھے آنکر شاہزادہ بہادر کی ملاقات سے مسرور اور محفوظ ہوئے اور شاہزادہ چاند خان حضرت ہو کر اُس مقام میں رہا اور شاہزادہ ابراہیم ہمراہ ہوا اور تھوڑے عرصہ میں جلیپور سے عبور کیا اور اودے سنگھ راجہ مالپور اور بعض متعلق سلطان سکندر مثل ملک مسرور اور ملک یوسف لطیف اور دیگر اشخاص سلطان کی خدمت میں پہنچے اور سلطان نے بہار الملک اور تاج الدین کو مع فرمان استمالت تاج خان اور امراے دیگر کے پاس بھیج کر اپنی آمد سے اطلاع بخشی اور تاج خان جو عماد الملک سے خائف ہو کر اپنی قوم و قبیلہ کی جماعت سے جو جمین آراستہ کیے ہوئے دندو قہ میں سلطان بہادر کے سر راہ بیٹھا تھا فی الفور کوچ کر کے شاہزادہ بہادر خان کے خدمت کے لیے روانہ ہوا اور شاہزادہ لطیف خان بن سلطان مظفر

ایک روز شاہ سکندر سیر کے واسطے سوار ہوا اور الملک اپنی سپاہ مکمل کر کے اُس کے قتل کے واسطے پیچھے سے روا۔ ہوا لیکن وصعت پانی اتنا سے راہ میں ایک شخص نے صورت حامل سلطان سکندر سے ظاہر کی ساہ سکندر رسد و لوح سے جواب دیا کہ حقائق جاہلی ہو کر امرا اور علماں مغر تا ہی کو آزار پہنچاؤ اور تا ملہم ہوا اور ایک حاصداں اور غولوں سے فرما کر کہ تم بھی خود ریاں عوام کے مذکور ہوتا ہو کر شاہزادہ ہما درخان تھیر گمراہ کے واسطے دہلی سے آتا ہو جس سبب سے ہمارا دل پریشان ہو اٹھا ہے جو اتفاقاً اسی شب کو قد وہ السالکین سید حلال بخاری اور ساہ عالم اور شیخ جواد اور ایک جامعیت مشائخ کو جواب میں دیکھا اور سلطان مطہر بھی اُن کی خدمت میں حاضر تھا اُس نے یہ کہا کہ اسے ورد سکندر رقم قحت سے اٹھ اور شیخ جوئے بھی فرمایا کہ آؤ کہ یہ جگہ تری بہین جو عت مطہر شاہی کا وارت شہزادہ ہما درخان ہر حب صبح کے وقت جواب سے سیدار ہوا اسی وقت ایک شخص کو طلب کر کے اپنا احاس سے بیان کیا اور اُس جواب سے پریشان ہو کر تفرج ل کے واسطے چوگان ماری کے لیے سوار ہوا اور جواب سے بعضہ شخصوں نے اطلاع پائی سلطان سکندر رنوا ایک پہر کے اپنے دلچہ من شریف الاما واصلہ لوش کر کے استراحت و مالی تحامرا اور مخصوص اپنے مکانوں پر ٹنگے شعاں کی امیون باج مشافہہ نوسو چیس پچیس میں حماد الملک باقاعی امرا و باعیاں ملکات شل ساہ الملک اور دارا الملک اور بیعیان اور دو لہر عامرک مطہر شاہی اور ایک لہر عشی سلطان سکندر کے دلچہ من و دارا اور اُس جماع سے خواں کے ہمزہ تھی۔ رما ت کھی کہ اس محل کی کمارت محاسب روزگار سے جوتا شاگرد و حب۔ جو ص کے قرب پہنچے نصرت الملک اور اراہیم بن جوہر وہاں موحہ مکے اُس جماعت انھوں دیکھ کر تلوار ریاں سے لی اور اُن پر حملہ کیا اور وہ دونوں بھی تلوار کھینچ کر جنگ میں سوسل ہوئے لیکن اُن کی تلوار نے کام نہ کیا آخر وہ ناکام مارے گئے سرورہ جماعت سلطان سکندر کے حواس و کی طرف متوجہ ہوئی سستہ علم الدین جو سلطان کے چنگ کا پہرہ دیتا تھا اس حال کو مشاہدہ کر کے دست لشکر ہوا اور دو آدمی کو بھی کر کے جو دہی تہمت ہوا اور انھوں نے شاہ کے چنگ کے قریب حاکم دو تین دات تلوار کے گھائے اور شاہ مظلوم ہراساں ہو کر چنگ سے کود کر میں بر آتا اُن میں سے ایک سگدل نے ایسی ضرب طوبہ کی ماری کہ سلطان سکندر رشہ شہادت لوش کر کے حمت کی طوفان ہوا ت انکی حکومت کی تہیں سے تشرؤں تھی

تذکرہ سلطان محمود بن سلطان ہطفر شاہ گجراتی کی تباہی کا

حب سکندر شاہ شہید چوہما والی ملک نے اتفاق سے والی ملک پوریا عصر خان کو ہم سر سے راز اور کر کے تحت سلطنت پر جلوہ گر کیا اور شاہ محمود خطاب دیا سلطان سکندر کے امرا جو وہ اس سے اطاعت میں راغب ہوئے اور ان کے لشکر میں سکندر کی اس موقع باول کی طرح کہیں باور کے متعلق یہ بیچکر سوید میں کی اور امرا اور اصحاب گھوڑات انصورت آنکھ تہمت تھان ہوئے ہما والی ملک

کے درمیان مخالفت ظاہر ہوئی بعض اس کی طرف اور کچھ لوگ اسکی طرف شریک ہوئے لیکن اس واسطے کہ سلطان مظفر نے اُسے دھی کیا تھا اکثر امراءے کبار مثل عماد الملک اور خداوند خان اور فتح خان شاہزادہ سکندر خان کے طرفدار ہوئے شاہزادہ لطیف خان ناچار ہو کر اپنی جاگیر نذر بار اور سلطان پور میں گیا اور جب شاہ مظفر اجل طبعی سے فوت ہوا شاہزادہ سکندر سریر شاہی پر شکن ہوا اور باپ کی میت سرچ کی طرف بھیجا کہ لازم تعزیت میں مشغول ہوا اور تیسرے دن یعنی بعد سوم تعزیت برخاست کر کے محمد آباد جینا نیر کی طرف ہضت فرمائی اور جب قصبہ اتوہ میں پہنچا وہاں کے بزرگوں کی زیارت کی اور یہ بات سمع مبارک میں پہنچی کہ شیخ چنوکہ فرزند ان قطب عالم سید برہان الدین سے ہیں انھوں نے فرمایا کہ یہ سلطنت شاہزادہ بہادر خان کی طرف منتقل ہوگی شاہ سکندر یہ خبر حیرت اثر منکر محزون ہوا اور حریفانے نالائق شیخ چنوکہ نسبت زبان پر جاری کر کے انکی مذمت کی اور جب جینا نیر میں پہنچا اپنے خدمتکاروں کو جواب شاہزادگی کے لازم تھے انکے حال پر نوازش کر کے ولایتیں دین اور اپنے باپ دادا کے امراء پر مطلق اور تقاضا روا رکھا اس وجہ سے تمام امراء لگیا اور آرزو ہو کر امیدوار تقدیر خداوندی ہوئے خصوصاً عماد الملک حبشی جو از بندہ ہائے مظفر شاہی اور سلطان سکندر کی والدہ کا غلام تھا نہایت رنجیدہ ہوا اور بعض تربیت یافتہ ہائے سلطان سکندر سے حرکات ناشائستہ صادر ہوئیں اور ایک بار کی تمام سیاہ اور رعیت کا دل اُس سے بیزار ہوا اُس کا زوال خدا سے چاہتے تھے سلطان نے ایک دلچسپ راستہ کر کے امراء و اعیان ملک کو خلعت فاخرہ عنایت کر کے ایک ہزار سات سو گھوڑے انعام فرمائے چونکہ اکثر انعام بجاویں موقع تھے خلعت کو اور بھی زیادہ رنج پہنچا اور بہت سخت نشینی شاہزادہ بہادر پر مصروف کی سلطان سکندر اپنے کردار اور افعال سے پشیمان ہو کر اپنے مال کار میں متفکر اور ہراسان ہوا اس درمیان میں معلوم ہوا کہ شاہزادہ لطیف خان نذر بار اور سلطان پور میں خیال شاہی کا رکھتا ہوا اور منتظر وقت ہوا اس واسطے سلطان سکندر نے ملک لطیف کو خطاب شہزادہ خانی ارزانی کر کے شاہزادہ لطیف خان کے دفع کے واسطے بھیجا اور ملک لطیف نے نذر بار کی سرحد پر جا کر دریافت کیا کہ شاہزادہ لطیف خان کو ہستان میں کچا پتھم اور ج پور کے جنگل میں رہتا ہے بے تامل جنگل جیو رہیں گیا را جبہ جیو رہا عتلا و جنگل اور قلعہ مکان پر کر کے جنگ پر آمادہ ہو کر اُس کے مقابل آیا اور ملک لطیف کو مع عطا سرور ان نامی شہید کیا اور چونکہ راستہ فرار کا مسدود کر چکا تھا راجو توں نے پیچھے سے آنکر ایک ہزار اور سات سو آدمی قتل کیے اور اہل گجرات اس شکست کو فال زوال سلطان سکندر تصور کر کے منتظر نتیجہ کے رہے اور سلطان سکندر نے قیصر خان کو مع لشکر گران اُس گروہ بے شکوہ کی گوشمال کے واسطے تعین کیا اسی عرصہ میں امراءے مظفری نے جو شرارت میں موصوف تھے عماد الملک شاہی سے کہا کہ شاہ سکندر تیرے قتل کی تدبیر میں ہر ہم نے از راہ دو تہوا ہی اور اخلاص آگاہ کیا عماد الملک اُس گروہ بے شکوہ کے کئے سے منحرف ہوا اور اس تدبیر میں بڑا کہ جس طور سے ممکن ہو شاہ سکندر کو دفع کر کے شاہ مظفر کے فرزند ان سے ایک کو تخت سلطنت پر قائم کر دین اور میں خود ہاتھ ملی اور ملکی میں مشغول ہوں چنانچہ



کے ذیل میں پہلے گزر چکا ہے اور سلطان مظفر جینا نیر سے ایدر کی طرف متوجہ  
 ہوا اثنائے راہ میں شاہزادہ بہادر خان نے کمی آمدنی و کثرت خرچ کی شکایت پیش کر کے چاہا کہ  
 اس کا وظیفہ بھی مثل بڑے بھائی شاہزادہ سکندر خان کے مقرر فرمایا جاوے بادشاہ نے بعض  
 موانع پر نظر کر کے بالفعل اس درخواست کے پورا کرنے میں وعدہ وعید پر عمل لایا اور شاہزادہ بہادر خان  
 کو روٹول ہو کر بے اجازت جانب احمد آباد راہی ہوا اور وہاں سے راجہ بال کی ولایت میں  
 کیا۔ راجہ بال نے قدم شاہزادہ بہادر کو نسبت خیر تر قہ خیال کر کے ہر طرح خدمت گزارہ کی اور  
 شاہزادہ وہاں سے ولایت جیتو میں آیا تو رانا سنگا نے بھی استقبال کر کے بہت پیشکش نذر  
 کی اور عرض پر داز ہوا کہ یہ ولایت حضور شاہزادہ کے متعلق ہے جس کو منظور ہو غنایت فراوان  
 شاہزادہ نے رانا کی عالی ہمتی کی تعریف کر کے اس کو قبول نہ کیا اور فرمایا کہ بدستور آج کو یہاں  
 کی حکومت نصیب رہے اور بہت خوشی کے ساتھ وہاں سے حضرت خواجہ حسن الدین حسن بھری  
 قدس سرہ کے مزار فاضل الانوار کی زیارت کا عزم کیا اور وہاں سے ولایت سیوا میں آیا اور  
 حسن خان سیوا آتی نے چند منزل ٹریو کر استقبال کیا اور لوازم خیاانت بجالایا۔ شاہزادہ نے وہاں  
 سے دہلی کا قصد کیا۔ اتفاقاً ان دنوں فرہوس مکانی بابر بادشاہ نے ملک بند سحر کرنے کے  
 قصد سے نواح دہلی میں نزول فرمایا تھا۔ بادشاہ ابراہیم نے بوجہ قدم شاہزادہ کے مستغیر و قوی دل ہو کر  
 کمال اعزاز و احترام کیا۔ ایک روز شاہزادہ بہادر خان نے جو انان گجرات کو ساتھ لے کر میدان کا  
 رخ کیا اور امرائے مغل سے خوب لڑا۔ امرائے افغان جو بادشاہ ابراہیم سے مستغیر تھے اس امر پر  
 متفق ہوئے کہ بادشاہ ابراہیم کو دفع کر کے شاہزادہ بہادر خان کو تخت دہلی پر بٹھا دیں۔ بادشاہ  
 ابراہیم اس بات کو سیمجھ گیا اور چاہا کہ کسی فریب سے بہادر خان کو آزار پہنچاوے شاہزادہ بہادر خان  
 نے جانب جون پور قصد کیا۔ جب یہ خبر بادشاہ مظفر کو پہنچی کہ شاہزادہ بہادر خان دہلی پہنچا اور  
 بادشاہ بلند اتقبال ظہیر الدین بابر شاہ افواج مثل کے ساتھ نواح دہلی میں موجود ہے تو فرزند رشید  
 کی مفارقت سے بہت ملول و محزون ہوا اور خداوند خان کو حکم دیا کہ خطبہ و عرائض لکھ کر شاہزادہ  
 کو بلاؤ اور اسی درمیان میں دیار گجرات میں قحط عظیم ظاہر ہوا کہ خلق خدا مضطرب ہوئی بادشاہ مظفر نے  
 شفقت عام سے ختم کلام ربانی شروع کیا اور حق تعالیٰ نے اُس کی نیک نیتی سے رحم فرما کر خلق  
 سے یہ بلا دور کر دی اور سلطان انجمن دکن ایسا بیمار ہوا کہ روز بروز مرض بڑھتا جاتا تھا اور  
 علاج مفید نہوتا تھا۔ ایک روز اسی عالم یاس میں سلطان مظفر شاہ نے اپنے فرزند رشید شاہزادہ  
 بہادر خان کو یاد فرما کر فرط محبت سے آنسو بہائے۔ ایک شخص نے موقع دیکھ کر عرض کیا کہ لشکر والے  
 دو فرقہ ہو گئے ہیں ایک فرقہ کی یہ خواہش ہے کہ شاہزادہ سکندر خان ولیعہد ہو اور دوسرے  
 فرقہ کی خواہش یہ ہے کہ شاہزادہ لطیف خان ولیعہد ہو۔ سلطان مظفر نے اس کا کچھ جواب نہ دیا  
 بلکہ دین فرمایا کہ بھلا شاہزادہ بہادر خان کے حال سے بھی کچھ خبر پہنچی ہو یا نہیں۔ اس وقت مجلس



پر ٹھہر کر ملک ایاز کو پیغام دیا کہ میں اپنے ایلچی سلطان کی خدمت میں روانہ کر کے دو لتھو ہوں میں داخل ہوتا ہوں آپ محاصرہ اٹھا لیجیے۔ ملک ایاز نے اس کے ایلچیوں سے ایسی چند باتیں کہیں جو ممکن نہ تھیں اور خود قلعہ مندسور فتح کرنے کا قصد کیا اور نقب انتی دور پہنچ چکی تھی کہ صرف ایک دو روز کا کام رہ گیا تھا۔ اس عرصہ میں شہزادہ خان شروانی از جانب سلطان محمود خلجی پہنچا اور ملک ایاز کو پیام دیا کہ اگر ملک کی احتیاج ہو تو اینجانب بھی وہاں آویں۔ ملک ایاز خاص نے مترود ہو کر تشریف لانے کا شکریہ ادا کیا۔ سلطان محمود خلجی فی الفور سلمدی پوریہ کو ہمراہ لے کر مندسور پہنچا رانا سنکا سلطان خلجی کے آنے سے بہت بدحواس ہوا اور میدانی راے کو سلمدی کے پاس بھیجا کہ باوجود ہتھوم کے بدلتوں ساتھ رہنے کا اتفاق ہوا ہو آپ کے اخلاق سے ہر طرح نیکو راہی کی امید ہو بالفعل آپ سے امید ہو کہ صلح میں سعی کریں چنانچہ آئے کفر کی تقویت میں صلح کی بہت کوشش کی لیکن مفید نہ ہوئی مگر رعوت و حسد کی بد اخلاقی نے التبتہ اپنا کام کر لیا۔ اس کا بیان یہ ہو کہ قوام الملک نے زبردست پنجہ سے انتقام کے لیے اپنا مورچل آگے بڑھا کر چاہا کہ آج ہی قلعہ میں داخل ہو ملک ایاز نے حد کر کے دیکھا کہ اگر ایسا ہوا تو اسی کے نام فتح ہوگی لہذا حاکمانہ اس کو اس روز جنگ سے روک دیا قوام الملک دل شکستہ ہوا اور امراے گجرات بھی ناراض ہو گئے۔ دوسرے روز مبارز الملک و چند سردار بدون اجازت ایاز خاص کے رانا سے لڑنے کو بڑھے اور ملک تغلق شہ فولادی جا کر راستہ سے ان کو پھیر لایا اور ملک ایاز کی غرض یہ تھی کہ اس کے مورچہ کی نقب تمام ہو تو آگ دے کر اپنے نام فتح کا تقارہ بجاؤں اس وجہ سے اس کے اور امراے کے درمیان اتفاق پیدا ہوا لیکن امرا بخوف سیاست سلطانی دم نہ اڑ سکتے تھے آخر ملک ایاز نے نقب میں آگ لگائی جب برج گرا تو معلوم ہوا کہ راجپوتوں نے صورت معاملہ سے آگاہ ہو کر برج کی محاذی دوسری دیوار محکم بنائی ہو۔ دوسرے روز رانا سنکا کے ایلچیوں نے آکر کہا کہ رانا سنکا کہتا ہو کہ میں نے غم کیا ہو کہ آئندہ سے سلطانی دو لتھو ہوں میں داخل رہوں اور جو ہاتھی جنگ احمد نگر میں ہاتھ آئے ہوں ان کو اپنے بیٹے کے ساتھ حضرت سلطان کی خدمت میں روانہ کروں یہ سب بے لطفی و سخت گیری کیوں فرمائی جاتی ہو۔ ملک ایاز نے قوام الملک و امرا کی مخالفت سے یہی مناسب دیکھا اور صلح جائز رکھی۔ دوسرے امرا ایسی صلح سے ناراض ہو کر سلطان محمود خلجی کے پاس گئے اور ان کو جنگ پر آمادہ کیا کہ چار شنبہ کو جنگ کریں۔ اس مجلس کے ایک آدمی نے آکر ملک ایاز خاص کو اس حال سے مطلع کیا۔ ایاز خاص نے اُسی وقت ایک ایلچی خدمت سلطان محمود خلجی میں بھیج کر عرض کیا کہ حضرت بادشاہ نے اس لشکر کا اختیار اس بندہ کے ہاتھ میں عطا فرمایا ہے تاکہ جس امر میں بادشاہ کی خیر خواہی متصور ہو عمل میں لاؤں اور چونکہ انجانب تھریک امراے گجرات رانا سے جنگ کرنا چاہتے ہیں بندہ اس امر پر راضی نہیں ہو اور شاید اتفاق کی وجہ سے مقصود حاصل نہ ہو اور چار شنبہ کی صبح کو ملک ایاز وہاں سے کوچ کر کے موضع خلجی پور میں اترا اور رانا سنکا کے ایلچیوں کو خلعت دے کر رخصت کیا۔ سلطان محمود خلجی



ملکہ احمد کے حکمرانی میں اس کٹھن کو قتل کر کے مطہر و مصہور ہو کر معاودت کی۔ چونکہ احمد گزیران جنگ تھا  
 ملکہ و مریات حاصل ہوئے لہذا وہاں سے قسطنطنیہ میں آ گئے۔ جب یہ عربی سلطان مطہر کو کوکین  
 تو عدا الملک اور قیصر حاکم کو سوا بھی اور درج کافی کے ساتھ رانا کے مقابلہ کو روانہ کیا یہ دونوں احمد آباد  
 پہنچے اور ورام الملک کو ساتھ لے کر قسطنطنیہ گئے اور وہاں سے اودھا کو عرضی لکھی کہ رانا مسکا کوٹ  
 مار کر کے کوٹ گماہی گزارا جاوے پھر حیات کرین۔ ماسواہ نے لکھا کہ بعد رسات کے ہے تو  
 ریشتر کشی کی جاوے لہذا امراء نے احمد آباد میں قیام کیا اور سلطان مطہر نے لشکر کو ایک سال کا صلہ  
 حراہ سے نقد دے کر احمد آباد کی طرف کوچ کیا اور رانا مسکا کی گوتھالی کے واسطے پور کا عزم کیا۔  
 اس عرصہ میں سلطان محمود امارا سندھ ملکہ کا غلام حاکم جس کو رانا رحاص کہتے تھے اور سرد  
 سورت دکنارہ سمندر کے ملا داس کی جاگیر تھی میں ہزار سوار و پیادہ و ہست سے توپ حراہ کے  
 ساتھ حضور میں آیا و عرض کیا کہ حضرت سلطان کو اس تکلیف کی ضرورت نہیں ہو رانا مسکا کی گوتھالی  
 کے واسطے ہم ایسے مددگار کا کافی ہیں اور ہم لوگ اسی دن کے واسطے پور دیش کیے جاتے ہیں۔  
 سلطان نے جواب دیا اور محمود سلطانہ کو سوتھالیس ہجری میں احمد آباد اور فتح لشکر بھیج دیا تو پھر ملک  
 امارا حاکم نے درخواست کی کہ رانا مسکا کی گوتھالی پر مقرر کیا جاوے۔ سلطان نے ایک لاکھ سوار  
 اور سوا بھی ہزارہ کر کے رانا مسکا کے تادیب کے لیے روانہ کیا یہ ملک ایار و قوام الملک مقام ہراسہ  
 پر آئے تو سلطان نے دوراندیشی و احتیاط سے تلح حاکم ملکہ شاہی کو میں ہزار سوار سے اسی  
 خدمت پر مامور دیا۔ ملک ایار نے عرضی لکھی کہ رانا مسکا کی گوتھالی کے لیے اس قدر امراء متوجہ  
 ہیں اس کی ماموری و اعتماد رکھا جاوے یہ مدد اس خدمت کو بخوبی انجام دے سکتا ہے بلکہ بہت سے مانگی  
 گئی واپس کر دیے اور صدر حاکم کو لکھا کہ رات کے راجو تون کی گوتھالی کے لیے روانہ کیا صدر حاکم  
 نے مامور و چھدا رہ مقام و دشوار گزار جگہ کے ممانعت کر کے کثرت راجو تون مار ڈالے اور راجو تون کو  
 گرفتار کر کے ملک ایار کے پاس لایا اور ملک ایار نے وہاں سے کوچ کیا اور ڈونگر پور و ماسواہ کو  
 حاکم حاکم کر دیا اور حیاتور کی طرف متوجہ ہوا۔ اتفاق سے وہاں ایک شخص نے حاضر ہو کر شہج الملک  
 سے کہا کہ ادی سنگھ راہ مال سے ایک صاحب رانا مسکا کے اور اگر سین پور بہت سب ہاڑ کے پیچھے  
 اس عرصہ سے پیچھے ہیں کہ رات کو شون مارین شہج الملک و صدر حاکم نے کسی کو حصر دی ملکہ و سوار  
 سوار ہمارے کر گھوڑے ڈال دیے اور پہنچ کر سخت جنگ واقع ہوئی اگر سین مخوج ہوا اور اسی راجو  
 میدان میں گئے ماتی حکاک سکے اور ہوسر جی کی حصر ہو چکی تھی کہ ملک ایار سلطان نے لشکر آراستہ کے  
 کمک کو پہنچا اور حکاکہ بین حاکر بہ حال دیکھ کر شہج الملک و صدر حاکم کی قریب کی اور اپنی شجاعت  
 سے فتح ہوا۔ دوسرے روز قوام الملک اس جگہ واری کی تلاش میں کوہ یا والہ میں داخل ہوا اور وہاں  
 آدمی کا مستان پھوڑا اور اگر سین رنجی حکاکہ کے پاس پہنچا اور سب حال بیان کیا۔ حاکم یا حاکم  
 سلطان نے مدد سوار پہنچا تو حاکمہ کر لیا اور رانا مسکا نے اپنے خا۔ دار کی کمک کے واسطے آکر مارہ کو اس

رانا سنکا کے پاس گیا اور یہ سب حال نقل کیا۔ وہ حمیت و غیرت میں آگیا اور جان تک ہو سکا فوجیں لیکر  
ایدر کی طرف متوجہ ہوا اور مبارز الملک کے جاگیر کے حدود تاخت و تاراج کر کے ولایت باکرہ میں  
پہنچا اور باکرہ کا راجہ اگرچہ سلطان مظفر کا مطیع تھا لیکن مضطرب ہو کر اس سے مل گیا اور رانا وہاں سے ڈونگر پور  
میں آیا۔ مبارز الملک نے حقیقت حال سے بادشاہ کو اطلاع دی چونکہ بادشاہ کے وزیر کا دل  
مبارز الملک سے صاف نہ تھا بادشاہ سے عرض کی کہ مبارز الملک کی یہ حرکت کچھ لائق رہتی ہے کہ ایک  
کتے کا نام رانا سنکا رکھ کر اس کو غیرت میں لاوے اب ڈونگر پور کا مالک ہو سلطان نے مدد بھیجنے  
میں تامل کیا۔ اس پر طرہ یہ ہوا کہ ایدر کی مدد کے لیے سلطان نے جو لشکر مقرر فرمایا تھا ان میں سے  
اکثر سپاہی برسات کی وجہ سے احمد آباد میں آئے تھے مبارز الملک کے پاس تھوڑے لوگ تھے۔  
مبارز الملک پریشان ہوا اور رانا سنکا نے حالات معلوم کر کے ایدر کی طرف توجہ کی اور مبارز الملک  
چند سرداروں کے ساتھ باوجود قلت فوج کے ایدر سے نکلا لیکن بدون مقابلہ کے ایدر میں واپس  
آیا۔ سرداروں نے کہا کہ فوج کی قلت سب پر ظاہر ہو چکی ہے مدد پہنچنے تک قلعہ احمد نگر میں محصور  
ہو جائیے اور خواہ مخواہ مبارز الملک کو لیکر احمد نگر چلے گئے۔ دوسرے روز صبح کو رانا سنکا ایدر میں  
پہنچا اور مبارز الملک کا تفحص کیا۔ زمینداران گجرات جو قوام الملک کے پاس سے بھاگ کر رانا سنکا  
سے مل گئے تھے کہنے لگے کہ مبارز الملک بھاگنے والا نہیں ہے لیکن امرا اس کو زبردستی قلعہ احمد نگر  
میں لے گئے ہیں۔ رانا سنکا فوراً ایدر سے احمد نگر روانہ ہوا اور وہی ہندی کبت جس نے مبارز الملک  
سے رانا سنکا کی تعریف کی تھی پھر آیا اور مبارز الملک سے کہا کہ رانا سنکا بڑی فوج لیے ہوئے آیا ہے اور  
آپ ایسے بہادر و ن کامفت مارا جانا قابل افسوس ہے آپ قلعہ میں متحصن ہو جاؤ کہ رانا قلعہ  
کے نیچے اپنے گھوڑے کو پانی پلا کر واپس چلا جائیگا۔ مبارز الملک نے کہا کہ یہ غیر ممکن ہے کہ بغیر جنگ اس کو  
اس ندی سے پانی پلانے دوں اور اسی وقت اپنی قلیل فوج جو رانا کے مقابلہ میں سوان حصہ بھی  
نہ تھے ساتھ لیکر ندی سے پار ہو کر مقابلہ کیا اور نہایت سخت معرکہ پیش آیا اور اسد خان مع چند سرداروں  
کے شہید ہوئے اور مبارز الملک و صفدر خان نے چند مرتبہ رانا کے لشکر پر سخت حملہ کیا آخر زخمی  
ہوئے اور جب الشوگر اتنی مارے گئے تو دونوں باگ پھیر کر احمد آباد کی طرف راہی ہوئے اور رانا  
نے احمد نگر کو غارت کیا اور دوسرے روز وہاں سے ڈونگر پور روانہ ہوا ڈونگر پور کے لوگوں نے  
نکل کر رانا سے کہا کہ ہم بھی تمہاری طرح زنا ردار ہیں اور تمہارے باپ داوے ہمیشہ ہمارے باپ  
داوون کا اعزاز و اکرام کرتے رہے رانا نے ڈونگر پور کو نہیں لٹھا اور بیل نگر کی طرف روانہ ہوا  
اور وہاں کا تھانہ دار ملک حاتم بامید شہادت مقابل ہو کر اپنے مقصود کو پہنچا اور رانا نے  
بیل نگر کو لوٹ لیا اور وہاں سے اپنے ملک کو چلا گیا اور ملک قوام الملک نے کچھ فوج مبارز الملک  
و صفدر خان کے ہمراہ کر دی وہ وہاں سے احمد نگر میں آیا اور شہیدوں کا کفن و دفن کیا اسی حالت میں  
ایدر کے کوئی ذکر اس یہ سمجھ کر کہ مبارز الملک کے پاس بہت کم فوج ہے ہجوم لائے اور مبارز الملک نے

لئے کو کچ فرمایا۔ اس عرصہ میں ایک نامی راجپوت جو قلعہ سندھ سے چکر کل تھا تھا راما کے لشکر میں ہوا اور اس نے سلطان مطہر کے صل عام و شدت انتقام کی دعا صورت سے بیان کیا اور ہارے کھڑے ہو گیا۔ راما و اس کے ساتھوں کے پتے پھٹ گئے اور ہرے رو پٹ گئے اور مادشاہ کے کوچ کی خبر سہی ہوئے اعتبار مدح اس تھا گا اور جیو میں حاکم راما اور عادل خان فاروقی نے تعاقب کر کے اس کے پھلے لشکروں کو میست و باور کو کر ڈالا اور سلطان مطہر نے عادل خان کو طلب فرمایا اسی دور سلطان محمود غزنوی سندھ سے دھارمن آیا اور اس سے استادہ جو کر عرص کی کہ حضرت مادشاہ حارے مہرے باپ و چچا کے ہیں امیدوار ہوں کہ اس حقیر کے مکان پر قدم رکھ کر مہرے مکتے تار یک کو اپنے قدم سے مسور فرماوین سلطان نے مطہر کو راکشا ہراہو ہار جان و لطیف حان کو اور عادل خان حاکم آسیر و رہبان پور کو ساتھ لے کر رات کو قلعہ مطہر میں تمام کما معص کو ہاتھی بر سواری پور قلعہ سندھ میں داخل ہو کر سلطان محمود کے مکان میں تمام کیا اور سلطان محمود نے ہمارا ہی میں کوشش کی اور جو کھسے ہو کر خدمت کی اور طعام سے راحت کے بعد ہر صبح کے عایس سے ہراہو کے ذاتی تذکرہ عرص کیا اور ہر ایک شاہراہ کے آگے بھی رکھا اور صحت عذر جوابی کی سلطان وہاں کے سلاطین و قوم کے عمارات کی سیر کر کے دھار کی طرف متوجہ ہوئے اور وہاں سے سلطان علی کو رحمت دے کر دوہرا سواری ان کی ملک کے لیے آصف حان کے ہمراہ چوڑے اور جو مہرات کو روانہ ہوئے سلطان محمود کو جو رحمت کا پچا تھا کمال محنت سے بطور شایعت کے موقع دیو نہک آیا اور ملین ار سر نہ اجارت حاصل کر کے سندھ کو روانہ ہوا سلطان مطہر چیدر و در محمد آباد چنبا پیر میں رہا اور کارو اشرف دور دور سے مبارکباد کے لیے حاضر ہوئے اور انعام شاہی سے کامیاب ہو کر جو حق و حرم واپس ہوئے اس عرصہ میں ایک دیم نے عرص کی کیا کہ جس راما من سلطان نے تسمیر بالوہ کا قصد فرمایا تھا ایدر کے راحہ راسے ملنے چانگے نکل کر پٹن کے ایک حصہ و ذراع کے حصات کو تاراج کیا اور ص نصرۃ الملک نے اس کی طرف توجہ کی تو حاکم جیا گھر کے پہاڑی عارولن و چھوٹے میں گھس رہا سلطان نے فرمایا کہ ان شاعر نے تاراج رسات کئے اس کی معقول فکر کی عاروی جیا گھر ۲۵ سو پچیس ہوئی میں اس قصد سے ایدر کی طرف گیا اور راحہ مل جان لے کر مل کھٹکا تھا پہلے اس کی ولایت کو حاکم سیاہ کو ڈالا و چیدر و در نصرۃ الملک کو ایدر میں چھوڑ کر خود محمد آباد میں آیا اور اس کے نام ایک خط محنت لکھ کر چیدر و در کی ملک دے کر جوئی کیا اور اس کے چیدر ہی رور بعد جوئی بطریق شکار کے ایدر میں گیا اور وہاں عمارات کی سوچی اور نصرۃ الملک کو اسے ہراہ احمد آباد میں لایا اور ایدر کی حکومت مبارک الملک کو عطا فرمائی اور قوام الملک کو احمد آباد میں چھوڑ کر خود محمد آباد میں آیا اس عرصہ میں یہ واقعہ ہوا کہ مبارک الملک کے خدمت میں کسی شاعر نے رانا سنگا کی بہادری و مرداخی کا ذکر کیا اور مبارک الملک نے کمال محنت و عذر سے راما کے حق میں بدکلام کئے اور ایک کتے کا رانا سنگا نام رکھ لیا کہ کے دروازہ پر مدعا اور وہی شاعر ہندی نہاں سے

کا استیصال کر کے ملک مالوہ بالکل مصفا خدمت میں نذر ہوگی اور وہیں سے اجتماع عساکر کا حکم نافذ فرمایا اور تھوڑے ہی دنوں بعد لشکر بے شمار لیکر مالوہ کی طرف متوجہ ہوا جب منڈلی رائے پور بیہ نے سنا تو تھوڑے کو مع جماعت راجپوتوں کے قلعہ مندو میں چھوڑا اور خود سوار و فیلان محمودی لے کر دھار کو آیا اور وہاں سے رانا سنگا کے پاس کمک لینے گیا اور سلطان مظفر نے فوج مندو کی طرف روانہ کی اور راجپوت بھی قلعہ مندو سے بھگ کر گئے اور قلعہ میں بھاگ گئے دوسرے روز پھر بھگ کر گئے رٹائی کی اور قوام الملک نے متواتر سپاہیوں کو نمایاں کر کے بکثرت راجپوت مار ڈالے اور سلطان مظفر نے اطراف قلعہ کو امر پر تقسیم کر کے محاصرہ تنگ کیا۔ اس عرصہ میں منڈلی رائے نے تھوڑے کو لکھا کہ میں رانا سنگا پاس پہنچا اور بہت جلد تمام ماڑو دار کے راجپوتوں کو مع نواح کے کمک پر لاتا ہوں تجھے لازم ہو کہ ایک مہینہ تک سلطان مظفر کو لیت و لعل میں معطل رکھ۔ تھوڑے ہی مکر و فریب سے ایلچی بھیجے کہ سلطان عالی شان کو معلوم ہو کہ ایک مدت سے قلعہ مندو پر راجپوتوں کا قبضہ ہو اور ان کے عیال و اطفال اس میں موجود ہیں اگر سلطان کرم فرما کر محاصرہ کشادہ فرما دیں تاکہ یہ جماعت یہاں سے نکل جائیں تو میں بھی حضور میں حاضر ہو کر خدمت گزار میں مصروف ہوں سلطان نے سمجھ لیا کہ غالباً وہ کمک کا منتظر ہو لیکن چونکہ سلطان محمود خلجی کے اہل و عیال بھی قلعہ میں تھے ناچار منظور کیا اور دو تین کوس پیچھے ہٹ گئے جب بیس روز تک کچھ آٹا رٹا ہر نہوئے اور یقین ہوا کہ اس نے فریب کیا اور رائے منڈی نے بہت سے ہاتھی و خزانہ رانا سنگا کو دے کر اس کو نواح اوجین میں کمک کے لیے بلایا ہو تو سلطان مظفر نے غیرت کھا کر عادل خان فاروقی کو جو ابھی آسیر و برہان پور سے لشکر قوی لے کر شامل ہوا تھا ہمراہ قوام الملک کے رانا سنگا سے لڑنے کو بھیجا اور خود جا بجا امرار کو معین کر کے قلعہ پر رٹائی ڈالی اور چار روز تک متواتر شب و روز جنگ قائم رہی کہ اندر والے خواب و آسائش سے محروم رہے پانچویں روز شروع رات سے رٹائی موقوف کر دی اور راجپوتوں نے نہایت خستگی میں تکیہ پر سر رکھا اور خواب عدم میں غافل ہوئے۔ اور سلطان بیدار بخت نے آدھی رات کو کچھ فوج دلیر روانہ کی یہ قلعہ کے نیچے پہنچے اور غافل پاکر نردبان لگا کر قلعہ پر پہنچے اور محافظان دروازہ کو قتل کر کے پھاٹک کھول دیا کہ فوج فوج لشکر قلعہ میں داخل ہو گئے اور امرارے راجپوت اس وقت ہوشیار ہوئے کہ موت اُن کے سر پر تھی ناچار سب حسب دستور اہل و عیال قتل کرنے میں اور جلانے میں جلدی کی لیکن سلطان مظفر نے صبح ہوتے ہی چودھویں صفر ۷۹۲ھ نو سو چوبیس ہجری کو قتل عام راجپوتوں کا حکم دیا چنانچہ انیس ہزار راجپوت اس روز مارے گئے اور ان کے اہل و عیال سب گرفتار ہوئے جب سلطان ان کے قتل سے فارغ ہوا تو سلطان محمود خلجی نے حاضر ہو کر تہنیت و مبارکباد ادا کی اور پوچھا کہ اس غلام کے حق میں کیا حکم ہو سلطان مظفر نے کمال مروت سے جو کچھ کسی بادشاہ سے ظاہر ہوئی ہوگی یوں فرمایا کہ میری غرض اس مشقت اٹھانے سے یہ تھی کہ مجھ کو مندو میں مالوہ کا بادشاہ بناؤں اب یہ قلعہ و ملک تجھے مبارک ہو اور وہاں سے سوار ہو کر اپنے لشکر میں تشریف لائے اور دوسرے روز رانا سنگا سے



بزرگ زندہ و مردہ سے استمداد ہمت کرے اور سرحدوں کو مضبوط کرے پھر مالوہ جاوے۔ احمد آباد  
 میں آکر ایک ہفتہ توقف کیا وہاں سے کو دہرہ گیا اور لشکروں کے جمع ہونے تک چندے توقف ہوا  
 اسی عرصہ میں سنا کہ ملک عین الملک حاکم ٹپن اپنی فوج لیے ہوئے بقصد ملازمت آتا تھا راہ میں  
 اس کو معلوم ہوا کہ ایدرکاراجہ راے بھیم فرصت پا کر وریاے سانیڑتی تک تاخت لایا۔ ملک عین الملک  
 نے ازراہ دولخواہی قصد کیا کہ پہلے راے بھیم کو مقہور کر لے تب خدمت میں جاوے۔ راجہ بھیم نے  
 دوسروں سے مدد لے کر ٹپری جمعیت ہم پہونچائی تھی اور عین الملک کے مقابلہ میں ٹپری فوج لایا اور  
 لڑائی بہت سخت واقع ہوئی اور امیر عبد الملک مع دوسو آدمیوں کے شہید ہوا اور عین الملک نے جنگ  
 سے منہ پھیرا سلطان مظفر یہ شکر او دھر متوجہ ہوا جب قصبہ مہرا سہ میں پہونچا تو جاعتون کو تاخت و تاراج  
 کے لیے روانہ کیا اور راے ایدر قلعہ ایدر خالی کر کے کوہ بیجا نگر میں مخفی ہوا اور سلطان مظفر جب ایدر پہونچا  
 تو وہاں کوئی نہ تھا سوائے دو راجپوت کے جو عداوت کرنے کے لیے وہاں رہے تھے اور بدلت و خواری قتل  
 ہونے اور وہاں کی عمارات و بت خانہ و باغ و درخت وغیرہ سے کچھ نشان باقی نہ رہا۔ راجہ ایدر نے  
 عاجز ہو کر گوپال نام ہندو کو سلطان کے حضور میں بھیج کر معذرت چاہی اور عرض کی کہ عین الملک کو اس  
 خادم سے سخت عداوت ہر اسنے اس ولایت کو تاخت و تاراج کرنے کا قصد کیا تھا سو مجھ سے فدی سے  
 یہ گستاخی سرزد ہوئی اور اگر ابتدا سے کوئی نصیحت میری جانب سے ہوتی تو البتہ سلطانی سزا و غضب کا  
 مستحق تھا اب مبلغ بیس لاکھ تنگہ اور سو گھوڑے بطریق پیشکش کے حضور کے دکار کے ہاتھ بند کر رہا ہوں  
 تاکہ معافی بخشی جاوے۔ چونکہ سلطان مظفر کو مالوہ مسخر کرنے کی فکر ٹپری تھی اس کا عذر قبول کر کے گو دھر  
 گئے اور وہ بیس لاکھ تنگہ و سو اس سب ملک عین الملک کو عطا کیے کہ سامان کے اور موضع گو دھر  
 سے شاہزادہ سکندر خان کو محمد آباد کی حکومت پر نصرت کیا جب قصبہ دھورہ میں پہونچے تو قیصر خان  
 کو حکم دیا کہ موضع دیولہ کو سلطان محمود خلجی کے نوکر دن سے چھین لے اور خود بادشاہ موضع دھار کی طرف  
 متوجہ ہوا۔ جب دھار کے عمائد استقبال کو نکلے اور امان مانگی تو سلطان نے امان دے کر  
 قوام الملک اور اختیار الملک بن عماد الملک کو رعایاے دھار کی حراست کے واسطے پہلے روانہ کیا  
 اس عرصہ میں خبر پہونچی کہ سلطان محمود خلجی پوریہ راجپوتوں کو ساتھ لے کر امراے چندیری پر گیا ہے جنھوں  
 نے بغاوت کی تھی۔ سلطان مظفر نے اپنے امرا کو دھار سے واپس بلا لیا اور فرمایا کہ اس سفر سے صلی غرض یہ  
 تھی کہ کفار پوریہ کو دور کر کے ولایت کو سلطان محمود اور صاحب خان ولد سلطان ناصر الدین کے درمیان  
 تقسیم کروں اب معلوم ہوا کہ سلطان محمود انھیں پوریہ راجپوتوں کو ساتھ لے گیا ہے ایسی حالت میں ان  
 کے ملک میں داخل ہونا جو انہر دی و مردت سے بعید جانتا ہوں۔ لیکن جب قوام الملک نے اگر دھار  
 کے آہو خانہ کی تعریف بیان کی تو سلطان کو سیر و شکار کی رغبت نے لیا اور قوام الملک کو شکر کی  
 حفاظت کے لیے چھوڑ کر دہہزار سوار و دھڑھ سو ہاتھی ساتھ لے کر دھار کا قصد کیا اور وہاں پہونچا اسی  
 روز عصر کو وقت مزاشیخ عبد اللہ چنگال اور شیخ کمال الدین مالوہی کی زیارت کو گیا۔ نعل ہر کہ راجہ بھوج پانڈے



کو گیا اور بعد فراغت احمد آباد میں جا کر شیخ کھنور رحمہ اللہ تعالیٰ کی زیارت سے فارغ ہو کر محمد آباد و چنپا نیر میں واپس آیا اور جب بدن شریف میں ضعف و بیماری مشاہدہ کی تو شاہزادہ مظفر کو بڑودہ سے طلب کر کے نصائح و لہذیر فرمائے اور چار روز بعد جب صحت کے آثار دیکھے تو شاہزادہ کو بڑودہ کی طرف نصحت دی لیکن چند روز بعد بیماری نے عود کیا کہ نہایت ضعیف و نزار ہو گئے اور فوراً شاہزادہ مظفر کو طلب فرمایا۔ اسی عرصہ میں فرحۃ الملائک نے عرض کیا کہ شاہ اسماعیل صفوی بادشاہ ایران نے یادگار بیگ قزلباش کو ایک جاعت قزلباش سے تحفہ ہائے نفیس کے ساتھ بطور ایچی گری بھیجا ہے۔ سلطان محمود نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ مجھے قزلباشوں کی صورت نہ دکھاوے کہ ظلم و بدعت ایجاد کر کے اصحاب ثلثہ رضی اللہ عنہم کو بڑا کتے ہیں۔ سلطان عاقبت محمود کی دعا قبول بارگاہ احمدیت ہوئی کہ ہنوز یادگار بیگ قزلباش وہاں نہ پہنچا تھا کہ سلطان نے عصر کے وقت بروز دوشنبہ دوم رمضان ۹۱۷ھ نو سو ستتر ہجری کو اس دارنا پادار سے دارالقرار کا سفر اختیار فرمایا ایک مہینہ کم اکٹھ برس کی عمر شریف تھی از انجملہ بچپن سال و ایک مہینہ دو روز بادشاہت کی۔ مناشیر میں اس کا لقب خدایگان حلیم لکھتے تھے اور محمود بیکرہ بھی کہتے ہیں و بیکرہ ایسے سل کا نام ہے جس کے سنگ اور پر جا کر حلقہ کیے ہوں چونکہ بادشاہ کی موچین اسی شکل پر تھیں بیکرہ کہنے لگے مگر شاہ جمال الدین حسین آنجو سے یوں سنے میں آیا کہ جب سلطان نے دو مشہور قلعہ کرناں و چنپا نیر فتح کیے تھے۔ سہ بیکرہ یعنی دو قلعہ والا۔ لقب ہوا اور یہی قول ٹھیک معلوم ہوتا ہے۔ سلطان محمود انار اللہ برہانہ میں صفات کریمہ بہت خوب جمع تھیں شجاعت میں کامل سخاوت میں نامی بہت مہربان و برو با حلیم اور بہت حیا و ادب و عقل و فراست اور راست گوئی ایسی کہ کبھی اپنے قول سے خلاف نہ کیا۔ باوجود ان تمام اوصاف کے بہت متشرع و خدا ترس تھا۔ تیر خوب لگاتا تھا۔ شکار کا بہت شوق تھا اور حیا اس درجہ تھی کہ تنہائی میں بھی نامحرموں سے پائون پوشیدہ رکھتا۔ اس کی زبان پر کالی کبھی نہ آتی۔ طبقات محمود شاہی والا لکھتا ہے کہ سلطان باوجودیکہ نازک بدن تھا بچپن سے وفات تک ایام سفر میں اور جنگ کے روزرہ و جوشن ایسا بہت تھا کہ سلتین اس کو اٹھانے میں گھبراتے تھے اور کمر پتین سو ساٹھ تیرون کا ترکش باندھتا اور شمشیر و نیزہ اس کے علاوہ تھا۔ مترجم کہتا ہے کہ اکثر صلحیہ اسے اس کامرتبہ اس وجہ سے بھی زیادہ نظر آتا ہے کہ اس نے حضرت سرور عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور صدق اعتقاد اس کے آثار و اطوار سے ظاہر ہو کر رحمہ اللہ تعالیٰ برحمۃ الواسعہ

## ذکر سلطان مظفر شاہ بن سلطان محمد و گجراتی کا۔

جب سلطان محمود نے اس جسم کے تنگ کو چہ سے وسعت آباد و وحانی میں مقام فرمایا تو دو گھڑی رات گزرے جس کی صبح کو تیسری رمضان روز سہ شنبہ تھا شاہزادہ مظفر نے بڑودہ سے محمد آباد میں پہنچ کر تخت آبیائی پر جلوس کیا۔ امرار و معارف نے نذر و تنار کے بعد حسب الحکم نقش بادشاہ مغفور جانب قصبہ کچھو کچھو





دوسرے بادشاہ قائم کیے تاکہ آئندہ اس کی اولاد کے ساتھ سرکشی و مخالفت نہ کر سکیں۔ رختہ گر ملک سر  
 انگلندہ بہ + لشکر بدھ پرانگندہ بہ + سر نہ کشد شلخ نواز سرورین + تانزنی گردن شاخ کمن چہ ۱۲۱۰ء نو سو تیر  
 ہجری میں سلطان کو محمد آباد دیکھنے کا اشتیاق غالب ہوا اور وہاں تشریف لائے دو تین ماہ سے زائد  
 نہوا تھا کہ یہ خبر پہنچی کہ اُمسال کفار فرنگ نے ساحل پر ہجوم کر کے چاہا کہ قلعجات بنادیں اور سلطان مہم  
 نے اپنے دشمنوں کی یہ خبر پا کر چند جہازات ان کو روکنے کے لیے روانہ کیے ہیں۔ چنانچہ چند جہازات  
 رومی گجراتی بندر وں میں بھی آئے ہیں۔ سلطان محمود نے بھی چند جہاز مجاہدین کے بندر دہلی اور دہن  
 و بندر مہایم میں روانہ کیے اور جب خطہ دہن میں پہونچے تو اپنے غلام خاص ایاز کو جو امیر الامرا و سپہ سالار  
 تھا بندر وں سے چند کشتیاں فوج و سامان جنگ سے آراستہ دیکر کفار پر جہاد کے لیے روانہ کیا اور  
 رومی طرہ جہاز جو اسی غرض سے آیا تھا سپہ سالار ایاز کے ساتھ ہوا اور بندر چول پر جا کر فرنگیوں سے  
 مقابل ہوا اور عین جنگ میں مسلمانوں کے توپ گولہ سے فرنگیوں کا بڑا جہاز جس پر ان کا امیر البحر اور ایک  
 کروڑ کا مال تھا ٹوٹ کر غرق ہو گیا اور ایاز نے فتح پاکر بکثرت فرنگی قتل کیے اور واپس آیا اور ان ٹرائیوں  
 میں رومی اگرچہ چار سو نفر شہید ہوئے انھوں نے تین ہزار کفار جہنم واصل کیے۔ سلطان محمود و بناو گجرات  
 کا پورا بند و بست کر کے محمد آباد میں آیا۔ چونکہ آشیر میں محمد واد و شاہ فاروقی کے مرجانے سے فتنہ و فساد  
 پھیلنا تھا اور سلطان کے نواسہ عادل خان ولد حسن خان نے عرضی بھیج کر تانا سے مدد مانگی تھی لہذا سلطان  
 تھوڑی سی فوج کے ساتھ شعبان ۱۲۱۰ء نو سو تیرہ میں اس طرف کوچ کیا اور رمضان ۱۲۱۱ء کے کنارے  
 موضع سیلی میں پورا کر کے شوال میں ندر بار کی طرف کوچ کیا وہاں جا کر معلوم ہوا کہ ملک حسام الدین  
 منغل زاوہ نے احمد نظام الملک بھری اور عمار الملک کا دلی کے اتفاق سے عالم خان کو تخت آسیر و برہانپور  
 پر تھکن کیا اور نظام الملک بالفعل برہان پور میں ہے۔ سلطان محمود یہ خبر سنکر تھانیس کی طرف متوجہ ہوا چونکہ بادشاہ  
 کو کچھ ضعف طاری ہوا تھا خود چند روز توقف کیا اور آصف خان و غیرہ الملک کو لشکر دیکر نظام الملک و  
 حسام الدین و عالم خان کی تادیب کے لیے روانہ کیا۔ نظام الملک بھری نے تھوڑا لشکر عالم خان کی مدد  
 کے لیے چھوڑا اور دونوں کا دِل چلے گئے اور ملک لادون استقبال کے واسطے آیا۔ آصف خان اس کو  
 ساتھ لے کر سلطان کی خدمت میں آیا اور چند روز بعد ملک حسام الدین حسام الملک بھی اپنی حرکت سے  
 پشیمان ہو کر سلطان کے حضور معافی مانگتے حاضر ہوا سلطان نے دونوں کو معافی دیکر اعزاز کیا اور  
 عیسائی کے بعد اپنے نواسہ عادل خان کو اعظم ہمایون خطاب دیکر چار ہاتھی اور تین لاکھ تنگہ مدد خراج  
 دیکر آسیر و برہان پور کی حکومت عطا کی اور ملک لادون کو خان جہان خطاب دیکر موضع بناس جہان  
 پیدا ہوا تھا معافی دیدیا اور عمار الملک کے بیٹے ملک تانا کو غازی خان خطاب دیا اور عالم شاہ  
 تھانہ دار تھانیس کو قطب خان اور ملک حافظ کو محافظ خان اور اس کے بہائی ملک یوسف کو سیف خان  
 خطاب دیا اور ان سب کو اعظم ہمایون کے ہمراہ کیا اور اپنی عائد میں سے نصرتہ الملک اور مجاہدہ الملک  
 گجراتی کو بھی اعظم ہمایون کی فرمانبرداری کا حکم دیا اور خود سترہ ذی الحجہ کو بقصد واپسی کوچ فرمایا اور

حسام الملک

[illegible]

ہوئے از انجملہ ۸۹۲ سواروں کے ہجری میں سوداگر دن کی ایک جماعت محمد آباد میں پہنچی اور انھوں نے فریاد کی کہ ہم لوگ چار سو گھوڑے و اسباب تجارت لاتے تھے ابو کے راجہ نے قلعہ سے آکر کہ ہم پر تاخت کی اور گھوڑے مع اسباب لوٹ لیا اور ہم کو ٹکڑوں کا محتاج کر دیا۔ سلطان انکی آہ و زاری سے دردمند ہوا اور حکم دیا کہ سوداگر دن کو گھوڑے و اسباب کی قیمت خزانہ سے دے دیجائے اور خود سامان سفر کر کے روانہ ہوا اور دوسری منزل پر مقام کر کے راجہ ابو کے نام فرمان لکھا کہ میں نے شن لیا کہ تم نے بیچارے سوداگر دن کے گھوڑے و اسباب سب لوٹ لیا ہو لہذا فرمان پہنچتے ہی جو کچھ تم نے لیا ہو مجھ سے واپس کرو اور سوداگر دن کو راضی کرو اور اگر اسکے خلاف ہو تو قہر بادشاہی کے منتظر رہو جو قہر اتنی جل جلالہ کا کہہ سکتا ہے۔ یہ فرمان انھیں سوداگر دن میں سے ایک جماعت کے ہاتھ روانہ فرمایا۔ راجہ اس فرمان سے آگاہ ہوتے ہی ڈر گیا اور سوداگر دن کا استقبال کر کے بہت تکریم و تعظیم کی اور تین سو ستر گھوڑے مع دیگر اسباب بھیجے جو وہ تھے سوداگر دن کے سپرد کئے اور باقی گھوڑے و اسباب جو تلف ہوئے انکی اعلیٰ قیمت دسہ کران کو راضی کیا اور اپنا ایلمچی مع پیشکش کے سوداگر دن کے ہمراہ بادشاہ کے حضور میں روانہ کیا اور اس مضمون کی عرضی بھیجی کہ عفو خطا کے بعد امیدوار ہوں کہ حضرت بادشاہی کے ملازمین میں بل فرمایا جاؤں۔ بادشاہ نے عرضی منظور فرمائی اور وہاں سے محمد آباد تشریف لائے اور اس کے گرد و روج دوبارہ بہت لشکر تیار فرمایا۔ ستر سو ستر ہجری میں بہادر گیلانی نے جو بعض امرائے سلطان محمود بہمنی کا نوکر تھا بغاوت کر کے بندر کوہ اور وائل وغیرہ ولایت دکن پر قبضہ کر کے دس بارہ ہزار سوار سرحد گجرات پر بھیجے اور لوٹ مار سے بہت خرابی کی یہاں تک کہ چند جہاز خاصہ سلطانی پر قبضہ کر کے بندر ہمایم جلا کر غارت کیا اور چاہا کہ اس کو مسخ کرے۔ سلطان محمود گجراتی نے صفدر الملک کو اس کے لشکر کے ساتھ دریا کی راہ سے مقرر کیا اور قوام الملک سردار خاصہ خیل کو مع ایک جماعت خاصہ خیل کے خشکی کی راہ سے ہمایم روانہ کیا اور صفدر الملک کے جو جہاز وہاں تھے وہ پیش قدمی کر کے ہمایم پہنچے لیکن اتفاق سے طوفانی ہوا اس شدت سے چلتی لگی کہ سمندر کی موجوں میں انکا ٹھکانا دشوار ہوا اور بیڑہ لوٹ کے متفرق ہو گیا اور موجوں کی شدت سے جو جہاز ساحل کے قریب تھے انھوں نے بہادر گیلانی کے آدمیوں سے جو ساحل ہمایم پر مقیم تھے امان چاہی انھوں نے منظور کی لیکن جب یہ لوگ ساحل کے قریب ہوئے تو ان کو معلوم ہوا کہ بہادر گیلانی والے غدر کا ارادہ رکھتے ہیں لہذا استعداد قتال ہوئے اور اہل قلعہ سے ایسا سخت مقابلہ کیا کہ سمندر دریا سے خون بن گیا لیکن اضطراب امواج سے بالآخر مغلوب ہوئے اور صفدر الملک مع بعض معتبرین کے گرفتار ہو گئے اور سب کشتیاں و شمنون کے تصرف میں آگئیں اور قوام الملک جب تک ہمایم پہنچیں شمن اپنا کام کر کے بہادر کے پاس چلتے ہوئے۔ قوام الملک نے وہاں توقف کر کے سلطان محمود کو عرضی بھیجی کہ یہ بندہ و ولتخواہ چاہتا ہے کہ بہادر سے انتقام لے لیکن راستہ بادشاہ دکن کے ملک سے ہی بدون اس کے بہادر تک رسائی ممکن نہیں لہذا جیسا حکم ہو بجالاؤں سلطان نے ایلمچی مع خطا کے سلطان محمود بہمنی کے پاس دکن روانہ کیا اور بادشاہ بہمنی نے حق جوار کی رعایت کر کے بہادر کو تسلط امر کے و باوجود تزلزل سلطنت کے بذات خود لشکر بہادر گیلانی پر لیجا کر اس کو مار کر صفدر الملک کو

تھ مارود ہوا کے حصے کے سے اٹھ کر اسے باہر کے کھن میں لگا اور آگ لگ گئی۔ راجپوتوں نے  
 یہ حال دیکھ کر باہر سے راجپوتوں کو روک دیا اور راجپوتوں نے دیکھ کر کسی آگ میں جھونک دیے  
 اور بہتیاروں سے مسلح ہو کر موت کی لڑائی لڑنے لگے اور صبح کو تیار ہو کر دو دن دی القعدہ سے آٹھ سو  
 لوہی اہری من مغلوب و مغبور ہو گئے اور سپاہ اسلام نے قلعہ کو کے قلعہ کاڑھا اور وہاں پر لڑا اور  
 قلعہ میں ہندو کے رہنما کو تہ تیغ کیا اور سلطان کا علم اس دروازہ پر بلند ہوا اور سب راجپوت ہندو کے  
 لڑے حصہ پر غصہ ہوئے اور اس میں سے ایک مرے پر آمادہ ہوئے کیونکہ گماہ مال بچوں کو ہلاک  
 کرنے کے بعد سلطان کی عفو سے ناامید ہوئے اور جو اسلام میں سے ایک جامعیت نے شرق  
 سہادت میں اہل کا معا ملہ کیا اور بہت لوگ شہید ہوئے اور سب راجپوت بھی مارے گئے سوائے  
 اسے ساہی اور ڈوڈو مگر سی اور سورک ویر کے کہ یہ لوگ راجی گمار ہوئے اور سلطان نے ان کو  
 معاملہ کے واسطے سپرد کیا اور شکر حق عزوجل ادا کر کے قلعہ کے بیچے ایک شہر آباد کرنے کا حکم  
 دیا اور اس کو سام سرور کا نام دیا۔ اٹھ علیہ وسلم محمد آنا موسوم کیا اور اسے ساہی سے پوچھا کہ تم  
 نے لڑائی کی کسوت یہاں تک کیوں پہنچائی اس لیے عرض کیا کہ اے شہر بار یہ راج محلے میرات  
 ملا تھا اور میں بھی سمن پیدا ہوا تھا لاچار تمام لوگوں کے طعن تشنیع سے عاصی کے لیے میں نے  
 اپنا رجا گوار کیا کہ یہ کہہ دیا کہ اسے کہ باپ دادا ان کی ملک کوئی۔ بادشاہ نے راجپوتوں کی بہت تعریف  
 کی اور انکی عزت و تکریم کے لائق سب سامان ہیا کر دیا۔ جب وہ راجپوتوں سے اچھا ہو گیا تو رسول آباد  
 کے بہت لوگوں نے جو اس کے تیغ علم سے ناخوش ہوئے تھے وہاں سے روانہ ہوئے۔ سلطان نے  
 علم سے پوچھا کہ اس کے بیچے کی کوئی صورت ہو۔ انھوں نے دیا کہ اگر سلطان ہو جائے تو ممکن ہو بادشاہ  
 نے اس کو سمجھایا اور وعدہ دیا کہ اگر دن جن مسطور کے زمین اس کو امارت و راج عطا کر دے اس نے  
 محض اٹھا کر کیا اور بادشاہ نے ماوجود اس کے پانچ ہندو جنک اس کو قید رکھا اور ہر طرح سے سمجھایا مگر اس  
 نے کہا کہ میری حیثیت متفقہ زمین پر کہیں اس کو قبول کر دے اور سلطان نے اس کو راج ویر کے قصاص  
 میں قتل کر دیا۔ سلطان نے مصطفیٰ آباد اپنے چھوٹے شہزادہ علی خان کے سرور کیا اور جو شہر محمد آباد  
 کی تعمیر میں اتمام فرمایا اور فتح حصار سے پہلے میں مسجد جامع کی بنیاد ڈالی تھی اور اس کے شہر بنو  
 تھے پورے اہتمام سے امام کی اور مدینہ کے بعد مسلمانوں کو جو وہ چاہی میں اس کے خواب کے سلسلے  
 بہت جو صورت سر نہا۔ ایک حبیب نے اس کی تبلیغ کوں بھی کرے

حضرت شاہ عاقبت محمد | ان سلطان سپاہ در پردہ | پیش خواب محمد ارفختم  
 شہر کے ساحل غور و خوش نظر | سال تاریخ مسعود و محراب | قلعہ شہر و مسعود  
 جس سال چہا بیخ فرمایا اسی سال ایک مسجد کو احمد آباد قرار کر کے حکم دیا کہ اس شہر کے شہزادہ درج  
 و قلعہ تیار کریں چنانچہ اس کی تاریخ بھی ایک باصل نے اس آیت میں مائی من و قلعہ کان آری حضرت  
 سلطان محمود ثانی راہند رہا۔ کہ احوال حیر و آراہند یہ اکثر طلوس کے نوہ ہیں جو بادشاہوں کو اکثر

صفت آری  
 راجپوت  
 اور ہندو  
 سے باہر  
 اہل ہند  
 پر راجپوت  
 اور ہندو  
 اور ہندو  
 اور ہندو

دشاہ  
 اور کرن  
 خوش چکر  
 سے  
 جن کے  
 اور اس  
 اچان  
 راجپوت  
 جامع  
 کے  
 گماہ

روح  
 سہا  
 سال  
 اور

سے اترے اور مورچوں پر دھاوا کر کے ان کو درہم برہم کر دیا اور بڑھکر سلطان کے مقابل صف آرا ہوا سلطان نے جناب باری تعالیٰ میں التجا کر کے فوج آراستہ کی اور کفار سے سخت مقابلہ ہوا راجپوت بھی جان توڑ کر لڑے آخر بہت مار گئی اور اسے مذکور شکست فاحش اٹھا کر بھاگا اور دس بارہ ہزار راجپوتوں سے قلعہ میں داخل ہوا اور سلطان محمود نے قلعہ کے نزدیک ہو کر چاروں طرف سے ملاحظہ فرمایا اور ہر ایک موقع پر امرار کو مورچل پر مقرر فرما کر محاصرہ کی تاکید فرمائی اور خود موضع کرباری میں لوٹ گیا اور سید بدر کو راہ کی حفاظت و رسد لانے کے لیے مقرر فرمایا۔ اتفاقاً ایک روز سرد پر راجپوت ٹوٹ پڑے اور مسلمانوں کو قتل کر کے رسد لے گئے۔ سلطان نے خشمناک ہو کر محاصرہ کا دائرہ بہت تنگ کر دیا اور حکم دیا کہ سا باط قلعہ تک پہنچاؤ۔ اسے پناہی نے بالکل عاجز ہو کر اپنے وزیر جنگ سورگ کو سلطان غیاث الدین خلجی کے پاس مالوہ بھیجا اور نہایت منت و الحاح سے مدد مانگی اور ہر کوچ کے عوض ایک لاکھ تنگہ نقرہ قبول کیے۔ سلطان غیاث الدین اپنا لشکر آراستہ کر کے روانہ ہوا اور موضع نعلیچ میں اترے سلطان محمود یہ خبر سنکر افرختہ ہوا اور امرار کو جا بجا محاصرہ کے واسطے تاکید فرما کر خود صاحب مالوہ کے مقابلہ کے واسطے بڑھا اور جب قصبہ دھورتک پہنچا تو وہاں خبر پہنچی کہ سلطان غیاث الدین نے علماء سے پوچھا کہ جب بادشاہ اسلام کسی قلعہ کفار کا محاصرہ کرے تو کیا شرع میں روا ہے کہ ہم کفار کی مدد کریں علماء نے کہا کہ ہرگز روا نہیں ہے لہذا اسی وقت واپس ہو کر مند و چلا گیا ہے۔ سلطان محمود نے خوش ہو کر کچھ تعرض کیا اور چنیا نیر واپس آکر قصبہ میں جامع مسجد بنانے کا حکم دیا اور بنیاد ڈال دی۔ اس وجہ سے ہر کس و ناکس کو یقین ہو گیا کہ سلطان بغیر قلعہ فتح کیے نہ جاوین گے بالضرور سب نے محاصرہ و فتح کے واسطے اہتمام کیا اور سب سے پہلے وہ سا باط تیار ہو گئی جو سلطان نے اپنے اہتمام میں لی تھی اور اس کے ساتھ ہی سلطان کے غلام خاص ایاز نام کی سا باط پوری ہوئی ایک روز خاصہ خیل کے سپاہیوں نے سا باط سے دیکھا کہ صبح کے وقت اکثر راجپوت بیچا نہ پھرنے و ٹھنڈے چلے جاتے ہیں اور مورچہ میں چند آدمی رہ جاتے ہیں سلطان نے فرمایا کہ سا باط خاص سے کچھ خاصہ خیل والے قلعہ میں گھس پڑیں شاید قلعہ فتح ہو لہذا تو ام المملک سر جاندار و لشکریوں نے قلعہ میں داخل ہو کر جماعت کثیر مار ڈالی اور جب راجپوتوں نے واقف ہو کر ہجوم کیا تو ان کو بھی بقدرت حق غر و جل مغلوب کر کے حصار دوم کے دروازہ تک بھگا دیا۔ اتفاق سے چند روز پہلے مغربی جانب بڑی توپ کے گولہ سے بڑے قلعہ کی دیوار میں رخنہ پڑ گیا تھا اس جنگ کے وقت سلطان کے خاص غلام ایاز نے موقع پا کر کچھ سپاہیوں کو ساتھ لیا اور رخنہ مذکور پر پہنچ گیا اور اس راہ سے گھس کر کوٹھون کے راستہ سے اُس چھت پر آیا جس کے نیچے قلعہ کا بڑا دروازہ تھا۔ اس وقت سلطان محمود نے سا باط پر اہل اسلام کا خیال کر کے حضور کبریا غر و جل کی جناب میں سجدہ کر کے فتح و نصرت مانگی اور فوج فوج لگے۔ کے لیے مقرر فرمائیں۔ راجپوتوں نے تیر ہو کر حقہ بارود ان سپاہیوں پر مارا جو دروازہ قلعہ پر جنگ میں مصروف تھے اگر وہ پڑتا تو ضرور خاصہ خیل والے ہلاک ہو جاتے مگر نصرت و لطف الہی شامل حال تھا کہ وہ



و بسا تین وعارات بنانے میں مشغول ہوا اور چند روز کے بعد خداوند خان وراسے رایان و دیگر امرا سے اتفاق کیا کہ شہزادہ مظفر کو تخت احمد آباد پر بٹھا کر سلطان محمود کو معزول کرین پس عید رمضان کے بہانہ سے عماد الملک و دیگر امرا کو احمد آباد میں بلا کر خلوت میں عماد الملک سے قرآن ہاتھ پر رکھ کر راز فاش نہ کرنے کی قسم لیکر اس بھید سے مطلع کیا چونکہ اس وقت عماد الملک کا لشکر تھانہ میں تھا اُسے یہ اقبال کیا اور روز عید تک کی فہمت چاہی اور فی الفور معتد آدمی بھیج کر لشکر طلب کر لیا جو عید سے پہلے ہی احمد آباد میں آگئے۔ عید کے روز عماد الملک نے فوجیں آراستہ کیں اور شاہزادہ کے دربار میں جا کر حسب معمول اس کو نماز کے لیے باہر لایا اور بعد نماز کے بحفاظت تمام شہر میں پھونچایا اور خداوند خان وغیرہ جو اس روز اپنا مافی الضمیر ظاہر کرنے پر آمادہ تھے عماد الملک کے برتاؤ سے کچھ سمجھ کر خاموش رہے گویا کچھ بات ہی نہ تھی اور قیصر خان نے جو سلطان کے مقربین سے تھا یہ پر اگندہ افواہیں سن کر خلوت میں سلطان یہ حال عرض کیا سلطان نے دوست و دشمن کے امتحان کے لیے مجمع میں کہا کہ میرا ارادہ ہو کہ حج کو جاؤں غرض یہ تھی کہ جو موافقت کرے کہ خوب ہو وہ دشمن ہو پھر جہازات تیار کیے اور کئی لاکھ تنگہ عاملوں کو اشیائے ضروری خریدنے کے لیے دیے اور خود مصطفیٰ آباد سے کھڑک گیا اور کشتی میں سوار ہو کر بندہ رکھپاسیت میں اتر ا اور جب یہ خبر احمد آباد میں پہنچی تو تمام امرا مع شہزادہ کے خدمت میں حاضر ہوئے سلطان محمود نے جس روز اکثر امرا حاضر تھے فرمایا کہ اب چونکہ شہزادہ بڑا ہو گیا ہے اور امرا بھی اُس کے حسب وخواہ تربیت یافتہ ہیں میرے دل میں آتا ہو کہ ہمت سلطنت ان کے سپرد کر کے خود سعادت حج حاصل کروں عماد الملک نے کہا کہ ایک بار سلطان والا شان احمد آباد کو تشریف لے چلین پھر جو کچھ رائے عالی ہو مناسب ہو سلطان کچھ سمجھ کے احمد آباد میں آیا اور ایک روز فرمایا کہ جب تک حج کی اجازت نہ دو گے کھانا نہ کھاؤں گا۔ امرانے جانا کہ یہ امتحان ہو سب چپ ہو رہے۔ عماد الملک نے عرض کی کہ بندہ زادہ بھی بڑا ہو گیا ہے امیدوار ہوں کہ میری جگہ اس کو دے کر مجھے خدمت سے جدا نہ فرمایا جائے سلطان نے فرمایا کہ خوب ہے اگر میرے ہونیکین ہمت سلطنت بغیر تمہارے چل نہیں سکتے اور جب آفتاب سر پر آگیا یعنی دوپہر ہو گئی اور سلطان بھوکے ہوئے تو عماد الملک کہ کہنے سے نظام الملک نے جن کی دائرہ سیف تھی بادشاہ سے عرض کی کہ پہلے سلطان والا شان قلعہ چنپانیہ کو حفاظت اہل حرم و خزانہ۔ کر لیے تھ فرماوین پھر بخیر و خوبی سعادت حج حاصل کرنے جاوین سلطان نے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ میسر ہوگا اور نظام طلب فرما کر نوش کیا اور چند روز عماد الملک سے بات کی عماد الملک نے خلوت میں عرض کیا کہ اس بندہ بے قصور کو بے عنایتی کا سبب ظاہر نہیں ہوتا سلطان نے فرمایا کہ جب تک حقیقت حال نہ کہے گا تجھ سے بات نہ کروں گا۔ عماد الملک نے کہا کہ میں نے مصحف مجید کی قسم کھائی تھی لیکن لا علاج ہو کر عرض کرتا ہوں کہ حق قدرت حال یوں ہے۔ سلطان نے تحمل کیا اور خداوند خان کو کچھ آزار نہ پہنچایا سوائے اس کے کہ اپنے ایک کبوتر کا نام خداوند خان رکھا۔ اور مدت کے بعد چل گیا اور وہاں سے عماد الملک اور قیصر خان کو جانور و سا جو مسخر کرنے کے لیے روانہ کیا جب یہ دونوں روانہ ہو کر



امضار اللہ تعالیٰ تمہاری سہولت کم کو مل جائیگی اور اپنے امراء و اربابوں کو جمع کر کے کہا کہ اگر تمہارے  
کے در و درمخت سے سالانہ جو کہ تیرے عوارضین کے عوارض قدر و حور و قسم مسلمانوں پر کرنے تھے اور تم نے باوجود  
قدرت کچھ نہ کیا تو تم کیا حجاب دے سکتے ہو۔ امراء و گرجہ ہر سال کچھ دھڑلے سے تھکے اندر سے متفقہ پھر  
بھی لے لے کر ہر ماسرہا بن اور ایسے عالم پر کم کاروں کو دینے کو دینا واجب علیہ سلطان نے سامان سفر کے  
حکمت کی طرف کچھ کیا اور رتنوں و خوار کرداروں کے کہ قلعہ حکمت پر پہنچا جان ایسے رہیں شیطانی ہمت  
منجھے اور حب کنیر کی آواز پہنچی تو وہ ظالم سیدین متغیر و مہو ہوتے ہوئے اور اس طرح اس طرح اور ہر وقت  
سھاگ گئے اور سلطان نے قلعہ حکمت میں داخل ہو کر چار ماہ اقامت کی جو کہ اس نواح میں سب  
و کچھ و شیر و عثر لے جا بیت کثرت سے تھے عاریوں نے کفار و عدا کے جنس ہمت سے سب  
و غیرہ وادے چاہے جہان سرا پر و شاہی تھا خاص و بان ایک پہر کے وعدہ میں سات سو سب  
بار ڈالے و نا یقین کو اسی پر قیاس کر و سلطان نے حکمت کا تحفہ تو کر کر مسجد سائی اور اس مدت میں  
حسب کثرت کشتیاں تیار ہوئیں تو آلات جنگ و مردان جنگی سے آراستہ کر کے حریہ و شہ پر چڑھائی کی  
اور کاروں نے من مرتہ دریا میں لڑائی ڈالی اور عاریوں نے طرک کے کاروں کو پشایا اور حریہ میں  
اتر کر حصار مت فتح کیا اور کثرت راہت مار گئے اور ان ظالموں کا سر عہ راہیم بھیجی ترکیب سے  
کشتی پر چھکھا تھا اور سلطان محمود نے بھی اس کے خلاف میں روج رواہ کی اور جو دشمنیت من داخل  
ہونے اور حاجت مسلمانوں کو قید کفار سے کات دی اور وہ ان سے کثرت سے مسلمان ہاتھ آئی اور بہت  
رہن و ڈاکو قید ہونے اور درجہ الملک امیر کہہ کر وہ ان کا حکم کیا اس عرصہ میں یہ خلاف کرنے والے  
راہیم بھیج کر ہمارے لائے اور مارا کے سامنے کھڑا کیا سلطان نے مراسم شک و الجلال ادا کر کے  
مصطفیٰ آباد کی طرف معاودت کی اور حکم دیا کہ وہ ان کے کھلم کھلا محمد کو احمد آباد سے لے آو۔ جو وہ ان کھلم کھلا گیا  
تھا کہ لاکھ جو د آگئے اور سلطان نے ہمت حوش ہو کر ان کی بی بی ان کو سپرد کی اور راہیم بھیج کر بھی اسی  
طرح و زمین معدن کے حوالہ کیا کہ جو چاہو کرو و چونکہ مولانا کو اس کی طرف سے سخت ادبیت پہنچی تھی  
عرص کی کہ حضور اس کو حفاظت کے پاس رواہ فرما دین تاکہ احمد آباد میں ہشتر ہو کہ عرصت کے واسطے  
قتل کیا جاوے۔ چونکہ سلطان بھی اس ظالم رہن کو اسی قابل سمجھتے تھے لہذا درجہ است مسلمانوں کو  
اسکو احمد آباد بھیجا کہ وہ ان اسی سو کو پہنچائے ہیں کہ میں دواں سلطان محمود شہر مصطفیٰ آباد کی تعمیر میں مشغول  
تھا حکومت کے لوگ ہر سال کشکش سے تنگ آئے علی الخصوص اس وجہ سے کہ احمد آباد چھوڑ کر کہ ہر سال  
مصطفیٰ آباد میں جاے سکونت ملاش کرنی چاہیے اور صبر و کسیر اس سے ملان ہونے سلطان محمود نے  
اس بات کو سمجھ کر مصطفیٰ آباد سے کوچ کیا اور احمد آباد میں ان کو ملک کا صدر کارامار کے سیر دیکھا  
اور جو ولایت کربال کی مصطفیٰ اعتبار کی چاہے ہمارا مدینہ جاد الملک کو سو کھیا کہ حکام کی یہ حد الملک  
کو حکام حکمت و ست کیا اور نظام الملک کو حکام بایر کیا اور عدا و مدخان و دیر الملک کو شاہ ہزار و بظہر  
کا ناما تک قرار دے کر احمد آباد میں چھوڑا اور جو مدینہ ایک حاجت امراء کے مصطفیٰ آباد میں حاکم راجات

ہند

ان کو دین توحید تعلیم کریں اور علمدراآمد موافق اجتہاد امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے سکھلا دیں۔ اور جب وہاں کے لوگوں کی آمدورفت مصطفیٰ آباد میں جاری ہو گئی تو ان کے بیان سے معلوم ہوا کہ ولایت شور کے اُس پار ایک ولایت سندھ ہے جو بادشاہ سندھ کے تابع ہے اور بلوچ کے چار ہزار خانہ دار وہاں رہتے ہیں اور چار ہزار ایسے تیر انداز وہاں سے مل سکتے ہیں کہ بال کا نشانہ اڑا دیں اور سب رافضی مذہب ہیں اور کچھوں نے بھی انھیں کارنگ سیکھ لیا ہے اور اس بیان میں ان بد معاشوں کی معاش فقط رہنری یا شکار سے حاصل ہوتی ہے اور کبھی کبھی سرحد گجرات پر بھی چھا پہارستے ہیں سلطان مشہور اکبر سو اسی ہجری میں اُن کے دفعیہ کم لیم روانہ ہوا اور جب ولایت شور میں پہونچا تو حکم دیا کہ ایک ہزار سوار دیرو چالاک دو گھوڑے ہمراہ لیکر ایک ہفتہ کا آب و دانہ ساتھ لیں اور ون ورات میں ساتھ کوس طے کریں۔ جب سلطان اس طریقہ سے سندھ میں داخل ہوا تو رات کے وقت ایک صحرا میں استراحت کے لیے اترتا کہ دوسرے روز اس قوم پر تاخت کر کے اتفاق سے اس روز کچھ بلوچ اس صحرا میں موجود تھے جو اونٹ چرانے لائے تھے انھوں نے واقف ہو کر فوراً ساندنی سوار اپنی قوم کے پاس دوڑایا اور اس قوم نے سلطان محمود کے نام سے واقف ہوتے ہی غاروں و کھڈوں میں پناہ لی چنانچہ دوسرے روز جب سلطان وہاں پہونچا تو ان کا نشان نہ پایا۔ اتفاق سے اس نواح کے کچھ لوگ ہاتھ آئے جنھوں نے پتہ بتا دیا اور سلطان نے ان رہزनों کو غاروں سے نکال کر ہلاک کیا اور ان کے اموال و اثاثہ پر قبضہ کر لیا۔ جب سلطان نے واپسی کا قصد کیا تو ارکان دولت نے عرض کی کہ ہم لوگوں نے بڑی مشقت سے یہاں پہونچکر اس ولایت کو صاف کیا ہے مناسب یہ کہ یہاں اپنا داروغہ و حاکم مقرر فرمایا۔ سلطان نے فرمایا کہ ملکہ سلطانیہ بیگم محترمہ جہان اسی ملک کی شاہزادی ہے لہذا صلہ رحم کی رعایت سے میں اس ملک پر قبضہ نہیں کرتا پھر وہاں سے مصطفیٰ آباد واپس آیا۔ چونکہ سلطان سنتا تھا کہ بندرجکت میں بت پرستی کا زور بہت ہے اور وہاں کے برہمن مسلمانوں سے سخت تعصب و عداوت رکھتے ہیں سلطان کا قصد تھا کہ اس طرف جاوے لیکن غم نہ فرماتا تھا اتفاق سے مولانا محمد سمرقندی جو علمائے عصر سے تھا اور سلاطین ہند کی خدمت میں عمر بسر کر کے ایام پیری میں رخصت لیکر مع اہل و عیال و تمام عمر کا اندوختہ مال اپنے ہونے بندر ہرموز کی راہ سے وطن جاتا تھا لیکن راہ میں جب کشتی بندرجکت کے سامنے پہونچی تو وہاں کے راجہ بیگم نے اپنے مذہب کے برہمن پنڈتوں کے قتل کے موافق مسلمان مسافروں کا قتل و غارت کرنا ثواب سمجھکر مع فوج و عوام کے حملہ آور ہوا اور غالب ہو کر ثواب کے واسطے بہت سے مسلمانوں کو قتل کیا اور عورتوں کے حق میں بے ناموسی کی اور بکثرت عورتیں قید کر لیں ازاں جملہ ملائے موصوف کے زوجہ تھی اور ملا محمد مع اپنے دو چھوٹے بیٹوں کے بشکل تمام سر و پا برہمنہ مصطفیٰ آباد میں پہونچا اور بادشاہ سے یہ وردناک سانحہ مفصل عرض کر کے کہا کہ آپ ایسے بادشاہ کے جوار میں کافروں کا ایسا ظلم و ستم کب جائز ہو سکتا ہے۔ سلطان نے مولانا کو احمد آباد بھیج کر وظیفہ مقرر کر دیا اور فرمایا کہ خاطر جمع رکھیے کہ

کروں۔ یکمکرم سواروں سے اکثر گرفتار ہوا۔ من داخل ہوا۔ عیسائی ہر ارے کی لٹراس اور مقدس ریٹینج سامنے  
حوش محنت میں ما اوب بیٹھا اور عرض کی کہ مجھے دیں حق تعلیم فرمائیے۔ حضرت نے اسلام سے سرور انگنا  
اور وہ آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہو کر محنت عالیہ سے سرمد ہوا سلطان محمود کو منظور ہوتا تھا کہ  
اس طرح میں ستارا اسلام جاری فرماوے ساریں شہر مصطفیٰ آنا و کی میاد کی ایٹ اسے سارک  
ہاتھ سے رکھی اور ساعد و معاد و عمارات عالیہ و اماات و سار و دعوہ تارکیے اور جمع امرا رے بھی  
مکانات ہوائے اور جدت میں وہ شہر عیسائی بن گیا لیکن ملک کے چورون اور رہروں نے جو  
مدتوں کے مشاق کئے اس سارا اٹھایا کہ احمد آباد کا راستہ ان کے خوف سے مسدود ہو گیا سلطان  
نے شیخ ملک کے بیٹے ملک جمال الدین کو محافظ مصلح خطاب دے کر علم و کرامانی دے کر احمد آباد کا  
کو تو ال کیا محافظان نے تہرور اپون کو ایسا مصبوط و معوط کیا کہ چند ہی روز میں پانچ سو بہرن جو  
سرگردو تھے گرفتار کر کے سولی پر لٹکا دیئے اور اس سیاست سے رہبری و چوری تمام ملک سے مکمل  
معدوم ہو گئی۔ سلطان کے حسن خدمت کے علل استیفاء مالک و عیوہ کے صاحب و حاکم اوقات کے  
اصناف سے سرور فرمایا اور رفتہ رفتہ وہ ایسے ٹرے اہرامین ہو گیا جس کے اعطال میں ایک ہرل  
سات سو گھوڑے سدھ گئے اور عہدہ و عہدہ سپاہی اس کے ذکر ہوئے اور آج میں اس کی موت و  
شوکت جہاں تک پہنچی کہ اس کے بیٹے ملک حصر نے راجہ پاگرو وادرو و سر دی سے مشفقش بیا  
سلطان محمود نے مصطفیٰ آنا و میں سا کہ ایک گروہ مقرر دوں نے کچھ میں حوسدہ کی سرور ہو اسامسکن  
خاکر بہرئی پیشہ اختیار کیا اور تریعت سوی کا التزام نہیں کرنے اور بہت دوری کی وجہ سے  
ما و تہا و دہلی کے تالچ میں ہوتے ہیں سلطان عایت محمود نے ۱۱۷۵ھ اٹھ سو پانچویں پور میں ورج یکم  
سوار کرب کیا اور جب مقام تہر میں ہو چکا تو چھ سو آدمیوں کو انتخاب کر کے ناحت کی اور ایک رات  
و دن میں ساتھ کوس لے کر کے اچانک ان کے قریب پہنچ گیا۔ وہ لوگ چونکے ہر ارکما و راستے  
پر ہر سکر معاملہ پر گئے اور سلطان نے حب و دور سے ان کی سبائی دیکھی تو ان کے ہتھیار ہر سدی کی ا  
رتیب سے صف بستہ ہو کر ان کی طرف چلا حضرت قاہ۔ و دوا لخال فلکرام کی قدرت و کھنکے کا وجود  
اس قدر قلت کے دشمنوں پر ایسا رعب غالب ہوا کہ اپنی کثرت و قوت حسانی و دیر ازاری سے  
بھول گئے اور ایسے ہراساں ہوئے کہ ان کے ہر تاریخ و کھن کے ساتھ حاضر ہو کر مڑائی ہوئے  
کہ ما و تہا ہم پر رحم فرماوے آئندہ ہم کبھی رہبری نہ کریں گے ملتا دے پوچھا کہ تمہارا دیں و مذہب  
کیا ہو انھوں نے کہا کہ ہم عسکری لوگ ہیں سوائے کھانے و سونے کے کچھ نہیں مانتے حسان حب  
بادشاہ عالم کی وجہ ہمارے حال پر مدول ہو تو امید ہو کہ سر جتہ اسلام سے سیراب ہو کر ترقی کریں  
ما و تہا نے مدرتول فرما کر ان کے ساتھ حرم منافع کیے (شاہدین لوگوں نے ملکیت تجارت کے  
قابلہ پر ڈاکہ ڈالا ہوا اور جب بادشاہ و دہلی سے کچھ متارک ہوا تو سلطان محمود نے جو ان کا قصد فرمایا  
و اندر اعلم اور ان کے لئے سرگردو ایسے ساتھ احمد آباد لایا اور مسلمانوں کو سیرد کے حکم و راہ

روز بھی سپاہ اسلام غالب رہی تیسرے روز خود سلطان نے صبح سے شام تک جنگ کی چوتھے روز بارگاہ سلطانی دروازہ کے قریب لائے اور محاصرہ سخت کیا اور ہر طرف سے سا باط بنانے لگے اور راجپوت بھی اکثر اوقات قلعہ سے نکل کر جانک ٹوٹ پڑتے اور لوگوں کو مار جاتے تھے چنانچہ ایک روز عالم خان فاروقی کے مورچہ پر ٹوٹ پڑے اور اس کو شہید کیا سلطان محمود نے محاصرہ کو زیادہ تنگ کر دیا کہ محصوروں کو بھگنے کی گنجائش نہ رہی اور نہایت نزدیکی سے بعض اوقات گوبچن کے پتھر سلطان محمود کے تخت کے آگے گرتے تھے اور جب سال مذکور کے آخر تک محاصرہ نے طویل کھینچا تو راسے مندلک نے مضطرب ہو کر بار بار آدمی بھیج کر تضرع و زاری سے صلح کی درخواست کی لیکن قبول نہ ہوئی اور شروع شدہ آٹھ سو پچھتر بھری مین راسے مندلک وغیرہ سب راجپوتوں نے عاجز و زبون ہو کر امان مانگی اور قلعہ سپرد کر کے خود قلعہ کرنا لے چلے گئے۔ اور چورمئی ٹوٹ کر زنی پیشہ کر لیا سلطان نے غصہ ہو کر زبردست فوج جو ناگڑھ مین بھوڑی اور خود جا کر قلعہ کرنا لے کر محاصرہ کیا اور راسے مندلک کو عاجز کر کے وہ قلعہ بھی اس سے چھین لیا جو ایک ہزار نو سو برس سے اس کے باپ دادوں کے قبضہ میں رہا تھا۔ سلطان محمود بیکہ نے بھی بطور سلطان محمود غزنوی کے تمام بھائیوں نے توڑے اور جو بہت پرست لڑے وہ مارے گئے اور راسے مندلک نے وہاں کی حکومت و رہزنی سے دل برداشتہ ہو کر سلطان کے پاس آمد و رفت شروع کی تاکہ ملازمت حاصل کرے لیکن سلطان کے اخلاق حمیدہ اور اطوار پسندیدہ دیکھ کر اسلام کا شیفتہ ہوا اور ایک روز عرض کی کہ بندہ کو حضرت شاہ شمس الدین کی صحبت سے جو پنجاب میں بہتے ہیں اسلام کی محبت بیشک حاصل ہوئی تھی اور اب جو میں نے حضرت سلطان کی ملازمت پائی تو مجھے یقین ہو گیا کہ دین حق ہی دین اسلام ہو اب صدق و اخلاص سے بدون کسی دنیاوی طمع کے دین اسلام میں داخل ہونا چاہتا ہوں سلطان محمود نے نہایت خوش و بشاش ہو کر راسے مندلک کو مسلمان کر کے گلے لگایا اور اس کے ختنہ کے لیے بڑا جلسہ کیا اور چند روز کے بعد اس کو خان جہان خطاب دے کر امیر کبیر بنایا اور بہت عمدہ جاگیر عطا فرمائی اس وقت سے خان جہان اسکی اولاد کو اس خاندان شاہی میں کمال عزت و عروج رہا۔ شیخ مسکن مصنف تاریخ گجرات نے راسے مندلک کے اسلام لانے کا واقعہ دوسری طرح بیان کیا ہے کہ جب راسے مندلک ہمراہ سلطان کے احمد آباد میں آیا تو ایک روز اس کا گزر رسول آباد کی طرف ہوا جہاں حضرت شاہ عالم قدس سرہ آفتاب ولایت مقیم تھے وہیں ان کا مزار مقدس بھی ہے اور خالفتاہ کے دروازے پر بہت سے ہاتھی گھوڑے اور آدمیوں کا ہجوم دیکھ کر پوچھا کہ یہ کس رئیس و نواب کی ڈیوڑھی ہے لوگوں نے کہا کہ نواب کی کیا حقیقت یہ تو حضرت مشاہ عالم کا در و دولت ہے۔ راسے نے پوچھا کہ آخر کس سے مولات رکھتے ہیں اور جاگیر کہاں ہے۔ لوگوں نے کہا کہ یہ سوائے خدا کے کسی سے مولات نہیں رکھتے اور نہ جاگیر تبدیل کرتے ہیں بلکہ حضرت باری تعالیٰ ہی ان کی کار سازی فرماتا ہے یہی روزی دینا ہے یہ کسی کی ملازمت نہیں کرتے۔ راسے نے کہا کہ اچھا میں بھی ان کی زیارت

طرد  
علاء الدین  
الہ آباد  
کراچی  
اسے باہر  
دن کی  
دست  
پن دکھا  
عدا  
ہندوستان  
سلطان  
اسکے گرد  
کے  
مکہ  
دا  
کے  
تاج  
س  
باز  
مقتل  
آواز  
جی  
اصول  
مصر  
کے  
لے  
تاریخ  
من

ارسال کیے کے معافی کا حواشا دیا تھا کہ مار یوں کے ہاتھ ہوا ہر وقت اور بڑی عظام  
 و غیر سے بھرے ہوئے ہیں اور ہوا بھی بگنی ہو کہ میل بیان ظہر ا متوار ہو اس لشکر سے خط دور اور  
 پیشکش پر آگیا کہ اس کے احمد آباد کی طرف مراجعت کی اور شکستہ آٹھ سو ہتھیاریوں میں ساکر اسے مدد  
 بادشاہوں کی طرح چتر اور دور باش و غیرہ لوازم شاہی کے ساتھ سوار ہوتا ہوا دربار میں پہنچی عجب  
 ہنسنے لگا کہ یہ امر سلطان کو ناگوار ہوا اور چالیس ہزار فوج اس پر مقرر کی کہ اگر تمام لوازم بادشاہی  
 چتر و تلخ و تخت و جاہ و غیرہ تمہارے سپرد کیے تو اس کی ولایت سے متعین ہوتا دورہ اس کی تہمت  
 کو پیش کرنا چاہئے کہ اسے مدد کیے کہ اس لشکر سے مقابلہ کی طاقت ہمیں تھی اس نے لوازم شاہی پر  
 کر دئے اور دلاست کو محض رکھا۔ نظام الدین احمد نے تاریخ میں لکھا ہے کہ جو کچھ اتاتہ و دولت بھی مدد  
 سے لیا تھا سلطان نے ایک مجلس میں قوالوں و غیرہ کو بکشتہ باد و اندام علم بالعدوب شکستہ آٹھ سو ہتھیاری  
 ہجری میں سلطان نے خود اپنی مالک دورہ کیا اور جنگوں کو کٹھاکر ویرانوں کو آباد کر کے میں پوری سعی  
 فرمائی اور کہیں دسرا۔ پچھوڑا اور شکستہ آٹھ سو ہتھیاریوں کے واقعات ملے سے یہ ہر کام کر دے  
 سلطان ایک سست باغی برسر اور ہر طرح کی طرف روانہ ہوا۔ اثنائے ماہ میں ایک سست باغی برگیر  
 توڑا کر سائے آیا اور صبح کے باغی اس کی صورت دیکھتے ہی بھاگے اس نے سلطان کے بھی کیوں  
 رخ کیا اور دو تین فکروں کے بعد اس کو بھگادنا اور اس کا بچا کر لیا اور ہونچا اس کے شاہ پر اسادات  
 مارا کہ گوشت بھانج کر سلطان کے پائوں پر لگا دو جو جاری ہو کر سلطان نے جوش شہا عد میں اس  
 کی پیشانی پر ایسا بیڑہ مارا کہ اس کو جاری ہو اس حضرت مستے عہد میں دوسری نگر ماری اور توڑا اور  
 بیڑہ اس رو سے بھاگا کہ گوارہ کی طرح خون آئے لگا اس مدت نے تیسری نگر ماری اور تیسرا بیڑہ  
 ایسا بھاگا کہ مہتاب ہو کر بھاگا۔ سلطان عرب کے ساتھ دو نچا۔ پر پہنچ گئے اور کثرت تیراب و ہفتا  
 سے تمام مستحقین کو ہرہ مدد دیا چدرور کے بعد اسے سرحد کو فتح اوج طلب فرما کر واکر اور  
 کرتال کو فتح کر کے لے کر قلعہ کیا اور ایک رات دن میں پہنچ کر دروہ سپاہ پر تقسیم کیا اور دو ہرا باغ سو  
 گھوڑے جن میں سے بعضوں کی قیمت دس ہزار روپیہ تھی ہزاروں میں تقسیم کئے اور پانچ ہزار تلوار  
 و دستار و بیکہ کر مرصع اور سرہ و سوچ مرصع الخاتم کیے اور سرل منتزل رواں دیکر وک وکایت سورت  
 میں پہنچے جو ولایت کمال سے متصل ہے تو راجہ مددگ نے عرض کی کہ میں ایک مدت سے حضرت  
 کی فرما سرفاری میں تسکین کرنا چاہتا تھا اور آپے خیال میں تم سے کوئی امر خلاف بھی صادر نہیں ہوا ہے ابھی جس  
 تقدیر پیش کے واسطے حکم دے گا میں اس سلطان نے فرمایا کہ اصل مقصد و سراہ ہے کہ ان مالک کو  
 دارالاسلام ساکن۔ اسے مددگ نے فوائے کلام سے معلوم کیا کہ اس لشکر کی صورت مثل سابق  
 کے نہیں ہے بعد اوست پانچ رات کو بھاگ کر تین سرل پر قلعہ حوالہ دین متعین ہوا سلطان نے وہاں  
 سے کوچ کر کے قلعہ حوالہ لے کر قریب رول فرما دیا دوسرے روز کچھ لوگ لشکر سے جدا ہو کر قلعہ کے  
 قریب آئے اور راجہ قوں کا لشکر بھی قلعہ سے ٹکڑے مقابل ہوا انہیں شکست کھا کر قلعہ میں بھاگ گیا دوسرے

اور جو کہ پیانہ عمران کا آب بقا سے لبریز ہو چکا تھا اپنے صاحب قدیم کی خیر خواہی میں جیسا کہ سکھایا تھا بادشاہ کے حضور میں اقرار کیا اور سلطان نے ہفتواے علما اُن ناچرمون کو حکم قتل دیا پھر اس سفر سے واپس آنے کے بعد بادشاہ کو حال کھلا کہ عماد الملک و عضد الملک نے اپنی کارستانی سے بے گناہوں کو قتل کرا یا ہے اور سلطان محمود ایسا برا فردختہ ہوا کہ دونوں کو تیغ قہر سے معدوم کیا باوجودیکہ ان دونوں سے بڑھکر اس کے دو تھانہ میں کوئی مقرب نہ تھا مگر عدالت کی رعایت سے ان پر سیاست کی بلکہ لوگوں کی عبرت کے لیے اُن کے پوست گھاس سے بھر کر چار طرف ٹھکانے طبقات محمود شاہی میں مذکور ہوئے۔

پھر سوجی میں سلطان محمود نے جہاں آراے حضرت سرور عالم علیہ السلام کو خواب میں دیکھا کہ آپ نے نظر شفقت و مطلق عنایت فرمائے۔ اس کی تعبیر یہ ظاہر ہوئی کہ چند ہی روز میں بادشاہ کو بہت بڑی و نعمتیں نصیب ہوں (اول) فتح ولایت دون بار و اور (دوم) فتح کرناں جو ایک بلند پہاڑ پر واقع ہے اور قدیم زمانہ سے زبردست بادشاہان دہلی کو اس کے تسخیر کی آرزو رہ گئی بلکہ ہندوستان کے راجا بھی مدتوں اس کی تسخیر کے واسطے کوشش کرتے کرتے مر گئے۔ آخر میں یہ دولت سلطان محمود بیکہ کے حصہ میں آئی۔ اس پہاڑی قلعہ کی صورت یہ ہے کہ اوّل تو وہ بہت بلند پہاڑ ہے پھر اسکے گرد بہت سے پہاڑ بطور دائرہ کے محیط ہیں جن میں بے شمار کھڈ و درے ہیں اور ہر دورہ کا ایک نام ہے از انجملہ ایک دورہ مودری ہے جس کے آگے نہایت مضبوط قلعہ ہے جس کو آج کل جو ناگزہ کہتے ہیں اور دوسرا دورہ ہماہلہ مشہور ہے کہ ناں پہاڑی مقام گرم ہے اور اسے منڈلک کے باپ دادا ایک ہزار نو سو برس سے اس پر قابض تھے اب اسے منڈلک وارث ہوا اور کسی بادشاہ کا قدم اس ولایت میں نہیں پہنچا سواے سلطان محمد تغلق اور سلطان احمد شاہ گجراتی کے۔ الغرض سلطان محمود بیکہ نے اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر اس خواب کی تعبیر سے قوی دل ہو کر کرناں پر فوج کشی کی اور جب کرناں چلیس کوں رہا تو اپنے مامون تغلق خان کی راے سے ایک ہزار سات سو جوانان بہادر لشکر سے انتخاب کر کے اُن پر اسی قدر عمدہ گھوڑے و دھانی منجھوڑ تھیا تقسیم کیے اور حکم دیا کہ دھاوا کر کے درہ میں داخل ہوں اور خود بھی پیچھے نہ روانہ ہوا۔ جو انوں نے یلغار کیا اور اچانک درہ میں گھس پڑے اور محاذ جنگ پر اوان کتے تھے مختلف میں مارے گئے اور بہادران محمودی تکبیر کہتے ہوئے آگے بڑھے اسے منڈلک نے خیر سنکر شکار کے بہانہ قلعہ کرناں سے اُترا اور افواج کثیر سے درہ ہماہلہ تک پہنچا جب اس نے دیکھا کہ گجراتی بہت تھوڑے ہیں تو دلیرانہ حملہ کیا۔ اسی اثناء میں سلطان مع افواج پہنچا اور پہلے درپے فوجیں ان کی مدد کے لیے روانہ فرمانے لگا۔ راجپوت بکثرت مارے گئے اور چونکہ بچے شکستہ و بد حال اسے منڈلک کے ساتھ بھاگ کر قلعہ کرناں میں محصور ہوئے اور افواج اسلام نے درہ ہماہلہ واسطے اسیر کر کے حوالی کرناں کے تھانوں پر تاخت کی اور وہاں کے برہمن و براہمن روکر مارے گئے چنانچہ اس روز سلطان نے اپنے ہاتھ سے بمقابلہ دو تین کافر مارے اور بکثرت مال غنیمت مجاہدین کے ہاتھ آیا۔ اب سلطان کا قصد ہوا کہ لشکر تاخت و تاراج کے لیے اطراف میں روانہ کرے۔ اسے منڈلک نے مضطرب ہو کر بہت سے مقربین کو حضور میں

اور جنگ سے عورت کر کے مالوہ میں بیوپار اور دیس کے اپنی نظام شاہ کا گھوڑیوں کے اردو میں آیا اور اس کی طرف سے شکر یہ اور کیا کر آپ نے قدم رکھ دئے ہیں تکلیف گوارا فرمائی اور سلطان نے مقصی الحرام اور دوستکام مجرات کی طرف حاصل حقیقی کی ضمانت میں معاودت فرمائی اور ۸۹۷ھ آٹھ سو سرسٹھ یوہری میں سلطان محمود علی نے دہوارہ وکن کی طرف لشکر کھینچا اور سلطان محمود گوانی سلطان ہسی کے حسب الامتاس پھر وکن کی طرف لغتد اعانت روادہ ہوا اور سلطان محمود نے یہ فخر شکر دولت آباد تک تاحت کر کے قیمت بہت و سیاحت کی اور اسی ولایت کی طرف بحیر و سعادت و راحت و برائی و دستا و گرات بھی بعد اس کے کہ معذرت نامہ مقام شاہ کا اور اپنی معنی تحف و ہدا یا بھیجے دولت و سعادت متفرکہ حکومت کی طرف توجہ فرما کر راحت اور استراحت میں مشغول ہوا اور سلطان محمود علی کو لکھا کہ نے وعدہ مسلمانہ کی ولایت یرحاما آئین اسلام اور مروست سے بعد معلوم چوتہ ہوا اور بر تقدیر وقوع ماحکک پھر تفتیح چو اگر اس بعد ملتان وکن کو کچھ آرا رہ پوپے گا لسن حاسبے ہم بھی مالوہ کی تخریب یر متوجہ ہوں گے سلطان علی متراوے جواب بھیجا کہ جو بہت عالی باہانی، کن کی امداد پر مصر و فہر ہرگز اس وبار کے باشندوں کو مصر سے پھرے گی اور ۸۹۹ھ آٹھ سو اسی تھری میں سلطان محمود مع فوج شیشار قلعه مادر اور سردر دون کی طرف حرمائیں حوات اور کوکن کو توجہ چر وادہ ہوا اور اس ولایت کے حاکم نے چدر متہ جنگ کر کے شکست کھائی اور ماچار ہو کر ان جاہی اور ہر دست میں حاضر ہوا اور قلعه اور ولایت سپاہ اسلام کے سیر وکی اور قلعه مادر قلند مادر سے چو اور سر لعلک کشیدہ اور محلی اور سیکسی میں سد سکدر ہی سے راری کر تا ہوا جس وقت تک الساعلہ مسلمانوں کے دست تصرف میں آیا تھا اور اسے ولایت دوں نے کہ ایک ہزار مروج اس کے تحت میں تھے اور اس قلعہ کے استنبار کے سبب مادر و راپے تاج و لیلع میں بھر لنگر اور دھرہ دست پلے پاس وراہ کیا تھا اور ایک جماعت پڑھت عول طبیعت کو راستوں کے سروں پر تعین کر کے مسافروں اور مترو دوں کی راہبری کے واسطے مشغول رکھتا تھا بیت یہ چاری چاں رہی سپردی کہ جسکی ارمیاں پڑھ رہی تھیں سلطان حراس اور دوائن برتوف ہوا اور اسی عہد میں اسے کوعلعت اور دکر مد اور شیشہ ملا سے سروا رکھا اور وہ قلعہ اور ولایت اسے شیشہ اور عائن نے تمایس لے کر احمد آباد کی طرف سعادت کی اور شہر وکن کی آما ہی اور رعایا رما کی تفتش حال میں مشغول ہوا اور ۹۰۰ھ آٹھ سو ستر تھری میں شکار کے واسطے احمد نگر کی طرف سوار ہوا اور اشتائے راہ میں ایک دن بے سبب طاہری ہمارا الملک میں الف خان نے ایک سپاہی کو قتل کیا اور خوف تعاص سے پیر کی طرف بھاگا اور سلطان نے یہ خبر سکر ملک حافی اور عہد الملک کو کہ مصدر رحمت ماوتنا ہی تھے ہمارا الملک کی گرفتاری اور لغات کے واسطے مامور و ما انھوں نے تھوڑی دور جا کر ہمارا الملک کی حاص واری کی اور یہ تر و دراپے دل میں سوچے فیسی و دادی ہو کہ ہمارا الملک کے مارے تھے جنھن کچھ مال پر فریعتہ را رصاصی کر گئے وہاں شکر کی کرد و کاروی کے وقت تم امار کر ما کہ بہت تھیں بین ما ودا و جری تمنا را حرم معاف کر دھا و مطلع اطرا اس کے سلطان نے متوجہ ہمارے تمنا سے تمل کا حکم جاری فرمائے تھا

چونکہ چند ان گناہ اس کی نسبت عاید نہ تھا قتل سے نجات پا کر دیپ بن محبوب ہوا ثنوی

برپائی

برگرد و نجات آن بسبب را ہے	کا فزون ز گنیم خود نند پا ہے	مرعیکہ نہ اوج خویش دارد
ہنگام ہلاک پیش دارد	رد بہ کہ زند طبا بخیر بر شیر	پیدا است بدست کیست شمشیر
نیکو منشی زو آن سپدار	کاندازہ کار خود نگہ دار	انچیر فروش را چہ بہت
راخیر فروشنے اے برادر	بر پایہ قدر خویش نہ پا ہے	تا بر سر آسمان نہی پا ہے

اور بعد اس فتح و نصرت کے عہد الملک نے قرار امور ملک و سلطنت کو بسبب ہر عہدی روزگار کے ناپائیدار سمجھ کر باختیار خود ترک وزارت کی اور گوشہ عافیت میں متکفل ہو کر معیہ حقیقی کی طاعت و عبادت میں مشغول ہوا اور سلطان محمود نے بھی حقوق خدمات شائستہ اس کے منظور نظر کمیا اثر رکھ کر اسے معذور رکھا اور اس کے بڑے بیٹے شہاب الدین احمد کو خطاب ملک الشرف عطا کر کے امرائے کبار سے کیا اور بادشاہی میں مستقل ہو کر عدل و داد میں مصروف ہوا اور ۶۷۷ھ آٹھ سو چھیاسٹھ ہجری میں نظام بہمنی دلی محمد آباد بیدار نے ایک مکتوب متضمن نظام سلطان محمود خلجی اور آنا اس کا ولایت دکن میں سلطان محمود گجراتی کے پاس بھیج کر اعانت اور کمک چاہی اور سلطان محمود گجراتی نے بجز اطلاع اس حال کے سربراہ سرخ اور بارگاہ روانہ کر کے امداد دکنیوں کی اپنے ذمہ مہم پر فرض شمار کی اور ارکان دولت اور اعیان حضرت یون عرض گزار ہوئے کہ داؤد خان ایک ہفتہ تک متکفل امر سلطنت ہو کر کین ہوا میں ہوا اور اطراف ولایت اور اقطار مملکت جیسا کہ چاہیے اب تک ضبط میں نہیں آئے ایسے وقت میں اپنے پائے تخت کو خالی چھوڑنا اور دوسروں کی اصلاح امور کے واسطے سوار ہونا جائے تامل اور تفکر ہے سلطان محمود نے باوجود اس کے کہ آغاز شباب تھا حدیث مہنوزش گرد گل نارستہ شمشاد و زسوسن سرو اوچن سایہ آزادہ زبان فیض ترجمان سے یہ ارشاد کیا کہ اگر افلاک اور عناصر ساتھ اس ہیبت اور روش کے آپس میں موافقت اور آمیزش نکرین نظام عالم کون و فساد میں سر اسر فتور و خلل واقع ہووے اور اگر آدم ابو البشر کی اولاد سلسلہ محبت اور مشارکت کو توڑین بنیاد قانوں طبعی انہدام قبول کرے میں قربۃ الی اللہ مسلمانان دکن کی امداد کرتا ہوں یقین کہ حکم باری تعالیٰ مجھے اس یورش میں کسی طرح کا ضرر نہ پہنچے مگر ارکان دولت نے عرض کی کہ اگر سلطان نظام شاہ کی معاونت میں بجدہین تو مناسب یہ ہے کہ مالوہ کی طرف لشکر عظیم روانہ فرما دیں کہ اس ولایت میں جا کر انواع خرابی اور مزاحمت پہنچاوے تو سلطان محمود یہ خبر سنکر بدحواس ہو کر دکن سے بھاگے یہ التماس بھی معرض قبول میں نہ پہنچی بلاتامل آیات نصرت آیات مع سپاہ بیدار اور پانسو فیل کوہ پیکر بلند کیے اور دوسرے کو ایک کر کے جب ندر بار میں پہنچا اور خواجہ جہان کاوان کہ عہدہ اہل دکن تھا جریدہ اس کے ملازمت میں حاضر ہوا اور اس سے کمک لیکر سلطان محمود کی جدال و قتال کے واسطے روانہ ہوا سلطان محمود خلجی نے متوہم ہو کر قلعہ محمد آباد بیدار سے کوچ کر کے چاہا کہ عین دولت آباد کے راستہ سے اپنے ملک کی طرف راہی ہووے جب وہ راستہ لشکر کجرات سے مسدود دیکھا عنان اشہب غریت ولایت برار کی طرف معطوف رکھ کر ایلیچپور کے راستہ سے کوئٹہ وارہ میں آیا اور بیخول





لہذا مصلحت و وقت سمجھ کر اُن سے ہکشاوہ پیشانی پیش آیا اور کہا میں بھی اندون عمو الملک کے چہرہ جلی سے صورت  
مکرو فریب مشاہدہ کرتا تھا اور اُس کے حرکات اور سکناات سے شیم قنہ انگیزی میرے دماغ میں پہنچتی تھی لیکن اس  
خیال سے کہ مبادا تم لوگ میری بیرونی اور بیوفائی سمجھو میں نے اُس کے علاج میں کوشش نہ کی الحمد للہ علی  
احسانہ کہ حقیقت حال تم دو تختہ اہان اور خیر اندیشان بنگشف ہوئی اب اگر اُس کو قید کروں گا خاص و عام  
کے نزدیک ناشکری اور حق ناشناسی میں بدنام ہوں گا اب وہ امر کہ جس میں صلاح ملک اور فلاح دولت ہو  
عمل میں لاؤ یہ کہ عمو الملک کو زنجیر میں مسلسل کر کے پانسو نفر معتد کے سپرد کر کے قلعہ احمد آباد کے  
دروازہ کے بام پر قید کیا اور سلطان محمود نے اُس دن اس سپر تدبیر سے اپنے تین شمشیر مکر اعدا سے محفوظ  
رکھا اور عمو الملک کی رہائی کی فکر اور امرائے اربعہ کے دفع کی تدبیر میں ہوا اور چونکہ جانتا تھا کہ تمام سپردار  
اور خاصہ خیل اُن کے تاج پہن کبھی شخص سے اس امکا اظہار نکلیا بلکہ بلا راہی تدبیر پر رکھا اور خلا دلا کی باتیں بان  
پر جاری کرتا تھا کہ عمو الملک میرا دشمن جانی ہوا ہے شخص کو زندہ چھوڑنا حزم و ہوشیاری سے بعید دیکھتا ہوں  
چاہتا ہوں کہ اُسے اپنے ہاتھ سے قتل کر کے اپنے دلکا بخار نکالوں اور اگر امرائے کبار اُس کی سفارش کریں گے  
اُن سے بھی جان سے بچیدہ ہو گا یہ خبر امرائے اربعہ کو پہنچی دل میں نہایت شاد ہوئے اور آپس میں کہنے لگے  
کہ اگر سلطان عمو الملک کے قتل پر آمادہ ہو ہم لوگوں کو اس کی ہرگز شفاعت نہ کرنی چاہیے سلطان محمود نے  
ایک شب اسی فکر و اندیشہ میں استراحت نفر مائی صبح کے وقت جب نوبت سلطانی بجنے لگی اور چاندنی ہتاب  
کی خوش معلوم ہوئی کلفت اور دلگیری کے دفع کے واسطے قصر پر برآمد ہوا اور درجہ میں بیٹھ کر ہر طرف نگاہ کرنے  
لگا ناگاہ فیضانہ کے گماشتہ ملک عبداللہ کو دیکھا کہ زیر قصر ایستادہ ہوا اور کچھ عرض کرنے کا ارادہ رکھتا ہے لیکن  
جرات نہیں کرتا سلطان نے فرمایا جو کچھ تیرا مدعا ہو عرض کر عبداللہ نے غیر کوہان نہ دیکھ کر عرض کی کہ  
سلطان کا عمو الملک کے قتل کوئی دو تختہ نہیں اور امرائے اربعہ نے جو کچھ اُس کی نسبت معرض کیا ہے  
بہستان اور خلافت ہے اور امراد و عازم و جازم ہیں کہ فرصت پا کر حسن خان کو بادشاہ کریں  
سلطان نے اس کی تعریف کر کے فرمایا کہ تو نے خوب کیا کہ یہ بات عرض کی ورنہ میں چاہتا تھا کہ عمو الملک کو علی الصبح  
قتل کروں لازم ہو کہ دوسرے سے یہ راز بیان نہ کرنا اور صبح صادق کے وقت تمام فیلمان کو مستعدا و رکب کر کے  
دربار میں حاضر کرنا الغرض جب نیراعظم کے اثر طلوع سے زمانہ روشن ہوا ملک شرف اور ملک حاجی اور ملک  
ہمار الدین اور ملک کانوا اور ملک عین الدین کے معتمدان سلطان سے تھے ملازمت میں حاضر ہوئے اور سلطان  
نے ملک شرف سے کہا کہ آج شب کو میں و فور غضب سے کہ عمو الملک کی نسبت جو ش زہن تھا نہ سویا  
اُسے جلد میرے پاس حاضر کر و کہ شمشیر تیز خوریز سے اس کی گردن مار کر آتش غضب کو ساکن کروں ملک  
شرف جب عمو الملک کے احضار کے واسطے گیا نگاہ بانوں نے عرض کی کہ ہم عضد الملک کی بلا اجازت اسے  
سپر دہمین کر سکتے اُس نے آنکر یہ عذر گزاری کہ کیا پھر سلطان خود بام برج پر برآمد ہوا اور باواز بلند کہا  
عمو الملک کو جلد حاضر کرو تو ہاتھی کے پیر کے پیچے ڈال کر اُسے پامال کروں تو کلہوں نے جب آواز بادشاہ  
کی سنی حجاب مانع ہوا اُسے بادشاہ کے پاس بھیجا جو ان نگاہ سلطان کی اُس پر پڑی فرمایا کہ میرے روبرو

کسی کسی جلوہ گر ہوتی تھی اور مدت میں کی سلطنت اور عمارتوں کی سات رسل اور سیات جیسے تھی تمام عمر میں  
اور کو نوشی میں گذری اور ساع شراب اسکے لب سے نہ ہوا

## ذکر سلطان داؤد شاہ بن احمد شاہ گجراتی کی حکومت کا

بعد وفات سلطان قطب الدین کے ہنگام چچا داؤد خان جس اتفاق عہد الملک و برہان تمام امداد اور ارکان دولت  
کے سر پر اقبال پر قدم رکھ کر گواہ کا پادشاہ ہوا لیکن چیتہ مدعا شیاد و صلہ پروری کا اختیار کر کے ایک  
وراث کو حواس کا ہنسا یہ تھا خطاب عہد الملک و کرار ملے کیار سے کیا اور اسی طریق سے اور بھی کاموں کا بنی  
اور ہمسایہ کی شایاں اور موافق سے اختیار کیے طبعیت اس کی سوا کے کعبہ پروری اور  
احاطہ کے میں عمرانی تھی اس واسطے ہل محل و عقد سے ساتھ عہد الملک و پر کے سرگرمی اور اتحاد سے زور و ہر کے  
داؤد خان کو کہ سات روہر سلطنت کی بھی معول کیا اور عہد الملک کے حوالہ سے سلطان قطب الدین  
کے چھوٹے بھائی کو کہ محمود خان نام رکھنا تھا چودہ سال کی عمر میں تخت سلطنت پر بٹھن کیا اور علاقہ طائی اور  
مرات اسکے احوال عام سے ہمہ مدد ہوئی اور اسباب تازہی اور حراتی اور کی اور حوت ملے تھی کہ مدد و شیر  
دریغ اور حواسے ررافشاں کے سوا کے ایک کہ درنگہ نقد سادات اور ملو و حوالہ و تفریک کیا

## ذکر سلطان محمود شاہ گجراتی امشور سلطان محمود بیکہ کی سلطنت کا

واقعانہ اسرار ملوک کشیش نے یوں رقم حاتمہ عرس شامہ کیا کہ بعد مملوس سلطان محمود شاہ تمام سلطنت  
کہ محل و عقد اور قلع و قسط اور ادا و سد سے مراد ہی عہد الملک و در بر ماقہر کے معوص ہوئے مارا سلطنت  
اور ہماں ملک کے جوہر و روح اور رونق سدا کی اور جمیع علاقہ و وسیع و شریف اس کی سلطنت سے راسی  
اور شاہ کر ہوئی کسی طرح کا خلل و درمیان میں نہ تھا لیکن صفیہ کو کہ اندیشاں نامہ عہد الملک و اوسعی الملک  
اور حسام الملک کے حراتی ارض صاحب انداز سے اور عہد الملک گواہ ان کی جاگیر پائے کو اچھین کی جاگیر  
پوسے سے مامت و اعانت رکھتے تھے جب عہد رشک کو خوش بین لائے اور درین عہد ہمارے کے مملوس سے  
گذرے تھے اتفاق کر کے بولے کہ ہم عہد الملک کے عہد و حوت گیر ہوں سے نہ تنگ آئے ہیں اس سلطان اس کو  
معول کر کے جو ملو اور ہم سلطان کو ماہ شاہی سے معول کر کے اسکے بھائی حسن خان کو تخت ماہ شاہی پر بٹھا دیا  
ہمیت لستہ کی کہ درش جاہ اور حوت و حوالہ شتی ہوا جاہ و ماسحت اور روایت و مویع طعام الدین حسن  
کے ان خاندانوں نے یہ عہد میں کیا کہ عہد الملک چاہتا ہو کہ اسے درہ شہاب الدین احمد کو تخت سلطنت پر بٹھائے  
اور بطور ملک عصمت خلیج کے شاہی اسے حادان کی طرف منتقل کرے اب سرادار دولت نہ کہ قبل اس  
سے کہ آتش کر و حدر اس کی شعلہ زلں ہو چکا ہے کہ نہ کرتہ نہ برائے پائوں میں نہ دگر دست نہ کرانکا و اسن مقصود سے  
کو تاہ کرین سلطان محمود نے ماہ و مدد عرس و اسست سے دریافت کیا کہ یہ تمام بہتان اور افترا ہمیں لگائیں مجلس  
یہ جب و حاتمہ کے حکم عہد الملک کے حواس و قید کا ماحد کر دیا یہ لوگ بھٹے سلطنت حیات سے معول کر کے

مردانہ کے غالب آیا رانا بہاؤ دین مخفی ہوا اور چودہ من سونا اور دو ہاتھی نامی اور کبھی نفائس سلطان قطب الدین کو دے کر عہد کیا کہ دوبارہ ولایت ناگور پر حضرت نہ پہنچائوں گا اور اس سبب سے کہ سلطان محمود و پیشتر از لشکر گجرات رانا کی ولایت میں در آیا تھا سلطان قطب الدین نے انہما برپیش کر کے احمد آباد کی طرف معاودت کی اور غیبت میں بادشاہ گجرات کی جو کچھ سلطان محمود سے وقوع میں آیا تھا انشاء اللہ تعالیٰ اُس کے اسم کے ذیل میں تحریر ہو گا اور سلسلہ آٹھ سو ہتر ہجری میں رانا نے نقص عہد کر کے پچاس ہزار سوار سے قلعہ ناگور کی طرف توجہ کی اور وہاں کے حاکم نے شملہ کیفیت حال ایک عرضی ارسال کی قاصد عرضی اس رات کو کہ سلطان صحبت شراب میں مشغول تھا عیاد الملک وزیر کے پاس لایا اور وہ اُسی شب کو سلطان کی ملازمت میں حاضر ہوا اور جب اُسے شراب کے نشہ میں مست اور مدہوش پایا انتظار ہو سیا رہنے کا نہ کھینچا اور اُسے محض میں سوار کر کے شہر سے برآمد ہوا اور دوسرے دن ایک منزل جاکر ایک مہینے تک اجتماع فوج کے واسطے متوقف ہوا مجنہوں نے جب خبر سلطان کی نہضت کی رانا کو پہنچائی متنبہ ہو کر اپنی ولایت کی طرف روانہ ہوا اور یہ خبر سلطان قطب الدین منکر شہر میں آنکر عیش و عشرت میں مصروف اور مشغول ہوا اور پھر اُسی سال سلطان قطب الدین سرہی کی طرف فوج کش ہوا اور وہاں کاراجہ جو قراست قریب رانا سے رکھتا تھا بھاگ کر کوہستان کنپل میں در آیا اور لشکر احمد آباد کا تاخت و غارت میں مصروف ہوا اور جو اُن دنوں میں سلطان محمود کی افواج بھی قلعہ چنیور پر تاخت لائی تھی سلطان قطب الدین تعاقب کر کے رانا کو کینٹھرنے نہ دیتا تھا یہاں تک کہ وہ قلعہ کنپل میں در آیا اور بادشاہ اسلام نے چند روز محاصرہ کیا اور جب سمجھا کہ محاصرہ سے کچھ فائدہ نہوگا وہاں سے برخاست کی اور ولایت چنیور اور دوسری ولایت کو بھی خراب اور ویران کر کے مع غنیمت بقیاس دار السلطنت کی سمت معاودت فرمائی اور بعد چند روز کے سید قطب عالم کی قد مبوسی کو قصبہ پتوہ میں گیا اور دل میں یہ بات کہی کہ کیا خوب ہووے جو آفریدگار عالم اس بزرگوار کی برکت سے مجھ فرزند شایستہ سلطنت کرامت فرماوے سید قدس سرہ نے باطن کی صفائی سے دریافت کر کے سلطان سے فرمایا تمہارا چھوٹا بھائی حکم فرزند می رکھتا ہے اور خاندان منظر شاہی کو وہ زندہ اور روشن کرے گا پھر سلطان نے مایوس ہو کر مجلس برخاست کی اور اُسی عرصہ میں مرض الموت میں مبتلا ہوا اور ماہ رجب کی تیسویں تاریخ سلسلہ آٹھ سو ہتر ہجری میں اُس کی عمقائے روح نے قاف عزلت جسم سے سراپوہ بقا کی طرف پرواز کی اور سلطان محمد شاہ کی خلیفہ میں مد فون ہوا اور مناشیر اور فرامین میں اس کو غازی لکھتے تھے اور شمس خان بن فیروز خان جس نے لڑکی اپنی دے کر قراست بہم پہنچائی بھی سلطان کو زہر دینے میں متہم ہوا اس واسطے مردمان دولخا نے ہجوم کر کے اُسے قتل کیا اور سلطان قطب الدین کی والدہ نے حرم سہرا میں شمس خان کی بیٹی کو اُسی علت اور تہمت میں ماخوذ کر کے بہت سیاست کی آخر اُن لوڈیوں کو جو اُس کی دشمن جان تھیں سپرد کیا اور انھوں نے اُسے بلور دن سے ٹکڑے ٹکڑے کر کے ہلاک کیا منقول ہے کہ سلطان قطب الدین ایک ایسا بادشاہ تھا کہ وجود اس کا زہر قہر اور غضب سے سرشتہ تھا خصوص شراب کے نشہ کے وقت مجرموں کو سوائے شمشیر ابدار کے نہ پوچھتا تھا اور گنہگاروں کو خنجر جان گداز کے سوانہ نازتا تھا اور مرغ عقو اور چشم پوشی اُسکے گرد بہت کم پر واز کرتا تھا اور عروس شفاعت اُس کے عہد میں



زمین کین مین محکم کیے والیوں کے مینہ نے بگمان فتح مطمئن ہو کر گجراتیوں کی اردو کے تاخت اور تاراجی پر کمر باندھی اور سلطان قطب الدین کے مردم قول جو قتلہ کے مانند پاسے ثبات قلبگاہ مین گڑھ نے ہو کر تھوڑی مدت پا کر سلطان محمود کے قلب لشکر پر حملہ آور ہوئے اور اس جماعت کو نبات الغش کی طرح متفرق اور پریشان کیا اور سلطان محمود کے نہایت شجاع اور بہادر تھا اس قدر لڑا کہ کوئی اس کے پاس نہ رہا اور ترکش تیسرے خالی ہو گیا آخر لاجپور ہو کر معرکہ سے تیرہ مرد اہل ہند و ہمراہ لیکر سلطان قطب الدین کے اردو کی طرف گیا اور سر اپردہ خاص پر پروانہ کی طرح گرا اور تاج اور شمشیر مرصع اور بہت جواہر بیش قیمت دستیاب کر کے اپنے اردو کی طرف، کہ اس کے عقب مین تھا پونجا اور جب فوج مغرور اس کے پاس جمع ہوئی اس مقام مین فروکش ہوا اور مشہور کیا کہ آج شب کو لشکر گجرات پر بخون لیجاؤں گا اور گجراتی یہ خبر سنکر ہوشیار ہوئے اور لشکر کی محافظت کیواسطے گھوڑوں کی پشت پر قیام کیا اور سلطان محمود نے پھر رات گئے بخاطر جمع سوار ہو کر مالوہ کی طرف معاودت کی اور صبح تک مسافت بعد قطع کر کے گجراتیوں کے تعائب سے محفوظ اور امین ہو گیا سلطان قطب الدین یہ فتح عطا یا سے جزیل آہی سے تصویر کر کے مع اکاسی فیصل اور غنائم نفیسہ اپنے باپ دادا کے عیش آباد کی طرف متوجہ ہوا اور بزم عشرت آراستہ کر کے لشکر ہشیار سلطان پور کی طرف بھیجا اور قلعہ مندویوں کی دست تصرف سے برآوردہ کیا اس کے بعد دولتخواہوں کی حسن تدبیر سے ان دونوں بادشاہ کے مابین اس شرط پر صلح واقع ہوئی کہ دو جانب سے جب قدر بلاد کفار سے مفتوح ہوا اس کا فتح کرنے والا مالک اور مختار ہووے اور ان دونوں بادشاہ مین سے کوئی رایان اطراف و جوانب کی حمایت اور اعانت مین لشکر نہ کھینچے اور راجہ رانا کے نہایت سرکش اور شل فرعون صاحب استعداد مشرک ہو اسکا دفع کرنا اپنے اوپر فرض شمار کریں اور سترہ آٹھ سو ساٹھ ہجری مین یہ خبر پہونچی کہ فیروز خان دندانی حاکم ناگور فوت ہوا اور فیروز خان کا بھائی مجاہد خان بجد و مردانگی تمام اس ولایت پر تصرف ہوا اور فیروز خان کے بیٹے شمس خان نے اپنے چچا کے خوف سے بھاگ کر رانا کو انھیا مقدم چتپور کی پناہ لی اور جو قیام الا یام سے رانا اور زمینداران ناگور کے درمیان دشمنی تھی رانا نے فرصت پا کر اسکی امداد قبول کی اور یہ شرط کی کہ بعد حصول حکومت یعنی فتح ناگور تین لکھ اس قلعہ کے ویران کرے کس واسطے کہ اس کے باپ دادا کو یہ امر میسر نہ ہوا تھا اور مدت دراز سے ان ہنوز کے دل مین ہوس ناگور کی تسخیر اور ناگور یوں پر تسلط کی تھی اور رانا کا باپ کہ موکل نام رکھتا تھا فیروز خان دندانی سے جنگ کر کے منہزم ہوا تھا اور تین ہزار آدمی معتبر اس کے معرکہ گریز مین قتل ہوئے تھے قصہ شمس خان نے یہ شرط قبول کی اور باتفاق رانا ناگور کی طرف متوجہ ہوا اور مجاہد خان نائب مقاومت نہ لکھ گجرات کی سمت بھاگا اور شمس خان نے قلعہ مین داخل ہو کر چاہا کہ اس شرط کو وفا کرے ان مین سے ایک مرد بولا کہ کاش ایسے فرزند کے عوض آفریدگار عالم فیروز خان کو بھٹی عطا فرماتا کہ حفظ ناموس کرے دشمنوں کو اس قلعہ کی ویرانی کا حکم نہ دینی اس بات نے شمس خان کے دل مین تاثیر کی اسی وقت قلعہ کی تعمیر اور تعمیر مین مصروف ہوا اور رانا کے پاس پہونچی پیکر یہ پیغام کیا کہ جو کچھ لازمہ امداد کا تھا تو بجا لایا لیکن قلعہ کی ویرانی کسی وجہ سے ممکن نہیں ہو کس واسطے کہ اگر مین مجھے قلعہ کی ویرانی کا حکم دیتا ہوں تو خلقت اس ولایت کی مجھے زندہ نہ چھوڑے گی بہتر یہ ہو کہ تم اپنی ولایت کی طرف مراجعت کرو والا جنگ اور خونریزی کے

طردوم  
آکر کولت  
ساحا حات  
بلا بل پو  
ن سے نکل  
لوہ ماحول

انٹھا دس اور آپ کے ٹسے بیٹے قطب خان کو کہ حواں میں رس کا ہر بخت شاہی پر علوہ گر کس صبیحے  
صرور تارہ امر قبول کیا اور اس صاحت سے کہواں نعمت پر کر مادی عزم کی ساتوین تاریخ ششہ آٹھویں بھری میں ہوش  
کی رقم ہستی کو کر ملک میدا دسے ورق راہ سے حک کی اور مورعین مدت ایام و مادی اس کے آٹھ برس اور دو  
میسے چودہ روز نشان دینے بن اور احمد شام نے بعد وفات حد انگان کر کم لقب یا یا

### تذکرہ سلطان قطب الدین بن محمد شاہ گجراتی کی فرمان دہی کا

شب دوشنبہ ماہ جمادی الثانی ۷۵۲ھ آٹھ سو پچیس بھری میں اس کی ولادت شہر عمر مار میں واقع مولیٰ اور بعد  
اسے آپ کے تحت احمد آباد پر جلوس کیا اور سلطان محمود غزنوی نے اس عرصہ میں قلعہ سلطان لہور کو ہوا ان ملک  
علائی سہرا ترک سے لیکر اسے اپنے لشکر کا مقدمہ کیا تھا اور کج کج کے دارالالک احمد آباد کی طرف متوجہ ہوا  
تھا سلطان قطب الدین بھی ماہ و شاہ مالوہ کی شوکت و شہمت سے تیز چم ہوا اور ایک قتال سے حواس کی حدت میں  
ہرمت یار اور قنبر رکھتا تھا متورہ کیا اس نے کہا صلح یہ ہو کہ سلطان بالفعل مصلحت ولایت سورت کی  
طرف رواہ جو دین اور حب سلطان محمود تھا اور لشکر ملا و کجرات میں چھوڑ کر مسدود کی طرف مار گشت کرے  
سلطان بطور راحت مع اولوں کو مومن حاکم آسانی تمام انھیں ایسی مملکت سے دفع کریں سلطان اس کے  
کلام کی تصدیق کر کے اس کے کہنے سے موافق عمل کیا چاہتا تھا کہ امرا اور دروہ اس سے واقف ہوتے  
اور اسے سرزدیش اور ملامت کر کے اس کی رگ حیرت کو محنت میں لانے اور مقابلہ اور مقابلہ کے ماروں  
اصرار کیا اور ایک لشکر آراستہ سلطان محمود کے مقابلہ کو رواہ کہا ملک طائی سہرا و صحت پاکر بیعت  
لشکر کے مالوہوں کے دائرہ سے بھاگا اور اپنے بادشاہ کی پانوسی سے مشرف ہوا اور ایک مجلس میں سات  
مرتہ حلیت پاکر خطاب علاء الملک ملہ مرتہ ہوا صغیر و کبیر کجرات اس کے آنے سے محظوظ ہوئے اور  
شحن رہا کیے اور قہارہ شاہ دیا نہ کا کیا اور جب ہیں العریضین نینت کوس کی سماعت رہی سلطان محمود نے  
پہ بیت ترمیم کر کے سلطان قطب الدین کے پاس بھی فرود شہیدم گئی ماری دودن حارہ نے چوکان +  
اگر وادی سرحد سے سارا بن کرے درمیدان سلطان قطب الدین نے سدر حمان سے اس کے جواب کی  
فریختش کی اس نے بے نگھا فرو اگر چوکان دست آدم مرت چون گوئے مقام + دے تنگست اربن کارم  
سیر خود مر حاکم + اور اس سب میں یہ اشارہ ہو کہ سلطان ہوشنگ کو سلطان محمود کبیرے امیر کا تھا  
اور بیکر اس پر نظر الطاف مدلول و مارک ولایت مالوہ عطا کی تھی العزم صعد کی سلج کو سلطان محمود غزنوی مقصد  
سکون سوار ہوا اور راستہ معمول کر اس صحرائیں کر اس کے دور من فریچوہم کے درخت کثرت تھے  
حائرا اور صبح تک سرل مقصود کو نہ پوچھا کھوڑا اشد رکھا اور سلطان قطب الدین صورت حال بیان  
کر کے اس کے فکر کو صوفی لشکر آراستہ کر کے حک میں متحول ہوا اور گوجراتیوں کے مسرہ نے  
شکست پائی مدح اس ہو کر احمد آباد کی طرف بھاگے اور سیمہ ان کے مالوہوں پر عالم اور فانی  
ہوئے مہرمون نے مالوہ کا راستہ لیا ر دوہوں طرف سے دوہوں بادشاہ نے پائے شات



احمد شاہ اس سانحہ ہانکہ کا حدوث سلطان محمود کی قوت اقبال سے سمجھا اور بیاری کی حالت میں احمد آباد کی طرف  
عنان غریمیت منعطف فرمائی اور ماہ ربیع الاول کی چوتھی تاریخ ۸۴۳ھ آٹھ سو چھیالیس ہجری میں پانہ حیات  
اُسکا آب بقا سے لبریز ہو کر دست قضا سے ٹوٹا اور بعد وفات خدایگان مغفور لقب پایا اور بتیس سال و چھ  
مہینے اور بیس روز عمر مستعار سلطنت اور جہانگیری میں بسر کی اور یہ بادشاہ اقسام مکارم اخلاق سے معمّل تھا  
اور کبند قوت اس کے حلق فشار جان و شمس ان اور دست ہمت اُس کا چارہ ساز دل مظلومان تھا عدل  
وافر اور قوت کامل رکھتا تھا اور باخلاق تمام زندگانی بسر کی

### ذکر سلطنت محمد شاہ بن سلطان احمد شاہ گجراتی کا

بعد ارتحال احمد شاہ اُس کا برا بیٹا محمد شاہ حاکم گجرات ہوا آدمیوں کو انعام و احسان فلز و ان سے اپنا مطیع کیا  
اور سال جلوس میں ایدر کی طرف فوج کش ہوا اور زراحت الملک نے مقام اطاعت میں ہو کر اپنی بیٹی اُس  
کے سپرد کی محمد شاہ نے اُس دختر کی التماس کے موافق وہ مملکت تمام و کمال اُسکے باپ کو مسلم سپرد کی اور وہ ان  
سے ڈونگر پور کی طرف گیا وہ ان کے مقدموں نے اطاعت سے باز نہ آئی اُسکے ذریعہ سے اپنے مراتب کی محافظت  
کی بعد اُسکے محمد شاہ نے احمد آباد کی حکومت کی طرف معاودت کی اور ۸۵۳ھ آٹھ سو تیرین ہجری تک کسی طرف سوار نہ  
اور ۸۵۴ھ آٹھ سو چوں ہجری میں قلعہ چنیپا کی سمت عنان غریمیت منعطف فرمائی اُس تعلقہ کا راجہ سہمی کنگداس بعد جنگ  
اور ہزیمت قلعہ بند ہوا اور جب مدت ایام محاصرہ نے طول کھینچا ایلی سلطان محمود خلجی کے پاس بھیج کر ہر منزل کے ایک  
لاکھ تنگہ تھروہ کے حساب سے قبول کر کے ملک طلب کی اور اُس نے بطمع مال و انتقام کہ جو کچھ گجراتیوں نے مالوہ میں  
کیا تھا التماس اُسکی قبول کی آخر سال مذکور میں اُس طرف متوجہ ہوا سلطان محمد شاہ اس سبب سے اکثر چار پائے بارکش  
اُسکی آرد و سے محنت سفر میں تلف ہوئے تھے اور بیدلی بھی اُسکے علاوہ دانگی ہمت تھی سلطان محمود کے قرب و وصل سے  
خبر پا کر غیمہ و اسباب زیادتی کو آگ دے کر جنگ سے دست بردار ہوا اعلیٰان حضرت ہر چند اُسے جنگ خصم کی  
تحریض اور ترغیب کرتے تھے اصلاً قبول نہ کیا اور بسبیل استعجال احمد نگر کی طرف روانہ ہوا اور جب دوبارہ سلطان  
مالوہ نے مع ایک لاکھ سوار بلکہ زیادہ مند و سے بقصد تسخیر مملکت گجرات ہضت فرمائی امرائے گجرات نے  
اُس میں اتفاق کر کے اُس سے یہ التماس کی کہ سلطان محمود شاہ نہ وزیر و زراحت مملکت میں زیادہ تر  
مزا حمت پہنچاتا ہی مناسب ہو کہ آپ سپاہ اور سامان جنگ درست کریں تو ہم اُس سے مقابلہ کر کے رعایا  
کو اُس کے شر سے نجات بخشیں سلطان محمد شاہ نے کسی وجہ سے یہ امر قبول نہ کیا اور دیپ کی طرف مغرور  
ہونے پر تھا امرار و وزیر ا مصطرب ہو کر سلطان محمد شاہ کی زوجہ کے در و دولت پر کہ اس عصر میں ذی اقتدار  
ہو صاحب اختیار تھی حاضر ہوئے اور یہ عرض کی کہ آپ شوہر کو چاہتی ہیں یا یہ کہ بادشاہی اُس  
تھا ان میں رہے اُس محذورہ نے فرمایا کہ اس بات سے تمہارا مدعا کیا ہو سب نے یک زبان ہو کر التماس  
کی کہ آپ کا شوہر سلطان محمود خلجی کی جنگ قبول نہیں کرتا ہو اور ولایت گجرات مفت ہاتھ سے جانی ہو آپ کو  
مناسب بلکہ لازم ہو کہ اُسکے عزل اور مفارقت پر راضی ہوں تو ہم جس طور سے چاہیں اُسے تخت سلطنت سے



جیتیں ہری میں ماگور اور یہ اس کی طرف گیا اور یہ سب حب ڈو مگر وہ میں پہنچا وہاں کے ویدار دلاں سے  
پیشکش بہت سی اور دلا یہ کیکلوارہ اور میلوارہ جو رانا موکل کے متعلق تھے اور راجہ دکر تعلقہ جیتیں میں  
رہتا تھا جسے المقدار اُسے حراب اور یران کیا اور حب ولایت میدات اور قلمہ میں آما پھر یلا داور  
ولایت کی طرف گیا اور اُس طرف کے راجاؤں سے مارچ اور حراج لیا اور مرور حراج میں شس جانا دلائی  
کہ سلطان مطلع کا اختیار اور ناگو کا حکم تھا رامت میں آکر کئی لاکھ روپیہ پیشکش لایا اور سلطان نے اُسے  
معاف کر کے نواز شہاے حصار دے اُس کے حال پر ممدول فرمایاں اور گجرات کی طرف مراجعت کی اور  
عزاد اور ساکنین کو رنج و غما دیا اور شہاے آٹھ سو اوتالیس پوچی میں سلطان محمود علی جو مار ہاں ہو گیا ساد  
سے تھا ولایت مالوہ پر غالب ہوا و مسعود حراجیٹا محمود شاہ کا حاکم کر گجرات میں آما اور شہاے آٹھ سو اوتالیس  
ہجری میں سلطان احمد شاہ نے اُس کی تعزیت اور اعانت کر کے نصعدا حلاس اُس کے تحت ممدو پراٹوہ  
کی طرف روانہ ہوا اور جو جس حکم کی پور تک پہنچا تھا وہاں سے ایک روح مردم مسجد کا ر دہ  
سے حاسماں کی طرف کچھ پیری سے شاہی آٹھ سو مردم کی طرف متوجہ ہوا تھا اعبیات کی اور حاسماں شاہ  
جو کہ طور باعث اپنے مردم سلطان محمود علی کی طرف پہنچا اور سلطان احمد شاہ نے محاصرہ میں قائم کیا  
اور جو در ایک جماعت رولی ماہر آکا مارا جنگ کو روٹی دی تھی اور جو قلعہ میں حاکم شاہ ہسی بھی  
سلطان محمود نے بعد ایک مدت عریض شجون کی اور مردم قلعہ نے سلطان احمد شاہ کو بھر کی اور  
سلطان محمود کو اس کی سر مطلق نہ بھی تھا ایک من قلعہ سے رآمد ہوا اور گجراتی حاکم مسعود اور  
آبادہ کے زمیندار کے درمیان جنگ عظیم واقع ہوئی آدمی بہت مارے گئے اور سلطان محمود نے موضع  
کے وقت قلعہ میں مراجعت کی اور سلطان احمد شاہ نے شہزادہ محمد خان کو مع پانچ ہزار سوار سارنگ پور  
کی طرف بھیجا وہ اُس ولایت پر مقصر ہوا جس درمیان میں عرفان ولد سلطان ہوشنگ نے بھی  
جد پیری میں حرم کر کے جمعیت عظیم جم ہو پجائی اور ناماد جو اس حلی کے سلطان محمود دور دور اور  
کار دانی سے مضطرب ہو کر اس طرح سے قلعہ کی محافط کرتا تھا کہ کوئی شخص مصافحہ لادی یا حساب  
معیشت کی تکلیف نہ کیجی تھا اور شاہ گجرات میں ایک فقط ظاہر آماجیوں مطلق اور صامت تکلیف اور  
امایں تھا ہوئے اور حب اُس نے دیکھا کہ قلعہ سد ہوئے میں مطلب میں کھلتا ہو ہے مایہ بھجان  
کو قلعہ میں چھڑا اور جو دتا را پور کے دروازہ سے رآمد ہو کر سارنگ پور کی طرف متوجہ ہوا اور ملک  
حاجی ملی کوئی کرمی محفط کتیل کے راستہ کی کرتا تھا اس وقت سلطان محمود کے آدمیوں سے لڑا  
اور بہریت پاکر سلطان احمد کی خدمت میں محاصرہ ہوا اور ضروری کہ سلطان محمود لڑاں راستہ سے رآمد  
ہو کر سارنگ پور تھا تاہو سلطان احمد شاہ نے اپنے ذہن دار محمد کو سارنگ پور سے طلب کیا کہ  
ناپ کی مازمت میں شرف اوردہ ہوا ساتھ اس تفصیل کے کہ داستان ملیجوں میں دکر اُس کا آوے گا  
سلطان محمود سی ہوا اور عرفان کو تہ تیغ کیا اور داکر ہندوستان میں بہت کم ہوئی ہے گجراتوں کی  
آرد میں اس شدت کے ساتھ پہنچی کہ آدمیوں کو خمیر و تکلیف کی فرصت نہ تھی سلطان

اور ملک سعادت سلطانی حاکم قلعہ جالپارہی اور جالپارہی میں دروغ نہیں کرتا ہر سلطان نے ایک ایلی مشہور  
 اسماعیل پاشی کو سلطان دکن کے پاس برسالت بھیج کر پیغام دیا کہ آپ اگر اس قلعہ سے دست بردار ہو کر وہاں کے  
 باشندوں سے متعلق اور مزاحم ہووین بنایے دوستی اور قواعد محبت میں خلل اور زلزلہ راہ نہ پاویگا اور اس  
 مودت استحکام قبول کر لیں سلطان احمد شاہ دکنی نے اس بارہ میں اپنے وزیر اور امراء سے مشورہ کیا وہ اسوجہ سے  
 کہ سرکشی مردم دکن کا آئین ہر سب یکدل اور یک زبان ہو کر بوسے کہ آب و غلہ قلعہ میں کم ہو اور اقبال عدو مال کی ہمت  
 سے ملک کے پہنچنے تک قلعہ مسخر اور مفتوح ہو جاویگا ایلی نے مشورہ اور عندیہ دکنیوں کا دریافت کر کے اپنے  
 صاحب کو بذریعہ عرضی اطلاع بخشی اور وہ یہ خبر سنتے ہی آپ تپنی سے عبور کر کے تعجیل تمام روانہ ہوا اور سلطان  
 دکن اس کیفیت سے واقف ہوا اور سپیوں اور پیادوں کو خلعت و انعام وافر سے سحرگرم کر کے فرمایا کہ ملک  
 عنقریب پہنچتی ہو تم اگر آج کی رات ایسی تدبیر کرو کہ قلعہ کا دروازہ کھل جاوے تو تمہیں اس قدر انعام دیں گا  
 کہ تم مال دینی سے مال مال اور بے پروا ہو گے جب قد سے رات گزری سپیوں نے اپنے تئیں دامن قلعہ میں  
 پہنچا یا اور آہستہ آہستہ پتھروں کے سہارے قلعہ کی دیوار پر چڑھ کر قلعہ میں در آئے اور چاہتے تھے کہ  
 دروازہ کھول کر مردم دکنی کو قلعہ میں داخل کریں کہ ملک سعادت دکنی نے آتے ہی اکثر اس جاسٹ کو قتل کیا  
 اور بقیہ السیف قلعہ کی دیوار سے کوہر ہلاک ہوئے اور اسپر بھی اکتفا نہ کر کے دروازہ کھول کر اس مورچے پر جو  
 دروازہ کے محاذی تھا شیخون لایا اور جو اکثر ان میں کے خواب غفلت میں سوتے تھے ان کو مجروح اور پریشان کیا  
 اور جس وقت کہ سلطان گجرات بہت نزدیک پہنچا سلطان دکن نے پائے قلعہ سے درخواست کی اور باستقلال  
 تمام اپنے امراء اور افسران لشکر کو طلب کر کے یہ فرمایا کہ چند مرتبہ لشکر گجرات لشکر دکن پر غالب ہو کر ہمیں برمتصرف ہو  
 اگر اس مرتبہ ہم سستی اور تاخیر کریں گے ملک دکن ہاتھ سے جاویگا یہ کہہ کر صفوف جنگ آراستہ کر کے معرکہ قتال کو  
 درست کیا اور سلطان گجرات بھی افواج آراستہ کر کے مقابل آیا جنگ عظیم و حرب شدید واقع ہوئی اثر در خان  
 نے کہ امراء معتبر دکن سے تھا باطنیان تمام گھوڑا میدان میں جولان کر کے آواز ہل من مبارز بلبند کی  
 عضد الملک اس کے مقابلہ کو گیا غرض کہ دونوں سردار حرب و ضرب میں مشغول ہوئے اثر در خان مغلوب ہو کر  
 گرفتار ہوا اس وقت دونوں لشکر ملے تلوار چلنے لگی واد مروی دی جب دن آخر ہوا اور نقارہ باز گشت پر چوب پڑی  
 ہر ایک اپنے لشکر گاہ کی طرف متوجہ ہوئے اور جو سپاہ دکن سے بہت آدمی تلف ہو کر کام آئے تھے سلطان احمد  
 بہمنی بدحواس اور سراپیمہ ہو کر اپنے دارالملک کی طرف راہی ہوا اور سلطان نے قلعہ بول میں جا کر ملک سعادت  
 کو سرفراز فرمایا اور ایک گروہ کو وہاں چھوڑ کر چنپانیر کی طرف راہی ہوا اور قلعہ تعمیر کر کے نادوت کو تاخت و تاراج  
 کیا اور عین الملک کو اس طرف مقرر کیا اور خود سلطان پورا ورنہ بارہ کے راستہ سے احمد آباد کی طرف متوجہ ہوا  
 اور بعد چند روز کے رائے ہمایم کی دختر کو شہزادہ فتح خان کی سدا از و واج میں کھینچا اور سراج التواریخ  
 دکن میں قصہ محاصرہ کا اور طرح سے بیان کیا ہے اور تذکرہ طبقہ دکن میں مرقوم قلم معجز رقم نہیں ہوا اور مولف  
 کے خیال میں یہ حکایت منتشر تھی مورخ دکن نے یہ قصہ داستان لکھا باقی قلم انداز کر گیا اور جو کچھ مورخین  
 گجرات نے لکھا ہے ساتھ صحت کے قریب تر ہے واللہ اعلم بحقیقۃ الاحوال اور سلطان احمد شاہ

[illegible]

ابوالخیر اور سید ابوالقاسم اور سید عالم اور افتخار الملک کو ندر بارہن بھیجا اور جنگ کر کے لشکر دکن پر ظفر پانی چنانچہ ایک جماعت کثیر دکنیوں سے قتل اور اسیر ہوئی اور بقیۃ السیف دولت آباد کی طرف بھاگے اور جب یہ خبر سلطان احمد شاہ ہنبی کو پہونچی اپنے فرزند بزرگ شہزادہ غلام الدین اور منجھلے بیٹے مشہور خان خانان کو شہزادہ کی جنگ کے واسطے بھیجا اور قدر خان دکنی کو جو امراے معتبر دکن سے تھا سپہ سالار کر کے تمام سپاہ کا سرانجام اُس کے سپرد کیا اور شہزادہ غلام الدین نے قدر خان کے صوابدید کے سبب بکوج متواتر قلعہ دولت آباد کے باہر نزول فرمایا اور اس منزل میں شہزادہ کا خسر نصیر خان باتفاق راجہ کا تھا اور راجہ جاوہر اُردو سے دکنیوں میں ملحق ہوئے اور انھیں قوت تمام حاصل ہوئی پھر انھوں نے چند منزل سبقت کر کے پیش قدمی کی اور نایک بیچ کی کھائی پر محمد خان شہزادہ ان کے مقابل ہوا اور آتش قتال شعلہ زن ہوئی اثنائے کارزار میں ملک مقرب اور قدر خان دونوں سپہ سالار بحسب اتفاق آپس میں سرگرم و غما ہوئے اور قدر خان پشت مرکب سے خاک ندلت پر گرا اس درمیان میں ملک افتخار الملک نے حملہ کر کے شہزادہ کی فوج خاوعہ کو درہم و برہم کر کے متفرق کیا اور فیضان کوہ پیکر کو غنیمت میں لیا اور شہزادہ دکن کا پاپے ثبات اس سے زیادہ زمین کین میں نہ جم سکا دولت آباد کی طرف بھاگا اور نصیر خان اور کا تھا کلندین جو کہ ولایت خاندیس میں واقع ہو چکا دے گئے اور محمد خان نے شکر قادری و المجلال ادا کر کے اپنی ولایت کی طرف مراجعت کی اور اسی سال قطب نام ایک شخص کہ گجراتیوں کی طرف سے جزیرہ مہامیم کا حاکم تھا فوت ہوا اور احمد شاہ دکنی کہ ہمیشہ شکست سابق کی تلافی کی فکر میں رہتا تھا اس وقت فرصت پا کر حسن عزت کو جس کا خطاب ملک التجا تھا بھیجا اور اسکی حسن تدبیر اور کوشش سے وہ ولایت دکنیوں کے قبضہ میں آئی اور سلطان احمد شاہ گجراتی اُس کے استخلاص اور انتزاع کی فکر میں ہوا اور اپنے چھوٹے بیٹے ظفر خان کو بہ سرداری افتخار الملک اُس خدمت پر مامور کیا اور مخلص الملک کو توال نیندر رو کو لکھا کہ بناور کے جازون کو مہیا کر کے ظفر خان کی ملازمت میں حاضر ہوں اور مخلص الملک نے حسب الحکم تعین عمل شروع جہاز خورد و کلاں بندر و پ اور بندر کھوکہ اور خطہ کپناست سے ہم پہونچا کر ولایت مہامیم کے قریب ظفر خان کی خدمت میں مشرف ہوا ظفر خان نے باتفاق یہ صلاح دیکھی کہ جہاز دریا کے راستہ سے روانہ کر کے خود خشکی سے متوجہ ہووے اور جب اس طریق سے خطہ تھانہ میں کہ وہاں بھی دکنیوں کا تھانہ تھا پہونچے شہزادہ نے افتخار الملک سپہ سالار کو ملک سہراب سلطانی کے ہمراہ اپنے سے پیشتر روانہ کیا اور کو توال اُس بلدیہ میں قلعہ بند ہوا امراے مذکور نے محاصرہ کیا محاذی اس کے جہاز بھی دریا سے آہونچے راستہ مسدود کیا اور دو تین دن جنگ قائم رہی اُسکے بعد شہزادہ ظفر خان بھی تشریف لایا حاکم تھانہ نے قلعہ سے برآمد ہو کر دامردی اور مردانگی دی جب کوئی اُس کی کمک کو نہ پہونچا ناچار ہوا اور سپر پھینک کر راہ فرار ناپی اور شہزادہ امرا کی صوابدید سے ایک فوج تھانہ میں چھوڑ کر مہامیم کی طرف عازم ہوا ملک افتخار نے بٹہ و زخمت چھتنا رکھا مگر مہامیم کے ساحل کو غارت بست کیا اور جب افواج گجرات پہونچی خار بند سی سے برآمد ہو کر صفوف جنگ آراستہ کی اور آتش قتال کرہ ناری تک مشتعل ہوئی اور ابتدائے طلوع طلیعہ صبح سے ہنگام غروب آفتاب جہاں تاب تک طرفین کے دلاوروں نے حرب و ضرب میں سعی کی اور طرفین سے بہادران جانیاز اور تہمتنان نامی



سلطان احمد شاہ کی خبر پوچھی ملک جو نا حقیقت حال بیان کر کے دو دن کو ہمراہ ایک سلطان کی خدمت میں حاضر ہوا جو سلطان سلج نہ تھا ملک مقرب نے اپنے تجویز سلطان کے زیر تن کیے اور جنگ کی نصیحت طلب کی سلطان نے فرمایا ایک ساعت تامل اور تحمل کرو کہ سپیدہ صبح ظاہر ہووے اور ملک جو نا کہ پھر اردو کی طرف بھیجا تو احوال کرے کہ سلطان ہوشنگ کمان ایستادہ ہو اور کس کام میں مشغول ہو وہ خبر لایا کہ فوج غنیم غارت میں مصروف ہے اور سلطان ہوشنگ مع اسپان و فیلان خاصہ اور سپاہ قلیل سے فلان مقام میں اردو کے کنارہ ایستادہ ہو کر تاراچی کی سیر کرتا ہے سلطان احمد شاہ طلوع صبح کے وقت کہ فی الحقیقت صبح اقبال تھی مع ایک ہزار سوار سلطان ہوشنگ کے دفع کیواسے متوجہ ہوا اور جب قریب پہونچا سلطان قمریہ اور لباس سے اسے پہچان کر آگے بڑھا اور دو دن ہاشبان میں جنگ عظیم ہوئی اس قدر دو دن نے جانبازی میں بہ نفس نفیس کوشش فرمائی کہ دو دن زخمی ہوئے اس عرصہ میں فیلیانان گجراتی ان ہاتھیوں کو جن پر سوار گرفتار ہوئے تھے اپنے صاحب کو پہچان کر بالفاق یکٹ لگ کر ہاتھیوں کو ہوشنگ شاہ کی سپاہ پر ریلکر حملہ آور ہوئے سلطان ہوشنگ تاب رہتا و مست نہ لاکر بدحواس ہو کر قلعہ سازنگ پور کی طرف بھاگا اور جو کچھ گجراتیوں کے اردو لوٹ سے لگئے تھے پھر انکے ہاتھ آیا اور علاوہ اس کے سات ہاتھی نامی جاجنگر والے شہکت احمد شاہ میں اضافہ ہوئے اور جب وہ سازنگ پور کے محاصرہ سے ہٹ گیا یا بقصد معاودت وہاں سے برخاست کی اور سلطان ہوشنگ فرصت پا کر سازنگ پور کے قلعہ سے برآمد ہوا اور سلطان احمد شاہ کو پہچان کر کے قتل و غارت میں تقصیر نہ کی اور سلطان احمد شاہ اس مرتبہ بھی مظفر اور منصور ہوا جنگ نہایت سخت کی اور چار ہزار اور نو سو نفر مالوی مارے گئے سلطان ہوشنگ دوبارہ قلعہ سازنگ پور میں در آیا اور پھر گئی ہاتھی فیلیان جاجنگر سے کہ سلطان ہوشنگ اُسے نہایت تعلق خاطر رکھتا تھا فیلیان گجراتی میں شریک ہوئے اور اس کے بعد سلطان احمد سالما غانما احمد آباد کی طرف خرامان ہوا اور شیخ احمد کنہو کا کاس نے فتوحات کی بشارت دی تھی اعزاز و احترام بہت فرمایا گجراتیوں کا اس جناب کے دل میں اعتقاد اور اخلاص اندازہ سے زیادہ ہم ہم پہونچا اور اس وجہ سے کہ اہل لشکر نے اس سفر میں نہایت محنت اور مشقت کھینچی تھی چند سال استراحت میں مشغول ہوئے اور ۸۲۹ھ آٹھ سو اکتیس ہجری میں اپنے شہنشاہ صاحب اقبال کے ہمراہ رکاب ایدر کی طرف متوجہ ہوئے اور سلطان احمد شاہ نے نہر صابر متی کے کنارہ ایک شہر جدید احداث کر کے اسکا نام احمد نگر رکھا اور ایک قلعہ بھی اُس کے پہلو میں بنا فرمایا اور افواج اس ولایت کے حدود میں بھیج کر آتش غضب ہر تر و خشک میں لگائی اور جو شخص ہاتھ آیا اُسے زندہ چھوڑا اور آخر کو سلطان احمد شاہ احمد نگر سے کوچ کر کے مع خیل و حشم ولایت ایدر میں آیا اور سوائے اُس قلعہ کے کہ سلطان مظفر شاہ نے لیا تھا ایک روز میں تین قلعہ اس مملکت کے مفتوح فرمائے اور پونجا را وہاں سے بھاگ کر بجا نگر کے پہاڑ پر پناہ لایا اور سلطان نے احمد نگر کی طرف معاودت کی اور دوسرے سال ۸۳۰ھ آٹھ سو تیس ہجری قلعہ اور شہر مذکور تمام کو پہونچا پھر عنان غمیت ولایت ایدر کی تسخیر کے واسطے منعطف کی اور پونجا را سے اپنے باپ دادا کا اندوختہ صرف کر کے سوار اور پیادہ بہت ہم پہونچائے اور بقدر امکان دست و پا مارے آخر کو ناچار ہو کر اپنی مملکت موروثی سے تنگ کیا اور پرگار کے مانند اپنی ولایت کے گرد پھر حرکت مند ہوئی کرتا تھا بیان تک کہ جادوی الاول کی پانچویں تاریخ ۸۳۱ھ آٹھ سو اکتیس ہجری میں ایک جماعت



دونوں بادشاہ ایک دوسرے کے مقابل ایسا وہ ہوئے اور لشکر فریقین جوش و خروش میں آئے ایک ہاتھی فوج سلطان احمد شاہ سے سلطان ہوشنگ کے لشکر کی طرف متوجہ ہوا ہوشنگ شاہ نے سواروں کو ہر طرف دوڑایا غزنین خان بن ہوشنگ شاہ نے تیرخانہ کمان میں جوڑ کر ہاتھی کے مارا وہ زخم کھا کر پلٹ آیا پھر ہر طرف سے بہادران جنگجو برآمد ہو کر گجراتیوں کی فوج پر حملہ آور ہوئے اور اضطراب تمام مردم گجرات کے دل میں پیدا ہوا اور چونکہ ہوشنگ شاہ فیروز جنگ نہ تھا صورت فتح اُسے جلد دکھائی نہ دیتی تھی اس عرصہ میں ملک فرید بھی میدان کھٹاتے متوجہ ہوا ہر چند کوشش کی ضیق راہ اور غار بندی کے سبب راہ نہ پائی عاقبت الامر ایک شخص نے کہا کہ میں ایک راہ جانتا ہوں اور ممکن ہے کہ میں تمام لشکر کو عقب غنیم فراہم لاؤں ملک فرید خوشحال ہوا بلا توقف قدم راہ میں رکھا اور جبوقت دونوں مل گئے تھے اور غالب اور مغلوب کی تیز نہونی تھی ناگاہ ملک فرید سلطان ہوشنگ کے پیچھے سے ظاہر ہو کر شیر گرسنہ کی طرح اُس پر حملہ آور ہوا سلطان ہوشنگ نے اسوقت بھی حرب سخت کی جب نصیب نے یاری نہ کی اور کام ہاتھ سے گیا باگ معرکہ سے پھیر کر مندو کی طرف راہی ہوا سلطان احمد شاہ منظر اور منصور ہو کر تھوڑا تعاقب کر کے فروکش ہوا اور گجرات کے سپاہیوں نے ایک کوس مندو تک پیچھا کیا چونکہ سلطان ہوشنگ بدحواس ہو کر بھاگا تھا غنیمت بہت فوج کے ہاتھ آئی صغیر و کبیر متحمل اور مال مال ہوئے اور درخت شمر اور غیر شمر جس قدر کہ مندو کے اطراف میں تھے قطع کر کے خرابی میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کیا اور جو موسم ہر سات پہونچا تھا احمد شاہ عازم مراجعت ہوا اور ولایت چنپانیر اور نادوت کو کہ سر راہ تھی دونوں کو پامال اور تاراج کیا اور احمد آباد میں نزول اجلال کر کے جشن متواتر اور سیم کے مستحقین اور علما اور سادات کو مبلغاے خیر سے سرفراز کیا اور جس شخص سے اُس معرکہ میں تھوڑا تر دو کھبی واقع ہوا تھا اسے الطاف خسروی سے امتیاز بخش کر خطاب ارزانی فرمائے اور ادا خوشنہ مذکور میں سلطان احمد شاہ نے قلعہ سوگرہ کی مرمت کر کے ایک مسجد تیار کی اور پھر اندراون کی سمت روانہ ہوا اور مالوہ کی تاخت و تاراجی کا حکم فرمایا چونکہ ایلمچی سلطان ہوشنگ کے حاضر ہو کر طالب صلح ہوئے سلطان احمد شاہ نے قبول کیا اور مراجعت کے وقت ولایت چنپانیر کو بھی غارت کیا اور ۳۳۵ھ آٹھ سو تینیس ہجری میں پائے غنیمت رکاب سعادت میں لا کر بقصد تفسیر چنپانیر سوار ہوا اور منزل مقصود پر پہونچ کر محاصرہ میں مشغول ہوا اور جب وہاں کا راجہ بجز وانکسار پیش آیا سلطان احمد شاہ نے پیشکش لے کر زر ہر سالہ اُس پر مقرر کیا اور اپنے دارالملک کی طرف معاودت کی اور چونکہ سلطان ہوشنگ نے پھر ستخان موحش سے نزہت سراے خاطر کو غبار ملال سے مکر کیا تھا سلطان احمد شاہ نے ۳۵۵ھ آٹھ سو پچیس ہجری میں مع سپاہ نصرت ہمراہ رکاب ظفر انتساب لے کر ولایت مالوہ پر چڑھائی کی اور قلعہ مندو پر پہونچ کر سارنگ پور کے دروازہ کی طرف نزول اجلال فرمایا اور حتی الامکان محاصرہ میں کوشش کر کے امر پر مورجل قسمت کیے اور جو سلطان ہوشنگ اُس قلعہ کے استحکام کے سبب سے مطمئن اور نازان تھا اور چاہتا تھا کہ ایسا کام کروں کہ صفحہ دہر پر وہ حکایت ثبت ہو کر اُس سے ایک یادگار دست روزگار میں رہے پھر تخت گاہ کو اپنے ایک ارکان دولت کے جوہر غرق اور زیادتی تہور اور شجاعت سے موصوف تھا سپرد کر کے خود مع چھ ہزار سوار چیدہ دروازہ ناگور سے برآمد ہو کر جا جنگ کی طرف متوجہ ہوا کہ ہاتھی مست



اور حب و مستطاب کو کے راحت کر کے اور حب اپنی بوت مری سے حاضر کرکے گیا اور ساتھ اس تفصیل کے کر کے  
نظام میں و کر اسکا شت ہوا جو مہال تو پہل لکھ کر لکھ چھ ماہ کے پلٹ آیا اور وار الملک میں داخل ہوا تو لوگوں نے  
نشان لکھ کر پر بلند کر کے قمار سے شادی کے سمائے سلطان احمد شاہ نے کہ سلطان چوشنگ کے سفر سے واپس  
ہو کر در بابت کی تھی معروض کی سلطان احمد شاہ نے اس امر سے شہد ہو کر فرما کہ ایسے قلعہ سبکیں گے کہ تیرے کر دل کہ  
ما و حوالہ ایسی سپاہ کے کہ قلعہ کو ہر اطراف سے محاصرہ کر کے قلعہ پر وہ طعہ سے رآء ہو کر ملکات سگانہ دور دست میں  
حاکم چھ مہینے کے بعد واپس آنا اور ہیں اصلا حرو بی چھوٹے قلعہ کی تعمیر سے قطع سطر کے ولایت مالوہ من آیا اور  
اس مالوہ میں حوالی بہت ہو چکا کی اور اس سے اور سلطان چوشنگ سے چند مرتبہ جنگ واقع ہوئی مالوہ مالوہ مالوہ مالوہ  
آسمانی سے ہر وجہ غالب آنکھوات کس طرف معاودت و رانی اور میرے استا و لا احمد نے تلخ طبعی میں رکھتے ہیں  
سے مرقوم حاتم و حوالی پر کہ شمشادہ آٹھ سو پچیس چوڑی میں سلطان چوشنگ سو اور گروں کا لاس پہنکر حاکم کس طرف  
گیا اور سلطان احمد شاہ کو ہر چہ میرے کر عرصہ سے سلطان چوشنگ ولایت مالوہ سے کسی طرف حاکم پر سیدہ ہوا چار او مالوہ اور  
احمران سیاہ اس کی ولایت تقسیم کر کے نصف ہو گئے ہیں میں سبب نہایت کوتاہ سے کو چاہے متواتر مالوہ کے سمت  
متوجہ ہوا اور قلعہ میرے کر مالک مالوہ سے پہنچ لیکر قلعہ مدد کے مرگ آنا اور حب امر ا قدام ماعت و راحت میں گئے  
محاصرہ میں شول ہوا اور لشکر راحت کیواسے اطراف مالوہ میں بھگا اور کادی سے نشان ماتی رکھا حب موسم برسات آنا اور  
سمجھا کہ یہ طعہ آسمانی سے ملے مطلقاً محاصرہ کو چھوڑ کر کے صحن کس طرف رہا پر اور اور ملک سپاہ کو تقسیم کر کے اس کے  
مصلحت پر تصرف ہوا اور اسات قلعہ کسائی کا شل سمیت اور مالوہ و میرہ گوات سے طلب کیا اور حب ملک مقرب کو پول  
جو کچھ طلب کیا تھا وہ احمد شاہ سے لانا تو سلطان احمد شاہ پھر دوبارہ طعہ مدد کو کس طرف گیا اور ملک مقرب کو مارا لیکر  
راہ کے انتظام کے واسطے مقرر کیا اور حوالہ محاصرہ میں وصول ہوا اس وقت حصر سلطان چوشنگ کے معاوت  
کی شائع ہوئی سلطان احمد شاہ نے اسے امر کو جو رنگات کے لیے میں صحراف تھے سب کو ایکجا و اسیم کر کے کاشاد  
کیا کہ درختوں سابق ولایت کے درمیان مقام کو کے حیات ازبہہ پر تصرف ہو یہ لکھ کر مدد سے سار ملک پور کی  
حاصر رواہ ہوا حب سلطان چوشنگ نے اس کے ارادہ سے اطلاع پائی حوالہ سے اسے راستہ سے سار ملک پور  
پہنچ گیا اور راہ مکروہ حال ہی سلطان گوات کے پاس بھٹکنا اس قدر ترقی اور خوشامد کی کہ سلطان احمد شاہ نے  
سابق پور کے حب ہو چکر حیدر کی اور حار مری اور شہد مبارکی میں سستی کی اور اس شہد کو کاشت  
دوار و حرم شمشادہ آٹھ سو پچیس چوڑی تھے سلطان چوشنگ نے گمارگی اس کے آزد و پرشوں لہما کر بہت  
گواہین کو کر مائل تھے قتل کیا اور قلعہ صیف مشرق اور پر نشان ہوئے سلطان احمد شاہ حب میدان ہوا تو  
دو لہجہ کے در اوپر ملک حوات کا مدار کے سوا کی نفس کو دہان بتایا اور گھوڑے چوکی کے جو حاضر تھے  
ملک گھوڑے پر جو دسوار ہوا اور دوسرے پر ملک حوات کو سوار کر کے صحران طیف متوجہ ہوا اور ہان پہنکر ایک گوشہ  
محموط میں ایستاد ہو کر مدد ایک ساعت کے ملک حوات کو آزد و کس طرف چری کو بھیجا ملک حوات اب آزد و میں آیا دیکھا کہ ملک  
مصر اور ملک فرید میں اپنے مردان ہر باہی کے دو لہجہ کی روانگی کا ارادہ رکھتے ہیں سب سے اسے دیکھ کر

دونوں بادشاہ ایک دوسرے کے مقابل ایسا وہ ہوئے اور لشکر فریقین جوش و خروش میں آئے ایک ہاتھی فوج سلطان احمد شاہ سے سلطان ہوشنگ کے لشکر کی طرف متوجہ ہوا ہوشنگ شاہ نے سواروں کو ہر طرف دوڑایا غزنین خان بن ہوشنگ شاہ نے تیرخانہ کمان میں جوڑ کر ہاتھی کے مارا وہ زخم کھا کر پلٹ آیا پھر ہر طرف سے بہادران جنگجو برآمد ہو کر گجراتیوں کی فوج پر حملہ آور ہوئے اور اضطراب تمام مردم گجرات کے دل میں پیدا ہوا اور چونکہ ہوشنگ شاہ فیروز جنگ نہ تھا صورت فتح اُسے جلد دکھائی نہ دیتی تھی اس عرصہ میں ملک فرید بھی میدان کھٹات متوجہ ہوا ہر چند کوشش کی حقیق راہ اور غار بندی کے سبب راہ نہ پائی عاقبت الامر ایک شخص نے کہا کہ میں ایک راہ جانتا ہوں اور ممکن ہے کہ میں تمام لشکر کو عقب غنیم فراہم لاؤں ملک فرید خوشحال ہوا بلا توقف قدم راہ میں رکھا اور جبوقت دونوں مل گئے تھے اور غالب اور مغلوب کی تیز نہونی تھی ناگاہ ملک فرید سلطان ہوشنگ کے پیچھے سے ظاہر ہو کر شیر گرسنہ کی طرح اُس پر حملہ آور ہوا سلطان ہوشنگ نے اسوقت بھی حرب سخت کی جب نصیب نے یاری نہ کی اور کام ہاتھ سے گیا باگ معرکہ سے پھیر کر مندو کی طرف راہی ہوا سلطان احمد شاہ منظر اور منصور ہو کر تھوڑا تعاقب کر کے فروکش ہوا اور گجرات کے سپاہیوں نے ایک کوس مندو تک پیچھا کیا چونکہ سلطان ہوشنگ بدحواس ہو کر بھاگا تھا غنیمت بہت فوج کے ہاتھ آئی صغیر و کبیر متحمل اور مال مال ہوئے اور درخت شتر اور غیر شتر جس قدر کہ مندو کے اطراف میں تھے قطع کر کے خرابی میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کیا اور جو موسم ہر سات پہونچا تھا احمد شاہ عازم مراجعت ہوا اور ولایت چنپانیر اور ناندوت کو کہ سر راہ تھی دونوں کو پامال اور تاراج کیا اور احمد آباد میں نزول اجلال کر کے جشن متواتر اور سیم کر کے مستحقین اور علما اور سادات کو مبلغا سے خطیر سے سرفراز کیا اور جس شخص سے اُس معرکہ میں تھوڑا تر و دوکھی واقع ہوا تھا اسے الطاف خسرو می سے امتیاز بخش کر خطاب ارزانی فرمائے اور اواخر سنہ مذکور میں سلطان احمد شاہ نے قلعہ سوگرہ کی مرمت کر کے ایک مسجد تیار کی اور پھر اندراون کی سمت روانہ ہوا اور مالوہ کی تاخت و تاراجی کا حکم فرمایا چونکہ اپلھی سلطان ہوشنگ کے حاضر ہو کر طالب صلح ہوئے سلطان احمد شاہ نے قبول کیا اور مراجعت کے وقت ولایت چنپانیر کو بھی غارت کیا اور ۱۲۳۵ھ آٹھ سو تینیس ہجری میں اپنے غنیمت رکاب سعادت میں لا کر بقصد تہنیت چنپانیر سوار ہوا اور منزل مقصود پر پہونچ کر محاصرہ میں مشغول ہوا اور جب وہاں کاراجہ بھجوانکسا ریش آیا سلطان احمد شاہ نے پیشکش لے کر ہر سالہ اُس پر مقرر کیا اور اپنے دارالملک کی طرف معاودت کی اور چونکہ سلطان ہوشنگ نے پھر سخنان موجش سے نزہت سراے خاطر کو غبار ملال سے مکر کیا تھا سلطان احمد شاہ نے ۱۲۳۵ھ آٹھ سو پچیس ہجری میں مع سپاہ نصرت ہمراہ رکاب ظفر انتساب لے کر ولایت مالوہ پر چڑھائی کی اور قلعہ مندو پر پہونچ کر سارنگ پور کے دروازہ کی طرف نزول اجلال فرمایا اور حتی الامکان محاصرہ میں کوشش کر کے امر پر مورجل قسمت کیے اور جو سلطان ہوشنگ اُس قلعہ کے استحکام کے سبب سے مطمئن اور نازان تھا اور چاہتا تھا کہ ایسا کام کروں کہ صفحہ دہر پر وہ حکایت ثبت ہو کر اُس سے ایک یادگار دست روزگار میں رہے پھر تخت گاہ کو اپنے ایک ارکان دولت کے جوہر غرقل اور زیادتی تہور اور شجاعت سے موصوف تھا سپرد کر کے خود مع چھ ہزار سوار چیدہ دروازہ ناگور سے برآمد ہو کر جا جنگ کی طرف متوجہ ہوا کہ ہاتھی مست

کارا دروہ کما جو اور اس گمان سے کہ سدا کو آنحضرت کے سامنے صفائی عقیدت میں بے حقیر کو لکھا کہ جو دینداران  
گمراہت نے غرض اہل اسلام اور بکیتی محکمہ کھٹے طلب کیا جو ہند میں عوام گمراہت ہوں آپ بھی حلد سقند پور تشریف  
لائیں کہ بعد از فتح گمراہت دلا مت ہر والد آپ کے پیشکش کو کھانا جو حضرت سر سے ملدو کہہ ہیں ہند اوا حب نام ماکر  
اطلاع کی سلطان احمد شاہ نے مامد صفت موسم بارش کبوج سوار ہوا کہ برادر سے عد رک کے ہندری میں  
رواں کیا اور کچھ لشکر اسحالی پہراہنے کے طور یلغار ایک ہفتہ کے عرصہ میں ہراس کے اطراف میں پہونچا کہ  
سلطان ہوشنگ نے اس کی توحہ سے مدح اس اور سرسیمہ ہو کر اپنا سر کھانا اور محل استعمال اپنے  
دارالملک کی طرف رواہ ہوا سلطان احمد شاہ نے اجتماع سادہ کے واسطے چدرور جو ہراسہ میں مقام کلا  
راجم سورت نے ہر شکر سر حلقہ اطاعت سے نکالا اور اوائے مال مقرر ہی اور حوالہ مولوی سے اسکار کر کے  
ہم اپنے ادارے ماہر رکھا اور ملک نصیر نے بھی وصعت پاکر استخلاص قلعہ تھالیر کے مارہ من کو جس کے  
مخانی ملک اتھار کے تصرف میں تھا کوشش کی اور سلطان ہوشنگ نے اپنے مرد و عمن حان کو جب تک  
جماعت ادرا اس کی ملک کو بھٹکر سلطان پور کی طرف مرحمت منت ہو جائی اور ملک احمد صاحب نے عدو  
سلطان پور میں قلعہ سد ہو کر عرصہاں شکست آسرد گاہ میں ارسال امن اور سلطان احمد شاہ نے ہراسہ سے  
ملک مجد و ترک کو بھٹکر رگ رگ سے سورت کے دین قزو کے واسطے ماہر درما بیان تک کہ اس نے  
وہاں حاکم تشریف و عارت مال مقرر ہی وصول کیا اور اسی طور سے محمد ترک اور مخلص الملک کو جو سرداران  
کلاں سے تھے ملک نصیر اور عمن حان کی گمشادی کے واسطے ارسال کیا انھوں نے بھی اٹھارے راہ  
من ناودت پر باغت کو کے وہاں کے راجہ سے روٹنچ پیشکش لی اور جب سلطان پور کے اطراف میں پہونچے  
ملک نصیر تھالیر کی طرف پناہ لگیا اور عمن حان کو کھانا پہونچا کہ در لغہ ترک ایک جماعت سلطان کی فراست میں  
مجمعی اور لند آمد و شد سار سلطان نے رقم عمن لاس کی عروہ حاکم پیچھی اور خلعت عاہر سے تلخ کر کے خطاب  
نصیر جانی دے کہ تیار عشا اور احمد آنا کی طرف سوار ہوا اور دوسرے سال کے سمر میں سے ۸۲۳ھ آٹھ سو  
نمیں پوری من گمراہت نظام الملک کے سپرد کیا اور راجہ مدمل سے اسام لینا جس کے حوالہ کیا اور جو بدولت  
ہراسہ سے سلطان ہوشنگ کی حیدر اور ما دیبا کے لیے ناوہ کی طرف مع لشکر آراستہ ما جو حواریت  
ہوا اور سکی راہ کو چ رکوب رواہ ہوا اور سلطان ہوشنگ نے بھی مقابلہ کے واسطے تاجت کی اور  
کالنا وہ من پشت ردیا کر کے رمن طلب میں عروکش ہوا اور اپنے ساسے کے بڑے درخت قلع کر کے  
خار مدی کی اور سلطان احمد شاہ نے محوے کشادہ من الیشاد ہو کر یہ تخویر کی کہ سردار سیمہ کا احمد ترک اور  
میرہ کا ملک مرید اور حماد الملک سر قندی اور محافظ شکاہ کا عسکر الدولہ ہوا ایسا اس جنگام میں کہ سو جنگام  
جو امور اس کا ملک مرید کے دائرہ پر پڑا اور اس ملک حد شکاکو اس کی طلب کے واسطے سمجھا اور  
اسے خطاب جس کے ماپ کا عا دالملک ار رانی فرما کر چا جا کہ اپنے پہراہ لیے اعلیٰ نے پلٹ کر حوص کی کہ ملک  
مرد تیل مدن پر لکھو ایک ساعت کے آدھے شکا سلطان نے آنا ک دور جنگ ہوا اور فرید میں ماہر من ہر  
آخر اوصوس اور دامت کچھ جنگا ہی عرصہ میں ملک فرید ملا قوف جنگ گاہ کی طرف متوجہ ہوا

ایک جماعت کو صنایع اور مبادی کر کے راجا کرنال کے پاس بجاگا اور احمد شاہ نے بعد فتوح ارجنند اور دغ گزند  
مستقر اجلال اور مقرر اقبال کی طرف معاودت فرمائی اور جو تعریف کوہ کرنال اور اس کے شکام کی اُسے بہت بخشی  
تھی اور اس طرف کے راجہ نے اس زمانہ تک کسی حکام اہل اسلام کی اطاعت نہ کی تھی اسلئے اسلئے سوسترہ ہجری میں  
راے کرنال کی گوشال کے واسطے سیر کے بہانہ اس طرف نہضت فرمائی اور پورے دہان کے مہاڑوں پر تیار اسے  
کرنال مع اقبال و لشکر بشمار چند مقام میں اسکا سدراہ ہوا اور نہر مرتبہ افواج شاپسی کی سیلاب تندر کے مقابل اسے  
توقف میسر نہ ہوا پس ہوا قلعہ اول میں جو اس وقت ساتھ جو نہ گڈھ کے اشتہار رکھتا تھا قلعہ بند ہوا اور سپاہ اسلام نے چاروں  
طرف سے پورش کر کے اسے گھیرا اور کام عروم و درونی پر تنگ کر کے عاجز کیا راجہ بچہ تمام پیش آیا اور رارسال بھرت  
ہدایا اور قبول باج اور خراج ہر سالہ اپنے ذمہ بہت کر کے بادشاہ کو راضی کیا اور بادشاہ نے سید ابوالخیر زید اللہ بولاقسم  
دونوں بھائیوں کو جو امراے کبار سے تھے مال مقرر کی تحویل کے واسطے اس سرحد پر مقرر فرمایا اور سنان محبت  
احمد آباد کی طرف معطوف فرمائی اور اتنا سے راہ میں سید پور کے تھانہ کو جو ساتھ اقسام زبور اور نقوش کے آراستہ تھا  
وینچ دین سے منہدم کر کے خاک برابر کیا اور اموال بقیاس پر تصرف ہو کر بہت مستحقین گجرات کو غنائم سے بہرہ مند  
کیا اور اسی سال فرخندہ ناک میں ملک تھنے کو جو جاگیرات بہنکر سے سرفراز تھا خطاب تاج المملکی سے کریم  
سپاہ خیر خواہ نقہ صدر غزائے کفار جو گجرات کے اطراف و اکناف میں سرکش تھے مقرر کیا اور اسے سید بنون پر جہاد  
کرنے میں اور مقرر دون کے قتل اور باغیوں کی گوشمالی میں جہد مقرر پیش ہو چائی اور بار جزیرہ اور خراج انکی گردن پر رکھا  
اور جت مشرکوں کو حلقہ اسلام میں لایا اور مالک گجرات کا ایسا مضبوط کیا کہ کوئی شخص نام کر اس راہ اس کا نہ سنتا اور  
اسلئے سواؤ میں بھی میں سلطان احمد شاہ بہ قصد غزائے جہاد طرف ناگور کے سوار ہوا اور راہ میں متحسین حال معاہدہ کفرہ اور  
متلاشی اخبار مساکن اصنام فخرہ رہتا جس جگہ سراغ تھانہ کا پاتا تھا بعد بت شکنی کے اسے وینچ دین سے  
اٹھا لیا تھا اور غنائم وافر لیتا تھا اور جب ناگور میں پہنچا اس کی تسخیر اور محاصرہ کی کوشش کی اور جب خضر خان  
والی دہلی اس طرف عازم ہوا اور موضع تنگ میں پہنچا احمد شاہ نے دہان سے برخاست کر کے مالوہ کے  
اطراف سے گزر کر احمد آباد کی طرف معاودت فرمائی چونکہ کبھی کبھی والی آسیر ملک نصیر اور سلطان ہوشنگ حاکم مالوہ  
دشمنی کی قدم سے خطہ سلطان پور اور نذر بار کو سریم اور پال کرتے تھے اور قسم قسم کی مزاحمت پہنچاتے تھے  
سلطان احمد نے اسلئے اسلئے سواؤ میں بھی میں اس طرف کوچ کیا اور ابھی منزل مقصود کو نہ پہنچا تھا کہ ایک غوج عظیم اور ہم  
غیر قلعہ تنبول کی سرحد پر جو گجرات و دکن اور خاندیس کی سرحد میں واقع ہونا مزدکی اور اس کے بعد خود بدولت  
اقبال نذر بار کے حوالی میں پہنچا ملک نصیر نے بھاگ کر آسیر میں دم کیا اور وہ جماعت جو قلعہ تنبول کی طرف روانہ  
ہوئی تھی وہاں کے راجہ کو دلاسا اور تشفی کر کے مع سخت و ہدایا سلطان کی پابوس کے واسطے لائے اور موسم برسات  
بھی پہنچا تھا سلطان احمد شاہ احمد آباد کی سمت عنان غزیت معطوف کرنے پر تھا کہ منجران سر پچ المیر نے خیر بند  
سمح مبارک میں پہنچائی کہ راجہ ایدر اور چنیا نیر و مندل اور نادو سے عارض پیچیدہ سلطان ہوشنگ گجرات  
کی سمت طلب کیا ہے اور اسی وقت ایک شہر سوار تیز رفتار خطہ ناگور سے نذر بار کے عرصہ میں نذر بار میں پہنچا اور  
عرینہ فیروز خان بن شمس خان دندانی لایا مضمون اس کا یہ تھا کہ سلطان ہوشنگ نے آپ کو دور دیکھ کر تسخیر گجرات

حور الملک تور بیگ مسکو کو اور نظام الملک اور سعد الملک تور بیگ کو جمعہ درگاہ اسکے تختے ان کے محل اس  
 در و درامہ قلعہ کے قریب سمجھا اور کچھ دیا کہ اگر نادر علی علیہ السلام در سے پر حذر رہا اور قلعہ کے اندر نہ جاتا ملک در  
 اور اس خان سے نوکارت یہ در و در جان و در و در قلعہ پر سے مائیں ملازم کہیں اور حسب معلوم کیا کہ رعایت نون گرفتار  
 ہوئی کہ غزنی قلعہ کی کھوکھری اقبال خلیج کے بہار ماہر آئے کھار اور اسے مذکور اس سے قریب تر ہوئے اور کھوڑے  
 پر اوپر ہوا کئی قانون میں مشغول ہوئے ملاک ایک جامعہ کے قریب میں نظر کس کے قریب کئی طرف متوجہ رہی اور جان  
 و در و در الملک ہمہ گیر کے کھوڑے کو سر بیٹھیک کر احمد شاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور نظام الملک اور سعد الملک  
 گرفتار ہوئے جس وقت کہ انھیں قلعہ کی طرف پہنچے انھوں نے ماوراء النہر کو گرفتار ہونے سلطان ملاحظہ ہونے  
 حال کا نہ کر کے قلعہ پر مانت لاؤ کہ در قلعہ ایک عذر میں ہما آجی سلطان احمد شاہ نے ملک سلطان کی ہمت  
 اور قلعہ کی نسی دن اور قلعہ کے بعد میں روئے کے معقول کہا اور ملک در اور اس خان تیجہ موصوف سے اس کے  
 اور نظام الملک اور سعد الملک دونوں سلام احمد شاہ کی امانت میں شرف ہوئے ضرور جان داخل راے احمد شاہ  
 اور شہل میں در آئے اور نصیحت کئی نواح میں نہ حکامات سرحد و دیگر مسطور پر احمد شاہ کو اس کے ذکر میں مشغول ہوا  
 اور کئی در ضرور جان سے حالت کے تمام کچھ اور گورنر اس در سالانہ حکومت کو اس میں ملتا اور احمد شاہ اپنا ظاہر کر کے کو  
 احمد شاہ کے پاس بھیجا اور بیرون رخاں و ناچار ہو کر ناگوری کی طرف حاکم دان کے حاکم کے بعد سے منت حوالہ  
 اور اس کے ساتھ مسوول بھیجی بن سلطان احمد شاہ نے راہ علو آ رہے رشک کشی کی اور راہ سے سلطان پر رشک  
 مددی در جو حالت کی اور احمد شاہ کی اور رشک ملک شاہ شیعہ ملک کو آدم بھیجئے کہ اسے اس مقام منظر شاہی سے رشک  
 حیدر ایک جامعہ سے کہ احمد شاہ کی درگاہ میں مقرب ہو کر بہت متبع ملاحظہ ساتھ آکر کے درجن کے کشتے ہو کر اس  
 عرصہ میں سلطان احمد علو راہ میں حامد بن حالی کا پر کار ملخصاں اور احمد شاہ ملنگ در جو در قلعہ قلعہ اطراف و اکناف  
 سے آئے پاس ہزار آئے دست و دست کھسارت کو تار کیا اور در جو رشک شاہ و ماہر عالمی کی بھر کے کلاں  
 پہنچا اور رفغان امر علی اسکے سامنے شکر بھرتی سامنے ہما شاہ کو اہل حاظرے و لوموش اور کو کے نصرت قیمت حالی  
 اور بہت سالان سے کھات کی طرف مودہ ہوا اور اس کی تالیبی اور حالی میں تعمیر کی سلطان احمد شاہ نے نصرت  
 حال کو کو اور وقت و ریح کی کے ماکشوت و در و در تمام جہاں کے اطراف میں آنکر در و در احوال درامہ در ملک ملاحظہ  
 مسعودی کو شکر لکھ کر جو رشک شاہ کے معاملہ اور حاکم کو رداء کا انداز ہے چھڑے کھائی لطف جان کو جو شرا  
 امانت داہتا و تالیبی نظام الملک شہ ملک اور احمد شاہ کی اور احمد شاہ کے مدد کے واسطے تعین  
 رہا یا اور جو رشک شاہ جو شکر کھات کی جنگ سے منظر شاہ کے حیدر میں جو در و در تھا اس پر ہریت کی  
 ناگ کھات کی طرف سے اسی موڑ کی کہ حیدر ملک کسی مقام میں دم نہ لیا اور شہ ملک اور احمد شاہ کی وفور و  
 و ساد و نصاری اور حرطات شیطانی سے ناجی ہونے تھے و بھی مدد اس اور سربراہ ہو کر مدد ہونے  
 اور شہزادہ لطیف خان اور نظام الملک ان کا بچہ کر کے پہلی مہرل میں ان کے سار و سامان و احوال داخل ہوا  
 مقرب ہوئے اور احمد شاہ ملک اور احمد شاہ کی ناچار ہو کر بیٹھ بیٹھے اور جنگ کو شکر ملک کی اور دوسری راہ سے  
 سے لوں و راجہ جو تاجہ کو شہ ملک سے ان کے قنات سے نہ ملک آنکر شون مارا اور اپنے مقصد کو پہنچا ملک

اپنے ملک کی طرف راہی ہوا اور عدا الملک نے چند منزل پھیلایا اور ان زمینداروں کو جو ہوشنگ شاہ کے شریک ہوئے تھے گرفتار کر کے مطیع اور فرمان بردار کیا سلطان احمد شاہ نے عدا الملک کے آجانبے کے بعد اسد کی طرف کوچ کیا اور وہاں کی آب و ہوا پسند کر کے آخر سال یعنی ششہ آٹھ سو چترہ بجری بعد از ہجرت و استشارہ محتاتق پناہ گاہ ہو قدس سرہ کے دریا سے سنہرے کے کنارے ایک شہر عید بنار کے موسم بہار میں آباد کیا اور تھوڑے عرصہ میں انجم کو پہونچکر دار الملک سلاطین بکرات ہوا اور قصبہ اسد کو ایک محلات اس شہر سے قرار دیا اور عمارات بادشاہوں اور بزرگوں کی پختہ ہو کر اکثر مکان سفالین بنیں اور اس شہر کے سرے پر دربار بادشاہی کے متصل تین محراب خشت پختہ سے تیار کی بن اور صحران سے اسپر استرکاری کی جو اسکو توڑ پھیلے کہتے ہیں اور ایک بازار نہایت وسیع اور کشادہ ہو گیا کہ دس ارب ایک دوسرے کے پہلو میں برابر جاسکتے ہیں اور دوکانیں خشت پختہ لاکھوں سے تیار کر کے اسپر کی سے استرکاری کی ہو اور قلعہ اور مسجد جامع بنیاد کر کے شہر کے باہر میں سو ساٹھ پیروہ آباد کر کے ہر ایک پیروہ میں بازار اور مسجد اور چار دیواری گرد اگر دیوار کی ہو اور اگر احمد آباد کی آبادی اور خصوصیات کی نسبت یہ کہا جاوے کہ تمام ہندوستان بلکہ کل جہان میں ساتھ اس عظمت اور آراستگی اور نفاست کے دوسرا شہر موجود نہیں تو مبالغہ نہوے اور ابھی اس سنہ مذکورہ سے کچھ باقی تھا کہ چاروں بجائی ملک علانی بد کے اغوا کہ سردار کلان سے تھا اور قریب قریب بھی سلطان مظفر شاہ سے رکھتا تھا جادہ اعتدال سے منحرف ہو کر اپنے کام کی فکر میں ہوئے اور اس پمخالفت پر زمین کس کے پانوں رکاب بغاوت میں رکھا مگر اسے ایدر کو کہ پانچ چھ ہزار سوار اور پیادہ رکھتا تھا جادہ عطلے قلعہ ایدر ساتھ اپنے متفق کیا اور سید ابہیم الخاٹب برکن الدین خان جاگیر دار ہراسہ بھی ساتھ ان کے شریک ہوا اور جمعیت خوب فیروز خان کو ہم ہوئی اور سلطان احمد شاہ لشکر جمع کر کے مع شان شوکت بادشاہی ہراسہ کی طرف متوجہ ہوا اور اٹھارے راہ میں فتح خان برکن الدین خان کے کہنے سے احمد شاہ سے منحرف ہو کر فیروز خان کا شریک ہوا اور فیروز خان نے ملک بدر اور برکن خان کو قلعہ ہراسہ میں بٹکا رکھ کر خود اتفاق رائے نکل موضع آنکھوین جو ہراسہ سے پانچ کوس ہر مقام کیا اور سلطان احمد شاہ نے اپنے شیوہ قدیم پر عمل کیا یعنی جب باغیوں کے حدود میں پہونچا اول ایک جماعت علما کو ملک بدر اور برکن الدین خان کے پاس بھیجا تو پرہ غفلت کا انکی نظر سے اٹھا کر راہ راست کی طرف ہدایت اور ولایت کرین لیکن ایلیچون نے جب جو اسب حسب مدعا نہ سنا بخیرہ اور ولگیر ہو کر پلٹ آئے سلطان احمد شاہ صدفوت حرب آراستہ کر کے قلعہ کی طرف روانہ ہوا اور فیروز خان نے خلاصہ لشکر اپنا ملک بدر کے واسطے بھیجا اسے جنگ کی ترغیب کی اس واسطے ملک بدر و برکن الدین خان اور انکس خان اور دوسرے سردار ظاہر حصار میں افواج کو مستعد جنگ کر کے سلطان کے مقابل آئے لیکن ابھی ذیبت استعمال سیف و سیان نہ ہوئی تھی کہ صولت بادشاہی نے ان کے دل میں اثر کیا ہراسہ اور بدحواس ہو کر قلعہ کی طرف بھاگے اور تعجیل تمام قلعہ میں داخل ہو کر متحصن ہوئے احمد شاہ محاصرہ میں مشغول ہوا اور کئی مرتبہ ایلیچو بھیجا کہ انھیں صلح کے بارہ میں ترغیب کی ملک بدر اور انکس خان نے ازراہ مکر و غدر کے جواب دیا کہ اگر فلاں فلاں امر قلعہ کے پاس انگر عدد و بیان کرین تو ہماری خاطر جمع ہو اور ہم قلعہ سے راندہ ہو کر ملازمت میں حاضر ہووین سلطان احمد شاہ نے انکے جیلہ اور کر سے غافل ہو کر خان اعظم آوز خان اور ملک الشرف



ضعیفی اور سختی پر رحم فرمایا اور قلعہ سورہین جو دہلی کے سربراہ ہو محمد شاہ کو زہر دیکر ہلاک کیا اور بھائی کو قید خانہ سے برآوردہ کر کے مسند حکومت پر نشین کیا خلیل ششم جو پروردہ اسکی نعمت کے تھے اور محمد شاہ کی دست تقدیر سے انڈیا اٹھالی تھی سب اسکے شریک ہوئے اور حیات دوبارہ پائی اور محمد شاہ کے ملازمان قدیم جنہوں نے اس کام کی اسے مرغیب دی تھی ہر اسان اور متواہم ہو کر مفرور ہوئے پھر بھی سلطان مظفر شاہ نے ترجم ذاتی اور مراحم قلبی سے انکی خطا معاف کی اور سب کو سلک ملازمان احمد شاہ مین جو محمد شاہ مسموم کا بیٹا تھا منظم کیا اور جو دلاور خان والی مالوہ فوت ہوا تھا ہو شننگ شاہ اسکا قائم مقام ہوا اور ان دونوں مین یہ خبر مشہور ہوئی تھی کہ ہو شننگ شاہ نے ملک کی طبع کے سبب لپیٹے باپ کو زہر دے کر ہلاک کیا اسوجہ سے مظفر شاہ سنہ ۱۱۸۸ھ میں مع سازیراق حسن آباد اور دھارکی طرف متوجہ ہوا اور ہو شننگ شاہ جو جوان اور شیعہ طبع اور صاحب ارادہ تھا بلا عاقبت اندیشی کہ لشکر گجرات کہیں اسکی فوج سے زیادہ بلکہ مضاعف تھا مقابلہ اختیار کیا بعد ایسی جنگ کے کہ بہادران جہان نے زبان اسکی مدح و تحسین مین کھولی سپاہ مالوہ منہزم اور شکست ہوئی اور ہو شننگ شاہ کو مظفر شاہ نے گرفتار کر کے خطبہ اور سکھ اس ولایت کا اپنے نام جاری کیا اور سپہ مالوہ اپنے بھائی کو تقویٰ بن فرنگر اسادل کی طرف مراجعت کی اور ہو شننگ شاہ کو اپنے پوتے احمد شاہ کے سپرد کر کے حکم فرمایا کہ اسے ایک قلعہ مین مجبوس کر احمد شاہ نے حکم کے موافق عمل کیا اور بعد چند ماہ کے عریضہ ہو شننگ شاہ کا اپنے ہاتھ سے مشعل بر عجز و زاری لپیٹے بعد کے ملا خطہ مین گذرانکر التماس رہائی کی اور جو مالوہ مین بلوہ ہو گیا اور لوگوں نے بھرت خان کو دھار سے نکال دیا التماس سلطان احمد شاہ کے معرض قبول مین آئی پہلے ہو شننگ شاہ کو قید سے رہا کیا اور بعد چند روز کے حیر سفید اور سر اردہ سمیٹ اور تمام لوازم شاہی عنایت کر کے تمام ولایت مالوہ اور مند واسے دے کر احمد شاہ کے ہمراہ اس طرف بھیجا تاکہ اسے اس ولایت کی مسند حکومت پر جلوہ گر کرے احمد شاہ نے حسب الحکم ہو شننگ شاہ کو تخت مالوہ پر نشین کر کے سروراد مخطوطا ہو کر گجرات کی طرف معادوت فرمائی اور سلطان مظفر شاہ او فرماہ صفر سنہ ۱۱۸۸ھ سوچوہ ہجری مین بیمار ہوا اور حسب معلوم ہوا کہ مرض الموت ہی مرآئم وصیت بجا لایا اور اس وجہ سے کہ احمد شاہ کی قابلیت اور لیاقت لسنے بیٹوں سے زیادہ ترویکھی اسے ولیعهد کر کے اپنی اولاد کو اسکی اطاعت کے بارہ مین وصیت فرمائی اور بیچ الثانی کی انھوں نے تاریخ سنہ مذکور مین عمر اسکی اکثر برس اور چند ماہ تھی ولایت حیات قاضی روح کے سپرد کر کے سفر آخرت اختیار فرمایا اور مدت اسکی حکومت کی بعد از وفات خدا یگانہ کبیر بیس برس اور قدرے زیادہ تھی

بیان سلطان احمد شاہ گجراتی انار اللہ برہانہ کی فرمان روائی کا

سلطان احمد شاہ جم جاہ لپیٹے جبکی وصیت کے موافق متکفل حکومت خطہ گجرات ہو کر ریات عدل و داد بلند کر کے رعیت پروری اور مظلوم نوازی مین ہمہ تن مشغول اور مصروف ہوا اور ولادت اسکی سنہ ۹۳۰ھ سات سو و تریانو ہجری مین ہوئی جو میون نے اسکے طالع کے زائچہ سے دریافت کر کے حکم صادر کیا تھا کہ اس سے ایک ایسا امیر ظہور مین آوے گا کہ جسکے سبب اسکا نام نیک جہان فانی مین پائی رہے گا ظاہر اوہ امر تباہے شہر احمد آباد گجرات ہی اور سنہ ۱۱۸۸ھ سو و تریانو ہجری مین فیروز خان سنہ ۱۱۸۸ھ کا بیٹا سلطان مظفر شاہ کا تھا خیر خواہ اسکی شہرستان لغوات و جملہ ت کا بلند کیا اور حسام الملک اور ملک بشیر ارناک کریم شہر واد جو نہ اور پیا گد اس مسمومی کہ



[illegible]

قدس اللہ اسرارہ کی زیارت کیواسطے عنان غمیت اجمیر کی طرف معطوف کی اور حبیب اس مقام کعبہ احترام میں پہنچا  
 لازم زیارت اور مراسم نذر دینا بجا لاکر ان کی روح پر فتوح سے اشتہاد فتح و ظفر چاہی کہ کفار اشرار اور اعدائے  
 نابکار پر مظفر و منہصور ہو چو کہ تمام ہمت اسکی غذا اور جہاد میں مصروف تھی جلد وہاں سے جلوہ اور بلوارہ کی سمت بہت  
 پرستی اس حد و دین روانہ و رونق تمام رکھتی تھی لو اسے غذا بلند کر کے اس مرزبوم کے باشندوں کو طعمہ شیر سیر پہنچا دیا اور  
 معابد اور کنائس انکے منہدم اور سمار کر کے نشان باقی نہ رکھا اور کئی قلعہ اور ولایت کے مفتوح کر کے اپنے مستحزون  
 کے تفریض فرمائے اور بعد تین سال سالما اور غانما پٹن کی طرف مراجعت کی اور الفی کی عبارت سے ایسا معلوم ہوتا ہے  
 کہ اس سفر سے مراجعت کے بعد ظفر خان نے خطبہ اپنے نام کے اپنے تین مظفر شاہ مشہور کیا اور ۹۹۹ سال سنوائے  
 پھر یمن میں ساتھ اس تفسیل کے کہ سلاطین دہلی کے و قانع میں مرقوم ہوا تارخان ولد مظفر خان جو وزیر سلطان محمد شاہ تھا  
 سلطان ناصر الدین محمود شاہ کے عہد میں سارنگ خان سے لڑا اور اسے ملتان کی طرف مقرر کیا اور اس کے اوصلع  
 اور اطوار سے داعیہ سلطنت دہلی معلوم ہوتا تھا تو ملو اقبال خان کہ محمود شاہ کا وکیل مطلق العنان تھا اس کے دفع کے واسطے  
 پانی پت کی طرف متوجہ ہوا تارخان نے صلح اس کے مقابلہ میں نہ دیکھی دوسرے راستہ سے آپکو دہلی میں پہنچایا  
 اور چاہا کہ اسے محاصرہ کر کے تصرف میں لارے اقبال خان پانی پت کو سر کر کے بشوکت و صولت تمام چو شان خرد شان دہلی  
 کی طرف روانہ ہوا تارخان نے اس وقت بھی اسکا مقابلہ کیا اور شمشہ آٹھ سو پچاس گجرات کی طرف بھاگا اور اپنے باپ مظفر شاہ  
 کی ملازمت میں پہنچا اور اسے دہلی کی بادشاہی کی ترغیب و تحریض کی مظفر شاہ یہ امر قبول کر کے لشکر کی فراہمی اور سالن  
 جنگ میں مصروف ہوا لیکن جب یہ خبر پہنچی کہ امیر زادہ پیر محمد بنیرہ صاحب قران امیر تیرہ گورکان نے مالک ہندوستان  
 میں قدم رکھا اور ملتان کو سر کیا تو مظفر شاہ نے فرامست سے دریافت کیا کہ امیر زادہ پیر محمد ہر اول صاحب قران کا ہوا اس واسطے  
 دہلی کا خیال ترک کر کے دوسرے شہروں کی طرف متوجہ ہوا اور باتفاق اپنے بیٹے تارخان کے بقصد تیرہ قلعہ ایدر نصفت فراتی  
 اور تیرہ غارت میں مصروف ہو کر قلعہ مذکور کو محاصرہ کیا اور تیرہ نندان کی تنگی میں کوشش کی راجہ راجہ راجہ نے نہایت عجز و  
 انکسار سے انچی بھگ پریشکیش دینا قبول کیا اور جو مالک دہلی پر فتنہ اور آشوب تھے مظفر شاہ نے پیشکش پر اکتفا کر کے شہر رمضان سنہ  
 مذکورہ میں مراجعت کی اور اس عرصہ میں ایک خلقت کثیر دہلی کی طرف سے بوجہ حادثہ صاحب قران بھاگ کر پٹن میں آئی اور  
 مظفر شاہ نے فقہ اس جماعت کے احوال پر واجب و لازم جانکر ہر ایک کے حق میں حسب لیاقت شفقت اور عنایت  
 مبذول فرمائی اور انھیں دنوں میں سلطان محمود شاہ بن سلطان محمد بن فیروز شاہ بھی صاحب قران سے بھاگ کر  
 ولایت گجرات میں آیا جو کہ مظفر شاہ نے صلاح دولت سلطان کے آنے میں نہ دیکھی اس قدر بدسلوکیاں اور معاش  
 نالائقی اس کے ساتھ عمل میں لایا کہ یہ تنگ اور دلیہ ہو کر مالوہ کی طرف گیا اور شمشہ آٹھ سو تین پچاس میں مظفر شاہ دوبارہ  
 قلعہ ایدر کی طرف متوجہ اور احاطہ کر کے اس کی تسخیر میں سعی ہوا اور راجہ راجہ راجہ نے اس وقت سوا سے  
 فرار کے چارہ نہ دیکھا شہنشاہ قلعہ کو خالی کر کے بجا بنگر کی طرف بھاگا اور صبح کی وقت مظفر شاہ تکبیر کہتا ہوا قلعہ میں  
 داخل ہوا اور در و در گشت نماز شکر ادا کر کے ادر ایک سردار صاحب شوکت اس قلعہ میں مقرر کر کے خود پٹن کی طرف  
 معاودت فرمائی اور تیرہ سو چار پچاس میں مخبروں نے یہ خبر مظفر شاہ کے سمع مبارک میں پہنچائی کہ کفار و سونمات نے  
 ہجوم کر کے تھانہ اسلام کو اٹھا دیا ہوا اور بدستور سابق پھر مراسم کفر کے زندہ کرنے میں کوشش کرتے ہیں مظفر شاہ

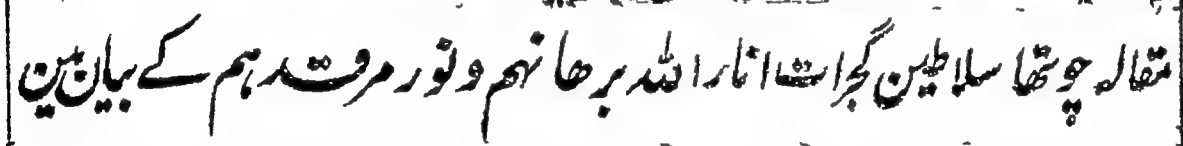


اور حمایت پر کہ تاب جنگ بہادران اور تہمتان کی نہیں رکھتے فریب نہ کھا کر اپنے تین دہلی میں رکاب ہمایون سلطان محمد شاہ میں پونچھ لیا میرے پاس آکر مسند لاریت پر ٹھکان ہوا اور اُسکے سوا کسی طرح اندیشہ کو اپنے دل میں راہ نہ دے اور نہ موجب خرابی اور باعث بربادی ہوگا ہمیت بناید نہادوں دل اندر فریب کہ ہست از پے ہر فرازی تشیب ہو چنگ نظام مفرح کی مدت اقبال آخر ہونے پر بھی اور داعیہ سلطنت اپنے دل میں رکھتا تھا ایلچی کو جواب سخت اور نامناسب دیا ظفر خان نے ناچار ہو کر اپنی سپاہ فراہم کی اور ۹۹۵ھ میں سات سو چوراسے ہجرتیں چار ہزار سوار تیرہ ہزار گداز ہمارہ لیکر ماہر درخدا اور برق جو شان و خورشید کی طرف روانہ ہوا اور نظام مفرح نے بھی بیخبر نہ رہا دس بارہ ہزار آدمیوں کو موجب بغی تنخواہ دیکر نہروال سے خوج کیا اور موضع کا منتھو میں جو بارہ کوس اُس شہر سے ہے وہو چنگ ظفر خان کے مقابل اور صفوف حرب آراستہ کر کے تنور جنگ گرم کیا اور بعد استعمال آلات حرب و ضرب آفتاب نصرت و فیروزی فتح بخت ارجبند ظفر خان سے طلوع ہوا نظام مفرح بہ قصد حصن نہروال کی طرف بھاگا اور ظفر خان مع سپاہیان مظفر اور منصوبہ ہو کر لشکر تمام نہروال کی طرف گیا اور عدل و داد کی برکت سے اُس شہر کو مثل فردوس برین سنبھل اور شاداب کیا اور ۹۹۵ھ میں سات سو پچانوے ہجری میں کینایت کی طرف کہ جائے نزول مسافران اور تاجران ہر جا کر رعایا کی چراحت میں مشغول ہوا اور حکام اور کارندہ مقرر کر کے عتقان معاودت اسدول کی طرف معطوف فرمائی اور ۹۹۶ھ میں سات سو چھپانوے ہجری میں مخبر دن نے یہ خبر پہنچائی کہ اسے بدکیش اور بد برگ جو ہمیشہ زمین پوش اطاعت حکام گجرات کا دوش انقیاد پر رکھ کر معتام فراہم دے می بین تھان دنوں میں نہروال ہو کر گردن بند فرما نہروالی کا سر سے کھینچی اور باوجود شرک و بت پرستی زیر دستوں سے بزرگ دستی پیش آتا ہے ظفر خان اُس مردود کے قلع اور قلع کے واسطے لشکر بھیجا ہمارہ رکاب لیکر اس طرف متوجہ ہوا اور منزل مقصود پر پہنچ کر قلعہ اندر کو حاصرہ کیا طرفین سے چند مرتبہ جنگ صعب قویع میں آئی اور ہر مرتبہ مردم بیرونی نے قرین ظفر ہو کر قلعہ بندوں کی سخت گیری میں کوشش کی اور اطراف ولایت اندر کو سر کر کے ہاتھ نہب و غایت پر دراز کیا اور جو تھانہ تون سے آباد پایا اُسے منہدم اور ویران کیا اور اعیان ولایت کے اطفال کو کینری اور غلامی کی واسطے لے گئے اور مدت قلیل میں اہل قلعہ پر سرد غلہ کی عدم رسی سے ایسا قحط پڑا کہ شدت گرسنگی میں حرام و حلال کا تمیز مطلق نہ رہا کتابلی سے بلی کتے سے شہتے اور آدمی سے دونوں نہ بچتے تھے اس سبب سبب سے خود اسے اپنی سرکشی سے نادم و پشیمان ہوا اور اطاعت اور ملائمت کے سوا چارہ نہ دیکھا اپنے بڑے بیٹے کو چند مقررین کے ہمراہ مع پیشکش ہاسے و افراد تحائف تمکات بھیجا تاکہ وہ دربار میں حاضر ہو کر زمین درگاہ کو لب ادب سے بوسہ دے کر عرض پیرا ہو سکے کہ اگرچہ چند روز خلافت رضا ایک امر ظہور میں آیا اور کلید حصار کے بھیجنے میں اس وجہ سے توقف ہوا کہ حلف نامہ میں ملت کر کے چھٹھون میں مندر ہوں اب خدمت فیض موصیت میں حاضر ہوا ہوں اگر جبرائیل سابق کی پریش اور مکافات مد نظر ہوئی الحال یہ جماعت حاضر ہے حکم ہو کہ تیغ یمانی سے سر افشانی کریں اور اگر جانتانی ملحوظ نہ ہو جتنا سے واکٹالین اعینط و اعا فین عن الناس واللہ بحیب المحسنین قلم عفوان کی جرائد تقصیرات پر بھیجیے آئندہ کسی مقدمہ میں ہم مصدر تقصیر ہون گے ظفر خان نے صلح و صلح اور عفو میں دیکھی پیشکش فرادان اور نقد و دوا ہر سے کہ ہاتھ مجاہد سے کوتاہ کیا اور چاہا کہ بقصد غزا سومات کی طرف کہ قریب بندرومن واقع ہے روانہ ہو دے اس درمیان یہ خبر پہنچی کہ ملک راجہ

لنظریں بیضاغت طغراں کے دیکھنے کے واسطے گیا اور اس کے کان سے لایا مکان اور رخصت اور راء  
مواظ سے گرا سار کے اور پھر جلالت حاصل محبت فرما کر رحمت گھاٹی

تذکرہ سلطان مظفر گجراتی کی سلطنت اور میان ظفر خان الخاٹب مظفر شاہ کی ولادت کا

شہر دہلی میں انوار کے دن غوم کی محسوسین تاریخ ۱۱۳۵ھ سات سو تیسالیس ہجری کو اس کے مابے رستہ  
سراپا راجی پیر در شاہ سے درجہ امارت پر ترقی کی اولاد سلطان مرہو کی درگاہ میں صاحب اختیار ہوا اور  
ظفر خان سلطان شہزادہ کے عہد میں سب سے سلوک اور پرہیزگاری اور شہر محمدی کی پاسداری اور اوقات اور دولت  
کے بہت شہر اور معروف ہوا اور اس کے خصوصیت حدداشت علم و کثرت دہلی میں ہو چکی سلطان نے اسکا بہت بڑا کر  
جیسا کہ مذکور ہو اگجرات کا صاحب ہو کر کیا مستقل ہو کر وریر دن سے زمان لکھا اور سلطان کے حکم کے موافق اہل  
کی حکم عالی چھوڑی سلطان نے اپنے دست حق پرست سے القاب یون ترقیم فرمایا کہ مراد مراد مجلس عالی عالی علم  
عادل مادل محمد بدیع اللہ و الدین طبر لا سلام و مجلس عہد السلطنت عین الملكت جامع الکرمۃ و الشکرین علیہ السلام  
والعمر و دین قطب سائر العالی حکم ملک الاغالی محمد نور و فاضلین قلعہ کشنور گریہ نصف دریا صراط اور دہلی  
مجلس محمود و البیاض و السعادات صاحب الراے و الکلمات تاشتر العدل و الاحسان و مستور صاحب قرآن  
الغنی ملکی اعظم ہا یون ظفر خان اور صاحب کچھ مٹا رہی ہے گجرات کی طرف متوجہ ہوا اور راستہ میں یہ نشاندہ  
فیض بشارت ہو چکی کہ نامہ رحمان سے ظفر خان حور پر سلطان ہوا تھا اس کے گھمٹا سے احمد خان پیدا ہوا ظفر خان  
نے اس کو شگونی خوب اور مال یک کھکھش عالی ترتیب دیا اور اکثر امر اسے لشکر کو خلعت عیالے صاحب  
تاگو رہیں ہو چکا کہ پارسیت کے شامیے نظام مصر سے ناما ص ہو کر مستغنی ہوئے ظفر خان جسے انیس  
صاحت کو دلا سا دے کہ ایک حاکم نظام مصر کو لکھا کہ سلطان شہزادہ کی ماریست میں لون مذکور ہوا کہ  
تو نے مال و آہ سلطانی کئی برس کا اپنے حوالے میں صرف کر کے ایک دسار جزاء عادیہ میں داخل نہیں  
کما اور ملا و جہ کے دست ظلم و جور و راکہ کے اس خیال کے تمام اشیہ گان کو رخصت کیا ہو اکثر لوگ متاثر  
دہلی میں برآمدی آئے اور حورام مل و عقد حمام اس واقع کی سے سپرد کی ہو بہر یہ کہ مراد مراد صاحب حقد  
موجود ہو نہیں چیل اپنے پاس سے دہلی میں ارسال کے اور مظلوموں کی تسلی کے کو دعوی دار الملک کیل و ترم  
ہو جس پر نظام مصر سے دعوات لکھا کہ جواب سافٹ لیدہ رودار مل کر کے آئے ہیں اسی مقام میں شہریم  
وہے اور زیادہ مختلف کیسے میں جو دیان اکثر حساب و اصالت گذران کا نشانہ آئے کہ مجھے موکلون کے  
سپر دکر اس حواس سے سعادت اس کی ظفر خان پر شامت اور یقین ہوئی اساول کی طرف کہ بالعدل  
احمد آباد بحالے اس کے واقع ہوا ہو گیا اور حورام مصر نے گجراتون اور کا ورون سے رشتہ بڑائی  
کر لی تھی اور ان کو موافق کر کے دس بارہ ہزار سو اور پیاوہ حورام ہو چکا کہ نادر جنگ کا رکھتا تھا ظفر خان نے  
اپنے اہم عہد کے واسطے ایک ایلی اس کے پاس سر واکر کی طرف کہ سامنے کین کے شہر پر رکھتا ہو چکا کہ ان کی طرف سے  
اور فائزت پیام دیا کہ دھام سے انڈیشہ کر کے اپنے ولی امیر سے جدا ہو اور کا ورون اور گجراتون کے گھر دے



طبع و نشر: پشاور، پاکستان ۱۹۸۱ء

سات برس سلطنت کر کے اعلیٰ طبعی سے مرگیا لہذا قاسم برید شاہ تیس برس محمد آباد کی حکومت میں سرگرم رہا آخر کو اس نے بھی شہرت ماگوارات لوش کیا ادا رس کا چھوٹا بیٹا سے علی مدوچار برس کا بھارے نام شعل حکومت میں متول ہوا اور ایک شخص کو رس کا نام میرا علی اور اس حامدان کی اولاد سے تھا سلسلہ ایک ہزار دس پوری میں جو رس کے اُس کو بھگال مگر کی طرف کھینچا محمد علی خلیفہ شاہ جو ہریت دے کر خود ما شاہ ہوا اور اس تک کہ راج پوری محلہ ایک ہزار اٹھارہ برس اس محلہ میں حکمرانی کی جس کے جراح برید شاہ کو روش رکھتا تھا اور ناظرین حکمو احوال ملک ماضیہ ناما شاہ مردہ ہم سے آگاہ ہونے کا شوق ہوان کی طماع آفتاب شعل برقیہ و محقق رہے کہ کتابیات عا دشاہ شاہ اور برید شاہ کی کتاب متداولہ میں مسطور میں جو کچھ قاسم مرشد نے اس کتاب میں لکھا جو مردم کن سال سے کہ عاصران ما دشا ہونے کے پہلے تھے ہیں ماؤن دو لوں سلسلہ کے قریب العہد جو نے نہیں لکن کی زبان صدقہ ترجمان سے مسکین اور ارق میں شہت کیا جو ناظرین والامکین سے عرصہ گذر کر سال جلوس اور وقا ات اس کا اگر معلوم ہوا دے یا د قانع مذکورہ میں سے کوئی واقعہ نہ ہو دیگر محقق جو دے عبارات مصایب ان دو حوا جزا دو کو بعت علم اصلاح مشرف فراوین اور عات اور عات میں اس مؤلف کو مرہوں احسان کریں کہ اگر امارت کرم کا

— یہی داب اور قاعدہ و سی فقط

کیا اور نظام شاہ کی مدد کے واسطے بھیجا جیسا کہ اپنے مقام میں خامہ دوزبان نے اُس کی شرح و بسط میں  
کوشش کی ہو اور اُس نے بمقابلہ لشکر گجرات جنگاے رستمہ کے بعد اُس کے چند سال مسند کا مرانی ممکن  
رہا اور اواخر عمر میں برہان نظام شاہ کی کمک کے واسطے گیا اور دولت آباد کے اطراف میں قضاے الہی  
سے فوت ہوا اور اُس کے بھائی خان جہان نے جنازہ اُس کا احمد آباد سید رہین لے جا کر قاسم برید کے  
مغیرہ میں مدفون کیا اور مدت اُس کی سلطنت کی چالیس سال تھی اور دکن میں یہ لطیفہ اُس سے شہرت عظیم  
رکھتا ہے کہ علی برید ایک شب جاڑ کے موسم میں باغ کتانہ کی عمارت میں بیٹھ کر شراب پیتا تھا کہ گیدڑوں  
نے خلافت عاوت مرغزار میں آن کر شور و غوغا بلند کیا امیر برید نے پوچھا کہ کس واسطے شور کرتے  
ہیں ایک ہمنشین گستاخ نے عرض کیا کہ سردی کی شدت سے حیران ہو کر سلطان سے فریاد کرتے  
ہیں علی الصبح حکم دیا کہ تین چار ہزار لحاف تیار کر کے باغ و صحرائیں ڈالیں تو شغال شب کو لحافوں میں  
رہیں اور سہرا کی شر اور سختی سے محفوظ ہو دیں ۔

### ذکر علی برید شاہ کی حکومت کا

اول و شخص اس خاندان سے ہے جس نے برہان نظام شاہ کی حمایت سے فقہ شاہ جزو اسم اپنا کیا اور جب  
شاہ طاہر اُس کی مبارکباد جلوس کے واسطے احمد آباد گیا نہایت آزر و گی میں معاودت کی تنگ بان شاہ نے اُس  
سے رنجیدہ ہو کر چڑھائی کی اور برید شاہ نہایت عاجزی سے مضطرب اور بدحواس ہوا اور قلعہ کلیان ابراہیم  
عادل شاہ کے پیشکش کر کے التماس قدم کی لیکن کچھ فائدہ نہوا اور نظام شاہ نے اُس پوریش میں قلعہ ادسہ اور  
او دگیر اور قلعہ جہاڑ اُس سے چھین لیا اور اس قدر ولایت کہ جس کا حاصل چار لاکھ ہون طلا تھا اُس کے قبضہ میں  
رہے اور مرتقلے نظام شاہ اپنے عہد میں صاحب خان کے حسب التماس ۹۸۷ھ نو سو ستاسی ہجری میں وہاں  
ہونچا اور بلدہ احمد آباد کو محاصرہ کیا متحصنان کی سخت گیری میں کوشش کی برید شاہ نے اپنی عادل شاہ کی  
خدمت میں روانہ کر کے طلب اعانت کی علی عادل شاہ نے یہ جواب دیا کہ تو دو نفر خواجہ سرائی خلان فلان کو جو  
تیری سرکار میں ہیں اگر مجھے وئے تو میں تیری مدد کروں برید شاہ نے جو اطاعت کے سوا چارہ نہ رکھتا تھا اس معنی  
کو قبول کیا اور علی عادل شاہ نے ہزار سوار اُس کی کمک کے واسطے مقرر کیے مرتقلے نظام شاہ اس خبر سے  
اور برہان شاہ کے رہا ہو کر قلعہ برپا کرنے کی خبر سے مضطرب ہوا اور میرزا باگرا کو مع لشکر تلنگ محاصرہ کے واسطے  
چھوڑا اور خود احمد نگر کی طرف روانہ ہوا اور برید کا محاصرہ ترک فرمایا علی برید نے محاصرہ کی محنت و تعب سے رہائی  
پائی اور اُس نے ۹۸۸ھ نو سو اٹھاسی ہجری میں وہ وعدہ وفا کیا یعنی ان دو لاکھ خواجہ سرائی کو اُس کے پاس  
بھیجا اور خواجہ سہرا باجوہ اُس کے کہنس کئے تھے لیکن گحمیت اُن کی جنبش میں آئی اپنی ابرو ریزی کی شرم سے  
عادل شاہ کو بضر بجز شربت شہادت چکھا یا عرض کہ اس کا ذکر سابق میں وقائع عادل شاہ میں مفصلاً اور  
تشریحاً مرقوم ہوا ہے اور علی برید بھی انہیں سنو ات میں پینتالیس سال سلطنت کے تحت تابوت کو تخت شاہی پر  
انتہیاد کر کے اُس سراسے عاریت سے عالم باقی کی طرف خزانہ ہوا اور بڑا بیٹا اسکا ابراہیم برید شاہ نائب مناب ہوا



الغرض قبول کیا کوئی شخص ان دونوں سلسلہ سے قید حیات میں نہ رہا

## | روضہ ششمین ذکر حکومت بریدیہ پھر شہر سیدی میں تھی |

اس زمانہ تک کہ قلم جو بیاں سیاس و بہر میں نہ شک ادشالی جو سات شخص نے اس خاندان سے  
لے نصف دولت سلاطین بھیہ کے احمد آباد سیدی میں حلقہ اس بواج کا اپنے نام پڑھا اول کن میں جو کہ  
مدعی ملکہ سیدی بھنا قاسم بریدی تھا

## | ذکر قاسم بریدی کی حکومت کا |

قاسم بریدی سلک علما میں ترک کر چکی میں اعظام رکھتا تھا اور واحد شہاب الدین بریدی اُسے دکن میں لا ما اور  
سلطان محمد شاہ فاروقی کے ہاتھ فروخت کیا جو کہ قاسم بریدی مدتیاج اور ہمارا دربار تھا اور ماورائے اس کے چوتھیں  
اور ساروں کو بھی حبس کیا تھا اس ماو شاہ کے عہد میں مصعب امارت پر فائز ہوا اور کھٹا دھر پٹہ اجمی جو  
ماہن ولایت پانچن اور حالہ سے اُن کے دھ کے واسطے نامزد ہوا اور اُسے حدود میں مع بررگ  
کو موجب افتخار اور شہنامی پر و ترق میں آئی اور صاحب دستگاہ ہوا اور سامانی مہر پٹہ کو جو عہد سرداران سکھ  
اُس اطراف سے تھاقش کیا اور اُس کی بیٹی اپنے بیٹے امیر بریدی کے حاکم بن گئی اور جب قاسم بریدی نے لہجہ  
کی طرف سے سامانی کی مملکت حاکم بانی طبرہ قاربا اس طو کی کے کہ قرب چار سو لہر اور سب مرد اور  
شمار تھے اُس کے ذکر پر کے اور ان میں سے اکثر رتہ رتہ لشرف اسلام مشرف چہنے اور اُسے  
حاجت کی اعانت اور حاجت کے سبب کہ تمام شخص اور حاکمان شاری تھے سلطان محمود کے عہد سلطنت میں  
تسلط اور استقلال تمام پیدا کیا اور دوسروں کی طرح ماو شاہی کے اندیشہ میں پڑا عادل شاہ اور سلطان شاہ  
اور ماو شاہ کی تحویر قلعہ اور سر اور قندھار اور او گیر میں حلقہ اپنے نام پڑھا اصل دار السلطنت اسماعیل  
سدر سلطان محمود کو اورانی مکی اور ماوہ برس ماو شاہی کی اور نامی سلطان محمود قندھار اور رتہ تھا  
کہ نامہ عمر اُس کا لپیٹ داگما اور سلسلہ دوسو برس پوری میں چھان جانی سے عالم عادلانی کی طوٹ انتقال کیا  
اور پڑا بیٹا اُس کا قائم مستام ہوا

## | تذکرہ امیر علی بریدی کی حکمرانی کا |

امیر بریدی ولید اور قائم مقام پڑا اور اُس کے عہد میں سلطان محمود نے وفات پائی اور سلطان کلہم  
کہ جو احمد شاہان بھیہ سے تھا احمد کی طوٹ بھاگا اور اس کے عہد میں شہر سیدی سید علی عادل شاہ کے تصرف  
میں آنا اور پھر ساتھ اُس کے رجوع ہوا اور اُس عہد میں سلطان ہمدرد حاکم الملک اور محمد شاہ والی بران پڑ  
کے سبب اٹھاس مملکت دکن میں آیا اور میر بریدی سید علی عادل شاہ کے حکم کے موافق اپنی بیعت کو پہلو لے کر  
سماور کی طرف گیا اور عادل شاہ نے چار ہزار سوار عرب تاج پوش اُس کے پہلو کر کے اُسے سپہ سالار

تسخیر بار کی فکر میں پڑا اور برہان عماد الملک کی رہائی کے بہانہ اس طرف متوجہ ہوا تفال خان نے مضطرب ہو کر براہیم قطب شاہ سے مدد طلب کی اور لشکر ملنگ کی اعانت سے چنگیز خان پیشوا سے نظام شاہ سے جنگ کر کے مغلوب اور مقہور ہوا اور مدت دراز تک سپاہ نظام شاہ کے خوف سے جا بجا جنگل جنگل بھاگتا پھرا آخر کو خود قلعہ برنالہ میں اور اُس کا بیٹا شمشیر الملک قلعہ کاویل میں دو بون متحصن ہوئے اور نظام شاہ نے حصار برنالہ کو کہہ پاڑ پر واقع تھا اور تسخیر کی توپ اور منجنیق اور خاکریز وغیرہ سے دشوار تھی محاصرہ کیا جب کہ مدت محاصرہ نے طول کھینچا چاہا کہ کوچ کر کے احمد نگر کی طرف تشریف لیجاوے میر حبلہ اُس کا چنگیز خان اصفہانی اس ارادہ سے مانع ہوا اور حسن تدبیر سے خزانہ دینار و درم اکثر مردم ورونی کو کہ قلعہ کی محافظت میں قیام کرتے تھے دیکر راضی کیا اور وہ بھی محاصرہ کی تنگی سے تہلک آئے تھے راتوں کو برج و بارہ سے کندہ نیچے ڈال کر اترے اور چنگیز خان کے شریک ہوئے اور انعام وافر اور مناصب اعلیٰ اور جاگیر خوب پاکر سرفراز ہوئے اور آدمی ورونی بھی یہ خبر سنکر بذوق تمام اور شوق کمال حیل و رستہ نکال کر قلعہ سے برآمد ہو کر بوسیلہ چنگیز خان نظام شاہ کی سرکار سے مطالب و مقاصد علیاکو پہنچے لہذا قلعہ میں گولہ اندازوں اور آتشبازوں کی قسم سے زیادہ بارہ نفر سے کوئی نہ رہا مردم نظام شاہی نے تباہ و پا کر مورچے آگے بڑھائے اور توپاے کلان کی ضرب سے دیوار قلعہ میں روزن ظاہر کیے اور جو کہ مردان جنگی سے قلعہ میں کوئی نہ رہا تھا لشکر بایں خلاصہ سے چنگیز خان اٹھائیں آدمی اور ایک نفر بھی لیکر قلعہ کے قریب گیا اور زمینہ لنگر قلعہ پر چڑھا اور قمرنا جو کہ خاصہ چنگیز خان سے تھی چوکی تفال خان آواز اُس کی سن کر سمجھا کہ چنگیز خان خود قلعہ میں آیا ہو سر اسیمہ اور بدحواس ہوا اور مع جماعت مخصوصان سوار ہوا اور دروازہ عقب قلعہ کھول کر شہر سے فوجوں و سوباسی سبزی میں پہاڑ اور جنگل کی طرف بھاگا اور مرتضیٰ نظام شاہ نے قلعہ میں داخل ہو کر زر نقد اور مال و اسباب نفیسہ اٹھا کر حکم دیا کہ باقی کو سوار اور پیادہ تاراج کریں اور سید حسن استرآبادی جس نے تفال خان کے تعاقب میں تاخت کی تھی اُس کو دستگیر کر کے تیسرے دن فتح پور میں نظام شاہ کے پاس لایا اور بعد اُس کے اُسی عرصہ میں قلعہ کاویل بھی بہ امان مفتوح کیا اور اُس کا بیٹا شمشیر الملک گرفتار ہوا نظام شاہ نے تفال خان اور شمشیر الملک اور برہان الملک کو مع اولاد کہ اُس قلعہ میں قید تھے اپنی ملکیت کے ایک قلعہ میں بھیجا اور انھوں نے ایک شب کو جان شیریں قابض اور وچ کے سپرد کر کے زمانہ کی کشمکش سے نجات پائی بعضے کہتے ہیں کہ اس قلعہ کے محافظان نے نظام شاہ کے حکم کے موافق انھیں قلعہ میں دفعۃً واحدہ کھا گھوٹ کر ہلاک کیا اور بعضوں کا یہ قول ہے کہ پاسا بون نے انھیں بایں نیت حجرہ تنگ و تاریک میں بند کر کے منعقد اُس کے بند کیے تھے کہ وہ نہ جنگ آکر ہی نہیں رشوت دیکر راضی کریں اور جو کہ یہ قوت یومیہ کے محتاج تھے اس جماعت کے حسب مدعا ملوک نہ کر سکے شدت اور سخت گیری اُن پر زیادہ ترکی چونکہ ہوا کمال تیزی اور حرارت میں تھی ایک شب کو وہ تمام آدمی وغیرہ دبیر مرد و زن کہ قریب چالیس کس تھے ایک بارگی دم گھوٹ کر مر گئے اور پاسا بون نے جب صبح کو دروازہ کھولا سب کو مردہ پایا الغرض سال مذکور میں سالہذا عماد شاہیہ اور تفال خانہ نے

جوانی تک ہی کر کے اپنے عقد نکاح میں لایا اور جو کہ عادل شاہ کو گرفتار کر کے سناگر دیکھا حصار راہور اور راگرہر  
مصر کیا اور سترہ سو ستیہن ہجری میں بالفاق پیران محمد شاہ حاکم برہان پور قصد مارک جنگ نظام شاہ  
من متوجہ ہوا اور بعد جنگ شدید پیر نظام شاہ غالب آیا اور آئین کے نیل اور لوہا پر تصرف ہوا اور مدین  
بادشاہ حملے کو عادل شاہ کا رسیا مگر کے حوشہ میں مقید تھا سلطان ہمارا گوانی سے لٹھی ہوا اور  
سلطان ہمارا جو پیشکن کی تصویر کی خواہش میں رہتا تھا وصیت پاکر من لشکر عظیم برہان پور کے راستہ سے  
ملکیت رار من آیا اور عمار شاہ نے جو سلطان ہمارا کو تھا حد تیرہ دیکھا اس کے ملائے سے پشاور ہوا  
لیکن جو کہ محو رہا اس واسطے فراموشی کر کے حلقہ مراد کا اس کے نام پڑھا اور دالی برہان پور کی  
اعانت کی سبب ایسا کیا کہ جیسا ہے مقام من مذکور ہر العرص عمار شاہ دولت آباد سے رار کی طرف  
گیا اور سلطان ہمارا نے پی دارالحکومت کی سمت مجاوت کی جب علاء الدین نے طریق چور  
راہ مانگر یہ مات فخر کی اس کا شرا مٹا اور با عا د الملک مسدود ساری پر جلو گھڑیا

### ذکر علاء الدین دریا عمار شاہ کی سرداری کا

اس کے بعد جب کہ علاء الدین دریا عمار شاہ نے فتح سرداری دیب رون کیا اسی وجہ سے دولت شاہ  
کو حسین نظام شاہ کی سلطنت اور ولج بین کلیچا اور حکام دکن کے سامعہ لقیہ یاری اور موت کا عاری ہو کر  
ایام سلطنت بالکلفت و حشوت سر کیے اس کے بعد اس کا شاعر عمار شاہ مصر میں صاحب چتر و اسر  
ہوا اور نام سلطنت کا اس پر جاری ہوا

### تذکرہ برہان عمار شاہ ولد دریا عمار شاہ کی حکومت کا

تعالیٰ حان دکنی اس وقت وجہ کے علماؤں سے محتاش برسلط ہوا اور ابراہیم قطب شاہ اور فارویم  
کے حسن اتفاق کے باعث نشان شوکت ملے کیا اور آخر کو برہان عمار شاہ کے یاقون میں شہی  
ڈاکٹر قلعہ پر مالہ بین قید کیا اور خطرہ راکا اپنے نام جاری کر کے حشر شاہی سر رہا گیا اور وہ  
حاکم شجاع اور حوا دتسا

بیان تفان خان کے غلبہ کا عمار الملک بر اور دکر انتقال اس دولت کا نظام شاہ پیکر  
نعمدار اکبر برہان عمار الملک کو رمیاں سے اٹھا کر استقلال تمام ہم ہو چکا یا اور آخر کو برہان اس بختایت  
کو ہو چکا کی کہ مرتضیٰ نظام شاہ اس کے استیصال کے واسطے ملکیت رار کی طرف آیا اور جب انتقال حال  
آئی محنت گیری سے رہتنگ ہوا علی عادل شاہ سے ملتی اور مستعدی ہوا اور لوسلیہ تعف و ہر ایام العفہ  
اور عطا ہے نفوذ دامر بکھر کر سرالغات لایا اور نظام شاہ اس معی کو بھٹکا اپنی والدہ ماجدہ و حور ہاویں  
کی محتاش کے سبب بالفاق عمار شاہ رار سے پلٹ گیا لیکن آخر سترہ سو سواہی ہجری میں نظام ساو پھر

میسر نوئی اس عہد مبارک ہمدین شہنشاہ قبادیخت جمشید تخت عباس بادشاہ والی ایران نے اپنے ایک معتبران درگاہ عرش اشتباہ کو وکن کی طرف بھیجا دختر بلند اختر حاکم تلنگ کو اپنے ایک وزیر ارجمند کے واسطے خواستگار رہی فرامی اور آنحضرت نے شرف دینا و آخرت اس کے قبول میں جانکر تہیہ سامان شاہی میں ہو کر اس کریمہ سعادت مند کو ہر دوش سلاطین کا مکار ایران کی طرف روانہ کرے

### روضہ پانچوان عماد الملک کی سلطنت کے بیان میں کہ برابریں حکومت کی تھی

سلاطین وکن کے متبع احوال سے ایسا واضح ہوا کہ تاج الشہ عماد الملک کنار بیجانگر کی اولاد سے تھا اور رطپین میں سلاطین نے اُسے اسیر کیا اور خانجہان جو سپہ سالار ولایت برار تھا اُس کے غلاموں میں انتظام رکھتا تھا اور عہد شباب میں آثار رشد اور قابلیت اُس سے ظاہر ہوئے جس سے وہ مترب و معتد درگاہ ہوا اور اس کی وفات کے بعد اس قلمند نے اپنے آپ کو غلامان سلاطین ہمدینہ کے سلاک میں منسلک کیا اور سلطان محمد شاہ ہمدینی کے دور میں خواجہ جہان کاوان کی توجہ سے خطاب عماد الملک پایا اور سپہ سالار ولایت برار ہوا اور ۸۸۳ھ آٹھ سو بیاسی ہجری میں قلاوۃ سلطنت گردن میں ڈال کر سکے اور خطبہ برابریں اپنے نام جاری کیا اور جب اس جہان گزران سے انتقال کیا اُس کا بڑا بیٹا علاء الدین عماد الملک قائم مقام اس کا ہوا اور اس ملک کی حکومت کا نشان بلبند کیا

### ذکر علاء الدین عماد الملک کی سرداری کا

اول شخص اس سلسلہ کا وہ تھا جس نے سہیل عادل شاہ اور برہان نظام شاہ کے مانند لفظ شاہ اپنے اوپر اطلاق کر کے قلعہ کاویل کو دارالحکومت کیا اور سلطان محمود ہمدینی امیر برید کے موکل سے بھاگ کر اُس کے پاس پناہ لایا اور وہ مع لشکر برار سلطان محمود کے ہمراہ محمد آبا و بیدرنگی طرف گیا کہ امیر برید کو مستاصل کر کے وارث ملک کو صاحب مسند شہر بیدر کرے نظام شاہ نے صلح دولت اپنی اس میں بند کی اور امیر برید کی ملک کی جیسا کہ مذکور ہوا سلطان محمود اشنا سے جنگ میں امیر برید کے ساتھ موافق ہوا عماد الملک ناکام ہو کر کاویل کی طرف پلٹ گیا اور ۸۸۳ھ نو سو تیس ہجری میں امیر برید نے قلعہ ماہور پر چڑھائی کی اور خداوند خان حبشی کو قتل کر کے اس قلعہ پر متصرف ہوا عماد الملک نے خداوند خان کے بیٹوں کی حمایت پر کمر باندھی اور فوج جمع کرنے لگا اور امیر برید نے باقتضائے وقت دونوں قلعہ خداوند خان مقتول کے فرزندوں کو دے کر انھیں عماد الملک کا تابع کیا اور عماد الملک نے آہستہ آہستہ دونوں قلعہ اولاد خداوند خان کے تصرف سے برآوردہ کر کے اپنے آدمیوں کے سپرد کیے اور وہ برہان شاہ کے پاس جا کر ناشی ہوئے اور اس تقریب کے سبب درمیان اُس کے اور برہان نظام شاہ کے دوستی ساتھ دشمنی کے مبدل ہوئی اور محاربات واقع ہوئے اور عماد الملک ہر مرتبہ شکست کھا کر کاویل کی طرف بھاگا اور اُسی عرصہ میں سہیل عادل شاہ کی بہن کی



سازند بھی تھے عمارت کے دروازہ پر وارد ہوئی اور قتل کو توڑا اور دروازہ کھول کر عمارت میں داخل ہوئی اور بزم شراب آراستہ کر کے عیش و عشرت میں مشغول ہوئی مردم بادشاہی جو اس کی حفاظت کے واسطے مقرر تھے اس حال سے واقف ہوئے پہلے وہ اس جاعت سے ہلاکت پیش آئے اور سمجھا یا کہ یہ عمارت بادشاہی ہو اس میں ہر ایک کے جانے کی قدغن ممانعت ہو مناسب یہ ہو کہ تم اس میں سے نکل آؤ اور دروازہ بند کر دے کسی نے اُن کسانانہ مانا آخر کو درشتی کی نوبت آئی اور محافظ اس کے غر کو شہر کی طرف روانہ ہوئے اور اس طرح سے اُن لوگوں کی شکایت کی کہ بادشاہ یہ خبر سن کر طیش میں آیا اور آتش قہر و غضب کو مشتعل کر کے فرمایا اُن غریبوں کو کہ خلافت و رزوی کر کے فرمان شاہی سے سرتاب ہوئے ہیں تیغ سیاست سے قتل کر دے کوئی موافق اس مصرع کے مصرع عشاق ترا بہانہ بس باشد و بس بہ حکم قتل عام غریبان دے کرتوا این غلامت سے ہر آرد وہ کر کے جوش و خروش میں آئے اور غریبوں کے قتل میں عموماً اور خصوصاً مشغول ہوئے اور ہجوم عام ہوا اور مال و اسباب اُن کا معرض تاراج میں آیا قطب شاہ نے اس معاملہ سے مطلع ہو کر کو توڑال کو حکم دے کر اپنے اور خصوصاً ان کو بہ تعجیل تمام بھیجا کہ اہل دکن پر سیاست کر کے اس فساد کو سکن کرین چنانچہ نصف ساعت میں تلو غریب مارے گئے اور مکان اُن کے تاراج ہوئے اور عجیب شور و غوغا بلند ہوا جھاک نگر میں ظاہر آیا اور کسی کو خبر نہ تھی کہ بادشاہ کا سبب قہر اور موجب غریب کشی کیا ہے اور اس قطب فلک اقبال کو کوئی چیزیں نصیب ہوئیں کہ وہ اور بادشاہ چون کو بہت کم میسر ہوئی ہیں اول یہ کہ بھائیوں کو مسند عزت پر بٹھان کر کے اپنا انیس و چالیس کیا اور اُن کے ساتھ بے وعدہ خاطر سلوک مصاحبانہ کرتا تھا اور بھائی اُسے ام عظیم جانکر نہایت اخلاص اور کچھتی سے پیش آتے تھے اور کبھی تیس برس کے عرصہ میں اُن کی طرف سے کسی طرح کے غبار نے اس بادشاہ کے آئینہ خاطر اشرف میں راہ نہ پائی اور یہ ایک ایسا عطیہ ایزدی ہے کہ ہر شخص اُس کے ساتھ سرفراز نہیں ہوتا ہے اور دوسری یہ کہ میر محمد سومن استر آبادی کہ اُس کے باپ دادا سلاطین ایران کے نزدیک معزز اور مکرم تھے اور وہ خود بھی شاہ طہاسب حسینی معروف بشاہزادہ حیدر میرزا کے عہد میں پچیس برس آنحضرت کا وکیل السلطنت تھا اور سید معزی الیہ جمیع علوم متداولہ میں منقول و منقول سے متبحر اور اعلم علمائے عصر ہوا اور تقویٰ اور زہد اور نیک نفسی اور تواضع میں اپنا عدیل و نظیر نہیں رکھتا اور شعر خوب کہتا ہے اور کمال الہییت مع مراتب دنیوی جمیع رکھتا ہے اور یہ اشعار اُس کے نتائج افکار سے ہیں غزل

شادمانی سست بندہ غم ما	عالم دیگر است عالم ما	جذ عشق و رستخیز بلاہ
اے خوشا و وزگار و رہم ما	شکر و در تو چون گنیم کہ ہست	داغ بالائے داغ مرہم ما
شاہ تعلیم و ہرہ و خم ما نیم	ملک ہجرانی سوا و اعظم ما	سایہ عشق کم سبب و کزو +
سور شد داغ و ارماتم ما	نک آن وودیدہ خوشگلیست	کم ز کوثر گلیہ ز مزم ما
ید بیضاے وصل کو کہ فراق	گشتہ ثعبان آتشین دم ما	حرف ای ہمنشین ہگو با ما
روز وصل از زبان اکہم ما	ننگساری مجاز و مومن	غم ما از کج و مرہم ما

جنگ شدید واقع ہوئی مصطفیٰ اعظمی شکست کھا کر مہرم ہوا اور اپنے تین شہنشاہ کمال تلنگ کی سرحد پر ہوجایا اور قرب ایک سو سو میل تاجی قلعہ شاہ کے اور بھی مایوسہ قلعہ کے کھنڈ کھنڈ کئے تھے عادل شاہ کے قلعہ میں آئے اور اُس تاریخ سے اب تک کہ عرصہ اٹھائیس سال کا گذرتا ہے عادل شاہ اور قلعہ شاہ کے درمیان دربار کے کلفت کے مسدود چورے راہ مصداقت اور موافقت کی جاری ہوا اور اس عرصہ ۹۵ دو سو پچاس ہجری میں حوا علی شہزادی الخاطبہ ملک تاجدارین کی عفت مردم احیان سما پور سے گلگندہ کی طرف آنا اور محمد قلی قلعہ شاہ کی بہن کو سلطان عہد راہ المظفر ابراہیم عادل شاہ کے واسطے خواہستگاری کی اور لہذا راجہ شادی محالہ کر پالی اُس یقینس زمان کی مساحت مسعود میں سما پور کی طرف لے گیا اور اس قلعہ پہلو محل سے ابتدائی مود شاہی میں ایک فاختہ بھاگ سی پر طاش ہو کر ہزار سوار اس کے کلام کے لئے اظہار میں امر اسے کنار دربار میں آمد سے کہنے لگے اور اُن دنوں حواک و ہوا کی رونوی اور صا و سے حواقی بان کی رہے سے متعذر اور غلین بھی اس واسطے قلعہ شاہ سے ملنے لگو رہے چار کوس پر ایک شہر کہ ہمدوشان میں شہزادہ اور عوام اور حونا اور شاہ قلعہ ساتھ اس لطافت و مصالحت کے مشاہدہ میں بہن گیا سا کر کے ابراہیم تلنگ ساما اور اسی بھی کی حمایت سے نام میں کا کھا مگر رکھا پھر اسکے بعد لیجان وادام ہو کر موسوم رجید آباد کو لیکر وہ علاقہ میں بھاگ کر شہر ہجری عید آباد کو کوئی بیہن کشتا اور درویش کا قریب پانچ کوس کے پڑا اور پھر ایک ماہار میں کی کھلاف سائر ملاد ہمدوشان لطیف راجہ واقع ہوا اور وہ شہر واقع دشت اور مصالحت کے آب و ہوا لطیف اور معقول رکھتا پڑا درویش کے ساتھ موافقت اور سازگاری کا دم بار پڑا اور اُس کی اکثر ماہاروں میں دوطرفہ اول ہر اک رداں پڑا اور عادل کے کتا رہ دشت سامہ دار موروں ٹھانے ہیں اور دکان میں ہایت دل پسند بلو عرصے جاری ہیں اور دمنارل شاہی کو گیند سٹیل کا قصور واقع ہیں اس طرح سے ساتھ اور بروافقت ہوئی ہیں کہ ساواکن ہفت اقلیم اُس کی مصالحت دیکھ کر وجد میں آئے ہیں اور کہنے ہیں کہ ہم نے مثل اُس کا کسی ملک میں دیکھا اور واقعان عالم پرنس قہر کا کشت اہل ہمدین مسطور ہو کر تین مملکت ایک دوسری کی حامدی واقع ہوئی ہیں اور ہوا سی ان ولایتوں کی تاثیر و حواس میں ایک دوسری کے قریب بڑھ یہ ہیں تلنگت و دگت و دگت ملات تلنگ ہمدوشان کے چوہ من واقع پڑا اور سلاطین قلعہ شاہ کے تصرف میں پڑا اور ہنگ ولایت لنگال پڑا اور مملکت دنگ ان دو ولایت کے مابین واقع پڑا اور کسی مود شاہان اسلام کو تھیرا اُس کی میسر ہوئی اب یہ بادشاہ اُس کی حق کے در پر پڑا اور دشت مملکت دنگ کو ایسے قلع و قمع میں لایا اور حاکم وہاں کا موسوم بہ ما ملدراپی ولایت کے آرمین بھاگ کر مامت حوا اور عشتہ و حوا پڑا اور تھوڑے عرصہ ایک ہزار ستتر ہجری میں واقعہ عرب کچی اس حادان میں مثل اس کے واقع ہیں ہما تھا بلور میں آگاہی شہر کے ماہر ملدی پر کس کو سات گھاٹ کئے ہیں ایک حمارت مود شاہی احداث پڑا اور محمد علی قلعہ شاہ کسی کچی دہان تشریف لے آتا سماعت دروازہ اُس کا کہتے تھے اور بہن و مسدود و مفعول رہتا تھا آغا کا ایک سعادت سوداگران عرب سے ایک شک کہتا تھا ہماک من شراب کے سرور میں مسرور اور مسرت ہو کر میں ارباب شتا راہ و مردانہ کہ ان میں حوا سداہور

اد العس  
مائل شہ  
مکے سنی

سے لسانی

ادوب

دور پانچ

پنڈون

ر کی کہ

اکس

ماہر سنی

دھرت

میں

لہ

ر

ر

اوشا

ایشہ

آس

چ

دی

ر

میں

انچ

کن

شا

کچ

رکھتی تھی عقد نکاح میں لایا اور اسی کے کہنے سننے و رغبت دلانے سے خاندان نظام شاہیہ کے ساتھ خالص دوستی ظاہر کرنے کے لیے بذات خود سید مرتضیٰ شکر دار سی میر لشکر احمد گمر کی مدد کے واسطے عادل شاہ کی ولایت کی سمت روانہ ہوا اور چاہا کہ پہلے قلعہ شاہ درک کو فتح کر کے نظام شاہ کے متعلقوں کے سپرد کرے اور اس کے بعد لشکر نظام شاہ کی اعانت اور ملک سے قلعہ گلبرگہ اور اتبکر کو مفتوح کر کے خود متصرف ہووے جب قطع مسافت کر کے سید مرتضیٰ کے پاس پہونچا اور تنہا گاہ بیجا پور میں کہ امرا کی بے اتفاقی کی شامت سے خلل تھا باطنیان تمام بالاتفاق امرائے نظام شاہی قلعہ شاہ درک کو گھیرا اور جب وہاں کے تھانہ دار محمد آقا ترکمان نے نشان مدافعت اور علم دولتی اسی کا بلند کیا اور رایات شجاعت کو مرتفع کر کے داد مردی اور مردانگی اور عافیت کی دی اور جماعت کثیر نظام شاہ اور قطب شاہ کی توپ اور ہندوق سے ضائع ہوئی اور سب اس سفر سے ملول اور مخزون ہوئے مجلس مصلحت آراستہ کر کے یہ تجویز کی کہ ہم یہ شقت جو تیسرے قلعہ شاہ درک میں پہونچے ہیں عبث ہی مناسب یہ ہے کہ بیجا پور کی طرف کہ دارالملک ہے جا کر اس کے لینین کو شمش کرین یہ کہ اس طرف روانہ ہووے جب مدت مدید اس کے محاصرہ میں گزری اور تحمل مشقت ہوئے اور کچھ فائدہ نہوا قطب شاہ ایام سفر کی درازی سے رنجیدہ ہوا اور اراکین سلطنت نے فرصت پا کر معرض کیا کہ سلاطین دکن کا یہ قاعدہ اور دستور ہے کہ جس وقت ایک آن میں سے بنفس خود کسی طرف سوار ہووے اور اس سے ملک کی احتیاج ہو اور دوسرے بادشاہ کو مدد کے واسطے بلاوے طریق مروت میں اس پر واجب ہے کہ خود سوار ہو کر اس کے پاس جاوے چنانچہ یہ دستور ہمیشہ درمیان نظام شاہیہ اور عادل شاہیہ اور قطب شاہیہ کے مرعی اور مروج رہا جو اس صورت میں ہرگز مناسب دولت نہ تھا کہ حضرت شاہ میرزا کے کہنے سے بنفس نفیس امرائے نظام شاہیہ کی مدد کے واسطے تشریف لائے اس بات نے نہایت تاثیر کی قطب شاہ بہ معاونت گلگندہ عازم و جازم ہوا سید مرتضیٰ یہ امر سمجھ کر قبل اس کے کہ بادشاہ اظہار کرے پیش دستی کر کے عرض پیرا ہوا اصلاح وقت یہ ہے کہ ہم اپنی ولایت کی طرف جاکر بہت پر گئے عادل شاہ کی سرحد سے نظام شاہ کے قبضہ میں لاوین اور حضرت اپنی ملک کی طرف جاکر حسن آباد گلبرگہ کو مسخر کرین قطب شاہ نے اس کلام کو عین مدعا دیکھ کر قبول کیا اور باتفاق قلعہ بیجا پور سے کوچ کر کے ہر ایک اپنے ملک کی طرف روانہ ہوئے لیکن قطب شاہ جب حسن آباد کے اطراف میں پہونچا امیر رسل استر آبادی مخاطب بہ مصطفیٰ خان کو سپہ سالار کر کے مع سات ہزار سوار اور فیلمان بسیار اس ملک کی تسخیر کر لے اس مقام میں چھوڑا اور خود اپنے مقربان اور مخصوصان کو ہمراہ رکاب لیکر بجناب استعجال گلگندہ کی طرف تشریف لے گیا اور شاہ میرزا کو مقید کیا اور بعد چند عرصہ کے اس کا گناہ معاف کر کے حکم دیا کہ اسے کشتی میں سوار کر کے مع مال و اسباب ضروری اصفہان کی طرف کہ وطن مالوت اس کا ہے روانہ کرین چنانچہ شاہ میرزا کشتی میں بیار ہو کر قبل اس کے کہ منزل مقصود کو پہونچے فوت ہوا اور مصطفیٰ خان نے حسن آباد کے نواح میں قیام کیا اور اکثر مضامین پر اس کے متصرف ہوا اور جب یہ خبر بیجا پور میں پہونچی دلا درخان حبشی سپہ سالار ہو کر مع سپاہ عظیم اس کے مقابلہ اور مقابلہ کے واسطے تاخت لایا اور دونوں کے درمیان





اکھتر ہجری میں حسین نظام شاہ احمد نگر سے اور قطب شاہ گلکنڈہ سے روانہ ہوئے اور اطراف تملیہ کلیان میں پہنچ کر ایک نئے دوسری ملاقات کی اور پہلے سامان جشن شادی بجا لاکر جماعت عروسی سے فارغ ہوئے اُس کے بعد دیون باہو شاہ مجاہد دین مشہل ہوئے اور جو رام راج اور عادل شاہ اور قنجا خان اور امیر برید باقلاق مزاحمت دین کرنے میں متوجہ ہوئے جیسا کہ نظام شاہ کی ضمن حکایت میں ثبت ہو اقطب شاہ گلکنڈہ کی طرف اور نظام شاہ احمد نگر روانہ ہوئے اور رام راج اور عادل شاہ نے احمد نگر تک اُس کا پیچھا کیا اور نظام شاہ کی ولایت دوبارہ تاخت تاراج کر کے پلٹ آئے اور چھوٹے قطب شاہ کی سرحد پر قبضہ ہوئی مین استقامت کی اور ملک تلنگ میں بھی سخت خرابی کی آخر شہ قطب شاہ کی حسن تدبیر سے ہر ایک منہج کر کے اپنے مقرر کی طرف راہی ہوا اور شاہ نوسو بہتر ہجری میں عادل شاہ اور نظام شاہ کی مداخلت کے سبب رام راج سے جنگ کر کے مظفر اور منصو ہو کر اپنے مقرر دولت کی طرف مراجعت کی اور ساووت کے وقت راجپور کے اطراف میں مصطفیٰ خان اردستانی کو ہمیشہ قطب شاہ کی آتش غضب سے ڈرتا تھا طوایف خانہ خدا اور مدینہ رسول اللہ علیہ السلام کی زیارت کے ہاں اُس سے جدا ہو کر علی عادل شاہ کا نوکر ہوا اور مرتضیٰ نظام شاہ کے عہد میں جو اُس کی والدہ خزانہ جاپون کی حکومت کے سبب ملکیت احمد نگر میں ہرج مرج ظاہر کیا تھا کشور خان لاری یعنی سپہ سالار عادل شاہ نظام شاہ کی سرحد میں تملیہ سے ہمدرد رہیں پہنچ کر بہت پرگناٹ پر اُس کے متصرف ہوا لہذا مرتضیٰ نظام شاہ نے اپنی والدہ کو ایک آنہ میں قید کیا اور ملاحسن تہریری کو خلاب خان خانان و سیکرٹریو کیا اور قلعہ دار در کی طرف نصرت فرمائی اور قطب شاہ کے پاس ایچی اور کتا بہت بھیج کر ملک طلب کی قطب شاہ مع شکر تلنگ کے تخیل تمام روانہ ہوا لیکن قبل اس کے پہنچنے کے مرتضیٰ نظام شاہ قلعہ کو مفتوح اور کشور خان کو مقتول کر کے عادل شاہ کی ولایت میں آیا تھا اس واسطے قطب شاہ نے بھی عادل شاہ کی ولایت میں قدم رکھا اور نظام شاہ کی آرو کے پہلو میں آدھ کوس کے فاصلہ پر فرکوش ہوا اور علی عادل شاہ سہمی ابو الحسن ولد شاہ ظاہر کو نظام شاہ کے پاس بھیج کر قطب شاہ کا نامہ جو کہ اتحاد اور کھیتی کے بارہ میں عادل شاہ کو لکھا تھا باقلاق خان خانان ملاحسن کے نظام شاہ کے ملاحظہ میں در لایا اور نظام شاہ خان خانان کے اغوا کے باعث قطب شاہ سے رنجیدہ ہوا اور اپنے امرا کو اُس کے آرو کی تاراجی کا حکم دیا قطب شاہ اس امر سے واقف ہوا اور گلکنڈہ کی طرف بھیل استیصال جریہ روانہ ہوا اور نظام شاہ کی فوج نے قطب شاہ کی آرو کو تاراج کر کے سرحد تلنگ تک تعاقب کیا قریب ایک سو اور پچاس فیل کو ہتھیل کو گرفتار کر کے قطب شاہ کے بہت آدمی مقتول کیے اور افواج نظام شاہ بہر حد تلنگ میں پہنچ کر تعاقب سے باز نہ آئی ابراہیم قطب شاہ کا بڑا بیٹا موسوم بہ عبد القادر کہ زور شجاعت اور علم در جشن نظام سے آراستہ تھا اُس نے باپ کی خدمت میں عرض کی کہ فوج نظام شاہیہ نشان جرات بلند کر کے ہمیں اور ہمارے آدمیوں کو بہت مزاحمت اور خرابی پہنچاتی ہے اگر حکم ہو یہ کمینہ فرزند کچھ امرا سے کیجئے گا کہ ان کے عقب سے آکر انھیں شمشیر قہر سے محروم کر کے ایسا کر کے کہ سب عبرت و توبیہ دوسروں کا ہو یہ ہے کہ یہی سر فرزند اُس فرزند کی ہوئی قطب شاہ اپنے فرزند کو صاحب داعیہ سمجھا اور یہ ارادہ اٹھایا کہ ایک تحریک سے جانکر متوجہ ہوا اور شاہ سے راہ میں کچھ جواب نہ دیا جب گلکنڈہ میں پہنچا اپنے تخت جگر کو

قنجا خان

حسین

حسن کے

دو لخواہ کے روح اور روق شانی مصطفیٰ جان اور صلوات جان نے متفق ہو کر یہ تحریر کی کہ ابراہیم قطب شاہ کو  
 بھانگے طلب کر کے ماوشاہ سادین اور دکیوں نے واقف ہو کر اسے احکام اور چو شکاری میں کوشش کی  
 مصطفیٰ جان اور صلوات جان نے کپے ارادہ پر راج اور مصبوط تھے راج کو کو عبید لکھنوت عالی کہدہ باقی قطب شاہ  
 کو لکھنہ کی طرف روانہ کرین رام راج نے انکی درخواست قبول کر کے ابراہیم قطب شاہ کو جرح کیا اور جب وہ عد  
 ملک پر پہنچا مصطفیٰ جان سب آدموں سے پیشتر اسکی ملازمت میں حاضر ہو کر صلوات علیہ علی سے سروا رہا  
 اور بہرہ و جہانوں سے دو لاکھ ہوں تھیں لیکر امور سلطنت کے سامان میں مشغول ہوا اور جب سر مصطفیٰ جان کی  
 بیچل کی لکھنہ میں پہنچے تمام آدمی خوشحال ہو کر ماوشاہی ابراہیم قطب شاہ پر راج ہوئے اور صلوات جان  
 سے دوتیس ہزار سونا انکی میں انکثر حصہ تھے اسی دن رورصر شہر لکھنہ سے رآد ہو کر سرحد کی طرف متوجہ ہوا  
 ابراہیم کے تعداد روگ بھی عتد قطب شاہ کے بیٹے کی ترک و قافہ کے کہ انکی خدمت میں حاضر ہوئے  
 لگے جاسک کر سات ہزار سوار ابراہیم قطب شاہ کے پاس جمع ہوئے جہیں ہمراہ رکاب لیکر لکھنہ کی طرف روا ہوا  
 حب فار الملک کے حوالی میں پہنچا ماتی آدمی بھی جان و مال کی امان چاہا اس کے شریک ہوئے اور ابراہیم  
 قطب شاہ مساحت سعد شہرین داخل ہوا اور اپنے باپ کی مسد حکومت پر قدم رکھا اور اکین و دولہا و دارم  
 شارح لائے اور قطب شاہ کے سعی مارہ ہوا ہوں طلا تیر دن اور متھون کو تعمیر کر کے مسرور اعلیٰ ہو خوشحال  
 کیا اور نشان کو دھرم جان کو نشانی فتح اور سارک عالی حاکمہ حاصہ ماوشاہی کیا اور ابراہیم شہر مصطفیٰ جان  
 کے حاکمہ بھل میں لا کر اسے سلطنت کا صاحب اختیار کیا اور حسین نظام شاہ سے یکدل اور یکجہت ہو کر مقرر کیا  
 کہ ہم اور آپ باقاعق قلعہ لکھنہ گرو اور تکر کو لیکر لکھنہ پر آئیے اور تکر پر ہم متصرف ہو دیں اس واسطے دو دن  
 ماوشاہ ہوں نے قلعہ کو وسیطہ چری میں ملی عادل شاہ کی سرحد میں داخل ہو کر لکھنہ کو محاصرہ کیا اور  
 حب فتح ہوئے کے وہی ہوا قطب شاہ حسین نظام شاہ کے کہ دو کھوت سے ہراساں ہوا اس وجہ سے  
 اُسے منظور ہوا کہ قوت اور شوکت جس کی لیا وہ ہووے اور احمیدہ و جگاہ اور اسباب سنگین اپنے مقام میں بچو کر  
 آدمی رات کو کھنچ کر کے لکھنہ کی طرف آیا اور حسین نظام شاہ تو ماہیات ملک گیری کو احکام دے سکنا  
 تھا وہ بھی ترک محاصرہ کر کے احمد نگر کی طرف روانہ ہوا اور نور محمد حصہ کے حب عادل شاہ اور راج  
 اور ابیر ریڈے نظام شاہ کی کوشال کے واسطے اتفاق کیا اور قطب شاہ کو بھی ایسی اجاست کے واسطے  
 طلب کیا وہ ناچار ہوا اور جاب قوی کو ہاتھ سے دیکر ہمراہ ان کے احمد نگر کی طرف گیا اور پتل باور دن  
 کے دو بجے قلعہ کے محاصرہ میں مشغول ہوا اور جب وہ بھی متصرف لقمہ ہوا اپنی سلطنت سیدہ بھی پہلی چال چل  
 کر کے حیدہ و جگہ و جگہ اور آدمی رات کو پائے قلعہ سے رجاست کر کے سرعت رنق ماوشاہ کی طرف  
 روا ہوا اور عادل شاہ اور رام راج کے منصوبے میں ملل ڈلا گیا کہ بیشتر کو روچکا حب رام راج اور  
 عادل شاہ نے احمد نگر سے مارگشت کی قطب شاہ دوسری مرتبہ چھ مہینہ نظام شاہ کی خدمت دربار سے  
 مصوویت کے متصرف کر کے اس کی دختر سادہ بی بی جمال کا و اشتہار ہوا حسین نظام شاہ نے اس شرط قبول  
 کیا کہ میرے ہمراہ ہا کر لکھنہ کیلین کو عادل شاہ کے تصرف سے رآد ہو کر قطب شاہ نے متفقہ کیا اور ملایک ہو



قریب دو سال روز بروز شدت مرض سے ضعیف و نحیف ہوا اور نہایت کج خلقی اور بد مزاجی سے آدمیوں کو تھوڑے قصور پر قتل کرتا تھا اور قید خانہ بھیجتا تھا اس سبب سے ایک جماعت اُس سے متنفر ہو کر اُس کے بھائیوں سے متفق ہوئی اور چاہا کہ حیدر خان کو والی کرین لیکن جمشید قطب شاہ قبل اس ارادہ کے کہ بلور میں آوے واقف ہوا و نون بھائی بزور بازو سے مردانگی اسپان تیز رفتار پر سوار ہو کر گلگندہ سے بھاگے اور شہر سیدرین جا کر شاہ لی حیدر خان اسی عرصہ میں فوت ہوا ابراہیم بجا نگر کی طرف گیا اور قطب شاہ بچ والہ کے وغیرہ سے تپ دق میں جلا ہوا اور شہر سے نو سو ستاون ہجری میں جان جان آفرین کے سپرد کی و اس کی سلطنت کی سات سال سے کچھ زیادہ تھی

### ذکر سلطان ابراہیم قطب شاہ کی حکمرانی کا

یہ بادشاہ شیعہ مذہب و انا صا بطہ مدبر ہوشیار جو اد تھا لیکن تہ و عنذب اُس کے مزاج پر غالب تھا تھوڑے جرم پر بندگان خدا کو عجیب طرح کے عذاب کرتا چنانچہ فرماتا تھا کہ منظر مومن کے پائوں کے ناخن بھنب تازیانہ سرنگشت سے جدا کر کے ایک ظرف میں رکھ کر میرے روز بروز دلاؤ میں تو مجھے تسلی ہووے اور اُس کے باور حجانہ میں کھانا نہایت تکلف کا پکاتا تھا اور اکثر ملازم خاص خاصہ اُس کے حکم کے بموجب خوان ماندہ فیض میں تناول کرتے تھے اور علم تاریخ اور نقل حکایات بادشاہان پیشین میں رغبت زیادہ رکھتا اور ولایت تلنگ کو کہ اُس زمانہ میں شل ایک جنگل کے چورون اور رہزنوں سے پُر تھی اسن طور سے حراست اور نگہبانی کرتا تھا کہ سوداگر اور مالدار وغیرہ بیوقوف اور مسیق رات دن آمد و شد کے رہزنوں کے دھند سے این تھے اور اُس کے عہد میں بہت سے لوگ درجہ اعلیٰ کے ہم ہونے جن سے یہ خاندان سب بن نام ہوا اور جب یہ اپنے بھائی کے خوف سیاست سے بجا نگر بھاگا اور لوہے نے اُسکی تعظیم میں کوشش کی اور جاگیر ایک امرائے حبشی کی کہ عنبر خان نام رکھتا تھا چھینکر اُس کے حوالہ کی اور رسم و کن ہو کر ایسے مقدمات میں بالضرور نزاع واقع ہوتی جو اس سبب سے عنبر جنگ پر مستعد ہوا ایک روز ابراہیم قطب شاہ رام راج کے دیوانخانہ میں جاتا تھا حبشی نے سدراہ ہو کر کہا کہ ہم تم کو لڑیں جو غالب آئے جاگیر دیوے ابراہیم قطب شاہ نے کہا بادشاہوں کو اپنے ملک کا اختیار ہر جس شخص سے چاہیں چھین لین اور جسے چاہیں دین اس امر میں نزاع کرنی عقل سے بعید ہو عنبر خان نے عقل سے خالی اور حق سے بھرا تھا اُس کی تقریر و پذیر گوش ارادت سے نہ سنی اور باتیں رکھیا اور ہیودہ کہنے لگا قطب شاہ کو تاب نہ آئی گھوڑے سے اتر کر جس طرح سے کہ دکن میں شائع ہوا سے جواب سخت دے کر ایک ضرب شمشیر عنبر کے شکم پر ماری کہ مقابل سے نکل گئی اور طائر روح اُس کا پرواز کر گیا عنبر خان کے بھائی نے چاہا کہ اپنے بھائی کے خون کا انتقام لون اور پھر قطب شاہ سے یکلی کروں لیکن ایک کو دی پر دیسی نے کہ ملازم قدیم قطب شاہ کا تھا اور علم شمشیر بازی میں وقوف تمام رکھتا تھا اُسکا مقابلہ اختیار کیا وہ بھی اُس حبشی پر غالب آیا اور اسے قتل کیا اور قطب شاہ عنبر خان کی بیرق پر کہ اصطلاح و کن میں بیرق نشان کو کہتے ہیں متصرف ہو کر اپنے مکان کی طرف روانہ ہوا اور اس دیار میں اپنے بھائی کی قید حیات تک دو بار مش اختیار کی جب وہ قضاے الہی سے مر گیا مصطفیٰ خان اردستانی اور صلابت خان غلام ترک اور بھی ارکان دولت نے اتفاق کر کے جمشید قطب شاہ کو کہ غلام و سالار تخت سلطنت پر بٹھایا اور دھندوں نے ہجوم کر کے

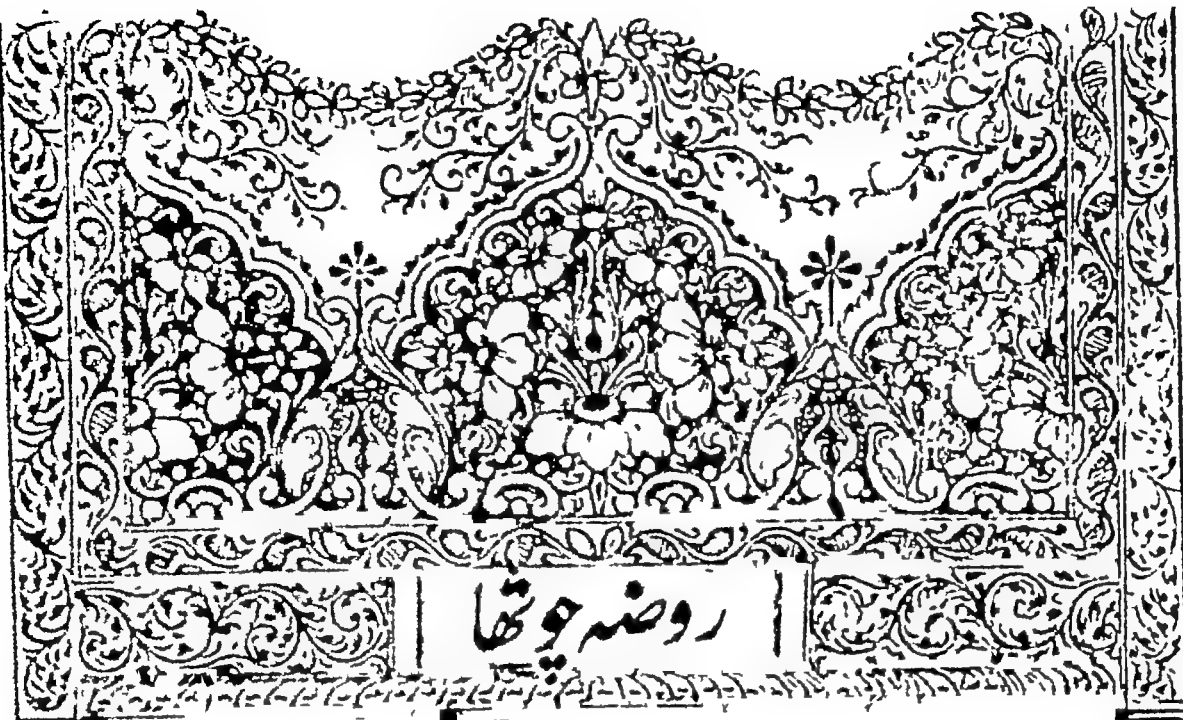


کہ برہان شاہ سے موافقت کر کے آتش اس فساد کی آب تدبیر بجایا۔ سے میسر نہ ہوئی یہاں تک کہ سمعیل عادل شاہ نے مسئلہ نو سو چار ہجری میں اس قلعہ کو جو سرحد پر واقع ہو کر لشکر لہجہ کو معاشرہ کیا قلعہ شاہ نے جو طاقت اس کے مقاومت کی نہ رکھتا تھا اپنے مرکز سے حرکت نہ کی البتہ کچھ سوار اور پیادہ اس حدود کی طرف بھیجے کہ وقت بوقت مروجہ سواروں سے عادل شاہ کو مزاحمت پہنچا کر انھیں بتنگ اور عاجز کریں قصار ان دنوں میں سمعیل عادل شاہ کا نام نہ تھا مگر چونکہ اس دور پر مال سے رحمت ذوالجلال میں داخل ہوا اور قطب شاہ نے بدون الحی گری عمر و زریہ کے اس زلزلہ سے نجات پائی اور ایک جماعت اعیان درگاہ سے برہان شاہ کے پاس بھیجی اور شاہ لاہر کے سامنے تیل سے ان دونوں بادشاہ ہم مذہب ہیں کہ ورت ساتھ صفائی کے مبدل ہونی لازم تھا اور دوستی کے بنامی ہوئے اور چونکہ سلطان قلعہ شاہ سبب اجل طبعی کے اس دارنا پاؤں سے جلد تر چار رحمت ایزدی میں انتقال ہو گیا تھا اس لئے اس کا بیٹا بیٹے جیشہ کہ جسے تھما شاہی میں ریش سفید کی بجائی باپ کی قبول عذری سے بتنگ آکر ایک غلام ترک کو اس امر پر راضی اور موافق کیا کہ فرزند یا کر کام اس سلطان کا نام رکھتا تھا مسئلہ نو سو چار ہجری میں ایک روز سلطان قلعہ شاہ نے اپنے گناہ سے شکر و اہر سندھ توں سے برآوردہ کر کے تھما کر اتھما کا نام اس غلام ترک نے نہ بوجہ و امارت فریبہ عطا کیا تھا بلکہ ناکمانی کی طرح نیچے سے آیا اور مغرب تشریف آردار سے اس بادشاہ کو شہید کیا اور اپنی جان کے کٹ سے جیشہ کی طرف کہ جنہاں میں مجلس سے تھا بھاگا جیشہ نے اس خیال سے کہ یہ راز فاش نہ ہو قاتل کو رحمت کلام کو لے کر نڈی اور قتل کر دیا اور جو یہ اولاد اکبر تھا اپنے باپ کی جگہ تخت مملکت تھما کر قائم ہوا اور انکو بھی حکومت کی جس کی سلطان قلعہ شاہ کی اولاد زریہ میں تھے جیشہ اور جیشہ راہرا ہر سیشہ اور رحمت سلطنت کی تشریف بردار

### ذکر جیشہ قطب شاہ بن سلطان قلعہ کی سلطنت کا

جب جیشہ قطب شاہ افسر شاہی زیب سرکر کے زام حکومت پہنچے کثرت اقتدار میں لایا آئے بھی اپنے باپ کے شیوہ مستوہ پر عمل کیا اور مذہب اثنا عشر کے رواج میں بدرجہ کمال کوشش کی اور برہان نظام شاہ نے عزا پر سی اور مبارکباد جلوس کے واسطے شاہ طاہر کو احمد نگر سے دار الملک گلگندہ کی طرف روانہ کیا اور جب اس دیار سے چھ کوس کا فاصلہ ملا قطب شاہ نے بنفس نفیس استقبال اس قدسی منزلت کا باعزاز و اکرام تمام کیا اور زندگاس خاصہ میں سوار کر کے نہایت احترام سے شہر میں لایا اور اس دیار کے باشندے اس کے انوار جمال کے پر توئے فیضیاب ہوئے اور ہسکی خاک اقبال کو کھل الجواہر ویدہ اسے بنیائی کیا اور شاہ طاہر نے بعد تقدیم لوازم دعا اور رسوم عرفی کے ایسے کلمات کہ دنیا داروں کے کام آویں درمیان میں لا کر قطب شاہ سے برہان نظام شاہ کے ساتھ موافقت اور یکجہتی کے بارہ میں عہد و پیمان لیا اور قادر ذوالجلال کے حفظ و امان میں پھر احمد نگر کی طرف تشریف لے گیا اور جوان دنوں میں درمیان ابراہیم شاہ اور برہان نظام شاہ کے سبب بعض مقدمات کے غبار نزاع اور خشونت مرتفع ہوا جیشہ قطب شاہ نے نظام شاہ کے بھروسے پر بلکہ اسکی تحریض و ترغیب کے سبب دروہہ خزانوں کا کھولا اور بقدر امکان سوار اور پیادہ فراہم لا کر ولایت عادل شاہ میں داخل ہوا اور پرگنہ کا کنی میں تین چار ماہ کے عرصہ میں ایک قلعہ نہایت سنگین بنا کر کے تمام کو پہنچایا اور ابراہیم عادل شاہ اس سبب سے کہ خوشہ نظام شاہ اور رام راج سے معروف نہ تھا اس کے مداخلہ

تج دو تین ہزار سوار مسطرف رواہ کوئے سلطان قلی ایک جوائین جو کم کو متبرک کر کے عرض پر دار چوکر اگر خدمت  
 دو تھوہ سے رخص ہو دے مدوں لشکر مسطرف حاکم اعلیٰ بادشاہ کی رکت سے تمام باقی اور طاعی کو رخص کر دیں  
 سلطان محمد شاہ نے اسے مسطرف رخصت کر کے اس خدمت پر سرور کیا اور وہ مع اپنے متعلقان کے ان پرگنات  
 میں گیا اور کس تدریج سے وہیں واروں کو روانہ کر کے ان کے اتفاق چھوڑ دیں چوراہہ بہرہون کویت و ماہو کے  
 ایک نشان قلی رکھا اور بادشاہ کے برگ کی حاکم بن جواں پرگنا کے حوالی اور جواشی میں تھیں باہل بچی کے ساد  
 سے مسطرف کے شجاعت اور مردانگی میں موصوفہ و معروف ہوا اور سلطان محمود دہلی کے عہد میں مسطرف کو خرمہا  
 امارت پر پہنچا اور قطب الملک پاکر ملک ملنگ میں سے ملکہ نگلیدہ مع معصا فات حاکم بنائی بعد ان کے جن مدت  
 اس حدود کا سپہ سالار رہا اور وراثت میں اسے صاحب السیف و قلم لکھنے تھے اور جب يوسف عادل شاہ اور  
 ابو القاسم شاہ اور جمال الملک نے دعویٰ سلطنت کر کے چتر سر پرگنا یا اور یوسف عادل شاہ نے سوسے کر دیں  
 مرد قاتلانہ و شمشع صوبی تھا حلقہ میں اسامی بارہ انا حلیم اسلام داخل کیے کھوسا سے سلطان قلی نے بھی ایام امارت  
 جو سپہ سالاری میں نام ان کے عشری کو حلقہ میں ذکر کیا اور جوا و شاہی سلطان محمود دہلی نے حد سے زیادہ ضعف  
 پیدا کیا تھا وہ بھی مشفقہ اسوا شاہ پوری بقیہ سلطنت ہوا اور با نام قطب شاہ مشہور کیا اور سب امور میں با عد  
 اور روش با و شاہان و ملا سب پیش سادہست کر کے ماحول ملک متصرف راج و درون میں کوشش کی اور  
 ملک عادل شاہ اور جمال و شاہ اور برید شاہ کے ملوک با و شاہان ولایت مستخرج و قبیحائی اور اپنے صاحب پر  
 اثار کو ماسب اور عہد بر مصوب اور موصوں کیا اور ہر ایک کے ساتھ ماحول حالت ایک خدمت اور ہم قوت  
 رجوع کرانی اور حقوق تربیت سلطان محمود رعایت کر کے ہر جہت تحفہ و دیار یا بلایق اور قوت و اعزاز و ماہ اس کے  
 واسطے شرمینا دیندہ میں مرسول رکھا تھا جس کے بعد مرعلی شاہ اخیل صوبی تحت مالک اراں پرستش ہوئی  
 میں ملکر اسے مرتد راہ اپنا حاکم تھا حلقہ میں آنحضرت کا ہم اپنے نام سے مقدم کیا اور نام اصحاب ثلثہ  
 کے تدریج حلقہ سے ماسطرف کیے اور جو بہان شاہ نے شاہ طاہر کی ہرست کے موجب حلقہ لطیف شیعہ  
 ٹھا تھا سلطان قلی نے اس کی حمایت اور انتظار کے باعث ماسب اہلداں سے اس مذہب کے مخالف  
 بر ملا رواج دیے اور دست سے تدریجی دلائل نے رہاں طس وے ادنی کی حصرات صحابہ ثلثی سلطنت  
 کوئی اور اس راہ تک کو تحت سلطنت بر محمد قلی قطب شاہ احلاس فرما چکے مالک میں اسی طریق سے  
 حلقہ اشاعرہ میں بر طرح کر اہل فاتحہ سلاستی بادشاہ ایران شاہ صوبی کا وراثت کر کے ہیں انتقاد اور  
 احلاس میں ان کے تصور نے راہ میں بائی اور خواہش صادق اور اراوت واثق ساتھ متارح صوبیہ کے  
 رکھتے ہیں اور سلطان قلی قطب شاہ اپنے ایام سلطنت میں سلاطین دکن کی سلطنت سلوک برادر کرنا تھا  
 مگر اس ایام میں کہ سلطان سادہ گروانی نے عماد الملک ساری کے حسب الامناس ملک دکن میں داخل ہو کر  
 بہت حوالی اور وراثی ولایت مقام شاہ من پہنچائی بہت مظلومت مل کر کے لکھی اس کے پاس بھما اور اہلار  
 کھتی کر کے چاہتا تھا کہ ساتھ اس کے دم دوستی کا نام لے لہذا صاحب ماعلم سلطان سادہ کا مضرع ہوا اخیل عادل شاہ  
 نے رہاں شاہ کی تجویز قصد کر لیا کہ کچھ اس کے ملک سے نہ کرے اور قطب شاہ نے ہر جہد کوشش کی



## روضہ چوتھا

### بیان حالات حکام تلنگ میں کہ موسوم قطب شاہیہ میں

واقفان اسرار عالم کون و ضا در محقق اور محقق نہ رہے کہ شاہ خورشاہ نام ایک شخص مردم عراقی نے عبدالبرہم قطب شاہیہ بن تاریخ ایک کتاب مسموہ لکھی اور تقریر و طبع و قانع قطب شاہیہ بھی اس کتاب میں لکھ دیے لیکن وقت تحریر اس میں صحائف کے جو وہ کتاب مولف کے پیش نظر نہ تھی لہذا تفصیل ان کے حوادث ایام نہ لکھ سکا بلکہ اس سلسلہ عظیمہ کے بادشاہوں کے نام اور محل واقعات عظیمہ پر گفتار کیا

### تذکرہ قطب شاہ کی سلطنت اور جہانپانی کا

سلطان قلی ترکان بہار لو اور قوم میر علی شکر سے ہو اور بعض اس دور ومان کے مسو بان سے دعوی کرتے ہیں کہ سلطان قلی بادشاہ عراق میرزا جہان شاہ مقتول کے نواسوں سے ہو لیکن روایت اول صحت سے قریب تر ہے اور بہر تقدیر شکی جائے پیدائش بہدان ہو اور عہد آخر سلطان محمد شاہ بہمنی میں آغاز جوانی میں ولایت سے دکن کی طرف آیا اور جو کہ محمد شاہ غلامان ترک کو معزز اور مکرم رکھتا تھا اس نے اپنے تئیں غلامان ترک کے سلاک میں منظم کیا اور جو علم حساب سے ماہر تھا اور خط سیاق خوب لکھتا تھا بنا برین محلات حرم کا شرف مقرر ہوا اور خواہشیں اُس کے حسن سلوک اور امانت اور دیانت سے راضی اور شاکر ہوئیں اور ان دنوں میں جاگیریں اہل حرم کی تمام ملکیت تلنگ سے متعلق تھیں اور وہاں کے اقطاع سے عرضیان شکایت آمیز ہو چکے تھے کہ چوروں اور راہزنوں کی پرگنوں میں کثرت ہو اور رعایا دن بدن تھرو اور سرکشی کرتی ہو اور سر حلقہ اطاعت سے براوردہ کر کے اداسے مال و جہات مقررین میں تامل و تعزل کرتی ہو اگر فوج کثیر درگاہ سے باغیوں کے دفع کیواسطے مامور ہو وے ولایت اصلاح میں آوے اور محصول باو شاہی وصول ہو اور اگر سرکار اس سال تدارک نہ کریگی تو دسواں حصہ بھی مال مقررین خزانہ میں داخل نہ ہوگا سلطان محمد شاہ نے چاہا کہ ایک مایہ کباب



راجو کو دولت آباد کی طرف مہرم کما اور جو سلطنت وکس کے شاہراہ و ادھال کو بھی مبارک ہوئی رہبان پور میں موت  
 ہوا اور اس عرصہ میں خانہ تان سرہاں پور میں تھا مہر نے وصیت پاکر خوب لشکر فراہم کیا اور اقتصاداً مقام دولت آباد  
 کی سمت راجو روح کش ہوا راجو اس مرتبہ تاب اسکے مقابلہ کی نہ لانا آدمی رہاں پور چھوڑا جاتا تھا اس سے اتفاق کر کے  
 ملک کی درجو است کی خانہ تان بھی لے لے اسو کے صنف اپنا رہتا اس طرح من مناسبت حالت تان تیار ہی جا رہا تھا  
 ورنہ دولت آباد کی طرف روانہ ہو کر چوہہ و درمیان لشکر عسراور راجو کے حائل ہوا اور نہ چاہا کہ ایک دوسرے پر تاحوت  
 کر کے حالت ہووے مہر نے جو خانہ تان کو راجو کی حمایت میں سہایت مصروف دیکھا اسکے کہنے سے راجو کے  
 ساتھ صلح کر کے برہم کے سمت رہا ہی ہوا و رفا خانہ بھی حالہ پور گیا اور ملک عسراور راجو کی پہلی لشکر کشی بھی تھیں  
 مقام شاہ کی قلعہ انگری سے جاتا تھا اور پے اسکے ہوا کہ اسے مہر کو ل کر کے دوسرے ٹھکانے کو جاتا اس مقام شاہیہ  
 سے شاہ کرے لیکن اس سب سے اسراہیم عادل شاہ اس امر پر راجی نہ تھا اور اس کا قوت سے محل میں نہ آتا  
 اور اندازے مطابق ایک ہزار سو پچاس میں عادل شاہ کے فرمائے کے موجب مقام شاہ کے ساتھ ملاوا کرتے  
 معوج کیے رہہ رہہ معانی ملی اسکے درمیان ہم پہنچی اختیار دیک کا دوسرے پر ہوا پھر دونوں متفق ہو کر مع دیش  
 ہزار سو اسی کی طرف متوجہ ہوئے اور مقام شاہ مقصود کے کل شئی پر مع الی جملہ اپنے باپ دادا کے مسکن میں  
 استقامت پر یہ ہوا اور چند سردار مسلمان اور ہندو دولت آباد کی طرف راجو کی کوشمالی کیواسطے کہ اسکے خوف  
 سے عسراور کی طرف حارہ سکنا تھا مہر کے اور راجو کے دو وافر گرفتار ہوا اور ملک اس کی بھی مقام شاہ کے حور  
 تصرف میں آئی اور مہر اس ملک میں صاحب اختیار ہوا اور بہت قتال اسکا جس سے گدرا اور ان قتل کی حالت  
 تخریر میں سلطنت دو مان مقام شاہیہ کی برتھی شاہ ولد شاہ علی کو چوہی اور رام محل و عقد و مہر جی کے قصد اقتدار  
 میں ہوا و بحسب ظاہر دولت مقام شاہیہ تھیں اور شاہان دہلی کی تہذیب ملک کی طبع کر کے حویہ وصیت  
 ہیں دیکھیے مشیت پوری اور راوہ کم پری سے کیا طور میں آتا ہر نقطہ

اندھرجکے دیتا ہوں لیکن عنبر کو کہ خانخانان سے ملاقات کر کے اکبر بادشاہ کا نوکر ہوا اور اسے اس پر اعتماد نہیں کرتا اور اسے قلعہ میں داخل نہ کروں گا عنبر نے جواب دیا کہ میں تپنگ راے اور فرہاد خان اور ملک صندل کے غدر سے بے خوف نہ تھا صلاح وقت دیکھ کر خانخانان سے بحسب ظاہر ملاقات کر کے انکھاطوف دار ہوا لیکن دل سے اپنے تئیں نظام شاہ کے غلامان سے شمار کرتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ لوازم دولتخواہی بجا لا کر اس خاندان کی حفظ سلطنت میں مساعی جہیلہ پیش پہنچاؤں منجھن خان نے اس غدر کو قبول نہ کیا اور ابواب حوت و حکایات مسدود کر کے خاموش ہوا اور عنبر نے اس خوف سے کہ مبادا نظام شاہ فرصت پا کر قلعہ میں در آوے اور منجھن خان اس کے سبب قوی پشت ہووے اسے گرفتار کر کے نظر بند کیا اور فرہاد خان اور ملک صندل نے نظام شاہ کی گرفتاری سے دلگیر ہو کر آپ کو پائے قلعہ میں پہنچایا اور منجھن خان نے قریب ایک ماہ نشان بدافعہ بلند کیا اور جو کہ منجھن خان کا بیٹا موسوم ہونا خان بے اعتدالی کر کے اہل حصار کے زن و فرزند پر دست رازی کرتا تھا انھوں نے ہجوم کر کے اسے قتل کیا بدین سبب منجھن خان نے اپنے توقف میں صلاح نہ دیکھی جو یہ قلعہ سے بھاگا اور بالتفاق فرہاد خان اور ملک صندل اور دوسرے آدمیوں کے التجا عادل شاہ کی طرف لیجا کر سب اس کے ملازم ہوئے اور متحصنون نے روش منجھن خان کی اختیار کی اور چند روز قلعہ میں متحصن رہے اور آخرش عنبر بحسن تدبیر اس پر متصرف ہوا اور نظام شاہ کو حوالات سے نجات دے کر چتر اس کے سر پر لگایا اور ایک جماعت مخصوصان کے ساتھ اس قلعہ میں مقیم کر کے خود مع خیل و لشکر باہر روانہ ہوا اور محرم سال ۹۸۵ ایک ہزار تیرہ ہجری میں شہزادہ دانیال برہان پور سے دختر عادل شاہ کے لئے کوراہ ناسک اور دولت آباد سے احمد نگر کی طرف متوجہ ہوا اور ایک جماعت کو راجو کے پاس بھیج کر تکلیف کی کہ وہ بھی بطریق عنبر فرما نہر دار ہو کر ہماری ملازمت کے واسطے حاضر ہووے اور وہ ملکیت جاگیر پا کر بازگشت کرے راجو نے اعتماد اس کے عہد و قول پر نہ کیا شہزادہ طیش میں آیا اور اس کے استیصال پر آمادہ ہوا راجو نے بھی نشان جرات کا بلند کر کے مع آٹھ ہزار سوار اس کے مقابلہ کے لیے عزیمت کی اور اگرچہ مرتکب جنگ صفت نہ ہوتا تھا لیکن لشکر مغل کے حوالی اور خواہشی کو تاخت و تاراج کرنے سے اس قدر مزاحمت پہنچائی کہ شہزادہ نے اپنی خانخانان کے پاس جانے پور میں بھیج کر ملک طلب کی خانخانان بسبیل استعجال پانچ چھ ہزار سوار سے آہو پانچا اور باعث آرام و آسائش ہوا اور بعد وصول خانخانان کے راجو نے ترک تاخت و تاراج کر کے اپنے مالک کی راہ لی اور شہزادہ نے مع خانخانان احمد نگر کی طرف جا کر پالگی عروس کے ہمراہ معاودت کی اور قلعہ ٹہن کے باہر ننگ کے کنارہ کو لازم جشن شادی بجالایا اور خانخانان نے جالندہ میں مقام کیا اور شاہزادہ برہانپور کی طرف روانہ ہوا اور نظام شاہ نے ایک جماعت کو راجو کے پاس بھیج کر عنبر کی سخت گیری کی شکایت کی راجو قلعہ پرندہ میں جا کر نظام شاہ کی ملازمت میں حاضر ہوا اور عنبر کے دغ کرنے کا ذمہ دار ہوا غرض کہ چند مرتبہ جنگ واقع ہوئی ہر مرتبہ آثار غلبہ کے راجو کی طرف سے ظہور میں پہنچے عنبر مضطرب اور سرسیم ہو کر آدمی خانخانان کے پاس بھیج کر طالب کمک ہوا خانخانان نے دتین ہزار سوار سرداری سیرا حسین بیگ مقطیع ولایت بیر سے لشکر کے واسطے تعجیل روانہ کیا عنبر اس کمک کے آنے سے قوی پشت اور قوی دل ہوا اور

حشی سرخشاہنگ سے لیک کر فرج نصیر تک اور چار کوس جنوبی احمد نگر اور مس کوس وسط تھا و سردار جنوں تک متصرف ہوا اور دوسرا جو کئی دولت آباد سے شمالاً سرحد گوات اور جنوباً کوس احمد نگر تک اپنے تصرف میں در لایا اور دونوں نے محض ضرورت سے قلعہ اسلام شاہ کی اطاعت قبول کر کے قلعہ اوسہ کو مع جدت یہ امور احاطہ ضروری اور مصارف لادہ کی کے واسطے سپرد کیا اور یہ دونوں سردار اس فکر اور تلاش میں نہ تھے کہ ایک دوسرے کو معلوم کر کے ان کے مالک پر بھی متصرف ہوں لہذا در میان میں دو دن کے ہوشیہ واد رہی آسین معانی پہلے اور حاکمان نے یہ امر سمجھ کر اپنے ہمسایوں کو مامور کیا کہ تدریسے ولایت عمر پر کشتک کی طرف واقع بھی متصرف ہوں اور حشی جمعیت کے کے سلسلہ ایک ہزار دس بھیجی من مع سات آٹھ ہزار سوار اس طرف روانہ ہوا و دھوکے سے تھانے اٹھا کر اپنے مالک ان کے تصرف سے ہرایا اور حاکمان نے اپنے ٹرے بیٹے پیر لایع کو جو پیر شہادت اور مدافعی سے آراستہ تھا مع پانچ ہزار سوار اتھالی مقابلہ اور مقابلہ کو مامور و قاصد اور کے اطراف میں مرقعیں کا ساما ہوا ایک لے ناموری اور ملکہ نامی کی واسطے اور دوسرے نے اپنے خط مالک کے لیے ار دوسے قمر و صفت افواج آراستہ کر کے کوحی اور ہایت شدت اور جھوم سے ایک دوسرے پر حملہ آور ہو کر شہر مدی اور مدافعی کالانے اور مگر دوسرے ہوشیہ و تر سے آپس میں سرحد و جی کر کے منہ سر کشائی پر عداوت خون جاری کہین مقنونی در اس در مگر تفتہ شد ملکہ رحمت یا مدیہ اور گردہ ہماں گشت از جی آن صلا مردت چو سیر و دیکوہ قافہ ہم با د پانچ شدہ و ق ساسی و سر سر کشان لہذا در زیر پای و عدا سے کلاہین سے ایک جماعت کثیر نے قافلہ و رواج سے غالی کیے اکبر بادشاہ کے افعال نے اپنا کام کیا اور حشی رحمتی کاوی اٹھا کر آ رہیں سے عدا جو کہ میدان حالتان میں مگر ایک جماعت حشیوں اور دیکہوں سے کاسے قلعہ فتح جو ہم لاکر آئے سوار کے میدان سے ماہر لگے عمر بھر در پے لشکر و ام لانے کے ہوا اور اپنے ہتھیار کا محفل کیواسطے دوڑ و دوپ سے مارے آیا اور حاکمان جو کئی جماعت اور مدافعی کر شاہدہ کر کے یقین حاصل تھا کہ وہ پھر سرکشی کی فکر میں ہوا سو سے صلح پر آمادہ ہوا اور عمر نے بھی عدم اتفاق را حو کسی سے ملکہ ساسے معرکہ کو کر کے جسکی تحریک سے حالتانہ مصالحت کو مدد یک حاکم حاکمان سے ملاقات کی اور بعد و طریق قرار دے کر لو اور حمد و ہماں در میان میں لایا پھر صفت ہو کر اپنے مالک کی طرف مراجعت کی اسوقت سے اس وقت یعنی تحسیر کتاب ہدایت نقض حمد و پانچ واقع ہوا اور عمر خاٹمان سے کمال احوال و تحقیق پیش آتا ہوا و انھیں وقت میں تنگ را سے کول اور ہوا و حال مولد اور ملک حیدر حامد و دیگر سرداران دکن نے عمر حشی کی تنگ راجت کر کے قلعہ اسلام شاہ کی ملازمت اختیار کی اور شاہ موصوف کو عمر کے مع پر عدا م حرام کر کے قلعہ اوسہ کے اطراف میں نظر کر دیا اور عمر بھی اپنے احوال کو بہرہ لیکر آسٹو گیا نظام شاہ سے مقابلہ کیے کے غالب آیا اور تنگ را سے کو مدد امیر و دستگیر کر کے تنقید کیا نظام شاہ نے اتفاق و ہوا و حال اور ملک حیدر کو مدد فراخے مصطرب ہو کر عمر سے صلح کی اور عمر چاہتا تھا کہ قلعہ پر مدد کو اپنے تصرف میں لائے اسے ساسے نظام شاہ کے ساتھ میں آ رہے لٹانی مسئلہ لیکر امداد بہرہ میں قلعہ کی طرف روانہ ہوا اور قلعہ معان حشی نے کترب میں برس سے دہان کا حاکم تھا نظام شاہ کو پیام دیا کہ میں حضرت کو اپنا صاحب اور ولی نعمت جان کر تاجہ کے

اور آہنگ خان کے درمیان نزاع اور نفقات بہت ہوئے قلعہ آسیر کے محاصرہ میں شہزادہ دانیال اور  
 شہزادہ دانیال کو احمد نگر کی قید سے نکال دیا گیا اور آہنگ خان بخشی کہ چند روز ہزار سوار رکھتا تھا اس ارادہ سے کہ  
 وہ قلعہ کے آسیر کو چھوڑ کر آہنگ خان کے ساتھ رہے مگر اس کے اطراف سے برخاست کر کے اس طرف  
 متوجہ ہوا اور شاہزادہ اور تمام امرا اس امر پر واقف ہو کر قریب قریب کی طرف سے بھاگے وسیع ہو بقصد احمد نگر  
 روانہ ہوئے آہنگ خان نے اس سے پہلے کہ وہ احمد نگر پہنچے اور خزانہ اور اموال و کمال میں آگ لگ کر بھڑکے کہ قیدی جنگ نہیں  
 باہر کہ احمد نگر جا کر بہادر شاہ اور چاند سلطان کی جہ لپیٹ سے رخصت ہو جائیگا مگر جبری کا سر پر ڈال کر جنیر کی جانب بھاگنا نہ ہوا  
 اور امرا نے شہزادہ سے بیزاری اور جارحی قلمبند کر کے قریب ہو کر بدستور سابق محاصرہ کیا اور دوسرے آدمیوں پر  
 قسمیں کیں کہ شہزادہ دانیال کی طرف سے غنائمان اور سیر نیاؤں سے خان نے لقب کو دنا شروع کیا  
 اور مدد تیار ہوئے قریب تھا کہ قلعہ فتح ہو مگر چاند سلطان نے چیتہ خان خواجہ سرا سے جو قلعہ کے  
 اندر تھا یہ فرمایا کہ آہنگ خان اور دوسرے سرداروں نے نقصان عہد کر کے اس قدر کشتی اور بے اعتدالی  
 کی کہ شہزادہ شامیت سے اکبر بادشاہ خود کن کی طرف متوجہ ہوا اور یہ قلعہ بھی چند روز میں مفتوح کرینگے چیتہ خان نے  
 کہا کہ جو ہوا تھا وہ ہوا اب جو اسے صواب نما سے آفہنا فرماوے ارشاد کیجئے تو ہم اس کے موافق عمل کریں اور  
 حتی الوسع بجا لائیں چاند سلطان نے کہا سلام اس میں ہو کہ قلعہ شاہزادہ دانیال کے سپرد کر کے جان مال اور  
 ناموس کی امان طلب کر کے بہادر شاہ کے ہمراہ جنیر کی طرف روانہ ہو دیں اور وہاں استقامت کر کے فضال  
 غیبی ہمہ کے منتظر رہیں چیتہ خان نے اسلئے حصار کو طلب کر کے باہر از بند یہ تقریر کی کہ چاند سلطان ساتھ امرا سے  
 کیا و اکبر بادشاہ کے یکران ہو کر چاہتی ہو کہ قلعہ سپرد کرے کہنی یہ حصار سنتے ہی حرم سرا میں در آئے اور  
 اس علیہ حضرت کو بدشت و عقوبت تمام شہادت چکھایا اور اعیان دولت اکبری نے اسی عرصہ میں دین  
 دوڑا کر دیوار حصار اڑائی اور قلعہ میں داخل ہوئے اور عورتوں اور لڑکوں اور جوانوں کو آسیر کیا اور چیتہ خان اور  
 جمیع باشندگان اسے داخلہ اور عورت اور غنی اور فقیر کو بہادر شاہ کے علاوہ جو قلعہ میں تھے تہ تیغ کیا اور  
 شہزادہ دانیال نے سرکار نظام شاہی کے نقد اور جواہر اور نفاس پر تضرع ہو کر قلعہ معتدون کے سپرد کیا اور  
 بہادر شاہ کو آسیر کر کے اکبر بادشاہ کے پاس برہان پور لے گیا اور ان دنوں میں قلعہ آسیر کو بھی اکبر بادشاہ نے سزاوار  
 مفتوح کیا تھا پھر دکن اور خاندیس شہزادہ دانیال کو عنایت فرمایا جیسا کہ واقعہ خدیو جہان پناہ ابراہیم عادل شاہ میں تحریر  
 ہوا میں بعد از انکسار قلعہ کی طرف روانہ ہوا اور امرا سے نظام شاہی نے مرتضیٰ ولد شاہ علی کو بادشاہی پر منسوب کر کے عند  
 روز قلعہ پر بندہ کو دارالکتاب بنایا اور مدت بادشاہی بہادر نظام شاہ کی کہ تا غایت تحریر قلعہ کو الیا دین مجیس ہر تین بریل و چند ماہ کی

### ذکر مرتضیٰ نظام شاہ بن شاہ علی بن برہان شاہ اول کی سلطنت کا

جب اکبر شاہ برہان پور سے آگرہ کی طرف تشریف لے گیا نظام شاہ کے ملازموں نے باوجود اسکے کہ خیل و چشم  
 نہ رکھتے تھے اپنی بلند ہمتی اور لوالہ العزیز سے امرا کے کبار اور صاحب اختیار ہو کر نشان ہتھکڑیاں اور یوم  
 تحریر مل کتاب تک تتمہ سلطنت نظام شاہیہ کو سپاہ منسل کی مدد سے محفوظ رکھا چنانچہ ایک غیر نائے

اور حیدر آباد کی طرف راہی ہوئے حیات مستعار کو عیبت خاکٹر شکر الہی بخلائے اور عاقبت انانے سے اس طرح منظم کے ایک جماعت کو قلعہ پر بنا دیا اور کادیل کے محاصرہ کو کہ ملکیت ہمارے کے قلعہ میں گئیں سے تھے تین کیا اور جو قلعہ حالہ یورین اتنا صحت یدیر ہوا اور شہزادہ سلطان مراد نے صاف حق محمد جان پھراری کی عریک سے حاجا مان کو پیغام دیا کہ جو وقت فرصت ہو مناسب یہ ہو کہ ہم احمد نگر کی طرف مسودہ ہوں اور اسے بھی معتمد کر کے ملک نظام الملکی کو اسے معص و تصرف میں لادیں حاجا ماناں نے جواب دیا کہ صلاح و وقت یہ ہو کہ اس سال رار میں ہمارے کادیل کے قلعوں کو فتح کر سن جب وہ ملکیت تمام لکھال رر گئیں ہو کہ قید صطاین آوے اسے لے لیا اور معاہدہ کی طرف متوجہ ہو کر کسان شہر بند کریں اور جو یہ جواب شہزادہ کے مزاج کے موافق نہ آیا اس تحصیل سے کہ واقعات اگر باجناہ من غیر ملک صحت ہو ہو اہل رخش باور کدورت ڈرایا اور شہزادہ اور صادق محمد جان نے جید واقعات شکایت تھیر اگر بادشاہ کو گھٹن بکرا شاہ نے حاجا مان کو اپنے حضور طلب کیا اور شیخ ابو الفصل کو سپہ سالار کو کما اور ریرزا یوسف خان کو بھی اسکا شریک دیا اور حاجا ماناں شہر پر حملہ ایک ہزار چھ پچاس تین متوجہ ہو گیا ہوا اور آج کل ان سے فرصت پا کر ہوا تو میں چاہد سلطان کی شدت کی اور چاہا کہ بہاد شاہ کو دستیاب کر کے اسے ہلایا کو ایک قلعہ میں قید کرے اور جو دھار کا انا ولا میری پر چوب مارے اور وہ اس ارادہ سے واقف ہوئی ہوا اور شاہ کی مخالفت میں ہرایت ورحہ کو کشش کر کے دروازہ حاکم آہنگ قلعہ کے سہرہ بند کیا اور یہ معرکہ کیا کہ وہ قلعہ کے ماہر اتفاق اور کان دولت کجری کر مارے آہنگ قلعہ سے چدر را طاعت انکار کر کے اسکو کجی لعت کر مار دی اور کھڑا وقتا فریقین کے درمیان جنگ ہوئی تھی اور عادل شاہ نے اسکو کجی چرہ سی فرمایا تھا کہ اسے درمیان سے تعلق وین ہو کہ اتفاق ظاہر ہو سکے ہی سے یہی صورت پڑے ہوئے اور اسبقا ل اور امیڈیا آہنگ جان کا مد سے گذر اور میدان معرکہ کا محانوں کے جوہر سے حالی ہو چکر میں موسم رسات بین کہ ہر رنگ بھی رنگ تھی اور شاہزادہ کی طرف سے لگ ہو چکا اتناں تھا ایک جماعت سرداران کو قلعہ میں کی جانب بھیجا کہ اسکو ہارے اگر شاہی کے تصرف سے رآوردہ کرے اور وہ ان کا حاکم شیر جادہ چھ کو سن تاحث کر کے اس جماعت کے مقابل ہوا اور نہ جنگ شدید شکست پائی اور جو روح ہوا اور ہر صورت تمام آپ کو قلعہ سرین ہو چکا کہ معتمد ہوا اور عری اگر بادشاہ کی خدمت میں ارسال کی اور دیکھوں کے تسلط اور شیخ ابو الفصل ہمایونی اور سید یوسف خان کی لگ ۔ بھیجے کے ماہے بن فقرت شکایت آسیر وچ کیے اگر بادشاہ سمجھا کہ حاجا مان کے سوا دوسرا شخص جیسا کہ چاہیے کسی کی سپہ سالاری سے عہدہ نہ رہا ہو سکتا اس واسطے اس کا گناہ صاف کر کے عازم ہو کر پھر سے سر قلازما کر صاحب اختیار اور سپہ سالار روکن کر کے اتفاقاں وول میں شہزادہ مراد سے شرب دلم اور حورقون کی صحبت و دام سے سراہو و غیر کہ رسم ہو جائے اور ملکہ شاہ پورس حواسکا تمیز اور ناوکیا ہوا تھا برصہ حق واصل ہوا اور ناگر بادشاہ نے مالک کن شہزادہ و امال کو اس کا چھوٹا مشاقتا عطا کر کے حاجا ماناں کے ہمراہ اسے دکن میں روانہ کیا راہمی سرحد دکن میں نہ ہو چکا تھا کہ جو دیکھی حسب الاناس شیخ ابو الفصل اور سید یوسف خان حضور محلہ ایک ہزار آٹھ سو من دار الملک اگر سے دکن کی طرف متوجہ ہوا اور حاکم بادشاہ کو معلوم تھا کہ حباب سلطان

نے بھی مغل کی حرکت اور ان کے نقص عہد پر وقت ہو کر تعجب تمام آدمی بجا پور کی طرف بھیجا اور مبالغہ و الحاح سے ملک طلب کی تاکہ سپاہ مغل کو ملک سے خارج کرے عادل شاہ نے بدستور سابق سپہ سالار کے مغل کے محار بہ کا حکم دیا اور قطب شاہ نے بھی پیروی عادل شاہ کی کر کے مہدی علی سلطان کو مع لشکر تلنگ سہیل خان کے پاس بھیجا اور احمد نگر سے بھی قریب ساڑھے ہزار سوار برابر کیلٹ روانہ ہوئے اور جب قصبہ سون پت میں پہنچے قیام کر کے سامان جنگ میں کوشش کی اور خانخانان سپہ سالار مغل کہ قصبہ جالندہ میں تھاقت رکھتا تھا ہجوم اور قصد دکنیوں کا دریافت کر کے احضار لشکر کا حکم دیا اور خود بلند شاہ پور میں شاہزادہ کے پاس گیا اور حقیقت حال معروض رکھی اور جو چاہتا تھا کہ فتح میرے نام ہووے شاہزادہ اور اسکے اہل قلعہ و خزانہ کو شاہ پور میں نگاہ رکھا اور خود بالفاق جمع امراء اکبری اور راجہ علیخان برہان پوری مع بیس ہزار سوار کا رگزار دکنیوں کے زرم پر متوجہ ہوا اور دریائے گنگ کے کنارے دکنیوں کے مقابل حصے اور خرگاہ بلند کیے اور لشکر کے گرد گرد خندق کھود کر پندرہ دن تک حرکت نہ کی اور جب سپاہ وکن کی تعداد دریافت کی اور چند مرتبہ جنگ طلباہ اور قراولان سے طرح اور طور درآہر برآمد کے معلوم کیے ماہ جادی الثانی کی اٹھارہویں تاریخ شنبہ ایک ہزار پانچ ہجری میں چاشت کے وقت عازم جنگ ہو کر صفیں آراستہ لیکن عمر کی بوقت طلاق طین کی واقع ہوئی اور سہیل خان نے آلات آتشبازی کے استعمال سے راجہ علیخان اور راجہ جگناتھ راجپوت کو کہ مو اہمہ اختیار کیا تھا مع چار ہزار بہادر ہلاک کیا اور چونکہ اسی نظام شاہی اور قطب شاہی بھی افواج اکبری کے تاب مقادمت نہ لاسکے دشت ہزیمت کی طرف منہزم ہوئے تھے سہیل خان مقابلہ اور مقابلہ افواج دشمن کا اپنے اوپر فرض کر کے قریب وقت شام میں سپہ سالار سپاہ مغل پر حملہ کیا اور اس طرح ان کی جمعیت کو متفرق اور پریشان کیا کہ معرکہ سے بھاگ کر شاہ پور میں شاہزادہ کے پاس پناہ لی اور صادق محمد خان اس امر کے درپے ہوا کہ شاہزادہ کو بھی ملک وکن سے باہر نکالے لیکن خانخانان نے باوجود تفرقہ لشکر اسی طرح معرکہ میں قدم تو راستوار کر کے مع فوج قلیل اس رات کو توقف کیا اور سپاہ وکن قرار فتح کا ساتھ اپنے دیگر غارت میں مشغول ہوئی اور غنیمت بہت دستیاب کی اور سوائے سہیل خان اور ایک جماعت خاصہ خیل عادل شاہی کے تمام فوج غنائم کو جاہاے مضبوط اور مستحکم میں پھونچانے کے لیے متفرق ہوئی اور کسب اتفاق خانخانان اور سہیل خان جماعت قلیل ایک تیر پر تاب کے فیصلہ پر معرکہ میں رہے اور پیرات تک احوال ایک دوسرے سے کچھ خبر نہ پائی آخر الامرجب واقع ہوئے دونوں اہی محافظت میں کوشش کر کے لشکر جمع لانے کے درپے ہوئے اور جب خورشید ترک غدار یعنی آفتاب نے درجہ مشرق سے سپاہ ہندوے شب کو منہزم کیا وہ دونوں سردار مع جماعت ہمراہی مقابل ایک دوسرے کے ایستادہ ہوئے اور خانخانان کا یہ مقصد تھا کہ سہیل خان حوت صلح درمیان میں لا کر بقائے ایک دوسرے جدا ہو دیں لیکن سہیل خان بعضے آدمیوں کے دوسرے کے سبب جنگ میں راسخ ہو کر مع فوج خانخانان کی طرف روانہ ہوا تب اس نے بھی لاچار ہو کر نشان قتال بلند کیا اور طین سے ایسی حرب سخت واقع ہوئی کہ جنگ پہلے دن کی اس کے مقابل ایک باز پچہ معلوم ہوئی تھی آخر کو تائید ربانی سے نیم فتم و ظفر خانخانان کے پرچم مراد بریلی سہیل خان شاہ درک کی طرف قرار ہوا اور امراء نظام شاہی اور قطب شاہی جو پہلے دن بھاگے تھے بحال تیر احمد نگر

کے پاس بھیجا ہوا درشاہ بن ابراہیم شاہ مقتول کو اپنے پاس لایا اور قلعہ میں حبس کر کے نام ٹرعا آہنگ خان اور تمام امرا سے سلام شاہی نے اطاعت کی اور میں بھی تمام قہر اور عیال میں ہو کر چاہتا تھا کہ تیش مساکو شہنشاہ بن کرے ابراہیم عادل شاہ نے مرتضیٰ خان کوئی کوکھدہ امرا سے درگاہ و تمام جاہل و سوار و عمل جو مگر کی طرف بھیجا کہ میں بھی کو سام دیکھو اس وقت میں ایسی حواشی کر رہا تھا کہ سب ہوا دم پر کہ مسیح مقدسات تو کہے سمیل جان کے ہوا وہ سب لوگ کی طرف آویں تو احوال ریاست کہ کے جو کچھ صلاح ملک دولت پیش ہو پوچھائی جاوے میان بھی کر دیا قائل ہوا تھیرہ تھا عادل شاہ کے وراثت سے محاورہ کیا سمیلے خان کے بہراہ بجا ہو رہا اور جب عادل شاہ کو یقین ہوا کہ احمد شاہ سلام شاہ کی اولاد سے عین جس کو باطلہ کر کے اور حاکم لائق تیکر مراد ای سختی اور میان بھیجا اور اس کے بیٹے سان حسن کو مسلک امرا میں انتظام دیکر جاگیر عوب علیا کے مسرور اور شیع کیا مدت سلطنت احمد شاہ قریب آٹھ ماہ تھی

### تذکرہ بہادر شاہ بن ابراہیم نظام شاہ ثانی کی حکمرانی اور جانبانی کا

ماہر بہادر شاہیں کے صاحبزادے سلطان کریم بنی رہے کہ جب چارہ سلطان نے بہادر شاہ کو کوشش جمیلہ سے صاحب ہر کیا تھا وہاں میں تھک دیا یہ راہ کو پیشہ کیا اس نے بھی تھوڑے عرصہ میں عساکر کو جمع و عادت ہوا ہے نظام میں پیش کر کے ایسے جوان و عساکر کو ساتھ صاحب اور عہد کے قوی پشت اور قوی پایا کیا اور نشان بای مضبوطی اور استقلال کا ملکہ کے آہنگ خان اور شہر خان کو کر رہا مقتدرین شہرت رکھنے کے منہ دیر سے گرفتار کر کے حوس کیا امرا بہادر شاہ کیلئے بکھیرا اور دل شک ہے ہر لوگ ایک سمت رہا ہوا چارہ سلطان مصطرب ہو کر عادل شاہ سے متقی ہوئی اور یہ پیام دیا کہ ایسے دمت عین کو دشمن تو ہیں میں بھیکر نظام و صحت کا جو باہر اس دولت خانہ کے لئے ہے مشیہ سرکشی اور عیال کا احتیاج کر کے ہر ساعت سدا آٹھا ہے میں ہا رہر لکھ ایک آشوب ظاہر کرتے ہیں مگر چھو اس جماعت کی گوشمالی میں کو مشتق لہر میں گئے محقر یہ مافی ملک بھی اگر بادشاہ کے تصرف میں عادل عادل شاہ نے یہاں رعاست پر توہر کی اور سمیل جان سپہ سالار کو روایا کہ احمد کر حکمران میں خوشنودی چارہ سلطان کی پوچھ میں سے میں جان شہر و شہنشاہ ایک ہزار پانچ سو چوبیس سالہ کی طرف وارہ ۱۱۰۷ھ و مجروحان قلعہ من قلعہ مدہوا و چارہ سلطان کی اطاعت میں نہ کیا سمیل خان تجوی چارہ سلطان محاصرہ میں شدل ہوا اور قریب چارہ بیٹے اس میں اوقات صرف کر کے محمد خان کے دین میں راج اور ثبات رہا اور محمد خان عرصہ عاکمان کو لکھا طلب لکھا ہوا اور مردم قلعہ اس امر سے واقف ہو کر سب اس سے بچر گئے اور اسے قید کر کے چارہ سلطان کے سپرد کیا چارہ سلطان نے آہنگ خان عسکی کو کھلا مان و درگاہ سے تھا اس پر اعتماد کر کے پیشوا اور ریکل سلطنت کیا اور سمیل خان کو سلطنت سے علیحدہ کر کے ماہ اردو احترام و صحت معاہدات مطالبہ مائی اور دھما مارا ہے مراحت را حد پور کے اطراف میں کر دیا ہے گنگ کے ساحل پر واقع ہو پوچھا امرا کے کبریٰ قصہ پاتری و حیرہ پر حکومت رار سے خارج ہر نقص عہد کر کے تصرف ہوئے اس واسطے اس کو منع میں قید کر کے عریضہ مشتق حقیقت حالی عادل شاہ کو لکھا اور اسی عرصہ میں چارہ سلطان اور آہنگ خان

سید ملک دین علی صاحب

کے درمیان ایک جنگ عظیم اور معرکہ شدید کہ اس سے صعب تر تصور نہ کرنا چاہیے واقع ہوئی اور جو بسبب تہمت اور جرات اس شیر زن کے کہ ہر دفعہ رخنہ اور برجون گئے اور پھر دو تین ہزار بان اور ضرب زن اور تانگ اور تیر فیر کرتے تھے اس قدر بہادران اکبری کام آئے کہ ان کی لاشوں سے خندق بٹ گئی مہمندی چربا اس فیضان بہنگام جنگ بہارید ازان بار سنگ و خدنگ پہ لوگفتی ازان بارہ ابرمطیر تگر کش بہہ سنگ و بارانش تیر پڑنیکان چنان آتے بر فروخت کہ پر ملک بر فلک زان بسوخت بہ ہر چند لشکر بایں مغل آخر ملت روز سے غروب آفتاب عالم افزو تک گرم و غار ہے اور کیہ ششش اور جان بازی کی کچھ فائدہ نہ بخشا اور وہ قلعہ فتح ہوا اس سبب سے شہزادہ اور صادق محمد خان و لکیر ہو کر اپنے مسکن اور موطن کی طرف روانہ ہوئے اور اردو کے مغل کے خود پرگ نے ازراہ الضات زبان اس شیر زن مبارک پیدائش کی تعریف میں لکھولی کہتے تھے کہ انتہا تہور و شجاعت کی یہ جو جو اس عقیقہ مریم خصال سے نمودار ہو چکی اور اس تاریخ سے نام اس بقیس زمان کا جو چاندنی تھا بعد اس کے چاند سلطان ہوا الغرض جو پردہ شب ظلماتی درمیان دو جنگ جو کے حائل تھا چاند سلطان خانہ زین پر اس قدر رونق افروز رہی کہ معماران چاہکے دست فرما دے ہنگ نے اس رخنہ دیوار منہدم کو گل و سنگ سے دو تین گز بلند کیا اور پچیس دنوں میں نامہ جات سرداران دکن کو کہ باتفاق سہیل خان ولایت بیر کے اطراف میں پہونچے تھے تحریر کر کے اس میں کچھ کچھ احوال علیہ اعدا اور زبونی اہل حصار اور قلعہ آذوقہ و رنج فرما کر روانہ کیا آفتابادہ جلیں کہ حائل ان پوشتون کا تھا مردم مغل کے ہاتھ گرفتار ہوا اسے خانخانان اور صادق محمد خان کے روبرو لائے انھوں نے ایک مکتوب سہیل خان کو لکھا کہ ایک مدت سے ہم انتظار تھا ری توجہ کار رکھتے ہیں تاکہ یہ مناشہ اور منافع جلدی رفع ہووے اور جس قدر جلد اوھر تشریف لائیے گا بہتر ہوگا اور وہ مکتوب مع نوشہائے چاند سلطان آئی تھامہ کے ہاتھ ارسال کئے منقول ہر کہ جب کتابت سہیل خان کو پہونچی اور اس کے مضمون پر مطلع ہوا اس وقت بصرہ تمام کیہستان مانگ دون کے راستہ سے قلعہ احمد نگر کی طرف متوجہ ہوا اور جو لشکر مغل میں قحط بدرجہ نہایت پہونچا تھا گھوڑے فاقہ کے سبب نہایت کمزور اور لاعزم ہو گئے تھے اور اس خبر کے سننے سے شہزادہ اور تمام اہل اے اکبری ہلکے ہوئے اور انجن مشورہ کے واسطے ترتیب دی سب کی رائے نے یہ اتفاق کیا کہ اس وقت جنگ سپاہ دکن سے بخوفت رکھ کر چاند سلطان سے پیام صلح اس طور پر درمیان میں لاوین کہ آن علیا حضرت دلائیٹ ہزار بادشاہ کو پیش کش کرے اور باقی ولایت حسین شاہ کے عہد کے موافق اپنے تعلق رکھے پھر سید مرتضیٰ جو قدیم سے تربیت یافتہ اور برگزیدہ خاندان نظام شاہیہ سے تھا شاہزادہ کی طرف سے مقدمات صلح کی تمہید کو مامور ہوا اور چاند سلطان نے اضطرار سے اہل در یافت کر کے پہلے استغنا کیا اور آخر کو اس نے بھی مانند لشکر مغل صلاح جنگ نہ کیھی جو کہ محاصرہ کے فضیض سے تنگ آئی تھی تھیل کر کے جس طرح سے کہ موم ہوا مصالحہ کیا اور شاہزادہ مراد اور خانخانان کشل چٹور اور دولت آباد کی راہ سے اقتدارے ماہ شعبان میں براکی طرف روانہ ہوئے اور سہیل خان سپہ سالار عادل شاہ اور محمد قلی سلطان سر لشکر سپاہ قطب شاہ اور میان پنچہ احمد شاہ کے ہمراہ رکاب اسی دو تین دن کے عرصہ میں احمد نگر پہونچے میان پنچہ نے چاہا کہ احمد شاہ بدستور سابق احمد نگر کا بادشاہ رہے لیکن آہنگ خان نے احمد شاہ کو قلعہ سے بر آوردہ کر کے میان پنچہ کے آنے کا دروازہ مسدود کیا اور ایک جماعت کو تھا نہ دے اور جو منہ



کیا اہل قلعہ اس کے مقول احسان ہوئے اور اعلیٰ اولیٰ جاہ سلطان کے حسب اہکم اسی شب کو کھو دئے اور پورے  
 ارکان حصار میں جس جگہ کچھ جاں بے تعلق دیا تھا مشغول ہوئے اور روز جمعہ کے بلکہ دو وقت سراج لگا کر  
 مار دت اُس کی ہنگامی اور دیگر سرگلوں کے تحس و تلاق میں تھے اور شہر اودھ اور عداوت محمد جان سین  
 جاسہ تھے کہ فتح خان خانان کے نام ہوئے اے اطلاع اُس کے مسلم ہو کر حصار کے گرد و اہل پراول آراستہ کین اور اہل  
 کرمقون میں اُنک دیوین تاکر قلعہ میں رعد ظاہر ہو اُس وقت ہجوم لاکر قلعہ کو محاصرہ دیا اور قلعہ میں داخل ہو دین  
 مقتضی دیران میدان کین تاقتہ ہر سو تن رعد و زور ہر سو قلعہ ہر سو شہر شہر آراستہ مال و دوش و شہر آرایش رند  
 حد و قس و رواں شہر سے بیجا ستیر و رہبر سو کے محل موج ریر و اور ہر اہل لکری جان خانان کے سوا شہر اودھ  
 کے حکم کے موافق مع حل دشمن اور طیل و طم اس صبح بھیں کے وہیں پہلے قلعوں میں لگ دیے کا اختیار کیا  
 اور ایسے وقت میں کہ اہل قلعہ کرسی بقیہ جان قلعوں سے بڑی بقیہ کھو کر مار دو اور دو کسے کے تہہ میں تھے  
 کر گاگہ دو ماہ اس بقیہ ہادیہ اسلحہ رآمد ہو اشل ملاکا دو اور قلعہ میں پراول کی دیا وستر لیل ہوئی زمین و آسمان بلی بہت  
 سے محشر میں تھے اور ایک عدلیاں حیا کی کو صعدہ سے متاثرہ داخلی پیدا ہوئی گرا کر صورت قیامت لگا اور یہی منجلیار  
 مار دت قلعہ کے دور سے اس شدت سے بڑی کہ ہر گھس اس سائے سپہر لاکر قطر میں خبروں کے گرا مقتضی  
 چو شد افسر تیریر بل شہر و موریت از بکر گراں حصار مع حل قیامت اُن کو مان ر لرا کہ گشتہ شہر آرایش  
 سلسلہ شد کہ صورت عداوت زدی و سرایش راداد شہر سدی و شد ان خطہ ہل قیامت حیان و مگردون تلک  
 نصر معان و زمین قسری از بکر گراں در و یہ ہر سایل صورت قیامت و مید و محدود قیامت یا کن شہر سدی و دور پا  
 جوتکا و کو بے ملکہ صامت کہ رویک اس دیوار کے قلعہ کا شے میں شعلہ بلی سگ و مالک کے بچے  
 ہلاک ہوئی اور کچھ لوگ شل مر قلعہ جان و شہر آرایش علی اور آہنگ حال اور شیر جان اور عداوت دایہ زادہ اور اہل قلعہ  
 اور اہل اعلیٰ کہ اس سے کلید اور دور تھے قلعہ کی دیوار ہمد و بھکر و مار ہر اختیار کر کے مسلحہ اور دوس  
 گوشہ اور کنارہ میں حملہ گئے اور ہر اہل قلعہ کو اس طرح بھو کر کل قلعہ کی حفاظت سے غالی کیا لیکن جس  
 سعی اس عیدہ میں حصال کے کہ قطعہ و رغل فعل ہمدین ہال عہد و لعل و شال سایہ چرش سوا ویدہ کتورہ  
 ہر ارا ر و رے شکستہ ہر جنگین و شکوہ متداو لاہ گوشہ سحر و جمعش کشیدہ شال گوشہ رنج و جمعش شکوہ  
 حبال و اس صحر و اور اید و منان کی حمایت سے جاہ سلطان نے اس واقعہ ہولناک ہر اطلاع پاکر جوڑا بچ  
 اوڑھ کر صلاح جنگ ریب تن کئے اور پارہہ شمشیر ماتہ میں لی اور مع ایک جماعت آدمیوں کے کسکی  
 خدمت میں حاضر تھے سہر ہر سے رآمد ہوئی اور سر قیامت ہوا ہو کر اس رعد کی طرف روانہ ہوئی اہل قلعہ  
 قلعہ میں ہر قس و فان اور آہنگ حال اور شیر جان و عہد و لاچار ہو کر گوشہ اور کنارہ سے کہ پشیدہ ہوئے تھے ملاز  
 میں حاضر ہوئے اور جو کہ شاہزادہ اور عداوت محمد جان اور تمام امرا و سپاہ محل و اعلیٰ اور سرگنوں کے اٹھنے  
 اور دیوار میں گرنے کا بھیت تھے قلعہ مدون نے مصطفیٰ پاکر اہل قلعہ کو قیامت صفا آشوب اور بان ر  
 مدق اور صرب زن اور آلات آشکاری اس رعد پر لعل کیا کہ رآمدہ ہر و رنج ہوئی اور آخر کو ب لعل کی شعلہ  
 سے بایں ہوئے اور در سپاہ محل شاہزادے کے حسب اہکم رعد کی طرف قیامت لاکے گیا کہ مردم و دی اور ہر دی

ہو کر شل ماہ سیرکنان ہونا گاہ جانب شرقی ملا زمان سے خالی دیکھی اس طرف کی تنگاہبانی خانخانان سے رجوع فرمائی اور اس نے اسی دن باغ ہشت بہشت کے حوالی سے کوچ کر کے جابے مجزہ مذکورہ میں نزول کیا اور آہنگ خان اس کیفیت سے خبردار نہ تھا تین ہزار سوار انتخابی اور ایک ہزار پیادہ تو بھی لیکر شب تاریک میں وہاں پہنچا اور غفلت اس جماعت کی غنیمت جان کر دست بٹھیر ہوا مقتوی زشمیر خوزیز آشتنگان بہ شب خون درآسید بختنگان شد از تابش تیغ تیرہ شب پہونگی کہ بشاید از خندہ لب پہونگی کا بٹھیر بارید خون بہ شب تیرہ را چہ مشر لاگون بختانخان مع دو سو سوار تیر انداز کہ اس کی اردلی میں رہ کر پیرہ وسیہ تہمتی بادت خانہ کے کوٹھے پر چڑھ کر تیر اندازی میں مشغول ہوا اور دو تھان لودھی کہ میٹھیر اس کا تھا ہوشیار ہو کر چار سو جوان افغان نامہ الیکر اس کی کمک کو پہونچا تنور جنگ گرم ہوا اور طرفین سے داد مردی اور مردانگی دیتے تھے کہ دولت خان کا بیٹا پیر خان بھی مع چھ سو بہادران رستم آثار میدان میں پہونچ کر دست بٹھیر و نیو ہو کر حرب میں مصروف ہوا اور آہنگ خان زیادہ اس سے توقع اور بٹات قدم کو مستلوم ہلاک جانکر باتفاق پسر شاہ علی اور مع ایک جماعت پہلو اتان دکنی کہ عدد ان کے چار سو تھے اردوئے خانخانان کے خیمہ و خگاہ سے برآمد ہو کر قلعہ احمد نگر کی طرف متوجہ ہوا اور شاہ علی کہ ایک مرغین اور خیمت تھا اس نے قلعہ کے اندر جانے سے انکار کیا اور چند روزہ حیات کو غنیمت جانکر مع باقی لشکر دکنی جس راہ سے کہ آیا تھا معاودت کی اور دولت خان نے اس کا بچھا کر کے تھینا نو سو آدمی کو ہلاک کیا اور جب اخبار ویرانی احمد نگر اور غلبہ طائفہ مغلیہ پر خاش جو کا دار السلطنت بیجا پور میں پہونچا اور نوشتہ ہائے چاند سلطان شہر الہاس اعانت بمباغہ عادل شاہ کے پاس پہونچے اس واسطے آنحضرت نے اسکی کمک کے درپہ ہو کر سہیل خان خواجہ سر کو کہ صفات شجاعت میں موصوف تھا مع بیس ہزار سوار شاہ درک کی طرف روانہ کیا اور میان بھو باتفاق احمد شاہ اور امرا اور اخلاص خان مع جوان و انصار یہ خبر سکر سہیل خان کے شریک ہوئے اور مددی قلی سلطان ترکمان بھی سپہ سالار لشکر تلنگ ہو کر مع پانچ چھ ہزار سوار اور پیادہ بے شمار محمد قلی قطب شاہ کی طرف سے ساتھ اس کے ملحق ہوا اور حبیب خبر لشکر دکن کے شاہ درک میں فراہم ہونیکسی شاہزادہ مراد کے مع مبارک میں پہونچی جو کہ اس کے اور خانخانان کے درمیان میں غبار اتفاق تھا اس واسطے صادق محمد خان آتاباک اور امراے کبار کو فراہم کر کے سوار کیا سبھون نے مراسم استجارہ اور لوازم استشارہ بجالا کر متفق اللفظ والمعنی ہو کر عرض کی کہ جب تک لشکر دکن اس حدود میں پہونچے سرنگ کھوونے اور دیوار قلعہ کے گرانے میں سعی اور کوشش کر کے قلعہ کو مفتوح کرنا چاہیے شاہزادہ نے یہ رائے پسند کی اور اس کام کے واسطے اشارہ فرمایا امراے عظام نے اس عرض سے کہ محصور دن کو موافق نقب سے کسی طرح خبر نہ ہو ہر طرف سے ابواب دخول و خروج بند کرنے میں ایسی کوشش کی کہ خیال کو بھی بحال نہ رہی اور نقب زمان آہنی چنگ فرما دیا قلعہ نے عرصہ قلیل میں شاہزادہ وغیرہ کے مورچوں سے پانچ سرنگین جری یعنی نیو میں پہونچائیں اور جڑ دیوار اور برج قلعہ کو مجوف اور شبک کیا اور شب جمعہ عشرہ رجب کو نقب کو باروت اور توپ اور قندار سے ملو کر کے سوراخ ان کے گچ اور چونہ سے بند کیے اور چار ہتھکڑے دوسرے دن بعد از نماز جمعہ آگ ان میں ڈال کر قلعہ کو کھڑا دین قصار خواجہ محمد خان نیشازمی کہ شاہزادہ کے میں لشکر میں رہتا تھا وہ رحم دلی سے شب تاریک میں مردم حصار کے پاس پہونچا اور انجین موضع نقب اور سپاہ مغل کے ارادہ سے خبردار

دوسرے دن شہزادہ اور امیر سے کراشل سر شاہ سرح ولی در شاہان اور لوہا سپہ سالار عا حمانان اور شہار حان  
 کند اور محمد صادق خان اور سید مرتضیٰ سر داری اور راجہ ملیحان خاکن برہان پور اور راجہ علیقا تو اور بھی امر اکہ تدار  
 اُس کے نام کی رحمت قتل ہو قلعہ کے گرد کس ہوسے مورچل اور الگ آپس میں تقسم کے اور اس بلوکی سائنسین  
 ساریج کو اور العمل کسے خود شہار حان لکھو کہ لشکری اور سید اویں شہور و معروف تھا سپاہ اگری میں شہزادہ کے  
 نے وہاں سیشکر کٹر سر و گشت کے سارہ سوار ہوا اور اس غار نگر حدیث سے اپنی سپاہ کو بغیر وحشی کے مارچ کا حکم کیا اور  
 طرہ العین میں تمام مکانات اور حارات احمد نگر اور برہان آباد کی کوکرمالی کے مکان کی طرح عارت کئے نشان آہانی  
 کا پتہ پڑا اور دوسرے سمت و حاعت میں مہایت قصبہ رکھتا تھا جاہا کہ بھمان اہلیت کا مکان حور نگر و رازہ  
 امام شہر رجب عارت کر کے وہاں کے ماسد دن کو قتل کرے شاہراہ اور عا حمانان اس ارادہ میا سے واقف  
 ہوئے اسے مہات رح و ملاحت کی او بہت پیر دل کو عہر ش کے واسطے قسم تم کی حقوق اور سیاست پہنچا لیکن  
 احمد نگر کی حلفت کے پاس عو شاع و دمی سے کچھ رہا تجارت کو مت علاطل ہو کر ہر ایک ایک سمت طبعی ہوئے  
 اور امرائے مقام شاہ اس عہدین میں مرتہ ہوئے اور کو کسی کی لطاعت سن کر تا تھا اول میان پھو کہ احمد شاہ کو  
 نادشاہ بھکا عادل شاہ کی سرحد کی طرف ایم تھا دوسرا حلاص حال حشی ولی دولت آباد میں موئی شاہ نام ایک طفل بھول  
 کو نام سلطان بھوس کر کے لشکر کش کے علاقہ طاعت میں در لایا تھا تیسرا بھگ محل حشی کہ دیکھی عادل شاہ کی  
 سرحد میں تھا شاہ علی سرہان شاہ اول کو کہ عرش کی قیاس ستر برس کو ہو چکی تھی اور بجا گئیں تو فہ رکھتا تھا  
 اپنے پاس ملا کر پتر اس کے سر بھگا کہ بادشاہ راجا صاحب احلاص حال حرات کر کے دس مع ہنڈر سوار متعیدہ دولت آباد  
 کو ہزار بیکرا احمد نگر کی طرف متوجہ ہوا تھا اتنا نے دولت حال و حشی سپہ سالار کو کہ شحات اور حوامر دی میں مصاف  
 رکھتا تھا تاریخ چھ ہزار سوار حرات شاہت کار را کہ لشکر اگری سے انتخاب کیے تھے اور اس کی شحات ہاتھ  
 تمام اور احتیاد لگال رکھا تھا اس کے دین کے واسطے تار و کیا اور در مائے لنگ کے ساحل پر باخلاص حلیں  
 سے مقابل ہوا اور بعد جنگ اہل کس نے شکست کھائی دولت حان اور سپاہ محل نے چھپا کے قتل و ہارت  
 شروع کیا اور وہاں سے قصبہ میں کی طرف کہ مہایت آباد تھا روانہ ہوئے وہاں کے مردار و حور و ن کو یا ساوٹا  
 کہ حور تین شتر کی متعلق ہوئیں اس کے بعد احمد نگر روانہ ہوئے چونکہ چادر سلطان سادہ شاہ کی اسپہری ہوا اور شاہ  
 کے احلاص کے صلب میان بھو سے مارا میں بھی آہنگ حال کو بروا لکھا کہ ایک حامت تھمان و ہما دہا دن  
 قلعہ کی حفاظت اور دشمنوں کے ماصہ کے واسطے رکھل اہما رکھتے ہوں ہزار بیکرا بیکرا بھگ محل کی طرف پہنچا  
 آہنگ حال مع سات ہزار سوار و بادہ احمد نگر کی طرف متوجہ ہوا اور جب احمد نگر کے چوکوس پر پہنچا ایک بھگ محل  
 داخل حصار کے دریافت کیو واسطے بھیجا کہ ملاط و اب اسکا سطر اعتقاد و حور دیافت کر کے ماصحت کر سے  
 حاسوس نے ہوا چھس و حقتعات ہم پہنچا کہ حردی کہ قلعہ احمد نگر کی ترقی حاسب سپاہ محل کے نزول سے  
 حالی جزو کوئی امر سے محل میں طرف کی حفاظت میں تمام نہیں رکھتا ہوا اس وجہ سے آہنگ حال رات کے دم  
 حاسوس کی حامت سے شاہ علی اور اس کے حرد و مرتضیٰ کی ملاحت میں حصار کی طرف متوجہ ہو کر قلعہ سلامت میں  
 مشغول ہوا اور اسی روز صبح کو عجیب اتفاق ہوا کہ سلطان مراد قلعہ کے ماحولہ اور موچل اور لنگ کی ماکہ کو ہوا

کی طرف بھجا اور التماس قدم کی اور شاہزادہ جو کہ باپ کی طرف سے تسخیر دکن کے واسطے مامور تھا اور جو بایں فرصت  
تھا بسبیل استعجال لشکر فراہم کر کے احمد نگر کی طرف متوجہ ہوا لیکن ابھی عریفہ گجرات میں نہ پہونچا تھا کہ امرائے حبشی کے  
درمیان مناصب اور جاگیرات کے سبب غبارِ کدورت بلند ہوا اور شمشیرِ نفاق میان نے باہر لائے اور ایک  
دوسرے کے قتل میں سامعی ہوئے اور بعضے امرائے دکن نے کہ ہمراہ اُن کے تھے اس اوجھار کے مشاہدہ  
سے متنفر ہو کر ترکِ رفاقت کی اور مع خیل و شتم قلعہ کی طرف جا کر میان منجھو کے شریک ہوئے اور اُس نے  
اس لطیفہ غیبی اور فضل لاری کے باعث حیاتِ تازہ اور قوتِ بے اندازہ ہم پہونچائی اور قلعہ سے برآمد ہوا اور غرض کہ  
دنِ محرم کی پچیسویں تاریخ مختلفہ ایک ہزار چار ہجری میں عید گاہ کے اطراف میں امرائے حبشی سے خوب جنگ کی  
اور انھیں شکست دیکر اُن کے بادشاہ کو مع چند نفر اسیر کیا اور سلطان مراد کے بلانے سے نہایت نام ابر پشیمان ہوا  
اسی اندیشہ میں تھا کہ ناگاہ میرزا عبدالرحیم المصطفیٰ بہ خان خانان اور راجہ علیجان حاکم خاندیس شاہزادہ مراد سے ملتی ہوئی  
مع بین ہزار مغل اور راجپوت اور افغان مسلح از پاتیا بہ فرق آہن میں غرق احمد نگر کے اطراف میں پہونچے میان منجھو  
کہ اُن کے بلانے سے نام نہ تھا قلعہ احمد نگر غلہ اور آذوقہ اور خیل و شتم سے ملو اور مضبوط کر کے انصار خان کو کہ وہ اُس کے  
جلہ انصار سے تھا سپرد کیا اور چاند بی بی سلطان جو خواہش اسکی رفاقت کی نہ رکھتی تھی اُسے بھی مع جو اہر و لغو قلعہ  
کے اندر نگاہ رکھا اور خود سپاہ کے فراہم لانے اور طلبِ کمک عادل شاہ اور قطب شاہ کے احمد شاہ کے ہمراہ قلعہ  
اوسہ کی طرف گیا اور زہرہ فلک طہارت و پرہیزگاری چاند بی بی سلطان نے ہمتِ اشکر مغل کے مداخلہ میں صرف  
کی اور اس خوف سے کہ مبادا انصار خان جو انصار میان منجھو سے تھا دشمن کے شریک ہو کر قلعہ انھیں سپرد کرے  
نحیر خان بن میان محب اللہ دایہ زاوہ مرتضیٰ نظام شاہ کو مامور کیا کہ اسے رنج کرے اور محمد خان نے اُس کے  
قتل میں نہایت شجاعت اور مردانگی ہو پہونچائی اور اسی دن شہر اور قلعہ میں پوشیدہ خطبہ بہادر شاہ بن ابراہیم شاہ کے  
نام پڑھایا اور شمشیر خان حبشی کو کہ فرزند اُس کے مثل اولاد کو دور زار و گرو کے زیادہ ستر نفر سے تھے افضل خان تفرشتی اور  
دوسرے مردم کار آمدنی کے ہمراہ قلعہ کے اندر بلالیا اور جب ماہ ربیع الثانی کی بیسویں تاریخ سنہ مذکور میں سلطان  
بالتفاق امرائے کباب مغل سیلاب کی طرح کہ پہاڑوں کی چوٹی سے فضائے صحرای کی طرف رجوع ہوئے احمد نگر کے  
شمال کی طرف نمودار ہوا اور عید گاہ کے اطراف میں ایستادہ ہو کر ایک جماعت بہادران جنگ جو مدعکہ طلب کو انجم  
حرب و ضرب کا لا چو ترہ کے میدان میں قائم کیا اہل حصار چاند بی بی سلطان کے فرمانے کے بموجب مستعد  
نرم و آمادہ پیکار ہوئے اور چند توپ تیار است آشوب دشمن کی طرف فیر کر کے سنگ تفرقہ اُن کی جمعیت میں ڈالا اور  
جب دن آخر ہوا شاہزادہ مراد اور سپاہ مغل نے باغ ہشت بہشت میں جو بہان نظام شاہ بن احمد نظام شاہ کا ساختہ  
تھا نزول کر کے تمام رات لوازم ہوشیاری اور مراسم بیداری میں قیام کیا مشغولی دیگر روز کین شہسوار سپہر وافر وخت  
راہیت برافروخت چہرہ برآمد برین جنگ زیرِ خرام پڑا اور درخشندہ تیغ از پیام پڑا شاہزادہ نے ایک جماعت  
کو محافطت شہر اور برہان آباد کے واسطے جو بہان نظام شاہ ثانی کے متحد ثبات سے تھا بھیج دیا کہ ان کے باشندوں  
کی استمالت میں نہایت التفات ملحوظ رہی اور پہونچائی اور ہر محلہ اور کوچہ میں نداے امان ادنیٰ علی کے گوشِ زور  
کر کے ایسا کیا کہ رعایا اور تجار وغیرہ نے پائے توقف و امن نسکین میں کھینچ کر مغلوں کے قول پر اعتماد کیا اور

موسوم بہ شاہ ظاہر صدر آداد کے اطراف میں ہو چکا مگر وہ اگر سلطان محمد خدادادہ ولایت بنگال میں ملاں تاریخ کو رست ایردی میں داخل ہوا اور زمین اس کا ہر بند علی ہون اور حوادث و دیگر رستہ ہی ملکیت موروث میں پایا لانا ہوں اور کان دولت اور ایمان حضرت مرتضیٰ نظام شاہ صاحب صاخان حضرت نساں سلامت حال اس کے احوال کے شخص یا شخص میں ہو کر ستر لاکھ تحقیقات بحال کے لیکن طول بعد اور تغیر اوصاف کے باعث حق و باطل کی تیسرے عاج ہوئے لب تصدیق اور انکار میں نہ کھوئے تھے اور اس راہ حرم و احتیاط کہ سادہ کوئی حاصت او مانس اس کے پاس واپس ہو کر سادہ پر پا کرے اس واسطے اسے ایک قلعہ میں محبوس کیا اور دم و دم محتار و دنگا جو سلطان محمد خدادادہ اور اس کے متعلق کو خوب بھاننے تھے اگر وہ کی طرف رہاں شاہ تالی کے پاس کاندھلین علی الدین محمد اکبر شاہ کا نظام تھا مگر سیام دیا ایک شخص اس شکل و شائیل کا لکھتا تھا کہ میں سلطان محمد خدادادہ کا فرد ہوں اور میرا نام شاہ ظاہر جو تمام عمر سلطان محمد خدادادہ کی اس حد و دین سر ہوئی ہو یقین ہو کر کھسرت کو اس کا حال کیا ہی دریافت ہو گا امید و ارہن کہ جو کچھ واضح اور روشن ہوئے اعلام تکمیل تو مدبران دنگا و ترد و تقریر سے محال ہوں رہاں شاہ نے جواب دیا کہ سلطان محمد خدادادہ کی حیات مستعدا سرے ممکن میں احتام کو ہو چکا اور اس کے بیٹے اور بیٹیاں کہ فلاں فلاں ہیں میری محنت میں رہا نہ سر کرتی ہیں اگر کوئی شخص عرصا آپ کو سلطان محمد خدادادہ کے فرد کا مقام ہو کر دعویٰ کرے یا ہو چکا ہو تو اسے قتل کر دیا جائے اور تمام ایمان تحقیقات حال در ماتم کر کے اپنے دل میں کہنے لگے کہ با عقل اس شخص نے سلطان محمد خدادادہ کی زندگی کی شہرت پائی ہے آپ خلاف اسکے عام الناس کے وہیں شہن کر ماتم شکل معلوم ہوتا ہے ہر کہ مدت اخیر یہ قلعہ میں ہے عرصہ محبوس نے ایسا ہی کیا آتو کہ وہ اصل طبعی سے مرگیا اور اس سے ایک بیٹا موسوم بہ احمد باقی رہا کہ میان مسوئے درپ کا کر اسے تحت سلطنت رکھا یا احلاص حال اور تانی امرائے عشی اور مولد اس مقدس کے سب میان بھوسے محف ہوئے اندھا توادہ مذکورین کلاچو تر کے در میان صف جنگ آراستہ کی میان مسوئے احمد بادشاہ کو مسج پر بٹھا کر چتر میں کے سر پر قلعہ کیا اور میان حسن کو سات سو سوار و دیگر دشمنوں کے ہاندہ کو واسطے سر دل قلعہ بھیجا اور دشمن کے در میان جنگ عظیم اور سر کر شد واقع ہوا طعین کے بہت لوگ کام آئے اور اس در میان میں کہ عشی اصرار تو یہ قلعہ کی طرف میر کرتے تھے ایک گولہ امجاد شاہ کے چتر رنگا دولہ اور جو حال و آتش و گون کے در میان وقوع میں آیا اور میان حسن کثرت اور طرہ اعدا شاہدہ کے کپا پچھ قلعہ میں دریا پھر احلاص حایمان کی شوکت اور طرہ زیادہ تر ہوا اور قلعہ کے محاصرہ میں مشغول ہوئے اور اطراف و جواسے مورچے اور سرگم تیار کیے اور ارباب و حمل و حروج مسدود کر کے آدمی حاکم دولت آماو کے پاس بھیجا کہ آہنگ حال حشی اور حشی حال مولد کو جو رہاں شاہ کے عہد سے اس رائے تک محسوس ہیں رواہ کوئے خفاہ دار دولت آداد نے احامت کر کے بھین رواہ کیا اور جو کھتاہ دار حمر نے ہماور شاہ کوئے حکم میان مودیاہ بھی اتفاق کر کے ایک لڑکا محمول بالنسب مارا مگر کسے لائے اور اسے حادان نظام شاہ سے مسو کر کے سک اور حلاص نام کیا اور اس تقریب کے سب مارہ ہراور اس جمع ہو کے میان مجاور حضور میں دریا ہے چہر تین عرصہ رہاں ہوئے اور حیات اور احلاص سے مایوسی ہوئی ایک عرصہ سلطان مراد دولہ راہر شاہ کو لکھ کر کرات

اس وقت اس فوج کو دفع کرین ابراہیم نظام شاہ اس امر پر راضی نہوا اور شراب کی کیفیت اور نشہ کے سرور میں تلوار خلافت سے کھینچ کر اور فیضان مست کو آگے بڑھا کر سہیل خان کے مقابلہ اور مقابلہ کو روانہ ہوا اور حملہ اول میں ابراہیم نظام شاہ ایک سپاہی عادل شاہی کے ضرب نیزہ سے خانہ زمین سے جدا ہو کر زمین پر آیا اور مرغ روح اس کا نفس تن سے پرواز کر گیا جنگ کی شامت نے اپنا کام کیا سہیل خان نے اسے پالکی میں ڈال کر حکم کیا کہ اس کو احمد نگر پہنچا دین اور فیضان پر تصرف ہوا اور جب رات ہوئی اسی طرح گھوڑے پر سوار رہ کر وہ رات بسر کی اور دوسرے نظام شاہی میسر عادل شاہی کا چچا کر کے غنیمت بہت ہاتھ لائے تھے جب خبر ابراہیم نظام شاہ کے قتل کی سنی ہر ایک اپنی طرف بھاگا اور سہیل خان دوسرے دن تو پچانہ نظام شاہی پر قابض ہوا اور عادل شاہ کے پاس پہنچا یا اور میان منجھو نے آپ کو سب سے پیشتر احمد نگر میں پہنچا یا تھا اور احمد نام بارہ برس کے لڑکے کو ساتھ اس گمان کے کہ یہ خاندان نظام شاہ سے ہر دولت آباد سے طلب کر کے جتر شاہی اس کے سر پر بلند کیا اور شاہزادہ بہادر پسر ابراہیم نظام شاہ کو کہ قتل شیر خوار تھا قلعہ جو نڈکھٹ بھجکر مجیس کیا اور ابراہیم نظام شاہ کی مدت سلطنت چار ماہ اور دو روز تھی

### ذکر احمد شاہ بن شاہ طاہر کی حکومت کا

جب اخلاص خان اور دوسرے سرداروں نے جنگ و عناد برپا کر کے تازہ نہال سلطنت ابراہیم نظام شاہ کو پرمزہ کیا میان منجھو سہیل ستیال احمد نگر میں آیا اور قلعہ اور خزانہ اپنے تصرف میں لایا اور اخلاص خان اور اعیانہ نگاہ کو قلعہ میں بلا کر انہیں آراستہ کی اور بادشاہ کے تعین کے بارہ میں شور مچا کر اسے حبشی نے بلقیس زمان چاند سلطان کے التفات خاطر کو بہادر شاہ بن ابراہیم شاہ بن برہان نظام شاہ کی طرف مشاہدہ کر کے سب اسکی سلطنت پر راغب وائل ہوئے اور میان منجھو اور بعضے امراے وکئی نے بہادر شاہ کی صغر سنی سے کہ اس عرصہ میں ایک برس اور سات مہینے کا تھا اندیشہ کر کے یہ امر قبول نہ کیا اور کہنے لگے ممنوعی جہا بنانی و پانگاہ عوی ۶ کلاہ کیانی و کھیسروی ۶ کسی راسد کو ہنگام جنگ ۶ شتاب و مذاند درنگ ۶ امراے حبشی یہ کلام سنکر چاند سلطان کی جانب داری سے کشیدہ ہو کر میان منجھو کے شریک ہوئے اور لوازم عہد و شرائط بجا لائے اور آپس میں اتفاق کر کے خواجہ استر آبادی کو جس نے درگاہ برہان نظام شاہ سے خطاب میر سامان پایا تھا مع جماعت مردم معتبر و معتاد قلعہ جو نڈکھٹ کی سمت بھجکر احمد شاہ بن شاہ طاہر کو شہر احمد نگر میں بلایا اور عبدالضعی کے دن کہ سبتہ ایک ہزار اور تین ہجری تھی تخت احمد نگر پر متمکن کر کے خطبہ بنام ائمہ اثنا عشر پڑھایا اور منصب اور جاگیر آپس میں تقسیم کیں اور بہادر شاہ کو چاند سلطان کی آغوش عفو و غنیمت میں پرورش پاتا تھا بجز وعدی قلعہ جو نڈکھٹ میں بھجکر قید کیا اور بعد چند روز کے جب طاہر ہوا کہ احمد شاہ خاندان نظام شاہ سے نہیں ہر اخلاص خان اور امراے حبشی اپنے کیے ہوئے سے نادام اور پشیمان ہو کر اس کے عزل کے در پی ہوئے اور اس داستان کی توضیح یوں ہے کہ جب برہان نظام شاہ بن احمد نظام شاہ بھری نے اس جہان فانی سے رحلت کی حسین نظام شاہ ولیعہد ہوا اور اس کے بھائی سلطان محمد خدا بندہ اور شاہ علی اور محمد باقر اور عبدالقادر اور شاہ حیدر ملک مت سورٹ لیکن وقت کو سبب ہلاک جانکر ہر ایک ایک سمت اطراف ہندوستان سے بھاگ گئے اور بعد مدت مدید تمغنی نظام شاہ کے عہد میں ایک شخص



فوت ہونے کا یقین ہوا اور مع بعض امراء غریب بجا پور کی طرف روانہ ہوا اور شیخ عبدالسلام عرب اعتماد حبشیوں کی دوستی پر رکھ کر دو مہینے رہا تھا دکنی اور حبشی نے اتفاق کر کے اُسے اور اُس کے متعلقین کو شریعت شہادت چکھایا اور خلاص خان نے غریبوں کی جمعیت کو متفرق اور آتش فتنہ کو مشتعل کر کے ہمت کو یکسر دکھا اور برہان شاہ کے مدافعہ کے واسطے جمیع سرداران دکنی اور حبشی کو ہمراہ لیکر گریٹر گیارہ ہاں شاہ ایک جماعت اُس کے پاس بھیج کر لازم انصاف بجا لایا اور جب اُسے قردو عصیان میں راغب اور راج پایا باوجود ضعف و ناتوانی پانچویں میں بھیج کر تلخ سے برآمد ہوا اور جتڑ اور سوچ کچی اور سامان سلطنت ابراہیم کو ارزانی رکھا اُس روز ہائیون پور میں کہنا کیا ہوا اس کی والدہ غورنہ چاہون کا تہا نزل کیا اور دوسرے دن فجر کو خلاص خان نے ایک صف میں اپنے قلب کے متزلزل اور ناراضہ کر کے اپنے ولی نعمت کے مقابل شہنشاہ کفران اور طغیان کا بلند کیا اور بموجب طبعیت بادی نعمت ابرو بن آئی بدگر سپہ کے سرنگون آئی بد بعد از حرب و ضرب شکستہ اور بد حال ہو کر پرندہ کی طرف بھاگا اور برہان شاہ مظفر و منفور احمد نگر کے قلعہ میں تشریف لے گیا جو اس معرکہ میں نہایت قلع اور صدمہ اٹھاے تھے دوسرے دن کہ اشعار دین ماہ شعبان سنہ ۱۰۱۱ھ ایک ہزار تین ہجری کی تھی اس کے طائر روح پر فتوح نے آستیان جنان کی طرف پرواز کیا مہر صرع بقا بقائے خدا یست ملک ملک خدا سے بد اور دت سلطنت اس کی چار برس اور سولہ دن تھی اور مولانا بلوری نے ساقی نامہ مخبر کے قریب چار ہزار بیت ہر برہان شاہ کے ہم مزین کیا اُس میں داد شاعری دی جو اکثر شعرا اور عقلا اور صاحب طبع اس کو پسند کرتے ہیں

### ذکر ابراہیم شاہ بن برہان نظام شاہ ثانی کی جہان بینی کا

ابراہیم نظام شاہ اپنے باپ کے بعد ارتحال مالک تاج و نگین ہوا اور میان منجور دکنی کہ تا ایک برہان شاہ تھا اُس نے وصیت کے موافق امر و کالت میں قیام کیسے اپنے بیٹوں اور بھائیوں اور اعدائے کو سلک امرا میں منظم کیا اور راجا صحن مولد باوجود ایسی حرا مجوری کے کو ولی نعمت سے صفت آراہ کر لڑا تھا اپنے اچھی بچہ ابراہیم نظام شاہ سے عفو و تقصیر و امان نامہ کا طالب ہوا ابراہیم نظام شاہ اور میان منجور نے اُس کے فساد اور سرکشی سے اندیشہ کر کے امان نامہ ارسال کیا اور وہ احمد نگر میں آیا ایک جماعت حبشیان اور مولد ان سے فراہم کی یعنی دو فرقہ ہوئے ایک میان منجور کے شریک اور دوسرا خلاص خان سے گرویدہ ہوا اور ہر ایک صاحب واعیہ ہو کر دوسرے کی بزرگی اور تزک کو دیکھ کر سر نہ جھکاتا تھا اس واسطے جماعت سلطنت نے خوب رواج نہ پایا یہ لوگ آپ کو رستمستان اور افراسیاب زمان سمجھ کر جلسوں میں زبان لاعت و گدازت میں کھولتے تھے کبھی ذمہ دار مقابلہ لشکر اکبر بادشاہ ہوتے تھے اور کبھی متکفل مدافعہ امراء عادل شاہ ہوتے تھے اور ساتھ ایلچی عادل شاہ کے کہ جس کا میر صفوی نام اور سادات صحیح النسب سے تھا سلوک ناہموار کر کے باتیں موش نہ کور کرتے تھے جب یہ اخبار عادل شاہ کے سمع مبارک میں پہونچے نظام شاہ کے دولتانہ کی اصلاح اور درستگی اور بے ابو بکی کو شمال اور تنبیہ کیلئے بجا پور سے شاہ درک کی طرف متوجہ ہوا اور خلاص خان اور اُس کے شاہجوں کی رائے کو منقطع ہوئی کہ لشکر فراہم لاکر سرحد کی طرف روانہ ہو کر عادل شاہ کے ساتھ محاربہ کریں اور میان منجور نے یہ رائے ناپسند کر کے جواب دیا کہ ہمارا خیال لشکر کے سامان ایلچے سے انجام ہو اور امرا جیسا کہ چاہیے مطیع اور منقاد بادشاہ کے نہیں ہیں مناسب ہے کہ تحت و ہدایا بھیج کر اس سے صلح کریں اور ہم باطنیان تمام



تھا اور دواوں سے نیکو بن رہا وہ آدمی کو آدھ شکر کے واسطے کھولا تھا سپاہ و جنگ نے کرکات پھر مہر بن گیا تھا پھر ہمارے ہاں  
 در و دار میں کرنے کی مدی اور تلخ جان اورانی راے کو زدہ اور قلعہ میں لائے انکی عقب میں جو دمی داخل ہو گئے اور قتل  
 شروع کیا اور باجران اور اسدال اور قانی آدمی قلعہ کا شور و جوا سن کر سرسید جواب صبح سے سدا رہے اور اور جوا کے  
 کو نرنگیوں کے دو چکر دیکر چار چاند تھے شامت عقلت سے مداح میں انکے میں شول ہوئے اور مار میں جلاں اور سوسوت اور بیتاد  
 رہے اور دیکھوں نے پھینکے قاتل بھی شل کو سعدان و رانی قتل اور مداح کیا اور ایک ساعت میں دس بارہ ہزار آدمیوں کو  
 شہید کیا اور قلعہ کو الگو بھی مسلمانا و وسدہم کے تمام ستاروں پر جو قلعہ میں تھا منصوب ہوئے اور ہر باجران کو کو دمی بھا  
 رعدہ اسیر کیا اور قانی متبع امرا کو اہل و جنگ نے شربت مات پکھا نا اور جب رہاں تیار نے یہ احارے اس جماعت کا کل  
 ہوا میں فتح سمجھا اور نظر القعات غر موں پر مدول و کار و رسی جلاں بنکوا اور شیخ عبدالسلام عرب اور جامعہ جلاں  
 اور جلیعہ عرب اور ایک سدا اور جوا صادق ماوراء النہر و غیرہ کو حصہ لیا اور جلاں کو انھیں سدا مدول کی طرف  
 ردا کر کے کفار و جنگ کو مت صل کے کچکاہ عادل شاہ کا سمائی کر کے قلعہ لکھنؤ سے شکر لکھا تھا انکی سلام شاہ کے  
 پاس بھیجا خطاب داد ہوا اور وہ دواں اس امر کا ہوا کہ متفقہ ہر قاص ہوں تو لکھنؤ ہوں اور دوسو ہاتھی اور قلعہ شولا پور  
 رہاں سلام شاہ کے سپرد کر دیا گیا سلام شاہ نے طبع آن شیا کی کہ کہ اپنے دل میں کہا کہ متیرہ ہونے پر کہ پہلے اس کام کو انجام  
 دوں بعد اس کے دیکھو کہ وہ فرمیں کہ کو مت صل کر دیاں بیکر باہر شیخ اول مسئلہ تک پہنچا تو میں پھر میں احمد کر کے لکھنؤ  
 کی طرف رو ہوا اور قلعہ پر دہ کے جالی میں محفل سراور عادل شاہ مسکر مایہ حالت اور دامت سے ہلٹ آیا اور شیخ  
 وقیل اور لکھنؤ کے علاوہ ہوا استرا قاتی ریکہ دیا اور جلاں شکر کی جوی مدد ہی شہزادہ آیل سے کہ عادل شاہ کا سمائی تھا  
 سمات آور وہ ہوا اور امرا نے مسجد کو حکم دیا کہ ولایت رہاں شاہ میں تاحت کر کے سدا و عمارت میں قصور کریں یہ ملت  
 نے ملتا دہری راہر کہ جنگ سے اتفاق کر کے لئے یہ ہلاش کی کہ تم اس طرف سے چڑھائی کر کے قلعہ لکھنؤ پر برسر صر ہو  
 اور ہم اس طرف سے شکر قلعہ شولا پور پر بھیجے متوج اور ریکہ میں کرے ہیں راہر کہ جنگ سے یہ امر قبول کیا اور رہاں شاہ  
 جوامی الاول کی پہلی تاریخ سے دیکھو کہ کو مت قتلے جلی تھو کہ سپہ سالار کے کہ میں ملاحماں ملکہ اور شیخ عبدالسلام اور تمام امرا سے  
 حرب قریب ماہ ہزار سوار کے امرا کے رکی کے ملاحماں و عادل شاہ کی ولایت کی یا ملی اور جالی کھلے ردا کر کے اور  
 کہ میں بھی اس مرض سے شفا پا کر پہچھے سے سن لشکر مارا اس طرف ردا ہوا ہنگام قریبی جلی ملہ من پہنچا اور ایک سدا  
 کو میں بھیے امرا علیہ شکر کے پیشتر امرا کے رکی کے معاملہ کو سمجھا تھا اس مقام میں ہی لشکر لکھنؤ نے شکست داس  
 کھائی اور ایک سدا رار گیا رہاں شاہ یہ جسکر ردا وہ شکر میں اور جلاں ہوا اور مراہ نکلا اس طرح اعتدال سے صحرا ہوا کہ  
 حکما سے خاقان اور اطمانے باہر نیک اصلاح سے صاحب ہوئے اور مرتدہ مرض سور القیادہ و اسماں دومی اور تب  
 محرم ہم پہنچا کر کمار گی صاحب و مرش ہوا اور پہلے شے شے اراہم کو دیکھ کر کیا اور تلخ کر کہ سوساٹ کر کہ مددی دہلے اور جلاں  
 جس میں تھا سلطنت سے مار کر کھا اعلان کیا کہ سبیل کی سلطنت پر راض تھا پھر شکر دیکھ اور دہلے اور جلاں کی طرف سے  
 تصور کر کے مرتھے جان کے لشکر میں شہر کیا کہ رہاں شاہ موت ہو اور اشارہ کیا کہ حال میں کے عہد کے ملو بہ تمام عروں کو  
 قتل کر کے تن کا مال و سبب مارا کرین مرتھے جان اس امر پر لگا ہی ہوا کہ مسلح ہو کر میں بھیے امرا نے عوب احمد  
 کی طرف راہی ہوا اور یہ عمل تمام آپ کو رہاں شاہ کے پاس پہنچا یا اور ہمارا حال گیلانی کو رہاں شاہ کے

اور سطر بان ناہید عشرت حاضر ہوئے اور جو وہ مجلس مشابہت بہشت جاودان کے ساتھ رکھتی تھی اس شہر بار  
 نے ظلم تکلیف وضع و شریف سے اٹھا کر حکم فرمایا کہ جو شخص جس شوکی تمنا کرے مروج بادشاہی حاضر کریں اور  
 ساقیان خورشید عذار شراب سرخ مجلس میں لائے اور پیش خدمتین مشتری صورت ماہ سیما نے معاجین ہوج پرور  
 اور گودک غیسر مکر جلوہ گر کی اور بعض اشخاص نے کہ ہمیشہ خوشی کے عادی اور شراب کی آرزو دل میں رکھتے تھے  
 بے تکلف خوشی کی طرف رغبت فرمائی **عیش خلدست** درو با وہ حلال ست حلال بدہم شاہست درو تو بہ حرام ست  
 حرام باد بعضہوں نے کہ ان میں صوفی صافی اور پرہیزگار تھے اشیائے حلال کی طرف میل کر کے اشربہ لذیذ اور اطعمہ لطیف  
 تناول کیے اور سطر بان بار بدوا کہ سرمایہ نشاط اور پیرایہ مجلس انبساط تھے انہوں نے چنگ وعود و سرود و چیر کرنا سید کو بام فلک  
 سے اس تابشاگاہ میں بلایا اور بہ نغمہ بر لب و باب چرخ کبود دروان کو قیص میں لائے اور اہل مجلس نے اس بزم و لکشا کی تعریف میں  
 سخنان دلپذیر اور عبارات میں ہمزبانی کی اور جملہ اہل نظم سے واقف رموز ملک آسمانی مولانا قسیمی یہ رباعی  
 عراقی بد یہہ اس محفل جنت نظیر کی تعریف میں بحر خاطر سے ساحل بیان میں لایا رباعی آئے کہ جہان کرشمہ ترکس تست بہ گنج  
 دیکون سدہ مجلس تست جا مینہ اسکندر و جام جمشید با طبع ملک در چرخ مجلس تست ماہ اور اسی سال ماہ ذیقعدہ میں برہان شاہ کو  
 خبر ہوئی کہ اکبر بادشاہ نے نواب خاٹھانان اور بیرم خان کو مع سپاہ گران ولایت مالوہ کی طرف بھیجا ہے اور شاہ رخ میرزا بادشاہ فرشتہ  
 اور شہباز خاٹھان کو سلطان پور اور ندریا کی طرف روانہ فرمایا ہے اور جو یہ امر مشعور اس مظہر تھا کہ ایسا نوحان خاٹھانان مملکت براہ کی طرف لشکر کشی  
 کرے اس واسطے برہان شاہ نے عمارت خان کو راجہ علیخان کے پاس بھیجا کہ اس سیلاب کے سد کے بارہ میں مشورہ کیا اس میں  
 میں حادثہ عظیم دلایت چول میں واقع ہوا وہ یہ ہو کہ جب قلعہ کوالہ تیار ہوا اور اسکے برج و بارہ پر توپیں صاعقہ آنا راہ گر دے  
 شہاب کردار نصب ہوئے فرما دیا جشی اور اسد خان اور تاج خان اور نصیر الملک اور دولت خان اورانی راے اور دوست علی  
 مولد اس قلعہ کی محافظت میں مشغول ہوئے اور کسی طرف سے مدد قلعہ ریکند نہ دینے پہنچے دیتے تھے اور قریب تھا کہ نصاری  
 بہ جنگ و عاجز گر جلا وطن ہو دین کہ ناگاہ برہان شاہ ان دنوں گرفتار نفس مارہ ہو کر امردوں اور عورتوں کی مہاشہرت اور مخالفت  
 کا حلیس ہوا اور حکم کیا کہ جس مکان میں عورت مستورہ بادشاہ کی خدمت کے لائق ہو دے شوہر دار خواہ بے شوہر ہو اسے  
 شہر پار کے شہستان میں حاضر کریں یہ امر خاص و عام کو ناگوار ہوا برہان شاہ سے مستنفر ہوئے اور جب سنا کہ شجاعت خان  
 جشی کہ امر اسے معتبر سے تحاورت جمیل رکھتا ہے اسے بھی طلب کیا شجاعت خان نے اسے بھیجنے سے انکار کیا برہان شاہ اسے غصہ بنا کر ہوائے  
 موکوئے سپر دیا اور اسکی عورت کو بچہ و قہر اپنے حرم سرا میں طلب کیا اور جیسی کہ اسکی تعریف میں تھی اسے پسند طبع نکالی ہاتھ اسکی طرف دراز کیا  
 اسے گھر بھیج دیا لیکن شجاعت خان نے شجاعت کو کام فرمایا یعنی خبر سنتے ہی خنجر اپنے شکم پر مار کر مر گیا اور جب یہ خبر شہر ہوئی فرما دیا خان اور  
 جمیع امر اسے کہو الہ برہان شاہ کے اوضاع و احوال نا پسندیدہ سے دلگیر ہوئے اور محافظت قلعہ اور جنگ نصاری میں مشغول دل کے بہتہام  
 نکلا اور وہ اس کے ہوئے کہ نصرت پاکر احمد گریط روانہ ہو کر نشان بغاوت کا بلند کر کے برہان شاہ کے دماغ میں کوشش کریں اہل فرنگ اس امر کو سمجھ کر  
 ساٹھ غراب پر از افواج جنگی و اسباب قتال و جلال جمیع بنا در سے طلب کر کے اپنے پاس ریکند نہ دین لائے اور شہ تار  
 میں بالائے حصار کوالہ سے عبور کر کے ریکند نہ دہ کی طرف پہنچے جمہ کے دن علی الصبح ذی الحجہ کی سوٹھویں تاریخ کو چار ہزار  
 فرنگی بہشت اجتماعی اس قلعہ کی طرف متوجہ ہوئے اور تاج خان اورانی راے جو لشکر قلیل کیساتھ قلعہ کے باہر فوج کش تھے  
 تھے سراسیمہ خواب سے بیدار ہو کر قلعہ کی طرف بھاگے اور فرما دیا خان جو نہایت رنجیدگی سے محافظت میں مشغول دل کے بہتہام رکھتا

کامیابی متعاقب تھا اُسے اُس امر پر راضی اور موافق کیا کہ رات کو قتل کرنے کے لئے اسے قتل کر کے سہل کو بادشاہ  
 کرن یہ سربراہ شاہ کے سب سے مہتمم تھے لیکن ان کی یہ بات شاہ کو رات کے وقت انتہائی ولسر خاطر برپا اور  
 عہد انکھن بند کر کے حراٹے لیے لگا کر سب جہیزین آنا اور ہاتھ محمد پر رکھا برہان شاہ نے حسرت کر کے  
 اس کا ہاتھ پکڑا اور جو کامیابی و جہاد اسے چاہتا تھا آپ کو یاد دہ کر کے اُسے قتل سے روکنا شروع کر دیا  
 اور راجہ ملیخان نے صحت ملیطہ دیکھی ایک صاحب مرد معتبر صاحب اقتدار شل مصطفیٰ خان استرآبادی اور جراح  
 عبدالسلام تو فی کو بھیجا کہ طرف بھیج کر برہان شاہ کے لیے طالب صلح ہوئے اور برہان شاہ نے صلح سے انکار  
 کیا کہ سائنہ اور اعلیٰ آؤن و ذؤن بادشاہ کا حملہ سے گدرا مانیں تر صلح پر راضی ہونا برہان شاہ نے صلح سے انکار  
 احداث کیا چنانچہ ہاتھ سے سارا کر کے احمد گری طرف مراجعت کر کے صاحب عبدالسلام آسکا دوسرا دار ہوا اور مدعوں کیا  
 کہ اقبال صلح اور قلعہ سارا کر کے کو ایک متعلق درگاہ سے محمد بن آؤن کے مہاجرین ملاتے ہیں دوسرا عادل شاہ نے  
 اتہاس پر برائی شاہ کو اور اعلیٰ استرآبادی کو کچھ احوال اُس کا دل و جان عادل شاہ سے یہ خبر ہمارا برہان شاہ کے  
 پاس بھیجا اور جب شاہ ہوا حال اور وہ برہان شاہ کے قرب آیا ارکان دولت اُس کے کام منتقل اور احوار  
 بخاک مستخرج اور سرور چہے اور برہان شاہ نے اُس کے روبرو قلعہ مہدم کیا اور اُس سے صفائی رکھا پھر احمد  
 کی طرف روانہ ہوا اور پردہ کے اطراف سے شاہ ہوا ارکان کو نعت تمام رخصت معادوت و مالی اور جو مدعی  
 کر کے احمد گری میں داخل ہوا اور صلح کی کو نعت شکر بھیجا اور صلح ایک ہزار ایک پیر میں عیسائیوں پر یکدم  
 کے وجہ پر عادم حرم ہوا ایک صاحب امر کو مدرجوں کی طرف نامہ دریا اور علم کیا اس پر ہزار جو سال محمد بن  
 ہزار و کشتن آؤن کی وہاں سے یکدم وہ کی طرف آئی جانی ہن ایک قلعہ گلیں تارک دار و اس کے راجوں پر وہ اور  
 صرب دن وغیرہ نصب کر کے و گلیوں کی آؤ دشت کے ابع چڑھوں نے حب ایسا کیا وہ قلعہ باسم گوال مشہور ہوا  
 عیسائیوں نے مارتار و دشت پر کھرج جمع ساور ہندوستان سے کو تعلق عیسائیوں سے رکھتے تھے طالب  
 مدعوں کے یہاں سب جگہ سے محمد بن آؤن کو مدعی ملے اور صلح اسلام پر لائے اور ہر وجہ دہیں ہر ادویہ کی  
 غالب ہوئے برہان شاہ اگرچہ قتل سے دیکھوں کے قتل ہوئے سے راضی تھے لیکن حسب ظاہر اہل  
 کہ درت کر کے مراد خان اور شامت خان جی کو مع امرائے کمار و کس کہ اُن سے ملنے اور امیں۔ تھانہ  
 دس ہزار سوار تھے اُس طرف روانہ کیا کو حرموں اس مصرع کے مصحح رہ طرف کر شو کہ مسود اسلامیت  
 اور مدین صلب کر مدرو دلساے اور دس سے جو در بیان کھات اور کس واقعہ چارواں ملک مردم ریکہ مدرو کو  
 بھی مہاراجا گیلانی کو سپہ سالار کر کے القاق نامہ اس عہد علیہ اُن ساور پتہ مہاراجا کیا ہوا آؤن شاہ وہاں پہنچا  
 رو دھار شہنشاہ شال کی دستخوش تاج سے مدعوں میں ایک ہزار درگاہ جو تہارا و دیار سے رنگیناں دسار نے علم نصرت  
 کیا اور دیکھوں اور دیکھوں نے قلعہ گوال میں ہمارا ہوئے کشتی اور کشتی میں نصیر وہ کہ نشان دیکھوں کا  
 مگر لہار کا اور قرب ایک سو مہاراجا اور دوسروں کی کچھ حرکت سے قتل کر کے مٹھا اور حضور ہوئے حسب یہ مہاراجا  
 کو بھیجی مہاراجا جو مہاراجا شہنشاہ کی قرب کا ارشاد دیا اور دھار آئہ مہاراجا شہنشاہ کی قرب کا  
 نے مہاراجا کے پہلو میں تیار کی بھی جلسہ مردم آراستہ کی اور دھار احوان اسطو طرٹ اور شہر لائے کچھ مٹھا اور طرٹ

برسات قریب آیا اور دغدغہ اس امر کا ہوا کہ ایسا نہ پانی نہ بیورہ کا چڑھکر درمیان قلعہ اور لشکر برہان شاہ کے حائل ہووے اور مردم عادل شاہی بکھر دھرم تصرف ہووین اس واسطے قلعہ ناتمام پر دروازے نصب کر کے توپ اور گروہ وغیرہ جا بجا برج و بارہ پر چڑھا دیے الغرض عین موسم برسات میں بصرف نقوذ و روان اس کے اتمام میں سعی ہوئے اس عرصہ میں دلاور خان بسبب اس خیال کے کہ عادل شاہ عہدہ برائے منو سکے گا اور محتاج شل میرے دانشمند کا ہو چاہا کہ امان نامہ جسے دکنی تو لنامہ کہتے ہیں عادل شاہ سے لیکر چلو کی طرف جاوے اور پھر بدستور سابق تمام حکومت اپنے قبضہ اقتدار میں لاوے عادل شاہ یہ امر خدا سے چاہتا تھا تو لنامہ بھیجا ہر چند برہان شاہ نے اسے جانے سے منع کیا فائدہ نہ بخشا بجا پور کی سمت متوجہ ہوا لیکن بکھر دھرم نے اپنے سزا کو پہونچا کر مقید اور محبوس ہوا اس وقت عادل شاہ نے بخاطر جمع رومی خان اور الیاس خان کو مع بسیاری ہرا لشکر برہان شاہ کے دفع مزاحمت کے واسطے نامزد فرمایا رومی خان اور الیاس خان مزاحم قلعہ منو سے امرائے برہان شاہ نے کہ پانچ چھ ہزار سوار ہمراہ رکھتے تھے جریدہ آب بیورہ سے عبور کیا اور لشکر نظام شاہ کے حوالی تک تاخت کر کے آسائش اور آرام اُنکے درمیان سے اٹھا دیا جب یہ لوگ آب بیورہ سے اتر کر مزاحمت تمام اردو برہان شاہ میں پہونچانے لگے برہان شاہ اس جماعت کی جرات اور بیباکی سے پریشان ہوا اور جو اپنے امرائے اخلاص پر اعتماد رکھتا تھا خود رات کی وقت اُنکے فروگاہ پر کہندی بیورہ کے ساحل پر تھتا تاخت کر کے قریب صبح اُنکے حوالی میں پہونچا اور انھوں نے دور سے سیاہہ نیچ دیکھا جو کہ نہر مذکور پایاب تھی اُن لوگوں نے فوراً پانی سے عبور کیا اور باتفاق رومی خان و الیاس خان و دیگر امرائے مسلح اور کھیل کر کے اس طرف بقصد مقابلہ صغوف آراستہ کر کے کھڑے ہوئے قضا را اسی وقت سیل عظیم آئی عبور برہان شاہ پر دشوار ہوا پھر اس پار سے چند کارتوس توپ کلاں کے افواج عادل شاہ پر فیر کیے جب سمجھا کہ عبث ہے اپنے اردو میں معاونت فرمائی اور اسیدن پھر امرائے برہان شاہ سے عبور کیا اور تاخت و تاراج لشکر نظام شاہ میں شروع کی اور اسکے بعد اکیڈت اسی نیچ پر گزری اور آٹا قحط ظاہر ہوئے برہان شاہ ناچار ہوا قلعہ مستحضر کو سد خان کر کے سپرد کر کے البطل رجال سے پر کیا اور وہاں سے کوچ کر کے چند منزل اپنی ولایت کی طرف جا کر مقیم ہوا تاکہ غلاؤ آؤ تو نظام شاہ کی ولایت سے بغراغت پہونچے اور محنت غلہ سے نجات حاصل ہووے اُس وقت رومی خان اور الیاس خان نے فرصت پا کر مع تمامی لشکر مذہبی بیورہ سے عبور کیا اور نظام شاہ کا پیچا کر کے مزاحمت پہونچانے میں کوئی وقعت نہ فرماداشت نہ کیا برہان شاہ مضطرب و پریشان ہوا اور خان امیر الامراءے برابر کو کہ شجاعت میں مشہور معروف تھا مع اکثر ہرا جنگ عادل شاہیہ کی واسطے مقرر فرمایا اور اردو کے دو تین کوس کے فاصلہ پر فریقین کے درمیان حرب شدید اور معرکہ عظیم واقع ہوا اور خان طعن نیزہ اعتماد خان شوستری سے کہ سرلو بتیان عادل شاہ سے تھا مارا گیا شکست چشم برہان شاہ کو نصیب ہوئی اور ایک سو پچاس ہاتھی عادل شاہیہ کے تصرف میں آئے اور برہان شاہ مخدول اور منکوب ہوا امرائے بنظر حقارت و اہانت اُسے دیکھا اور کامل خان دکنی اور بھائی اُس کے کہ امرائے مستبر سے تھے چاہا کہ اُسے بادشاہی سے مغرول کر کے اسمعیل کو تخت سلطنت پر قائم کرین برہان شاہ اس ارادہ سے واقف ہوا کامل خان اور اُسکے بھائیوں کو بیاسنت و عقوبت تمام قتل کیا دکنی اس سانحہ سے زیادہ تر متوحش اور متغیر ہوئے برہان شاہ کے قتل کی فکر کرنے لگے اور یوسف خواجہ سرا کو کہ حسن و جمال میں اپنا نظیر نہ رکھتا تھا اور برہان شاہ

کتابیات مقرب  
کرین و خبر بر  
عہد انجمن  
اس کا نام  
اور راجہ علی  
عبد السلام  
کیا جب  
احداث کیا  
کیا انیس  
اتیس  
پاس بھی  
بجائے کہ  
کی طرف  
کر کے  
کے دفع  
ہزار کشت  
ضرب ز  
عیسائی  
مرد و ہر  
غالب  
کہ در  
دس ہر  
اور ہر  
نہی بہا  
بروز جا  
کیا اور  
نگو لہا  
کو پہونچ  
نے کو

لے لیا۔ پتک عارت کر کے حصول مقصد مراحت کی برہان شاہ نے ہوا صادق محمد مال امانت امین  
 اک سیلاب اور کابل کے کین ہر کوہ لایت نیش سے جاگیر ہائی اور حب اس کا شیوا جگر میں بادشاہ ہوا۔ کسترا  
 نے اسے نیش سے طلب کر کے دکن بھیجیا کہ احوال اس کا سابق میں مذکور ہوا۔ مقصد اس طلب  
 شکیا و حد و حد مرس صاحب تخت و تاج ہوا اور مدہب ہمدیہ کو کراں دکن اس کے بیٹے کے عہد میں وراج  
 پاتا تھا۔ یہ کیا اور حکم کیا کہ جس حکم کوئی ہمدی ہوئے مدہ بھوٹریں اور مال داسا ابکا عارت کر اس میں واسطے  
 تھوڑے رہا۔ من ان کا ترقی رما اور روش سابق مسرون اور مارون من جلد شامہ شری نے رب و ربیت ہائی  
 اور مدہب اشامہ شری نے رواج تمام پریا گیا اس دولتمدار کے عرب حویہ زرا حاکمی شامت کھان سے حلا وطن  
 ہوئے تھے احمد گریط آئے پھر وہ طردہ حلوہ گاہہ ارب کمال ہوا اور دلا ورجان جشی حوا رہیم عادل شاہ کے  
 خوف تھر سے شہر محمد آباد دیکھ کر طرب کنگا کنگا کی دنگلن ہوا۔ ہوا اور سامو حاکم لائق اور اطاف شالی کے محسوس  
 ہوا لیکن یہ اد عادل شاہ کے مزاج کے موافق نہ آیا۔ برہان شاہ کو پیام دیا کہ متر و دوستی اور دین بختی مقصی اسکی  
 ہو کہ ہم دوست کے ساتھ دوست اور دشمن کے ساتھ دشمن رہیں اور یہی مدی من شریک ہو کر گیا کی کوراء دیوین شری  
 سے ٹھیک ہو کہ اس دولتمدار کے حکام حکام کو اپنی سرکار شرف من راہ دیکر سامترب درگاہ کیا ہو چاہیے کہ جس ملذری  
 اور شیوہ حق گمراہی کو سطور رکھ کر دوستوں کے پاس حاضرین کو شمش کرین اور اس امر کو موجب دولت دہم  
 حاکم ایسا کام اعتبار کرین کہ پانی خوشنودی کا مستخدم ہووے برہان شاہ اس پیام سے برہان اور آردہ  
 ہوا اور حالت اضطراب میں پھر کیا اور باقی عیادہ دوستی کو حکام دنا تھا اور دوست کو دشمن سے حلا کیا حاکم اس  
 پیام کے در حواب مائیں وحشت آسیر اور متہ انگیر زمان پر عادی لیکن اور رتہ رتہ یہ نوبت پہونچی کہ  
 عادل شاہ در پردہ اودت ہو کر لہا و حصوت میں سادہ حوا اور ملا عیایت اللہ جری کو احمد کر بھیج کر پیام کی کونین  
 سو زخمیر میل جو دلا اور حاکم کی حامی اور مادی سے سرکا و حقام شاہیہ میں قتل ہوئے دوستی کی رعایت کے  
 اس طرف رواد کر اس اور قتل و قاتل میں نقصان عظم تصور کر کے عاقبت کی وحامت سے اندیشہ کرین  
 برہان شاہ اس پیام سے نہایت آردہ ہوا اور احضار لشکر کا حکم دیا باوجود اس کے کہ امر اقامت کرکش و  
 لعین میں تھے اور اسکی سلطنت سے مار میں تھے یہ سبیل تہلیل اور کورج متواتر عادل شاہ کی ولا یہ بیغ پایا  
 لکن عادل شاہ نے اسے کو خیال میں لاکر بھیجا ہوئے صحت لہرائی رہاں شاہ شکسہ کی طرف آک سیر کے کورج پچا  
 ومان سے قدم آگے فرما جس میں صلح دولت مدیجی اور شہرہ ولا ورجان اور نصیعتقران کے اس مقام میں دائرہ  
 کر کے یہ توہر کی کہ ہر دو کے اس بار دلی صلحت کے دلایت عادل شاہ پر دامنک تصرف ہوید اور وہ قلعہ  
 در میان اسے سرحد ہووے اس کے بعد تدریج شولا پور اور شاہ درک کو بھی محاور و متوج کرین پھر راحت یک  
 احضار کر کے ایک جماعت اہمیان کو قین شدت تانستان من من ہر مردان چاہک دست آک پیورہ سے کر ماب  
 تھا اس پار آتا کہ اور من معلوم کن کہ جان نشان قلعہ قدیم لایام کا تھا اور مدت مدید گذر نے سے صدمہ اور سہا ہر گیا  
 تھا پایا اس کے پایہ پر رگڑ قلعہ قلعہ تمام احکام کو پہونچایا اور عیسا کہ مذکور ہوا مصلحت کے سبب سے بجا پر  
 سے ٹھیک اس کے عراصہ کے واسطے نام رو نہوا یہ خاطر جمع آپے کام میں شمل رہے اور حب موسم

فرصت پاکر برہان شاہ کو عرض اس مضمون کے تحریر کئے تھے کہ آپکا بھائی دیوانگی کے سبب بادشاہی کے قابل نہیں ہو اگر آپ قلعہ سے خروج فرمائیں ہم سر حلقہ فرمان میں لا کر نخل صمان کجیت سے ہونگے برہان شاہ نے حاکم قلعہ کو موافق کر کے خروج کیا اور پانچ ہزار سوار جنہیں اس کے شریک ہوئے اور چتر شاہی اسکے سر پر بلند کیا جب یہ خبر حوالی بیڈر میں نظام شاہ کے گوش زد ہوئی تبجیل تمام احمد نگر کی طرف روانہ ہوا اور ایک روز پیشتر برہان شاہ سے معین سو آدمی اس قلعہ میں پہنچا اور اسیدن عصر کی وقت عوام الناس کے دفع مظنہ کے واسطے جو کہتے تھے کہ نظام شاہ زندہ نہیں ہے پس پر وہ سے برآمد ہو کر ہاتھی پر سوار ہوا اور شہر میں داخل ہوا جب نعمت خان چاشنی گیر سمنانی کی بازار میں پہنچا خواجہ زین سمنانی کے قریب دوکان کہ وہ مرد ہنر بان اور وجہ تھا اور ادویہ فروشی اسکا کام تھا ہاتھی کو ایستادہ کر کے اس سے پوچھا کیا بیٹھا ہے اس نے جواب دیا کہ قسم معالجین اور ادویہ اور اشتر بہ یعنی پینے کی چیزوں سے جو شور و کار جو حاضر ہے نظام شاہ نے کہا وہ دوا کہ دیوانگی کو فائدہ بخشنے تیرے پاس موجود ہے بولا ہاں سب قسم کے اجزائے جلاب موجود ہیں نظام شاہ نے فرمایا میں اپنے تئیں دیوانہ نہیں جانتا کس واسطے کہ بطریق مشائخ گوشہ نشین ہو کر چاہتا ہوں بادشاہی کر دن میرا بھائی بے تقریب آپ کو خوشہ میں گرفتار کر کے لشکر کشی مجھ پر کرتا ہے خواجہ زین نے عرض کی خود بدولت وسعادت تخت سلطنت پر متمکن رہیں مہات سلطنت خوب ترین وجہ سے جاری ہوتے رہیں گے برہان شاہ خود دیوانہ ہو کر باوجود کمال فراغت ایسے سبھائی مشفق و مہربان پر خروج کرتا ہے اور اس نعمت کی قدر نہیں جانتا ہے نظام شاہ اس بات سے خوش ہوا اور تھیلی ایک ہزار روپیوں کی اسے عنایت فرمائی اور وہاں سے معاودت کی اور باوصف اس کے کہ بعد آٹھ برس کے آدمیوں کے درمیان آیا تھا اکثر اپنے ملازمین اور شاگردوں پہچان کر ان سے ہمکلام ہوا اور اکثر شہر کے بازاروں کی سیر کر کے قلعہ میں گیا اور دوسرے دن کی صبح کو برہان شاہ باغ ہشت بہشت میں پہنچ کر مقیم ہوا اور جو نظام شاہ کے سوار ہونے کی خبر نے انتشار پایا تھا ہاشم لوگ جو کہ برہان شاہ کے شریک ہوئے تھے ترک رفاقت کر کے احمد نگر کی طرف راہی ہوئے اور ظہر کو وقت نظام شاہ دہلی کی طرف روانہ ہوئے سابق ہاتھی پر سوار ہو کر قلعہ سے برآمد ہوا اور تخمیناً دس ہزار سوار اس کے پتر کے سایہ میں فراہم ہوئے اور کالچو ترہ کے قریب ایستادہ ہوا اور صلابت خان کو سپہ سالار کر کے مع توپخانہ اور فیلمان نامی اسکے سر پر نامزد کیا اور ہشت بہشت کی حوالی میں فریقین کے درمیان جنگ واقع ہوئی برہان شاہ شکست کھا کر بیجا پور کی طرف فرار ہوا اور بعد دو برس کے برہان شاہ بطلب بعض امرا بلباس درویشان احمد نگر میں آیا اور اعوان والضرار کو مقرر کیا کہ جس روز صلابت خان دیوان خانہ میں بیٹھ کر اپنی مہات میں مشغول ہووے مع پانسو بہادران یکدل و یکہ بان تاخت کر کے اسے قتل کریں اور برادر گوشہ نشین دیوانہ کو ایک قلعہ میں قید کر کے خود امور سلطنت کا متکفل اور متصدی ہووے اتفاقاً جو وقت موعودہ نہ پہنچا تھا صلابت خان واقف ہوا اور ایک جماعت کو کہ برہان شاہ کے اتفاق اور کجیتی میں مشہور تھی بشدائد تمام ہلاک کیا اور برہان شاہ کی تلاش میں ہوا برہان شاہ جو فقیری لباس میں تھا دن کو کسی جگہ اور شب کو کسی مقام میں رہتا تھا دستیاب نہ ہوا مفرد ہو کر قطب الدین خان محمد غزنوی کے پاس کہ گجرات میں رہتا تھا گیا اور بعد چند روز کے اکبر بادشاہ کے خدمت میں پہنچا اور آغاز میں بہ منصب سہ صدی سرفراز ہوا اور جس وقت کہ خان عظم کو کا دکن کی طرف نافرہ ہوا منصب ہزاری پر اختصا ص پایا اور جو خان عظم

اس درمیان میں عمر پوچی کہ تین کوس کے ماحصلہ پراپیک ایسا تمام ہو کہ اس میں پانی مافر اتمام چلا چا راس طرف متوجہ ہوا لیکن رہاں شاہ اور راحہ علیخان جو اٹھان سے پشتر پراپیکے کنارہ پہنچکر وارد ہوئے اور جدواٹھان اولواسکا لشکر کراس پانی کی امید پر روانہ و دولین ہوا تھا لشکر سے مدعاں ہو کر اس حدود میں ہو چکا جب یہ عمر سی لاجپور ہو کر اس معزین جواٹھان مشعر سے دیتا تھا اور لشکر کی دلاش لشکر کا انتقام کے فکر پر تھی تھی مگر دشمنی ہو اسیت رہے رہے مگر گردے کے تہہ بہ ہوا ہے رودونہ عکرتاب تہہ لشکر جمال حال کا سراسر امید ہو کر لشکر کا گاہ کے اطراف دواہا میں متلاشی دوڑا ایک کوس کے ماحصلہ پراپیک گلستان دیکھا لوگ اسطرف روا بہرے اور اسامقد پانی آتھا آیا کہ جیوان ماطن اور بصامت کے سدھن جیوان پراپیک سے کجات یانی اور جاحان سے ہوتی یہ صلاح دیکھی کہ کج جیوان کے دن لکھا اسی ساعت کے گھر گھرے اور باطنی اور آدوی سیراب ہیں صوفی جنگ آراستہ کر کے آتش حب روش کریں اور اس کے ایمان و انصاریگی اس امر میں شریک ہوئے ملا وقت اولوح آراستہ کر کے جب کی تیر جوین تلخ ۹۹۹

نہو مٹا دے پھر تین رہاں شاہ اور راحہ علیخان کے لشکر کا گاہ کی طرف روا بہا اور دواہا و صف اس کے کہ درمیان و دولون سپاہ کے ایسا ماحصلہ تھا کہ ایک قتل کو اس سے عبور دشوار دیکھا جی دیتا تھا حرکت فرادان اس سے عبور کیا اور ہر دینا جردی کی اعانت کے باعث جنگ کو آڑ پھر تھوکر کے اس کے مقابل گیا اور رہاں شاہ اور راحہ علیخان لاجپور پہنچا صوفی حرب آراستہ کر کے میدان حالتان کی طرف روا بہے اور رفیقین کے درمیان لوازم حرب وقوع میں آئے فوج لشکر کی تلوار چلنے لگی حدود یون لے اولوح عظیم بہت قتل اور صوفی کی غریب تھا کہ غالب ہو دین قصا طایک گولی بندوق کی بہاں شاہ کے لشکر سے لکھو جمال خان کی پیشانی پر لگی دھماکا دین سے رہیں پرایا دین و روح اسکا جس تن سے چڑپ کر روار کرگا اور باقوت خان اور خدا و نوح علی اور بریل خان جو احد مسلا دینگی امارا لے توف میں صلح دیکھی نہیں نظام شاہ کے پہلو ماہ وار مانی اور امارے رہاں شاہ نے اسکا کھانگرا ریا قوت خان اور خدا و نوح کے سر پر ہو چکران رہاں آئے اور سولے تن سے خدا کے سہیل صلح جمال شاہ کے سہیل نظام شاہ کو ایک قصہ میں چوڑ کر سجادہ کی طرف وار ہو گیا اور مارا لے رہاں شاہ نے نہیں نظام شاہ کو دستیاب کر کے پہل خان سے قطع سطر کیا اس سے آپ کی ملازمت میں ہو چکا مارا رہاں شاہ نہایت محظوظ اور سرور ہوا خدا اس کے راحہ علیخان کو گواہیں یورش میں مارا دواہا عانت نصیب رہی تھی جرد گھوٹے اور باطنی پیش کر کے رحمت کیا اور جو احد مگر کی طرف مراجعت کی عمر شریب کر ملائی لے لطفین تمیہ تاریخ اس فتح کی یون کی صلح ۹۹۹

جمال گموت و حسن وقت کہ مروج دہب سر جمال کو کہیم جو یوسف تاریخ فتح رآد ہو و سر بدست خلعت ۹۹۹

۹۹۹

پیشانی نظام شاہ کی دو سال تھی -

ذکر برہان شاہ بن حسین شاہ کی سلطنت کا

مرغان شاہ ایسے حکمران تھے نظام شاہ کے عہد میں قلعہ لہذا کر میں قید تھا اور کھانا لائق اوقات شریف  
 اور امت تمام سرکار تھا ان دنوں میں صاحب خان نے سر بے اعتمادی سے اٹھا بار اور بار و رسا و قلعہ نظام شاہ  
 کے انصار سے متعلقہ تھے اور جس وقت کہ ظلم شاہ صاحب خان کے دہشت گرد کی طرح کیا تھا اس جماعت نے

جلوس سمعیل نظام شاہ تخت احمد نگر پر اکبر بادشاہ کے سمع مبارک میں پہونچی برہان شاہ کو ولایت بنگش سے کہ ماہین سند و کابل کے ہوا و وہاں جاگیر رکھتا تھا طلب فرمایا اور یہ بات کہی کہ سلطنت احمد نگر اٹھا اور استحقاقاً تجھے پہونچتی ہے ہم نے تجھے مرحمت فرمائی جس قدر لشکر اس ملک کی تسخیر کے واسطے درکار ہو ہمراہ لیکر اپنے فرزند کی عزل اور اخذ مملکت موروث کے واسطے توجہ کر برہان شاہ نے عرض کیا کہ اگر سپاہ بادشاہ ہمراہ ہوگی دکن کے آدمی متوحش ہو کر در پر ترمو و عناد ہونگے اگر حکم ہووے تنہا سرحد دکن میں چاکر وہاں کے باشندوں کو اپنا مطیع اور فرمان بردار کر کے ہلاکت و نرمی اس ملک موروث پر متصرف ہوں بادشاہ نے یہ رائے پسند کر کے اسے دکن کی طرف نصرت فرمایا اور پرگنہ ہنڈیہ سے جاگیر دیکر راجہ علیخان حاکم آسیر کو فہمان لکھا کہ برہان الملک کی امانت اور امداد میں تقصیر نہ کرے برہان شاہ نے جب سرحد دکن ہنڈیہ میں مقام کیا اور زمینداران ولایت نظام شاہ اور اس ملک کے سرداروں کو قولنا نے یعنی امان نامے کہ رسم دکن ہوا اصرار فرمائے اور اپنی اطاعت اور فرمانبرداری کی ہدایت اور ولایت کی سب اظہار اخلاص اور کجی کر کے طالب قدوم ہوئے برہان شاہ کندوانہ کے راستہ سے مع چند سوار و قدرے سپاہ ولایت برار میں داخل ہوا اور جہانگیر خان حبشی جو امراء سرحد سے تھا عہد و میثاق سے تشیمان ہوا اور اتفاق اور وفاق کو اتفاق سے مبدل کر کے جنگ پر قیام کیا اور برہان شاہ منہزم ہوا چغتائی خان لنگ کہ اس کے امراء سے تھا مارا گیا برہان شاہ نے خستہ و بد حال ہنڈیہ کی طرف مرجعت کی اور رات و دن جمال خان کے دفع کے اندیشہ اور ملک موروث کے لینے کی فکر میں رہتا تھا جب ابراہیم عادل شاہ اور راجہ علیخان مقام اعانت میں اس جناب کے ہوئے ہنڈیہ سے برہان پورا نگر لشکر جمع کرنے کے درہی ہوا اور جمال خان اس ارادہ سے مطلع ہوا طائفہ مدد دیکر قریب دس ہزار تھے طلب کر کے مشورہ کیا بعد قیل و قال و گفتگو سے بیلیہ تجویز کی کہ سید امجد الملک ہمدوی سپہ سالار لشکر برار کو مع امراء اس حدود کے راجہ علیخان اور برہان شاہ کے مقابلہ کے واسطے مقرر کریں اور جمال خان مع سپاہ احمد نگر عادل شاہ کے مدافعت کے واسطے قیام کرے پھر جمال خان سمعیل شاہ کے ہمراہ عادل شاہ کی طرف روانہ ہوا اور قصبہ دار سنگ کے اطراف میں دلاور خان حبشی سے جنگ کی اور ہمدویان فدوی کی سعی اور شجاعت کے سبب غالب آیا تین سو ہاتھی بادشاہی پر متصرف ہوا اور ابھی قصبہ دار سنگ میں تھا کہ چوتھے دن خبر پہونچی کہ امراء برار عادل شاہ اور راجہ علی خان کی سعی اور کوشش سے برہان شاہ کے مطیع اور فرمانبردار ہوئے اور سرحد میں برہان پور کی اس سے ملاقات کی جمال خان یہ خبر سنکر نہایت شوکت اور جہت سے برار کی طرف روانہ ہوا لیکن عادل شاہ نے حسب الایامے برہان شاہ اور راجہ علیخان کے جمال خان کا تعاقب کر کے امراء برار کو مامور کیا کہ تمام مقام میں گرد آرد و دے نظام شاہ تاخت کر کے ایسا انتظام کریں کہ ایک دانہ اور آذوقہ اس کے اردو میں نہ پہونچے اس سبب سے بہت آدمی جمال خان کی ترک رفاقت کر کے برہان شاہ کے پاس گئے اور جمال خان اعتقاد ہمدویہ کے اخلاص قدیم پر کر کے سوار ہوا یہاں تک کہ گھاٹ ردہنگیر پہونچا اور جو برہان شاہ کے آدمیوں نے اس گھاٹ کو روکا تھا دوسرے راستہ سے کہ نہایت سخت اور دشوار گزار تھا لشکر برہان کی طرف متوجہ ہوا علیت کسے راکہ دولت برافتر راہ بہر اسے شاد کہ افتد بجاہ بہ اس راستہ میں آب کیاب تھا اور گرمی کی گرا گرمی سے لچلتی تھی جمال خان اور اسکے ہمراہیوں نے نہایت محنت کھینچی روار دمی منزل میں حیدان ہوئے

اس در میان متوجہ ہوا لیکر اس بانی کی جو زمین مختصر ہے آب ترہم متلاشی و دو حیوان ناظرین کے دن بلکہ اسکے اعمال بوسوٹا نو سپاہ کے فدوی کی حرب آرا ملکی تلوار کی برہان سے جنگی عمل خانہ کے سربر قصبہ میں قطع نظر کی پورش میں مراجعت جمال گردانے



میں انصاف تمام رکھتا تھا اور صلاحات خان نے دوڑوں کو قلعہ لہار میں قید کیا تھا صاحب میرزا احسان علی خان  
 کے دیوانہ پر لڑ چکا کوئی وارث ان دو صاحبوں کے سوا ملکات سلام شاہ میں موجود نہ تھا اس واسطے انھیں  
 قلعہ لہار سے طلب کیا اور موجود اس کے کہ ابراہیم ٹوٹھانی تھا میرزا احسان نے اسماعیل کو قتل کر دیا جس کو  
 اور حبس کیا کہ تحریر ہوا حال جان ممدوی نے بھی اسماعیل کی ماوشاہی قبول کی اور مدام اختیار اپنے قصہ قدر میں لیا  
 اور بہت برویش ہندویہ پر مصروف ہوئی اور اسماعیل کو کہ کس کتاب سے طریق پڑھا یا حلقہ اپنا مشربہ بطرف کیا واضح ہو کہ  
 ممدوی کا اعتقاد یہ ہے کہ ایک شخص جسی دہب سید محمد رام نے ہندوستان میں آخر شہنشاہ نوسو سالہ پوری میں  
 دعوی کیا کہ میں ممدوی سوجھ لسان شریع ہوں اور جو حصے آثار و علامات کہ ممدوی آثار میں علیہ السلام میں قرار پائے  
 ہیں اس میں سے اس کے قول کی تصدیق کی آتھا مرقم اس اوراق کا محمد قاسم مرشد اس سے ساکت ہو کر سرگرم  
 مطلب کا دستیاب کر کے یہ کتاب جو کہ قمر ٹوٹھان سے عرصہ میں اطراف و اجاب ہندوستان سے ایک گروہ ممدویہ  
 فراہم ہو کر اسماعیل سلام شاہ کے فدوی ہوئے اور جمال خان کو اپنا حلیہ حاکم اکثر شہساخت اور حال شاہی  
 اپنی بیانیہ کی ارا حملہ شد اسے حال میں صلاحات خان نے قلعہ لہار سرحد راجہ میں محسوس تھا میرزا احسان شاہ  
 کی منزل سفر کو روک دیا اور اسے راہ کہ دہب ممدویہ کے رواج سے آکر روٹنے کی طرف گروہ پڑے  
 اور جمال خان کے پیچھا لیا کہ باطلے احمد کو کی سمت متوجہ ہوا اور دلاور خان نے بھی مارا ہیم عادل شاہ کی ملازمت  
 سے ولایت سلام شاہ کی تعمیر کا کام لیا اور یہاں سے روانہ ہوا اور جمال خان نے جماعت ممدویہ کی حمایت کے  
 سبب بہت ان ہر دو موضوع میں مصروف ہوئی اول اسماعیل سلام شاہ کے ہوا و رکاب صلاحات خان کے معاملہ  
 کو راہ ہوا و پٹن کے اطراف میں جنگ کر کے اسے راجہ پرکھٹ ہٹا دیا اور وہاں سے طول شاہیہ کے متعلق  
 کو لے کر روانہ ہوا اور قصہ اسی میں واقعیت کا سامنا ہوا پھر دلاور خان ایک دوسرے کے مقابل میں رہے کوئی حرب میں  
 حرکت ہو نہ سکتی تھی مگر ممدویہ پھر آکر کوہل و رسائل در میان میں آئے اور اس شرما پٹن ہوئی کہ جمال خان پانچ روزہ لڑنے میں  
 شاہ مقتول مع ستر ہزار ہوں حمل ہمارا واد کرے جمال خان بعد ازاں صلحے صلحے ذکر راہم کر گیا اور رور میر  
 رحمان بھی سال میں ماقی عرب کہ فراد علی کی تصامع سے قید حیات میں تھے اور بہت تین سو مر دے  
 راہ دے تھے انکو پیادہ اور دلاور جمال پھر کرکھٹ اجااج کیا دلاور خان نے احوال انھار ابراہیم عادل شاہ سے عرض کیا  
 اور قتل کو گونہ کو اس دولت حاکم کے مسلک میں تنقید کیا اور راقم حروف بھی مصرکی اسیوین تاریخ ۹۹۰ھ قمری ۱۵۸۱ء  
 پوری میں احمد نگر سے بیجا پور آیا اور درجہ دلاور خان شرف آستانہ اسی شاہ جلالت گستر سے مشرف ہوا اور اس  
 کے داران کے مسلک میں اسطفا پاکر تادم تحریر جا کر وہاں اس عہد علیہ سے ہوا و گنہ دون میں صلاحات  
 کہ قریب ستر سال اس کی عمر سے گزرے تھے آثار رحلت اپنے میں مشاہدہ کر کے اسماعیل سلام شاہ سے  
 پہلے حال جان تولتا حاصل کر کے آسیر اور راجہ پور سے احمد نگر میں آنا اور خدمت تملیک کے قصد کیا پور میں  
 کہ آنا دیکھا ہوا اس کا تھا ساکن چلا اور اصل طبعی کا منتظر ہو کر اسی سال ۹۹۰ھ قمری ۱۵۸۱ء میں آئے پوری میں اس کے  
 مرجع روح سے عالم قدس کی طرف پروار کی اور ایک گندہ کہ وہ شری احمد گراہنے جو دلاور میں قید کیا تھا جمال خان  
 اور اس کا ایک فرد موسوم مرشد علی راہگار ہوا اور ملازمت مرشد سلام شاہ میں سر لیا تا تھا اور جب عمر

ایک لمحہ کنا رخا طرم گیر قرار بہ القصہ جب صبح صادق ہوئی غریبوں کے کشتوں کے پٹے نظر آئے جہاں خان مع اعوان و انصار قلعہ میں داخل ہوا اور حکم کیا کہ لاشیں غریبوں کی اٹھا کر صحرا میں ڈال دو اور ان کے متعلقون کو کفن و دفن سے مانعت کرو اور میران حسین شاہ مقتول کو باغ و صحنہ میں دفن کر کے اسماعیل نظام شاہ کو تخت پر بٹھایا اور پھر مجدد و غریبوں کے قتل اور ان کے مال کے تاراج اور عمارت جلائے اور کھودنے کے بارہ میں حکم فرمایا لشکریان اور غارتگران نے ہاتھ ظلم کا آستین تھدی سے برآوردہ کیا و ضعیف و شریف اور امیر و فقیر نوکر اور سوداگر اور مجاور اور مسافر کو بجز و رسوائی تمام قتل کرتے تھے اور آگ انکے عمارت عالیہ میں لگا کر جنگاں سر فرقدان پر تھا زمین سا اور پائمال ظلم و جفا کیا اور ان کی دوشیزہ لڑکیوں کو جو ہر وہاں سے منہ چھپاتی تھیں بال کھینچ کر مستون کی بزم میں لائے اور چوتھے دن میرزا خان کو جنیر کے حوالی میں گرفتار کر کے جہاں خان کے حکم کے موافق گڑھے پر سوار کر کے شہر کے کوچہ و بازار میں تشہیر کیا اس کے بعد تیغ ستم سے پرزے پرزے کر کے سر باز آویزان کیا اور حشید خان شیرازی کو مع اس کے بھائی سید حسین اور سید محمد کے اور اسکے فرزند سید قرضی کے بسبب اس جرم کے کہ وہ میرزا خان کے موافق تھے قتل کر کے انکی لاشیں توپ کے منہ میں رکھ کر آگ دی یہاں تک کہ ہر ذرہ انکے اعضا کا ہر مقام میں متفرق ہو کر آگ اور سات دن تک غریبوں کا قتل عام رہا اور ایک ہزار غریب شہر و قصبات میں مقتول ہوئے مال و اسباب و ساز و سلب انکا تاراج ہوا اس درمیان میں فرہاد خان جشی کہ امراے کبار سے تھا اپنی جاگیر سے آیا اور اجلافت اور ادب باش پر سیاست اور تہدید کر کے فی الجملہ آتش فساد ساکن کی اور ایک جماعت قلیل غریبوں کی کہ حبشیوں اور دکنیوں کی حمایت میں بسبب آشنائی کے کسی گوشہ اور کنارہ میں پوشیدہ تھی اس نے اس بلا سے نجات پائی متنوئی کہ دانکہ این و غمہ دیو و دیو چہ تارنجہ دار و از ننگ بدہ چہ نیرنگ باخیر دان باخت ست + چہ گردن کشان را سرانداخت ست بد فلک نیست یکسان در آغوش تو بہ طراش و وزنگ ست ہر دوش تو بہ مدت سلطنت میران حسین شاہ مقتول و مہینے تین روز تھی و البقا الملک العبد و آؤر کتب تواریخ میں مسطور ہو کہ شیرزیہ نے اپنے باپ پر وزیر کو قتل کیا سال اسپر خیریت سے گذرا اور اسی طرح مستنصر باللہ خلیفہ عباسی اپنے باپ متوکل عباسی کے قتل میں ترکون کا شریک ہوا ایک سال زندہ رہا اور اسی طور سے میرزا عبد اللطیف بن میرزا انغ بیگ بن میرزا شاہ رخ بن امیر تیمور صاحبقران نے قصد پدر کر کے میرزا انغ بیگ فاضل عصر کو قتل کیا چھ ماہ سے زیادہ بادشاہی نصیب نہوئی اور وکن بن میران حسین شاہ نے باپ کو ایسے عذاب الیم میں مبتلا کر کے ہلاک کیا اس پہلی سال نہ پلٹا بعقوبت تمام قتل ہوا فرد پر کش بادشاہی را شاید بہ و گر شاید بجز دو سو نہ پاید بہ

### ذکر اسماعیل بن برہان نظام شاہ ثانی کی حکمرانی اور جہان بینی کا

قبل اس سے واقع مرتضیٰ نظام شاہ کے ضمن میں مذکور ہوا کہ برہان شاہ بیٹا حسین نظام شاہ کا جو قلعہ لہا کر میں قید تھا اس تقریب سے کہ اس کا بھائی نظام شاہ زندہ نہیں ہو یا دیوانہ ہوا ہو اور مہلات سلطنت میں مشغول نہیں ہو سکتا خروج کیا اور جنگ کر کے شکست پائی اور ہزیمت کھا کر اگر شاہ کے پاس گیا اور اس کے اس وقت مملکت دکن میں دو بیٹے تھے ایک ابراہیم اور دوسرا اسماعیل لیکن ابراہیم کی ماں حبشیہ تھی سیہ فام تھا اور صورت ظاہری سے بھی چندان بہرہ نہ رکھتا تھا یعنی خوبصورت نہ تھا اور اسماعیل کہ اس کی والدہ بیٹی ایک رئیس کوکن کی تھی صورت و سیرت

تواریخ

لے کر اس کا نام ٹیبل خان بن دغا فقار خان تھا حکم کیا کہ حسین شاہ کا سر تن سے جدا کر کے تلح سان کرو اور سر جہانگیر  
 کے دروازہ پر نصب کر دیا یہ واقعہ بالکل غلط تھا کیونکہ سر اس کا تعلق تیرہ پرچہ ہوا تھا یہ شور و غوغا ملکہ کا لگ  
 ہجوم اور جنگ تھا جس میں شاہ کے واسطے جو یہ سوس کا تلح سان کر دیکھ کر لوہا لگ گیا کہ ٹیبل خان بہان نظام شاہ کی  
 سلطنت پر راضی ہو کر اپنے نکاح پر جان کو اپنی حمایت سے روایہ سے سرمدار ہو گئے تھے وہ کسی اور جہتی کے عہدہ تھے  
 عارم مزاحمت ہوئے اور حاکمان ان کے ارادہ پر واقع ہو کر مانع آنا اور کہا اگر حسین شاہ مارا گیا ہے اپنے کے  
 حوس روکو ملے انتقام لیکر باگ حالت سلطنت کی ٹیبل شاہ کے قصد اقتدار میں لایا گیا بلکہ اتفاق اور بادشاہی کا سامان پر کیا  
 سرور دیا جو کہ عربیت متصدی اس کا خطیر کے بہن پس پھر سب حاکمان کو انشا سوار کر کے درمیان میں عہد و  
 شہرہ کے قلعہ کے محاصرہ میں سامی ہوئے اور عوام الناس کی دلچسپی کو واسطے کہ بخون دیکھ کر نہ دین ایک جماعت کے نزدیک  
 دروازہ پر دھج و مارہ کے پیکر بنایا گیا کہ لوگ کہتے ہیں یہ سر میر ان جین کا سین پر لگا کر کوٹنے والوں تو کسی اور جہتی پر  
 مایوس ہو کر ہیں اور ہاتھ تنگ سے کوٹا کر ہیں چاہیے سر راجا نے رادہ کر کے سر میں جن جن کا قلعہ کے پٹے ڈالا اور  
 جمال خان اور اتوت خان عشی اگرچہ جلتے تھے کہ یہ سر میر ان جین کا ہو لیکن احساس کر کے لوٹے یہ سزا کا سین پر پھر لے  
 چا دیں پلٹ کر ایک گوشہ میں پوشیدہ کیا اس درمیان میں ایک سوزگ کو قلعہ اور پانچ ہشتی اور بھوسے سے  
 لہرے ہوئے قلعہ کے آگے سے دروازہ کے واسطے لیے جاتے تھے جمال خان نے دریا اربعین قلعہ کے متصل  
 لگا کر گڈے اور قلعہ کو قلعہ کے دروازہ پر لانا کر کے آگ لگا دیا ایک آگ دروازہ کے تختوں میں لگی دروازہ  
 تمام گھٹیا اور سواگ کے بھگوارہ سر راہ پڑے تھے مردم دہلی اور بیرونی کی راہ آگور شد مسدود ہوئی اور ص  
 آدمی رات گئی اور آگ کے شعلے ساکن ہوئے اور ماہر کے آدمیوں نے ہاتھ کا قرار و آرام کو اپنا سر راجا  
 مع جماعت احماد والی خان مالک بایں الہک بیا پوری ہوتا تھا خان اور سر میر سمائی اور ہما دھن گیلانی  
 اور سرطاہر علوی اور آقا میر تیرہ دہلی اور تہا راجا دہلی اور جیل خان گردیشیرین علاف سے رادہ کر کے  
 بہنیت جہجی بھگورون کو بھیر کر کے دروازہ سے برآمد ہوا بعض خاص شہر میں اور بعض حوالی شہر میں مار گئے  
 میر راجا خان میر کی طرف تھا گا اور جہد و روک کہیں اس کا سراغ پیدا ہوا اور دہلی اور جہتی اس شب کو قلعہ میں  
 داخل ہوئے میں قدر کہ عرب وہاں تھے سوائے چار کو بیوی کے بیٹے قاسم بیگ اور دس شریف گیلانی اور  
 احمد خان شہسرتی اور خواجہ عبدالسلام تو لے کے کہ جلتے محفوظ میں پوشیدہ ہوئے تھے مافی کو کر قرب میں جو  
 مرد کے تھے تیج کیا اور حلقہ لقیلاں سے میر راجا قتی بخیری اور میر راجا دق ر و داری وادجہ جہاں الدین اشتراک داری اور ملا  
 محمد الدین شہسرتی ہیں اور یہ ہر ایک اس راہ میں اپنا سپر رکھتے تھے میر راجا قتی وادجہ جہاں الدین اشتراک داری اور ملا  
 تھا اور شہر پاکیرہ کتا تھا یہ جہد راجا اس سے کہ مولف کو باقی تھیں تو یہ پڑیں باجمعی اور بہن کارواں رہ و رہیر +  
 دولت ر دہشتی تھی تھرہ در کوئے تو اس ہجوم ملا رگیاں جے تلے ساوست دے پائے گریہ ایضا رام کریم کریم ملکی  
 کر دم صہرہ اکو شش ار حمار دار و سر صہرہ کر سوزش آتش درون شد چہ عجب چہ سوز مرہ تراست آسآب تار +  
 ایضا اس معصوب اقدس مقدس کشیم دین بیکل علوی تھا اندیشیم + جوازی زمانہ چشم رحمت رسد + تو یہ تمام عداکین  
 اور حوشم ہا ایضا + جوشم رچراں سدا رہ او دل تو سر مرہ درون افکار + اور چراں تو سقا رسد دلم +

نشہ میں انجام نہ سوچا دو تین آدمی مقربوں سے ہمراہ لیکر سوار ہوا اور میرزا خان کے ساتھ قلعہ کی طرف روانہ ہوا اور وہاں جو میرزا خان کے اعوان و انصار کے سوا دوسرا نہ تھا دروازہ بند کر کے اُسے قید کیا اور میرزا طاہر نیشاپوری قلعہ لہا کر میں برہان شاہ بن حسین نظام شاہ کے بیٹوں کے بلانے کو کہہ کر صغیر بن تھے بھیجا تو ان میں سے جسکو مناسب جابجہ تخت پر بٹھا دے میرزا طاہر دوسرے دن برہان شاہ کے دو فرزند کو کہ ایک کا نام ابراہیم دوسرا کیا اسمعیل تھا احمد نگر میں لایا میرزا خان نے بزجر و تعدی قاسم بیگ اور میرزا محمد تقی نظیری اور میرزا صادق اور میرزا الدین استر آبادی اور تمام اعیان اور افاضل غریبان کو جو اپنے اپنے مکانات پر تھے اور اس معاملہ کی خبر نہ رکھتے تھے سب کو تاریخ ماہ مذکور کو شہر سے قلعہ میں طلب کر کے مجلس آراستہ کی اور نظر کو وقت چھوٹے بھائی اسمعیل کو جو بارہ برس کا تھا تخت پر بٹھا کر مبارکباد پیش فرمائی گئی کہ قلعہ کے باہر غوغا بلند ہو لوگ متلاشی ہوئے اور ایک جماعت کو حقیقت حال دریافت کرنے کیہ واسطے بھیجا انھوں نے پلٹ کر یہ اخبار پہنچا کہ جہان خان مولد ہمدانی کو منصب داران صدر سے ہرج مع ایک جماعت متعبدان دکنی چلبشی سے اتفاق کر کے آیا ہے اور کہتا ہے کہ چند روز گزرے ہیں ہم اپنے بادشاہ میران حسین کی زیارت سے محروم ہیں اور اُسکے حال سے خبر نہیں رکھتے کہ کیونکر ہو یا اسے ہمارے پاس بھیج دیا جائے اسکی ملازمت کیواسطے جانے دو میرزا خان نے نہایت غرور اور نخوت سے جواب دیا کہ میران حسین لیاقت و قابلیت بادشاہی کی نہیں رکھتا ہے اب ہمارا اور تمہارا بادشاہ اسمعیل نظام شاہ ہے یہ وقت برآمد ہو کر تمہارا اسلام لیتا ہے جمال خان نے یہ سکر زیادہ تر مقام پر خاش میں ہو کر فرمایا کہ شہر احمد نگر میں منادی کر لو کہ اہل دکن بھیجیں اور آگاہ ہو دیں کہ میرزا خان اور جمیع غریبان نے قلعہ میں جمع ہو کر میران حسین شاہ کو قید کیا ہے اور دوسرے کو بادشاہ کیا جاتے ہیں لازم کہ جمیع خاص و عام اپنے بادشاہ کی رہائی پر ہمت مقرر کر کے غریبا و غریب زادوں کا تسلط اپنے سر سے دفع کریں اور زمین لائقین جانیں کہ بعد اس مجتہد کے زن و فرزند و کینوں کے اُن کی کینری اور غلامی میں گرفتار ہونگے اہل دکن کہ بغیر تجرع شراب کے مست تھے جب یہ بات سنی مسلح اور مکمل ہو کر فوج فوج قلعہ کی طرف متوجہ ہوئے اور دو تین ساعت میں پانچ ہزار سوار و پیادہ اور بہت بازاری وغیرہ جمال خان کے پاس مجتمع ہوئے اور تمام چلبشی قلعہ کے قریب ہجوم لاکر اُنکے شریک ہوئے اور جو دولت میرزا خان کی زوال اور انحطاط میں تھی اور جو کچھ کہ مشیت انہودی نے ساتھ اُنکے تعلق کر رکھا تھا چاہتے تھے کہ وہ عین آوے ابتدا سے حال میں جمال خان مع بیس پچیس سوار کے جب قلعہ کے قریب آیا تھا میرزا خان نے کور مغزی اور بے عقلی سے ایک جماعت کو اُس کے دفع شر کے واسطے نہ بھیجا اور جس وقت ہجوم عام ہوا یعنی سوار و پیادے بشمار اسکے پاس مجتمع ہوئے ہر ایک مردم درونی کو ایک ایک مہیاں زر سرخ دیکر اپنے خالو محمد سعید اور کشور خان کو مع ایک سے پچاس غریب زادہ اور سات غریب اور بیس دکنی اور ایک فیل مست کے کہ غلام علی نام رکھتا تھا جمال خان کے مدافعت اور مقابلہ کے واسطے نامزد کیا اور کشور خان ہر چند جانتا تھا کہ اس جماعت معدودہ سے اس لشکر گران کے ساتھ کچھ کام نہ کر سکیں مگر ناچار قلعہ سے برآمد ہو کر حملہ ہمارے مردانہ کئے اکثر غریب زادے کام آئے اور دس پندرہ آدمیوں نے کہ نہایت زخمی اور زخمی ہوئے تھے بھاگ کر قلعہ میں پناہ لی اور میرزا خان کے پاس پہنچے میرزا خان نے جب غریب زادوں کو اُنکی حمایت اور ہمتی سے مرکب اپنے امخطر کا ہوا تھا متعطل دیکھا مضطرب اور حیران ہو کر بولا کہ بلوہ دکنیوں کا میران حسین شاہ کے واسطے ہر لازم ہے کہ ہم اُسے قتل کریں تو اُنکے فساد کی ساکن ہووے پھر ایک غریب زادہ

## تذکرہ میران حسین بن قرضی نظام شاہ کی سلطنت اور اس کے واقعات پر شور و شین کا

حب میران حسین نے میرا حان کی ہدایت سے اپنے والد ماجد کو حاکم بن قید کر کے ہلاک کیا اور احمد نگر کے تخت پر  
 ٹھکن ہوا اور میرا حان کو صاحب اختیار کیا میرا حان نے حاکم کو دلاور خان کی تقلید کر کے سران حسن کو کر فاعل  
 دو سالہ مگر مین ٹھاکر خود مستعدی جمع ہات ہوئے لکن حکم میران حسن شوح طبیعت اور اعلا فہمیتہ اور  
 نے اعتدال اور ماوراء النہر تھا۔ صورت و جمع میں سائی ہر روز سوار ہوا تھا اور ایک جماعت داہ را دکاں اور  
 اپنے سپاہیوں کو مصباح امارت و کرم قرار دیا۔ لہذا میران حسن نے لکھنؤ کو حاکم قرار دیا اور ماوراء  
 ہوا لکھنؤ احمد نگر کے گورنر ہوا اور این بھر تھا وہ حالت بدستی میں نہ تھیں اس کے سامنے آتا تھا یہ دفعہ سے اسے نا حق تسل  
 کرتا تھا اس و دیال میں لعل مقرران نے میران حسین کے گوشزد کیا کہ میرا حان نے شاہ قاسم را در ویر نظام شاہ  
 کو قتلہ سر سے طلب کر کے اپنے ملک میں پوشیدہ کیا ہے تا وقت فرصت کچھ مودل کر کے اسے مصوب کرے  
 میران حسین یہ سکر حالت ہوا اور میرا حان کو نوکروں کے سپرد کیا دوسرے دن معلوم ہوا کہ شاہ قاسم کی حکایت خلط  
 پھر میرا حان کو مصوب اور معز کر کے پارہ اس کے مرتبہ کا لکھنؤ میرا حان نے منہ دفع کر کے کو اسے میران حسن کی  
 خدمت میں عرض کی کہ جو وارثان ملک میرا حان قہر و صلاح دولت اس میں ہر کس شاہ قاسم سے لکھنؤ دلاور خان  
 کے عاویں میران حسین نے یہ امر قبول کیا اور دہلیان لوگوں کے قتل کا جاری دیا یہاں تک کہ اسے اہل اورنگی  
 دلاور میران کو سپرد ہر مرد تھے ایک روز میں اس کو تیج میران سے شہادت دلاور کیا اور میرا حان کا استقلال اور  
 علم حد سے گرا لکھنؤ حان اور طاہر حال کر را در ویرا بھی دودھ شریک بھائی میلہ میں کے ہوتے تھے حالت  
 سستی اور پوشیداری میں نکایت میرا حان کی کرتے تھے اور میران حسین اس سے ہر مرد کو کچھ کتا تھا کہ اسے دستا  
 کر کے دلاور تیار سے لکھی کر دل مار دیا اور کچھ کتا تھا کہ دلاور مل مست کے زیر پاسے ڈال دیا اور یہ خبر میرا حان کو ہو گئی اس  
 نے جو طریقہ دیدی دل شہادت و جاہ سے لکھا سکتا تھا اور اسے تھن ماو شاہ نے ملج و تخت تصور کیے ہوئے تھا علی  
 اسکا میران حسن کے قلع اور قلع میں تصور کیا میران حسین اس امر کو دریافت کر کے سہمی ملا دی کی مار میں تاویج  
 سے ۹۹ سو ستونے پھر میں بھلا صیانت اس حلق کے مکاں پر کیا تو اسکا کام تمام کر کے میرا حان بیاری کا سہارہ کر کے  
 حذر و جاہ ہوا اور آقا میرا حان کو اس کے احوال سے تھا اور میران حسن اسکو اپنے قلعہ حان سے ملو بکر آغا اسے  
 لکھنؤ حان کے مکاں پر بھیجا تا میرا حان و دہلیان ہر کس میران حسین طعام سادہ فرما چکا تھا اس حلق نے اس کے واسطے  
 کھا نا طعمہ حاضر کیا اس میں قدرے تنادل کیا اور صطرح سے میرا حان نے اسے خائن کی تھی کوڑا ہوا مجلس سے  
 باہر کھلا اور اسے مکاں پر گیا میرا حان نے میران حسین کو پیام کیا کہ آقا میران کے لئے کلاں سے چھاپے کر اسے قلعہ  
 احمد نگر کے ماہر کھڑا مکان خوب میں ملک دیوین اور کھڑا کو اس کے معاند کیا اسے قلعہ مقرر وادوں تھا کہ لکھنؤ کی حرکت ہے شعا  
 پاوے میران میں لکھنؤ حان کے مکاں سے پٹک باع سرول قلعہ میں رونق اور اہوا اور میرا حان نے اس کی کار و شین  
 پہنچ رہی تھی کہ یں سے غاہر اس پر آتا میرا حان و فعال ہوا و طعم نہیں ہوتا کہ اس میں سے کات پائے گئے اور شاہ  
 اس کے جوق خدمت کو مستور رکھا کہ اسکی حیاد کو شریف ہوا لکھنؤ دار سے کمال سدا پروردی ہوئی میران میں شراب کے

اور میرزا خان سے جدا ہو کر عالم پناہ کی ملازمت میں حاضر ہو گئے بادشاہ نے فوراً فرمان صلاحیت خان اور قاسم بیک اور میرزا محمد تقی اور حکیم مصری کے طلب میں ترقیم فرمایا اور لصحا بہت قاعدان تیرز قمار کے روانہ کیا اور نوجو بی ساعیت نیک اختیار کر کے سوار ہوا چاہتا تھا کہ ناکاہ قحی شاہ لولی نیکرام نے سر اس کے پاؤں پر رکھ کر ہارے ہارے کر کے روٹا شروع کیا اور کہا کہ بجز دروانگی قلعہ احمد نگر سے یہ آدمی خاصہ خیل کہ حاضر ہیں اپنے حق خدمت ادا کرنے کیواسطے آپ کو شہزادہ کے پاس لیجاو نیلے نظام شاہ نے یقین کر کے فسخ عزیمت کی راقم حروف کو کہ دربار کی محافظت میں اشتغال رکھتا تھا اسدن حضور اقدس میں طلب کر کے بکا لہ شریف سرفراز فرمایا اور وہ بادشاہ قوی سیکل گندم گون اور فراخ چشم بلند اندام اور باشیوکت و صلاحیت تھا اور زبان فارسی میں خوب ہمارت رکھتا تھا فقیر سے فرمایا قحی شاہ ایسا ایسا کہتی ہیں بہتر یہ ہے کہ اس قلعہ میں رہ کر صلاحیت خان کا انتظار کروں فقیر جو چارہ رکھتا تھا آنحضرت کے مزاج اور مری کے موافق گفتگو کر کے راضی بقضائے آئی ہوا لیکن جب یہ حکایت فاش ہوئی مجمع مردم سوار و پیادہ کہ اس کے پاس باقی رہے تھے مایوس ہو کر فوج فوج دولت آباد کی سمت روانہ ہوئے اور میرزا خان صلاحیت خان کے پہونچنے کے خوف سے دو منزلہ راہ چل کر کے تعجیل تمام تر شاہزادہ کو احمد نگر سے لایا اور داعی دولت یعنی محمد قاسم فرشتہ نے ارادہ کیا کہ دروازہ قلعہ کا بند کر کے صلاحیت خان کے پہونچنے تک محافظت کرے لیکن جب صغیر و کبیر علی ادنیٰ قلعہ سے برآمد ہو کر شاہزادہ سے ملحق ہوئے اور سواے قحی شاہ اور اس کے پرستار سبہ نام اور تین چار پردہ دار کے کوئی قلعہ میں نہ رہا مسود اس اوراق نے ہاتھ مرقعہ سے کوتاہ کر کے سکوت اختیار کیا اس درمیان میں شاہزادہ اور میرزا خان تیس چالیس آدمی اوہاں سے قلعہ میں داخل ہوئے اور تلواریں میاں سے کھینچ کر عمارت بغداد میں کہ مسکن نظام شاہ تھا در آئے اور جو سامنے آتا تھا اسے زندہ بچھڑاتے تھے شاہزادہ نے بندہ کو بچا نا اور پاس ہم بکیتی کا کر کے میرے قتل کا مانع ہوا اور مجھے اپنے ہمراہ عمارت بغداد میں لیجا کر تو لا اور ضلعا ہر ایک بد زبان کی کہ عالم میں مقصور ہے اپنے باپ کی نسبت بجالایا نظام شاہ سکوت اختیار کر کے اسکی طرف حیرت سے دیکھتا تھا اور جب شمشیر برہنہ کر کے اس کے شکم پر رکھی لولا کیا کہتا ہے اس تلوار کا پیلا ایسا تیرے پیٹ پر ماروں کہ پشت کی ٹھیان توڑ کر کھجاندے نظام شاہ آہ سرد کھینچ کر چلیش تمام لولا ای مردود حق اور عاق پر تیرا باپ دو تین روز کا جہان ہو اگر باپ کے حال پر ترجم کرے مروت ہوگی والا کچھ اختیار رہی شاہزادہ نے جب تقریر دلپذیر سنی حرکات ناخوش ترک کر کے عمارت بغداد میں نازل ہوا اور باوجود اس کے کہ باپ اس کا مرض الموت میں گرفتار تھا میرزا خان کی ہدایت سے صبر کر کے حکم کیا کہ اسے حمام میں لیجا کر دروازہ اور روزن اس کے مسدود کریں اور اس کے آتش خانہ میں آگ شدت سے جلا کر جمع منفذ بند کریں اور اسے پانی مذہبین تاکہ وہ حالت تشنگی میں تڑپ تڑپ کر جان جان آفرین کو تسلیم کرے جب یہ سائنحہ عمل میں آیا آنحضرت رجب کی اٹھارویں تاریخ ۹۹۷ھ نو سو چھیانوے ہجری میں جوار رحمت ایزدی میں وصل ہوئے اور علما اور فضلا منہب امامیہ یعنی شیعہ کے طریق پرشکی تہنیر تکلفین میں مشغول ہوئے اور ہرسم امانت صندوق میں رکھ کر وضعیغ میں مدفون کیا اور برہان نظام شاہ ثانی نے اس کے استخوان برآوردہ کر کے کربلائے معلیٰ بھیجے اور اس کے باپ دادا کے پہلو میں دفن کیا اور مرتضیٰ نظام شاہ کی مدت طاعت چوبیس برس اور پانچ مہینے قحی ہر شیعہ و روا کہ اساس چرخ را نیست قرار نہ از دائرہ زمانہ دور است مدار نہ زمانہ امان زد و ہر امید مدار نہ گر تیغ ستم کشد نیا بد ز نہار چرخ

میرا حال سے رجوع فرمایا میرواحل نے اعلانے کیا کہ اس ہمارے سے کہ عادل شاہ کی لشکر کشی یا کسی غریب کے سب سے ہی مفید کیا اور جو وہ ہے عزیز و اقارب کو کھانے لگے مگر کہ کے معصیت حواصہ کر سے مراد یہ کہ قصہ لڑنا کے قریب و رقص ہوا مقام شاہ میرا حال کے مقام کرنے سے مستم ہوا اور سو داس اور اسی جی محرقہ قاسم دشت کو اس معاملہ کی تحقیق کیا سطلے امر کے پاس بھیجا میرا حال اعلانے میں شریار کی دست لڑا جی جاتا تھا یقین کیا کہ یہ حقیقت حال دریافت کر کے راست ماست لے کہ وکاست ماوتہ سے مدد دین کر بھیجا سب سے لشکر کے حائلے سے ہر طراس میں بڑا دفنی شاہ سے کیا اگر کو کم حال کرے کہ دین لشکر میں حکمران کرانگ دس کی تربیت تھو کہ دین ہما بخت شغف و دقت ہوں اور لے لشکر امیں مارہ ہزار ہوں خود تھا کہ صرد ورم کو سطلے دیکر مارہ ہونہا جی شاہ نے جو دین نام بارہ ہزار ہوں کا سا ورا نظام شاہ سے عرض کر کے ایک حکمدار کا حواصہ حاصل کیا کہ میرا حال و دشمن ہا حاکم دشمن کے مدد میں قیام کرے وہ اس امر سے ہما بخت مسرور و راجحوظ ہوا اور ملا وقت مارہ ہزار ہوں قی شاہ کے تعویض کیے اس وقت تک یہ خوف لشکر میں تھا کہ میرا حال بطور راحت و بان آجا یا مارا سا کفاش ہو گیا تھا و حواصہ و عام اس کے ارادہ پر معلق تھے اس امر کا عدم ہوا کہ کوک کوکس اور عقیدہ کرے تو احارار دوسے ماوتہ کے موقع عرض میں یہ ہو پڑے اس دین میں ایک دوست نے مجھے اس سادہ سے آگاہ کیا میں گھوڑے پر سوار ہو کر قریب شام آدو سے تھا کہ میرا حال جاقہ ہوا و ایک عافت کثیر سے تھا کہ سطلے دھو کی حواصہ میں شغل اور لالہ دین و دھرو حواصہ کر دی یقین ہوا و انھوں نے کس لے دشمن کی یقین میں سب اے کے تعاقب سے کھارہ شترت ہما بخت قریب صبح مقام شاہ کی ملازمت میں ہو چکا سر اپر دے کے پیچے سے میں نے میرا حال کا قصہ ارادہ تفصیل تمام عرض کیا قی شاہ کو کہ میرا حال سے شازن بکشی قی متعین ہو کر بولی کہ تو جو طے کتابا ہے میرا حال سے حواصہ کر بھی ہو گئی میں نے حواصہ کر گئے اور میرا حال سے کسی جی کی عداوت میں نہ ہو کر میں نے اے کے حق میں حق کی پر حواصہ لے ساتھ اور اپنے صاحب سے حواصہ کیا امید ہو کہ جلد صدق و کذب سبب بظاہر ہووے یہ حرف و کلمات صمد ہوں ہو رہی قی کہ یہی دقت خزون نے یہ صبر ہو جانے کہ میرا حال سے بیعت اعزاز و کلمات کی طر کی طر گیا کہ یہ میرا حال میں تہارہ کو قلعہ سے مراد وہ کر کے ہوا و شاہ شکار کو کر کی طر متوجہ ہووے مقام شاہ و رے حرمت میں بڑا مد سے مدیر ہو چکی میں نے گدارش کی معلق اس علت کا دو بیج پختہ ہوں یک ایک پس پر دے مراد ہو کر سوار ہو دین اور اس ان وقت میں ہزار سب و اماں خاصہ میں چلا و کتابا ہوں پنڈس کو طرقت کر کے میرا حال کے سدا مارہ ہون کے کہ جو دے اس عمر کے بیعت اعزاز و سپاہ میرا حال کی ترک رفاقت کے کہ جو دے اس کے سایہ میں تراجم ہو گئے مقام شاہ نے کمال کی کچھ دو رہ کر کے کمال حواصہ لکھا نا میرے واسطے لایا اس کے کھانے ہی میری طبیعت نرم ہوئی اور دھم میں جو پیدا ہوا آعرش اس میں دوسری شروع ہے انک میرے احتس دور میرا قدرت و ساری کی یقین دھان لالہ میں لے کر میرا حال نے حواصہ ہو کر ملاق کے دھان نا رہ ہو کر دیا گیا تھا میں نے عرض کی کہ دوسرا معلق یہ ہو کر فرمان شترت خلاص صلا حواصہ غلامی پوری میں بھیج کر تعین ہو کر دوسری دوسرے آدمیوں کو کہ قلعہ میں محروس اس طلب کر دین اور دوسری مدد و سلاطین پانگی میں سوار ہو کر رہا۔ شکار جنہ کیوں کہ صلاست حال کے سدا رہا ہر شترت لکھا و دین کہ صلاست حال کو باو میں میں مشرف ہوئے ہی تمام حیل و دھم شترت و

آزاد ہون اور قدرت تیری قید و حبس پر نہیں رکھتا مصلحت خان نے سرزمین پر رکھ کر عرض کیا کہ کوئی قلعہ میرے  
 محبس کے واسطے مقرر فرماؤ تو میں خود منطوق اور مسلسل ہو کر اس میں جا کر غبارِ خاطر اقدس محو کروں نظام شاہ  
 نے کہا قلعہ و نذرانہ چور کی طرف رجوع ہو وہ ترک سادہ فی الغور اپنے مکان پر آیا اور زنجیر اپنے پانوں  
 میں ڈال کر پالکی میں سوار ہوا اور اپنے متعلقوں کو حکم کیا کہ مجھے قلعہ و نذرانہ پور میں قید کرو اور نظام شاہ  
 نے عہد و کالت پر قاسم بیگ حکیم کو اور منصب وزارت پر میر محمد تقی نظیری کو منصوب فرمایا اور حکم کیا کہ عادل شاہ  
 کے ساتھ صلح کریں چنانچہ انھوں نے اس کے فرمانے پر عمل کیا یعنی عادل شاہ صلح کر کے سرحد سے  
 ہٹ گیا اور خواہر عادل شاہ کو کہ اب تک داماد کے سپرد نہ کیا تھا جشن شادی بزرگ ترتیب دے کر  
 میران حسین شہزادہ کے سپرد کیا اور نظام شاہ پھر دوبارہ قتل فرزند پر آمادہ ہوا اور قاسم بیگ اور میرزا محمد تقی  
 سے یہ بات کہی کہ اشتیاق فرزند کے دیکھنے کا غالب ہوا اسے میرے دربار میں حاضر کر دے یہ خوش ہو کر شکر  
 الہی بجالائے اور اسی وقت شہزادہ کو قلعہ کے اندر باپ کے پاس بھیجا ابتدا میں نہایت شفقت سے پیش  
 آیا اور عمارت بغداد کے قریب اسے ایک حجرہ میں جگہ دی دوسرے دن اسے نہالی اور بالا پوش میں لپیٹ کر  
 حجرہ میں آگ لگا دی اور دروازہ باہر سے بند کیا میران حسین جس طرح کہ ممکن ہوا نہالی اور بالا پوش کے  
 درمیان سے برآمد ہوا اور جو حجرے میں دھوئیں کے سبب امداد دھند تھا آپ کو شکاف دروازہ میں پہنچا کر  
 از روئے اضطراب فریاد کی یہاں تک کہ فتحی شاہ لولی خبردار ہوئی اور اس نے رحم دلی اور رحم سے دروازہ  
 کھولا اور میران حسین کو برآوردہ کر کے قاسم بیگ اور محمد تقی کے پاس پہنچایا انھوں نے اسے پالکی میں  
 میں بٹھا کر پوشیدہ دولت آباد کی طرف بھیج دیا نظام شاہ بعد دو تین روز کے اس حجرے میں گیا جب ہڈیاں اپنے  
 فرزند کی اس خاکستر میں نہ کھینچی فتحی شاہ لولی سے استفسار کیا اس نے عرض کی شاید استخوان اس کے خاکستر میں  
 ہوں نظام شاہ نے یہ امر قبول نہ کیا اور اس پر تشدد اور تہدید نہایت کی فتحی شاہ نے کہا میں نے اسے قاسم بیگ پر  
 میر تقی کے سپرد کیا ہے نظام شاہ نے قاسم بیگ اور میرزا محمد تقی کو قلعہ کے دروازہ کے قریب طلب کر کے حقیقت  
 حال استفسار کی وہ مصلحت ملک کے واسطے انکار کر کے بولے ہم اس واقعہ سے خبر نہیں رکھتے نظام شاہ طلب  
 میں آیا فوراً دونوں امیرون کو متعید اور محبوس کر کے ہماہم سلطنت میرزا محمد صادق رود باری سے رجوع فرمائے  
 جب اس نے بھی شہزادہ کے قتل میں اطاعت نہ کی بعد نو روز کے اسے بھی متعید اور محبوس کیا پھر سلطان یوز  
 سہروردی کو جس کا مولد احمد نگر تھا منصب و کالت دیکر خطاب میرزا خان عمدہ پیشوائی پر مخصوص فرمایا اور وہ  
 جو ارادہ بادشاہ کا جانتا تھا فتحی شاہ اور اس کے عزیز و اقارب کو زخمیہ دے کر راضی کیا اور پوشیدہ و لاو خان  
 کے پاس ایچی بھیج کر پیغام کیا کہ یہ بادشاہ مجھن دیوانہ ہو کر چاہتا ہے کہ اپنے فرزند کو قتل کرے اگر تم میری امداد  
 اپنے ذمہ ہمت پر مناسب اور فرض جانکر اس سرحد کی طرف متوجہ ہو ممکن ہے کہ ہم باپ کو معزول کر کے بیٹے کو  
 تخت پر ممکن کریں و لاو خان نے یہ امر قبول کیا اور مع عادل شاہ سرحد کی طرف متوجہ ہوا میرزا خان نے بذریعہ  
 فتحی شاہ نظام شاہ کے گوش زد کیا کہ عادل شاہ مع سپاہ فراوان ولایت احمد نگر کی تسخیر کے واسطے نشان عزیمت  
 بلند کر کے بہ تعجیل تمام آتا ہے اس بارہ میں کیا حکم ہوتا ہے نظام شاہ جو مقدمہ سے خبر نہ رکھتا تھا تدارک اور علاج ہسکا





کے درمیان صلح مصالحوں کو دیا سید مرتضیٰ پرار کی طرف روانہ ہوا اور بعد چھ ماہ کے پھر دروازے رخصت کے  
 مفتوح ہوئے سید مرتضیٰ پھر دوبارہ سندھ مذکور میں صلابت خان کے دفع کے واسطے عازم و جازم ہوا اور بدو  
 اسکے کہ احمد نگر سے لشکر اسپر نامزد ہووے بدستور سابق لشکر بار فرما ہم لا کر با شکست و ہیبت تمام احمد نگر کی سمت  
 متوجہ ہوا صلابت خان نے یہ لشکر ہیبت اس کے علاج پر مقرر کی مرتضیٰ نظام شاہ کو با رغ ہشت بہشت سے با رغ  
 فتح بخش میں لگیا وہاں تقریبات اٹھا کر عمارت بنوا دو کہ قلعہ کے اندر واقع ہر سکی عبادت کیواسطے مقرر کیا کہ آنحضرت دوبارہ  
 قلعہ احمد نگر کی طرف تشریف نہ لجاوین اور فتح شاہ نام ارباب نشاط کو کہ حسن و جمال سے آراستہ و شطرنج بھی خوب کھیلتی تھی  
 خدمت کے بہانہ قلعہ میں داخل کیا اور نظام شاہ بعد چند روز کے اس پر فریفتہ ہوا اسے اپنی ہمبستری سے مشرف  
 کیا اس درمیان میں سید مرتضیٰ مع لشکر عظیم احمد نگر کے اطراف میں در آیا اور کالا چوترہ کے قریب فروکش ہوا اور صلابت خان  
 نے اسکا آنا اسطرح سے نظام شاہ کے ذہن نشین کیا کہ اس سے رخصت حاصل کی اور شاہزادہ میران حسین کے ہمراہ  
 رکاب سید مرتضیٰ کے مقابلہ کیواسطے روانہ ہوا اور بعد جنگ غالب آیا سید مرتضیٰ اور خداوند خان مغلوب اور منکسر  
 ہو کر براکیٹ بھاگے اور ساز و سلب اور ہاتھی اسکے صلابت خان کے ہاتھ آئے اور صلابت خان کے تعاقب  
 لشکر سے بچنے توقف میسر نہوا برہان پور کے راستہ سے اکبر بادشاہ کے پاس گئے اور اس سال شہزادہ برہان کو بعض  
 مردم فتنہ انگیز بلباس درویشان احمد نگر میں لائے اور یہ تجویز کی کہ صلابت خان کو حالت غفلت میں پہلے قتل کریں  
 اس کے بعد نظام شاہ کو معزول کر کے برہان شاہ کو احمد نگر کے تخت پر بٹھائیں تضاراجس رات کی صبح کو یہ ارادہ  
 وقوع میں لایا چاہتے تھے صلابت خان نے آگاہی پائی برہان شاہ اسی لباس میں کوکن کی طرف بھاگا اور اس مقام  
 میں بھی توقف موجب ہلاکت سمجھ کر گجرات کے راستہ سے اکبر بادشاہ کے پاس گیا قاسم بیگ اور مرزا محمد تقی عادل شاہ  
 کی بہن کو میران حسین کے عقد نکاح میں لائے اور اکبر بادشاہ نے اس سال تسخیر کن کی غنیمت کی خان عظم عزیز کو کا  
 گو کہ اس عرصہ میں مالوہ کا حاکم تھا سپہ سالار کر کے مع برہان شاہ اور سید مرتضیٰ اور تمام سرداران دکن کے اسکے ہمراہ  
 کر کے ولایت نظام شاہ کی طرف روانہ کیا اور ان دنوں میں چاند بی بی زوجہ عادل شاہ بھی اپنے بھائی نظام شاہ کو دیکھنے  
 آئی تھی صلابت خان نے دلاور خان وکیل سلطنت عادل شاہ کو پیغام کیا کہ حسین نظام شاہ نے قلعہ شولا پور کو چاند بی بی  
 کے جہیز میں دیا تھا عادل شاہ فوت ہوا اور چاند بی بی بیوہ ہو کر اس طرف آئی مناسب ہو کہ وہ قلعہ نظام شاہ کے  
 گماشتوں کے سپرد کریں دلاور خان نے یہ امر قبول نہ کیا صلابت خان نے اظہار رنجش کی اور علی عادل شاہ کی  
 بہمن کو مع شہزادہ میران حسین دولت آباد کی طرف بھیجا کہ جس وقت عادل شاہ قلعہ شولا پور دیوے جشن و شادی  
 کر کے دولہن کو داما دے سپرد کریں والا موقوف اور عطل رہے اور اس عرصہ میں خبر وصول لشکر اکبر بادشاہ مالوہ میں پہنچی  
 صلابت خان نے اس بیت پر عمل فرمایا طبیعت کار نہ این گنبد گردان کند ہر چہ کند ہیبت مردان کند چاہے اسکے دفع پر ہیبت مصروف  
 کر کے میزرا محمد تقی ظہری کو سپہ سالار کیا اور بیس ہزار سوار ان کے مقابلہ کو بھیجے میزرا محمد تقی برہان پور میں گیا اور راجہ علیخان سے ملاقات  
 کر کے اسکو ساتھ اپنے متفق کیا اور عزیز کو کا نے یہ لشکر شاہ فتح اللہ شیلزی کو راجہ علیخان کے پاس بھیجا تو اسے لشکر دکن کی  
 موافقت سے پیشان کر کے ساتھ اکبر بادشاہ کے متفق کر کے یہ امر صورت پذیر نہوا شاہ فتح اللہ نے بے نیل مقصود  
 عزیز کو کا کے پاس مراجعت کی اور جوان دنوں میں عزیز کو کا اور شہاب الدین احمد خان حاکم اجین کے درمیان نزاع

نئی ہیرا زامی تھی اور  
 ہندو کی طرف کہ  
 سبقت نہ کی آخر  
 اکبر بادشاہ اور  
 کو وقت میسر نہوا  
 سمت راجہ بھا  
 ہم میں ساعی نہوا  
 نصرت تمام جمہور  
 لیتی تھی اور رو  
 اور مرداریداد  
 عشق اور استغنا  
 کے حوالہ کرے  
 اور کان دولت  
 چاہے صلابت  
 عرض پیرا بولی  
 سرکار میں درج  
 بدستور اور جوا  
 فتح شاہ وہاں  
 ایک جافزا ہم  
 اس اشیا کی وجہ  
 زور و رعب بر  
 دہائی پر گمان  
 آگئی پر وہ نشانی  
 عازم ہوا ہر چند کہ  
 کرتا تھا اس درمیان  
 اور یہ پیغام دیا کہ  
 جواب دیا کہ جب  
 ہوا اور اس کو  
 حوالہ کرے

اور مردم ہر غلام شاہی نہایت مخلص میں اپنے اپنے حیدر اور بل میں بڑے تھے سرل قصہ میں ہر ایک نگارہ حری  
 سارے لگے اور ہر لاکھ لکے کے ہوا کہ ہم کے موافق دیکھ کر غلٹ شراب آہستہ کی تھی سو سید مرغا مسکرت کے لئے دو سے  
 باہر گیا اور دار اور سپاہ کے پاس ملازم ہوئے گئے کہ دشمن کی فوج آہستہ تاحات لگا کر جنگ میں مصروف ہوئی اور قریب پڑ پڑ  
 ہاتھی نامی کے لیکر سیر لاکھ لکھ کو محال باہر سہرہ کیا اور سید مرغی نے کہ اس سے بہت فاصلہ پر فوج تھی چھوٹا حشر ہو چکے  
 کا سہارے کے صلاحت جان کو لکھا کہ ہر لاکھ لکھ کے جو غلٹ جنگ میں کی اور تھکا کے ہوئے کا انتظار کیا اس سب سے  
 لئے شہر جمع ہو چکا انشاء اللہ تعالیٰ اس وجہ سے تدارک ہو گا صلاحتان لے کر ان سپہ سالاری اس کے نام بھیجا  
 سید مرغی سے اس سے خوش ہوا اور جیل ختم کی راہی میں کوشش کی اس درمیان میں اور اہم نکتہ شاہ جوار جت ایدی  
 میں داخل ہوا اور اس کا درمیان میں نکتہ شاہ حاشین ہوا اور ایک لشکر نکتہ شاہ کا مروج نظام شاہ کی لکھ لکھ کے پاس  
 اس سر میں ہزار ہا میل ہر کھترقی ہوا اور سید مرغی سے شاہ میرا مہمانی کو کھٹ شاہ کا وکیل سلطنت تھلوان  
 کر کے ایسا کیا کہ غلٹ نکتہ شاہ کو مدد کیواسطے طلب کیا اور اتفاق قلعہ شاہ دورک کو محاصرہ کیا اور چار پانچ مہینے تک  
 ہر چار طرف سے مساوی جنگ ڈالی اور حدود و حال اور کوی حال تزلزلش لعل دلوں میں نہایت حال شکاری اور  
 مردانی کر کے نشان شجاعت کے خاک لاکھ پر پہنچاے اور قلعہ محاصرہ کرکان لے احاطہ ماحدہ شدہ کر کے  
 قلعہ کی محاطت میں تعمیر کی اور ہر چہ نظام شاہ اور نکتہ شاہ اس سے مصعب احمد امارت و حیدر کا وعدہ کر کے  
 چاہتے تھے کہ کرب و یوس معیدہ ڈالا جائے لعل لعل ہار ساور حصار میں تعمیر کی بہترین مصروف ہوا اس سب سے  
 ہر دو لاکھ ماحدہ لشکر نظام شاہ اور نکتہ شاہ سے مقتول ہوئی تھی اور سید مرغی اور سید مرغی اور نکتہ ساہیل  
 محاصرہ اور سپاہ کی ہلاکت سے دلگہ ہو کر گئے لگے کہ ہم بیعت مٹ خیر قلعہ میں بھیجے تین ساسید سید پرکھیا پور  
 کی جن میں شول پہلے اور خوشوقت دارا لکھ محتج ہوا اور تھلوان اور شہر لکان کی تعمیر سہل ترین وجہ میر ہوئی پھر رائے  
 وہاں سے کوچ کر کے محاور کی طرف متوجہ ہوئے اور جو کہ اس نظام میں بھی داریاں ہر رگ کے درمیان ماحصہ  
 سب آپس میں نزاع تھی کوئی شخص شکر نگاہ کے جن سر میں شہد ہوتا تھا سید مرغی اور نکتہ شاہ کوئی تمام اپنے  
 محاصرہ کیا اور جیسا کہ مذکور ہوا بعد مدت مدید یہاں پور کی مح سے بھی مانوس ہو کر نکتہ شاہ نے اپنی ولایت مورسید مرغی  
 اور مزارا لکھ لے نظام شاہ کی ملکیت کی طرف ماحصہ کی اور قلعہ ڈوسا فرے بھی میں صلاحتان لے نظام شاہ کے  
 حکم کے موافق تمام رگ اور میرزا جت جی ہٹکی کو مع جماعت مردم مہتر جی پور کی طرف بھیجا اور مادل شاہ کی بہن کو  
 شہزادہ میران حسین کے واسطے خواستہ گاری کر کے اس دمت میں فرمان عشق خان شہزادی کے نام صادر ہوا کہ مع  
 لشکر جمیعت اپنی تمام بیگ کے ہزار محاور کی طرف حارے عشیدہ مال لے جو اس دامن تاج سید مرغی کا ہوں  
 معصوم قرین اسے میں ساماہن جو کچھ وہ فرما دیا اس عمل کر دھکا اور سید مرغی نے کہ کہ نظام شاہ نے مجھ سے  
 فرما احب تک مراں میرے حواص سے مرین ہو مل کر ناچو یہ فرما دیا کہ اسکا دخل میں ہوں اس عمل میں کرا اور  
 مجھ رجعت میں دیا ہوں عشیدہ خان نے معصوم صلاحت حال کو لکھا کہ شہزادہ کا سالانہ کیا اور کام اس نہایت  
 کو پہنچا کہ اس سال سید مرغی نے لشکر ہا نہایت شکست و نشان سے صلاحت خان کے دین کے ارادہ پر اس پر مگر  
 طرف متوجہ ہو گئیں اس مرتبہ ایک جماعت مردم متحرکے درمیان میں آئی اور صلاحت حال اور سید مرغی

اور صلاحیت خان کو بجائے اس کے منصوب کر کے فرمایا کہ اس عمارت میں اگرچہ زر خیر صرف ہوا ہے لیکن مہمار کر کے اور نقشہ دیگر طرح سے بنا کرے جب وہ باغ تیار ہوا شاہ احمد قاضی خان انجمن نے یہ تاریخ اس کی صفت میں کہی تاریخ ار باب نشاط را خبر کن شاہ باہر باغ فرخ بخش گذر کن شاہ باہر نعمت خان راز بہر تاریخ بنیاد از باغ فرخ بخش بدر کن شاہ باہر اور یہ بھی خلافت کے درمیان میں مشہور ہے کہ صلاحیت خان کے عہد وارو علی میں پانچ لاکھ درخت انبہ اور املی کے اس کے لگائے ہوئے مدت دراز تک رہے اور باعث ذکر خیر ہوئے اور جبہ توقیعات صلاحیت خان سے تربیت ملا ملک قبی اور ملا طور سی ہوا ان کے قدم کو گرامی رکھ کر ظالمت اور انعامات لائق سے مخصوص کیا اور جب عمارت فرخ بخش دوبارہ ۹۹۱ھ نو سو اکیانوے ہجری میں تیار ہوئی صلاحیت خان نے اس باغ میں شادی اور جشن قرار دیکر اعیان و اشراف اور شعرا کو طلب کیا اور ہر ایک سے بہ لطف و عنایت پیش آکر مسرور اور مستبج فرمایا اور ملا ملک قبی نے ایک قصیدہ غزائے اس کی صفت میں کہا قصیدہ

نہم تراہشت خلد شمع از پیش گاہ  
صفت زوہ از چار سوے بر صفت چاکران  
سقف تو بہ باد وادھوت خروگاہ چرخ  
خارگستان تو چشم حسد را سنان  
یا فتنہ دست تصنا از گل سقفت سریر  
تحفہ فرستد بہ بحر یہ فرستد بجان  
گر کند ابرو بلند شاہ ہد تصویر تو  
عقد کند خندہ ات در گلوئے زعفران  
گر بجا صہر دہد لطف تو سر مایہ  
ثقل جلی برداز تن کوہ گران  
خاک سبک وحت اسر مہد و ہر باورا

پیشکشت شہنشین باگرت شہ نشان  
کوس تحکم زین بین کہ درختان سرو  
ہم گل روے صفایا اثر تو امان  
سنبل بستان تو صید طرب را کند  
مشتی از فتنہ ات ماند سبطیلیان  
از گہر فیض تو ابر بدست صبا  
چہرہ مافی الضمیر دیدہ بہ بنید عیان  
غنجہ تصویرت از بشکفت از ابر کلک  
سید مد از حبیب خاک سبزہ شکل زبان  
فیض ہوایت اگر مایہ دہر باورا  
طاق تو محراب دار قبلہ پیر و جوان  
بر نظر خاکیان آب شود استخوان

ای تو بہشت برین این چہ شکوہ شہ نشان  
بام ترانہ فلک پایہ از زرد بان  
ہم نیم فیض ازل باگرت ہم نشین  
کاخ تو بہ خاک ریخت آب رخ ککشان  
چرخ زگر در بہت و دختہ بر تن حریر  
ساختہ ترک قدر زار برے طاق کمان  
لطف تو گر در خیال بگذرد اندیشہ را  
خامہ ہزار تاب و ہر در بہستان  
بسکہ زمین نقش بست صفت ترا و ضمیر  
خاک و ہر مہر و راز زندگی جاودان  
سدہ تو کعبہ وار ما من فتح و ظہر

اور ۹۸۸ھ نو سو اٹھاسی ہجری میں علی عادل شاہ شہید ہوا اس کا بھتیجا ابراہیم عادل شاہ نورس کے سن میں نائب مناب ہوا صلاحیت خان نے یہ امر نظام شاہ کے سبب مبارک میں پہونچایا اور تنجیہ اس کے مالک کی بسمل ترین وجہ نظام شاہ پڑھا ہر کی اس واسطے نظام شاہ نے صلاحیت خان کو ارب سال لشکر کے لئے مامور کیا اور بہزاد الملک کو کہ غلامان چرکس سے تھسا سپہ سالار کیا اور امیر الامرا سید مرتضیٰ کو مع لشکر براہمراہ کر کے بہ غلٹ و شوکت تمام عادل شاہ کی سرحد میں روانہ کیا جب یہ جماعت قلعہ شاہ درک کے اطراف میں پہونچی امراے عادل شاہ ہی اس کی مودا جہہ کو روانہ ہوئے اور پانچ چھ کوس کے فاصلہ پر ایک مینے کامل ایک دوسرے کے مقابل خیمہ خروگاہ ایستادہ کر کے فروکش رہے آخر کو امراے عادل شاہ ہی کو جب دریافت ہوا کہ سید مرتضیٰ بہزاد الملک کی سیالائی سے آزرہ ہوئے اور ملک نکر نکا انواج آراستہ کی اور ابھی کچھ رات باقی تھی کہ روانہ ہوئے اور صبح کیوقت کہ شہنشاہ باران تیا

کو حقیقت حاصل لکھ طریق احلاص اور محاسن استعصار کا حوسید مرتضیٰ کو فرمان صاحب حان کی روداگی کے مارہ میں  
 پہنچا تھا لہذا حداد و مدحان اور دوسرے امر اکو مار دیکر کے یہ دہان کشی کی کہ صاحب حان کے پاس حاکم سے  
 اصرار کر دیا کہ اور نو ستہ حداد و مدحان سے لکھا کہ اس سختی کے دست تسلیم سے ایک عالم ایسا میں ہر صاحب  
 ہر کر کوئی تخریب اٹھا کر اسے قتل کریں حداد و مدحان اور دوسرے دیگر جو طریق استعمال حان کی طرف پہنچے  
 حشید حان اور عسری حان بھی ان کے رفیق ہو کر صاحب حان کے اردو کی طرف متوجہ ہوئے  
 اور وہ اصل رسیدہ ایسی جگہ سے ہلاکت تک کہ لوگ وہاں پہنچے اور سر ابرہہ کے ماہر ایشادہ ہو کر ابرہہ  
 تسمہ اور استہر پیغام کیا کہ ہم مادشاہ کے فرمان کے موافق آئے ہیں اگر حکم ہو سلام کے واسطے مشرف ہوں باعث  
 سروری ہو گا صاحب حان اس وقت ہی نوشی میں مصروف تھا ملاحظہ اہل سرار وہ میں طلب کیا صاحب  
 اس کی نگاہیں پر پڑی سب دیکھ کر مصطب ہوا اور عظیم الشانہ ہوا اور بلیک ایک امر اکو سطر عور و تامل سے دیکھا صاحب  
 حداد و مدحان کی ماری آئی اس سے تلکیر ہوا اور حداد و مدحان نے فریاد اٹھائی کہ صاحب حان مجھے نسل میں  
 داکر پسلیاں لوڑے ڈالتا ہوا اور چاہتا ہو کہ میرا گلا گھونٹے حالانکہ حداد و مدحان نے عذر اسے آغوش میں پکڑ کر ایسا  
 دیا کہ اس کے پھلو کی ڈھان شکنہ ہوئیں اور وہ ہوش ہو گیا اسپر بھی اکتفا کر کے صبر سے صبر سے کہیں بیا پاک کا  
 تمام کیا اور محافل اور انصاروں نے صاحب ایسا دیکھا ہر ایک نے ایسی راہ لی اور حسب حداد و مدحان شکر اس  
 حدیث کا دین کر کے مع امر اسید مرتضیٰ کے پاس گیا اور حقیقت حال بیان کی صدر مرتضیٰ نے عرصہ نظام  
 شاہ کو لکھا کہ حان نثار نے عرقل و صاحب الادعائ کے ماضی ایک جماعت کو صاحب حان کے پاس بھیج کر  
 کیا کہ ان کے اسے دلاسا دیکر و گماہ عرش اشتیاق میں روانہ کرو صاحب حان حان عقل دست اسفطال سے  
 چھوڑ کر جنگ و اہل جنگ میں مار کر مارا گیا اور اس سب سے کہ مردم حضور اس معنی سے راضی تھے صمیمین  
 عرصہ کلاس ٹوہب سے مادشاہ کے دہن نشیں کیا کہ وہ مقام پر حاش میں ہوا اور پھر دواہ اس منقولہ سے  
 ایک حرف لڑاں بر جادی نہ کیا اس کے بعد صلوات حان معارف کے ملاحظہ متکفل جماعت سلطنت ہوا چند  
 سال ماستقلال تمام حکمرانی کی اور اس عرصہ میں محمد اکبر بادشاہ کا ایلچی کمر احمد مرین آنا سے خوش وقت اور  
 مقصی الامرحصت کیا اور صلوات حان کے جہد پتہ دانی میں اس مرتبہ عدل اور مصطلے رواج پایا تھا کہ تھار  
 وجیرہ نعلین تمام آمد و شد کرے تھے اور بعد سلطان محمد بن علاء الدین جس ہستی کی ولایت مرہٹ میں کسی شخص نے  
 مثل صلوات حان کے سعادت و عظمت کمال نہ پہنچا یا تھا خواجہ فصحت اللہ طہری اور خواجہ عنایت اللہ اور  
 مثل ان کے اور لوگوں کو لشکر وستم دیکر حکم کیا کہ جمیع مالک محروسہ میں ہمیشہ رو گذشت پھرتے رہیں اور جس شخص  
 پر چوری کا اطلاق حلف بھی ثابت اگرچہ ایک جہد ہوا تو قتل کریں اور دوسری آما کی ملک اور مار و  
 نشان اور مصائب کے احداث میں کوشش کر کے عمارات عالیہ تیار کی اور اکلہ عمارت ماع فرح بخش آثار  
 اس کے سے ہر اس واسطے کہ جنگیہ حان نے دراصل اس کی حیاد ڈالی بھی اور نصف حان سمائی نے اہتمام کر کے  
 ۹۹۹ سو سو تاسی ہجری میں اتمام کو پہنچایا اور حسب نظام شاہ نے اس بلغ کی سپر کے واسطے تشریف اربانی  
 فرمائی وہ عمارت اس کی طبع و شکل پسند کے پسند نہ پڑی نعمت حان کو اس عمارت کی دار و ملک سے موطن کیا

کرے اور مارا جاوے اس واسطے خود قلعہ اور دکن کے میدان سے بالکی مرصع میں سوار ہو کر پیچھے اُس کے روانہ ہوا۔ قصار صاحب خان جب حوالی احمد آباد میں پہونچا بے ملاحظہ پائے حصار تک گیا اور مردم ورونی نے وصول لشکر بیگانہ سے واقف ہو کر دروازہ مسدود کیا اور چند توپ کلاں اور متوسط اسکی فوج پر سرکین اور ایک جماعت مردم معتبر سے ضائع ہوئی اس درمیان میں نظام شاہ پیچھے سے پہونچا صاحب خان جو چارہ نہ رکھتا تھا اپنی اُس کے پاس بھیج کر پیغام کیا کہ دو شرط سے میرا وصال میسر ہو سکتا ہے ایک یہ کہ صلابت خان کو درگاہ سے دفع کرے دوسرے یہ کہ شہر سید علی برید سے لیکر مجھے جاگیر میں عطا فرمایا جاوے نظام شاہ کہ اس کا عاشق زار تھا دونوں امروں کا متعہد ہوا صلابت خان کو قصبہ پیر کی طرف کہ اس کی جاگیر تھی رخصت فرمایا اور شہر سید کو محاصرہ کر کے اسکی تسخیر میں مشغول ہوا علی برید نے عادل شاہ سے کمک طلب کی اُس نے ہزار سوار اُس کی مدد کو مقرر کیا درمیان اس حال کے خبر پہونچی کہ اس کا بھائی شہزادہ برہان جو کہ قلعہ میں قید تھا خروج کر کے احمد نگر کی طرف متوجہ ہوا یہ نظام شاہ نے میرزا یاوگا رکندی اور سر لشکر ابراہیم قطب شاہ کو مع سات آٹھ ہزار کے بیدر کے محاصرہ کو نگاہ رکھ کر خود بہر اہی صاحب خان احمد نگر کی طرف روانہ ہوا اور اسی چند روز کے عرصہ میں لشکر عادل شاہی احمد آباد و بیدر کے اطراف میں پہونچا مردم قطب شاہ کہ بہانہ طلب تھے گلکنڈہ کی طرف روانہ ہوئے اور میرزا یاوگا ترک محاصرہ کے واسطے مشغول ہوا اور شہزادہ برہان احمد نگر کے اطراف میں آیا اور بارہ ہزار آدمی کہ صاحب خان کی وضع اور اطوار سے رنجیدہ تھے اس سے ملحق ہوئے اس سے نظام شاہ پریشان ہوا صلابت خان اور خاصہ خیل اور دیگر امر کہ صاحب خان کی بے عمدہ کاری سے آزر دہ تھے فرامین استقامت بھیج کر انھیں طلب کیا جب وہ نظام شاہ کی ملازمت میں پہونچے صاحب خان نے صلابت خان کے آنے سے پھر رنجش ہم پہونچائی ابھی احمد نگر کی طرف نہ پہونچا تھا کہ وہ اپنے بھائیوں وراعوان کو لیکر ٹہن کی طرف گیا اور نظام شاہ نے اُس کی طرف اصلاً توجہ نفرمانی احمد نگر میں داخل ہوا اور ہاتھی پر سوار ہو کر کوچہ و بازار میں پھرا دوسرے دن جب شاہزادہ برہان بلغ ہشت بہشت میں آیا پھر ہاتھی پر سوار ہو کر قلعہ سے برآمد ہوا اور کالا چوترہ کے نزدیک ہاتھی کو الیتادہ کیا اسد خان اور دوسرے سرداروں کو مع توپخانہ شہزادہ برہان کے مقابلہ کو نامزد فرمایا انھوں نے جنگ کر کے شہزادہ کو برہان پور کی طرف مفور کیا اور نظام شاہ مظفر و منصور قلعہ میں داخل ہو کر بدستور اول گوشہ نشین ہوا اور سید مرتضیٰ شہر لشکر برار کو فرمان بھیجا کہ صاحب خان کو تسلی کر کے بحفاظت و اعزاز تمام حضور میں روانہ کرے اگر وہ انکار کرے اُس کی گردن مار کر گھوڑے اور ہاتھی اُس کے درگاہ میں بھیجے اتفاقاً صاحب خان جب قصبہ عنبر کی حوالی میں پہونچا جو کہ اُس کی طبیعت میں نا راستی جلی تھی اور نفس امارہ نے اُسے مغلوب اور منکوب کیا تھا اس سے بے خبر نہ تھا کہ قزلباش کو جو امرائے برار سے تھا اور قلعہ بنجی میں اقامت رکھتا تھا پیغام کیا کہ اپنی بہن میرے حوالہ کماح میں لا کر منتظر فلاح رہ بھری خان نے اُس بھیجا کہ جواب دیکر مرغ فروش کی بیٹی کو کیس مناسب کہ امراء سے طالب پیوند محبت ہووے صاحب خان یہ جواب سن کر آشفته ہوا اور قصبہ بنجی پر تاخت لے گیا بھری خان کہ جماعت قلیل رکھتا تھا تاب مقاومت نہ لایا اپنے اہل و عیال کو لیکر جانلہ کی طرف بھاگا اور باتفاق جمشید خان شیرازی کے سید مرتضیٰ

جلد دوم  
کونینت خلیل  
پہونچا تھا لہذا غنہ  
لہو کو روانہ کر دیا  
ہر کوئی قریب  
جسٹ خان  
اور وہ اہل ریس  
نسر اور اسٹریٹ  
سر فزنی جو بھار  
اُس کی نگاہ ان  
خداوند خان کی  
دبا کر سپلیان تو  
دیا گیا اُس کے  
تمام کیا اور بھائی  
خبریت کا ورنہ  
شاہ کو نکاح کا بیان  
اکید کی کرکے  
چوڑ کر خنک  
عرفیت کا اس  
ایک حرف نہ  
سال باسٹقل  
مفتی المرام رخ  
دغیرہ بغیر غ  
شل صلابت  
شل ان کے  
پر چوری کا اظہار  
لسان اور قصہ  
اُس کے سے  
مشہدہ نسوا  
فرمانی وہ عمار

اور ان کے اموال اور زرین و درود کی گرفتاری میں مشغول ہوا اور مضمون ہوم بعد المرمن احمد دامہ وادیہ صامتہ  
 وسیعہ طور میں پہنچا یا مشغولی سرخندہ اور جواب میدا گشت و مساطہ فراغت تھو اور پشت بہ نسیل ملاشتہ  
 عیان ترسیم ہے۔ روئے اقامتہ۔ پائے گیر ہے۔ درجہ ہا وادی کے راقرا رہے۔ وکوجہ دیدی طریق قرار ہے۔  
 کس از حارہ گر با نہای در ہے۔ دستار بر حارہ امدی بہ سہرہ قاضی میگ اور سید مرتضیٰ صلوات حال سے  
 حوی غلط میں مادہ شاہ کی کوشش کرتا تھا مگر کہنے لگے کہ کام انجام سے گیا اور قریب ہے کہ عرض و ماموس  
 عربوں کے خاک میں خاک سے ملاد ہے کہ تم عرضداشت ہماری حسن تدبیر سے کہ مکمل ہووے مادہ شاہ کے  
 ملاحظہ میں کہ ماہ صلوات حال نے حسب موقع پاہ عرضداشت کی نسیل میں۔ مگر دربار کی طرف متوجہ ہوا اور  
 حاکم صاحب حال میں وقت حاضر تھا جامعہ پہنچانے کے ہمارے مارے کے اندر گیا اور آپ کو بحرین طام شاہ  
 میں یہوچ پا اور ماہ اولیٰ طام شاہ کی دعا و شفا میں مصروف ہوا اور طام شاہ نے  
 آواز صلوات حال کی پہچانی جو اس کا آہلاف عادت دیکھا سمجھا کہ اسے کوئی حادثہ پیش آیا ہو یا چارہ کام کے  
 دروازہ پر ایسا نہ ہو کہ سب آئے کا پوچھا صلوات حال نے عرضداشت از کلاں دولت پیش کی اور  
 رہا بھی حقیقت حال مشرود تھا اور معصا مہر و س کی طام شاہ نے تہیہ ہو کہ صلوات حال کو حکم فرمایا کہ صاحب خان  
 کو حواہی توجہی شہر سے بھیجے لاؤ کہ عربوں کے اید اور آثار میں۔ کوشش کرے صلوات حال نے شہر میں  
 حاکم صاحب حال کو رجوع و است تمام پھر اور اس کے بعد صاحب خان صلوات خان کے قتل میں سامعی  
 ہوا حوراء اس کے موافق تھا اس واسطے صلوات حال محفل انکب دہن کی طرف بھاگا طام شاہ اس  
 حال سے مطلع ہوا اور صلوات حال کو طلب کیا اور مامارت کلان اور مصعب سر توجہ سے قوی کیا اور حاکم  
 جیل کو اس کا محکوم فرمایا اور ان دونوں میں ایک جامعہ امیان سے قاضی میگ کی حیات پر مدعی ہوئی  
 تھی نظام شاہ نے اسے معزول کر کے ایک قلعہ میں قید فرمایا اور بعد وہیں جیسے کے دشمنوں نے عرض  
 کی کہ قاضی میگ دو لاکھ ہون نقد اور چوہرات حرام سے لے کر تصرف ہوا اور کچھ ملکیت میں دست  
 اندازی کی اس کے علاوہ ہو کہ حکم ہووے یہ صالح اس سے ہم واپس کریں طام شاہ نے اپنے ہاتھ  
 سے یہ عبادت اس کے درجہ جواب ترسیم فرمائی کہ جب ایسے سید عربی نے دلت حیات ایسی مسند قرار  
 دیا کہ اس مختصر جہ دیا کہ ہارے حرام سے طبع کی اس سے واپس لیا ہا بیت بیرونی جو یہ روپیہ ہم نے  
 اسے یکم صاف کیا چاہے کہ اسے قید سے رہا کر کے معجیات وصال والھال کشتی پر سوار کر کے  
 وطن مالوف کی طرف روانہ کر دیا چاہے عہدہ داران نے شاہ کے فرمانے چل کر کیا اس کے بعد مصعب چلی  
 اگرچہ اسد حال ترک کے ساتھ رہے ہا لیکن صلوات حال نے اس مصعب سے نام کے سوا کچھ نہ چاہا استقلال  
 اس کا امدارہ سے گدرا اور صاحب حال وکیل مطلق ہوا اور ماہ جو اس حال کے تعلق خاطر بادشاہ ایسی  
 صفت حاشا تھا کہ اس درجہ کی صلوات حال کی سمیت گیری سے عاجز آیا اور اسے مکمل و کجوت  
 اتفاق احوال و الصاریع و تہن ہر اسوار اور فیضان سیارہ مگر سے ٹکلیا طام شاہ اس خوف سے کہ اگر  
 لشکر اس کے پہلے اور پھر لے کے واسطے مامور فرمایا جاوے ماما اور روئے لے اعتدالی حکم



کو جب ازو حاکم اور ہجوم حد سے گزرا میر ہمدی کے سپہان ناخلف کو نوکر صاحب خان کے ستنے ہایت کر کے فیان  
 مست کو عقب خانہ سے دیوارین توڑ کر اندر لائے اور اس سید مظلوم کو درجہ شہادت میں پہونچایا اور اس کی  
 دختر کو صاحب خان کے واسطے لے گئے اور آخر ۱۵۵۹ء نو سو چالیسی ہجری میں سید مرتضیٰ سبزواری مع امراء  
 برادر حکم بادشاہی کے موافق لشکر کے جائزہ کے واسطے درگاہ کی طرف متوجہ ہو کر باغ ہشت بہشت میں فروکش ہو  
 اور جو نام صلی صاحب کا حسینی تھا اور وقت بے وقت نظام شاہ اور بھی آدمی اس کو حسین خان کہہ کر پکارتے تھے  
 اس واسطے صاحب خان نے حسین خان سخت کمان ترشیزی کو جو امرائے برار سے تھا پیغام دیا کہ نام اپنا بدل ڈال دال نظر  
 گوشمال حسین خان نے یہ امر قبول نہ کیا آخر یہ معنی بھجور نزارع و خشونت ہوئے اور صاحب خان میل مست پر سوار ہو کر  
 مع پانچ چھ ہزار فوج سے اس کے مقابلہ کے واسطے اپنے حسین خان کے دائرہ کی طرف گیا اور حسین خان  
 بھی چند سواران سے اس کے مقابلہ کے واسطے روانہ ہوا صاحب خان نے حماد اول میں اس کی جمعیت کو متفرق  
 اور پریشان کیا حسین خان کو شجاعت و دلیری بھاگنے سے مانع ہوئی تنہا فوج صاحب خان پر حملہ آور ہوا اور  
 ایک تیر چاہ میں چڑھ کر ایسا پیشانی نیل صاحب خان پر مارا کہ سو فارتک پست ہوائیل چنگھاڑ مار کر بھاگتا اور  
 درختوں کے درمیان ہر طرف دوڑتا تھا یہاں تک کہ صاحب خان نے باغ میں جا کر فوج سے یہ بات کہی  
 کہ بادشاہ نے تمام غریبوں کے قتل کا حکم نافذ فرمایا ہر لازم کہ حسب الحکم کار بند ہو کر ان کے مال و اسباب زن  
 و فرزند پر تصرف ہو و کیڈان اور حبشیان واقعہ للیب ایسا معاملہ خدا سے چاہتے تھے اپنی اعلیٰ غریبوں کے  
 قتل پر آمادہ ہو کر فوج فوج احمد نگر سے باغ ہشت بہشت کی طرف روانہ ہوئے اور اسلحہ داران غریب وغیرہ  
 سوائے قاضی بیگ اور سید مرتضیٰ اور میرزا محمد تقی نظیری اور ابن الملک نیشاپوری کے کہ رعنا بقصد بیکریوان عام  
 میں بیٹھے تھے قریب دو ہزار اور پانسو آدمی نے مسل ہو کر دفع مسرت کے واسطے صغوف حرب آراستہ کین جھان  
 نے جنگ کر کے بھین منہزم کیا اس وقت مرتضیٰ نظام شاہ حجام کے اندر کہ کنارہ باغ ہشت بہشت کے واقع  
 تھا چلہ میں بیٹھ کر عبادت میں مشغول تھا شور و غوغا سنکر باغ کے دروازہ سے برآمد ہوا قصدا اس وقت  
 و صاحب خان آشتیہ بادشاہ کی ملازمت میں گرد آلودہ پہونچا اور عرض کی کہ جمیع غریب آپس میں اتفاق اور ہجو  
 کر کے چاہتے ہیں کہ بادشاہ کو گرفتار کر کے میران حسین کو تخت پر بٹھا دیں نظام شاہ تحقیق صدق و کذب سے  
 واسطے پیادہ پا باغ سے برآمد ہوا جب افواج غریب کو مسل اور مکمل دیکھا اور نظر بانیکہ تنبیہ سے بخوبی خبر رکھتا تھا  
 صاحب خان کا کلام سچ جانکر بے تامل ہاتھی پر سوار ہوا چتر سر پر لگایا اور خاصہ خیل حبشی اور وکئی کو جو صاحب خان  
 کے کہنے سے حاضر تھے غریبوں کے مقابلہ کا امر فرمایا سید قاسم اور مرتضیٰ خان اور قاضی بیگ نے آدمی  
 غریبوں کے پاس بھیج کر پیغام دیا کہ صحبت نے رنگ اور پیدا کیا وہ یہ ہو کہ بادشاہ خود بنفس نفیس سوار ہوا تم ہرگز  
 تلوار مردمان دکن پر نہ کھینچنا کہ باعث بدنامی اور حرام خوری کا ہو امرائے غریب مثل چغتائی خان اور بابائی خان  
 اور بکس اور حسین خان ترشیزی اور تیر اندازان استر آبادی نے گھوڑے سے اتر کر بادشاہ کو دو رسے سلام کیا  
 اور ولایت عادل شاہ اور قطب شاہ کی طرف متوجہ ہوئے صاحب خان مع برادران اور اعوان والضا بھر  
 کی طرف حملہ آور ہوا بعضے غریبان سے کہ اپنے مکاؤن کے گوشہ میں مخفی ہوئے تھے ان کو تہ تیغ کیا



کی اور جس منکر کے کنارے مقام کر کے سید مرتضیٰ اور امراء نے راز کر حاضر آئے تھے انہیں جلیج کر کے  
رحمت معاوت فرمائی اور جو دوسرا حکم جا کر دستور سالی ہمت ملکات انکاں دولت کے تعویض کر کے پھر  
گوشہ نشین ہوا اور اس وقت صاحب خان کے بیچ عریروا قاربے مصعب امارت پر چوچکر جاگیر بن  
جوب پائیں اور اس مکت کا استقلال اندازہ سے گذرا کہ کوکھ مراج اقدس میں تصرف تمام کیا تھا احسن  
تخام شاہ عین موسم رسالت میں دولت آباد کی سرحدات کی سیر کے واسطے کہ آئے کریمہ پرنس شہزادی اللاد  
اس کی معدومہ حارم ہوا اور وہاں پہنچ کر قریب چار ماہ الاٹھاٹ پر مقام فرما لیا بعد اقصاء موسم رسالت  
اس سرزمین کے مشائخ کی قبور کی زیارت کر کے ان کی ارواح علیہ کی ترویج کے واسطے نقد وافر صرا اور  
مساکین پر تقیر کیا اس وقت صاحب خان سے پوشیدہ حامہ درویشان ریت تن کر کے صبح کے وقت  
نقصد زیارت امام رعا علیہ السلام پیادہ پاسر پرودہ کے عقب سے رواہ ہلاور محسوس کے دوین کوس کے  
فاصلہ پر کسی پیادہ نے آپ کو بھکر غرار کان دولت کو پہنچائی وہ پہلے سرا پر وہ بادشاہی کی طرف  
دوڑے اور خواجہ بادشاہ کا پایاں کی تلاش میں رہا وہ پہنچے پھر اس کی مارت سے مشرف ہو کر مسالہ  
الحاج تمام واپس لائے ہر چند کوشش کی لیکن ایک مینے کامل لباس فقرا من سے جدا کیا اور تلج و  
تحت کی طرف رحمت لعزائی قاضی بیگ اور میرزا محمد تقی نے سرزمین پر بھکر سب لغت اور کرکایت کاوش  
سے استفسار کیا واپس لغت اس دیلے خالی کاٹا ہر چہ اس کی لغت اور رحمت کا سب اللہ پوچھا  
چاہے اس سے زیادہ کلام نہ کیا سکوت اختیار کیا اور جب خانہ کر انکاں دولت میرے ارادہ کے مانع نہ تھے  
پہن بادشاہ لالعلج ہو کر احمدگرین شریف لانا اور اجہشت ہشت میں حواس شہر کے شمال میں واقع تھا  
گوشہ نشین ہوا واصل و چشم قاضی بیگ اور صلاحت حال کے اشارہ کے موافق اس ماع کے گرد اگر جمیہ  
اور رجگاہ پر پا کر کے اس کی حفاظت میں شعل ہوا اور اس دنوں میں صاحب خان نے اعتدالی شروع  
کر کے اکثر اوقات مست اور مدوش مع دوین ہزار و ماش اور اخلاف دکن اور میلان لیسار کو چہ و مارا  
احمدگرین پھرتا تھا اور رعایا کے لوگوں اور لوگوں کو بھر و درمکانوں سے برآمد کر کے ماعال قصہ  
کرنا تھا اور ہر چند اس کے بحالی تسمیان حلال خان اور حصہ طان سے سر ریت کر کے اس اعمال شیع سے  
مع کرتے تھے فائدہ بحث تھا میان ملک کر ایک دن ایک حاجت کو بھیجا ارادہ کیا کہ طشی میر ہمدی کو کہ ملک  
سادات مجمع السب ایران سے تھا اور ملکاران کے مسلک میں انتظام رکھتا تھا پرور و حمر کلا مہر ہدی  
دردارہ مکان کا مد کر کشت نام پر رتہ ہوا اور غیر و تصدک کی صرب سے صاحب خان کے آدمیوں کو مشرق  
اور پریشان کیا اور قاضی بیگ اور دیگر برنگان صاحب دخل کے پاس آدمی بھیجا کہ ملک طلب کی اور حوصا حوال  
کے سوا کوئی بادشاہ ملک رسائی رکھتا تھا اور استقلال اور اقتدار اس کا ذرا سے ماہر تھا قاضی بیگ و حیرہ  
نے طرح و دیگر اس کے حلقہ میں کوشش کی صاحب خان نے اسی عرصہ میں اپنے چھوٹے بحالی حید خان  
کو مع دوین ہزار و سوار اور پیادہ اور چمدیل میر ہمدی کے سر پر نام و کیا اور اس سید نیکی نے جب کسی طرف  
سے ملک اور مد پائی تہا قتال میں مشغول ہوا اور دین چارو کی مہتر کو نصیر و تصدک قتل کیا اور آخر

لیونیکا اور قیامت کے دن مجھے پوچھیں گے کہ تیرے عہد میں ایسا ظلم واقع ہوا اور تو غافل اور بخیل تھا اس میں یہ جواب دوں گا کہ ان امور میں مجھے کسی طور کا دخل نہ تھا میں نے قاضی بیگ کو اپنی طرف سے وکیل مطلق کیا تھا اس سے بوجھ الغرض اگر وہ اس کا مشکل سے عہدہ برائو سکے امین الملک اور میرزا محمد تقی اور قاسم بیگ کو ساتھ اپنے متفق اور شریک اس امر میں کر کے ہمت کو جاری کرے کہ میں قہر و عذاب الہی سے خائف اور ہراسان ہوں اور نیز اس امر سے کہ چنگیز خان کی نسبت وقوع میں آیا پشیمان اور نادوم ہو کر چاہتا ہوں کہ مدت العمر گوشہ عزلت اختیار کر کے معبود برحق کی عبادت میں مشغول رہوں یہ کہنا اور مائل عزلت ہو کر قلعہ احمد نگر کے اندر کہ وہ عمارت موسوم ببغداد ہو اس میں گوشہ نشین ہوا اور صاحب خان کے سوا کسی کو اختیار نہ تھا کہ حضرت کے پاس آمد و شد کرتا اور بعد دو تین مہینہ کہ ایسا تنہائی کا شوگر ہوا کہ ہدیہ سلطان لدہ میران حسین اور تمام عورتوں کو قلعہ سے بر آور دہ کر کے دوسرے مکان میں بھیج دیا اور دروازہ قلعہ کا شاہ قلی کو کہ شاہ ظہا سب نے نظام شاہ کے پاس بھیجا تھا اور اس دولت خانہ میں وہ بخطاب صلابت خان سرفراز تھا سپرد فرما کے امراے کبار سے کیا اور حکم دیا کہ صاحب خان کے سوا کسی کو میرے پاس نہ آنے دینا الغرض قاضی بیگ کے عہد و کالت میں اکبر بادشاہ ۹۸۵ھ نو سو چو راسی ہجری میں شکار کنان سرحد مالوہ میں پہونچا اور جب مخبروں نے یہ خبر احمد نگر میں پہونچائی قاضی بیگ نے عریضہ مستملیر خبر توجہ اکبر بادشاہ جانب دکن بذریعہ صاحب خان نظام شاہ کے پاس اندر قلعہ کے بھیجا اور جو وقت رات کا تھا پلٹ کر اپنے مکان پر گیا صاحب خان نے نظام شاہ کو دیکھا کہ خواب استراحت میں ہو اس قدر صبر کیا کہ بیدار ہوا اس وقت عریضہ گزارنا جب مضمون اس کا واضح ہوا نظام شاہ بے توقف پالکی میں سوار ہوا اور تھوڑی جا عت مردم پرہ دار سے کہ زیادہ سوا آدمی سے نہ تھے اور صلابت خان اور صاحب خان بھی از انجملہ تھے ہمراہ لیکر دولت آباد کی طرف روانہ ہوا اور جماعت قلیل مردم اعیان نے ہنگام کے قریب اس کے پاس پہونچ کر معروض کیا کہ بادشاہوں کے دشمن بہت ہیں تہا سوار ہونا اور اس طرح دشمن قوی کی طرف متوجہ ہونا خرم و ہوشیاری سے بعید ہو آپ اس مقام میں اس قدر توقف فرماویں کہ لشکر احمد نگر اور برابر آپ پہونچے نظام شاہ نے چند روز مقام کیا جب پانچ چھ ہزار سوار خاصہ خیل اس کی ملازمت میں پہونچے فرمان احضار سپاہ برار کے واسطے بھیجا اور خود بقصد مقابلہ اکبر بادشاہ وہاں سے پھر کوچ کا ارادہ کیا قاضی بیگ اور میرزا محمد تقی نظیری اور مردم معبتر نے چاوریں گردن میں ڈال کر سرزمین پر رکھا اور قرضع و زاری کر کے کہنے لگے کہ بادشاہ عظیم الشان دہلی کے ساتھ اس قدر فوج سے مقابلہ کرنا خوب نہیں ہو صلاح دولت یہ ہو کہ ہاتھ دامن صبر پر مار کر اس قدر توقف فرماویں کہ توپ خانہ اور لشکر بھی آپ پہونچے نظام شاہ نے فرمایا ایسے امور میں صبر و تحمل اچھا نہیں ہو مع بہادران خاصہ خیل فوج خاصہ اکبر بادشاہ چہرہ کرتا ہوں فتح و ظفر بقدر آسمانی ہو میت اگر تیغ عالم بجنبہ زجاے نہ ہو درگے تا خواہد خداے بن مقربان درگاہ یہ کلام سنکر بحر جہت میں غوطہ زن ہو کر تیر ہوئے قصار اس حال کے درمیان مخبروں نے پہونچ کر یہ خبر پہونچائی کہ اکبر بادشاہ نے سرحد مالوہ میں شکار کر کے بدولت و سعادت اپنے دار الملک کی طرف مراجعت فرمائی نظام شاہ یہ بشارت سنکر تہج اور سرور ہوا اور دولت آباد کی طرف معاودت

اور حالت نزع میں بادشاہ کو یہ عرصہ لکھا کہ مخلص دولتخواہ میرک دوسرے انتقام عمر اس کا ساتھ روح پر کر کے  
روح سترہن تھا سر آستانہ پر رکھ کر جس رکھتا ہر کہ خوشتر انجیات بن آمیر کہے اس دولتخواہ کے واسطے  
محنت و مایہ تمام دی نے مدوق و شوق تمام پوش گنا اور نقد و مایہ و اعلاص مایہ شاہ کا کہ پروردہ محنت بہت  
ہر صدوق سیدہ بین رکھ کر اب ہما سخا نہ قرین کہ حوالہ منزل ہر اور احوال کے سوا اور کوئی موس و ہمد ہمین  
بے مایہ ہوں جب تک میری حاک رہے بادشاہ کو تھا چو میرا امید وار ہر کہ سدا کہ سدا گمان و دولتخواہ سے شمار  
کر کے خود دستور اہل کہ سدا بے اپنے ہاتھ سے لکھ بچا ہر اس پر عمل کرن اور اس مرحلہ کا کالہ جا کی کر لکھنے اعلیٰ  
تھیں اور سید مرتضیٰ و شاہ قلی اور صلاحات خان اور میرزا محمد تقی نظری اور امین الملک بشتاپوری اور مامی بیگ  
طہری کو حکم کہ راہی شمار کر کے اس کے احوال سے حامل ہو و اس قدر عرب کھدی کی سرکار میں بن اس  
ایسے سلجواروں میں داخل فرمائیں رحص داشت اور دستور اہل بیتین کی معصات سے مرتضیٰ مطامشاہ کے پس  
بھیکر ملک پر بکریہ کیا اور رہر طہریل کے اس سے حال اس کا تئیر ہوا دوسرے دن صبح صادق کے وقت شہر شہر  
بستر چوری میں اس سے عادی سے دارمائی کی طرف انتقال کیا اور جو کہ سر زمین دکن و دولتخواہ کا آمدنی کے  
ساتھ موافق ہیں ہر اس سب سے مثل عدا الدین محمود اور عوامہ جلال کاواں اور عوامہ میرک چگیر حاس اور  
مصطفیٰ خان اردستانی کی کہ اکثر اور میں نے لکھنے سپہر سرگون کی اعانت سے ناحی اس ملک میں حاکم  
خان ہوئے بعد چگیر خان نے اس سے مارچ سے انتقال کیا اس کی متروکہ سے من چار حاکم شاہ سردار  
راہد ہر کے کو شکی غریبے چگیر خان کی پاکی اور دولتخواہی شامت اور تحقیق ہوئی جب نظام شاہ نے اسے  
در یافت کیا چگیر خان کے تلف ہوئے سے ہما رحہ عین اور عروان ہوا جو ماکہ رکھا تھا اور سے صاحب  
شاہ میرزا کو اپنے اردو سے بکھوا دیا اور خود بھی نہیں عرصہ میں احمد مرکی طرف متوجہ ہوا اور جب متزل مقصد میں  
ہو چا حکم محمد مصری کو پیشہ کیا اور بعد چاہ اسے معزل کہے خاصی یکسیر دی کہ اس شہر کے منظر سے سو راسی  
بھری میں بشتاپوری اور بیکل سلطنت کیا اور سردار محمد تقی اور امین الملک بشتاپوری کو دور کرنا اور سید مرتضیٰ سردار  
کو سپہ سالار لشکر مارا کر کے عدا و دغان مولد اور رشید خان اور بھری خان قرا لاش اور زرم حاس و کی اور جتانی  
ترکمان اور تیرمار خان استرا دای اور شیر خان رشیری اور حسین خان قلی اور جید حاس و کی اور دستور حاس  
جواہر سردا جیرہ کو سرداران معتبر سے ہمراہ اس کے راہ کی طرف روانہ فرمایا اور قاسمی بیگ اور میرزا  
محمد تقی اور شاہ احمد حاس اور مرتضیٰ خان داسواں اور امین الملک بشتاپوری اور قاسم بیگ حکم مصری اور  
جمع اشرف احمد مرگ سے کہا گیا ہر کہ مجھے قابلیت بادشاہی کی سین ہر اپنے میں اس قدر حالت میں بکشتا  
ہوں کہ عدل ظلم سے او ظلم عدل سے تیر کر دں اکثر اوقات ظلم کو بصورت عدل وقوع میں لاتا ہوں آخرت  
کا خوف دامگیر ہے اس واسطے بادشاہی اور حکومت سے سدا ہر چو کہ میں گواہ کرنا ہوں اور  
تمامت کے دن کہ رو رہا ہر تم سے طلب شہادت کروں گا کہ قاسمی بیگ کو کہ رو رہا ہر رسول احوال مان ہر اسے  
میں نے اپنا کبیل مطلق کیا کہ موافق شریعت مرا اور عدالت عالیہ خلائق کے ساتھ سلوک کرے اور ہر گز معاملات  
اور محاکمات قوی کو معصیہ ہر پر ترجیح دے کہ کو منظور کے اگر کسی ٹرعیان ملک سوئی یا کوئی پیر چہر وندی سے



کرتا ہوں کہ اپنے سپاہیوں کے صرف میں لاچنگیز خان نے کہا کہ خزانہ نظام شاہ کا میرے متعلق ہو اُس کی بدولت مجھے کسی شے کی کمی نہیں ہو میرا مقصود یہ ہے کہ وہ خاں سراہ برطرف ہو کر تھارے اور نظام شاہ کی ملکیت میں فاصلہ نہ رہے اور بادشاہ دکن کہ محب اہلبیت ہیں آپس میں برادرانہ سلوک کر کے دغدغہ اور آسیب لشکر بادشاہ دہلی سے مصئون اور محفوظ رہیں شاہ میرزا چنگیز خان کے جواب با صواب سے مایوس ہوا پھر صاحب خان کو جو نظام شاہ کا معشوق تھا بوسیہ نقد و جواہر محفوظ کر کے ایک دن نخل شراب میں صاحب خان سے یہ بات کہی کہ چنگیز خان چاہتا ہے کہ ہمارا سلطنت اپنے قبضہ میں لا کر خطبہ اپنے نام پڑھے اور اس وقت نصف لشکر نظام شاہ کا اُس کا پرورش یافتہ ہوا پنا ارادہ احسن وجہ سے ظہور میں پہونچا سکتا ہے اور اسی واسطے تمہیں صحرا بھرا پھر آیا ہے کہ موقع پا کر اپنا مقصد حاصل کرے صاحب خان کلام شاہ میرزا کا صدق و حق سمجھ کر چنگیز خان کے در پر گھنٹیاں ہوا قصار اس عرصہ میں بحسب اتفاق صاحب خان جو شراب پیکر بندگان ہالیوں کی نسبت مصدر رہے ادنیٰ ہوا تھا چنگیز خان نے نظام شاہ کے اشارہ کے موافق اسکی تنبیہ اور تادیب کر کے غبار بے عزتی کا اُس کے سر پر چھاڑا چنانچہ وہ بے سعادت اُس کی عداوت میں ساعی ہوا جس وقت فرصت پاتا تھا باتیں وحشت آمیز اُس کی نسبت بادشاہ کے دربار میں مذکور کرتا تھا اور نظام شاہ کے بھی سمع مبارک میں پہونچا تھا اور نظام شاہ اُس کی باتوں کو معلل بغرض جانکر کہتا تھا کہ ہم نے جو ضبط اور تادیب تیری ساتھ اُسکے رجوع کی تھی اس لیے اُس کے عداوت کے یہ بیودہ گوی کرتا ہے یہاں تک کہ ایک دن صاحب خان بادشاہ کے ساتھ شراب پیتا تھا اور بازار ناز و نیاز گرم تھا پھر چنگیز خان کی غیبت میں غیبت شروع کی اور وہی جواب سنا صاحب خان نے گریان ہو کر کہا اگر بندہ عداوت اور دشمنی سے کہتا ہے شاہ میرزا سے جو اُس کا ہم شہر ہے اسے ہلا کر حقیقت حال دریافت فرمائیے نظام شاہ نے شاہ میرزا کو رات کے وقت کہ کوئی شخص واقف نہ ہوے اپنی مجلس میں طلب کر کے تفتیش کیا اُس نے صاحب خان کی تقریر کے موافق جو معروف کی تھی نہایت آپ و تاب سے اپنے دروغ با فروغ کو مذکور کر کے مزاج صاحب تخت و تاج کا چنگیز خان سے مخفی کیا لیکن باوجود اس کے آنحضرت نے ان باتوں کو بھی غرض تصور کر کے چند روز منظر تحقیقات تامل اور تفکر میں بسر فرمایا یہاں تک کہ ایک دن بطریق امتحان بادشاہ نے چنگیز خان سے کہا کہ اس سفر سے ہم نہایت دلگیر ہو گئے ہیں چاہتے ہیں کہ اجہنگر کی طرف مع الخیر والسعادت معاودت فرماوین چنگیز خان نے کہ مقتدمات اعدا سے واقف نہ تھا عرض کی کہ حضرت یہ ملکیت تازہ چند روز سے اپنے قبضہ اقتدار میں لائے ہیں لائق یہ ہے کہ پانچ چھ مہینے اس حدود میں استقامت فرمایین تو رعیت دل اپنا سلطنت پر اس خاندان کے رکھے اور بعد اُس کے اس بندہ دولتخواہ کو مامور فرماوین کہ اس ملک میں چندے رکھ کر نظم و نسق کرے بعد ملازمت میں مشرف ہو نظام شاہ یہ جواب سنکر حریفوں کا کتنا یقین کر کے چنگیز خان سے نہایت ناراض ہوا چنگیز خان آثار غضب شاہ کے چہرہ حال سے مشاہدہ کر کے چند روز بیماری کے بہانہ دیوان عام میں نہ گیا نظام شاہ زیادہ تر متوہم ہوا حکیم محمد مصریٰ کو مع شربت مسموم معالجہ کے بہانہ اُس کے پاس بھیجا چنگیز خان نے پہلے اس شربت زہر آلود کے پینے سے انکار کیا اور آخر میں وفاداری اور نمک حلائی منظور رکھ کر نوش کیا

اور حالت  
بروج سترین  
محنت فرما با  
ہر صندوق  
لے جاتا ہوا  
کر کے جو دست  
بجھین اور  
ظہری کو جگہ  
انے سلیارو  
بجھ کر لپٹا  
بہتر چری میں  
ساتھ موافق  
مصطفیٰ خان  
نہاے ہوے  
برآمد ہوئے  
دریافت کی  
شاہ میرزا کو  
پہونچا حکیم محمد  
بجھری میں  
کو سپہ سالار  
ترکان اور  
خواجہ سرا  
محمد علی اور شاہ  
جمع اشرف  
ہوں کہ عدل  
کا خوف و  
قیامت کے  
میں نے اپنا  
اور حالت تو



نے اس طرف اتفاقات نغمائی نظام شاہ باطنیان تمام قلعہ کے لینے میں زیادہ تر ساعی ہوا اور تفال خان کے بھی مدافعت میں تقصیر نہ کرتا تھا اور اسدخان جو بادشاہ گجرات کے غلامان چرکس سے تھا اور سکندر رومی خان بیٹا حبشی رومی خان کا یہ دونوں گولہ اندازی اور فن آتش بازی میں وقوف تمام رکھتے تھے بالفاق ہر چند کوشش کی کہ دیوار قلعہ کی ٹوڑیں یہ امر اثر پذیر نہ ہوتا تھا اس درمیان میں احمد نگر سے تولد شاہزادہ حسین کی بشارت پہنچی اور چنگیز خان نے فیض کامل اُس کی تاریخ کی اور شاہ کے حکم کے موافق لوازم جشن اور سامان شادی میں مشغول ہوا اور اشتیاق فرزند کے دیکھنے کا نظام شاہ پر غالب ہوا اور طول سفر سے دلگیر ہو کر ارادہ مراجعت کیا اتفاقاً ان دنوں میں نظام شاہ نے ایک طفل امر دیر کہ جس کا نام صاحب خان تھا حالت فریگی پیدا کی تھی وہ بھی راعب اور مائل احمد نگر تھا ترک محاصرہ اور احمد نگر کی روانگی کے بارہ میں بجد اور نصیر ہوا قریب تھا کہ تین برس کی مشقت کو خاتم کر کے نظام شاہ کو لیجاوے اس درمیان میں ایک تاجران افغان نام نے کہ ہندوستان کی طرف سے چند گھوڑے اور اشیائے نفیسہ لاہور لایا تھا چنگیز خان سے یہ بات کہی کہ میں یہ اسباب اور گھوڑے تفال خان کے واسطے لایا ہوں اگر آپ رخصت فرماویں قلعہ کے اندر لیجا کر فروخت کردوں یہ امر موت سے بعید نہ ہوگا چنگیز خان نے کہا کہ میں تجھے ایک شرط پر اجازت دیتا ہوں کہ بعد مراجعت درون قلعہ سے نوکری نظام شاہ کی قبول کر کے ترک تجارت کرے کسی واسطے کہ آثار عقل و کیا ست و علامت شجاعت و شہامت تیرے چہرہ سے ہو یا یمن اور ایسا شخص شائستہ سزاوار اس کے ہو کہ ملازم شاہ ہووے وہ طمع خام میں پڑ کر بولا اگر یہ امر میرا ہے تو نہ ہم سعادت چنگیز خان نے موقع وقت پا کر کہا رقم سرداری تیری ناصیبہ حال پر ثبت کی گئی لازم کہ نظام شاہ کی دولتجو اسی میں تقصیر نکرے تاجر نے قبول کیا اور جس دن کہ وہ اندر قلعہ کے جانے لگا ایک اپنے معتد کو لباس تجارت پہنا کر زرخیز اس کے ہمراہ کیا اور یہ فمائش کی کہ یہ روپیہ اپنے متاع میں رکھ کر اسے بھی ہمراہ اپنے لیجا نا اور عہدہ محافظان قلعہ کو نظام شاہ سے موافق کر کے یہ روپیہ بٹھین دینا اور سمجھنا کہ تم ترک محافظت کر کے نظام شاہ کے پاس جاؤ کہ وہ تمہیں مال و نیا سے مستغنی اور بے نیاز فرما دیگا چنانچہ اُس شخص نے اُس کی فمائش پر عمل کر کے اکثر آدمیوں کو موافق کیا اور وہ رات کے وقت جس حیلہ سے کہ بن پڑا قلعہ سے برآمد ہو کر چنگیز خان کے پاس پہنچے اور قلعہ کی پاسبانی کے واسطے کوئی قلعہ کے اندر نہ رہا اسدخان اور رومی خان بجا طر جمع توپ ہائے کلان قلعہ کے قریب لے گئے اور گولوں کی ضرب سے ایک دیوار مع برج اُٹرائی اور جو اُس قلعہ میں آدمی نہ رہے تھے کہ اس رخنہ کو بند کرتے آخر کو ایک جماعت لشکران خاصہ چنگیز خان شہور مستلیمہ نوسو بیاسی بھری میں داخل قلعہ ہوئی اور دار و گیر کی آواز بلند کی تفال خان مع جماعت مخصوصان قلعہ کا دروازہ کھول کر مغرور ہوا اور چنگیز خان نے سید حسن استر آبادی کو کہ اس کے مسلک ملازموں میں مسلک تھان جماعت غریبان اُس کے تعاقب کے واسطے نامزد کیا اور خود بادشاہ کے ہمراہ رکاب قلعہ میں گیا اور نقود اور جو اہر اور متاع نفیسہ اپنے قبضہ اقتدار میں لا کر فاتح ملک برابر تاسخ فتح کی بعد اُس کے نظام شاہ نے برہان عہد الملک کو کہ قلعہ پر نالہ میں تفال خان نے گرفتار کیا تھا مع تفال خان اور اُس کے فرزند ان اور جمیع زائر ثامن مملکت برابر کو مقید کر کے ایک قلعہ میں محبوس کیا اور تھوڑے عرصہ میں وہ سب اجل طبعی یا اور طرز سے سالم فانی سے جہان باقی کی طرف راہی ہوئے اور ان کا نام و نشان مثل حرف غلط صغیر دنیا پر باقی نہ رہا من بعد

رہنے نظام شاہ  
مطلب چنگیز خان  
کے متعلق رہیں  
شاہ قبول  
در عہد الملک  
سات اٹھ ہزار  
نظام شاہی  
میں بیج کی بھینچ  
اس مضمون  
واسطے بہت  
پایان شاہ بہ  
سپرداری کو  
بیشتر ممالک  
نہضت فرما  
بملاح استغنی  
اُس دن نظام  
کے قبل زور  
کیا بلکہ اثر  
میں بیٹھا تھا  
اس حد وہ  
حاصل کر کے  
ہو کر اپنے  
لشکر خانہ میں  
شدید غلامان  
بعد برہان پور  
خانہ میں ان  
چنگیز خان کو  
کہ مبارکباد فتح  
کر کے ہوا کہ

صلح یہ ہو کہ زیادہ اس سے توقع نہ فرماویں کہ اسی وقت تعالٰیٰ حلال اور شیشہ الملک مع حراہ واسپ گرم تر ہو سکے غلام شاہ نے فرمایا کہ تعالٰیٰ حان ملکیت را رسے سرحد زیادہ میرے سپرد کرے مجھے دوا رہا اہام کی دہائی اور قسم ہر تھا ورنہ کون کا چنگیر حان لے پھر سید سے یہ بات کی کہ بعد شفت سارہ بوسٹ ہو چکی کہ شیم گھر گیا ہوا اور معاملہ ختم ہوا چاہتا ہوں کہ واسطے تو بادشاہ سے یہ بات کہ کہ یہ صلح مجھے وصول ہوئے انشاء اللہ تعالٰیٰ لے مکمل ہو چکی یہ روپیہ ملا قصور اور کون گاسید نے جواب دیا کہ گئے رسول کے بعد ہیں متعدد ہاتھ آنا چہ ماوجود و اہل کے جوہر عاٹا ہوں کہ نقد کو سید پر نہ بھیا چاہیے چنگیر حان نے یہ عمل مرام کوٹے باوشا ہی اور اور کان دولت کے کہ قسمی تھے وراہم کے سید سے کہا کہ کوٹے بطور رس اسے یاں لکھئے منسل پر چاکر رہ رہن دیکر فلک کون گاسید نے کہا یہ ام بھی مجھے منظور ہیں چر خیمت ان کی فیصل کے کر کے میرے جو اہل کہ پھر تو مجھے دوا رہا نہ میں تھے دیکھو چنگیر حان کے ناچار ہوا کہ مصروف کو لاکر تمہارے کے معاملہ پر کیا لکھی اس وقت تعالٰیٰ حان وصفت پاکر محفل سے راکد ہوا اور جو کہ اسے سکس پادہ ملتے تھے کبیر اور رہاں بولی طرف بھاگا **مغفونی** اور درش اس نکتہ چوں کتاب کہ کاروئے جو چوں رافند تعاقب ہما را شد حال طور بہ

گریران شود ہرچ ملک رور بہ پھر غلام شاہ نے سرحدیں عاٹیں کے مقام کیا اور میران محمد شاہ حاکم اس ولایت کو جرقم کیا کہ تعالٰیٰ حان ہمارے عساکر نصرت ماتر کے رور سے بھاگ کر اس طرف آیا چارے ہی ولایت میں پادہ روپیوں اور ایسی ملکیت سے نکال دیوں واد کیا دانائی اور دور بادشاہی اس حساب کی تھی وہ یقین تھا کہ اس وقت لشکر میروری اور نقد تعاقب ورس اس دیر بیان کرد کہ تمام معصوم عالمہا سا علما بطوریں ہرچتا میران محمد شاہ نے وہ شیشہ الملک تعالٰیٰ حان کے پاس بھیجا اور وہ معصوم اس کا ٹھکر دوسرے واسے سے طاہت را رہیں اور آیا اور حلال الدین محمد کمر مادشاہ کو عرضہ لکھا کہ دولہ اور ایک لشکر یوں آنکھرت سے ہزاروں دلوں حکام دکن مذہب کی مہافت سے اتفاق کر کے چاہتے ہیں کہ بیگمت مددہ کے تصرف سے راکد و ردہ کریں لہذا سداہ نے رصا و رعیت طلاست را راکو مدگاں درگاہ کے پیشکش کی امرائے سرحد کو مامور فرمائے کہ اس حد وہیں آکر قاضی ہو دیں و غلص سے سرحد کو کر کے درگاہ عزت اشتیاء میں حاضر ہوا اور اس جماعت کے شہنشاہ معصوم اور محفوظ ہوئے کبھی جواب عرضہ کا یہ ہو چکا تھا کہ تعالٰیٰ حان اور شیشہ الملک نے عا حاور رہتک آن کر چاکر کہ نقص اختیار کریں تعالٰیٰ حان قلعہ پر مالوین عکودہ ر مجمع پر واقع تھا قلعہ سیدیا اور شیشہ الملک نے طو کا تیل میں بہاوی اور تھیلے غلام شاہ تھیلے ملک کے واسطے زیادہ تر آدہ اور مستعد ہوا اور قلعہ پر مالوین حمید اور صراہہ پر پانچے اور ماراہ لشکر لے اس کو احاطہ کر کے قلعہ اور مورے آگے بھاگا قدم اس کوہ کلک سطر کے دامن میں رکھا اور عرضہ تعالٰیٰ حان کا حکم کواعت میں کمر بادشاہ کے پاس ہو چکا کہ کیم درگاہ کو غلام شاہ کے پاس بھیجے کہ تمام کیا کہ تعالٰیٰ حان مدگان درگاہ سے ہوا اور ولایت را تعلق ہمارے مالوین ہاویوں سے کہتے ہوا کہ تھیلے اس ولایت اور غاصرہ پر مالو سے دستکش ہو کہ تعالٰیٰ حان حرم احوال بوسٹ مرتے غلام شاہ چنگیر حان کی ہدایت کے سبب اہلی کے ساتھ باہر ریشہ آرا اور اسے وصفت اصراف حرائی اہلی کر دیں ہرچند شاہ کی ہاوی سے مشرف ہوا اور غلام شاہ کی کشتی ہر حق کی چونکہ سرعت حالہ رکھا کہ در بیان میں تھا بادشاہ دہلی

کو غافل کر کے منہزم کیا چنگیز خان نے اور سردار پون کو اُس کے تدارک کے واسطے نامزد فرمایا شمشیر الملک نے باپ سے ملک طلب کی اور تغالخان مع جمیع شیاہ شمشیر الملک کی امداد کو آپہنچا اور اُدھر چنگیز خان اُس کے آنے سے واقف ہوا خداوند خان اور جمشید خان اور بجری خان اور رستم خان اور چندا خان کو امرائے حبش کی مدد کے واسطے بھیجا اور پھر ساتھ اُنکے اکتفا کر کے ازراہ احتیاط اور دوراندیشی خود بھی بارشاہ سے رخصت حاصل کر کے مع فوج خاصہ اور تین ہزار غریب ترکش بند باوشاہی اُس لشکر کی کمک کے واسطے بسرعت برق و باد روانہ ہوا جس وقت مقابلہ صفوف کا طریق سے ہوا چنگیز خان نے وہاں پہنچ کر شیر گرسنہ کی طرح مخالف پر حملہ کیا اور حرب شدید اور جنگ عظیم واقع ہوئی اور آتش کارا اس طرح سے افر و ختہ ہوئی کہ اُس کے خوف اسیب سے ہلال فلک الافلاک پر بھاگا اور آفتاب سپر زرین چہرہ پر کھینچ کر اس حال کے مشاہدہ کے گریان ہوا۔

مصری دو لشکر نکویم دو دریائے خون بہا بلسیاری ازریگ جیون فزون بہ زہر سودیران وزور آوران بہ کشیدند شمشیر کین از میان بہ چنگیز خان معرکہ میں خود مباشر جنگ ہوا اور پانسو جوان یکدل اور نجبت تمام لشکر سے انتخاب کئے تھے اور اس مدت میں ساتھ اُن کے مصاحبانہ سلوک کرتا تھا اور اس جماعت کے حال سے ہر دم باخبر رہتا تھا اور اپنے حسن سلوک سے اپنا نام فدی جان بنا کر کیا تھا مع ان دیران کے تغال خان کے قلب فوج پر تاخت لایا اور اپنے دست زبردست سے تغال خان کے علمدار پر ہاتھ جنید کا مار کر خاک مذلت پر ڈالا اور جو انون نے بھی کوشش مردانہ کر کے سپاہ دشمن کو نبات النعش کی طرح متفرق اور پریشاق کیا اور تغال خان اور شمشیر الملک پھر تاب مقاومت اپنے بن نہ لیکھ مصرع شکستہ صلاح و گستہ کمر بہ پیش و پس نہ پہنچا کر ایلچوور کی طرف بھاگے اور دوسو ستر ہاتھی کلاں کہ عمدہ فیلمان برادر سے تھے چنگیز خان کے ہاتھ آئے اور منظر و منصور نظام شاہ کی طرف مراجعت کی اور اس فتح کے سبب بلند آوازہ ہوا اور پایہ اُس کی قدرو منزلت کا ہر تر ہوا اور پھر اُس نے پہلے رعایا کو بعنایات بادشاہ اسیدوار کر کے استالمت نامحیات رعایا کے واسطے مملکت برادر کے اطراف و جوانب میں بھیجے اور جب انہوں نے اظہار اطاعت کیا اور جمیع زمیندار و مقدم اور اہل نوکلو اس ولایت کے دربار میں حاضر ہوئے سب کو خلعت ہائے شاہی سے سرفراز کیا پھر نظام شاہ بخاطر جمع مقام فتح سے روانہ ہوا اور تغال خان اور شمشیر الملک نے پھر دوبارہ عرصہ صفت جنگ کا نہ کیے جنگل میں بھاگ کر پناہ کی اور مرتضیٰ نظام شاہ نے اُن کا تعاقب کر کے جا بجا متفرق و پریشان کیا اور قدم اُن کا ایک مقام پر جبنہ نہ دیا بیان تک کہ بعد چھ مہینہ کر تغال خان اور اس کا بیٹا و ولون ایسے جنگل میں کہ راہ گریزین نہ تھی در آئے مرتضیٰ نظام شاہ بھی اُس حدود میں پہنچا قریب تھا کہ دشمن کو مع جمیع ساز و سلب و اثاثہ دولت دستیاب کرے کہ ناگاہ میرمو سے مازندران کی سید مجذوب تھا نظام شاہ کے سر راہ آیا اور یہ کہا کہ تجھے دوازہ امام علیہم السلام کی قسم یہ بیان سے قدم آگے نہ بڑھا جب تک دوازہ امام کی محبت میں مجھے بارہ ہزار ہون ندے نظام شاہ نے جس دم نام دوازہ امام سنا فیل مست کو کہ جس پر سوار تھا گجک مار کر ایتادہ کیا اور سید کا اصل و نسب پوچھا دیکھا کہ محب اہلبیت ہوا وہی بھگت چنگیز خان اور امین الملک نیشاپوری کو کہ مقدمہ لشکر تھے طلب کیا اور کہا کہ بارہ ہزار ہوں اس سید کے نفوٹ کر دے چنگیز خان نے عرض کی کہ خزانہ چھپے ہو مکان پر پہنچ کر دونوں گاہ

مصلح ہو کر نہ ہوئے شمشیر الملک کی ہائی اور نہ گھر گیا اور نہ انشا اللہ تعالیٰ مقصود ہاتھ آیا بادشاہی اور مثل پر چکر نہ ہوا کر کے چکر نہ وقت تامل مستغنی گریزان شو ولایت کو نہ ولایت میں یقین تھا کہ سوختا میہ سے ولایت ہر جان و لون بر آوردہ کہ امور فرما اس جماعت نے بجز اور شمشیر الملک اور قلندر زوال قدم اُس کو نہ دیکھا کہ نظام ہالون سے نظام شاہ چنگیز خان پر چکر شاہ کی



اور نبات لحد بالا اور نجومی پیکل اور تنجیح تھا چنگیز خان کے تئویرت سے ملک امرائے کرام میں تسلیم کیا اور نسی  
طرح حمید خان تیسرا دی و غیرہ کی و سگری کر کے منصب الامارت پر پہنچایا اور مگر جان کہ رہایت میل اور قسم تھا  
عہدہ منصب و کالت سے عید کا چاہیے یکساں ہوا اور شہر لہو کو عدل و احسان کی آریاشی سے رشک ہوتا بلکہ  
کیا فخر و فخر و دولت کا یہ پیرا چہین ہوا اور ہر ملک و رواج و دروکار و اور تلی عادل شاہ نے بیگنیر ملکی  
جہت بلا حظ کر کے ارادہ کیا کہ اگر آپ قلعہ شاہ سے ملاقات کر کے اسے ساتھ اپنے معاصر کو بے چنگیز خان اس  
کے متورہ پر مطلع ہوا اور قتل اس سے کہ وہ ملاقات قلعہ شاہ سے کرے نظام شاہ کے ہمراہ رکاب عادل شاہ  
کی ولایت کی طرف متوجہ ہوا اور حسن تدبیر سے ملاقات قلعہ شاہ کا ملحق ہوا اور مقتدا اس کے رسم کئے اور  
عادل شاہ اور نظام شاہ کو آپس میں سرحد پر ملاقات کرانی اور یہ معرکہ ہوا کہ ملی عادل شاہ مالک کرنا ملک پر مقدار  
اسکے کو حصول میں ملکات رازا اور مید کے رابر پہنچتے ہوئے اور قلعہ شاہ نظام شاہ ولایت رازا اور مید  
کو مقصدہ اقتدار فعال حال اور ملی رید سے رازا و ردہ کر کے اس پر قیام حاصل ہوا اور قلعہ شاہ حال اپنے ہو کر  
کسی حساب سے سرور کا رکے پھر دونوں ماہنامہ میں نے ایک دوسرے کو رحمت کر کے اپنے دارالمملکت کی طرف  
معاودت کی اور جیل و حرم کی تربیت و آراستگی میں کوشش فرمائی اور وہ نقصان کو قلعہ ریکہ کی جنگ میں اتنے  
جہا تھا صلح میں آپس میں ہر طرف ترکش سدو کر ملک نظام شاہ ولایت رازا کی تہر کے واسطے شہرہ ہوا و  
بہوئی میں رواج ہوا حد راکش کو کہ مشاہیر و گاہ سے تھا اور علم و بصیرت میں آراستگی رکھتا تھا اور اجمیت  
فعال خان کے پاس رازا بھیج کر لکھا کہ دریا عمارت مالک ہمارا اور طریقہ تھا بعد اس کے بوت کے رہنما  
عمار و مالک کہ اس کا ثرا میا پڑوہ و ہارٹ ملک ہو و ہ نقل اور مصر تھا تھو پر راجہ تھا کہ صلح و متصدی ملکہ  
ملک ہو کر اس کی بیوروش کرے اب وہ صلح حد سے رسد اور تہر کو پہنچا جس کو مکان میں قید رکھا  
اور جو صاحب اختیار ہونا مسمیٰ بین رکھتا ہے چل پڑے کہ رو و رد و حکم نامہ دہا جس کے حکم سے تھا و رد کے  
اور ہماں مالی اور ملکی ہاں عادل مالک سے رجوع کر کے آپ کو حصہ سید مل کرے اور جو بین تو منتظر رہے کہ  
کچھ تھے پہنچا چاہیے سو ہنگام اور یہ ایات بھی اس میں مدد فرمائی سیاست کران سلطاعت شاہ و سرکش  
کا رر رگ را خواتن داشت مختصر ہر سحر فارچی خواتن کو قصد قیامت چون حضور درماں دور و ریان یز  
میروں کس اور ماغ خیال فعال راجہ تار و زر سہرست و رود صد ہزار سہرہ فعلی خان نامہ ہو چکر کہ اعتراض میں پڑا  
اور اپنے ٹرنے سے شمشیر مالک سے کہ وہ رسم کو امیا شمشیر کش جاتا تھا مشورہ کیا اور اس سے جواب دیا کہ یہ  
حرف و صورت ہے نظام شاہ حوصلہ اور اجمیت اس مالک کی تہر کا رکھتا ہے ان ماوں سے اس کا نال یہ ہو کر جیت  
اور لشکر کو ہم سے خوف اور ہزمت کرے اور ہمیں لشکر اور ہزار راستہ و امن اس سے کہ ہمیں بین لازم ہو کہ  
پاؤں رکاب شجاعت میں ڈالکر جواب نامہ اپنی اشدہ شمشیر آمار رجوع فرما دیں فعال حال کہ سپاہ ملک و دار  
لے اسے چاروں طرف سے گھر لیا تھا اپنے بیٹے کے کہنے سے راہ صواب سے دور ہو کر حرف صلح اور حسن  
نامہ رماں پر لایا اما حد کو رحمت انصاف دی اور نظام شاہ نے ماری کے لطاف میں رات سماعت کو کے  
الچیر کی طرف کوچ کرنا اور آخر سے شمشیر مالک مقتدا لشکر ہو چکر معاشرے کے واسطے رواج ہوا اور نظام شاہ کے طلبہ

استعمال میں مشغول ہو کر بہت مجاہدوں کو ضائع کر کے مسلمانوں سے فریاد نوحہ بلند کروا کر تھکے اور فرنگی باطنیان تمام لشکر اسلام کے مداخلت میں قدم استوار کر کے داد مروی اور مردانگی دیتے تھے اور قلعہ کسی صورت سے فتح نہ ہوتا تھا اور شاہ جمال الدین حسین بمقتضائے جوانی ہمت ملکی و مالی میں مصروف ہوتا تھا عیش و عشرت میں مشغول رہتا تھا اور خواجہ میرک دبیر کو اپنا وکیل کر کے ایک لفظ کی عشرت کو سلطنت و کن سے بہتر اور فاضل جانتا تھا مرتضیٰ نظام شاہ طول ایام محاصرہ اور محنت سفر سے بہت تھک آئے کبھی کبھی شاہ جمال الدین حسین کی بے پروائی سے رنجیدہ ہو کر خواجہ میرک سے شکایت کرتا تھا اس درمیان میں کشتی مسلمانوں کی بندر جرون سے بندر چول کی طرف آئی تھی فرنگی سردار ہو کر غالب آئے اور مسلمانوں کو قید کر کے ان کے مال و اسباب پر تصرف ہوئے اور ان مسلمانوں میں دو جوان غریب جنہی تھے ایک رستم خان اور دوسرا شمشیر خان جو ان کے چہرہ اور اوصاف سے اطوار سپاہ گری واضح اور واضح تھے فرنگی انہیں برج و بارہ پر بھیج کر مسلمانوں سے لڑنے کا حکم دیتے تھے آخر وہ ناچار ہو کر گاہ گاہ تیر و تفنگ لشکر اسلام کی طرف پھینکتے تھے اور آخر کو وہ اسٹینس اسلحہ اور اسلحہ سے بھجورہے جو امرائے نظام شاہی ساتھ فرنگیوں کے متفق تھے یہاں تک کہ ایک دن فرنگیوں کا افسر اپنی مجلس میں مذکور کرتا تھا کہ جمیع امرائے نظام شاہی ہم سے متفق ہیں لیکن خواجہ میرک دبیر کسی طور ہم سے موافق نہ ہوا اور ہمیشہ درپردہ مجاہدہ اور پر خاش ہر رستم خان اور شمشیر خان نے یہ بات سن کر آپس میں یہ تجویز کی کہ کسی طرح قلعہ سے کو کر مسلمانوں سے جا ملین اور اپنا ارادہ ایک پرچہ پر تحریر کر کے تیر میں باندھ کر خواجہ میرک کے لشکر کی طرف پھینکا اور رات کو بندر و سلاسل توڑ کر بلندی قلعہ سے رسی اور کند کے سہارے خواجہ میرک کے مورچہ کی طرف اترے اور اس کے مورچہ میں پہنچ کر اس پنج سے فرنگیوں کی قید سے نجات پائی اور جب یہ خبر نظام شاہ کے سماع مبارک میں پہنچی انہیں خلوت میں بلا کر حقیقت حال مردم درونی کی قوت و وضعہ سے استفسار فرمایا ان دونوں نے بے ملاحظہ جو کچھ نفس الامرتھا اس تفصیل سے عرض کیا کہ تمام فرنگی قلعہ میں بغاوت تمام ہیں اور ان کے شوق و ذوق اور خوشدلی سے ہرگز معلوم نہیں ہوتا کہ یہ زندان محاصرہ میں گرفتار ہیں کہ واسطے کہ اسباب معیشت کی انہیں کچھ پر دہ نہیں ہر شب اطراف قلعہ سے امرائے حبشی اور دکنی صندوق ہائے پر زور لے کر قلعہ اور روغن اور مرغ اور گو سفند اور جس شو کی انہیں خواہش ہوتی ہے پہنچاتے ہیں اور روز جنگ زرگری کر کے مردم سلطانی کو قتل کر داتے ہیں سوائے خواجہ میرک دبیر کے سب امرائے ہنر زبان ہیں نظام شاہ نے حال مخالف اور موافق کا دریافت کر کے خواجہ میرک دبیر کو زیادہ ترغیز اور حکم کیا اور شاہ جمال الدین حسین سے رنجیدہ ہو کر نہایت بے لطف ہوا شاہ جمال الدین حسین اس امر سے واقف ہو کر وکالت سے دست کش ہوا اور مرتضیٰ نظام شاہ کی بلا اجازت احمد نگر کی طرف گیا اور آنحضرت نے ترک محاصرہ کے بارہ میں خواجہ میرک سے صلاح کی کہ نہ معروض کیا کہ جو کچھ حضرت دام ظلہ فرماتے ہیں نہایت بہتر ہے لیکن وقت مقتضی اسکا ہو کہ ترک محاصرہ کر کے خود بدولت و اقبال احمد نگر کی طرف تشریف فرما ہو وین اور وہاں نزول اجلال فرما کر جو کچھ ارادہ مرکوز خاطر ہو وین پہنچا وین مرتضیٰ نظام شاہ نے اس کے کہنے پر عمل کیا اور قلعہ ریکندہ کا ترک محاصرہ کر کے کوچ کیا اور جب احمد نگر میں پہنچا فخر و خان اور اخلاص خان حبشی کو کہہ ان سے بزرگ کوئی امیر نہ تھا مقتید اور مجبوس کیا اور شاہ جمال الدین حسین کو کہہ ان کی زوجہ برہان پور کی طرف نکال دیا اور منصب وکالت پر خواجہ میرک کو منصوب کر کے چنگیز خان خطاب دیا اور سر بلندی حبشی اور خداوند خان کال کی حبشی اور بابا اس کا مشہدی تھا

اور نہایت بلند  
طرح حبشہ خان  
ہمد منصب وکالت  
کیا فرشتہ  
رہتا تھا کہ بے  
کے مشورہ پر  
کی ولایت کی طرف  
عادل شاہ اور شاہ  
اس کے کہ معصوم  
کونینہ ہوتی  
کسی جانب  
معاہدات کی  
ہو تھا صلاح  
بجری میں رو  
اقبال خان  
سیاہ الملبس  
ملک ہو کر اتر  
اور خود صاحب  
اور ہمت مالی  
کچھ سپہ سالار  
کا بزرگ  
بیردن کن از  
اور اپنے بزرگ  
رفت و صورت  
اور لشکر کو ہم  
پاؤں رکاب  
نے اسے چار  
نام زبان پر  
الچہ کی طرف

پیشوائی سے سرور کرے اس واسطے اس نے ہنگام مرصع مقدمات ہجرت امیر نظام شاہ کے دہس نشین  
کئے اور پروانہ کے قتل کا حاصل کر کے اس بخارہ کو قلعہ سے سزاوردہ کر کے مرصع شہادت پہنچا لیکر  
یہ صحت علاوہ قہاحت تاراج آردو سے طلب شاہی ہو کر اعلیٰ ادنیٰ اس سے مستخرج ہوئے متعارف اس حال  
کے قلعہ تاراج سے عیب مابین میں مرصع نظام شاہ کو لکھا کہ میں اس راد کا مگر سے توجہ نہ تھی کہ مرصع  
کے کئے سے دوسلوں کے میل کی طبع کرین لیکن وہ کمال ہیں نے آپ کے پیشکش کیا کس واسطے کہ وہ  
شجاع ہو کر ہمارے متیہ اور شغل میں کثرت ہوا اور نصف مسر کے مردم بر رگ اور اصل اور کار کا گاہ کے جو  
آپ کے وقت تاراج میں بہت ہیں آستانہ دوزی حراج کے بیٹے کو وکیل سلطنت کرنا بہت عیب معلوم ہوتا ہے نظام شاہ  
اس ملاحظہ سے کہ سادہ اقطب شاہ عادل شاہ کو موافق کر کے دعویٰ میلوں کا کر کے اس واسطے حاکمان کو  
معوصل کر کے شاہ جمال الدین حسین کو خلعت و منصب و کالت سے سزاوردہ کیا اور جو اس عرصہ میں فرنگی قلعہ ریکہ  
کے ہنگام اور مسات کے سبب معروض ہو کر قدم اپنے امداد سے طرہا کارا مات اسلام کو ملاحظہ کرتے سے  
دیکھتے تھے اور یاد رسانی کے در پر ہو کر اہست بہت کرتے تھے مرصع نظام شاہ نے شاہ جمال الدین  
حسین اور شاہ احمد مرصع خان اور دوسرے سادات انھوں کے متورہ سکندر ملکہ سلطنت کا اُن پر چھڑا کر دیا  
میں قلعہ ریکہ کی طرف و سرحد جول کے جو میں واقع ہے صحت امرائی اور مل مسامت کے محاصرہ میں مشول  
ہوا اور عیسائیوں نے بھی نشان ماحصہ اور محاذ لہ لہ کیا اور قریب دو سال وقت لے وقت اہلی کفر اسلام  
من جنگ قائم رہی اکثر اوقات مسلمان بہت صرب لوپ و فتنہ اور گولہ بے سم اور بیل سے شہر شہادت  
چل کر روضہ رمضان میں داخل ہوتے تھے اور ہر ایک طرف لشکر میں آفا و روح و ناری ملنے تھی محض و بچہ  
سے مرصع ہوئی تھی کس واسطے کہ امراء و تدبیر اور کمال محل سے شرائط قلعہ کشائی میں بہ مشول ہوتے  
تھے اور حاکم بر اور لقب اور دوسرے کی طرف متوجہ ہوتے تھے اور سب بہت اس امر پر مصروف کئے  
تھے کہ ریکہ لگا کر قلعہ کی دھما پر چڑھیں اور مردم ورونی کو بر کر کے قلعہ مسخر کریں اور اس سب سے کہ نصاریٰ  
استعمال آتشباری میں ہمارے تمام رکے تھے یہ امر صورت پر یہ ہوا تھا اور قلعہ پہلے اس حد رگولہ یکم  
کے رساتے تھے کہ ہر مرتبہ کتنے مسلمان کو جل چھک کر نصف نصیب ہوتی تھی اور شور و غوغا مسلمانوں سے رہا ہوتا  
تھا آغوش یہ معروضہ کہ دروازے و جل و جرح متحصنون پر مدد کے اسباب حدیث سے بچیں مردم کرین  
اس امر کے باعث تمام عیسائی بخارہ صطاب میں بڑ کر چاہتے تھے کہ قلعہ حالی کر کے اور نادر کی طرف معروض  
لیکن بعض مردم و ملک مانع آئے اور یہ مائن کی کہ جو چھ مال سلطان کو سودا گراں درون قلعہ کے پاس ہے ہم  
ملاحظہ تھیں صرف کریں حسب یہ اعرافانہ نہ کئے گا اُس وقت راہ واد مسدود ہوگی دوسرے مدد میں اپنے  
آب کو پہنچا دیں گے چاکھارے نظام شاہی حصوں اعلیٰ حال اور مردان حشی نے مصالح خطر قدموں  
رستوں نے گرا ورتاب و پہاکی سے مست ہو کر سائر مباحح رات کے وقت بھی کراوات خصوصیت معنوع  
کر کے ایسا کیا کہ ہر شہر ہر ایک امیر آدو قضا و تمام احساس فرمیں کہ وہ پکا لے گئے اور ہر روضہ الزام اور  
مصلحہ کے واسطے رہ چونی دیو اور قلعہ پر لگا کر لشکر کی آراستگی اور جنگ کا حکم کرنے تھے اور نصاریٰ کا کشائی کے

اور نور خان کو زندہ دستگیر کر کے مظفر و منصور و دارور کی حوالی میں نظام شاہ کی ملازمت میں پہنچا اور قطب شاہ نے اُن روزوں میں نظام شاہ سے ملحق ہو کر اظہارِ محبت کی تھی دونوں بادشاہ متفق ہو کر بغیر تسخیرِ بجا پور و ولایت عادل شاہ میں داخل ہوئے شاہ ابوالحسن نے عادل شاہ کا میرِ جہلہ تھا سید مرتضیٰ اسبڑہاری کو نظام شاہ کے پاس بھیج کر پیغام دیا کہ اخلاص اور اعتقاد اس دولت خواہ کا موروثی ہوشیار دست و گواہ کا محتاج نہیں اگر حکم ہووے یہ مخلص ہو فوراً اندیشی شرف بساطِ بوسی سے مشرف ہو کر جو صلح دولت ہو معروض کرے ذرہ پروری سے عجیب و غریب ہو گا نظام شاہ نے جواب دیا کہ شاہ ابوالحسن ہمارا پیر زادہ ہے اگر یہاں تشریف لادے ہم اُس کی صلح سے تجا ورنہ کریں گے ابوالحسن امیدوار محنت ہو کر موضع واکد رسی میں خانخانان کے بذریعہ نظام شاہ کی شرفِ ملازمت سے مشرف ہوا اور تحفہ دہا یاے نفیسہ گذرا کر عرض پیرا ہوا کہ حسین نظام شاہ جانتا تھا کہ دوستی اور آشنائی عادل شاہی موجبِ راحت و آرام ہے اور فوائدِ کلی اُس میں شامل ہیں لہذا نسبتِ بیّن میان میں لا کر رام راج سے بادشاہ کو بادشاہی سے خارج کیا اگر بسببِ مردمان کو تہ اندیش غبارِ نزاع چند روز سے مرتفع ہوا تھا الحمد للہ کہ حضرت کی آپ شمشیر سے زائل ہوا اب ابراہیم قطب شاہ کی موافقت ظاہری پر اعتماد کرنا اور عادل شاہ کی نسبت مقامِ خشونت میں ہونا خرم اور دور اندیشی سے بعید معلوم ہوتا ہے اگرچہ سبب ظاہر تم سے موافق ہے لیکن پوشیدہ زبان دوسروں سے رکھتا ہے پھر وہ کتابتِ لفاق آمیز کہ اُن دنوں میں قطب شاہ نے عادل شاہ کو لکھی تھی اور شاہ ابوالحسن اُسے ہمراہ رکھتا تھا نظام شاہ کے ملاحظہ میں لا کر اپنے دعوے پر شاہ عادل گذرانا اور خانخانان نے اُس کی تصدیق کلام کی اور سخنانِ وحشت آمیز سے اُس بادشاہ کی آتشِ تم کو اس طرح روشن کیا کہ اسی دربار میں نظام شاہ نے امرا اور افسرانِ سپاہ کو قطب شاہ کے گوشمال اور تادیب کے لیے نامزد فرمایا قطب شاہ اپنی سلامتی فراہم معلوم کر کے فوراً سوار ہوا اور خیمہ و خگاہ اپنے مقام میں چھوڑ کر عثمان غریبیت گلکنڈہ کی طرف معطوف کی مردم نظام شاہ نے اُس کے اردو کو تاراج کر کے اُس کا تعاقب کیا اور اس قدر ظلم اور تاراج و غارت میں اصرار کرتے تھے کہ قطب شاہ کا بڑا بیٹا شاہ عبدالقادر کہ شہزادہ شجاع اور قابل تھا اور خطِ تعلیق خوب لکھتا تھا اپنے باپ کی خدمت میں عرض گزار ہوا کہ مردم نظام شاہ نہایت شوخی اور خیرہ سری کرتے ہیں اور ہمارے تعاقب سے دست کش نہیں ہوتے اگر حکم عالی اس فرزندِ کینہ کے نام صادر ہو تو فوجِ قلیل سے کینہ کا یمن ایستادہ ہوں اور دشمن کے تعاقب کے وقت اُن کے عقبِ انگر دست برد کر دوں یہ امر معروض ہوا اب ہو گا بشرطِ اس کے کہ آنحضرت متعرض احوال نہیوں قطب شاہ کہ اس وقت جلدوریز جاتا تھا کچھ جواب وہ نہ دیا جب گلکنڈہ پہنچا اُسکے چہرہ سے آثارِ تہور و شجاعت دیکھ کر متوجہ ہوا اسے ایک قلعہ میں محبوس کیا اور بعد چند روز کے اُس شاہِ ہجرت نے اُس جرم پر کہ حقیقت میں عینِ دولتخواہی تھی شربتِ موت اُسے ملا کر پیوندِ زمین کیا اور شاہ ابوالحسن رسالت اور دولتخواہی جیسی کہ چلتے ہیں بجا لایا اور وکالت کر کے علی عادل شاہ اور مرتضیٰ نظام شاہ کے ساتھ محبتی اور یگانگی کے بارہ میں عہد و شرط و قورع میں پہنچا یا اس وقت نظام شاہ نے سالِ او ر غنائم احمد نگر کی طرف مراجعت فرمائی اور خانخانان کے ملاعنایت سے نہایت ڈرتا تھا اور اسے اس امر کا خیال تھا کہ ایسا نہ نظام شاہ اُسے پھر زندان سے بر آور دہ کرے کہ منصب

پیشانی سے سرخشا  
کئے اور پروانہ ثلث  
یہ بحث مادہ قبا  
کے قلب شاہ  
کے کئے سے وہ  
تاریخ ہر کہ ہمارے  
آپ کے دو تھانے  
اس ملاحظہ سے  
موزن کر کے شاہ  
کے حکام اور  
دیکھتے تھے اور  
حسین اور شاہ  
میں قلعہ رکھنے کی  
ہوا اور عیسائیوں  
میں جنگ قائم  
چکر کر رہے تھے  
سے فرصت نہ  
تھے اور غار  
کے زمین لگا  
استعمال آتش  
کے برساتے  
تھا خوش یہ فقر  
اس امر کے باوجود  
لیکن بعض مرد  
محافظت ملاحظہ میں  
آپ کو پہنچا رہے  
رشتہ کے گراؤ  
کے ایسا کہ  
مظفر کے واسطے

سج شاہ احمد اور مقتضی حال اور بھی مقلوں کے اپنے ہاتھ کھانا پکھانے میں مشغول ہوا اس دوران میں ایک محسوس  
کشتہ رخان کے پاس سے آیا اور ایک کاغذ سر پہ لاکر سلام شاہ کے ملاحظہ میں گدرا ماحب آسکتا تو کو کراڑا ہوا شاہ  
انکی عمارت نے ادا بہ چلے گا کشتہ ہوا اور اسی وقت گھوڑے پر سوار ہو کر یوں کہا کہ میں جب تک قلعہ کو فتح نہ کر چکا  
اس گھوڑے سے۔ اتروں گا اور جب قلعہ کے قریب پہنچا دو بارہ کی طرف متوجہ ہمایہ حال دیکھ کر قلعہ کی حالت  
تمام مقلوں نے عص کی طرح قلعہ نشانی کیا یہ ہیں کہ گرد راہ اور عدوت سے سر دھج گئے ہوئے اسی قلعہ کو  
سوار ی اسب معزز کرن سلام شاہ کو فتح قلعہ میں ہوا دوسرے ہمایہ حال کی لٹاس در راہ کی اور پھر ایک ماہ میں ماوراء النہل  
کی تپش ماوراء ناید سے قریب دور راہ کا راجھی تپش سے شکستہ کے داخل ہوا چون کہ سری ہل میں کسی طور کا  
بچھے اسب اور صدر بہرہ ہو چکے گا اور جو پناہ نہ کرکے اس سے کھنڈہ نہ کرے گا  
والتحاکم کے کہیں نے خدمت کو کام نہ کرنا ہو یہ کسی طرح سے بیخ عزمیت نہ کرے گا پھر انکس سلاح نوشی  
کی سلام شاہ نے اس امر سے بھی انکار کیا اور ان کو جب کہا کہ سلاح پہا سمت سرور کائنات و مہر موجودات ہر  
اسطوحش ربیب تن کر کے تیر و کمان ہاتھ میں لے کر راہ ہوا اور دھڑے نیسی بیخ قلعہ سے آگ سے لگی ہر دفعہ  
دو تین ہزار توپ اور قشک اور ماں سر کرنے تھے گھوڑے اور باقی اور آدمی کشتہ سے صانع ہوئے گواہوں  
قیامت و دوح بین آئی اور اوصاف اس محل اور آفت کے سلام شاہ نے ماگ نہ ہوئی گھوڑا سر پہ چسکتا ہوا  
اس مقام میں پہنچا کہ اس سے دیوار قلعہ تک پاس کر کا فاصلہ رہا اس وقت ہمارا سلام شاہی تیر اندازی میں  
مشغول ہوئے اور حکم عظیم واقع ہوئی اور آدمی بہت کام آئے اوصاف اس کے دو تین گولیاں صدق کی  
سلام شاہ کے اسلحہ پر پہنچیں کسی طرح کا گرد نہ پہنچا جیر گدیری یا د کسی کی۔ محال نہ تھی کہ اسے صحت کے بارہ  
میں ہاش کرنا ہما گوش و درون متصون کا رطوف ہوا اور توپ و قشک موقوف ہوئی لوگ اس طرف کے قعر  
ہوئے ایک صحت کھڑکی توڑ کر قلعہ میں داخل ہوئی دیکھا کہ ایک تیر کشوہر حال کے لگا وہ اس کے صدر سے  
حاصر نوا لا ش اس کی خاک پر اما وہ ہوا و قلعہ میں کوئی بین میدان صاف پہنچا ہے ہی اس کا سر سے خدا  
کے صحت قلعہ پر آویران کیا سلام شاہ ہا حیل مشاہدہ کے شکر اکی سما لا امانتونی سلاطین کہ کشتہ کشاں کاغذ  
تو متیق حق ماوشانی کسندہ جو پناہ ما سدا رطوف حق ہ شود حال انسان دیگر مستحق ساستہ جو دیگر کسان کا رشتہ  
لوہو لائحہ حملہ کردار شاہ جو سلا مدا سلام بہت قلعہ ہ۔ سدا حلقہ کھ کسندہ اگر کھ کھ کھ کسندہ ہیک حملہ  
حلقہ مخر کسندہ ہ معلول ہوا ہمارا قلعہ کشتہ رخان میں الملک اور قرحاں کہ امرائے برگ عادل شلمی۔ سے  
کھے مع دس ماہ ہر سوار سلام شاہ کی ولایت مار لیج کرنے کو امداد مگر کی طرف روا ہوئے امر ہے سلام شاہی  
مثل مراد حال اوہلا ص حال پانچ چہ ہر سوار ہلکہ رسیدہ سالاری خواجہ میرک ویران کی طرف متوجہ ہوئے  
جب قریب پہنچے خواجہ میرک امر کو آگے سمجھ کر دو کس کا وہین میٹھا جس وقت ویران کا سامنا ہوا معصوف  
حک آرا سیرکین میں گئی میرک میں چالیں باہمی ماوشا ہی مع علم ہاے سخر اور چار سوار خاصہ جل کبیرا ہ  
رکشتا تھا میرک کی طرف روا ہوا اور یہ مشہور کیا کہ سلام شاہ آہو چا میدان الملک اور نور جان ہر چہا مرتضیٰ  
سلام شاہ کا یقین کر کے لادای ہر میت کی طرف متوجہ ہوئے خواجہ میرک نے قنات کر کے میں الملک ویران کیا

صبح کو شکار کے واسطے جاؤں اُس نے رخصت دی نظام شاہ نے اُس شب کو فرما دیا خان اور اخلاص خان اور حبشی خان کو خبر دی کہ میں کل اپنی والدہ کی رضا کے موافق شکار کو جاؤں گا لازم کہ تم اور اکثر امرا میرے ہمراہ رکاب رہو دوسرے دن کہ صبح دولت چکی وہ شہر بارہ سہرا پر وہ سے برآمد ہو کر صحرا کی طرف روانہ ہوا سو اسے تاج خان اور عین الملک اور اعتبار خان کے تمام امرا اُس کی رکاب ظفر انیساب میں روانہ ہوئے خوزہ ہمایون کی عورت حاتلہ تھی از روئے ہراس اُس ہجوم کو مناسب اور خوب نہ دیکھا وہ بھی سیر کے بہانہ اپنے اعوان و نصار سے سوار ہوئی لیکن جو کادار آیا تھا وقت موعود سے پیشتر مراجعت کی اور آدمی اپنے اپنے خیموں میں لگے کوئی اُس کے دربار میں حاضر نہ بنا نظام شاہ اس امر سے خبردار ہوا اول حبشی خان کو کہ مرد درشت اور بڈھا تھا اپنی والدہ کی گرفتاری کے واسطے مامور کیا اور اُس کے پیچھے فرما دیا خان اور اخلاص خان کو روانہ کیا اور بعد اس کے خود مع مردم خاصہ میل اور مصاحبت میں اور بعضے امرا سے دیگر متوجہ ہوا حبشی خان جب سردار پر وہ کے قریب پہونچا خوزہ ہمایون نے واقف ہو کر برقع پہنا اور ترکش اور شمشیر اور خنجر زیب کمر کر کے گھوڑے پر سوار ہوئی اور حبشی خان گھوڑے پر سوار ہو کر اُس کے مقابل گیا اور کہا کہ بادشاہ کا حکم ہے کہ بطریق عورات پر وہ نشین مجلس اسے میں تشریف رکھیے اور فہات مالی اور ملکی میں غل نہ کیجئے خوزہ ہمایون غصہ بنا کہ ہو کر بولی ای غلام تیری یہ مجال ہے کہ ہمارے نسبت ایسی بات کہے حبشی خان نے چاہا کہ اُس کا بازو پکڑ کر گھوڑے سے اتارے خوزہ ہمایون نے جرات کو کام فرمایا اور خنجر میان سے بر آورده کر کے حملہ آور ہوئی اور چاہا کہ خنجر بہن سے اُس کی رگ زندگانی کاٹے حبشی خان نے بجا بک دستی اُس کا ہاتھ پکڑ کر ایسا اُمیٹھا کہ خنجر اس کے ہاتھ سے گر پڑا اور عین الملک اور تاج خان اپنی بہن کی پائی میں نہ مشغول ہوئے راہ فرار پائی حبشی خان نے بدبجی تمام خوزہ ہمایون کو بالکی میں بٹھا کر مرتضیٰ نظام شاہ کے پاس پہونچا یا نظام شاہ نے اُسے حالات میں کیا اور پھر بارگاہ سلطنت میں پہونچا ہر ایک امرا سے بلطف و رحمت پیش آیا ملاخسین تبریزی کو کہ اُس روز فدویا نہ پیش آیا تھا خطاب خان ٹھانان دیکر منصب پیشوائی سے قصاص بخشا اور کمال الدین حسین ولد قاسم بیگ مرحوم کو جو گجرات کے راستہ سے پلٹ آیا تھا باسم پدر موسوم کیا اور اُس کے عزاز و اکرام میں کوشش کی اور مرتضیٰ خان کو جہلا امرا سے کیا کہ اُس زمانہ میں شاہ احمد کہتے تھے خطاب مذکور سرفراز کر کے اعتبار خان خواجہ سرا کی جاگیر اور گھوڑا اور ہاتھی اور مال و اسباب اسے سپرد فرمایا اور ایک جماعت عین الملک اور تاج خان کے تعاقب میں روانہ فرمائی اور وہ عین الملک کو گجرات کی سرحد سے لائے اور تاج خان کو مسافت میں سنبھال کر کے ابراہیم قطب شاہ کی ولایت کی سرحد میں پہونچا اور جو لوگ کہ اُس کے تعاقب میں گئے تھے واپس آئے منقول ہے کہ مرتضیٰ نظام شاہ و ام کا نو سے احمد نگر کی طرف آیا اور ایک جماعت غریبوں سے کہ خیر قضیہ خوزہ ہمایون سنگریہ تعبیل اُس کی ملازمت کے واسطے آئی تھی منصب الائق مسرور ہوئی اور نئی عرصہ میں رایات نصرت آملت کو قلعہ دار و رکی طرف کشور خان کے استیصال کے لیے متحرک کیا اور ایلی ابراہیم قطب شاہ کے پاس بھیج کر ایک طلب کی اور قطب شاہ کے پہونچنے سے پیشتر کشور خان مارا گیا قلعہ دار و مفتوح ہوا اور چونکہ اس قلعہ کی عجائب اور غرائب سے خیالی نہ تھی لہذا اب اُس کی شرح میں مشغول ہوتا ہوں وہ یہ ہے کہ جب مرتضیٰ نظام شاہ قلعہ دار و رکی ایک منزل پر پہونچا اور ایک دریا کے کنارہ پر نزول فرمایا خود جہل و تہال

مع شاہ احمد  
اکثر خان  
اسکی عبارت  
اس گھوڑے  
تمام ہمایون  
سوار ای اس  
کی توفیق اور  
مجھے اسید  
وہ لخواہ  
کی نظام شاہ  
اندوختن  
دو تین ہزار  
قیامت و  
اس مقام میں  
مشغول ہو  
نظام شاہ  
میں فہات  
ہوے ایک  
جانبہ نو الا  
کے برج  
توفیق حق  
بود و العجب  
خلفہ مسخر کنند  
نعمت دس  
مثل فرما دیا  
جب قریب  
خنگ آرا  
رکھتا تھا  
نظام شاہ کا

ہزار ہا لوگوں کی طرف بھاگا اور فرما دیا میں اور انہی تمام شب سداں کا لاچوتہ من مع انولج ہمراہی مقیم رہا اور آدمی اپنے  
 اہل عیال کی طرف بھیکے حکم دیا کہ منع ال ایسے گھات کی طرف روانہ ہو دین جو وہ چاہوں گے ایک مستحباب  
 اسکے پاس بھیکے حکم دیا کہ تم لوگوں میں شریک رہتے تمہاری وشت اور دہشت کا سب کیا جو ہم طہیانہ تمام اسے  
 مکان میں جا کر ایسے حال میں مصروف رہو یہ لوگ حاسنے بنے گئے لی و مت کو مقتدی دیکھ کر دہرہ و دامتہ شرمشی  
 کرتی ہوا ان ہاتھوں سے مرید لکھا مگر دوسری مرتبہ بی بی نے مصطفیٰ ہو کر قاسم بیگ علیہم کو کر دیا دھان کا  
 صاحب بھائیں کے پاس بھیجا اور وہ جا کر حق رسالت کا آلا جاوہ لوئے کہ تمام آدمی حاسنے ہیں کہ ہم تم اس شوق  
 میں داخل سے اور بی بی اس امور کو بخوبی حاسنی ہو عرض اس کی یہ چیز کہ ہیں مائل کر کے انتقام لوئے ہر پہر  
 کہ لو اپنی سلاستی چاہی رفاقت بین دیکھ کر اس ملک سے ملا وطن ہو کر یہاں کا رہا صحت و ساس مین قاسم بیگ  
 حکیم لے گیا کسا باور دیکھا اور اپنے مرد کمال الدین حسین کو ہمراہ لے کر اور صندوق حاکم اس کی عمر بچھا حاصل  
 اس میں تھا چھپا کر شاہ روح الدین ولد ساہو مولا ہر کو اٹھا سیر دیکھا پھر مراد دھان ناقتان اس لوگوں کے رات کو کھلے  
 کی طرف روانہ ہوا جو آوازہ چاہوں گے چہذا مر کو ان کے تعاقب کے واسطے مامر کیا احلاص حال اور خوش طین  
 بے احمد کی طرف مراجعت کی اور قاسم بیگ اور مراد دھان کہ زیادہ رعب و دہم ان کے دلوں پر غالب ہوا  
 تھا تحصیل راجہ گلاب کی سرحد پر پہنچے اور وہاں پر کیا قہ کر کے واسے اس پر هجوم لائے کمال الدین حسین  
 ولد قاسم بیگ کو دستہ ورس کا تھا سیرہ و شیکہ کیا اور عود ملک بیگہ میں رکھ سکے تھے احمد نا کی طرف بھاگ  
 آئے اور بی بی نے سب آدمیوں کی طرف سے دشمنی کر کے کمال الدین حسین کو قلعہ و درپ میں بھیجا اور پھر بعد  
 تھوڑے عرصہ کے مقام نطف و عسایت میں ہو کر اسے قہ سے سخت ادبی اور بدینور سانی حاکم اور درجہ ہو دیا  
 میں اختصاص بخشا اور اپنے لہران والہ صاری تقویٰ حسین زیادہ تر کوشش کر کے شاہ احمد اور درجہ یعنی جلال  
 کو ماں ماہ سے کسی قولنا نہ کہتے ہیں بھگتیجا پور سے طلب کیا اور قولنا نہ قاسم بیگ اور مراد دھان کے واسطے  
 بھی ارسال فرمایا اور دھان نے مراجعت کی اور قاسم بیگ نے احمد کا گھات من کو قہ کیا اور آدمی شاہ  
 رنج الدین جیس کے پاس احمد گریں بھیکے صندوق حاکم کا طلب کیا شاہ رنج الدین نے اسی طرح سے صدیق  
 سرسہاں میں جس کے پاس احمد گیا اور اس نے حب قاسم بیگ کے پاس ہو گیا سب شے کمال جو مشاہدہ کی  
 مگر کیسہ تلخ حواہر تقیہ سے ملو تھا نظر آنا قاسم بیگ سرسہاں پہرہ ورنہ ہوا اور کہا اسوس کیسہ تلخ میں ہر  
 پھر تپسی وقت مبار ہوا اور چدرور کے بعد افعال کا خورہ ہاویں کشور خان کاظم و سلطانہ دھارہ سے سکاور  
 دیکھ کر مسکائی موافقت اور اتحاد ملی لایا عسایت اٹھنے سے بھی لایا عسایت اٹھنے کو قلعہ جو دین عوس کیا اور  
 پھر چدرور کے بعد لشکر جمع کر کے اور ساان ملک درست کر کے ۹۹ سو ستہرہری میں کشور خان کے  
 قصد دین سا ہمراہ اپنے مرد و مرتبے سلام شاہ احمد گریں فصحت و مائی حب و امن کاوں میں پہنچ کر ملکہ  
 تریزی اور شاہ احمد اور مرتبے نمان نے کہ صاحبان و قلعی سلام شاہ سے تھے دیری کر کے پھر سلام شاہ کو  
 اس کی والدہ کی گرفتاری اور اس کے دیج سلطانہ میں مخلص اور تریب کی سلام شاہ کی اپنی مان کے ملہ سے  
 مایت آدروہ تھا اس مرتبہ اس کے طالع اور ملک میں بہت تین مصروف ہوا اور رات کو اپنی والدہ سے کہا اہلیت

معدوم کر کے آتش قتل و غارت اُس طرف کے باشندوں کے مکانات میں روشن کی اور شرط انتقام جیسا کہ چاہئے  
 ظہور میں لائے اور جب موسم برسات پہونچا قنال خان نے علی عادل شاہ کو ازراہ عجز و انکسار اور بذلِ نقد اور  
 ارسال تحف و نفائس اپنے سے راضی کیا اور آنحضرت نے موسم برسات کے پہونچنے کا بہانہ کر کے باتفاق  
 نظام شاہ اپنے وار الملک کی طرف معاودت فرمائی اور ۹۵ھ نو سو چاس ہجری میں علی عادل شاہ عازم تخییر یعنی  
 ولایت نظام شاہ ہوا اول قلعہ کندالہ کو کہیں کوں قصبہ جاکنہ سے ہر وہاں کے لشکر کو موافق کر کے اس پر تصرف ہوا  
 اُس وقت کشور خان کو مع لشکر عظیم سرحد کی طرف نام زد فرمایا خونزہ ہایون اس امر سے مطلع ہوئی اور بعض  
 افسران و کئی کو اُس کے مدافعہ کے واسطے مقرر کیا اور انھوں نے قصبہ گچ میں پہونچ کر کشور خان سے شکست  
 کھائی اور بحال پریشان احمد نگر کی طرف روانہ ہوئے اور کشور خان رعایا کو دلاسا و تشفی کر کے مالک سرحد کے  
 محمول خریف و رعیہ پر کہ قریب بیس لاکھ ہوں کے ہوتا تھا تصرف ہوا اور جائے فتح میں ایک قلعہ نہایت سنگین تعمیر  
 کر کے نہایت غلبہ ہم پہونچایا اور جو کہ خونزہ ہایون نے نصرت و لایت نظام شاہ اپنے بھائیوں اور عزیزوں کو  
 جاگیر دی تھی اور یہ لوگ سپاہ کے احوال پر نظر التفات مبذول نہ کرتے تھے اس سبب سے کشور خان کا تسلط دفع  
 نہوتا تھا لہذا شاہ جمال الدین حسین آنجو اور قاسم بیگ حکیم اور شاہ احمد اور مرغنی خان بختیجا شاہ جمال الدین حسین  
 آنجو صاحبان مرتضیٰ نظام شاہ سے تھے و لتخانہ کے اطوار اور ادنیٰ مشاہدہ کر کے رنجیدہ ہوئے اور  
 مرتضیٰ نظام شاہ سے خلوت میں خونزہ ہایون کی شکایت کی جو ابدا کہ دولتانہ کی تمام خلائی والدہ کی طرف سے  
 اُس کا تسلط کیونکر دفع کر سکتا ہوں یہ عرض پیرا ہوئے اگر حکم ہووے فرما دو خان اور اخلاص خان اور حبشی خان  
 کو کہ امراے کبار حبشی ہیں ساتھ اپنے موافق اور یکجہت کر کے اُس کے تسلط کا علاج کریں نظام شاہ نے یہ امر  
 قبول فرمایا اور ان لوگوں نے امراے مذکور کو اپنا شریک کیا اور سلام کے بہانہ قلعہ میں لا کر عرض میں پہونچایا کہ  
 فلان فلان شخص حاضر ہوئے ہیں اگر ارشاد ہووے ہم ایک جماعت عورات اور خواجہ سراؤں کو حرم کے اندر بھیج کر  
 خونزہ ہایون کو مقید کریں نظام شاہ اس امر پر راضی ہوا جو شاہ جمال الدین حسین اور شاہ احمد اور مرغنی خان نے  
 مجلس سے سرانجام کار کیواسطے برخاست کی بحسب اتفاق خونزہ ہایون نے کسی کام کے واسطے نظام شاہ کو حرم  
 سرا میں طلب کیا نظام شاہ کو گمان ہوا کہ میری والدہ اس راہ سے مطلع ہو کر چاہتی ہے کہ مجھے سلاطین سے معزول کرے  
 اس سبب سے جب والدہ ماجدہ کی خدمت بابرکت سے مشرف ہوا اپنی نجات کے واسطے بولا کہ امان جان فلان  
 فلان اتفاق کر کے آپ کے دشمنوں کو قید کیا چاہتے ہیں خونزہ ہایون جب اس امر پر مطلع ہوئی اور غیہ سرستہ حلقوں  
 کا شگفتہ ہوا دیوانخانہ میں آن کر شام کے وقت پس پردہ بیٹھی شاہ جمال الدین حسین کو گرفتار کر کے مقید کیا اور فرما دیا  
 اور اخلاص خان اور حبشی خان اُس کی گرفتاری سے آگاہی پا کر مع جمیعت اپنی اُسی وقت قلعہ سے باہر نکل گئے  
 اور شاہ احمد اور مرتضیٰ خان پیادوں کے درمیان ہو کر قلعہ سے اپنے مکان پر آئے اور سید مرتضیٰ سبزواری  
 اور خواجہ میرک دبیر صفہانی اور بعض غریب جو نظام شاہ کے سلک خاصہ خیل میں انتظام رکھتے تھے اور بھینس  
 امر میں شریک جانتے تھے سوار ہو کر باتفاق قلعہ سے نکل گئے خونزہ ہایون نے ایک جماعت کو مرتضیٰ خان  
 کی گرفتاری کے واسطے مامور کیا اور وہ باتفاق سید مرتضیٰ سبزواری اور خواجہ میرک دبیر صفہانی اور غریبوں کے

نہایت

جواب دیا کہ ہاں  
 اہل خیال کی طرف  
 اس کے بھائیوں کے  
 ان کے بھائیوں کے  
 کوئی زبان نہ ہو  
 صاحب تھانہ  
 میں داخل  
 کو اپنی ملاستی  
 حکیم نے ان کا  
 اس میں تھانہ  
 کی طرف روا  
 نے احمد نگر  
 تھانہ جمیل  
 والد قاسم بیگ  
 آئے اور بی بی  
 تھوڑے عرصہ  
 میں اختصار  
 کو ان نامہ  
 بھی ارسال فر  
 رفیع الدین حسین  
 سربراہ اس شخص  
 مگر کسی نہ جوا  
 بچا اُسی وقت  
 دیکھ کر اس  
 پھر چند عرصہ  
 بقصد دفع فساد  
 تیزی اور شام  
 اُس کی والدہ کی  
 نہایت آرزو



شاہ مسعود اور دو ٹوٹی آغالی کی ٹوٹو محمد عبدالوہاب سے سلطنت سیم اور بی بی جمالی رضی اللہ عنہا کو اہم قلعہ شاہ  
 ذکر ابوالنظر رضی اللہ عنہ نظام شاہ بن حسین نظام شاہ بکری الشہور بدلوئے کی سلطنت جہانگیر

حب حضرت قادر و العادل نے تخت احمد مگر اول الطغر مر قضا مقام شاہ بن حسن مقام ساد کے وجود ما عود سے  
 مرمن کیا اور دائر ملکیت اس سلسلہ کا وسیع تر مہم اور راج مہم شاعر کمال کو چوہا اور سادات اور محسن  
 اہمیت راہ و ترغیر اور کریم ہونے اور مست و وسیع اور قصد علماء و سادات اور تحقیق کو وقف ہونے سے  
 فتح مار کے سبب حلا و باغیالی ہستی کے قریب سولہ برس گزشتہ تین رہا اور ہمت ماوشاہی ارکان دولت  
 سے رجوع کر کے ایک باوجود شکار کے سوا ایسے پاس کسی کو آنے نہ دیتا تھا اور جب کبھی کوئی ایسا کام حمد و شہ  
 آتا تھا اہمیاں حضرت عیسیٰ و ریدہ عادم بھیجتے تھے اور آنحضرت ایک جواب کمال مقبولیت فر کر کے باہر  
 ارسال فرما دیتے اور کسی کتاب میں یہ نظر آنا کہ ماوشاہ کو سولہ برس تک کوئی مانگیے او حل اور رطل اس کی  
 سلطنت میں راہ پاوے بغیر فتح و قہر قاسم مر شہتہ حمد سادات مہدین اس شاہ عادم کے اس رشد اور میر سے تہذیب و سربلک  
 ملازمن بنی مقہر ہوا اور جوہر شہر یار آغا عوامی من مانع جاما وری رب موی کر کے امور مالی اور دینی من مشول ہوا  
 و ظہر عورہ ہا یوں نے تمجید چر جس حالت ماوشاہ کی اوکلم راہ و اور ایسے بھائی میں الملک اور جاما وادشاہان  
 و احامہ سہرا کو ایسے امرا کے کار سے کما اور بی تقویت میں اس طرح کوشش کی کہ اوق اس سے تصور رخی  
 اور طعنایت اللہ کو مشا کر کے ہر و رہیں پر وہ بیعتی بنی اور قاسم ملک حکیم کی صلح سے امور ملی اور مالی کو  
 احام دیتی بنی مرقی نظام شاہ بن ایک جامع عرب اور مستی ابو ولسین متول ہو کہ مہمات سلطنت میں ہرگز مل  
 بین کر ما تھا اور عورہ ہا یوں مٹی مہیا کون جاما وری پوی جان شاہ فرا و ملو ما و سادہ اور ماخان بھی اور اس عہد  
 میں عادل شاہ نے میدان صاف اور راہ سے موانع دیکھ کر مدہ الی کندی اور سماگر کی تہذیب کے واسطے وچ  
 کشی کی ہو ریہ واقعہ کیا کہ مملوح وکرام راج کو وکوش کر کے ملکہ دی ماوشاہی کہ دارالملک کو ہلاک کر چو اس کے  
 نامور کے اور الی کندی اور بی مگر کو صصافات اپنے تحت مران لاوے اس صفت سے تسکا وری چکر  
 ملکہ نے مضطرب چو کر قس نظام شاہ اور عورہ ہا یوں کو حص و است و رجاست ملک گد رانی جو تہ  
 ہا یوں سے مرصع نظام شاہ طاعت اللہ کی صلح سے سماگر کی طرف سوجہ ہوئی طلی عادل شاہ ملاچار  
 چو کر ما تھو خاص ملاک کر ملک سے کوتاہ کیا اسکے صاحب لشکر نظام شاہی سماگر کے اطراف میں پہنچا  
 اور چہرہ ونگر عہد گد راعلی عادل شاہ یہ عہر سکر طور راحت الی کندی سے بجا پور آ یا اور عارم قتال ہوائیکن  
 مردان چہرہ لہریش نے نامیں سے صلح کے بارہ من کو مستس کی اور آپس من کئے گئے کھشا دشاہ ہم مہم کو  
 آپس من سازت کرنی عروت سے تعید شرط و انصاف یہ ہو کر مصالحہ کر کے سادہ اراخ اور کد رت کو پیش  
 عہر جب ما رحمت در میان سے دہن ہوئی عورہ ہا یوں نے احمد مگر کی طرف راحت کی اور دوسرے یں  
 مر قضا نظام شاہ بھری اور دلی عادل شاہ نے افاق کے قصد مقام لعال حان کی پوریش سماگر میں اس نے  
 رفاقت مکی کی ولایت برا کر کی و رحمت افرانی را و ماچو رنگ اس سربرجن کو ریت ہو ر راحت کی صلح است سے

شکست اور غرور سے گھوڑے پر سوار ہوا سنگاسن میں جا بیٹھا اور کماروں نے اس کو اٹھایا تھا کہ حسب اتفاق ہاتھی  
 وہاں آہونے کمار سنگاسن زمین پر ڈال کر بھاگے اور فیلبانان نظام شاہی نے سنگاسن کے طبع سے ہاتھی کو بڑھایا  
 اور سنگاسن کی طرف ہاتھی کو اشارہ کیا کہ سنگاسن خرطوم سے اٹھا کر اپنے پشت پر لائے ایک خواص رام راج  
 کا جو وہاں حاضر تھا اُس نے یہ تصور کیا کہ فیلبان نے شاہد رام راج کو بچپا نا اُس واسطے اس کے قتل کا اشارہ  
 کیا ہے وہ از روئے دولت خواہی آگے بڑھ کر رونے لگا فیلبان کو یقین ہوا کہ اس میں رام راج جو اسے دولت  
 غیر مترقب جان کر خرطوم فیل سے پشت فیل پر طینچا اور سنگاسن کی طرف ملتفت ہوا اور بہ شقت تمام رومی خان  
 کے پاس لے گیا اور رومی خان نے بھیل اس کو نظام شاہ کے پاس پہونچایا اور نظام شاہ نے اُسے بچا کر فوراً اسکا  
 سر تن سے جدا کیا اور تلج سنان کر کے اُسے ہاتھی پر بٹھایا اور حکم دیا کہ افواج دشمن کے سامنے لے جاوین جب  
 کفار بیکر گو اپنے سردار کا قتل متحقق ہوا اے ثبات الٰہ کا جگہ سے ہل گیا فرار قرار پانچیا کی اور رام راج کے بھائیوں نے  
 بھی عادل شاہ اور قطب شاہ کے مقابلہ سے کنارہ کر کے اپنے بھائی کی مدد کے واسطے دوڑے اس درمیان میں خبر  
 اُس کے قتل ہونے کے سنی تو انھوں نے بھی شعل اور دن کے راہ فرار پائی اور سلاطین اسلام نے انی کندی تک  
 کہ دس کوس بجا نگر سے پہونچا کیا اور بروایت صحیح اس معرکہ میں اول سے آخر تک لاکھ آدمی کفار کی طرف سے قتل  
 ہوئے اور نقد و جنس اس کا اس قدر خاص و عام کو نصیب ہوا کہ قلم و زبان اس کی شرح و بیان سے عاجز  
 اور قاصر ہے اور سلاطین نے فیل کے سوا کسی چیز کی طمع نہ کی جو چیز جس کے ہاتھ آئی اُسے از زانی فرمائی اور  
 حسین نظام شاہ نے دست سر رام راج کا ہ سے پر کر کے یہ بیت پڑھی بیت چو ہمیشہ تھی گرد از زہ شیر  
 شغالان در آئند آئند لیرہ اور یہ بیت ایک پرچہ کا نذر لکھ کر مع سر اکبر بھجوات ایچی تغال خان براری کے پاس  
 بھیجا کس واسطے کہ خان مذکور اُس عرصہ میں رام راج کی تحریک کے سبب فرصت دیکھ کر احمد نگر کے اطراف تک  
 مزاحمت پہونچا تا تھا القمہ سلاطین اسلام نے انی کندی سے بجا نگر میں جا کر اس شہر کو ایسا خراب کیا کہ اس وقت  
 تک کہ مسئلہ بھری ایک ہزار بیس ہزار آبادی کی علامت اس مقام میں محسوس اور مشاہدہ نہیں ہوتی ہوا ترکندادری  
 جو چارہ نہیں رکھتا تھا لاچار ہو کر جو قلعے اور پرگنے کہ رام راج نے زبردستی لیے تھے مسلمانوں کو واپس لینے  
 اور جس صورت سے کہ ممکن ہو اصلاح کی اور سلاطین با اتفاق عازم مراجعت ہو کر ہر ایک اپنے مقررہ دولت کی طرف  
 روانہ ہوئے لیکن احمد نظام شاہ جب احمد نگر میں پہونچا بعد گیارہ روز کے افراط شراب اور مباحثت کی کثرت سے  
 اس جہان فانی سے وداع ہو کر سرائے باقی کی طرف خرامان ہوا مثنوی درین دیر فانی کہ آرام دیدہ کہ بود آنکہ جاوید  
 از د کام دیدہ کہ رخت ازین خانہ بیرون نہروید کہ تیر بلائے زگر و دن نخورد چلویم زگر و دن ناپاکباز  
 کہ با پاکبازان کند ترکنا زہ فغان از سپہ شرارت اثر بکزد و عائلے گشت زیر و زبر بہ مدت سلطنت اسکی بحساب تاریخ وفات  
 اس کے باب کے اسکی تاریخ وفات تک گیارہ سال ہوتی ہے اور یہ مصرعہ اسکی تاریخ وفات کا مادہ ہے مصرعہ آفتاب و دن  
 بشہ بہانہ اور حسین نظام شاہ جب جوار رحمت از دی میں داخل ہوا اُس سے چار بیٹے اور چار بیٹیاں کے چار بی بیوں  
 سے پیدا ہوئے۔ تختہ باقی ہے بی بی غونزہ ہمایون سے دو بیٹے مرتضیٰ اور برہان اور دو بیٹیاں ایک چاند بی بی  
 زہر علی عادل شاہ اور دوسری بی بی خدیجہ جمال الدین آنجو کی منکوحہ تھی اور سریت سے دو بیٹے شاہ قاسم اور

مین حاضر ہوا سلاطین اسلام نے بھی قصد عداوت نہ کیا تھا بلکہ محال کا کہ محبت پر استوار کر کے اور خوش شامت بریت کر کے کثرت اعدائے اندیشہ کیا اور مقتضائے کاسم میں مخصوص معوض حرب آراستہ کیں عادل شاہ میمہ مین اور قلعہ شاہ اولیٰ برید میسرہ میں اور حنین نظام شاہ نے طلب میں معام کیا اور ہر ایک نے اعلیٰ دوازہ دہ اہم علم اسلام ملکہ کے قلعہ و جنگ پر جو تہ ناری حنین نظام شاہ نے چھ سو اراہ لوہ کلان او توہ مسا اور از سورک اے اوج کے آئے علی الترتیب کھسکین اور بیٹو پر دو سو اراہ توہ اپنے کلان کی وجہ کے آئے تھے اور انہیں قلعہ حنین اور بیچھے آئے دو سو اراہ حرب ملکہ کھسارت توہ اپنے دیا سے ہر چہ بیڑی چٹھ جانن اُس کے کھس دو سو اراہ پر رینگ کے سے شتر مال بھی کہتے ہیں لعلہ وہ واسلوب نصب کین اور علیٰ رومی جان کھس اور آتشاری ہار گولہ اناری من نے لیلہ خٹاں کی سرکاری میں مشعل ہوا اور سب کو گولہ اور باروت کھس کر تارک اس در میان من ہر اور عرب تیرہ اراہ نظام شاہی کے قتلہ ہوئے تھے اوج رام راج کو آہستہ آہستہ قلعہ و سپاہی پورہ کے کے در و لالہ کے اور رومی جان نے توہ اپنے کلان من کا نام کھس گولہ ملک ستا اور جمہاد و دھرتی دھک اور کوہ لردان خٹا سر کرنا شروع کیا اور جب وہ مالی ہو میں تو دوسری آلات آتشاری کر من کا کر رسانی من ہوا ہستیاں من لایا اور ایک جماعت کثیر سوار و پیادہ رام راج سے معقول ہوئی وہ کا فزائل مسلمانوں کے قتل کی کھس میں رلا کر اُس وقت تک معام میں پر سوار خٹا مسلمانوں کے ہر پرتس پھڑک سگھسے اے اور اور شام رات ہی اور اٹلس سرخ کے ایسا وہ کہ کے چوکی مرصع پر چار راویٹھا اور دو طرح ہون اور پر باب کے دو پہاڑ خٹا کے کھس لنگے اور در رجان من اور سپر سیر لشکر پرست لگا اور ارباب اسلام کی جنگ میں ترعات کر کے دھک دھک تھا کہ جو شخص مطہر میرے پاس آئے اُس کو چمک مرصع اور اصاہ حاکم سے سوار اور کون کا چھوٹے میمہ اور میسرہ اور مقدمہ نے ہیئت مجموعی اوج اسلام پر چمک کے مین و یسا نظام شاہی کو کر مراد عادل شاہ اور قلعہ شاہ کے معوض سے ہر پہا کیا اور حنین کو گال ہوا کہ خٹا کا فزوں کی طرف سے ہوا اس رسیا میں مین علم اسلام نے ایک جماعت کے سلاطین اسلام کے پاس بھیج کر حکام کیا کہ توفیق سحالی اور ادا اور انہی معوض من علم اسلام اسی وقت معوض اور معوض ہون کے کوہستق اور توفیق من تفسیر دکر وادہ کاروان کلہ چھ و چلی رومی جان نے خلدی اور مراد کی کر کے دو ماہ توہ اپنے کلان اور متوسط من کھسے گولہ کے گراپ اور نیمیلی پیوں کی کھس کر رام راج کے شکر پر کین کہ وہ بیچہ پانچ چھ ہزار آدمی اور چہد باغی اور گولہ کے کاغذادی کی طرح ہر کریبان ہوئے اُس وقت نظام شاہ مع اوج ہراری آراون کے پیچھے سے رآد ہوا اور انعامی کتور حان لائی کے کہ سات آٹھ ہزار سوار عادل شاہی کے ساتھ صرف رق و باناس کے پاس پہنچا تھا ادا پر چلے اور ہوا مشغولی فرد و کھس خون ارم تیرہا چو اقطار سلطانہ ایماہ ساں پلاں شطالہ و دشدہ و چورق ہماری حملان سوز شدہ اُس وقت کہ طریں اپنے کام میں متول تھے ایک باغی مسعت میلان نظام شاہی سے جس کا نام نظام علی تھا اور رومی جان کے حوالہ تھا رام راج کے ایک باغی پر چمک کر کے اسے کھس لایا اور اُس کا تعاقب کر کے ورام راج کے ستاسارون کی طرف سلاشی ہوا اور وہ میلان کے عہدہ کے حوت سے کزی سے اٹھا اور جو کہ معوض ہوا ادا ورتوت سوار کی رکھا تھا یا یہ کہ کم تقدیر نے ما اور دال اُس کے چہرہ حال پر کیچہ ادا ہات

گریہ وزاری شروع کی مرقضی خان نے سبب گریہ وزاری پوچھا اور یہ بات سنا کی کہ اگر تجھے میرے پاس رہنے کی تمنا ہو تو میں تیرے حال پر ایسی توجہ مبذول فرماؤں گا کہ تو ابرار غمت تمام بسر کر گیا اور جو تجھے خواہش ہے صاحب کی ہو تو تجھے اپنی آواز کو کرتا ہوں غلام بچے نے کہا میں اپنے صاحب کو چاہتا ہوں مرقضی خان نے اسے فوراً آزاد کیا اور وہ بہ تعجیل تمام شاہ محمد اور امراء کے پاس پہنچا اور یہ خبر دی کہ جمیع افواج نظام شاہی تاج میں مشغول ہیں اور مرقضی خان مع جماعت قلیل کہ دو دستہ سے زیادہ نہیں فلان مقام میں ایستادہ ہے اسے دستیاب کر کے اپنے فیلوں کا عوض لو شاہ محمد باقر نے دو تین ہزار سوار لیکر یکا یک مرقضی خان کو گھیر کر زندہ و شکستہ کیا اور بخیل بن کر اس کے احمد نگر کی طرف روانہ ہوا حسین نظام شاہ نے از سر نو بارہ ہزار گون غلہ مہیا کر کے اس مرتبہ خود ہمراہ ہو کر بے عتبات برق و باد غلہ لشکر شولا پور کو پہنچا کر لپٹ آیا اور سبکی آمد و رفت میں بارہوں سے زیادہ عرصہ نہ لگا اس وقت ایک جماعت طرفین سے اصلاح کے ور پر ہوئی اور یہ مقرر کیا کہ طرفین سے آسیر وں کو سرحد میں لاکر دفعۃً واحدہ چھوڑیں پھر مرقضی خان اور شاہ قلی کو سرحد پر بلے گئے جب ور سے ایک سال کے دو مرتبے کو دیکھا اُس طرف سے شاہ قلی اور اس طرف سے مرقضی خان کو چھوڑ دیا ایک بجایا کو کی طرف دو مرتبے احمد نگر کی سمت آیا اور بعد اس واقعات کے حسین نظام شاہ نے فرسٹ لڑائی اور خود رانی کا لپیٹا اور نہات ملی اور مالی ملازمان صاحب اسے سے رجوع فرمائے اور قافلہ عادل شاہیہ میں مقوم ہو کر دو تین ہفتوں کے سرامی جمیلہ سے درمیان سلاطین ثلاثہ کے عداوت و صداقت مہل ہوئی چاندنی بی نسبت حسین نظام شاہ کو علی عادل شاہ کے عقد میں منعقد کیا اور قلعہ شولا پور کے حوالہ النزاع اور فساد تھا اس کے جہیز میں دیا اور ہدیہ سلطان نسبت ابراہیم عادل شاہ کو مرقضی نظام شاہ و ولد حسین نظام شاہ کے حوالہ نزاع میں لائے ان دو ذوق بادشاہ شیعہ مذہب نے ہمارے ایک بیٹی اور دوستی کا بجایا اور ۹۷۷ھ میں ساتھ اس کیفیت کے کہ داستان علی عادل شاہ میں بیان ہوئی سلاطین و کن سوائے برہان عماد الملک کے سب رام راج کے قتال اور استیصال میں کہ جو عرصہ و کن میں نعمانہ و لاغیری کا گانا تھا یکدل اور یکجہت ہوئے اس کے بعد نظام شاہ اور عادل شاہ اور قطب شاہ اور علی برید نے سامان جنگ درست کر کے آب کشہ سے عبور کیا اور ندی ہیگری کے کنارے کہ کشہ سے چھ کوس پر ہر مقام فرمایا رام راج مع ستر ہزار سوار اور نو لاکھ پیادہ جنگی کے کہ ان میں اکثر گولہ انداز اور تیر انداز تھے بجائے ان کی طرف متوجہ ہوا مسلمان اس کے خیمات اور شوکت سے متوہم ہو کر آپس میں اس بات پر راضی ہوئے کہ صلح کر لیں اگر رام راج وہ سب واپس دے دے جو اس نے دلا یا تھا عادل شاہ اور قطب شاہ سے لیا ہوا اور عمر بھر کے من بعد مزاحمت اور تعرض نہ ہو چاہے لیکن وہ کا فران بادشاہوں کو خبر وضعیت جان کر حیلہ موجودات سے بچ کر شہر کرتا تھا اور دین نظر حرب میں بھی جلدی کی تنگنا ڈھری کو مع پچیس ہزار سوار اور دو لاکھ پیادہ اور یا نسو باقی عادل شاہ کے مقابل مقرر کیا اور ایلمتراج کو بیس ہزار سوار اور دو لاکھ پیادہ اور یا نسو باقی سے قطب شاہ اور علی برید کے مواجہہ میں معین کیا اور خود مع سینتیس ہزار سوار فاصہ اور دو ہزار سوار کی راہ چائے اطراف کے کہ بروز جنگ ساتھ اس کے ملحق ہوئے تھے اور پانچ لاکھ پیادہ جنگی اور ایک ہزار فیمل جنگی اور بروایت دیگر دو ہزار فیمل کے حسین نظام شاہ کا مقابلہ درمیانہ اختیار کیا اور نہایت متکبرانہ و تجر سے خدا کو حاضر اور ناظر بن کر زما کی بازی سے غافل ہو کر اپنے بھائیوں کو حکم کیا کہ عادل شاہ و قطب شاہ کو زندہ و شکستہ کرنا کہ انکو بے کی بیڑیاں پہنا کر عمر بھر قید رکھیں اور اپنے وائیں بائیں ہرا دل کو حکم دیا کہ نظام شاہ کا فوراً سترن سے جدا کر کے میرے پاس لانا اور زمینہ المیتراج اور میرے تنگنا ڈھری کے سپرد کیا اور مقدمہ امراء کے قتل و لٹیر کر کے خود لب

بن نام ہوا سنا طبع  
کے گرفت اندا  
بن اور قطب شاہ  
ہر ملکہ اسم بھند  
زبورک اپنے انور  
اور باین نام بکن  
دوسرا باین  
الارازای بن  
بن ہرگز و باین  
کے اور بوائے  
کد لزان شاہ  
استمل بن  
بن دنا کس و  
اطلس سرخ کے  
لنگے اور زرن  
کہ جو شخص منظر میر  
مقدمہ نے بیست  
کے صفوں سے  
نے ایک جماعت  
اسی وقت مظاہر  
جلدی اور مراد علی  
رام راج کے  
ہوئے اس وقت  
کے سات اٹھ  
مشتوی فرد در  
سوار شدہ اس وقت  
نظام علی تھا اور  
رام راج کے شاہ  
ضعیف ہوا تھا اور

پہنچے روانہ ہو دین رام ملج رامی ہو اعلیٰ برید اور برہاں عماد الملک کو جمعیت معاودت وراثی اور اتفاق عادل شاہ کو  
 کوچ کر کے صحر کی طرف حرکت کی اور جیسں مقام شاہ انکی توجہ سے واقف ہوا مارہ امیر شیش برتھماں جتسی اور  
 ساما جی وجیرہ کے نامہ فرمائے کہ لشکر مخالف کے پیش و پس ماحت کر کے ہمیشہ تاحت و تاراج میں متحول ہووین  
 کہ علہ اور رسد اور سامان معیت کین ہم پہنچے اور جو درجہ اعمال و فعالیت بل مدی کی طرح کنگہ ہستان میں واقع ہے روانہ  
 ہوا برتھماں لواجی قصہ کا لو کہ فی الحالوں کے قرب ہو چکا اور بادشاہ کے حکم کے موافق وصول علہ او کا و تھکا مانع ہوا  
 اس درمیان میں ایک دن علی عادل شاہ کنگہ میں متحول تھا اور حالو اس کا ہمراہ وح صحابہ پری مسامتہ طور کا تھا  
 برتھماں جتسی حرات کے کہے رحلاف ملار کاو کے اراج عادل شاہی برکہ سات کمر سے تھی علہ اور چو اور علی  
 عادل شاہ کے حاکم کو قتل کیا اور جو بھی مع دو ہزار مرد کارآمدہ مارا گیا اور قصا سیف سپاہ مقام شاہ پر نشان  
 اور بد حال چور کشت ہریت میں آمارہ چولی لیکن برتھماں کی حرارت سے بجا پوری اور بجا بگری حوامک ہوئے  
 اور موسوم برسات بھی قریب آیا رام ملج اور عادل شاہ پھر لکھنوی طرف عادم ہوئے قصا را رام راج ہر سنہ اور  
 اس کے اطراف میں مروکش ہوا اور علی عادل شاہ نے دور تر رول کیا اور دونوں اپنے مالک کی طرف  
 روانہ ہوئے اور قلعہ احمد گڑ کے محاصرہ میں متروہ ہوئے اس درمیان میں احمد گڑ کے شمال میں اس شدت سے بانی رہا  
 کرات کو مت میں طیم کیا برتھماں نے قلعہ اور میں سوا تھی کہ رکھنے کے اچھ پاؤں میں ٹپری تھی اور بارہ ہزار آدمی کس  
 کے نام رام راج کے دفتر میں صدر رج بھی مہر مامع عرف ہوئے اب اسی پر مذہم بادہ اور گنگا اور گلوے دگاے  
 سل وجیرہ کی ربا دی قماں کرنا پاپے کس قدر عجب ہوئے ہوئے ام راج میں کنگوں بدستھار کی ولایت کی طرف  
 متوجہ ہوا اور علی عادل شاہ نے قلعہ ملرک کو اور سرلو کھریا اور رام راج سے کہا اور تھاری خوشی ہوئے اور رگ سے  
 تیار کر دی اور اسے تمھارے ام کہ ایم دیکھ جو موسوم کرول رام راج نے مسطور کیا اور دور دور کا دیکر اسکی سامی میں  
 متحول ہوئے اور عادل شاہ اتفاق رام راج کوچ کر کے قصا کی بل ٹوک قطع شاہ کی سرحدیں واپس تھا ہوئے  
 رام راج سے طعم عادل شاہ اور طب ساو کے ملک کی ایک کے رسات کی طبعانی کے ہما سے معر ہوا اور جہد پر گئے  
 دو دنوں سے لکھنوی کا گریف گیا اور علی عادل شاہ نے ولعہ ملرک مرقصی زمان کے حوال کیا تھے بھی اپنے مقرر کھنڈ مملووت  
 وراثی اور طبعی جان قرب و حوا کے سب وقت ہوت وقت تولاہ کی تاحہ و تاراج میں پیام کرتا تھا جیسں مقام شاہ یہ امر  
 قابل شاہ کی تحریک سے صورت کر کے دربی بنگا مہلاہ ٹولاہ پور ہوا اور دھروہ کو واسطے مارہ ہزار گوس غلام کی شاہ محمد آجہ اور برہا چلان  
 اور ادیم جان پیشی کے ہمراہ روانہ کین مرقصی حوالے سے سرسکر اتفاق امر سے برکی تاحت کے سولاہ پور اور برہہ کے  
 مامین آئے و رکش جوئے کے وقت تانتس حال روں کی اور جب اتفاق شاہ تھقی نام ایک سید کہ مقام شاہ کے ظاہرین  
 سے ہما شیشہ حوالے سے کھچا کر آپس میں شہر باری کرے لگے شاہ تھقی مملووت ہو کر امیر ہوا و سرور کی طرح سے تھقی ہوا کرنا  
 اور آسودت و تقیین کے درمیان قتال حلال حکم واقع ہوئی مارلوے مقام شاہی ہوا دیکر حاکم گئے اور مرہب ایکسو  
 تیس بریکر میل برقا و در صلح کے امر سے برکی حیدر کا کنگا قیادہ اور دستور جو قلعہ تھاپی طرف بیکر مارا راج میں سرور  
 پیسے اور مارا ملکا جاتا تک اٹھ سکا لوٹا اور باقی میں آگ لگا دی مرہبے حوالے اور شاہ و علی چالوں نے آتھین کو بچاؤ  
 زد کیا اس درمیان میں ایک مقام پر جتسی نے کہ علہ اسروں سے تھا اور ایک شخص نے اسے تھپی ہوا کرنا ہما

جماعت مخصوصان سے بھاگ کر نظام شاہ کے عقب لشکر گاہ ایستادہ ہوا اور مصطفیٰ نمان اور ستانی نے کہ اس کا  
میرجلہ تھا جمعیت اپنی کے رگ سیاہ اور غیرت کو حرکت میں لاکر اپنی فوج آراستہ کی اور نقار ہائے حربی پر چوبن  
ہمہ اور اسقدر پانوں زمین کہیں میں گاڑے کہ نظام شاہ مدد کے واسطے آہو بچا اور اردو قطب شاہ کا سلامت  
اور قائم رہا نظام شاہ نے اپنے ارکان دولت کو بلا کر یہ فرمایا میں تم پچاند کے ذریعہ سے چاہتا تھا کہ رام راج کا  
مواہبہ کروں اور قطب شاہ کو عادل شاہ کے متقابل مامور کروں مگر اب قطب شاہ مرتضیٰ خان سے کہ ایک  
امراے عادل شاہ سے ہر بلا جنگ بھاگا اور تو پچاند غنیم کے ہاتھ آیا صورت قتال کیونکر دیکھیں اور گلی ٹھونکنے بجایا  
اس وقت لڑائی میں نقصان کے سوا کچھ فائدہ متصور نہیں ہوتا چاہے اپنے دارالامک کی طرف مراجعت فرمائیں، ورنہ  
اور وقت پر محول کہیں جب رام راج اور عدا الملک اور علی برید کے امر ۱۱ اور افسران سپاہ بطریق روزگد ششہ  
اردو کے حوالی میں ہو چکے نظام شاہ اور قطب شاہ جنگ کے بہانہ سوار ہو کر کچھ لڑکر عطف روانہ ہوئے اور پچاندین نے  
اردو کو تاراج کر کے انکا تعاقب کیا یہاں تک کہ لشکر نظام شاہ کا نبات انش کی طرح متفرق ہوا زیادہ ہزار سوار سے  
نظام شاہ کے پاس نہ رہا لیکن نظام شاہ پر دلی سے سیڑی پر پتھر اور علم مرتفع کر کے نہایت بھل اور وقار سے جاتا تھا  
اور پانچ چھ ہزار سوار اس کے چاروں طرف تعاقب میں جاتے تھے لیکن یہ قدرت نہ تھی کہ حملہ آور ہو دین اور  
اس شیر نشینہ بادشاہی کی طرف نگاہ پھیر کر دیکھیں نقول ہر کہ وہ حضرت ناز کے بت مقید تھے چاہا کہ نماز وقت پڑھوں قصار  
اس روز جب نماز کا وقت آیا ارادہ کیا کہ گھوڑے سے اتر کر نماز ادا کروں ارکان دولت نے عرض کی کہ  
اس وقت میں گھوڑے سے اترنا اور نماز میں مشغول ہونا شرع میں ضروری نہیں ہے آپ ایسا اور اشارہ سے خانہ زین پر نماز  
ادا فرمائیں اس شہر پار وافر طور نے یہ امر قبول فرمایا اور ارشاد کیا کہ خدا نکرے میں اس وضع سے نماز  
ادا کروں یہ کمر گھوڑے سے اتر پڑا اور بہ نہایت اطمینان و وقار نماز میں مشغول ہوا اور افواج دشمنوں کی  
اُس شہر پار کی فوج سے دو چند بلکہ اس سے بھی مضاعف تھی اور گرداگرد ایستادہ تھی کسی کو یہ حوصلہ نہوا کہ قدم  
آگے بڑھا تا حسین نظام شاہ چونکہ چست زیب کمر کیے تھا فرمایا مذہب شیعہ میں ایسے لباس سے نماز پڑھنا  
تھی اعادہ لازم آیا کہ کمر ٹیکا کھول کر پیرا عادی نماز میں مشغول ہوا اور جب فارغ ہوا ٹیکا باندھ کر سوار ہوا اہل تعاقب  
یہ جرات دیکھ کر آپس میں کہتے تھے کہ جب ہم نے ایسے وقت میں کچھ کام نہ کیا اب ہم سے کیا ہو سکیگا پھر سب نے  
باگ موڑی اور ایلچی شاہ کی خدمت میں بھیج کر یہ پیغام دیا کہ شجاعت اور مردانگی آپ پر ختم ہر ہم لگ تعاقب سے دست کش  
ہوئے کہ کسی طرح کا عدلہ ذات اشرف کو نہ پہونچے حسین نظام شاہ جب اسہ میں پہونچا شہزادہ مقصی کو ہمراہ لے کر  
قطب شاہ کو خدمت کیا اور خود احمد نگر کی طرف کوچ کیا آستین میں یہ خبر سنی کہ عادل شاہ اور رام راج اور برہان سدا الملک  
اور علی ہید کوچ بر کوچ طرف متوجہ ہیں ذخیرہ اور مردم جنگی اور آلات آتشبازی سے مصبوب کر کے جنہر کی طرف روانہ ہوا اور  
تمام دشمن احمد نگر میں آہونچے اور کفار بھیانگ نے مع اوباش لشکر مکانات اور مسجدیں ویران کیں اور ایک مسجد کہ چھتہ  
اُس کی چوبی تھی تیشہ بیدار سے اُسے بھی ویران کیا اور مسلمانوں کو اذیت پہونچاتے تھے اور ان کی عورتاں اور فرزندوں  
کی بے حرمتی میں جو کچھ ان سے بن پڑا تقصیر نہ کی مادل شاہ یہ اخبار سننے سے غامین ہوا جو قدرت و مانتہ نہ رکھتا  
تھا رام راج سے کہا محاصرہ اس قلعہ کا جواب محکم زیادہ اول سے ہو گیا خلافت مصلحت ہر بہرہ یہ کہ کوچ کر کے نظام شاہ کے

ساؤالی اور اس کی تیاری کے بارہ میں اہتمام ہو کر جو عرصہ میں انعام کو پہنچایا اور اس کے گزارا کر دیا ایک حملہ دینے اور عین کو دی اور آدمیوں نے بھی سارے کی تعمیر میں کوشش کی اور ساتھ اسے شہنشاہ کو سواختہ جی میں ایسی مٹی مٹی کی بنی حدیہ کو جو لعل جو رہہ ہا لون سے بھی شاہ جمال الدین جس میں شاہ جس کے عقد کجج میں دلا یا اور ان دونوں میں خود راعما الملک موت ہوا اس کا لٹا شیار ہاں عاوا الملک کے منیر میں تھا اس کا قائم مقام ہوا جس نے شہنشاہ سب اس مرود کے کو قلعہ شاہ سے احمد گئے کے خاصہ کے وقت مشاہد کی بھی اس سے درپردہ دوسی اور صداقت کے ہوا اور ملا حمایت اللہ نے کہ اس عرصہ میں معاصی اور ہم بیایہ نظام شاہ کا ہوا تھا خود دم در بیان میں رکھ کر ایسا کیا کہ جس مقام شاہ نے لعلی قلعہ شاہ کے پاس بھجوا کر ایک مٹی سے العاق کیا اور قرار دیا کہ حوالی کھان میں قلات آپس میں کیے کہ کو رام عرصہ کی کالادیں کے لئے قلعہ کھان کو مسجد وادین اگر عادل شاہ اور رام راج بھی لعلی طرف متوجہ ہو دیں مقام شاہ متعذر رام راج کے قاتل کا ہوا و قلعہ شاہ مقابلہ عادل شاہ کا اختیار کرے اور جو کہ حسین نظام شاہ قرار اور بیگ تھا کسی شخص کو اس بارادہ قلعہ کے بیچ میں حال عرصہ بھی مقدر رکبت اختیار کیا کہ اوائل شہنشاہ کو سوسہ سو جی میں نظام شاہ اور قلعہ شاہ نے کھان کے لڑا ہاں قلات کر کے اپنے آئینہ ہے دل کی کدورت حساب کی اور شہنشاہ شہنشاہ مرودی در میان میں لعلی کی حال ست میں مقام شاہ کو ہا ہم قلعہ شاہ کے حاکم کجج میں منتقل کیا اور دونوں ملہ شاہ نے شخص ہو کر قلعہ کھان کو محاصرہ کیا اور جب قلعہ ہوا کہ مردم درونی امان طلب کر کے قلعہ کو سپرد کر دیں کہ نگاہ بدستور اول عادل شاہ اور رام راج مع لشکر گزین اس حدود کی طرف متوجہ ہوئے اور رہبان الملک نے کہ اپنے باپ کی مملکت پر قائم ہوا تھا ہا نگاہ خان کے قتل ہونے سے مقام شاہ سے رخصت خاطر ہم ہو چکی اور العاق مٹی پر عادل شاہ سے ہوستہ ہو جس مقام سامنے ترک محاصرہ کر کے احوال و احوال اور اہل و عیال کو مع شاہر اور ہر شخص اور اپنے داماد شاہ محل لعلی میں اس کے قلعہ اور کثیر عرصہ دعا کیا اور جو مع سات سو ادا نہ توپ اور صربوں اور پائسویل نامی رفاقت قلعہ شاہ اس کے مقابلہ کو حاکم کجج کو کس کے حاصل پر و کجج ہوا اور دوسرے دن جس شاہ نے یہ بیت حاکم کجج ہا نگاہ سپاہیوں پر تقسیم کئے اور مستعد قتال ہو کر رام راج کے اردو کی طرف متوجہ ہوا اور قلعہ شاہ بھی بقدر طاقت و توان لشکر آراستہ کر کے یہ قصد معاملہ اور متانکہ عادل شاہ اور علی ریو اور رہبان عادل الملک کے نظام شاہ کے ساتھ روانہ ہو لعلی میں من موسم برسات دھما ناگاہ ایک گنہگارستان پر چھا گئی اور اس مدت سے پانی رسا لکھوا اور شہنشاہ کے ہم گزرا اور مالاب اصا اور ما ہوئے آدمی اور باقی مار کو کھوئے ہرایت و امر ہوئے اور سپاہیوں نے تمہیداً ہر جگہ کھیلے اور توپوں کے پسے لعلی میں دھس گئے محبت عجیب و غریب واقع ہوئی جس مقام شاہ نے اسیدل اپنے لشکر کاہ کی طرف مع چاروں صرب توپ کھاں معاودت کی اور قلعہ جان میں شاہ الوالقاسم کو کھائی کر کران عادل شاہ سے تھہ امر اسے مٹی کی ہاں لعلی میں نامہ دیا کہ پیشہ کار کجج سپاہی اس لشکر کو دکھاوے کہ ہم کو قلعہ صفت ہووے کہ سلیم ہو کر میدان کی طرف روانہ ہووے ملقا قلعہ قلعہ جان نے آتشاے رولہ میں ارا لے توپ اور صربوں کو کچھ اور دلدل کے درمیان بہت شاہ دیکھے جب حقیقت اور ماہیت قصہ پرواقع ہوا پھیل تمام آدمی علی عادل شاہ کے پاس بھیج کر لشکرتاریعی علی لعلی اور رام راج نے آدمی روانہ کر کے راولپنہ پر قصد کیا اور ملا توقف دائرہ قلعہ شاہ پر چھا کر کہ قلعہ شاہ میں ایک



کر کے نچا ہوتا تھا کہ عادل شاہ بھی نظام شاہ پر فائق ہووے اس لیے نور چہ سہ راہ آمد و شد مردم درونی پر  
 مفتوح کی اور جمیع مایحتاج پہونچاتا تھا اور قاصد اور معاون بغیر اغرت نظام شاہ کی طرف سے قلعہ میں دیو ادوش کرتے تھے  
 اور کسی طور سے محنت اور تعب نہ کھینچتے تھے اور ماعنا بیت اللہ کے اس وقت میں قطب شاہ کا ملازم تھا اور ایسے امور میں  
 دخل عظیم رکھتا تھا ہمیشہ اہل قلعہ کے ساتھ باب دوستی مفتوح رکھ کر انقضیٰ مشاہیر اخص اور دولت خواہی حسین نظام شاہ کے پاس بھیجتا  
 تھا اور حسب اس قسم کے امور پوشیدہ نہ رہے عادل شاہ اور رام راج مطلع ہو کر قطب شاہ سے مقام پر خاش میں ہوئے اور جیسا  
 کہ سابق میں وہ خوش طبعانہ قلعہ گلبرگ سے بھاگ گیا تھا اسی طرح قلعہ احمد نگر کے مورچہ سے بھی رات کی وقت خیمہ اور خرگاہ اور  
 اشیائے سنگین اس مقام میں چھوڑ کر سبیل استعجال نکل گئے کی طرف روانہ ہوا اور ماعنا بیت اللہ نے کوچ کی وقت قطب شاہ سے  
 جدا ہو کر آپ کو قلعہ احمد نگر میں پہونچایا اور وہاں سے ٹپن میں جا کر حسین نظام شاہ کی ملازمت سے مشرعت ہوا اور جو  
 کہ بعد شکست خانہ جمان کے عماد الملک نے جو ان گیر خان دکنی کو پیشہ کر کے جمعیت خوب نظام شاہ کی کمک کو بھیجا وہ  
 عادل شاہ کی سرحد پر پہونچ کر مانع و جدیل غلہ اور آذوقہ ہوا غرض کہ ایک تھا عظیم غلہ کا اردو سے عادل شاہ اور رام راج میں  
 ہم پہونچا تمام خلائی فاقہ کشی سے غمگین اور اندوگین ہوئی اور دونوں بادشاہ کوچ کر کے قصبہ آشتی میں پہونچے اور  
 اس مقام میں استقامت کی اور زور پڑا سکے ہوئے کہ امرائے کبار کو مع لشکر بسا قلعہ پر بندہ کی طرف بھیجا کہ اُسے مفتوح کریں  
 اُس کے بعد مراجعت کر کے احمد نگر پر تصرف ہووین نظام شاہ مضطرب ہوا اور مشہورہ قاسم بیگ حکیم اور شاہ حسین آنجا اور  
 ملا عنایت اللہ کے رام راج سے طریقہ آشنائی مسلوک رکھ کر طالب صلح ہوا رام راج نے کہا میں تین شرط سے صلح کرتا ہوں  
 اول یہ کہ قلعہ کلیان عادل شاہ کو دیوین دوسرے یہ کہ جہانگیر خان سے مضرت بہت ہمارے لشکر کو پہونچی ہو اور وہ  
 ہمارا دشمن ہو اُسے قتل کریں تیسرے یہ کہ نظام شاہ ہمارے پاس آکر پان استقامت یوں حسین نظام شاہ نے یہ بات سن کر  
 اپنے حفظ دولت کے واسطے تینوں امر قبول کر کے دروازے ظلم و جور کے اپنے احباب کے منہ پر کھولے اور اچانک ایک جماعت  
 امرائے کبار کو جہانگیر خان کے دائرہ پر کہ وہاں در دولت خواہ تھا بھج کر اسے قتل کیا عماد الملک نے ترس و خوف سے  
 زبان ہان و نہ میں نہ کھولی تفاضل کو بہترین امور سے سمجھا حسین نظام شاہ نے بعد اس بے پروائی کے کہ کافر قوی کے  
 کہنے سے ملک کی مصیحت کی واسطے ایک دوست جانی کو مقبول کیا عماد الملک کو نصرت کر کے اردو سے رام راج کی طرف  
 روانہ ہوا اور رام راج نے نہایت عجب و تکبر سے تواضع نہ کر کے نظام شاہ کی ٹھیکر دست بوسی کی حسین نظام شاہ راے  
 کی نخوت و غرور سے نہایت رنجیدہ ہوا اور جہالت اور نادانی سے رام راج کے رستائے کیواسطے ہی مجلس میں طشت اور قہقہ  
 طلب کر کے ہاتھ دھویا امرج یہ حال مشاہدہ کر کے مثل مار دم بریدہ چتیا کر کے زبان کنہری بولا اگر یہ میرا ہمان نہوتا تو ہکا پارچہ  
 بزرگ اُسکے سر انگشتان پر ہوتا یہ کہ طشت و آفتاب اسنے بھی طلب کر کے ہاتھ دھویا بس بعد تنگنا و ڈھی اور تراج بروران امرج  
 اور قاسم بیگ حکیم اور ملا عنایت اللہ ایسے کلام کہ آتش فساد ساکن ہو در میان میں ال کے حسین نظام شاہ نے قلعہ کلیان  
 را امرج کو دیکر کہا اُسکو تیرے پیشکش کیا رام راج نے اُس کے سامنے کچی قلعہ کی عادل شاہ کے پاس بھیجی اور پھر اُس نے حضرت  
 کو پان و بکر نصرت کیا حسین نظام شاہ جو رام راج کی نخوت عادل شاہ کی طرف سے جانتا تھا ملاقات اُس سے نہ کی  
 اور اپنے دائرہ گاہ کی طرف سوار ہوا جب یہ سب ملوک اور راجہ اپنے اپنے دارالملک اور دارالراج کی طرف روانہ ہوئے  
 حسین نظام شاہ نے احمد نگر جاکر قلعہ کو کشت و گیل سے تھا سمار کیا اور اُس کا دائرہ وسیع کر کے کچ اور تچر سے



ص ۱۶

سلطانہ المسلمانیہ کی فتویٰ ریس از دو سو مارگاہ و ملک دہلی شہرین روم و حجاب و مدد مہرمان ملک شہرک  
 میان دو دریا یکے کے روبرو ہر دین از دو لشکر کو ایک نشان و دو جدول آپ چوں کہ نشان و پریم و زرد آل  
 ہر دو صاحب کلاہ و کشیدہ در آسمان مارگاہ و ہر جانے کوں عشرت از دو و رہ تادانی موت و زردہ و رہ  
 آسمان و آراستہ دھرش لے آئے بر حاستہ و صاحب مقتدا جس و میرانی اور ہمت تندی اور دہانی لے  
 سامان قبول کیا مہماں مدد شاس لے اختراع ہیرن کے واسطے ایک سماعت محنتہ اعتبار کی اور نصات و علمائے  
 ماہر سر جہانگیر میرانی ملی دولت شاہ و ہر عباد الملک کو حسین عظام شاہ کے حقدار ارج میں لائے اور جنت ملت  
 شاہ و ہر عباد الملک حسین عظام شاہ کے عقیدین آئی ہر شخص خوش و غم اپنے دار الملک کی طرف روانہ ہوا چوں کہ  
 اسی سال ہولنا تاشہ مجہدین اپری ماہ رومی روئی ملی کو قلعہ ریگت مدہ پرکرواں کے کھارابہ اوارہ سے م آگے  
 کھڑا مسلمانوں کو امداد پہنچانے کے تقرر دیا گیا کھارابہ کیے ہوئے سے نشان ہوا اور مسلمانوں کی عدم  
 مراعت میں عہد و بیان درمیاں میں لائے کھاس جماعت لے معاونت کی اور حضرت ۹۴۰ھ کو سر شہر حسین  
 عظام شاہ نے قلعہ کا لہہ پر تصرف میں ایک راہ کے تھا اختلاف باب ۱۱ کے کہ اس وقت تک عظام شاہ کے تصرف  
 میں نہ آیا تھا جس کی اور میں چار سہے کے عہد میں مع جہ قلعہ کے شکوہ کنا اور اپنے دریاں مصر کے سپرد کے بطور  
 مصر و احمد کو کی طرف مراجعت کی تین روز میں بین ریتہر ہوا تھا کھلی عادل شاہ قلعہ شولاپ اور بلیان کے اختراع میں  
 مصر اور ہندو اور رام راج کوین قلعہ شاہ ہوا لیکر احمد کی طرف عادم ہوا پر حسین عظام شاہ نے مستور قلعہ پر ایک  
 شاہ جس کو خود وصحت لکھ کر مکر مدد چوں کیا تھا احمد کوین طلب کر کے اس سے مشورہ کیا تھا جس نے قلعہ پر ایک  
 بے جواب دیا یہین تاب مقادمت کی لائن میں ماوشا ہوں سے ہین جہ صلاح دولت یہ کہ قلعہ بلیان عادل شاہ کو  
 لوازیم ملے درمیاں میں ہا ہے حسین عظام شاہ کے کما قلعہ میرے والد مرگوارے نصر شہر ورجی لکھتا ہوں کہ  
 وجہ کی بات ہے اس کو د کہ دشمن کے سپر کر یا پھر تاحسن حرکت کر کے عرض میرا جو عالم یا ماہر دولت کا موقع اور  
 محل پر بھی یہ جنگ نام مقصی لینے کا تھا اور یہ مقصی دیے گا ہی بادشاہوں اور دیا داندوں کو ایسے امور رستی اور ریتہ  
 کے اکثر چپن آما ہے ہن حسین عظام شاہ کسی طرح ماسوا اس مقدمہ کے راسی ہوا اور اس قدر پر حاش کی کہ جیوں بادشاہ  
 قریب ایک لاکھ سو ارادہ دولا کھ بادے کے ہوا رکاب لکھ احمد کوین آہو ہے عظام شاہ نے قلعہ احمد کو کرکھلی عسا اور  
 حصدی کھتا تھا آدو قہار لکھ آشاری سے ملو کر کے مردم کھلی کے سر و کما اور جو دمع مرزا اور اہل و عیال ہن  
 کی طرف گناہور عا دلا لکھ و میراں سارک شاہ فارونی اور ملی رمد کو ساہو اپنے متفق کر کے دشمنوں سے مصافحہ کر کے  
 تعدادات سے حاضران بھائی لہیر رمد و لکھ کے پاس حاکم دار علیہ ہوا تھا عبا الملک کو امداد عظام شاہ سے مانع تھا  
 خود باہر کھار و از چاہ لیکر عظام شاہ کے ولایت کی تحویب میں مشغول ہوا حسین عظام شاہ نے ملکہ مشاپوری کو اس کے مقابل  
 کیا واسطے مع دو تین ہزار سواری اور حملہ اول میں حاش حاکم شکست فاش کیا کہ ملا محمد کے مقابل سے کھاکو کھار عبا الملک  
 کے پاس تشریف سے حاکم کھتا تھا واسطے عادل شاہ کی رست کیا واسطے روا ہوا اور حاکم حاش حاکم الملک سے لشکر  
 راز عظام شاہ کی مدد کو آتا ہے میں ملی عادل شاہ اور رام راج اور قلعہ شاہ نے احمد کوین سے ہوجو کھتا تھا کھار  
 کی درانیں کرئی دقتہر و گشت داشت دیکھا اور قلعہ کو گیراجت کام موہان درولی پر شنگ ہوا قلعہ شاہ نے جو صاحب لکھ

اور کچھ زراس جاگیر کے حاصل سے اُسکے مصارف ضروری خرچ خاصہ کے واسطے مقرر کرتے تھے غرض کہ قریب چالیس برس عمر  
امارت میں بسر کی اور کسی معرکہ میں شکست نہ پائی جسوقت کہ سلطان بہادر فوت ہوا برہان نظام شاہ کی خدمت میں مشرف ہو کر  
امیر الامرا ہوا اور ان سنوات میں شاہ حیدر بن شاہ طاہر نے جو ایران کی طرف گیا تھا مراجعت کی چنانچہ حسین نظام شاہ  
نے منشی علی قلی کو مع پالکی اُس کے استقبال کو بھیجا وہ باعزاز و اکرام فراوان احمد نگر کی طرف لایا اور قصبہ و نندراج پوری اور  
بھی جاگیرات جو شاہ طاہر کی تھیں اُسے بھی عنایت فرما کر درباریان حضور سے کیا اور جب ابراہیم عادل شاہ نے جو ار  
رحمت و الجلال کی طرف انتقال کیا حسین نظام شاہ نے اُسکے ملک کی طبع کی اور قلعہ حسن آباد گلبرگہ کی تسخیر کا عزم ہوا ملا  
عنایت اللہ اور قاسم بیگ کو گلکنڈہ کی طرف بھیجا ابراہیم قطب شاہ کو پیغام دیا کہ جو محل فرصت ہو مناسب ہو کہ ہم اور تم  
قلعہ گلبرگہ پر متصرف ہوں ابراہیم قطب شاہ یہ امر خدا سے چاہتا تھا فی الفور خمیہ اور خرگاہ روانہ کیا جب نظام شاہ نے  
یہ خبر سنی کوچ برکوچ احمد نگر سے گلبرگہ کی طرف روانہ ہوا اور قطب شاہ بھی سبیل استیصال اس اطراف میں آیا و دونوں  
بادشاہ نے گلبرگہ میں ملاقات کی اور یہ قرار پایا کہ اول باتفاق گلبرگہ کو مفتوح کریں اُس کے بعد ابتر کو تسخیر کریں چنانچہ ہندو  
باتفاق محاصرہ گلبرگہ میں مشغول ہوئے اور نظام شاہ کے گولہ اندازان رومی خان چلی وغیرہ نے برج بارہ کو توپ اور  
ضرب زن کی ضرب سے متزلزل کیا اور جب قلعہ فتح ہونے کے قریب آگیا تو مصطفیٰ خان اردستانی نے کہ حملہ الملک  
قطب شاہ تھا اُسے معروض کیا کہ حسین نظام شاہ تمہارا ورے اعتدال اور عہد شکن ہو اگر قلعہ گلبرگہ کو تصرف میں لاؤ گے آپ کو  
قلعہ ابتر سے مانع آؤ گے اور آپ اُس سے عہدہ برانہو گے بہتر یہ ہے کہ آپ شکی اعانت و تقویت میں کو ششش نفر وین  
کراہے عادل شاہ پر زیادتی اور غلبہ حاصل ہو ابراہیم قطب شاہ نے مصطفیٰ خان کا کلام صادق جانکر خمیہ اور خرگاہ اور  
اتصال سے قطع نظر کر کے وقت شب کے اپنے دارالملک کی طرف توجہ فرمائی اور اہل قلعہ سے تنہا کے دفع کیواسطے  
سفارش اور تاکید بہت کر گیا امراے عادل شاہ ہی قوی پشت ہوئے اور قطب شاہ کے کوچ کر نیکی خبر سننے ہی لشکر نظام  
شاہ کے گرد تاخت و تاراج کر کے مزاحمت شروع کی اور حسین نظام شاہ تنگ آکر بدوٹ اُسکے کہ ہاتھ گردن شاہد  
مقصود میں ڈالے اپنا چھل اسر کھا کر احمد نگر کی طرف پلٹ گیا اور ملا عنایت اللہ جو درمیان نظام شاہ اور قطب شاہ کے تھا اور اتفاق  
کے بارہ میں متوسط تھا حسین نظام شاہ کی جباری اور تہاری سے خائف اور ہراسان ہو کر شاہے راہ سے بھاگ کر گلکنڈہ  
کی طرف گیا حسین نظام شاہ نے آتش دھوا فروخت کر کے قاسم بیگ حکیم سے ملا عنایت اللہ کے گناہ کا مواخذہ کیا اور قلعہ  
پرندہ میں دو مہینہ اُسے قید رکھا پھر مقام عنایت میں آکر اُسے جس سے نجات دی اور بدلتور سابق مغز اور مجرم کیا  
اور علی عادل شام نے دربار انتقام ہو کر با نواع تدبیر و حکمت رام راج اور قطب شاہ کو ساتھ اپنے متفق کیا اور یہ خبر جب  
احمد نگر میں ہوئی نظام شاہ نے چاہا کہ دربار عماد الملک کو ساتھ اپنے یکجہت دیکر بان کرے پھر ملا زدن رانی کو کہ اُس کے  
مصاحبین سے تھا انھیں کی طرف بھیجا تو لازم مصداقت اور مودت درمیان میں لا کر وصلت اور پیوند نسبت سے قوی  
کرے چنانچہ ملا علی دہان پہونچ کر عماد الملک کی ملاقات سے مشرف ہوا اور سخن مدعا ساتھ اس تقریب کے کہ موثر ہوئے  
نکود کر کے عماد الملک اور نظام شاہ کو آب گنگ کے ساحل پر قریب قصبہ سون پت کہ بعد تقریب عروسی بعشرت آباد  
مشہور ہوا اس وقت نوسہ چھیا سٹھ پیری میں باجم ملاقات کرائی دونوں بادشاہ دریائے نکود کے دو طرف فروکش ہوئے  
پھر ان کے دربار میں بارہا انج پھر اور ذروہ محروماہ پر بلند کئے اور جشن اور سالن شادی میں مشغول ہو کر

بدشاہ شاہاب سید کی منشا  
میان درو دیار کے  
ہندو صاحب کلاہ  
آسان آراستہ  
سالان قبول  
بادشاہ شاہاب  
شاہ و شہزادہ الملک  
اسی سال ہوا  
نکود الملک  
مراحت میں  
نظام شاہ نے قلعہ  
میں نہ آیا تھا  
مستور راہ  
مسراور سجد  
شاہ حسن انجو کو  
نے جواب دیا  
لوازم صلح درمیان  
ونگ کی بات  
حل ہوئی وہ ہنگام  
کے اکثر پیش آجا  
قریب ایک لاکھ  
خسعتی و کشتہ  
کی طرف گیا تو دربار  
ملاقات سے خواہ  
نود پھر اسرار  
کیواسطے مع دو  
کے پاس شرم  
براز نظام شاہ  
کی درباری میں کو

مصر سے سطح بنی السہاء اور گئے اسکے دو طرف ماتھو کو السادہ کر کے کوہ ساما چڑھ چکے جماعت درباران مصر رائے  
 ڈھکرائے اور علامات جان کو سواری باسپ امر لائی لیکن پہنچے سے ایک جماعت اور پوچی اور کہا کہ تم دونوں میان  
 سے بہا ہوا جو پس الملک لے اے دل میں تو یہ کیا تھا کہ سواری اسب ماوشاہ سے ملاقات حاصل ہوگی ان کا  
 شکستہ دہی بہت اس دل پر شاخ نگری لیکن چونکہ دونوں محصور سے سادہ مانچو آگے ٹہرے امر لہر سلام دونوں  
 لے کر سامہ دوسری کے واسطے دم آگے ٹھہرائے بھی وہ ساتھ اس ارادہ کے شرف اسے گئے کو حکم کے موافق لوگوں نے  
 اسے اور صلہ حال کو تار کر کے ہاتھ پر مار کر سلام شاہ سے گفتگو کر دیا میں گفتگو محبت کی حد حصہ کا وہ پیش  
 ملا دونوں نے شاہ کے موحب دشنہ و دونوں کا ٹکڑا ٹکڑا کر ہلاک کیا اور دونوں کی لاشیں باہمی رہے پھینک دیں تھیں  
 ریلوئیل کھنکر ڈکڑہ بجایے ہمارے خوف بہرے سے دیکھ کر گئے پورا کی تھیں کو اسے شاد رو کے ایک جماعت کو مارا  
 کیا لاکھ بھولت کر مع سارے ملک حضور میں لاؤ رہا ورنہ کی گستاخ کرین قبول حال سے یہی آئید حصہ داد کا میں شہر کو کرنا  
 تھا اور گوس ہر کا رخا رہا حسب لشکر ماو سلام ہی کی توجہ سے ہنگامہ ہوا میں الملک اور علامت حل کی استورتا کو سواری کا اور قریب  
 سو سواریوں الملک کے مارم سے مع اسب بھی ولایت دار اس ملک شاہ کی طرف متوجہ ہوا و بعد مقام میں قلعہ کے سولے  
 مرد مقام سامی کے ساتھ بیسی جمع جنگ کر رہی کہ رس و آسمان سے عینیں مافوس کی درمی اور جی ارمی اور دین پوچی  
 امرائے مقام شاہی کہ اس حدود میں تھے تحقیق حلقہ پر عظیم مرکز سوار ہر معرصہ مستعد جنگ ہوئے قبول حال نے پیش  
 شیر خیمہ جنگ پیش کر دیا سواریوں کو لنگر باہر اور غلام شاہ سے مقابلہ درمیان اختیار کر لیا اور ایسی کار کردار و علاج ساجد  
 اولیں اور آئیں اسکے ماتھ کو سطل حاضر میں نہ کر کو سیر مع مول حلقہ کے بہرہ ماو پر بیلی طبع الملک اور جہاں احمد  
 دلاور حال اور باکیا رحان جو امرائے معتر مقام شاہ سے تھے مار گئے اور دست دوا ان قبول حال کے ہاتھ آئی  
 اور بخیر سعادت جنگ نہ کی طرف گیا اور پیریم ملک شاہ مستحق و عاوازی آئی کہ مارا مکان اپنے صاحب اور ورنہ  
 کی نسبت بحال آیا تھا منتظر رہ کر کمال لائی سرور کیا تو مل حلقہ رہ رہا ہر حال ملک جماعت امیر کو بھیج کر کو مل ملک  
 اور علامت حال کی قریب کہ قصد نہا پورس واقع ہوا کی ترسجہ بیج کو اسے آس را روئی مقرر اور سکین کو تقسیم کرتے  
 تھے اور قریب کے حامد کو متقرر دوا وان مقرر کر کے تھے اور جماعت اور باکیا لائی متحدہ حلقہ میں مشہور ہو کہ حمانی سلواریں  
 اور ماو سور کے واسطے خاک اکی مزار کی چاٹے ہیں اور باکیا ارواح سے ہندو دھوتہ تھے ہیں اور میں الملک کلاب  
 سیف الملک خانی تھا اور وہ خود گات میں میدان ہوا تھا اور باکیا لائی گولت نے آواز جماعت دھوا لائی کے جہرہ حال سے  
 متاثر ہو کر کے اسے صدف دار و کی سلک میں محسوس کیا اور اس سے حدتہاے علیان توجہ میں تاس ملک امر لہر  
 منتظر کیا اور اسے بھی بہت دلازم اسے حال میں جو بلوڑ خاں مسر کر گزرا اور دھوڑ میں صرصرہ کی محل اور عرب اور افغان اور  
 گوانی اور جشی اور دھوڑیں مارہ رس کی مدت میں قریب اس ہوا راہی جو ہم پوچی کا لے سلوکر ہرادارہ  
 پیش آتا تھا اور عادی اور مجددی منتظر رکھتا تھا اور گولڑے اور جہرہ خاصہ کچھ ہر گاہی سکھائیں تھے سوقت سواری  
 کی ضرورت ہوتی تھی گولڑا کھس جالوزن سے طلب کے سوار ہوتا تھا اور سوقت کوئی سریش نہا تھا ہے ہر ماووں کے  
 خیمہ میں جو کوش ہوا تھا اور جب حاضر سرکار بادشاہی سے پاتا تھا ہے اس کو مل کر کہتے تھے حاکم خانی نے علان حاکم  
 عربوں کے نامہ دوائی ہو پورس میں کہ چنانچہ وہ پیش ہیں اتفاق راہ اس کے کو مع دوا و لہر حساب کے ہوتے تھے



حصا میں داخل ہوئے اور مشرب تیغ آمار سے نہ تنہا مدول کا تاک مدت پر احمیں نظام شاہ کے مدعہ ملکہ کوحت سے سدود کے سالنا قاناً جہان نصرت ہو کر ملہ اسے ایک معتد ان رکھا کے سپر کیا اور جو بد دولت افعال ہو کر کی طرف مراجعت و ملائی اور اکثر سہا ہوا سے اور معدوم واحد جہان کی نظام شاہ کے خوف قہر سے ملو ہم عادل شاہ کے پاس ہوا لے گئے تھے اور سیف علی الملک نے بھی مرار سے بجائی کی طرف حاکم عادل شاہ کی ملامت اختیار کی تھی اس واسطے عادل شاہ نے اسے بھیجی رادھا کی میزبان شاہی کو پتہ رسواری بھی دیا اور کہہ کر احوالے احمد کو کہ تمام حسین نظام شاہ کے قہر وسط سے ہر اسان ہیں بلو ایدہ جسٹہ شاہ علی کے پاس ملو ہم کے تحت احمد کو چنگ کر سن اور ہر حسب نظام شاہ کے معہ پاک من ہو چکی و سواس را نہیں کوہا، اندک کے پس بجا ملو سن بجا ملی اور تحت کھا کر انا قان عادل شاہ کے ساد کو دفع کرین عا الملک نے سات ہر اسود اسلح نظام شاہ کی ملک کو کھے اور دہائی سب و بی پشت ہو کر تولا کو کھٹ کی جھڑہ عادل شاہ من جہا متوہ ہوا و مل سپاہ رزم خواہ احمد کو اور رشکوہا الملک کے تولا پور کی طرف کشا کر عادل شاہ ہر سکا صرہ من رکھنا تھا تو جد کی او کھو ح سوار تو اس خندار کے لطاف من ہو چکر مدول باحال ہوا یا اور جو ملل شاہ من عربین ملو ہم جہا متوہ تھا کہ انتقام نظام شاہ سے لکر شکست ہا نیسان کی احوال یوے سپاہ کی آرا میں شعل ہوا اور سر شہنشاہ و ملو ہم کا پتہ سے ہو کر ملو ہم نے شل تیر عربین کھ کھت لب پر لکر میدان کین من قدم جلاوت رکھا مفتوی کشیدہ مدغل مارک راو ح دو دو ربانے طو مال برادر و بی حمار سے را کھو رشید وادہ کے شدر رزیم گروں سپاہ و ملو مد سلطان میرح من و رچو کان طو مل کوے زمین د لیا سر کاد صر گر و رشت ہر مد و رمت چوں حار پشت ہ سال، یو اکست ہر سو درا ہر نوہ اجل راہ ترک و تار سیف حسین الملک جو عادل شاہ کا عدمہ تھا اسے شکر عبادتہ اور نصیر اس نظام شاہی کو کہ ہر اول سے سات پیش کی طرف متفرق اور بریتاں کے فوس حاصہ نظام ہی پر چل گیا اور اس کے میسر ہو بھی متفرق کر کے اس کے پتر و ملو د لت کھٹ متوہ ہوا ہر ادراں نظام شاہی جو مل کو کہ اس کے مداعب من متوہ ہوئے اور ایک حالت عجیب گروں پیر کیتا ہر ہوئی میں الملک نے قریب جادوہ را مل ہو کہو نامی تھے اور تمام معرکین میں نے کار با بان ملو ہم کے تھے و بیع سید بیچ گیا و را، تھان میں الملک کا کھا کھی رزم کاری کھا کر ہر رین سے جدا ہو کر متوہ ہو کر قاعدہ میں الملک کا کھا کھو صو قت نام، سپر تک ہوا تھا مو کھس راہ و ایسا ہر ناما اور پچہ سپاہوں کو جنگ کی تربیت جو مل کو کھا کھا اس واسطے اس قتال میں بھی کھوڑے سے اکر کر آدمیوں کو قاعدہ میں مصروف کیا اور کام اس مہات کوہ پچا کر احمد گر کے ماسہ سے مجو ح اور جسہ ہو کر معدور ہوئے اور نظام شاہ ہر کے ریزہ ہو گیا ہر اس را وادو ہوا تھی سے را واتی تھے ہا وودس حال کے امید حمایت میں و تا عید لا رہی ہا سے یقین قائم کر کے جنگ من ہوا کر کھا کھا اور کھا وایا کھو قہر آسانی ہو سی انسان کو اس من ہر گر مدخل میں ہر مرد کوتاہ من لے حال شاہ کے کوثر کر کہ سیف علی الملک حوا را و کو حلیہ بجا کو کھٹ آیا تھا ہم نے کھو جو کو کھا کر اس نے کھوڑے کر نظام شاہ کو سلام کیا، مل شاہ اس مات کو لین کر کے امرا و سپاہ کو جنگ من چھوڑ کر جو مدخل تمام ہوا کی طرف رجواہ ہا میں الملک قریب تھا کہ نظام شاہ کو کھوڑے لپا کر کے ہر مدعہ کے کما گاہ ہر جسٹہ کو سوار را اور صلاست حال کو پا ووس ڈاکا مدخل اور پریشان

حسین نظام شاہ کے شریک ہوئے اور دکنی ہندو اور مسلمان قصبہ نیکاپور کے قریب میران عبدالقادر کے پاس فرامہم ہوئے اور چترائے سر پر پابند کیا اور باقی شہزادہ یعنی محمد خدایندہ اور شاہ علی اور شاہ حیدر وغیرہ اور میران محمد باقر بھی ساتھ اس کے موافق ہو کر دم موافقت کا رستہ لگے قریب تھا کہ بجایوں کے درمیان آتش قتال شعلہ زن ہووے اور جماعت کثیر طرفین سے ضائع ہو کر ناکارہ چلا پانسو فرسلیار اور چار سو قاسم بیگ حکیم کی تدبیر سے اس سے جدا ہوئے اور حسین نظام شاہ کی ملازمت میں روانہ ہوئے اور مردم قلعہ نے اس امر سے قوی پشت ہو کر چتر اور سورج کھی اس کے سر رکائی اور عبدالقادر دفع فساد اور البتہ قلوب کے واسطے زخیم لٹانے لگا امرائے دکن مثل خورشید خان اور عالم خان بیک وغیرہ حسین نظام شاہ کو قوی تر کیا اور سولہ قاسم بیگ امان نامہ کہ جھٹل و کن میں قولنا مہ کہتے ہیں حاصل کر کے اور عبدالقادر کی رفاقت ترک کر کے ہر ایک اپنے مکان کی طرف روانہ ہوئے اور عبدالقادر نے زمانہ کی بازی سے حیران ہو کر اپنے بھائیوں اور عزیزوں سے مشورہ کیا جنہوں نے صلاح فرامین دی کہ عبدالقادر مع ایک جماعت مخصوصان سے براہ کھ طرف عماد الملک کے پاس گیا اور اس حیدر وین وفات پائی اور شاہ علی اور میران محمد باقر اور محمد خدایندہ بجا پور کی طرف روانہ ہوئے اور شاہ حیدر پر زور کہ طرف بجا کا ملکیت موروثی نس و خاشاک این و آن سے پاک ہوئی اور خطبہ بنام ائمہ معصومین علیہم السلام پڑھا اور حسین نظام شاہ با استقلال تمام بادشاہ ہو اور بعد چند عرصہ کے ایک جماعت امر اکو جنوں نے عبدالقادر سے اتفاق کیا تھا سنزوی سیف عین الملک جو بعد از سلطان بہادر گجراتی آنکر سہ سالہ برہان شاہ ہوا تھا ہر اسان ہو کر برا گیا اور خواجہ جہان حاکم پرندہ نے کہ بیٹی اس کی شاہ حیدر بن برہان شاہ کے جانیہ نکاح میں تھی اس امر کا قصہ ہو کہ عادل شاہ کی اعانت اور حمایت سے اپنے داماد کو احمد نگر کا بادشاہ بناوے اس سبب سے رسوم تعزیت اور تنہیت بن قیام نہ کیا اور حسین نظام شاہ یہ اخبار سنکر اور یہ اطوار دیکھ کر برہم ہوا اور رفع حجت کے واسطے ایک مکتوب خواجہ جہان دکنی کو بھیجا خواجہ جہان نوشتہ کے مضمون پر اطلاع پا کر بجز اندیشہ میں غرق ہوا نہ اظہار مخالفت اس نے صلہ طاقت میں دیکھتا تھا اور نہ غریمیت ملازمت سے نسیم سلامت مشام جہان میں پہنچتی تھی دونوں طرح مشکل تھی اچار ایک جواب دراز صواب مرقوم کیا مضمون اس کا یہ تھا کہ جسیرہ اخلاص خاں قصیر ظاہری سے فراشیدہ ہوا ہو صورت ملاقات کو خوف و ہراس مانع قوی ہو اس وقت تقبیل آستانہ سلطنت سے معاف رکھیں پھر کسی وقت احرام طواف کعبہ امال باندھکر دربار ہمایون میں حاضر ہوں گا اس جواب سے نظام شاہ کو یقین ہوا کہ خواجہ جہان ملاقات کے واسطے نہیں آوے گا اس واسطے قلعہ پرندہ کی طرف روانہ ہوا اور آگ نہیب و غارت کی روشن کی اور خواجہ جہان نے ہر اس بقیاس کو اپنے دل میں راہ دیکر اپنے ایک عزیز کو اس قلعہ میں چھوڑ کر لوازم قلعہ واری کے بارہ میں وصیت کر کے خود بالفاق شاہ حیدر عنان غریمیت راہ ہریمیت کی طرف پھیری اور ابراہیم عادل شاہ کے پاس فریادی گیا بیعت جو وحشی خبر یافت کان سیل تیز بہر آورد زان حیدر کہ رستخیزہ امر اسے نظام شاہی نے قلعہ کو محاصرہ کر کے باز و جلاوت کا کھولا اور اہل قلعہ عادل شاہ کے با میدان اعانت مغرور ہو کر ہاتھ آستین جو اندری سے نکلا لکڑ شام تک مدافعت میں مشغول رہے آخر الامر تو بچیان نظام شاہی نے توپ قیامت آشوب کے ضرب سے یہ بنیاد کہ خرد مند و نئے عہد کے مانند پائدار اور مضبوط تھی زبردستی توپ کی طرح توڑی و شیران بشیہ ہمایا و زنگنان لچہ دغا

حسین وائل ہوئے  
سردار کے سالنامہ  
کین مر جت فرامی او  
کے پاس پناہ لگے  
کے پاس واسطے عادل شاہ  
کے پاس حسین نظام شاہ  
اور خیر جت نظام شاہ  
کے پاس باقی عادل شاہ  
سبب قوی پشت ہو کر  
کے پاس پناہ لگے  
زور بجالا فرمایا اور  
سپاہ کی آراستگی میں  
لب پر لکھیا ان کین  
غبارے برآورد  
زمین و لباس کرانہ  
اتل راہ ترک و تار  
شاہی کو کہ ہر اول  
میسرہ کو بھی متعلق  
دفاع میں مشغول ہو  
کو جوانی تھے اور تھے  
بھی زخم کاری کھانہ  
یادہ ایستادہ ہوتا تھا  
انکر آدمیوں کو دغا  
ہوے اور نظام شاہ  
غبارے غری و تار  
انسان کو اس میں  
جلد بجا پور کی طرف  
امرا اور سپاہ کو جنگ  
پسپا کر کے ہریمیت

لیکن دیباچہ ہم یہ ہو چکا کہ عاریاں عظام قلعہ میں داخل ہوتے اور رہاں شاہ اس دہم سے کہ سادہ دارام راج پشتراس سے قلعہ رانگو کو کھڑکے کے بجائے گنگی طرف سادوت کر کے نہیں دھکا اور اسے وقت میں ایک حمایت گھارے جو ہم پشترہ رومی حالت سے محسوس میں ہو چکا کہ نصیر رومی جان کی طرف سے ہزاروں چاہے خود اسے صدین قلعہ کی دیوار کو سہارا دے ہمدہم کر کے حاکم کے رہاں شاہ سے قلعہ نصیب شعل کر کے چاہا کہ رومی جس کیلئے دست ساراک سے نہ تیج کر کے حاکم دلت پڑا لے انکاں دولت اور اعماں حضرت شمس رین برنگھار اس کی معاش کی اور رومی حالت خوف سے متعجب ہو اگر میں اس روم کے عرصہ میں دلاؤ قلعہ کی حاکم کے راز پر لڑ گیا پھر وہ اپنے کام میں مشغول ہوا اور ایام مسعود سے پشترہ دلاؤ قلعہ کو معصی حاکم سے جدا کیا اور دلاؤں سپاہ طہر باہر ایک طہر لنگر کے قلعہ میں دھائی اور اسے مقرب کیا رہاں شاہ نے اس قلعہ کو محمد زافر کیا اور رومی محال کو شازین ماوشاپاہ سرحد کی محشی ماوراء دیو حاکم کے واسطے اپنے اسپ حاکم پر اسے سوار کیا اور شہزادہ حسین کو ملا کہ بارہ ہمدہم سپاہ اس کے نکاح میں حاکم سے اور اس القات کے سبب ہمدہم سال کے حج رام راج بھی جیسا کہ چاہیے تھی اسکی اور یوں کوشش سے دھم میں کائی اور سلسلہ دوسرا پھر ہی میں پھر عامل شاہ کی تمام ولایت کی تسمیر کے دیلا ہوا اور عام راج کو اس مات پر ملوئی کہنا کہ قلعہ سافوہا فلکو کو بھی کر کے اس حدود کے دوسرے پر کثرت رکاب میرہ کے ساحل تک خاص ہو دے اور ہی تو لو گنگر بھی حضرت شمس پھر سلسلہ دوسرے کو کھڑکے میں رہاں شاہ رام راج کو موافق کر کے جیسا کہ پھر مقرر ہوا عامل شاہ مات قلعہ کی نگارہ کھڑکے معزز ہوا اور رہاں شاہ قلعہ سوار کے محاصرہ میں مشغول ہوا آخر تک قلعہ کے حاکم سے ہمدہم ہوا اور رومی حالت میں رہاں شاہ قلعہ کو اس کی سپرد کی اور راج رومہ میں پہلے احمد نظام شاہ پور میں رہاں شاہ کے حاکم کے سپرد کیا اور ہمدہم دلت کے استخوان دوزخن مادشاہ کے راددہ کر کے کر ملائے منے لے گئے اور حاکم اس کے حاکم کے تحت گندہن ایک کر کے فاعلیہ پر مدون کیا اور اسی سال سلطان محمود گجراتی اور سلیم شاہ بادشاہ دہلی بھی راجدھانی میں پہلے پہلے سوار ہوا علام علی ہمدو شاہ نے انکی تاریخ سلطنت میں کھینچ کر مشہور کی قطعہ سرحد دارعال آمد یکبارہ کہ ہمدو دارعال شان ہوارالامان پورہ کے محمود شاہ ہشتادہ عورات کہ بہجوان دولت خود دوزخن پورہ دوزخن سلیم شاہ سلطان دہلی ہمدو شاہ متعلق ہماحقان پورہ سپرد کیا قطعہ اس شاہ بخری کہ ملک دس سرحدستان پورہ راج تلک وٹا ہر ہمدو پورہ چوہدری راج مسودان پورہ اسامی اولاد کو در رہاں شاہ کے حاکم کے ہمدو شاہ متعلق ہے حسن پورہ ہمدو شاہ کہ قلعہ گنگی کی لڑائی اسکی شہزادہ کو والدہ اسکی بی بی ہمدو دھڑیوسف عادل سامی و شاہ ہمدو کہ دلاؤ ہمدو وادہ جان کی تھاویں پورہ مرقوہ جی پورہ راج وٹا ہوا اور شہزادہ سلطان محمد سادو جس نے دھکا من دوات پائی۔

### ذکر حسین نظام شاہ بن رہاں نظام شاہ بھگتی سلطنت کا

اس وقت کہ رہاں نظام شاہ میلستان پر جا رہاں سے رومہ رسولان کی طرف واماں ہوا پڑا پٹیاں کا حسین نظام شاہ کہ تیس برس کا تھا قائم مقام ہوا شہزادہ محمد القادر کہ اب کے رومہ ہمدو حری میں ہمدوین قحالت کر کے رور محسوس کو باعلاقہ جمیع سادہ داران قلعہ سے نکل گیا اور لوگ دوزخن کے دوزخہ ہوئے تمام حسی اور غریب

مبارکباد کہیں چنانچہ صبح روز عید کے جب خبر پائی کہ مردم عادل شامی تمام مراسم عید میں مصروف ہیں قواعد ہوشیاری میں قیام نہیں رکھتے لہذا اپنے دور لشکر کی دیوار میں رخنہ کر کے برآمد ہوئے اور فوج غنیم کے قریب جا کر بڑور فیضان کوہ کے قریب چالیس گز دیوار اسی کے گرد لشکر کی ڈھائی اور ہزار غت تمام داخل ہو کر قتل میں مشغول ہوئے کے مردم عادل شامی کمال غفلت میں تھے اور اسے نے قدم رکاب فرار میں رکھا اور عادل شاہ کہ اس ساعت میں روز عید کے کل میں مشغول تھا فرصت پر شک پہنے کی نیائی بھیل تمام آپ کو اس معرکہ سے کنارہ کیا اور چتر و علم اور گھوڑا اور ہاتھی بہت سچ تو بچا نہ فوج نظام شاہیہ کے ہاتھ آیا اور شکست آور جان کا عوض ہوا اس درمیان میں ایک جامعیت سے علم الامک کی طرف سے آکر آیا اور بلند مبارکباد فتح کھنکے کی برہان شاہ کہ اس معاملہ سے خبر نہیں رکھتا تھا کیفیت احوال ان سے مسسوع کہنے کے اسی وقت سوار ہوا اور قلعہ کے مقابل ایسا وہ ہو کر قسم یاد کی کہ اہلی قلعہ اگر آج قلعہ سپر وکر نیگے مجبور و ہر اتش عظیم افر و خنہ کر کے اُنکے زن و فرزند صغیر و کبیر کو آگ میں جلا کر خاکستر کر دینا چاہیہ یہ خبر تھنہ کو پونجی ہر اسان ہوئے اور اسی وقت قلعہ اُسکے سپر دیا اور ہر طرف سے عادل شاہ نظام شاہ کی ولایت میں دیا یا پر گنہ بیر وغیرہ کو خراب اور ویران کیے کے بطور ایثار عالم تجیری میں قلعہ پرندہ کی سمت پہونچا جب دروازہ قلعہ کا کشادہ دیکھا شمشیر میان سے بر آور وہ کر کے قلعہ میں حملہ آور ہوا اور بہت آدمی غواچہ جہان کے قتل کر کے قلعہ پر متصرف ہوا پھر عادل شاہ قلعہ ایک دکنی کے سپر وکر کے بجایا پور گیا نظام شاہ نے یہ خبر سنکر قلعہ نمایان اپنے ایک معتمد کے حوالہ کیا اور بجناح استعجال کو ح متواترہ سے پرندہ کی طرف روانہ ہوا جب دو منزل راہ باقی رہی وہاں کا تھانہ دار رات کی وقت مجبور و نکی آفا ز کو ح و دارے نصیر نظام شاہ تصور کر کے سراپہ لنگ پر سے اٹھا اور قلعہ کا دروازہ کھل لیا اور فرار پائی باقی آدمی بھی سیدل ہو کر اسی رات کو نکل گئے نظام شاہ بعد دو دو نکلے دن داخل ہوا جب قلعہ خالی دیکھا غواچہ جہان کو بدستور سابق سپر وکر کے اجڑ کر کی طرف مراجعت کی اور انھیں سزاوات میں رام راج را سے بجا بکر سے نواز م دوستی درمیان میں لاکر مع خیل و شمش درمیان ولایت عادل شاہ سے راجو کر کی طرف گیا اور اس سے ملاقات کر کے یہ مقرر کیا کہ قلعہ راجو را و مدکل کو رام راج مدنتوج کرے اور قلعہ شولا پور اور دگر بکر پر خود متصرف ہو رام راج نے راجو را و مدکل کو دگر بکر اور برہان شاہ نے قلعہ شولا پور کو مکر کے مانند درمیان میں لیکر حوزہ تصرف میں لایا پھر باتفاق قلعہ راجو را کو محاصرہ کیا ہر وایت صبح بعد چند روز کے برہان شاہ نے تنکنا ڈڑی سے کہا کہ غرقرب موسم برسات پہونچ گیا ہیں اور رام راج کو اس تسعہ میں قیام کرنا نصیب اوقات ہی بکر راے عالی تجویر کرے میں شولا پور میں جا کر اُسے گھیر دن تو دو دن قیام کیا اگر مفتوح ہوا تنکنا ڈڑی نے یہ مقدمہ رام راج کے ذہن نشین کر کے رخصتادی برہان شاہ مع لشکر کثیر رام راج کے اُس طرف روانہ ہوا قلعہ شولا پور کو گج اور پتھر سے روئے زمین پر نصب تھا مکر کے مانند گھیرا اور چلی رومی خان سے کہا کہ جلد یہ قلعہ بھر کرے یہ رومی خان کسی زمانہ میں سلطان ہوا دگر بکر اتی کے ملازموں میں سے تھا اور مقتصد یہ کہ اس کے بعد قلعہ بکر کی طرف جا کر اُسے بھی مفتوح کرے اس درمیان میں رومی خان نے بھنرب توپ کھان قریب تین گز دیوار میں رخنہ کر کے اُسکو ستر کیا اس کے بعد خبر پہونجی کہ رام راج نے قلعہ راجو را و مدکل کو لیکر بجا بکر کی طرف متصرف ہوا ورت کی بادشاہ نے اس سال علاج کل بکر کی روانگی کی تدبیر کی مفردت کی طرف سوار ہوا کہتے ہیں چلی رومی خان جو شاہ طاہر کا دوست و رفیق تھا اُسے توپیں معاقہ آسا حصار شولا پور کے مقابل نصب کیں اور اُسکے بچ و بارہ کو حضرت توپ سے مضمون عالیہ اس قلعہ کا ظہر میں پہونچا یا تھا اور مشہور ہے کہ یہ میہ امطر نا علیکم مطر العنی من حجار قلعہ میں لاکر ہر روز رخنہ اس صحن میں ڈالتا تھا



[illegible]

اور ہاتھی اُنکے احمد نگر یوں کے تصرف میں آئے اور اسی سال کہ ۹۵۵ھ نو سو چھپن چھبیسری تھے جب برہان شاہ نے قلعہ قندھار کا بھی فتح کیا اور احمد نگر کی سمت معاودت فرمائی ابراہیم عادل شاہ کے مقرروں نے اسے یہ پیغام دیا کہ لوگ اس بادشاہ کی بد مزاجی اور قہاری سے نہایت درجہ بہ تشنگ آکر چاہتے ہیں کہ عبداللہ بن اسحاق عادل شاہ کو بند کر کوہین رہتا ہو تخت پر بیٹھا وین اور یہ امر آنحضرت کے بدرون توجہ والی بات میسر نہ ہو گا برہان شاہ بال اتفاق جیش طلب شاہ ولایت عادل شاہ کی طرف متوجہ ہوا اور بحسب اتفاق اندرون میں اسد خان قلعہ ملکوان میں بیٹھا ہوا اور برہان شاہ اہل مقصود کو ملتوی کر کے اس فکر میں ہوا کہ اس قلعہ پر کسی ڈھب سے تصرف ہوں قصداً اسی عرصہ میں اسد خان نے اس جہان فانی سے انتقال کیا ابراہیم عادل شاہ قلعہ پر قابض ہوا اور برہان شاہ اپنے دار الملک میں آیا اور بعد چند روز کے مزاج و ہاج شاہ طاہر کا مخرج ہوا اور ۹۵۵ھ نو سو چھپن چھبیسری میں اسکی طائر روح نے آشیانہ جنت کی طرف پرواز کی اکابر اصناف اُس بندہ کے مخزون اور ملول ہوئے قالب مطر اپنا زمین کو سپرد کیا اور بعد چند عرصہ کے استخوان اُنکے قبر سے برآوردہ کر کے کر بلائے معلیٰ میں بھیجے اور حضرت امام حسین علیہ السلام کے گنبد میں بفاصلہ بیڑی و گز مخرج مقدس کے مدفون کیا اور اُنسے تین بیٹیاں اور چار بیٹے بے اُن بیٹوں کے نام جو یاد تھے تحریر ہوئے شاہ حیدر شاہ رفیع الدین حسین شاہ ابو الحسن شاہ ابو طالب اُن سب میں شاہ حیدر مولد عراقی ہوا اور باقی دکن میں پیدا ہوئے اور شاہ حیدر اپنے باپ کے وفات کے وقت ایران میں شاہ طہاسب کی خدمت میں تھا اور بعد مراجعت حسب الوصیت صاحب سجادہ ہو کر ارباب ارادت کا مقتدا ہوا اب خامہ اعجاز اسلوب تحریر میں اس حکایات کے مصروف ہوتا ہے کہ شاہ طاہر قدس سرہ عفت اور ورع اور تقویٰ اور دینداری اور مروت اور سخاوت اور عظم و رفیع من الصداف رکھتا تھا اور وجہ اور خوش محاورہ تھا کس واسطے کہ ایران اور ہندوستان میں ہمیشہ اہل اسلام کے سرانجام میں قیام کر کے نقش خیر خواہی پھیر دے کبیر کے صفحہ دل پر لکھتا تھا زبان گوہر نشان اُس کی مفسر حقائق مصحف آسمانی تھی اور بیان ہدایت نشان اُس کا مبین وقائق کتب سبحانی تھا باطن نجست میاں اسکا منظر ولایت و ارشاد اور خاطر فرخندہ آثار اُس کے مصدور ہدایت و ارشاد تھی اور وہ جناب بہت مشائخ کبار اور اہل دل کی صحبت اُٹھائے ہوئے تھا اور علم تفسیر اور فقہ اور ریاضی اور جمیع احکام رطل با وجہ میں بے بشم و نظیر تھا اور نظم و نثر میں بھی ہمارت تام رکھتا تھا دیوان قصائد اور کتاب انشائیگی جمیع بلا و خصوص ہندوستان میں سائراور دائرہ اور تھوڑے اشعار گہ بار اس جناب کے سمیت اور تفسیر کتاب کے واسطے مندرج کئے امید کہ ارباب تاریخ معیوب لغزوین اور تصنیفات سے اُسکی شرح باب حاوی عشرہ حکم کلام میں اور شرح جعفریہ فقہ امامیہ میں اور حاشیہ تفسیر بیضاوی اور حاشیہ شرح اشارات اور محاکات اور مجملی اور شفا اور مکتول اور گلشن راز اور شرح تحفہ شاہی اور رسالہ بالکی کہ ایک سفر اے ہند میں باشندے راہ بالکی میں بیٹھا تصنیف کیا تھا مصنفہ اُس کے ہیں کہتے ہیں کہ جس وقت شاہ طاہر بطریق بلخی گری احمد آباد بید رہیں گیا تمام طالب علم اُس کی زیارت کو جا کر سعادت ملاقات سے مشرف ہوئے مگر ایک عالم دکن کہ اپنے تئیں نہایت اعلم علماء عصر سے جانتا تھا کمال غور سے اُس کے مکان پر نہ گیا بعد چند روز کے سامان غیاثت کے چاہا کہ شاہ طاہر کو اپنے مکان پر بلاؤں پھر ایک شخص کو اُس کی طلب میں بھیج کر یہ سطر لکھی قال البنی عنی اللہ علیہ واکہ وسلم الا جابہ سنتہ موکدہ شاہ طاہر نے اُس کے تحت میں لکھا

[illegible]

ہر مرتبہ برہان شاہ کا غلبہ رہا اور ۹۳۹ھ نو سو اسیس ہجری میں جب درمیان ابراہیم عادل شاہ اور اسد خان بلکوانی کے جو امرائے کلان اُس وقت تھے ان سے تھا بخش اور کمزورت درمیان میں آئی برہان شاہ با اتفاق امیر برید بجا پور کی طرف متوجہ ہوا اور یہ مشہور کیا کہ اسد خان نے مذہب کی یگانگی کے جہت سے قلعہ بلکوان سپرد کرنے کو نہ چاہے طالب کیا ہے اور جو یہ بات قریب لقمہ تھی ابراہیم عادل شاہ متوجہ قلعہ بجا پور سے برآمد ہوا اور برہان شاہ جب شولا پور کے اطراف میں پہنچا اور زرین خان کے پانچ پرگنہ پر قابض ہوا اور وہ پرگنہ خواجہ جہان کو دیکر قدم آگے بڑھایا لیکن بلکوان کی طرف توجہ فرمائی تو ولایت مرج اور کلہر اور ان اور باس کو تاخت و تاراج کیا اور آتش افروزی سے آبادی کا نشان بچھوڑا اور اسد خان کہ برہان شاہ کی موافقت تہمت سے قلعہ بلکوان میں تھا عادل شاہ کے روبرو بجا سکنا تھا چھ ہزار سوار ہمراہ لیکر برہان شاہ سے جاملہ برہان شاہ تیر تہر ہر ہفت مراد پیدہ دیکھ کر بجا پور کی طرف سوار ہوا عادل شاہ جو کہ تاب مقاومت نہ رکھتا تھا آب پورہ سے عبور کر کے حسن آباد کلہر کی طرف گیا برہان شاہ بجا پور پہنچا اور چند روز اسکا چہرہ کیا جب دیکھا کہ کوئی فائدہ نہ ہوگا تو بقصد تعاقب حسن آباد کی طرف روانہ ہوا اور اسد خان جیسا کہ پہلے اپنے مقام میں تحریر ہوا بذریعہ عہد الملک کے جو بجا پور پہنچی مدد کیوں ملے آیا تھا موقع پاکر ابراہیم عادل شاہ کی خدمت میں حاضر ہوا عادل شاہ نے مع عہد الملک واسد خان کے نظام شاہ کا مقابلہ کیا برہان شاہ نے مقابلہ اور مقتلہ میں صلح مذہبی امیر برید کے ہمراہ اپنے ولایات کی طرف راہی ہوا اور انھوں نے احمد نگر تک تعاقب کر کے اکثر مالک کو خراب کیا برہان شاہ اور امیر برید نے مجال توقف وہاں نہ پائی دولت آباد کی سمت راہی ہوئے قصار امیر برید اُس مقام میں اجل مقدر سے مر گیا نظام شاہ نہایت مضطرب ہوا اور شاہ طاہر اور قاسم بیگ اور محمد و خواجہ جہان کے کہنے سے صلح کی اور پانچ پرگنہ پر کہ اس پور میں متصرف ہوا تھا عادل شاہ کو واپس کئے اور ۹۵۰ھ نو سو پچاس ہجری میں جب سلطان حبشیہ قلی قطب شاہ صفوی ولایت تلنگ برہان شاہ نے تقویت اور تہذیب جلوس کیواسطے شاہ طاہر کو اُس حد و کی طرف بھیجا اور حبشیہ قلی قطب شاہ چھلی کے شکار کے بہانہ ایک تالاب پر جو راستہ میں احمد نگر کے ہر اور گلگنڈہ اس مقام سے سو کو کوس کے فاصلہ پر موجود ہوا اور اس مقام میں شاہ طاہر کی ملاقات پر مستعد ہوا اور طریقہ پیری اور بریدی کا منظور رکھ کر اُس جناب کو گلگنڈہ کی طرف لے گیا اور اس عرصہ میں برہان شاہ نے انتقام کیلئے نقص عہد کے رام راج اور قطب شاہ کو عادل شاہ کے اطراف مالک کیلئے تحریض کی اور بعد اُس کے کہ شاہ طاہر نے گلگنڈہ سے مراجعت کی خود بھی شولا پور کی طرف روانہ ہوا اور وہاں نے سیلاب لشکر کا اطراف مملکت میں چار موجہ دیکھ کر پانچ پرگنہ نظام شاہ کو دیے اور رام راج کو بھی جس طرح سے کہ ممکن ہوا راغی کر کے اپنی سرحد سے واپس کیا اور ان سنوات میں فرماندہ ایران یعنی شاہ اسماعیل صفوی نے جب شاہ کہ برہان شاہ نے بھی محبت اہلبیت رسالت اختیار کی ہو تو اسکا سلمانی طہرانی مشہور بہتر جمال کو کہ چہرا بھی پاشی مترب تھا مذہب کی مبارکباد کیواسطے احمد نگر کی طرف بھیجا اور ایک غلام ترک مسی شاہ قلی اور ایک عدد الماس بزرگ قیمتی ہالون شاہ کیلئے اور ایک قطعہ زمرد کہ اُس پر نام معصم خلیفہ عباسی منقوش تھا اور بھی تحفہ دیا اے نفائس ایران کہ تعداد اسکی موجب تقویٰ ہو برہان شاہ کیواسطے ارسال کیا اور ایک انگوٹھی عقیق کی کہ جو خود انکشت مبارک میں رکھتا تھا اور کلمہ التوفیق من اللہ اس پر نقش تھا شاہ طاہر کیواسطے بھیجی ہر جمال احمد نگر میں پہنچا اتفاق نامہ شہنشاہ ایران مع اشیائے مذکورہ برہان شاہ کے روبرو لایا آنحضرت پہلے اسکی نسبت باعزاز و تکریم پیش آئے اور آخر جب اُسے آمرانگی مجلسوں میں جا کر ہزانی کی اور ارباب جاہ کے



پر پہرے بھیجے اور قلعہ عظیم پر پاکیا برہان شاہ نے اس حال سے واقف ہو کر فرمایا دروازہ قلعہ کا بند کرین اور لوگ  
 برقع قلعہ اور بارہ پر چڑھ کر توپ سے اعدا کو دفع کریں اور بلوہ حد سے افزون ہو اور برہان شاہ نے شاہ جہاں سے چوس  
 ہو کر فرمایا انجام اسکا کیا ہوگا شاہ طاہر نے کہ علم رمل میں شاگرد ملائیس الدین جفری کا تھا قرعہ پھینک کر حکم کیا کہ آب قلعہ کو لکر  
 سوار ہوں اسی وقت آب تائید انر دی سے منظور ہو کر اعدا کو دشت اوبار میں متفرق اور پریشان فرما دیئے برہان شاہ  
 فوراً مسلح ہو کر چار سو سوار اور ایک ہزار پیادہ اور پانچ ہاتھی مع پتھر و سر و علم ہمراہ رکاب لیکر قلعہ سے برآمد ہوا اور شاہ طاہر  
 نے آئینہ سپہزم انجمن مشیت خاک پر چڑھ کر اعدا کی طرف پھینکی اور ایک جماعت ناجیوں کی بھیج کر حکم دیا کہ تم انوار مجالغون کے  
 قریب جا کر بارہ بند کو کہ جو دلتخواہ سرکار ہووے وہ بلا توقف چتر اور رایت ملک سا کے سایہ میں حاضر ہووے اور جو کہ  
 حراخوہی ملا پیر کا شریک ہو کر قمر سیاست شاہی کا منتظر ہے جب ناجیوں نے شاہ طاہر کے فرمانے پر عمل کیا اسی  
 وقت امر اور افسران سپاہ امان خواہ ہو کر رکاب ظفر انتساب میں جانے اور ملا پیر محمد سپاہیل لیکر اپنے مکان کی طرف روانہ  
 ہوا برہان شاہ نے ملک احمد تبریزی کو جو مقربان درگاہ سے تھا اور خواجہ محمود جو میرزا جہان شاہ کے نواسہ تھے  
 فوج کثیر سے ملا پیر محمد کے تدارک کو نامزد کیا وہ جا کر اُسے گرفتار کر لیا اور برہان شاہ نے حکم اُسکے قتل کا فرمایا شاہ طاہر نے  
 اُسکے حقوق قدیمی منظور رکھ کر شفاعت کی اور برہان شاہ نے اگرچہ اُسے تیغ سیاست سے امان دی لیکن ایک تلخین  
 مجوس کیا اور بعد چار برس کے سعی شاہ طاہر اس قید سے نجات پائی اور بدستور سابق مسند قرب و عزت پر متمکن ہوا اور  
 اس مقام میں کہ برہان شاہ نے وہ خواب دیکھا تھا ایک عمارت عالی تعمیر کے بغداد نام رکھا اور اس موقع میں کہ مدرسہ  
 شاہ تھا حسین نظام شاہ نے اپنے عہد میں ایک مسجد بنی گچ و سنگ سے بنا فرمائی اور وہ مسجد ابتدا سے سلطنت مرتضیٰ  
 نظام شاہ میں قاضی بیگ طہانی کے اہتمام سے تیار ہوئی اب جامع اس بحالت کا محمد قاسم فرشتہ کہتا ہے کہ برہان شاہ کا خواب  
 میں دیکھنا حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غازان خان کے خواب سے مشابہہ ہے چنانچہ مورخین توران و ایران کا  
 اتفاق ہے کہ غازان شاہ نے مسلمان ہونے کے بعد دو مرتبہ حضرت رسالت پناہ کو خواب میں دیکھا اور ہر مرتبہ حضرت  
 امیر المومنین یعسوب الدین علی ابن ابی طالب علیہ السلام اُس میں نشین بارگاہ نبوت کے ہمراہ تھے حضرت خاتم الانبیاء زبور علیہ  
 عترت طاہرہ کے فرمایا کہ تجھے لازم ہے تو میرے اہلبیت کی نسبت طریق اخلاص جاری رکھے اور اُنکی پیروی کر کے سادات کو  
 گرامی رکھے اس سبب سے غازان شاہ نے اہلبیت پیغمبر آخر الزمان کی محبت اپنے صفحہ دل پر نقش کی اور سادات کو بلا  
 اور خجف کو گرامی رکھ کر شیعہ مذہبوں کو مقرب درگاہ کر کے ہر ایک کو منصب مناسب پر منصوب فرمایا اور بعضے تواریخ میں  
 یوں نظر سے گذرے کہ غازان خان اکثر اوقات زبان پر لاتا تھا کہ میں اصحاب کبار کا منکر نہیں ہوں اور اُن کی بزرگی اور  
 فضیلت اور بہتری کا زیادہ تر اقرار کرتا ہوں لیکن جو حضرت رسالت پناہ نے تو اعد محبت اور اخلاص میں نسبت  
 جناب ولایت انتساب اور اُن کے گیارہ فرزندوں کی سفارش کی ہے جو کچھ لوازم اخلاص اور خد متکا رہی ہے اُن کی  
 نسبت بجا لاتا ہوں اور غازان خان نے وفور محبت سے کہ ساتھ اہلبیت اطہار کے رکھتا تھا نزع کے وقت  
 اپنے بھائی الحجاوی سلطان کو کہ جو سلطان محمد خدا بندہ مشہور تھا اہلبیت کی محبت کے واسطے وصیت فرمائی اور اس بادشاہ  
 نے اپنے بھائی سے قدم آگے رکھا یعنی مذہب شیعہ اختیار فرمایا اور دوازہ امام علیہم السلام کا نام خطبہ اور حکم  
 میں ثبت کر کے باقی صحابہ کے نام خطبہ سے ساقط و برآوردہ کیے اور مؤلف اس نسخہ گرامی کا بحر حیرت میں

یہ فرمایا صلح و دولت یہ کہ حضرت فی الغور اس راز کو ماقب لہر مائیں مقرر یہ کہ علمائے مدہب کو فخر ہر کر کے کیئے  
 کہ میں طالب مدہب حق چون اتفاق کر کے ایک ال چار مدہب سے اعتبار کرو تو میں بھی وہ مذہب بخش دلی  
 اعتبار کر کے اور مدہب سے اعتقاد کروں رہاں شاہ سے شاہ طاہر کے کیئے پر عمل کیا اور ملاپ محمد استاد اور  
 حاصل خان تانیہ اور ملا داؤد دہلوی اور علمائے چار مدہب جو احمد گریں جمع ہوئے تھے اور قلعہ کے اندر اس  
 عمارت میں کہ عمارے درس شاہ طاہر بھی حاضر ہو کر آئیں میں بحث کرتے تھے اور ہر ایک اپنے مدہب کی حقیقت  
 پر راہیں اٹھا کر اور دن کے دلائل رد و رد لے تھے اور کثرت افتات رہاں شاہ بھی اس جلسہ میں موجود ہوتا تھا جو کثرت  
 علوم سے آشناء تھا انکی ماہیت کو یہ بہت بخیر تھا وہ مکمل ہونے ارباب علم کے سطح سے گذرے اور آپس میں مبادیہ  
 رہاں رہاں شاہ نے شاہ طاہر سے یہ فرمایا کہ عجب ایک محنت مشاہدہ ہوئی ہو کر رہاں رہاں چار دن مدہب کی  
 کسی کی ترجیح دوسرے پر نہیں ہوتی جو ہر شخص دعویٰ اپنے مدہب کی صحیح کا کرتا ہے میں ان چار دن مدہب سے کو کر  
 ایک مدہب اعتبار کروں اگر ال چار دن مدہب کے سوا اور کوئی مدہب ہو آپ میان و زمین تو حق و باطل کا کھنکھ  
 دریافت کروں شاہ طاہر نے جواب دیا ایک مدہب اور ہر کوئی اسکو شائع مشرعی کہتے ہیں مگر حکم ہونے آئے کسی کی کثرت  
 مطالعہ کروں رہاں شاہ نے ساتھ اسے اشارہ کیا اور اس گروہ کے ایک علمائے کرام شیخ احمد بھی تھا ماقب کے کہنے  
 لائے آئے علمائے چار مدہب سے مبادیہ کیا اور شاہ طاہر انکی تقویت اور حاجت داری کرتا تھا علمائے اہل بین سمجھے  
 کو شاہ طاہر شیخ مدہب جو اس اتفاق کو کہ مصداق بہت ہستی کے اور کثرت افادات فہم کو مجلس سے رجعت کرنا چاہتے تھے  
 لغتہ رعدۃ کلام اس سببیت کہ ہر چار شاہ طاہر نے کتب اہل سنت کے درمیان سے آراء و روئے کے محنت حلاوت اہل سنت  
 بھی لکھ کر صدق انکر کے بعد حضرت میر الشیرازی صاحب کتاب اللغات کا بعد از قیام کا بعد از قیام کا بعد از قیام کا بعد از قیام کا  
 نے صاحب دیکھا کہ مجمع علمائے شاہ طاہر سے فہم میں قائل ہونے تکایت حد اتفاق دلی ماری کی بار و حاجت میں دیکھا حضرت  
 رسالت آگاہ علی اللہ علیہ السلام اور قلعہ کے خلاف کا معصل طاہر کیا رہنکار اکثر علمائے مجلس اور عمران حضرت اور علمائے  
 ہمدی پور ترک نور عیسیٰ اور رام لاد و صاحب دارا و زکریا اور شاہ گروہ چٹہ ہا تنک کہ عار و کش اور دوش و دھیلہ لکھتیا تیں  
 ہزار گوی سے مدہب شائع مشرعی اعتبار کیا اور نام احباب ملکہ طہر سے صاحب کو کہ حضرت ائمہ معصومین کے اسی مابقی  
 پر کاتب کیا اور پھر سعید سلطان سہا گروہ الی کا اس مدہب کے اس کے واسطے سر رنگ سے متبدل کیا لیکن  
 ٹکا پر محمد آسا اور مصیہ علمائے اس مابقی کے متشاہد سے پریشان اور مابقی جو کہ مجلس سے رنکد ہوئے اور طہر اور دیگر  
 میں عرفائے علم پر باہر اور افادات کو قیامت احوالے کیا را و مصب دار و صاحب ملاپ محمد کے مکان پر مار کے کے مصرع  
 اور ادعا میں ہمد اور وہ نسبت ہا اس سید کو کہ علمائے مل و دین کو تو کمان سے لایا چونکہ علوم عربیہ سے عمار ہمارے  
 صاحب کو گروہ کیا اور ہمارے علمائے اہل حق پر حکمران مد کی اب قریر کیا ہے مصیہ کو کہ عوم کر کے شاہ طاہر کو مل گیا  
 چاہیئے ملاپ محمد کے کہ کہ صاحب کتاب رہاں شاہ و عہدہ ہمدہ اور صورت پذیر ہو گا مقرر یہ کہ ہمدہ رہاں شاہ کو کثرت سے  
 معقول کر کے عمارت کو کثرت شامی پر تھا وین جو کثرت شاہ طاہر کو کثرت ملاقا کو واسطے کیا است تمام ہمالہ کین عمارت عہدہ  
 قصیدہ عارفانہ شاہ و عجم ملائیں دین کو واسطے قیام میں آیا مارہ ہر سہارا اور پیارہ سے ملاپ محمد کے ہمدہ و دار و قلعہ کے  
 متقابل لنگھا لاہر و عہدہ کے قریر حاضر ہونے سے مدح حاضر معین آراستہ کین اور شاہ طاہر اور اس کے ورد و دل کے مکان



محزون بیٹھا رہا اور سر عبد القادر کے پلنگ پر رکھ کر سو گیا اُس حالت میں کیا دیکھتا ہے کہ ایک بزرگوار نورانی شکل اُس کے سامنے سے آتا ہے اور اُن بزرگوار کے سین و سار بارہ شخص ہیں برہان شاہ استقبال کر کے اُن بزرگوار کو سلام کر کے مودب کھڑا ہوا ایک صاحب نے اُن میں سے فرمایا کہ تو اُن بزرگ کو جانتا ہے کہ کون ہیں یہ حضرت محمد مصطفیٰ ہیں اور یہ بزرگوار جو آپ کے سین و سار ہیں دوازہ امام علیہم السلام ہیں اس درمیان میں حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے برہان حق سبحانہ تعالیٰ نے علی اور اُن کے فرزند کو بکری برکت سے عبد القادر کو شفا بخشی تجھے مناسب ہے کہ میرے فرزند طاہر کہ کھنڈ سرتجاوز نہ کرے برہان شاہ بہ نہایت بشاشت و خوشحالی خواب سے بیدار ہوا دیکھا کہ عبد القادر ریر لجات پڑا ہے اسکی والدہ اور اسکی دایہ کہ بیدار تھیں پوچھا کہ یہ لجان میں نے دور کیا تھا کسے اس پر ڈالا وہ بولی کہ ہم نے اس پر نہیں ڈالا اسی لحظہ خود بخود حرکت کر کے عبد القادر پر جا پڑا اور اُس حال کے مشاہدہ سے ہمیں ایسا خوف غالب ہوا کہ ہم میں کلام کرنے کی قوت نہ رہی برہان شاہ نے ہاتھ زیر لجات کر کے دیکھا کہ اثر پہ مطلق نہ رہا اور شہزادہ شہما نے گزشتہ کے خلاف خواب شیرین میں جا کر باستراحت تمام سوتا ہے برہان شاہ شکر الہی بجالایا اور اُس وقت ایک خدیو نگار شاہ طاہر کے بلانیکو بھیجا اُس شخص نے جا کر دروازہ کی زنجیر ہلائی اور دستک دی اور شاہ طاہر کی یہ کیفیت تھی کہ دستار مبارک اپنے سر سے جدا کر کے نہایت عجز و انکسار سے پیشانی زمین پر رکھ کر درگاہ بے نیاز سے عبد القادر کے شفا کی درخوا کرتا تھا خدیو نگار کے آنے سے نہایت مضطرب ہوا اور بھیجا کہ بادشاہ میرے کھنڈ سر آرزوہ ہوا اور قاصد جان ہے مجھے زندہ بچھوڑ لیا اور اب عبد القادر اہل مقدس سے مر گیا ہے وہ غر اپنے اوپر مبارک نہ جانی یہ تجلیات اُسکے دل میں گزرتے تھے کہ ایک شخص اور اُس کی طلب کو آیا خوف و ہراس زیادہ تر ہوا اور چاہا کہ مکان کے عقب دیوار سے کود کر بھاگن کہ ناگاہ چھ سات آدمی اور متعاقب اُسکے طلب کو آئے شاہ طاہر تن رضا بقضاء دیکر لوازم وصیت بجالایا اور اپنے اہلبیت کو رخصت کر کے شہر یار کی خدمت میں روانہ ہوا اور جب خبر آمد اسکی برہان شاہ نے سنی خلاف عادت دروازہ تک استقبال کیا اور اسکا ہاتھ پکڑ کر عبد القادر کی بالین پر لیگیا اور فرمایا کہ عقاید مذہب اثنا عشری مجھے تلقین کر تو ساتھ اُس کے قیام کر دن شاہ طاہر نے اس بارہ میں تامل کیا اور کہا پہلے شاہ حقیقت حال بیان فرماوے اُس وقت یہ خاکسار جو کچھ مناسب دیکھتا عرض کر لیا برہان شاہ نے کہا اسقدر مجھے صبر نہیں ہے پہلے یہ مذہب اختیار کر لوں اُسکے بعد جو کچھ میں نے مشاہدہ کیا ہے مشر و حایان کر دن شاہ طاہر نے کہا بسبب اس اخلاص کے کہ مجھے بادشاہ کی خدمت میں حاصل ہے جب تک مجھے حقیقت حال پر آگاہ نہ فرمائیں گا خیر سگال اس مذہب کے عقائد ہرگز تلقین نہ کر لیا برہان شاہ نے قصہ خواب اور حکایت حالت مفصل ظاہر کی شاہ طاہر نے باطنیان تمام اسمی دوازہ امام علیہم السلام اور مناقب اور فضائل ایک ایک کے مذکور کر کے یہ بات کہی کہ ارکان اور قواعد اس مذہب کے اہلبیت کے قول اور اُن کے دشمنوں سے تبرا ہیں برہان شاہ نے اس بحر فیض اثر سے جام سرشار محبت اہلبیت نوش کیا اور ساتھ اس بیت کے مترنم ہو اہمیت سچے مبارک سحرے بود چہ فرخندہ شبہ آن شب قدر کہ این تازہ براتم داوندہ اور شہزادہ حسین اور عبد القادر اور اسکی والدہ بی بی آمنہ اور بھی مرد و عورت اور سائر اہل حرم اُس شراب اعتقاد سے بہرہ ور ہوئے اور سب نے نشان اہلبیت کی محبت کا بلند کیا اور جب خورشید خاوند مع تیغ و تبر سر مشرق ہدایت سے بر لایا برہان شاہ نے چاہا کہ خطبہ سے نام خلفائے ثلاثہ سا قفا کر کے خطبہ اثنا عشر پڑھاوے شاہ طاہر اُس وقت عجلت و شتاب سے مانع آیا اور



کوئی مافی نہا کہ اس سے الناس دعا سے حیرت کی ہوتا ہوا ہمارے عہد میں مذہب شتاہ عشرہ کی فکر ترویج میں رہتا تھا  
 جمہوریت و مصنف باکر رہاں شاہ سے عرض کی کہ شاہزادہ کی شعلے مارے میں ایک تیسرے مدوے کی ہر لیکن اُس کے  
 اطہار کے میں لاکھون عطریے تصور ہیں رہاں شاہ نے کہ شعلے و مرد کے حصول میں ہدایت کو مشعل کرتا تھا  
 یہ مات منکر شاہ طاہر سے و ما بعد تیسرے کی ہر سے بیان کردہ میں بھی اس میں حسب الامکان کو مشعل کرتا  
 اور کو شرا و عاصف ہر بیلا کو ان اور تھے کسی طرح کا گر دُکسی سے یہ ہو چکا شاہ طاہر نے کہا کہ میں جیگا رہا کا ادیتہ میں  
 رکھتا ہوں اس امر کا ہر کہ شاید وہ امر شریار کے مزاج کے موافق نہ آوے اور مجھے صاف ملکہ صاف فراوے  
 اور نظر کیا اثر سے گر کر اہل شہادت میں مبتلا ہوں رہاں شاہ زیادہ تر شتاق طریق شعلے و مرد کے استعمال کا  
 ہوا اور بدیادہ حمیت لیکھا شاہ طاہر نے حرأت کر کے اہل مرتہ اسی قدر کہا کہ اگر شاہزادہ آملی شب شعلہ پاوے تو  
 بادشاہ و حمد کرے اور تہرے کہ در حضر صرأت ائمہ معدون صلوات اللہ علیہم اجمعین کی اولاد کو کو صرأت سادات سے  
 ہر ہو چکا و جیگا رہاں شاہ نے کہا دو اور وہ امام کون ہیں شاہ طاہر نے بیان کیا اہل طریقتی ہر دو امام دادان  
 محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور شوہر حضرت طاہر و چہرہ امام حسن و امام حسین علیہ السلام و امام شریع  
 علیہ السلام جن اور سبط سے مافی الامون کے نام اور حضرت دین شتہ کے رہاں شاہ نے کہا میں نے امام دادان  
 امام کے عند غفلتی میں پس و لہرہ کی رسانی تھے آسوتہ سے کہ حکم بیات میرے گوش رو ہوئی تھی مگر کہ تو  
 کہتا ہوں کہ میں نے تمام دن میں رہاں شاہ طاہر نے کہا تو کیا تھی علی الدلی لی لایطہ کہ مرد دن کے نام لایطہ مذکور  
 نہ تو جیگا شاہ طاہر نے حسب طاقم دیکھا کہ اسرا مقصود محسن مدلل و مرگوار دن کے نام سے میں ہر میرے طلب  
 کیا اور یہی ہر اگر بادشاہ میرے ساتھ میرے کہ کو کچھ میں جس کہ دن اگر موافق طبع جانوں سووے آراہانی پتہ ہو کہ  
 تھے اور میرے مرد دن کو حضرت کہ عطا فرمائے اس شرط پر اے دل کا راہ عرض کروں گا رہاں شاہ نے یہ  
 امر قبول کیا اور لایطہ و پان کا لاکھ صفہ اقدس اور صمد شاہ شتہ کی تم کھائی کہ میں تھے آراہانی یہ ہو چکا دیکھا  
 اور روا دار و دوسرے کی ایدار سانی کا بھی سوچا شتہ کی عمارت وہ آسان و رہیں کہ کروایہ دار و پان ہیں کہ عدائے  
 کرو ہر کہ آکاہیست و مرد و ادان خود راہیست کہ کارار میں کو مختلف و میرا اگر ار روش مارا مد سہرہ حسب  
 شاہ طاہر کی خاطر شہر بار کے قسم و دوسرے و دوسرے قانع ہوئی رہاں یہی دوام و دولت میں کھو کر وایا کہ آج شب  
 جمع ہوا شاہ مد رکے کہ اگر حضرت پیر کا رمان اور دار امام علیہ السلام کے قرب و دولت کی برکت سے آج  
 شب کو شہر و حمد لقا کرد کو شفا عطا و حطہ انشا شاہ عشرہ ہو کر ان کے مذہب کے رواج میں کو مشعل کر دیا  
 رہاں شاہ کہ ہر شعلے و لڑکی امید رکھتا تھا اور اس کی رمدگی سے مابوس ہوا تھا کہ کلام سکر ہدایت محفوظ ہوا  
 اسی وقت جیسا کہ مذکور ہوا دست مبارک ایسا شاہ طاہر کے ہاتھ میں سے کرم و جان نکالا اور شاہ طاہر  
 اپنے مکان پر نہ گیا تمام رات شہزادہ حمد لقا کے چنگ کے قریب بیٹھا ہر چہ کو مشعل کرتا تھا کہ محاف تنہا  
 یہ لڑکے کہ نصرت ہوا سووے اور وہ حرارت کی حدت تا و جیگی سے ہاتھ بادن مانکر محاف پیکدیتا تھا رہاں شاہ نے  
 اپنے فرمدگی یہ حالت روی دیکھ کر دیا ایسا معلوم ہوا کہ ہر کہ شفا لقا و کج کی راحت کا جان ہر یہ ہدایت کرب میں ہر  
 محاف اسپر شفا لقا ہوا دیا کی کھا کر ایک ساعت خوش حال ہوا رہاں شاہ صبح تک اسی طرح سے ملول اور

دانشمند کی صحبت میں کہ صاحب جامع علوم ظاہری اور باطنی تھا اور ایش اس کے میں نے عمر بھر ایران اور توران اور ہندوستان میں کوئی فاضل اور عالم نہیں دیکھا تھا معزز ہوا اور نعمت عظمیٰ جاکر کتاب محبیطی کے پڑھنے میں مصروف ہوا اور اس جامع فیوضات و تنانی کی برکت اس بے بصاعت کے شامل حال ہوئی بہت ایسے مجاہدات اور ہزار معلوم اور منکشف ہوئے کہ طائر بلبل پر واز فہم انسانی اس کے مدارج عالیہ کے کنگہ کمال میں راہ نبین پاتا اور عقل نکتہ دان عقلائے زمان کو اس کے اطوار سے آگاہی نہیں ہر اور اسے فخر عظیم جانکر درس میں مشغول ہوا اور باطنی اور وصف کمالش عقلا حیرانند بقراط حکیم و ابوعلی نادانند بایں ہمہ علم و حکمت و فضل و کمال بدو مکتب علم و ادب بے خوانند بہرہاں نظام شاہ جو ہمیشہ علما و فضلاء کی صحبت میں رغبت فرماتا تھا اس قدوہ انام کی صحبت اور مجالست کا خواہاں ہوا اسی وقت ایک مکتوب شوق آمیز اور محبت انگیز ترقیم کر کے پیر محمد استاد کے ہاتھ پرندہ میں بھیجا خلاصہ مضمون اس کا یہ ہے کہ چاروں صبح گذر کن سوحد لقمہ اس بد چہ سوزنا ز قدم رتبہ کن بایں گلزار بد خواجہ جہان نے مجبور ہو کر شاہ طاہر کے واسطے سالان سفر درست کیا اور ۹۲۸ھ نو سوا سٹائیس ہجری میں بلدہ احمد نگر کی طرف توجہ فرمائی اعیان و اشرف چار کوس سے استقبال کے لیے روانہ ہوئے اور شاہ طاہر کو باغرازا و اکرام تمام شہر میں لائے برہان شاہ نے بعد از ملاقات مشمول عنایات خسروانہ فرمایا اور سر حلقہ مجلسیان حضور سے کر کے پایہ شہر قدر و منزلت کا تمام مقربان و درگاہ سے بلند کیا مشغولی توجہ نہ کر رہے تھے غم مار بد کہ صنائع نگر و اندت روزگار بد اگر ریزہ ریزہ زندان کا زہر بے قند تبغش بچہ بند باز بد اور بعد از فراغ مہلت سلطان نے اول سے زیادہ تر عظیم و تکریم میں کوشش کی اور شاہ طاہر سے مستدعی ہوا کہ قلعہ احمد نگر کے اندر مسجد جامع ہو اس میں مجلس درس منعقد کیے شاہ طاہر اس کے کہنے کے موافق ہفتہ میں دو روز وہاں جا کر علمائے پائے تخت کے ساتھ بحث علمی میں مشغول ہوتا تھا اور جمیع علمائے پائے تخت کے حاضر ہونے سے مجلس عظیم ترتیب پاتی تھی اور برہان شاہ کہ ذوق کلام بہت رکھتا تھا اکثر اوقات اس مقام میں حاضر ہو کر مودب بیٹھتا تھا اور جب تک درس و بحث سے علما مفروض نہ ہوتے تھے برخاستہ نہ کرتا تھا ایک دن وقت مباحثہ نے طویل کھینچا بعد تفرقہ مجلس برہان شاہ پیشاب کی شدت سے جلد مجلس میں گیا اور وایہ سے کہا کہ مجھے علما کے کلام سننے کا اس قدر شوق غالب ہے کہ اگرچہ شدت بول سے بدن اور شکم میں تکد پیدا ہوتا ہے مگر جب تک سخن تمام نہیں ہوتا میں برخاست نہیں کرتا الغرض جب ایک مدت اس طور سے گذری طائفہ حمد و یہ جو پوری کو کہ شاہ نے فریب کھا کر اپنی بیٹی نکھن دی تھی بلدہ احمد نگر سے نکال دیا اور اسی عرصہ میں شہزادہ عبدالقادر برادر شہزادہ حسین کا اور سب فرزندان میں چھوٹا تھا سوز مزاج ہم پہونچا کرتی محرق میں گرفتار ہوا اور برہان شاہ کہ اس سے نہایت محبت رکھتا تھا مضطرب ہوا قاسم بیگ حکیم اور بھی حکمائے ہند و اور مسلمانوں کو جمع کر کے فرمایا کہ اس فرزند دلہند پر کہ میری حیات اس کے ساتھ وابستہ ہے مسامحیہ میلہ مبذول رکھو اور اگر جانو کہ میرا پارہ و جگر اس سخت جگر کی تداوی کے واسطے بکار ہووے اس کے دینے میں مصائقہ نکر و بھگتا تم پہلو چیر کر میرا جگر تادروہ کر کے اس کے علاج میں صرف کرو کہ اس کی زیست اپنی حیات پر بہتر قبول کرتا ہوں خلاصہ یہ کہ ہر چند حکمائے درگاہ نے اس کی اصلاح میں کوشش کی اثر پذیر نہ ہوئی اور روز بروز مرض بڑھتا گیا اور طاقت نے جواب دیا آخر کہ یہ نوبت پہونچی کہ برہان شاہ نے عالم اضطراب میں براہمہ کے کہنے سے تجا نہ میں صدقات بھیجے اور کافر و مسلمان

طمان اور چراغ کشان اور نمودار اور رملیاں اس پر جمع ہوئے ہیں شریعت پھر کرواج اور رولق پر مبنی در سلطان  
 کن کے ساتھ بھی انہی مراسلات اور مکاتبات معروض رکھتا ہے شاہنشاہ کے ہر ماہ طلب تھا اور طلبہ  
 معصوم عرائض کے حرف ذہب ہر ماہ کے حکم کیا کہ پرواہ اس کے قتل کا لکھا عاویس سر راہ حسین اس  
 قصہ پر مطلع ہوا اور سمجھا کہ یہ معاملہ اصلاح پذیر ہیں ہر ایک بیک صدارت قرار کو کہ اس کا محل اختیار تھا کشان  
 کی طرف متعلق تمام رواد کیا اور رانی یہ بیجا م کیا کہ اب پرواہ ایسا ہو چکا ہے صلیح یہ کہ وہ برادر محمد  
 آغا بھی اس حصر کے قتل مکان کر کے اس بادشاہ قہار کے قلمروئے بیکھا وین شاہ طاہر یہ حصر سر سبز و سرسبز  
 ہوا اور احوال اور انتقال سے قطع نظر کی اور لہل و حیا لہ کو ساتھ لیکر سرعت تمام اور احسن ذکر و تاریخ  
 سر بائیں ہندوستان کی حریت کی اور مدد و حصہ دین کی ہمت متوجہ ہوا اور اتفاقاً اس سے جس دن گذشتہ  
 ہندوستان کی طرف رواد ہوئی تھی ہو چکا تھا اور اسے اما جمعہ ہم حیات سحانی سعید مراد شاہ طاہر پر چلی لانا دھڑے  
 جمعہ کی سحر کو وہ بین جوسا در ہند سے ہر کالایا مقبول ہو کر حبث و حیا لہ کو وہاں قتل آل کے پاس تھا کشان  
 میں پہونچے اور شاہ طاہر کی حصر و اس سرعت تمام تعاقب میں روانہ و دان ہوئے جو شہادت ابرہہ سلمہ  
 اس کے متعلق تھی کہ شاہ طاہر طاقت محمودیلا و کن کو قدم معین مقدم سے رشک بگشتن ادم کرے اور  
 ناشدگان اس سے نو سرعت حاصل کر کے سالک راہ سدا و مصلح ہو دین لہذا شاہ ایران کے تلمس ر  
 ساحل دریائے عمان پر اس وقت پہونچے کہ وہ سیدقتی راہ و دو ساعت پیش رفتی سلامت میں شہید ہندوستان  
 کی طرف رواد ہوا تھا کتنے بین شاہ طاہر سحر کو وہ شہر حیا لہ و بین ہو چکا تھا مصلح عادل شاہ و رما تیر  
 کے سوا کسی بظاہر نظر عنایت مددول رکھتا تھا اس کے احوال پر مشغول ہوا آخر لا مرج ادا کرنے کا قصد  
 ہو کر مدد و حیا لہ کی حاص رواد ہوا تاکہ سعیدہ توفیق میں سوار ہو کر زیارت مکہ بظہار و مدیر رسول اللہ صلیع  
 زیارت مشاہد مقدسہ امیر المومنین اور امام حسین و دیگر ائمہ سے مشرف ہو اور حب دعوہ سے اطمینان ہو  
 تو وطن مصلیٰ کی طرف مراجعت کرے اس قصد سے چلا تھا اتفاقاً اشماس راہ من قلعہ برہہ بین دار و مولیٰ  
 حواہ جہاں دہی نے حواہ لے سلطان سعید سے تھا اور اس کے بعد نظام شاہ سے بھی ہو کر اس قلعہ میں  
 رہتا تھا شاہ طاہر کے قدم سعادت لہم سے حصر کر قسم صبر کی عظیم و تکریم سے لکن کوتاہ یا اور رسالہ و ملحق  
 تمام الناس توفیق کی اور اس کے فرزند ملک ملی کے پڑے میں مشغول ہوئے اور اتفاقات سے اسی حصر  
 میں برہان شاہ نے کلافات اپنے اوسا و مولانا پیر محمد شیروانی کو برسم رسالت حواہ جہاں دہی کے  
 پاس پر مدہ میں بھیجا اور وہ وہاں شاہ طاہر کی خدمت میں موہبت میں حاضر ہوا ایک ملک بصورت شہر  
 اور ایک جہاں لباس و عدت دیکھا سمیت مہی گاہ فائش آموری ہر قسمی وقت مجلس اموری ہیں جناب  
 کو دولت شرف اور نعمت غیر مرتب خاکبرس روز تک کتاب محلی کے پڑے میں مشغول رہا اور تمام دکن  
 میں یہ علحدہ ہو کر پردہ اسے سر کر گوا کے وجود سے مرہن اور مسوہ ہو کر یہ محمد راہ و ستارہ کے شاگردوں میں افکار  
 رکھا ہو گیا پھر پھر برس روز تک تقریبات اظہار کردان مقیم رہا اور حب احمد کی طرف معاونت کو کے برہان شاہ  
 کی لاجرت سے مشرف ہوا آن حضرت نے دلیک اور توفیق کا منصب پوچھا جواب دیا کہ اس میں سعید میں ایک

شخص کو کہ عبد اللہ صوفی کہتے تھے بھیجا اور وہ شخص کہ میمون قداح کے فرزندوں سے تھا اُس کے ہمراہ مغرب کی طرف گیا ابو عبد اللہ صوفی نے استقبال کیا اور اُس نے غلقت مغرب سے کہا میں امام ہوں اور مصلحت کہتا تھا وقت ظہور امام کا نزدیک ہے اور آپ کو فرزند ان امام اسماعیل سے شمار کر کے ہمدی نام کیا اور لوگوں نے القادر باللہ عباسی کے عہد میں ایک عنصر اسکے بطلان کی نسب کا ساتھ امام جعفر صادقؑ کے تحریر کیا اور بعض کہتے تھے کہ ہمدی بیشک و شبہ اسماعیل کی نسل سے ہے اور روایت کے سبب ہمدی اور اولاد اس کی علوی ہوئی اور ملاحظہ بلا دجیم یعنی حسن صباح اور ابتلع اس کے کہ اعیان سہیلیا سے تھا اور بلاد قستان و الموت میں حکومت کی تھی وہ بھی ساتھ زندہ و احاد کے منسوب ہیں اور بعد تر قیام اس روایت کے کہ بعض حکایات آئندہ میں دخل دیتی ہے اور بقوی کلام ارباب حسد و تہمت ہے ارباب کمال کی خدمت میں عرض گزار ہوتا ہے کہتے ہیں کہ اوائل دولت اسماعیلیہ میں ایک شخص نہیں سے کہ بزم فیض و درع انصاف رکھتا تھا اور علم فقر اور تقویٰ میں علم ہمارت بلند کرتا تھا ترک دنیا کے لباس درویشان میں در آیا اور خلائق کو ساتھ مذہب اثنا عشری کے دعوت کر کے اپنے جد اسماعیل کو امام نہ جانتا تھا اور اہل مصر و مغرب نے اعتقاد و صادق اور ارادت کامل ساتھ اس سید کے سدا کی اور حقوڑے عرصہ میں اسکا عقبہ علیہ مرجع طوائف انام ہوا اور اُس کے فرزندوں سے ایک بعد دوسرے کے سجادہ نشین ہو کر مذہب شیعی کی تقویت کرتے تھے اور اُس کے بعد دولت اسماعیلیہ نے شہسہ پانچ سو سات ہجری میں عزل اور انقراض قبول کیا خطبہ بنام خلفائے عباسی مزین ہوا اور توطن سادات علویہ کہ وارث ملک تھے اُس طرف متعسر ہوا اور ہر ایک ایک گوشہ کی طرف روانہ ہوئے اور آخر میں ایک سادات سجادہ نشین نے موضع خوندین جو معنافات قزوین سے ہے اور گیلان کی سرحد میں واقع ہے توطن اختیار کیا اولاد اس کی سادات خوندیہ مشہور ہوئی اور قریب تین سو سال مسند ارشاد کو اپنے وجود باوجود سے مکرر رکھا اور سلطین اور حکام عصر کے نزدیک مغرور و مکرم ہوا اور جب خلافت سجادہ نشینی شاطہاہر حسینی کو پہنچی اور رتبہ اُس کا علوم ظاہری اور باطنی اور فصاحت بیان اور طلاقت لسان اور بناہت شان اور سیرت و صورت میں باپ دادا سے افزون تر ہوا شیعیان مصر اور بخارا و سمرقند اور قزوین وغیرہ دست ارادت اُس کے دکن میں محکم کر کے باعث شہرت عظیم ہوئے اور شہنشاہ ایران شاہ اسماعیل صفوی نے جو خود پیری اور مریدی کی برکت سے صاحب دستگاہ ہو کر منصب جلیل القدر بادشاہی میں پہنچا یا تھا اسیلے درپے اُس کے ہوا کہ سلسلہ جمیع مشائخ مالک محروسہ کو مٹائے علی الخصوص سلسلہ مشائخ خوندیہ کو مستاصل کرے اور میرزا شاہ حسین صفہانی نے جو ناظر محکمہ شاہ اسماعیل تھا اور شاہ ظاہر کے ساتھ ارادت صادق رکھتا تھا آدمی اُس کے پاس بھیج کر حقیقت حال سے اُسے مطلع کیا شاہ ظاہر سلامتی ترک درویشی ظاہری میں سمجھا اور بساط سجادہ نشینی کو چھپوہ کیا اور ابتدائے سلسلہ نو سو چھپیس ہجری میں حوالی سلطانین میں بذریعہ میرزا شاہ حسین اور بعض ارکان دولت و دربار و لکشاے بادشاہی میں رسائی پیدا کی اور مسلک علویہ حضور میں منسلک ہوا اور اس سبب سے گاہ گاہ شاہ بنظر عبرت اُسے دیکھتا تھا شاہ ظاہر بوسیہ میرزا شاہ حسین منصب تدریس کا شان حاصل کر کے اس طرف گیا اور طالب اور مریدوں کے ہجوم لا نہ سر مسند تعلیم اور تعلم نے فروغ پایا اور مریدوں نے بھی اطراف و جوانب سے کاشان کی طرف توجہ کی اور اُس بلدہ کے رئیسوں نے اُسے حسد ایک عرصہ متضمن بہ سرائے تہمت شاہ کو لکھا کہ حال اسماعیلیہ اور اُنکے واعیان کا اظہر من الشمس ہے احتیاج گزارش کی زمین ہے شاہ ظاہر اس عرصہ میں معتد اس جماعت کا ہے اس مذہب کے رواج دینے میں کوشش کرتا ہے اور

محمد ان اور چنانچہ  
کثرت کے ساتھ بھی  
مغربین عراض کے  
غیب پر ہندو  
کی غلٹ اسماعیل قیام  
الہامی میں غیب سے  
حوالہ اعیان و اذکار  
سراپہ ہندوستان  
ہندوستان کی طرف  
معدی ہندو کو ویر  
جذیبہ ارباب  
س کے شعلہ بھی  
بناہت شہرت  
سائل دریا سے  
کی طرف روانہ ہوئے  
کے سوکس خانہ  
ہر ہندو چوں کی  
ذیارت شاہ مقد  
زادین ملان غلٹ  
خواجہ عیان و دینی  
رہنا تھا شاہ ظاہر  
تمام ناموس و توقیت  
منابران شاہ  
باس برادر میں بھیج  
اور ایک عیان غیب  
کو دولت شکر  
میں یہ غلط ہو کہ  
رکشاہی ناہر محمد  
کی لذت سے



سبب کیا ہو کہ آپ ویرانی احمد نگر اور واقعات سابق کو فراموش کر کے ایسے فقرات نامناسب مرقوم کرتے ہیں اگر آپ سبب ہجرت اور سرپر دہائے کنہ شاہان مندو کے مغرور ہوئے ہیں گنجائش نہیں رکھتا ہو اور جو خطاب شاہی پر نازان ہو کر فرماتے ہیں اس معنی نے اس طرف بوجہ اکمل و اتم صورت ظہور پائی ہو کس واسطے کہ ہم نے شہنشاہ ایران سے جو پیغمبر آخر الزمان کا فرزند ہر خطاب شاہی پایا ہو تم گجراتیوں کے سرخیل کے سبب سے اس مرتبہ کو پہونچے ہو خیر اب اگر مثل ان امور کے خیال کرنے سے نام و اور پشیمان ہو جاؤ زہے سعادت اور چونہیں تو اب ہم اور ہمارے اعیان تلوارین برہنہ کر کے میدان میں کھڑے ہیں بلوغ نظام شاہ سے برآمد بھیجے اور زور بازوی تہمتناں عادل شاہی دیکھے نظام شاہ اس نفرین سے نہایت شرمندہ ہوا اور فوراً سرپر دہ باہر بھیجے اور دوسرے دن کوچ فرما کر موضع آمنہ پور میں جو آباد کیا ہوا شہزادہ حسین کی والدہ کا تھا چند روز اجتماع سپاہ کے واسطے مقام کیا اور اس کے بعد جب کہ حالت منتظرہ نہ رہی مع توپخانہ اور سامان جنگ بسبیل استعجال عادل شاہ کی سرحد کی طرف متوجہ ہوا اور بعد از مقابلہ فریقین ناکرہ قتال شعلہ زن ہوئی اور جانبین سے مردان مرد اور دلیران معرکہ نبرد میدان میں حملہ آور ہوئے اور شمشیر بران اور سنان جانستان کی ضرب سے خاک معرکہ کو ایک دوسرے کے خون سے گل کیا اور آخر کو شکست لشکر احمد نگر پر پڑی اور اس روز ہولناک بین غریب زاد ہائے غم و سال سچا پور نے داود مدی اور مردانگی دی اور احمد نگری فوج کو متفرق اور پریشان کیا اور شیخ جعفر مغزل برہان شاہ کو مع سپاہ اس معرکہ سے سلامت باہر لایا قریب دو تین ہزار احمد نگری مارے گئے اور توپخانہ اور گھوڑے اور ہاتھی بہت لشکر عادل شاہی کے ہاتھ آئے اور برہان شاہ کی عجب و مخمین بہت تخفیف ہوئی اور بعد چند روز ایک جماعت فریقین نے درمیان میں آنکر دو لون بادشاہ سے ۹۳۹ھ نو سو و تالیس سچری میں سرحد پر باہم ملاقات کرائی اور بعد گفت و شنود اور رد و بدل کے یوں مقرر ہوا کہ نظام شاہ مملکت بابر کو اور عادل شاہ ولایت تلنگانہ کو مسخر کر کے دکن کو آپس میں برابر تقسیم کریں قضا راٹھین سنو ات میں سمجھیل عادل شاہ فوت ہوا اور تمام مقدمات ملتوی ہو گئے اور ۹۴۰ھ نو سو و چالیس سچری میں برہان شاہ نے شاہ طاہر کی دلاالت اور ارشاد سے محبت الہییت کی اختیار کی اور نام خلفائے ثلاثہ خطبہ سے موقوف کیا عبادا باللہ و معاذ اللہ لیکن ایک بزرگ نے یہ بیت فرمائی ہو بہت ہر کہ در سایہ آن سرو ہی قد باشد ہم جاش زیر علم سبز مجید باشد اور جو کہ نشان دوازده امام علیہم السلام کا سبز تھا اور قیامت کے روز بھی علم حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سبز ہوگا برہان شاہ نے شاہ طاہر کی رہنمائی سے ہجرت اور نشان اپنے سبز کیے اور بھرتیوں کو وظیفہ دیکر حکم کیا کہ کوچہ و بازار اور مساجد اور معاہدین خلفائے راشدین اور ان کے پیروان کے لعن و طعن میں مشغول رہیں اور اس روز سے کہ یوسف عادل شاہ اور سمجھیل عادل شاہ نے امرائے گجراتی مذہب کے خوف سے کہ راضی کش تھے انھیں معدوم کیا نظام شاہ کامران ہوا اور بیان اس مقال کا مقتضی اس کا ہو کہ کچھ حوالہ شاہ طاہر کا بھی بشرح و بسط مرقوم کروں ناظرین پر تکمیل کو واضح ہو کہ شاہ طاہر اولاد سلاطین اسمعیلیہ مصر اور افریقیہ سے ہو جنکو علویہ بھی کہتے ہیں اور تاریخ حبیب السیر میں مسطور ہو کہ اسمعیلیہ نے بلدہ مغرب اور مصر میں بغزت تمام سلطنت کی اور مدت حکومت انکی مؤلف کے عقیدہ میں دو سو چھیاسٹھ برس ہو اور اول جس شخص نے اُس طائفہ سے ظہور پکڑا اور مالک زمام جہان بانی ہوا اسے ابو القاسم محمد بن عبد اللہ الممدی کہتے تھے اور یہ ممدی بقول اکثر و شہر اسمعیل بن جعفر الصادق علیہ السلام کی نسل سے ہو محمد اللہ مستوفی نے عیون التواریخ میں اُس کے باپ کی اسمی اس طرح سے نقل کی ہو

الہدیٰ ابن محمد بن احمد  
نویں نے ممدی کی  
دکن قتل سے  
حضرت نادر انیس  
اس حدیث میں کیا ہے  
سومالی سچری میں  
رنگین شمشیر  
بابت ملو یہ نہ کی  
فرما ہو کہ جو زمین  
بہت حدیث  
چھ مہینہ  
بن ملو میں شاہ  
بن حسین غازی  
مستضر احمد بن  
نسبت عبد اللہ  
بن القاسم بن  
جوئی تاریخ جہان  
بن نادر صف  
کے بدل کر کر  
کی امداد نصرت  
امام جعفر صادق  
اختیار کی اسے  
ہو لیکن ایک  
فصل اول پر لکھا  
اور محمد بن علی  
کثرت سے ممدی  
اسمعیل بن  
اور ایک کو کا  
کی طرف دعوت

گو دیکھیرے رہاں شاہدادا اوس محوئے کوروش دکن گرم میرا مدد سے تیر کیا اور کا وہ تاثیروں اور پونی اور  
 بوقدمہ برنگہ سلطان سادو سے اس شہسوار کی تعریف میں رہاں کولی اور یہ فرما کر یہ سواری لے چہ خوشا  
 ہین چہ اشارہ کیا کہ آفتاب گریہی چہ اور سوچ بھی سعید کہ مادشاہ مدد سے لے گئی اُس کے فرقہ پر تعین کی اور  
 محمد شاہ اور خداوند خان کو حکم کیا کہ رہاں شاہ کے سر پر چہ اور سوچ بھی مدد سواری بن لگا کر سوار ہوئے ماسر  
 لیا وین اور اُس کے دائرہ میں جا کر سوار ہوئے سلطان محمود غلی اُس کے واسطے ایستادہ کر کے سار کیا وکین اور دوسرے  
 دن سلطان بہادر نے چاکر بھی ملائی خدمت کے سمت بچا کر لوازہ میں عالی حریف دریا اور تمام شاہ اور شاہ طاہر اور  
 میرین محمد شاہ اور شیخ عارف و التوج اڈیا کو طلب کر کے اُن کو سیر ہٹھایا اور بچکھات رسی اور تو اسعات عربی میں کوئی وقفہ  
 ورتکا نہ تھا کہ کیا پانچ راس کو کھوئے اور دو دیکھیر مل مس اور بارہ ہرن کی مقام شاہ کو کئے اور دو گھوڑے اور ایک بکر  
 میل کلان شاہ طاہر کو رعایت دیا اور عالم حال بیوتی کے بننے کو کوہ بھی عالم خان خطاب پلا رصہ و جاگیر سے سہرازا اور  
 جتاہو تھا اُسے بھی کفایت کرید و خوشی مرلن دیا اور سو ستا کر رہاں شاہ چکان کو کھیلنا جو ریب و دھڑکی مقام شاہ کے  
 ساتھ سہرا ہو کر کے اور کد کو بیچ کر تارہ لسطے تمام چکان مانی کی پھر اسی طرح سے دو دنوں مادشاہ سہرا سہرا ہ سے  
 مراد ہوئے اور عہدہ اسراہم اور سایا جی کشیشک اور زہریں لے ہوئے ایستادہ تھے ملاحظہ میں حلال سلطان صلاح  
 لے اگر چہ کسب کسب و احاطہ دیا لیکن ان سب شیشکون میں سے ایک بکھیل مصحف اور ایک شمشیر کر اُس پر ایک  
 حملے حساس متوش تھا اور چارہا بھی مست اور دو گھوڑے عربی لنگر دیا کہ میں نے اپنی تمام پیریں مع مالک و دکن  
 مقام شاہ کو رحمت فرمائی اور اسی وقت رحمت عطا کر کے احمد کر کو ما پس جانے کی اجازت دی محبت ارا کا  
 شاہاں مرکب رعدان کر دہ عہدہ راس اور اصرہر شاں کر دہ رہاں شاہ نے مراجعت کر کے حسب الاکھاٹ رحمت تباد  
 میں منزل کیا شیخ بہاں الدین اور شیخ رہن دس کی ریارت کی اور جھڑکے عہدہ روں کو مدد و صدقات و امداد سے  
 مسرور انقلاب اور خوش ہمت کیا کہ کچھ ششکشی کل چھپے تھا خاص تھک کے کنہر سے استقامت ورائی اور چہرہ رو  
 اس حد و مسرات و کشت کی سیر کی اور عیش و عشرت میں مشغول ہوا اور بوجہ تحریر مراں شاہراہ حسن اصر  
 کا لوزی اور بھی ملا ملا حیان احمد کرین اچیان عادل شاہ اور ظف شاہ اس کی ملازمت میں حاضر ہوئے اور  
 سب نے مبارک داد دی اور اس سب سے کہ در میان بہاں شاہ اور شاہ گہات کے عہدہ مراجعت ماکل  
 تر ایل چو کر ایک کام معلوم و جمع میں کیا اور پنے تنبیہ را بیان اطراف ہوا اور کا لوزی کے من میں ہر سے پچہ بیسے کی  
 کی مدت میں راہما سے مرہو جو محمد مقام شاہ سے اُس وقت تک رہے ہوئے تھے طبع اور مراں رہا ہوئے  
 اور جس قلعے سے ملک لئے اور شاہ طاہر کو محرم اسرار و شاہی کر کے جاگیر بن ملائی اور دریر عطا ورا بن اور غلام ابراہیم  
 کو خطاب لطیف غلام اور سامی کو پرتاب دے خطاب دیکھو مراں درگاہ سے کیا اور باع مقام کی عمارت جو گھوڑوں نے  
 حرات کی تھی اور اُس وقت تک مرستہ ہوئی تھی کا طبع صلاح و مرمت ورائی اور کھل عادل شاہ نے ۹۴۹ھ  
 سوار جس بھری میں قصد تیر تھکے کلان اور قدہ ہار عہدہ سے صحت ورائی امیر برید مقام شاہ سے ملک اور اعات  
 کا تھی ہوا اور مقام شاہ لے اور روئے عہدہ عادل شاہ کو کتب لکھ کر اُس قلعے کی تعمیر کی حالت کی اور عادل شاہ لے  
 اُسکے درجہ کلام و رشت و ملائم تحریر کر کے یہ شکایت کی کہ تم سے اس قسم کے سلوک بھی مشاہدہ سوئے تھے



اور سالہا سال مسند کا مرانی پر بغاوت و شوکت شکن ہو کر زندگانی بسر کرین برہان شاہ نے کہ بادشاہ قاتل و دانا تھا ستیزہ سے پہلوتی کر کے شاہ طاہر کی التماس قبول کی لیکن ہیوقت شاہ طاہر نے یہ تدبیر دلیغیر سوچ کر عرض کی کہ بندہ کے پاس ایک مصحف بخط امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام ہے اور سلطان بہادر یہ خبر سنا کر اس کا خواہان اور شائق ہے میرے دل میں یہ آتا ہے کہ یہ مقدمہ خداوند خان کے درمیان رکھ کر روز ملاقات فرقان حمید کو ہمراہ لے جاؤں تو سلطان بے اختیار ہو کر تخت سے اتر آوے اور استقبال کے واسطے روانہ ہووے برہان شاہ یہ تقریر سن کر نہایت خوش دل ہوا دوسرے دن جب شہنشاہ شرتی لینے آفتاب جہاں تاب نے تخت نہ پایہ فلک پر قدم رکھا بالافاق میران محمد شاہ اور شاہ طاہر اس مقام کی طرف کہ ملاقات کے واسطے ترتیب دیا تھا متوجہ ہوا اور جب یہ سب ممکن بادشاہی کے قریب پہنچے شاہ طاہر نے مصحف اقدس سر پر رکھا اور بالافاق برہان شاہ سراپہ دین داخل ہوا جوین سلطان کی دور سے نظر آن پر پڑی خداوند خان سے استفسار فرمایا کہ شاہ کے سر پر کیا ہے خداوند خان نے کہا قرآن شریف بخط امیر المومنین علی علیہ السلام سلطان بہادر بے اختیار تخت سے اتر آوے اور استقبال کرے روانہ ہوا اول مصحف مجید کو لیکر تین مرتبہ بوسہ دیکر آنکھوں سے ملا اور اسی طرح ایستادہ ہو کر برہان شاہ کا سلام لیا اور گجراتی زبان میں فرمایا جونی بیہ حال داری اس نے فارسی میں شکم ہو کر جواب دیا کہ از نیاز مندان جنابم و از در دولت بادشاہ خوشوقت و خوش عالم پھر سلطان تخت پر ٹھکن ہوا برہان شاہ اور شاہ طاہر اور محمد شاہ متقابل میں ایستادہ ہوئے اور سلطان بہادر کو شاہ طاہر کے ایستادہ ہوئے سے نہایت اضطراب ہم پہنچا تکلیف جلوس فرمائی شاہ طاہر نے عذر کیا جب تین مرتبہ بیٹھنے کی تکلیف دی شاہ طاہر عرض پیرا ہوئے کہ حکم جہاں مطلع سر آنکھوں پر ہے لیکن بندہ نظام الملک کے ساتھ نسبت نفری اور صاحبی کی درمیان میں رکھتا ہے شرط ادب نہیں ہے کہ وہ ایستادہ رہے اور بندہ بیٹھے سلطان نے لاچار ہو کر فرمایا وہ بھی بیٹھے شاہ طاہر نے برہان شاہ کا ہاتھ پکڑ کر بٹھایا اور خود زیر دست اس کے ازرے ادب بقا صدر نیچے بیٹھا سلطان نے کلام شروع کر کے ہمزبانی بہت فرمائی اور فارسی میں شکم ہو کر یوں برہان شاہ سے کہا درین مدت تلخی انقلاب ایام چون گذرا نیدی و ناسازی روزگار چون بانہار سائیدی برہان شاہ نے مراسم تعظیم پیش پونچا کر یہ جلیب عرض کیا ادا بارے کہ انتقام آن باتمال باز گرد و فراتے کہ آخر بوجہ حال انجا مدحلاوت اختتامش مرا دست و ابتدا فراموش گرد و بجز اللہ تعالیٰ و تقدس کہ انچہ بسا لہا سے دراز گذشتہ بوجہ این حلاوت یک لحظہ تلافی آن ہمہ کرد جب سلطان بہادر نے یہ جواب برہان شاہ کا سنا زبان تحسین و آفرین میں کھولی اور میران محمد شاہ سے کہا تو نے سنا کہ برہان الملک نے کیا جواب باصواب دیا اس نے عرض کی جو کہ بندہ دور تھا خوب نہیں سنا چنانچہ سلطان بہادر نے سوال و جواب ایک بار با و از بلند اس طور سے کہ تمام حضار دور با سرین بیان کیے شاہ طاہر نے ایستادہ ہو کر عرض کی کہ یہ امر اثر التفات سلطان سے حاصل ہے اور امید قوی ہے کہ روز روز آثار عنایت و شفقت زیادہ تر مشاہدہ اور معاینہ ہووین سلطان بہادر نے ٹپکا اور خیر اور شمشیر مرصع جو زیب کمر تھا کھول کر اپنے دست مبارک سے برہان الملک کی کمر بن باندھا اور جو کہ اُس نے اس زمانہ تک لفظ شاہ اپنے اور بالافاق نہ کی تھی فرمایا خطاب نظام شاہی مبارک ہووے اور اُس کے بعد اپنے اسب خاصہ پر سوار کر کے کہا میں نے سنا ہے کہ شاہ گھوڑے کی سواری خوب جانتا ہے اس گھوڑے عربی خاصہ تندر قمار تیز گام پر سوار ہو کر سسر پروہ کے



شرف ملازمت سے مشرف مرادین سلطان سوار سے سرسری ملاقات شاہ طاہر سے کی اور اپنی تعظیم و تکریم میں  
توجہ فرمائی پھر جدا ہو کر حاکم نے اس حساب کی دانشمندی اور سخاوت و نیشی سے آگاہ ہو کر تدارک امانت کے واسطے  
ایک مجلس عظیم آراستہ کی اور اپنے ایک مقرب کو شاہ طاہر کی طلب کو بھی احسن وقت کے حاضر ہوا تمام علماء اور کار  
سے ملازمہ دیکر کہا کہ اگر ہم سے آپ کے ملازمت کی مسرت کسی طرح کی نصیحت واقع ہوئی ہو مگر احدہ لغزادین کو واسطے  
کہ مجلس اول میں آپ کے مرتبہ کے فائق ہونے سے سلوک نہ کیا لیکن اس مجلس میں آپ کی فراخ نشان کے موافق اہم  
امور اور اکرام سما لائیں گے مقبول ہو کر جمیع علماء کے کلمات اور حادثات کو اس مجمع میں حاضر تھے ہر ایک اپنے کو اعظم علماء سے  
شیعہ سے حاضر تھا تقدیم نبوی والا نیشی شاہ طاہر سے رشک لینے اور دیگر حد کو خوش بین ملنے اور کلمات ناشائستہ  
انہاں پر جاری کر کے بچ و تاب کھانے لگے سلطان سوار نے حد و دفع کو حکم دیا کہ ہر شخص کی اپنی مجلس میں جمع کر کے شام ظاہر  
سے صحت علم لینے جس مجلس مستعد ہوئی اور تمام علماء شاہ صاحب کے حالات سے واقف ہونے لگی موزیت اور حیلہ کے  
لے اختیار و توفیق ہوئے اور آپ نے اعتدالی سے باہر پورے بیان ہوئے اور یہ اہم سلطان سوار کے سرسراہٹ پر بیٹھا  
اقبال ملک کے اہتمام و معاونت میں حد سے زیادہ تر کوشش کی اور دین میں جیسے کے حصص اہل صرف اردالی فرمائی ہوئے  
نوسو سیکس ہجری میں جب سلطان سوار و سلطان علی علیہ السلام ملاقات ہوئے اور سلطنت سوار سے تقریب میں نایاب ہونے سے زیادہ تر  
سلطان سوار کی شوکت سے متوجہ ہوا و شاہ طاہر کو پھر ہوا و سیدور زمین کے حق کی سارکسا کے واسطے روایہ ایک  
تھاراح و مت کے رہاں پورین ہوئے سلطان سوار بھی اس ملکہ میں آکر میران محمد شاہ نے شاہ طاہر کی ملاقات سے  
سلطان کو بخوبی تمام معلوم کر کے احاطہ تمام شاہ کا لائل و راہین حاضر نشان کیا اور کہا صلاح دولت اس پر کیا  
ہوں کہ شاہ کی موزیت کر کے اپنا مخلص کرین سلطان سوار جو بادشاہ صاحب و امیر تھا اور نکلے دے دورا کر کر لیا  
دل میں راہ و دینا تھا یعنی چاہتا تھا کہ بادشاہ دہلی کے ساتھ ہم سفر کرے تاہن محمد شاہ کی اپنے صلے دل میں ملوہ  
گرم کر کے وہ امر قبول کیا محمد شاہ نے شاہ طاہر کو خطاب و مایات سے قوی پشت اور ماضی کر کے تحصیل تمام  
امور کر لیا پھر کہ رہاں شاہ کو حلی رہاں پور کی لگ سلطان سے ملاقات کرانے شاہ طاہر سے سرعت تمام ہم سفر  
میں ہوئے پھر رہاں شاہ کو تکلیف رہاں پور کی روانگی کی دی رہاں شاہ نے اول حال سے ہٹا کر کیا آخر کی بجائی  
کے کسے سے یہ امر قبول کیا اور اپنے ٹپے شاہراہ جہین کو دیکھ کر کیا اور جمیع امور ملک محمود کا جو جی سے  
رجوع کیے اور ایک جامعہ تعلیم کے صدر کے سوار و پناہ سات ہر راہی سے تھے ہر ملے کہ شاہ طاہر کے اتفاق  
رہاں پور کی طرف متوجہ ہوا و احمد اسراہیم و میر قوی اور سامانی شہ تونس کو لیلان لیلی گری حاضر تھو کر کیفیت ملاقات  
اور زمین پیشکش اور امور دیگر اپنی رعائے سے بیشتر رہاں پور کی طرف محمد شاہ کے پاس روانہ کیا اور حکم کارواک  
تبی موضع مانکد پورے میں جو رہاں پور کے قریب ہے جو پناہ محمد شاہ نے استقبال کر کے انھیں سے ملاقات  
حاصل کی اور متفرقات چند روز چند یون مقرر ہوا کہ سلطان تخت پر احاطہ کرے اور رہاں شاہ تسلیم محاکم  
حدودت میں اساد و رہے رہاں شاہ نے شاہ طاہر کو حکومت میں ملا کر دیا یہ ہرگز ہوگا کہ ملان تخت پر بیٹھا  
میں سلام کے استادہ ہوں ہتھ پر کریم مع ارادہ کے کہ اپنا کام کارساز جیتی کے سپرد کرین شاہ طاہر نے  
کما شرط دیا داری کی یہ کہ ایک روز راجی صلاح دولت کے واسطے مہربانیت فرمادی گوارا و اہم یادین

کہ شجاعت اور بیباکی امیر بریدی کی نجوبی تمام جانتا تھا فوراً مستعد قتال ہو کر امیر بریدی کے بعد روانہ ہوا جس وقت آتش جنگ شعلہ زن لگی اور امیر برید اور بہادران عادل شاہی حرب میں مشغول تھے کہ نظام شاہ نے ہونچکر حملہ کر کے گجرات کو منہزم کیا سلطان بہادر نے جب نظام شاہ کے پہونچنے سے خبر پائی خداوند خان اور عہد الملک اور صفدر خان اور اکثر امراء کے کان کو ان کے مدافعہ کیواسطے بھیجا اور وہ جماعت جبل پنی فوج کے ہمراہ متوجہ قتال ہوئی اور عالم خان میواتی جو عہدہ سرداران احمد نگر سے تھا حملہ اول میں مارا گیا برہان شاہ اور امیر بریدی نے صلح توقف میں ندیکھی باگ معرکہ سے پھیری اور بجاک کر کوہستان میں پناہ لی اور جب سمجھے کہ لشکریان گجرات مرویدان میں ہم ان کے مقابل نہیں ٹھہر سکتے تو کانوڑی کے کٹنے سے آدمی میران محمد شاہ اور عماد الملک کے پاس بھیج کر طلب صلح ہوئے اور وعدہ واپس دینے فیلان اور قلعہ کے اپنے ساتھ ملا لیا میران محمد شاہ اور عماد الملک دونوں مل کر خداوند خان گجراتی کے پاس گئے جو وزیر سلیم النفس اور نیک اندیش خلایق تھا اور کہنے لگے کہ ہمارا مقصد یہ تھا کہ سلطان کی مدد میں ہونچکر پاتری اور باہور نظام شاہ کے قبضہ تصرف سے برآوردہ کریں اور خطبہ برار اور احمد نگر کا سلطان کے نام پر حکم ہر سال تحفہ دہایا اُسکے واسطے ارسال رکھیں تاکہ سلطان طبع اس ملک کی کر کے چاہتا ہو کہ ہمارے ہاتھ سے انتزاع کرے خداوند خان نے کہا یہ وہ کام ہے کہ تم نے آپ کیا ہے جس وقت تمام حکام دکن کجبت اور یک زبان ہو کر اپنے درمیان سے منازعت دو کر سکتے مقررین بصواب ہو گا میران محمد شاہ اور عماد الملک نے مطلب سمجھ کر مجلس برخواست کی پہلے عماد الملک نے اپنے مورچہ سے غلہ اور آذوقہ بہت قلعہ دولت آباد میں بچھن خان کے پاس بھیجا جب خسرو انجم یعنی آفتاب سنج سلطان کی طرف روانہ ہوا موسم وہ ہوا کہ خیمہ اور سائبان سنجابی سیلاب کے بلند ہووین اور بارش کے سبب سے راہ آمد و شد دشوار ہووے عماد الملک خیمہ اور خرگاہ اپنے مقام پر چھوڑ کر آدھی رات کو ایلچیو کی طرف چلا گیا سلطان بہادر نے محمد شاہ فاروقی اور ارکان دولت کو بلا کر مراجعت اور توقف کے بارہ میں مشورہ فرمایا سبھون نے التماس کی کہ اُسکے بعد برسات کی طغیانی کے سبب ہی جاتی اور دگر دریائوں کے پر آب ہونے سے غلہ اور آذوقہ مالک گجرات اور خاندیس سے نہ ہونچیکا اور احتمال کلی رکھتا ہے کہ سلاطین دکن بھی بالضرورت باتفاق متوجہ ہووین اور جھگڑا طول ہووے صلح دولت امین ہے کہ یہ ملک نظام شاہ اور عماد شاہ پر مقرر رکھ کر انکو ساتھ اطاعت اور فرمان برداری کے اختصا ص بخشین پھر برہان شاہ اور عماد شاہ نے تجویز میران محمد شاہ خطبہ بنام سلطان بہادر پر حکم حاجیوں کو مع تحفہ و تحائف بھیجا اور آتش منازعت ساکن ہوئی اور سلطان بہادر گجرات کی طرف کوچ کر گیا اور برہان شاہ احمد نگر میں آیا اور میران محمد شاہ نے پیغام کیا کہ وعدہ کو وفا کرو اور قلعہ پاتری اور ماہور مع فیلان عماد الملک کو واپس دو برہان شاہ نے تیس ہاتھی جو جنگ رانوری میں میران محمد شاہ سے یہ تھے مع تحفہ و ہدایا نے نفیسہ اُسکے واسطے بھیجے اور عماد الملک کو نیست و ہست کا کچھ جواب نہ دیا میران محمد شاہ نے جب اپنا مقصد حاصل دیکھا دوبارہ عماد الملک کی طرف سے اُسے تحریک نہ کی اور برہان شاہ کے ساتھ ابواب خصوصیت و اتحاد اول سے زیادہ تر مفتوح کیے برہان شاہ نے دوسرے برس شاہ طاہر کو مع اشیا و نفیسہ اور چند فیل نامی اور گھوڑے تازی برسم رسالت سلطان بہادر کے پاس گجرات بھیجے لیکن اُسے شاہ طاہر سے ملاقات نہ کی اور معرض توقف میں ڈالا اور میران محمد شاہ کو لکھا کہ میں نے یون سنا ہے کہ برہان الملک نے ایک مرتبہ سے زیادہ میران محمد شاہ میں مذکور نہیں کیا ہے میران محمد شاہ مقام صلح میں ہوا اور در جواب لکھا کہ برہان الملک مخلص اور یک جہت تھا راہی اگر اُس سے کوئی امر خلاف عہد واقع ہوا ہو معاف رکھین اور اُس کے ایلچی کو حسب التماس سبب نہ

لیکن امرائے نظام شاہ حمد وہو کہ زمین چاہتے تھے کسی طرف سے علاؤ اور باجیل غراحت مکر تہوں کے اردو میں  
 پہنچے جاچکے اس درمیان میں دکیوں کی محنت کے سبب یہ ہوئے آدو سے ایک قحط طہر ہوا اور دست آؤلی در  
 ہاتھی اور کھوٹے لاک ہوتے تھا اور حال اور امرائے کمار گھات کے بادشاہ سے عرص کی کر گشاہشاہ کمار گھات میں نہت  
 کمار کو رماط صلح دولت یہ ہر کہ اول قلعہ دولت آباد کو کہ سربراہ گھات پر مفتوح اور کمر کر کے نہت و کمر گھات  
 کر کے دیگر قلعہ تھا اور قلعہ کی تعمیرین کو شمشیر وادین سلطان سادہ نے اپنی حرص مول کی لیکن کوئی کر کے بین ہامو کتا  
 تھا اس درمیان میں ایک خواب منیب دیکھا کہ باع نظام شاہ میں ایک جامعہ دونوں کی حمایت منیب دیکھا کہ کھینے  
 اپنے ہاتھوں میں انکھیاں آگ کی اور کھینے ہاتھ اور سنگ کلان تھا کہ آگ کے چمک کی طرف متوجہ ہو کر چلتے ہیں کہ  
 آپسٹار دس وہ ہمگر کہ اس سے سیدار ہوا اور ایک جامعہ قلعہ سے آگ کے مقرب تھی یہ واقعہ بیان کیا کھینے  
 یہ جواب دیا کہ اس مقام میں نظام شاہ کے محمد میں ایک حکم علیہ واقع ہوئی کہ اور کمار اور ایک جامعہ کثیر مسلمانوں کی  
 عین میں مقتول ہوئی ہر اور ان کی اور لوح کو جو عروج عالم ملکوی میسر نہیں ہے اس جہان جہلی میں حاصل اس  
 مقام میں متوطن رہتے ہیں اور بصورت شیطانی متکفل ہوتے ہیں احتمال رکھتا ہر کہ یہ جواب اسی کے آتا ہے یہ پہلوان  
 نے اسی شب کو اس مکان سے قتل کر کے لاکھ چوڑے کے قریب حیدر اور گھا میں استراحت لائی اور بعد زمین  
 روز کے دولت آباد کی طرف متوجہ ہوا اور وصول ہمارا لاکھ راہے امرائے گھات کو قلعہ کے حامیہ کے  
 واسطے ہامو کمار اور حمد دولت و قافل محمد شاہ فاروقی کے ساتھ مال گھاٹ دولت آباد میں ورود کیا یہ ان شاہ  
 نے اپنی پٹیلی عادل شاہ کے پاس بھیج کر بیام کیا کہ وہ راہ راہا کے دار میں کوچ شہر موت اور باری بھی ہلاک  
 ہیں لیکن جب تک نہ نش نہیں اس خوف متوجہ ہوں گے اس وقت سے ملانی میسر ہوگی عادل شاہ نے جواب  
 دیا کہ کمار سحر رانچہ کے اطراف میں شہر کھیں گاہ میں جو بائے دھت ہیں جس دھت میں جاوے سے حرکت  
 کر دیکھا وہ لیم آگ کشتہ سے محروم کر کہ اس ملک کو تاحت و تالیج کریں گے اب میں نے پاسو ہاؤر سلخ دوا سپہ  
 حیدر ملک قروی کے ہمارا ملک ساتی کے علاوہ رہا کیے ہیں ہمید ہر کہ آپ فتح ویر دوی سے مسرور اور محفوظ  
 ہوئے رہا شاہ عادل شاہ کے آئے سے پاسو ہر کہ اپنے کام میں میرن ہوا و دوسرا سب میرلی کا یہ تھا کہ رحمت  
 اور سپاہ شجہ صحر کی چترائی سے آہ روہ اور دیگر تھی لہذا سے سب سے معول کیا اور کسی کا تو رسی بہن کو مختار و عدت  
 اور امت اور دیات میں انصاف تمام رکھتا تھا خلعت پشوائی سے معھ اور رہا ہی کیا اور اس کے دشوہ میرے اسمہ کر گھٹ  
 آیا اور آپ تقدیر قدرت و مکان لشکر راہ کو کہ سپہل تھا مال اتفاق لشکر و کس حمایت حم و ہوشیار سے دولت کا دلی  
 طرف مسرور ہوا اور سلطان سادہ کے لشکر کے اطراف میں پہنچ کر جا کر کوس لشکر گھات کے فاصلہ پر کہستان کے درہیل کو کوش  
 چوہا ورات و دن نوارم ہوشیار میں انصہر کی اور ترس میں ماہ لشکر سلطان سادہ کے مقابل میں مقیم رہا اور کسی گھاتوں  
 کے حوالی میں جمعہ کرتے تھے آخر حانت مگر میں ہر کہ کورج کے کوئی باطلی کار راہر متوجہ ہے اور اعلام حدت ملکہ کے  
 سلطان سادہ نے اس معاملے علیہ لائی اور لیسر بریک شجاعت اور جوار دوی میں دشوہ تھا چاہی ماری کے دن سلخ اور  
 کمل ہو کر لڑا ہا م سابق سادہ نے اس کے درہل و لیسر سلطان کے لشکر کا کیطوف متوجہ ہوا اور لشکر عادل شاری کی مدد سے لڑت  
 ہو کر نہت نظام شاہ کا وارج آراستہ کر کے ترک ملک صف اعلیٰ ہوا اور وہ ہر کہ زمین کے اردو میں منتشر ہوئی رہا شاہ

بابر شاہ کے پاس ارسال کئے اور اس میں یہ فقرہ درج کیا کہ لطافت عواطف الہی سے امید واثق ہو کہ عنقریب بھران  
 اقبال شہزادہ توجہ جنود لشکر ظفر قرین سعادت قرآن واسطے خراج اعادی اس حدود کے بھیتوں کے مسامح میں پہونچاویں  
 اور بھران مسرت رسان بشارت قل جبار الحق وزیر حق الباطل اس دیار کے اطراف و انکاف میں منتشر کریں تاکہ  
 منظور ان امیدوار اور معتقدان خدمتگار باقبال تمام ہتھیار کر کے فائز المرام ہوویں اور اسی طور سے چند مکتوب منضم  
 طلب اعانت اسماعیل عادل شاہ اور سلطان قلی قطب شاہ کے پاس روانہ کئے سلطان قلی جو جنگ کفاح میں مشغول  
 تھا یہ بہانہ کر کے متعذر رہا اور اسماعیل عادل شاہ نے چھ ہزار سوار غریب اور غریب زادہ اپنے لشکر سے انتخاب کر کے  
 امیر برید کے ہمراہ جو آپ کو منجملہ امراء عادل شاہی سے جانتا تھا بھران شاہ کی مدد کیواسطے مع خزانہ موفورہ اور ساز و  
 یراق سفر روانہ فرمایا اور سلطان بہادر استخلاص قلعہ ماہورا اور پاتری کے واسطے ولایت ہرار کے درمیان آکر اس ملک  
 کے لینے کی طبع کر کے چند روز سے مقیم تھا عیاد الملک اپنی زوال ملکیت کے اندیشہ سے عرض سپراہو کہ یہ ولایت ہندگا  
 صمیمی سے تعلق رکھتی ہے اگر قدم آگے بڑھا کر بھران شاہ کو مستاصل کر کے قدم اس ولایت سے بندہ کو عنایت فرماویں  
 تو اپنے زن و فرزند قلعہ کاویل سے وہاں بھجکے یہ تمام ولایت حضور کے سپرد کر کے ہمیشہ ملازم رکاب رہو گا سلطان بہادر  
 نے اسکی عرض قبول کی اور نظام شاہ کے آرد و کیطرت جو کوہستان بیرمین اقامت رکھتا تھا متوجہ ہوا اور امیر برید چھ ہزار سوار  
 عادل شاہیہ اور تین ہزار سوار اپنے خیل خامہ سے لیکر مقابلہ کیواسطے عازم ہوا اور مابین قبضہ ٹپن اور بیراشنا کے کچ میں  
 افولج گجراتیوں بر تاخت کی اور تھینا دو تین ہزار سوار تیغ بیدریغ کر کے مال و اسباب و ساز و سلب بسیار مع شہتر  
 اونٹ محمول خزانہ گجرات قبضہ میں لایا سلطان بہادر اس احوال کے مشاہدہ سے نہایت برہم ہوا اور جس مقام میں کہ  
 یہ خبر آئے پہونچی تھی وہیں مقام کیا اور خداوند خان وزیر کے مع میں ہزار سوار جراتدار کے انتقام کے واسطے نامزد کیا اور  
 امیر برید نے محاربہ اس لشکر عظیم کا ساتھ اپنے قرار دیا اور ان کے مقابل آیا اور قبل اسکے کہ بہادران طرفین کا رزار  
 میں مصروف ہوں دو وزن لشکر ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر ایک میں ملنے گلاب دکن نے گلاب گجرات کو شکست دی  
 قصہ یون ہوا کہ امیر برید اور امراء عادل شاہ نے دل ظفر پر باندھا اور مقصد کے امیدوار ہوئے اور بعد آر استگی  
 صفوف حرب امیر برید نے پشت معرکہ پر دیکر کہیں گاہ میں گیا جب لشکر گجرات نے تاخت و تاراج شروع کی امیر برید  
 ایکبارگی کہیں گاہ سے برآمد ہوا اور بہ صہر بہانے شمشیر خونخوار ایک دم میں انکے لشکر کو زیر و زبر کیا میں بعد سلطان بہادر  
 نے میں ہزار سوار دیگر عیاد الملک اور خداوند خان کے ہمراہ رکاب بھیجے بھران شاہ اور امیر برید اور خواجہ جہان نے  
 اس لشکر کے مقابلہ کی تاب اپنے میں نہ کی بجائے استعجال پرندہ کی طرف روانہ ہوئے اور وہاں بھی گجراتیوں کے  
 تعاقب سے اقامت میسر نہ ہوئی جنیر کی سمت مفرور ہوئے اور اسوقت بھران شاہ کی والدہ جو بیٹی ایک اکابر استر آباد  
 سے تھی قضاے الہی سے فوت ہوئی اس بلدہ میں اُسے پونہ زمین کیا اور سلطان بہادر نے احمد نگر میں داخل ہو کر  
 باغ نظام شاہ میں نزول فرمایا اور سامرا اور منصب دار احمد نگر کے مکانون میں وارد ہوئے سلطان بہادر نے حکم کیا کہ تھچر  
 اور چوڑہ جو باغ نظام شاہ میں بعضی عمارت کی تعمیر کے واسطے موجود اور رہیا ہو اُسے باغ کے باہر لیا کر ایک چوڑہ وسیع اور  
 رفیع جنگ فیل کے تماشے کیواسطے تیار کریں اور سلطان چالیس روز از صبح تا شام اجلاس کر کے سلام خلایق کا لیتا تھا اور  
 ہاتھی اور ہرن اور اونٹ اور بھی دیگر حیوانات کی لڑائی کا تماشا کرتا تھا اور چاہتا تھا کہ چند روز یہاں اقامت کروں

اور یحییٰ ساتھ اسے متفق کر کے ۹۳۱ھ کو سواتیس ہجری میں اتفاق اس جماعت کے میں تیس ہزار سوار اور تین  
 سہ قلعہ تلواری کی تعمیر کے واسطے روانہ ہوا اور پھر حاصل عادل شاہ نے ہزار سوار تیرہ ہزار سوار گداہراہ رکاب  
 لیکر اس کے مقابلہ کو عمریت کی اور سرحد میں عرقین سے مقابلہ ہوا اور ایسی جنگ کہ طبعیت اس کے تصور سے خوب کھلے  
 وقوع میں آئی پہلے علاء الدین حماد الملک نے اسد خان لکھنوی کے حملہ سے شکست پائی اور ملا وقت کا دیکھ کر طرف ہما کا  
 اور رہبان شاہ کے ساتھ مل کر تیرہ ہزار گری بارو دھام قوج سے لشکر کی غالب آئی ہوش ہوا اور جو رشید نام ملام ترک جو کچھ  
 آباد تھا اسے غلاب چڑھا جب چوتھیں میں آیا علاء الدین ترک عشی نے شاہ طاہر کی صلح سے ہتھیار اٹکے دین سے خدا  
 کے اور بالائی میں ہائے ڈاکٹر احمد مگر کی طرف روانہ ہوئے اور ۹۳۲ھ کو ستیس ہجری میں ہما دشاہ نے اسماعیل عادل شاہ کی  
 تحریک سے ہمارے سلطان قلی قطب شاہ کے قلعہ باتری کو مقام شاہیہ کے قعر سے مرادوردہ کیا اور رہبان شاہ  
 نے محمد دوم جو احمدی اور ایسر مری کی بر جاقہ سے مع لشکر آراستہ و سہراستہ باتری کی محنت و زانی اور وہیں  
 کے عرصہ میں توپ اور صرب دن صاعقہ آبار کی صورت سے قلعہ کی میاد میں حملہ ڈاکٹر معتب کیا اور قلعہ کو کچھ میاد  
 سے کھود کر گرہ باتری پر دو مارہ تصرف ہوا محمد قاسم مرشد آباد کی مینے راہہ مسترد و تھامہ نظام شاہ سے ساہو  
 کر سلطنت نظام شاہ بخاری سے چند سال باہر جدا و مقام شاہیہ راہہ گرہ باتری سے تھے اور کسی تقریب کے سبب  
 تعمیر مکان عجمی حلاطین جو کہ روایت عجمی کی طرف گئے تھے اور دس حدود میں حیا کہ مذکور ہوا اس میں تھے ملک  
 حسین نظام الملک کے اقبال نے باہر کی اور اہل دہلی ہوا ملک احمد نے جو سلطنت اپنے سر پر لیا کہ او شاہد کے  
 ماہہ سارگوسہ مگر مین آئے اور یہ باتیں پیشہ سلطان کے مع سارک مین ہو پانے کے کہ ملان قلعہ ہما باتری سے تھامہ  
 مین ہمارے ماہ ہوا اسے تعلق کھتا تھا احمد چہدے ملک احمد نے ملان ملک کے پاس یہ پیام کیا کہ جو چاہیں گرہ باتری کے  
 ساتھ ہسی نسبت یہ تعلق ہما ہاں اور اہل صلی یہ کہ کہ گرہ ہما ہاں طرف جمع کر کے دو سالہ کر کے کھول اس کا اس  
 سے مینے زیادہ ہوا جو اس سے کہ ہمارے ملک جو وہ سے یونین ہما الملک نے یہ امر قبول نہ کیا اور محنت و زحمت  
 مین تھی کہ متور مات چند رہبان شاہ اس گرہ کو اپنے قعر میں دلا گیا و ردہ مومع مور غا اپنے ہما سوار اپنے قراہتوں  
 کو جو اس کفرہ جو تھے تعلق انعام حمایت دیا اور چند ملکہ لشکر حلال ملکہ مین محمد کہ بادشاہ یک ملکہ اندن مین وہ قراہتے تعلق  
 مین رہا پھر وہاں سے اہل کثرت ماہی ہوا وہ قلعہ بھی جوان عدو و خان عشی کے تصرف میں تھا مسکو کے انچور  
 کی تعمیر کا عازم ہوا علاء الملک تاب رزاری کی لایا دستور سابق رہا چور کی طرف روانہ ہوا اور سلطان محمد شاہ عادلانی  
 مقام اعات اور ملک مین جو کہ اتفاق متوجہ ملک نظام شاہ اور ایسر مریہ ہوئے اور عرقین مین چہرے و معلول ملک شہر  
 واقع ہوئی علاء الملک اور محمد شاہ کمال اثر و پریشان رہا یہ کثرت ہما کے مقام شاہ تین سو باہر مین اور میرہ اور حو کاہ ملک  
 تمام کام کا محاسن سلطنت بہ تصرف ہوا اور کثرت ملک راہ کو اپنے قعر قدرت مین لایا علاء الملک اور محمد شاہ نے  
 احوال اس طرح معانیہ کر کے آدمی معتر متحف و فرمان سلطان ہما اور بادشاہ کو مات کے پاس بھیجا رعاست  
 طلب کی سلطان ہما ورائے کی امداد کو متوجہات بھی تصور کر کے مع حراہ اور لشکر ۹۳۳ھ کو سوہرہ تیس  
 ہجری میں دربار اور سلطان پور کے راستہ سے دکن کی طرف متوجہ ہوا اور رہبان نظام شاہ نے معصوب  
 جو کہ اول سل دھانس شاہ طاہر کے گئے ہوئے کہ لشکر تہذیب جلوس اور اہل راہ اہل صلی اور مختلف ادبائی مین



وستان عماد الملک کے مقابلہ کو چلا اور قلعہ راؤری کے حوالے میں شہرستانہ دوسرے محلہ جری میں رقیق کلاسا  
 ہوا دیون سیاہ رزم خواہ نے سیمہ اور میسرہ اور قلب اور ساقدار کین گاہ آسامت کی اور کل حال سے اس رور  
 پہل شاہ کو مصر میں کسب آمد و روانہ طام ترک کر کے حاکم اسکا اتحاد دلیہ کر کے قلب میں قائم کیا اور جو دہلی  
 تہامت کھو کر جنگ میں شعل ہوا کوس اہلی اور نقار جنگی کی صلہ ملتی تھی نالہیر کو گندہک پر پہنچا خوش و خوش  
 لے گوت جج آموس کے کر کے اور مارہ حاکم اس داروگر کے مشاہدہ سے ایسا ہراسان ہوا حاکم آپ کو جس  
 خاک سے ماہر ڈالے اور ہرام حوی آشام بے سادوں کیوان مقام کے خوف مصدا سے حصہ سپریم سے قدم آگے  
 سکے اور روزگار مردم آفرانے کو ایک ایک اہلی حاکم کی ہمتی کا پورے ہمتی اور دولت قصاے رشتہ جات کا نشت کا توڑ اور دولت  
 طرف کی سیاہ فاشی طور چلنے لگی سر دوش جدا ہونے لگے جنگ عظیم ہوئی کچھ عرصہ سیاہ ہوا صحرائ میں سیل غول دلی  
 ہوئی مقنونی زمار بدن تیج آتش نشان و ہی ستر دروں ارتش کشہ جانہ و دادہ جتان درخشاں کو کس کہیں چکر  
 چوں جس سے حسرت ارجار میں و رعیدان کو کس میرت سر دوش و تنہو بیجیت رول رکوں و دادہ درہم ر  
 نس کشکوں و مدال پوش شدارہ آسمان و اور جو کار حاکم قضا و قدر میں شعل طغر سرائ دیں و دولت کے نام  
 کا تھا اور ترک شکست عماد الملک کے جبرہ حال پہنچتی تھی کدشت اور کدشت فراوان رنگ کام سے اور ہر کو  
 ترو سے اور سہ عماد الملک اور تمام امراے ناگ مگر کس موٹی مانے مدولس ہو چکا ہے گے کسی مقام میں قف ہو گیا اور  
 مال و مال اور جوڑے اور باقی ہلے مقام شاہ کے جوہر نصرف میں آئے اور ناگ رارست حجاب اور دیوان  
 ہونے مکمل جان لے مقام شاہ کو لیکر ناقہ کیا اور ولایت رار کے دیوان میں جایا اما والک سلاستی وادیں ہر حاکم  
 راجا کو ریط و گادان کے حاکم نے ایک جماعت علماء و دانش کے درویشوں کے صراحت کر دیا اور ہر ایک  
 لے مقرر ریط و راہ ہونے کے متعلق ہر ایک عماد و مقام شاہیہ سے کلکرتی باتری تھا کسی سب سے علماء وطن ہو چکا  
 سنا گھر ریط گیا اور اس صبرہ میں دو وادش اعتبار کی تھی حاکمیت کے حاکم واد میں ہو چکی سب ہی ناگ سے ہو کر  
 کی طرف متوجہ ہوئے اور اشتیاق وین طام آیا اور کل جان لے مران شاہ کی طرف سے عماد الملک کو کھانا اور جوڑہ  
 باتری نم سے متعلق رکھتا ہے وہ ہاری سرحدیں واقع ہو مقصدانے دوستی ہو کر وہ ہر گزہ وادداشت کے چارے  
 متعلق کریں اور اس کے حوص اور ہر گزہ کو کھانا حاصل اس سے زیادہ تر جو ہم سے لیکر اپنے قص و نصرف میں  
 لاوین عماد الملک لے یہ امر قول کیا چکر حاکم حاکم آکر اس امر پر نزاع ہوئی اس واسطے اس پر گزہ میں احتیاط ایک  
 قطعہ حد پر ہو گیا جان لے بیام دیگن سے قطعہ کا لیے مقام پر تیار ہوا ناموس نزاع ہو کر کثرت وقات تھاے آسمان  
 سے ہاری سرحدیں مراحت ورتشوش ہو چکی مساب یہ ہو کر اسے موقوف رکھیں عماد الملک نے کچھ کہہ کر چلا گیا  
 بلکہ کے پلہاں چاہا ہے دارالملک کی طرف مراحت کی اور رہائی کی باتری سے حاصل ہوا آگاہ مکمل جان لے لکھت اور  
 دولت آباد اور ماراں میاں وری میر کے سہاے لشکر جمع کر کے لے دو سو چوبیس ہوی مران مقام شاہ کے ہمارہ کاب  
 چند و صل دولت کا اور ریط و راہ ہوا اور کیا رگی گاہ موکر باتری رطلور راحت تیج کش ہوا اور تلو کو گھر کر آتش جنگ  
 اور جنگی اور ہماراں قطعہ کشاے حدقی سے ہو کر کے لفظوں کے نکلدن کے سہارے متصل وعاتے تھا  
 قلندہ کی دلاور دنگہ و رعیدان کے اور حصے زبیرہ لگا کر موڈوں کی طرح سارہ رچھے اور مقصود کو بردستی اور



## ذکر بادشاہی برہان نظام شاہ بن احمد شاہ بحری کا \*

برہان نظام شاہ بحری مروج مذہب اثنا عشری سات سال تحت احمد نگر پٹنم رہا فیض خاوند کی تاریخ جلوس ہوئی اور مکمل خان دکنی کہ مرو عاقل اور مدبر اور شجاع تھا احمد نظام شاہ کے عہد کے موافق منصب پیشوائی اور امیر جنگی پر مخصوص ہوا اور اسکا فرزند میان جلال الدین خطاب عزیز ملی منصب سرنوبتی پر مغزا اور محترم ہوا اور اس وقت خانہ کو باب بیٹے نے اپنے تصرف میں لاکر امور مالی اور ملکی میں نہایت استقلال پہنچایا تین برس تک زمانہ اسے موافق رہا جبکہ عزیز الملک سرنوبت بادہ تخت سے مبہوت ہوا اور غرور اور بے اعتدالی اسکی اندازہ سے باہر ہوئی وزیر اسے صاحب شوکت مثل رومی خان اور شیر خان از روئے حسد اسکی پیشوائی اور سرنوبتی سے آزرده اور دلگیر ہوئے ہر چند تدبیریں اور سعی و کوشش اس کے اخراج کے بارے میں کہیں پیش نہ گئیں جب سبط سے عاجز اور اوس نے اسوقت ایک عورت حرم سے بی بی عائشہ نام کو جو برہان نظام شاہ کی مرضعہ یعنی دودھ پلائی تھی اور کمال اعتبار رکھتی تھی اس سے تمہید خصوصیت اور آشنائی کی کر کے یوں مقرر کیا کہ بوقت فرصت راجا جو بھائی کترین برہان شاہ کو قلعہ سے برآوردہ کر کے چھین تسلیم کرے تاکہ اسے تخت سلطنت پر منصوب کر کے برہان شاہ کو معزول کرین اور مکمل خان اور عزیز الملک کے تسلط سے نجات پادین بی بی عائشہ نے ایک روز انھیں دونوں میں دوسرے کی وقت راجا جو کو طفل چار سالہ تھا لڑکیوں کی پوشاک بچا کر بالکی پر سوا کر لیا اور شہر کا راستہ لیا اور والدہ نظام شاہ نے اسوقت بحسب اتفاق اس فرزند دلہند کو یاد کیا اور جب محل میں دستیاب ہوا غلغلہ عظیم مردم درونی اور بیرونی میں ظاہر آیا اور بعض بولے شاید ان حضرات پر آب میں گر پڑا ہوں ایک جماعت حضرات پر آب میں کود کر تلاش میں مشغول ہوئی اور بعض بی بی عائشہ کے پیچھے شہر کی طرف روانہ ہوئے کچھ تو رومی خان کے مکان پر نہ پہنچے تھے کہ وہ جماعت وسط شہر میں اس کے پاس پہنچی اور اسے مع راجہ جو قلعہ میں در لائی اور جو بی بی عائشہ آپ کو بچا ہے جدہ ماجدہ برہان شاہ سمجھتی تھی اور راجہ جو کو کبھی کبھی اپنے مکان میں لیجاتی تھی اور ایک دودن اپنے مکان میں کھتی تھی بہانہ کیا کہ میں اسوقت راجہ جو کو اپنے مکان پر لیے جاتی تھی لیکن بعد چند روز کے جب یہ راز فاش ہوا اور سب آدمیوں نے جاننا کہ یہ کام امر کی تحریک سے ہوا ہوا اس واسطے مکمل خان برہان شاہ اور راجہ جو کی محافظت میں نہایت کوشش کرتا تھا اور ایک لمحہ خبردار سیسے بھینچ رہتا تھا اور برہان شاہ کی تربیت اور پرورش میں ہمدردی تمام بجالایا کہ دس برس کی عمر میں کافیہ اور دست کو باستحقاق طرہا اور خط نسخ خوب لکھا اور مرضی نظام شاہ کے عہد میں کتب خانہ میں رسالہ علم اخلاق اور سلوک بادشاہان میں بخط نسخ پاکیزہ مولف کی نظر سے گزرا کہ اس کے خاتمہ میں یہ عبارت مرقوم تھی کا بتہ شیخ برہان بن ملک احمد نظام الملک الملقب من الخضرۃ البحرۃ اور جو وقت کہ مکمل خان اور امرائے ملتہ کے درمیان عداوت اور خصومت حد سے گزری انھوں نے لاچار ہو کر پانچ چھ وزیروں سے اتفاق کیا اور رات کو احمد نگر سے برآمد ہو کر آٹھ ہزار سوار ہمراہ لیکر برکھٹ روانہ ہوئے اور علار الدین حماد الملک کے دربار میں پہنچے تمہیدات زبانی سے احمد نگر کی تسخیر کی سہل ترین تدبیر انہماکی عماد الملک نے رباب غرض کے کہنے سے فریب کھایا اور فوج جمع کر کے کاویل سے ایلچو کرکھٹ متوجہ ہوا اور نظام شاہ کی سرحد پر پہنچ کر قصبہات اور پرگنات پر قابض ہوا مکمل خان نے یہ خبر سنا اس فساد کے دفع کے واسطے سپاہ خضر و تنکھہ فراہم کی اور برہان نظام شاہ کی ملازمت میں اور خواجہ جہان دکنی حاکم پرندہ کو ہمراہ لیکر مع فوج گران لید شوکت

رہا اور دونوں سپاہ رزم فوج  
برہان شاہ کو صغیر  
شہادت کیو کہ جنگ میں  
نے گوش جھج آئند  
ملک سے باہر ڈالے  
رکے اور روزگار مرد  
فرات کی سپاہ لکھی تلوار  
ہوئی مقنوی زبار  
چون غل سے جست  
بس کشکان و بدال  
بجائے اور زخم شکست  
زرد سے باز رہے  
مال و مال اور گھوڑے  
ہوئے مکمل خان نے  
برہان کرکھٹ گیا  
لے کرکھٹ روانہ  
بجائے کرکھٹ گیا اور  
کی طرف رجوع ہوئے  
ہاڑی نم سے تعلق  
معلق کرین اور  
لا دین عماد الملک  
قلعہ جدید بنایا مکمل  
سے ہاڑی سرحد میں  
نہاڑے کے بلبلان تھا  
دولت آباد اور مناز  
جند شہل دولت کا  
افروغہ کی اور ہا  
قلعہ کی دیوار و گھر



کرے تھوڑے روز فرستہ یہ لوٹ پہنچی کہ دو تین جوان ہر روز دولت پر قتل ہوتے تھے لنگہ وار شالٹس لٹائی کٹھا کھاتے تھے اس کے بعد وہ بزرگوار اس امر سے متعجب ہوا اور یہ بت کر لیا کہ ہمارے سامنے یہ امر واقع ہووے لگھوڑے کے دروازہ کے آگے کوکھ لگا چوتھرہ ہڈیاں یہ امتحان چکا کرے اور ہوا دار درمیان ال دلوں جس کے کہ آئیں میں مدعی ہیں بل کرین دو حسب دلخواہ آپس میں تواریں یعنی کیمشیر ماری کرین آجراں میں سے ایک غالب اور دوسرا مغلوب ہوگا اور جو شخص ہوس نہک کر کے منتقل ہووے اس کے قصاص میں پیرش ہووے اور یہ مدت دکن کے مسلمانوں کیسہ ہونی اور چھوٹے بوسیدہ سلاطین جیسے لادکن میں سرایت کر کے شالٹ اور راج ہونی اور رانی اس محل دکن دلوں سے جو چوٹی کر کے شالٹ علم اور مشائخ اور ملوک اور ائمہ اور حاکمین مملکت دکن کے اس یک کی ایسی ڈونٹل راجل کر کے ہیں اور دکن کی حیثیت ملوک قلعیت عظیم حاکم ہیں اور اس کے فرودوں میں گریہ استعجاب فردو کرین شاموں کے جو کرین تیار ہووے اور سونپش کرین اور راجہ عرف محمد قاسم ریشٹے ملکہ بجا پور میں مسلمان ملک ہمارا دس پچیسویں پچیسویں سالکھوڑے سالہا ہر کھوڑے سدر قلعے اور سیدین دلوں کمالی سیدین السب اور ریش سیدین کھتے تھے اور اس پر عادل شاہ کے درباریوں میں جبریت تھے اور تمام آدمی انھیں جلد مرد مقتول دکن سے شمار کرتے تھے چاہے جان دوزن سے ساتھ تین آدمیوں ریش سیدین دکن کے کہ وہ کسی مردم و شاس سے تھے ایک انہوں کے واسطے مارا دین کمار ہونی پٹے سید قلعے کا مٹا جو میں اس کا جواں تھا ہے اب کی حمایت پر ایک دکنی کے مقابل ماکو قتل ہوا حب سید ریشٹے لے لے ملکہ کو مقتول کیا مہاراجہ ایسی ایسی نظروں میں تیرہ ہو گیا جو دوسرے دکنی کی حکمت میں شمول ہوا اور وہ بھی شے کے ملک مردم کی طرف لڑی یہ ہمہ چین لے اپنے کمالی اور بھتیجی کو اس حال سے مشاہدہ کر لے تیسرے دکنی سے ساسا کیا اور گردن کاٹی اپنے چہرہ پر لٹی بھی تلاش ان تینوں سید مردہ دکنی بجا پور کے مارا سے آٹھ تھی کہ وہ تینوں دکنی کو مقتولوں کے ہاتھ سے حمایت رنجی اور جو رہ گئے تھے انھوں نے بھی حاکم قلعہ ماروار کے سپرد کی اور ملک لکھ میں ملا عداوت سابق چہرہ خاں اور نامہ بن بیٹے اور لڑائی اس کے عادلان سے ملو رہیں لائی کی لواقہ مسلمان کن کے تیسرا ملا علی دکن کی میں نے لکھنؤ سے شل ہیں اور جب تک کوئی شخص اس میں کمال حاصل نہ کرے ان لوگوں سے بیکشہ معاملہ نہیں ہو سکا جو غلام اس تقریر کیا یہ ہو کہ جو اکثر آدمی دکن کے رہے دین پرور ریشٹہ کر کے ہیں گھوڑے کی سواری اور تیرا زاری ماریدرہ ماری اور چوکان ماری سے ماری اور مائل ہیں اس واسطے جنگ مخالفت میں ماحو مطلق ہو کر لڑوں تر ہوتے ہیں اور غلام ملکی اور کوچہ دارا دین شیر و مرد اور مرداء ہیں اور بیچ سلاطین دکنی جھوں نے خدا تعالیٰ دولت شانانہ ہمدیہ کے اس مملکت میں حکومت کی کوئی شخص نے اس میں شیع کے دین میں کو شیعہ کی کر محمد بن دولت مدد صرت صاحبان ہر ایم عادل شاہ ثانی میں حاکم ملکی میں جو مظلوم دکن کی یک کتے ہیں ضعیف تمام ہونی اور امید تری ہو کہ چل ریشٹہ ملکی مملکت اور مدین مرجع ہ تھا مادشا بان کمال اور مالکان عادل کی رکات کے سب داخل رائل ہوا اور وہ مملکت بھی شل شستہ لے لے لوش کی حمایت سے پاک ہوا اور ایطرح سے مدد لین اور ایم عادل شاہ ثانی نے ولایت بجا پور میں کر لیا کہ وہ دین سے ہو گیا تمام کہ یک یک بیٹے مارے ملکی کو تعیف تمام دی اور محرقی قلعہ ساہ نے بھی لنگہ دین اس امر کی حاکمہ دانی اسیدرہ تمام یک یک معدوم ہووے اور احمد نظام شاہ کی مدت حکومت آٹیس سال بھی

سے شہستان کامرانی کی طرف متوجہ ہوا قبل اس سے کہ لب روح بخش اس مایہ ناز و دلستانی سے قوت جان و کامرانی حاصل کرے اپنی شرف ہمنامی سے سرفراز کر کے استفسار فرمایا کہ تو کس قوم سے ہے اور کس شخص سے پیوند نسبت رکھتی ہے یا گل نا شکستہ کی طرح بنجارہ پر یہ نکر وہ عرض پیرا ہوئی کہ امیری جان بادشاہ پر قدا ہو جو میں فلان قبیلہ سے ہوں اور مان اور باپ اور شوہر میرا بالفعل مجلس شاہی میں مجبوس ہے آنحضرت نے کمال عفت و پرہیزگاری سے لفظ شوہر استعمال کر کے بہ تجرع اقدار مدام آتش نفس امارہ کہ مراد شہوت سے ہر ساکن کو کے فرمایا کہ تو خاطر جمع رکھ میں تیرے پدر و مادر و شوہر کو زندان مصیبت سے رہائی دیکر بچھے اُنکے سپرد کر دیکھا وہ زہرہ جبین زمین خدمت کو لب ادب سے بوسہ دیکر شاہ کی دعا و ثنا بجالائی اور فرج کو جب کہ نصیر الملک خدمت میں حاضر ہوا اور تہنیت اور مبارکبادی وہ یوسف زمان اسکا کنا یہ سمجھے اور مسکرا کر فرمایا کہ وہ عورت ہمارے شرف فرش لازم العاش سے محروم و ناکام ہے میں نے اُس سے اُسکے وارثوں کی تفویض کا وعدہ کیا ہے نصیر الملک نے حکم کے موافق اُسکے مان باپ شوہر کو حاضر کیا حضرت نے انھیں انعام و اکرام سے سرفراز فرمایا اُسکے بعد اس حور و ش کو اُنکے سپرد کیا اور مرثیہ کے وبال سے نجات پائی تیسرے اس بادشاہ کے خصائل سے یہ کہ اگر اچھا نا کوئی سپاہی معرکہ رزم میں لازم شجاعت اور شہانہ جلالت کو فرو گذاشت کر کے سپاہی ہوتا آنحضرت واقف ہو کر عہد اُس سپاہی کو بعد از فتح ہنگام نوازش اول اُسکو برحمت خلعت سرفراز فرماتا تھا بعدہ اور ونگے حال پر جنہوں نے لازم طور میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کیا مشغول ہوتا تھا ایک وقت ایک ہمنشین کسی سپاہی کی نسبت ایسا حال مشاہدہ کر کے گستاخانہ عرض گزار ہوا کہ سبب ایسے اتفاقات کا ایسے جوان کے حال پر جس نے معرکہ میں گریز ستیز پر اختیار کی تھی کیوں ہے بادشاہ نے ارشاد فرمایا کہ سبب اسکا اور وقت معلوم ہو گا شہر کی احتیاج نہیں تھا رانہ انھیں دونوں میں اُس شہریار نے سلطان محمود ہمنی کی کمک کے واسطے لشکر کشی کی اور دونوں نے باتفاق یوسف عادل شاہ کا تعاقب کیا اور حوالی ٹین میں ایک فیج عادل شاہ کی سلطان کے طلوع سے مقابل ہو کر شکستہ ہوئی اور جو طلوع کر پیچھا فوج نظام شاہ تھی انھوں نے مقابلہ اور مواجہہ عادل شاہ کا اختیار کیا اول جو شخص کہ اُس جماعت پر حملہ آور ہوا وہی جوان تھا نظام شاہ نے پھر اسپر نوازش فرمائی اور ندیم سے فرمایا بادشاہ میر شکار ہیں اور جوانوں کو صید خصم کیواسطے اسطور سے پہچانتے دہانے ہیں اسی طرح جنگ و دول کا طریقہ اُس ملک و کن میں یادگار ہے کیونکہ بادشاہ علم شمشیر بازی خوب جانتا تھا اور اس فن سے نہایت رغبت رکھتا تھا اور رسم قدیم ہے کہ ہر زمانہ والے اپنے بادشاہ کے پسندیدہ ہنر کے طالب ہوتے ہیں اس زمانہ کے خرد و بزرگ اکثر اپنی اوقات اسپر صرف کرتے تھے اور بچائے کتب خانہ کا قاعدہ بلاد اسلام ہے احمد نگر کے تمام محلات میں ورزش خانہ اور اکھاڑے شمشیر بازی کی کسرت کیواسطے تیار کیے گئے تھے اور بہتر اس سے کسی امر کو نہیں جانتے تھے اور ہر ایک مجلس اور انجمن میں اُسکے سوا اور چرچا نہ کرتا تھا یہاں تک کہ بازار شمشیر بازی نے رونق اور رولج تمام بہرہ پنا جیسا کہ اقتضا آب و ہوا سے فتنہ خیز کن ہے ہر شخص زبان لاف و کذات کھول کر دعویٰ انا ولا غیر سے کا کرتا اور دوسرے کو اس فن میں ستم رکھتا اور ہر پر جوانوں میں خشونت اور نزاع پہنچی مراد احمد نظام شاہ کے پاس لے گئے اور اُس جناب نے حکم صادر کیا کہ مدعی اور مدعا علیہ ہمارے سامنے شمشیر بازی کریں جو شخص پہلے دار حریت پر کرے وہ بہتر ہے الغرض ہر روز جوان اس بارہ میں مدعی ہو کر جماعت جماعت دیوان عام میں حاضر ہو کر بادشاہ کے حضور شمشیر بازی

مقتضیٰ اجتہاد الصلحہ اجمعی الی ربح راصیۃ مرصعۃ دایمہ لعل کولیک احاطت و مالہ لعی اس دار مار پاؤڑ سے  
رجعت کی منتظر شکان لعل ہول تمامت حیاں و مگردوں راکھیر معان و شداد دروغم حتمیاسیل مار و  
چو ماران کہ مار دو وقت ہمار ہر ملک راز گس ناگزیر گشت گوش و زوہر میں در مان در جوش و اگر چہ  
خصلت جیدہ او وصال پس جس شہر کے اس سے افر و ن ترہیں کفلم شکیں رقم اسکے سامن من رمان آوری کرے  
لیکن مورعین کی عادت کے موافق شکی شکر میں مساوت کرتا کہ اصل حصول اس شہر سے کہ عادت عادت و  
صلح و پرہیزگاری و صلح سے ہر چیز میں کسوا کی کیفیت شہر دار مار میں کمی واسے اور مانکن التغات بہین فرما  
تھا ایک مذہب کستح لے سوال کیا کہ عدم التغات حداد و ہدی اطراف و حیات کی طرف کیوں ہر انصرت لے  
در بابا کہ بادشاہ کی میں سواہی کے وقت اکثر مرد و عورت ما و شاہ کی زیارت اور تماشا لے محاسن کے واسطے  
آتے ہیں اس سب سے ڈر تا ہوں کہ میری نظر عورت و محرم پر ہر بڑے کے حال اسکا فائدہ و رگزار ہوگا معیت  
ہزارا فرس یا رحمان اگر میں ہر ان شاہ ما و دانش دادہ و دین و دوسرے یہ کہ داخل سلطنت و حسانی میں ہر کام تمام  
دعویٰ انصرت کا تھا قلہ کا دل کی ہر کے واسطے کہ ہر ما و حکم و قدرت سے حرکت و مانی اور اصل مساوت محاسن میں  
مستول ہوا و زایدات یہی سے لے معنی کما علم اسیران میں قلہ سے ایک عاریہ تھی کہ حسن و دلبری میں بہترین  
سے ہمسری و رازری کا دعویٰ کہ تھی اور لطافت اور نور گشتی میں جو در پری سے ہر پری ڈھو طبعی تھی جیسے  
راج سے طلیحہ صبح کو اس و اس من کل صباحت بخشنی تھی اور اسکے مانگی سیاسی سادہ شکر مار کو جن چین سبیل اور آریہ سیم  
دینی تھی اور رعب پرچم شکی تیرہ و قاست کو پرچم تھی اور یہ بے مقوس اسکے مشور حال کیلئے بعد یہ معلوم ہوتا ہے تھے طلی  
لے گویا یہ شعلہ تمام محل کسی کے مساویان نہ صلیب روانی تھی شہر بار س ملان مست یا محراب اتوس فتح و باہل عیدیا  
اور سے ماہ مست این و شہسوئی پری دخت وری نگار ہے و ہر یہ مقصود صباحت کل ہے و شب افروز ہے جو  
ہتہا جوانی و شہسبے جو آب رنگلی و دیکر صبح بخشنی آب دادہ و دگس و چون کہ کتاب دادہ و عمارا کو و چشم نم لاش  
حاصل پریم گشت ادریم لاش و ملک نصیر الملک و میر کی جو من لقا س بری کے اکیمہ رحسار بر پری صبر و قرار قرار  
ہوا اصط و صل سیدہ سے دور جانا نہ صحت میں جو رہا صبر و تصور بے شک کے عالم من عزان و تقیما متنوئی و صل  
میدادش اور دل گرفتہ من و تو استس ادر رگشتن و چو مسد یہا ملان خواب دیدہ و خواب دیدہ ہی شداب دیدہ و  
کچھ دیک کے بعد دل بے قرار کو سہال کر یہ کہا سخا نہ صحت اسرار لقا باجی کہ ص سے دل صغر سہا و دش بقرار  
دہ و ملاہ اس آفت آبگانی سے بخدا دلی ترس دام العت کا رگزار و زمر کی بحر میں چھوٹتا ہے سر جاکس و دلبر نظیر  
کو سلطان حم جاہ کی خدمت میں لے گیا اور وکیل نظر کیا افرین در و مار اور دو وقت و صحت یہ عرض کی کہ قلہ کا ویل  
کے حمل اسیر و دین و عورت حملہ پرین لے اس در ناسفہ کو حص مل جانی کی واسطے در حکم حجاب میں لفظہ و پریم  
کی طرح ناخموں سے مستور رہ جائے اگر حکم ہو وے شہستان حاصل ہو تو مل کردن شہر بار کا اس حصر کی ہتر ادریم  
سے عجمہ مل شگفتہ ہوا نصیر الملک سے ہا ساف راضی ہوا و تحسین اور آفرین روانی حب شہشا و تحت کا و ہار  
اس ابران بیگون طارم سے غلوت حار موع کی طرف روانہ ہوا و سپر وارے چا و زمری و رگزار شب سر پر  
ڈالی نصیر الملک لے اس دلسر شریں اوایری اطراف دل کام کہ عیش سر ملین ملوہ گر کا اور شہر بار کا سنگا حجت حسانی

مبارکباد دوی احمد نظام شاہ نے اُس گروہ پر نہایت نوازش فرمائی اور قلعہ کی سیر کی اور جابجا کہ قلعہ مرست طلب تھا اُسے مرست کیا اور اپنے مروان معتمد کے سپرد کر کے مظفر و منصور احمد نگہ کی طرف مراجعت فرمائی اور ساعت سعید اور طالع فرخندہ میں بیاغ نظام کہ اُسے مبارک جانکر اپنا مسکن کیا تھا ایک قلعہ سنگین تیار کیا اور اسکے اندر ایک عمارت عالیہ احداث فرمائی اور قضا ویرد لکشمی مثل آئینہ حلیب شرخ و زر و سے اسے آراستہ کیا اور اُن سنوٹ میں اپنی عالی ہمت سے احمد نظام شاہ نے قلعہ شور اور اُس کے سوا اور بھی قلعہ ہائے اس اطراف کے مسخر اور مفتوح کیے اور راجہ قلعہ کالنے اور بجلانہ سے پیشکش لیکر اور اپنا مال گذار کر کے مسند حکومت احمد نگر پٹنم ہوا اور مستقر نو سو تیرہ ہجری میں داؤد خان فاروقی کے مرنے کے بعد برہان پور میں بادشاہ تعین کر کے بارہ میں درمیان امر اور اشرف ملگا کے اختلاف ہوا اور ملک حسام الدین مغل نے جو اُس دولت خانہ کے عہد سے تھا ایچی احمد نظام شاہ کے پاس بھیکر خان زادہ عالم خان کو جو حکام اسیر کے نو اسون میں سے تھا اور احمد نگر میں زمانہ نہر کرتا تھا طلب کیا اور اپنی و عہد الملک حاکم کا دیل کی راے سے اسکو بادشاہ بنایا اور سلطان محمود بیکرہ گجراتی نے عادل خان بن حسن خان فاروقی کو کہ نو اسہ اُسکا تھا چاہا کہ اُسے برہان پور کی مسند حکومت پٹنم کروں اُسکے بعد لشکر فراہم کر کے خاندیس کی طرف متوجہ ہوا ملک حسام الدین مغل نے نظام شاہ اور عہد الملک سے اعانت طالب کی یہ لشکر پیشہ ہمارہ رکاب لیکر برہان پور کی طرف روانہ ہوئے اور جو ملک لادن نے کہ وہ بھی احوال ولایت خاندیس سے تھا ملک حسام الدین کے ساتھ اعلام مخالفت بلند کیے اس وجہ سے خلل فاحش مہات میں اُس حدود کے ظاہر ہوئے اور سلطان محمود بھی حوالی تالیز میں پہونچا اور ہزار سوار ملک حسام الدین کی مدد کیواسطے متوجہ کئے اور دونوں باتفاق برہان پور سے کوچ کر کے کا دیل کی سمت گئے اور بعد چند روز کے جب اُنکے لشکر کو برہان پور میں توقف میسر ہوا ملک حسام الدین کے بے رخصت کا دیل کی طرف راہی ہوئے نظام شاہ نے احوال ایسا دیکھ کر عہد الملک کو وداع کیا اور خود دولت آباد میں گیا اور خان زادہ عالم خان خاندیس سے بھاگ کر پھر نظام شاہ کی ملازمت میں حاضر ہوا اور نظام شاہ بعد از مراجعت سلطان محمود بہت گجرات عالم خان کو ہمراہ لیکر اپنی سرحد میں بٹھا اور ایک مکتوب ایچی کے مصحوب سلطان محمود کے پاس باین مضمون بھیجا کہ جو خان زادہ عالم خان سہ طرف التی الا کر متوقع اسلار کا ہو کہ قدرے ولایت اسیر اور برہان پور ساتھ اُسکے عنایت فرما دین سلطان محمود کہ اُسکی بے ادبی ہائے سابق سے آزر دہ تھا اور عادل خان نے بھی اُسکی تمسکایت متواتر لکھی تھی ایچی سے درستی کر کے فرمایا غلام زادہ سلطان بہمنہ کی کیا مجال کہ سلاطین کو کتابت کرے اور پالون اپنے کلبی سے آگے بڑھا دے اگر اپنے اوضلاع ناپسندیدہ سے ناوم اور نائب نہوگا عنقریب گوشمال پاؤنگا احمد نظام شاہ اس سے زیادہ جرأت کو موجب خسارت سمجھ کر خان زادہ عالم خان کو ہمراہ لیکر سبیل تعجیل احمد نگر کی طرف روانہ ہوا اور احمد نظام شاہ کے جب مدارج اور مطالب حسب وخواہ ساختہ اور پرداختہ ہوئے فلک تفرقہ پرواز اپنے کام میں مشغول ہوا یعنی اہل نصیر الملک کہ رکن دولت اُسکا تھا فوت ہوا اور بجائے اُسکے مکمل خان حبشی مامور ہوا اور بعد دو تین مہینے کے بادشاہ کو بھی سخت بیماری عارض ہوئی زندگی سے مایوس ہو کر امر اور دزر کو اپنے پاس بلایا اور شاہ زادہ جوان بخت کا مگنا سرخ برہان کو جو سات برس کا تھا ولیعہد کیا اعیان اور ارکان سلطنت سے اُسکی اطاعت اور فرمانبرداری کے بارہ میں عہد اور بیعت لی اور سلطان نو سو چودہ ہجری میں

اور وہ امر خوشی کے عہد میں۔ خدا تو رح میں آبا سیت کا بار راست کند عاقل کامل یہیں ہر کھدا رشک واد رشک  
اسکے لفظ میں سے انہیں نے انکڑ شیب و دراز بھی یا صغ صغ و دونوں بادشاہوں کے درمیان آیا صلح پر رخصتی  
ہوئے پھر اپنے اپنے مقار و سرکن کی طرف روانہ ہوئے اور قرائن سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کچھ لکھا کر کے اس  
واقعہ کے شرح و لفظ میں ہیں کوستش کی ہر وادشاہ علم بالعداوت منقول ہر کہ احمد نظام شاہ نے رہا ہوا ہے  
مراحت کی اور سرعت تمام دولت آباد میں پہنچا اور اب کی مرتبہ تھوڑے جھبٹک کو محاصرہ کیا اسلئے مامور کیا اور  
خود لاٹکھاٹ پر جوتیلوہ کے قریب ہر عیش و عشرت میں مشغول ہوا اسوقت ایک جماعت اہل اعدا ہوں نے چند ڈاٹی  
اسد لاکر جس کی کار تفل اسکے حکمو سات برس کا عرصہ بقعی ہوا کہ صرت ماجہ اس قلعہ کی تسیر کے واسطے اس حدود  
میں تشریف لائے تھے اور اس مقام میں مسدوکش ہو کر اسد ہائے لہد ہوتی وائے تھے کہ ہر چٹھلیان  
بیان افتادہ میں موسم رسات میں وہ سرسبز نہیں اور علاموں سے انکی محافلت میں کوستش کی اور صرت  
کے قبال سے وہ دھرت پر غر ہوئے یہ چند ڈالیان انہیں دوہو کی ہن احمد نظام شاہ نے اپنے دل میں کہہ دیا  
علامت قوت طلح اور فتح حصار کی ہر ملک اشرف نے اب احمد نظام شاہ کی ہمت فتح حصار میں مصروف دیکھی  
سلطان محمود گھری کی کو حلیہ مجیکہ یہ تسلط اور علمہ امیر نظام شاہ اور عاصروا کر کے قلعہ دولت آباد کے شکایت کی اور پیام  
دیا کہ یہ قلعہ اس شاہ حم سے علاقہ رکھتا ہے اگر کیا را و اس طرف قدم رکھو واکرا اس دولتو او کو اس کی حصار کے جنگ  
حصے کے رہائی بخشیں غلطی اس حد و کا تیکے نام جاری ہوئے اسوال اسل لایج و ملی حرا۔ حار و میں دہل کے یہ سلطان محمود  
یہی چاہتا تھا کہ افعال محمود سے رگدہ ہو کر اس جماعت کا تارک کرے اور اہل دکن کو نہ چون دیکر اسے سلطان محمود دیکر  
کتنے تھے انکو تا وہ اب اور کوشاں دیکر اس واسطے اناس کی پیرا وائی اور کوشش و شرکت تمام دولت آباد کی طرف سوار  
ہوا اور جب آکٹن کے ساحل پر پہنچا احمد نظام شاہ بخیر کی محاصرہ کے احمد محمد کی طرف روانہ ہوا اور ملک  
اشرف نے ملحق محاصرہ سے غفلت پائی سلطان قطب کی سید میں محاصرہ سلطان محمود کے نام پڑھا اور اردو سے  
شاہ میں حاکم قف و ہایا اور لغو دطور وافر شکست گذرانا اور حرج ہر سال کا قبول کر کے سلطان کو اپنے سے رہی  
کیا اور سلطان محمود نے اس حال صحت پاکر حرج کئی برس کا عادل جان سے لیا اور اپنے مقرر کی طرف متوجہ  
ہوا اور احمد نظام شاہ بخیر کی ہر سکر بھی بارہ آیا اور آج صال مذکور میں پھر تیر پر واری بخیر وشتاب رہی محتاج  
دولت آباد کی طرف روانہ ہوا اور جو اہل قلعہ ملک اشرف سے موعہ عہد بندے تمام سلطان کھات اور ہسکی ملاقات  
کر کے متفرق تھے احمد نظام شاہ کے یاس عرائض مابین مضمون بھیجیں کہ تم قریب سردگیاں و ہر بار سے  
ہن اور ہم تمھے ایسا ہی امتحان ہے ہن اور یہ سہ سہ قلعہ اور دو تھوڑا ہن عہد طرف مشر تیرا اور ہناری ماعتانی  
اور ہناری مشہدہ ورا احمد نظام شاہ آکٹنگ کے کما رسا ہل قلعہ کے معائنہ عرائض مطلع ہوا اور اسی  
تھک کو دین ہر اسوار عریہ لیکر دولت آباد میں داخل ہوا اور قلعہ کو محاصرہ کیا قصار الملک اشرف لشکر قلعہ کے  
ارادہ پر کہ ان قوم رہائش تھے واقف ہو کر جمع حصہ سے تیار ہوا اور پانچ چور و کے حصہ میں بادم اللہ ات کہ  
عادم قاتل ہر اس کے سر پر عاصپ تاحت لایا اور کوکب غم کو اس کے اقع معرب میں پہنچا یا بعد اس ساجھ کے  
اکامل قلعہ قلعہ بند تھے یہ قلعہ احمد نظام شاہ بخیر کی لار مت کیواسلئے حاصر ہے اور فتح قلعہ کی مدد کر کے

فرش منازعت کو لپٹیں تو بہتر کہ صلاح دولت اس میں مقصود ہر کس واسطے کہ فتح اور شکست کا مختار خدا ہو اور  
بقدر اگر نصرت نصیب سلطان ہوئے خلقت کیسی کہ سلطان محمود و جنودا معدود سے لشکر قلیل پر غالب ہوا اور اگر  
قضیہ منکس ہووے سبکی اور بعضی انقراض زمانہ یعنی روز قیامت تک اس سلسلہ عالیہ میں پہلی وہ شخص نوشتہ  
نظام الملک کا مجسمہ سلطان کے ملاحظہ میں درلایا آنحضرت صلح اور جنگ میں متردد ہوئے احمد نظام شاہ نے ایک فیلیان  
کو جو سلطان گجرات کے فیل بحری سال کی محافظت میں قیام کرتا تھا زرخیر دیکر اس امر پر راضی کیا کہ اس شہنشاہ  
میں کہ سلطان اور سپاہ خیمہ و خمر گاہ میں باسراحت مشغول ہو دین اس فیل فلک نظیر کی زنجیر کہ نہایت مست اور  
بے اعتدال ہو پائون سے نکال کر اردو میں چھوڑ دینا اور اس شب موعود میں نظام شاہ بحری نے پانچ ہزار سپاہ تو کھی  
کماندار اور بانڈار اور پانچ ہزار سوار کہ تمام تیر انداز تھے گجراتیوں کے اردو کی طرف روانہ کئے کہ کین گاہ میں بیٹھیں جو وقت  
شور و غوغا لشکر گاہ میں ظاہر آوے تو اطراف و جوانب سے برآمد ہو کر تیر و تفنگ و بان سے ہلاکی اس قوم میں مصروف  
ہوں اور انھوں نے اس کے فرمانے پر عمل کیا جب لشکر گجرات کے حوالی میں پہنچے اور اردو کے اطراف و اکناف میں خفی  
ہوئے اس کے بعد کہ دو پہرات آئی تھی فیلیان نمک حرام نے فیل بحری سال کو چھوڑ دیا اس اثر دہائے دمان کے حملہ  
ہونے سے شور و فریاد معسکر کا غلغلہ اور ج فلک البروج پر پہنچا پیادے اور سوار کین سے برآمد ہوئے اور اطراف و جوانب  
سے تقار ہاے حربی پر جو ب زنی ہوئی صدر نے سکی گنبد گردون کو ملو کیا اور بارش تیر و تفنگ میں مشغول ہوئے اور  
جو سلطان محمود اور امرا اس کے لشکر دکن اور خاندیس سے ایسی جرات محال جانتے تھے اور درخت اور تبر سے سرخوش  
ہو کر خواب غفلت میں سوتے تھے اس ہنگامہ اور غوغا سے ہشیار ہو کر سر اسیمہ سواری کے تہیہ میں ہوئے اور سلطان محمود نے  
جو سنا تھا کہ نظام شاہ نے چار ہزار سوار بہادر و کئی کہ عمدہ لشکر سلاطین بہمنیہ سے تھے بلطط و احسان انھیں اپنے خیل  
خاصہ میں جمع کیا ہو اور مجالس اور محافل میں کہتا ہو کہ میں ان چار ہزار آدمی سے سلج ہو کر میدان جنگ میں سلطان محمود  
کے علم و چتر بر حملہ آور ہوں گا خدا جسے چاہے فتحیاب کر کے سرفرازی بخشے اور جسے چاہے شکست دیکر خاک ندلت  
پڑائے یہ بات بھی اس کے دل میں نہ ہن نشین تھی اور اس شب کو یہ بھی مشہور ہوا تھا کہ احمد نظام شاہ بحری چار ہزار سوار جہاز  
شیخون کے واسطے ہمراہ لایا ہو اور چاہتا ہو کہ سرپردہ خاص پر تاخت لاکر خرابی اور ضررت پہنچا دے اس سبب سے  
سلطان محمود سوار ہوا اور دس بارہ نفر پیادے سرپردہ سے برآمد ہوئے اور دفعہ وہ فیل بحری سال سرپردہ شاہی کے  
عقب آیا اور چند شقہ سرپردہ شاہی پارہ پارہ کیے صدر اے شیون وغو غافل حرم سے بلند ہوئی سلطان محمود کو یقین  
کہ احمد نظام شاہ خیمہ اور سرپردہ پر تاخت لایا ہو کھڑا توقف کچھ لوگ اپنے ہمراہ لیکر اردو سے نکل گیا اور جب تین سو  
یا چار سو آدمی اس کے پاس جمع ہوئے اور شور و ہنگامہ خط خطہ از دیا دہوتا تھا راہ فرار ناپی اور بسیرت تمام تین کو س راہ  
طی کی جب امراے گجرات مع فرج ہائے آراستہ جنگ میں مشغول ہوئے اور دکنی مراجعت کر کے اپنے اردو میں چلے  
گئے اعیان لشکر بہدیت مجموعی مبارکباد کی واسطے دربار شاہی میں گئے اور جب سلطان کو اپنے مقام پر نہ پایا اور سمجھے کہ کیا  
معاملہ واقع ہوا ہو سب اتفاق کر کے تعفن اور تخریر منزل کے بہانہ سبکی کوچ کر کے اس کے پیچھے گئے سلطان محمود کو کین کے  
کر سے واقف ہوا جو اس رات کو صلاح مراجعت میں نہ بھیجی تھی مقام میں قیام کیا اور احمد نظام شاہ بحری نے تیر تدریہت مراد پر دیکر  
میں کو با اتفاق عادل خان اور عماد الملک اپنے مقام سے کوچ کیا اور اس مقام میں جہان سلطان نے نزول کیا تھا اور وہ





بہ تغلب لیا تھا وہ بھی ساتھ انکے سرگرمیان موافقت سے برلایا اور رہنری سے محترزاور محتجب ہوا اور دونوں  
 بھائی ملک نائب کا حق تربیت منظور رکھ کر احمد نظام شاہ کے ساتھ طریق دوستی جاری رکھتے تھے اس نے بھی  
 ان کے ساتھ بعد فتح باغ نظام و وزیر راج پوری اپنی بہن بی بی زینب کو ملک وجیہ کے ساتھ جواہل علم و صلاح  
 سے تھا اس ملک از دواج میں کھینچا اور بنائے مصداقت کو بمواصلت مضبوط کیا حق سبحانہ تعالیٰ نے سال اول میں  
 اس عقیقہ سے ایک فرزند زینبہ کرامت فرمایا وجیہ الدین اسکا نام احمد شاہ رکھتا تھا بی بی زینبہ نے جواب  
 دیا کہ عہد طفلی میں مان باپ مجھے کمال محبت سے موتی کہتے تھے اگر تم بھی اس فرزند کو ساتھ اس اسم کے موسوم  
 کرو خوب ہوگا ملک وجیہ نے اسکا نام موتی رکھا اور اس دور کمون کی ولادت سے اسکی شوکت اور آبرو افزون  
 ہوئی لیکن ملک اشرف کی دیگر حسد جوش میں آئی اپنے بڑے بھائی کے قتل میں مصر ہوا اس واسطے کہ وہ اس  
 فکر و اندیشہ میں تھا کہ میں ملک وجیہ کے بعد از فوت دولت آباد اور اتورا اور دیگر ریگناں اور قلعہ اس حدود پر کہ جو  
 اس سے تعلق رکھتے ہیں قاضی ہو کر صاحب خطبہ و چتر ہوگا اس وقت کہ ملک نائب وجیہ کو احمد نظام شاہ کے ساتھ یہ  
 نسبت بہم پہنچی اور ایک فرزند زینب سے متولد ہوا اپنے ارادہ میں خلل مشاہدہ کر کے نسبت اخوت کو بعد  
 تبدیل کیا اور فرمایا کہ وقت لشکر قلعہ کی امداد و اعانت سے بھائی کو قتل کیا اور اس کے طفل معصوم کو بھی مسموم  
 مرگ کیا اور حکومت و دولت آباد میں باستقلال مشغول ہوا اور حکام برہان پور اور برار کی نسبت اباب محبت  
 اور رواد مفتوح کیے اور سلطان محمود گجراتی سے بھی طریقیہ اخلاص جاری رکھ کر کبھی ارسال عرائض اور تحف  
 سے آپ کو ساتھ اس کے منسوب کرتا تھا لیکن جب زینبہ نے بعد از قتل شوہر اور فرزند خنیر کی طرف جا کر دست  
 قلم اپنے بھائی کے واسطے میں مضبوط کیا احمد نظام شاہ نے اسے دلاسا دیکر ۸۹۹ھ آٹھ سو ننانوے ہجری میں مع  
 لشکر و جمیعت دولت آباد کی تسخیر کے ارادہ خنیر سے نصرت فرمائی اور جب ٹیکا پور کے اطراف میں پہونچا تھا پور  
 کے باغ میں وارد ہوا چند روز بقصد استراحت عیش و عشرت میں مشغول ہوا اچھی تقاسم برید کے میان تلج الدین  
 دکنی اور بوبرس پنڈت اس کے پاس حاضر ہوئے اور یہ گزارش کی کہ یوسف عادل خان نے ہمارے اخراج  
 کے واسطے ٹیکا کو مشش کا کمرہ پر باندھ کر دارالامانہ محمد آباد بیدر کو محاصرہ کیا ہے اگر وہ جناب اس وقت  
 میں محاصرہ و دولت آباد کی فکر خاطر طر سے ہو کر کے اپنے محب اور مخلص کی معاونت کے واسطے اس طرف  
 توجہ فرماوین نیاز مند تادمت العمر طریق یحییٰ اور اخلاص میں سرگرم ہو کر ممنون احسان اور رہین منت ہوگا بلکہ  
 مخلص بھی یوسف عادل خان کی طرف سے مطمئن ہو کر دولت آباد کی تسخیر میں آپکا مدد و معاون ہو کر جان سپاری میں توفیق  
 نکرے گا احمد نظام شاہ نے اسکا سوال پذیر کر کے دولت آباد کی غریمت فسخ کی اور محمد آباد بیدر کی طرف گیا اور جیسا کہ وقت  
 سلطان محمود میں مذکور و مسطور ہوا معاملات کو فروغ کیا اور اسی دن دولت آباد کی طرف جاکر محاصرہ میں مشغول ہوا اور  
 بعد دو مہینہ کے اس قلعہ سپر اساس کو بنجر قائل و غور ملاحظہ فرمایا جب جانا کہ تسخیر اسکی جبر و قہر سے نہایت مشکل و دشوار  
 ہے وہاں سے کوچ کر کے جنیر کی طرف متوجہ ہوا اور اثنائے طریق میں جب قصبہ ٹیکارین پہونچا اسکی رائے مقتضی اس کی  
 ہوئی کہ وہ مقام جو دولت آباد اور خنیر کے درمیان ہے اس میں ایک شہر بنا کر کے دارالملک بنا دے اور ہر سال ہنگام درخصل  
 خیریت و ربیع دولت آباد میں لشکر بھیج کر تاخت و تاراج کرے شاید مردم درونی قوت الاموت سے عاجز ہو کر طالب امان ہووین اور قلعہ سپر



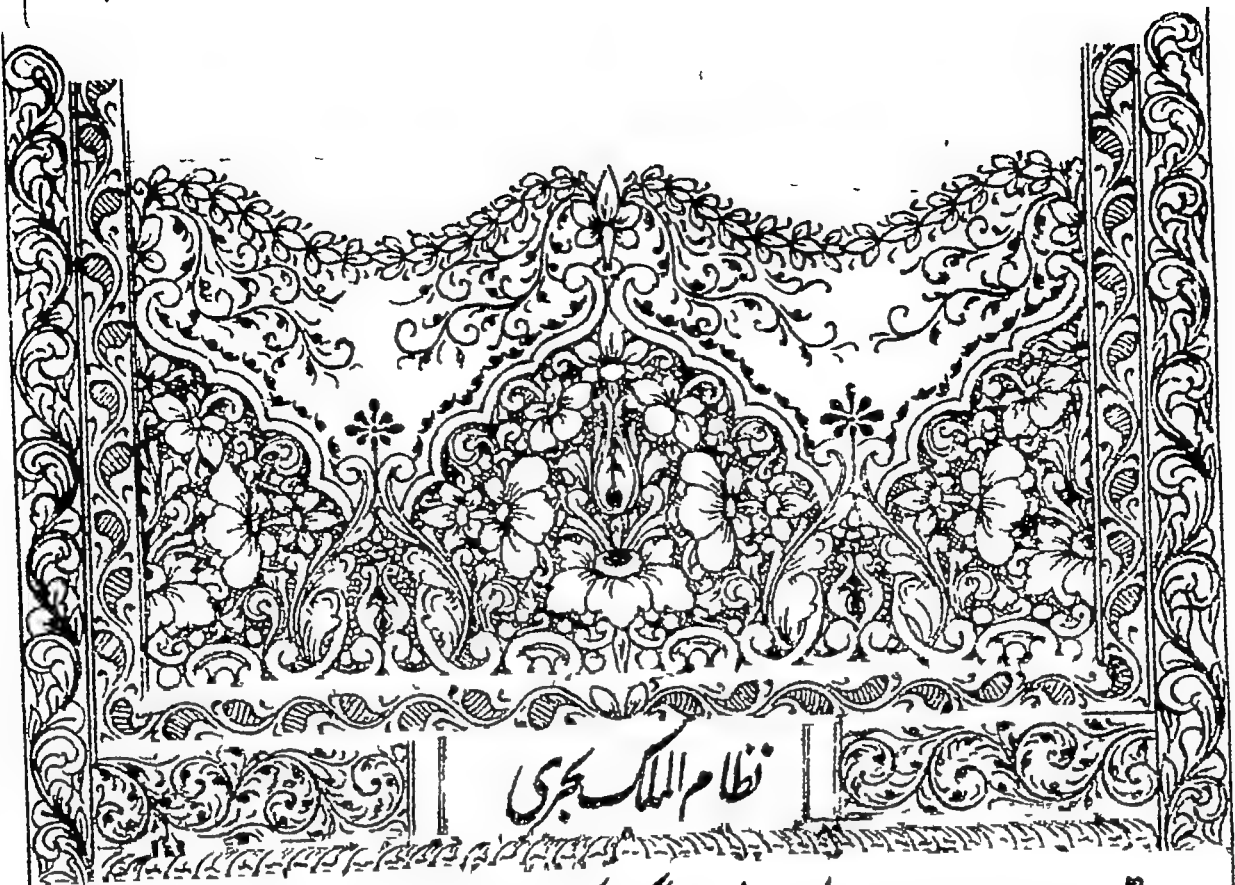
سلطان محمود کا نام خطبہ سے بخوبی یاد اور جیتیر سید کر اس وقت میں نشان ما و شاہ دہلی اور گجرات اور سندھ کا تھا ہے مرقی پر قائم کیا لیکن جب خواجہ جہاں اور دست اہلے دکن جو اس کے ساتھ طریق معصا وقت رکھتے تھے جہتہ اور خطبہ کے اظہار کے سبب سے رنجیدہ ہوئے اور کہنے لگے کہ موجودگی سلطان محمود ہمیں کے جہتیر پر لگنا اور خطبہ اپنے نام پڑھا ہا بیت نے ادنیٰ ہو تو نظام شاہ نے کر پر جو عقل و دانش سے آہستہ تھا طاقت کو تسخیر مانکر خطبہ کو موقوف رکھا اور اپنے اصرار میں سب کو طلب کر کے دریا لاکر کو کچھ تم کو میں مولا اور محض صلح ہر خطبہ میں سے موقوف کیا لیکن جہتیر کو سبب ازالہ آسبب حرارت آفات ہوا اور علامت سلطنت اس میں لکھا مایں ہے اس کا بغیر مناسب نہیں دیکھا دیتا ہر گھوڑوں نے خواب دیا اگر ایسا ہو مصافحہ نہیں آپ شوق سے جہتیر کا دین بشرطیکہ اور لوگ بھی اسی عرصہ سے جہتیر کا دین احمد شاہ مولا نے لاچار ہو کر رحمت عام درانی اور جہتیر عام سے بچان کیواٹے ایک پارچہ سچ جہتیر تمام شاہی برصیب کیا اور عوام الناس کی بھری بالکل سید قرار دی اور رتہ رتہ دو تھانہ عادل شاہیہ اور محاد شاہیہ اور خطبہ شاہیہ اور در شاہیہ میں اسطوریہ کا جہتیر شائع ہوا اور اتنا کہ تاریخ بھری ایک ہزار اٹھارہ سال کو پہنچی ہے سلطان نور محمد وکس کے جہتیر سر پر لگاتے ہیں سیکو جالعت زمین ہر ملک ساثر ملا دھند کہ ما و شاہ کے سوا دوسرے کی محال ہیں کہ جہتیر اپنے سر پر لٹک کرے اور جب محدود جہاں اور اعظم خان اور امرائے دیگر کو بھی یہ جہتیر دولت کہ ما و شاہیوں کے واسطے مخصوص تھی پہنچی تیر مردہ اس کے احسان کے ہوئے اور بعد وہ جیسے کے جانب اور حاضر نے اس سے اتفاق کر کے خطبہ کی الناس کی اور جب ان لوگوں نے کمر سالحہ اور اصل کیا پختہ کر کے راجہ اس امر کے تحت سے عظیم ام پر لٹکوا پاحلہ جاری کیا اور بہت تیر مدار جو روئے میں ہو کر دکن کے قلعہ متین سے ہوا اور سرحدیوں کے حوالی میں واقع ہر مصرف دیکھی باؤ خوش بے اس طرف حاکم دو بیٹے اور قلعہ ایک سال بعد لکھا گیا اور آخر کو صلح سے لیا اس کے بعد قلعہ دولت آباد کی تصویر کی حریت اس کے حصاے دل میں علوہ گہولی وقت لے وقت اس اندیشہ میں رہتا تھا اور جو یقین تھا کہ وہ قلعہ پرور نہ لے سکوں گا اس قلعہ کے ولایت کے ساتھ کہ مسماں ملک وجیہ اور ملک اشرف تھے طریق مدار اور احسان سے الہاب لطف اور طاقت مقترح کے متفقہی شہد م روناٹے فرہنگ دوست کہ درکار ہا رفی و بری مکوست و بری جو کالے توان بر پیش و درستی خودیہ دار ہار پیش کہ کتے ہیں ملک وجیہ اور ملک اشرف دونوں بھائی جیتی تھے اور ان میں کمال محنت اور اخلاص رکھتے تھے ابتدا میں خواجہ جہاں کا دان کے ملازمین میں انتظام رکھتے تھے اور اس کی شہادت کے بعد سلطان محمود کے سردار و لڑیں منتظم ہو کر رہا ہر سر کرنے تھے آسویں ملک نائب طعام الملک انکی رسمیت کا درپے ہوا اور خطبہ امرائے کر کے ملک و مد کو قلعہ دولت آباد کا تھا و دار اور ملک اشرف کا مقام ولایت کیا اور انھوں نے اس انواع کی مصطفین مساعی جلیلہ کے تشریفاں اور ہریان دولت آباد کو خود تمام جماعتیں شور اور خود سے حرف غلط کی طرح محدود کیا اور سرحد سلطان پور و دربار اور مالک گجرات تک ایسا صاف کیا کہ تاجر و حیر و غلح خاطر آمد و شد کر کے اس کا گنگاری اور مکتا می سے مکتومت کی کہ رعیت ان سے راضی اور شاکر ہوئی اور ولایت خوب آگلا و صوبہ ہوئی ایک امرائے مہربان سلطنت عہد میں ملل و یکجہ قلعہ کا لند رکھ

عدو مال سے دشمن کا دفع وجہ احسن سے نہلو رہیں پہونچکا سلطان محمود نے عظمت الملک کو درگاہ میں طلب کیا اور جہانگیر خان کو تلنگ کے علاقہ سے مع تین ہزار سوار کو لاس سے طلب کر کے جلعت سر لشکری مشرف کیا اور بجائے عظمت الملک جنیر کی طرف روانہ کیا جہانگیر خان کہ مشاہیر درگاہ سے تھا اور اس سے کارہائے خوب نمایان سرزد ہو رہے تھے شجاعت اور حسن تدبیر میں وحید و فرید کن تھا تمام امر مستطہر ہو کر بکرج متواترہ برزہ کی طرف متوجہ ہوئے اور مخدوم خواجہ جہان قلعہ پرندہ میں در آیا اور اپنے فرزند اعظم خان کو احمد نظام شاہ کے ہمراہ کیا اور وہ حرب میں صلاح نہدیکھ کر ٹپن کی طرف گیا اور فتح اللہ عماد الملک کے پاس آدمی بھیجی صورت واقعہ ظاہر کی اور جب اس سے توجہ نہائی اور جہانگیر خان ٹپن کے اطراف میں پہونچا احمد نظام شاہ نے وہاں سے کوچ کر کے عزمیت جنیر کی طرف کی اس کے بعد جوہر کی گھاٹی پر چڑھ کر اس قصبہ کے پہاڑوں میں در آیا اسی روز نصیر الملک بجاتی مع لشکر کہ قادر آباد میں رہا تھا مع خزانہ اور غلہ اور آؤوقہ اور سامان ضروری بکثرت تمام لیکر ساتھ اس کے ملحق ہوا اور سرگھاٹی جوہر کو مسدود کر کے ان پہاڑوں میں استقامت کی جہانگیر خان نے جب سنا کہ گھاٹی جوہر کی نظام شاہیہ کے قبضہ اختیار میں ہو چکا تو رکھاٹ سے ٹیکا پور میں پہونچ کر احمد نظام شاہ کے سر راہ پر مع لشکر فروکش ہوا اور دونوں لشکروں کے درمیان چھ فرسنگ کا فاصلہ تھا قریب ایک مہینہ کے مقابل ایک دوسرے کے مقیم رہے اور جو موسم برسات تھا نہایت دشواری احمد نظام شاہ کے سرخ میں اٹھائی آخر کو عیش و عشرت میں مشغول ہو کر فرس غفلت بچھایا اور مروج پرور کی ساغر نوشی اور نغمات و دلکش کے تہلے میں مصروف ہوئے اور غنیم کے وجود کو ہر خیال میں نہ لائے معدوم سمجھے **مثنوی** چو شد دیدہ بخت آن قوم تار ہوں بود کردند و بندار تار بدگلیم سیہ بہر خود بافتند بدخ از وانش و حرم بر تافتند بد اور جب خبر بخبری اس گروہ کی احمد نظام شاہ کو پہونچی ماہ رجب کی تیسری رات **۹۵ھ** آٹھ سو پچاس ہجری میں اعظم خان کے ہمراہ صبح کے وقت کوہستان قصبہ جوہر سے سوار ہوا اور گھوڑے کو ایسا گرم عنان کیا کہ علی الصباح ٹیکا پور میں پہونچا اور ایک بارگی حوادث زمانہ کے مانند اپر تاخت لایا اور کسی کو مجال پیکار و قتال ندی بعضے خواب مستی میں دار البقا کی طرف راہی ہوئے اور بعضوں نے جب آنکھ کھولی دیدہ و دانستہ نقد حیات مستعار پیک اجل کے سپرد کر کے عدم آباد کی طرف سفری ہوئے جہانگیر خان اور سید اسحق اور سید لطف اللہ اور نظام خان اور فتح اللہ خان کہ امر اسے تھے قہقہے ہوئے اور باقی انکے سوا دستگیر ہوئے اور احمد نظام شاہ نے انھیں جھینون پر سوار کر کے کپڑے انکے زانو تک پارہ پارہ کر کے اپنے اردو میں پھرایا اور جان کی امان دیکر دار الملک کی طرف روانہ کیا اور میں نے شاہ جمال الدین حسین آنجو سے جن کا تھوڑا احوال خیر مال و قانع مرقضی نظام شاہ میں تحریر ہو گا سنایا کہ اس جنگ نے بجنگ بارغ شہرت پائی اسلئے کہ قصبہ ٹیکا پور کے قریب جس مقام میں کہ صورت فتح نہلو رہیں آئی تھی احمد نظام شاہ نے ایک بارغ بنا کر کے موسوم بباع نظام کیا اور اس کے دو رہیں چار دیوازہ بزرگ کھینچ کر ایک عمارت زیبا تیار کی اور تھوڑے عرصہ میں وہ عمارت رشک ارم ذات العباد ہوئی احمد نظام شاہ اور لشکر جمیع اولاد نے اس کو اپنے اور مبارک جان کر اس میں قلعہ تیار کر کے اپنا مسکن اختیار کیا الغرض احمد نظام شاہ نے اس فتح کے شکرانہ میں قصبہ جوہر کو اس وقت کے مشائخ اور علماء پر وقف فرمایا اور ان کی تعظیم و تکریم میں مبالغہ کیا پھر منظر اور منصور ہو کر جنیر کی طرف گیا اور بے دغدغہ کسی ملغ اور بے وجود کسی مزاحم کے مسند جہان بانی پر ٹپکن ہوا اور اسی سال یوسف عادل خان کی صلح سے

اختیار کیا لیکن شکست فاش ہو کر کمال حراس طریح الملک کے پاس گیا اور احمد نظام شاہ نے عاکہ سے مراجعت کی جب احوال اس صبح سے دیکھا کام احوال سے نصیر الملک کے کھل چکا اور رعایت التغات سے مرہم اس کے زعمون پر رکھا اسے کلفت اور تنگی سے بجات بخشی اور بعد چند روز کے غلبہ و جنگ واداسی مقام میں چھوڑ کر لشکر حار آرمود کا لیکر آدمی رات کو حصم کی طرف تاحث کر کے شون مارا و مسلما نکی محبت کا توڑ کر شغرق اور پریشان کیا اور شیخ مودی عریض جامعہ کی شہر و اور دکنی اور حبشی کے مقتول ہوا اور حبیہ و جنگ واداسی و سار و مسلما ن کو حسب ریادت کی اسباب کسبت نظام شاہ پہونچا احمد نظام شاہ نے مصور و مطہر ہو کر خوش و دوستانہ مہر کی طرف سعادت فرمائی اور ایک لحظہ سیاه و رعیت سے عامل ہوا اور سلطان محمود اس صبر سے ہایت پریشان اور آشفہ ہوا اور غلظۃ الملک ویر کو بیخ آٹھا ارے ماہرا و دشکر ورامو کو گداز صبر پر تاہر دیکھا احمد نظام شاہ سے سپاہ حیر سے آمد ہو کر قار آباد کے کوہستان میں دو کشت ہوا اور جو سخت کا لشکر سلطان تھا ٹھہری میں پہونچا احمد نظام شاہ نے تین ہزار مرد و اہل سرد و اتحاب کر کے قار آباد کی طرف سے احمد آباد بیدر کی طرف تاحث کی اور رات کو محالہ تھیری اس نواح میں پہونچا جو کہ ایک در مان کو چشہر کے پھاٹک پر مامور تھا موافق کیا تھا اسے رات کو دروازہ کھول دیا اور اسے شہر میں داخل کیا اور احمد نظام شاہ اس کے مکان کی طرف جو موکل تھا رواہ ہوا اور حاتمے ہی اس کے اہل و عیال اور اس کے ماہ کے متعلقون کو الکیوں میں تھا کہ ایک جماعت مرد و مستتر سے حیر کی سمت رواہ کیا اور جو تمام رات شہر کے کونوں اور بھٹوں میں گشت کر کے امرے مامور کے رن و در و کو ہر ایک مقام سے دستیاب کر کے صبح کے قریب شہر سے رآمد ہوا اور قصد حیر کے راستہ سے قلعہ پر دہ کی طرف متوجہ ہوا ورامو کے رن و در و کی خطا ماموس میں ہایت کو شمش کی اور امرے مامور قریب تھا ٹھہری کے مہر تو حہ نظام شاہ بیدر کی طرف متوجہ اس کے پیچھے رواہ ہوئے اور قصد حیر کے اطراف کے قریب حاکر پیغام دیا کہ اس صبح سے کوئی نہ جاری حتم نہیں من کو شمش کر کے اپنے در و در دن کے ماسد بنگاہ رکھا جو ہم قریب سے منوں آسمان ملکہ و اس در اہن لیکن شہر و آدمی مقتضی اسکی زمین پر کہ طریق چور دن اور در معاشون کے نہونچا بے مقابلہ سے تھا کہ احوال مستورات کا تھمن جو وے اور وہ امر کو مگر و صنادی نگاہ میں دوسرے زمین پر مہر ملک اسکا جو وے احمد نظام شاہ کو یہ بات ناگوار ہوئی اسی وقت اُنکے اہل و عیال کو ہایت اعزاز و تکریم سے لگے پاس بھیجا اور جو درجہ کر کے قلعہ پر دہ کی طرف گیا اس در میان میں فرمان سلطان محمود کا امر لے کے تمام ہایت ملاست سے بھرا ہوا صادر ہوا مضمون اسکی تھا کہ ملک احمد نظام الملک جو عریض شکری کے ماسد پر وار واداکر تاہو ادر تم اس کے خوف و مہیب سے آشیان حیرہ و جنگ واداسی میں تھا کہ مرمع مان کو اُنکے پھل کے آسپہ سے بجاتے ہو گرتا بی اور تاراک کر کے اس مامی کو گز قار کر کے جنگ واداسی میں لاؤ مہاسین تو قیقین خان کو حصم و فر شہا بہ من مگر قار ہو کر اپنے ماپ واداکا آروجد مدت کی صانع اور برادر کو گئے انھوں نے فرمان کے معصون پر اظہار پاکر مقام سیر میں قیام کیا وریان کے جواب میں تحریر کیا کہ لوگ آدمی سپاہی ہن اور سپاہ کام توار مارا نا اور دیکس کا شکوہ او دستاصل کر ماہی مگر دیکس کے احوال سے ہوشیاری من حملت واقع ہوئی و غلظۃ الملک ویر کی جانب سے ہر ایک مقام گور و سار و مسلما ن بہرے حسرت کے میاں مقال

یوسف عادل خان صادر فرمایا کہ باتفاق مخدوم خواجہ جہان و کئی اور زین الدین علی طالس حاکم ہاکنہ خیر کی طرف جا کر آب سیاست سے احمد نظام شاہ کی آتش فتنہ کو ساکن کرے اس جناب نے معذرت کر کے اُسکے قبول سے انکار کیا بلکہ احمد نظام شاہ کے پاس اپنا ایلچی ماتم پرسی کے بہانہ بھیج کر یہ پیغام دیا کہ اُس حد کی ضبط و حفظ میں تفصیر نہ کرے اور اپنا لشکر قلعہ اندر پور سے جو زین الدین علی طالس کی مدد کو اسطے بھیجا تھا بلو الیا اور اس حصار کو بھی احمد نظام شاہ کے تفویض کیا اور اظہار دوستی اور مصادقت میں کوئی دقیقہ ٹھوڑا پیوند ملک سے بھی توی پشت کیا اور احمد نظام شاہ نے ظریف الملک افغان کو امیر الہام کیا اور نصیر الملک بگرامی کو امیر حملہ بنایا اور زین الدین علی طالس کے پاس آدمی بھیج کر پیغام دیا کہ جو حق ہمسایگی منظور نظر عاطفت و رافت ہو اور میں اس نذر گوار کو صفت سخاوت میں ابرمطیر اور شجاعت و مردانگی میں برہمہ شیر جانتا ہوں مناسب یہ ہے کہ رقم بگیا نگی صنمہ خاطر سے مجھ کر کے حرف گذشتہ کو الماضی لایذ کر بھیجیں اور آپ کو اس دولت خداداد میں شریک کرین زین الدین علی نے یہ مقدمہ قبول کر کے اطاعت اور فرمانبرداری ظاہر کی لیکن چونکہ شیخ مودی عرب نے جسکا خطاب بہادر الزمان تھا اور مردانگی اور فیروہ جنگی میں تمام اعراس امتیاز رکھتا تھا احمد نظام شاہ کے دفع اور اخراج کا بیڑا اٹھایا اور بارہ ہزار سوار انتخاب ہمراہ رکاب لیکر خیر کی طرف متوجہ ہوا اور قلعہ پر بندہ کے ترمیب پہونچا تو زین الدین علی طالس نے فتح غریبت کی اور رائے کو تغیر و تبدل دیکر ارادہ کیا کہ مع جمعیت اپنی اس سے جاملے اس درمیان میں احمد نظام شاہ شیخ مودی کے قرب و وصول سے آگاہ ہوا اور اپنے اہل و عیال کو قلعہ سیر میں بھیج کر حرب و ضرب و ترک تازی کو اسطے جریدہ شیخ کے مقابلہ کو روانہ ہوا اور جب شیخ مودی کے اردو کی اطراف میں پہونچا اپنی قلت سپاہ اور کثرت لشکر ختم و یکسر صفت جنگ سے محتررا و مجتنب ہوا اور عظیم کی فروز گاہ سے چار فرسخ کے فاصلہ پر فروکش ہوا اور لوازم ہوشیار می بدرجہ نہایت کوشش کی اور جب زین الدین علی کے اوضاع و اطوار سے یقین حاصل ہوا کہ کمین فرصت میں ہو اور چاہتا ہے کہ موقع وقت ٹھیکر شیخ مودی عرب سے ملحق ہوا اسواسطے لشکر نصیر الملک اور زین الملک کے حوالہ کر کے خود مع جماعت مسلحہ اراں خاصہ اور کچھ لوگ منصبداران سے کہ ہمیں اس دولتانہ میں حوالدار کہتے تھے شکار کے بہانہ اردو سے سوار ہوا اور قصبہ چاکہ پر کہ مقام زین الدین کا تھا تاخت لیکیا اور رات کی وقت کہ کوئی شخص محافظت میں مشغول نہ تھا پہونچا اور زینہ ہا سے چوپی کہ اس کام کو اسطے ہمراہ رکھتا تھا قلعہ کی دیواروں پر نصب کر کے سب آدمیوں سے پیشتر شتر سپاہی ہمراہ دیکر قلعہ میں در آیا اُسکے بعد لشکر بھی سوار ہو کر چار طرف قلعہ کے فروکش ہوا اور جو یہ جماعت مسلحہ اور کل اور اہل قلعہ یعنی متحصن غافل اور خواب آلودہ تھے زین الدین علی اور اُسکے ہمراہی کے ساتھ سومر و تیر انداز بلکہ قدر انداز سے تھے متحمل ہوئے اور قلعہ جاکہ مفتوح ہوا اور جب یہ خبر منتشر ہوئی نصیر الملک نے بھی اپنے دل میں ارادہ کیا کہ جب تک احمد نظام شاہ مراجعت کرے میں بھی شیخ مودی پر دست بردی کر کے کار نمایان بجالائیں پس ایک جماعت قلیل کہ عدد اُسکے تین ہزار سے بھی کم تھے ہمراہ لے کر شیخ کی اردو کی طرف متوجہ ہوا جب ایک کوس پر پہونچا شیخ مودی واقف ہوا ایک جماعت کو مقابلہ اور مقابلہ کے واسطے بھیجا اور بعد از جنگ صعب شیخ مودی کے لوگ شکست کھا کر بھاگ گئے اور پھر اسی روز جب دوسری مرتبہ شیخ مودی نے لشکر بھیجا شکست پائی اُسکے بعد شیخ مودی ناچار ہو کر خود سوار ہوا نصیر الملک جو ان دو فتح کے سبب نہایت مغرور تھا مع لشکر خستہ و مجروح اس کا بھی معتابا

برگنات دولت آباد کے تعلق تھے تخت میر کے اور برگنات اصاحہ اپنے فرزند ملک احمد کو دیے اور احمد جہاں  
 کے القات سے دو بی بی معصدا اور دو اتھاس کو میر کی طرف بھیجا وہ میر بن حاکم مسد نشین ہوا اور جل قاسمت  
 ڈاکٹر علاقہ کے سد دست امین مشغول ہوا اور ہر چند ملک مائک نظام الملک بھری فراہن حاصل کر کے بھیجا تھا  
 کہ قلعہ سیار و حودا بھی قلعہ کلہ احمد کے تصرف میں چھوڑ دے عادیں ایک جماعت سر جٹوں سے کہ حواہ جہاں  
 کا والے نے ان پر اختیار کر کے وہ قلعہ میں سیر کیے تھے ان ولایت کے مصاحبیں بھل نہ کرتے تھے اور یہ  
 حواہ دیتے تھے کہ میں وقت ہمارا خداوند ملت سلطان محمود بھی میں رشداد و تیر کو بہر صاحب اختیار ملک و  
 مال ہوگا ہم اس کے علاقہ اطاعت میں قدم رکھیں گے اور قلعہ بھی اس کے سرور کے لیے لیکن ملک احمد صاحب و احیہ  
 تھا بہت ان قلعوں کی تسخیر برصغیر کر کے پہلے مثال حریت قلعہ میر کی تسخیر بیٹو فرما دی اور اسکا محاصرہ کیا  
 اور وہ قلعہ ایک قلعہ کوہ پر واقع تھا اور رہایت از اقلع سے مام الہاں اسکا ملک یہاں پر کہ چرچ شمش سے ملاد  
 ہی ہو گیا اور حقاقت بلند رہا رہے اس کے قلعہ پر پہنچے سے پڑوس کاٹے قطعہ کے مد فراش کر کے بیٹو  
 کے رستہ شیش نگر پانے گمان ہلک مارا رسیدل پانے گستہ اسید و حقاقت گاہ عرض قلعہ مال نکلیں  
 اپنی حصار نے حب کام ہے اور ہر تنگ دیکھا اور کوئی شخص انکی مدد نہ دے پوچھا بعد چھ بیسے کے تیج و کس  
 گلی میں ڈال کر تیج کلید قلعہ انکی ملازمت کے واسطے روا رہے اور ملک احمد کی سیاہ بھوم کے ماسد  
 سح حصار میں داخل ہوئی اور حب معلوم کیا کہ کد شہادت حواہ جہاں باج رس کا بھونسل برست اور کوئی کا  
 اس قلعہ میں جمع ہر تمام روپیہ ملک احمد کے ماحطین گذرانا اس سب سے ملک احمد کی جماعت میں رولح اور  
 روقن ظاہر ہوئی اور امرا اور سپاہیوں کے دل ملے قلعہ سے شاد اور مخطوط کیے اور اسی عرصہ میں قلعہ جو تیر  
 دیکھا کر دسکی و تروکی و کدھل و تورو تروپ و جیو و دگر درگن کر میں دما چوئی و پانی کو کھرا اور تیرا متعبر کر کے  
 تمام کو کس پر قلعہ داخل ہوا اور دیر راج پوری کی تسخیر کی فکر میں تھا کہ حضرت قتل اپنے والد ملک مائک کی سکر  
 ملکہ میر کی طرف معاونت و مائی اور خطاب لیے باب کا ہے اور اطلاق کر کے موسوم و مشہور ماحو نظام الملک بھری ہوا  
 اور جہاں اس عتاب سے لعل شاہ اپنے اور اطلاق کر کے لیکن شہرت انکی دکن میں ماحو نظام شاہ ہوئی اس واسطے یہ تسخیر  
 محمد قاسم مرشد حوصف اہل کتاب ہر اسے ماحو نظام شاہ بھری یاد کر کے مرقوم جائے تحقیق کر رہا ہو کہ بعد  
 ہو چکے ملکہ میر اپنے مائک کی ماتم داری سے خارج ہو کر پرتو القات سیاہ و رعیت کے حال پر ڈلا اور بھرت  
 قتل میں تعصیب سیار و سید کا اور شین و غیرہ میں ایسا صلہ کیا کہ خوف تر زلزل سے تنہا طیس نے اسکی ملکات میں  
 حدت آپس کے لغو سے اعراض کرنا اور کرنا نہ ہاتھ داس گاہ کی کشش و تصرف سے کھینچا علاقہ یہ کہ ہر  
 چیز سے ایدار و حکم دور ہوا اور اس سب سے کہ آکار شام میں کد سیل اور احمد دری کے ساتھ دیرا نام سے  
 اور بھی کما داس حد دوسے حکمائے عظیم کے ماعت انکی تنہا حث اور مردانگی عالی گری ہوئی تھی ہر چند سلطان  
 محمود املا و مسعدارال اور سیدارال کوئس کے درج تسلط اور صلہ کے واسطے مام و مرانا تھا مگر قبول  
 نہ کرتے تھے لیسے عدم قوت و قدرت سے طح دیتے تھے اور بیٹے دورا مدنی اور قاسمت جی سے  
 پند درگوش اور جوش رہتے تھے چاہے سلطان محمود نے قاسم برید کی تحریک سے چند مرتبہ و زمان سام مجلس رنج



## نظام الملک بحری

روضہ تیسرا بیان میں سلاطین شہراحمد نگر کے جو نظام شاہیہ مشہور و معروف ہیں

آرائندگان جن اخبار و سرانندگان انجن اسراپر پوشیدہ اور مخفی رہے کہ احمد شاہ بحری بیٹا ملک نائب نظام الملک بحری کا تھا اور ملک نائب برہمنان بیجا نگر کی اولاد سے تھا اسکا اسم اصلی تیما بہت اور اس کے باپ کا نام بھرنو تھا اور سلطان احمد شاہ بہمنی کے عہد فرخندہ ہمدین وہ ولایت بیجا نگر میں مسلمانوں کے ساتھ اسیر ہوا تھا اور بعد شرف اسلام موسوم ملک حسن ہو کر غلامان بادشاہی کے ملک میں منتظم ہوا سلطان احمد شاہ نے جب اُسے صاحب اوراک اور قابل دیکھا اپنے خلف الصدق محمد شاہ کو مرحمت فرمایا اور اُس کے ہمراہ مکتب بھیجا اور اُسے سواد و خط فارسی بھی تھوڑے عرصہ میں ہم پونچایا اور مشہور بہ ملک حسن بہر ہو گیا لیکن سلطان محمد شاہ نجین میں بہر ہو اچھی طرح نہ بول سکتا تو ہمیشہ ملک حسن بحری اپنی زبان مبارک سے فرماتا سو جب سے خاص و عام میں بحری لقب ہوا اور محمد شاہ نے اپنے عہد سلطنت میں اُسے تربیت کر کے معتدین سے گردانا اور ماہی مراتب عطا کر کے بحری نام کی مناسبت دار و ملی تمام جانوران شکاری کی کہ صطلاح مغول میں قوشیگی کہتے ہیں اسے تفویض فرمائی اور اس تقریب کے باعث اسکی عزت و شوکت افزون ہوئی اور رفتہ رفتہ خطاب نظام الملک بحری ملا اور وزیر اعظم خواجہ جہان کاوان کے التفات سے صوبہ دار تلنگ ہو گیا اور راجندری اور کنرہیل کا علاقہ مع مصنافات جاگیر پایا باگ اس حدود کے حل و عقد اور قبض و بسط کی اُس کے قبضہ اقتدار اور اختیار میں در آئی اور بعد مقتول ہونے خواجہ جہان کاوان کے اُس کا قائم مقام ہو کر خطاب ملک نائب اور منصب سر لشکری سے بھی سرفراز ہوا اور بعد ارتحال سلطان محمد شاہ حسب وصیت اُس کے وکیل سلطنت اسکے فرزند سلطان محمود کا ہو کر جاگیر بیر مع دیگر رگنات کے پائی اور جو

رگنات دو  
کے التفات  
دارالمرقاۃ  
کر قلعہ ہیرا  
کاوان  
جواب دے  
مال ہوگا  
نجاہت  
اور وہ فنا  
ہو چکا  
کے زلف  
اہلی  
گلے میں  
بحر حصہ  
اس قلعہ  
رواق  
دلہا کو  
تمام کو  
بلدہ جنہ  
اور جنہ  
محمد قاسم  
ہو چکا  
قلیل  
جذب  
چیز ہے  
اور بھی  
محمود  
نکر  
پہنہ درگ

تن سے خدا کر کے درگ اسفل کی طرف روا کیے عہد عہد معلوم شدہ ایک ہزار پانچ سو پچاس ہجری میں کہ سپہ سالار شہر  
 اور صاحب لوہے دھوہری باغ میں بیٹھے ہیں پر وہ لاری سے غلغلہ تینیت اور مارگ ماہ کا گوش اہل ہوش  
 میں ہو گیا یا کھنص لطف لے اتھارے یہ اور رعایت یا ختمی سحانی سے سیادت مرمت و رفیع مرمت  
 میر محمد صالح ہولڈی نے اس دیار میں تشریف شریف ارانی و مالی پڑ کر ساکنان صواعق ملکوت اور کر و بان جہت  
 اسکے رشک قدم پہنچ و تاب میں ہیں اور لغوس کو ایک سادہ سی لے اسکے انوار جمال کے روبرو کا شہ  
 ککول ہلال کو گدائی کے واسطے ترک دیا اور جدو سے شکوے سید کا کثات غلام صمد و جوات مغل علیاں و تہ  
 و در راں احمد مختصہ محمد مصطفیٰ علیہ السلام و دیگر و سلم محبوب اُنکے ہیں اعلیٰ حضرت سیلابی یہ حضرت اتریک  
 ہیات محظوظ اور سرور پرور کے اور محمد و پاس حداد و جہان خاں کاکر رعایت نظم اور کریم سے ان سرگوار کی ہفت  
 مارکات کی سعادت حاصل کر کے سوے مارک حضرت رسالت پادہ صلعم کی حریف رات سے اختصاص  
 یا یا جس سے حس اعتقاد اور معافی بیت اس ماوتہ بھی سیرت یوسف صورت کی حاصل و عام پڑا ہر ہونہ  
 کس واسطے کہ لکھے سلاطین کہ ہر حصہ اس خاقان سکندر رشاں کے تھے ہر چہد کوشش کی مگر زیارت اس جو ہر طرف  
 سے سرور ہوئے گو کہ وہاں مارک ایک چاندی کے ڈبہ میں تھے جو سب طرف سے بالکل سد تھا اس میں  
 کہیں سورج نہ تھا حد ماوتہ و صافی عقیدت نہایت تنہا سے سرور قدم مارک کی زیارت کے  
 لے حاضر ہوا اور سولے چاندی کی اینٹیں بن عود و عسر لگا یا اور تمام ادب سے حضرت سرور عالم علیہ السلام  
 و سلم کی روح پاک پر تھہر دو روز و سلام ہو گیا تو خود کو دھوے مارک لے کر آدھ کر ہزاروں الوار سے لالہ مال  
 فرمایا اور مادشاہ علیجاہ کو یہ مگر کامل حاصل ہوا اور حلالی نے یہ میوہ و مشاہد کیا۔ ماوتہ نے میر محمد صالح  
 کو انعامات لے ابرار سے عرق کوا حصان دیا یا جب نا محمد الجہم بن مادشاہ لے عماراوی کی تو حضرت سید  
 معری لایہ کو پیام دیا کہ میں نے حضرت کے صاحب محمد کی عماراوی قائم کی ہے اگر حضرت قدم رکھو ماوین تو ہر کوگون کا  
 شرف ہے حضرت نے قدم رکھ دیا اور مادشاہ نے دور سے منتقل کر کے پاکو نکال میں انار اور شکر قند و م  
 میں رد و خواہر عرص کے اور اگر انفعلی حکم دیا کہ ہر وقت حاضرین ہر راتیں کی تعمیل کریں اور اکثر اوقات خود بھی  
 مع در رد و خواہر حاضر ہوا۔ بعد از ماہ و جمادشاہ نے عرص کیا کہ حضرت جو کچھ دعا ارشاد فرما دیں سرور و ختم تعمیل ہو  
 حضرت سید معری لایہ نے بعد دعا و کثا کے فرمایا کہ میری رس ہو چکی آردی ہے کہ ادا کن مسترکہ کی زیارت ہو  
 حج کے اندھی دیار و رانی میں را داوت پورا ہو مادشاہ نے عرص حضرت کے ساتھ شہری حمار و اس کے کوئی  
 حکم فرمایا کہ طرح سامان سرکہ مسلمہ درست کر کے آرام ہو پکا وین سلاہ آل حیر المرسلین میر محمد صالح نے وقت  
 رخصت خوشی سے دو سوے مارک مادشاہ کو دیے جو ریں ڈبہ میں تین ہر تہبت بعد انکی زیارت فرماتے  
 اور ان کی برکات سے ماوتہ کے انتقال و دولت میں رورافرول ترقی ہو

طوبى

دانشگاه

۲۰ سپتامبر

در محل برپا

انسان

مطر مکتوب

روزگار

سوال کسٹ

ہوا ہنس گیا

۱۰۰

سفرنامہ

اردو عام

64

مسلم

Only

2

پہل

الحائز



11

15

24

1

1

2

--	--

1

10

12

1



سے کوچ فرما کر دار السلطنت کی طرف روانہ ہو گئے اور اعمیان دولت اور اشراف  
 شہر نے خاقان منصور کی توجہ سے کہ ہمیشہ گل اقبال اسکا باغ دولت میں شگفتہ اور خندان رہے واقع  
 ہو کر برج و بارہ کو آراستہ و پیراستہ کیا اور تمامی و کاکین اور دیواروں کو دیباے چینی اور منحل فرنگی اور  
 تمامی وغیرہ سے پوشش کر کے عجیب و غریب اشیا نظر خلعت میں جلوہ گر کیے سلطان عاقبت محمود  
 محرم الحرام کی تیرھویں تاریخ ۸۱۵ھ ایک ہزار چار ہجری میں کہ اختر شناسان حکمت نے اضطراب فکرت  
 سے اختیار کی تھی نظام شاہی ہاتھی شاہرخ نام پر سوار ہو کر ساتھ اس شوکت اور حرمت کے کہ گردن گردان  
 باوجود اس کے کہ برسوں خاک کے کرہ پر پھراویسا تجل علیک صرواء سے نہ یکھا مقرر و جلال کی طرف  
 خرامان ہو کر بمصداق السلطان فی البلد کا روح فی الجسد ظہور میں لایا اور دار الخلافت کی ہوا اس کے  
 شبیز کے سم غبار سے عنبر بیز ہوئی اس روز فیروز زمین عقلے قاف سلطنت و اقبال نے فیل فلک شدہ  
 پر سوار دولت ہو کر دروازہ نور سے تختگاہ کی جانب توجہ فرمائی امرا اور ارکان دولت اور مقرران حضرت  
 وزیر و امیر و پہلوان و سپہ سالار نامی جوان پیادہ رکاب ظفر انتساب میں یمن و یسار جاتے تھے ازدحام  
 خلعت اور تماشا یوں کا دروازہ مذکور سے اندر کے دروازہ تک اس کثرت سے تھا کہ کندھے سے کندھا  
 چھلتا تھا بلکہ باد سبک سیر کا عبور اس سے دشوار تھا مشغولی دوران روز از کثرت خاص و عام بہ زبیری  
 ازدحام نام بہ دوران راہ را نفس بہتہ شد بہ زحمت خلاق زین خستہ شد بہ بادشاہ ظفر قرین بآئین شہر یاران  
 صاحب ملکین قلعہ ارک کی اس عمارت میں کہ معمار ہمت نے اسکی بنا کی تھی مع گروہ اصحاب ملاح و طائفہ  
 ارباب صباحت بزم عیش و عشرت میں ساغر نورانی کے تجرع اور نغمات چنگ و آغانی کے سماع میں مشغول  
 ہوا اور وہ عمارت قریب روضہ ملا مغزی واقع ہو کہ سیلح سیاہ پوش مرد یک دیدہ نے کسی سوا میں مثل اسکا نہ دیکھا اور  
 جاسوس تیز گوش ہوش نے کسی تعلیم میں نظیر اسکا نہ سنا اسکے دست ارتفاع نے جو زاکم نہ کھولا اور پائے اقدام  
 اسکا بارگاہ کیوان پر پہونچا فیض بخشی اور نبوش ہوائی میں افسانہ روزگار ہوا اور جان پروری اور دلکشی میں  
 ضرب النمل اقطار ہوا صفائے فضا اسکے روضہ ارم کی طرح فرح افزا ہو اور نسیم مشک بیز اسکی طرہ محبوب کے  
 مانند عنبر ساہی قطعہ حنین بنائے ہا یوں فلک ندیکچشم بہ چنان عمارت عالی جہان نثار دیا و نخست بار اقبال  
 باز کرد درش بہ درسی زہلدر بروے جانان بکشا دہ اور بعد فراغ لوازم سور و سرور بساط عدالت بچھا کر دروازہ  
 انصاف اور داد پروری کا روئے خلعت پر کھولا اور شرائط جان داری میں مصروف ہو کر یا ایہا الذین آمنوا و خلوا  
 فی سلم کافۃ کی تدکوش عالم اور عالمیان میں پہونچائی اور اسوقت جاسوسان خستہ مقال نے یہ بشارت مباح  
 جاہ جلال میں گذرانی کہ کفرہ بجا نگر جو معاندان اطراف کی ترغیب اور مفسدان کثافت کی تحریک کے باعث  
 طالع عصیان میں قدم رکھ کر چاہتے تھے کہ کندہ تخیر قلعہ اودنی کے شرفات پر ڈال کر جبل گردن مقصود میں لپٹیں  
 اسوقت امرا عظیم الشان کے قرب و حصول سے جو آب نر بیورہ کے ساحل سے نامزد ہوئے تھے آگاہی پاکر مضرب  
 آئینہ کہ یہ لیل اللسان یومئذین انفراسے حسب حال کیا اور گریز کو ستیز پر اور فرار کو قرار پر اختیار کر کے باک غریمت  
 اپنے مساکن اور موطن کی طرف معطوف کی اور کچھ لوگ اس جماعت سے جو اسیر سیاہ ظفر قرین ہوئے تھے سرانگے



رہنوں سے راست فتح آیت سر آسمان پر گستاخ اور آفتاب حمزیہ شادہ اقبال سے ہر روز ایک ملک  
معتوج کر باہر بیسی اسی دم حاسوسان قمر سرعت ملک سیر لشکر طغرائے سے پہونچے اور زمان شارت نصرت  
و غیر وہی بین کھو لکڑیوں حوض پیرا ہونے کا ارادہ کیا عظام شاہ نے میدان حان ستاں میں شہد تہات دکھا  
میلخانہ اور تو پیمانہ مع جمیع کار کا حکایت سپاہ محروس و مدح و ش کے تحت و تصرف میں آیا ہر حصہ انیس  
معانی ماطن حورشید ساساں بادشاہ سے تعجب میں رہے راں ثنا اور وعاں کھولی معصوم ان اسارت کا  
آوارہ ملکہ سلا کے لگے ایسات اسی تہر بار وقت و تہد شاہ روزگار و حادثہ ماش و کف لطف کروگان  
احرام رام وحت نکام و ملک عظام و دولت مطیع و جمیع مساعد رہاہ یار و اور ما و حواس عدال و قبال  
کے کہ اکثر مائد العار عالی حضرت سلطانی کام آئے تھے بقتلے رحمدلی اور مرحاماتی ارادہ شاہ  
کے قتل ہونے سے متاثر اور گلین ہو کر حکم تصاتیم صادر و مالک کوئی امر اسے حیر و حنگ اور سیاہ  
قیامت ہنگین سے عظام شاہ کی حدود و ملک کی تحریب میں پیش قدمی نہ کرے اور رعایا سے سرحد کی بھی مرہم  
اور شرمس ہووے اور یر توقف اور مقام اس اطراف میں موجب اردیاد و رعہ دہراس ملک عظام شاہ  
ہو لارم کچھ دور و در زمان ریات و دولت و اقبال کو متحرک کر کے آستان عظام آستان کی تقبیل کو متوجہ  
ہو وین پھر اوحامہ مذکور میں امام امر امطر اور مسعود ہو کر شاہ درک میں پانہ سریر اشتہام حاضر ہونے  
علی قدر مراتب ہر ایک نے توارش و مرمت شاہی اختصاص حاصل کیا اور بیل حال اوں عمر حال کہ ہنگام  
دار و گیر اور ران رزم و سپاہ میں مہایت و حاکم و دی اور مردمانی طور میں بیوچانی بھی مسطور نظر طاعت ہو کر انوار  
صاحب و نقویں ولایت میں اسر و سرور اور ہمار ہونے پھر سلطان سہر اشتہام نے بعضی المرام ہو کر  
حان ہی بہت طرار دارا خلافت بچا پور کی طرف کو آئی ملکہ طیتہ درج ہو کر اسکے منہ پر مسطور ہو کر مانی لٹنے  
راہ میں حب سلخ ماہ دی الجھ کو آت سر پورہ سے ہو کر کیا سید السید شہید کاہی کے نور میں حضرت امام حسن  
علیہ السلام کے شہر انظار اوری میں مشعل ہو کر مقام فرمایا مجرمان نادشاہی نے حکم ملک سے مدد و اعان  
حامت ستاں شاہ ہار حان یہ احاد حضرت ظل انبی کے سامع قدسی و ان میں بیوچانے کے چند لغز را یاں  
کمر و مہر وے امرائے عظام شاہی کی تحریک کے سبب ملکہ اودی کے اطراف میں حاکم لوارم محاصرہ و ش  
ہو پیا پیا اور اس سبب سے کہ وہ حدود و اطلال رجال سے حالی ہو اور کوئی ایسا بین ہو کہ شرمس اس جماعت  
کے احوال کا چوہے اس وجہ سے ابواب و درج و مسدود ہونے اور مالی غلغلی کی آد و تہ اور  
خلف سے سخت کیچتے ہیں سلطان عدالت گسترے یہ مرتبہ ہی دور حکم صادر فرمایا کہ اسی وقت ایک  
جماعت امرائے عظام مع حدود طرار تسلیم حان شدید جو تمام اعدائے دولت قاہرہ کی سرکوبی اور مالی  
کے واسطے معطل کر کے اس طرف روانہ ہووے اور بشیر آمار الماس قتل سے سر و تہمان مدحت کے ش  
سے جدا کر کے ایسی آتش حاسور اس جماعت مقبور کے حوس مر روم میں احوال کر کے قیامت تک  
اسکے حا ظلم کا صدہ کسی کے کف یا میں نہ پہونچے اور نذر و انکی سیاہ طغرائے شتاب اور مزاج با تم  
سید الشہد علیہ السلام اور لوارم عاشورا و محرم الحرام سلطان صاحب قرآن یک اعتقاد دی بیورہ کے محل

ٹوٹ گیا ہو تمامی امرائے حبشی اور کوئی احمد نگر کے چوتاراج میں مشغول تھے بمصدق لایستطیعون جیسلمہ و لایبتدون سبیلہ ہو کر سلسلہ انکی جمعیت کا ٹوٹنا اور اسقدر خوف و ہراس چھایا کہ کوئی مقابلہ کو بھرنہ آیا لڑائی موقوف ہوئی اور نہایت محنت اور مشقت سے نیم جان اپنی دوڑ دھوپ کر میدان قتال کے باہر لے گئے اور توپخانہ اور فیلانہ خاص نظام شاہیہ غارت کر کے دو تھانہ اپنے صاحب کا ضائع اور برباد کیا اور یہ فتح ساتھ دیگر فتوحات عادل شاہی کی سلک میں منظم ہوئی زمانہ تہنیت گذار ساتھ اس نظم کے مترنم ہوا مقنوی زمان تا زمان از سپر بلند + بفتح و گر باش فیروز مند + ہمہ شب کہ مہ طوف گردون کند چرخ ترا و غن افرود کند ہمہ روز خورشید باتاج زر بہ پائین تخت تو بند و کمر بند اس وقت جو امر ناد و وقوع میں آیا تھا مولف بذریعہ قلم خمبہ رقم اس کتاب میں درج کرتا ہے وہ یہ ہے کہ جب امرائے قلب و میسرہ نے قدم دائرہ ثبات اور ثور سے باہر رکھا بہت سیاہی جس طرح کہ عادت مفرورون کی ہو بخیال تعاقب سیاہ غنیمت سراسیمہ اور بدحواس ہو کر ایسا بھاگے کہ قلعہ شاہ درک تک کسی نے مڑ کر نہ دیکھا اور تنفق اللفظ والمعنی نواب شاہ نواز خان سے یون نقل کی کہ کل عصر کے وقت سیاہ طوفین ملنگی بازار گیر دار نے رواج پایا اور باد تہند کے چلنے اور بار دت کے دھوین کی کثرت سے چشم عقل خیرہ اور میدان نبرد تیرہ ہوا اور سیاہ عدالت پناہ کو اس کے سبب سے ایسا صدمہ ہو چکا کہ چندا مرنے اس درطہ ہولناک سے نجات پائی اور اکثر ان میں کے نقد حیات ہاتھ سے کھینچے اور ایک ہاتھی کے سوا کہ وہ بھی رضوان ترک غلام کی مردی و مروانگی سے معرکہ سے برآوردہ ہوا ہے تمام ہاتھی معرض تلف و غارت میں آئے یہ تقریباً ہی رہی تھی کہ چند خبر گہ دارہ سے پہونچے انھوں نے بھی مفرورون کے موافق خبر ہو چائی اور اس اخبار کے انتشار سے کہ صبح تاریخ تیسری ماہ مذکور تک پھیلے رہے تمام آدمی متوحش اور پریشان ہوئے اور آشوب شدید اور دلولہ عظیم عدالت پناہ کی اردو میں واقع ہو لیکن سلطان صافی ضمیر بے شہہ و نظیر کہ آسمان قدر اس کا مثل مداح فلک الافلاک کے رفیع اور سپر سریر اسکا مثل سریر سپر کے وسیع تھا روی نیاز خاک عاجزی پر رکھ کر زبان تضرع و زاری درگاہ ملک متعال سے ظفر اور برتری مسئلت کی اور اس امر میں خاص و عام کے ساتھ مخالفت کر کے منفرد ہوا اور کسی وجہ سے اس قول کی صحت اختیار فرمائی اور جس روز کہ تمام مقرب اور اہل دربار حاضر تھے حصار مجلس کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ جو کچھ نقوش لوح محفوظ نے میرے آئینہ دل پر عکس ڈالا ہے اس کے برخلاف ہے جو مفرورون اور مجزون نے موقف عرض میں پہونچایا ہے عنقریب اقبال شاہی بشارت فتح و نصرت کہ درباریان اس دربار فلک اساس سے ہر سمع اولیا سے دولت روز افزون میں پہونچا دیگا اور گل مراد چمن اخلاص مخلصان میں شگفتہ اور شجر بے ثمر زندگانی اعدا سموم ہوم سے زار و نزار ہوگا ابھی یہ کلام صدق انجام درمیان میں تھا اور فرمان مجلس اختصاص پھل تسلی اور تسکین کے حضرت کے ہنال کلام سے چلتے تھے کہ نواب عرش آستان یعنی شاہ نواز خان مجفل خلد مشاکل سلطان زمان میں حاضر ہوا اور زمین خدمت کو لب ادب سے بوسہ دیکر یون شناخوان ہوا ابیات گیتی ز فرد دولت فرمان وہ جان + ماند بعرصہ ارم وروضہ جان بہ درہر طرف کہ چشم کئی جلوہ نظرہ درہر طرف کہ گوش نہی مژدہ امان بہ تاثیر دولت روز افزون اور مساعت نجات

دوسرے پر حملہ آور ہو کر شے حوں کے حصوں سے ہمارے اور سلاما سقش اور فرش پلوں عرصہ تک پہنچ کر لکھنؤ شہر کے ملکہ کیے دشت سر ہو کر رات ہو گیا حد درجہ کیا لکھنؤ کا اسار دیکھا مقتوی سردار ایمان تھیں لکھنؤ پر اثر حرم سپہ برار کیہ دل چاہتا تھا شہر کی گشتہ گرم چہ نہر و فادہ آرم و شرم ۱۱ اور اس کے بعد کہ دو دو دہائے سوحتہ استعمال آلا تہ انتشاری سے میدان سپہر ریحاری تاریک ہوا اور شمع رماح اور عکس متاعل سلاح سے صبا سے معرکہ برار برق ہو اعلب و میسرہ کی فوج عادل شاہی نے یہ محض حکمت الہی شکست پائی اور ایک جماعت کثیرہ واسیہ محوے اگر برضا کسوف رعاہ ہوئی اور بھونوں نے دستہ اور مخرج ہو کر دوا دلی ملحق کاراستہ لیا اور اسنی باقی معرکہ میں چھڑ گئے لیکن یہ بھی کینچ ہو کر اعلام طہر امام سپاہ عادل شاہیہ کا مرقع جو لیاں اس کلام کا یہ ہو کر پہنکا کہ رار کی بین کر لگزی بین دو داکتاری اور عمار سے میدان ستیر مار تک رہا جو کہ ہوا اس حالوت کی حاس سے چلے گئی صوب میسرہ حد ایکن عالی دو دیار و دو کے سب ہایت تیرہ و نادر ہوس حوالہ اور ہاروں کا اس رور سیا کے پیش آئے سی بیوٹ گیا رشتہ امید رتھ ٹوٹ گیا محال و صفا بر ہی جنگ کر کے متفرق ہو گئے کسی نے مقابلہ نہ کیا صوب میسرہ کا میدان صفا صاف ہو گیا امرارے نظام شاہی اس سے کھنچ کر رمل کر کے ایکار کی حملہ آور ہوئے روح طلب اور کثرت اوج سیمہ عادل شاہی صوب میسرہ کے ماسد متفرق اور پریشان ہوئی لشکر نظام شاہی معروروں کے قنات میں مشغول ہوا اور اہل ایم نظام شاہ اس مقام سے کر اسے لشکر گاہ کے عقب آلات حرب و حر سے بچنے کے واسطے ہتھیار کیا تھا شاہدہ تقرقہ فوج عدالت سپاہ سے نفیس تھ کر کے ہایت حضور را در سر در سے مرکب کرکھولاں کر کے چند لوگوں سے آگے فرما اور بسمل حال اور سر حال بیٹھ کر اسے سیمہ عادل شاہی کات تک عدال و قتال میں رہ مشغول ہو کر کارے التا وہ تھے نظام شاہیہ کا تہر و طہم چھا لکھر اسکی روح کی طرف متوجہ نہ گئے وہ بھونوں ترک بھی اسنی میل کوہ تمبیل جو بدست اور جنگ میں پوشا رتھے نیکر ساتھ اسکے ملحق ہوا ایک جماعت جو ٹارم نکا بہر نام نظام شاہ و تھی یک زبان ہو کر لوی کر عدہ جاری جمعیت کا یا سو کو ہیں ہو بھتا ہوا و جمعیت عظیم کی ہمار مر دے متجاور معلوم ہوتی ہر صلاح یہ ہو کہ ہم معرکہ سے کارہ کو کے اسقدر توقع کریں کہ ہمار اد اہل ایم ہو دیں ابراہیم نظام شاہ کہ حوسن شاہ سے سر جو تن تھا اور رشتہ شراب کی دوستی اس پر طرہ مرید تھا و لکھو اچوں اور متروکوں کی حوسن پد برانکر کے ارشاد کیا کہ میرے چھٹے لکھنؤ لکھنؤ لے جنگ دلا و رعا میں مہر پھر میں ہیل خان میں کٹے چا ہ سر اسے کیو کہ پہلو تھی کر دھکا یہ لکھر تھار ملاط سے کھینچ اور دس مارہ باقی دست اور کچھ آدمی ہمارا لیکر حوسن شاہی پر حملہ کیا اور قہر امکان تر دو کر کے داد مر دلی و درانی دی ناگاہ و راکہ رسم و عادت کے موافق کہیں قتل و کمان قدر سے ایک عرصہ قتل پر نظام شاہ بھری کے ہو گیا اس کے صدمہ سے حان رہو القہ حیات عارن ہشت کے سپہر کی سپیت و سے چند شمر و باجیر شاہ راہ محمدیہ کہ سپر شہر و مقرران و دگا و نظامیہ بعد تلاش لاس اسے داد شاہ کی جو علما مان عشی کی شامت ستیر سے خاک ہلاک ہر افتادہ تھی اٹھا کر اول بریان و دیدہ گرمان احمد لکھنؤ کی طرف رعاہ ہوئے اور اس حصر کے شائع ہونے سے کہ ہمال حیات ابراہیم نظام شاہ بھری کا نا و حوادث کے صدمہ سے میں رمد گالی بین

۱۱۳  
۱۱۴  
۱۱۵  
۱۱۶  
۱۱۷  
۱۱۸  
۱۱۹  
۱۲۰  
۱۲۱  
۱۲۲  
۱۲۳  
۱۲۴  
۱۲۵  
۱۲۶  
۱۲۷  
۱۲۸  
۱۲۹  
۱۳۰  
۱۳۱  
۱۳۲  
۱۳۳  
۱۳۴  
۱۳۵  
۱۳۶  
۱۳۷  
۱۳۸  
۱۳۹  
۱۴۰  
۱۴۱  
۱۴۲  
۱۴۳  
۱۴۴  
۱۴۵  
۱۴۶  
۱۴۷  
۱۴۸  
۱۴۹  
۱۵۰  
۱۵۱  
۱۵۲  
۱۵۳  
۱۵۴  
۱۵۵  
۱۵۶  
۱۵۷  
۱۵۸  
۱۵۹  
۱۶۰  
۱۶۱  
۱۶۲  
۱۶۳  
۱۶۴  
۱۶۵  
۱۶۶  
۱۶۷  
۱۶۸  
۱۶۹  
۱۷۰  
۱۷۱  
۱۷۲  
۱۷۳  
۱۷۴  
۱۷۵  
۱۷۶  
۱۷۷  
۱۷۸  
۱۷۹  
۱۸۰  
۱۸۱  
۱۸۲  
۱۸۳  
۱۸۴  
۱۸۵  
۱۸۶  
۱۸۷  
۱۸۸  
۱۸۹  
۱۹۰  
۱۹۱  
۱۹۲  
۱۹۳  
۱۹۴  
۱۹۵  
۱۹۶  
۱۹۷  
۱۹۸  
۱۹۹  
۲۰۰

کہ فرشتان کا رخا نہ ایجا دو تکوین نے شامیانہ زرین طناب آفتاب کو میدان سپر لاجوردی میں بلند کیا اور  
 اُسکے قمر و خورشید اور ستارے جہان بولمیں کو منور کیا تھا شہنشاہ جم جاہ جوان تخت اس قصر پر جو قصبہ شاہ درک کے باہر  
 واقع تھا ہر آدمی ہوا اور اجواب احسان خلائق کے چہرہ پر مفتوح کر کے ہر ایک کو کامیاب کیا اور افواج عساکر منصورہ کو  
 ملاحظہ فرمایا اور کئی پیشی اور دیگر کیفیت لشکر طغرائی خاطر قدسی تاثر میں لاکر اسکے اجر اے مطالب اور انجلیح تار ب  
 کا حکم فرمایا سپاہ تمام نیزہ دراز و تیشیردن فرق سے نعل مرکب تک غرق وریاے آہن کہ میدان جانستان میں جان  
 و مال سے ذریعہ نہ کریں اور تیغ آبدار اور بیکان آتش سے خاک معرکہ اعدا کی آنکھوں میں ڈالیں اور بعد جائزہ  
 کے نہاد ہی غیب نے ندا سے فرح افزان کشف و افکندہ جو کرم الفتح گوش ہوش میں سنائی نظم سپاہی بحر موج و سیلاب  
 سپاہ سپہاے ابر سیر و کوہ دیدار بد سپاہیے از شمار اختر افروں سپاہیے از حساب عقد بیرون پہ پھر حمید خان  
 اور شجاعت خان کو مع تیس ہزار سوار تیغ گزار نظام شاہ کے مقابلہ اور مقاتلہ کے واسطے نامزد فرمایا اور تمام  
 حجت اور الزام کے واسطے حمید خان اور شجاعت خان سے متواتر یہ فہمائش کی کہ جب تک دشمن علم حسارت  
 اور سبقت میدان کین میں نہ بلند کریں تم بھی نہیں حرب میں سامعی نمودار نظام شاہ کی ولایت میں مزاحمت  
 نہ پونچنا تا رہ جب وہ ہمارے ملک میں داخل ہو کر جنگ پر آمادہ ہو دیں اور صفت جدال آراستہ کریں  
 سنا سب ہو کہ تم بھی رایت اڑ دیا سکر عادل شاہی کو جو نقش ان جند نہ انکم القلبیون کے آراستہ ہو مرتفع کرو  
 اور ہمارے فرزند بندگان عالمگیر کے ساتھ محفوظ ہو کر فیل و رخ کی قدرت سے دشمن و غل کو پیادوں سے  
 گناہ بیاہشت و یکو شطرنج میں غرقاب کردہاں تو یہ مذکور تھا کہ ناگاہ امرائے نظام شاہی نے غیاضت ہاتھ  
 سے نہ پکڑ کر غار بہ اور مقاتلہ میں کہ انجام اسکا پر وہ غیب میں مستور ہو پیل و رغبت کی اور فیصلہ اس پر رش  
 کا بعد شمشیر آبدار و قطع اسے سجود کا محاکمہ خبر گزار کی طرف رجوع کر کے غرہ ماہ ذی الحجہ کو اسے بادشاہ  
 قضاوت کی سرحد ملک میں قدم رکھا اور جیسا کہ دستور موجب نظام شاہی تھا حصار اپنی توپ اور ضربان  
 سے گوداگر و لشکر کے آراستہ کیا اور اسے زنجیر اور پیمان سے مضبوط اور مربوط کیے اور قلب و جلیح دست  
 کر کے حرب پر آمادہ ہو کر جب یہ خبر حمید خان کے گوش زد ہوئی چشم شجاع میں آئنا زختم نمود ہوئے اور  
 جہیں پر چھین شجاعت ظاہر کر کے ترتیب سپاہ اور صفت جنگ گاہ کی آراستگی میں توجہ فرمائی مہمہ پر پیل خان  
 خواجہ سردار و خیر خان حبشی کو اور میسرہ پر شجاعت خان اور شرزہ خان کو مقرر کیا اور آپ پیلو مان آرمودہ کار  
 کو بعد شوکت و شان ہمراہ رکاب طغرائی سب لیکو قلب میں قائم ہوا اور مقصود خان شجہ فیل کو جو غلامان گرجی سے  
 تیار مع فیلمان کوہ پیکر کے قول کے آگے مامور کیا قصہ اس کلام کا یہ انجام ہوا کہ طرفین سے فوج کشی ہوئی  
 اور ہم مقابلہ اور مقاتلہ تک پہنچی و حصول تقارب پیکر اجل فرمان کل نفس ذالقة الموت لایا قاصد جانستان سان  
 حصار ابدان کے انعدام اور قلب حصن حصین بجان کیواسطے و مہدم روانہ ہوا اور پیکر برق آسا بعد صدا سے  
 توپ اور ضرب و زق کا گولہ اساس حیات کے انہدام کے لیے میدان کین میں متردو ہوا اور بعد فراغ استعمال  
 آلات و تشبازی مبارزان جہاد و خور و مرکب مردانگی کو ہمیشہ ستیزہ جلال کر کے ایک دوسرے پر حملہ آور ہوئے  
 اور نیزہ سے جھلی سے کشل غرہ سبز عذاران ہند قتلہ انگیر و رانندہ مرگان عاشقان مستند جو نریستے ایک

دوسرے  
 شجاعت  
 دراز و تیشیر  
 سبقت  
 میدان  
 بانی اور  
 کار است  
 اس کلام  
 فی الحقیقت  
 جو انون  
 نری  
 نام ش  
 غیبت  
 نظام  
 آفر  
 آگے  
 مشق  
 ترک  
 لازم  
 غنیم  
 امر افرا  
 شاد  
 دلاور  
 اور  
 دی ناگ  
 اس  
 بخند  
 سے ف  
 شائع

رو رو رہاں مقام کرتا تھا کہ شاد مار کاں دولت نظام شاہ اپنے کیے ہوئے سے پشیمان ہو کر ملائمت اور موافقت و رجوع ہو دیں اور مقام اعلیٰ حصار واد کے مہارہ طلب تھے سر حراٹم سے گھر کر شراب و معرکہ شتر سے ال کے حام راحت احام کو سر بر کر بن لیکن اوج شقاوت اور بد بختی نے انھیں پیش پس سے ال معاصرہ نہ کیا تھا کہ معدات سلامتی خاطر تخت تاثرین لاکر نظر عور کو کام دلنے یا ارباب والہن کے کراشا کو گوش ہوش بین حکم دیکر اس کے کسے پر عمل کہنے العرصہ کے لکھد ریاہت نصرت آفات عسروہ و فاکر لہ طر محل و سارل قصہ شاہ و درک میں پورے سہرا پے کھلمت و دستہ باری روہ سماک اور قہر ایاہک میں ملید ہوا وہ خط ایسا تھا کہ ہوا اس سر میں کی طرح اتر اور پر ہمار تھی اور مقام دھچپ و جھٹما سے ک رطل اور رھو لوں کی کثرت سے صحواور گلستان اور قہر قہر کے گل اور اور رماہین شگفتہ اور حمدان رہتے تھے اس پر عمار ہوک حمدان یہاں سے عالیہ سرین گیا یہ اس ماکاں حمت نشان بن تو قہ کیا ورر اسر خوانان دہر جو پھمت اور شیر کے اس سے وایا کھمت مرم کو کھمت عرصہ ہوا اب حمدے اساط عیش و شامہ مہوہ ہو دے عرصہ عیش کی یاری ہوئی چند شراب کماں باج کاٹا جلسہ نے منعکھا رہا مقدبات لشکر کشی اور دشمن گداری پر وہ تاجہر بن رہے اس در میان میں اعلاض حان مولود اور لہے امرا سے دیگر کے کہ امراہم نظام شاہ ثانی کے ددر کو معاصرہ کیے تھے اسی کثرت محبت پر معور ہو کر اس اب حال و حال کے تہہ میں اشتغال کیا اور صورت امید ہاے مائل اور ناکر روئے لاطل لوح حیاں برقتن کر کے نقش تصورات محال صغیرہ و امع مائل اندیش پہنچے اوہ نے نامل و تفکیر پے نص سرکش کے حکم پر اسی باگ ہوا و ہوس کے ہاتھوں میں سپرد کر کے حواسے بیغیاں اور گھوڑے اور بھیاں ریشاں سپاہ پرتیس کیے اور اسراہیم نظام شاہ کی ملازمت میں جس کو ایسے امور میں چہلان اختیار تہہ تخادم راہ سعادت میں رکھا اور تہہ واولیٰ بن سلسیمہ اور معورہ چل میں حیرت روہ ہو کر طر منارل اور قطع مراحل کر کے لگے حوصکے تیس ہزار سوار حرار اور تو پے حیرت دن میناں اور میلان پانڈا راڈو باکر دار لیکر سرعت تمام سرحد بادشاہ سپہر اعشام کہیاں نظام میں ہوئے اور حیاں محال اور سرداے فاسد کے باعث آماز تہیطت کر کے کمر و ہب کا پیشہ کیا اور طریق رہاں شاہ ربابان سچا کر کو حوشیا تھرت کے خراج لگذا رتھے واسطے راحت و ماراج قصبات اور گہات سرحد و دی و میرہ کے ترحیب و تحفیں کی اور یہ امر یادہ تر صا حقان کے موجب حشم و فکر کا ہوا کہ حضرت نے راں حصن ترعان سے ارشاد کیا کہ حسب و حسب بھی اعتبار تمام رکھنا جوہر جوہر اس پورٹ میں ساتھ نرمی اور مدار کے عیش آسے ہیں رنگ حمیت علان حسی اور دہی کی اکو لہین چھوڑنی کہ حکومت و حلاوت چھوڑ کر راہ مصالحہ اور ادب سے پیش آؤں اب ہمارے وہم بہت پر واجب و لازم ہوا کہ اپنی حور بائی اور سترو کاری کی حو دسرا کے آغوش میں کھنکھن اور سے ادوں کو گوشاں و احمی دیکر مہر و حصار و دشمنوں کے دمع بر زمین کرین ہم بعد اس قرار داد کے فرمان واجب الا دعال یوں صادر کیا کہ امرا اور افسران سیاہ اوج آراستہ کر کے رہایت تحمل و جہمت سے میدان حرم میں آؤں اور میل حاصدہ سلا حدار اور والد اسلخ اور کل ہو کر کمال تکلف و کرمیت سے صف آرا ہو جس چاہی و بقیدہ کی اٹھا رھوں تا ریح مستکثہ لبک ہزار تیں ہماری میں صغ سعادت کے رفت

عادل شاہی کی نسبت کہ اس دربار میں تھے شرائط عظیم و تکریم کا حقہ بجا نہ لاتے اور دم حرفی اور ہمہ سہری کا مار کر نشان تکبر اور غوثی کے بلند کیے اور اعمال نا شایستہ کیا کرتا تھا اُسے سرزد ہوتے تھے اور ابواب خشونت اور وحشت کے ساعت بساعت مفتوح ہوتے تھے اور یہ بات سلطان عدالت گستر کے مزاج کے موافق نہ تھی اور سبب از یاد کردورت سابقہ برہان نظام شاہ ہوئی اور اُنہیں و نون میں شہنشاہ کی رائے کہ کیفیت عوارقب امور پیشین کے علم الیقین کے طور سے جانتی ہو اور مقداریشیا کی کلیت قبل از وجود ساتھ عین البصیرت کے دیکھتی ہو تو مقتضی ہوئی کہ مفسدون کی تنبیہ اور تادیب کی واسطے پانوں رکاب ظفر انساب میں لاوے اور اباب غوث کو پائال خشم و قہر کرے اس واسطے منجانب برجیس فطنت عطار و ذکا کو طلب کر کے استفسار فرمایا اُنہوں نے بعد از تعمق انظار اور تدقیق افکار آثار و انظار ثوابت و سیار میں طالع سرطان کو کہ خانہ ماہ تابان اور اعدا کے دفع و رفع کے واسطے شایان ہر اختیار کیا اعیان دولت اور ارکان سلطنت نے بادشاہ کے حکم کے موافق اس ساعت میں جوار باب پنجم نے قرار دی تھی خیمہ و عرکاء و پیشخانہ اور بارگاہ بہمن علی کی طرف بھیجا اور تقاریر سے جہلی سے آسمان و زمین میں غلطی ڈالا سیٹ برآمد زکوس و زکور کہ غریبہ زیم آب شد زہرہ نرہ و یوہ اور اس کے پیچھے صاحبقران سلیمان مکان نے پائے فتح و ظفر سر سیلنت سے رکاب نصرت انتہا میں رکھ کر خانہ زمین کو رشک بکار خانہ چین کیا گیا کہ شاید نیز سبک خیز اسکا ایک تند باد ہے جس پر سلیمان زمان مطلق العنان ہوا ایک آتشیں عنصر ہے ابراہیم دوران اس پر نہیں نہیں فلک الافلاک ہے کہ ایک دن میں آفتاب عالم تاب کو مشرق سے مغرب کی طرف پہنچائے اور ایسا تیز تگ ہے کہ ایک دم میں ابلق و ہر عرصہ شباب میں شہادت کرے مشنوی بنایم بان خوش آگندہ ران کہ فریب شد از وصف او داستان نہنگ بجا رو پلاک جبال ہوا راعقاب و زمین را غزال ہو کہ پوہ باد و گہ قطرہ آب ہو گوان چون و رنگ بسکہ چون شباب ہو با بجلہ اول روز میں بیسویں ماہ شعبان سنہ مذکور کہ ہو کہ منظور نے بہن علی میں نزول اخلال فرمایا اور اطراف و اکناف اس مقام کے مضرب خیام عسا کر بہرام انتقام ہوئے اور ہا ہیچہ علم فرید ساسی اس نخل اللہ کا فروہ ہر وہ ماہ پر ہو بچا امر اور افسران سپاہ اس مقام میں شاہ جم جاہ کی ملازمت میں مشرف ہوئے اور سب بخلت کمر بند و خنجر مرصع اور اسپان تازی و عراقی سرفراز ہوئے رایات نصرت آیات کو اس مقام سے شاہ و رک کی طرف متحرک فرمایا سیٹ پنچیں و خشم شاہ گردون فراز روان شد زجا ہیچہ عر واد عزم یہ تھا کہ اگر ساکنان احمد نگر آب بھی بخلاف از منہ ماضی طریق عناد و حساد سے منحرف ہو کہ ہمیں قلب مستقیم سے اخلاص و دوستی اختیار کریں اور ایک جماعت صاحب فہم و فراست کو درگاہ میں بھیج کر زبان معذرت اور استغفار میں کھولیں تو سپاہ بہرام انتقام کے تعرض سے مصون اور محفوظ رہیں اور اگر شامت اعمال اور بخت نامساعد سے شاہراہ اطاعت اور متابعت سے منحرف ہو کہ بادیہ ضلالت اور گمراہی سے باہر نہ آدین ساتھ تیغ قہر و سیارہ کہ نوازش پاکر گرداب محنت و غرقاب مہیبت میں گرفتار ہو وین اور جو قصد و ارادہ شہنشاہ زمان کا یہی تھا ناچار عنان شد نیز جہان نور و گردون خرام کو روکے ہوئے ہر روز ایک فرسخ کم و بیش راہ طرک کرتا تھا اور کبھی ایسا بھی اتفاق ہوتا تھا کہ جو کہ زمین خوش آئین نظر آتی تھی پانچ چھ

جلد دوم  
روز و ہفت روزہ  
مواقف  
سے ان  
مجاہد  
کو کوشش  
علم و ادب  
میں بلند  
اور بجا  
غبار و  
جو بھیم  
ہو و  
دشمن  
تظام  
میں اس  
تصور  
ہو کہ  
نظام  
سرای  
تو پانچ  
ہو کہ  
برہان  
سرحد  
زبان  
دار  
مصلحت  
دستور  
یہاں  
نجل  
سے

مقدمت ساقی تسل تیا کر لے اور توڑے قلند بنگلیسر اور حوالی برادر سے ملے صلہ و بہایت محالمت اور  
 راست سے احمد نگر کو مراجعت کرنا مطلق فراموش کر کے لشکر کشی پر آمادہ ہوا اور درختی حلیٰ پہن کر سپہ سالار  
 کر کے ماہ حادی الاولیٰ کی پہلی تاریخ سلسلہ لبیک ہر ازمین بحر یمن مارہ ہزار سو اسیر اور ہزار ملک و آباد  
 کی طرف مارہ و فراتے تاکہ مالک سرحد کو راحت و تاراج کر کے سادہ و بک اور شولا پر کو مہم قریب کرین اور  
 اسے ملکہ بھی و صحت پا کر سے قلاع سرحد کر ملک صاعقراں کے اہلکاروں کے تصرف سے تاراج  
 کر کے مصرع سبے تصور داخل رہے حال محال ہر نفس جان اور تمام امراء نظام شاہ و نند ٹر سات  
 قلعہ پردہ میں پہنچے اور درما صت کیا ملک راسے سجا کر لے بادشاہ و صلاحت گشت کی آتش غضب کے خوب  
 سے اپنے سکون سے قدم ماہر میں رکھا اور لشکر چکر اس مقام بن توفہ کیا لیکن اس کے قزاقوں نے ہمارا باز  
 لے سرحد کے قریب اور نقصات پر ناخست کر کے مراجعت بجا پہنچائی اور یہ صر و صلاحت پناہ سے کسی صراحت  
 میں پہنچی امراء سرحد کے ماموران و احب ملا و دعان خالصوں کی تنبیہ اور گوتالی کے مارہ وین صا و بر لائے  
 اور انھیں دونوں میں ایک ہمارا درجہ ملک امراء نظام شاہی میں مسلم تھا اس سے عدالت یہاں کی رہا  
 میں آن کر نشان حسارت ملے کیا تھا لیکن امراء کے عادل شاہی کی دست برد سے شریعت پاک بچھا اس لیے  
 رعب اور ہراس نظام شاہیوں کے دل پر غالب ہوا اور اس حالت سے متولمان ملکہ احمد نگر تک پہنچا  
 کی چاہی ماہ حادی الثانی کے اوائل میں کمال خضرہ اذیت سے رہاں نظام شاہ کا مزاج و باطن طبع عقل  
 سے محو ہوا تب غرق عارض ہوئی یہاں تک کہ رعب و رعب کی توہین تاریخ کو وہ مرض سا تھوڑا سہلی جونی  
 کے سمجھ چو اس عمر کے انتشار سے ایک شور و شعلہ علم کے لشکر میں جو قلعہ پردہ کے قریب مائل رہا تھا  
 رہا چوئی اور اخلاص خان جوشی مارہ و ملائمان دو دو مان نظام شاہیہ سے تھا اور اس لشکر میں اس سے کوئی شخص  
 بدرگ تر اور صاحب شوکت نہ تھا اسے تمام امراء عشی اور دمی سے اتفاق کہے سرگرم بان کبہ سے بھلا ہوا  
 جام کہ بطور محال جان کے عدا و حلی کے ماحضہ قرضی خان اور تمام عربوں کے قتل و مارت بن متولی  
 جو کر پھر اثران کے آثار سے باقی رکھوں اس در میان میں امراء غریب ان کے کید و خد سے واقف ہو کر  
 باتفاق اپنے امراء حس کے سوار چو کے مرتضیٰ جان اور ناصر ظن قزلباش اور بے اور اجڑہ سے  
 یہ فعل تمام احمد نگر کی طرف روانہ ہوئے اور علیحدہ حرب اور غرلاش خان نے بن ایک جماعت کثیر عربان کے  
 ولایت صلاحت و سنگھار میں پناہ لاکر جوشی اور دمی کے دست علم سے پناہ پائی اور اس احاطہ و رعایا تار کے  
 سے رہاں شاہ کے مرض سے ترقی ہوئی یہاں تک کہ معصل اپنے مقام میں مذکور ہو گیا اور اس سرے  
 پر حشر سے دار و حاکم کی طرف اشارہ کیا اور اس کا شاہراہیم نظام شاہی کا حکم مقام ہوا اور میان بخور کنی  
 پیشوا و کل مصلحت ہوا لیکن امراء عشی زادہ کو حقتہ و صا و بر صاعلی رکھنے کے اس قدر مصیبت  
 سے کہ اس پر تمام شاہ کی والدہ عشی بختی مقویب اور مصاصت اور مریم کے ہوئے اور میان بخو جو کہ مدین  
 تھا اس طلت کو اسی حالت پر چھوڑ کر حاشوش ہوا اور اس وقت جشیوں اور یکون کو تاراج سے لے لیتے تھے  
 کہ عراقی سلطنت اور ویرانی ملک کے موجب ہواں احتیاط کیے اور پانچوں پہی حصے ماہر نگر اعلیٰ ان

میں کٹر  
 روم ہر کر  
 رجب ہوا ان  
 وین ران کر  
 واصل شہر  
 حار حرق کر  
 کرین چھو  
 سستہ  
 میں لایا  
 اور تمام  
 و صحت  
 چوئی کے  
 کے رعب  
 اور اس  
 کو تھوڑا  
 رہا ہوا  
 اسے  
 قزاق  
 اس  
 اس  
 اس  
 اس  
 اس  
 اس  
 اس  
 اس

میں برق چلنے میں باد فتنہ آوازہ اسکی سلطنت کا اکناف مشرقین میں داخل ہوا اور صیت کشور کشائی اور دشمن کشی کا اطراف خافقین میں شواہل ہوا جو شخص کہ تند باد قہر اسکی سے نیچے گرا پھر قدم اسکا مرکب مرام پر نہ ہو نچا جس شخص نے اسکی حلقہ اطاعت سے سر باہر کیا باد یہ ہلاکت میں ہر طرف تیر خنث ہوا دلیل اس معنی کی تحقیق اور برہان اس دعویٰ کے تصدیق واقعہ ارکان دولت ابراہیم نظام شاہ بن برہان ہو کہ تفصیل اسکی مولف خامہ مشاطہ شیریں کار سے چہرہ عروس روزگار پر لکھتا ہوا اور قدرے اقبال شاہجہان کا نظر جہانیاں میں جلوہ گر کر کے مرقوم خامہ زر نگار کرتا ہو کہ جب بادشاہ جہان مطاع نے حصار رنگوان کو سرکشان بیفکر کے قبضہ تغلب سے بر آوردہ کر کے ہمت معاذان دولت قاہرہ کے دفع پر مصروف کی بعضے امرائے درگاہ کو کہ سرگرمیاں طعنان سے بر لانے تھے منصب ایالت اور ریاست سے معزول اور مجبوس کر کے خاطر دزد خانگی اور مار آستین سے مطمئن فرمائی چونکہ حرکات اور سکونات برہان نظام شاہ سے غبار کلفت خدا یگان اعلیٰ کے گوشہ دل میں جاگزین تھا اسلئے ہمیشہ خیال اسکی تلافی اور انتقام کا کہ خصلت پسندیدہ سلاطین صاحب تکلیف سے ہو اس کے گرو پھر تا تھا لیکن اغراض بھی جو اوصاف سلاطین عالی مقدار سے ہر مافی الضمیر کو مانع ہوتا تھا اور نہیں چاہتا تھا کہ مادہ فتنہ و فساد ہیجان کر کے سفک و مار ظہور میں ہوئے کہ ناگاہ اس حال کے خلال میں برہان شاہ نے شاہزادہ اسماعیل کے فریب میں سنگ جفا کا عہد و پیمان کے شیشہ پر مار کر ایسا چور کیا کہ ہرگز وہ اصلاح اور درستی کے قابل نہ ہو سوا سٹے کہ جب خبر شاہزادہ کے خروج کی احمد نگر کی طرف پہنچی اس کی اعانت کے واسطے قصد الشکر جمع کر کے تعجیل نکلان کی طرف روانہ ہوا لیکن حوالی قلعہ پرندہ میں خبر قتل ہوئے عین الملک اور گز قاری شاہزادہ سنکر اپنے سوار ہونے سے پشیمان ہوا اور اپنا پس سر کھا کر احمد نگر گیا اور جو اس وقت میں قلعہ چندر کوٹی کہ علی عادل شاہ نے مصطفیٰ خان اردستانی کی مساعی جمیلہ اور میاں اخلاص سے سو خر کیا تھا ابراہیم عادل شاہ کے قبضہ قدرت سے بر آوردہ ہو کر کفار کرنا ملک کے تصرف میں آیا تھا اور اسے بجا نگر نے کہ اس وقت بلکنڈہ کو دارالراج بنایا تھا اسکو یقین تھا کہ عدالت پناہ پر خاش پر آمادہ ہو کر حد و دین بیشک فوج کش ہو گا اور قلعہ چندر کوٹی کے سبب کہ ایک راجہ نے لیا ہوا اس کی ولایت میں بھی گزند ہو نچا و بچا اس سبب سے محزون اور ملول ہوا اور عالی شاہ پسرین الملک نے کہ بعد قتل ہونے اپنے باپ کے معرکہ سے بھاگ کر پناہ ساتھ آسکر لہ گیا تھا کما علاج اس کا اس پر منحصر ہو کہ اتفاق کر کے تم اس طرف سے چند قلعہ مالک عادل شاہ پر تصرف ہو اور او دھر سے برہان نظام شاہ بھی کچھ علاقہ فتح کر لے تاکہ اس کے تسلط اور غلبہ میں تخفیف ہوے اور اس سمت سے مجموعی ہو رے بلکنڈہ نے یہ رائے پسند کر کے برہان شاہ کے پاس پیغام بھیجا کہ غلبہ اور تسلط عدالت پناہ کا حد سے زیادہ تر ہے اور خوف اس بات کا ہے کہ خدا نخواستہ اس کی سپاہ کے سبب سلاطین اور حکام دکن کو مصرت ہوئے اس بارہ میں فکر واقعی کر کے وہ کام کریں کہ اس اندیشہ سے نجات حاصل ہو برہان نظام شاہ کہ مشتاق اس صحبت کا تھا اس امر میں شریک ہوا اور یہ تجویز کی کہ رام راج قلعہ بیکانپور اور مکمل پر تصرف ہووے اور خود قلعہ شولا پور اور شاہ درگ کو حوزہ تسخیر میں لاوے اور برہان شاہ نے

مقدات  
دلاست  
کر کے  
کی ط  
را کے  
کر کے  
قلعہ پر  
سے اپنے  
نے سر  
میں ہو  
اور ان  
میں آ  
عرب  
کی غ  
سے  
کر کے  
رہا  
بزرگ  
جا  
ہو کر  
یا اتفاق  
تجربہ  
دلا  
سند  
پر  
پیشو  
سے  
تھا  
کر





## ذکر وزیر خوشحال شاہ نواز خان بھمال

جاننا چاہیے کہ خواجہ علامہ الدین محمد شیرازی اپنے عہد کے معارف و مشاہیر سے تھے اُن کے تین بیٹوں میں سے خواجہ سعد الدین عنایت اللہ حسن اخلاق و قوت حکمت و ریاضی وغیرہ میں فائق ہوئے ابتدائے عمر میں جناب سید فتح اللہ شیرازی کی خدمت میں انواع علوم حاصل کیے اور جب علی عادل شاہ نے مال خلیفہ سید موصوف کے پاس بھیج کر بیجا پور میں آنے کی درخواست کی تو خواجہ سعد الدین نے بھی آنجناب کی رفاقت میں سیر کا قصد فرمایا اور بیجا پور و برہان پور و مندو و واجپن و اگرہ و دہلی و لاہور وغیرہ سیر کر کے وطن مالوف کی طرف مراجعت کی اور حج کے قصد سے بغداد و زیارات نجف اشرف و کربلائے معلیٰ سے فارغ ہو کر عراق کی راہ سے مکہ معظمہ میں حج ادا کیا اور وہاں سے مدینہ طیبہ پہنچ کر بعد ازاں زیارت وطن کی طرف رجوع کیا اور چندے آرام کے بعد ملا شکیبی شاعر خواجہ عنایت اردستانی کی رفاقت میں پھر سیر کن کا قصد فرمایا اور بندر جبیل سے اتر کر چندے وہاں کے تشریفات سے مسرور ہو کر دار السلطنت بیجا پور آئے اور سلطان ابوالنظر ابراہیم عادل شاہ نے قدر شناسی فرما کر خطاب عنایت خان و جاگیر لائق سے سرفراز فرمایا۔ یہ دلاور خان کا زمانہ تھا پھر روز بروز ترقی پا کر ندیم مجلس شاہی ہوئے اور مسئلہ ایک ہزار سبزی میں معتد سلطنت ہو کر برہان نظام شاہ سے صلح کرنے اور اُن کے ہاتھوں قلعہ ساختہ توڑوانے میں نامور ہوئے پھر محمد قلی قطب شاہ کے پاس بھاگ نگر میں جس کو حیدر آباد نام کیا گیا ہو بطور رسالت گئے اور کام بخوبی انجام دیکر بیجا پور آئے۔ جب بغاوت شاہزادہ اسماعیل شروع ہوئی اور بادشاہ عادل کے اکثر خواشی بھی منافقانہ طریقہ سے باغیوں سے موافق ہوئے تو شاہ نواز خان نے ذاتی شرافت سے پروانہ صفت خورشید سلطنت کی حفاظت میں سرگرم رہے اپنے ادب و خواب و خور حرام کر لیا اور نہایت عقلمندی سے جس کو محرف پایادفع کیا اور جس کو خیر خواہ پایا تقرب دیا بیان تک کہ بفضل الہی سبحانہ و تعالیٰ وہ فتنہ دفع ہوا چونکہ یہ کمینہ راقم الحراف بھی بصدق دل حضرت بادشاہ کا مخلص خیر خواہ تھا ایسے باتو قیر نے مجھے بھی ذرہ دار آفتاب سلطنت تک پہنچایا ہے کہ حضرت شاہی نے خاص زبان مبارک سے فرمایا کہ یہ تاریخ روحۃ الصفا کا نسخہ ہے سیاق تاریخ میں پسندیدہ ہو اسی طرح تو بھی شاہان ہندوستان کی تاریخ جو صدق و صفائی کے ساتھ دروغ کوئی و مہاجی سے خالی ہو اس زمانہ تک مجھ علیحدہ میں تحریر کر کیونکہ کسی نے ہندوستان کی ایسی تاریخ نہیں لکھی سوائے نظام الدین بدخشی کے وہ بھی مختصر بہت ہے۔ بندہ نے بعد زمین بوسی اس خدمت میں سعی کی اور چند اجزاء بھی حضور میں پیش ہو کر پسند ہو گئے۔ الحق کہ بادشاہ حجابہ میں وہ تمام خوبیان موجود ہیں جو شاہان بزرگ کو سزاوار ہیں اس میں کچھ بھی مبالغہ و مہاجی نہیں ہوا فوس کہ اس زمانہ طالبہ فساد و فتنہ میں خود لیاقت نہیں کہ رحمت الہی سے سرفراز ہوں ورنہ یہی بادشاہ ہفت ظہیم نے کاسزاوار تھا جب بغاوت شاہزادہ اسماعیل سٹ گئی تو بادشاہ عادل نے

جلد دوم  
دین کا خیال  
ہون جن کو  
عنایت  
رحمت  
ہے ہن  
بارک  
مراتب  
نہایت  
کا اہتمام  
کی جاگیر  
قصائد  
مجموعی  
ہو کر  
راہ  
رکھی  
ہو  
کے  
تھی  
سال  
الحمد  
عز  
اور  
ان  
صحر  
ہو  
کہ  
دان  
جس

سین کے ملکہ۔ دل سے حضور کی قدموسی مقصود ہو اور امیدوار ہیں کہ حضور دیر نہ کریں اور عہد ماضی  
 شریف لاکر ہم لوگوں کے سر پہ اپنا سایہ مبارک ڈالیں یقین ہے کہ اہل مقصود مددوں رحمت و نصرت کے  
 حاصل ہو جائیں گے۔ بادشاہ عادل کا اقبال دیکھیں الملک حبیب ارگ ماراں دیدہ احتیاج و دورانی  
 سے حاصل ہو کر رہاں شاہ کے آنے کا انتظار نہ کیا اور فوراً شاہزادہ کو قلعہ سے ماہر لایا اور کچھ دور  
 چلا کر بیٹے میدان میں جمید جان و امراء کی ملاقات کے واسطے اہتمام کیا کہ میدان صاف کر کے فرش  
 پچھا دیں اور سٹے آسہ پاشی کریں اور خود پاؤں کے طق و عطریات و علقوں کی تیاری میں صرف  
 ہوا۔ عین الملک کا بیٹا عالی خان جو ہمیشہ باپ کو بادشاہ کی حراجموری دے دے دانی سے منع کرتا تھا  
 جمید جان کے جواب و طغیان سے وہ سمجھا اور ہر جمید باپ کو معقول دلائل سے سمجھا یا جا رہا تھا  
 نادانی خیال کو کہ سماعت نہ کی۔ سوطوین رہنے والوں رو رہتے کہ سٹے آسہ پاشی کر کے اور قلعہ  
 چھو گئے اور شاہزادہ نے محض سے روانی سے خلوس و مارک شراب اڑائی شروع کی اور عین الملک  
 یوں ہی شہ عروہ میں سرسخت تھا کہ شاہ جمید جان نے رد کیا ہو کر تو بچا کہ کو حکم دیا اور اس جوان  
 و عسارین عین الملک نے شاہزادہ صفت کو سوار کر کے چا کر کہ لہی فور سے فارار کر کے  
 کرنا گاہ سہیل خان حواہ سہلے میں سے حملہ کر کے اس کی حمایت توڑ دی اور عین الملک  
 تلوار کھا کر گرا تو سہیل خان نے اس کا سر کاٹ کر سیر پر ملد کیا شاہزادہ اسکیل نے چا کر کہ ملی جان  
 و انکس جان کے بیچ میں ہو کر رہاں شاہ سے ملتی ہوئے گردنہ شراب سے زمین رو گیا اور جمید جان  
 کے سواروں نے فی الفور گرفتار کر لیا اور حاجی بن شحات خان نے بچا پور سے پہونچا اس کو مستقر  
 اصلی تک پہونچا دیا اور جب عین الملک کا سر بچا پور آیا تو خود درگ حوین ہوئے اور جمید دور  
 بطور عورت نکلا یا گیا آخر ٹرپی تو پین رکھ کر آڈی گیا اور جمید جان و سہیل خان و اعتماد خان شہزادہ  
 حاضر حضور ہو کر انعامات و عطیات و عہدہ سے سرفراز ہوئے اور عالم جان بھی عطیات و عطف و خلعت  
 سے محاط ہوئے وہ ہر اسی سپہ سالار ہوا اور رہاں شاہ اس ذات سے نصیر و نہایت مادم و محل ہوا  
 احمد گر واپس گیا۔ یہ واقعہ اہل عصرت کے لیے قدرت حق و عدل کے آیات و نصرت و کمالی  
 دلیل تھا کیونکہ شہزادہ اسکیل کی لعادت میں عہدہ امراء و اکثر حکام اطراف متفق تھے اور لغات  
 کھار علاوہ اور تمام رعایا بے مالک کا حیرت و اضطراب اور داد و الملک کی رعایت کا اسد و کچھ لیے  
 طور سے اسباب ظاہر جمع ہوئے تھے کہ اکثر اہل عقل کے رویہ کہ ہنگامہ بدست خطرناک نظر آتا تھا  
 اور اس میں تو کسی بھی شک نہ تھا کہ فتنہ و آشوب دور ہونے کے لیے زمانہ و نکار ہی حال ملک شاہزادہ  
 اسکیل میں سوائے مستی و شہوت پرستی کے عہدہ حصال متوہم تھے حضرت ملا محمد الملک علی  
 و تقدس نے ایک دم میں تمام اسباب فتنہ و شاد و سوخت کر دئیے اور اس مادم و شاہ پاک اختیار  
 کے واسطے مرید یقین ہو گیا۔ یہ واقعہ مومہ اس حالت کا تھا جو آنحضرت علیہ السلام علیہ وسلم کی وفات  
 شریف کے اوقات میں عرب کے درمیان ظاہر تھا اور فضلہ تعالیٰ صحت و عافیت ہو گیا

بادشاہ نے جب شاہ نور عالم کے مقید ہونے کی خبر سنی تو غضبناک ہو کر الیاس خان کو پانچ چھ ہزار سوار سے نلگوان فتح کرنے کے لیے روانہ فرمایا جس نے سخت محاصرہ کیا چونکہ عین الملک نے ظاہری اتفاق سے دھڑکا دیا تھا بادشاہ نے اس کی فوج بھی محاصرہ کے لیے طلب کی اور یہ لوگ اپنے مورچل کی طرف سے ہر قسم کا غلہ و رسد قلعہ میں بھیجتے تھے۔ بادشاہ نے یہ خبر سن کر عین الملک کو طلب فرمایا عین الملک نے دربار کے کفار کو اموال خطیر سے موافق کر لیا جو اکثر اوقات اس کی خیر خواہی کا ذکر کرتے تھے بادشاہ کو شک پڑ گیا اور چاہا کہ عین الملک کو تالیف قلبی کرے چنانچہ مجلس عام میں اس کو خطاب و انعام سے سرفراز کر کے رخصت دی ان کو رینک نے تمام حقوق و انعام نابود کر کے شہزادہ اسماعیل سے اتفاق کرنے میں زیادہ اصرار کیا آخر یہ خبر فاش ہو گئی اتفاق سے حیات خان کو توال بجا پور باروت وغیرہ الیاس خان پاس پہنچانے گیا تھا واپسی میں برگنہ ہیکری سے گزرا اور عین الملک سے سخت گفتگو کے ساتھ پیش آیا اور اس کو حرام خور کہا تاکہ وہ خوف کھا کر زر نقد سے موہا کرے اس نے انخفا سے مالوس ہو کر حیات خان کو مقید کیا اور علائقہ باغی ہو گیا اور حکام متسلع و برگنات کے نام خطوط لکھ کر شہزادہ اسماعیل کے خیر خواہی پر مائل کیا اور اکثر موافق بھی ہوئے اور عین الملک نے برہان شاہ کے حضور میں بھی عریضہ بھیج کر بیان کے امر کا اتفاق عرض کیا اور درخواست کی کہ اگر حضور کی اوراد سے شہزادہ اسماعیل تخت نشین ہوں تو قلعہ شولا پور و شاہ درک طار زمان حضور کے نذر کرینگے اور اس کا عہد نامہ دہری بھی بھیج دیا۔ برہان شاہ نے عہد و پیمان لے کر افواج طلب کیں اور احمد نگر سے کوچ کیا۔ عین الملک خوشی میں پھولا اور اپنا لشکر بھی جمع کیا اور امرائے مقلع بھی راہ صواب سے منحرف ہوئے اور مملکت بجا پور میں عجب شورش پیدا ہو گئی اور اس شورش میں کفار ملیبار نے ملک قلعہ چندر کوئی دوبارہ چھین لیا اور بیکار پور تک مزاحم ہوئے اور بیکار یک الیاس خان نے بھی محاصرہ چھوڑ کر ہراس کی حالت میں بجا پور میں قدم رکھا جس سے عجب اضطراب و آراسلطنت میں پھیلا قریب تھا کہ فتنہ سخت پیدا ہو۔ بادشاہ نے اس وقت غضب شاہی کو تحریک دی اور رومی خان و الیاس خان کو جن پر درپردہ بناوٹ کا شبہ تھا قید سخت میں ڈالا اور فوراً افواج کے طلب میں فرمان نیچے چنانچہ سب سے پہلے عالم خان دکنی پہنچ کر قید مبوس ہوا اور افواج نے برابر آنا شروع کیا اور دھرم عین الملک نے میدان خالی پا کر آنکس خان کے موافقت سے دس ہزار سوار و بیس ہزار پیادے جمع کیے اور نلگوان پہنچ کر شہزادہ کے سر پر سبز چتر بلند کیا اور برہان شاہ نظام کے آنے کا انتظار نہ کیا۔ بادشاہ عادل نے ستر لاکھ ایک ہزار تین ہجری ربح الاول میں حمید خان حبشی کو سردار فوج کر کے امرائے مخلص کے ساتھ نلگوان روانہ کیا اور بہت سے امور حکمت سمجھا دئے جب حمید خان قریب پہنچا تو عین الملک کے آدمیوں نے آکر حمید خان کو شہزادہ اسماعیل سے موافقت کرنے پر راغب کیا۔ حمید خان نے بادشاہ عادل کے سمجھانے کے مطابق ان لوگوں کی بہت تعظیم و تکریم کی اور اچھے سلوک کے ساتھ اسی وقت ان کو رخصت کیا اور پیغام دیا کہ ہم حقیقت حضور سے ملنے کے لیے

کنا اور مادشاہ کے فرماں سے بھنجانے والے وہاں کا سالہ معطل چھوڑ کر بجا پور کی طرف کوچ کیا +  
**ذکر قتلہ شاہزادہ اسماعیل بن طماسپ واس کا فر وہونا علی عادل شاہ**

لے وہاں کے وقت ایسے بھائی طماسپ کے بیٹے ابراہیم بن طماسپ عادل شاہ تاجی کو تخت لیس کر لے کی  
 وصیت کی تھی جس پر چل کر لگا۔ چھوٹا بھائی اسماعیل بن طماسپ بچپن میں ادشاہ کے دربار میں رہ کر  
 حساب فراہم کرتا تو دستور کے موافق دلاور خان نے قلعہ لنگواں میں مقیم ہو کر اس کو کیا۔ جب دلاور خان کا قلعہ  
 دور ہوا تو بادشاہ سک ہوا تو اسے لنگواں میں آدمی بھیج کر بھائی کی تسلی کی کہ ہر چند شتیاق دیدار سنت ہو مگر  
 نکھوری میں ملا سکتا مصلحتاً تو اس سے رنج و کدور کی جاوے اور قلعہ وسیع میں چلن چولن کے دور خیزوں  
 کی بہت کثرت ہو اور مقام پر عصا اور چھاتر عالیہ وہاں خوشی کے ساتھ جیس کے حملہ سامان ہیبت  
 کر دینے والے ہیں لعیش و عشرت لیس کر اس امیدہ حسب موقع اٹھا کر قلعہ کے ساتھ رہا صاحب  
 ہوا مگر پڑا اور وہاں کے قلعہ دار و دیو کو بے مایہ لکھا کہ رادور خان رار کو ہر طرح کا آرام و آسائش  
 خوشی و حرمی پہنچا دیں لہذا سو اے قلعہ سے ماہر جانے کے تمام اقسام میں ہینکا تھے اور بادشاہ  
 ستودہ حصال میں ہر طرح طرح کی سوغات و لعلات سے سرور و نشاط کی ایک کمرہ اس ولایت  
 سے بہتر و اسے جس سے بہتر اسے نہیں چڑے اول پہل اتارے اور بادشاہ کے لیے لائے تھے لہذا  
 لے واس کے کپے پہنے حکام میرے حریر بھائی کو کھلا ویکھو چل اتریں وہ مجھے پہنچانا۔ لے شہر  
 مادشاہ کی بیک ہما کی کے واسطے یہ کوہ مسافت کا پی پڑا اور کھانا حق قراست و مروت کو مکمل اسلامی  
 اس سے واضح کراں تمام احسانات و جوہن کا عرصہ اس بھائی کی طرف سے ہوا کہ اس نے وہاں  
 کے قلعہ دار و دیو کو پایا اور دست سے اپنے بجا پور کو بھی و دہاے مرحوب سے اپنی طرف کو کے ساتوں  
 رخصت شد ایک ہزار دو سو چوبیس ہزار تھوڑے عرصے میں جو کھانا و سوغات و مروت کو مکمل اسلامی  
 یہ سمجھ کماں کہ سلطنت عظیمہ صہرت و اعلیٰ کرام پڑ دون اس کے تمام مہم لے سود ہی نہ بھی  
 کہ مادشاہ عدالت شہار کے ساتھ کراں مسافت کا نتیجہ حواری دیا و آخرت ہو عیب یہ تحقیق ہوئی کہ  
 بھی مادشاہ بیک ہما لے مسعودان مارگاہ میں سے صہرت شاہ نور عالم کو صہرت شیخ الشیخ تھانہ  
 شیخ حبیب اللہ آدمی قدس سرہ کی اولاد میں تھے مع صحبت نامہ کے رادور خان کو بھیج کر شاید راہ  
 راست پر آجاسے مگر شاہزادہ اسماعیل نے جواب سخت دیا اور شاہ نور عالم کو قید کر لیا پھر شاہزادہ  
 (شاہزادہ کے پاس بھیج کر دیا چاہی۔) ان شاہزادہ کو بھیج کر صہرت صہرت اور ایسے سوانح حد سے چاہتا تھا کہ  
 امداد کا اقرار کرے لکھا کہ امرائے بجا پور کو بھیج کر صہرت متفق کر دھو صہرت میں الملک کماں کی  
 جاگیر لنگواں کے قریب ہو شہزادہ اسماعیل نے حوت ہو کر اول بھیجی میں عن الملک سے رابطہ پیدا  
 کر کے میرا بیکس جان کو بھیج کر متفق کر لیا اور لنگواں میں اپنے نام کا قلعہ و سکہ جاری کیا عن الملک متفق  
 لے لکھا ہوا بادشاہ کے حوالے میں غیر حواری کا اظہار کیا اور ماضی میں شاہزادہ اسماعیل سے متفق تھا

آخر مصطفیٰ خان و خواجہ عبد السلام جو بطریق رعایت درمیان میں پڑے تھے صاف بول اُٹھے کہ اعلیٰ حضرت برہان نظام شاہ کی اعلیٰ غرض یہ کہ شاہان سابق کے طریقہ پر عمل و صفادرمیان میں جاری ہو شاہ نواز خان نے کہا کہ تمام عالم جانتا ہے کہ بادشاہ عدالت پناہ کی دوستی کا پھل بہت خوشگوار اور دشمنی کا پھل بھلا کا خاندان ہے مخالفوں کو دوست سمجھنا اور ایسے سیاہ رو اور سیہ بختوں کو کھنہ سے دوستوں پر لشکر کشی کرنا مذہب مروّت و دوراندیشی سے بعید ہے لیکن الحمد للہ کہ هنوز عدالت پناہ کا دل صاف ہے دوستی کا تار نہیں ٹوٹا ہے اگر چند امور نامرغیہ کے وقوع سے کچھ کراہت کا ظہور ہوا ہے تو تھوڑی سی وکوشش سے اس کی اصلاح و صفائی ممکن ہے۔ حضار مجلس برخان والا شان کی عجیب تقریر سے حیرت چھا گئی اور انھوں نے عادل شاہ کے دولت اقبال کا اندازہ کیا کہ اس کی درگاہ میں ایسے عقلمند روزگار جمع ہیں اور ہر ایک نے احتیاط و اتفاق سے قرار دیا کہ برہان شاہ منگلپر و جاگیر قلعہ مذکور منہدم کر کے احمد نگر مراجعت فرما دیں چنانچہ برہان شاہ نے وہاں پہونچ کر اپنے ہاتھ سے اس کی ایک اینٹ منہدم کی پھر تمام لشکر نے دم بھر میں قلعہ وزمین برابر کر دی اور برہان شاہ نے احمد نگر کی طرف کوچ کیا اور قلعہ پرندہ سے شاہ نواز خان کو خلعت و کمر سے سرفراز کر کے خدمت دی اور وہ بیجا پور پہونچ کر کمال تقرب سے سرفراز ہوا۔ اسی سال ہزار میں بادشاہ نے میر خان حبشی کو اخلاص خان خطاب امارت سے سرفراز کیا اور غایت امانت سے امیر مذکور آج تک کہ سنہ ایک ہزار اٹھارہ ہی عزت سے قائم ہے۔ راقم الحروف نے پہلے لکھا تھا کہ سید مصطفیٰ خان نے قلعہ بیجا پور و چند روٹی مسخر کر کے سکر ناکھک دار سب ناکھک و کنگ ناکھک و تنگنا و ڈری و بہرہ دیوی و کسٹنی وغیرہ کو باج و خراج پر مطیع کیا تھا بعد شہادت مصطفیٰ خان کے معطل ہوا پھر بلبل خان نے مطیع کر کے سالہائے باقیہ کا کچھ خراج وصول کیا تھا کہ نظام شاہیہ کے فساد سے ادھورا چھوڑا۔ سنہ ایک ہزار دو ہجری میں بادشاہ نے بجن خان ولد بزرگ کمال خان بن کشور خان لاری کو لشکر کشی کا سپہ سالار کر کے بلیمبار روانہ فرمایا۔ اس نے وہاں پہونچ کر اول آن راجاؤں کے پاس اپنی بھیجا کہ فرمانبرداری بہتر ہے ورنہ جان کا خطر سب نے اطاعت قبول کی چونکہ سب سے پہلی سب سے بڑے راجہ کنگ ناکھک نے حاضر ہو کر سرفرازی پائی تھی تو باقیوں کو خوف ہوا کہ مبادا وہ اپنی کثیر فوج سے ہم کو گرفتار کر لے سب نے اتفاق کہہ کے بیس ہزار فوج لے کر دشوار گزار پہاڑوں میں حصار اختیار کیا۔ بجن خان نے عقلمندی سے پہاڑوں میں جانا خلاف مصلحت دیکھ کر سب ناکھک کے قلعہ چوہ کی طرف کوچ کیا تب وہ لوگ مضطرب ہو کر پہاڑوں کو چھوڑ کر پہاڑی تنگ راستہ پر زحمت ہوئے اور آخر بعد تین روز کی جنگ کے متفرق اپنے اپنے قلعہ میں محض ہوئے اور سب ناکھک نے عاجز ہو کر دو بڑے ہاتھی اور بہت سے اموال و نفائس بطریق خراج ادا کیے اور دائمی اطاعت قبول کر کے ساتھ ہو گیا اور انھیں دو تین ماہ میں تنگنا و ڈری کا قلعہ میوری مفتوح ہوا اور بیس ہاتھیوں کے قریب ہاتھ آئے اور رفتہ رفتہ تمام ملک مفتوح ہو جاتا کہ ناگاہ فتنہ نگران کی خبر آئی اور بلیمبار یون نے عجب دھما

پارہوں کا لوٹ گیا اور اس اثنا میں لشکر نظام شاہ میں محو بچھا اکثر سپاہی لے قوت ہو گئے اور اس پر  
 دبا رکھیلے سے بہت لوگ مرے چاہیہ لشکر میں سے بہت آدمی دبا تھی کھوڑے صانع ہوئے تو اچار  
 ہو کر دو تین سر مل اپنے سرحد کی طرف چلا گیا اور قلعہ حیدر کو بھی پورا ہوا تھا اسدخان کو اتنی ترک کو مع  
 سامان استحکام سپرد کیا جب اس کے پاس سالانہ دہلہ کافی موج گیا اور دایین بھی سکون ہوا تو برہان  
 شاہ نے قلعہ شوالہ پور کے محاصرہ کا عزم کیا۔ عادل شاہ نے امرائے مذکور کو لکھا کہ ہر ماہے بارہ عورتوں کے  
 برہان شاہ کو مانع ہوں۔ برہان شاہ نے تو ریک خان کو حکم دیا کہ قلعہ شوالہ کو بھیجا اور  
 جنگ شدید کے بعد تو ریک خان سپہ سالار اعتماد خان سوشتری کے ہاتھ سے مارا گیا اور یہی جانت  
 من سہیل خان نے بھی حکم کیا اور امرائے نظام شاہ یہ شکست کھا کر حشر و محو روح منسلک تمام ہن شاہ  
 سے ملحق ہوئے اور امرائے عادل شاہ نے سوڑے ہاتھی و چار سو گھوڑے و چار سو جوئی گزرت اور  
 فی العور بجا پور روانہ کیے اور وہاں سے علوت و شمشیر و کمر جمع و انواع عافیت سے سروسر جمع  
 نظام شاہیہ مدت کے سفر و تحلیف سے دل برداشتہ ہو کر بھاگے گئے لگے لگے امرائے دکن و عشی نے  
 چاہا کہ برہان شاہ کو اتنا کر آں کے بیٹے سہیل کو قید سے رہا کر کے تخت پر بٹھا دیں مگر یوسف  
 خواجہ سرارے و کامل خان دکنی نے برہان شاہ کے قتل کا قصد کیا لیکن مادشاہ نے انکار ہو کر  
 ان کو منع کیا اور تنگنا احمد مرگ کی طرف مراجعت کے ارادہ سے ایسی سرحدی قصبہ کر و رہا بیان کی طرف  
 کوچ کیا۔ رومی خان و ولایاس خان نے مع امرائے رکی تاقاب کیا اور بہر طرف سے مراجعت پہنچا  
 تنگ گیا۔ برہان شاہ اپنے اٹنے و قلعہ سامنے و ہنگامہ اٹھانے سے ناامید ہو کر خان گیا کہ مدین  
 صلح کے احمد مرگ تک پہنچا و شوارہ کر ما و جو اس کے احکام اچھا ہو گا۔ یہ قصبہ مذکور کے ماہر قیام کر کے  
 صلح کی خواہش گری کی عادل شاہ نے استدعا میں توقف کیا اور ایک مہینہ تک تعامل میں ملال دیا  
 برہان شاہ نے وسائل پیدا کیے حتی کہ محمد علی قطب شاہ نے مصطفیٰ خان استر آبادی کو دراجہ  
 علی خان نے خواجہ عبدالسلام تونی کو اتنا س صلح کے لیے بھیجا اور بہت الحاح و اسرام کیا تو عادل شاہ  
 نے رہا کر کے دھر برہان شاہ نے جاری سرحد میں داخل ہو کر حد سے زیادہ رعایا پر ظلم و شتم کیا آخر ہم  
 نے امرائے دکن سے ایک حاجت کو بھیجا کہ یہ مصرعہ دہج ہو گئی اور دھر راج فقط دلاؤ ارخان عشی  
 ہاتھی تھے وہ در در و حکمت ہم کو پوچھنے میر ہم بھی اس ماہرے ناگوار کو ما و دہج کر صلح قبول  
 کرتے ہیں مگر اس شرط سے کہ قلعہ حیدر مایا جی جو رہی اپنے ہاتھوں مبارکین مصرع بہتر پہلے بھی  
 رہا رہے اور اب بھی دین مصطفیٰ خان نے عرض کیا کہ ایمان در گاہ میں سے کسی کو ارسال نہ کیا  
 حادے کہ اس کے سامنے حمد و قسم در میان میں آوے۔ مادشاہ نے عامل حاصل شاہ و نثار خان  
 کو جس کا کچھ حال آوے گا روانہ فرمایا۔ برہان شاہ نے مجلس آراستہ کر کے شاہ نوار خان سے مذاقات  
 کی جو کہ دکھلائے راجہ کے دکن و میر و موجود تھے چاہا کہ پہلے شاہ نوار خان صلح کا ذکر کرے تاکہ  
 میر کی طرف سے قبول پایا جاوے۔ شاہ نوار خان سمجھ گیا اور ملاقات میں حربہ صلح کا ملحق ہو گیا

کا قصد کیا لیکن دلاور خان کے بہکانے سے پھر ستیزہ رونی اختیار کی اور بجا پور سے تیس کوس دریاے بیورہ کے کنارے ایک قلعہ بنانے کے لیے ٹھہرا۔ اب بھی عادل شاہ نے مقابلہ کا قصد نہ فرمایا اور امراء کسی قدر متحیر ہوئے بادشاہ نے فرمایا کہ برہان شاہ اس برسات میں قلعہ بنانے کی کلفت میں مشغول ہے مجھے امید ہے کہ وہ طفلانہ کھروند اٹھا کر آخر اپنے ہاتھ سے مٹا دیکھا اور سوائے تکلیف و محنت کے کچھ نہ پاوے گا اور خود عیش و عشرت میں مصروف رہا۔ امراء عادل شاہی بھی متحیر و متفکر تھے اُدھر برہان شاہ نے مجلس مشورت میں پوچھا کہ آخر براہیم عادل شاہ کین خاموش ہیں بعض نے کہا کہ تو جوانی میں عیش پرستی سے غفلت ہے بعض نے کہا کہ امراء کبار پراٹھینان نہیں ہیں۔ اسی عرصہ میں دلاور خان کے خاص فرستادہ حاضر ہوئے اور دلاور خان کی طرف سے عرض کیا کہ حضور کی خاموشی سے دشمن دلیر ہو گئے ہیں جہاں تک جلد ممکن ہے تدارک فرمایا جاوے تو بہتر ہے۔ بادشاہ نے فرمایا کہ اس مدت تک میں نے خیر خواہوں کی قدر نہ جانی اب معلوم ہوا کہ بدوین اس معتمد کے سلطنت کو رونق نہوگی چاہیے کہ ماجراے گزشتہ کو جابل غرض کے فریب سے واقع ہوا تھا فراموش کر کے خیر خواہی میں ثابت قدم رہے اور یہاں آکر اپنا شغل سابق اختیار کرے۔ دلاور خان اس پیام سے پھول کی طرح کھل گیا لیکن احتیاط کر کے ایک معتمد کو بھیجا کہ اگر حضرت عہد فرما دیں کہ مجھے جان و مال کا آسیب نہ پہونچا دیں تو بس و چشم حاضر ہوں بادشاہ نے اپنے ایک معتمد سے کچھ کہا پھر عہد ظاہر کیا اور عہد نامہ بھیج دیا۔ دلاور خان اپنے بڑے بیٹے محمد خان کو ساتھ لے کر برہان شاہ سے بالجامح تمام رخصت حاصل کر کے اس امید پر وڑا کہ پھر بادشاہ کو معطل کر کے سلطنت کی کنجی اپنے ہاتھ میں لاؤں گا۔ بادشاہ آخر وزیر باغ سے پورے جلوس کے ساتھ قلعہ ارک جاتا تھا کہ دلاور خان نے حاضر ہو کر رکاب چومی اور پیادہ روانہ ہوا۔ بادشاہ نے الیاس خان کو اشارہ فرمایا کہ دلاور خان کو سوار کر کے ساتھ لاؤ۔ جب قلعہ میں پہونچا اور محصور ہو گیا تو وہ شخص جس سے بادشاہ نے کچھ کہا تھا بہت تیزی سے بڑھا کہ الیاس خان سے دلاور خان کی آنکھ میں سلانی پھرے دلاور خان نے بہت عاجزی و الحاح کے ساتھ الیاس خان سے کہا کہ بادشاہ سے عرض کرے کہ میں آپ کے عہد پراٹھینان کر کے حاضر ہوا ہوں بادشاہ نے کہا کہ میں اپنے عہد کے خلاف نہیں کرتا کہ مجھے بعد عہد کے جان و مال کا ضرر پہونچاؤں یہ شخص کمال البتہ ایسا کرتا ہے۔ آخر دلاور خان قلعہ ستارہ میں قید ہوا اور چھٹے سال وہاں انتقال کیا۔ اب بادشاہ نے اخراج طلب کہیں اور اول امراء برکی کو چھ سات ہزار سوار سے روانہ کیا کہ ولایت محفوظ رکھیں اور لشکر نظام شاہیہ کو رسد سے تنگ کرین پھر رومی خان کو دس ہزار سوار سے پھر الیاس خان کو تین ہزار خاصہ خیل سے روانہ کیا۔ برہان شاہ نے امراء برکی پر کئی بار فوج بھیجی اور ہر بار شکست کھائی۔ آخر خود ناخت کی چونکہ اُن کو مقابلہ کی طاقت نہ تھی پریشان ہو کر دریا سے بیورہ پہونچے اور اس کو پایاب پاکر پار اتر کے رومی خان دکنی والیاس خان سے مل گئے اتفاق سے اُسی وقت سیلاب عظیم آگیا اور برہان شاہ

پارہو سکا لو  
دبا رہی پھیلنے  
ہو کر دوتیر  
سامان آج  
شاہ نے فر  
برہان شاہ  
جنگ  
میں ہیلیا  
سے لڑی  
فی الفور  
نظام  
چاہا کہ  
خواجہ  
اُن کو  
کو ج  
تنگ  
صلح  
صلح  
برہان  
علی خا  
نے فر  
نے ا  
ہاتھی  
کرتے  
زفا  
جائے  
کو جن  
کی چو  
سیری



کے والد طہاسب شاہ اور چچا علی عادل شاہ دونوں شیعہ تھے عروہ راہ شاہ بھی شیعہ ہو گیا بعد ازاں  
سنت سے سی جاہ نام نے طہاسب کے اداں کے وقت تشیع کا اہلکار کر کے اداں میں استمداد علیا  
ولی اللہ راہ و کرے میں اصرار کیا۔ ماوشاہ یہ سکر حصہ ہوا اور جو لوگ اس کا ماعت تھے اُس کو گرفتار  
کیا لیکن جب یہ واقعہ عرض کیا تو ہمسکرمہ بایا کہ ہم اس کلمہ کو بعد قی دل سنتے دیکھے ہیں  
لیکن شیعہ کا شمار قرار دیکر نہیں کہتے۔ آخر ماوشاہ نے اُس کے قصور معاف کیے اور بہت دلیں  
ملک پہنچی سے اس لوگوں کو مصلحتی شیعہ کے لقب سے یاد کرتے رہے۔ اب تک بجا پور میں حضرت  
علی علیہ السلام کی روضہ رحمتیہ کا حلقہ جاری ہے اور انہی اہلکار علیہ السلام کا نام بھی یوسف  
عادل شاہ کے راہ کی طرح مذکور ہوتا ہے۔ اسے میں جمال خان کے مارے جانے اور رہاں شاہ  
کے فتح کی خبر پہنچی تو ماوشاہ عادل نے تنہا ہی رہاں شاہ کو روانہ کر کے بجا پور  
کی طرف کوچ فرمایا اور وہاں پہنچ کر ساما دہل و داد مسوطہ فرمائی اور راہ سائیک کے سہل دور کیے

### برہان نظام شاہ کی بیوفائی اور اپنے اعمال کا بدل پانا

دلاور خان حشی احمد آبادی پشیدہ سے بھی تھا کہ احمد نگر میں برہان نظام شاہ کی خدمت میں مویشی سدا مالت  
پر مویشی اور جیدی روزین برہان شاہ کو واپس لال سے ملے دلائی کہ قلعہ شاہ درگ اور شاہ پور کو سکر کے  
مالک نظام شاہ کا عہدہ کر سکتا ہوں اور بیک و دولت عظیم سے محروم ہو کر ایسا دیوانہ و سلسلہ نعل  
ہو گیا تھا کہ برہان شاہ کی مجلس میں ہیروہ تاہین مسرت دولت عادل شاہیہ اس سے سرور ہوتی  
تھیں اور محروم کے دلیہ سے عادل شاہ کو پہنچی تھیں ماوشاہ عدالت پناہ ایسے امر راہی مسرت  
برہان شاہ سے مسرت عید سمجھتے اور سحر تھاکو کہ حقوق اعامت واسہ اور بہت تھے لیکن برہان  
شاہ کی بیوفائی بعض امور سے ظاہر بھی ہو گئی تھا کچھ شرمیلہ ایک ہزار میں ماوشاہ کے  
میان لڑکا پیدا ہوا اور اس کے ناموں محمد علی قلعہ شاہ نے سونے کا لٹا و میرہ مع سار کا  
روانہ کیا لیکن برہان شاہ نے رمانی تنہا ہی نہ بھیجا و خود اس کے عادل شاہ نے ملا عہدہ  
چری کو احمد نگر بھیجا دیا کہ لاور خان اس دگاہ کے ملازم سے ہے آپ کی دوستی و محبت کا نقصا  
یہ تھا کہ اس کو مع آن تمام تھیں کے حوالہ حال۔ اس سے حاصل کیے تھے جہاں رواہ ہوتے  
کہ اسے دوستی تھکر ہوتی۔ برہان شاہ نے اسے مروت کے پوری کدورت اس طرح ظاہر کی کہ عین برہان  
میں دلاور خان کی خبر ملک سے جو میں نے کر عادی الہی محبت ایک ہزار میں عہدہ داری عادل شاہیہ  
میں داخل ہو کر قتل و عارت کر ما حرم کیا۔ عادل شاہ نے یہ احار شکر فرمایا کہ مجھے احمد نگر کہ بیوفائی  
دھندلکن۔ دن میری تلوار کے اپنے کیر کر دار کو ہیروہ پچھے گا میں پھر بھی چند روز تحمل کرتا ہوں شاہ  
مادم ہو کر اپنی اصلاح کرے ورنہ آہر میں ہی بیٹھ رہے۔ برہان شاہ جب عالی شکستہ تک سو گیا اور  
ادھر سے کوئی متعزز سدا و و حائف ہوا کہ شاید عید یہ ہو کہ ملک کے درمیان لاکر مجھے کیر لیں لدا پھی

حاضر کرے اس نے جلو دار سے طلب کیا جلو دار نے کہا کہ بغیر حکم دلاور خان کے کبھی نہ دوں گا کفشار خان نے فوراً اُس کے پہانچہ مارا اور جب جلو دار سے ممکن نہوا کہ دلاور خان تک خبر پہنچا دے ناچار واپس ہو کر گھوڑے حاضر کیے بادشاہ مع غلاموں کے سوار ہو کر باہر نکلا۔ الیاس خان بادشاہی دایہ کا بیٹا پرہ پر تھا دوڑ کر رکاب چومی اور سواری کا سبب پوچھا بادشاہ نے کہا کہ بات کرنے کا موقع نہیں ہے اپنے ساتھیوں کو لے کر ساتھ آؤ وہ قریب ایک سو سواروں کے ساتھ ہوا اور صحیح سالم لشکر سے منسلک عین الملک و آنکس خان کے قریب پہنچا وہ لوگ مع افواج کی پابوسی میں حاضر ہوئے جب یہ خبر پہلی تو خاصہ خیل و مجلسی و پرہ والے سب سوار ہو کر خدمت میں پہنچ گئے اور یہ راقم بھی انہیں میں شامل تھا الغرض تین ہزار آدمی جمع ہو گئے۔ بادشاہی طالع کے قوت سے اس رات امر غریب یہ تھا کہ دلاور خان جس کی عمر انسی برس سے زائد تھی اس رات اپنی معشوقہ کے وصل سے غافل تھا۔ یہ ایک دکنی عورت جس کے حسن و جمال کا شہرہ سنکر غائبانہ عاشق ہوا تھا اور اتفاق سے اسی رات ساتھ آئی تھی لہذا کسی کو مجال نہ تھی کہ اسکے بدل میں مغل ہو یا تک کہ بادشاہ کے چلے جانے کے بعد مقررین نے بڑی مشکل سے اس کو آگاہ کیا اور وہ فوراً پانچ چھ ہزار سوار و فیلان بے شمار کے اپنے بیٹوں کو ساتھ لیے قریب پہنچا اس کا خیال غلط نہ تھا کہ اس کے دبدبہ و شوکت سے سب خائف ہو کر مطیع ہو جاویں گے۔ چنانچہ مشہور ہو کہ عین الملک وغیرہ۔ نے اس سے کہلا بھیجا تھا کہ بادشاہ جب التفاق یہاں آئے تو ناچار ہم سب حاضر ہوئے اب تم شوق سے لے جاؤ ہم متعرض نہوں گے اگرچہ ظاہر میں بادشاہ نے یہ کہا تھا کہ ہم لوگ اس کے دفع کرنے کے واسطے مستعد ہیں دلاور خان نے فوج وغیرہ کو کچھ فاصلہ سے چھوڑا اور پانچ سو سوار و چار نامی ہاتھی لے کر حضرت بادشاہ کے پاس آیا اور اسی طرح سوار یہ عرض کیا کہ بادشاہ کو رات میں سواری مناسب نہ تھی بہتر یہ کہ حضرت اپنے سر پر وہ مین، معاودت فرماویں۔ بادشاہ نے غصہ میں کہا کہ کوئی نہ کہ اس بے ادب کو سزا دے کہ ناگاہ خاصہ خیل میں سے اوک خان نے بجلی کی طرح گھوڑا چمکا کر دلاور خان کو تلوار ماری اگرچہ کچھ اثر نہوا لیکن دلاور خان نے گھوڑا پیچھے پٹایا اوک خان نے جاہا کہ دو سہرا دار کرے لیکن تلوار کی جھک سے دلاور خان کا گھوڑا الف ہوا اور وہ گر پڑا اور ہاتھی بان نے اسکی خیر خواہی کر کے ہاتھی نیچ میں ڈال دیا کہ دلاور خان سوار ہو کر اپنی فوج میں تل گیا اور جاہا کہ لڑائی شروع کروں لیکن فوج والے بوجہ غضب و رعب بادشاہی کے اس کو چھوڑ کر منتشر ہو گئے۔ وہ متحیر و پریشان ہو کر بھاگا اور کمال خان جو دار اسنگ کی جانب بھاگا تھا گرفتار ہو کر مارا گیا اور دلاور خان نے بیٹوں کے ساتھ بھاگ کر احمد آباد بیٹدر میں دم لیا۔ بادشاہ نے عین الملک وغیرہ کو استالمت کے طور پر امان دے کر عمدہ وعدہ سے مطمئن کیا باوجودیکہ انکا تصور تم نے پہلے سن لیا۔ الغرض بادشاہ اپنے سر پر وہ مین آیا اور خاص خیر خواہوں کو طرح طرح کے الطاف سے سرفراز کیا۔ اس عرصہ میں عجیب لطیفہ واقع ہوا کہ دلاور خان کے مذہب شیعہ کا شعار موقوف کر دیا تھا۔ خدام درگاہ نے خیال کیا کہ باوجود

جلد دوم  
کے والد طہاسر  
بہت سے سنی  
ولی اللہ زیا  
کیا لیکن جب  
تین شیعہ کا  
ملک نہیں  
خلفائے را  
عادل شاہ  
کے فتح کی  
کی طرف کو  
برہان  
دلاور خان  
بروز ہوا  
مالک  
ہو گیا تھا  
تھیں اور  
برہان  
شاہ کی  
ہمان لاکا  
روانہ کیا  
چرمی کو  
یہ تھا کہ  
کہنے دو  
میں دلاور  
میں داخل  
دعوت  
آدم ہو کر  
ادھر سے

مثلاً عین الملک و انکس حان و عالم حان و غیرہ جن کو معلوم تھا کہ حضرت مادشاہ کو دل میں دلاور حان سے بکشی ہو کر آ دل تو ملل حان کو یاد حاکم کرنے سے بھی ہار و اب لعل امارت جنگ کرنے سے زیادہ ہو گئی ہو اس لیے عین لڑائی میں شکست کی صورت سا کر بھاگے اور دلاور حان کو دشمنوں کے سر میں چھوڑا۔ دلاور حان نے مادو حاس کے قلب شکست سے جمال حان پر حملہ کر کے بھگا دیا اور عوام لشکری لوٹ پر لوٹ پڑے اور جمال حان خواہنیل نظام شاہ کے ساتھ کھڑا تھا موقع پا کر دلاور حان پر لوٹ پڑا اس وقت دلاور حان کے پاس فقط دو سو سوار تھے۔ سمجھا کہ ٹھہرا موت پر ناچار مع سات ساتھیوں کے جن میں یہ راقم الحوت بھی تھا بھاگا۔ ماہین سا کہ عین الملک و عالم حان طلال راہ سے ارسنگ حانے ہیں تاکہ مادشاہ کی اہمیت میں بیوپر کی گئے۔ دلاور حان سے ہی کوچ۔ کوچ ہایت حلدی کے ساتھ دوسرے راستہ سے مادشاہ کی حضور میں پہنچ گیا اور دواہین قریب تین ہزار شکست یافتہ کے اس سے مل گئے تھے اور دواہین ارسنگ میں دھس گئے خوف سے۔ ٹھہرا مادشاہ کی رکاب میں شاہ درک کی طرف روانہ ہو کر صبح کو دواہین پہنچ گیا۔ جمال حان کو تا امیدی میں ایسی توجہ و نصیحت دیا تھی میسر ہوئے اس نے دواہین ارسنگ کی طرف کوچ کیا اور راقم الحود ہر رجوں کے مادشاہ کے ہمراہ جانے سے معذور ہو کر قصہ ارسنگ میں ٹھہر گیا تھا ہمدوہوں کے قصہ میں پڑا اور لطف الخیل سے چھوٹا۔ چونکہ جمال حان کو یہ خبر ہو چکی کہ راقم حان و امرے رار نے احمد الملک کو گرفتار کیا اور سربان نظام شاہ سے مل گئے ہیں باچا دواہین ارسنگ سے حملہ کوچ کر کے رار کی طرف روانہ ہوا تاکہ سربان نظام شاہ سے ملے۔ راقم حان نے سربان نظام شاہ اس کی توجہ کا حال سکرست پریشان ہوئے اور سید احمد الملک ہمدویہ کو قید کر کے قلعہ اسیر میں بھیجا اور سرت حلدی کے ساتھ جمال حان کے قنات کے لیے عادل شاہ کی خدمت میں خطوط بھیجے۔ عادل شاہ وہاں سے روانہ ہو کر قصہ باپڑی تک جوشی کو جس پر قنات کیا تب بھی جمال حان تک آٹھ رور کا فاصلہ تھا تا جاہر عادل شاہ نے امرے رار کی کو آٹھ ہزار کی جمعیت سے روانہ کیا تاکہ راحت کر کے جمال حان کا رسد و طرہ مد کرین اور راتوں کو عجاہ بارس ہار مادشاہ سے جو ایک جیل کے کنارے جس کا پانی بہت صاف ہوا دلکش و مہات پر فصاحتی توقف کیا اور چا پا کہ چمد رور یہاں توقف فرماوے دلاور حان پر رجوت سوار تھی کو شش کی کید دوسرے رور صر کوچ ہوا اور نکات رور ہیکر کے مقام سے پہلے کہین توقف ہو۔ یہاں مادشاہ کے شرق سے لٹا تھا مادشاہ کو سخت ہم ہوا اور مالکیہ عزم کر لیا کہ دلاور حان کے قصہ سے نجات پاوین لیکن چونکہ امرے حانہ جیل مالکیہ دلاور حان کے تابع تھے تو شش و فکر ہوا آخر دودھ بھگا و ہمدوہ حودت دلاور سے طارم دنگا تھے ان سے حصہ پیام کا دمہ لیا اور دودھ دونوں امیر الامار عین الملک کسان کی کے پاس پہنچے اور یہ پیام دیا کہ مادشاہ دلاور حان کے قنات سے سخت پریشان ہیں آمیریہ رارے ٹھہری کر حب دلاور حان خواب عقلت میں ہو سوار ہو کر عین الملک انکس حان کی مستند عوج میں آماہین۔ مادشاہ نے جو دھوین رحب ۹۹۹ سو سوار اٹھا لے بھیجی کی شب کو ایسے عظام کستدار حان کو حکم دیا کہ حامد بھگڑا

امراے برارین سے لے کر دو متحیرین اگر آنحضرت و دو تین منزل بڑھ آویں تو امراے برار خوش دلی سے اس خیر خواہ سے مل جاویں۔ عادل شاہ نے منظور فرما کر ارشاد کیا اور برہان شاہ و راجہ علی خان کو لکھا کہ ہم نے دوستوں کے کہنے کے موافق کیا اور آپ بھی سرحد برار پر آجاویں اور امراے احمد نگر کو بلاویں امید ہے کہ جمال خان کو چھوڑ کر آپ سے مل جاویں گے۔ جمال خان کو ان معلومات کی خبر پہنچ گئی اس نے دلیرانہ طریق کا مقابلہ بٹھان لیا اور سید امجد الملک مدد دی سر لشکر برار کو لکھا کہ سلاطین اطراف دو وجہ سے میرا استیصال چاہتے ہیں ایک دینی لالچ اور دوم مذہب ہمد وید کا بر باد کرنا اب جو اندوہ کی شرط یہ ہے کہ امراے برار کو ہر طرح دلاسا دیکر مطمئن کرو اور سرحد برار پر جگر برہان شاہ کو وہاں آنے سے روکو اور اگر راجہ علی خان اس سے مل جاوے تو اسماعیل نظام شاہ کی خیر خواہی ملحوظ رکھ کر میدان جدال میں کمی نہ کرنا کیونکہ جہاں تک ممکن ہو میں دلاور خان عادل شاہی سے صلح کر کے جلد تھاری مدد کو پہنچتا ہوں پھر دلاور خان کو مصالحہ کے لیے ہر طرح کی چالوسی کے ساتھ مبالغہ سے لکھا اور جب کچھ فائدہ ہوا تو نظام شاہی خزانہ کھول کر دلیر لوگوں پر تقسیم کرنا شروع کیا اور عمدہ جنگی لشکر فراہم کر کے اسماعیل نظام شاہ کے ساتھ قبضہ جنگ دلاور خان روانہ ہوا اور ارشاد سے سات کو سیرا ترکر دوبارہ بہت فروتنی و الحاح کے ساتھ دلاور خان کو صلح کے بارہ میں لکھا دلاور خان نے دوبارہ ناشنید کیا۔ اس عرصہ میں چند خوشامخواروں نے دلاور خان سے کہا کہ جمال خان ہراسان ہو کر چاہتا ہے کہ ہمد وید کی قلیل جماعت سے بھاگ کر نایک دون کے جنگل میں گھس رہے۔ دلاور خان نے بدبختی سے اس کو یقین کر لیا اور عزم مضمم کر لیا کہ امراے کبار کی جماعت لیکر جمال خان پر حملہ آور ہو کر اس کو گرفتار کر لے۔ اتنے میں آہنگ خان حبشی لشکر جمال خان سے جدا ہو کر عادل شاہ کے لشکر میں آیا اور عادل شاہ کی اجازت سے رخصت پائی کہ برہان نظام شاہ سے مل جاوے۔ جمال خان نے مضطرب ہو کر خیال کیا کہ شاید امراے روز بروز جدا ہو کر دشمن سے ملے جاویں گے لہذا وہاں سے کوچ کر کے ہیاڑون و نابون کے درمیان قلب جنگ میں اترنا کہ لشکر کو ضبط میں رکھے دلاور خان یہ خبر بطور قرار سنکر فی الفور بدون اجازت عادل شاہ کے اور بدون تقسیم ہتھیاروں کے افواج لے کر روانہ ہوا۔ جب قریب پہنچا تو دریافت کیا کہ یہ سب خیمہ و خراگہ کیسے نظر آتے ہیں بعض نے کہا کہ لشکر عادل شاہیہ ہوا اور بعض نے کہا کہ نظام شاہیہ ہوا اتنے میں دوسرے جاسوس آئے اور اصل حال بیان کیا تب بھی دلاور خان نے باوجود پیشانی کے ہٹ باقی رکھی اور اسی موقع پر عادل شاہ کے آدمی نے آکر کہا کہ آج جنگ موقوف کرو۔ بعد انتظام کے شروع کرنا۔ دلاور خان کا تھیون وغیرہ پر مغرور ہو کر بادشاہی آدمی سے عذر خواہی کر کے عرض کیا کہ حضور مطمئن رہیں ابھی جمال خان کو باندھ کر حضور میں لاتا ہوں اور امراے برکی کو حکم دیا کہ جاؤ اور نظام شاہی لشکر کی پشت پر رہو خزانہ باہر نہ جانے پاوے اور ہمد وید کو قتل کرنے میں دریغ نہ کرنا۔ جمال خان نے یہ حال دیکھ کر سوائے شمشیر خونریز کے کہیں پناہ نہ دیکھی قلیل جماعت اور امراے ہمد وید کو جو شجاع و بہادر تھے ہمراہ لے کر میدان میں آیا اور لڑائی بہت تیزی سے شروع ہوئی امراے کبار

نقل عین الملک  
ہر آدھ تو بیل  
عین لڑائی میں  
نے باوجود  
جمال خان  
کے پاس نقد  
بھی تنہا بھاگ  
میں پہنچ کر  
سے بادشاہ  
اور دارا  
دہان پر  
طرف کوچ  
میں ٹھہر گیا  
راجہ علی  
دارا رنگ  
علی خان  
کو مقید  
کی خدمت  
تب بھی  
جماعت  
بادشاہ  
اور چاہا کہ  
روز ضرور  
شوق سے  
چونکہ امراے  
سے ملازم  
پہنچے اور  
دلاور خان  
نے چودھ

چھین لے آخر کچھ سوچ کر بادشاہ سے عرض کی کہ اگر میں شاہی لشکر لیکر جاؤں گا تو امرائے نظام شاہی مجھے بھڑک کر پاس نہ آویں گے اگر حکم ہو تو تہا حاکم سب کو بلائیت سے مطلع کروں بادشاہ نے رخصت دی اس شرط سے کہ مالک موردی حاصل ہوئے یہ ملک رارض کو تعالیٰ جان نے ۹۸۱ء سو اکیاسی ہجری میں سدھان حضور کو پیشکش کیا تھا بدستور پیشکش کرے بہان شاہ نے عشی یا عشی سے اس کو منظور کیا اور روانہ ہو کر برگہ ہمدیا میں حوسر حد دکن ہے فروکش ہوا اور یہی برگہ بادشاہ کی طرف سے اس کی جاگیر تھا اور راحہ علی خان والی اسیر درہان پور کی ماہ سے اول حواہ نظام استر آبادی کو قلعہ راہ صورت میں امرائے رار کے پاس بھیج کر ان کو دبا سرداری کی دعوت دی و طرح طرح کے مواعید و وعدہ قسم سے مطمئن کیا۔ لخص نے اطاعت کی اور لخص صوبہ جئے اور اطاعت کر کے والوں میں جاگیر جان عشی تھا کہ سرحد رار پر خاندیس کے پاس جاگیر رکھنا تھا اور ہمدویہ دیب سے حکمران جمال خان کی برادری چاہتا تھا اور اس نے اول خواجہ کے ہاتھ عرصہ و انتہی بھیج کر اپنے لواحقین میں سے ایک معتد کے ہاتھ وعدہ و تحفہ بھیجے اور ہر ایک عرصہ و انتہی میں تشریف لائے پراصر اور کیا یہ بہان نظام شاہ چند آدمیوں سے ہمار ہو چکا لیکن جاگیر جمال خان سے ملاقات کے در افتا قایا بوجہ اتفاق کے طریقین سے جنگ ہو گئی اور بہان نظام شاہ بالکل جلا پھر ہمدیا میں واپس آیا اور راحہ علی خان سے ذریعہ تحریہ حالات کے مشورہ طلب کیا اس نے لکھا کہ اگر بادشاہ دہلی سے مدد مانگے تو سلاطین دکن سب محرف ہو کر جمال خان کے ساتھی ہو کر جنگ کو طول یں گے اور انعام معلوم ہین اور میرے پاس اس قدر لشکر ہین کہ تہا حال خان کو دفع کر سکوں سب سے ستر پہ ہو کر اگر ابراہیم عادل شاہ سے مدد مانگو اور کام ٹھیک ہو جائے گا۔ بہان نظام شاہ نے یہی طریقہ اختیار کیا اور مقتوبات محنت اسلوب نظر و عواہر عادل شاہ کو بھیجا یہی طرف ہریان کر لیا اور در اقم الحروف محمد قاسم و شہ کو لکھا کہ میں نے دشمنوں کے حلوہ سے اختیار کر کے یہاں قیام فرمایا حفاظت سے بھیجے ہیں تاکہ وہ وفائیش خوش اسلوبی سے ان کو سطر اقدس عادل شاہ پیش کر کے خواب ماصواب حلد روانہ کرے چونکہ دارکار دلاور خان پر تھا میں نے انجیل کو دلاور خان کی خدمت میں پیش کیا اور دلاور خان نے وعدہ طریقہ سے حضور شاہی میں میں نے بادشاہ نے امداد کا اقرار فرمایا اور فی الصواعق فراہم بھیج کر ان لطافت میں روانہ فرمایا اور سچ الا دل شد ۹۸۱ء و سو اٹھانوے ہجری میں شاہ درک کی طرف توجہ فرمائی اور وہاں ہو چکر اشراف و اہمیان رار کو لکھا کہ بہت ملکہ اس پر مصر و ہو کہ حالی جانب بہان شاہ کو تخت احمد گر پہنکن کر کے ان کے جاہل بیٹے اسماعیل کو موقوف کروں تم بھی میرے اشارہ سے احواف کر کے بہان شاہ سے متفق و مطیع ہو جاؤ۔ اس عرصہ میں بہان شاہ درامہ علی خان کے قاصدوں نے حاصر ہو کر حلوہ پیش کیے حالانکہ یہ کہ حضرت کی لشکر کشی سے دوست دل سے متفق ہوئے اور دکن متبدل ہین لیکن احمدگر کے حاسوس پیہم آئے کہ جمال خان اسماعیل نظام شاہ کو لے کر رار کی طرف آتا ہے اس وجہ سے

لایا اور سرکشوں کو ملیج کیا امیدوار تھا کہ اس کی خدمت قبول ہوگی لیکن دلاور خان کی ناراضی و عداوت سے کچھ نہوحتی کہ خراج نقد کے عوض جو اموال و اشیاء لائے تھے دس ہزار کی چیز ایک ہزار میں اندازہ کی گئی اور باقی کو ان راجاؤں سے جو بلبل خان کے ساتھ آئے تھے مطالبہ کیا گیا۔ تاکہ بلبل خان کی امانت ہو لیکن قرآن سے بلبل خان کو معلوم ہوا کہ بادشاہ کو میری طرف نظر التفات ہے تا آنکہ ایک روز دلاور خان بادشاہ کے حضور میں دیوانہ داری کرتا تھا اتنے میں بلبل خان حاضر ہوا اور مورحل لیکر بادشاہ پر ہلانے لگے دلاور خان نے بنظر حقارت اس کو دیکھ کر کہا کہ جس بادشاہ کے حکم سے فلک تیرابی نہیں کر سکتا تو نے کیونکر نافرمانی کی۔ بلبل خان نے کہا کہ خاکیاے بادشاہ کی قسم کہ میں نے سرتابی نہیں کی اور نہ اختیاری طریقہ سے اس ملک میں چند روزہ توقف کیا مجھے کیا مجال تھی کہ ایسا کرتا لیکن ہو جب فرمان میں نے کرنا ٹھک ہو چکر دہان کے راجاؤں کو مقہور کیا اور وہ خراج حاضر کرتے جاتے تھے اگر اس زمانہ میں کوچ کرتا تو حاکم بادشاہی کا انتظام و فوج کا نظام مختل ہوتا اور یہ خزانہ حاصل نہوتا اور خود اہل اسلام ان جگہوں میں مشقت اٹھاتے تھے لیکن تم سے البتہ تعجب ہے کہ جب تم جانتے تھے کہ بغیر میرے ساتھ لشکر کے تم کچھ نہ کر سکو گے تو کیوں بادشاہ کو تکلیف دیکر بیگانہ ملک میں جا ہوئے اگر بند رہے روز اور بھی شاہ درگ میں ٹھہرتے تو میں پہنچ جاتا تب اگر داخل ہوتے تو امید تھی کہ اکثر قلعے مفتوح ہو جاتے با این ہمہ اپنے قصور کا اقرار کرتا ہوں اور امیدوار ہوں کہ اس قدر جرم پر بادشاہ خطا بخش اس بندہ کو مواخذہ نہ فرمادین گے۔ دلاور خان نے دہان اس توہم سے کہ مبادا امرار سے موافق ہو کر فتنہ برپا کرے بادشاہ سے عرض کیا کہ حضور چونکہ یہ بندگان یا اخلاص سے ہی امید ہے کہ بادشاہ کرم فرمادین چنانچہ بادشاہ نے اس کو خلعت دیا اور بعد دربار کے دلاور خان نے بلبل خان کا ہاتھ پکڑ کے محبت کا اظہار کیا کہ میں نے تجھ کو بٹیا کہا ہے اور بظاہر اس لیے سخت گیری کی کہ لوگ نکتہ چینی نکرین اور اس بٹیا کے لڑکے کے راجاؤں سب کو خلعتیں دیکر عزت سے نصرت کیا جس سے بلبل خان غافل ہوا اور بجا پور پہنچ کر کینہ کشی کے لیے ناحق بلبل خان کو گناہوں میں مستم کر کے قید کیا اور آخر آنکھوں سے معذور کر دیا بادشاہ کو نہایت ناگوار ہوا۔ اور نتیجہ یہ بھی

جلد دلاور خان کو پہنچا

ذکر توجہ عادل شاہ بقصد امداد برہان نظام شاہ و جنگ لاور نہان باجمال خان

جب میران حسین مارے گئے تو اسماعیل برہان شاہ جو حسین نظام شاہ کا پوتا تھا تخت پر بیٹھا جمال خان ہندوی نے مسلط ہو کر اراذل داو باش کو جو اس سے موافق تھے بڑے مدارج پر ترقی دی اور نظام درہم برہم ہو کر فتنہ و غم کا ہجوم ہوا۔ قصہ یہ کہ مرتضیٰ نظام شاہ کے عہد میں برہان شاہ اس کی قید سے بھاگ کر جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کی خدمت میں جا کر رہنے لگا۔ جب اس کو اپنے بیٹے اسماعیل بن برہان کے جلوس کی خبر پہنچی تو چاہا کہ بادشاہ دہلی کا لشکر لاکر ملک موروثی

چین لے آئے  
بھڑے بھڑکے  
رضت دی اس  
سوا کیا سی بھڑکی  
سے اس کو منتظر  
کی طرف سے  
نظام استر تبا  
دی و طرح طرح  
اور اطاعت  
اور ہمدردی نہ  
عرض داشتند  
میں تشریف  
سے ملاقات  
بھرنہند یا میر  
لکھا کہ اگر  
جنگ کو  
دفع کر سکا  
نظام شاہ  
برہان کر  
پکا قیاس  
پیش کر  
دلاور خان  
نے امداد  
نہ سوا اٹھا  
کہ بہت ملو  
جامل بیٹ  
و ملیج ہو  
خلاصہ یہ کہ  
کے جاسوس

کوج کیا اور یہ ان جیسے احمد مگر ہونچکر گوشہ نشین باپ کو قلعہ میں مقید کیا اور جو حکمت سلطنت پر بٹھا  
اور آراہیم عادل کی سادہ نے سار کیا دسکے واسطے آدمی بھیجے اور قصد تھا کہ ملاقات کر کے اسی ہمشیرہ  
کو دیکھکر بچا پور پہنچے جادیں کہ لگاوا یہ ہر ہونچ کر کہ میران جین نے حمیت مرحیت نے کمال سے عقلی ملکہ  
نے دی سے رزگوار باپ گوشہ نشین کو ہلال کر دیا کیونکہ دولت آباد سے جلتے وقت مرزا خان  
وجیرہ جماعت نے اس سے کہا تھا کہ جب تک تیرا باپ مردہ ہو تیری سلطنت قائم نہ رہے گی  
اور میران جین نے دون مشورہ عادل شاہ کے دربر رزگوار کو ہلاک کر ڈالا عادل شاہ اس مہر سے بہت  
آرزوہ ہوا اور ملاقات کا ارادہ چھوڑ کر ایک عیاں شخص کو بطور ایلچی بھیجکر پیام دیا کہ اس طرف لشکر  
لائے سے صرف یہ عرض کی کہ تیری رملی محفوظ رہے ملکہ تو تخت نشین ہو جاوے اور منقش نظام شاہ  
کو جو گوشہ نشین تھے آرام کے ساتھ کسی قلعہ میں محفوظ رکھا جاوے آک سنا حاکم کو کہ تم نے اپنی بد  
اجامی و مصعب جدا دی سے خوف ہو کر رزگوار کو قتل کیا۔ یہ امر نہایت عجیب ہوا اگر تم کو  
آن کی طرف سے اس قدر زیادہ وہم تھا تو ہتر تھا کہ انکو سرے ہلاک کر کہیں اُن کی گوشہ نشینی و دعا و دعا کا  
پورا اہتمام کرتا اور تم نے خوف رہتے یا زیادہ سے زیادہ یہ کہ ان کو آنکھوں سے مخدور کرتے اس وقت  
خان کو کہ باپ کو مار ڈالنا کسی کو مسرا و ازہدین ہوا خصوصاً ما دشا ہوں کو لہذا میں مدون ملاقات کے بٹھا  
حاتا ہوں اور ملتا میں جانتا کیونکہ تم نے ایسے آپ کو ما دشاہ حار و حوہ مل کے انتقام کے لیے پیش  
کیا ہے العزم وہاں سے کوج کر کے بچا پور میں داخل ہوا۔ چونکہ راہیں لیبارے سے ملنے حاصل  
اردوستان کی شہادت کے بعد حرج مقصودہ بالکل ادا ہو گیا تھا اسی سال ملل خان حتیٰ کو  
دس ہزار سوار سے روانہ کیا کہ تیس سال کا حراج اٹھائیں لاکھ پچاس ہزار ہون اُن سے وصول  
کرے اور قلعہ تے مقتدر کر کے قلعہ میں قلعے ملل خان او دھر رواہ ہوا اور یہاں چور سال  
پورا ہوا تھا کہ میران جین مارا گیا اور جمال خان حدودی نے اس دولت پر تسلط ہو کر مذہب ہندویہ  
حاری کیا عادل شاہ نے دلا در خان کی رائے سے ۹۹۹ ہجری میں افواج موجودہ کو  
لے کر احمد مگر کی طرف کوج کیا اور متحدہ فرامین تمام ملل خان رواہ کیے کہ وہاں کے معاملات ملل  
چھوڑ کر جس طرح ممکن ہو چھوڑے۔ پہلے قلعہ شاہ درک پر پہنچے کی کوشش کرے ما دشاہ حب  
شاہ درک پر پہنچا تو ایک ماہ تک انتظار کیا اصل ملل خان نہ آیا اور زیادہ وقت ہاں جمال خان  
قوی ہوتا تھا لہذا موجودہ صبح سے آگے بڑھا۔ جمال خان بھی پدہر ہزار سوار اور دو تیرہ ہزار  
لے کر اصل نظام شاہ بھڑی کے ساتھ سرحد پر آکر دشاہ گرا مقام میں مورچہ قائم کیا چونکہ رسات تیرہا  
تھی کبھی کبھی ماتر ہوجاتی تھی طرمن سے جنگ میں تاخیر ہوئی آخر جمال خان نے میں رو رنہ لوگوں کو  
بھیم صلح کی درخواست کی عادل شاہ نے نظر نہایت قبول کیا اس شرط سے کہ ہمشیرہ عرہ و عرہ بیعت  
کی یا لگی نہ ملل ہما ہی پیچھے۔ جمال خان نے پاللی مع پتھر ہزار ہون بھڑی۔ جس روز وہاں سے  
کوج تھا ملل خان مع لشکر جبار و غراہ شیر حاصر ہوا اور دیکھ کر قلیل زمانہ میں اپنی جماعت سے اتنا خراب

معاہدہ ہندوستان  
میران جین  
چکر و ملل  
شاہ شاہ  
ر ام کا  
اور واک  
کھ اور ملل  
احمد علی شاہ  
ایک  
ورک  
میران جین  
احمد علی شاہ  
ن و ح  
س اس

بعد عقد ہو گیا چونکہ اس امر میں نظام شاہ سے استصواب غیر ضروری سمجھ کر نہیں لیا گیا تھا صلابت خان وکیل السلطنت نے قطب شاہ کو دوستانہ شکایت نامہ بھیج دیا۔ محمد قلی قطب شاہ مجذرعظمی کے بھیجنے میں متاثر ہوا۔ جب یہ خبر ابراہیم عادل شاہ کو پہنچی تو غصہ ہو کر افواج طلب کیں۔ چونکہ یہ اول سواری تھی دلاور خان وکیل و امراء و عوام نے ہر قدم پر زور و جواہر نثار کیا اور عادل شاہ سننے اور نظام کی طرف جا کر قلعہ او تیر محاصرہ کیا۔ ان دنوں نظام شاہ خلوت نشین تھا۔ یہ خبر سنکر دریاخت کیا کہ کیا معاملہ ہو جب صلابت خان کا معاملہ ظاہر ہوا تو نظام شاہ نے اس کو برسر جمع خوار کیا اور وکالت سے موقوف کر کے قاسم بیگ حکیم کو مدارالمہام کر دیا اس نے عذر خواہی میں عرائض لکھے اور عادل شاہ نے بھی نظام شاہ کی آدمیت دیکھ کر عذر کیا اور کوچ کر کے بھاگ نگر کی طرف کوچ کیا محمد قلی قطب شاہ نے فی الفور ملکہ جہان کا رخصتی سامان کر کے ڈولا روانہ کیا۔ عادل شاہ نے پہلے ارکان دولت کو استقبال کر لے روانہ کیا پھر خود آدھ کوس استقبال کیا اور حوالی کلیان سے شکار کرتا ہوا شاہ و رک گیا وہاں مصطفیٰ خان نے سامان جشن شاہانہ کیا اور موافق تاریخ عملہ نجوم وہاں زفات تمام ہوا اور بادشاہ نے قطب شاہیوں کو انواع خلعت و انعام سے مالا مال کر کے رخصت کیا اور مدارالمہام دلاور خان وغیرہ نے بھی خلعت و انعام پایا اور مصطفیٰ خان نے بھی خلعت مرصع و اسب مع سامان مرصع و بارہ ہزار اشرفی نقد وغیرہ انعام پایا اور بادشاہ نے بیجا پور میں آرام پایا اور ملکہ جہان سے اس وقت ایک لڑکا و دو لڑکیاں زندہ موجود ہیں

## ذکر کوچ کرنا عدالت پناہ کا ولایت نظام شاہ کی طرف

جب مرتضیٰ نظام شاہ نے وکالت قاسم بیگ حکیم کو سپرد کی اور وہ مرسلیم الطبع کم آزار تھا مفسد دن نے جاہت کر کے غلبہ کر لیا اور مرتضیٰ نظام شاہ اپنی دیوانگی میں گوشہ نشین تھا۔ مفسد دن نے اول اس کو ابھار کر قاسم بیگ وغیرہ اعیان درگاہ کو طرح طرح کے گناہوں سے متهم کیا اور خود بڑے بڑے عہدوں پر پہنچے اور مرتضیٰ نظام شاہ کو بھڑکایا کہ اپنے بیٹے میران حسین کو قتل کرے اس نے اسماعیل خان دکنی کو اس کام پر مامور کیا۔ یہ خبر مرزا خان ولد سلطان حسین سبزواری کو پہنچی جو بجائے قاسم بیگ کے ان دنوں مدارالمہام تھا اور مفسد دن سے تنگ آگیا تھا اس کو اس خبر سے سخت اضطراب ہوا اور سوچا کہ اس بادشاہ دیوانہ کو مغرول کر کے میران حسین کو بادشاہ کرے لیکن بدون اتفاق عادل شاہیہ کے اس کا پورا ہونا دشوار تھا لہذا اپنا معتمد دلاور خان کے پاس بھیجا اس نے بادشاہ سے عرض کیا بادشاہ نے خاندان نظام شاہی کی پرہیزی پر افسوس کر کے فوراً مع افواج کوچ کیا اور ۹۹۶ھ نو سو چھیانوے ہجری میں سرحد نظام شاہی میں داخل ہوئے میرزاخان نے بھی امراء کو متفق کر کے (چنانچہ بیان ہوگا) احمد نگر سے قلعہ دولت آباد کی طرف توجہ کی جہان شاہزادہ میران حسین مقید تھا اور قلعہ سے شاہزادہ کو نکال کر بادشاہ کیا اور وہاں سے احمد نگر کی طرف

کوچ کیا اور یہ  
اور ابراہیم عادل  
کو دیکھ کر بھاگ  
بے دینی سے  
وغیرہ جامعہ  
اور میران حسین  
آرزو ہوا  
لانے سے  
کو جو گوشہ نشین  
انجامی و غیر  
ان کی طرف  
پورا ہتمام  
خان کو کہ با  
جاتا ہوں  
کیا ہے۔ ا  
ارد شاہ  
دس  
کرے  
پورا ہونا  
جاری کیا  
لے کرا  
چھوڑ کر  
شاہ در  
قوی ہوتا  
لے کرا  
نہی گئی  
بھگا علی  
کی پالکی  
کوچ تھا



سے حضورِ جہنم رکھتا تھا غرور کیا یا ہلاک کیا اور شاہِ الوالحسن جو احلاصِ حیا کے حکم سے ایک تلعزین  
 محسوس تھا کچھ ملکہ ہلاک کیا و حاجی نورسرا پر وہ دار کو بھی معزول و موقوف کیا اور جامدلی کی سلطنت  
 کا دستِ تصرف ملک و مال سے ماکلیہ موقوف کیا اور غالب خان تھا۔ دارِ قلعہ اودلی کو حکمت و تدبیر  
 سے معلوم کر کے عسرت کے لیے اندھا کر دیا اور مدبہ امامیہ موقوف کر کے مدبہ اہلِ ایشیا تھا  
 رواج دیا اور ۹۹۵ھ کو سو سو سے اٹھارے تک کمال اس واطیان سے ہات ما و شاہی  
 سر اجام دیتا رہا۔ اس کے وقت کے مختصر دفاع یہ ہیں کہ اس نے مسلسل حان کو اوجِ حرار کے ساتھ  
 حراجِ طیار و عدول کرنے کو روا نہ کیا۔ آخرت مایک حاکم حرہ حاضر ہو کر مسلسل حان کے ساتھ ہوا اور  
 مسکر مایک کو قلعہ کر و میں محاصرہ کیا۔ اتفاق سے ایک رات قلعہ والوں نے مسلسل حان کو دو  
 سو رچال کے درمیان گرفتار کر لیا اور قلعہ میں لے جا کر پانہ رنجبر کیا اور لشکر والے اس حادثہ سے  
 متفرق ہو گئے مسلسل حان بہت تخیر ہوا اتفاق سے ایک گھبراہٹ افواجی ہو گیا جس نے سب سے  
 دلے موکلوں کو بھی ملا دیا ادماں و لون پانچ چھ روز متواتر مارش سے قلعہ میں کچھ چوگنی مسکر مایک  
 حاکم قلعہ نے حکم دیا کہ گائے چھبیس باہر دھوپ میں لے جاؤ۔ گھبراہٹوں نے گھاس کے گٹھے  
 بھی سر پر رکھے۔ مسلسل حان نے موافق گھبراہٹ سے کہا کہ گھاس کے گٹھے میں ماہر حکم ماہر  
 کمال دے۔ گھبراہٹ و موکلوں نے اس قوی پانچ چھ ماہر دیا و دھائے قلعہ سے باہر نکالا اور  
 صحرا میں پہنچ کر گھبراہٹ و دو تین موکلوں کے ہمراہ ہوا کی طرح بھاگ کر سرحدِ عادل شاہی میں دم  
 لیا اور گھبراہٹ پر سوار ہو کر قلعہ سیکڑ ہو چکر دلا اور حان کو کس حال لکھ کر شکریہ دلا و دریاں  
 نے اس سال یہ کام متوقف رکھا اور پہلے عادل ان نظام شاہی سے صلح و صفائی کا ارادہ کیا اور  
 مدعا سے حال ترک وکیل السلطہ نظام شاہی کی وساطت سے یہ کام پورا ہوا چنانچہ ۹۹۹ھ کو سو  
 مائے پوری میں مرتضیٰ نظام شاہ نے محنتِ کمیر خطا براہیم عادل شاہ ثانی کو لکھا اور ان کی بہنِ حکیمہ  
 سلطان کی حق کو راجہ جو کیا کرتے تھے خواہنگار ہی اپنے فرزند میراں شاہ حسین کے واسطے  
 کی اواسی سال قاسم بیگ حکیم اور مراد محمد تقی بطبری و دیگر اشراف و اعیان احمد نگر قریب چار سو کے  
 کمال محل سے حجاب پور میں اس طرح سے آئے کہ عقد کے بعد دوس کو لے عادیں چانچہ جاہر مدبہ  
 طریق سے خوش شامہ رہے اور بعد عقد کے مدبہ سلطان کو ہمراہ جامدلی کی سلطان کے حواسے کھائی  
 مرتضیٰ نظام شاہ کے دیکھنے کے آرزو مند تھیں احمد نگر روانہ کیا اور جب عاثر احمد نگر حاضر تھے مرجع و مجبور  
 مع برین و گام مرجع و لغو و کثیر سے ملا علی ہو گئے تو احمد نگر کی طرف کوچ کیا اور وہاں پہنچ کر بدش  
 و عدو قتل کے شاہراہی موصوفہ کو شاہراہ موصوفہ کے سپرد کیا اور وہاں سے سجا پوری بھی چلتی  
 و انعام سے ملا مال واپس آئے۔ پھر بادشاہِ عدالت پادشاہِ عادل شاہ ثانی نے محمد علی قلی شاہ  
 کی سن سے عقد کا قصد کیا اور دلا در حان عاثر لہا مے استقام کر کے ملک التاج راہِ حواہ علی شیرازی  
 و عاصیہ تیل امرا کو مع سامانِ عظیم کے بھاگ کر بھیجا دلا بھی جوتی سے استقبال ہو کر مراسمِ جشن کے

قسم کے نذرانہ کے ساتھ عمدہ وعدے کہ اور حسن آباد اس امید پر جلد روانہ ہو کر قصبہ الہیہ میں اتر آئے اور اخلاص خان کے پاس اپنے مقصد کو بھیکر اس قدر اخلاص و خوشامدی چاہی کہ اس کی باتیں کہیں کر وہ غافل ہو کر اس کو جزیرہ شیر سمجھا اور کہلا بھیجا کہ مویشی و گھوڑے جو شاہی میں بخاری و عنبر شست پیش کر دینا کہ قیدی بھی حاصل کر سکو۔ دلاور جب ان اس کو اپنی خوش نصیبی بتا کر غمزدگت ہو ا اور جابریں مقرر کیے چنانچہ ایک روز اخلاص خان دیوانہ زاری کے بعد گھر جا کر خواب استراحت بلکہ غفلت میں سو گیا۔ دلاور خان اس خفتہ نجات کا حال سنتے ہی اپنے فرزندوں و سات سو سوار و پندرہ جنگ آزمودہ ہاتھیوں سے شہر میں داخل ہو کر نہایت تیزی سے قلعہ ارک کے دروازہ پر پہنچا اور حیدر نے اسے موافق موافقت کے دروازہ کھول کر ارک میں داخل کر لیا۔ دلاور خان نے فی الفور شاہی قیدی بھی حاصل کر کے جابجا قلعہ میں بند و بست کر لیا اور توپیں چڑھا دیں۔ اخلاص خان نے میدان ہو کر جب سنا تو فوراً چار ہزار سوار جنگی لیکر ارک پر چڑھ آیا اور اس کی افواج نے حملہ کرنے میں نہایت جان بازی و دلیری دکھلائی لیکن توپ کے فائر میں اخلاص کے بہت سے شخصیں زخمی ہو کر لپٹا ہوتے اور مارتے رہے۔ آخر میں شام تک پچاس ساٹھ دلیہ ان نامی مارے گئے اور اندر والوں میں سے فقط ایک مارا گیا۔ رات کو اخلاص خان واپس ہوا اور بیل خان حبشی کو جو پہلے معطل خان کا ملازم تھا قلعہ کے محاصرہ و آمد و شد کی راہیں بند کرنے پر مامور کیا اس نے ایک ماہ تک اس بارہ میں ایسا انتظام کیا کہ دوست و دشمن تعجب کرتے۔ آخر دلاور خان نے غلیل خان کو اور اس کے ذریعہ سے بلبل خان بلکہ سبب فاضل کو بلا لیا اور دلاور خان کی دلاوری بڑھ گئی۔ اخلاص خان نے دوسرے کو محاصرہ پر مقرر کیا اور اپنے مکان ہی پر دیوانی مقرر کی لیکن دلاور خان مع بلبل خان کے اکثر اوقات قلعہ سے نکل کر اخلاص خان کو کھٹکاتے غلہ و روغن وغیرہ ضروریات سب اندر لے جاتے تھے اور اہل قلعہ آرام و فراہیت سے بسر کرتے تھے۔ قلعہ چار ماہ تک یہی شورش رہی اور اس عرصہ میں اکثر اوقات بیجا پور کے کوچہ و بازار میں طرفین کے توپ و تفنگ سے رعایا کی خانہ ویرانی ہوتی تھی آخر لوگوں نے تنگ ہو کر بلبل خان کی کوشش سے اخلاص خان کو تنہا چھوڑ کر اپنی جانگیروں کی راہ لی تب بھی اخلاص خان جا لاپٹے گھر میں آرام بیٹھا رہا اور دلاور خان نے کچھ لوگ بھیج کر اس کو گرفتار کر لیا اور حشم مردت بند کر کے بے توقف اس کی آنکھیں نکال دیں اور جمشید خان حبشی کو چند روز وکیل رکھا آخر اس کو بھی مجبوس کیا اور امراے کبار کو اپنے خویشی کے رشتہ سے ہوا خواہ بنالیا اور بیٹوں کو تربیت کر کے ہر ایک کو ایک عمدہ خدمت شاہی پر مقرر کر کے بزرگ، مرتبہ بنایا۔ بڑا بیٹا محمد خان حضور شاہی کو قرآن و گلستان بوستان پڑھانے پر مقرر ہوا اور کمال خان امراے بزرگ سے ہو کر بادشاہ کے ساتھ چوگان بازی و لعب میں شریک ہوتا اور تیسرا بیٹا خیریت خان بھی امیر بزرگ ہو کر بادشاہ کی حفاظت پر مقرر ہوا اور چوتھا عبدالقادر باوجود منصب امارت کے تھانہ دار قلعہ ارک بھی مقرر ہوا لیکن چونکہ کم عمر تھا دلاور خان نے اس کی طرف سے اپنے مقصد علیہ رومی خان کو جو دکنی تھا مقرر کیا اور قریب ایک لاکھ پریسی و ساٹھ ہزار دکنی جن

سے اس کو چھلایا اور اس نے بھی ہمدرد کیا کہ اگر آج میں نے دھاتی گدوں کو قتل کر دیا تو کھڑکیا اختیار دیا اور صاحب  
چار ماہ طول محاصرہ میں ہست کار آمد و مرجہاری گئی تو قلعہ شاہ نے میرزا اصغر علی کو جو حادثہ محاصرہ  
و جنگ تھا ملامت کی ہر ادالہ ملک و سید مرتضیٰ بھی نہ تنگ تھے آخر سب نے اتفاق کیا کہ لایسجی بھلیف چکر  
دارا الحکومتہ بجا و مرجہ کرتے ہیں اٹھا یا مناسب ہر ہمدیا بجا و مرجہ کی طرف کوچ کیا اور چالیس ہزار سوار سے  
راہ میں عمارت و قتل و غلام کرتے ہوئے بجا و مرجہ پہنچے وہاں سوائے دو تین ہزار سوار خاصہ جیل  
کے جو نہ تھی یا چار افرائے حشی نے قلعہ سدی کی اور مران شاہی کے موحب عین الملک و انکس جیل  
اگر چہ سانچہ ہزار سوار سے اگر دروہارہ الہ پور پرتا تو نہ ہم دروہارہ ملک میں دشمنوں کا علیہ تھا اور  
مارش کی کثرت سے میں گرد و پاؤں قلعہ بھی گڑبڑی اور حشیوں کی عداوت سے عین الملک و انکس جان  
بھی سید مرتضیٰ سے مل گئے اور مشرف بجا و مرجہ نہ گئے تھے لہذا حشی امر اسے چارہ سلطا  
سے عرض کیا کہ حضور ہم کو آپے آقا کی جہ و جاہی و نظر ہے جو کہ ہم لوگ حشی غلام ہیں لوگ  
عالم کرتے ہیں آپ کسی تحب کو امیر الامراء و کیل شاہی کریں تاکہ یہ فتح دے جو چارہ سلطا  
شاہ ابو الحسن و لا شاہ طاہر کو میر حیدر مقرر کیا انھوں نے اول قاعدہ چالاک امر اسے رکی پاس بھیجے  
جو علی عادل شاہ کے راہ میں کر مالک چلے گئے تھے اور دوم قاتل آدمی سید مرتضیٰ پاس بھیجے  
جو چارہ سلطا شاہ طاہر کے متفقہ تھے حصارہ پیام یہ کہ مران شاہی پر تیار روحیں پہنچ عادیں کی اور  
سوائے حوریری کے تہہ سوائے حصارہ کے نہ کئے گا مگر خصوص حب امر اسے رکی پہنچے تو  
آپ کا سلامت رجحان الہ پور سید مرتضیٰ حیدر بچا پتا تھا کہ ہزار الملک و قلعہ شاہ کی مراد پوری ہو  
اُس نے اول تو عین الملک و انکس جان کو اس موقع پہلے دھاتی کر کے اپنے آپ کو لے اختیار  
کرنے پر ملامت کی جس سے وہ واپس حاکم الہ پور دروہارہ پر قائم اور شاہ ابو الحسن کے مطیع ہوئے  
اور دوم ہزار حیلہ سے اس دروہارہ رک واک راتوں رات بجا و مرجہ کی اور یوں نے دیوار درست کر لی اور  
بعد ازاں اطراف سے وحین و امر اسے رکی بھی آگئے اور راحت و تاراج سے دشمنوں کا علیہ  
رسد مذکور کیا آخر صوم نشیان چکر کو میر علی کے متفرق ہوئے اور غلام شاہیہ تو تاراج و عمارت کہتے ہوئے  
احمد مرچلہ دیے اور جو قلعہ قطب شاہ نے راہ میں امیر سید رحیل باستر آبادی کو مصطفیٰ خان حجاب دے کر  
عصا اطراف عادل شاہیہ پر مقرر کیا جس نے وہاں حاکم و گجوہ مراد پانی لیکل امرا ایم عادل شاہ  
ثانی نے دلا درخان و احلاس جان حشی کو مع وجہ دلا دروہارہ کو پیکر اس پر مقرر کیا وہیں ہر حال  
نے سخت جنگ کے بعد وجہ قطب شاہی کو بھگا دیا اور سب سے شہر حاصل کی اور اعلیٰ ایک سو  
پندرہ ماہی بچے آئے۔ یہ سب بعد قلعہ کی حمایت ہو کر دشمنوں کی چپ الیس ہزار وجہ نے مجاہد  
کو ایسی حالت میں محاصرہ کیا کہ وہاں فقط دو تین ہزار سوار رہے اور آخر ایک سال کے بعد مدینہ کی  
حاصل کے ہوئے عمار کے ملک اٹھے ایسا اٹھا حیلہ سلطنت دے گئے۔ دلا درخان نے حج حاجیل  
کرنے کے بعد صوبہ کانت و میر حلی کی پوس کر کے حیدر جان تھا۔ دار قلعہ ارک کو ملا یا اور ہمد

ہوا بہت گرم ہر حضور واپس جا دین اور بندہ کو اجازت ہو کہ شاہ پور ہو کر حضور میں حاضر ہو بادشاہ قلعہ میں چلا گیا اور وہ بد بخت عمدہ خزان شاہی لیے ہوئے کے مع چار سو سواروں کے گھریا پھوڑا گرا احمد نگر کی طرف فرار کیا چونکہ وہ لوگ بھی سخت ناخوش تھے سیدھا گولکنڈہ کی طرف قطب شاہیہ کی خدمت کے لیے روانہ ہوا لیکن وہاں پہونچنے سے پہلے ایک اردستانی نے بولس خون مصطفیٰ خان اس کو خنجر سے ہلاک کیا اور منجم بیگا پوری کا زائچہ ٹھیک ہوا۔ لشکر کے امراء اس کے بھاگنے سے مطلع ہو کر بشوکت تمام داخل بیجا پور ہو کر بادشاہ کی ملازمت حاصل کی اور اخلاص خان حبشی منصب وکالت پر مقرر ہو کر مختار مال و ملک ہوا اور فی الفور چاند سلطانیہ کو اغراض سے ہلاک بدستور سابق بادشاہ کی پرورش ان کے سپرد کی اور سلطانیہ کے کہنے سے پیشوائی کی خدمت موافق عہد عادل شاہ کے فضلخان شیرازی کے سپرد کی اور اس کے مخلص شیر خواہ بہمن پنڈت کو مستوفی الممالک بنایا چونکہ چاند سلطانیہ کو پردیسوں کی طرف توجہ خاص تھی اخلاص خان نے شخص اس توہم سے کہ مبادا منصب وکالت سے مغرول ہو فضل خان اور پنڈت کو ناہت قتل کیا اور افضل التاخرین شاہ فتح اللہ شیرازی و شاہ ابوالقاسم و مر قلعہ خان آجیو کو مع دیگر اکابر و اشراف کے جو بیچارے پردیسی تھے بیجا پور سے بھال دیا اور حمید خان و دلاور خان کے اتفاق سے ہمت سلطنت سرانجام دینے لگا اور عین الممالک کو جاگیر سے طلب کیا وہ فوراً روانہ ہو کر قریب پہونچا تو ان امراء ثلثہ نے اس کی تکریم کر کے استقبال کیا اس نے ان کو قلیل جماعت پاکر گرفتار کر لیا اور پانچویں کر کے دو تین دن بعد شہر میں داخل ہو کر قلعہ کے دروازہ آگے سے چند قدم بڑھا تھا کہ خبروں نے اس کو خبر دی کہ بادشاہی علاقوں نے دستور خان تھانہ دار قلعہ کو اس گمان پر کہ عین الممالک سے شفق ہو تیار کر لیا اور ارک کا دروازہ بند کر کے مستعد جنگ ہیں عین الممالک خوف کھا کر الٹا پھرا اور سر اسیمہ ہو کر قیدی امراء سے بھی غافل ہوا جو ہاتھیوں پر لدے ہوئے ساتھ تھے اور ہنوز قیدیوں کا ہاتھی شہر کے باہر ہوا تھا کہ غلامان شاہی میں سے مقصود خان مع ایک جماعت کے پہونچا اور قیدیوں کو چھین کر ان کی بٹیریاں کاٹ دیں اور بادشاہ کی خدمت میں لے گیا اور عین الممالک اپنی جاگیر کو چل دیا اور حبشیوں نے بدستور تسلط کر لیا لیکن عین الممالک نے اکثر امراء کو اپنا ساتھی بنالیا اس وجہ سے دار السلطنت بیجا پور میں ہرج مرج پیدا ہوا بہزاد الممالک نظام شاہی جو بوجہ شکست کے چند منزل ہٹ گیا تھا اس موقع پر سید مر قلعہ امیر الامراء کے برابر کو ساتھ لے کر شاہ درگ کی طرف لوٹا اور ۹۹۹ھ نو سو نو اسی ہجری میں ابراہیم قطب شاہ بادشاہ تلنگ کے مرنے پر اس کا صغیر عمر کا پڑا بیٹا محمد علی قطب شاہ تخت نشین ہوا اور امراء بزرگ کے صوابدید سے مرقضی نظام شاہ سے دوستی میں یہ رائے قرار دی کہ بہزاد الممالک و سید مر قلعہ کی مدد کر کے پہلے قلعہ شاہ درگ فتح کر کے ان کے حوالہ کرے پھر قلعہ کلبر گرنج کر کے خود متصرف ہو بنا برین سے بادشاہ کو قلعہ شاہ درگ کا محاصرہ کیا اس منصوبہ قلعہ کا محافظ محمد قاسم پردیسی تھا اس نے دلیرانہ مدافعت میں ہر روز نظام شاہی قطب شاہی جماعت میں سے بہت لوگوں کو معدوم کرنا شروع کیا اور جب انھوں نے اس کو مدد مانگی

جلد دوم  
سے اس کو پھینکا  
چار ماہ ٹول غی  
دھنگ تھا ملا  
دارا کا کوہ بجا  
راہ بن غار  
کے فوج نہ تھی  
الرحیم ساٹھ ہن  
بارش کی کثر  
بھی سید مر  
سے عرض  
کار کرتے  
نے شاہ اب  
جو علی عادل  
جو خاندان  
سوا سے خو  
آپ کا سا  
اس نے  
کرنے پر ملا  
اور دوم ہن  
بعد از ان  
رسد بند کیا  
احمد نگر جلد  
بعض اطراف  
ٹائی نے وا  
نے سخت جا  
پندرہ ماہی  
کو ایسی عار  
عادل کے  
کرنے

چاچہ حج ہوا مصطفیٰ اعظمی نے مسکرتے ہوئے کہا اے خداوندگار اپنا راجہ پوچھا جس نے سمیت اصرار کے کہہ دیا کہ  
 ملاں سال اور کان بجا پورین سے ایک کے قریب سے تو اس قلعہ میں مارا جیسا اور وہ تھیں بھی تنگ کو  
 بھاگے گا اور وہاں قتل ہوگا۔ چاچہ جب لشکر جان کی فتنہ پر داری سے مصطفیٰ میں نامہ لے گئے  
 اور جاہد سلطانہ کو یہ حال کھلا تو اس نے خبر سے قاتلوں پر لعنت و نفرین کی کہ یوں کہہ سیکم ہمیشہ سادات کی نظم و  
 نظم و ندرت میں راجہ تھی لشکر جان بڑا اٹکا رہتا اس نے مشورہ کر دیا کہ جاہد سلطانہ ہتھیہ بیان کی حسین  
 ایسے بھائی مرے تھے نظام شاہ بھری کو لکھا کرتی ہے کہ وہ موقع ہا کہ لشکر تہی کریں اور مشورہ مل کر لیکار حب تنگ  
 نظام شاہ کا معاملہ ہو جاہد سلطانہ کو قلعہ ستارہ میں نظر بند رکھیں چونکہ مادشاہ کو جہد کسی کے گورہ  
 عورتیں لشکر جان نے اسی طرف سے پوٹیاں دواحد سوا بھیکر کھر دے قلعہ جاہد سلطانہ کو محل سرے سے  
 کھانکرا لگی میں قلعہ ستارہ بھجوا اور کمال استقلال سے معذور ہوا اور اپنے معتد علیہ میا مدوئی دکی  
 کو بہ سالار لشکر کر کے بہت سے باقی گھوڑوں سمیت قلعہ ستارہ درگ میں سرحد پر بھجوا۔ امرائے دکی  
 وحشی یہ خبر مسکرت عورت سے استقبال کر کے اس کو لشکر کا مین لائے۔ میان مدوئے جہد دین  
 کارآمد و موافقا بہت سے وعدہ وعید کر کے عین الملک کھائی واکس جان کو جو ر دوست امرا ہیں تھے  
 لشکر جان کا شریک مار ماتی امرائے کئے منع کرنے کی فکر میں جوا لشکر جان نے ماد ستاہی ہر سے  
 ایک فرداں تمام مدو جان تیار کر کے روانہ کیا کہ مادشاہ عالیجاہ کو بھیج کر علی پور کے امرائے لشکر مدوئی  
 سے لشکر احمد کر کے مقابلہ میں تیار کر کے ہن ہر صورت ان کو مقید کر کے قلعہ ستارہ درگ میں  
 مقید کرے اور ان کے باقی گھوڑے روانہ دے گا کہ اسے اور جو قلعہ کی حفاظت میں پوری احتیاط  
 رکھے۔ میان مدوئے چاہا کہ اول احلاس خان و معید خان کو صیانت کے ساتھ سے مقید کر کے لیکن  
 وہ لوگ ہوشیار ہو گئے اور فوراً مقید امرائے حشی سے مشورت کر کے یہ رائے قرار دی کہ فی الفور  
 احلاس خان ساہاں صیانت نہ تیار کر کے احلاس و معید سے میان مدو کو بلا دے اور مقید کر کے  
 فوراً بجا پور کے لشکر جان کو بھیجے دور کر کے مع سہ سالار بہاں اگر لشکر نظام سہاں کو مدوچ کرین  
 احلاس خان نے اپنے بیان کو قلم بردہ کی حوشی کا جلسہ کیا اور میان مدو کے پیشکش کے لیے جہد  
 تحائف منتخب کیے اور رعیتہ قدم بھجوا اور آخر میان مدوچ خواص کے قلعہ میں مقید ہوا اور امرائے  
 نے اسی روز بجا پور کی طرف کوچ کیا اور انکس خان و عین الملک بھی ایسی ہی حاکم یوں کو چلا دیے  
 اور لشکر خان نے نگاہ ہرے پر دانی کی اور مادشاہ کو اپنے بہاں لیا کر حش مشیر کیا اور بہت سے سالار  
 لعین پیش کیے تاکہ اس کی ہمت قائم ہو لگ کر کچھ ہوا جسے کہ عتفہ نامہ اسے کہہ کر توڑ دیوں اور پھیلان  
 سب نے اس پر لعنت کی کہ یہ وہی برید ہے جس نے افلا در رسول صلعم میں سے مصطفیٰ جان کو ہلاک  
 کیا اور طے عادل شاہ کی سیکر حضرت جاہد سلطانہ کو ابست کے ساتھ ستارہ بھجوا۔ کشور جان سمجھ گیا  
 کہ حاکم و حام اس سے بیزار ہیں جب اس نے اس کا امرائے حشی ایک سرل پر آگئے ہیں تیار ہوتا  
 کو تیار کے لیے ماہر نے گیا اور کلاخ مانع کے پاس دم نہر وقت کر کے مادشاہ سے عرض کیا کہ

کی میاونت اور التفات کے سبب باگ امور سلطنت کے بندوبست کی اپنے قبضہ اقتدار میں لایا اور  
 ریاست استقلال بلند کر کے نہایت غلبہ اور تسلط کے ساتھ ہمارے دو تختانہ میں مشغول ہوا اور اس عرصہ  
 میں ہزار ملک ترک سرسرویت مرتضیٰ نظام شاہ کا پندرہ ہزار سوار انتخاب ہمراہ رکاب لیکر قبضہ سنجہ  
 بعضے پرگنات سرحد عادل شاہ کے احمد نگر سے کوچ کر کوچ روانہ ہوا اور حاجی کشور خان نے کیفیت  
 نظام شاہ کے ارادہ کی بادشاہ کے عرض میں پہنچائی اور حکم کے موافق عین الملک کنغانی اور چند میر  
 اور انکس خان اور امرائے حاشی کو مثل اخلاص خان و دلاور خان کے برائے مدافعہ سپاہ نظام شاہ  
 روانہ کیا ان لوگوں نے شاہ درک پہنچکر بعد چند روز آرام کے یکایک تقارہ جنگ بجا کر غنیم نظام شاہی  
 پر جو باج کوس تھا تاخت کی ہزار ملک نظام شاہی نے بھی مقابلہ کیا لیکن بعد سخت جنگ کے مجروح  
 ہو کر منہزم ہوا اور خزانہ و خیمہ و ہاتھی گھوڑے عادل شاہیوں کے ہاتھ آئے یہاں فتح تھی تب سے  
 اب تک کہ عمر شریف چھتیس سال کی ہوئی ہے برابر ہر معرکہ میں ابراہیم عادل شاہ ثانی کو فتح نصیب  
 ہوتی رہی۔ حسب امرار کا قحط نامہ پہنچا تو بجا پور میں خوشی کا تقارہ تین رات دن بجا ہر تمام شہر میں شیرینی  
 تقسیم ہوئی پھر کوار خان نے چاند بی بی کے حکم سے امرار لشکر کو خلعت و شمشیر مرصع و گھوڑے مع زین و کلام  
 مرصع ارسال کیے بعد چند روز کے لشکر خان نے بدون اجازت چاند بی بی کے فرمان بھیجا کہ جو ہاتھی لشکر  
 نظام شاہ سے قریب سو کے حاصل ہوئے ہیں بھیجو و امرار نے ناخوش ہو کر باہم مشورہ کیا بعض نے صلاح  
 دی کہ چاند سلطانہ کو عرضیہ بھیج کر استدعا کرو کہ سید مصطفیٰ خان کو بیکا پور سے طلب کر کے سربراہ کار کرین  
 اور بعض نے کہا کہ ابھی ٹھہرو چونکہ سید مرتضیٰ مسیح سالار نظام شاہی احمد نگر سے شکست کی تلافی کے  
 لیے متوجہ ہیں اس سے مصافحہ ہو جاوے تب خود بجا پور چلکر دو تختانہ کا انتظام اپنے ہاتھ میں لیں  
 یہ خبر مشہور ہو گئی اور لشکر خان نے مکر سے مصطفیٰ خان کے قتل کا فرمان لکھ کر اپنے پاس سے مہر بادشاہی  
 ثبت کر کے ایک پر وسی امین خان کو دیا کہ سید نور الدین محمد شہیدی کے پاس لیجاوے حالانکہ اس  
 شہیدی کو خود سید مصطفیٰ خان نے تربیت کر کے بیکا پور سے کے نواح میں جاگیر دلائی تھی لیکن دینانے  
 اس کو اندھا کر دیا فرمان اس نے بسر و چشم قبول کیا جس کا مضمون یہ تھا کہ اگر تو مصطفیٰ خان کو قتل کر ڈالے  
 تو اس کا منصب و جاگیر تجھے عطا ہو چنانچہ نور الدین نے لطائف الحیل سے محمد امین مذکور کو قلعہ بیکا پور میں  
 بھیجا اور اس کے ساتھ ایک فرمان لکھ دیا کہ بادشاہی حکم سے اگر تم لوگ اپنی جان کی بہتری چاہتے ہو  
 تو مصطفیٰ خان کو قتل کر کے بادشاہی مناصب و جاگیرات حاصل کر دو ورنہ مصطفیٰ خان خود چاہتا ہے کہ تم  
 سب کو قتل کر کے قلعہ و صوبہ راجہ کرنا یک کو دیدے محمد امین شام کو قلعہ کے دروازہ پر پہنچا اور کہا  
 کہ ضروری فرمان بنام مصطفیٰ خان لایا ہوں مصطفیٰ خان نے اس کو قلعہ میں بلایا اور عمدہ مکان میں مہمان  
 کیا رات میں امین مکار نے راجہ و رانی اپنے ساتھ متفق کیے صبح کو سید مصطفیٰ خان بعد نماز و وظیفہ  
 میں مشغول تھا کہ ناگاہ ان لوگوں نے زہ کمان سے اس سید پر گوارا کو شہید کیا کہتے ہیں کہ بیکا پور میں ایک  
 منجم نہایت بوڑھا تھا اس نے راجہ بیکا پور سے کہا تھا کہ میں برس بعد سید مصطفیٰ خان اس کو فتح کرے گا

سے کسی کو صدرہ بین پہنچا تھا اور جب دو مہینے اس صورت سے معصی ہوئے کمال جان اس مصرع کے  
 موافق مصرع ہوئے رئیس مادہ اس مستراح شرب ہتقلال دورورہ کے استشام سے جو دلو وغیرہ  
 ہو کر چاندی کی کی مسکت لے ادلی اور دما می دیے پر آلودہ ہوا اور وہ عظیمہ دوراں اور محصورہ زمان اس عصب  
 و انتقام اور وحہ کر کے در پی اس کی تعلیق اور بر مادی کی چوٹی اور حاجی کشور خاں ولد کمال جان کو جو اعلیٰ  
 معشر اس درگاہ سے تیار و شیدہ پیغام کیا کہ کمال جان صاحب جلیل باقدروا کالت کے لائق ہیں ہے  
 صلح یہ دینی ہوں کہ تسلط اس کا دین کر تو ہیں وہ مصعب ترے لدیوں کروں لا رہم ہو کہ جس طور میں ہو  
 آئے در میان سے منع کر اور تاجیر اور اہمال اس کی قوت کی راہ دینی کا سبب ہو حاجی کشور خاں اس  
 حکم اور شارت کے سبب قوی شست چوا اور تھوڑے مہر دم اشرف کو ساتھ اپنے شغ کیا چار سو سوار عتار  
 مسلح اور تیار ہوا لیکر اس وقت کہ کمال خاں مسر محل میں بیٹھ کر کھری کرتا تھا دفعہ داخل ہوا اور دروازہ اندر  
 سے سر کے تھانہ دار کو قید کیا جس کے بعد سر محل کی طرف متوجہ ہوا اور کمال جان کہ ماری رزگار سے  
 قائل تھا اس باجو سے آگاہ ہو کر سراپیمہ اور مدعا اس حرم سرا کی طرف اس امید سے رخص ہو کر چاندی کی  
 سلطان میری حمایت کرے تھی تھار ایک جماعت و احصا سرائوں سے جو دہان جاجر تھی اور ساتھ آسکے دم مصداقت  
 کا رتی تھی آسکے پاس آئی اور آسکے کان میں کہنے لگی کہ یہ امر چاندی کی سلطان کی تحریک کے سبب واقع ہوا آسکے  
 پاس حاما علاقہ متصل جو کمال خاں تھلے ہو لکھن میں عوطہ رہیں ہوا اور جو حاتا تھا کہ دروازہ دشمن کے قصبہ میں جماعت  
 شاہی کے پیچھے سے آپ کو دیوار قلعہ پر پہنچا ماریاتش قلعہ حاسور کے گمان سے مصطرب اور حمران ہو کر ایک  
 حد تک میں لکھن میں مالی تھا کہ وہ ڈپٹا اور میر کے کئے کن رہے پہنچا اور اس سبب سے کہ آسکی نسبت میں قدیم  
 مہلت بھی کسی حرم شہر لے آئے یہ چاٹا کمال جان باع در ارہ انام بر جو حدی قلعہ ار کے کن رہے واقع  
 پہنچا اور حمران کی چاہ میں سرعت مادی سر پہ اسرا پنے میں حصار تھیں کہ مدیہ کی مارہ گر شہی کے قریب ہی  
 پہنچا یا پھر لے امداد دوسرے کے قلعہ کی دیوار سے اتر کے کی تدبیر کی دستار و تھیکا اور مثال دوش امدادی ہو لیکر  
 دوسرے میں گرہ دیکر باطنی کہہ کر گھرے پر مصبوط مادی اور آسکے ہمارے سے اتر آیا اس وقت تک بھی کوئی اس تک پہنچا  
 اور وہ یہاں پاؤں پر پہنچے مکان پر جو تھکے ماہر تھا لکھ اور حاکمے پر آنا وہ ہوا اور حاجی کشور خاں دیر جو پسی دلی کا  
 اس سے کہاں رہ گئے تھے ایک جماعت تک اس مہارت قلعہ اور حاکمے تا یک من شراکت خاص بھال یا پھر  
 آخر کو جب صلح ہوا کہ کمال جان دیکھی جاں کے خوف سے آپ کو حصار قلعہ سے شہر کے نیچے گرا کر سلامت اپنے  
 مکان کی طرف گیا جس نے اتفاق کر کے ایک جماعت کثیر شکی ستوا اور درختاری کے دہلے ندر کی کا صلحان  
 اس بلو سے مطلع ہوا کہ چواہر اور رفقہ دیکر اتفاق سات ماہ آٹھ آپیوں کے احمد لکھ طرف معور ہوا اسی  
 دو کوں راہ مہوئی تھی کہ کشور خان کے آدمیوں کے ہاتھ اسیر اور دستگیر ہوا اور ان لوگوں نے اس توہم  
 سے کہ مبادا آسکے سپاہی یا چوا خواہ ناحت آکر اسے ہمارے ہاتھ سے رکھیں جو اس سرائے کات سے حد  
 کر کے تمام مال و چواہر اسکا تاراج کیا ایک اثر اس سے مافی رکھراج جو مصرع قصائے آسمان اس د  
 دیگر گن خواہ شدہ حاجی کشور خاں نے بعد اس معاملہ کے دشمن کمال جان کی اختیار کی چاندی کی سلطان

بہر گاہ اس  
 ان اس  
 شکی انصاف  
 کر لے داری  
 سہا سہا  
 بآب  
 ام ہا کہ  
 دما ہا کہ  
 رد دما ہا کہ  
 اس کرا ہا کہ  
 شاہ  
 اب  
 سے پہلے  
 بکرا  
 ہر  
 میں  
 شاہ  
 اب  
 اس  
 دکی

لکھنے لگا تھا ایک فتحا مینا سے پیرا ستہ ہوا دہلی تخت بلند کی ہمدی سے سیارون کے بادشاہ کو مطلع کیا اور اقبال  
بلند کی دستکاری کے باعث ہر مہ چٹم دولت میں کھینچا درخت امید اس کا ہر وقت شہر غیر مکر سے باز رہا  
اور بوستان شہر اس کا ہر لحظہ گلہاے تازہ تر سے معطر ہے سلاطین اطراف رعب حسام خون آشام  
اس کے سے قدم جرات میدان ہر دے کھینچ کر واکسار سے پیش آئے اور گردن کشان اکناف اس کی  
آستان آسمان شان پر پناہ لیکر عبودیت اور بندگی میں سرگرم ہوئے امید داری بجناب کبریا سے ماری  
تعالیٰ و تقدس یہ ہی کہ جو تحفہ دولت کا کہ کا رخا نہ نصر من اللہ سے ہی چہرہ کشا ہوا اور جو عطیہ سعادت کا کہ  
مسند دما النصر الامن عند اللہ پر جلوہ نما ہوا اس میں سے سب سے بڑا اور پورا حصہ بجناب جلالت بآب  
سلطان عالم کہ قبلہ امیدواروں اور کعبہ آرزو مندوں کا ہی ہو چکا ہے اور انفرادی ایام عالم تک کسی  
طور کا نقص اور فتور قصر بقصور و قواعد مضبوط خلافت و شہرت میں نازل نہ ہو **طسم** جہان تاجان آفرین  
آفریدہ چین بادشاہ ہے نیا مدید + ہمہ سود مندی زکریا و است + بخور و باہ روشن ز دیدار اوست  
ایضا جہان زندہ باین صاحبقران ست + درین شک نیست کو جان جہانست + جز این یکسر نزارو  
شخص عالم + مباد اکز سرش موسیٰ شود کم +

### آغاز واقعات خسرو عدالت آئین یعنی ابراہیم عادل شاہ ثانی

سبحان احوال عالم کے طبائع آفتاب شمع پر روشن اور ہویدا ہو کہ جب فرق مبارک اعلیٰ حضرت بادشاہی  
لازال اقبال نے آوان طفلی میں بتاج و ہاج آنا جلناک خلیفہ فی الارض اختصاص پایا اور ریالت  
اقلم عالم اور کفالت مصالح بنی آدم پر مقرر ہوئے صغر سنی کے باعث سلطنت کا اہتمام اور رعیت کا انتظام  
نہ کر سکے ابتدا سے جلوس میں چند امراء معتمد حسب نوبت ظلم و تعدی سے ایک دوسرے پر غالب آنکر باگ  
حل و عقد سلطنت کی اپنے قبضہ اقتدار میں لائے ذکر آنکا جو لائق درج کتب و تواریخ ہی کہیت خوشترام قلم میدان  
بیان میں جولان ہو کر قدرے حالات اور واقعات ادائل ایام جلوس سے پسیل اختصار یوں مرقوم خامہ سخن گزار  
کرتا ہوں کہ کمال خان دکنی جو امراء کبار اس دولتخانہ سے تھا اور جیسا کہ سابق میں مذکور ہوا قلعہ مرجہ میں شاہ  
غفران پناہ علی عادل شاہ کی نسبت نہایت اخلاص ظاہر کر کے مکرمان امور سلطنت سے ہوا وہی اس وقت  
بھی امور نہایت ملکی اور مالی پر غالب ہوا اور اپنے معتمدان و متعلقان کو بادشاہ کی خدمت اور محافظت کی واسطے  
مقرر کیا اور تختانہ دار قلعون پر بھی اپنی جانب سے نصب کیے اور سلوک مستحسن ہمیشہ اختیار کیے اور بادشاہ کی  
پرورش و پرداخت چاندنی بی زوجہ علی عادل شاہ کے متعلق کی اور تمام اشرف مملکت کو فرامین استمالت  
بجیکر ان کی تسلی خاطر میں کوشش کی اور ہر روز سواے چار شنبہ اور جمعہ کے چار شنبہ کے وقت آنحضرت  
کو حرم سرا سے طلب کر کے میر کا مرانی پر بایں بادشاہان عظام اور خسروان والا مقام متمکن کرتا تھا اور بارعام  
دیتا کہ خاص و عام قد مبوسی اور سلام کے شرف سے مشرف ہوتے تھے اور اس جم جاہ کے حضور ہمت  
سلطنت فیصل ہوتے تھے ہر نا کام کامیاب ہو کر اپنے مطلب کو پہنچاتا تھا اور رعب عدل کے سبب کسی





اور دیگر امتوں نفیسہ اور جواہر کا کچھ اندازہ نہ تھا جب آنحضرت نے سر یہا بنانی کو اپنے وجود باوجود سے زینت بخشی تو قیام اندوختہ مع تمام آمدنی جو اسکے عہد میں ہم پہنچی تھی بالتمام مردم ایران و قوآن و عربستان و روم اور اقالم سبعہ کے اسکے دربار میں حاضر ہوتے تھے اسپر اور اہل عالم پر برنسیان کے مانند درفشان کیا اور جس وقت وہ عالم قضا سے دار البقا کی طرف متوجہ ہوا زر کر ناظمک کے سوا جو آخر سلطنت میں مصطفیٰ خان اروستانی کے مساعی جملہ سے خزانہ میں داخل ہوا تھا اسکے سوا کچھ نہ تھا بلکہ اُس میں سے بھی مبلغاے کلی مساکین اور مستحقین پر صرف ہونے لگے تھے اور علی عادل شاہ کے عہد فرخندہ عہد میں دومرتبہ ایلی اکبر بادشاہ کا بیجا پور میں آیا ایک دفعہ حکیم علی گیلانی اور دوسری مرتبہ حکیم عین الملک شیرازی چنانچہ استقبال کر کے دونوں کو باغرازا واکرام فراوان شہر میں لائے اور حکیم علی کو مع تحف و ہدایا پیشکش فراوان رخصت فرمایا اور حکیم عین الملک ابھی بیجا پور میں تھا کہ آنحضرت شہر شہادت نوش فرما کر روضہ رضوان میں داخل ہوئے آئے بدو ن تحف و ہدایا اکبر شاہ کے دربار کی طرف معاودت کی

ذکر جلوس خسرو سکندر دستگاہ جمشید بارگاہ ابراہیم عادل شاہ ثانی خلد اللہ ملکہ کا تخت بجا پور

سیت رقم سچ این نقش خاطر پسند نمود چہین دار و از نقش بند کہ جب دست قضا و قدر نے نقاب سیاہ شب بیسویں ماہ مذکور کو روئے رخسار گیتی سے اٹھایا یعنی نیر عظم سپہر نگاری میں جلوہ گر ہوا یعنی شب گزری سحر نمایان ہوئی رباعی چو صبح در بر گردون کشید کسوت تو بہ جہان کشا و زرخ پر دہ شب و بچہ و ز فیض چشمہ نور شید کرد دست قضا و غبار ظلمت شب از سوا و گیتی دور و زار کان دولت اور اعیان مملکت پر و امیر و پہلوان و سپہ سالار نامی جوان فریا صفت مجتمع ہو کے انجن فیض سرشت مثل چمن بہرشت کے آراستہ کی سر یہا مرانی اور تخت جہا بنانی پر جواہر اور موتی آبدار اور لولوے شاہوار افشان ہوئے ایوان شاہی کو ہر قسم کے لطائف اور نظائر سے سجایا اس وقت سیت بہ نیک طالع و فرخندہ روز و فرخ فال پسند اختر و بیسویں زمان و خرم حال و عظم اعدل و صاعد مصاعدین و دولت عاریج معارج شوکت و جہمت از و شیر دولت نوشیروان معدلت یوسف طلعت حاتم بہت فریدون شہرت سکندر حشم دار اعظم بہرام زرم بر دیز بزم زیب وہ اریکہ جہا بنانی بروانی بوستان نخل سجائی شہر یار نو جوان سلطان ابن سلطان ابو المظفر ابراہیم عادل شاہ بن شاہ سپہ شاہ بن شاہ ابراہیم عادل شاہ کہ ساجان زرین لطاب اُس کے جاہ و جلال کا دامن آخر الزمان تک افراسختہ اور بلند رہے شہستان سلطنت اور سرالستان خلافت سے بارگاہ شوکت کی طرف خزانہ ہوا اور بادشاہان عالی مقدار کے مانند سر یہ سلطنت پر باجاہ و حشم جلوہ گر ہوا اور قصر دولت اور کلخ مملکت کو ضیاء چہرہ و لغو ز سے منور اور روشن کیا اور سب کو کہ مثل قمر کا اطاعت اور فرمان برداری کا کر جان پر باندہ کمر مثل آب سرزمین عبودیت پر کھکھکسا با شاہی کے حاشیہ پر پائے ادب سے کھڑے تھے خلعتاے فاخرہ سے سرفراز کیا باوجود صغیر سن کہ مداح اور مرا حل عمر شریف اُس کے نو درجے طے ہوئے تھے یعنی کل نو برس کا سن تھا ابھی آنحضرت عشرہ کامل یعنی دس برس کے ہوئے تھے ہر ایک دولت خواہ کو بعبارت شانی اور تقریر مفید تر قوی پشت اور فرمانبردار کیا و کینہ نظر عنایت

اور انکس سے خام  
سبز اور شاداب ہو  
ارکان دولت  
ادب اور خطبائے  
کا زور و سپہر معبود  
ہفت رنگ اور افرا  
کروندہ اور جہا کر  
درسم نثار و انوار  
کشاہت سے تود  
ہاں ہر کہ سیر نہ  
زین و بخت  
اسکے نسیم و کام  
سے عالم عالم  
جمع آلات  
طغلی و زلف  
خطابین صرف  
واقعات اسکے  
زلزل شکوہ  
نگہبان کام  
سیاحت سے  
سے نقد خواہ  
بیسویں دم  
از اسات  
کے شہکار  
نماز و دیگر  
از ہی جہا  
اطاعت سے  
مثل ماہ سر  
ظلمت باہجت

اور انعامات سے حاصل و عام کے دلوں کو صید و مافضی سمات العام آسکے کشت ڈار جا بیان کے مایات  
سرور شاداب پہنے ہیست آن مژدہ کہ انحال ہمید اور وفا شد و وال کام لاجم ہیست رآمدہ امر ا و ر  
ارکان و دولت سے عقد جواہر اور ر سرح و سعید عرق ہا یون بر شا کر کے لوارم فکرو سپان اہل لوبہ  
اد کیا اور حلا سے واجب اعلیٰ حلقہ کو نام و لقب مادر شاہم مانگا سے لہذا آثار کو کر کے حلقہ تعلیمت اور سا کرنا  
کا ذروہ سہرخصو سنگور رانا مالکی دارالسلطنت بجایا پر سے نہایت سرور سے دکانین اور دیواروں کو دیباے  
ہفت رنگ اور اقسام دانش سے ربیع و ریت بخشی ہیست گدہا ر اصریر آؤ کو دندہ نگلاب افشان و شکلا و  
کر دہ اور حیا کو ملک ہمدا کسچہ یونین اور کریاں اور کو کر سے کئے کے ملووق ہا یون پر نقدق کر کے  
مراحم ثار و اثار بحال لائے اور جن میا ر آستان مارگا جہان بہا و بر مہمکر عا دشما لب کو لے ایات  
کر شاہ افقے تو حادید واد و لاسے کو رتر جو رشید باد و سرور شکلا ہیست قصاے سہر و مور باؤار و ر حلاہر  
ہاں چکہ سیر وہ و عوام و عوامی ملک تو وجہ دشام و سرور ملک مین نارہیں و سلطین ایران تو رلوں  
رہیں و محد رت و سرور مشیت کر و سچسکی ا رطوق و مات سر واد و اس وقت کے دم ہم عجمی سلطنت و نقل  
آسکے سیم مکارم احلاق کے حلقے سے شکل گل (نماز شکعہ اور خداں ہوتے تھے اور مکرار و کرات و ملکات  
سے عالم عالم لے امید واری شام جان مین ہیست تھی ہیستہ حوافض سقا طرا کی سواری اور بہرہ مازی ملک  
حیج لکات حرب و صر و ساہگری کی طرف ناہل نہتے تھے ایک ساعت ابو و لب کی طرف کہ قصاے عالم  
طلعی چور مشول ہو کر ہیستہ اوقات شریف کو کھیل سعادات اور کسب حسات مثل ملاہت قرآن اور تنق  
حوا مین صر کر تا تھا اور سے آہیر ش ملک ادنا کسری وہ شہنشاہ و رشید دارا کر سب تالعب اس کتاب کا ذکر  
واقعات آہنگہ کر گشت تاریر یاہ ڈالے آفتاب وفتاب کی نور کشی سے مع شورتیک منعی چو وے اور اگر  
زلف مشکو اشکی سے ایک نصیبہ گستان کو پورے عطر بری صا سے میا ر ہو وے چشم بدل آس کی حا ط  
نکسان کام جا ساں پور و وال و دولت ک کاج و پیر وری کی رہبری کا شاہ پر کسے دلو گستر آس کے آہنگ  
سیاہیت سے عاشیہ بر ووش اور حاتم صا وریاں کے حو لے ہایت سے حلقہ در گوشت اور آسکے جب و دالت  
سے فقہ حوا سیدہ چو ملک کر کھاگ آسے نور آسکے حلقی کرکات سے نا و صر و کھار چراں بر و ووش کر لے  
میسری دم ہو جا وے اور آسکس کے قد مین کی کرکے سے سید ماگس کا ناما کو سار طہ شیر ش  
و ایات دوران قیمت کرکشت شہنا و و د و ابراہیم رادیت و و و دہیکے دولت سارے دین میا رہست  
کے شہنشاہ ملک ار عدل اور راست و ارد گشت آتش سور وہ ریحان و دریں مازم تہ نور حیاں و اراں شد  
خا و در کر بر و و دریں ملک سلیمان گشت سمور و شکست آں یک ست آذر نجی و دریں ملک وین احمد را  
درستی ہست شخص نے و صا ص شیطانی سے سال حلاف کوک و دیا سریر ہوا و جس کو اپنے راد دیا اور اس نے  
الاعت سے سرور ساسی مین دیا شل شجرہ انکے مثل طوے آفتاب دہر سے گر دیا یا طبع و زکا لے  
شل باہ سر سادہ سہر شد کیا اور حالف بازگا ہاد حشف کی طر ح صیص صا ہا مین طرا حیا قصا و قدر لے  
فعلت و صحت و انہر کو فی الملک مین دیا اور اس کے قنات و صلیب پر آرا ستہ کیا اور علم و دولت آسکس کا

اور دیگر امتوں نفیسہ اور جواہر کا کچھ اندازہ نہ تھا جب آنحضرت نے سر یہ جہانبانی کو اپنے وجود باجوہ سے زینت بخشی تو قیام اندوختہ مع تمام آمدنی جو اُسکے عہد میں ہم پہنچی تھی بالتمام مردم ایران و قنات و عربستان و روم اور اقالم سبعہ کے اُسکے دربار میں حاضر ہوتے تھے اُنہیں اور اہل عالم پر ابرئیسان کے مانند درفشان کیا اور جس وقت وہ عالم قنات سے دارالبقا کی طرف متوجہ ہوا زور کرنا ملک کے سوا جو آخر سلطنت میں مستطیع خان اروستانی کے مساعی جملہ سے خزانہ میں داخل ہوا تھا اُسکے سوا کچھ نہ تھا بلکہ اُس میں سے بھی مبلغائے کلی مساکین اور مستحقین پر صرف ہونے لگے تھے اور علی عادل شاہ کے عہد فرخندہ ہمدین و دومرتبہ ایلچی اکبر بادشاہ کا بیجا پور میں آیا ایک دفعہ حکیم علی گیلانی اور دوسری مرتبہ حکیم عین الملک شیرازی چنانچہ استقبال کر کے دونوں کو باغ ازاد کرام فراوان شہر میں لائے اور حکیم علی کو مع تحف و ہدایا پیشکش فراوان رخصت فرمایا اور حکیم عین الملک ابھی بیجا پور میں تھا کہ آنحضرت شہر شہادت نوش فرما کر روضہ رضوان میں داخل ہوئے اُسے بدولت تحف و ہدایا اکبر شاہ کے دربار کی طرف معاونت کی

ذکر جلوس خسرو سکندر دستگاہ جمشید بارگاہ ابراہیم عادل شاہ ثانی خلد اللہ ملکہ کا تخت بجا پور

بیت رقم سنج این نقش خاطر پسند نمود چہین دار و از نقش بند کہ جب دست قضا و قدر نے نقاب سیاہ شب بیسویں ماہ مذکور کو روئے رخسار گیتی سے اٹھایا یعنی نیر عظم سپہر نگاری میں جلوہ گر ہوا یعنی شب گزری سحر نمایان ہوئی رباعی چو صبح در بر گردون کشید کسوت نو بہان کشا و زرخ پر دہ شب و بچہ و ز فیض چشمہ نور شید کرد دست قضا و غبار ظلمت شب از سوا و گیتی دور رخا ارکان دولت اور اعیان مملکت پر و امیر و پہلوان و سپہ سالار نامی جوان فریا صفت مجتمع ہو کے انجن فیض سرشت مثل چمن بہار کے آراستہ کی سریر کا مرانی اور تخت جہانبانی پر جواہر اور موتی آبدار اور لولوے شاہوار افشان ہوئے ایوان شاہی کو ہر قسم کے لطافت اور نظائر سے سجاس وقت بیت بہ نیک طالع و فرخندہ روز و فرخ فال بعد اختر و میمون زمان و خرم حال و عظم اعدل و صاعد مصاعدین و دولت عارج و مخرج شوکت و حشمت از و شہر دولت نوشیروان معدلت یوسف طلعت حاتم ہمت فریدون منزلت سکندر حشم دار اعظم بہرام زرم بر دیز بزم زیب وہ اریکہ جہانبانی روانی بوستان نخل سجانی شہر یار نو جوان سلطان ابن سلطان ابوالمظفر ابراہیم عادل شاہ بن طہاسپ شاہ بن شاہ ابراہیم عادل شاہ کہ سائبان زرین طاب اُس کے جاہ و جلال کا دامن آخر الزمان تک افراسختہ اور بلند رہے شہستان سلطنت اور سرالیشان خلافت سے بارگاہ شوکت کی طرف خزانہ ہوا اور بادشاہان عالی مقدار کے مانند سریر سلطنت پر باجاہ و حشم جلوہ گر ہوا اور قصر دولت اور کل مملکت کو ضیاء چہرہ دلفروز سے منور اور روشن کیا اور سب کو کہ مثل قمر کا اطاعت اور فرمان برداری کا کمر جان پر باندھ کر مثل آب سرزمین عبودیت پر کھکھکسا تا شاہی کے حاشیہ پر پائے ادب سے کھڑے تھے خلع تھائے فاخرہ سے سرفراز کیا باوجود صغیر سن کہ مداح اور مرا حل عمر شریف اُس کے نو در سچے طے ہوئے تھے یعنی کل نو برس کا سن تھا ابھی آنحضرت عشرہ کامل یعنی دس برس کے ہوئے تھے ہر ایک دولت خواہ کو بعبارت شانی اور تقریر مفید تر قوی پشت اور فرمانبردار کیا اور کنز نظر عنایت

اور انکسار سے خاموش  
بہر اور شاداب بہ  
ارکان دولت نے  
ادب اور خطبائے  
کا زور و سہر و محمود  
نفت رنگ اور اوقاف  
از دہ اور جہاں کا  
درسم شمار و اختیار  
کرشما بقائے توجہ  
ہاں بر سر میر  
زین و نجاست  
اُسکے نسیم مکارم  
سے عالم عالم بس  
جمع آلات و  
طغلی و زشت  
خطابین صرف  
واقعات اسکا  
زلف مشکبوی  
نگہبان کام  
بنیاد سے  
سے فتنہ خواہ  
بیسویں ماہ  
از اسات در  
کے شکر کار نامہ  
خانہ دار کی پر نور  
درستی و جس شخص  
اطاعت سے  
شکل ماہ سر برادر  
خلعت باہجت

فاریکو اور دو رنگ رفتہ بگیر کے ہندو راہ اور دواہہ جو در ظلم کا گھوڑا ایک عالم کو گڑا کے ظل دولت میں آسائش رکھتے تھے عیش و عشرت سے محروم کیا ایسیات در لیا کہ اس شاہ عالی نژاد کو در محل شلش گشتی را وہ تہ تیغ ستم نقد حال رشتا + اور عیسا سہا چہرے مامہ ہر حاک حواں وریں ہشت مہمت چہ بھو خوں شاہانی میں طشت بہشت + جہان باہر سیت وریب اور ہیر و زریں کج و فاسد اور چہ جیں مست آئیں گدہ دہرہ کر کشد زخمت ستاد لقمہ اور یہ حادثہ علمی اور فاضلہ کرے میوس باہر مشق بخت نہ ہوشا طہاسی بچری میں واقع ہوا تھا اور ظالم ریاضی و مشق کی انکس بر صالی نے مرثیہ اور تاج تہادت اس شاہ کا مٹا کر کی اس فتح سے سلک انظم میں مضمک کی ہر قطعہ آہ کہ دست اہل در وچیں عدل وادہا بل قوت کند شاح نہ دست رعبہ ملک حسرتی گشت اریں باحواء ہر کرم معنی ساہا پادریہ مصر و عدل و تقب شاہ علی نام انگرہ ظلم راں اوس نہ شید و دریہ وقت دولع جان تار و تلخ کام کہ ارکھ ساتی دہر شد تہات چشیدہ ہشتے و راں حب اریے تاریخ کن ہر سر و قدر توست ساہ جان نہ شیدہ تمام ہیجان دولت اور اکاں حسرت اور کا د سیاہ و رحمت اور گدہ ستم و عدم اور ازل و عزم اس اہم میں گریان جاگ اور قتاسکتے اور دست حسرت سے جاگ سر پر اڑا گئے تھے اور جوتاب چشم کو جاگ رہ گدہ میں ملا گئے تھے ہر ایک اس شتر عم کی قلس سے قتاس تھا سہرا سہرا تہک ساہان تختاتہ فتح اللہ شلاوی کی فصل اور ظالم علماے مصر تھا اور شاہانہ القاسم اکوہ و مرتفعہاں اکوہ کو آنکھرت کے آئیں و علییں تھے اور شریس الدین محمد صدر جہاں اصفہانی اور سادات فلما و اطراف و اکنا ف جہاں سے اس دولتاہ میں اس کے عہد میں فتح ہوئے تھے مصر و تہمت کی بیعت کی تھیہ تکلیف میں شمول ہوئے آکو کار مائین شاہان رفیع المقدار و صل و کمن دے کرتا تو تہ میں رکھ اور صدوق لعش اٹھا کر در رعیت کی چادر سر اس پر ڈالی اور شاہیہ اس پر کھینچا دہے تائیں سیاہ مالہاں سیاہ تلوار میں بھیجے محال رہاں تہاں سب سرگلوں اور صحرے کے سردار کو گڑا بوشاک بیگلر بیک کو شکشاں لشان لودہ رمان جاگ گریاں صا رہ کے ساتھ ہوئے اور خطیرہ تہر بجا کر میں واقع ہوا در سر و وضع سلی شہرت رکھتا ہوا اس میں پورہ میں کیا اور موافق آئی کہ یہ اندلہ لعیہ الدلو سہا جمعیت معرفت و آفرین پسکو اس کے خاثر و صحت پر متوجہ نے حلافت قدس میں آتیاہ کنار باجمعی گویدہ عشرت خواہ بودہ وال باعزیز تہد جو ہا بودہ + اور عیض صحر کوئی نایدہ + خوش باش کہ ماقصت نکو خواہ بودہ + اور دوسرے دن شہر بارہاں بخت ابراہیم عادل شاہ کو گڑخت تھا بودہ اس کے قدم بخت کردم سے قرین سپہا علی تھا تخت بر ملو گڑ گیا وہ اس شاہ عدالت پیاہ نے اُن دونوں خواہہ سر کو ایک کو لور قضاں اور دوسرے کو طردالہاب بکرا و ہر اپکا کر حاکم ہستی انکی ساتھ صحر ماکے ماکہ فردوسی دو دواہہ را وہ ردار کردہ + سر خواہ کشر را گنوا کردہ + چون عدا و دہرہ روکے + در کشنا شکتی ہے + اورا خاک طردہ بجا ہو میں مسجد جامع امرا تلاب شاہا ہوا دواہ کایج حوتام مردم شہر بر وقت ہوا در عہد میں اس شاہ شہید کے کشور جہاں کے اہتمام سے اقامہ کو پوچی تھی یا دواگرہیں سجادت اس غفراں سیاہ کی ساتویں جسکے تھی کہ حب ابراہیم عادل شاہ رحمت حق حاصل ہوا ایک کرور ہول مللائی سے راہہ خزانہ میں تھے

چلنے پر آمادہ ہوئے اور ہندیاہیم نایک نے بھی رفاقت ترک کر کے بلکہ بلکنڈہ کی طرف جا کر تنگناوری کی نوکری اختیار کی اور اول جوتہ راے نے بجا پور جا کر فلاحت امارت سے اختصاص پایا اور اس خبر کے انتشار پر نہ سہ اور بھی امر اول و شرط در میان میں لا کر بجا پور کی طرف روانہ ہوئے اور جب سب ایک جگہ فراہم ہوئے مسلی عادل شاہ نے اس بیت کے مضمون پر بیت سنگ و در دست و مار بر سر سنگ + نوز و نیش بود سکون و رنگ + آتش غضب افروختہ کی ایک روز جوتہ راے کی نیکوین نکال کر ہونج نایک اور دینا ایک اور تینا ایک کو انواع عقوبت سے ہالک کیا اور لاشیں انکی چٹرون پر رکھ کر تمام شہر میں شہرکین اور اس جاہلیت کے شر و فساد سے تاریخ ہو کر ماہ شوال ۹۸۹ھ نو سو اٹھاسی ہجری میں آنحضرت نے کہ لادند تھے اپنے بھائی شاہزادہ ابراہیم بن شاہ طاسب کو ولیعہد کیا اور امر اور ارکان دولت سے فرمایا کہ میرے بعد تمہارا یہ بادشاہ ہو اور اسی بیٹے میں جین نالی ترتیب دیکر سنت خمیل اشد کے موافق شاہزادہ عالمیان کا ختنہ کیا مقول ہو کہ شب ختنہ میں جیسا کہ رسم و کون ہو شہزادہ عالمیان کو پوشاک سرخ پہنا کر شہر کی گشت کے واسطے قلعہ کے باہر لائے اور آتش بازی کے نوکروں اور کارکن اور درختوں اور تصویروں میں کہ و وطنہ شاہزادہ میں جا بجا رکھے تھے آگ لگی مردم تماشاہائی سے سیات سو آدمی کے قریب جھک کر مر گئے اور حافظہ حقیقی کے فضل و کرم سے شاہزادہ عالمیان کو کہ اس کی سواری مابین بازار پہنچی تھی کسی طرح کا صدمہ اور گزند نہ پہنچا چنانچہ اسی روز سے صاحبقرانی اس بادشاہ جلیل القبال کی خاص و عام پر ظاہر اور باہر ہوئی اور بعد از فتح قلاع اور گوشال امرائے برکی اور جیشی اور ختنبہ شاہزادہ عالمیان کے شاہ عدل پر و رکھی مسند طرب پر رونق افرا ہو کر فرغ اللہ عذاران آفتاب و شش اور شعاع جام شرباب نیش سے بزم عشرت کو منور کرتا تھا اور نگاہ سے سیر عدالت پر جلوہ کو کر تھنکان داوی جو روزم کو چشمہ سار عدل و الفاضل سے سیراب کرتا تھا اسپاست کشیدے بادشاہ ہرقت اور نگاہ کے در بزم عشرت جام گل رنگ بہ شمعنی گاہ بر تخت عدالت بیٹے تاویب ار باب عدالت بنائے عدل را آباد کر دے + دل غمد یگان را شاد کر دے + اور وہ باوجود تمام جمیع صفات حمیدہ اور خصال پسندیدہ کثیر الباشرت تھا لہذا کون صبح الوجہ ملیح العذار کے ساتھ اس کمال اور میل تمام رکھتا تھا اس واسطے علی برید کے پاس آدمی بھیج کر پیغام کیا کہ میں منتا ہوں آپ کے پاس و خواجہ سر صاحب جمال جن مناسب ہو کہ از راہ اخلاص دلی ان دونوں کو بسبیل استیصال ہمارے پاس روانہ کیجیے ملک برید چند روز غدر و بہانہ میں بسر لے گیا یہاں تک کہ مرتضیٰ نظام شاہ نے ملکی طبع سے ایک فوج اس پر تین کی ملک برید نے متخصن ہو کر التجا عدالت پناہ سے کی اس نے ہزار سوار اسکی ملک کو بھیج کر تفسی نظام شاہ کے شر سے نجات بخشی امیر برید نے عدالت پناہ کا یہ احسان عظیم اپنے اوپر دیکھ لیا اور جب عدالت پناہ کو ان خواجہ سر آدن کی طرف حد سے زیادہ راز اور مائل دیکھا ناچار دونوں خواجہ سر کو احمد آباد میں سے بجا لگ کر کی طرف روانہ کیا اور جب منزل مقصود میں پہنچے اور سمجھے کہ ہمیں اس کام کی واسطے بلایا گیا ہے ایک آن دو خواجہ سر سے کہ بزرگ تر اور بہتر تھا اس نے یہ حکم کیا کہ قراول یعنی زیر جامہ کے درمیان ایک قرولی پوشیدہ کی اور شہر یار کو بعد ملاقات امیدوار وصال کر کے بلا امت و چالپوسی بیش از بیش یہ کام شب پر والا اور بعد از انتظار بسیار جب روز عمر اسکا آخر ہوا اور جہان نے لباس ماتی پہنا عدالت پناہ با اتفاق خواجہ سر احمد کو خالی از اغیار میں داخل ہوا اور جب طالب وصال ہوا اس نے کٹ نہ قرولی مذکور سے اس شاہختہ انجام کو درجہ پہنچا

نوکری اور رشتہ  
تھے بیش و نشہ  
ترتیب جان برشتہ  
لغت نیت  
برکت رغبت  
میں واقع ہوا تھا  
سے ملک نفع  
نشر دی گشت  
بیشندہ  
غیب در پنے  
سبا اور بیت  
خاک سر پر  
تھا سر ہر  
مرنے خان  
جو اطراف  
مکلفین میں  
معدوق  
سیا و تلوار  
نشان لغز  
شہر رکھ  
آرزویش  
والن بار  
ان شہر بار  
تھا تخت پر جلو  
طرا ملک  
سر خواجہ کش  
میں مسجد  
نہیں کہ  
حد کے





راجاؤں کے بھی مالک جو تیرے قرب و جوار میں ہیں لینے کی فکر میں عازم و جازم ہوا اور بالفعل میں نے بہت سعی اور کوشش سے آنحضرت کو تیری ولایت سے پھیرا ہوا اگر تجھے اپنی سلامتی اور بہبودی مد نظر ہو تجھے لازم کہ تمام راجاؤں سے اتفاق کر کے بلج و خراج قبول کر لو میں حضرت سے التماس کر کے اُن مالک اور قلعوں کی تسخیر کی فکر سے باز رکھوں سنکر نایک نے یہ کلام سنکر دائرۃ اطاعت میں قدم رکھا اور سب نایک حاکم قلعہ جبرہ اور بہرہ دیوے رائے قلعہ کنار آب اور جلوئی نے کہ وہ بھی ایک قلعہ ہائے سواحل دریلے عمان سے تھا اسے بندر باسلور اور باکلور اور باکلور سب کو غنائش کر کے بادشاہ کی اطاعت کے واسطے ترغیب کی اُن نے سنکر نایک کے کہنے سے تجاؤں نہ کیا اور بلج و انکسار عدالت پناہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سات لاکھ اور پچاس ہزار ہوں بعنوان پیشکش نذر گذرائے اور سرکار شاہی سے یہ مقرر ہوا کہ از سب نایک اور سنکر نایک اور بہرہ دیوے اور راجا سندربا سلور اور بھی راجہ آپس میں متفق ہو کر ہر سال تین لاکھ اور پچاس ہزار ہوں نقد خزانہ عامرہ میں داخل کرتے رہیں پھر ہر ایک خلع ہائے فاخرہ سے سرفراز اور بطین ہو کر اپنے اپنے دارالراج کی طرف روانہ ہوئے اور عدالت پناہ کی مدت العمر تک تین لاکھ اور پچاس ہزار ہوں مصطفیٰ خان کی معرفت خزانہ میں داخل کرتے رہے اور علاوہ اُسکے ہر سال پوشیدہ تیس ہزار ہوں نقد اور مرورید اور ریاقوت اور زربعد اور تمام جواہر اور وہ چیز کہ گنجائش رکھتی تھی مصطفیٰ خان کو دے کر سلامتی اور نجات اپنی شکی عنایت اور توجہ میں جانتے تھے منقول ہوا اُس وقت کہ راجہ اور رائے اُس طرف کے علی عادل شاہ کی خدمت میں آئے اور وداع خلعت و سپ و قبائط پکا اور شمشیر مرصع سے اختصا ص پایا اور بہرہ دیوے اور جلوئی کے واسطے وہ خلعت کہ عورتوں کے واسطے مخصوص ہوا لائے وہ عورتیں شیر صولت اُس خلعہ سے قبول سے انکار کر کے عرض پیرا ہوئیں کہ ہم اگرچہ بصورت زن ہیں لیکن مملکت کو نصیب شمشیر کہ لازمہ دوکانہ تصرف میں رکھتے ہیں آنحضرت اس کلام سے نہایت محظوظ ہوئے اور انکی تعریف کی اور اسی وقت طپکا اور شمشیر مرصع اور گھوڑا تازی اور خلعت مردانہ عنایت فرمایا چنانچہ وہ دونوں رانی سالما سے دراز اور قرنما سے بیٹھار سے بلنابند بطن اُس دیار کی حکومت کرتی رہیں اور رسم اُس ملک کی آج تک یوں ہے کہ عورتیں بادشاہ اور شوہر اُسکے سنگھ امرا اور خدمتگاروں میں منتظم ہو کر نہات مالی اور ملکی میں دخل نہیں کرتے ہیں اور ہر روز عوام الناس کے موافق طپکا خدمت کا کر جان میں باندھتے ہیں اور درمیان شوہروں اور تمام خدمتگاروں کے کچھ فرق نہیں ہوتا ہوا الغرض جب کہ اُس طرف کے راجاؤں نے بار خراج اپنی گردن پر رکھا علی عادل شاہ نے نندری پنڈت کو کہ اُس دولتخاں کے ہنا منہ معتبر سے تھا اس طرف کا دیوان کیا اور مصطفیٰ خان کو صاحب اختیار اُس صوبہ کا کر کے وہ تمام مالک اُس کی جاگیر میں تفویض فرمائے منصب و کالت اور امیر جنگی فضل خان شیرازی کو دیگر دوبارہ بجا پور کی طرف مراجعت کی اور مصطفیٰ خان نے اس سبب سے کہ ہمیشہ رایات خیر خواہی بلند کر کے کشور کشائی کی فکر میں رہتا تھا بعد ضبط اُس حدود کے اپنے ایک ہتھم کو کہ اُسے علی خان کہتے تھے عدالت پناہ کی خدمت میں بھیجا اور بلکنڈہ کی تسخیر کے واسطے کہ دارالملک رائے کرناٹک ہوا تھا ترغیب اور تحریض کی اور اس سبب سے کہ یہ التماس عین مراد آنحضرت کی تھی جہاں لشکر کیواسطے حکم دیکر نہایت تجمل اور اجمال سے بجا لکھ کر خط فرمائی اور اوڈنی کی سیر کے پھر واپسے واپس ہوا اور اُسکے بعد مصطفیٰ خان مع لشکر کرناٹک اور امرائے برکی بیک پور کے اطراف میں ساتھ اُسکے ملحق ہو کر کوچ متواترہ بلکنڈہ

کی طرف متوجہ ہو  
ذیل دائرۃ اطاعت  
اور اہمیت کے  
کے فقدان  
اور رائے اعظم  
التماس کی گرد  
مع پار ہزار سو  
کیا دوسرے  
بلکنڈہ کی اور  
تاریخ شہر  
اور راجاؤں کو  
بھلا کر انکے  
کے امتیاز  
مراجعت فرما  
تھی متصرف  
عین الملک  
کی راجا  
چنانچہ مرصع  
سے بہت آواز  
علی خان کو  
لعید ہر مناس  
سہرہ پوجا  
کے پاس بھیج  
عقل کے  
اور نایک  
بلکنڈہ اور  
کی طرف متوجہ  
بادشاہ کی خدمت  
ہر مسلمان



اشل سابق لشکر کفار کے مقابلہ کے واسطے کہ اطراف سے چند رو کوئی کی حمایت اور اعانت کو کرنے سے مامور کیا گیا  
 کسی مورخہ جو وہ جیسے میں معلوم کر کے قلعہ کو کہ جو اس وقت تک کسی اہل اسلام نے فتح نہ کیا تھا قلعہ  
 نو سو ترسی پوری بین طوطا کو کہ آیا اور حقیقتہً قلعہ کی سطح عدالت پناہ کی خدمت میں بھیج کر یہ سب اس میں درج  
 کی سب سے ہر دم رسد از عطا سے داد و بخش و دیگر عدالت پناہ کو رحمت اس قلعہ کی تصریح کی ہوئی  
 کیا پورے اس طرف عنان جو حکمت معطی فرمائی قلعہ وہاں بھی رسول اقبال اور علول احلال درلے کہ جس  
 دت غلبہ و عشرت میں سر کر کے جو انان سر و پنج کرنا تک سے مظلوم ہوا اور بعد میں کرس اور چند روز قلعہ عاودت  
 ملکہ کے معطر اور مصور ملکہ عیا پور کو کربت شریف شریف ارا رانی فرمائی اور اسی طرح سے ہر خاص اپنی معطلی  
 کے قلعہ میں چھوڑی اور اسے قلعہ چند رو کوئی میں سرحد کی حفاظت کے واسطے معین کر کے حکم فرمایا کہ جس وقت  
 روانہ واجب قلعہ عنان اہلکار اس سرکاری کامرین نہ سمجھتا ہوئے عیا پور سے چند رو کوئی کی طرف بھیجیں کہ عیا پور  
 اس کا معطلے حال کے پسند آئے اور وہ عاودت پور کر کے ہر ماہ شاہ اور ابھی اس پر رش کر کے کا پلا لک  
 بھیجے درہ موقوف اور معطل رکھے اور دوسرے سال حوص داشت معطلے حال کی اس مضمون سے پابند  
 عاودت معیرین ہوئی کہ قلعہ ہلاکام میں قلعہ چند رو کوئی ایک پہاڑ پر واقع ہوا تھا اس کے مہدم ہونے کے بعد بلان  
 درمے سے قلعہ مذکور کو واسن کو جو میں طر پر جا کر اس بارہ میں دو لختہ مسلح بیگمنا ہو کر انھیں قلعہ شریف لاکر  
 مالکے کو کہ کلا حاکم کریں اگر معطل دسید طبع شرف طبعے ساڑ پائس قلعہ کی تیاری کا حکم صادر فرادیں و اگر اس کی  
 تیاری موقوف کریں علی عدول شاہ سے ہی عیاد و عیاد ایک حاجت خود صان اور پورک حاجت سے بہر طرف رہے  
 جو سے اور جو کہ معطلے طاعن نے پیام دیا تھا امر اس شرف کے معافی کیا گیا کہ قلعہ رو سے بین کو مساکر کے  
 پہاڑ پر ایک حصہ رکھیں اور حکم تیار کیا جاوے اور محمد قلعہ کیا پورکی سیر کی اور مع جمع جات اس طرح کے دستور  
 قلعہ معطلے حال سے رجوع کر کے قلعہ نگواں کے راستے سے عنان عاودت دارا سلطنت عیا پور کی طرف  
 معطل کی معطلے حال طاق تو تھا ہی جاری رکھ کر ایک برس کے عرصہ میں قلعہ کی تیاری سے فارغ ہوا  
 اور عدالت پناہ اس کے حسب التماس دو بارہ عیا پور سے اس قلعہ کی سیر کے واسطے سوار چارہ و معطلے حال کی حیا  
 شاکستہ حاضر ہا یوں کی پسند پڑیں اور اس دنوں میں معطلے حال نے منکر ایک راسے قلعہ کو رو کر قلعہ حارچہ  
 کوئی پورکی بھیج کر اہل حاکم اور فرما سرکاری کی حوت کی اور اس سے روال ملکیت اپنی سے ڈر کر و مات  
 قبول کی اور عدالت پناہ کی پاسے ہوس سے مشرف ہوا اور انھیں سے اپنی راہ میا کی تفریح کی التماس کی علی  
 عادل شاہ اہل چکر چند رو کوئی میں مامور کو کہ اتفاق معطلے حال سے پانچ چھ ہزار سوار کر در کی طرف روانہ  
 چوڑے اور وہ قلعہ ایک کو ہستان پر واقع تھا اور اس کے اطراف میں جنگل رہا یہ کمان محیط تھا اور راہ اس کے  
 دخول و خروج کی حمایت تنگ اور دشوار گزار تھی کہ اکثر مقام بین ایک سوار سے زیادہ نہیں جاسکتا تھا اس  
 واسطے اس میں ہولناک بین لشکر لوگ دلا گئے ہر کراحت کے جوابان ہوئے اور عدالت پناہ نے علاقہ کی خوش  
 کے سوا حق وہ قلعہ منکرنا ایک کو حمایت ہر مار چند رو کوئی کی طرف عاودت کی لیکس معطلے حال نے دست ام  
 دو تو کما ہی میں ہر مار سکرنا ایک سے تنگ بین یہ بات کہی کہ عدالت پناہ یہ قلعہ اور دلا یہ اور دوسرے

حضرت وریات لشکر با فراطراف و جوانب سے جاری ہوئے اور ہر شے جو رسد بند ہونے سے گران تھی نہایت ارزان  
 ہوئی اور ایک برس کامل امراسے برکی اور سپہر بلب وزیر اور بھی راجاؤں سے معرکہ سخت واقع ہوا اور آدمی طرفین سے  
 بہت مارے گئے اور اہل اسلام باطلینان تمام قلعہ کو محاصرہ کر کے ہر روز با ناغہ مقابلہ اور مقابلہ میں مصروف ہو کر  
 ابواب دخول و خروج کے مسدود کرنے میں تقصیر نہ کرتے تھے اور اہل قلعہ بھی آلات التباہی کے استعمال میں کوئی قیمت  
 نامرعی بچھڑتے تھے اور کمال مردی اور مردانگی سے ملاقہ میں مشغول ہوتے تھے قضا راہی در میان میں سپہر بلب زیر جہل طبیعی کے  
 پہونچنے سے دوسرے عالم میں کوچ کر گیا یہ سانحہ اہل قلعہ کی دشمنی کا موجب ہوا اور بلب وزیر جو ان بیٹے کے مرنے سے  
 نہایت محزون اور ملول ہوا اور جو کہ ایام محاصرہ نے ایک سال اور تین مہینے کا عرصہ بچھا ذخیرہ نذر اور با محتاج بشری سہرت  
 ہو گیا تھا اس سبب سے اسے اس نواح کے جو ملک کو آئے تھے عاجز کر کے ہر ایک اپنے مقرینے راج کی طرف روانہ  
 ہوئے اہل حصار شاہ عدالت پناہ سے جان و مال اور اہل و عیال کی امان طلب کر کے استقامت نامہ کے طالب چلے گئے  
 اور انحضرت نے انکی التماس قبول فرمائی اور عہد نامہ انکے حسب مدعا تحریر کر کے انکے پاس ارسال کیا اور جس روز کہ اہل  
 قلعہ سے برآمد ہوا چاہتے تھے از دحام عوام کے دفع کیواسطے مصطفیٰ خان مع لشکر خاص قلعہ کے قریب ایستادہ ہوا  
 تاکہ باطلینان تمام بلب وزیر اور جمیع مردم حصار مع اسباب و اموال و اہل و عیال برآمد ہو کر کرناٹک کی طرف روانہ ہوں  
 اور شاہ عادل لقب مع ایک جماعت امر اور مخصوصوں سے قلعہ میں داخل ہوا اور مؤذنوں نے بانگ محمدی بطریق  
 مذہب امامیہ باواز بلند شروع کی اور اسی دن بڑے بچانہ کو توڑ کر عدالت پناہ اور مصطفیٰ خان نے ثواب اخروی کے واسطے  
 اپنے ہاتھ سے نقشہ مسجد کا درست کر کے پتھر میں پر رکھے اور بعد اس فتح کے مصطفیٰ خان بلبت زیادہ اول سے سرفراز  
 ہو کر بخلعت خاص کہ اسد خان اور کشور خان کے سوا اور کسی شخص نے بنایا تھا شرف ہوا اور بہت پر گئے اور قلعہ میں  
 حمد و دوسکے شکی جاگیر کیواسطے مقرر ہوئے اور مہات سلطنت میں بھی استقلال بہم پہونچایا اور علی عادل شاہ کہ عیش و بہت  
 اور آرام طلب تھا ہمیشہ اوقات مصاحبت اور صحبت لکڑخون اور سادہ عذاروں میں بسر کر کے دھام و خوشگوار کے تفریح میں  
 اوقدام کرتا تھا واسطے ضبط امور ملکی اور مالی مہار شرف ہماؤں کہ ہمیشہ زیب انگشت مبارک تھی مصطفیٰ خان کے حوالہ کر کے  
 حکم کیا کہ مہات سلطنت ملی اور جزدی کو اپنی رائے صائب کے موافق سرانجام کرے اور کسی امر کو موقوف اور محول سیر  
 حکم پر نہ رکھے اور بعد چار مہینے کے ملکیت بیکاپور جیسا کہ چاہیے اہالیان سرکار کے قبضہ تصرف میں آئی اور اعیان ولایت  
 اور رعایا نے زمین پوش اطاعت اور فرمان برداری کا دوش پر رکھا اور اسکی بادشاہی پر بدل راضی ہوئے اور خود بدولت  
 و اقبال قلعہ میں ہتھامست فرما کر عیش و نشاط میں مشغول ہوئے مصطفیٰ خان کو مع بیس ہزار سوار اور خزانہ اور توپخانہ اور توجرا  
 اور اسباب ہجرتگیری دیکر قلعہ چھوڑ چکے اور چند روٹی کی تحیر کیواسطے نامزد فرمایا وہ خلاصہ اولاد مصطفوی قلعوں مذکورہ کی طرف  
 متوجہ ہوا جب قلعہ چھوڑنے کے حوالی میں پہونچا اور نایک والی وہاں کا تبصرع و زاری پیش آیا اور باج و حسنہ راج  
 قبول کیا بلکہ وہ ایام سابق سے کہ بھی قلعہ بیکاپور فتح نہوا تھا اپنے ایلچی مصطفیٰ خان کے پاس بھیج کر بارسل تخت و دیایا ابواب  
 اخلاص و آشنائی مفتوح رکھتا تھا التماس اس کی پذیرا کر کے بار جزیرہ اور خراج کا اس کی گردن پر رکھا اور اس  
 قلعہ کی تحیر سے دست کش ہو کر چند روٹی کی طرف روانہ ہوا وہاں کا راجہ بہ حکام قلعہ اور جنگل کی انہوی پر مغرور ہو کر  
 سرکشی سے پیش آیا مصطفیٰ خان اور جمیع اشراف اور اعیان کو لازم محاصرہ میں مشغول ہو کر امر اسے برکی کو

مثل سابق لشکر  
 جسی سو فوج  
 اور سو فوج  
 ان سبب سے  
 بیکاپور سے  
 اور تیش و  
 بلکہ کر کے  
 کے بغیر بن  
 فوج واجب  
 اس کو سبب  
 بھیجے ورنہ  
 فوجت صبر  
 برائے تہ  
 بلکہ کر کے  
 بنیادی سرفراز  
 ہوئے اور  
 ہاں ایک  
 قلعہ مصطفیٰ  
 اور عدالت  
 شائستہ خاطر  
 کی اور  
 قبول کی اور  
 عادل شاہ  
 ہونے اور  
 دخل و خروج  
 اسطاس پر  
 کے موافق وہ  
 اور انہوی میں



اکا سی بھری میں قلعہ تو رکھ کی استرداد کے واسطے جو قرات رام راج شقاوت تاج میں عدالت پناہ کے کا زندہ کے قبضہ سے بر آورد ہو کر ایک سپاہی کے تصرف میں تھا پیش نہاد ہمت کر کے پانچ مہینے اُس قلعہ کا محاصرہ کر کے کام متھنوں پر تنگ کیا اُس دار و گیر میں توپ کلاں شاہی ٹوٹ گئی اہل قلعہ اس امر کو شگون نیک سمجھ کر مسرور ہوئے اور قلعے کی امید ہم ہو چکی علی عادل شاہ نے توپ کی شکستگی ابو الحسن کی سازش سے تصور کر کے اُسے مفرول کیا اور مصطفیٰ خان اردستانی کو جو رم راج کے قتل کے بعد عدالت پناہ کا ملازم ہوا تھا امیر جملہ اور وکیل سلطنت کر کے ہمت ناکت ملی اور جزوی ساتھ اُسے رجوع فرمایا مصطفیٰ خان نے قلعہ کے لینے میں مساعی جملہ ہندول رکھ کر دو مہینے کے عرصہ میں متھنوں کو اس قدر عاجز اور پریشان کیا کہ وہ خود بخود امان کے طالب ہوئے اور جب انھوں نے عجز و انکسار بہت کیا اس شرط پر انکی درخواست قبول کی و نیکی اور سہائی اور اُس کے فرزندوں اور بھائیوں کو مقید کر کے حوالہ کریں مردم قلعہ نے اتفاق کر کے و نیکی اور اُس کے متعلقوں کو خان مشاہیر کے سپرد کیا اور خود اپنے مال و اسباب اور اہل و عیال کو لیکر قلعہ سے نکل گئے عدالت پناہ نے نیکی کو مع متعلقین با نوائے حقوت ہلاک کیا اور قلعہ اپنے کا زندہ معتد کے سپرد کر کے مصطفیٰ خان کی صلح سے قلعہ وارور کے واسطے عازم ہوا اور وہ قلعہ بھی مشاہیر قلعہ کرنا ٹھک سے ہوا اور اُس عرصہ میں رام راج کے ایک امرا کے کفر کے قبضہ میں تھا ہر سال کچھ ہاتھی تنکنا درسی ولد نیمراج کو دیکر قوت اور شوکت ہم ہو چکی تھی اور جب عدالت پناہ نے وہاں نزول اقبال فرمایا چھ مہینے اوقات شریف اُس کے محاصرہ میں صرف فرما کے مصطفیٰ خان کی حسن سعی سے وہ قلعہ بھی بقبل و امان مسخر اور مفتوح کیا اور سات مہینے وہاں استقامت فرمائی اور اطراف و اکناف کو خس و خاشاک باغیوں سے پاک کیا بت پرستوں کا کھانا پانی حرام کر کے بہر کیف اپنا مطیع اور رام کیا اُس کے بعد مصطفیٰ خان کی تجویز ریات ظفر ثریات لغیرم تھیجھیا بیکار چہنیش میں لا کر بغیر شوکت تمام منصرف روانہ ہوا اور سہی بلبب وزیر جو رام راج کا قبو لدار تھا اُس کے مرنے پر قلعہ بیکار پور پر غلبہ پایا اور قلعہ رے جرہ اور چند رکوٹی و گرو اور علاوہ اُس کے اور بھی قلعہ اُس کے تحت حکومت میں تھے وہ بادشاہ کی خبر توجہ سنکر مجبوری اور لا چاری سے قلعہ میں متھن ہوا اور اپنے فرزند کو مع ایک ہزار سوار اور دس ہزار پیادہ جنگل اور کوہستان کی طرف بھیجا کہ ہنگام فرصت اردو سے اہل اسلام کے پس و پیش تاخیر کر کے رسد غلہ اور آذوقہ کی قلم بند کرے اور تنکنا درسی ولد نیمراج کو عرصہ اس مضمون کا لکھ کر لکھوان کی طرف بھیجا کہ میں ولی نعمت کی مخالفت اور عداوت سے نادم اور پشیمان ہوں اور اپنے گناہ کا مقرا و معترف ہوں اس وقت کہ شاہ اسلام عازم تھیجھیا پور ہوا اگر وہ خداوند نعمت میرے رقوم جراثیم کو اپنے صفحہ خاطر خاطر سے جو فرما کے بنفس نفیس اس خیف کی امداد کے لیے قدم رنجہ فراوین یا کسی امرا کے بکار کو کمک کیواسطے مامور کریں یقین ہر دست برد سپاہ اسلام سے محفوظ اور محفوظ رہو گھا اور عہد کرتا ہوں کہ آئندہ جاوہ اطاعت اور فرمانبرداری میں ثابت اور راسخ ہو کر گردن طوق فرمان سے پھیر و گھا اور ہر سال اس قدر مالی بلا خدہ خزانہ میں داخل فرما دے کہ گھا تنکنا درسی نے جواب دیا کہ تیرے قہر و اور سرکشی کی شامت سے کہ تو مقربان اور معتقدان درگاہ رام راج سے تھا اکثر امرا اس دولتناہ کو مخالفت اور سرکشی کا دعویٰ ہوا جمیع ممالک پر تصرف ہوئے ہیں اور شاہان اسلام نے کہ بلکہ سرکشی اور چند کری کو مجھے معاف اور مرفوع القلم کیا ہے میں خود اُس کے انتظام اور بندوبست سے عاجز ہوں و تو خوب

لکھا بھی کہ جنگ بن قلعہ متروک ذکر و بچا پاؤں رکھا سے شیکا ایچاس واسطے گردا سے قلعہ بر تاحت کی اور  
 ما جو واسطے کہ ہر شہر کی ہزار مان اور مدوق اور صرب رن لیکار کی قلعہ سے سر چوٹے تھے پھر اسے اور  
 کسی طرح کا حد سے اس شاہ قلعہ کی حصال کو پہنچا کام اہل قلعہ پر تنگ ہوا اور اس وقت کہ ہزار مان محل  
 نظام شاہی مردم حصار پر تیر ماراں کرنے تھے ناگاہ ایک تیر شست قلعہ سے چھوٹ کر در بیکہ کی را سے  
 محو کشو رحان کے قتل یکو تانتاے حکم کرتا تھا پہنچا اسکے صدر سے حاضر ہوا و لا تھا کا راستہ لیا  
 اور جب اسکے ہمراہوں نے اپنے سردار کو مقتول دیکھا عقب قلعہ کا دروازہ کھول کر راہ و را نانی اور قلعہ پہا  
 سنگن اور سامان بہلترین و علی عادل شاہ کے قصہ سے را در وہ ہوا اور واسطے اس کو بھی پرستہ لیا  
 عادل شاہ کے قفس سے نکلے اور حوا میرک و سیر صوبائی نے کہ جس وقت حجاب چنگیز خان پانچا  
 سرگردہ امراے نظام شاہی ہو کر بین الملک اور نور خان کے قنات اور دارگر کے لیے ہجو مکی طرف روانہ ہو چکا  
 اس لوہن میں دقتیں کے تلقانی حاصل کی حکم سہایت صحت واقع ہوئی اور حوا میرک و سیر صوبائی تیغ و طع  
 سے مخصوص ہوا اور بین الملک اس محوک پیاس میں رہ چکے پھل کھا کر اور آب و دم شمشیر بیکر سیست سے  
 سیر ہو کر حوا میرک میں سوا اور نور خان درہ دستگیر ہوا پھر نصف لشکر کمال اشتریا پور میں آیا اور اس سال  
 چشم بزم عظیم لشکر عادل شاہیہ کو پہنچا اور یہ تمام کوشش اور سر برادر صانع ہوئی اور اسی طریق سے چھین  
 سوات میں علی عادل شاہ نے قصد آخلاص قلعہ کو وہ داغواغ نصا سے فصیح کشی کے کہ مست فوج صالح  
 کی اور محمود و کام معاودت کی کس اور شاہ ابوالحسن ولد شاہ طاہر علیہ الرحمۃ کی داریت سے قلعہ اور دلی  
 کی تسبیح کے واسطے عادم ہوا اور وہ اساتذہ تھا کہ شان بہک کی کمی کد اس جن جن حسین کے شرفا بہ بر نری  
 العرس انکس خان کو آنچہ ہزار سوار اور پادہ اور نوچاہ کشر سے اس طرف رخصت کیا والی اس قلعہ کا ایک  
 امراے کمار رام راج سے تھا اور اسے اسکے بعد سکھ اس ملک کا اسے نام جاری کیا تھا اور اطا صفت  
 وارث ملک کی برکت تھا اسکے حوا میرک میں مشغول ہوا اور چند مرتبہ اس نے کس خان سے میدان داری کی  
 حب معلوب ہوا اور اودق قلعہ میں فراہم کے قلعہ مد ہوا اور جب امام حوا میرک سے طول لکھا انان طلب  
 کو کہ قلعہ قبولیں کیا اور وہ قلعہ ایک فک و ریح اور وسیع پر واقع تھا جس میں مشہد ہے آب و شکر اور مہلات  
 سیر و طراست ہیں اور شیراے کے آنا اور صلاہین سے جس نے قدم تخت بیاگو پر رکھا شاہان اسلام کے جوش  
 اور ملاح سے درپیشی مصدوق اور پنجنام کے ہونے تھے پہلک نے ایک حصہ اس حصہ کے گروار کو بھیجا تھا اور  
 گیارہ قلعہ ایک دوسرے کے دور میں ہم پہنچے تھے تو اس کے درمہ کی سرگ اور توپ سے نظر عقل میں آئندہ لطف  
 دیتی تھی اور طول ایام میں اسکا حوا میرک محصر تھا العصبہ علی عادل شاہ اس قلعہ کے متروک ہونے سے حمایت نہ کر سکے  
 بعد از علون کے تفریق غریبت کی کیوں کہ ابوالحسن اور حوا میرک و سیر صوبائی الحافظ بہ چنگیز خان کی سعی کے باعث  
 مرتقب نظام شاہ کمری سے سرحدیں ملاقات کی اور یہ قرار پایا کہ مرتقبی نظام شاہ کمری ولایت سراج برتھ صرف  
 اور طے عادل شاہ مالک بجا کرے اس مقدار کہ ولایت سراج کے رابر یو جو و تیرمین درلا سے تو با مقدار  
 دصفت اور کشادگی ولایت ایک دوسرے پر ریادہ رہے اس کے بعد عدالت چاہے اس کے

رام راج چھبیس وقت قتل رام راج سے عرف نہایت کہ حکیم کی ساقط ہوئے تاریخ قتل رام راج کہ اعداد اُس کے  
 نو سو ہترہین برآمد ہو اور منقول ہو کہ اسی عرصہ میں جب نظام شاہ بھری فوت ہوا اُس کا بیٹا مرتضیٰ نظام شاہ بھری  
 ولیعہد ہوا علی عادل شاہ فرصت و وقت دیکھ کر انا گندی کی طرف فوج کش ہوا اور نیت اشکی پیتھی کہ نمرانج ولد  
 رام راج کی تقویت کر کے ملکندہ کی حکومت پر اختصاص دیوے اور انا گندی کو مستاصل کر کے بیجا نگر پر  
 متصرف ہووے اور تھکنا ڈی نے اُس ارادہ پر واقف ہو کر مرتضیٰ نظام شاہ بھری اور اُسکی والدہ خوزہ  
 ہمایون کو لکھا کہ اس مملکت کو حسین نظام شاہ بھری نے مجھے بخشا تھا مگر اب علی عادل شاہ طمع اُس کے لینے  
 کی کرتا ہے امیدوار ہوں کہ اپنے اس دست گرفتہ کے مقام حمایت میں ہو کر اس بلا سے نجات دیوین خوزہ  
 ہمایون ملا ستائیت اللہ کی صلح سے مرتضیٰ نظام شاہ بھری کو ہمراہ لیکر بیجا پور کی طرف مع لشکر متوجہ ہوئی اور  
 وہاں پہونچ کر محاصرہ کیا علی عادل شاہ ناچار انا گندی سے پلٹ کر بیجا پور آیا اور اُس بلدہ کے باہر باہم چند  
 مرتبہ جنگ واقع ہوئی مرتضیٰ نظام شاہ بھری احمد نگر گیا اور دوسری برس کے سلسلہ نو سو چوہتر بھری تھے خوزہ  
 ہمایون کی التماس کے بموجب علی عادل شاہ نے نظام شاہ کے ساتھ متعدد ہو کر لشکر ولایت برار پر پہونچا  
 اور اُس حدود کو خراب کر کے موسم برسات میں بیجا پور کی طرف مساوت فرمائی اور اُس شہر میں ایک قلعہ کج  
 اور پتھر سے بنا کیا اور محمد کشور خان کے اہتمام سے تین برس کے عرصہ میں تیار ہوا اور جو کہ خوزہ ہمایون کی حکومت  
 اور اُس کے بچاؤ کی سبب اعتدالی سے رونق بارہ نظام شاہیہ برطرف ہوئی تھی علی عادل شاہ کو تسخیر بعض ممالک  
 نظام شاہیہ کی ہوس و مانع میں جا گزین ہوئی محمد کشور خان کو عہدہ اسد خان لاری اور وہ علم کہ جسپر شیر شہزادہ کیصوت  
 نقش تھی عنایت فرمایا اور سلسلہ نو سو چھتر بھری میں بیس ہزار سوار لیکر سرحد نظام شاہیہ کی طرف تعین فرمایا اور  
 محمد کشور خان نے اپنے گوب نجات کو اوج میں دیکھ کر بعض پرگنات سرحد قصبہ کچ تک کہ قریب پرگنہ بیسروڑ  
 متصرف ہوا اور اُس نظام شاہی کو کہ اُس کے مدافعہ کی واسطے آئے تھے قلعہ مذکور میں شکست دیکر متفرق کیا اور  
 اس مقام میں پرگنات کے انتظام کے واسطے قلعہ نہایت سنگین بنا کیا اور وہ قلعہ ٹھوڑے عرصہ میں انجام کو پہونچا  
 اور نام اسکا دارور رکھا اور محمد کشور خان نے اس حصار کو توپ اور ضرب زن اور بان اور مزدوق سے آراستہ کیا پھر دو  
 برس کا محصور اس مملکت سے تحصیل کر کے دیگر قلاع اور بقلع کے تسخیر کی عزیمت کی کہ ناگاہ مرتضیٰ نظام شاہ بھری  
 مان کے خلیفہ کے طرف سے خاطر جمع کر کے سلسلہ نو سو اسی بھری میں اشکی مضرت دفع کرنے میں متوجہ ہوا اور  
 محمد کشور خان نے اُس بادشاہ کے مقاومت پر بہت مصروف کر کے برج اور بارہ قلعہ کو آلات و ادوات آتشبازی  
 سے مستحکم کیا اور باتفاق عین الممالک اور انکس خان اور نور خان کہ علی عادل شاہ نے اُسکی مدد کو بھیجا تھا اسباب جنگ  
 کے تہہ میں مشغول ہو لیکن وہ جمعیت نہایت نامردی اور سیدی سے یا نہایت اتفاق سے کہ محمد کشور خان کی نسبت  
 رکھی تھی بلا جنگ بھاگ کر متفرق ہوئی اور محمد کشور خان کو پیغام کیا کہ جوہن تاب حرب مرتضیٰ نظام شاہ بھری نہیں ہو  
 ہم احمد نگر جا کر خلیل پاشے تحت نظام شاہیہ میں ڈالتے ہیں تاکہ مرتضیٰ نظام شاہ بھری مضطرب ہو کر قلعہ دارور سے  
 دست بردار ہووے اور ہمارے پیچھے ڈورے اور مرتضیٰ نظام شاہ اول محمد کشور خان کا دفع کرنا اور اُس کے قلعہ  
 کی تسخیر اولیٰ جنگ کے واسطے متوجہ ہوا اور محمد کشور خان نے فوج خلیل سے علم مدافعہ بلند کیا چونکہ مرتضیٰ نظام شاہ بھری قسم

کمانی تھی کہ جنگ  
 باوجود اسکے کہ  
 کسی طرح کا مدد  
 نظام شاہی مرزا  
 محمد کشور خان  
 اور جب اسکے  
 شاہن اور باہر  
 عادل شاہیہ  
 سرحد اور اسے  
 اُس طرح میں  
 سے مخصوص  
 سیر ہو کر خواب  
 چشم غلام لشکر  
 سادات میں غلام  
 کی اور مجرم  
 کی تسخیر کے  
 الغرض انکس  
 امر اسے کہا  
 دارت مملکت  
 جب منسوب  
 اس کے قلعہ قلعہ  
 سپہ سالار بہت  
 اور ملاحظہ سے  
 گیارہ قلعہ ایک  
 قلعہ اور طول  
 بعد از قلعوں  
 مرتضیٰ نظام شاہ  
 اور علی عادل  
 دست اور کشا





نشان اُس کا اپنے مقام پر پادلیکھ کر اُسکی خدمت میں حاضر ہوئے اور حسین نظام شاہ بحری نے حکم دیا کہ توپ جس کا نام میدان ملک تھا پیسوں سے بھر کر مارو اور متعاقب اُنکے خود بقصد شہادت اگر م عنان ہوا اور متواتر رام راج کی فوج خاصہ پر حملہ کر کے اُسکے سبک جمعیت کو متفرق کیا چنانچہ رام راج کہ سن اس کا اسی برس کا تھا سراسیمہ اور بدحواس ہو کر پھر سنگاسن میں جا بیٹھا اور اس درمیان میں ایک ہاتھی مست فیضان نظام شاہی سے جو غلام علی نام رکھتا تھا رام راج کی سنگاسن کے قریب پہونچا اور ایک جماعت کو پامال کیا اور کسب ار سنگاسن کو مع رام راج زمین پر پھینک کر بدحواس بھاگے اور جو جنگ منسوب تھی شخص اپنے حال میں مبتلا تھا کسی نے اُسکی طرف التفات نہ کی اور رام راج کا ایک برہمن جو سالہاے دراز سے اُسکا نمکیار تھا سنگاسن کے پاس رہا اسوقت فیضان کی نظر جو اُس مست ہاتھی پر سوار تھا رام راج کے سنگاسن پر جا پڑی اُسنے اُسکی طمع سے ہاتھی اسطرف بڑھایا اور وہ برہمن کہ رام راج کی خدمت میں تھا گمان لیکھا کہ یہ فیل مست سنگاسن اٹھانے کا قصد رکھتا ہے اسواسطے از رو سے عجز انکسار پیش آیا اور بزبان عجز فریاد کی کہ یہ راج ہو گھوڑا اُسکی سواری کے واسطے لاکھ بچے امرائے عظیم الشان کو گنا فیضان نے جب نام رام راج کا سنا سنگاسن مرصع سے قطع نظر کر کے ہاتھی کی سونڈ سے اُس کو ہر مقصود کی دستیاب کیا اور عجالت تمام رومی خان کے پاس جو تو نچانہ نظام شاہیہ کا سرگروہ تھا پہونچایا اور رومی خان نے بلا توقف اُسے حسین نظام شاہ کی خدمت میں حاضر کیا اس تاجدار نے تیغ بیدار لے کر فوراً اُسکا سرتن سے جدا کر کے نیرے پر چڑھایا کفار بیجان کو جو قتل ہونا رام راج کا محقق ہوا بدیدہ گریان دل بریان پراہ ہزیمت نالی اسات سرکشہ راجون زردیگ شاہ بہ بہ بردند برنیرہ تاز رنگاہ بہ ہزیران لشکر پس آن دلیر بہ ہمہ حملہ گردن جوت نہ شیر بہ بند و غریواند راقدا پاک بہ فگندہ کیسرتن اندر بجاک بہ کلاہ و کمر ہانید اختند خورشیدن و مویہ پرداختند فگندہ بخوق و کوس نبرد گریزان برقتند پر خون و گرد بہ بہادران اہل اسلام نے کفار کے لشکر ہزیمت خورہ کا بچھا کیا اور تیغ یانی بے اسقد و شتر کون کی سرافشانی کی کہ اُن تیرہ بختون کے خون سے زمین نے نہ تک لعل رانی قبول کیا اور بروایت مشہور عدد کشتون کے تین لاکھ ہوئے پنج تھ اور بقول صحیح لاکھ کافر کے قریب محل معرکہ اور تعاقب کیوقت نہ شمیر ہو کر قتل ہوئے جیسا کہ مقام جنگ سے بلکہ اناکندی تک جو دیں کوس بجا بگا لاشیں پڑی تھیں دامن صحرا کفار کے جسد سے بلوٹ تھا اور مال و افراد و خزانہ پیشمار از زرو جواہر اور تینین یانی اور کمانین دشمنی اور نیرہ حلی اور اسب و شتر اور خمیہ و خرگاہ اور کینر و غلام اسقد و نیمت عمداً نہ صرف آثار کے ہاتھ آئے کہ بحر و کان کے مانند مستغنی اور بے نیاز ہوئے دولت اسلام طرچی اور شوکت کفار گٹھی اسات سریر و سراپردہ و تلخ و تخت + بچندان کران برتوانند سخت + جواہر نہ چندان کہ اُن را دبیرہ و درآرد بانیش یا در خمیر + بلورین طبقہ و جوانہاے لعل + ظالمت کشتا و الغر سود لعل بہ ہمہ تازی اسان با زمین زرد غلامان موزون زرین کمر بہ نور و ملوکانہ بیش از شمار بہ شتر بار زرینہ پیش باز ہزار بہ دگر جنس تائے کہ باشند فریب بہ زور و مخزن و خانہ یا بد نصیب بہ سلاح و سلب را قیاسے بنود بہ پذیرندہ راز و سپاسے بنود بہ غنی گشت لشکر زبس خواستہ بہ سراسر سپہ گشت آراستہ + اور سلاطین دین پناہ اسلام نے حضرت باری کی شکر گزاری میں جبین ہر فرساز میں نیاز پر گھسی اور فرمان واجب الاذعان صادر ہوئے کہ فیل کے سوا

جسٹے جسکے ہاتھ  
فائدہ بکا ترانہ  
ترسیر کے ہاتھ  
در باب غر و غلام  
بخط لطیف  
کا شلے سہا  
رام راج نے  
کے ابواب  
سے ممکن ہو سکا  
نصرت ہو کر اپنی  
مادل شاہ  
اُس سے گرد  
قلعہ اناکندی کو  
اپنا وز شتر اور  
بجا بگا ہوئے  
بہ لازم کہ حکومت  
کی نہ رکھتا تھا  
سے اسب تک  
کہ تھوڑی دلاست  
دلاست کرنا نکس  
سے جس سکے ہا  
نہیں کرنا اسی  
سے توفیق پاکر قلعہ  
خیز کوئی اواخر  
حکمت کے ساتھ  
سچن گذار کی ہمدی  
اور تینین بحری ہوا  
تو ملوکہ تلکندہ کو دارا  
استر آبادی نے اس





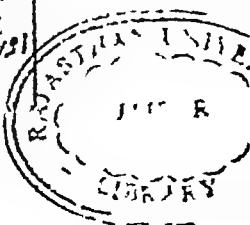
جب کفار یحییٰ انگریزوں نے جس مقام میں کہ راہ عبور اور مرد و جنود اسلام منصور اور محکم تھی اس طریق سے بند کر دی کہ عقل و اندیش  
اندیشہ عبور سے عاجز تھی تو شاہان اسلام نے ایک جماعت کو تعین کیا کہ بالائے آب تیس چالیس کو س تک جا کر  
گھاٹ تلاش کریں اور اُس جماعت نے بعد تیس بیار عرض کی کہ اس دریا کے گھاٹ دو تین مقام میں واقع  
ہیں مگر جو گھاٹ کہ وہاں کا پانی پایاب اور بہت کم ہو ارا بہ و لشکر سہل ترین وجہ سے عبور کر سکتا ہے وہ یہی گھاٹ تھا  
جس کے مقابل کفار نے قبضہ کر کے ایک دیوار بطور مدینہ بنی ہو اور قسم قسم کی توپ اور ضرب زن اُس پر نصب  
کی ہیں شاہان اسلام نے عبور کے بارہ میں انجن ترتیب دی اور اپنے خواص عقل کو بھی بھرا اندیشہ میں غوطہ  
زن کر کے یہ گوہر خیالی دستیاب کیا یعنی یہ تجویز ہوئی کہ ایک گھاٹ کی دستیابی کا آوازہ مشہور کر کے اُس  
مقام سے دو تین کوچ پر کریں اور جب کفار فریب کھا کر سدا راہ ہونے کے واسطے کوچ کریں سلاطین اسلام  
اُس گھاٹ کی غزیت کر خشک واسطے نہضت فرمائی ہر فتح کر کے بجلت تمام مثل سحاب معاودت کر کے اُس  
گھاٹ سے جہان سے کوچ کیا تھا عبور کریں اور میدان جنگ کی طرف روانہ ہو دیں خلاصہ یہ کہ بطریق مذکور تین  
کوچ متواتر کر کے ساحل آب طمیا کفار اس کو ہم سے کہ مبادا دشمن دوسرے گھاٹ سے عبور کر کے اُس مقام سے پہنچتا  
کر کے بسرعت تمام دریائے اُس طرف اسلامیوں کے مقابل روانہ ہوئے اور جو کہ ارادہ ازلی اور شہیت لم نہی لہجہ  
کی زوال دولت سے متعلق تھی شرائط محرم و احتیاط ہاتھ سے دیکر ایک جماعت کو اس گھاٹ کی جنبہ کی واسطے مقرر نہ کیا  
اور شاہان اسلام نے بھی تیر تدبیر کو ہدف مراد پر دیکھا عنان مراجعت گھاٹ پہلی کی طرف منعطف کی اور بطور تاخیر تین  
روز کی راہ ایک روز میں طر کی اور ابھی لشکر رام راج وہاں نہ پہنچا تھا کہ انھوں نے بامید واری باری ایک جماعت  
قلیل ہمراہ لے کر نہر کشن سے عبور کیا اور اُس کے بعد تمام لشکر اسلام آنکھ سمجھ پہنچا اور دوسرے دن علی الصباح رام راج  
کی طرف کہ پانچ کوس پر تھا روانہ ہو کر نزل کیا اور اس تدبیر سے اگرچہ خوف کفار کے دل و نیر غالب ہوا تھا مگر کچھ علاج  
نہ رکھتے تھے تمام رات اپنی انورج کو آراستہ اور مسلح کر کے اردو کے آگے ایستادہ کیا اور شاہان اسلام دوسرے دن  
بارہ امام کا علم برپا کر کے صفائے باصفائی آراستگی میں مشغول ہوئے مہینہ پر علی عادل شاہ اور میسرہ پر علی برید  
اور ابراہیم قطب شاہ اور قطب میں حسین نظام شاہ بھری نے قیام کیا آراہے آتش بازی کی ترخیر و ن سے استوار ہوئے  
اور میدان مست جو جنگ میں ہوشیار تھے جا بجا قاعدے اور دستور سے ایستادہ کیے اور متوکلا علی اللہ الاکبر اور  
متوئلا باللہ خیر البشر دالامہ اثنی عشر اس ہنیت اور ہدیت سے کہ زہرہ فلک اُس کے دیکھنے سے آب ہوتا تھا  
اور بہرام خون آشام اضطراب میں پڑتا تھا سپاہ اعدا کی طرف روانہ ہوئے صدائے طبل جنگی اور آواز کرناے اورنگی  
اور عز کو کوس دگر کے سے غلغلہ گنبد گردون میں ڈالا ایسا تا زغیرین کوس غالب تھی بہ در آمد ہر موے را  
فرہبی + زبس تیز آوازی ناسے زر + بگوش حدت سفتہ می شد گمرہ زمین گفٹی از یک و گر میدریدہ سرائیل  
عبور قیامت و میدرہ اور دوسری طرف راے بجا بود بھی سدان سپاہ کو بلا کر با نواع عنایت و شفقت پیش  
آیا تو رخا نہ کا دروازہ کھلو اگر ہتھیار خیل چشم پر تقسیم کیے اور لشکر کی آراستگی میں مصروف ہوا مہینہ مزاج کے  
سپر دگر کے ابراہیم قطب شاہ کے مقابل ایستادہ کیا اور میسرہ تنگ و ڈری کے تفویض کر کے علی عادل شاہ  
کے مواہم میں مقرر فرمایا اور خود قطب میں قرار پکا اور نظام شاہ بھری کا ہتھ بلہ اختیار کیا دو ہزار ہاتھی اور ایک ہزار

آراہہ تو چنانہ جا  
میں رکھا ہے  
روانہ ہوا ہے  
قبول نہ کیا  
ہوئی القصد  
کو ہلاک کیا  
نشان سے  
تخ زہر آواز  
آواز میں راہ  
شد از موج  
کہ آمد بگوش  
خندنگ مدگ  
باز بگوش  
طائر روح  
اور سواران  
کے ہتھیار  
بادشاہ غیور  
اسکی سطور پر  
سے آوازاں  
گنبد طلائی عجب  
مراد پر دھیر  
کر کے یہ نشان  
طابق طلا اور  
وکن نہایت مخ  
اسلام پر حملہ آور  
کاٹا ہوا اور سر  
دل میں مہر عطا  
اور کفار ہر ایک  
دل میں راہ نہر

قاسمی کا خیال اس طرح ہے کہ حرف و صنعت اور جو بی مد کو کر کے کون مقرر کیا کہ حسن نظام شاہ بخاری اسی عہدہ چاہے  
 لی لی سلطان کو علی عادل شاہ کے حقدار و وارثین و در لادے اور وطنہ سولاوار اس کے سرور کرے اور غلے  
 عادل شاہ اپنے بہن ہدیہ سلطانہ کو شہر اہل قریبی طے نظام شاہ بخاری سے منعقد کر کے سنا کا کچن کی کچا ہے  
 اس وقت چون بادشاہ مسلمان رام راج نے اہتمام کے سرور و کس ہوں اور توفیق حار و حدیلا نظام  
 اسے مسدود ٹھہرے و تکر سے متاثرین اور لامعاہیت الشہر لے ہوا مصطفیٰ علی عادل و دستانی روم رسالت بجا اور  
 ان کے عہد و پناہ کو گوند ہ سے منعقد ہو کر اہل تہذیب کی ایک تاریخ میں دو ذوق طرف سے حق اور شادی کا فرش  
 معروف ہوا اور احمد ترک بک بکین تعلقات آئینہ مرزا اور اس حق و دلگشاہین قامت اور سے ہر کا بخاری لے  
 حکمت ہر گز اور معاہدہ مطالب کی کارائش باکرہ لالہ و زو مددوں کے حملہ خاطرین حوس منقصد کنار من  
 آئے اسیات فرد و بخت چون قطہ رابر ہمارہ رو گو ہو و لو لے شاہ ہوارہ رس گو ہو و رو کر کا شاہہ متد  
 ر ر جیدیش دست ہامادہ شدہ اور حب مسلمان سرمانی آں و دلہ من احکام کو پوچھا ہادی بی سلطانہ مست اشرف  
 بجا یو میں داخل ہوئین و لائن السعدین حاصل ہوا اور ہدیہ سلطانہ لے ساحت احمد لڑکے کو ساتھ زور و العہد و  
 اپنے کے سرور کیا قرآن مہرہ اور مسری ہوا بعدہ علی عادل شاہ استر و اور گز اسکر اور ماری اور استمال من قلعہ  
 راجور اور مدخل کی مکر میں ہوا اور اعلیٰ رام راج کے پاس بھیکو مال دیکر وطنہ کیے رام راج علی علی سے  
 و کٹی کی اور اسے در لہ سے نکال دیا اور علی عادل شاہ نے اس کا و معور کے ہیصل میں کو مشش دوائی لکھ  
 حسین نظام شاہ بخاری اور ابراہیم ملک سادہ اور علی رو کے اتفاق سے نشان عریٹ ہوا و ملک بکا چاچا بیٹہ لکھ و سو  
 بہتر جو بی میں کتب و وعدہ سماوے کے حوالی میں جاریا وادشا چون لکھیں میں ملاقات کی اور لہ ہادی لکھ لکھ  
 مذکور میں کیو سے رایت حج آیت کو دست لوفین سے شاہ طفر کر کے اور سے نصرت آئینہ شمشیر میں ہت علی کتب  
 ملکہ شاہ و مراکار اتفاق اس مقام سے کہ کیا اسیات مسلمان سپہ راست ادا شدہ کہ و دار و لہام و دہا متقد  
 رشکر و حوش لہر سگ و و یا مان بکر ترنگ نو و ہر دے ہوا شدہ و ہوارہ و رعین علمائے گوہر بھارہ  
 اور لہ لے مراحل اور قطع مارل حبہ انگلہ میں حارب و ریاستہ واقع ہر محل سرول لشکر اسلامیوں کا ہوا  
 جو کہ و حد و علی عادل شاہ سے خلق بکھتے تھے اسھرت لینے علی عادل شاہ نے ان دو ما و شاہوں کا سر  
 جو کہ و لدا دی کی حیصہ اور سار و سامان کی دو گاری کی اور جمیع مالک محمود میں فرامین صادر فرمائے  
 کہ و ریت سفر لشکر کا میں در لہ مار لائے رہیں کہ اہل لشکر کی فوج کی تکلیف دیکھیں اور حب راسے ہی اتفاق  
 سلطانیں تا و را در توجہ لشکر نصرت احر سے آقا و ہاسی طو کا ہا اس و ہر ہوتی کاران بر و لایا لکھ لکھ لکھ  
 ککیل اور لہ میں امیر بھکا اہل اپنے چھوٹے بھائی کراج کو میں ہنڈ و وارا و را پوسل ادا مالک باد و حار سے  
 عملی ہا حار بھکا کیاب کشہ کے کہ راسے حاکم را و حو یہیے گا شمسد و کو کہ و اس کے لہا اپنے بھائی  
 شگا وری کو شہت و حرکت تمام وصحت کیا و انھوں نے لہ آب برتھیں جو کہ نصرت چھو راہل اسلام کرنی  
 من اور رام راج و دھمی اطوار کے راجا وں کو ہوا سکر رشک کشہ و عجم مثل راڈ و لے اس نشان و لہ  
 جیٹے و وشل بیت گزایہ و نصرت آئینہ بک چہا سادہ چوں در ہا و لڑاکا در نا ہوا و سر کشہ کے ہار سے فرکت ہوا

بیجا نگر پر مصروف فرمائی اور ارکان دولت اور اعیان مملکت کو بلا کر برطبق و شاور ہم نے الامر انجمن مشورہ کی منعقد کی ایسا تھا کہ دیو جیا نگر لشکر شکن اپنے مشورے سے ساخت ایک انجمن پر درج سخن بر سر خزان + بدست بان شد جو اہر نشان سخن را از اندازہ کار خویش بہ فیروزی خویش و پیکار خویش + کہ تا چند بدخواہ نا اعتماد بہ شتاب سوچیم چون بقصد رسیدہ بہ ہمین تدبیر این کا چہیت کہ بر کار بیکر باید گریست + الغرض خردمندان صاحب رائے اور وزیر اسے عقدہ کشائے مثل مجر کشور خان اور شاہ البو تراب شیرازی کہ کہ متربان دولت اور بحرمان امر مشورے سے تھے عرض پیرا ہوئے کہ اسے جہان کشائے حقائق انجلا سے مکمل نسخہ نقصان و قدر اور نعم البدل جام جہان نہا ہی عرض بعضے مقدمات کی حاجت نہیں ہے لیکن جو حکم جہان مطاع سے تجاوز کرنا سواد الادب ہی اگر حکم اشرف شرف اصدار پاوے جو کچھ مناسب ہو مسامحہ قدسی مع میں ہو پنا دین کہ جو کچھ کفار بیجا نگر کے دفع کے بارہ میں اور ان کے ہمال دولت کے قلع قمع میں خاطر نصرت مظاہرین ہو پنا ہی عین صلاح و صواب ہے لیکن یہ امر بدون اتفاق شاہان اسلام و کن متعذر ہے کس واسطے کہ رام راج مزید لشکر اور وفور چشم میں القیاف اور خیمہ صاں رکھتا ہے اور زر جہاں کی مملکت کا کہ ساٹھ ہند را و بہت قلعون اور بلا پر ہے بارہ کروہیون تھینا خزانہ عامرہ میں داخل ہوتا ہے اور صولت اور سطوت اس کے تمام دلوں میں سائی ہے ایسے شخص سے تنہا ایجاد کہ کرنا ضرر کے سوا نفع نہ بخشیدگا لازم کہ حسین نظام شاہ بھری کو اپنا موافق کرین اور بساط خصومت درمیان سے لپیٹیں علی عادل شاہ نے زبان اہل اسے کی حسین و آفرین میں گویا کی اور مجر کشور خان کو اس امر میں سے مختار کیا اور اسے پہلے ایک ایلمی علی عادل شاہ کی طرف سے ابراہیم قطب شاہ کے پاس بھیجا کہ ابراہیم قطب شاہ نے اسے بھیجا کہ کفار بیجا نگر کے ہاتھ سے نہایت رنجیدہ تھا استعہد ہوا کہ درمیان علی عادل شاہ اور حسین نظام شاہ کے متوسط ہو کر آپس میں دوستی کو رنگ پیدا کر دیا اور قلعہ شولا پر کو کہ موجب نزاع ہے حسن تدبیر سے علی عادل شاہ کے متعلق کہ یکا پھر مصطفیٰ خان اردستانی کو کہ سید صیغہ النسب اور اس دولتانہ کارکن اعظم تھا بیجا پور کی طرف بھیجا کہ اگر علی عادل شاہ اس بارہ میں جو پیغام کیا ہے پورا مستعد ہو تو وہاں سے احمد نگر جاکر تہنید مقدمات دوستی میں مشغول ہووے چنانچہ مصطفیٰ خان اردستانی علی عادل شاہ کے دربار میں حاضر ہو کر ملازمت سے شرفیاب ہوا اور جب اسے مصر اور مجدد دیکھا احمد نگر کی طرف روانہ ہوا اور حسین نظام شاہ بھری سے ملتہم ہوا کہ شاہان بہمنہ کے عہد میں تمام عرصہ کن جولانچہ سمند ایک دولت مند تھا کبھی اہالی اسلام غالب ہوتے تھے اور کبھی کفار بیجا نگر استیلا پاتے تھے اکثر سلاطین بہمنہ بساط منازعت بقائمی چن کر ساتھ اس جماعت کے مواسا اور مدار کرتے تھے اب کہ ولایت کن چند آدمیوں پر منقسم ہوئی ہو طریق عقل وہ ہے کہ سلاطین اسلام متحد ہو کر طریق موافقت اور اتحاد جاری رکھیں تو ساحت سلطنت دشمن قوی کے آسیب سے محفوظ رہے اور دست تغلب اور غلبہ اسے بیجا نگر کا کہ جمیع راجہاے کرنا ملک اس کے مطیع اور فرمانبردار ہیں وہاں ممالک اسلام سے کوتاہ ہووے اور رعیت کہ دوائے بدائع خالق ہے رام راج کی شر سے کہ نہایت قوی اور دلیر ہے اور اس ولایت میں مکر را نگر نہایت خیرہ ہوا ہے محفوظ رہے اور مسلمانوں کے مکانون کو اس سے زیادہ تریشین گاہ کافران نہ کرنا چاہیے حسین نظام شاہ بھری سید مغری الیہ کی راست گوئی سے نہایت محفوظ ہوا اور ہنگامی رے پسندیدہ پر ثنا خوان ہوا اور سید مغری الیہ نے اتفاق قاسم بیگ حکیم تبریزی اور ملاعت بیت اللہ

قانونی کہ اعیان احمد  
 بی بی سلطانہ کو علی  
 عادل شاہ اپنے  
 اس وقت تین باد  
 اسے مستحب  
 آن کر عہد و پیمان  
 مغز و شہزاد اور  
 خلعت ہر گونہ  
 آ کے ایسا  
 زبردیش  
 بیجا پور میں داخل  
 اپنے گمنام  
 راجہ اور مد کل  
 درستی کی اور اسے  
 حسین نظام شاہ  
 بہتر چری میں  
 مذکور میں گیسو  
 بلند مشاہدہ فرما کر  
 زلشکر کہ غرض افروز  
 اور جو طے مراحل  
 چونکہ وہ حد و علی  
 ہو کر دلاری کی  
 کہ ضروریات سفر  
 سلاطین نامور اور  
 کاکیل اور سلاطین  
 بھلی تاجہ بھجیا  
 شکر داری کو جہت  
 سن بعد رام راج  
 درپے جوشان





علی عادل شاہ نے ناچار پھر فتح کشور خان اور شاہ ابو تراب شیرازی کو بجا نگر بھیج کر رام راج سے استعانت کی اور جب وہ بلاتامل پچاس ہزار سوار اور دو لاکھ پیادے لے کر بجا پور کی طرف راہی ہوا پھر دونوں باتفاق منزل مقصود کی طرف روانہ ہوئے اس بات ز لشکر جہان انجمن گشت پرہیز کے ازبکی کسر لشکست درہ زلبیاری لشکر بے ہراس ہر عالم برافقہ دریم قیاس ہوا اور جب قلعہ کلیانی کے اطراف میں پہنچے ابراہیم قطب شاہ نے شہر ستو وہ مردم خوش طبع کا ہاتھ سے ندیا کوئی دقیقہ مردی اور مردی سے فرو گذاشت نہ کیا یعنی باوجود عہدہ پیمان آدمی رات کو کچ کر کے رام راج اور علی عادل شاہ سے بلا حسین نظام شاہ بھری صبح کو خواب سے بیدار ہوا جب ابراہیم قطب شاہ کو اپنے پہلو میں ندیکھا صلاح توقف میں مذہبی بسرعت تہمتراحمہ نگر کی سمت روانہ ہوا اور عدالت پناہ تعاقب میں تاراج کنان اس بلدہ کے اطراف میں پہنچے حسین نظام شاہ تنگناہ کے قلعہ کو ذخیرہ اور آذوقہ اور مردان کار آزمودہ سے انتظام دے کر خیر کی طرف راہی ہوا اور شاہان کو رحمان کے محاصرہ میں مشغول ہوئے اور بہت امیرون کو اطراف و جوانب میں بھیج کر آبادی کا اثر قریون اور شہردن میں نہ چھوڑا اور کفار بجا نگر نے بھی قلع اور فتح اور عمارات کے سوخت کرنے میں تقصیر نہ کی انواع فساد ظہور میں لائے اور خانہ خدا میں بندہ اصنام بت پرستی میں مشغول ہوئے اور گھوڑے باندھے اسپر بھی باز نہ آئے اور سقماے چوبی مساجد کو آگ دیکر خاک سیاہ کیا اس بات ہمہ شہر و بازار احمد نگر ہند از صد تہہ تہہ زبردہ ہمہ کشتہ شد طعمہ چار پائے نہ مانداں ران مرز چیرے بجائے ہوا اور جب بارش شروع ہوئی کچڑ کی کثرت سے قلعہ وصول غلہ اور آذوقہ ہوئی اور تنگی معاش آردو سے ظفر قرین میں ہم پہنچی اور قطب شاہ مخفی نظام شاہ کی طرف رعایت کر کے غلہ اور جمیع مایحتاج قلعہ بندوں کو پہنچاتا تھا اور استالت دیکر نہیں چاہتا تھا کہ محصورین شکستہ خاطر اور بدحواس ہوں علی عادل شاہ نے ان امروں کو بدلائل و براہین دریافت کر کے رام راج سے کہا کہ احمد نگر کے محاصرہ میں بہت طویل ہے البتہ شولا پور کا لینا آسان ہے اس بارہ میں بہت فمائش کی اور جسطور کہ ممکن ہو سکے اس موضع سے باتفاق کچ کر کیا اور جب پانچ منزل تاہ طے ہوئی کشور خان نے کفار بجا نگر کی تعدی مہیا اور غلبہ مشاہدہ کر کے عدالت و تنگناہ سے کہا محاصرہ قلعہ شولا پور اس وقت مناسب نہیں ہے کس واسطے اگر مفتوح ہوگا یقین ہے کہ رام راج اس میں طمع کر کے ہمو کوخل ندیکھا بلکہ طمع اور مالک میں بھی کوکے فتنہ عظیم برپا کرے گا بہتر یہ ہے کہ فسخ غریمت کریں اور صبح کو نلدرک میں جا کر قلعہ نہایت انتظام سے تیار کر کے اسکے استظہار سے بعد راج و ماہشکی تمام قلعہ شولا پور کو مفتوح کریں علی عادل شاہ کو یہ بات پسند آئی اور جسطور سے بن پڑا رام راج کو نلدرک کی طرف لے گیا اور اس مقام میں کہ زمانہ سابق میں نل سپر بادشاہ مندو نے قلعہ تیار کیا تھا جسکے کچھ آثار و علامات اب بھی ظاہر تھے اسے ظالم کی رائے سے بنیاد قلعہ کی ڈالی باور موسم برسات میں دیوارین اسکی کچ اور تھہر سے تیار کروائیں اور اسکا نام شاہ درک رکھا پھر تیون بادشاہ اس میں رخصت ہو کے قطب شاہ اور رام راج اپنے مالک کی طرف روانہ ہوئے عدالت پناہ بجا پور کی طرف تشریف لائے لیکن رام راج بے اتہال نے اسی سال بمقتضائے اللہ تعالیٰ ہم دیمہ فی طغیانہم تیون پردہ شقاوت اپنے دیدہ بصیرت پر ڈال کر کاڈان ظالم کی طرح میدان طغیان میں مرکب عددان کو جولا دیا اور تیون و ولست کو اپنے تیشہ و ماظلمنا ہم و لکن کا نوا انفسہم نظارین سے قطع کیا اور چند امر کہ شاہ عدالت پسندی عیب سے کہ خلاف بلکہ موجب نفرت تھے ظہور میں پہنچائے بیت و ہتھان سا لچر وہ چہ خوش گفت با سپر

کافر و ختم من بحر اتر  
چاہے روئے  
جواب بدک شلخ  
مردم بجز بندید  
پہلے رتبہ علی عادل  
سے کفار بجا  
اور مساجد اور  
سکے پور میں آیا  
نامی پھر اس  
خبر سن کر نہایت  
اس سفر سے  
کبھی برسر عنایت  
گھوڑے کو تازا  
تھا اور مارا  
و عام آردو کے  
کے اطراف میں  
کو محاسب و  
ماہور کیا اور  
تھے ناچار ہوا کہ  
ولایت انکو اور  
کر کے اس جیل  
ہم پہنچایا تھا اور  
کا قلعہ میں تھا  
حاکمیت سے اور  
بجائے کہ قرب و  
سکوت اختیار کیا  
سکھ اور برج و بار  
خرد مندوں کے  
انتظام ہر کفقتہ





مقرر کر کے فرمایا کہ ساجد اور کوچہ بازار میں بارعام کیوقت بے اندیشہ اپنے کام میں باور بلند مشغول رہیں اور سادات اور علما اور فضلاء کو گرامی رکھ کر اُنکے واسطے بھی راتب معین کیا اور ہنگی ہمت مردمان خوب کی گردآوری میں کمرداد و انشمندان ذی عقول اور مرد میدان کا رزار اور معقول سے ہر مصروف کی تاخیر انتظام میں نہواور تھوڑے عرصہ میں ایران اور توران اور تمام اقلیم سبعہ سے مرد باکمال متدین اُسکے دربار میں تشریف لائے اور سب پر شک و بے شک ہو اور علی عادل شاہ نے وہ گنج کہ اسے ارث پہنچا تھا اور اس میں ڈیڑھ کروڑ ہون تھے عرصہ قلیل میں سادات و مومنین غریباور مساکین شہری اور دیہی اعلیٰ ذوالنی رخرج کیا اور سب اسکے خوان ماندر فیض کا پس خوردہ لیکے اُنکی سحاب کرم اُس بھر عطا کاشب و روز کہ شہرہ کے کشت زار متنا پر سب کی آرزو کا کاشہ اُس سخاوت پیشہ کی عطا سے لبریز ہوا رسم سوال و آزد اختیار جہان سے دور ہوئی کان سائل کی صدا کے مشتاق اور دیدہ صورت گداؤں کھنڈہ کندیدہ ہوئے عدل کو یہ رولج دیا اور رعیت سے یوں رعایت کی کہ حاصل ملکیت نے ترقی اور افزونی قبول کی بدترین صفات جان کر شاہان دکن اور رعایا کے ساتھ مدار اور مواسات کا طریق جاری رکھا اور حسن تدبیر سے قلعہ راجپور اور مدکل اور ورنکل اور کلیانی اور شولالپور اور ادنی اور دھار و رچندر کوٹی مع اور برکات کثیر کہ کسی زمانہ میں بیکار ہوئے آگے شاہان اسلام سے مسخر اور مفتوح ہوئے تھے حکمت علمی سے بے تعب و مشقت اُنہیں مشغول ہو کر دائرہ مملکت کو وسیع کر لیا اور اُس جناب نے کافیہ اور متوسط اور چند کتاب دیگر علم کلام اور منطق اور حکمت میں استاد سے درس کی تحقیر اور اکثر علوم کے مسائل سے آشنائی رکھنا تھا اور خط نسخ اور کثلث اور رقاع خوب لکھتا تھا اور نوشتوں کے ذیل میں اپنا نام اس پنج سے مرقوم کرتا تھا کہ تہ علی صوفی قلندر اور یہ شاہ درویش صفت تھا اور صاحب مشرب اور صوفی منش اور خوش طبع اور صاف نظر اور عاشقی کے ذوق سے بھی باخبر تھا اور اہل حیثیت سے صحبت رکھتا تھا اور ہمیشہ ماہر و بیان زہرہ جبین اور سادہ عذاران مہر آئین سے اپنی مجلس منور اور مزین کرتا تھا اور ساتھ اس بیت کے مترنم ہوتا تھا بیت مایم و ہمین زمزمہ عشق فغانے پیداست کہ دیگر کچھ خرسند تو ان بود اور ابتدا سے جلوس میں جب اُسے منظور ہوا کہ قلعہ شولالپور اور کلیان کو نظام شاہ کے ہاتھ سے برآورہ کرے محمد کشور خان اور شاہ پور تراب شیرازی کو برہم رسالت رام راج کے پاس بھیجا کہ سادہ اتحاد اور یگانگی کی بچائی اور محمد حسین قلی صفائی کو اجیزنگرین روانہ کر کے یگانگی اور موافقت کے بارہ میں کوشش کی اور رام راج بھی سرگربان دوستی سے برآورہ کر کے ایچون کے اغراز و تکریم میں مصروف ہوا اور اپنے ایک مقرب کو تنہا در مبارکباد جلوس کیواسطے اُنکے ہمراہ کر کے مقضی المرام رخصت کیا اور حسین نظام شاہ بھری ایچی کے ساتھ حسن التفات اور عنایات سے پیش نہ آیا اور کسی کو تنہا کے واسطے نہ بھیجا بلکہ خبر را بطہ رام راج سنکر اور مقصد سمجھ کر اظہار رنجش اور کدورت کی علی عادل شاہ اس سبب سے کہ ہمیشہ ہمت تدارک پران خللون کے جو اُسکے باپ کے عہد میں واقع ہوئی تھیں مصروف رکھتا تھا زیادہ تر ہرجاج سے طریقہ آشنائی جاری کیا بیان تک کہ جب اس عرصہ میں ایک بیٹا رام راج کا کہ نہایت تعلق اور محبت اس سے رکھتا تھا فوت ہوا خود بنفس نفیس محمد کشور خان کی صلاح و ہدایت سے جرات اور دلیری کر کہ اُسکے زار پسی کے واسطے سوار ہمراہ لیکر کہ ان میں ایک محمد کشور خان تھا بیگانگی طرف روانہ ہوا اور یکایک رام راج کی مجلس میں حاضر ہو کر لوازم عزادار پریش بجالایا اور ایک خلعت فاخرہ کے لے گیا تھا اُسے پنجا کر باس ماتمی تبدیل کر دیا اور

رام راج کی زوجہ  
نہ روز تک رام  
کیا اور جو رام راج  
ماور کیا تھا انھیں  
وقت ظاہر نہ کر کے  
کی اور حسین نظام  
تھا اور جب سب  
کے تصرف میں در  
روزیوں کا دنیا دشو  
بھری کے مصاحب  
بلکہ روز بروز نا  
اور نہ بھگوانہ کھا  
عقل نہیں ہر اگر  
اور نہیں یقین سمجھ  
اور قلعہ عظیم پر  
ساختن نہ کر کے  
حسین نظام شاہ  
بھی ناراض ہوا  
نشان جو نصرت  
کرنا گروہی شخص  
شاہیہ سے رک  
رام راج کو اپنی  
افسردہ و قریع میں  
نے جو سالہا سے  
عیش میں خاک کر  
بھری قوت مقابلہ  
دولت کی صلاح  
سال منازعت کی  
اور حسین نظام شاہ





ناسور مقعد و بواسیر و لاق الامعا اور تپ مطبقہ اور دوران سر میں گرفتار ہوا بہت اطباء ہند کہ اُسکے معتمد علیہ تھے جب کسی کا معالجہ اثر نہ ہوتا تو اُسکو مار ڈالتا اور آخر کو یہ نوبت پہنچی کہ اُسکے جملہ اطباء نے ولایت سے جلا وطنی اختیار کی اور عطارون نے اپنا پیشہ ترک کر کے دکانیں بند کیں اور اُسکی بیماری نے دو برس کا عرصہ کھینچا اور شہور ۹۶۵ھ نو سو پینسٹھ ہجری میں رحمت حق واصل ہوا چنانچہ بعد تجویز تکفین جنازہ اُسکا قصبہ کو کی احاطہ شیخ جیند جدری میں لجا کر اُسکے باپ دادا کے پہلو میں مدفون کیا اور اس سے دو فرزند اور دو بیٹیاں باقی رہیں ایک فرزند علی کہ ولیمد ہوا اور دوسرا فرزند طہاسپ کہ ابراہیم عادل شاہ ثانی لقب اُسکا ہو بیٹیاں باقی بی بی زہبہ علی برید اور ہدیہ سلطان شکر نظام شاہ بھری مدت اُسکی سلطنت کی چوبیس سال اور چنڈا ماہ تھے

## ذکر ابو المنظر علی عادل شاہ بن ابراہیم عادل شاہ بن اسماعیل عادل شاہ کی جہانداری کا

راویان اخبار و حاکمان آثار ارقام اقلام عنبرین قام سے مشام ارباب دانش و نبش کو یون معطر کرتے ہیں کہ علی عادل شاہ عہد طفلی سے حدت ذہن اور جودت فہم اور شوخی طبع میں موصوف تھا اور جب میسر ہو کر سن رشد کو پہنچا اُسکا باپ ابراہیم عادل شاہ شکر و سپاس بجالایا کہ معبود حقیقی نے مجھے توفیق عطا فرمائی کہ اپنے جد و پدر کے مذہب سے بیزار ہو کر دین حق یعنی مذہب امام عظیم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ جو عابد اور زاہد اور عارف اور خائف اور کریم السکوت یعنی بہت کم سخن اور دائم الشکر تھے اختیار کیا اور شمار روافض برطرف کر کے اُس سے ایک اثر نہ چھوڑا علی عادل شاہ کہ اُس مجلس میں حاضر تھا شوخی طبع سے آپ کو ضبط نہ کر سکا عرض پیرا ہوا جو دین آمار کا ترک پسندیدہ ہو تو لازم ہو کہ تمام بنی آدم ایسا کریں ابراہیم عادل شاہ نے غیظ میں آن کر استفسار فرمایا کہ تیرا کیا مذہب ہو اُس نے جواب دیا کہ اب مذہب سلطان رکھتا ہوں آئندہ عالم الغیب عالم ودانہ ہو ابراہیم عادل شاہ اُس کی ہمزبانی اور اس جواب کی ظلاقت لسانی سے سمجھا کہ علی عادل شاہ شیعہ ہی اور یہ اثر خواجہ عنایت اللہ شیرازی معلم کی تعلیم و تفہیم سے تصور کر کے علماء ہند سے فتویٰ لیکر اُس مسکین کو قتل کیا اور ملا فتح اللہ شیرازی المشہور بخاری کو علی عادل شاہ کی تعلیم و تادیب کیواسطے کہ حد شباب کو پہنچا تھا مقرر کیا قضا راہ بھی مذہب تشیع رکھتا تھا اور زمانہ کے ملاحظہ سے آپ کو حنفی مذہب ظاہر کرتا تھا اس واسطے علی عادل شاہ اُسکو مغرور اور گرامی تر جان سے رکھ کر اُسکی تعلیم و تکریم میں کوشش کرتا تھا اتفاقاً اُن دنوں میں ایک جماعت مقرران ابراہیم عادل شاہ نے برہان نظام شاہ بھری کے ساتھ محقق ہمزبان ہو کر یہ تجویز کی کہ ابراہیم عادل شاہ کو چاشنی گیر کے ہاتھ سے مسموم کر کے اُسے بھائی شاہزادہ عبداللہ کو جانشین کریں اور خطبہ بنام اللہ اثن عشر پرچین اور چاشنی گیر کو سنی پاک اعتقاد تھا برہان نظام شاہ بھری کے ارادہ سے مطلع ہو کر ہاتھ موافقت سے کھینچا اور جب یہ خبر عدالت پناہ کے سماع مبارک میں پہنچی اور آنحضرت کو معلوم ہوا کہ ابتدائین جوان سالار بھی اس امر میں شریک تھا سب کو سزا دی اور ہر چند بھری بھائی کی عدالت پناہ پر واضح تھی اس پر بھی داہمہ غالب ہوا اور جس وقت عدالت پناہ قلعہ پناہ کی تفرج کے واسطے تشریف لائے وہ مع مال خطیبہ سجا کر بندر کو وہ کی طرف گیا اور جو علی عادل شاہ کا آغاز شباب تھا ابراہیم عادل شاہ اُس سے بھی

نمودار ہو گئے اور اہم عادل شاہ نے باجوہ کو کریم پور سے کرم و احتیام کو کے موح کو آراستہ کوئے شمس کی  
 طرف روانہ ہوا اور سیف عین الملک نے اُس کے مقابلہ اور مقابلہ سے ہراسان ہو کر شیردل سے صلحت بھی  
 منس کی یہ سارے ہوئی کس طرح کے ساتھ چڑھا دیا ہی چوٹس سے مقابلہ کرنا چاہیے مرضی حان انکو کسیدیر  
 عورت تھا اور سیف عین الملک مریدوں کے ماسدائس سے سلوک کرنا تھا وہ لاکر چڑھتا ہین اسکا ملاحظہ جایا  
 اس لشکروں کو فال نمک ٹھکر لوم ورم گھوٹے جولان کیے اور پانچھار سو ارباب حاکم جمع کر کے بیج عادل شاہی  
 کے عیسائی و مسلمانوں کو دیکھا جس مقام میں کرچتر سامان تھا حملہ آور ہوا اور مولف کتاب نے عیسائی ایک سہائی سے  
 حواس معور میں شریک تھا سارے کرب سیف عین الملک نے گھوڑا احوال کیا پانچھار سو ارباب کیدل اُس کے ہمراہ  
 تھے ایک مرتہ گھوڑوں کو حملہ دے کر اہم عادل شاہ کی بیج حاکم کی طرف متوجہ ہوئے اور اپنی قلعہ  
 اس طبع کی تاب لاکر حاکم گئے اور اہم عادل شاہ نے بیجا پور پر چکر تلخہ میں من لیا اور چڑھار میل دور ہو کر  
 اور آتا ہوا شاہی کر اُس کے ہمراہ سیف عین الملک کو نصیب ہوا اور ملک کی سیرت سے محل حاکم اُس کے درخت  
 میں طائر پائا اور وہ صبح زور وہ میں کہ جا پور سے دو کوس پور تیرل کر کے اکثر دلاست عادل شاہ مختصر ہوا اور بیج  
 ہمای اُسکی ہر رستہ کے ماہر تاخت لاکر اوسے مزاحمت پہنچائی تھی اور ملہ اور آدو تہہ مخصوص کام کیا جا چکی  
 تھی عادل شاہ نے اُس کے سوا اور علاج نہ دیکھا کہ رام راجی کو اپنا شریک محمد وصال کر کے اس مساد کے بارہ کو  
 تھا دے آوے سات لاکھ ہوں ٹھکر لک طلب کی رام راجی نے اُسے بھائی تنگداری کو لشکر اموہ کا بیٹا  
 کر کے دس اعدائے واسطے روانہ کیا سیف عین الملک نے امداد مل لاری کی تعلیم کر کے چاکار لشکر سیر گار شیخوں  
 ماروں اور شکستہ دی ہے یہ امر دریافت کر کے تاکید ایسی وح کو حکم دیا کہ سب مرد و رگر ہو شیار ہو کر ایک ایک  
 چوب ساڑھے دس گر کی لائی ہم ہو پانچ کر اُس کے سر پر گورڈنیل میں چوب کر کے پھیلین اور رات کے وقت جب  
 حوالہ ملد ہوئے سب کو افسار کی روش کو بن سیف عین الملک اس دس سے عامل ہو کر وہ ہر آدمی پل سر د  
 اپنے لشکر لیے انتحاب کر کے جہانق صلاحت حال تھوں مراد ہوا اور بیجا پور سے تین کوس پر بیجا تکر کی بیج  
 پرچوں لپکا اور مار مار کر اُسے آدو میں در آیا سبوں نے جمع ہو کر پانی مشعل روش کر کے شہ تیرہ کو دریا توڑ کے  
 ماسد کر دیا ایک لے دوسرے کو پچانا ماسد لے لکڑ آسوقت تھا کھر کے مادیوں نے چاروں طرف سے  
 ہجوم کر کے صوب و سنگ تیرہ لکڑ سے طرہ العین میں تھا ہر اربابان ہلاک کیے سیف عین الملک اور  
 صلاحت حال نے نصدمت اس سبیل صا اور حاکم ملا سے مراد ہو کر راہ مراد نانی اور سر سبیل سے اپنے لشکر کا  
 کارا سہ ہوا اور طرف چارے اس سب سے شکی تمام بیج متفرق ہو گئی ہر اربابان ہلاک کیے سیف عین الملک اور  
 دوسو آدمیوں سے زیادہ اُس کے ہمراہ رہے اور صوب تین ہر اربابان گدڑی اور سیف عین الملک ہلاک ہوا اور  
 قتل ہوئے کی متفرق ہوئی اُس کے لشکر کے اعلیٰ اُسے مدیک ہو کر کاہر ہوئے جب طرہ طرہ میں نے اُتار کر  
 عین الملک دہاں پہنچا اور اپنے آدو سے نشان پایا لیکن آدمیوں کو سہرا لیکر دشت ادا ہو کر طرف آوا  
 ہوا اور ان کے راستہ سے ولایت لطام شاہیہ کی طرف نکل گیا تو بیج اُسی سے اسام حاکم و مال اُس کی  
 قصایہ لطام شاہیہ کے صمن میں مدکر ہو گا اور اہم عادل شاہ اُسیں دونوں میں اصرار متناہ وہ لے

دوسری سرکار میں نہ جاوینگے اور جو اس پیغام اخلاص شہتال نے بھی رائج سرکشی کا ابراہیم عادل شاہ کے دماغ  
منظمنہ میں پہنچایا ایلچی کو طمانچہ مار کر دربار سے نکال دیا اور سیف عین الملک نے مایوس ہو کر اپنے اصحاب حل و عقد  
سے مشورہ کیا مرنضی خان انجو اور میزرا بیگ ہیستانی اور عالم خان اور فتح اللہ خان نے متفقاً لفظ و  
المعنی ہو کر جواب دیا کہ اس شاہ کی خدمت میں دوبارہ عرض و التماس کا یا راز مصلحت و قیمت یہ ہو کہ ولایت مان  
میں جا کر محصول خریف کا معروض وصول میں لاوین اور ساز و سلب اپنا درست مکرین جب لشکر عادل شاہی ہمارے  
استیصال کی واسطے مامور ہوئے جس طرف مناسب جائیں روانہ ہو وین سیف عین الملک کو یہ رائے پسند آئی  
اسی دن سچا پور سے کوچ کیا اور ابراہیم عادل شاہ نے اس حال سے مطلع ہو کر ایک سردار کو مع پانچ ہزار سوار اسکے  
فتح اور اخراج کی واسطے مقرر کیا اور جب وہ نہر ولایت مان کے کنارے پہنچا صلابت خان بلا اجازت سیف عین الملک  
مسلح ہو کر اس سے آتش کارزار افروختہ کر کے عدالت پناہ کی فوج کو بجالا تبرہنریت دیکر اس کے فیل و اسب  
پر متصرف ہوا اور سیف عین الملک توی تر ہو کر دندان طمع فصل بریج پر بھی مارا اور پرگنات جاگیر کے سوا ولایت مرچ و کھر  
وغیرہ پر قابض و فیل ہوا ابراہیم عادل شاہ نے دوبارہ اسکے قلع و قمع کی فکر میں دس ہزار سوار و پیادہ آراستہ  
کر کے دلاور خان جیشی کے ہمراہ جو آخر میں وکیل السلاطین ابراہیم عادل شاہ ثانی ہوا تھا تعین فرمائے اس مرتبہ سیف  
عین الملک اور صلابت خان بغرم جنگ افواج آراستہ کر کے حسن آباد کلرگر کے ذاج میں دلاور خان جنگو سے دو ہوا  
ہوئے اور خوب تلوار چلی طرین کے بہادروں نے جانبازی کا کوئی مقدمہ اٹھا نہ کیا آخر کو دلاور خان مجروح ہونے سے  
لاچار ہوا سیل خون اس کے سردار سے جاری ہوئی پھر میدان کین میں ٹھہرنے کی تاب نہ لایا پاؤں تڑا کر جاگنے سے ہل گیا  
راہ فرار پانی سب فوج و رہم و رہم ہو گئی دلاور خان ایک جمعیت سے بھاگا جاتا تھا سیف عین الملک نے مع  
فوج چار کوس تک تعاقب کیا عادل شاہی کے بہت لوگوں کو مرکب حیات سے خاک مات پر ڈالا اور استغدر  
اسباب اور اموال اور اسب و فیل و شتر و دستیاب کر کے مالا مال ہوا کہ شکستگی اور نقصان اپنا جیسا کہ چاہیے ہو درست کر کے  
توی حال ہوا اور فوج و شتم تازہ فراہم کر کے پانچ ہزار سوار خوب دوا سپہ و سپہ اور فیل اور توپخانہ ہم پہنچایا ابراہیم عادل شاہ  
نے تیسری مرتبہ چیس ہزار سوار مرتب کر کے فیل و توپخانہ جنگی ہمراہ لیکر خود اسکے دفع کے واسطے سوار ہوا جب نہر ولایت  
مان پر پہنچا دیکھا کہ سیف عین الملک اپنی سپاہ آراستہ کر کے قصبہ مان میں متعیم ہو اور زمین بھاگتا چند روز  
دریا کے کنارے توقف کیا اور سیف عین الملک کہ لشکر کو فراہم لا کر بھاگنے پر مستعد ہوا تھا بادشاہ کے  
توقف و اقامت سے اپنے تین صاحب وجود بھاگ کر فرسخ غزیت کی اور شیر نر کی طرح جنگ پر آمادہ ہو کر  
تین روز پیہم اور متواتر اخراج آراستہ کر کے ابراہیم عادل شاہ کے لشکر گاہ کی طرف آتا تھا اور لیٹ جاتا تھا اس  
پریشانی سے لشکر عادل شاہی کے وضع و شریف تینوں دن مسلح اور مکمل ہو کر صبح سے شام تک گھوڑوں کی  
پیٹھ پر سوار رہتے تھے رات کو خستہ اور کوفتہ ہو کر خیمہ و خمر گاہ کی طرف جاتے تھے جب چوتھے دن سیف  
عین الملک صفوں کو آراستہ کر کے متوجہ ہوا مردم عادل شاہی اس دن کو بھی روز ہائے سابق کی طرح تصور  
کر کے اپنے مقام سے نہ ہٹے ہر چند قراول کہتے تھے کہ اب سیف عین الملک مع فوج آپہنچا کوئی شخص گھوڑے  
پر سوار نہ ہوتا تھا اور ہتھیار اور ساز نہ باندھتا تھا کہ ناگاہ میدان کے کنارے سے نشان لشکر سیف عین الملک کے

نوادار ہوئے  
ظرف روانہ ہو  
سب کی پر  
غور و خیر سیف  
اس لشکر کو  
کے مینا پر سپہ  
جو اس سو کو  
تھے ایک مرتبہ  
اس حملہ کی  
اور انشا شاہ  
میں نہ ہوا  
ہمراہی اسکی  
تھی عادل شاہ  
بجائے آئے  
کر کے دفعہ  
ماروں اور  
چوب ساز  
خون غافل ہو  
اسے لشکر  
پریشان ہو گیا  
ماند کر دیا ایک  
ہجوم کے منور  
صلابت خان  
کاراستہ ہو کر  
دوسرا میدان  
قتل ہونے کی  
عین الملک  
ہوا اور مان کے  
تضایا سے نظام

اور عطا دل میں تو چاہا۔ نظام شاہی پر تصرف ہوا اور ہر اہل کو جو عمدہ لشکر عظیم تھا اسے درجہ و رتبہ کے ہوتے ملک میں پہنچا اور حسین نظام شاہ کو بھی کس لشکر کا حاکم اور میل مائے امرا پر عطا دل شاہ کی حزب برآمدہ ہوا تھا علیٰ ہمتی ہمتی ملو اور حکم کے سبب عین الملک پر حملہ آور ہوا اور مجمع حائین اس ملک سے لڑنے لگی تاکہ جھگڑا ہو جاتی تھی اور اس کے ملک صاحب اس زمانہ میں واقع ہوئی تھی بطور میں آئی جو طرح میں حاکم سے سیر ہوئی۔ ریشہ پر ہونے پر یہ حکم اراواح ملک شاہی متزلزل ہو کر صریح ہو وے کہ جگہ جگہ مستحضر اسے نظام شاہیہ سے شل ہو چکا تھا دیکھی اور جگہ گیر حاکم حسی اور مصمم حاکم شیلازی کے جو میسر ہوا اس اہم عادل شاہ کے ساتھ جنگ کے مدغم ہونے تھے لیکن نظام شاہی پر یہ دیکھ کر گرد آوری ہوئی اور اسے صاحب کی مدد کے لیے عین سفیر اور اوپر میں پیچھے چھوڑ کر عین الملک نے دیکھا کہ اراواح نظام شاہیہ ملک کو آئی اور اراواح عادل شاہ کی طرف سے ملک عین ہو چکی اور العز ورت حسب عادت پاسی کر جس وقت دشمن کا ملہ شاہدہ کرنا تھا یادہ یا مکر یا ایستادہ ہوتا تھا پاسے شات ریس میں عین میں گزرا یا تو سادہ ران بدائی کو معلوم ہو کر سداوارادہ کھانے کا عین رکھتا ہوا ملک پر ہوا جو کچھ ملک ادا کر س یا لڑائی فتح کریں شرف بھی گھوڑے سے آخر کر میدان سرور میں ایستادہ ہوا تھا کہ دھن ایک کو تارہ نصیب نے اراواح عادل شاہ کو یہ خبر پہنچائی کہ عین نے عین مکر میں دیکھا کہ عین الملک نے گھوڑے سے آخر حسین نظام شاہ کو کرا کر اس کا قدر صاحب پر سلام کیا اس کے بعد اسے سرحد کے واسطے آگے ہاتھ سے بیڑہ پان کا ریس شرف پرایا یہ کہ کھنکھ کر تار کو کے اس کے سیر کر کے اراواح عادل شاہ کے بدولت کے کھنکھ کر کے آدمی بھیجے اور اس امر کی تحقیق صدق و کذب میں کو مستحق کرے تیار گھوڑا پھر کراہ یا چا پور کی کی عین میں الملک نے ہوتا ہے یا بیان خاصہ سے اراواح نظام شاہیہ سے قاتلہ اور معانکا حقیقہ کیا تھا اور عین تھا کہ قاتل ہوا اراواح عادل شاہ کی حرورار سکڑا سے بھی جنگ سے ہاتھ روکا اور اسے حاکم رادہ صلوات حاکم کو کہ رحم کا نئی آٹھا کر گھوڑے سے جدا ہوا تھا پارچہ میں لپیٹ کر اس ارادہ سے اراواح عادل شاہ کے بھیجے دو لڑائی سکڑا چا پور کی بدولت سے مانع آئی کہ شکست کی دوستی میں کوشش کرے حسب اراواح عادل شاہ کی نظر عین الملک کے کھنکھ کر پڑی اس مکان سے کہ یہ قیاسیہ سے پڑنے کو آتا ہے جو حاکم جو کہ گھوڑا خاصہ کا سر پہنچا کر اور چا پور تک آئی ملک دہلی اس کے بعد عین الملک ملہ چا پور میں پہنچا کہ ایک ایسے مکر کو صلوات بہا کی صورت میں بھیج کر جس میں چا پور کو محال مسابہ اور ظل چھوڑ کر عین اس پر دھنچ جاوے دشمن ایک مہی و دو گویا اور جہدہ و عوگاہ میں رکھتا کہ اس کے سایہ میں سر کرے کہ عروہ حاکم سے کچھ اعانت جو وے کہ لڑا ہوا ان درست کہ کے تار و دست میں حاضر ہو وے حدالت شاہی سے بعد چوگا حدالت پناہ حاکم شکست کو اپنی تنوی اور جس لشوی اور دشمنی سے ہوتا تھا عطا کار و رادہ اس کے سم پر سکڑ کے واپس ایسا کر کے اعتدال و کار عین جو جس طرف سے مسطور ہو عین عین عین الملک نے جو حاکم شاری کے سوا کچھ نصیر کی تھی پھر ہر کچھ پیام کھما کر میں نے اراواح صدق و اعلیٰ میں کچھ کھد مت گاری اور حاکم سپاری کا کہ حاکم ران کر چھوڑا اور بقیم اپنے فرق سادہ کر پر تار کے در پلج بل و اسات سے دیکھا اور دوسرے دروازے پر حاکم نے لیا میں کھتا سمیت حرالتان نظام در حاکم پاس ہے دست دھر اراواح عین در حاکم ہی دست چھوڑا جس دست عین گھدالت پناہ چا پور یا چا پور میں چا پور اور مسلام میں

ہو عمل میں لاوین پھر ۹۵۹ھ نو سو اسیٹھ ہجری میں رام راج مع سپاہ بسیار راج کو ریٹوت متوجہ ہوا اور برہان نظام شاہ  
 بھری گئی مع خیل و خشم و ولایت ابراہیم عادل شاہ کے درمیان سے گزر کر اسے بیجا نگر سے ملاتی ہوا اور یہ تجویز  
 ہوئی کہ رام راج قلعہ راجپور و کل لیکر برہان شاہ کو شولا پور پر قابض کرے پھر دو دن باو شاہوں نے اول قلعہ راجپور کو محاصرہ کر کے  
 ایک مدت کے بعد یہ امن فتح کیا اور جب اہالیان حصار مدکل نے یہ خبر سنی تو کئی گئی بھی رام راج کے پاس بھی اسے قلعوں کو  
 مردم بہتر کے سپرد کر کے اپنے چھوٹے بھائی کو مع لشکر گران برہان نظام شاہ بھری کے ہمراہ کیا کہ قلعہ شولا پور کو بھی فتح کر کے  
 اسکے سپرد کریں اور رام راج اپنی دار الخلافت کی طرف راہی ہوا اور برہان نظام شاہ بھری بیجا نگر کی معاونت کے  
 باعث قوی پشت ہوا اور کوچ بر کوچ آن کر قلعہ کو محاصرہ کیا اور توپ قیامت آشوب کی ضرب سے برج و بارہ ٹکٹا شکستہ  
 کر کے مسخر کیا اور پھر تعمیر کر کے اپنے ایک محتو کے سپرد کیا اور احمد نگر کی طرف روانہ ہوا پھر نظام شاہ بھری کی وفات کے  
 بعد ارکان دولت اور اعیان ملک کی سعی اور کوشش سے ابراہیم عادل شاہ اور حسین نظام شاہ کے درمیان ابواب  
 مصافحت اور اخلاص کے کشادہ ہوئے اور سرحدین ملاقات کی اور کمازیم و عہد و پیمان کو سودے کر کے مستقر حکومت کی طرف  
 معاونت فرمائی لیکن چند روز کے بعد آثار محبت خصوصیت سے تبدیل ہوئے اور خواجہ جہان دکنی کی تحریک و سلسلہ  
 جنبانی کے باعث کہ آندون حسین نظام شاہ کے خوف سے بھاگ کر بیجا پور آیا تھا ابراہیم عادل شاہ قلعہ شولا پور کے  
 استحلاص کی فکر میں پڑا اور رام راج سے دوستی اور موافقت کی بنیاد ڈالی اور سیف عین الملک سپہ سالار برہان نظام شاہ  
 بھری جو حسین نظام سے متوہم ہو کر برہان عمار شاہ کے پاس دلایت برارین گیا تھا اسکو حسن تدبیر سے وعدہ ہائے دلفریب  
 پیش کیے اور اسد خان لاری کی جاگیر سے سپرد کر کے بھجاب و القاب سیف الدولہ القاہرہ عضد السلطنۃ الباہرہ امیر الامرا سیف  
 عین الملک و دیگر ممتاز فرمایا اور ولایت بان اور مائین اور تنکری اور راسے باغ جاگیر دیگر زر نقد بھی عنایت کیا اور اسی عرصہ  
 میں اسکی اور خواجہ جہان دکنی کی صلاح سے چتر شاہی شاہزادہ علی بن برہان نظام شاہ بھری کے سر پر کہ اسکے پاس پناہ لگیا تھا  
 قلعہ کیا اور یہ ارادہ کیا کہ پہلے اسے تخت احمد نگر پر چلن کرے بعد اسکے شولا پور کی تسخیر میں مشغول ہووے پھر سپاہ زر خواہ بیجا پور  
 سے رجعت کر کے شاہزادہ علی کو مع دو ہزار سوار نظام شاہی کے جوہی عرصہ میں حسین شاہ بھری کے سطوت اور غضب سے  
 مغرور ہو کر بیجا پور آئے تھے سرحد کی طرف اپنی روانگی سے پیشتر روانہ کیا اور نائے شملہر مواعید اکابر و اشراف احمد نگر کے پاس بھیج کر  
 انھیں شاہزادہ علی کی شاہی قبول کرنے کے واسطے ترغیب کی جب کسی نے مردم نظام شاہی سے شاہزادہ علی  
 کی طرف میل اور رغبت نہ کی حسین نظام شاہ بھری نے خبر سکر مع لشکر لکی برہان عمار شاہ کی سرحد کی سمت متوجہ ہوا  
 ابراہیم عادل شاہ نے بخلات عادت سرگج کھول کر چٹینا چھ لاکھ ہون سپاہ پر قسمت کیے اور سیف عین الملک کے سپہ سالار  
 کے سبب متوجہ حرب گرم کرنے میں عازم و جازم ہو کر بلوچ متواترہ سرحد کی جانب متوجہ ہوا اور میدان شولا پور میں  
 سے صفوف مصاف آراستہ ہوئیں ہمین پر عین الملک کنخانی اور انکس خان کو مقرر کر کے میسرہ پور خان و امام الملک  
 کے سپرد کی اور خود مع لشکر خاصہ خیل قلعہ بن قیام کیا اور سیف عین الملک کو مقدمہ یعنی ہرا دل کیا اور حسین  
 نظام شاہ بھری نے بھی جیسا کہ اسکے دفاع میں مذکور ہوگا افواج کو ترتیب دیکر خان زمان اور بھری خان  
 اور اخلاص خان کو مع لشکر برہان نظام شاہ ہرا دل کیا اور آتش بازی کے عملے پیش لشکر جا بجا قاعدہ سے  
 نصب کیے اور سیف عین الملک انہما ر شجاعت اور مجاہدے خدمت کی واسطے بسرعت تمام دشمن کی طرف روانہ ہوا

اور ملا اول بن تاج  
 اور حسین نظام  
 ملو اور ملو کے بعد  
 شل اس کے بعد  
 زب تاج افواج  
 دکنی اور جاگیر  
 ہونے سے شاہ  
 بن ہوئے جب کہ  
 لک نہیں ہوئے  
 ہونا تھا پاس  
 رفا ہو کر حق  
 ایک کتا و نظر  
 گھر سے اس  
 اتھ سے پڑا ہوا  
 آوی بیچے اور اس  
 نے جو تھا اسے  
 ابراہیم عادل  
 کاری اٹھا کر کھڑا  
 بجا پور کی روانگی  
 کے بعد پڑی اس  
 کی باگ دہری  
 عرض سپہ سالار  
 کاسے سایہ میں  
 عدالت شاہی  
 عطا کار وازہ اس  
 عین الملک نے  
 پناہ دست کاری  
 داسباب سے  
 نیست پھر راجہ

تخلیص اوصاف سے ماسواں ہوا اور برہاں لطاف شاہ محوی کو پیغام بھیجا کہ اعلیٰ مرید نے آپ کے عارف ابراہیم  
 عادل شاہ کی دوستی تعارضی دوستی پر قبول کی جو مناسب یہ ہو کہ کتاب انس کی راہی و ہمیت کو کے قلم کیاں اسے  
 حوزہ تصرف میں درلا دیں اس صورت میں برہاں لطاف شاہ محوی کہ اس وقت کا مفتاح تھا اس کی صلاح کے موجب  
 قلعہ کلیان کی شجر کو باسٹے لشکر آرا ہوا اور شکست وحدت کے ساتھ کوچ متواتر و کے قلعہ کو محاصرہ کیا اور ابراہیم  
 عادل شاہ نے بھی قصد اخلاص اہل لیاں قلعہ بجا پر بصحت و ثباتی اور برہاں لطاف شاہ کے لشکر کا مکے دو کوس  
 پر حیدر و جو گاہ قلعہ کے فوج کش جواہر برہاں لطاف شاہ نے ترک محاصرہ کیا اور حرب میں بھی بدشعول ہوا اور ابراہیم  
 عادل شاہ نے اپنے لشکر گاہ کے گر اگر دیکھ دو اور کجوائی اور ہراسے رک کو کو تاح و مارج میں مضطرب سے  
 بلین لطاف شاہ محوی کے آئندہ پرتو رکب جس سے قلعہ کی گمان لوگوں میں طبع ہوا اور کوئی نہایت مضطرب اور متقلب  
 چنانچہ اکثر قلعہ کی رائے اسے قرار پائی کہ کھڑے ہا ہی سواری کے سایہ مصعب اور لاہ پونے ہیں اور مرکب  
 بھی خاتمہ کی توحید میں رکھتے لازم ہو کہ جو کر راستہ یوں سرگردی سورہ طور دیگر تھے چاہیے حاصل کی ماحلات  
 نظام شاہ ہیں سمت گزارش باہمی حلاصہ رکھ کر مع حیدر مصداک کو کہ مردم عادل شاہیہ مہاراجت کی مصعب ورنہ  
 میں بلوچ حیدر من مشعل سے تھکا باگہ سیف بین الملک ویرہ امراے نظام شاہیہ عادل شاہ کے حیدر و دیگر پھر  
 تاحات لاکر عدل و قتال میں متول ہوئے یہ سیریمہ اور مدح و اس ہونے کے حوا راہیم شاہ آئندہ عمل عیدیں  
 مشول ہی بصورت پر تاشک سپہ کی پانی سراب رہ سے کل بھاگا اور برہاں لطاف شاہ محوی نے آبی درو راہ  
 آہستہ کیے قلعہ کلیان کی طرف حریت کی اور ہم کھائی لگا کر اپنی قلعہ اسی وقت قلعہ میرے سیر و کر کے تمام حدود  
 مرکب کو قتل کر دیا اہل قلعہ نے لاکر ابراہیم عادل شاہ کی شکست سے مدد ہوئے تھے ان کے قلعہ شجر کی دربرہاں لطاف شاہ  
 محوی کو تین عیدیں ایک دن میں حاصل ہوئی اور ابراہیم عادل شاہ نے قتل اور توجہ کر کے تاراج ہونے سے اعراضی  
 تھا ملک نظام شاہیہ میں داخل ہو کر چار لاکھ چھتیس لاکھ کے اور مستعد رکھن جو سکا سکی ویرانی اور عدلی میں نصیرا  
 کوتاہی کی اور چار لاکھ طور لیتا قلعہ پردہ میں ہو چکا اور دروازہ کشا و دیکھ کر ملک قلعہ میں مدد آیا اور مردم حاتم ہاں  
 دکی کے قلعہ سے راکر وہ کیا اور اس حص حصین کو ایک دکی مستر کو و ہادی میں متور تھا انھیں کو کے چیلور  
 کی طرف گیا اور یہ مہر کیاں کے اطراف میں منتشر ہو کر برہاں لطاف شاہ محوی اور چاہ دکی کو ہو چکی تو مازم متوراد ہوئے اور  
 حص قلعہ پردہ سے میں کوس دوری پر ہو گئے وہ ہمد دکی قلعہ چھ لاکھ لاکھ کا ہوا پر رک کسی مقام میں مکر دیکھا اور  
 شاہ عمال ہاں میں آجھو سے جو محاصرہ برہاں لطاف شاہ محوی تخلیص دکی ہمد کتب و اداریں سناں لاکھ متور ہو چلے  
 نظام شاہ محوی کی اسے ہو چکی ہراس مقیاس آہستہ توی ہما اور مگر پراپے دل میں کر کے کسی کو اپنے مانی ابراہیم نے مطلع  
 یہ کیا میں تک کہ ایک شب کو اپنے محل میں متواتر چھ لاکھ لاکھ کا ہوا اور کو حیاں مصداک برہاں لطاف شاہ محوی سمجھو  
 نے تھا شاہ سیریمہ دار و دروازہ کو گراہ و راہی مردم قلعہ بھی آئے اسیا مضطرب دیکھا آئے لسان قدیم بدوڑے  
 اور قلعہ کو حالی چوڑا ابراہیم عادل شاہ نے اس دکی اور تورو حرات کی گردن ماری اور قلعہ کیاں کے ہکلاص  
 کی نگر میں ہوا اور برہاں لطاف شاہ محوی کو حب یہ ارادہ معلوم ہوا تو ایک مغرب کو رام راج کے پاس بھکی ابراہیم  
 عادل شاہ کے ارادہ و اطلاع دئی لاکھ شہنشاہ ابراہیم ستر ہوا کہ راہ جوہر کے اطراف میں ملاقات کر کے جو کچھ صلاح و وقت

دوسرے ماسواں  
 اعلیٰ مرید نے آپ کے عارف ابراہیم  
 عادل شاہ کی دوستی تعارضی دوستی پر قبول کی  
 جو مناسب یہ ہو کہ کتاب انس کی راہی و ہمیت کو کے قلم کیاں اسے  
 حوزہ تصرف میں درلا دیں اس صورت میں برہاں لطاف شاہ محوی کہ اس وقت کا مفتاح تھا اس کی صلاح کے موجب  
 قلعہ کلیان کی شجر کو باسٹے لشکر آرا ہوا اور شکست وحدت کے ساتھ کوچ متواتر و کے قلعہ کو محاصرہ کیا اور ابراہیم  
 عادل شاہ نے بھی قصد اخلاص اہل لیاں قلعہ بجا پر بصحت و ثباتی اور برہاں لطاف شاہ کے لشکر کا مکے دو کوس  
 پر حیدر و جو گاہ قلعہ کے فوج کش جواہر برہاں لطاف شاہ نے ترک محاصرہ کیا اور حرب میں بھی بدشعول ہوا اور ابراہیم  
 عادل شاہ نے اپنے لشکر گاہ کے گر اگر دیکھ دو اور کجوائی اور ہراسے رک کو کو تاح و مارج میں مضطرب سے  
 بلین لطاف شاہ محوی کے آئندہ پرتو رکب جس سے قلعہ کی گمان لوگوں میں طبع ہوا اور کوئی نہایت مضطرب اور متقلب  
 چنانچہ اکثر قلعہ کی رائے اسے قرار پائی کہ کھڑے ہا ہی سواری کے سایہ مصعب اور لاہ پونے ہیں اور مرکب  
 بھی خاتمہ کی توحید میں رکھتے لازم ہو کہ جو کر راستہ یوں سرگردی سورہ طور دیگر تھے چاہیے حاصل کی ماحلات  
 نظام شاہ ہیں سمت گزارش باہمی حلاصہ رکھ کر مع حیدر مصداک کو کہ مردم عادل شاہیہ مہاراجت کی مصعب ورنہ  
 میں بلوچ حیدر من مشعل سے تھکا باگہ سیف بین الملک ویرہ امراے نظام شاہیہ عادل شاہ کے حیدر و دیگر پھر  
 تاحات لاکر عدل و قتال میں متول ہوئے یہ سیریمہ اور مدح و اس ہونے کے حوا راہیم شاہ آئندہ عمل عیدیں  
 مشول ہی بصورت پر تاشک سپہ کی پانی سراب رہ سے کل بھاگا اور برہاں لطاف شاہ محوی نے آبی درو راہ  
 آہستہ کیے قلعہ کلیان کی طرف حریت کی اور ہم کھائی لگا کر اپنی قلعہ اسی وقت قلعہ میرے سیر و کر کے تمام حدود  
 مرکب کو قتل کر دیا اہل قلعہ نے لاکر ابراہیم عادل شاہ کی شکست سے مدد ہوئے تھے ان کے قلعہ شجر کی دربرہاں لطاف شاہ  
 محوی کو تین عیدیں ایک دن میں حاصل ہوئی اور ابراہیم عادل شاہ نے قتل اور توجہ کر کے تاراج ہونے سے اعراضی  
 تھا ملک نظام شاہیہ میں داخل ہو کر چار لاکھ چھتیس لاکھ کے اور مستعد رکھن جو سکا سکی ویرانی اور عدلی میں نصیرا  
 کوتاہی کی اور چار لاکھ طور لیتا قلعہ پردہ میں ہو چکا اور دروازہ کشا و دیکھ کر ملک قلعہ میں مدد آیا اور مردم حاتم ہاں  
 دکی کے قلعہ سے راکر وہ کیا اور اس حص حصین کو ایک دکی مستر کو و ہادی میں متور تھا انھیں کو کے چیلور  
 کی طرف گیا اور یہ مہر کیاں کے اطراف میں منتشر ہو کر برہاں لطاف شاہ محوی اور چاہ دکی کو ہو چکی تو مازم متوراد ہوئے اور  
 حص قلعہ پردہ سے میں کوس دوری پر ہو گئے وہ ہمد دکی قلعہ چھ لاکھ لاکھ کا ہوا پر رک کسی مقام میں مکر دیکھا اور  
 شاہ عمال ہاں میں آجھو سے جو محاصرہ برہاں لطاف شاہ محوی تخلیص دکی ہمد کتب و اداریں سناں لاکھ متور ہو چلے  
 نظام شاہ محوی کی اسے ہو چکی ہراس مقیاس آہستہ توی ہما اور مگر پراپے دل میں کر کے کسی کو اپنے مانی ابراہیم نے مطلع  
 یہ کیا میں تک کہ ایک شب کو اپنے محل میں متواتر چھ لاکھ لاکھ کا ہوا اور کو حیاں مصداک برہاں لطاف شاہ محوی سمجھو  
 نے تھا شاہ سیریمہ دار و دروازہ کو گراہ و راہی مردم قلعہ بھی آئے اسیا مضطرب دیکھا آئے لسان قدیم بدوڑے  
 اور قلعہ کو حالی چوڑا ابراہیم عادل شاہ نے اس دکی اور تورو حرات کی گردن ماری اور قلعہ کیاں کے ہکلاص  
 کی نگر میں ہوا اور برہاں لطاف شاہ محوی کو حب یہ ارادہ معلوم ہوا تو ایک مغرب کو رام راج کے پاس بھکی ابراہیم  
 عادل شاہ کے ارادہ و اطلاع دئی لاکھ شہنشاہ ابراہیم ستر ہوا کہ راہ جوہر کے اطراف میں ملاقات کر کے جو کچھ صلاح و وقت



شاہزادہ عبداللہ کو بجائے اسکے نصب کرین اور وہ خان والا شان اسکی تالیقی میں ممتاز رہے مناسب ہو کہ  
 ننگہ ان سے جلد آپ کو ہمارے پاس پہنچاؤ سے اسد خان لاری نے برہان نظام شاہ کے ایچی سے درستی کو کے  
 کہا اگر ایچی کشتی مذموم ہوتی تو میں زخم تیغ سیاست سے تیرا سر کاٹتا برہان نظام شاہ اسد خان لاری کی اعانت  
 سے مایوس ہوا اور اسی عرصہ میں اسد خان لاری کی بیماری کی خبر پہنچی تبہا نام ایک برہمن کو مخفی مع زخیر  
 ننگہ ان کی طرف بھیجا تاکہ اہل حصار سے مراقتت و موافقت کر کے ایسا کرے کہ اسد خان لاری کے فوت کے بعد  
 قلعہ برہان نظام شاہ کے سپرد کرین اور اسد خان لاری بحالت بیماری اہل قلعہ کے ارادہ پر واقع ہوا اس برہمن کو  
 جو ایک رعایا کے مکان میں پوشیدہ تھا دستیاب کر کے مع ستر آدمی اسکے اعوان سے کہ جنھوں نے روپیہ لیکر قلعہ دینے  
 کا اقبال کیا تھا تیغ کیا اور یہ امر جب جمیع مردم اور افسران سپاہ پر ظاہر ہوا کہ اسد خان لاری ابراہیم عادل شاہ کا  
 دو لخواہ ہر شاہزادہ کے پاس جانے کی شخص غریبت کی اور شاہزادہ کی جمعیت جو بندر کو وہ کے اطراف میں مقیم تھی یہ خبر  
 ستنے ہی شاہزادہ سے جدا ہو کر متفرق ہوئی اور بریشان ہوئی اور اسد خان لاری نے جب دیکھا کہ یہ مرض الموت ہو اور  
 سلطان طبیعت کو قوت دشمن مرض کے مرقعہ کی نہ رہی اپنے ہاتھ سے عریفہ ابراہیم عادل شاہ کو لکھا اور التماس  
 قدم میں یہ بیت درج کی **سیت چو باد صبح گذر کن سو حدیقہ انس** جو سر و ناز قدم رنجہ کن درین نگار بار بار ابراہیم عادل شاہ  
 صلاح دولت اسکی ملتسم کی اجابت میں دیکھ کر تباہ غم ماہ محرم ۹۵۵ھ نو سو چھپن ہجری میں بسبیل استیصال روانہ  
 ہوا اور اثنائے راہ میں خبر جلالت اسد خان لاری کی سنکر اسی شب اپنے قتل ننگوان میں پہنچا یا اور باز ماندون کو  
 امر بصیر کر کے تمام جہات اور شروکات پر تصرف ہوا اور نصرا نے جب دیکھا کہ شاہزادہ کی جمعیت پریشان ہوئی  
 اسکو پھیر کر بندر کو وہ کی طرف لیگئے اور بادشاہ نے بھی اپنے مقرر کی طرف معاودت فرمائی اسد خان لاری و فوراً دست  
 اور کاروانی میں التصات تمام رکھتا تھا اور ضبط و ربط و حل و عقد ہمت میں نشان بے شالی بلند کرتا تھا اور یہ بیان جہانگیر  
 اور شاہان دیگر اس سے طریق معاودت اور ملائت کہ عبارت رسل و رسائل اور تحف و ہدایا سے ہو جاری رکھتے  
 تھے اسے اسباب حجاب و کمند اور زور و جواہر اسقدر اسکی سرکار میں جمع ہوا تھا کہ محاسبان سر بیج الحساب اسکے  
 حساب و شمار سے عاجز تھے چنانچہ سومن برنج اور بیچاس گو سفند اور ایک سومرغ اسکا شیلان تھا اور اس کے  
 مختصات سے شیل قبا و خیر و زین و کن میں شہرت تمام رکھتا ہو اور وہ ادل شخص ہو کہ زمین پشت نیل بر رقی اور گنام  
 اسکی سر پر کر کے بے لچک تحریک انگشت پاسے فیل کو مطیع کر کے راہ پر لایا لیکن جو وہ حیوان سرکش ہو اور  
 دہانہ آہنی سے جسیا کہ چاہیے اطاعت نہیں کرتا تھا اس اختراع نے شہرت نیائی منسوخ ہوئی اور یہ بھی مقول ہو  
 کہ ابراہیم عادل شاہ اپنی بیٹی بانی بی بی کو علی برید کے نکاح میں در لایا اور علی برید کو اس خوشی سے ساتھ اپنے  
 متفق کیا اور برہان نظام شاہ نے چند ایچی لسان چرب زبان رام راج کے پاس بھیجے اور تحف و ہدایا کے ارسال  
 سے بنائے معاودت والی اور اسطوف سے رام راج نے بھی ہدیہ بھیج کر طریق اتحاد کو جاری رکھا اور عدالت بنا یہ اخبار سر  
 برہان نظام شاہ کے ایچیوں سے کہ بجا پور میں تھے گوئے سکایت در میان میں لایا اور یہ ہر سان ہو کر سچا نگر کی طرف بھاگے  
 اور وہاں پہنچ کر رام راج سے عرض پیرا ہوئے کہ جو ابراہیم عادل شاہ بسبب دوستی برہان نظام شاہ ہجری ساتھ ان کنار  
 کے قاعد ہمارے قتل کا تھا نہایت کوشش سے ہم نے اپنے تئیں اس دیار میں پہنچا یا رام راج کہ کا فر غیر اور غلام الشان

تخلص او ضلع  
 عادل شاہ کی دوستی  
 ہزارہ تصرف میں در لایا  
 قلعہ کلان کی تخیل کو  
 عادل شاہ نے بھی  
 رنجہ و فرنگہ بلند کر کے  
 عادل شاہ نے اپنے  
 برہان نظام شاہ ہجری  
 چنانچہ اکثر غلامی راہ  
 بھی مقابلہ کی قوت نہ  
 نظام شاہ میں  
 میں لازم عید میں  
 تاخت لاکر جلال و  
 مشغول تھا فرصت پر  
 آراستہ کر کے قلعہ کا  
 بزرگ کو قتل کر دیا  
 ہجری کو تین عید میں  
 تھا مالک نظام شاہ  
 انہا ہی کی اور چاہا کہ  
 دکن کے تصرف سے  
 کی طرف گیا اور یہ خبر  
 جب قلعہ ہند سے  
 شاہ جمال الدین آنجو  
 نظام شاہ ہجری کی  
 نہ کیا ان تک کہ ایک  
 بے تحاشا سرسبز دار  
 اور قلعہ کو خالی چھوڑا  
 کی فکر میں ہوا اور برہان  
 عادل شاہ کے ارادہ



[illegible]

اس طرح مہاراجہ کی تمام انجام ہوئے اس وقت عادل شاہ نے باطنیان تمام جمشید قلی قطب شاہ کے اندفاع فساد کو اپنے  
 ذمہ سمیت پر لازم و ملزوم جان کر اسد خان لاری کو مع لشکر فیروزی اثر شکنی طرف رخصت کیا اسد خان لاری نے پہلے  
 قلعہ کاکنی کو جو جمشید قلی قطب شاہ کا ساختہ تھا محاصرہ کر کے عین سر زمین بجز وہ قلعہ فتح کیا اور اسے پنج دین سے  
 کھودوا کر اسکا نشان باقی نہ رکھا پھر تکر کی طرف متوجہ ہوا اور جمشید قلی قطب شاہ نے مقابلہ میں فائدہ نہ کیا ولایت  
 تلنگ کی طرف کوچ کر گیا اور اسد خان لاری نے تواقب کر کے دو مرتبہ افواج قطب شاہی کو کہ اس کے مانعہ کے  
 واسطے مقرر کی تھی سپا کیا اور قلعہ تلنگ میں جمشید قلی قطب شاہ مضطر ہو کر خود مکرکب جنگ ہوا اور حرب نہایت  
 سخت واقع ہوئی شکست لشکر تلنگ پر پڑی اس بات سادت بہ بخشایش و اورست بہ نہ در جنگ بازوے  
 زور اورست بہ کلید ظفر چون نیفتد بدست بہ بازو در فتح عنوان شکست بہ منقول ہر کہ اس دن حسب اتفاق  
 جمشید قلی قطب شاہ اور اسد خان لاری سے مقابلہ ہوا اور تلوار میں کھینکے جمشید قلی سی دونوں لشکر کی تاکم  
 میں چمک جاتی تھی جو ایک نے خالی دی تو دوسرے نے سپر پر رو کی عجب چستی اور چالاک سے لڑنے  
 تھے قصار ایک زخم کاری جمشید قلی قطب شاہ کے جہر پر لگا اسد خان لاری مضطر ہوا اور جمشید قلی قطب شاہ  
 مدام الحیات اس زخم سے اکل دستربہ کے وقت ایذا اٹھاتا تھا پھر اسد خان لاری فتحیاب ہو کر  
 سالما خانما بیجا پور میں آیا اور دھات مالک حسب الخواہ ساختہ اور برداختہ ہوئے ابراہیم عادل شاہ  
 لشکر کشی کے دفعہ سے فارغ البال ہوا امر کو جاگیر ن کی طرف رخصت کیا اور اس وقت نو اکا دن بحری  
 میں برہان نظام شاہ رام راج کی تحریک سے حسن آباد دھبہ کی تسخیر کے واسطے عازم ہوا اور ببسیل متعجل  
 ہو کر اسے محاصرہ کیا یہ خبر سنتے ہی ابراہیم عادل شاہ بھی فوج بے حساب جمع کر کے بشکوت و عظمت اس  
 طرف روانہ ہوا اور دریائے بہورہ کے ساحل پر پہنچا جو سپاہ برہان نظام شاہ لب دریا پر حائل اور سنگلاخ  
 تھی تین مہینے تک عبور میسر نہ ہوا یہاں تک کہ ابراہیم عادل شاہ بتنگ آن کر آخر برسات ٹیڈ جہاں اور قمر اس  
 بحر خارسے پار آئو اور فریقین ترتیب سپاہ میں مشغول ہوئے جنگ حسب کا اتفاق ٹرا لیکن بعد  
 اشتعال ناکرہ قتال پنجالاف ہمسال ابراہیم عادل شاہ مضطر و منصور ہوا برہان نظام شاہ فیل جنگی کوہ پیکار  
 گھوڑے سبک چست و قتار باد صرصر چھوڑ کر منہم ہوا اور ابراہیم عادل شاہ بعد اس فتح غیبی کے اپنی تنگ نظری  
 کے باعث بادہ نخوت سے ابل چلا اور نوبت یہ پہنچی کہ ہنگام کو نوشی اور شراب کی کیفیت میں برہان  
 نظام شاہ کے ایچچون سے کلام درشت کرتا تھا اور باتیں ناملائم برہان نظام شاہ کی نسبت زبان پر لاتا  
 تھا اور اندک تقصیر پر باب و ذیل اور مقربوں کو باندھتا تھا اور قتل کرتا تھا اور ۹۵۰ نو سو باون بحری میں  
 حبس برہان نظام شاہ لشکر کشی برید کی ولایت پر کچھ قلعہ اسد اور قندھار اور اوگیر کی تسخیر میں مشغول ہوا علی برید  
 نے قلعہ کھیاں ابراہیم عادل شاہ کو دسے کلمک طلب کی ابراہیم عادل شاہ مثل ہاروت و ماروت بادہ نخوت  
 سے بدعت ہو کر اسکی مدد کو روانہ ہوا اور چھ مہینے کے عرصہ میں دو مرتبہ برہان نظام شاہ سے لڑا ہر مرتبہ شکست  
 فاحش پائی اتار شاہی غنیمت کے ہاتھ لگا اسپر بھی جو رو ظلم و بدعت سے باز آیا وہ دونوں شکست متروک اور زوگون  
 اور رباب دخل کی در زلی سے تصور کر کے تین مہینے کے عرصہ میں چالیس بہمن اور ستر مسلمان کو بلا جرم قتل کیا خلاتی

دائرہ دولت گر گیا اور اس طرح سے حقیقت حال واقعی میان کی کہ اسدخان لاری کی بھری اور اعدا کا مکروہ و مرشد مال  
 وراہیں تا مات اور تحقیق ہوا اسی وقت ولایت سادہ نے اسدخان لاری کو آغوش ملامت میں کھینچ کر اس کا صفت  
 و عاہد اعدوں کیا اور اس کے اعداء الدین عباد شاہ کی تعداد دیکھ کر سوچ رہا کہ اس نظام شاہ اور امیر قاسم ریز ترک  
 کی حرکت کا عارم ہوا اور وہ طاقت مقادمت لاکر پرگہ تپری کی طرف روانہ ہوئے اور امیر ابراہیم عادل شاہ اور  
 عطاء الدین عباد سادہ نے بھی اس مقام میں صلح و وقف دیکھی مالا گھاٹ دولت آباد کی ملکیت متوجہ ہوئے  
 اور امیر عادل شاہ اور عطاء الدین عباد شاہ نے کوئی دقیقہ قتل و عارت میں نہ روکنا راستہ کیا اور انہیں لوہوں میں  
 قاسم ریز ترک تعصباتی سے ہت جدا اور مالا گھاٹ دولت آباد میں مدح و جود ہوا اور صاحب قہ سی مسرت  
 شاہ ظاہر توسط ہو کر اس طور طالب صلح ہوئے کہ رہاں نظام ساٹھے یا بیج پرگہ ستولا پر رہاں ابراہیم عادل ستلا  
 کو دے کر بھرتہ سادہ کے گھر بھرے اور صلح کے بعد ہر ایک نے اپنے مقام میں ملامت کی اور دوسرے  
 میں کہ شفقہ و سوچا س بھری تھے ابراہیم عادل شاہ عطاء الدین عباد شاہ کی بیٹی سادہ راجہ سلطان کو  
 اپنے عقد میں در لایا اور رہاں نظام شاہ کی لڑکا راجہ غیرت نامہ ساٹھے یا بیج پرگہ کی بھرتہ دے کر  
 سے اپنے اور بھرتہ اور آرام حرام کیا اور جو اس صوابت میں در میان ابراہیم عادل شاہ اور عطاء الدین  
 عباد شاہ کے عاقل ملکیت لحد ہوا رہاں نظام شاہ نے فرصت پاکر رام راج اور حیدر علی قطب شاہ کو جو شام  
 و سادہ سے اپنی موافقت میں رابع کیا اور اتفاق ملی مرید اور عبادہ جہان دہی ولایت ابراہیم عادل شاہ کی طرف  
 متوجہ ہوا اور ان ساٹھے یا بیج پرگہ بھرتہ ہو کر قلعہ شولا پرگہ کی خاصہ کر کے ولایت سرحد سے بہت جواب  
 اور دریاں کیے اور جد بھرتہ ابراہیم عادل شاہ کے لڑکے کو گائے دھادہ کے واسطے قیام کیا تھا شکست بھرتہ  
 کیا اور حیدر علی قطب شاہ نے بھی رہاں نظام شاہ کی تحریک کے سبب مسطوف سے لشکر بلا سیدھا پور پر بھیجا اور  
 پرگہ کا کی میں ایک قلعہ رہاں کیوں تعمیر کر کے ولایت لکھنؤ تک قاصر و میل ہوا اس کے بعد قلعہ لکھنؤ کی خاصہ و کیا  
 اور اسی طرح سے رام راج نے رہاں نظام شاہ کی ہدایت کے موافق اپنے بھائی شکا ڈری کو مع سپاہ گران  
 قلعہ راجہ کی تیسرے واسطے تعین فرمایا ابراہیم عادل شاہ اپنی دوست ملکیت کا چار موہ بلا میں دیکھ کر حیرت میں  
 غوطہ زن ہوا اور اسدخان لاری کو لکھنؤ سے طلب کر کے اس سے صلح کی اس نے بعد مائل و معریہ جواب دیا کہ ہمارا  
 حقیقی دشمن رہاں نظام شاہ ہے اور دیگر اعدائے قلیل سے اس ملکیت کے متعرض ہونے ہیں اولیٰ قند رہاں  
 نظام شاہ کی تہذیب و علاج چاہیے کہ نا بھادر دشمنوں کے دفع میں مشغول ہونا چاہیے اور عطا رہاں نظام شاہ  
 کا یہ ہے کہ ساٹھے یا بیج پرگہ حادیہ راجہ پن اسے دلا گزشت کر پن اس کے بعد مامہ مرتوی اور توابع سے رام راج  
 کو کہ ماد شاہ عظیم التاش پر اور دوسرے راجہ پن مسطوف کو لکھنؤ مع تحف دہرا یا سے بعد معصوب النجبان  
 لسان شیریں راجہ پن بھیجیں اس لیے کہ لکھنؤ کی ملکیت بخوبی تواری میں معش ہو کر دم دوستی کا راجہ پن کے بعد متاثر راج  
 کہ جس نے اسے تاک اپنی ملکیت معصا میں کی ہے اور دیگر راجہ پن سے سادہ و اور محاصرت دیکھتے ہیں بعد  
 کر بھارت جس وقت لکھنؤ تہہ مرطوب ہووے معتد قلی قطب شاہ کا دفع کرنا میرے وہ ہے ابراہیم عادل شاہ  
 نے اسدخان لاری کی تعمیر پسند کر کے اس پر عمل کیا اور جو تجویز کہ اسدخان لاری سے کی تھی



جنگ عظیم اور معرکہ شدید واقع ہوا بہت آدمیوں نے غالب جوہر جان سے خالی کیا بہت زبیں کشتہ افتاد ہوئے  
دشت و فلک گفت بس بس کہ از حد گذشت پہ آخر الامر اسد خان لاری بعد از جنگ صاحب فائق آیا یوسف  
ترک شخم دیوان شکست فاحش کھا کر مفرور ہوا اور ابراہیم عادل شاہ نے دیکھا کہ صوبہ اردو و رنگ پید ایک  
انہار التفات کیواسطے یوسف ترک شخم دیوان کو مقید کر کے اسد خان لاری کے پاس بھیج کر پیغام دیا کہ اسکی بے ادبی  
سے ہماری طبیعت بہت آزرده ہو مناسب ہے کہ وہ معتمد الدولہ اسے سزا کو پہنچا دے اسد خان لاری نے اس معاملہ سے خبر  
رکھتا تھا یہ جواب لکھا کہ تقصیر بندہ ہی سے واقع ہوئی امیدوار عفو ہے اور یوسف ترک شخم دیوان کو اسب و خلعت دیکر  
خصت کیا اور جب یہ قصہ بوالعجب برہان نظام شاہ بحری کے گوش زد ہوا از روئے تدبیر انہی مجلس میں مکرر ذکر کیا گیا  
اسد خان لاری نے قول نامہ سے طلب کر کے تعہد کیا کہ ولایت عادل شاہیہ سحر کر کے ہمارے سپرد کرے اگر میں  
اس وقت لشکر کشی کروں آسانی سے وہ ولایت تصرف میں آوے اور ان دنوں میں کہ ۹۴۷ھ نو سو ستیا لیس ہجری  
تھے امیر برید ترک سے موافقت کر کے احمد نگر سے روانہ ہوا اور پرندہ کے اطراف میں امیر قاسم برید ترک اور خواجہ جہان  
دکنی اس سے ملحق ہو کر آگے بڑھے اور زین خان والے سے ہاتھ پانچ پتے جو شولا پور کے تحت تھے مردم عادل شاہ  
کے تصرف سے برآوردہ کر کے خواجہ جہان دکنی کے سپرد کیے اور جب برہان نظام شاہ تلکان کے حوالی میں پہنچا  
اسد خان لاری باوجود اسکے کہ اس معنی سے بالکل آشنا نہ تھا ارا حیف کے انتشار سے خوف زدہ ہو کر لاچار چھ ہزار  
سوار لیکر برہان نظام شاہ کا شریک ہوا اور اسے قوی پشت ہو کر منب و غارت کی آگ ملک عادل شاہیہ میں  
کی اور ابراہیم عادل شاہ تاب مقابلہ کی نہ لاکر حسن آباد گلبرگ کی طرف راہی ہوا اور اسد خان لاری شعبہ بازی چرخ  
سے تھیر ہوا علی محمد بخشی کو علامہ الدین عماد شاہ کے پاس برا کر کیٹ سچا اور حقیقت حال قلمی کر کے پیام کیا کہ اگر وہ جناب  
برسم اعانت ابراہیم عادل شاہ کے قدم رنجہ فرمادین بندہ بھی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کر گیا کہ اس پیر غلام کے گناہوں  
کے شفع ہووین اس درمیان میں نامہ ابراہیم عادل شاہ کا بھی پہنچا علامہ الدین عماد شاہ روانہ ہوا اور برہان نظام شاہ  
کو قلعہ ارک بجا پور کو محاصرہ رکھتا تھا اس شہر کے مکانوں میں آگ لگا کر بقصد جنگ باتفاق امیر قاسم برید ترک گلبرگ کی  
طرف متوجہ ہوا اسد خان لاری اٹنا سے راہ میں انکی ترک رفاقت کر کے اپنی فوج لیکر علامہ الدین عماد شاہ سے جامل اور یہ  
کلام کیا کہ یوسف ترک شخم دیوان نے از راہ خود غرضی عدالت پناہ سے عرض کیا کہ یہ بندہ یعنی اسد خان لاری ان غصیہ  
جہمہ اخلاص پر رکھ کر چاہتا ہے کہ برہان نظام شاہ کا ملازم ہووے اور مزاج آنحضرت کا مجھے ایکبار کی مخوف ہوا اور میں  
اس فکر میں تھا کہ کسی طرح سے مسئلہ اس قضیہ کا خاتمہ اشرف سے دور کروں کہ ناگاہ برہان نظام شاہ اور امیر قاسم  
برید ترک پہنچل حوالی تلکان میں آئے اس سبب سے خاص و عام کو یقین ہوا کہ یوسف ترک شخم دیوان کا کتنا  
سچ ہے کہ یہ کسی کی تحریک سے آئے اس واسطے دریا سے حیرت میں غوطہ کھا کر اپنی جاگیر کی حفاظت کیواسطے زمانہ سازی  
کر کے چند روز نے پوستانہ باب خدمت میں حاضر آن کر جو کہ صدق اور حق ہو گذارش کیا امیدوار ہوں کہ عدالت پناہ  
کی پابوسی کو مجھے ایچ کر قلم عفو میرے جریہ اعمال پر کچھ آئین اگر معروض قبول میں آوے زہے سعادت والائے بندگان  
عدالت پناہ ایک و مختار ہیں میری نسبت جو سیاست چاہیں تجویز فرمادین تو میری جزا اور سزا ہو سچے سے اور ورنہ  
کو عبرت ہوں غم نہ یہ کہ علامہ الدین عماد شاہ اسی روز بے سابقہ مقید بقید اسد خان لاری کو پہرا لیکر ابراہیم عادل شاہ کے

دارہ دولت پر  
دراہین ثابت  
وجاہ افزون کیا  
کی حرب کا عازم  
علامہ الدین عماد  
ابراہیم عادل شاہ  
قاسم برید ترک  
شاہ طاہر تومس  
کو دے کر کچھ نقد  
پرس کہ ۹۵۰ھ  
اپنے عقد میں  
سے اپنے اور  
عماد شاہ کے  
درآمد سے اپنی  
متوجہ ہوا اور آزاد  
اور ویران کی  
کیا اور جہشید قلی  
پرگزہ کا کانی میں ایک  
اور اسی طرح سے  
قلعہ راچ پور کی تسبیح  
غوطہ زن ہوا اور  
حقیقی دشمن برہان  
نظام شاہ کی تدبیر  
کا یہ ہو کہ ساڑھے  
کو کہ بادشاہ عظیم  
لسان شیریں زبانا  
کہ جس نے اب تک  
کر گیا اور جس وقت  
نے اسد خان لاری

حواس صمد و شغف کوش ایسا تھا کہ شرم و خجالت کا راز نہ لے، بلکہ وہ سرکش و کشتا ہے چمکاء و عاہر کے  
 مصدری نہ ایشیا نشان کیے و درود لشکر کے لیکر دو سے تنکا ڈھری پرشوں بار اور کھار تقد رطاعت دست دیا  
 مار کر ماحض میں شمول ہوئے اور آخر صرب تیر سدان گدار اسلامیوں سے تیار کر قرار پر اختیار کر کے راہ ہزیمیت  
 پائی ایسا تھا کہ سب سے بڑی جہاں حیر کہ گانا گادیلے در آید لہر و ہما کے عید عہد و لہر کہ آئے تو ان بہت  
 اور اریہ پھر تمام انہی سما کر یون کے اور رن و در و تنکا ڈھری کے اسد جان لاری کے ہاتھ لے اسد جان  
 لے اسی مقام پر پڑا گوال و باور تنکا ڈھری اپنے پرانگہ سوار اور پادے جمع کر کے چھ فرسج پر اسد جان لاری  
 سے فوکش ہوا اور جہیز شکر کعب و افواہ رنگ کی اسد جان من رام راج کے ماس بار سال کیا اسے در جواب لکھا  
 کہ تمہی انہی اطراف کے راؤن سے اطمینان ملی حاصل نہیں ہوا یا ہے کس طرح سے میسر ہوئے اسد جان لاری  
 سے صلح کر کے اپنے رن و در و در کر مار کر چاہے ملکتا ڈھری نے اسد جان لاری کو صلح کا پیام دیا اور اسد جان لاری  
 نے ابراہیم عادل شاہ کو اعلام کر کے اشارہ کے موافق صلح قبول کی اور ماحرکت و طاعت تمام بجا کر یوسف معاودت  
 فرمائی اور ابراہیم عادل شاہ نے ٹکڑے اور باقی تنکا ڈھری کے اسد جان لاری لے لے کر رانے تھے اسے کشتے  
 اور یاہ اسکے مرتہ اور عہد کا اور دن کیا اور یوسف شہ دیوان کو اسد جان لاری اور میر علی پر مہر دیا تھا اسے  
 رشک و حسد سے ملوت میں جو کس کا اسد جان لاری دہشت کے اتحاد کے سب پر ان لطام ستاہ عوی سے  
 اخصاص راہ و رکھتا ہوا چاہتا ہو کہ قتل ہو جائے اور اس کا علاقہ مدگی اپنے رب گویں کرے ابراہیم عادل شاہ  
 نے ملاک یوسف مدق و کدک اسد جان لاری کو مار کر کے اسد جان لاری کے محل کے بارے میں مشورہ کیا اور یوسف ترک  
 شہ دیوان لے جواب دیا کہ اسے آپ بہادش جسے شاہزادہ علی ملکان سے طلب کیے جب وہ حاضر ہوئے  
 مفید کر کے دل اس کے وعدہ سے پاک کیے اور یہ مشورہ فاش ہوا اسد جان لاری نے حفاظت میں کوشش کی  
 اور جس وقت کہ فرماں طلب صادر ہوا وہ ساری کاہانہ کر کے آنا ابراہیم عادل شاہ نے یوسف ترک شہ دیوان کی  
 تعلیم کے تحت اسد جان لاری کے خصوص کو بھی رہ رہ سے ررامی کیا لیکن چل کر کہ سے حدار کے اسے کو لایا  
 یہ میر علی راسب آئی آکر کو بحیرہ کی کہ یوسف ترک شہ دیوان کو ملکان کے عاریں عاکر دس اور میر علی سے معاف  
 ہر کھڑا کر کے طرف رجعت فرما دس تو وقت رحمت حکمت علی سے اسے اسد جان لاری کے اسد جان لاری کہ مرد  
 ہمارا مدد تھا غفلت و غفرت کر کے ہوشیار تھا قیام تھا کہ ایک در مار کی سیر کو ملکان سے ہر فرسج پر واقع  
 تھا کچھ لوگ چہرہ لیکر سرسخت تمام سوار ہوا ایک علماں حشی کو مار کر کیا کچا رسوا آدمی ہوا لیکر آئے اور محمد رن لے  
 یوسف ترک شہ دیوان کو حشر تہا سوار ہوئے اسد جان لاری کی پہونچائی اور وہ دو ہزار سوار لے کر اسد جان لاری کی  
 گرماری کو سیل پہنچا گرم ہماں ہوا اور مار کے اطراف میں پہونچا جنگ کا نشان ملدیکسا اور اسد جان لاری  
 نے بھی دشمن کے مدد میں بہت مصروف کی طریق سے مقابلہ ہوا اور دونوں طرف کی فوج مل جی تی و دس ہزار  
 مدائی ہوئے لیکن ایسا تھا کہ سب سے در آد گزوں ملی و ریشم جان دور تند و رشتی و شاد ریں ہوا اور اس وقت  
 جتان سلامت رن و در و در دست و جتان گرم گشت آس کا راز لے کر اڑھل اسبان پر آکر شرارہ یوسف ترک  
 شہ دیوان نے اسد جان لاری کے ملکان کی رفاقت کر کے لوہا ہستہ و آویر میں تعمیر کی اس صورت میں

طولانی اور فساد عظیم دیکھ کر صلح کے واسطے ایک جماعت راؤن کی متوسط کی اور انہوں نے تجویز کر کے ایسا مقرر کیا کہ پائے تخت بیجا نگر راے زادہ کے زیر زمین رہے اور وہ ولایت کے بالفعل رام راج اپنے نفرت میں رکھتا ہو اسکے قبضہ میں رہے الغرض رام راج دم بخود ہوا اور جمیع راے اپنے علاقہ کی طرف روانہ ہوئے خالوے نلہر بان لڑا کے دلمین سرداری کے ارادہ نے خطور کیا راہیت اسبقہ اور بلند کر کے اپنے بھائی کو ہاک کر کے مسند شاہی پر قدم رکھا اور جب مورخہ و نخوت سے مہوت ہو کر خرد و بزرگ کے ساتھ بد معاشی شرع کی انجام آسکا یہ ہوا کہ امرائے اُس سے منفرد ہو کر رام راج سے ابواب دوستی مفتوح کیئے اور التماس قدم کی ہوج نزل راج اس امر سے مطلع ہوا ایک ایچی مع چھ لاکھ ہون نقد مع تحت دیگر ابراہیم عادل شاہ کی خدمت میں روانہ کیا اور التماس کیا کہ اس کی اور بھائی کا ہر منزل پر لاکھ ہون پیشکش کرو گھا اور ابراہیم عادل شاہ اس سے دو سو بیالیس ہجری میں بیجا نگر کی طرف روانہ ہوا اور رام راج نے سبب لشکر کشی ابراہیم عادل شاہ معلوم کر کے جنگ تدبیر کا دامن مکر و تزویر میں محکم کیا اور ایک لشکر بر طاعت و پیشانی کردہ خود سے ہوج نزل راج کے پاس بھیج کر پیغام دیا کہ اگر سپاہ اسلام اس مرزومہ میں قدم رکھی اُنکے مرکبوں کے صدرہ سم سے ہماری ملکیت اور معاہدہ منہدم اور سارہوجا و بیگناہ و شایان بھینہ کے بند کے مرفق پھیل اور وضع و شریف اسیر اور دستگیر ہونگے مناسب بہرہ کی ایچی معتبر اور معتبر ابراہیم عادل شاہ کے پاس بھیج کر التماس مراجعت کیجیے کہ یہ بندہ من بعد جادہ انقیاد اور فرمانبرداری پر مستقیم ہو گا ہوج نزل راج جو زبور عقل و دانش سے عاری تھا دام فریب میں آیا اور عہد و میثاق بطریق کفرہ فجرہ جو پیش پہنچا تھا جو ایس لاکھ ہون نقد ابراہیم عادل شاہ کی خدمت میں بھیج کر التماس معاودت کی جو ابراہیم عادل شاہ کو غرض ہوج نزل راج کی رفاہیت سے تھی زر نقد وصول کر کے مراجعت فرمائی مگر ہنوز آب کشہ سے عبور نہ کیا تھا کہ رام راج اور تہامی امر انقض عہد کر کے بسرعت باد و برق بیجا نگر کی طرف روانہ ہوئے اور خیل و حشم درونی کو جو شہر کی محافظت میں قیام کرتے تھے بعضوں کو بطبع اور بعضوں کو تہدید ہوج نزل راج سے مخوف کیا اور ایسا مقرر کیا کہ اُسکو گرفتار کر کے ہمارے سپرد کریں تو راے زادہ کے قصاص میں اُسے ہاک کریں مہورت میں جو عنان کام دست اختیار ہوج نزل راج سے نکل گئی تھی راہ نرا سرد و دیکھ کر فرمایا تو جمع گھوڑو نکو پر اور ہاتھیوں کو اندھا کیا اور جو ہرات از قسم باقوت اور التماس اور زبرد اور موتی وغیرہ جو قرون کا اندوختہ تھا چکیوں سے پسکر خاک میں ملا یہ حیصہ در بانوں نے دروازہ کھولا اور رام راج کو شہر میں در لائے ہوج نزل راج خجرا اپنے سینہ پر کینہ پر مار کر جہنم وصل ہوا اور مضمون کان کمین ہویدا ہوا ان سچ ہو بیت نگہبانی ملک و دولت بلاست کہ گویا شاہت ناش گداست و پھر رام راج بلا سازعت تحت بیجا نگر پر شکن ہوا اور علم استقلال کا بلند کیا اور ابراہیم عادل شاہ نے حقیقت حال دریافت کر کے اسدخان لاری کو مع تمامی لشکر قلعہ اودنی کے تسخیر کے واسطے رخصت کیا اس فرمایاں میں تنگناوری بھائی رام راج کا اسدخان لاری کے مدافع کیواسطے مع سوار و پیادہ پیشا ر متوجہ ہوا اسدخان لاری نے ہاتھ معاہدہ کو ناہ کر کے استقبال کیا اور حرب صعب کے بعد اسدخان لاری نے باگ موکر سے پھیری اور کفار نے سات فرسخ تنہا کیا اُسکے بعد زمانہ نے ہندوی سیہ خام کی طرح جامہ خم نیلگون فلک میں ال کر ایات عباسی بلند کیا اور تنگناوری ایک گروہ لشکر منکسر اور منہزم میں فروکش ہو کر بستر عجب و نکیر پر سویا شیر بیشہ بھیجا یعنی اسدخان لاری چار ہزار

عمرید سے اسد حال لاری اور جوش کلدی آقا سے رومی اور شامت حال کو کے سواست کو بر طرف کے المرت سے مرو ل کیا دکی اور جوشی کے عوم نصیب کیے اور شل حادداں نظام شاہیہ اور عادت شاہیہ کے کو ر وادت ہم ہو چکے اسلئے ارکاں دولت نے تمام تین ہزار عرب کو کرماں سے جو بہتہ ملارم رکاب رہتے تھے جارسو کو محال رکھ کر باقی کو حصت کیا اور یہ پراگہہ ہو کر گجرات اور دکن اور اسو گنگر کی طرف روانہ ہوئے اور دتر فارسی طرف کر کے ہمدوی کیا اور سر ہون کو صاحب دل کر کے ابراہیم حادداں شاہیہ کے تمام موالط اور دستور الن درہم اور قلم امار کے اور رام راج والی مار گئے تھے وہی ٹیکر اکثر مغلوں کو مستات تمام ایے پاس لایا اور انکی رصا صدی اور دلوئی کے واسطے بھاگتو میں بھجین تھی مگر وہاں اور جو دہر دور دراز میں اجلاس کر کے مصعب غریب سے پہلو میں کسی اور محل پر رکھ کر انے کشتا قاکم مصعب قدس کی ملاوت میں متول رہوا اور مجھے سروکار نہ رکھو اور ابراہیم عادل شاہ نے دوسرے برس عاتنگر کی طرف چڑھائی کی مگر وہ مصعب کو مکاودت روانی تشریح چھکی یوں بڑا کعب شیدا سے والی عاتنگر کسات سورس سے فرار روانی کے سلسلہ میں تھی ورت جہاں اسکا درہ قائم مقام ہوا اور وہیں جوانی میں وہ بھی ملک عدم کی طرف لسی ہوا اور تھر فرما دیے تھے جہاں بحالی کے واسطے چھوڑا اور اسے بھی اچھی فکر ارسا جی سے کل عشرت سے جینا تھا لاڑا نے بہت اہم کی عا پر تیس کی اور اسکا درہ در محل رہا جہ تھا ولیعہد جو تیراج حو امرے حوہ سے عمارام ہوتا رکھ تھا تار میں لایا سو شہ آٹھ سو سے بھری سے شہر بھری تک اقدر لبر کی اور صاحب مت حد رضا وغیرہ کو پختا تھا اسے زہر سے ہلاک کر کے دوسرا لاکا دارشاں مکت سے تخت پر لک کر ناخا آؤس تیراج کا بھی بیا بہ حیات آپ عا سے لریہ ہو کر دست فصا سے لونا اور انکی مسد رام راج قائم ہوا اور تیرا کے پوتے چاہے حد قدس لایا اور اس نصبت اور و صلت سے اس کا استقلال حد سے گوارا اور انکیا کہ تو مکمل جہات مہا ہی ہو اور بہ سردادن اور برنگل نے الحواف کے اسپر ورت کیا ماحارام راج سے ایک نعل کو جو اس مالک سے تھا تخت پر ٹھایا اور مالو اس لاک کے کاموسم بھوج رمل راج خوشامہ حون سے عالی رہا اور ان کے اسم سے بھی ہی سے مستعا د ہوئے تھے انکو مصعب امارت پر پہنچا کر کہ حد و میان لکرا اس لاک کی پرانی اس ر حوج کی اور جو دار مارا نے ایسی تدبیر سے امر اسے سرکش کو دے کر کے انکا مودتان کھولا اور ایے ایک علام کو توئی کے ملہ بھاگلہ درارے راہہ انکے سپر د کیا اور جو ان رملو ان کے ہتھیال کے ملہ پہلے جو انکی مہا کے مانے تھے مع سہاہ آراستہ مالک کے اطراف میں متوجہ ہوا اور ان میں سے جہد اور ان کو متا مل کر کے ایک قلعہ اس نواح کا محاصرہ کیا اور بہ مدت محاصرہ نے طول کھینچا اور جو کہ بہراہ رکھتا تھا بہرہ بہرہ پہلے اسے علام سے محاس بہراہر ہون طلب کے جب علام نے دواہہ حواس کا کھولا اراطا کی جمع اور جہا بہر متیار پر تھی جو در فہ جو کلہ جہادت کا بلند کیا اور راج ماے کے لوتے کو کمان سے روانہ کر کے بھوج مال راج کو ساتھ ایے متفق کر کے میل و حتم فرام کر کے میں متول ہو ا اور ۱۱۰۷ امراکہ رام راج سے خائف تھے سرعت تمام دات ملک سے پیوستہ ہوئے اور جمعیت عظیم عاتنگر میں پہنچی لیکن بھوج رمل راج اس علام کو اس مہلو سے کر ام راج کا یا رہو گیا اور جو مل اعتماد میں نہ رہل کر کے جو توئی ہوا اور ان کے

والہ تھو کر ان کا  
ہو گیا اور ان کے  
ول کر ہو کر ان کا  
سے سا کہ  
دیکھا کہ ان کا  
ان کے ہاں کچھ  
دیکھا کہ ان کا  
میں ہوا  
رنگ  
وہی تھا کہ  
بہرہ بہرہ  
رہے تھے  
ان کے ہاں  
کچھ نہ  
کہہ داتا  
دیکھا کہ  
اور جو  
کشی اور  
ان کے  
ان کے  
ان کے  
ان کے  
ان کے



ملو خان کے آدمیوں کو زود کو کرب کے اور اپنے اہل عیال کو لیکر علانیہ شہر سے برآمد ہوا اور قصبہ کھوہ میں کراہی  
جاگیر تھی پناہ لیکر بلوائی ہوا اور اکثر اہل ناموس نے اسکی رفاقت کی اور جان دینے پر آمادہ ہوئے پوچھی خاتون لارہ  
اسمعیل عادل شاہ نے بھی اس کے اوضاع اور اطوار ناشائستہ سے نہایت آزرہ اور دل گرفتہ ہو کر یہ تجویز کی  
کہ ملو عادل شاہ کو معزول کر کے شاہزادہ ابراہیم کو تخت پر منصوب کر بن پھر یوسف شخہ دیوان کو پوشیدہ یہ  
پیغام بھیجا کہ ملو عادل جمانداری اور فرمانداری کے قابل نہیں ہر چاہیے کہ اسے موقوف کر کے شاہزادہ ابراہیم کو  
بجائے اس کے بحال کرے یوسف شخہ دیوان نے ایک اپنے محرم کو ننگوان میں اسدخان لاری کے پاس بھیج کر حقیقت  
حال اعلام کی اسدخان لاری نے جواب دیا کہ میں اس کے اطوار نا پسندیدہ سے بجا پور کاربہا ترک کر کے یہاں  
بیٹھ رہا ہوں جو خلقت تمام ملو عادل شاہ کے افعال سے تنفر کر کے اسکی سلطنت سے رخصتی ہو کر سنوار  
یہ کہ دو مان عادل شاہی کی صلاح دولت منظور رکھ کر جو کچھ محمد علیا پوچھی خاتون فرماوے اس کے فرمان چاہ  
الافغان سے تجاوہ نہ کرے یوسف شخہ دیوان اسدخان لاری کی تجویز سے مطمئن ہوا اور پوچھی خاتون کے  
آدمیوں کو مقصی المرام رخصت کیا اور اس لطیف زمانی کے اشارہ کے موافق روز موعود کو دو سو سوار تاج پوش لیکر بجا پور  
میں داخل ہوا اور بید رنگ قلعہ ارک میں جا کر قلعہ دار کو جو بقدم مافست پیش آیا تھا اس کے گلوے خشک کو شمشیر  
آبدار سے سیراب کیا اور ملو عادل شاہ کو مقید کر کے پوچھی خاتون کے فرمانے کے بموجب اس کو مع اس کے عیال ازخان  
کے گھول کیا اور شاہزادہ ابراہیم کو بجائے اس کے منصوب کیا سمیت چودہ ہر انگند افسر (از سرے ہند آسمان بر سر  
اندر خاصہ ۱۲)

دیگر سے بڑا اور ملو عا د ل ش اء کی م ر ت س ل ط ت ج ی م ی ن ی ا و ر ح ی ن د ر و ز ن خ ی

۱۔ نوکر اپنا پیغمبر عادل شاہ بن اسمعیل عادل شاہ کی فرمانروائی کا

محرران اخبار اور مدبران وقائع نگار ابو نصر ابراہیم عادل شاہ کا قضا یا یون بیان کرتے ہیں کہ وہ بادشاہ بہت شجاع اور مردانہ تھا اور نہایت ثور سے جو شن بیا کی کا زیب تن کر کے سیل تند کی طرح نشیب و فراز سے اندیشہ نہیں کرتا تھا آوازہ اس کے قہر و عبرت کا حام و خلق کے مانند تمام آفاق میں منتشر ہوا اور جس وقت سے کہ گنجیان ابواب شاہی کی اس کے ہاتھ آئیں مدت الحجۃ افراسیاب کے مانند لشکر کشی اور صفہ آرائی میں مشغول ہوا اور اس کے ضبط و سیاست اور کمال عقل سے بدل و حسان نے خوب رواج پایا اور اس نے بھی گردن کشان و ہر اور رعایا سے بخوبی خزان پایا میریت ملک را اگر قرار خواہی داد: تبع را بیشتر باید کرد: اور اقوام ہاسا جاتا ہو کہ یہ شاہ اپنی مدت سلطنت میں نظام شاہیہ وغیرہ سے دس مرتبہ بڑا اور جنگ صعب و ہر کہ سخت کا اتفاق پڑا اور جمیع معرکوں میں بنفس نفیس موجود ہو کر لوازم شجاعت اور جلاوت میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نفرمایا لیکن جو کہ سہم نصرت اس کے درجہ طالع میں نہ تھا کسی حرب میں سوائے جنگ قصیدہ اور خان کے ہم آغوش فتح و فیروز می نہوا وریہ خاندان عادل شاہیہ سے وہ بادشاہ ہو کہ جس نے اپنے باپ و دادا کے مذہب سے برہیز کر کے اسامی ائمہ اثنا عشر علیہم السلام خطبہ سے بر آورده کر کے حضرت امام ابو حنیفہ کے مذہب کو رواج دیا اور طائفہ امامیہ کا شعار بر طرف کر کے تاج سرخ بارہ کنگرہ کا لکھن مانہ میں سپاہ شیعہ کی وردی اور علامت تھی اس تاجدار نے کتب قلم موقوف کیا اور اس کے حکم کی تعمید سے کوئی سر بر نہ کھتا تھا اور امرے



پوتیدہ ہر ایک شاہراہ کو پیغام دیا کہ مساحت جو تیریں آواز گنگر گھاگڑیہ گنگر گویہ دہان کی روح سے بہت طلب کر کے محنت موردی پر محسوس کرو اور انھوں نے حسب امر قبول کیا قلندر گولہ سے کوچ کر کے دووں شاہراہوں کو بند میر و حکمت جس آواز گنگر گریں ہو کیا یاد اور ماضی سے کہ جو بھی امر ہم کی تباہی پر رعب ڈراور مائل نہ تھا لیکن جو ملو جان بڑا غلیظ تھا اور عدالت پناہ لے سے ولید کیا تھا چارہا چارہا ساہراہ و ماحرہ مد کو چارہا راسط سلطنت پر نکس کیا اور اس پر ہم کو قطعہ میج میں محسوس کیا اور میر سید صاحبی سے معقول ہو کر اسماعیل عادل شاہ حلیم اور کریم اور کسی تھا جسکی عالی ہستی سے دہل اور حرج مملکت و ماحرہ تھا اور طبع و اور اعصاب کو دوست رکھا تھا اور کھانے اور بیسے میں کس قسم کرتا تھا اور کلام جس کبھی انکی زبان سے ماری نہ تو تھا اور ہر شے علما اور فضلا اور شہر سے محبت رکھتا تھا اور ان کی رعایتیں اسے دہر بہت پر وقت تھنا اور علم و مینقی اور شہر میں مہارت رکھتا اور شہرین و قاضی قاضی کر رہا تھا اور کسی سلاطین دس نے اس مقامات اور لطافت سے کلام موزوں نہیں کیا اور یہ اشعار بھی کے ماکہ میں عز دل جو مان رقیہ میر آرا دست بیداری عمار و لری جو رو بیدار دست بیداری ہر مراد محبت از محبت توڑی میر بدست تم دل ویران عاشق محبت کما دست بیداری ہر عشق قانت سر و سوس را ایدایہ در گل و دوش صیدار و در دل آرا دست بیداری ہر ہجرت آتشے دام دل کو تہر کیست ہر صیحتے سرور دہان ماحرہ بیداری دل و عظم و فانی آہنجان حاکمہ مایترش کہ کیگی کش محائے مرہم امتا دست بیداری ہر و لہ شب ہجر جو گویہ کلمے مدام و محروم و شکارے مدام ہر شے نگہ بردار حراق تو چہل شمع ہر ناہک محبت کمارے مدام جس عشق دریدی و کوئی ملامت ہر ہرہ سلامت گدہارے مدام ہر دمان بخش و لہر تم وانی ہر کیور بخش عساری مدام و لہ دل بر نفس شکایتیہ دہرہ از سب علم شکایتیہ دہرہ ہر تاک آواز دہل لہی ہر میوانی مایہ دارد و حل لہر دہرہ حصہ کیارہ انہیاں مایہ دارد و دل بخش آہر ششم ہر آغوش ہر اپنے دہرہ ہر وانی ہر ہر بخش و لہر مایہ دارد

### دکتر ملو عادل شاہ بن اسماعیل عادل شاہ کی شاہی کا

جو اسماعیل عادل شاہ نے ایمان سلطنت سے وصیت کی تھی کہ ملو حال عادت شاہ کو میرا جانشین کرنا باظورت اسد خان لاری نے اسے تخت دس مرحلوہ کر کیا اور انکی دادی لوی بھی حاکم کو انکی کرداری کے بارہ میں نصیحت کر کے خود ملگو ان کی طاف کو اسکی جاگیر بھی چلا گیا ملو عادل شاہ میدان حالی دیکھ کر شرب حرا اور راگ سے من مستول ہو املکہ جو تریب ملو حقاہہ اور کلاہ مرہا سکا سہایت ہر کس نے توقع میں آتے تھے اور شب و روز ملو و لہب اور ہر لہ واری اور داس کاموں میں جو مناسب مادتایوں کو رکھے معروف رہتا تھا یہاں تک کہ حقائق اس مملکت کی اس سے شعر ہوئی اور علاوہ اسکے صدق را وانی ملو لہر لہر کے لڑکوں صاحب حس و حال کے ذائق میں متوف ہوا و حکام اس لہر ہوا کہ ہر گوں اور بقیوں کے لڑکوں کو بھی لہر لہر مکانوں سے کچھ ہو گیا تھا یہاں تک کہ یوسف ترک کو تو ال جو امر اسے لکان تا چون سے تھا اس کے فرزند کو حرا طلب کیا جب وہ مان آیا ملو عادل شاہ نے طیس میں آکر حکم کیا کہ کچھ لوگ لہر تراحت ماحرہ اور اس کے بیٹے کو لہر تمام کیڑا لویں اور یوسف شمع دہل کی لہر توقف کردن فارس یوسف شمع کمارے ماحرہ سے تھا

و قوع میں آیا کہ جنگمہاے سابق اس کے مقابل یا زیکچہین ابیات چنان گشتہ در حرب بے اختیار بہر دست  
فتادہ نادرے زکارہ فتادے چو دست از تن خستناک + ز غیرت گرتے گریبان خاک + چو از تن فتادی  
سرمرد کین + ز اعراض کیندے بدن از زمین + بد انگونہ شد آدمی خوار و زار + کہ خاک از جسد ہا گرتے کنار +  
زمین بود از تیغ کین قطع وصل + نمی شد ہم تار و خورشید وصل + خلاصہ یہ کہ جب تک آشیان ترکش دیران میں طائر  
بیز پرواز تیر کا نشان رہا زانغ کمان ہواے دست بہا درون سے جدا نہ ہوا اور جب تک زبان تیغ ننگان  
دریاے مہیا میں ننگ لگتا سر اسر دندان کھٹی کفت شیران بیشہ شجاعت میں دار و گیر کے سوا سخن نہ ہوتی۔  
ابیات تیر جان یافتہ ز وصل کمان + تیغ بارید خون ز ہجر نیام + آن نشستہ چو نور در احداق + این  
روان همچو روح در احیام + آخر الامر جیسا کہ رسم زمانہ ہو کہ ایک غالب اور دوسرا مغلوب ہوتا ہر قسم فتح و غفر  
اسمعیل عادل شاہ کے پرچم پر چلی خورشید خان نظام شاہی معرکہ میں قتل ہوا اور برہان نظام شاہ بحری  
بحال پریشان احمد نگر کی طرف راہی ہوا اٹاٹا شاہی لیجے تو بچا نہ اور ہاتھی اور بھی ساز و سلب اسمعیل عادل شاہ  
فیروز جنگ کے تصرف میں آیا اور پھر اسمعیل عادل شاہ اور برہان نظام شاہ بحری کے درمیان کبھی جنگ واقع  
ہوئی بلکہ ایک جماعت اکابر سے متوسط ہو کر لازم صلح درمیان میں لائی اور سرحد پر آپس میں ملاقات کر کے یہ  
مقرر کیا کہ ولایت پر سلطان قلی قطب شاہ اور برہان نظام شاہ بحری اور علاء الدین عماد شاہ متصرف ہو کر آپس میں  
یکمل رہیں اور اسمعیل عادل شاہ امیر قاسم برید ترک سے موافقت کر کے سندھ و فیچالیس بحری میں اس کے ہمراہ  
تلنگ کی طرف روانہ ہوا اور پہلے قلعہ تلنگڑہ کو جو قلاع تلنگ مشہورہ سے اور سرحد پر واقع ہو محاصرہ کیا اور  
سلطان قلی قطب شاہ مراعات حرم کر کے میدان مقابلہ اور مقابلہ میں نہ آیا اور گلگندہ سے جو کھکا دار الملک  
نکھاکرت نہ کی لیکن اپنے لشکر سے سوار اور پیادہ بہت اہلی حصار کی مدد کے واسطے مامور کیے اور سہل خان  
لاری اور اہالی تلنگ کے درمیان جنگ واقع ہوئی ہر مرتبہ اسد خان لاری تائید ایزدی سے مظفر اور منصور  
ہوا اور اہالی قلعہ باپوس ہو کر قریب تھا کہ حصار سپرد کوہین ناگاہ قادر بیچون کے حکم کو موافق اس ملک کی آب ہوا  
کی تاثیر سے اسمعیل عادل شاہ بیمار ہوا اور موافقہ نے اس کے قلعہ بدن کو محاصرہ کیا اور عتدل میں عفر کے  
فرق آیا سر بالین ضعف و ناتوانی پر کھکا اور اسد خان لاری اور امیر قاسم برید کو جو مالک تلنگ کی نہیب و غارت  
میں قیام کرتے تھے طلب کر کے کہا کہ اس حدود کی آب و ہوا مجھے موافق نہیں میں چاہتا ہوں کہ میں تلنگ کے  
واسطے مقرر کر کے شہر احسن آباد دگر گری کی طرف جاؤں اور بعد حصول صحت پھر عمان غریت ہر طرف معطف کردن  
انہوں نے یہ امر قبول کر کے یہ تجویز کی کہ دوسرے دن صبح کے وقت شاہ پالکی میں سوار ہو کر اس طرف روانہ ہوا وہ وقت  
صبح روز چار شنبہ ماہ صفر کی سولہویں تاریخ ۱۰۹۰ھ تو سواکتالیس بحری میں جو اریز دی میں وصل ہوا اور اسد خان  
لاری نے اس کی خبر فوج مخفی رکھ کر لاش اس کی سواری پالکی رات کی وقت قصبہ کو کی میں روانہ کی اور اس کے پاپ کے  
پہلو میں دفن کیا اور جب دور ذرا سطر گزرے اسد خان لاری کو دو پیر سال در جہان دیدہ تھا امیر قاسم برید ترک  
اور تمام معتقدوں کو طلب کر کے قصبہ ناگزیر سے آگاہی بخشی اور جو کہ شہزادہ ۱۰۹۰ھ میں اپنے بڑے بھائی بلخان کی بلا شاہی  
سے رخصتی نہ تھا اور بہت سے امرا و پروردہ اس کے شریک تھے اسد خان لاری ملک بیکانہ میں صلاح عدم جان نشینی دیکھ کر

رواق امرا ہوئے اور احمد آما مید اور امیر قاسم برید ترک کو اس شرط پر مرت وایا کہ قلعہ کلیان اور قلعہ ہارالیاں سرکار کے سپرد کرے مقول ہے کہ اس سفر میں اسماعیل عادل شاہ علما الدین ہما دساہ کے مکان مرتضیٰ علیا گیا اور اسے درطاعت سے مش کا سرعام کیا اور چند جوان برادر چوہدری گردارائے کے بعد اسماعیل عادل شاہ نے بھی اسے صیافت کی تکلیف دی اور جب حیدر در کے بعد علما الدین عادل شاہ اسماعیل عادل شاہ کا ہاں پہنچت بارہ ہر ہر سو اسل واداسیہ اور تمام براق اکی لطینیں در لائے اور یہ بایا کہ جو مدت سلطنت پریشاںے حال کیا ہوا اور مجھے میراث پہو کیا ہو یہ ہوا یہ جماعت کہ ہر اکی لطین کا شامت و درانی سے درم کلطین میں لاتا ہوا دران چتر سمجھا جو دستور لفظ ہو سکتا کروں علما الدین عادل شاہ نے محوطہ چوکتیں وافرین کی اور کہا اگر مجھے بھی اسے جو ہر لیسہ لیے لشکر عرار دستاب ہوتا قلعہ ماہور ہتھ سے رکھتا اور جسے دوسو اڑتیس چوکی ہیں اس پر یہ نے حب کشیاں قلعوں اور مکانوں کی یہ تعمیریں عدالت یام قلعہ کلیان اور قلعہ ہارالیاں کی تعمیریں کی طرح آمادہ ہوا اور سر پرانہ اور حوگاہ سیا پور سے روانہ کیے اور امیر قاسم برید ترک نے انجی بران نظام شاہ کوئی کے پاس بھیجکر طالب مرد و صحت ہو اور ہاں نظام شاہ نے انجی سیا پور بھیجکر التماس کی کہ جو میر پرید اس سفر میں مخلص پرست حقوق رکھتا ہو اس طرف کی لشکر کشی کا خیال نہ کرے و ستوں کو دیں چنان واپس واپس واپس سے جواب دیا کہ موت آپ قلعہ ماہور کے لیے کی فکر میں تھے مجھے بھی ایسے الناس و قوت میں نے آنے تھے میر ہے آپ کا گناہ پیرا کیا اور جب اقرار ہیدر کی عربیت مسج کی لیکس و احتلا و ہمدستان پر ہوا میرا سببی مطلوب ستین و سیر جوشی ملک خصوص تلدرک اور تولا پور کی دین میں مسم ہوتی جو مساب ہے ہر کو اور اس جوں راہ کی حواں دیکر تصور کہ کے خوف و ہراس کو ساتھ اپنے راہ دریوں اور اپنے حال بیکال میں ہاں نظام شاہ کوئی نے کہ سلطان ہاراد شاہ گجراتی کے سب سے ہایت ملیں تھا اور اس سے خطاب شاہی اور چتر پایا تھا پیام دیا کہ سادرساہ گجراتی نے ملک میں اس راہ احمد آما و سد و جیو مجھے رجسٹری ہر ہاراد و ملت یہ ہے کہ ہارے کے سے مختلف کریں اور حال و سئل کو امی کی طرح خیال نہ کر کے جو کہ لفظی اور سلاخی کو ستر امور حائیں اور یہ سیام اسوقت عدالت یام کو پہو کا کیا پور سے بھت واکر اس علی حین رونق لرا تھے حضرت محمد الطالع پیام مذکور عار سرب اوچشا پڑھ کر سواہ ہونے اور دوسرے دن قریب تاہا یونانٹل اور جاپس یادہ لیکر آت ملدرک کے مسئلہ رک اس قلعہ کے زبردست گذر تری ہوا دار ہونے اور ہراں نظام شاہ کے لکھی کو جسے کر کے اعلام کیا کہ جو چھ چار احق تھا ہم کالائے اب اس کے منظر میں گماہی حمایت ظاہر کیجئے لیکن صبا کہ چودہ مرتبہ میداں جنگ میں حوالہ کی تھی اس دفعہ بھی ہو کر میں چلو دیا ہے پر حوش و مردوخ و ستاں بر رول کی سیر کیجئے ہراں نظام شاہ کوئی نے جو کہ حرا میں رکھتا تھا صرف لشکر کے چس ہر اس و دراج کے لئے تھا کہ جو صبا کہ کے اتفاق امیر قاسم برید ترک گمان حشکت سے سابق کوہ کر کوچ اسماعیل عادل شاہ کی سرکاری ہتھ ہوا اسماعیل عادل شاہ بھی درہ چوچ و حشاں سپر کشل ہنگ کو وادایا ہے آپس میں جوٹ لگا کر ہر ہاراد شاہ پر گزرتا واکر سواہ ہوا اور باد ہر اس واد بھی اس کے ہر ہا تیار ہونے اور سواراں اس حشاں لاری صوف ہر ہا استہ چونکہ لغرض اوھر سے ساراں عادل شاہ یہ اور ادر سے دلاوران نظام شاہیہ نے جنگ میں ملک کی امید لیا اور

اسبب آنحضرت سے نہایت تقرب پیدا کیا تھا اس روز بادشاہ نے اسکو حکم کیا کہ خزانہ میں جا اور جہاز  
 کہ تجھ سے اٹھایا جاوے لیجا جو کہ مولانا رخ راہ اور صعوبت سے فی الجملہ کسبند اور ناتوان تھا اسنے عرض کی  
 مجھ میں اس روز کہ گجرات سے کس درگاہ کی طرف متوجہ ہوا تھا آج سے دو چند قوت تھی اگر شاہنشاہ پروردگار  
 از راہ فرہ پروری بعد روز چند کے کہ خیف میں وہی توانائی عود کرے اس خدمت روح پرور پر سر فرات  
 فرماوے عواطف خسروانی سے بعید نہ ہوگا شاہ نے لب تبسم شیریں سے کھولے اور فرمایا تو نے یہ مصرع  
 نہیں شاعر کہ آفتاب در تاخیر و طالب رازیان دارد چاہیے کہ دو مرتبہ خزانہ میں جا اور جس قدر  
 تیرے ہاتھ سے اٹھایا جاوے تفصیر اور کوتاہی نہ کہ جب یہ حکم کہ مولانا کا عین مدعا تھا نافذ ہوا سر عہدیت  
 زمین پر رکھ کر شگفتہ و خندان دربار سے اٹھا اور دو مرتبہ خزانہ میں جا کر کچیس ہزار ہون طلائی اٹھایا واجب  
 خان نے یہ خبر بادشاہ کے سمع ہمایون میں پہونچائی فرمایا مولانا سچ کہتا تھا کہ میں تو نہیں رکھتا اس مقولہ  
 سے آنحضرت کی نزاکت طبع اور قوت کلام اور فیاضی ارباب اور اک پر واضح اور لائق ہر کس واسطے کہ اس کلام  
 سے عدالت پناہ کی خوش طبعی اور عالی ہمتی دونوں ثابت ہوتے ہیں اور اس مجلس میں کشاہ کا  
 دریاے سخاوت موجزن تھا شاہ علاء الدین عماد شاہ کی سفارش سے امیر قاسم برید ترک کے تصور  
 معاف فرمائے اور اسے اپنے امر کی سلک میں منظم کیا اور ولایت کلیان اور رادگیر اور اسکے جمیع یرگات تعلیم  
 تحت احمد آباد بیدر کے ہوا انکی جاگیر کے واسطے مسلم اور مرفوع القلم رکھے لیکن ساتھ اس مشروط کے کہ مع تین ہزار ہون  
 ملازم رکاب ہو کر راجپور اور مدکل کو کفار بھیجا نگر کے قبضہ تصرف سے برآوردہ کرے اور قلعہ ماہور کو بھی محاصرہ  
 مفتوح کر کے علاء الدین عماد شاہ کے سپرد کرے پھر دونوں شاہ احمد آباد بیدر کی طرف سوار ہوئے اور سرد خان لاری  
 کی تجویز سے احمد آباد بیدر مصطفیٰ خان شیرازی کے تفویض ہو اور جو کان دنون میں تیراج قلعہ سے اتنی  
 سے فوت ہوا تھا اور بھیجا نگر کے راؤن نے رام راج پسر تیراج کے جاوہ اطاعت سے قدم باہر رکھا تھا اور انکی  
 کشتی سے بھیجا نگر میں آتش فتنہ و فساد شعلہ زن ہوئی تھی حضرت نے فرصت غنیمت جانکر آب کشہ سے عبور کیا اور  
 قلعہ راجپور اور مدکل کو جو ستہ برس سے کفار کے تصرف میں تھے تین مہینہ محاصرہ کر کے مفتوح کیے اور اہل  
 عادل شاہ نے مجلس عظیم ترتیب دیکر بزم آراستہ کی اور عہد پورا کر کے جام محل فام کے جرجع کی رغبت کی اور  
 اسد خان لاری کو بھی اسدن اپنے پاس رخصت جلوس فرمائی اور دو تین جام بے وغیرہ آتش کر کے اپنے ہاتھ سے  
 اسے دیے اور علاء الدین عماد شاہ اور اسد خان لاری کی حسب التماس امیر قاسم برید ترک کو بھی مجلس بزم میں دخل  
 کیا اور عادل شاہ نے اسے بھی اپنا ہمکاسہ اور ہم پیالہ کر کے فرمایا کہ مضمون را بعم کلم کا ظاہر ہو علاء الدین عماد شاہ جو  
 کہ ظالم عالم تھا ہنسنا اور امیر قاسم برید ترک اگرچہ مطلب اصلی کو نہ پہونچا تھا لیکن علاء الدین عماد شاہ کے سننے  
 سے متنبہ ہوا اور تغیر ہو کر اشک اپنی آنکھوں میں بھر لایا اور اہل عادل شاہ نے موثر ہو کر از رو سے تلافی اس سے یہ  
 فرمایا انشا اللہ تعالیٰ بھیجا پور پہونچنے کے بعد احمد آباد بیدر کو بھی تجھے از رانی فرماؤنگا پھر ایک دنیا کا اس طرف  
 میں استقامت کر کے جمیع مہاشہ کو بخوبی انجام دیکر علم مرجع بلند کیا اور جب اخبار توجہ بہادر شاہ گجراتی حدود و کن  
 قیطون متواتر ہوئے مہاشہ قلعہ ماہور موقوف رکھ کر علاء الدین عماد شاہ کو برآوردہ کر دیا اور عہدیت پھر پھر

روزی افزا ہونے اور  
 سرکار کے سیر و گشت  
 اور اسے فرما بہت سے  
 بھی اسے غیانت کی  
 بارہ ہزار سوار اہل و عیال  
 اور اور کچھ میراث  
 سمجھا جو منسلک  
 ایسے جو ہر نفسہ  
 نے جب کبھیان قلعوں  
 ہو اور سر اہل و عیال  
 اس بھیجو مطالبہ  
 سفر میں غلصہ بہت  
 نے جواب دیا کہ جہت  
 ہننے اب کا کنا پذیر  
 مطلب نہیں ہر سیر  
 برابر کی عنوان دیکر  
 نظام شاہ بوی نے  
 پایا تھا پیغام دیا کہ  
 کہ ہارے کئے سے قلعہ  
 جانیں اور یہ پیغام  
 بجز اطلاع پیغام مذکور  
 لیکر آب تلورک کے  
 کر کے اعلام کیا کہ جو  
 چند مرتبہ میدان جنگ  
 کی سیر کیجئے برہان نظام  
 میاں کے اتفاق اسیر  
 اور اہل عادل شاہ بھی  
 ڈاکر سوار ہوا اور بارہ  
 الفرض اوھر سے رہا

لاہور پر کب یہ سرگزار کی تسلی کے لئے متفق ہو بعض قلعہ جو اب امیر سردار نے کسی طرح کا عندیہ نہ پہنچا پادشہ وہ  
بہانہ لیا اسلحا اسلحا سرحد کے مقصد کی طرف راہی ہوا اور وہاں پہنچا اس پر قاسم میر ترک کو بھیجا کہ کیا کر  
علی میرید اور تیرے اور مردوں نے مجھے بھیجا ہو اگر کام میں وہاں سے سرآمد ہو تو شہر قلعہ حصہ کے ہونا  
کو ہم نہیں تیار ہے کسی طور کا اس سے تھکے ہوئے اس پر قاسم میر ترک اعلیٰ میں ملین ہوا اور کسب ظاہر ہے  
سیٹوں کی شکایت کی اور حوث کے کچھ دوا پھر کے مل کا حکم عہدہ ہوا ایک فیصلہ کے لئے کہ اس نے اس کے بہت  
برائے کیے ڈال کر پال کریں امیر قاسم میر ترک نے بھی دراندازی اس کی کی گئی اس حال سے ملک میں کے متقابل  
کے میرے مردوں کا نہیں ہو لیا کہ ایسا نہ کہ تو میں جدا مانا اسے لے لیا کہ اس کے مقدمہ کو مصلحتوں اور  
ایسا کیا اس کے سیٹوں نے ماب کو مرہبہ مسلحہ تھیں نیت بدست دیئے کو اسے ایک طرح سے قلعہ میرد کرتے  
ہیں کہ اسد جان لاری آن کر ملاں دروازہ کے باہر ایسا نہ ہوئے اور میرے عہد کے کو کوئی شخص ترس نہ تھائے  
روں و دروازہ کے حال سے ہو گا اور حواہ سر اور عورت کی قسم سے بھی متاثر نہیں ہیں۔ کھینکے چھان لیں  
سے باہر لیا ہیں اور جو کچھ رو رو اور پوچست چاری ہو صاف لکین تو ہم بھی قلعہ حالی کر دیتے ہیں اسمیل عا شاہ  
نے علی عرض یہ کیا کی اور اسد جان لاری کو حکم کیا کہ قلعہ کے دروازہ پر کھڑے چارہ کوئی شخص چاری وجہ  
کا تو کس پر میر ترک کے اہل و عیال سے متعلق ہونے یا دے یہ حکم سے ہی علی میر نے جو اور نصیر اور مرصع  
آلات شامل سمیعہ اور نقود اور میرے طلائی عورتوں کے سیر کیا تو یہ رنچ جیسا کہ لکھا ہیں اور اصل عا شاہ  
اسی دن قلعہ میں داخل ہوا اور شکر الہی کا حال کرنا مل سمیعہ کی سیر بعلوہ گروہ اور سرت خانہ زادہ طو جان میرید جا  
کو اسد جان لاری کے ہمراہ علاء الدین عا شاہ کے پاس سمکھ کر اس قسم کی اور وہ وہ دیا پھر ایک ساعت  
کے بعد شاہزادہ عبداللہ اور علی کو علاء الدین عا شاہ کی طلب میں روانہ کیا علاء الدین عا شاہ نے اس کی  
فلس قبول فرمائی اور شہر ادوں کے ہمراہ جب اس مقام پر دستام کے قریب پہنچا اس وقت قلعہ کوستان لے  
دروازہ تک انتقال فرما اور مجلس اسی کو اس کے وجود خاثر الخود سے ریزہ ریزہ ہمتی اور اس بادشاہ  
کے حضور تمام وجہ اور اسلحا حواہ اور مرد و رادہ اور ملاطوف طلائی اور نقود اور جھاسے معوی اور بھی  
انتم اور شہر اور مارہ لاکھ ہوں تعداد رو سے ہمتی علاء الدین عا شاہ کے ملاحظہ میں مدایا کہ جو خوش اور  
مید آوے اسے قول فرمائیے اسے ہاتھ بڑھا کر ایک عمر میر مرصع اٹھایا اس کے لئے اسمیل عادل شاہ نے  
اسد جان لاری کو حکم کیا کہ قلعہ وحض و مال سے تین لاکھ ہوں علاء الدین عا شاہ کے ملازمین کو تسلیم کر اور  
ایک لاکھ ہوں طو جان اور انو جان اور اسراہیم جان اور عا شاہ حال شاہزادوں کو دیو سار و جیو کے  
معا حق دیوے اور چکاس ہزار ہوں سید علی عقل کو سیرو کے کے کعب احرف اور کلا سے ملے اور شہر مقدس  
ہیں حاکم ارشدوں کو تنقیر کرے اور چکاس ہزار ہوں سید احمد ہری کو دے کہ اہل علم حاصل اور اور شہر و دیار  
کو پوچھا دے اور علاء الدین کے مارہ ہزار ہوں سائیں بخت کیے اور اعلیٰ سپاہ بخت کیے کہ ایک علاء الدین  
حواہ میں بھیجا رکھا اور ہاتھ اور اس حواہ کو اس مجلس کو حواہ کعب امقل پھر کو ملا نا شیعہ شاعر  
کو کمال علم حاصل میں تفریع و توصیف سے سنی متعددوں دونوں محاورات سے پایا تھا اور شاعر کی

اور کئی تنفس کو دستاویں پھر چار پائی اس پیرسن رسیدہ اور کرگ باران دیدہ اور غافل کاروان کی افکار  
 باہر لائے اس درمیان میں ایک چرائیوں میں سے کہ جیسے دکن میں پونی والا کہتے ہیں اور پسبانی اور  
 حراست ساتھ انکے متعلق رہتی ہو اُسے ہو شیار ہو کر جاہا کر شور مچاؤں اسدخان لاری نے چاہا کہ سستی سے  
 ایسا حربہ اُسکے رسید کیا کہ سر اسکا تن سے جدا ہو الغرض یہ جب اپنی فوج میں پہونچے ظاہر ہو اگر ابھی شب  
 دو پہر باقی ہو اگر سہم قتل و تاراج میں مشغول ہو گئے مسلمان ہو کا فر میں تشریف نہ کی صحیح تک ایک جماعت کثیر رل  
 اسلام سے ضائع ہوگی اب کہ گوہر مقصود دستیاب ہو گیا مناسبت یہ کہ کتبوں کی نسخہ عزیمت کر کے ہر عید کو  
 خداوند جہان کی خدمت میں لیجاویں سبھون نے یہ رائے پسند کی اور امیر قاسم برید ترک کی چار پائی کے ساتھ  
 روانہ ہوئے ابھی نصف راء طو ہوئی تھی کہ جناب خواب سستی سے ہو شیار ہوئے اور آکھو عجیب حال میں نکلیا  
 لشکر جن کا خیال کر کے طرفہ فریاد ملند کی اسدخان لاری اُسکے رو برو آبا اور فریاد دینے لے بعد پھر زبان پر لایا  
 کہ سپاہ جن نہیں بندہ اسدخان لاری ہو اور تمام سرگزشت آغاز سے انجام تک بیان کی پھر زبان پر فرس  
 اور ملاست میں کھولی کہ دشمن کے جو ار میں رہنا اور ایسے سن و سال میں اس کثرت اور رسائی سے شرب دنیا  
 کیا معنی رکھتا ہو امیر قاسم برید ترک خجالت اور شرمندگی کے سوا جواب نہ دے سکا خاموش ہو ابھر اُسے لکے بوجھ کے  
 وقت اسماعیل عادل شاہ کی ملازمت سے شرف باب ہو کر ساتھ تحسین اور آفرین کے معزز اور منفق ہو اور اسماعیل  
 عادل شاہ نے امیر قاسم برید ترک سے استفسار فرمایا کہ اس مکر و فساد کا کیا سبب تھا امیر قاسم برید ترک نے  
 ہرگز جواب نہ دیا اور سر جھکا لیا اور اسماعیل عادل شاہ نے اُسے اسدخان لاری کے سیر کر کے فرمایا کہ اُسے ابرام کے  
 وقت حاضر کرنا اور جب دوسرے دن اسماعیل عادل شاہ نے مجلس عالی ترتیب دی اسدخان لاری شاہ عالی کے  
 موافق امیر قاسم برید ترک کو طوق و زنجیر میں مسلسل اور ملوث کر کے حضرت کے رو برو لایا اور اسماعیل عادل شاہ نے  
 اُسے دو ساعت دھوپ میں ایستادہ کیا اور مصنفات متقدمین اور متاخرین میں ایسا واقعہ عجیب کہ صاحب کد  
 خطبہ کو خواجگاہ کے اندر سے اس حال خراب سے اٹھا لیجاویں اور چیل و خشم اُسکا کمال غفلت سے اُسکے کام نہ آئے  
 بہت کم نظر آیا بہت چنیں عجائب حالی بسا لہا سے دراز بہ نہ گوش دہر شنید و نہ چشم دوران دیدہ اور جو کہ اسماعیل  
 عادل شاہ نہایت اُس سے آزرده تھا اُسکے قتل کا اشارہ فرمایا اور جب جلا و تلوار کھینچ کر مرگ ناگمان کی طرح آیا اُسے  
 عجز و زاری سے یہ عذر بادشاہ سے کیا کہ یوسف عادل شاہ جم نشان کے عہد سے خسر گیتی شان کے زمانہ تک مجھے  
 بے ادبی اور جرات بہت واقع ہوئیں اب میں اپنے گناہ کا معترف ہو کر اپنے وجوب قتل پر گواہی دیتا ہوں اگر حضرت سلیمان مکان  
 جان کی امان دے تو قلعہ احمد آباد میر کہ کندہ نسخہ کسی صاحب توقیر کی اُسکے شرفا پر نہ پڑی ہو مع خزان و دفائن پیر  
 کرتا ہوں اسماعیل عادل شاہ نے بمقتضی العفو و کوة الطغر اُس کی حاجت روا کی اور امیر قاسم برید ترک نے آدمی  
 اپنے فرزندوں کے پاس بھیج کر اصفین قلعہ سپرد کرنے کی تکلیف کی انھوں نے یہ جواب دیا کہ تو پیر نو و سالہ ہو اور تیرا  
 آفتاب عمر موت و فنا کے قریب پہونچا ہو چند روز محدود کے واسطے ایسا قلعہ ہاتھ سے دنیا عقل و راندیش سے بہت  
 تعمیر ہو اور اس جملہ سے انکا مطلب یہ تھا کہ دفع الوقتی کیجیے گھڑی میں گھڑیاں ہوتا ہو جو خدا چاہتا ہو وہ ہوتا ہو اور تیرا  
 اس آدمی کے ایک معتمد مخفی بھیجا کہ اگر اوصاف اور اطوار سے مفہوم ہو کہ باپ کی نجات بغیر تسلیم قلعہ ممکن نہیں ہو

عدالت سپاہ کو اس بارہ میں مصر اور مجد یا پھر دو بارہ اس مقدمہ کا تذکرہ نہ کیا اور اسماعیل عادل ساہ نے ایک بیعت اپنے وزیر میں اس سے چھان کیا اور دعوت کا سامان کر کے حق عالی ترتیب دیا بیشکش لائق گوارے امیر قاسم برید ترک نے جسے اس کا اسماعیل عادل ساہ نے علاء الدین علاء شاہ کے مکمل پہنچا اور اس کا جو جس نے ہاتھ تول کھینچے سے جو کہ اور گیس سے ابلیخار کر کے گرد راہ سے علاء الدین علاء شاہ کے مکمل پہنچا اور اس کا جو جس نے ہاتھ تول کھینچے سے دہن میں مانا جو وطیعہ حمایت کا۔ جو کہ حسیل سے ملن اور مصر عودے حرف صلح کا درمیان میں لا کر میرے دربار اور متعلقوں کو محاصرہ سے نکالت دے علاء الدین علاء شاہ نے جواب دیا کہ امر صلح کویر کے قتل اعدا ناما دیر اسماعیل عادل شاہ کے سپرد کرے صورت یہ کہیں جو امیر قاسم برید ترک کو نہ ابراہان کو ہو ہی اسے لکھا کہ جن کو ایک طرف اس لشکر علاء الدین علاء شاہ سے تھا گا اور دشمن تو ہی سے اندیشہ کر کے پیش طرف نہیں تھول جو اور آدمی اس کے مصون سے حسد اور فاحر جو تھے استراحت میں مصروف ہوئے چند لوگوں کے سوا باستانی میں قیام کرتے تھے اور وہ بھی مقتضائے الساس علی دیں ملوک کمزراعت و عشرت میں محسوس ہوئے قصار احسان گدن حروصول امیر قاسم برید ترک کی اسماعیل عادل ساہ کی سمع مبارک میں پہنچی وہ رات طلعت سرشت ایسی بھی کہ رنجی سیہ نام تیرگی میں سے استفادہ کرتا اور آوارہ گری کی دہشت سے راہ سامو گم کرتی تھی اسد حال لاری کو ساتھ ایک حاجت موت کے جھون کے واسطے تعینات کیا اسد حال لاری ص امیر قاسم برید ترک کی ہمدرد کے اطراف میں ہو گا انکھار ایک تیس کی اس کے گوش زد معنی حلف چھان کر کے آدمیوں کو دست اندازی سے منع کیا حد حاسر جس حر لینے کے واسطے بھیجے اور آجھوں نے آنکر حیرت ہو جائی کہ کوئی شخص لوامر جھوٹا ہوشیاری میں قائم نہیں تھا اور امیر قاسم برید ترک اور اس کے پاساں مست و مد موس پڑے ہیں اور جھوٹا اور دلاورین ہر قائم برید ترک کے دربار سے اپنے صدق قول کے واسطے انھارے اسد حال لاری نے لشکر ساو ح عیم کے کسارے ٹھہرا کر کے دیا کہ حقیق لشکر عیم میں سو روٹھکا نہ پر ماسر دے تم ہرگز حملہ آور ہو مادم بخود دھیا یا کہ جو پیش حوال بکھل دیکر یاں لیکر سایہ پانچ پاس سایہ چارہ دربار قاسم برید ترک کی طر متوجہ ہوا دیکھا کہ لعل شرب اور حمام حمام ہر طرف افادہ ہیں اور پاساں حریف ہر ایک ساتھ وضع جبر کر کے کثرت لگا اور پورہ اور شرب سے خواب جھلت میں دست میں اسد حال لاری نے اس قسم کے متوالن کا مل کامرات سے لعید جانکر کچھ زیادہ اُن رے مقود کے اور یہ حکم دیا کہ جو شخص اک میں سے ہوشیار ہو کر سرگسی کرے اس کا مرتج سید رخ سے جہا کر کے حاک ملاست برڈالین اور حودت حاجب دلاور ان اس خیال سے میر روانہ ہوا کہ لیر تھا کہ برید ترک کے سراپہ دو میں حاکر ملکن ہو اسے رمدہ دستگیر کردں یا اسے تہ تیغ کر کے سر اس کا جھڑکوں یہ لکھ اسد حال امیر قاسم برید کے عیم میں در آیا دلاں کے مردوں کو ماہر کی حاجت سے بھی سو جرح مدتر پایا لینے کا دیکھتا جو کہ سر حلقہ زرداں چھاں امیر قاسم برید ترک مکاں لکھن میں یار پانی کر کے صلیط دکن بلیک کتے ہیں مست و مد پریش مو نا جو اور رماہ لساوا اور حصے لوگوں نے شرب اب کی کثرت سے قہ کی ہو اور کچھ لوگ لے سرو یا ایک ایک وضع ہند قنادہ نہیں اسد حال لاری نے ایسے یا بدن سے کہا کہ قتل کر یا ایسے آدمیوں کا آسراں جو کہ سرگسی کر کے ہم اسے ہی حق سے ملن لکھ کر ماوتہ کے درویش لکھ



مورچے اور لقب چارون طرف سے پہنچائے اور امیر قاسم برید ترک کے عوان کہ شجاعت و بہادری میں مشہور تھے شہر سے برآمد ہو کر اعلام مدافہ اور مجاہدہ کے بلند کرتے تھے اور چونکہ قلعہ کی پناہ میں تھے لہذا بھر مکر سلامت کھینچتے تھے اور جب خبر قریب پہنچنے لشکر سلطان قلی قطب شاہ کہ انکی کمک کو آیا تھا پہنچی امیر قاسم برید کے فرزند پھول کر حبابہ سے باہر ہوئے اور ازراہ خیز کی پانچ ہزار کشتی کو سلج اور کھل کیا اور قلعہ سے برآمد ہو کر صاف قتال آراستہ کی منتقل ہو خاتون یعنی امیر قاسم برید ترک کی زوجہ جو علی برید کی والدہ تھی اسکے تین بھائی تھے ہر ایک آپکو لشکر کے برابر تصور کرتے تھے ایک میزرا جہاگیر می کی لڑائی میں مارا گیا اور دو بھائی زندہ تھے شہر وند افواج کے سامنے آن کر اسمعیل عادل شاہ سے مبارزت طلب کرتے تھے اور کہتے تھے کہ مروی و مرزا لگی وہ جو کہ عمرو وزید کی بے اعانت دشمن سے لڑے اسمعیل عادل شاہ اس طعنہ سے طیش میں آیا بلکہ شعلہ غضب سے فروختہ ہو کے لال ہو گیا اور بغض نفیس خود عزم رزم کیا اور اسد خان لاری اور دیگر مقریوں کے منع کرنے سے ممنوع نہوا لشکر کو جمع کر کے باخاطر پریشان میدان و لہا کی طرف روانہ ہوا اور وہ دونوں مرگ رسیدہ خود دوسری باری میدان جانسان میں عدالت پناہ کے مقابل آئے اور کچھ دیر اپنا کرتب اور شجاعت جاننازون کو دکھا کر اپنی خاک مہتی کو باد فنا سے برباد کیا دوست و دشمن با واز بلند یوں شناخو ان تھے کہ اس تاجدار نے ان دونوں خود مژدن کو سر میدان کس طرح مار لیا الغرض اسمعیل عادل شاہ فرمان خرامان اپنے لشکر میں آیا اسد خان لاری اور بھائی مرانے اسکی رکاب کو بوسہ دیکر زور جو اہر نثار کیا اس درمیان میں ایک طرف سے افواج سلطان قلی قطب شاہ کی نمودار ہوئی اسمعیل عادل شاہ نے اسد خان لاری کو اس کے مقابلہ کو مامور کیا اور سید حسن عرب کو امیر قاسم برید ترک کی سپاہ کے مو اجمہ کا امرا قرار پایا اسد خان لاری ایک ہزار اور پانسو سوار لیکر برق لامع کی طرح قطب شاہیوں پر حملہ آور ہوا ان کے خرمن جمیبت کو متفرق اور پریشان کیا اور پھر بلا توقف سید حسن عرب کی مدد کو پہونچ کر شیخ یانی سے چار سو مردوں کی سرفشانی کی اور شکست دیکر قلعہ کے دروازہ تک پسپا کیا اور اسمعیل عادل شاہ نے بعد اس فتح کے اسد خان لاری کو آغوش عاطفت میں لے کر عنایات گوناگون سے ممتاز کیا اور زر ڈال سے بے نیاز کیا اور قلعہ کے محاصرہ کے بارہ مین زیادہ تر اہتمام کر کے دخول خروج کی راہ سدود کی مہر پریدہ حصار شکر مضطرب اور سبقرار ہوا اور علاء الدین عا د شاہ سے متوسل ہو کر اپنے بھائی محمد خان کو اسکے پاس بھیج کر اناس قدوم کی تاکہ تسفیغ تقصیرات اضی و حال ہووے اور علاء الدین اس سبب سے کہ ماہری اور ماہور اسکے قبضہ سے برآمد ہوئے ہوا تھا اپنے کام میں حیران تھا امیر قاسم برید ترک کی طلب کو اسمعیل عادل شاہ کی ملاقات کا وسیلہ کر کے اسمعیل تعجیل احمد آباد بیدر کی طرف متوجہ ہوا اور اسمعیل عادل شاہ کی استرخا سے خاطر کے واسطے اسکے قلعہ او دگیر میں نہ گیا اور لشکر عادل شاہیہ سے ایک فرسخ کے فاصلہ پر فرسوخ ہوا اسمعیل عادل شاہ ایک جماعت مخصوص سے اسکے اردو میں گیا اور کو ازم تمنینت قدوم بجالائے اور علاء الدین عا د شاہ نے بھی فتح کی مبارکباد دے کر معروض کیا کہ غرض اور مطلب اصلی اس یورش سے حصول ملاقات آنحضرت ہے لیکن شجاعت گناہ امیر قاسم برید ترک اندازہ سے باہر ہو عدالت پناہ نے فرمایا جو اس حکم میں اکثر بہادران قدیمی کام آئے ہیں جنک ہتھم خون کا نہ لون آپ صلح کی تکلیف کریں جب علاء الدین عا د شاہ نے

سرت پناہ کو کر  
بغض اپنے دائرہ  
امیر قاسم برید ترک  
جو کہ اسکی بے  
دشمن میں نہ ہوا  
اور شہدائین نامی  
سال شاہ کے  
تکرت و با مدین  
سفر سے متہ  
وہ بھی بقتضائے  
برید ترک کی  
سے متباد و کر  
کے شہنوں کے  
ایک قلعہ کی  
لئے کے  
اور امیر قاسم  
کے زہر سے  
شہر کر کے فرما  
جان بیدل  
اور خیم دارم  
سے خواب  
کچھ پیادہ اور  
سے جدا کر کے  
برید ترک کے  
یہ اگر اسد خان  
بدر یا یا لینے  
دکن پلٹے  
سے قہر کی  
کما کر قتل کرنا



طو ہوتی تھی کہ کوئی عیس سے جنگ عظیم ہوئی اس مرتبہ بھی حلیف و معاہدہ یعنی برہاں نظام شاہ عوی لیت موکر علیہ کی  
 صدارت ہو اور خواجہ جہان دکی اور لیسے امرائے اسکے دستگیر ہونے اور اسدخان لاری لے حوالی یہ نہ ملک  
 بیجھا کر کہیں کبھی تھی مای کہ ایک مہینے میں تخت برہاں نظام شاہ عوی کا تھا دستیار کئے اسماعیل علی شاہ لے  
 ان تمام میں کو سوا سبیل تخت کے کہ اکثر اسکا نام رکھا تھا اسدخان لاری کو اور دوائے اور اسے ران سالوں  
 سے خرد کیا اور اس سال کو ۹۲۷ھ نو سو چوبیس ہجری سے اسماعیل عادل شاہ نے اسدخان لاری کی ہدایت  
 سے علاء الدین عماد شاہ والی ہزار سے قصبہ او حان میں ملاقات کی احمدی بھولی تہیز و حوسناہدہ کھڑا سلطان غنی  
 اسکے ساتھ مہم کی اور عہدہ ویناق کو تھی اور گنگا کی کے درمیان میں لاکھ پانچ ایک اچھے مفودت کی طرف روانہ  
 ہونے اور ۹۳۰ھ نو سو پچیس ہجری میں سار شاہ گنگا کی کو احوال اسکا اچھے مقام میں مکر دیکھا برہاں نظام شاہ  
 عوی کی ولایت پرستولی جو اور اسماعیل عادل شاہ لے صوبہ الائنس برہاں نظام شاہ عوی تھا ہزار سوار اور  
 دس لاکھ ہون امیر قاسم برید ترک کے چہرہ برہاں نظام شاہ عوی کی مدد کی اسلے ارسال ہونے لگا اور دیکھا جاتا  
 گنگا کی کے ملک دس سے صوبہ لشکر مکر رہا پور کی طرف آگیا اسماعیل عادل شاہ کی سمیع سار کی پہنچا گیا  
 کہ امیر قاسم برید ترک اُس امر کو جواب کی رعایت میں تھے اور اس برہاں نظام شاہ عوی کی مدد کی اسلے ہندوستان  
 اچھین ٹھیکہ دیتا تھا کہ یہی اطاعت کرو تو ہم تم پر جا پور کا اسماعیل عادل شاہ کو مقید کریں اور ولایت کو بدلہ  
 تقسیم کریں یہ اسماعیل عادل شاہ لے امیر قاسم برید ترک کی تادیب برصغیر مصروف فرمائی اور ۹۳۰ھ نو سو پچیس  
 ہجری میں ایلچی کا رواں برہاں نظام شاہ عوی کے پاس بھیج دیا کہ امیر قاسم برید ترک کی لے اونی اور  
 مکر دیکھ لے جو سے تیار کر کیا اور آپ بھی خوب جانتے ہیں کہ اُسے مکر سلطان علی قلی شاہ اور جاگیر کے  
 راجاؤں سے دس ہزار چوک کیا کیا صادر کیا گئے اور یہ مجلس طرح دے کر اُسے مکر دیکھا کہ تادم ہیکل اور  
 میں اسے مودت پرانے اسکے دفع طریقہ کو احاطہ عقلی اور ہمت شرمی سے ہر مادم و حارم ہوئی جو کہ اسلے  
 مکر دیکھ لے کے ساتھ طاقت اور سب کے ساتھ برمی کرنا عقل سے بعید ہر قطعہ کہ سار دیکھ تو نہ نہ کر گئے ہشت  
 دہشت چ کے کہ مازنگ و جہدوں چ تاکو سدر لہشت اگر اسے دوستان اہل گیس کی اہل زمین  
 ترمیز کہ کہ رحمت تادیب کرے تنہا اکی اس صوبہ صکی مادمے جو برہاں نظام شاہ عوی اُس عہد میں اسماعیل عادل شاہ  
 کے احسان اور مادم کے باعث شرمندہ تھا اور گنگا ہماہر شاہ گنگا کے جو سے سے ملنے نہ تھا اسلے وہ وقت  
 سے لاکھ کر کہ جو عدالت شاہ کی جو سدی اور ترمز سدی کی موجب ہو تھیں کو عرض دے مکر ہماہر شاہ  
 وہی ہوئی ایلچی بہ جواب مکر سرور اور بیعت ہوے اور ہایت اعر اور اکرام سے رحمت انصاف  
 یانی اور ملازمت میں بیو چکر شہیدہ ویدہ کو مسترحا مسامح میں بیو کیا اور اسماعیل عادل شاہ  
 رحمت حیات سار کے ملا توقع دس ہزار سوار انتخاب چہرہ و کاب لیک احمد کانا سید کی طرف روانہ  
 ہو اور امیر قاسم برید ترک کو بڑھائیے کے سبب آئیکھوں سے کم دیکھتا تھا مکر سے مکر کے دستور کہ  
 اسکا درہ رقتا قلند کی ماعت اسے بڑے بیٹے علی برید اور دوسرے فرزندوں کے بیچ کر کے جو کہ سلطان  
 روانہ ہوا اور اسماعیل عادل شاہ لے احمد کانا سید میں بیو چکر تادم کو حاکم دارا عاظم دیا اور اکیلیہ بہتیں مشرک کر

دکنی نے لیے تھے مریم سلطانی کو جاگیر دیوین جب اسماعیل عادل شاہ نے نہ دی اور بیت لعل کیا اس قربت نے کچھ اثر پیدا نہ کیا بلکہ منجر بدبختی ہوئی دوسرے برس برہان نظام شاہ با اتفاق علاء الدین عماد شاہ والی ہرار مع فوج جہاں بھڑم رزم نکلا اور شولا پور میں پہونچ کر قلعہ کا محاصرہ کیا اور پنج بھیکر امیر قاسم برید ترک کو بھی اپنی کمک کی دلالت کی اسماعیل عادل شاہ باوجود اس کے کہ جانتا تھا کہ دونوں بادشاہ چالیس ہزار سوار اور آدھوہ کار ہمراہ رکاب لکھتے ہیں قادر ذوالجلال کے افضال پر نکل کر کے دس ہزار قدر انداز ترکش بند اسفندیار خوجہ لیکر غنیموں کے مدفعہ کو آ پہونچا اور جب دونوں غنیموں سے کوئی حرب پر آمادہ نہوا اور دوسے غنیم کے دو کس کے فاصلہ پر چالیس روز تک فوج کش رہا اور جب اکٹالیستون دن امیر قاسم برید ترک برہان نظام شاہ بحری کی کمک کو پہونچا اسی دن نظام شاہ بحری صف آر ہو کر قلب میں مقیم ہوا اور مینہ پر علاء الدین عماد شاہ کو امیر قاسم برید کو مقرر کیا اور اسماعیل عادل شاہ نے بھی میدان نبرد میں جولان ہو کر سدخان لاری کو علاء الدین عماد شاہ کے مو اجمہ کو اور ترسون بہادر کو امیر قاسم برید کے مقابلہ کو مامور فرمایا اور خود دلاوران نامدار سے قلب میں قائم ہوا اور خوش کلدی آقا کو مع ہزار جوان تیر انداز خل داہنی طرف اور مصطفیٰ آقا کو ہزار سوار سے بائیں طرف مقرر کر کے یہ حکم دیا کہ جس طرف فوج غنیم غلبہ کرے تم مرد کو جب صف کارزار طرفین سے تیار ہوئی طرفین کے بہادر حملہ آہ ہونے فوج لگائی تلوار چلے لگی غنیموں پر آمد خروشدین گیر و دار بہ در آمد ہر ہزار آن روز گارہ زخون یلان خاک آغشته شدہ تو گشتی زمین اور خون گشتہ شدہ پہلے سدخان نفس نفیس شیر ثریان اور ہر دمان کے مانند علاء الدین عماد شاہ پر بطور تاخت آیا اور وہ تاب جنگ نہ لایا بھاگ کر ہرار میں دم لیا اور ترسون بہادر نے بھیکر شیر انہ امیر قاسم برید ترک پر عرضہ جنگ تنگ کیا اسکا بھی پائے ثبات زمین کین سے ہلکیا پسپا ہو کر بید کی طرف راہی ہو لیکن اب تک اسماعیل عادل شاہ اور نظام شاہ بحری گرم و غاتھے کہ ناگاہ مصطفیٰ آقا اور خوش کلدی آقا دونوں پہلوان مع تیر اندازان چابک دست برآمد ہوئے اور نظام بحری کو حلقہ میں خطہ پر کار کی طرح گھیر کر تیر باران کرنے لگے وہ بھی تاب جنگ نہ لایا باگ معرکہ سے موڑی اور اسدخان لاری تھا قب کر کے اسکا علم دولت اپنے قبضہ میں لایا اور چالیس ہاتھی اور توپخانہ عادل شاہ کے اہلیوں کے ہاتھ آ یا بنگاہ لٹ گئے اور یہ اول جنگ تھی جو خاندان عادل شاہیہ اور نظام شاہیہ کے درمیان واقع ہوئی اور قلعہ شولا پور اور ساڑھے پانچ پر گنہ جو اسماعیل عادل شاہ نے مریم سلطانی بنت یوسف عادل شاہ کو دینے کا اقرار کیا تھا یہی باعث نزاع تھا پھر اسماعیل عادل شاہ وہاں سے بافتح و ظفر مع فوج و لشکر بلدہ بجا پور کی طرف روانہ ہوا اور در الخلافت میں شاہ کے حکم کے موافق ایک مہینہ بجا پور میں عظیم رہا صحبت دل پسند رہی صدائے عیش و طرب ناگوش زہرہ مشتری بلند رہی پھر شہر یار والا تبار فردوان خطوطہ اور کان دولت وزیر و امیر پہلوانان و سپہ سالار نامی کو خلق تھا سے فاخرہ سے ممتاز کر کے زور و جواہر تار کیا ہر ایک کا زیادہ اختیار کیا اور اسدخان لاری کو پنج فیل کوہ تمشل اور چھ ہاتھی خرو خلعت کے علاوہ جو برہان نظام شاہ بحری کی لوٹ میں آئے تھے مرحمت فرمائے اور کل سپاہ کی تنخواہ اور مرسومات مضاعف کر کے خوشدل کیا اور برہان نظام شاہ بحری کہ بادشاہ غیور تھا اسے نو سو تیس ہجری میں عماد شاہ سے لڑا اور اسے شکست دیکر نہایت تکذت اور غرور سے امیر قاسم برید ترک کو ہمراہ لیکر بقصہ خیر شکست سابق بجا پور کی طرف متوجہ ہوا اور ہر سے یہ خبر سننے ہی اسماعیل عادل شاہ لشکر خود لیکر اس کے مقابلہ کو چلا گیا کس راہ

ظہور تھی کہ فوج  
نہر رہا اور شاہ  
پہونچا کر کے میں  
ان تمام فوج  
سے فوج کیا اور  
سے علاء الدین  
اس کے ساتھ  
ہونے اور  
بحری کی ولایت  
دس لاکھ  
گوتی کے ملک  
کہ امیر قاسم  
امین شریف  
تقسیم کر  
بحری میں  
کہ وہ فوج  
راجاؤں سے  
میں راے ہو  
کہ بھیکر  
دنیا نش  
شہر کا کر  
کے احسان  
سے ہر  
دہائی ہو  
بڑا اور  
فرست  
ہوا اور  
اسکا وزیر  
روانہ ہوا

با خود وسعت مملکت اور سطاولایت اردو سے کمال بحکم و پوشایاری اس لوگ کے لے کے ساتھ قاطعہ ایک سبط قلعہ میں  
 نہیں کرتے تھے اور ملحدان گرنگ اور دوتوہاں کی بکثرت یہ صلاح دیکھتے ہیں کہ شاہ راہ ان لقمہ الملک بکری سے ایوان  
 مصداقت معقول رکھ کر سعادت حلیتی اور پیروگی درمیان میں لائے اور بہرہ موافقت کیو گیا میر قاسم ریہ ترکہ کو ترک  
 سلسلہ صفہ و مساجد کی تادیب اور تنبیہ کر کے قلعہ راجپور اور دکن کی تسویس کو مشق کر لیا اور کدھار سے سلسلہ میں  
 وجود سے اقامت میں اعراس شاہ کو یہ تقریر و پدید پر پسند آئی اور کیم کھانی کو محکمہ کدھار کی نگارہ کدھار اور دکن پر  
 ڈالیں غلٹ شراب و شطاطہ مجرم جرم اور رقعات راہ و پن سے میں نے ساہی کو اکھڑت لیا ہے چھپو دھانی اور حشاک  
 قلعہ راجپور اور دکن فتح ہوا شراب و شراب اور اکل کباب کی بدعت لغوانی اور انقصاے ایام حلیت مستحق انک  
 ایثار کیا کہ اس حریف بد خو کا معلوب ہو کر اترستی کا اس سے ظاہر ہوئے اور اسی حیدر و کے عرصہ میں حیدر دکن سے  
 اسد جال لاری کی حمایت کے بموجب سالک کسے کو چکا اور اپنے متعلقہ حالت میں داخل ہوا اور اسد جال لاری  
 کو سپہ سالاری کا خلعت مرحمت فرمایا اور اعزاز و منصب و جاہ سے بھی ہمراز کر کے اپنے اسکی امارت کا دست ملکہ  
 کیا اور اپنی صلاح کے موافق بہاں نظام شاہ بکری سے میاد و رعایت ڈال کر سپہ سالاری کو قتل اس  
 رسم رسالت ایران کی طرف گیا تھا قواعد و داد و اتحاد کے استحکام کے واسطے لہرہ احمد میں بھیجا اور اس سب سے  
 کہ شاہ ظاہر ملکہ اکرمت سیادت جاہ کے ساتھ سابق سے قریب اور اعلیٰ آستی رکھتا تھا اس کے قدم کو اتر اور کراہ  
 سے مقرون رکھ کر اتفاق ارکان دولت اسی وقت کے بہاں نظام شاہ بکری سے حکم کے موافق ہتھیال کو لگا اور  
 رسوم بکری کا لاکر محسوس و ہر باں نظام ساہ کی ملاقات سے مشرف ہوا اور بعد از دور کے کو فون شاہ کے درمیان  
 میں رسل و رسائل متواتر ہوئے پھر شاہ ظاہر اور اسد جال لاری صدر کی کسی کے منصب قصبہ لاپور میں کباب  
 شہ لاپور شہور ہو دوں سریر آرا سے دکن آئیں ملاتی جو بنے قواعد اتحاد اور دوستی میں کوئی دقیقہ درگزر نہشت  
 نہ کیا اور ماہ ربیع کی چھٹی شب سلسلہ دوستی میں بکری بن محرف قدسی اشرافہ ظاہر نے وائے شاہ عدالت چاہیں  
 تشریف اراہی وائی اور مجلس ہلاہی کو رشک و دوس میں کیا اور وہ حشر و بیکار وائے عدالت باہر علیہ علیہ  
 شاہ راہ لہو حاکم کی مجلس سے حیدر قدم قدم رکھ کر اکرمت ہتھیال کا لایا اور لوہارم صیانت بھی حوت تیس صد سے  
 پس ہو چکا کہ ران ساہ کے فرمایا کہ حشوت ایک اطمینان یا حلقہ رحمان سے مجھ ایسے دیکھنے کے  
 مکان پر تشریف شریف اراہی وادے کیا سلوک کرنا چاہیے یا حقوق محنت اور ہر مائی کا لموہر ساہ  
 معام فروشی میں جو ادا و کلام محنت الیتام میاں کے عدالت پہاہ کی خاطر عاقل کا باع نسبی جو ادا و بیعت  
 اسی مجلس میں حرف و ملت اور ہوجہ کا درمیان میں لایا اور خود حرف من دعا اور طلب تھا عدالت پہاہ نے قول  
 کر کے ساہ کو مسرور اور حشوت کیا پھر طرہ میں سے وہ چائیں ادا شاہی ادا لقی ہو ملہ والی پڑا کھڑے سے شش شادی کو  
 ترتیب دیکر ملت ششیں سر پر دہ خلعت مرحوم سلطانی سمت و یوسف داد شاہ کو ترمیم مصطوفی علی شہر ملہ واد و سلم  
 کے موافق اختر تابدہ ہما داری سراں نظام بکری سے ہمعقان کیا اور عا میں سے ماوراء قلعہ و ہلاہی کو ہوجہ  
 اور مرد و ست عمل میں آئے اور دوستی اور کھانگی کے بارہ میں حمد و سیان درمیان میں لائے اور عاثر الامور و نظم  
 ایسے متفرک طرف مراجعہ کی لیکن حو قرار پایا تھا کہ سو فوہ راہ واد شاہ سے باج پرگزشتیں حال راہ واد شاہ کی کئی کئی حال

سرشار ہو آحضرت نے فکر عبور دریا سے موافق میں مستانہ وار قرقم ڈال کر ارکان دولت سے استفسار فرمایا کہ سب دھوکے بنائے میں اس قدر رنگ کا کیا سبب ہو انھوں نے عرض کی کہ تین سو سبب چرم گرفتہ موجود ہیں اور باقی چند وزین تیار ہو کر موجود ہونگے چنانچہ ان عدالت نشان نے نشانی ترنگ اور شراب کی مستی میں دریا کے عبور پر بہت مصروف فرمائی اور فیل بابک زاپہ کہ مست تھا سوار ہو اور بغیر کسی کے کسی کو اپنے مافی الصہیر سے مطلع کرے تو قرق آب اور گل گشت کے بہانہ دریا کے کنارے گیا اور جو کہ اکثر بروز جنگ اس فیل پر سوار ہونا تھا سپاہ اسلام مضطرب ہو کر سوار ہوئی اور یوں ہی سر اٹھائے چلی گئی جب ایک فرسخ لشکر خیمہ کے مقابل سے دور ہو اکیلا رگی اظہار ارادہ کر کے حکم دیا کہ آدمی خیلوں پر سوار ہو کر عبور کریں اور گھوڑوں کو ان کسبوں میں کچھ سے مڑھکر تیار کیے ہیں اتاریں اور جو عقل باور نہ کرتی تھی کہ فیل اس آب نہا میں کیونکر گذر کر گچا لوگ حیران ہوئے اور کسی نے ہاتھی پانی میں نہ ڈالا اسماعیل عادل شاہ کہ عنان عقل کف اختیار سے دی تھی اعرضی ہو کر بولا کہ کا وہ بھی فریدوں کو دھمکا لہذا دے سے بے زور قیشتی لگیا تھا مجھے بھی اسکی پیروی درکار ہے جو فیل خدایا رہی تو یہ پٹریا رہی یہ کہ شاہ نے اپنے ہاتھی کو سب سے پیشتر پانی میں ڈالا اور اقبال بلند شاہانہ سے اب پایاب ہو گیا حافظہ حقیقی نے صحیح و سالم اس بحر زخار سے پار اتارا اور ہاتھی بھی کہ اس کے عدد و وسوسے کہ نہ تھے اس لیے گرداب تلاطم سے پار ہوئے اور جب قدر آدمی اور گھوڑے سب دونوں میں بٹھائے دو دفعہ عبور کر کے پھر جا بیٹھے تھے کہ اور آدمی بھی عبور کریں اس درمیان میں افواج ہنیم کی نمودار ہوئی اور جو انان اور بہادران مغل جو دریا سے عبور کر چکے تھے سپاہ تازی ترازو پر سوار ہوئے اور صفوف جدال آراستہ کیں لیکن اہل اسلام وہ ہزار اور جمعیت کفایتیں نہرا سوار اور دولاکھ سپاہ سے کم نہ تھے باوجود اسکے جو اسماعیل عادل شاہ نام نہ جو ب کے اشتعال میں مصر اور محمد خاں جنگ میں یکدل ہو کر محاربت میں مشغول ہوئے تلوار چلنے لگی اور ہزار جو ان دشمنوں کی طرف کے بے روح کر کے خاک ملات پر ڈالے اور کشت سے سپہ سالار اسے سجا لگو کر شربت فنا چکھا یا غازیوں نے بہادر سی اور پہلو اتنی میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کیا آخر کو صدمہ توپ اور ضرب زن اور منبوق وغیرہ آلات آتشباری سے عاجز ہوئے ایک ہزار پاراسو خازی درجہ شہادت کو پہونچے اور بقیۃ السیف سرسیمہ عنان تاب ہوئے جو کہ ناؤ بیڑا رکھتے تھے یہی کاسلسلہ ٹوٹ گیا جی چھوٹ گیا چار سوار و سپاہ نے فراہم ہو کر باسید نجات گھوڑے اس بحر زخار میں ڈالے رنگ اہل کے منہ میں چلے اسطرح ترسوں بہادر اور ایمہم بیگ کہ روایت اسماعیل عادل شاہ تھے خود ہی تھے وہی سکے قیل کو سر کر کے پھیر پائی کیطرت روانہ ہوئے جو کہ وہ پانی پایا تھا اسماعیل عادل شاہ اور سات جوان تا جوش کے سوا باقی ہاتھی اور راکب کو ب نام بحر فانی غرق ہوئے اور ایسا حادثہ غلطے کتب تاریخ میں کمتر مطالعہ ہو کہ کوئی بادشاہ اپنے لشکر سے طعنت نہ کرے وہ دشمن قومی سے مقابل ہو اور جمیع دوتختوں کو بحر فانی غرق کر کے خود بھی بھٹک و شقت تمام سال نجات کو پہونچے بہت بہ میں بیک جرم درطاس شرابی پکا طو قے بہت از بحر خرابی بہ شاہ نے طابق مشورت ہخامن لاری سے کہ ساتھ کسی تقریب کے اس سے پیشتر حرف ہکا مذکور ہوا تھا و میان میں لاکر صلاح دولت استفسار کیا اسخاں لاری میں خدمت کو بوسے سے عرض پیرا ہوا کہ جو ایسا واقعہ عظیم پیش آیا اور قدم عقل نے فریش کھائی عنان عدلیت از خلا ابور کی طرف معطوف کریں اسوا سٹے کر اے سجا لگو کر شربت و کثرت غیل و چشم تمام ریاں ہندوستان سے ممتاز ہوا و شاہانہ

باد جو وسعت ملکت اور  
نہیں کرتے تھے اور بانیان  
معاذت معقول رکھ کر  
سلسلہ نقہ و نقاد ہوا  
وجود سے انتقام میں  
ڈالیں مجلس شراب و نشانی  
تلوہ را پچو را اور کر کل  
ایسا نہ کیا کہ اس حریف  
اسد خان لاری کی کشتی  
کو سپہ سالاری کا خلعت  
کیا اور اسکی علاج کے  
برسم رسالت ایران کی  
کشادہ طاہر علیہ الرحمۃ  
سے مقرون رکھا اتفاقاً  
روم عربی بجا لاکر با حسن  
میں رل و رسائل سوار  
شوالہ و شہور ہوا و  
نہ کیا اور ماہ رجب کی  
تشریف ازانی فرمائی  
شاہ زادہ طوغان کی محلہ  
پیش ہو چکا کہ زبان  
سکان پر تشریف فرما  
مقام فرود تھی میں جو  
اسی مجلس میں حوت و عطر  
کہ شاہ کو مسرور اور خوش  
ترتیب دیگر خلوت نشین  
کے موافق اکثر تائید و توجہ  
اور مراوت عمل میں آئے  
انہی فکر طرک مراجعت



میرے دفع کے واسطے ہمراہ لاتا ہے اسباب شاہی اور خزانہ اٹھا کر اپنے قلعہ کی طرف روانہ ہوا اور شاہ بفرخ خاطر  
 واطمینان وافر اس بلدہ میں بے دغدغہ محافطان اور بیم موکلان چند روز شراب پیئے ورنڈی بچانے اور  
 نغمہ سننے میں مشغول ہوا اور داد لاقیدی کی دی اور اس کے بعد لشکر سمیل عادل شاہ نے رخصت لے کر  
 ظاہر احمد آباد بیدر سے کوچ کیا امیر قاسم برید ترک چار ہزار سوار سے تاخت کر کے فجر کو وہاں پہنچا اور چونکہ  
 اہل شہر اور دروازہ کے محافظ جلتے تھے کہ شاہ اور شاہزادہ شاہی کی لیاقت نہیں رکھتے اور ان سے  
 انتظام ملکیت ہوگا اس واسطے کہ بادشاہ کو مستی اور بیہوشی حرام ہے خلق خدا کی حفاظت اسکا کام ہے غضب کی جاہر کہ  
 جب نگہبان کو اپنی نگہبانی کی حاجت ہووے تو جنگ یا محافطہ کی کیا حالت ہوگی یہ سوچ کر بلا توقف شہر کا دروازہ  
 کھول دیا اور امیر قاسم برید ترک کو شہر میں در لائے اور امیر مذکور نے بدستور سابق جا بجا اپنے مردم معتبر مقرر کیے  
 اسکے بعد اپنے کام میں مشغول ہوا اور علی الصبح شاہ محمود شاہ بہمنی کا نشانہ اتر ا ہوشیار ہوا تو احوال دگرگون سمجھا  
 لیکن اس سبب سے رام کے تسلط اور غلبہ کا خوف تھا چند ان آرزوہ ہوا اور امیر قاسم برید کا دست نگر ہو کر اسباب  
 عیش و عشرت بر قانع ہوا اور سنوات سابق میں جولائی شاہ حجاز شاہ اسماعیل صفوی ملک ایران کے ہندی شاہوں  
 کے پاس آئے تھے تیراج رائے بجا بگ اور شاہ کجرات نے انکی تعظیم و تکریم کر کے الیچین کو با تحف و ہدایاے فرادان  
 بعد اعزاز اکرام و دلالت کی طرف روانہ کیا اور شاہ محمود شاہ بہمنی بھی الیچین شاہ کو بغزت و حرمت شہر میں لایا اور رعایت  
 شاہانہ کر کے چاہتا تھا کہ حسب وخواہ رخصت کرے لیکن امیر قاسم برید ترک نے مذہب کی مخالفت کے سبب مانع  
 آنکر الیچین کو قریب دو سال رخصت نہ کیا اس واسطے الیچین نے عاجز اور بہ تنگ آنکر اسماعیل عادل شاہ کو غائبانہ شکایت نامہ  
 لکھا اور آنحضرت نے شاہ محمود شاہ بہمنی اور امیر قاسم برید ترک کو پیغام دیا کہ شاہ ایران کے الیچین کو اس سے زیادہ تر  
 نگاہ رکھنا حسن ادب سے بعید ہے چاہے کہ انکی رہایت خاطر میں کوشش کر کے منزل مقصود کو روانہ کریں اور  
 معرض توقف میں نہ ڈالیں امیر قاسم برید ترک نے اس پیام سے نہایت شدت سمجھا الیچین کو رخصت کیا اور وہ فوراً  
 بجا بگ کی طرف گیا اور اسماعیل شاہ لازم استقبال بجا لایا اور الیچین اس سے ملاقات کی اور خلعت فاخر و زر و جواہر اس کی  
 لیاقت سے زیادہ مرحمت فرمایا اور اتحاد مذہب کے سبب بند مصطفیٰ آباد و اہل سے بادشاہ عالیجاہ کی درگاہ میں رخصت  
 کیا اور اس شہنشاہ دین پناہ نے حقیقت حل مطلع ہو کر ابراہیم بیگ ترکمانکو کہ معتمدان درگاہ سے تھامع کمر بند و شمشیر صاع  
 اور تحف ایران اسماعیل عادل شاہ کے پاس بھیجا اور مکتوب جو اسکے مصحوب تھا امین یہ بندرج تھا مسجد السلطنہ و الحشمتہ  
 الشکرہ والاقبال اسماعیل عادل شاہ لفظ و خطاب شاہی سے کہ بادشاہ عجم کی زبان پر جاری ہووے تھے نہایت شاد ہوا  
 اور یہ فرمایا اب شاہی ہمارے خاندان میں آئی اور الیچین کو اس اعزاز کو تکریم سے کہ زبان خوش بیان اس کی صفت  
 سے عاجز ہے بجا پور میں لایا اور نقارہ شادیاں کا بجایا اور لباس کی موافقت کے واسطے حکم فرمایا کہ جلد سپاہ غل زادہ  
 تلج سرخ و دوازہ ترک سر پر کھین اور جو شخص تاج نہ پہنے وہ دربار میں میرے حجرے اور سلام کو نہ آنے  
 باوے اور بارہ بکریان اس سے جرمانہ لیوین اگر وہ شخص اسپر بھی باز نہ آوے تو اس کی سزا یہ ہے کہ سر بازار  
 انکی دستار سے اتار دین اور بازاری انکی نسبت کلام سخت زبان پر لا دین اس سبب سے کسی کو سپاہیان  
 اسلام سے یار نہ تھا کہ بدون تلج شہر میں پھرے اور یہ بھی حکم کیا کہ روز جمعہ اور عیدین اور تمام ایام متبرک میں

مہر ان پر شاہ اسماعیل  
 شاہ ایک جاہز میں  
 سے کبھی فریب نہ ہوا  
 کیونکہ عقاب شراب  
 سے لاپرواہی و قتل سے  
 نے قیام و سیاست سے  
 سے برآمدہ کو کئے تھے  
 جہاں سے امین اور  
 امیر قاسم برید ترک  
 ان کے متنبہ ہو  
 سند سے کوئی نہ  
 ارا اطراف و جوار  
 اور خبر عدالت  
 شفقت فرمائی  
 عرصہ میں اتھارے  
 میں تمام مطیع اور  
 سوار اورین لاکھ  
 اور قریب چھ سو  
 لشکر و عسکر کے  
 کی جو بیس و ترس  
 تھے لب آب و غیر  
 بستر استراحت برتکر  
 ساغرے مملوک  
 تھا اسے ہر روز  
 پیش از ان دم کرت  
 کی آراستگی میں  
 دلیری میں چارک  
 شہر اطلاق  
 اور زبان بول کر

طارم کو مارہ برس یہ حکم جاری رہا تصور و تدبیر سے اس میں راہ مائی کو جو دو معلول سے اتفاق کر کے سرور میں  
 کی غاری کی درجہ است کی اور وہ منظور و قول ہوئی حکم ہوا کہ راجوہ اور اعلیٰ لون کو بھی نوکر رکھو لیکن جتنی اور کسی  
 کسی طور سے طارم ہوئے پاویں اور وہ قاعدہ پسندیدہ اور ہم عادل شاہ کی سلطنت تک جاری اور ترمہ اور کسی  
 یہ مجال اور قریب تھی کہ کسی اور جوشی کو کیا جگہ درمیان طارم کرنا عدالت پناہ سے ایسے لشکر کی قوت سے کمتر  
 راؤں اور جیہ اردوں کو مقبور کیا بلکہ سلطان محبوبی اور امیر برید کو کچھیں ہزار سالہ لیکر سجا پورا آنا تھا شکست دکر  
 نشان فتح و حوروں ملید کیا اور حقیقت اس امر کی یہ چیز کہ امیر برید کمال حال و کسی کی میں حیات میں جیسے کھیل  
 جو ہمت سے مسالک اس بلو شاہ کے نصرت میں ملا تھا لعل قتل کمالاں امیر راجا کھیر جو کچھ سے پلٹ کر  
 شہشاہ کی غارت میں جہم چلا اور جن تباہی کا وہی حکایت سے سرشار ہوا اور اسے امیر برید کے سیاہو کو قریب چار سو آدمیوں  
 کے حرب تیر و تیر سے ہلاک کیا اور تلخ نصرت آنا اور سار اور اسکو کو متوجہ کر کے اس کو دو کھیا کہ چاہے  
 محالان دولت اعلیٰ کے ہاتھ سے برادر وہ کر لیا اور امیر برید کے بھائیوں کو بھی جو حماقت میں متاثر نہ کریں  
 سے تھے تیج میدیل کر کے ایسی دلائیت لہولت تمام تخلص کی اور امیر قاسم برید یہ حرب سکھ تیل درجہ و درہ  
 تیج و ما میں پڑا اور قریب سے شاہ محمود بھی کی رہائی جو دماحت و الیاں دکن کو لکھا اسقدر لعل و مسلک کیا کہ  
 رہاں نظام شاہ بھری اور سلطان بکی بنتی شاہ اور علاء الدین جہاں دلاہ نے لشکر کشی ملک کے واسطے مقرر کیا اور  
 امیر قاسم برید ترک لشکر کی کو درام کر کے ۳۰۰۰ پوسوس بھری بن ساروں کی طرف متوجہ ہوا اس دلائیت کی عربی میں  
 کوئی دقیقہ و درگاہت نہ کیا اور جو شاہ محمود بھی بکی امیر قاسم برید ترک کے ہزار تھا تخلص عادل شاہ سے صلح  
 مقام میں بدیعی دم جو رہا بریک کہ وہ الیہ و برین جو یوسف عادل شاہ کا بھائی تھا اور کے قریب واقع رہی  
 پوچھا اور ارادہ اس کے ہمارہ کا کیا بخیل عادل شاہ مارہ ہزار سوار کہ اس میں اسکر معلیٰ تھے ہمارہ لکھنتر سے تادم ہوا  
 حاسن سے لشکر کا وہ شور و جہر و فوسہ سیاہان چو رہا سے تلوت دست چو کو کھتی زور سے دس لاکھ دست  
 چنان شد دس لشکر کا وہ دس دست کہ پوسیدہ ماراہ و توار گشت چو حکم کن جنگ جعب اور حرب سخت امیر قاسم  
 ترک اور جعب لشکر لکی کو بہریت معنی اور شاہ محمود شاہ بھی اور شاہ ہرادرہ احمد و راسکا جو تامل اول ج میں کھوٹے سے  
 جدا ہو کر قمار رہے تھے تخلص عادل شاہ نے از دوسے توجہ چند راس اسب مع سار مع اور بالی جہم حاضر  
 کر کے ان میں سوار کیا کہ چاہا کہ بجا و برین لکھ بھر قاسم برید ترک سے بجات دیوے شاہ نے یہ امر قبول کیا اور شہر میں  
 نہ آیا اور شہر کے ماسر کا ایک مقام میں فروکش ہوا دباپے احمد کے محلہ اور تداوی میں کہ پشت اسب سے  
 جدا ہونے کے وقت مخرج ہوئے تھے متحول ہوا اور دین تہدیت ہونے کے پیام کیا کہ لی تی کو شاہ ہرادرہ  
 اس کے عقدار دلع من ہر لادام حشرن کمالاں سپر دکر چاہا ہے شہر یا سلس اس کو قتل کر کے آڈار کر اس کا نگل کریں کہ  
 مراہید کھلے گا اس ہمارے کٹر لکھ و سی کمالاں پھر شاہ اور وہ صحت و اتفاق کی دگر جس آنا دگر گھر کی طرف رہا ہونے  
 اور وہاں پوچھ کر پائیں شہر یا شہر شادی عروسی ترتیب دکر لی تی کو شاہ ہرادرہ احمد شاہ کے سپرد رہا اس وقت  
 امیل عادل شاہ نے پانچ ہزار معلیٰ شاہ کے ہمارہ رکاب کھینے اور وہ حضرت لکھنتر و بخیل تمام احمد  
 لکھ سوار ہوئے اور امیر قاسم برید ترک اس خوف سے کہ شاہ نے امیل عادل شاہ سے موافقت کی تادم یا پھر ارادہ



سر پر ایسا لگا کہ اس کے صدمہ سے اس کا منہ پاش پاش ہوا اور آن واحد میں تڑپ کر مر گیا اور باقی مخالفوں نے جب اپنے سردار کو مقتول دیکھا کمال خان کے مکان کی طرف روانہ ہوئے اور جب اُسے بھی مذبح خنجر پایا بلا توقف قلعہ کا دروازہ کھول کر راہ فرار ناپی اور مغلان و خاکیش نے ہر جہہ کو کھنڈر خان اور کمال خان دکنی سرنوبت کا سر تن سے جدا کیا اور تلج سنان کے شہر میں پھرایا اور یہ منادی کی سپیت کہ ہر کو بود دشمن شہر پارہ بدین گو نہ بیند سر انجام کا رہہ اور امرائے عمدہ مثل عین الملک اور جہان کہ کمال خان دکنی کے ساتھ رابطہ خوشی اور پیوند کیا تھا اس حالت کے مشاہدہ سے کہ ہرگز ان کے دل میں نہ گذرتی تھی ہر اسان ہوئے اور مال و اسباب سے قطع نظر کر کے بسرعت تمام اس مملکت سے بھاگ گئے اور اسماعیل عادل شاہ نے اسی دن یوسف ترک جو انہرود جانسپار کی لاش بادل پاش پاش اس روش اور آئین سے کہ بہتر اس سے نہ تھی غسل و کفن دے کر تابوت صندلی میں رکھی اور خود بھی گریبان چاک سرور و آغشتہ بجا کر کے پیادہ پاتاوت کے آگے روتا ہوا اور مبلغ دس ہزار ہون کہ پونجی خاتون خیرات کے واسطے بھیجے تھے اور دس ہزار ہون جو خواتین نے ہمراہ کیے تھے اور خود بھی بیس ہزار ہون سے زیادہ برائے کا خیر فقر اور مساکین کو پہنچائے پھر اسے پیونڈ زمین کر کے اُسکی قبر پر خمیہ شاہانہ ایسا دہ کیا اُسکے بعد گنبد عالی اُسکی قبر پر تعمیر فرما کر مجاوروں کے وظیفے مقرر کیے اور قریب شام بادل ناکام قلعہ کی طرف بازگشت کی مدۃ الحجۃ ہر جہنے اُسکی ترویج کے واسطے مبلغ کثیر مستحقون کو دیتا تھا اور ہر سال یعنی اُسکے روز قتل ایک ہزار اُسکی قبر پر جاتا تھا منقول ہو کر دوسرے دن اسماعیل عادل شاہ نے تخت و کون پر قدم رکھ کر بارعام کیا اور خلائی نے لوازم شمار و اثاثہ ریش پہنچایا نشان بلاغت نشان کے کہ جبکا سردنتر خواجہ غیاث الدین شیرازی تھا کلک لطائف نگار سے نامحبات مشعر استیصال کمال خان دکنی سرنوبت اور اُسکے متعلقوں کی خوشترین عبارت سے تحریر کیے اور سادہ سوار تیز رفتار کے ذریعہ سے شاہان لطافت و کون کو پہنچا اور غلغلہ دشمن گزاری کا سبب عالم میں ڈالا اور کمال خان منقول کے متعلق جو اسیر ہو کر سختہ پونجی خاتون نے اُس تدبیر کے سبب کہ اُس سے وقوع میں آئی تھی اُسکے قتل سے درگزر کر کے اس عورت پر نہایت رعایت فرمائی اور حکم دیا کہ دوسرے ملک میں چلی جاوے اور ایک جماعت اُسکے ہمراہ کی کہ کوئی شخص اٹلے راہ میں مزاحمت نہ پہنچا اور پنجویں کو کراڑوے نہارت ایسا حکم کمال خان کے بارہ میں دیا تھا خلعت و زردیکہ مغز و مکرم کیا اور جہن گون نے کہ اس واقعہ ہولناک میں ہمراہی کی تھی علی قدر مراتب ہر ایک کو نوازش فرمائی اور منصب اور جاگیر لائق عطا کی اور انہرود خوش کلدی آقا اور بسکندر آقا سے رومی اور مصطفیٰ آقا اور مقرب خان گرد اور مظفر خان رودباری اور خواجہ غیاث الدین کاشی اور محمد حسین طہرانی کو سلیح داری کے پایہ سے بمرتبہ امارت ترقی کر کے اُنکے رایات شوکت بلند کیے اور میزاج بانگیر فنی اور حیدر بیگ اور سوچک بہادر اور امرائے سجدہ کو جو کمال خان دکنی کی جو رجحان کی شدت سے ہجرات اور خاندان اور احمد نگر اور بار اور تلنگ کی طرف بھاگ گئے تھے استمال نامہ بھیجا مرحبت اور معاونت کی تحریض و ترغیب کی اور خسرو ترک جو اصل میں آزاد لاری تھا مصلحتاً اپنے تین غلامان شاہی کے سلک میں لکھوایا تھا بظاہر اسد خان منصب امارت پر سر بلند کیا اور ننگوان مع مصافات اُسکے جاگیر مقرر فرمائی اور یوسف جو غلامان گرجی میں منسلک تھا کو توال دیوان ہوا اور چونکہ اُس حادثہ غلطی میں عہد کیا تھا کہ بعد فتح منغل کے سوا کسی کو نوکر نہ رکھو نکالنا عہد کو وفا کر کے عمال محال اور کار گزار و نگو حکم ہوا کہ ہماری دولت منغل کی سعی کی بدولت ہم اور تعلق اُسے رکھتی ہو دکنی اور جہنشی اور مغل راہ

لام نگر بارہ برس یہ حکم جاری کیا  
کی لازمی کی درخواست کی اور  
کسی طور سے لازم نہ ہونے پانچ  
یہ حال اور قوت تہنیتی کو کون  
راؤن اور زمینداروں کو متنبہ  
نشان فتح و فیروزی بلند کی  
او بہت سے مساب  
شہنشاہ کی لازمت میں تہنیتی  
کے مہربان و شہر سے ہات  
نظامان دولت و انتظام  
سے تھے تہ تیغ میدان کر کے  
تہ تیغ و تاب میں پڑا اور نہ  
برہان نظام شاہ بجز دو سدا  
امیر قاسم برہنہ ترک شہر کی کو  
کوئی دقیقہ فرود گذشت نہ کیا  
مقابلہ میں نہ بھی دم بخود ہو  
چونچا اور ارادہ اُسکے خاصہ  
جانبین سے لشکر آواز شور و شہر  
چنان شد پس کشنگان رو  
ترک اور جمیع لشکر کی کو بہرست  
جہاں کو گرفتار ہوئے تھے اسماعیل  
کے بھین سوار کے چاہا کہ بجای  
آیا اور شہر کے باہر جا کر ایک مقام  
جہاں ہونے کے وقت ہجرت ہو  
اُسکے عقدا و دل میں ہر لوازم حشر  
اور اس کے سوا اور ہر شہر اطاعت و سی  
نہاں پہنچا یا میں شہر پاشین شاد  
اسل عادل شاہ نے پانچ ہزار  
اسل سوار ہونے اور امیر قاسم برہنہ ترک



شریک ہوئے اور یوگی حالتوں اور لشاد تھا بھوگی اہل عادل شاہ کی کرپس عادل شاہ کے آمر عبد من دکن میں  
 آئی تھی لباس مردانہ سیکر اور تیر مکان امتحان کے کرشاد کے پہلو گن محل کی پشت نام پر کہ سہت ملد تھا  
 رآمد جو میں اور معلون کو بھی نام پر ملک کے پیر سر واد سے قوی دل کیا اس درمیان میں بعد رحال معجیت  
 عظیم آجیو کا اور آدمیوں کو در وادہ کوٹنے پر مامور کیا حب محل بیر امداری اور حواتیں سنگ امدازی میں شول  
 جو میں جو غا اور آشو عظیم قطع کے درمیان پر پا پورا درمیں گیر واد میں مصطفی آثار دینی کہ تدریس سے روح اور  
 بارہ کی محاطیت کرتا تھا اور کمال جان دینی ان لوگوں کو جزو صعیف حاکم کے قلع اور فتح کی کوشش نہ کرتا  
 تھا جس پاسبان کی گن محل کے عقب آیا اور حواتیں نے بھین دماے حیر کر کے رساں پیچے لگاؤ اس تو  
 آسکے سہارے مام پر چڑھا آئے اور مگ صعب کے اعانت آثار رتر حراہر ہوئے اور حب صحت حب لطل  
 کھینچا اور سدوق کی آوار باد بعد رحان کے گوشت رو دہنی اس حوف سے کہ ملدا میرے درمیں بعد رحال کہ  
 چشم درمیں بیگے کمال جان دینی کی طر سے بیام بھیجا کر نے تقریب آدمیوں کا جوں کر میں اہل تو میں کلان طلب  
 کر کے عمارت کوٹھا دین آسکے اور لعل عا طر محل میں در آدین ناد جرد در رگدانی اور اعلی کو تن کے گھاٹ امار میں لڑوس  
 ماد بعد غلان کے اشارہ کے عوف جنگ موقوف ہوئی اور بہادریوں کو تو بہا کے کلاں کے لائے واسطے لڑا  
 قلعہ میں تعین مقرر کیا اور پاسی سا کو جو شہر میں حکم کیا کسل سل جو کلعہ میں ایسا دہ چو دو و سر شمع اہل عادل جا کی  
 ملک کو رہو پچے جوائن دشمنوں کا ستورہ دریا مت کر کے آپس میں کئے لیں مگر گزروں کے لائے سے میتہ تدریس  
 سے کام صحا مے جو پھر پورے صواب ادریش سے یہ قرار پایا کہ معلون کو نام کی اس پشت پوتہ کر میں متا بد کہ  
 بعد رحان معلون کے وارنکا لمان کر کے تو پھر پچے سے نسل آگے ٹھٹھے اور عیب کے حرد سے حق کر مہنتوں کا  
 کام تمام ہوئے اور وہ تدریس کے موافق آئی ناد بعد غلان سل ترین حصہ سے مقبل ہوا اور شہر اس محل کی  
 یوں کہ حب محل جاتین کے تورو کے کو حب پوشیدہ ہو کے بعد رحال ادا اسکے ہوا خواہ معلون کے وارا کمان کے  
 میانہ گن محل کی طرف ہیئت مجموعی رواہ ہوئے اور حب کوئی شخص انکا مالع ہوا تیج و ترو سے لگن محکم در وادہ  
 تو بنیا شروع کیا اور وہ شیر دن جو ترین صاحب جو صلا حاموش رہن بیان تک کہ دشمن نے دہمی سے در وادہ  
 توڑا اور بعد رحان مع ادراسے ستر خوشلی اور خوشالی سے محل کے ادر وادہ چلے اور بعد سے بھانجک  
 کے توڑے میں مصروف ہوئے اسوقت محل جاتین کے حکم کے موافق لعل کیر اور اللہ اللہ ملک کے چاروں  
 طرحت تیر وادہ تک جنگ دار نے لگے جو کہ وہ مقام بہایت کوتاہ تھا دشمن کی طرف کے مرد و عہد صحت مارے گئے  
 اور اسی دار دیگر اور کشکش میں قصار ایک فاصدہ سر سہمی بہام محل نے کہ بعد رحال کی انکھ میں ادھن کا بعد  
 رحم کاری دیکھا لیکن اس صحر کے مطابق عید راہوں اہل آیدو صیا و وہ سلسلہ سیر اور جو اس ہر کس  
 دیوار کے پچے کہ اہل عادل شاہ اسیر لیا وہ تھا ناہ لیکھا اور یوگی حالتوں سے والدہ اہل عادل شاہ دوسری  
 طرحت ایسا دہمی اور ہادروں کو حب جنگ کر لئی تھی بعد رحال کو پورا اور پاسے فر وادہ کو استہ کیا کہ پھر  
 اگر ان اس سکھ کے سر واطلان کہ اہل عادل شاہ نے مامو وادہ اس کو کر کے کر کش حرب اور دہتی رہو ترو اس  
 کا دیکھا جی والدہ کی ہماش کے کو حب وہ پھر اسے دست در دست سے مارا اور خدا کی قدرت سے وہ تدر بعد رحال کے

ترک کو کہنے بھی دلی نعمت کی صلاح وقت کے واسطے اپنی لسانی اور خوش بیانی سے کمال خان کو ملتفت کر کے  
 سلطان بخل کیا کمال خان کے آرزوہ محنت اپنے پاس بلایا کہ بیڑہ پان کا اپنے ہاتھ سے دون یوسف ترک کو کا جیسا کہ داب  
 مردم دکن پر پان بزرگوں کا بطریق ادب اس جادو پر کئے دوش پر کھٹے ہیں پتھین ہاتھ نیچے اس چادر کے کہ دوش پر کھٹا تھا  
 لیکھا اور جو وقت کہ وہ پان دینے لگا ایک ہاتھ سے خنجر کھینچ کر اڑوے پر دوئی ایسا اسکے سینے پر مارا کہ مقابل سے ہر یا اور صحن  
 مکان کو اس غدار کے خون سے لالہ ناز کر کے صاعقہ دشنہ آبدار سے آگ اسکے خوسن حیات میں ڈالی شعر گوزن کوہ گردن  
 دراز است کہ کند جہاہ را باز و فراز است بہ مادر کمال خان نے جب اس حال سے اطلاع پائی عجز وہ کو اس گمان سے کہ مصرع  
 ایو با صبا این ہمہ آوردہ تست بہ اس ضعیفہ اور یوسف ترک کو اسی ساعت قصاص میں پہونچا یا اور اپنے آدمیوں کو قلعہ پر  
 سے مانع ہوئی اور کمال خان کو زندوں کی طرح قصر کے غرفہ میں تخت پر بٹھا کر خیل چشم خاص کو زیر قصر ایستادہ کیا جیسا کہ رسم  
 ہند ہے اور ایک کو نجر موم سے اپنے فرزند صفر خان کی طلب کو بھیجا اور جب وہ آیا اور اپنے باپ کی نقش دیکھی  
 چاہا کہ فرما دے ہاتھ اسکے منہ پر رکھ کر منع کیا اور کہا وقت شور کرنے اور نوحہ کر نیکا نہیں ہے چاہیے کہ مردانہ شجاعت و جہد  
 استوار کر کے تیغ انتقام سے خون شہید عادل شاہ اور اسکی والدہ کا خاک ہلاک پر کر اگر اپنے باپ کے عوض تخت شاہی  
 پر جلوہ گر ہو اور نام و نشان خاندان عادل شاہ کا روئے زمین پر چھوڑ صفر خان باوجود اسکے کہ چیس برس کا جوان تھا  
 ہر سان ہو کر بولا اسی وقت ہمارے آدمی اس معاملہ سے واقف ہو کر متفرق ہو گئے کیونکہ انتقام میسر ہو گا بہتر یہ ہے کہ اس خبر کے  
 انتشار اور لشکر کے پریشان ہونے سے پیستہ رسم اس قلعہ سے برآمد ہو کر کسی طرف روانہ ہو وین اسکی مان نے اسے سرزنش  
 اور ملامت کر کے کہا جس قدر آدمی کہ میں قلعہ میں رکھتی ہوں اعدا کے دفع کیواسطے کافی ہیں انہیں حکم کر کہ قلعہ کا دروازہ  
 بند کریں اور تو قلعہ سے برآمد ہو کر اپنے متعلقین اور ہواخواہوں کو پیغام پہونچا کہ خان والا شان نے سمعیل عادل شاہ  
 کا سر طلب فرمایا ہے میں سمعیل حکم کو جاتا ہوں پھر بہتیت مجموعی جا کر اور محاصرہ کر کے اپنے باپ کا انتقام لے چنانچہ اسکے  
 بموجب حکم ہو کہ کمال خان کے انصار قلعہ کا دروازہ بند کریں اور آدمی مستعد ہو وین کہ خان والا شان نے سمعیل  
 عادل شاہ کے قتل و جس کا حکم صادر فرمایا ہے اور پونجی خاتون کو یہ گمان ہوا کہ یوسف ترک کو کا سے وہ کام میں نہ ٹرا اور  
 کمال خان کوئی حقیقت حال پر مطلع ہو کر درپیش ہمارے ہی پھر خاتون نے مردانہ اور خیر دانہ ہمت اسکے واقعہ پر  
 مصروف کر کے خواجہ صندل خواجہ سر کو ایک جماعت کے پاس جو دیوانخانہ میں چوکی اور پہرہ کشتی تھی بھیجا کہ اس محل کے  
 دروازہ پر طلب کیا اور اتفاقات حسنہ سے اسدن نہیں منحل کی جبکہ حال مذکور ہوا چوکی پر پہرہ کی باری بھی اور دوسویا  
 تین سو دکنی اور حبشی بھی تھے لیکن جو جمیع اہل دربار دینی اور اعلیٰ کمال خان کوئی کے مطیع اور فرمان بردار تھے صفر خان  
 انہیں اپنا مدد و معاون سمجھ کر انکی فکر اور دفعہ میں نہ ٹرا تھا القصہ پونجی خاتون نے پس پردہ آنکر آواز بلند فرمایا کہ کمال خان کوئی  
 جانتا ہے کہ عادل شاہ کو ہلاک کر کے خود امر شاہی کا قتل اور تصدی ہو اس صورت میں جو شخص نہک عالمی کو منظور ہے  
 وہ محل میں آگ کر حتی المقدور اعدا کے دفع میں مشغول ہووے اور دشمنوں اور غداروں کی کثرت سے نہ اندیشہ کرے  
 کہ عنقریب وہ جماعت کفران نعمت کے وبال سے متفرق اور پریشان ہوگی اور جس شخص کو اپنی جان عزیز ہو اور دولت  
 بخشی پر فائز ہو سکے اسے مردانہ و مختار ہو جان چاہیے جاوے القرض و سوار پر کاس منسل اور تیرہ لاکھ حبشی اور عربی نے  
 ہاں سپاری اختیار کی اور آڑے صدق راوت حسن اخلاص عمارت شاہی میں محل ہو گئے اور باقی سب بیویاں کی خاک پہونچ کر داکو خوار

شہریک ہوئے اور پونجی  
 الیٰ علی لباس مردانہ  
 برآمد ہو وین اور غفلت  
 عظیم آہونچا اور آدمیوں  
 ہو وین غوغا اور آشوب  
 بارہ کی محافظت کرنے  
 تھا جس پچاس بیوی  
 اسکے سہارے با  
 کھینچا اور بندوں کی  
 چشم زخم ہو گئے کمال  
 کر کے عمارت کو دھاوا  
 مادر صفر خان کے  
 قلعہ میں تھیں مقرر  
 ملک کو نہ پہونچے  
 سے کام نہجائے  
 صفر خان غفلت  
 کام تمام ہووے  
 یوں کہ جب بغل  
 مہاراجہ لکھنؤ محل کی  
 توڑا شروع کیا  
 توڑا اور صفر خان  
 کے توڑنے میں  
 طرقتیر و لنگت  
 اور اسی دار گیر اور  
 زخم کاری ہتھیار  
 دیوار کے نیچے  
 طرقتیر ایستادہ تھے  
 اگر ان اس سنگدل  
 بجا رکھ دینی والدہ

جیسی کچھ نہیں کر سکتا یہی عجیب ایسے شمس تو ہی سے کیونکر عہدہ راجہ لگاؤ گی جانوں نے وہ کیا اگر کوہا حادہ متیقہ کی حصہ و حیات پر توکل کرے اور اپنے صاحب کی جان شاری پر آمادہ ہو کر جان مستعار کے خیال سے نہ آخر مرہا پر درگدہ سے تو اس کے متصل سے امید تو ہی ہو کہ آئے اس دسے دسے کر سیکھا دسے دسے ترک کے لئے کہاں تین جاتا ہوں کہ عیاد و اماندس رو کر کہاں لکھن کو نعمت پر اعلان سپر ہو گا مجھے جو راقل راجہ گولہ سعادۃ آسکے راہ پر گئی کہ جان شاری جان صاحب پر حاکم کرے اور نام اپنا وادارو کی مسک میں منت کر کے رمدہ حادہ جواب آپ آسکے دسے کا طریق تائیں تو نے اہل سرنازی اور جان ستاری میں قیام کر کے نسل کو عہد کے اس سلسل کی قربانی جو جانوں کو بھی جانوں کے کہنا کہ ایک سپر مال حرم سرکہ کمال محل سے بہت الفت دیتی ہے بلکہ بہرہاں چمتا اور دوست حالی پر اور آتش کی طرف سے ہمتہ حرم میں رہ کر ہمارے احار حردی اوکل پر ہر روز اسے پہنچاتی ہے بلکہ لکھن کے اس حیادت اور احوال پر ہی ہوتا ہے جتنی ہوں اور مجھے آسکے ہوا کر کے سے ایسا مطیع کرنی ہوں کہ وہ مجھے حور و لاسو کر ایسے ہاتھ سے پڑا نہ لکھن کا دیو بلکہ نکلے لارم کہ پڑا اٹھا کر جوہر حیات ایسا ہے مالک پرستار کر کے دوسرے عورت ٹرھا دے اور جو عہدہ شکاف سے شکاک شکم زخموں کے چھتہ کی طرح مشک و بویا سوراخ کر کے تو سب نے یہ امر قبول کیا اور بھی جانوں نے سپر مال حرم کو ملا اور بار رو سے دلہری اور نعمت کمال جان کی مسکت کلمات ہمارا گہرہاں پر لکھ کر دیا کہ یوسف حادہ تمام کے لحد و فات میں تھکا اور ایشہ بک رہتی تھی کہ یہ ایسا میل حردی سلائی ہے اور یہاں کے عورتوں سے عاری اور سلائی ہے مساو کہ یہ ملک بھی صاحب شاہ عورتی کو منتقل ہو یہ اور اس جیار کے امرا سے تا دہرے سکون ہو کہ ناگس سلطنت کی بے کف اقتدار میں لا کر رعیت کی حراست اور حفظ ماموں اس دولت کی بہت کر کے چکر اس وقت سے کہ رام اختیار بطریق امور مالک کمال جان دسے دسے کے قصد میں در آئی خاطر نے اس وعدہ سے محنت لائی جو اور اوقات بہت جیسی سے سپر ہوتی ہے اس اہل دوسرے حصہ کے حصہ میں صاحب نام کہ محل میں دلوش میں کامراں مشہر لاف اور حصر لطیف نے کہ مجھے ایسے فرور و عظمی اور عظمی سے بہت درجہ ہتیار حردی رہی ہے اعتدال سے احوال کیا ہے اس سلسلہ طبعیت کو کشویش اور بغیر ایسی ہم پہنچی ہے جیسا کہ سلسلہ مارہ ہزار ہوں راجا اور آسکے فرق پرستار کر کے محتاجان اور عورتوں کو پہنچا ہے سپر مال راہی ہوتی اور حردی مقدمہ جی سے پھر طلبہ کے کہنا کہ مدت سے یوسف ترک کو کارا دوسرے کار کھتا ہے اور کھتا ہے کہ خست تاک حال و صیغہ الکائن اپنی خوشی اور رغبت سے مجھے رحمت درجہ مسلسل قبول ہو گا سے بھی ایسے ہوا لکھا اعلان کو بطرح ہماست کرنا کہ وہ ایسے دست مالک سے اسے پاں کہ مصطفیٰ کی رحمت کا عطا فرماوے اور پر وادہ اپنی حمر سے لطف کرے کہ عالم مدد و اہل مصطفیٰ آباد دلع منور ہے اور اسے مترجہ قصود و کیر طرب رواہ کرے اس خدمت کی دوسرے رخصت پر سلا کو عطا کر کے یوسف ترک کو اس کے ہوا رواہ کہ اور حرم و شاہاں کمال جان کی خدمت میں جلی اور حب ماتیں شفقہ جانوں کی ملکوتیں اور سلسلہ مصطفیٰ تصدیق کر کے لار دوسرے یوسف کو آسکے سے میں ہو گا کمال عالی جانوں کے لطف و توجہ بہت مخطوط اور مسرور ہوا ہے تاکہ متہدہ اپنے تین حلالہ دلع و رحمت اس ملک کا سمجھا اور پوچھی جانوں کی حردی کی دوسرے یوسف ترک کو کا مجلس جلوت میں طلبہ کے کہنا کہ یوسف میں مجھے بہت دوست رکھتا ہوں جو تو نے مدت حیر کی ہے مجھے میں کر سکتا اعلان سے خارج ہو کر اپنے تین خدمت میں ہو گا تاکہ مجھے حلالہ دوسرے کہنا کہ اسے کہ یوسف

کمال خان دکنی کو لکھا اور اسکو بسبب اس کا رہنمائی کے استقلال اور غلبہ حد سے زیادہ ترہوا اور نہایت کبر اور غرور میں آنکر سجا پور کی طرف معادوت کی اور ایک دفعہ اسماعیل عادل شاہ کو مکان سے برآوردہ کر کے خلائق کو اس کے سلام کو طلب کر کے از سر نو اپنے استحکام میں کوشش کی اور امرائے مغل کو دفعہ مغرول کیا اور تین ہزار خاصہ مغل مغل سے تین سو بجال رکھے اور باقی کو نوکری سے برطرف کیا اور یہ حکم نافذ کیا کہ اگر تمام مغلوں میں سے ایک ہتھکنے کے لیے اس شہر میں نظر آویگا جان و مال اسکا تلف ہوگا اس واسطے مغل مضطرب اور پریشان ہو کر اطراف و جانب میں متفرق ہوئے اور کمال خان دکنی کی جب سب طرف سے خاطر جمع ہوئی اور کسی طرف کوئی دشمن اور مزاحم نہ رہا اور تین ہزار نظام شاہی کی قیادت کی اور انہی نام آوری کی زیادتی کے واسطے رقم ایک کو سہ چاند کی لینے پینچ شخص کہ ہزاری تھیں اسکا نام سہ ہزاری رکھا اور حکم کیا کہ گورہ رادت نگاہ رکھیں اور گورہ رادت دکن کی اصطلاح میں اس لشکر کو کہتے ہیں کہ اس پر سوار ہوا اگرچہ مرکب برائی نام ہی گھوڑا ہوا اور اب تک یہ رسم دکن میں شائع ہے الغرض ہزار گھوڑے میں ایسا دو سو گھوڑا نہیں نکلتا ہر گورہ کے دن کام آوے اور کمال خان دکنی نے غرہ مغرور سواتیس ہجری میں جس ہزار سوار دکنی اور حبشی کا حائرہ لیا اور اپنے اعوان و انصار کو متفق کر کے تخت شاہی کے جلوس کے بارہ میں مشورہ کیا سب متفق الفغان کہنے لگے کہ کوئی مانع نہیں ہے اس امر میں جس قدر کوشش کی جاوے بہتر ہے کمال خان دکنی نے طالع شناسوں کو طلب کر کے ساعت جلوس کا احوال اور راتل پوچھا انھوں نے بغور و تامل بیان کیا کہ اہل جلع اجرام فلکی سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ پر پندرہ دن اس مہینے کے نہایت کڑے ہیں لازم کہ اتنے روز راجی محافظت میں کمال کوشش فرمائیے اور سو لوہوں دن مہینت و سعادت تخت دکن پر اجلاس کیجیے کمال خان دکنی یہ خبر سنکر سخت خوف اور وحشت ناک ہوا اور اپنے دل میں اندیشہ کیا کہ کوئی مکان محفوظ تر اور محکم تر قلعہ ارک سے نہیں ہے بہتر یہ ہے کہ وہاں جا کر ایسے مکان میں ہتھکام کر دوں کہ ایام نجاست آخر ہوں الغرض شہر سجا پور کا انتظام اپنے آویسوں سے رجوع کر کے خود اس گمان سے کہ تقدیر سچائی انسانی تدبیر سے رفع ہووے قلعہ ارک میں ایک محوطہ محکم اپنی سکونت کے واسطے اختیار کیا اور تپ اور دروسر کا بہانہ کر کے حکم کیا کہ خاص عام شہری اور دیہی ان چند روز میں کوئی شخص میرے احوال کا مزاحم نہ ہو میرے فرزند صفدر خان کے پاس جاؤں اور یہ خبر کہ کمال خان دکنی اس مہینے کی سولہویں تاریخ تخت پر اجلاس کر کے اسماعیل عادل شاہ کو درمیان سے اٹھا ویگا مشہور ہوئی تو انہیں محل عادل شاہی نہایت مخزون اور غلین ہوئیں لیکن چونکہ مشیت ایزدی کو اس سلسلہ علیہ کو قائم رکھنا تھا پوچھی خاتون مادر اسماعیل عادل شاہ کو یہ تدبیر سچائی کہ یوسف ترک لینے اپنے بیٹے اسماعیل کے کوکا کو بلا کر یہ بات کہی کہ امیر یوسف میں تجھے کوکا نہیں جانتی تو ہر دفعہ یہی اور تجھے خوب معلوم ہے کیا غلام کیا آقا زیت کی چاہ سب کو ہوئی ہوا اور اس دار فانی میں کوئی ہمیشہ نہ رہا اور نہ ہیگا تقدیر کی تدبیر اور قضائے آسمانی سے چارہ نہیں اور چارہ ناچار حیات مستعار قافلہ ارواح کو منہی ہوا اور سر سے نایاب لڑکھنڈی اور گڈا شتی ہو لڑا شتھے یہ توقع رکھتی ہوں کہ عنایت پروردگار کا امیدوار ہو کر مردانہ ہمت کا ٹھکانہ کر جان پر باندھ اور جان جانے کا مطلق خیال نہ کر کے کمال خان کوئی سرسوز جو نہایت غذا رہی اس کے خون سے خاک کو رنگین کر یوسف ترک نے زمین خدمت کو لب ادب سے بوسہ دیکر التماس کی کہ کوئی سعادت اس سے بہتر نہیں ہے کہ شش عوض میں ایک جان کے ہزار جان رکھتا رہے سب آپ کی راہ میں صرف کرنا لیکن یہ امر سب پر روشن اور پدید ہے کہ چنا سو رہا سچا نہیں تو رانا ایک مرد میں ہزار دکنی اور

یہ حرکت حکام عظام دکن پر مار کر برائی نعرے لپٹے دلی نعمتوں پر قیلا ہونے لگے اور آہستہ آہستہ مہاروائی کی ناک ایسے قلعہ اعتبار میں لگاتے تھے جاکہ اول مان میں سے وہ شخص کہ جس نے یہ طریقہ اختیار کیا پیراج تھا کہ ستیوراسے راجہ بھی مگر کے بیٹے پر غلبہ پیدا کر کے حب وہ عدلیہ کو بھیجا اسکور ہر سے ہلاک کیا اسکے چوٹے سہائی کو اپنی دولت کا دست مگر کنا اور لودا ہزام یوسف عادل شاہ آئے بھی در بیان سے نہ نکال سکے اکثر امرا کو اپنا مطیع اور فرمانبردار کیا اور رماہ حسب دلخواہ لبر لیکھا اور اسی طرح سے جیسا کہ گور ہوا تاسمیر بنیک اور دوسرے امرا نے سلطان محمود بھی کو ہلاک کئے تندر بیج تمام سنگہ اور حلقہ کو قہر دے کر اسے نام جاری کیا پس جو کہ یہ امرا کمال حال دہلی نے اپنی آنکھ سے مشاہدہ کر کے تعلیم پائی تھی حوصت کہ اسات شکوت اور شہمت اسکے ماس فراہم ہوا اور امیر قاسم برید ترک سے متوسل اور پہلا ساں ہو کر یہ پیغام دیا کہ اس تھا نے شخص سرما سے متحد و شاہی حاصل کی بڑا کھم کر میں طعل جو سال تخت پر بیٹھا اور فتح اللہ شاہ دہلی والی براہ قنصاے حوالی عیش و طرب میں متوسل ہوا کہ جس شخص کی اعانت کو کئے سلف حکام دکن میں متفرک کرین اور سرمد کو اپنا دماں نژاد قصور دہرا کر اسی کو بیخ و بلاء میں بھی کو کشش کرین کہ وصیت اس سے ہتر ہاتھ نہ آئیگی امیر قاسم سرما ترک کہ مدت دراز سے اس کو دین تھا اس امر میں شریک ہوا اور بعد از ارم عہد و ماں لون مقرب ہوا کہ امیر قاسم سرما ترک ولایت و ستور و سار کو بیوے اور باقی ولایت بجا اور کمال حال دہلی سوار سروت ایسے قلعہ نصیب میں لا دے اسٹیل ملل شاہ کو کچل لکھ لے روع کرے اور قلعہ ٹولا پور جو زمین حان برادر خواجہ جہاں دہلی رکھتا ہوا بھی کمال حال دہلی قلعہ اور جیل ہونے اس صدر دین میں مقصود کو آواز کر کے امیر قاسم برید ترک نے شاہ محمود شاہ بھی کو عہد میں کیا اور لشکر آراستہ کر کے اس کا کوٹہ کر گریط روانہ ہوا اور کمال حال دہلی کے بھی میل ملل تنکو کو بھی کی نالہ و ساقہ پوچی کو قلعہ ارک بجا پور میں قید کر کے انکی مخالفت اپنے قریب و ن کے سعلت کی اور جو دما عظمت و شکوت تہمت لایا کی طرف سوار ہوا اور بعد وصول دہلی صرحت میں بیٹھے کی مدت امیر لکھنوی اور ملک احمد نظام الملک مہری اور خواجہ جہاں دہلی سے لگ بھگ بیوچی رہیں حال نے حان اور مال سے ماں جابی قلعہ کو مع ساڑھے پانچ تیرہ آسے سپرد کیا اور قلعہ ساڑھے پانچ تیرہ کا یون پر کہ جب امراے دکن نے شاہ احمد آباد پر رجوع کیا تو ہر ایک ایک ولایت پر تعریف ہونے گیا رہ چہ کہ عمارت گیارہ رگہ سے خواجہ جہاں دہلی حاکم رہہ تھے تصرف میں آئے اور اسکے سہائی زین حال نے جو قلعہ ٹولا پور کا حاکم تھا شہر احمد آباد میں حاکم اقتدار کو کشش اور رو دیکر اور ماں شاہ محمود شاہ بھی کا کوٹہ کر کے اسکے قلعہ ٹولا پور اور نصف ولایت کہ خواجہ جہاں دہلی کے تصرف میں ہوا تھا اسکے متعلق جو دے حاصل کیا لیکن خواجہ جہاں دہلی نے احمد نظام مہری کی حمایت سے نصف ولایت دہلی دہی قلعہ اسکے تصرف میں رہا اور احمد نظام شاہ مہری کے مرے کے بعد یوسف عادل شاہ نے یہ ملل کی ملک کی اور شاہ کے وفان کے بموجب ساڑھے پانچ تیرہ لیے گئے خواجہ جہاں دہلی سے لیے لیکن آل پرگوں کے واسطے کہ زمین لاکھ ہوں انکا حاصل تھا راج و ساد پر آنا وہ ہوا چاہا کہ نظام شاہیہ اور عادل شاہیہ کے درمیان اکثر حشوت اور مصا وعت آتی ہوئی مطلقہ امیر قاسم برید ترک نے قلعہ نصرت آباد و سار و ادا تکر اور مع قزاقا اور قصبات ہر ہزارہ کے اس بار کے حکام عادل شاہ کے تصرف سے راکر وہ کر کے قلعہ حسن لکھنوی مگر محاصرہ میں رکھا اور فتح ٹولا پور تکر تہمت مامہ



فتح و نصرت اور لوگ سنان کی حمایتان اعدا اور پاساں دیں دولت پر اسے ناس ملا تھا اور اس قدر رعایت  
 مسدول فرما تھا کہ ہر ایک راہی اور ستار چکرانکے سایہ حمایت میں زندگی بسر کرتا تھا انھیں انھیں قتل کر کے سماد کر کے  
 اول حمارت کی گئی تھی یہ سہم کے سنگدھاک سے تیار کی اور بھی مجموعہ مستورہ میں کھوشاہ ظاہر طرے سے گذر کر یوسف  
 عادل شاہ کو حسب آنام لکھی ستانی میں پرگسدا پور کے اطراف میں گذر ہوا یہ خبر ہوئی کہ مکنت راؤ مرہٹہ اور انکا خالی  
 کراہے شاہ محمد شاہ بھی سے تھے معرکہ روایا لشکر کے صدر سے حلال کو ہشتاں میں یہاں لکھے ہیں ہوا وسط  
 دو ہزار سوار اور پانچ ہزار زیادہ شاہ کے حکم کے موافق ناس حمایت کی طرف متوجہ ہوئے اور جب انھوں نے عادیہ  
 اطاعت میں قدم رکھا سپاہ سلطانی نے اٹھارہ ہزار دست تسلط اور غلامہ کاواڑ کیا اور اسباب اور اموال کا ہتھیان لایا  
 کر کے انکے اہل و عیال کو کہ عمارت مردوں اور عورتوں اور بچوں سے ہر اسیر کیا اور آتش تہرہ حصہ سے انکے  
 مکانات سوختے اور افراتہرہ کیے اور اراکھلہ جواہر مکنت راؤ مرہٹہ کے حمایت و برک اور سابقہ اور عملہ بھی اسیروں کی  
 سلک میں منظم ہوئی اور یوسف عادل شاہ نے اس عجلہ کو کہ سولہ برس کس کشتی بھی ایسے شمسان میں لیا کہ وقت  
 اسلام کی اور پانچویں حالتوں نام لکھا اور شریعت عرا کے مطابق اسے ایسے عقد کلج میں در لایا اور وہاں العطا یا  
 اس یوسف حور رشید تھا کہ اس مجرہ مستورہ سے جو رہا ہے سلازیدہ سعادت اور مریم حرم محبت تھی چار  
 در در سعادت کے راست فرمائے ایک خاتہ ترہ لہ لیل اذین شمسان ایک مریم سلطان برہاں نظام شاہ کی مکوہ  
 دوسری حدیہ سلطان شہ علاؤ الدین علاء الملک کی روتہ سے لے لی تھی حوشاہ محمد دھبی کے درہ کے حالہ کج میں  
 انظام ملتی تھی اور یہ اعتباری کے تلخ افکار سے ہیں عرل اما از عرمن کشد فادہ اچھما شہد بہر طرف از مرعہ فادہ  
 فاکہ سحاں نوکر دم خیلے بہ پیش و گراں مرہٹہ کردی گھوڑا ہاں اولٹ آمد و بارہ مشقت و فتر کہ شد ہادی راہ آئمہ ما  
 باسلجہ مدایم جہ یوسف و آسماں شدہ از حق شمسان مسئلہ ما ایضا اگر وہی در دول نادانوں میں ہو کر یہ رنگ  
 کساں رشک جان سن ہو و در دول خودار کہم کہ کل است و ظاہر کہ سیکر تود و وہاں سن ہو ناگہ صدر ہم بچھا اور  
 تیغ کشیدہ رہے استحال میں ہو ایگل رسیدہ است گوش تو قصدام و طل کا اند وقت سحر داساں میں ہو گیا کہ  
 سلطان جس نقل کر دہ اند چونی رہیو فانی کل از ماں سن ہو یوسف مراری دل میں گوش کس نکوہ کو سخت انگہ  
 گوین کہد کہتہ دل سن ہو ایضا عرا را دہ حامی مزاج ایسی جہہ ہر سو و دم و جمایع ایسی جہہ رباعی و دو تیدہ را شمس  
 یار از سر و دہی ہاں ہر دو دست و جہہ در دہہ رطلہ در دست در دست چو چو دہہ ہو کو کش آہیں سر و  
 ولہ اکو آمدہ و دین جنت وقت صبح ہو آتا رہا گداساں متوجہ ہو انوار کوئی از رحمت یتامہ بہ راکن و دست کہ  
 رویت شدہ آئینہ روح و ایضا انکس کہ علم یہ کیامی با از دست و در برج دھر کہ کیانی کا ست ہو کیو ناں رہہ  
 حا ویداسدہ مرد انکر مر نام سیکر گہاقت ہو یوسف عادل شاہ نے ہاں رس اور و سپہ سلطنت کی

### تذکرہ اسماعیل شاہ بن یوسف عادل شاہ کی سلطنت کا

حسب سعادت و حلال مرد و حرکت یوسف عادل شاہ سے مالی ہوئی اور ایسی ساعت میں کہ مسعود ملک میں  
 کی سعادت کے حسب توسل و موعود تھا تھا اور ایسے طالع میں کہ وقت ثبات و قرار اس سے استعارہ کرنا تھا







اگر مثل بیجا پور کو ایک ولایت نصیب ہوتو ہمیں اور بہاری اور لاہور کو دکن میں رہنا ممکن ہوگا ہم مردم سپاہ کو اور دن کے مہرب اور ملت سے کیا کام آئے تو قیامت کے دن ہر شخص اپنے اعمال میں گرفتار ہوگا ما و جود کائنات کے یوسف عادل شام نے میرے پاس مہرب اہل رخصہ سے استعفاء کیا اور آدمی بیجا پور کی طرف بھیجا کہ ان کے شمار کی ممانعت کی ہو میں یہ صلاح دیکھتا ہوں کہ لشکر کھینچا اور ایک دوسرے کو مدد کرنے کی شاہ کو تعلیم دکر اس اور ہر ملک اپنے مسکوں کی طرف راہی ہوں ملک احمد نظام الملک بھری اور قلیب الملک بہرائی فتح اللہ عا و الملک کے حوالہ دے کر ریش سیدائیں ممانعت میں تھا آدمی رات کو گوجر کے اپنے مالک کی طرف روانہ ہوئے صبح ہوئی شاہراہ اور امیر بربر ماہ کی شہدہ باری سے بہت حیرل ہے اور فتح اللہ عا و الملک کے پاس آدمی بھیجا بھرا لور کی تعمیر کے واسطے طلب معاوضت کی اور انھوں نے جلد روایت و تحلیل میں رکھ کر پستیدہ یوسف عادل شاہ کو بیام دیا کہ وقت معاوضت پر یوسف عادل شاہ میدان صاف دیکھ کر بہت متعجب تھا فتح اللہ عا و الملک کے پاس آئے بیجا پور دونوں سردار فوج آراستہ کر کے جنگ شاہراہ امیر بربر کے واسطے متوجہ اور آمادہ ہوئے اور یہ اعمال اور انقال چھوڑ کر اور انقال سے قطع نظر کر کے جہان آباد کی طرف راہی ہوئے اور یوسف عادل شام نے آردوے شاہ کو مارت کیا اور فتح اللہ عا و الملک کو رخصت کر کے بیجا پور میں آما اور پھر دستور سابق جلسہ شامی عشریہ پڑھو کر تقویت اور رول میں اس مہرب کے کوشش کی اور عین الملک کھانی اور کمال خاں دکنی اور فتح اللہ عا و الملک ترک کو انواع الطاف سرخا کر کے پایہ آئن کے حاکم و چشم کا مد کیا اور تحصیل تمام سید احمد ہودی کو مع تحف و شرفیات اور خطیہ شرفیت اور مزار کرنا آدمی سر اہل خاص اور خطر خانی تا مشغری شاہ تحصیل معوی کی دیکھ مین روانہ کیا اور عدل و داد اور آدمی ملک میں مستول ہو کر کسی طرف حواری ہوا مگر دومرتبہ انکار و شکایتیں ملا در سید کاؤ کے امرا پور کے اطراف میں گیا اور دو تیس مہینے اوقات سیر و شکار میں صرف کر کے داد و عیش و نشاط کی دی اور حاکمیت مبنی کی ممانعت میں ملہ و بجا پور کی طرف معاوضہ فرمایا اور دوبارہ مدد کو وہ کی طرف نصرت کر کے لوامہ و احاطا ما اور بیاں اس شخص کا یہ کہ آخر ۹۱۵ء یوسف پور بھری میں کفار نصار راہبر کو وہ کی طرف نے عمر و کعبہ بالغیہ پور کے واپس کے حاکم کو عامل پا یافتہ میں دو اسکے اور ملت مسلمانوں کو قتل کیا اور یہ حرب یوسف عادل شاہ کو پوچھی مع دو تیس ہزار مرد حاکمیت اور دکنی اور عرب بیجا پور سے تاح و باکر پاچون دن جو قلعہ کو وہ میں اجا ملک ہو چکا بہت حیران ہو کر کھر محاطت قلعہ کے دروازہ کی کرتے تھے سب کو تیغ کیے کے قلعہ میں داخل ہوا اور نصاریٰ کر ممانعت عامل نے سید راہبر کو جس شخص نے نصرت پائی نکستی میں سداہر کو کھانا اور دس کی اہل یہودی بھی خاں رولوں کی تیغ اسلام سے ہلاک ہوئے دوسری مرتبہ وہ محال مسلمانوں کے اقارب میں دور آیا تاہا عدالت پناہ کے قلعہ کو آدمیوں متحہ کے سیر دکر کے مکر و دولت کی طرف نصرت کی اس کے بعد بانیس ہیں اور دوسرے مانتقال تمام سلطنت کر کے زمانہ حصول یکام ط میں گذرنا آخر شہر بیجا پور میں مرض سوء القیہ میں گرفتار ہو کر ۹۱۵ء یوسف پور بھری میں اس زمانہ قلی سے راض خاں کی طرف انتقال کیا اور حاکم کا حنفیہ ممانعت مسلمانوں سے کہی مین لہذا فتح اللہ عا و الملک کے مزار کے پہلو میں کرائے امارت صادق رکھتا تھا مہوں کیا اور عادل شاہ کی تعمیر بریں

سردار اور ایک منصبدار کو مقرر کیا تو اس کے احوال سے واقف ہو کر نقیر و قطیر امور عرض میں پہنچاتے رہیں اور اس عرصہ میں ملک احمد نظام الملک بحری اور امیر برید کے مذہب سنن میں نہایت تقصیب رکھتے تھے یوسف عادل شاہ کے اس معاملہ سے رنجیدہ ہو کر دونوں نے اتفاق کر کے اسکی ولایت پر لشکر بھیجا اور پہلے امیر برید کے رکنہ کجولی اور بعضے قصبات اور رگنات دستور دینار پر متصرف ہوا اور ملک احمد نظام الملک بحری نے آدمی بجا پور کیطرت بھیج کر مردمان قلعہ نلدرک کو کہ حصار کمنہ اور منہدم رکھتا تھا اور اس سے پیشتر دستور دینار کے تصرف میں تھا طلب کیا یوسف عادل شاہ باوجود اس کے کہ بعضے افسران اپنی سپاہ سے مطمئن نہ تھا ملک کو بھلام درشت پیغام کر کے کجولی کے اطراف میں جا کر افسطرت کو جیسا کہ چاہیے ضبط کیا اور شاہ محمود شاہ ہمینی نے امیر برید کی تعلیم کے واسطے آدمی اس طرف کے حکام کے پاس بھیجے اور قطب الملک ہمدانی اور فتح اللہ عماد الملک اور خداوند خان حبشی اور ملک احمد نظام الملک بحری سے مدد چاہی خداوند خان حبشی اور فتح اللہ عماد الملک جو ایک دوسرے سے خوف و ہراس رکھتے تھے نہ آئے اور عذر خواہ ہوئے اور قطب الملک ہمدانی اگرچہ باطن میں مذہب شیعہ اور اس ملت کا رواج خدا سے چاہتا تھا اقتضائے وقت اور امرائے تلنگ کے رکعت ہونے سے بلا توقف و درنگ درگاہ شاہی کی طرف متوجہ ہوا ملک احمد نظام الملک بحری خواجہ جہان دکنی حاکم بریدہ اور زین خان حاکم قلعہ شیلاپور کے باتفاق دس بارہ ہزار سوار اور توپچا نہ بسیار لیکر احمد آباد و بیدر کیطرت روانہ ہوا اور سلطان محمود شاہ ہمینی نے بھی مع لشکر تلنگ امیر برید کے ہمراہ دار الملک سے نہضت فرمائی اور لشکر احمد نگر کے دو کوس بر فرود کش ہوا اس صورت میں جب جمعیت عظیم ہم پہنچی یوسف عادل شاہ نے صحبت غلیظہ دیکھ کر اپنے فرزند شہزادہ اسماعیل کو جو پانچ برس کا تھا کمال خان دکنی اور بھی امرائے معتبر کے ہمراہ کر کے مع فیصل و خزانہ اور سوار و سلب بجا پور کیطرت بھیجا اور دریا خان اور فخر الملک ترک کو حسن آباد و گلبرگہ کے ضبط کیواسطے تعین فرما کر خود مع عین الملک کنگانی اور چھ ہزار سوار جرار پر گنہ بسیر کی جانب متوجہ ہوا اور باندھنا اور جلانا شروع کیا ملک احمد نظام الملک بحری نے اپنی ولایت معرض تلف میں دیکھ کر شاہ کو مع تمام لشکر ہمراہ لیکر کوچ کر کے یوسف عادل شاہ کے تعاقب میں مشغول ہوا یوسف عادل شاہ تنگ اور عاجز ہو کر اول ولایت دولت آباد کیطرت گیا اور تاخت و تاراج کر کے وہاں سے ولایت برا کیطرت روانہ ہوا اور فتح اللہ عماد الملک نے حضرات کے تعاقب سے اندیشہ کر کے کہا شاہ اور ملک احمد حنفی مذہب ہیں لیکن دین کا بہانہ کر کے مجھ پر باد کیا جاتا ہے ہیں اور اسوقت مجھے بھی طاقت مقادمت شاہ کی نہیں ہے اس معاملہ میں عملح یہ دیکھتا ہوں کہ آپ اپنے کیے ہوئے سے پشیمان ہو کر مذہب روافض سے احتراز اور اجتناب کیجیے اور بحسب ظاہر مجھ سے رنجیدہ ہو کر برہان پور کیطرت جائیے تو میں فرصت حاصل کر کے باتفاق قطب الملک ہمدانی کے اس معاملہ کی عملح کروں یوسف عادل شاہ کو فتح اللہ عماد الملک کی رائے صائب پسند آئی اور بجا پور میں اس مخنوم کا پر وانا بھیجا کہ خطبہ اثنا عشر موقوف رکھ کر چار یا رکہ خطبہ پڑھیں اور خود بعنوان بخش فتح اللہ عماد الملک سے تہدایک کر برہان پور گیا اور فتح اللہ عماد الملک نے ایک شخص کو اپنے عزیز امین سے ملک احمد نظام الملک بحری کے پاس بھیج کر پیغام کیا کہ امیر برید داعیہ رکھتا ہے کہ یوسف عادل شاہ کو درمیان سے نکال کر ولایت بجا پور پر خود متصرف بنے صاحب کراچ چھ فرسخ زمین کا ایک کسم ہزار سلطان کی سپاہ میں خلیہ ہمینی کی مدد سے وہ کام کرتا ہے کہ کوئی شخص اس محمد بنوین میں

اگر مثل بجا پور اسکو اور دونوں کے مذہب بات کے یوسف عادل بھیج کر ان کے شمار کی شاہ کو تعلیم نہ کریں اور فتح اللہ عماد الملک لیت و حلل میں رکھا صاف دیکھ کر یہ ہر عہد امیر برید کے واسطے طرف رہی ہوئے میں آیا اور پھر بدست عین الملک کنگانی کا بند کیا اور تعجل خطبہ خوانی شروع کر دی طرف سوار ہوا گام سیر و شکار میں ہوا زانی اور دربارہ ہجری میں کفار راضہ در آئے اور بہت دکنی اور غریب مجاقلات قلعہ کے غافل تھے بیدار کی تیغ اسلام سے آرمینوں کے سلطنت کر کے بکری میں اس زمانہ بجا پور

مضمون پر عمل کیا شعر گران ہتر در این ہتر تراچہ چہ چو حلقہ مانگہ ہر روز تراچہ اور مساعدا و مساعدا میں ہر ایک  
ایسے طر و آئیں کے موافق ایسے مہود کی عادت میں مصروف ہو کر رہاں ایسے مہب کی تعلیم میں نہ کھتے  
کئے اور اکا ربوں اور ستائش ہائل نقیب اور عادیں سعادہ شیں اس مہودست کے متادہ سے امتت  
نعمت مہیں لیکل اس مہی کو گمان احمار حسیہ و عدالت بہاہ ہر فراتے تھے اور مسوداں اور اق کو حالت تحریر میں  
اک حکایت کہ اس مقام میں ماسب مہی یاد آئی درج کتاب کی منقول ہر کہ مولانا عیاش کمالی کہ مردانا  
اور سورج اور حکیم شش اور سرمد سرمد گرہاں فارس تھے ماقب حادان طبع میں قصا نعر اسکے جایہ  
اشعار اسکے اس میں مشہور ہیں قصص اشع میں ایسے اسلے جس کے موافق ہمیں ہر اعتدال کی ہر اہیں  
رعایت کرتا تھا اور شیراز میں ایسے وقت کے میدان سعادت میں سادہ و لکڑی کوئی اور ماسب حوالی میں  
مشغول ہوتا تھا اور ادویہ مرکبہ و وقت کرتا تھا اور کتاب حامیاب مہر سے احکام صحیح کتا تھا اور اہل فارس  
اس سے اراہات عداوق رکھتے تھے اور تمام امور میں رعایت اسکی خاطر کی کرتے تھے ایک دن ابراہیم  
سلطان نے مولانا کو طلب کر کے استفسار کیا کہ کون در سب ہتر اور اصل ہر حواب دیا یہ سلطان دادشاہی  
مجلس میں شیا اور محفل حید و دروازہ کھتا جس دروازہ سے کہ داخل ہوگا سلطان کی رمارت سے مشرب ہوگا  
تو حیدر لکھیا کہ حدیث سلطان کی حاصل ہوا اور اس بارہ میں سوال نہ سلطان نے دوبارہ پوچھا کہ ہر سب  
کے متاعوں اور ہر قوم سے کون اصل ہوگا صالح ہر قوم اور ہر مہب کا سلطان کو یہ بات پسند آئی اور مولانا  
کو انعام و اکرام لائق سے خوشنیل فرمایا چنانچہ حضرت شیخ مرید الدین عطاری صحت نگہ ماراں بارہ میں مواتے  
ہیں قدس سرہ منوی الابا سے درقصص حیات و مرگہا مطلق در دیوات رفتہ و دل بارطبی و ررقی  
در مرکبہ گرفتاری ملتی گنتی و لو کہہ گئے این یک بود و تو مقبل ہ گئے قن یک بود اکا و مسرول ہ مگر اس ہتر و راں  
ہتر تراچہ چہ چو حلقہ مانگہ ہر روز تراچہ ہ ہر علمادریں محبت شستی ہ مدام ماعدا را کے پرستی ہ نقیب نام  
کہ مردا شیں حلقہ یکے گرد ہ ہفتا دوسہ دہ ہ ہیکم علم ارشتہ از گویدہ و چونکہ ملکبسی حویا سے اودیدہ اکی اس کا فر  
زاروں کن ہ حصولی باز دماح ماروں کن ہ دل مارا کچو و مشغول گردان ہ نقیب حویا سے ماعرول گرداں ہ  
منقول ہر حب یوسف عادل شاہ نے حلقہ ائمہ حصہ میں علیہ الصلوٰۃ والسلام الی دم القیام فرما اور مہب شیعہ  
کہ رواج ہ ماست امارا ہ نقیب سے کائنات علی و حق کو کہ مہب شیعہ احتیاج کیا اور نقیب نے کوشی پاک اور  
صاک تھے مامد میان عجمی اطہ بنیں الملک اور دلا در حال مہشی اور محمد حال نیستانی نے اہل انفرت  
اور کوررت کی قریب تھا کہ آتش سعادت شعلہ رں ہو یوسف عادل شاہ نے ررق و ولایت لک و سیک دلی میں لکے  
دیں پیش کر کے در قندہ کہ مفتوح ہوئے ہر تھا سعد و کب اور حومیان عجمی اطہ بنیں الملک کی کثرت  
انواع سے متہم تھا اندازہ کہ لوسو پوچھی ہیں اسکو سیدالاری سے معرول کیا اور حلقہ قدیم اس کی جو سہ اور  
کیا مانی کی مات سے بھی تعمیر کر کے اسکے النعمین پر گئے لکری اہل لکلاں دیکلہ میں جمعی کو ضرور کیا کہ اس میں  
من لطیف ہاے مانگ تمار کتے رہن ہر اور کوئی شخص اہل رشتہ ہر اہل سنت میں اس جماعت کا  
مراحم ہر و سیکس ما و حواس علم و شقی کے اعیال ہر کھرتے ہر مہشیا رسی سے ہر ایک ہر ہر ہر ایک

والقنور مراجعت فرمائی اور جب وہ بلعہ اس گل بوستان جہاننابی کے خاک قدم سے رشک مشکالہ ذفر  
اور غیرت عنبر تر ہو ابادشاہ نے عاطفت خسروانہ اعیان دولت ابد اتصال کے حال پر مبذول فرمائی چنانچہ  
میرزا جہانگیر قہر اور حیدر بیگ کو کہ اس معرکہ میں ترویات مردانہ ظہور میں پہنچائے تھے مزید عنایت اور  
مرحمت سے اختصاص بخشا اور ان کے پایہ مدراج کو رفیع کر کیا اور بعد اس فتح کے یوسف عادل شاہ کا استقلال جس  
اس کے کو پہنچا جو کچھ سالہا سے دراز سے اس کی خاطر خاطر میں مرکز تھا وقوع میں آیا اور ۹۰۸ھ نو سو آٹھ ہجری میں مجلس  
عظیم ترتیب دیکر میرزا جہانگیر قہر اور حیدر بیگ وغیرہ کو جو امرائے شیعہ مذہب تھے اور سید احمد صدر علی در  
دیگر علما کو جو وہی مذہب رکھتے تھے حاضر کیا اور ان سے یہ بات کہی کہ جو وقت حضور علیہ السلام نے مجھے عالم  
رویا میں مژدہ سلطنت پہنچایا تھا یہ ارشاد کیا کہ جسدم سلطنت ایک مملکت کی مجھے نصیب ہووے لازم  
ہو کہ ہمیشہ سادات اور مجاہدان اہل بیت رسول آخر الزمان کو معزز اور کرم رکھے اور ہموارہ ہمت اپنی  
تقویت مذہب اثنا عشر علیہم الصلوٰۃ والسلام پر مصروف رکھے حکومت میں نے خدا سے یہ عہد کیا تھا کہ جب ملک  
ملک کش تعالیٰ و تقدس یہ دولت مجھے کراست فرماوے مذہب شیعہ رواج دیکر مذہب کے سرور کو ساتھ القاب  
ہمایون ائمہ اثنا عشر علیہم الصلوٰۃ والسلام کے مزین کر دوں گا اور اسی طرح سے جسدم کہ تیز لاج اور بہادر گیلانی نے  
دو طرف سے آشوب اور غوغا خلعت میں ڈالا تھا قریب تھا کہ ملک مقبوضہ ہاتھ سے نکلیا دے چنانچہ اس امر کو اثر  
وفا کرنے میں سے بائکر میں نے اس سے روایت فرما کر سے عہد باندھا کہ بعد فراغت عہدات مذہب شیعہ کی ترویج میں  
کوشش کروں گا تاہم اس بارہ میں کیا کہتے ہو یعنی بولے مبارک ہو بسم اللہ اور کچھ لڑک شہر انداز حرم و احتیاط کی  
رعایت کر کے عرض پیرا ہوئے کہ بنائے سلطنت تازہ واقع ہوئی ہے اور محمد و شاہ بہمنی جو وارث ملک ہے ابھی  
زندہ اور سلامت ہے اور ملک احمد نظام الملک بھری اور فتح احمد عماد الملک اور امیر سراید سہت و جماعت اور  
یاک اعتقاد ہیں اور اس سرکار کے اکثر افسران سپاہ حنفی مذہب میں مبادا فتنہ حادث ہووے کہ دست تدارک  
ایسکے دامن تک نہ پہنچے یوسف عادل شاہ بھی سر حسیب تامل میں جھکا کر بولا کہ میں جس وقت عہد کو وفا کروں گا  
حافظ حقیقی میرا حامی اور مددگار ہو گا قصار انھیں دنوں میں ایران سے خبر پہنچی کہ شاہ اسماعیل صفوی نے  
خطبہ بارہ امام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا پڑھ کر اس مذہب کا رواج دیا ہے یہ خبر بحجت اثر سنکر زیادہ تر ساعی ہوا  
جمعہ کے دن ماہ ذی الحجہ سنہ مذکور میں مسجد جامع قلعہ ارک بجا پور میں خود حاضر ہوا اور نقیب خان جو سادات  
عظیم الشان مدینہ سے تھا سنبھر گیا اور اول شروع کلمہ میں اشدران علیا دلی اندر زیادہ کیا اس کے بعد خطبہ  
بنام نامی دوازده امام علیہم الصلوٰۃ والسلام پڑھ کر نام باقی صحابہ کے خطبہ سے برآوردہ کیے اور یہ وہ  
بادشاہ ہے کہ جس نے ہندوستان میں خطبہ دوازده امام علیہم السلام کا پڑھا اور مذہب شیعہ کو رواج دیا لیکن باوجود  
اس حال کے نہایت ضبط اور ہوشیاری سے جہاں شیعہ کو بار اور اندازہ وہ نہ تھا کہ بھیجا کہرام حضرت خیر الانام  
کی نسبت عراجہ یا کتا یہ تلفظ حقارت زبان پر جاری کرین عیاذ باللہ اور معاذ اللہ اس سبب سے  
تعمد اہل سنت و جماعت اور شیعہ کا زائل ہوا اور علما سے مذہب جعفری اور فضلاء حضرات  
حنفی اور شافعی نے مثل شیر و شکر آپس میں شریک اور مخلوط ہو کر فریاد و تہنات کا لپیٹا اور اس بیت کے

مضمون پر عمل کیا شعر  
اپنے طرز دآیین کے  
نئے اور اکابرین اور  
تعب مضمون لکھا اس  
ایک حکایت کہ اس  
اور مورخ اور علم  
اشعار کے اس میں  
رعایت کرتا تھا اور  
مشغول ہوتا تھا اور  
اس سے ارادت  
سلطان نے مولانا کا  
مجلس میں بیٹھا اور  
توجہ کر لیا کہ  
کے مقابلوں اور  
کو انعام و اکرام  
ہیں قدس سرہ  
وہ کہہ کر قنار علی  
بہتر ترانہ چوچو  
کہ فرادیش حلقہ  
راؤن کن ہدف  
منقول ہر جب  
کو رواج دیا بہت  
بیابا تھے مانند  
اور کدورت کی قوت  
دین نشین کر کے  
افواج سے متوہم  
گیلانی کی بابت  
میں بطریق اپنے  
مراجہ ہووے لکھ

دولت مد مدیکس ہندوستان حکومت مد دوسرے دن جب شہنشاہ شرق لے لکین گاہ افق سے نشان  
 نمودار کیا اور تیج رومی سے رو سیاہ ہندی کا سر ہا لکیرا یا ت نصرت آیات کو صبح مراد یوسف تباہی لے  
 اس موقع سے لغزیت غار مد دستور دیار بصفت کی اور بعد وصول مقصد تہیہ مرصع مرگ اور میرہ  
 بر جیدر یک تریری اور مقدمہ بر میر را حاکم یک فنی مقرر ہوا سلطان میروری نشان لے لیک جوج  
 دلاوران بعد اور نصف شکمان دلاور کے ساتھ قلب میں قیام کیا اور اس طرف مقبورہا بھی کثرت و  
 اقویٰ جیل و چشم بر مور ہو کر حہ اور جوش اور تمام لکات حرب سیاہ بر تقسم کیے اور علان مسفت حاکم مقرر  
 کیے اور محلے قوب و قلعہ اور مال باد صرب دن باؤل کے کنگ نص کر کے دستور و آئیں ہمد صوف  
 آراستہ کیں طالماں نام و سگے حاسین سے آتش عدل و قتال اور وحی کی اور پھوین کی تاثیر سے  
 کر کہ دھریہ کوجوش میں لگے اور سزاؤہ سر دوش سے حوس ہاکو ملک اور م ملک کو کچلا یا قنفوی دخیل اردو  
 سو و جروح آمد مد و دریائے آتش خوش آمد مد جوجشت اور دو سولشکر آراستہ ہماے  
 بر حاش رعاستہ میلاں رایت کین را اور اقتصد ہ گور ناں سوراد را مد اقتصد میر را جا لکیر لے حسب  
 سے آگے تھا بیشتر صب سے رون کے بار اور صافقہ کی طرح اعداد و جکر کے ہتوں کا حوس حات ما و ما  
 سے را و کیا اس وقت حصع مرگ اور جیدر یک حوالہ بر الیاء سے کوٹھے مازی را و حوالہ کر کے دشمنوں کو  
 آور ہوئے اور دونوں طرف کی سپاہ لکھی تن و سر عدا ہوئے لے تیر و شیر گز و تر پیلے کے ساد و رن سے حکم قائم  
 کے ہنگامہ سے عشر نیلک میدال حاسناں میں سیلاب حوس رغان تھا تیر و تیر سے دلاور دن کا دن گھاڑ تھا ہر  
 طرف ہنگامہ اسرار تھا قنفوی جہاں دہم کا تختہ آں سپاہ کا کازر و دشور سے نئی سپاہ دوش قتل روئے ریش گوت  
 ملک مارلں چیرہ دوشی شعلت ہد قانت علامہ تاجی رات بر والی اور سوری دولت قابہ یہ سیلانی سے دستور دیار موکریں قتل  
 ہوا انکی سپاہ سے دریم رہم ہو کر راہ فار مالی اور ممال کوہ پکیریک میں چھوڑے گرا و ملک مداع و رن کے حدود سے  
 پاک ہوا قنفوی حدا و دوصت شہتہ را ہر یکتہ و افتاد و حواہ را ہر و دشمنان شاہد کا مگا رہتند ار  
 حری کار و چون بچکر ہشکر عدا روئے بر حاک سو وہ کہ سوری از کاوریال ہر ہر معتق مرگ کہ رحم تیر کا پیشانی  
 حیات پر رکھتا تھا اتفاق امر اور ارکان و رت و در را و بھکر مر اس تہیت کھلا با اور بقود و افز و حواہر شکافرت کے  
 فرق ہا یون بر شاہر کیا اور لوازم ہشکاری کھلا یا اور دھلا شیش ہو چا ماٹے نصرت عدالت بناہ لے لیے  
 کھائی کا مگا کے سر دشمن پر و سروسے کر حوس میں لیا اور اپنے دست سارک سے آگے رعبہ بر مزم رکھ کر  
 میں متحول ہوا لیکن سو و سدا و را تر بدیر ہوا موافق اس کلام حق نظام کے ایک کھانا حاکم لایا کھانا حاکم سادہ دلا  
 یوسف عین شاد رور کے بعد شربت شہادت چیکر عالم ماتی کی طرف حوالہ ہوا حصع مرگ بر ولایت تار  
 اعیانی یوسف عادل شاہ کا تھا اور بر دایتے حبس کا کہو چوایوسف عادل شاہ کا را در و صامی چو تھا  
 روم سے سادہ میں آتا تھا قصہ کو تاہ عمر یار لے لند لارم باقم و مر صر و شکیب کہ کے سایہ قوجہ کا اشغال  
 دینی پر ڈالنا قلعہ آں آنا گھر اور سام اور ہا گرا و تمام ممالک دستور دیا رکے اے عورہ تصرف میں  
 در لایا اور موال محتر کے سیر کر کے حدود دولت و سعادت لے سمت صحا و بھا (سدا ہا علم اں الا کات

شوکت و شان سے بادپایان کو وقار پر سوار ہو کر آواز نثارہ اور کور کے گنبد چرخ اخضر پر ڈالی اس کے  
بعد شہر یار یوسف عذار اور مؤید تباہید کردگار بنفس نفیس تو سن فتح و ظفر پر سوار ہوا اور یمن و لیسا لشکر فزینی  
کو بغور ملاحظہ کر کے ان یمن سے دو ہزار جوان تیر انداز اور دو ہزار سوار نیزہ باز تیغ گذار نظم گردو ہے ہمہ پر دل و  
پہلوان بہ مخالفت شکار و مالکستان بہ توانا تن و زور مند و دلیر بہیکل بہ نیرو چیل و چہ شیر و انہیں سے ہر ایک کو  
چھانٹ کے قسم قسم کے تلطف اور محبت سے نوازش فرمایا اور اپنے بھائی غضنفر بیگ کو اس مقدمہ لشکر کا سردار  
کر کے پیشتر روانہ کیا اور یہ حکم دیا کہ مخالف کے ایک فرسخ پر نزول کر کے خیمہ اور سرایر وہ اور طنائے رطباب  
کھینچ کر اول ہاتھ محاربہ میں دراز نہ کر کے ہاپے رعبت اور قدم سرعت اسکے مقابل نہ جائیو بلکہ ایک اپنے ملازم  
کو جو فو و دانش میں اتصاف رکھتا ہو دستور دینار کے پاس بھیجا اطاعت اور فرمان برداری کی ترغیب اور  
تحرلیض کرنا اگر وہ نجات بلند کی ہدایت سے محرومین الملک کی طرح سرہاری دولت و زافزون کے حلقہ میں لادے  
تو اس دولتخانہ سپہ نشانی کی مسند امارت حشمت پر تنہا ہو کر سراج عزت اور عظمت میں پہنچا دیکھا اور اگر نادانی  
اور بے کاری سے ہمارے پیغام سے سرتابی کر کے سرمہ نکبت کا دیدہ بصیرت میں کھینچے تو مثل خداوند خان  
حبشی کے دیدہ جہان میں اسکا تیرہ ترشب یلدا سے ہجر اور سیاہ تر تیرہ روزگار فقر سے ہو گا غضنفر بیگ نے  
گو ہر کلام اس خورشید احترام کا صدف غمیر میں جاگزین کیا اور امثال امر میں مبادرت کر کے جب اس طرف پہنچا  
ایک دو فرسخ خیم غنیم سے سرایر وہ اجلال و تکین کو بسیط زمین پر کھینچ کر اسم ارسال رسل و رسائل میں مشغول ہوا  
اور چونکہ آئینہ دولت و دستور دینار کا رنگ زردہ نکبت تھا مشاہدہ چہرہ اقبال اور تمیز میان صواب و خطا سے محروم  
اور بے بہرہ رہا اور جواب بیکار سے سلسلہ اپنی حشمت کا ٹوڑ کر فوراً آتش ناسازی اور ناہنجاری کی اشتعالک  
میں مشغول ہو کر منفذ صلح اور آشتی کا سد و دکیا اور چہ ہزار سوار مسلح اور مکمل شعر مہمند و کینہ کش و تیز چنگ بہ  
بہ نیرو شیر و لجاج بلندک بہ غضنفر بیگ کے مقابلہ اور مدافعہ کے واسطے روانہ کیے اور اس شیر پیشہ  
واقفدار نے اس اطوار کے مشاہدہ سے دریافت کیا کہ آگ ہندیوں کی بغیر استعمال شمشیر آبدار ساکن نہو کی  
اور سیلاب طغیان حبشیوں کا بے حملہ مردان دلاور نہ گھٹیکا اس واسطے جواب سپاہ اشراک کا رجوع تیغ آبدار  
اور سان آتشبار سے کر کے نشان محاربہ اور مجاہدہ کا بلند کیا نہنک خدنگ نے کین گاہ سے منہ کھول کر  
شیوہ خونخواری ظاہر کیا اور اژدہاے سنان نے دندان زہر آلود سے طریق جفاکاری کا نمودار کیا۔  
شمنوی زرخون گشت رویے زمین پر نگار بہ زیمکان دل و جسم کیوان نگار بہ سنان رادل زندہ زندان شدہ  
بر امید ہمارک خندان شدہ بہ زلس خون کہ ہر جاے پاشیدہ شدہ زمین ہموار سے خراشیدہ شدہ بعد کشش  
اور کوشش فراوان خندہ تیغ ترکان غضنفر تو ان سے چہرہ فتح و فیروزی خندان ہوا اور گرد و بار کی رخی  
ارباب ظلمت سرشت پر ٹھی کہ ہریت کو غنیمت جان کر دشت ادبار میں آوارہ ہوئے اور اکثر ہاتھی اور گھوڑے  
انکے غضنفر بیگ کے ہاتھ آئے سپاہ ظفر پناہ غنائم بشمار سے صاحب سامان اور متول ہوئی اور مخبر اقبال  
نے بجناب استعجال اس فتح کی خبر کرنی الحقیقت و پناہ قوتوحت تھی موقوف عرض یا رگاہ سلطان یوسف خسرو  
اشان میں پہنچ کر اس کلام کے موافق تکلم ہوا قطعہ این مراتب کہ دیدہ جزو نیست بہ کا کلی ہنوز در قدرت بہ باش تاج

دولت بد مدیکین ہمہ  
نمود بلند کیا اور تیغ اردو  
اس موت سے بغیر  
برجیدریک تبریزی  
دلاوران صفدر اور عد  
ازلی خیل چشم بر مغرب  
کیے اور عرابے نوپ  
آرامتہ کین طالبان  
کرہ زہریر کو خوش  
سودر خوش آمد  
برخاش برخاستہ  
سے آگے تھا پیشہ  
سے برباد کیا اس وقت  
آوردے اور دونوں  
کے ہنگامہ سے جوش  
طرت لاشو کا انبار  
فلک اذراں چہرہ  
ہوا اٹکی سیاہ نے  
پاک ہوا شمنوی  
خری کا راجون ہنگام  
حیات پر رکھا تھا با آواز  
فرق ہماون برشتا  
بھائی کا نگار کے  
میں مشغول ہوا لیکن  
یوسف خندان میں شا  
اعیالی یوسف عادل  
روم سے سادہ میز  
دینی پر ڈالیا قلم  
در لایا اور مردان

عمدہ عمدہ پر گئے شل کھولی اور اللہ دوحس آنا دیکھ کر گرا اور ماکھی اور بی اور کھی اور جونی و غیرہ دستور دیا راجہ  
 قصہ قدرت میں درلایا اور اس دونوں کو یوسف عادل شاہ نے در میان سے دینے کے لئے اس  
 ولایت کو اپنی ولایت میں منسلک کیا چنانچہ آئندہ میان آویجی اور ملک احمد نظام الملک کھری کے پہل میں بھی دو  
 شخص نے علم ہتھمال ملکہ کیا تھا ایک خواجہ جہاں دہی کے قلعہ پر مدہ اور دلا پورا اور ولایت لاجپور میں دو قلعہ کی  
 اس سے اور اس کے کھائی میں جہاں سے متعلق تھی دوسرا میں علی تاش کو پورہ اور جلیانہ اور جہاں کو مدہ اور  
 قلعہ ویدار اور جوری برتصرف تھا اور قلعہ اور ولایت دولت ناو کو بھی یہ کھائی ملک ویدہ اور ملک اشرف ایسے قصہ  
 میں رکھتے تھے اور حکم اس ولایت کو عیدہ لکھ عفریہ مکرور ہو گا ملک احمد نظام الملک کھری نے دینے کیا اور مدہ  
 میں بھی مدہ و مداعت مستحق اللہ عا د الملک کا شریک تھا اور دہکر اور تو مارا و قلعہ اور قلعہ جہاں کو تصرف میں رکھا  
 تھا اسکو فتح اللہ عا د الملک کے متاع میں کیا اور پائے تخت سید میں قاسم برید ترک لے ہایت تسلط اور ہتھمال  
 میں ہو گیا چنانچہ قصہ عد رسل و رسائل اور قلعہ و ملاطرت مکرور یوسف عادل شاہ نے اولاً مراں میان محمد الخا ط  
 نعین الملک کی طلب کو بھی اور جو کہ یوسف عادل شاہ ساتھ اس کے کتابت میں رکھا تھا اس مراں کے ورد سے  
 ہایت شاد اور خط و چارہ اور کئے لکھا اب میری حالت جمع ہوئی اور میں نے حاکم ناگ تھرت لے لے لے لے لے لے لے لے لے  
 میں قصہ و مکرور ساتھ ایسی حمایت کے سرور دیا گیا چنانچہ قلعہ کو وہ میں ایک ہفتہ اور مکرور شاد دانی اور شل کر کے لاق  
 واپال چھ ہزار سوار مسلح اور کل ہزار لیکر سما پور کی طرف روانہ ہوا اور اس میں یوسف عادل شاہ نے ہمسایہ ہر  
 سلطانین لکھا اسکو ساتھ اسپان تازی خداد اور خلعت خاص کے ممتاز کیا اور دستور دیا کہ اسے معاملہ کرے  
 دیکھ کر اس پر یہ کہ انھیں دونوں اپنے باب کے جلدہ پر قائم مقام ہوا تھا لکھا کہ سمعت سید پر ہندو کے  
 میری معاہدت میں سے مقدمہ و کوشش و اس کے اس سب سے میری ہے میں ہزار سوار اسکی ملک  
 کے واسطے بھیجے اور دستور دیا کہ اسے نعم و ماعت اور مانت ہر سمجھو کہ کیا کہ غیبیہ اور خگاہ بریا کیا اور  
 خواجہ جہاں دہی کو وہ بھی دستور دیا کہ طرح و اعیہ ہر داری کا رکھتا تھا چاہتا تھا کہ ملک احمد نظام الملک کھری کے  
 مظاہر سے مسلک فرمان روایوں میں مسلک ہو دے اور اس حضرات کے دستور سے آگاہ تھا اور ملک  
 احمد نظام الملک کھری اور یوسف عادل شاہ سے بیکہ ہو کر باعلاق اپنے کھائی میں جہاں کے دستور دیا  
 کی معاہدت کو میں جانتا تھا اور جب اسے دیکھا کہ ملک احمد نظام الملک کھری قلعہ و دولت کا وکی تیس میں  
 سلطان محمود شاہ گجراتی کے حوش میں شول ہو کر خا ط جمع مانچھا و سوار لیکر دستور دیا کہ اس میں ہو گیا اور  
 وہ سپاہ فراہم ہوئے سے ہایت معرور ہوا اور ران لاف و کذاب میں کھولی اور ہتھیار لشکر پر نصب کیے  
 اور جب یہ حشر شاہ گردوں و اقربا کے سمیع مبارک میں ہو گیا اسکو قہوات غیر متہا کا باعث بنا کر کیا  
 توجہ خاطر اور کی دفع اعدائے ظلمت میرا پر ڈالی اور ماہ و جو را استعداد و جس کے قصد مقتالہ اور  
 محاذ پر لکھا اور جہاں کہ اسے بجا کر سے دستیاب ہوا تھا سید راجہ سیاہ برتھمت کیا اور تاکید تمام  
 مع لشکر طہر و دستور دیا کہ لشکر گاہ کی طرف روانہ ہوا اور ہمیں کے لشکر گاہ سے باغ و مرغ  
 حیدہ و مکرور مرقع کیا اور دوسرے دن مراں قصا حیاں کے موافق آگاہ حضرت مظاہر سے ہایت



کی بوقت تاخت کردن اور قبل اُسکے کہ ملک احمد نظام الملک بحری خبردار ہو قاسم برید ترک کو درمیان سے اٹھا دوں اور جیسے ہی بادشاہ نے اجازت دی یوسف عادل شاہ اُس محال پر قابض اور متصرف ہوا اور دستور دینا قاسم برید ترک کے پاس پناہ لیگیا اور قطب الملک ہمدانی جو اُس سفر میں ہمراہ تھا یوسف عادل شاہ سے متفق ہوا اور قاسم برید ترک خائف اور ہراسان ہو کر دستور دینا اور خواجہ جہان دکنی اور ایک جماعت امرا سے ہند سے شاہ کی ترک رفاقت کر کے اندر کی طرف راہی ہوئے یوسف عادل شاہ قطب الملک ہمدانی کو ہمراہ رکاب لیکر اُنکے تدارک کو گیا اور حرب شدیدا و سحرکہ عظیم کے بعد غالب آیا اور امراء منہزم اور منکسر ہو کر اطراف میں مفرد ہوئے اور شاہ نے جنگ گاہ میں خالیچہ زر رفت بجا کر اور شاہ عدالت پناہ کا ہاتھ پکڑ کر بیٹھنے کی تکلیف دی اور عدالت پناہ بعد مبالغہ اور تواضع اور انکسار شاہ کے ہمراہ ایک فرش پر ٹھکن ہوئے اور ہر قسم کے حرف و حکایت درمیان میں لائے آخر یہ قرار پایا کہ دوسرے برس باتفاق ملک احمد نظام الملک بحری اور فتح اللہ عدا الملک لشکر کھینچ کر ایکبارگی قاسم برید ترک کو متاصل کرین اور چونکہ ملک الیاس اُس جنگ میں مقتول ہوا تھا یوسف نے جاگیر و منصب اُسکا اُسکے بڑے بیٹے میان محمد کے نام مقرر رکھا اور عین الملک خطاب دیا پھر لشکر سلطان کو دفاع کے دار الخلافت بجا پور میں آیا اور دوسرے برس دستور دینار کے اخراج کی عزیمت کر کے لشکر کش ہوا اور چونکہ ملک احمد نظام الملک بحری برق و با و کی طرح جلد دستور دینار کے ملک کو پہنچا یوسف عادل شاہ بیدر کے اطراف میں جا کر قطب الملک ہمدانی اور فتح اللہ عدا الملک سے مدد چاہی ملک احمد نظام الملک اس ماندیشہ سے کہ جھگڑا طول نہو دے فرش نزع لپیٹ کر احمد نگر کی طرف گیا اور دوسرے برس یوسف عادل شاہ کی رائے زرین اور عقل دور میں نے یہ اقتضا کیا کہ ملک احمد نظام الملک بحری سے دوستی کی بنیاد ڈالو وسیع ملک میں کوشش کرے اس واسطے الہی ملک احمد نظام الملک بحری کے پاس بھیجا کہ یہ لکھ بھیجا کہ مملکت دکن ایک سرے محقر پران نام حکام کی گنجائش نہیں رہتی جب تک فرصت ہر تہم پرندہ اور دولت آباد اور دہور اور کالہ اور پونہ اور چاکیہ برتھالض ہوا اور میں دستور دینار اور عین الملک کی جاگیر پر متصرف ہوں اور عدا الملک جاگیر خداوند خان جشی کو اپنے چنگل میں لاوے اور قطب الملک ہمدانی مملکت تلنگ کو حوزہ تصرف میں رکھے اور تھکاہ بیدر مع قلیل مضافات اُنکی قاسم برید ترک کے متعلق ہووے اور کوئی شخص دوسرے کی اعانت اور حمایت نہ کرے اور بہت کمال اتحاد اور یگانگی رکھتے رہیں اب ناظرین احوال حکام دکن پر مخنی اور محتجب نہ رہے کہ جب دولت ہندیہ میں تزلزل واقع ہوا تو صوبہ داروں نے اپنے استحکام اور تقویت میں کوشش کی اور جو شخص کہ جہان کا حاکم تھا اپنی گردآوری میں مصروف ہوا اور انا ولا غیر کے ٹھونکا بجا کر دوسرے کے حال پر متوجہ نہ ہوتا تھا چنانچہ گیارہ نفر جدا گانہ ایک مملکت کو اپنے قبضہ تصرف میں درلائے یوسف عادل شاہ بجا پور کو اور ملک احمد نظام الملک بحری جنہر کو اور فتح اللہ عدا الملک برار کو اور قطب الملک ہمدانی تلنگ کو اور اُنکے علاوہ جانب غربی بجا پور سے کنارے دریائے شورتاک کے پر گئے بزرگ ستل مرج اور کلہر اور قلعه سنگین متین مانند نیالہ اور کوہ کوہا در گیلانی اپنے تصرف میں درلایا تھا کہ بعد اُسکے مقتول ہونے کے شاہ محمود دہنی کے حکم کے بموجب ملک الیاس الخاٹب بعلین الملک مقرر ہوا اور اُسکے بعد اُسکے بیٹے بیٹے میان محمد کے نام کہ اُسے بھی خجائب عین الملکی پایا تھا قرار پکڑا اور بجا پور کی طرف جنوبی یعنی نہر سوارہ اور پاتخت بیدر کے درمیان

عہدہ عہد پر گئے شمل  
قبضہ قدرت میں د  
ولایت کو اپنی ذلت  
شخص نے غلام ہوتا  
اُس سے اور اُسکے  
قلعہ دیدار اجوری  
میں رکھتے تھے او  
برابر میں بھی خداوند  
تھا اُسکو فتح اللہ  
ہم پہنچا یا تھا انصاف  
بعین الملک کی طلب  
نہایت شادا اور مخفی  
میں تصور فرما کر  
واہمال چھ ہزار  
سلاطین لیکر اُسکو  
دیکھ کر امیر برید  
میری معاونت  
کے واسطے بھیجا  
خواجہ جہان دکنی  
منظارت سے سا  
احمد نظام الملک  
کی معاونت کو  
سلطان محمود شاہ  
وہ سپاہ فراہم ہو  
اور جب یہ خبر شاہ  
توجہ خاطر اوزکی  
نجا دل کا کیا اور  
مع لشکر طرہ اثر  
خیمہ و خگاہ مرقع



یوسف عادل شاہ نے رور و دل چکیں بہرہ ہوں نقد پوشیدہ شاہ کو پہنچانے اور قاسم پر یہ ترک اور قطب الملک  
 پہلانی کو پورامی لائق سے سرحد کے پھیرا اور منصفہ تو سو ایک بھری میں دستور دیار جو احمد سرحدی کی کس آلو  
 مگر لاہور سے اور اشکرا اور التہ راہ کو کھلی اور جمع ریگات اور قلعہ میں آپ سپہرہ اور تلنگ نصرت میں رکھتا تھا  
 جا بکھڑو بھی اور ون کی طرح صاحب سکہ ہوئے اس واسطے رابطہ آشنائی ملک احمد نظام الملک بھری کے  
 ساتھ استوار کیا اور یہ پیغام دیا کہ فتح احمد عادل الملک یوسف عادل شاہ کی ملک سے ملک مراد خط نصرت  
 میں لاکر رام شاہی ایسے قلعہ اقتدار میں رکھتا رہے کہ یہ دوست صادق والا معاملہ بھی تمہاری اعاس  
 کے اہت مصعب شاہی پر غائر ہو کر ملد آوارہ ہو چونکہ ملک حسن نظام الملک بھری نے دستور دینا کو اپنا ورہ کیا  
 تھا اور اس کی لازم حاکم کی اجازت دیدی اور دستور دیار سے خط اس ولایت کا اپنے نام لڑھا اور دست قصدا اور  
 موضع پر جو تخت دار الحکومت تھے مشرف ہوا اور قاسم پر یہ ترک کے آدمیوں کو اس حد و رسے ماہر کا لاہور قاسم پر  
 ترک نے مضطرب ہو کر شاہ کو اس پر کناہ کیا کہ یوسف عادل شاہ سے ملک طلب کو یوسف عادل شاہ نے قبول کیا  
 حصہ سیک آغا کو بیس اسلحہ متعدد دے کے واسطے بھیجا اور شاہ کو لکھا کہ اگر میں عزت خود کا ملک احمد نظام الملک  
 بھری بھی دستور دیار کی ملک کو ضرور لشکر کش ہوتا اور قصہ طول یزدان آپ کسی طرح کا گمان نہ فرما دیں میں بیان  
 خبر پہنچی کہ جو احمد جہاں دیکھی کہ شجاعت اور مردانگی میں مشہور تھا ملک احمد نظام بھری کے فرامے سے علاحدہ لشکر  
 احمد کو پھر یہ عزت تمام آتا ہے اور ملک احمد نظام الملک بھری بھی سکی تیاری میں آکر وہ احمد الصورت خود بھی  
 دستور دیار کی ملک کے لیے مصعب کر بیچا یوسف عادل شاہ نے صلح اس میں بھیجی کہ جو بھی تو حکم کرے پچانم  
 حاکم راست کر کے اپنے لشکر سے ملحق ہوا اور قاسم پر یہ ترک کو تمہیل طلب کر کے اتفاق دستور دیار کے حرب میں  
 محول ہوا اور دستور دیار آٹھ ہزار سوار احمد ایسے اندازہ ہزار سوار ملک احمد نظام الملک بھری اور جو احمد جہاں کے  
 ہزار لیک میدان حرب میں روانہ ہوا اور ہوا و لاش حرب کو متعلق کیا لیکن محنت کی عدم مساعدت سے شکست کھا کر  
 و شکر چلا اور قاسم ترک نے شاہ سے لکھ کر اس کے قتل کا حاصل کیا لیکن یوسف عادل شاہ نے قاسم پر یہ ترک  
 کی حاجت کے خلاف آدمی شاہ کی حدیث میں چھکھڑا رشت کی اور اسے کھڑکے لفظ سے ہی اس کا حاصل  
 سمات پر لایا اور حسب عمل درآمد قدیم جاگیر حسن آما و گھر گر اسپر مقرر فرمائی پھر قاسم مراجعت ہوا اور شاہ کی  
 نصیر طراست بجا یور کی طرف متوجہ چھا شاہ اور دستور دیار بھی اسے مساک کی طرف روانہ ہوئے اور  
 ملک احمد نظام الملک بھری کہ دستور دیار کی حمایت کی واسطے پر گھر کے لطاف میں پہنچا تھا اور بھی اس مقام  
 سے احمد کی طرف پلٹ گیا اور منصفہ تو سو دو بھری میں شاہ محمود بھی نے یوسف عادل شاہ کی دھڑ سناہ فی بی بی آتی کو  
 جلیل گوارہ تھی اپنے فرزند شاہزادہ احمد کے واسطے حاضنگاری کی اور ایقاع حسن و طوی کی واسطے ملکہ جس کا داد  
 گھر کو اختیار کیا تھا اور عادل شاہ اس طرف روانہ ہوئے اور دستور دیار نصرت کے جس آما و گھر کی توجہ سے  
 متفکر اور متوجہ چھا اس وقت عادل شاہ نے بھی شاہ کو پیغام بھیجا کہ دستور دیار کے ریگوں کے مصعب میرے اور شاہ  
 کے درمیان میں فیصلہ واقع ہوا ہے اگر انصرت مادی شاہی قاسم پر یہ ترک دینے کا اندازہ دل میں رکھتے ہیں تو مناسب  
 ہے کہ وہ پر گئے سری حاکم میں مقرر ہوں تو یوسف اس بہار کے ایک جماعت مردم خانہ سے وہاں جا کر ملکر مصوب

اُنکے ہاتھ اور پانوں میں نعل زرین بستہ تھیں شاہ محمود بہمنی کیواسطے برسم ہدیہ بھیجے اور اُسکے بعد بہادر گیلانی کے دفع کی فکر اور قلعہ جام کھنڈی کے استخلاص میں ہو کر چاہتا تھا کہ آیات نصرت آیات کو نصرت فرماوے اس زمانہ میں محمود گجراتی نے ایلچی تیز زبان خیرہ سر شاہ محمود بہمنی کے پاس بھیجا چونکہ بہادر گیلانی اور اُسکے آدمیوں نے جہاز گجرات کو جو مکہ معظمہ کی طرف جاتا تھا ازراہ مزاحمت بچا اُسے روکا تھا لہذا بذریعہ ایلچی شکایت کی اور سخت پیغام کیا کہ اگر تم سے وہ قطع الطریق یعنی رہزن دفع نہیں ہوتے تو ہمیں اطلاع کرو تو ہم ایک سردار کو بھیج کر نیست و نابود کریں اور شاہ محمود بہمنی قاسم برید ترک کی ہدایت کے بموجب عبدالملک شستری کو کہ مشاہیر اُس دولتخانہ سے تھا یوسف عادل شاہ کے پاس بھیج کر بہادر گیلانی کے دفع کے واسطے طالب ملک ہوا یوسف عادل شاہ مینصوبہ خدا سے چاہتا تھا شاہ پراسان کر کے پانچزار سوار انتخابی بسر داری کمال خان دکنی نہایت سامان اور کھل کے ساتھ شاہ کی مدد کو بھیجے اور اس سبب سے کہ بہادر گیلانی نے داعیہ یوسف عادل شاہ کا اپنے دل میں تصور کر کے جام کھنڈی کے اطراف میں نزول کیا تھا شاہ آب کشنہ سے عبور کر کے اس طرف متوجہ ہوا بہادر گیلانی تاب مقابلا نہ لاکر تلگو ان کی طرف بھاگا اور شاہ محاصرہ میں مشغول ہوا اور بعد دو عینے کے قلعہ کو باہان مسخر کیا اور چاہا کہ خواجہ جہان بہدانی الخاٹب لقطب الملک کے تفویض کر کے آگے پڑھے کہ قاسم برید ترک منع آیا اور عرض کی کہ قلعہ یوسف عادل شاہ سے تعلق رکھتا ہوں یہ کہ اُس کی خوشنودی میں کوشش کر کے اُسکے ملازمین کے سپرد کریں شاہ کو یہ بات طبیعت کے موافق پڑی قلعہ کمال خان دکنی کے سپرد کیا اور چونکہ بہادر گیلانی اس خوف سے کہ بہادر یوسف عادل شاہ دوسری طرف سے اُنکی ولایت میں در آوے قصبہ کھنڈی کی طرف آیا تھا شاہ اس طرف متوجہ ہوا بہادر گیلانی کھنڈی اور پناہ میں پناہ لیکھا اور استعداد جنگ میں کوشش کی اُسکے بعد شاہ اس حد دوہن گیا اور جنگ کا اتفاق پڑا اکثر لوگ بہادر گیلانی کے لشکر سے شاہ کی ملازمت میں آئے اور بہادر گیلانی کہ بارہ برس سے نقارہ بہادری کا سجاتا تھا سہل ترین وجہ سے قتل ہوا سلطان بعد سیر سوا حل دریائے کوکن بجا پور کی حوالی میں پہونچا یوسف عادل شاہ نے غضنفر بیگ آغا کو مع ایک جماعت اعیان سے اردوے شاہ میں بھیجا کہ التماس خود مبوس کی اور شاہ بشورہ قاسم برید ترک اور وہ احمد آباد بیدری کی طرف روانہ کر کے خود تھوڑے آدمیوں سے بجا پور کی طرف متوجہ ہوا اور یوسف عادل شاہ استقبال کے واسطے چلا شاہ کو باعزاز و اکرام تمام شہر میں لایا دس روز تک قلعہ راک اور ک بجا پور میں کہ اُسی عرصہ میں کچ دسنگ سے بزدلی تعمیر ہوا تھا عمارت لگن میں وارد کر کے ضیافت کے لائق حال شاہان کبار ہونہوور میں پہونچائی اور میں فیل کو ہمیشہ اور چپاس گھوڑے اور چار غنہ چرم صرغ اور بھی جماعت نفیس برسم پیشکش نظر شاہ میں در لایا اور شاہ نے ایک فیل میانہ قبول کیا اور باقی واپس بھیج کر مخفی یہ پیغام کیا کہ یہ چیزیں میرے پاس نہیں ہیں قاسم برید ترک لیکھا بہتر یہ ہے کہ بطریق امانت اپنے پاس نگاہ رکھیں اور جب مجھے اُسکے تسلط سے رہا کریں تب مجھے تسلیم فرما دیں یوسف عادل شاہ اگرچہ قاسم برید ترک کے دفع پر قادر تھا لیکن صلاح دولت اپنی اس میں نہ دیکھی جواب دیا کہ یہ کام بے اتفاق ملک احمد نظام الملک بھرمی اور فتح اللہ عماد الملک کے صورت پذیر نہیں ہو آپ اپنے تخت گاہ دولت کی طرف تشریف لیجا دیں میں دونوں کو متفق کر کے اس طرف آتا ہوں اور آپ کے حسب نشانہ علاج کرتا ہوں شاہ اس نوید سے متبقتضائے مصرعہ ہذا مصرع گرچہ یقین نیست گمان ہم خوش است پسرور ہوا اور

یوسف عادل شاہ نے روز  
بہدانی کو بہادری لائق سے  
کھنڈی اور ساغر اور جنگل  
چاہا خود بھی اور زون کی  
ساتھ استوار کیا اور یہ  
میں لاکر زام شاہی اپنے  
کے باعث منصب شاہی  
تھا اور اُنکی لازم جنگل  
موضع پر جو تخت دار الخاٹب  
ترک نے منصب بہر کر  
غضنفر بیگ آغا کو مع  
بجری بھی دستور دینا  
خبر پہونچی کہ خواجہ جہان  
احمد کو ہر بہر عت تمام  
دستور دینا کی ملک  
جلد تاخت کر کے اپنے  
منزل ہوا اور دستور  
ہر ایک میدان حرب میں  
دستگیر ہوا اور قاسم ترک  
کی خواہش کے خلاف  
نجات پر لایا اور حسب  
بغیر ملازمت بجا پور  
ملک احمد نظام الملک  
سے احمد لکھنوی طرف  
چلے گئے گوارہ بھی اپنے  
کھنڈی کو اختیار کیا شاہ  
مشکر اور دستور ہم  
کے درمیان میں قاسم  
نہ کہ وہ پر گئے سیری جاگ



اور فرمایا تو قرنا اور سرنا پھوک کر نقارہ بجادین الغرض اول میرزا جلالگیر نے پانسو سوار مغل ہمراہ رکاب ہال آسائیں  
اُس کے ہمراہ لیکر مستعد ہوا اس وقت داؤد خان سات سو نفر جو انان افغان اور راجپوت سے آیا فی الجملہ  
ایک جمعیت وقوع میں آئی یوسف عادل شاہ اندیشہ میں تھا کہ کیا تدبیر کروں اتنے میں سوچا کہ پہلے دروازہ  
جو سحرارون کے سلک میں انتظام رکھتا تھا آپہنچا اور عرض پیرا ہوا کہ میں اتنا سے جنگ میں مخالفوں کے  
ہاتھ گرفتار ہوا چنانچہ گھوڑا اور سازیراق میرا لگئے اور میں سراسیمہ ہر طرف دوڑتا تھا ناگاہ اس دوادوش میں  
ایک جوان خانہ زمین سے جدا ہوا اور میں سرعت کر کے جا پہنچا اور اُسے جا ہاکہ میں زمین سے اٹھ کر خانہ زمین  
پر شکن ہوں اور میں بجلی کی طرح جست کر کے گھوڑے کی پشت پر قائم ہوا اور شبانی تمام معرکہ سے برآمد ہو کر  
حضرت کی قدمبوسی سے مشرف ہوا اب غنیم وضع و شریف فتح اپنی نسبت قرار دے کر نہایت غفلت سے  
تاراج و غارت میں مشغول ہیں اگر شاہ کوکل بخدا کر کے اعدا پر حملہ آور ہوا یہ قوی ہے کہ شبیلہ اے حرمانی زخیر  
فتح سے منور ہو یوسف عادل شاہ نے سوچا کہ بہادر کی رائے زمین پر نہیں و آخر میں بہت نرمائی اور اپنے عطف  
سے اُسے قوی پشت کیا اور بلا توقف تین ہزار اور پانسو سوار مردکارزار سے متعجب تھے کہ جنگ جو وہمہ نام دارہ  
چو شیران آشفته درکارزار بطل کوج بجاکر لشکر خصم کی طرف متوجہ ہوا لشکر روان شد و لشکر کینہ خواہ بہریرے  
اقبال و عون آکہ پتیراج نے جب اپنی افواج کو تاراج میں دیکھا اور خصم شیران مقابل ہو چکا حضرت سپاہ کی  
فراہمی اور گردآوری کی ممکن نہ تھی ناچار مع سات آٹھ ہزار سوار اور بہت پیادہ فنیگی تیار اور تین سو فیل جو  
راے زادہ کی رکاب میں تھے سلطان کے مقابلہ اور مقابلہ کیا اسے یہاں یوسف بہر شجاعت اور جلالت نے بھی  
اُسے فرصت نہ دی شیر ہر کی طرح اُسکے قلب پر تاخت لایا اور دلیران زرنخواہ چین جنگ جبین شجاعت پڑا لاکر  
بازو تیغ و سنان سے کھولے اور گھوڑوں کی سم کے صدمہ سے غبار معرکہ کو ہر ذراہ کے ہمراہ کا نقاب کیا اور بہرام  
نخون آشام جو جلا و فلک مینا فام ہر انگشت بردن ہوا اور شہسوار میدان افلاک جو تخت نشین ایوان اس غلی  
حصار کا ہر آب و عرق دہشت میں غرق ہوا نظم بچرخ بر باد فنا خاک معرکہ بر آب دادہ آب حیات آتش  
سنان پد پیکان پو عشق و حرم دل گرفتہ جا پا کر ہو جو عقل تہہ سر ساختہ مکان پد کہ تیر بھی غرہ دلدار  
دلربا سے پد کہ تیرہ پچو قاسم عابانان روان ستان پد بر کشنگان معرکہ بر رسم لغزیت پد چیم زرہ جو  
دیدہ عشاق جانفشان پد ادھر سلطان عادل شاہ مثل شیر گر سنہ جس غول پر جاتا تھا لاشوں کا ڈھیر نظر آتا تھا  
رحمی فرار ہوئے تھے اور تیراج شیر غران کی طرح کف در وہان ستانہ وار مثل عام میں مصروف تھا  
خلاصہ یہ کہ وہ دونوں شیر تادیر سر گریم گیر و دار رہے آخر کار نسیم عنایت و انصاف الامن عن اللہ سلطان  
عدالت نشان کے پرچم راہت ظفر امیت پر چلی سعادت اقبال کو واسیہ موکب جاہ و جلال کے استقبال  
کو پہنچا اور خلعت فیروز کی کا کار خانہ بیض من لیشا اُسکے قاسم قابلیت پر راست اور درست آیا اور  
زمانہ اس ترنم سے مترنم ہوا نظم چہ پر توست کہ اقبال در جہان افکندہ پد غلغلہ است کہ دولت بر آسمان افکند  
چہ نیست سست کہ در گردن زمین و زمان پد طلوع راہت شاہنشاہ جہان افکند پد دوسو ہاتھی اور ہزار  
گھوڑے ادرین لاکھ ہوں اور جواہر آلات کے سوا اور بھی اسباب اور متاع نفیس اُسکے تصرف میں آیا ہے زادہ

حاکم احمد اندھروہی کو جو ولایت سے ایک سستی میں اُس شہر یار کے ہمراہ دکن میں آیا تھا سپرد و مرہانے کے رسا وہ  
 میں خاکروہاں ایک مسجد بنا کر کے اور ایک چار بہایت رقع اُس مسجد کے قریب تیار کر کے ہر گاہ اُس تہن میں  
 ولایا العزم انتک و مسجد و مسجدیں مشہور ہو اُنکے اندر میں نے یہ جمع منارک میں ہو چکا تھی کہ تیراج آسا  
 سمندر سے غور کر کے کعبہ متواتر سے سبیل متعال آتا ہوا اس واسطے شاہ صاحب حقراں نے دست بہت  
 دامن کر کے حضرت انیس صوفی صلوات اللہ علیہ میں حکم کر کے ساہوگر دنگلا کے غار وادراہ وادراہ تصاوت امان  
 کے مشاہدہ کا حکم دیا نظم تہن شاہ ویدار صاحب حقراں نے حدیث و فکالت تہن شتاں و لغو و تار تہنید سپاہ  
 در آید آئیں سوغہ گاہ و بر آزار تہن کیسرا سپ و سوار چہہ باسلاح آجہ آید کار چہ بھراہے عقلم ہرام  
 عدولت اور احد بیان کیہ کوش وادرتوکت کو اسباں تدویم پر سوار کر کے صوفی چہ آراستہ میں اور سے  
 پاؤں تک سم ماہیاں کی کولاد و آہاں میں غرق کر کے میدان میں حوالان کر کے لگے آٹھ ہزار سوار و اسوار  
 سپاہ اور دو سو پانچویں حرد و کلاں شاہ فکالت قدر کے معور نظر ہوئے چہ حصہ مرکب آغا اور سپہ راہانہ اور جدو گیا  
 اور داود و جان سے کہ امرائے صف کش اور تہنیر میں تھے متوجہ ہو کر واپس آکر میرادل کو اپنی دیتا ہو کہ غرض  
 سے دست کی توفیق سے ساتھ اس سپاہ جنگ جو تہن جو کے لشکر روم پر حملہ لاکر چہرہ قصود و کچو گئے اور دیکھتے ہی  
 کو اس ہو کر دوں مراتب کے مدد سے ہم سے ڈو کر سپاہ رہیں کو رہی و رہی و رہی میں سپاہ یہ ہو کر دیکھتے ہی  
 استقلال کریں اور رماہات نصرت آہات کو اس طرف حرکت دے کہ اعدا کو ہلاک کر کے خاک مذلت میں لایا میں  
 مستعان و تہن اے سر اطاعت کا رہیں برہنہ کرناں حلاوت اور سر مار ہی کی حکم میں کھولی اور گلیں سے  
 ایک ہزار و چوشت اعلاص سے دست تھا ساتھ اس تہن کے شتر کم ہوا نظم مراکم کو چوں میں دیکھ چکے و ہم  
 رہ رہ شاہ و گر گر گراں سگ پوشیر چہ ہر دست اور نام رہی رہ رہ اور دوسرا کاری کہ جاہ و حدود تہن تہن  
 تھا لچو اے اس کلام کے کچھ کیا نظم در آید اگر دیکھ تہن چنگ چہ مدد ہے ہر حاساں ہر گاہ و اقبال شاہ  
 شہادت تہن و جدو جاگیر پاک اختلاف و انقلاب مردی رہیں کم و نصرت ساں عرق حوش کم و اور  
 ماوتہ و عد حائرہ سپاہ و حملہ استعمال چلیاں کج ابدیت کے لشکر گاہ کی طرف متوجہ ہوا اور تھوڑے ہی عہد  
 پر اُنکے مقابل آیا رہیں کو امر تہن کی توطیع اختیار اور ہوتاری سے حدیث کچو دے میں شغل ہوئے  
 اور تہن لفظ ہوشیاری مرغی رکھ کر آہ و رور و ہاں سر لگے لیکن دوشد کی مرہاد و شبہ لفظ سواٹھاوے  
 بجو میں طرے سے عرصہ کشی ہوئی ہمیں آراستہ ہو میں مرداں جنگ کی چار و انگ میں دھوم ہوئی اب ہم مقابلہ  
 اور خاتمہ تک پہنچ گیا سلسلہ حسان نقہ حامیدہ ہوئی دم نقد جان کی حیرانی موت کی گرم مارا رہی ہوئی  
 اور اس واقعہ میں کہ مخالفین کی دولت کا چراغ گل ہوئے پر تھا مکان کو روشن کر اسما اور اتھارے سال میں  
 علہ اور فروری صیبت اعدا ہوئی لشکر جدا گیاں جان لطف معتہ ہاں کی طرح ماو صبح گاہ و رہم سے درہم  
 و رہم ہوا سیک اصل فرمان کل افس وائقہ البوت کا اردو سے شاہ میں لیکر آنا پاسو ہزار و شرت شہادت کھنڈ  
 کی طوط راہی ہوئے انا قیامت ظاہر ہوئے شجر حراہی کاں درو خواہ شمس چہ کند و وقت مرد و حار  
 بخش و سوت یوسف غافل شاہ اوٹھ صراٹھ کھائی لے سوار ہو کر سپاہ کے کتا سے خاک تو قہ کیا

اُس سرکہ میں نہ تھا اور خواجہ جہان وکئی اُس کی طرف سے سلطان محمود دہلوی کے ملازم رکاب تھا فتح شامل فرما کر  
شاہ اور قاسم برید ترک کے ہوئی یوسف عادل شاہ نے بیجا پور میں جا کر ملک احمد نظام الملک بھری اور بہادر گیلانی  
سے مصالحت کیا اس واسطے کہ تخت گاہ بیجا نگر میں امر کے نفاق کرنے سے ہرج و مرج ظاہر ہوا تھا یوسف عادل شاہ  
بجزم انتقام کفار بیجا نگر راجپوت کی طرف روانہ ہوا اور اثنائے طح مسافت میں عشرت حلال اور سمرائعت  
بے زوال میں رغبت کی قریب دس روز اوقات شکار میں صرف فرمائی بیت شکار فنگن سرخوش و شاد کام  
ہمیکر منزل بمنزل خرام ہوا اور اُس کے بعد کہ آب کشنہ کا ساحل تھننان صاحب نظر کے تیغ و سنان کی چک سے  
رشک فلک اخضر ہوا اُس مقام میں منزل گاہ کیسے سرپردہ وسیع بسیط زمین پر کھینچے اور بارگاہ گردون فوجت  
اوج کیوان پر بلند کر کے ایک جہان دوسرا ظاہر کیا نظم جہان پر سرپردہ و بارگاہ گذشتہ سرخرگہ از اوج ماہ  
زبس خیمہ و خرگہ و سائبان زمین کردہ از آسمان روزنہاں ہوا اور اس دجلہ کے کنارہ بساط نشاط و طرب بچا کر  
ساتھ گلزاران سیم اندام او شمشاد و قدان سب فرام بہ بیت نازک بدنان سمر و قاسم بہ در شونخ و دلبری قیامت  
ہر یک زننے بخوش نگاری بہ سرو و دھن و گل بہاری بہ کے ساتھ اقدار شراب بقیش کے تجرع اور نعمات گلش  
کے استماع میں رغبت کر کے فرمایا کہ سرود سریان خوش الحان اور رقاصان عشرت نشان نے باہنگ عود و  
قانون زمزمہ اس ترانہ کا جہان میں ڈالا شعرا خوش آن شد کہ این بزم عشرت نہاد و جہان را سے از ساغول  
بداد و گل دلالت راتا بود و بے درنگ بہ زمان راشتاب و زمین را درنگ بہ رخش با و تابندہ چون آفتاب  
ز تاج کے تخت افراسیاب بہ مدام از مے لعل فرماندہی بہ مبینا دس جام سر و دہی بہ اور اس عرصہ میں  
اُسٹا و زمان گیلانی کہ قانون نواز بے مثل و بے نظیر تھا اور استا حسین قزوینی کہ سازندگی میں مہارت  
تمام رکھتا تھا انھوں نے یہ نظم آغاز کی شعربے پیراہن یوسف ز جہان کم شدہ بود بہ عاقبت سرزگربیان  
تو بیرون آورد و یہ نغمہ و لکش جب کہ ساتھ نے و ساز کے گویوں نے گایا مقبول مزاج سلطان ہوا چہ ہزار  
ہوں کہ عبارت میں سو ساٹھ تومان عراق سے ہی خزانہ عامرہ شاہی سے العام پائے اور کثرت شرب مدام اور  
آب بازی علی الدوام اور اختلاط پریر و بیان گل اندام سے اُس کے مزاج نے انحراف الاکلام پیدا کیا عارضہ  
تب و لرزہ اور سرفہ ہم ہو چا چنا چہ دو مہینے اُس نہر کے کنارے صاحب فرش ہو کر برآمد ہوا اور غضنفر بیگ  
دیوانخانہ میں بیٹھ کر خلائی کے ہمت کے سر انجام میں مشغول رہتا تھا لوگوں کو گمان اُسکی رحلت کا ہوا اور یہ خبر  
وحشت اثر اطراف و اکناف میں شائع ہوئی اور ہیراج لوازم شادمانی پیش ہو چا کر اسطوف کے امراء کبار کی  
صلح سے بیس ہزار سوار اور پیادہ اور اسی قدر فیل گردون و قار ہماہ رکاب کر کے شہ آٹھ سو اٹھاونے  
ہجری میں کوچ کر کوچ راجپوت کی طرف روانہ ہوا غضنفر بیگ آغا اور تمام افسران سپاہ اسلام یہ خبر سنکر متوجہ اور خائف  
ہوئے اور صدق و اخلاص سے اُسکی ذات بابرکات کی صحت کے واسطے و اسب العطایا سے مسکلت کی جب  
تیر دعا ہفت اجابت سے مقرون ہوا اسی عرصہ میں صحت عاجل اور شفا کے کامل حاصل ہوئی یوسف عادل شاہ  
شکر الہی کے سجدات بجا لایا اور خزانہ کا دروازہ کھول کر میں ہزار ہوں علما و فضلاء اور سادات مدینہ اور کربلا اور  
نجف اشرف کہ جو اُس کے اردو میں تھے تقسیم کر کے شکر دعا کے واسطے اہتمام فرمایا اور میں ہزار ہوں اور

خواجہ عبداللہ ہروی کو جو ولایت  
میں جا کر وہاں ایک مسجد بنا کر  
دراپا الغرض اہلک دہ مسجد مسجد  
سمندر سے عبور کر کے کئی  
دامن کرم حضرات ائمہ متصوفین  
کے مشاہدہ کا حکم دیا  
درآمد آئین سید عہد گاہ  
صلوات اور احادیث کینہ گوش  
پائون تک سم بادایان کی خوا  
سہ اسہ اور دوسرا بھی خرید  
اور داؤد خان سے کہ امر اسے  
بے انت کی توفیق سے ساتھ  
کو اس موکب گردون مراتب  
استقبال کریں اور رایت لٹ  
مستعان دو تلواریں سے سر  
ایک بہادر و شراب افرا  
زرم شہ داؤد و بکر زگر ان  
تھا اُسے اس کام کے  
شجاعت افزا و خدیو جہاگیر  
بادشاہ بعد جائزہ سپاہ بجا  
پرائے مقابل آیا زمین کو  
اور شہر اٹھ ہویا اسی مرغی  
بہر کی طرفین سے فوج کشی  
اور مقابلہ تک پہنچی قنار  
اور اس واقعہ میں کہ مخالفون  
غلبہ اور فیر وری نصیب اعدا  
وہم ہوا ایک اجل فرمان  
کی طرف اسی ہونے امارت  
روشن ہا سوت یوسف عادل

جو احمد اللہ بہروی کو جو ولایت سے ایک سستی میں اُس شہر یار کے ہمراہ دکن میں آیا تھا سپرد و مراستے کے رسادہ  
 میں مکار و ہاں ایک مسجد بنا کے اور ایک دیار رہایت رنج اُس مسجد کے قریب تیار کر کے ہر گز اُس تہ میں  
 ولایا العزم انکب و مسجد مسجد عریاں مسجد پر اُس کے اندر دین نے یہ جرم سارک میں ہو جانے کی تیراج آسا  
 سمندر سے سحر کر کے کس کو متواتر سے سبیل بہت حال آتا ہوا اس واسطے شاہ صاحب حقا لے دست بہت  
 واس میں کہ حضرت انیسویں صلوات اللہ علیہ میں حکم کر کے ساہوگر دستگاہ کے تیار اور ہوا ان تصاویر ان  
 کے مشاہدہ کا حکم دیا نظم تہمتاہ ویدار صاحب حقا لے حدیو ملک تدریقی ستان و لہر و تار تہمتاہ  
 در آید تائیں سحر عہ گاہ ہر آراستہ کیس لہر و سوار چہہ سالہا آجہ آید کھا رہے پھر اُسے غلام بہرام  
 صلوات اور احدیاں کیلئے گوش و اور تہمتاہ کو اسباں تہرام بر سوار کر کے صفحہ جہ آراستہ میں اور سر سے  
 پاؤں تک سم بادیاں کی کولا و آس میں غرق کر کے میدان میں حوالا کرے لگے آٹھ ہزار سوار و اسوار  
 سہا سپہ اور دوسو آدمی خرو و کلاں شاہ ملک قدر کے منظور ہوئے پھر حصہ مرگ آھا اور سیرا ہا ہا اور جہت  
 اور وادو حان سے کہ اُسے صف شکس اور تہمتاہ دن تھے متوجہ ہو کر مابا کی سیرا دل گواہی دتا ہو کہ تہمتاہ  
 سے لست کی تو میں سے ساتھ اس ساہ ملک جو تہمتاہ کے لشکر روم پر حملہ لاکر جہتہ قصود دیکھو گئے اور سیرا ہا  
 کو اس ہو ملک گردوں ملات کے مدد سے سم سے ڈوکر سپاہ زمین کو ریرہ ریر کر کے میں ساسب یہ ہو کہ دشمن کا  
 استقلال کریں اور بات نصرت آیات کو اس طرف حرکت دے کہ احد ادا کو ہلاک کر کے ملک دلت یرا میں  
 مستحان و تہمتاہ لے سرطاعت کار میں یرکھا رہاں حلاوت اور سر مار سی کی حکم میں کھوئی اور گن میں سے  
 ایک ہزار و تہمتاہ اص سے دست تھا ساتھ اس تہمتاہ کے تہمتاہ ہوا نظر را کہم کہ چون دشمن و تہمتاہ ہوا  
 ریر شدہ داہرہ گر گر گراں سنگ و تہمتاہ تہمتاہ دوست اور ناگم ریر رہے اور دوسرا کاری کہ حادثہ عہدیت تہمتاہ  
 تھا لہجہ اسے اس کلام کے کہ کیا نظم دیا کہ دشمن تہمتاہ چہ ہند رہے سہا ساساں سنگ رہا قتال شاہ  
 شہامت تہمتاہ حدیو جاگیر پاک اعتقاد و انقلاب مردی روشن کم ہ نصرت ساساں حرق جوتس کم ہ اور  
 ماوتاہ بعد حائرہ سپاہ حملہ استعمال حرقاں کج اہلش کے لشکر گاہ کی طرف متوجہ ہوا اور تھوڑے عہد  
 پر لے کے مقابل آریں کو امر تہمتاہ کی توطین اقتیلا اور ہوتاری سے حدیق کھو دے میں مشغول ہوتے  
 اور تہمتاہ لہجہ ویشا رسی مرغی رکھکے بارہ رور و ہاں سر لیکے لیکن دوشمن کی ہواہ و تہمتاہ لہجہ ویشا رسی  
 ہوئی میں طر سے عہد کشی ہوئی میں آراستہ ہو میں مرداں جنگ کی چار و انگ میں دھرم ہوئی اب ہم قتالہ  
 اور عالمہ تک پہنچی تھا سلسلہ حسان نقہ سہا سادہ ہوئی دم نقد جان کی حیرا رسی موت کی گرم مارا رسی ہوئی  
 اور اس واقعہ میں کہ قتالہ کی دولت کا چراغ گل ہوئے پھر تھا مسکان کو روش کرما سھا اور تہمتاہ سے حال میں  
 علہ اور ریرہ وری نصیب اعدا ہوئی لشکر جدا ہیاں جاں رلف معتہ مولوں کی طرح با و صبح گاہ و ریر سے دیرم  
 ویرم ہوا ایک اصل مران کل نفس و اللہ البوت کا اردو سے شاہ میں لکھا آنا پسا اور شہرت شہادت چکھن کا  
 کی طرف راہی ہوئے آنا تہمتاہ ظاہر ہوئے شہر حراہی کاں مرد و خواہد شہستن کہ کدور وقت مردوں عار  
 روش ہا تہمتاہ یوسف عادل شاہ اور تہمتاہ آھا لکے کھائی لے سہا ہر کہ ساہ کے کتا رہے ماکر تو قہ کیب



اُس سرکہ میں نہ تھا اور خواجہ جہان وکئی اُس کی طرف سے سلطان محمود دہلوی کے ملازم رکاب تھا فتح شامل فرما کر  
شاہ اور قاسم برید ترک کے ہوئی یوسف عادل شاہ نے بیجا پور میں جا کر ملک احمد نظام الملک بھری اور بہادر گیلانی  
سے مصالحت کیا اُس واسطے کہ تخت گاہ بیجا نگر میں امر کے نفاق کرنے سے ہرج و مرج ظاہر ہوا تھا یوسف عادل شاہ  
بجزم انتقام کفار بیجا نگر راجپوت کی طرف روانہ ہوا اور اثنائے طح مسافت میں عشرت حلال اور فراغت  
بے زوال میں رغبت کی قریب دس روز اوقات شکار میں صرف فرمائی بیٹ شکار فنگن سرخوش و شاد کام  
ہمیکر و منزل بمنزل خرام ہوا اور اُس کے بعد کہ آب کشنہ کا ساحل تھننان صاحب نظر کے تیغ و سنان کی چک سے  
رشک فلک اخضر ہوا اُس مقام میں منزل گاہ کیبے سرپردہ وسیع بسیط زمین پر کھینچے اور بارگاہ گردون فوجت  
اور کیوان پر بلند کر کے ایک جہان دوسرا ظاہر کیا لطم جہان پر سرپردہ و بارگاہ گدشتہ سرخرگہ از اوج ماہ  
زبس خیمہ و خرگہ و سائبان ہ زمین کردہ از آسمان رو نہان ہوا اور اس دجلہ کے کنارہ بساط نشاط و طرب بچھا کر  
ساتھ گلزاران سیم اندام اور شمشاد قدان سب فرام ہوا بیت نازک بدنان سر و قدامت ہوا در شوشی و دلبری قیامت  
ہر یک زنسنے بخوش نگاری ہوا سر و دامن و گل بہاری ہوا کے ساتھ اقدار شراب سفیش کے تجرع اور نعمات گلش  
کے استماع میں رغبت کر کے فرمایا کہ سر و دسرایان خوش الحان اور زرقاصان عشرت نشان نے باہنگ عود و  
قانون زمزمہ اس ترانہ کا جہان میں ڈالا شعرا خوش آن شد کہ این بزم عشرت نہاد ہوا جہان رائے از ساغول  
بداد و گل دلالہ راتا بود بوسے و رنگ ہوا زمان راشتاب و زمین را درنگ ہوا رخسار با و تابندہ چون آفتاب ہوا  
ز تاج کے تخت افراسیاب ہوا مدام از مے لعل فرماندہی ہوا مبینا دس جام سر و دہی ہوا اور اس عرصہ میں  
اُسٹا و زمان گیلانی کہ قانون نواز بے مثل و بے نظیر تھا اور استاد حسین قزوینی کہ سازندگی میں مہارت  
تمام رکھتا تھا انھوں نے یہ نظم آغاز کی شعربے پیراہن یوسف ز جہان کم شدہ بود ہوا عاقبت سر زگریبان  
تو بہرہ آور دہی یہ نغمہ و لکش جب کہ ساتھ نے و ساز گے گوئیوں نے گایا مقبول مزاج سلطان ہوا چہ ہزار  
ہوں کہ عبارت میں سو ساٹھ تومان عراق سے ہوا خزانہ عامرہ شاہی سے العام پائے اور کثرت شرب مدام اور  
آب بازی علی الدوام اور اختلاط پریریان گل اندام سے اُس کے مزاج نے انحراف مالکلام پیدا کیا عارضہ  
تب و لرزہ اور سرخہ ہم ہو چکا چنانچہ دو مہینے اُس نہر کے کنارے صاحب فرش ہو کر برآمد ہوا اور غضنفر بیگ  
دیوانخانہ میں بیٹھ کر خلائی کے ہمت کے سر انجام میں مشغول رہتا تھا لوگوں کو گمان اُسکی رحلت کا ہوا اور یہ خبر  
وحشت اثر اطراف و اکناف میں شائع ہوئی اور ہیراج لوازم شادمانی پیش ہو چکا کہ اس طرف کے امراء کبار کی  
صلح سے بیس ہزار سوار اور پیادہ اور اسی قدر فیل گردون و قاربہماہ رکاب کر کے مشہد آٹھ سو اٹھاونے  
ہجری میں کوچ کر کے راجپوت کی طرف روانہ ہوا غضنفر بیگ آغا اور تمام افسران سپاہ اسلام یہ خبر سنکر متوجہ اور خائف  
ہوئے اور صدق و اخلاص سے اُسکی ذات بابرکات کی صحت کے واسطے و اسباب العطایا سے مسئلت کی جب  
تیر دعا ہفت اجابت سے مقرون ہوا اسی عرصہ میں صحت عاجل اور شفا کے کامل حاصل ہوئی یوسف عادل شاہ  
شکر الہی کے سجدات بجا لایا اور خزانہ کا دروازہ کھول کر میں ہزار ہوں علماء و فضلاء اور سادات مدینہ اور کربلا اور  
نجف اشرف کے جو اُس کے اردو میں تھے تقسیم کر کے شکر دعا کے واسطے اہتمام فرمایا اور بیس ہزار ہوں اور

خواجہ عبداللہ ہروی کو جو ولایت  
میں جا کر وہاں ایک مسجد بنا کر  
اور ایام الغرض اہلک وہ مسجد بنی  
سمندرہ سے عبور کر کے کوی  
والمن کرم حضرت ائمہ معصومین  
کے مشاہدہ کا حکم دیا  
در آید بآئین سبوح صغہ گاہ  
صلوات اور احادیث کینہہ گوش  
پائون تک ہم بادایان کی نذر  
سہ اسہ اور دوسو اٹھ سو  
اور داود خان سے کہ امراء  
بے انت کی توفیق سے ساتھ  
کو اس موکب گردون مراتب  
استقبال کریں اور ربابات  
مستمان دو تہا نے سرالما  
ایک بہادر جو شراب اخلاص  
زرم شہ داو گد گزر گان  
تھا اُسے اس کام کے  
شجاعت نرا دہ خدیو جہانگیر  
بادشاہ بعد جائزہ سپاہ بچھا  
پرائے مقابل آیا زمین کواد  
اور شہر اٹھ ہوشیاری مرغی رکھا  
ہجری میں طرین سے فوج کشی  
اور مقابلہ تک چوٹی قنار  
اور اس واقعہ میں کہ مخالفون  
غلبہ اور غیر وزی نصیب اعدا  
وہم ہوا ایک اجل فرمان  
کی طرف اسی ہونے آثار قہر  
روشن ہوا سوت یوسف عادل



جو احمد اللہ بھروی کو جو ولایت سے الگ کستی میں اُس شہر یار کے ہمراہ دکن میں آیا تھا سپرد و مرانے کے کرنا۔  
 میں ماکروہاں ایک مسجد بنا کر اور ایک بیارہایت رنج اُس مسجد کے قریب تیار کر کے ہر گاہ اُس تہ میں  
 ولایا لغرض انکب دوم مسجد میں عریاں متہو رہ کر اُس کے اندر میں نے یہ جرم مبارک میں ہو گیا کی گتیراج آسا  
 سمندر سے غور کر کے کعبہ متواتر سے سنبیل استعمال آتا جس واسطے شاہ صاحب قرآن نے دست بہت  
 دامن کر کے حضرت انیسویں صلوات اللہ علیہ میں حکم کر کے سادہ طہر دستگاہ کے تیار اور ہوا ان تصاویر ان  
 کے مشاہدہ کا حکم دیا نظم شہشاہ ویدار صاحب قرآن بہ حدیث ملک تدریجی شان بہ نمود تار نشید سیاہ  
 در آید تائیں سوجہ گاہ بہ بر آراستہ کیسرا سپ و سوار بہ ہماہ سالاح آجیہ آید کار بہ بھراہے غلام بہرام  
 صلوات اور احدیاں کیسہ کوش وادرتوت کو اسباب تہذیب و سواد کر کے صوف جہ آراستہ میں اور سر سے  
 پاؤں تک سم باو پائیاں کی کولاد و آس میں غرق کر کے میدان میں حوالا کر کے لگے آٹھ ہزار سوار دوا سوار  
 سپاہ اور دوسو آدمی حر و کلان شاہ ملک قدر کے مسطور لہر ہوئے چم صغیر گاہ آما اور میرا ہنگام اور ہندو  
 اور دوا و دوحان سے کہ امرائے صف شکس اور شیریں تھے متوجہ ہو کر باہر میرادل گواہی دتا کہ کہ شمشدہ  
 سے لست کی توفیق سے ساتھ اس سپاہ جنگ جو تہو کے لشکر روم پر حملہ لاکر جہرہ قصود و کچو کے اور سیکندری  
 کو اس ہو کر دوں ملات کے مدد سے ہم سے توڑ کر سپاہ روم کو ریرہ رور کو گئے میں مساس بہ ہر کوہ و شمس کا  
 استعمال کریں اور بات نصرت آبات کو اس طرف حرکت دے کہ اعدا کو ہلاک کر کے خاک بدلتیرا میں  
 مستعان و تہجہ اے سر اطاعت کار میں بر رکھ کر راں جلالت اور سر ماری کی تکمیل میں کھلی اور ان میں سے  
 ایک ہزار و چوبیس اصحاب سے دست تھا ساتھ اس ترانے کے شکر ہو ا نظر مرا کہم کہ چون میں دیکھ جکر روم  
 روم شہ داوگر بہ مگر رگراں سنگ و شیر جہرہ دوست اور انکم ریرہ رورہ اور دوسرا عاری کہ حادہ حدود تہجہ  
 تھا لہجہ اس کلام کے کھنکھایا نظم در آمد اگر شمس تیر چنگ چہ دریا بہ ہیا سناں سنگ بہ اقبال شاہ  
 شمعیت ترادہ حدیو جاگیر پاک اعتقاد انقلاب مردی رومن کم بہ نصرت سناں حرق جوتس کم بہ ار  
 مادتاہ بعد حائرہ سپاہ حملہ استعمال حریاں کج ابدیت کے لشکر گاہ کی طرف متوجہ ہوا اور تھوڑے عرصہ  
 پرانے مقابل آبار میں کو امر ترست کی تو طریق احتیاط اور ہوشاری سے حدی کچو دے میں مشغول ہوئے  
 اور شکر لفظ ہوشیاری مرغی رکھ کر بارہ رور وہاں سر لگائے لیکن دوشمکی مرادہ جب شمشدہ ٹھوسا تھا تو  
 بھری میں ملے سے عوج کشی ہوئی صفیں آراستہ ہیں مرداں جنگ کی چار دھجک میں دھوم ہوئی اب ہم مقابلہ  
 اور حاکم تک پہنچی تھا سلسلہ حسان فقہ سوادہ ہوئی دم نقد جان کی حیرانی موت کی گرم آرائی ہوئی  
 اور اس دامن میں کھیلنے کی دولت کا چراغ گل ہوئے پر تھا مکان کو روش کرنا سنا اور احمد سے حال میں  
 علہ اور میر درسی صلیب اعدا ہوئی لشکر جدا ہیاں جاں رلف شمشدہ میں کی طرح باد صبح گاہ روم سے درہم  
 درہم ہوا ایک اصل فرمان کل نس واقفہ القوت کا اردو سے شاہ میں لیکر آنا سوار و شرت شاہا دیکھ کر  
 کی طرف راہی ہوئے انارقیامت ظاہر ہوئے شجر حرامی کاں فرو خواہ شستن کہ کند وقت مردوں حارہ  
 روشن بہ اسودت ایسہ عادل شاہ اوٹھ صبر آہائے کھائی نے سوار ہو کر سپاہ کے کنارے ماکروہ کر توفیق

اُس سرکہ میں نہ تھا اور خواجہ جہان وکنی اُس کی طرف سے سلطان محمود دہلوی کے ملازم رکاب تھا فتح شامل فرکا  
شاہ اور قاسم برید ترک کے ہوئی یوسف عادل شاہ نے بیجا پور میں جا کر ملک احمد نظام الملک بحری اور بہادر گیلانی  
سے مصالحت کیا اُس واسطے کہ تخت گاہ بیجا نگر میں امر کے نفاذ کر نہ سے ہرج و مرج ظاہر ہوا تھا یوسف عادل شاہ  
بغرم انتقام کفار بیجا نگر راجپوت کی طرف روانہ ہوا اور اثنائے طح مسافت میں عشرت حلال اور فراغت  
بے زوال میں رغبت کی قریب دس روز اوقات شکار میں صرف فرمائی بیت شکار فنگن سرخوش و شاد کام  
ہمیکر منزل بمنزل خرام ہوا اور اُس کے بعد کہ آب کشنہ کا ساحل تھننان صاحب نظر کے تیغ و سنان کی چک سے  
رشک فلک اخضر ہوا اُس مقام میں منزل گاہ کیسے سرپردہ وسیع بسیط زمین پر کھینچے اور بارگاہ گردون فوج  
اور کیوان پر بلند کر کے ایک جہان دوسرا ظاہر کیا لطم جہان پر سرپردہ و بارگاہ گذشتہ سرخرگہ از اوج ماہ  
زبس خیمہ و خرگہ و سائبان ہ زمین کردہ از آسمان روزنہاں ہوا اور اس وجہ کے کنارہ بساط نشاط و طرب بھا کر  
ساتھ گلزاران سیم اندام او شمشاد و قدان سب فرام ہوا بیت نازک بدنان سر و قامت ہوا و رشخی و دلبری قیامت  
ہر یک زنسنے بخوش نگاری ہوا و سر و دامن و گل بہاری ہوا کے ساتھ اقدار شراب سفیش کے تجرع اور نعمات لکوش  
کے استماع میں رغبت کر کے فرمایا کہ سر و دہرایان خوش الحان اور رقاصان عشرت نشان نے باہنگ عود و  
قانون زمزمہ اس ترانہ کا جہان میں ڈالا شعرا خوش آن شد کہ این بزم عشرت نہاد ہوا جہان رائے از ساغر ول  
بداد و گل دلالت راتا بود بوسے و رنگ ہوا زمان راشتاب و زمین را درنگ ہوا و تائبندہ چون آفتاب ہوا  
ز تاج کے تخت افراسیاب ہوا مدام از مے لعل فرماندہی ہوا مبینا دس جام سر و دہی ہوا اور اس عرصہ میں  
اُسٹا و زمان گیلانی کہ قانون نواز بے مثل و بے نظیر تھا اور استا حسین قزوینی کہ سازندگی میں مہارت  
تمام رکھتا تھا انھوں نے یہ نظم آغاز کی شعربے سر این یوسف ز جہان کم شدہ بود ہوا عاقبت سر ز گریبان  
تو بیرون آورد ہوا یہ نغمہ و لکوش جب کہ ساتھ نے و ساز گئے گوئیوں نے گایا مقبول مزاج سلطان ہوا چہ ہزار  
ہوں کہ عبارت میں سو ساٹھ تومان عراق سے ہوا خزانہ عامرہ شاہی سے العام پائے اور کثرت شرب مدام اور  
آب بازی علی الدوام اور اختلاط پریر و دیان گل اندام سے اُس کے مزاج نے انحراف مالکلام پیدا کیا عارضہ  
تب و لرزہ اور سرخہ ہم ہو چکا چنانچہ دو مہینے اُس نہر کے کنارے صاحب فرش ہو کر برآمد ہوا اور غضنفر بیگ  
دیوانخانہ میں بیٹھ کر خلائی کے ہمت کے سر انجام میں مشغول رہتا تھا لوگوں کو گمان اُسکی رحلت کا ہوا اور یہ خبر  
وحشت اثر اطراف و کثافت میں شائع ہوئی اور ہیراج لوازم شادمانی پیش ہو چکا کہ اس طرف کے امراء کبار کی  
صلح سے بیس ہزار سوار اور پیادہ اور اسی قدر قیل گردون و قار ہماہر رکاب کر کے شہر آٹھ سو اٹھاونے  
بحری بن کوچ بر کوچ راجپوت کی طرف روانہ ہوا غضنفر بیگ آغا اور تمام افسران سپاہ اسلام یہ خبر سنکر متوجہ اور خائف  
ہوئے اور صدق و اخلاص سے اُسکی ذات بابرکات کی صحت کے واسطے و اسباب العطایا سے مسئلت کی جب  
تیر دعا ہفت اجابت سے مقرون ہوا اسی عرصہ میں صحت عاجل اور شفا کے کامل حاصل ہوئی یوسف عادل شاہ  
شکر الہی کے سجدات بجا لایا اور خزانہ کا دروازہ کھول کر میں ہزار ہوں علماء و فضلاء اور سادات مدینہ اور کربلا اور  
نجف اشرف کہ جو اُس کے اردو میں تھے تقسیم کر کے شکر دعا کے واسطے اہتمام فرمایا اور بیس ہزار ہوں اور

خواجہ عبداللہ ہروی کوچہ ولایت  
میں جا کر وہاں ایک مسجد بنا کر  
ارایا الغرض ابتک وہ مسجد مسجد  
سمندر رہے عبور کر کے کوئی  
داسن کرم حضرات ائمہ معصومین  
کے مشاہدہ کا حکم دیا  
در آید بآئین سبعہ گاہ ہوا  
صلوات اور احادیث کینہہ کوش  
پاؤں تک سم بادایان کی خوا  
سمہ اسہ اور دوسو لکھی خرد و کا  
اور داؤد خان سے کہ امراء  
بے انت کی توفیق سے ساتھ  
کو اس موکب گردون مراتب  
استقبال کریں اور ریاات  
مستمان دو تہا اے سرالطاف  
ایک بہادر جو شراب اخلاص  
زرم شہ داؤد ہوا بگر زگر ان  
تھا اے اس کلام کے  
شجاعت نثار ہوا خدیو جہانگیر  
بادشاہ بعد جائزہ سپاہ بجا  
پراسکے مقابل آیا زمین کوام  
اور شہر لکھنؤ شہری رعیت  
بہتری میں طرین سے فوج کشی  
اور مقابلہ تک ہوئی قہقار  
اور اس واقعہ میں کہ مخالفان  
غلبہ اور غیر وزی نصیب اعلا  
وہم ہوا ایک اجل فرمان  
کی طرف راہی ہوئے امارت  
روشن ہوا سوت یوسف عادل

فصلہ راجپوتوں کے متعلق  
یہاں درگاہ کی طرف سے ایک حکم جاری کیا گیا ہے کہ اگر کسی شخص نے کسی اور شخص کے خلاف کوئی دعویٰ کیا ہے تو اسے اس کے خلاف کوئی کارروائی نہ کرے۔ یہ حکم اس لیے جاری کیا گیا ہے کہ اس وقت ملک میں امن و امان قائم رکھنا ضروری ہے۔

اجازت سے یوسف عادل شاہ کو عزیز خان میر آخوری یعنی داروغہ صطبل کے جو ایک غلامان ترک اور معتبر  
اُس خاندان سے تھا سپرد کر کے اُس کے حق میں پوری سفارش کی اور عزیز خان نے کہ مرد پیر سال خوردہ تھا  
جمع ہات میر آخوری کو اُس سے رجوع کر کے خود بستر آسودگی اور فراغت پر تکیہ کیا چنانچہ یوسف عادل خان  
ام ضروری صطبل کے واسطے اکثر اوقات خود سلطان محمد شاہ بہمنی کے پاس جا کر عرض معروض کرتا تھا  
اور جب اُس عرصہ میں عزیز خان میر آخوری فوت ہوا تو یوسف عادل خان ملک التجار محمود کا وان مخاطب  
نخواجہ جہان کی توجہ سے منصب سدیدی پر فائز ہو کر صطبل کی ریاست پر سر بلند ہوا اور بعد چند عرصہ کے  
جب درمیان اُسکے اور بہمنی تصدی میر آخوری کے موافقت نہ رہی اُس خدمت سے مستعفی ہوا اور نظام الملک  
ترک کے دربار میں کہ ترکوں کے درمیان اُس سے کوئی بزرگتر نہ تھا دوا دوش کرنے لگا اور حسن سلوک سے  
یہ نوبت پہونچائی کہ نظام الملک نے اُس سے صیغہ اخوت پڑھا اور ایک لحظہ بغیر اُسکے زندگانی نہ کر سکتا تھا غرض کہ جس  
وقت نظام الملک ترک کو برابر کا طرفدار کیا منصب یوسف عادل شاہ کا پانصدی پہونچا یا اور خطاب عادل خان لیا کر  
اپنے ہمراہ برار لیکیا لیکن اُسکے بعد کہ نظام الملک ترک نے قلعہ کھر کو سال بھر محاصرہ کر کے اس مقام کے  
راجہ کے تصرف سے برآوردہ کیا اور بروز فتح ایک راجپوت کے ہاتھ سے قتل ہوا یوسف عادل شاہ نے کمر شجاعت  
اور مردانگی کی استوار کر کے کفار کو جو ہجوم کر کے چڑھ آئے تھے متفرق کیا اور قلعہ کا انتظام کر کے خود غنائم اور فیلون کو  
ورگاہ میں لایا اس خدمت مستحسن سے امراے ہزاری میں داخل ہوا اور روز بروز اُس کا ستارہ اقبال مندی بڑھا  
یہاں تک کہ امراے عظیم الشان میں محبوب ہوا اور بیجا پور کی طرف داری پر مقرر ہو کر لشکر خوب فراہم کیا اور بعد از حال سلطان  
محمد شاہ بہمنی اور ہرج مرج ظاہر آنے تخت گاہ میں تربیت سپاہ میں زیادہ تر کوشش کرتا تھا اور اکثر مغلون اور  
ترکوں یا تخت احمد آباد بیدر کو بمواعد خمسہ روانہ اپنے پاس بلوا کر مینا صب از چند فائز کیا اور دن بدن قوت اور  
کفایت اُسکی زیادہ تر پہونچ جاتی تھی اور ۸۹ھ آٹھ دیکھانوں سے اور بردائے ۸۹ھ آٹھ سو چھیانوے پہونچتے تھے  
اُس وقت کہ سلطان صرب و الملک لسن غلبہ خطبہ بیجا پور کا اپنے نام پڑھ کر حیرت شاہی کو مرتفع کیا اور قریب پانچ ہزار ترک  
اور غریب کے اُسکی بادشاہی پر راضی اور شاکر ہوئے اور آنحضرت نے بہت قلعجات جو امراے سلطان محمود  
کے تصرف میں تھے بزور بازو سے شجاعت مسخر اور مفتوح فرمائے اور آب بہور سے بیجا پور اور آب کشم سے راجپوت  
تک اپنے حوزہ تصرف میں درلایا اور پچیس دنوں میں لفظ خانی کو تبدیل کر کے اپنا نام عادل شاہ رکھا جیسا کہ جو نورستہ  
شاخ کہ مراد فرزند از چند سے ہوا اُس دوحہ جلال سے سرمارتی تھی اُسکو بھی عادل شاہ کہتے تھے اور جب وہ درخت  
بخت جوان عدالت نشان انا را اندر برانہ گلشن شاہی میں سرسبز اور بلند بالا ہو کر نہال قامت اُسکا جو بیار فرماؤلی  
سے سیراب اور شاداب ہوا جمع امراے دکنی جو احمد آباد بیدر سے خروج کے وقت اُس سے درگشتہ تھے پھر اُسکی خدمت  
میں مشرف ہوئے اور ایک جمعیت عظیم کے دستیاب ہوئے اس نفع کلی اُسکی سرکار میں ظاہر آیا الغرض یوسف  
عادل شاہ کے خطبہ پڑھنے اور حیرت سر پر بلند کرنے سے آتش رشک و حسد قاسم بیدر کے حجر سینہ میں جو ہمیشہ بیجا پور  
کی شاہی کی فکر میں رہتا تھا شعلہ زن ہوئی اور تیر لچ پیرامراج مشہور کو کہ وہ بھی شیورائے کی اولاد پر تسلط  
اور غالب ہو کر بادشاہی کے نام کے سوا ان پر اطلاق نہ کرتا تھا نامہ لکھا کہ سلطان محمود شاہ بہمنی نے

قلعہ راجپوت اور مدکل کو مع جمع  
بہادر گیلانی کو جو بندر کوہ اور  
یوسف عادل شاہ کی دلائل  
کے مع لشکر و دروغ سے زیادہ  
پرتیبہ کیا اور اُسکی خرابی میں کہ  
عادل شاہ کے تصرف سے بر  
باطل اور اندیشہ ماصواب  
دیکر فرمایا کہ جمیع امور میں  
سے استغانت طلب کرتا  
مشکر سے نجات پاؤں خط  
تدبیر سے قلعہ راجپوت اور مدکل  
دوسرے مالک کے ہند  
اپنے مالک محروسہ سے بجا  
گوشتالی اور تادیب کا  
فرمانی قاسم بیدر کے  
بحری بالعلق خواجہ جہان  
کو لیکر شہر سے برآمد ہوا  
آراستہ کر کے یوسف عادل  
یوسف عادل شاہ کی  
مقرر کیا اور خود قلب میں  
آیتا تھا ایک ہزار تیر ہزار  
یوسف عادل شاہ نے  
نے میسر یوسف عادل  
کی فکر میں ہو کر چاہتا تھا کہ  
پہونچ کر کہا کہ جنگ قاسم بیدر  
مناسب ہو کہ اُس میں جلیل  
اور دونوں سردار کو  
راجت کی لیکن عالمی ناظم  
اپنی کتاب میں درج کیا ہوا

قلعہ راجپور اور مدخل کو سمیع مصافات اُسکے تھیں شیکش کیا تھا جانیے کہ لشکر کچھ بچر سکھ کر فادرا سی طریق سے  
ہمارا دیگیا لائی کو جو سرد کو دلا اور تمام دریا ریر کو صطلح و کس میں اسے کو کمن کتنے ہیں معمولی چو تھا نامہ بھی لکھ  
یوسف عادل شاہ کی ولایت کے تاحث و تاراج کی ترعیب کی چپا چیمراج بعد ہوئیے اسمرارے راہ  
کے سن لشکر دور صلح سے ریا وہ تر قدم برداشتہ رواہ ہوا اور آب سمندر سے عور کو کے قلعہ راجپور اور مدخل  
ترصد کیا اور اُنکی حوالی میں کوئی دقتہ و فوگداشت نہ کیا اور ہار دیگیا لائی بھی و صحت حاکم قلعہ عام گھنڈی کو یوسف  
حادثہ کے نصر سے مرگیا اور اس عرصہ میں ایک جماعت مردیکون سے کچھ کم اسراریتھے دتسون کاجیال  
باطل اور اداریتہ انصواب عدالت یانہ کے سمع مبارک میں بیوی کا اضطراب کرنے لگے انھرتے بے انگلی  
دیکر وایا کہ جمیع امور میں اور ولح مقدرہ حصرات ائمہ معصومین سلام اللہ علیہم اجمعین اور روح برقیہ شیخ معنی  
سے استغاثت طلب کرتا ہوں اور طلب کر دیا بقیوں کے اعدا ریطر اور مصور ہوں گا پھر عید کا اگر اس عقدہ  
شکوک سے صحت پاؤں عطیہ ائمہ اطہار علیہم الصلوٰۃ والسلام پڑھ کر مہم شیعہ کو رولح و دلن اُن وقت جس  
تدبیر سے قلعہ راجپور اور مدخل کاجیال دل سے لڑا کے پیراج اور اسے نادہ صلح کی اور اُنھوں نے بھی  
دوسرے مالک کے نسب و عارت سے ہاتھ کو تانکا اور بخا کو لڑا رولح رواہ ہوئے ہمارا دیگیا لائی کو بیکہ و قہر  
اسے مالک خود سے نکال دیا اور ماقصائے وقت قلعہ عام گھنڈی کے دربار استر وادو ہوا مالک قاسم برید کی  
گوشتانی اور نادیب کا عارم ہو کر آٹھ ہزار سوار سے کہیں اکثر مدخل اور ترک تھے احمد آباد میر کو طبع صحت  
روانی قاسم برید ترک نے ملک احمد نظام الملک بھری سے تصریح و راری لگی طلب کی اور ملک احمد نظام الملک  
بھری مالقات جو احہ جہاں دکی حاکم بریدہ دار الحکومت کی طرف متوجہ ہوا قاسم برید ترک سلطان محمود شاہ سمی  
کو لیکر شہر سے مراد ہوا اور ملک احمد نظام الملک بھری اور جو احہ جان دکی سے متفق ہو کر سمیہ اور مسرہ اور قلعہ  
آراستہ کر کے یوسف عادل شاہ کے لشکر گاہ کی طرف کہ دار الحکومت سے یا پنج کو س پر تار رواہ ہوا اور  
یوسف عادل شاہ بھی صف آرا آئی میں مصر وفت ہو کر سمیہ بریدہ جان کو اور سمیہ بریدہ الملک ترک کو  
مقرر کیا اور جو قلعہ میں سیاہ لی اور عصمر بیگ اپنے برادر رعاعی کو کران لون سادہ سے وکن میں  
آیا تھا ایک ہزار تیرا دارائے جو لکر کے حکم کیا کہ اس طرف ملک کی ضرورت فرسے وروکے دریا جان اور  
یوسف عادل شاہ نے سمیہ اور قلعہ سمیہ کا شکستہ کر کے ہریمت دی اور ملک احمد نظام الملک بھری  
نے سمیہ یوسف عادل شاہ کی ربر و ربر کی اور ترک الملک انجمی ہو کر مدخل گیا اور یوسف عادل شاہ قتال  
کی فکر میں ہو کر گیا تھا کہ ملک احمد نظام الملک بھری کے عقب رواں ہووے اس میں سمیہ عصمر بیگ نے  
بیونجا کر کہا کہ جنگ قاسم برید ترک سے بھی وہ کمزور ہیں میں یہاں میں ہر حکمرانے میں حوالی کے بوا کچھ جامل میں ہی  
مساک ہو کر آپس میں صلح کر کے ابواب مصدا وقت متفق کر لیئے پھر طریق سے آدمیوں نے دریا میں انکے صلح کرانی  
اور دو بوں سردار دنگوڑے پر سوار ہوئے اور ایک دوسرے کو وولح کر کے ایسے مقد و لست کی طرف  
مہمعت کی لیکس حامی باغ عا دلہا مے جو قلعہ یام سرداری اور شاہی اُنس عدالت پناہ کا طریق احال  
اپنی کتاب میں درج کیا یہ وہ ہے کہ یہ حکم مدد ترک کے حوالی میں واقع ہوئی اور ملک احمد نظام الملک بھری

اجازت سے یوسف عادل شاہ کو غزنی خان میر آخوری یعنی داروغہ صطبل کے جو ایک غلامان ترک اور معتبر  
 اُس خاندان سے تھا سپرد کر کے اُس کے حق میں پوری سفارش کی اور غزنی خان نے کہ مرد پیر سال خوردہ تھا  
 جمیع جمات میر آخوری کو اُس سے رجوع کر کے خود بستر آسودگی اور فراغت پر تکیہ کیا چنانچہ یوسف عادل خان  
 امر ضروری صطبل کے واسطے اکثر اوقات خود سلطان محمد شاہ بہمنی کے پاس جا کر عرض معروض کرتا تھا  
 اور جب اُس عرصہ میں غزنی خان میر آخوری فوت ہوا تو یوسف عادل خان ملک التجار محمود کا وان المناط  
 بخواجه جہان کی توجہ سے منصب سہ صدی پر فائز ہو کر صطبل کی ریاست پر سر بلند ہوا اور بعد چند عرصہ کے  
 جب درمیان اُسکے اور بہمنی متصدی میر آخوری کے موافقت نہ رہی اُس خدمت سے مستعفی ہوا اور نظام الملک  
 ترک کے دربار میں کہ ترکوں کے درمیان اُس سے کوئی بزرگتر نہ تھا دواوش کرنے لگا اور حسن سلوک سے  
 یہ نوبت پہونچائی کہ نظام الملک نے اُس سے صیغہ اخوت پڑھا اور ایک لحظہ بغیر اُسکے زندگانی نہ کر سکتا تھا غرض کہ جس  
 وقت نظام الملک ترک کو برابر کا طرفدار کیا منصب یوسف عادل شاہ کا پانصدی پہونچا یا اور خطاب عادل خان کو اگر  
 اپنے ہمراہ برار لیگیا لیکن اُسکے بعد کہ نظام الملک ترک نے قلعہ کھر کہ کو سال بھر محاصرہ کر کے اس مقام کے  
 راجہ کے تصرف سے بر آوردہ کیا اور بروز فتح ایک راجپوت کے ہاتھ سے قتل ہوا یوسف عادل شاہ نے کمر شجاعت  
 اور مردانگی کی استوار کر کے کفار کو جو ہجوم کر کے چڑھ آئے تھے متفرق کیا اور قلعہ کا انتظام کر کے خود غنائم اور فیلون کو  
 ورگاہ میں لایا اس خدمت مستحسن سے امراے ہزاری میں داخل ہوا اور روز بروز اُس کا ستارہ اقبال مندی پر تھا  
 یہاں تک کہ امراے عظیم الشان میں محبوب ہوا اور بجا پوری کی طرف داری پر مقرر ہو کر لشکر خوب فراہم کیا اور بعد ارتحال سلطان  
 محمد شاہ بہمنی اور ہرج مرج ظاہر آنے تخت گاہ میں تربیت سپاہ میں زیادہ تر کوشش کرتا تھا اور اکثر معنوں اور  
 ترکوں یا تخت احمد آباد بیدر کو بمواعد خمسہ دانہ اپنے پاس بلو کر مینا صبا ارجمند فائز کیا اور دن بدن قوت اور  
 کمالت اُسکی زیادہ تر ہوتی جاتی تھی اور ۸۹۹ھ آٹھ دیکھانوسے اور بردائے ۸۹۹ھ آٹھ سو چھیانوے ہجری میں بصرہ  
 اسیف بن ضرب و الملک بن غلبہ خطبہ بجا پور کا اپنے نام پڑھ کر حشر شاہی کو مرتفع کیا اور قریب پانچ ہزار ترک  
 اور غریب کے اُسکی بادشاہی پر راضی اور شاکر ہوئے اور آنحضرت نے بہت قلعجات جو امراے سلطان محمود  
 کے تصرف میں تھے بزور بازو سے شجاعت مسخر اور مفتوح فرمائے اور آب بہرہ سے بجا پور اور آب کشنہ سے راجپور  
 تک اپنے حوزہ تصرف میں در لایا اور پچیس دنوں میں لفظا خانی کو تبدیل کر کے اپنا نام عادل شاہ رکھا جیسا کہ جو نورستہ  
 شاخ کہ مراد فرزند ارجمند سے ہو اُس دوحہ جلال سے سرمارتی تھی اُسکو بھی عادل شاہ کہتے تھے اور جب وہ درخت  
 بخت جوان عدالت نشان انارافندہ ربانہ گلشن شاہی میں سرسبز اور بلند بالا ہو کر نہال قامت اُسکا جو بیارفرمانروائی  
 سے سیراب اور شاداب ہوا جمیع امراے دکنی جو احمد آباد بیدر سے خروج کے وقت اُس سے درگشتہ تھے پھر اُسکی خدمت  
 میں مشرف ہوئے اور ایک جمعیت عظیم کے دستیاب ہوئے نہ سے نفع کلی اُسکی سرکار میں ظاہر آیا الغرض یوسف  
 عادل شاہ کے خطبہ پڑھنے اور حشر سر پر بلند کرنے سے آتش رشک و حسد قاسم بیدر کے حجر سینہ میں جو ہمیشہ بجا پور  
 کی شاہی کی فکر میں رہتا تھا شعلہ زن ہوئی اور تیر لچ پیرامراج مشہور کو کہ وہ بھی شیورائے کی اولاد پر تسلط  
 اور غالب ہو کر بادشاہی کے نام کے سوائے پر اطلاق نہ کرتا تھا نامہ لکھا کہ سلطان محمود شاہ بہمنی نے

قلعہ راجپور اور مدکل کو مع جمیع  
 بہادر گیلانی کو جو بندہ کو دہا اور  
 یوسف عادل شاہ کی ولایت  
 کے مع لشکر و برونخ سے زیادہ  
 قبضہ کیا اور اُسکی خرابی میں کہ  
 عادل شاہ کے تصرف سے ہر  
 باطل اور اندیشہ ناصواب شر  
 دیگر فرمایا کہ جو جمیع امیرین اور  
 سے استعانت طلب کرتا ہ  
 مشکو سے نجات پاؤں خط  
 تدبیر سے قلعہ راجپور اور مدکل  
 دوسرے مالک کے نسب  
 اپنے مالک محروسہ سے کیا  
 گوشتالی اور تادیب کا عا  
 فرانی قاسم بیدر ترک نے  
 بحری بالفاق خواجہ جہان  
 کو لیکر شہر سے برآمد ہوا اور  
 آراستہ کر کے یوسف عادل  
 یوسف عادل شاہ بھی صد  
 مقرر کیا اور خود قلعہ میں  
 آیا تھا ایک ہزار تیرا ہزار  
 یوسف عادل شاہ نے  
 نے میسرہ یوسف عادل  
 کی فکر میں ہو کر چاہتا تھا کہ  
 پہونچا کہ اگر خلیفہ قاسم بیدر  
 مناسب ہو کر اُس میں صلہ کر  
 اور دونوں سردار گھوڑے  
 راحت کی لیکن عالمی ناظم  
 اپنی کتاب میں درج کیا ہوا





کہ جب تک سادہ کا حاکم مغرول نہ ہو وطن بالوقت معاہدہ میں مراجعت نہ کرے لگتا پھر کا شان اور اعتہان کی سیر کر کے  
شیراز گیا اور چندے باغات اور گلزار اس ملک فردوس آئین میں زمانہ عیش و نشاط میں گذرانا جب حاکم  
سادہ کے غزل کی خبر شکر چاہا کہ اپنے مرکز اصلی کی طرف معاہدہ کرے ناگاہ حضرت خضر علی نبینا وعلیہ السلام نے  
عالم رویا میں اس سے کلام محبت الیتام سے ہمزبان ہو کر یہ ارشاد فرمایا کہ تو حکم قضا و قدر کے موافق مسکن  
مانوس سے قطع تعلق کر اور ساغر اعزاز اور اجا کی جدائی کا نوش کر کے صعوبت سفر راحت انجام کا تحمل ہو کر عنان  
عزیمیت ہندوستان کی طرف معطوف کر اور راہ سعادت فرجام کے نشیب و فراز سے ہر سان نہور نام اختیار  
قائد توفیق کے سپرد کر کہ عنقریب زلیخاے ملکات جہان نہایت زینت سے تیرے ہم آغوش ہوا و سعادت دینی و دنیوی  
قرین روزگار ہو اس واسطے وہ نیزاج اقبال یہ مژدہ و دنیا از سنکہ غریمت سفر کے مرکب پر سوار ہوا اور کیت اندیشہ کو اپنے  
تردود تفرقہ سے باہر نکالا اور حضرت یوسف علیہ السلام کے مانند کنعان اور اخوان سے قطع نظر کر کے نقش و نشان کا  
لوح خاطر سے یقین محو کیا اور ۸۲۷ھ سوچو نسخہ ہجری میں سفر ہند کا عازم ہوا اور بندر حرزین المشہور بہرہ روز کے  
راستہ سے قدم صدق کشتی مراد میں رکھ کر حافظ حقیقی کی ضمانت اور حمایت سے بخوڑے عرصہ میں بے محنت  
طوفان آشوب نشان اور تلاطم دریائے بیکران کے کہ دریائے روان اس سے ڈرتے ہیں ساحل بندر مصطفیٰ آباد  
وایل پر پہنچا اور ان دنوں میں بندر مذکور اس شاہ یوسف صورت ملک سیرت کے میاں قدم سے ہشت بخت  
کی طرادت رکھتا تھا اور طائر نشاط و خرمی اس دیار فیض آتنا کے نصرا و روح آسائین جلوہ گر تھی چنانچہ ایک  
روز کا مذکور ہو کہ وہ نیر سپر بختیاری خوشید النور کی طرح کلخ فلک منظر سے برآمد ہو کر اس مکان جنت  
نشان کے اطراف و انکاف میں کہ اس وقت میں بخضر آباد مشہور تھا نسیم صبحگاہی کی طرح سیر فرماتا تھا ناگاہ ایک پیر  
خضر صفات جستہ لقائے انوار ہوا ہب سجانی آنکے چہرہ و لکشا سے ساطع اور لامع تھے سایہ التفات اس خدایگان  
اعلیٰ کے سر پر ڈالا اور ساتھ ایسے لطف کے کہ لطف تراز نسیم سحر اور عطر پاش مشک او فر سے تھا لوازم تفقد اور  
مراسم تقیتش حال بجایا اور آب زلال کا جام کہ اس کے مس سے آغاز و انجام کا حال ظاہر اور ہدیہ اتجا عنایت فرمایا  
اور وہ بقطش باد یہ طلب لازم دعا و ثنا مودی کر کے جب جام بہر عنایت کے پینے میں متوجہ ہوا وہ حیات بخش  
ارباب صفایے خضر جستہ لقائے نظر جہان میں سے غائب ہوا دیدہ ووری اس کے مشاہدہ جمال جہان آرا سے  
محروم اور بے بہرہ رہے اور کلام صدق انجام مولوی معوی ملک قہمی ظاہر ہوا بیت زخم کہ خارا ز پائشتم محل  
نہان گشت از نظر یک لفظ غافل گشتم و صد سالہ راہم دور شدہ اور وہ منظر راوت قدسی اور مورہ سرور  
سمادی مجدد و خضر علیہ السلام کے عواطف سے اختصاص پا کر رفاقت میں خواجہ عموالدین محمود گرجستانی کے  
جو بندر مصطفیٰ آباد وایل میں طریقہ تجرید میں مشغول تھے روئے توجہ احمد آباد و بیڑا کا طرف لایا اور جو گرجستان گیلان کے  
اعمال سے ہر ہم تلمیسی اور سابقہ آشنائی کے سبب درمیان خواجہ محمود گرجستانی اور خواجہ جہان کاوان گیلانی کے صدقت  
اور خصوصیت بہت تھی اور جناب یوسف ابھی تھی نوا تھا عمر شریف سے اس کے سترہ مرحلہ طر ہوئے تھے خواجہ عموالدین محمود  
کی خدمت میں مکلف ہوا کہ اپنے دوست خواجہ جہان سے سفارش کریں کہ وہ یوسف کے مانند مجھے اپنی عبودیت میں شریک کر کے  
بادشاہ کے سلاک غلام بنیں کہ ہدایت انکے رولج اور رونق تمام رکھتے ہیں ظم فرائین خواجہ نے اول اس معنی سے انکار کیا اور جب

رہی



اگر مثل سجا پور اسکو ایک ولایت اعصبت ہو تو ہمیں اور ہماری اولاد کو دکن میں رہنا ممکن ہو گا ہم مردم سپاہ کو اور دن کے مہرب اور ملت سے کیا کام جو قیامت کے دن ہر شخص اپنے اعمال میں گرفتار ہو گا ما و خودی مات کے یوسف عادل ستارے میرے یاس مہرب مائل رعب سے استعنا کر گیا اور آدمی سجا پور کی طرف بھٹکا کہ ان کے شمار کی ماعت کی ہیں یہ صلاح دیکھتا ہوں کہ لشکر کھینچا اور ایک دوسرے کو بددوئی کی شاہ کو تسلیم دکرین اور ہر ملک اپنے مسکنوں کی طرف راہی ہوں ملک احمد نظام الملک بھری اور قطب الملک پہلی فتح اللہ عماد الملک کے حوالہ دیسے کہ ریتیں سفید اس جماعت میں تھا آدمی رات کو کوچ کر کے اپنے مالک کی طرف روانہ ہوئے جس صبح ہوئی ستارہ اور امیر برید رماہ کی شہدہ باری سے بہت میرا ہے اور فتح اللہ عماد الملک کے یاس آدمی بھٹکا سجا پور کی سمیر کے واسطے طلب معادست کی اور انھوں نے جلد روایت و عمل میں رکھ کر تیدہ یوسف عادل ستارہ کو پیغام دیا کہ وقت معاودت پر یوسف عادل ستارہ میدان صاف دیکھ کر بہت عرصت تمام فتح اللہ عماد الملک کے پاس آسویا پھر دو دنوں سہارا و آراستہ کر کے جنگ ستارہ اور سمیر برید کے واسطے متوجہ اور تارادہ ہوئے اور یہ اعمال اور اتقال چھوڑ کر اور اتقال سے قطع نظر کر کے جہاد میں دیکھی طرف راہی ہوئے اور یوسف مائل شاہ نے آروے شاہ کو مارت کیا اور فتح اللہ عماد الملک کو رحمت کر کے سجا پور میں آما اور پھر دستور سابق جلسہ شام عشریہ پڑھو اگر تعزیت اور رول میں اس مہرب کے کوشش کی اور عیس الملک کفائی اور کمال حال دکی اور فتح اللہ عماد الملک ترک کو با تواریع الطاف سہارا کر کے پایہ آرن کے عاہ و چشم کا عہد کیا اور شعلہ تمام سپاہ بھری کو مع تحف و تبرکات اور عطیہ شہریت اور سارا کر گیا اور آدمی راجا ص اور حلقہ جوانی تانہ عشریہ شاہ اسماعیل صغوی کی درگاہ میں روانہ کیا اور صل و تاداد اور آدمی ملک میں مشغول ہو کر کسی طرف سوار ہو اگر دوسرے ایک شکار جنگل راد سیدہ گاؤں کے اندر اور کے اطراف میں گیا اور دو تین مہینے اوقات سیر و شکار میں صرف کر کے جاو عیش و نشاط کی دی اور حلقہ جیتی کی صامت میں ملدہ سجا پور کی طرف معاودت فرانی اور دوبارہ سہارا کو وہ کی طرف معصت کر کے لواریہ ہر احوال اور مایاں اس سس کا یہ کہ اگر حشر شاہ یوسف برید بھری میں کفار نصار اور کدوہ کی طرف لے کر و کیف مالتحق ہوئے جب وہاں کے حاکم کو عامل یا مقلد میں درگاہ اور دست مسلمانوں کو قتل کیا اور یہ ہر حرب یوسف عادل ستارہ کو پونجی مع دو تین ہزار مرد حاکم صل اور دکی اور عرب سجا پور سے تاحف و ماکر با پونجی دن کو قلعہ کو وہ میں آجا ملک ہو چکر بہت عرصہ ان کو کہ محافلقت قلعہ کے دروازہ کی کرتے تھے سب کو تہ تیغ کر کے قلعہ میں داخل ہوا اور نصاریٰ کو ہرایت عامل تھے سیدار ہو کر جس شخص نے رحمت مائی گشتی میں سوار ہو کر بھاگا اور جس کی اجل یہو پونجی تھی کاروں کی تہ اسلام سے ہلاک ہوئے دوسری مرتبہ وہ محال مسلمانوں کے قہر میں در آجاتا عدالت پناہ قلعہ کو آدمیوں مختہ کے سیر دکر کے مرکز دولت کی طرف معصت کی اس کے بعد انیس برس اور دو مہینے استقلال تمام سلطنت کر کے رماہ حصول کام دل میں گیا تا آخر ستر سجا پور میں عرصہ سو پانچ مہینہ میں گرفتار ہو کر سلسلہ سلطنت پر پوری میں اس درملن غالی سے راضی حال دنی کی طرف استقلال کیا اور حاکم اسکا حلف صیت سلطانی قلعہ کی میں لہا کر تہ حلال الشوریع حیدر کے مزار کے ہر لہیہ کر کے اداوت عادی رکھتا تھا مہوں کیا اور ظہر عادل ستارہ کی بختیہ بریں

سردار اور ایک منصبدار کو مقرر کیا تو اسکے احوال سے واقف ہو کر فقیر و فطیر امور عرض میں پہنچاتے رہیں اور اس عرصہ میں ملک احمد نظام الملک بحری اور امیر برید کے مذہب تسنن میں نہایت تقصیر رکھتے تھے یوسف عادل شاہ کے اس معاملہ سے رنجیدہ ہو کر دونوں نے اتفاق کر کے اسکی ولایت پر لشکر کھینچا اور پہلے امیر برید کے رگنہ کجولی اور بعضے قصبات اور رگنات دستور دینار پر متصرف ہوا اور ملک احمد نظام الملک بحری نے آدمی بجا پور کی طرف بھیج کر مردان قلعہ تلدرک کو کہ حصار کمند اور منہدم رکھتا تھا اور اس سے پیشتر دستور دینار کے تصرف میں تھا طلب کیا یوسف عادل شاہ باوجود اسکے کہ بعضے افسران اپنی سپاہ سے مطمئن نہ تھا ملک کو بھلام و درشت پیغام کر کے کجولی کے اطراف میں جا کر اضطراب کو جیسا کہ چاہیے ضبط کیا اور شاہ محمود شاہ بہمنی نے امیر برید کی تعلیم کے واسطے آدمی اس طرف کے حکام کے پاس بھیجے اور قطب الملک بہدانی اور فتح اللہ عماد الملک اور خداوند خان جشی اور ملک احمد نظام الملک بحری سے مدد چاہی خداوند خان جشی اور فتح اللہ عماد الملک جو ایک دوسرے سے خوف و ہراس رکھتے تھے نہ آئے اور عذر خواہ ہوئے اور قطب الملک بہدانی اگرچہ باطن میں مذہب شیعہ اور اس ملت کا رواج خدا سے چاہتا تھا اقتضائے وقت اور امرائے تلنگ کے سکھتے ہونے سے بلا توقف و درنگ درگاہ شاہی کی طرف متوجہ ہوا ملک احمد نظام الملک بحری خواجہ جہان دکنی حاکم پرنہ اور زین خان حاکم قلعہ شولا پور کے باتفاق دس بارہ ہزار سوار اور توپخانہ بسیار لیکر احمد آباد و بیدر کی طرف روانہ ہوا اور سلطان محمود شاہ بہمنی نے بھی مع لشکر تلنگ امیر برید کے ہمراہ دار الملک سے نہضت فرمائی اور لشکر احمد نگر کے دو کوس پر فرود کش ہوا اس صورت میں جب جمعیت عظیم ہم پہنچی یوسف عادل شاہ نے صحبت غلیظہ و لیکھ اپنے فتنہ زد شہزادہ امیل کو جو پانچ برس کا تھا کمال خان دکنی اور بھی امرائے معتبر کے ہمراہ کر کے مع فیصل و خزانہ اور ساز و سلب بجا پور کی طرف بھیجا اور دریا خان اور فخر الملک ترک کو حسن آباد لکھنؤ کے ضبط کیا واسطے تعین فرما کر خود مع عین الملک کنگانی اور چھ ہزار سوار جہاز پر گنہ بسیر کی جانب متوجہ ہوا اور باندھنا اور جلانا شروع کیا ملک احمد نظام الملک بحری نے اپنی ولایت معوض تلف میں دیکھ کر شاہ کو مع تمام لشکر ہمراہ لیکھ کوچ کر کے یوسف عادل شاہ کے تعاقب میں مشغول ہوا یوسف عادل شاہ بہ تنگ اور عاجز ہو کر اول ولایت دولت آباد کی طرف گیا اور تاخت و تاراج کر کے وہاں سے ولایت براہ کی طرف روانہ ہوا اور فتح اللہ عماد الملک نے حضرات کے تعاقب سے اندیشہ کر کے کہا شاہ اور ملک احمد حنفی مذہب ہیں لیکن دین کا بہانہ کر کے مجھے برباد کیا جاتے ہیں اور اس وقت مجھے بھی طاقت مقاومت شاہ کی نہیں ہے اس معاملہ میں صلاح یہ دیکھتا ہوں کہ آپ اپنے کیے ہوئے سے پشیمان ہو کر مذہب روافض سے احتراز اور اجتناب کیجیے اور بحسب ظاہر مجھے رنجیدہ ہو کر برہان پور کی طرف جائیے تو میں فرصت حاصل کر کے باتفاق قطب الملک بہدانی کے اس معاملہ کی اصلاح کروں یوسف عادل شاہ کو فتح اللہ عماد الملک کی رائے صائب پسند آئی اور بجا پور میں اس مضمون کا پروانہ بھیجا کہ خطبہ اثنا عشر موقوف رکھ کر چار یا رک خطبہ پڑھیں اور خود بعنوان بخش فتح اللہ عماد الملک سے جدا ہو کر برہان پور گیا اور فتح اللہ عماد الملک نے ایک شخص کو اپنے اعز میں سے ملک احمد نظام الملک بحری کے پاس بھیج کر پیغام کیا کہ امیر برید داعیہ رکھتا ہے کہ یوسف عادل شاہ کو درمیان سے نکال کر ولایت بجا پور پر خود متصرف ہوئے اب کہ بلوچ چھر فرخ زمین کا مالک ہے اور سلطان کی پناہ میں خزانہ بہمنی کی مدد سے وہ کام کرتا ہے کہ کوئی شخص اس سے ٹکرائے نہ سکے

اگر شل بجا پور اسکو اور  
اور دن کے مذہب  
بات کے یوسف عادل  
بھگوان کے شعار کی  
شاہ کو تعلیم دکرین اور  
ہلکی فتح اللہ عماد الملک  
ہالاک کی طرف روا  
اور فتح اللہ عماد الملک  
بت و لعل میں رکھا  
حان دیکھ کر بہ سرعت  
امیر برید کے واسطے متوجہ  
طرف رہی ہوئے اور  
میں آیا اور پھر بدست  
میں الملک کنگانی  
کا ملکہ کیا اور بجا پور  
خطبہ خوانا شام  
طرف سوار ہوا مگر  
سیر و شکار میں غرق  
فرمائی اور دوبارہ  
بحری میں کفارضا  
در آئے اور بہت  
دکنی اور غریب  
محافظت قلعہ کے  
غافل تھے بیدار  
کی تیغ اسلام سے  
آویں مقرر کے  
سلطنت کر کے  
بحری میں اس زمانہ  
لیکا شہر جلال اللہ

مضمون پر چل کیا شعر گران ہتر تراچہ جو حلقہ مانہ کہ روز تراچہ اور مساحہ اور مساحہ میں ہر ایک  
 اپنے طور و آئیں کے موافق اپنے معبود کی عبادت میں مصروف ہو کر زبان ایسے مذہب کی فصاحت میں رکھ لے  
 گئے اور کاروں اور شاخیں باہل نفس اور عابدین سجادہ مشین اس مدد و نصرت کے متبادرہ سے اہمیت  
 نصیب ٹھہرنے لگا اس میں کوگاہ احمار و حسر و عدالت بہار پر فرائض تھے اور مسود اس اوراق کو حالت تحریر میں  
 ایک حکایت کہ اس مقام میں ماسب بھی ماہِ آبی درج کتاب کی منقول ہو کر مولانا عیادت کمالی کہ مردوانا  
 اور سورج اور حکیم مش اور سرآمد مکرگہ ان فارس تھے ماسب حامدان طبع میں قصائد غزل کے جاہل  
 اشعار اسکے اس میں مشہور ہیں نصیب شیعہ میں اپنے اسلئے جس کے موافق ہمیں ہر اعتدالی کی ہر ماہیں  
 رعایت کرتا تھا اور شہزادیں اپنے وقت کے میدان سعادت میں سلاطین و ملوک جس کوئی اور ماسب حالی میں  
 مشغول ہوتا تھا اور او دیو و مرکہ و رخت کرتا تھا اور کتاب حاناسیہ ماسب سے احکام میں کس تھا اور باہل فارس  
 اس سے ارادت حاصل رکھتے تھے اور تمام امور میں رعایت کی خاطر کرتے تھے ایک دن ابراہیم  
 سلطان نے مولانا کو طلب کر کے استفسار کیا کہ کون در سب ہتر و فصل پر جواب دیا یہ سلطان دادشاہی  
 محل میں بیٹھا ہوا در محل جدید روزانہ رکھتا جس دربارہ سے کہ وہاں جو سلطان کی رمارت سے مشرب ہوگا  
 توجہ کر لیا وقت حد سب سلطان کی حاصل ہوا اور اس بارہ میں سوال کہ سلطان نے وہاں پر چھپا کہ ہر سب  
 کے متعلق اور ہر قوم سے کون فصل پر کہا صالح ہر قوم اور ہر مذہب کا سلطان کو یہ بات پسند آئی اور مولانا  
 کو انعام و اکرام لائق سے جو متیل و مایا چھپا جس صورت میں فرید الدین عطار نے جو تکرار اس بارہ میں فرماتے  
 ہیں قدس سرہ منوی الہی سے در نصیب حات و صہ گناہ خلق و در دیوت رفتہ و دلی ناراضی و ررق  
 و مرکہ گرفتاری و تنہی و نوکرہ گئے این یک بود و تو مقبول گئے تین یک ہوا و کار معلول ہر گز اس ہتر و اس  
 ہتر تراچہ جو حلقہ مانہ کہ روز تراچہ ہتر تراچہ ہتر تراچہ ہتر تراچہ ہتر تراچہ ہتر تراچہ ہتر تراچہ  
 کہ مردان پیش حلقہ بے گرد و ہفتاد و دوسہ درہم چھپکیم ہتر تراچہ ہتر تراچہ ہتر تراچہ ہتر تراچہ ہتر تراچہ  
 راروں کن و نصیب باز و دماغ ماروں کن و دلی مارا و مشغول گردان و نصیب جو سے رار معلول گردان ہتر تراچہ  
 منقول ہو چھپ یوسف عادل شاہ نے حلقہ ہتر تراچہ میں علیہ الصلوٰۃ والسلام الی یوم القیام فرمایا اور مذہب شیعہ  
 کو رواج دیا ہتر تراچہ ہتر تراچہ ہتر تراچہ ہتر تراچہ ہتر تراچہ ہتر تراچہ ہتر تراچہ ہتر تراچہ ہتر تراچہ  
 میاں تھے ماسب میان محمد المظاہرین الملک اور دلا و دعا کی مشی اور محمد حاتمیتانی نے اہل لغت  
 اور کوریت کی قریب خا کہ آتش ماسب شعلہ رن ہو یوسف عادل شاہ نے ررق و ملاہت مکر و سکر دلی میں گئے  
 دین بیش کر کے در قندہ کہ مقنوع ہوئے پر تھا مسدود و کب اور حو میاں محمد المظاہرین الملک کی کثرت  
 انواع سے منہم تھا اندازہ کہ دوسو پوچھیں ہتر تراچہ ہتر تراچہ ہتر تراچہ ہتر تراچہ ہتر تراچہ ہتر تراچہ  
 کیلانی کی مات سے بھی تعمیر کر کے اسکے الناموس پر گہرے لکری اور لکریں دیکھ کر میر جی کو حیران کیا کہ ایسی جاہل  
 میں لطیف ہائے نامگ ہمارے رہن اور کوئی نہیں اہل رشتہ و مذہب اہل سنت میں اس جماعت کا  
 مراحہ ہو سکے لیکن ماہِ حور اس نظم و روش کے اعیان ہتر تراچہ ہتر تراچہ ہتر تراچہ ہتر تراچہ ہتر تراچہ ہتر تراچہ

والفقہ مرجع فرمائی اور جب وہ بلعدہ اس گل بوستان جہان بینی کے خاک قدوم سے رشک مشک و فر  
اور شیرت عنبر تر ہوا بادشاہ نے عاطفت خروانہ اعیان دولت ابد اتصال کے حال پر مبذول فرمائی چنانچہ  
میرزا جہانگیر قمری اور حیدر بیگ کو کہ اس معرکہ میں ترودات مردانہ ظہور میں پہنچائے تھے مزید عنایت اور  
مرحمت سے اختصاص بخشا اور ان کے پائے مہراج کو رنج کر کیا اور بعد اس فتح کے یوسف عادل شاہ کا استقلال وجہ  
اس کے کہ پہنچا جو کچھ سالہا سے دراز سے اشکی خاطر خاطر میں مرکز تھا وقوع میں آیا اور ۹۰۸ھ نو سو آٹھ ہجری میں مجلس  
عظیم ترتیب دیکر میرزا جہانگیر قمری اور حیدر بیگ وغیرہ کو جو امرائے شیعہ مذہب تھے اور سید احمد صدر علی در  
دیگر علما کو جو وہی مذہب رکھتے تھے حاضر کیا اور ان سے یہ بات کہی کہ جو وقت خضر علیہ السلام نے مجھے عالم  
رویا میں مژدہ سلطنت پہنچایا تھا یہ ارشاد کیا کہ جس دم سلطنت ایک مملکت کی مجھے نصیب ہووے لازم  
ہو کہ ہمیشہ سادات اور مجاہدان اہل بیت رسول آخر الزمان کو مغرور اور کرم رکھے اور ہموارہ ہمت اپنی  
تقویت مذہب اثنا عشر علیہم الصلوٰۃ والسلام پر مصروف رکھے اس وقت میں نے خدا سے یہ عہد کیا تھا کہ جب ملک  
ملک بخش تعالیٰ و تقدس یہ دولت مجھے کراست فرماوے مذہب شیعہ رواج دیکر منبر کے سروں کو ساتھ القاب  
ہمایون ائمہ اثنا عشر علیہم الصلوٰۃ والسلام کے مزین کر دوں گا اور اسی طرح سے جس دم کہ تیراج اور بہادر گیلانی نے  
دو طرف سے آشوب اور غوغا خلعت میں ڈالا تھا قریب تھا کہ ملک مقبوضہ ہاتھ سے نکلیا دے چنانچہ اس امر کو اثر  
و فائز نے عہد سے جانکر میں نے از سر نو واقعہ صائر سے عہد باندھا کہ بعد فراغت دہات مذہب شیعہ کی ترویج میں  
کوشش کروں گا تم اس بارہ میں کیا کہتے ہو بعض بولے مبارک ہی بسم اللہ اور کچھ بولے شہر اظہار حرم و احتیاط کی  
رعایت کر کے عرض یہاں بولے کہ بنائے سلطنت تازہ واقع ہوئی ہے اور محمد و شاہ بہت ہی جو دارش ملک ہے ابھی  
زندہ اور سلامت ہے اور ملک احمد نظام الملک بھری اور فتح احمد عماد الملک اور امیر سید سنت و جماعت اور  
باک اعتقاد ہیں اور اس سرکار کے اکثر افسران سپاہ حنفی مذہب میں مبادا فتنہ حادث ہووے کہ دست تدارک  
اُن کے دامن تک نہ پہنچے یوسف عادل شاہ بھی سر حبیب تامل میں جھکا کر بولا کہ میں جس وقت عہد کو وفا کروں گا  
حافظ حقیقی میراجانی اور مددگار ہو گا قصار انھیں دنوں میں ایران سے خبر ہو چکی کہ شاہ اسماعیل صفوی نے  
خطبہ بارہ امام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا پڑھ کر اُس مذہب کا رواج دیا ہے یہ خبر بھیت اثر سنکر زیادہ تر ساعی ہوا  
جمعہ کے دن ماہ ذی الحجہ سنہ مذکور میں مسجد جامع قلعہ ارک بجا پور میں خود حاضر ہوا اور نقیب خان جو سادات  
عظیم الشان مدینہ سے تھا سنبھریا اور اول شروع کلمہ میں اشہد ان علیا ولی اللہ زیادہ کیا اُس کے بعد خطبہ  
نبام نامی دوازدہ امام علیہم الصلوٰۃ والسلام پڑھ کر نام باقی صحابہ کے خطبہ سے برآوردہ کیے اور یہ وہ  
بادشاہ ہے کہ جس نے ہندوستان میں خطبہ دوازدہ امام علیہم السلام کا پڑھا اور مذہب شیعہ کو رواج دیا لیکن باوجود  
اس حال کے نہایت ضبط اور ہوشیاری سے جہاں شیعہ کو یا را اور اندازہ وہ نہ تھا کہ بھیجا بہرام حضرت خیر الانام  
کی نسبت صراحت یا کنایہ تلفظ حقارت زبان پر جاری کرین عیاذ اللہ اور معاذا اللہ اس سبب سے  
تقصیب اہل سنت و جماعت اور شیعوں کا زائل ہوا اور علما سے مذہب حنفی اور فضلاء حضرات  
حنفی اور شافعی نے مثل شیر و شکر آپس میں شریک اور مخلوط ہو کر فرش بحث و تنازع کا لپیٹا اور اس بیت کے

مذہب پر عمل کیا مشغول  
اپنے طرز دامن  
نئے اور اکابرین اور  
نقیب نہیں کیا اس  
ایک حکایت کہ اس  
اور مورخ اور شیعہ  
اشعار کے اس میں  
رعایت کرتا تھا اور  
مشغول ہوتا تھا اور  
اس سے ارادت  
سلطان نے سزا  
محکمہ میں بھیجا اور  
توجہ کر لیا کہ  
کے مقابلوں اور  
کو انعام دیا کہ  
میں قدس سرہ  
وہ کہہ کر گرفتار علی  
بہتر ترانہ چوچ  
کہ فرادیش حلقہ  
راؤن میں ہر فضیلا  
منقول ہے جب پور  
کو رواج دیا بہت  
بیجا تھے مازند  
اور کدورت کی قر  
نشین کر کے  
انوں سے تو ہم  
گیلانی کی مابست  
بین بطریق اپنے  
مراحم نبو سے لیکن

دولت مد مدیکس ہبہ امتاح حکمت مد دوسرے دل حب شدشاہ مشرق لے کیں گاہ اقم سے نشان  
 مودلسد کیا دتبع رومی نے روسیاد ہندی کا سر جاکا ریات لغت آیات کا صرح مراد یوسف تہا ہی لے  
 اس موقع سے لغت عیارہ دستور دیار بصحت کی اور بعد وصول مقصد سیمہ برصغر میگ اور میرہ  
 رجید ریگ تیری اور مقدمہ بر میر را جاکا میگ فنی مقرر ہوا سلطان میروری نشان لے لیک روح  
 دلاوران صدر اور مصف شکان دلاور کے ساتھ قلب میں قیام کیا اور اسطوف بہتور دیا بھی کثرت و  
 اقزلی جیل و شتم بر معرہ ہو کر حہ اور جوش اور تمام آلات حرب سیاہ بر تقسم کیے اور غلام مست حاکم مقرر  
 کیے اور محلے توپ و تھک اور مان اور صرباں اذان کے کنگے نصب کر کے دستور دیا کیں ہر مصوف  
 آہناستہ کس طاساں نام و سنگے حاسین سے آتش حلال و قتل اور جنتی کی اور جہنم کی تاثیر سے  
 کرہ و جہر یکو جوش میں لگے اور تیرا وہ سر دیش سے حرس ہو کر حاکم مقرر ملک کو گھلا ماقتوی و ذیل اردو  
 سو دہر و ش آمد مد و دریاے آتش خوش آمد مد جو گشت اردو و سولشکر آراستہ دھجائے  
 رجاش رعاستہ بیاں رایت کین رادرا خندہ گورمان سوراداد حسدہ میر را جاکا میگ لے جو مصف  
 سے آگے تھا بیشتر صرب سے رن کے بامد اور صاعقہ کی طرح اعدا بر جملہ کر کے ہتوں کا حرس حات ماوما  
 سے رما دیا اسوقت عصم میگ اور جید ریگ حوالہ دیار العار سے گھوڑے بازی را دحلان کر کے دشمنوں جملہ  
 آور ہوئے اور دونوں طرف کی سپاہ لگتی تن و سر مدا ہوئے لگے تیر و تیر گرو تر چلے گئے سادروں سے حکم عظیم  
 کے ہنگامہ سے عشر میگا میدال حاسناں بن سیلاب حوں رعان تھا تیر و تیر سے دلاور و ن کا مدں گھا ر تھا ہر  
 طرف لاشوں کا آوارہ تھا مقتوی جہاں دیو ہو تھکناں سپاہ کا کازر د شدروں کے کئی سپاہ و شش روئے دشمن کی موت  
 ملک مدراں جہرہ دنی تھکناں قانت لادم تاجی رات پیر والی اور دوی دولت قاہرہ سیلابی سے دستور دیا ر مکریش ل  
 جواٹکی سپاہ لے درجہ ہم ہو کر راہ مارا بانی اور صلاں کوہ پکیر میکرین چوڑے گوارا ملک مدراع و رن کے حدود سے  
 پاک ہوا مقتوی حداد و دعت شہتہ اور اہر لیت و لاقا و مدواہ راہ حور دشمنان شاہند کا مکارہ شد ار  
 حری کارا و چون بھکارہ لشکر حداروے رجاک سو دہ کر پوری ازاد ریال بودہ معتق ریگ کر رحم تیر کا پیشانی  
 حیات پر رکھنا تھا اتفاق امر اور راکاں ولت دورا و لشکر مر اسیمیت کھالایا اور بقو دوا اور جواہر مشکا قرآنکے  
 فرق ہا یون سر بنا رکھا اور لور ادم حاکم تیری کھالایا اور دوا و شاپیش ہو پچا ماٹے حضرت علالت ستاہ لے لیے  
 کھائی کا مکارہ کے سر دیشم بر یوسدوے کر آموں میں لیا اور اپنے دست سارک سے آگے رجو بر مکرین رکھنا  
 میں شعلوں جواٹکیں سو دوس اور اثر پیر ہوا مواض اس کلام بھر نظام کے ادا کا پنا حاکم لایہ شاکر چون سا دہ دلا  
 یستعد یون میں شاہ رور کے بعد شرم شہادت جیکھ کر عالم مانی کی طرف حراماں چوا معتق ریگ رولیت تلار  
 اعیانیوسف عادل شاہ کا تھا اور بر دایتے حیدک مار کو چوا یوسف عادل شاہ کا رادر ر صاعی ہوتا تھا  
 روم سے سادہ من آقا تھا قصہ کوہا شربا رنے لدا لادم باقم و مرا صر و شکیب کر کے سادیہ توجہ کا اشغال  
 دیمی یو را لاقہ آہن آنا گھوگر اور سماع اور ساہگر اور تمام ممالک دستور دیا ر کے اے حورہ تصرف میں  
 درلا ماورزاں محتر کے سیر کر کے حود و دولت و سعادت لے سمت سخا و رحما اعدا ملہا من الا کات

شوکت و شان سے بادپایان کو وقار پر سوار ہو کر آواز نثارہ اور کور کہ اور یرو کے گنبد چرخ اخضر پر ڈالی اُس کے  
بعد شہر یار یوسف عذار اور مؤید تباہید کردگار بنفس نفیس تو سن فتح و ظفر پر سوار ہوا اور یمن و یسار لشکر فریادی  
کو بغور ملاحظہ کر کے ان میں سے دو ہزار جوان تیر انداز اور دو ہزار سوار نیزہ باز تیغ گذار نظم گردہ ہے ہمہ پر دل و  
پہلو ان مخالف لشکار و ممالک ستان و توانا تن و زور مند و دلیر و ہیکل بہ نیر و چیل و چہ شیر و انہیں سے ہر ایک کو  
جھانٹ کے قسم قسم کے تملطف اور محبت سے نوازش فرمایا اور اپنے بھائی غضنفر بیگ کو اس مقدمہ لشکر کا سردار  
کر کے پیشتر روانہ کیا اور یہ حکم دیا کہ مخالف کے ایک فرسخ پر نزول کر کے خیمہ اور سرایر وہ اور ٹٹاٹ رطب  
کھینچ کر اول ہاتھ محاربہ میں دراز نہ کر کے ہاپے عجلت اور قدم سرعت اُس کے مقابل نہ جائیو بلکہ ایک اپنے ملازم  
کو جو دوفران میں اتصاف رکھتا ہو دستور دینار کے پاس بھیجا اطاعت اور فرمان برداری کی ترغیب اور  
تخلیص کرنا اگر وہ نجات بلند کی ہدایت سے محمد بن الملک کی طرح سرہاری دولت روز افزون کے حلقہ میں لاوے  
تو اس دو تھانہ سپہ نشانی کی مسند امارت حشمت پر تھکن ہو کر سراج عزت اور عظمت میں پہنچا دیکھا اور اگر نادانی  
اور تہ کاری سے ہمارے پیغام سے سرتابی کر کے سر نہ نکبت کا دیدہ بصیرت میں کھینچے تو مثل خداوند خان  
حبشی کے دیدہ جان میں اُسکا تیرہ ترشب پیدا سے ہجر اور سیاہ تر تیرہ روزگار فقر سے ہو گا غضنفر بیگ نے  
گو ہر کلام اُس خورشید احترام کا صدف ضمیر میں جاگزین کیا اور امتثال امر میں مبادرت کر کے جب اس طرف پہنچا  
ایک دو فرسخ مخم غنیم سے سرایر وہ اجلال و تکین کو بسط زمین پر کھینچ کر اسم اسال رسل و رسائل میں مشغول ہوا  
اور چونکہ آئینہ دولت دستور دینار کا رنگ زدہ نکبت تھا مشاہدہ چہرہ اقبال اور تیز سیان صواب و خطا سے محروم  
اور بے بہرہ رہا اور جواب بیکار سے سلسلہ اپنی حشمت کا توڑ کر فوراً آتش ناسازی اور ناہنجاری کی اشتعالک  
میں مشغول ہو کر منفذ صلح اور آشتی کا مسدود کیا اور چہ ہزار سوار مسلح اور کمل شہرہ مند و کینہ کش و تیز چنگ و  
بہ نیر و شیر و لجاج بلند و غضنفر بیگ کے مقابلہ اور مدافعت کے واسطے روانہ کیے اور اس شیر پیشہ و  
واقف دار نے اس اطوار کے مشاہدہ سے دریافت کیا کہ آگ ہندیوں کی بغیر استعمال شمشیر آبدار ساکن نہ ہوگی  
اور سیلاب طغیان جشیوں کا بے حلم مردان دلاور نہ کھٹیکا اس واسطے جواب سپاہ اشراک کا رجوع تیغ آبدار  
اور سان آتشبار سے کر کے نشان محاربہ اور مجاہدہ کا بلند کیا نہنگ خندنگ نے کین گاہ سے منہ کو لکر  
شیوہ خونخواری ظاہر کیا اور اثر دہائے سان نے دندان زہر آلود سے طریق جفاکاری کا نمودار کیا  
خونی زخون گشت روے زمین پر نگار بہ زبیکان دل و جسم کیوان نگار بے سان رادل زندہ زندان شدہ  
بر امید ہارک خندان شدہ بے زلس خون کہ ہر جاے پاشیدہ شدہ زمین ہیچو روے خراشیدہ شدہ بعد کشش  
اور کوشش فراوان خندہ تیغ ترکان غضنفر تو ان سے چہرہ فتح و فیروسی خندان ہوا اور گرد و بار کی رخ  
ارباب ظلمت سرشت پر بھیجی کہ ہریت کو غنیمت جان کر دشت ادبار میں آوارہ ہوئے اور اکثر ہاتھی اور گھوڑے  
اُنکے غضنفر بیگ کے ہاتھ آئے سپاہ ظفر پناہ غنائم ہمارے صاحب سامان اور متول ہونی اور مخبر اقبال  
سے بجناب استعجال اس فتح کی خبر کہ فی الحقیقت و پناہ قوت و حیات تھی موقت عرض یار گاہ سلطان یوسف خسرو  
نشان میں پہنچا کہ اس کلام کے موافق تکلم ہوا قطعہ این مراتب کہ دیدہ جزو نیست بکا کلی ہنوز در قدرت و باش تاج

دولت بدو بکین تہ  
نمود بلند کیا اور تہ  
اس وقت سے اجڑی  
بر حیدر بیگ تہ  
داران غنم را در  
از فی خیل چشم  
کے اور غلبے تو  
آرامتہ کین غالبان  
کرا زہر پر کو چش  
سود خرویش آمد  
برخاش بر غاستہ  
سے آگے تھامشہ  
سے برابر کیا اس وقت  
اور ہوئے اور دوا  
کے ہنگام سے نش  
طرت لاشکا از بار  
فلک از ان چہ  
جوا کی راہ نے  
پاک ہوا متھوکی  
فری کار او چون  
حیات پر رکھا تھا  
فرق ہاوں بر تہ  
بھائی کا نگار  
میں مشغول ہوا لیکن  
یوسف خندان میں شا  
اعیالی برست مارل  
روم سے سادہ میز  
دیو کی پر ڈالیا  
در لایا اور مردان

عہدہ عہدیر کے منسل کو بی اور الد و احس آنا دنگر گر اور ماکھی اور ملی اور کیملا ورجوئی و میرہ دستور دیا گیا ہے  
 قصہ قدرت میں درلایا اور ان دونوں کو یوسف عادل شاہ نے ورمیان سے دغ کر کے اس  
 ولایت کو اپنی ولایت میں تسلیم کیا گیا آئندہ بیان آوینگا اور ملک احمد نظام الملک کھری کے پہلو میں بھی دو  
 شخص نے علم و تقوال ملید کیا تھا ایک خواجہ جہاں دکی کر قلندہ پر مدہ ادرتو لا پورا اور ولایت نواحی ہاں دو قلندہ کی  
 اس سے اور اس کے بھائی ریں حال سے متعلق بھی دوسرا ریں ملیدیں علی تاش کہ پور اور جیا گریہ اور جہاں کو مدہ اور  
 قلندہ دیا اور جو رہی برتصرف تھا اور قلندہ اور ولایت دولت آباد کو بھی بھائی ملک دوجہ اور ملک اشرف اپنے قصہ  
 میں رکھتے تھے اور حکم اس ولایت کو حیدر کا مقرب مکر ہونگا ملک احمد نظام الملک کھری نے دغ کیا اور مصر  
 مرا ریں بھی مداد و مرمان حشی حج اللہ جاد الملک کا شریک تھا اور مکر اور تو بار اور حکم اور قلندہ ہاں برتصرف میں رکھتا  
 تھا اسکو حج اللہ جاد الملک کے مسئلہ کیا اور پائے تحت سید ریں قاسم ریدر کے نہایت تسلط و استقلال  
 میں ہو گیا تھا القصد بعد رسل در سائل اور قرار و ملاطرت مکر یوسف عادل شاہ نے اولاً مرمان میان محمد الحی طاب  
 لعین الملک کی طلب کو بھیجا اور چونکہ یوسف عادل شاہ ساتھ اس کے گت نہیں رکھتا تھا اس مرمان کے ورود سے  
 نہایت متاثر اور محظوظ ہوا اور اس کے لگا کر اب میری ملاطرت ہوئی اور میں نے خانہ کا نکاح حضرت نے مجھے اپنے دوستوں  
 میں تصور فرما کر ساتھ ایسی رعایت کے سر واز دیا ہاں پھر قلندہ کو وہ میں ایک ہفتہ اور م شادانی اور شش کے ملاقات  
 واپس چلا ہوا اور اس طرح اور مل ہوا لیکن سوا پور کی طرف روانہ ہوا اور اس میں یوسف عادل شاہ نے ہمسایہ ملاطرت  
 سلطین لیکر اسکو ساتھ اسپان تازی ثا اور دولت حاصل کے متنا کر کیا اور دستور دیا کہ نہایت ملکہ کریں  
 دیکھ کر اس پر مدد کر انھیں و ذن میں ہے باب کے عہدہ بر قائم مقام ہوا تھا لکھا کہ سمیت سید ہریدیں کر کے  
 میری معاہدت میں تھے القصد و رکوشش و رائے اس سب سے لیر رہے تیں ہر اسوار اسکی ملک  
 کے واسطے بھیجے اور دستور دیا کہ نہایت ملکہ و ملاقت ہر سمورہ کے کتا سے غیبی اور جگہ بر کیا اور  
 خواجہ جہاں دکی کہ وہ بھی دستور دیا کہ کی طرح و اعبیہ داری کا رکھتا تھا ہاں ہتا تھا کہ ملک احمد نظام الملک کھری کے  
 مظاہر سے مسلک و مرمان روایوں میں مسلک ہووے اور ان حضرات کے متورہ سے آگاہ تھا اور ملک  
 احمد نظام الملک کھری اور یوسف عادل شاہ سے بیکہ رہا کہ تعلق اپنے بھائی ریں حال کے دستور دیا  
 کی معاہدت کو وہ میں جانتا تھا اور اب اسے دیکھا کہ ملک احمد نظام الملک کھری قلندہ دولت آباد کی تحیر میں اپنی  
 سلطنت محمود شاہ کو اتنی کے حوش میں مشغول ہو کر نہایت ملکہ و ملاطرت دیا کہ پاس ہو گیا اور  
 وہ سپاہ فراہم ہونے سے نہایت معزور ہوا اور مرمان فاف و کداف میں بھولی اور ہتھیار لشکر برقیسم کیے  
 اور جب یہ خبر شاہ گردوں اتر کے سمیع مبارک میں ہو گئی اسکو فوجات غیر متہا کا باعث حاکم بن گیا ہے  
 تو حاکم ابور کی دفع احکام سے ظلمت پیر اپروالی اور ما وجود و نور استعداد و ذہن کے قصد مقابلہ اور  
 محاذ لڑا گیا اور چراہ کہ اسے بجا مگر سے دستیاب ہوا تھا سید ریں سپاہ بر سمت کیا اور تاکم تمام  
 مع لشکر اتر دستور دیا کہ لشکر کاہ کی طرف روانہ ہوا اور ہمیں کے لشکر کاہ سے بیاض مرشد پر  
 حیدر و جگہ ہر قلع کیا اور دوسرے دن مرمان قضا جیانی کے موافق آگاہ حضرت مظاہر نے نہایت





یوسف عادل شاہ نے رور و داغ پچیس ہزار ہوں نقد پوشیدہ شاہ کو پوچھا کہ اور قاسم برید ترک اور قلعہ الملک  
 پہاڑی کو پرانی لائق سے خرید کر کے پھیلادور مشافہ تو سو ایک ہجری میں دستور دیار جو احمد سر جہتی کے آکر آلو  
 کلگر اور ساہو اور انکار اور القند راہ کو کھلی اور جمع ریگات اور قلعہ ماہن آب سیورہ اور تلنگ قنبر میں رکھتا تھا  
 چاہے تو دھکی اور رون کی طرح صاحب سکہ ہوئے اس واسطے رابطہ آشنائی ملک احمد نظام الملک ہجری کے  
 ساتھ استوار کیا اور یہ بیام و پاکر فتح احمد حامد الملک یوسف عادل شاہ کی ملک سے ملک تیرا جیہ قنبر  
 میں لاکر رام شاہی اسے قلعہ اقتدار میں رکھتا ہجرت میں کہ یہ دوست صادق الاعلام بھی تھا ری اعانت  
 کے اعانت مصعب شاہی پر پٹا کر ہو کر ملدا آوارہ ہو چونکہ ملک حسن نظام الملک ہجری نے دستور دینا کو اپنا ورہ کیا  
 تھا اور اس کی لارم حاکم اس کی اعانت دیدی اور دستور دیار سے قطع اس ولایت کا اپنے نام پڑھا اور دست قنبر اور  
 سو جمع پر جو تخت دار الحاکمیت تھے متصرف ہوا اور قاسم برید ترک کے آدمیوں کو اس حد و دسے ماہر کلا اور قاسم برید  
 ترک نے مصطرب ہو کر شاہ کو اس پر آ کر دہا کہ یوسف عادل شاہ سے ملک طلب کرے یوسف عادل شاہ نے قبول کیا  
 عرصہ ریگ آغا کو مع اسلحہ مستند و کسے واسطے بھیجا اور شاہ کو لکھا کہ اگر میں عزت خود کا ملک احمد نظام الملک  
 ہجری بھی دستور دیار کی ملک کو ضرور لشکر کش ہوتا اور قلعہ طول پڑا تا ایک کسی طرح کا گمان نہ فرما دین میں میان بین  
 حیرت پوچھی کہ جو احمد جہل دہی کہ جماعت اور مردمانی میں دستور تھا ملک احمد نظام ہجری کے فرامے سے علاحدہ لشکر  
 احمد کو پر سر عت تمام آنا ہو اور ملک احمد نظام الملک ہجری بھی سکی تیاری میں آتا ہو جو احمد العہد ورت خود بھی  
 دستور دیار کی ملک کے لئے مصعب کر چکا یوسف عادل شاہ نے صلح اس میں بھیجی کہ جو دھکی تو محمد کس چاہیہ  
 حلاوت کر کے اپنے لشکر سے ملحق ہوا اور قاسم برید ترک کو بھیجی طلب کر کے اتفاق دستور دیار کے حرب میں  
 دخول ہوا اور دستور دیار شاہ پر اسرار احمد اسے آوارہ ہو کر سو ار ملک احمد نظام الملک ہجری اور جو احمد جہل کے  
 پہلو لیکر میدان حسین روانہ ہوا اور بہادر آتش حرب کو متعلق کیا لیکن محنت کی عدم مساعدت سے شکست کھا کر  
 دشگیر ہوا اور قاسم ترک سے شاہ سے کھڑکھڑائے قتل کا حاصل کیا لیکن یوسف عادل شاہ نے قاسم برید ترک  
 کی جواہر کے عکاف آدمی شاہ کی خدمت میں بھیجا سفارت کی اور اسے کھڑکے لٹنے سے بچا کر اس حاصل  
 سمات پلایا اور حسب محل درآمد قدیم حاکم جس آنا دھگر گرسہ پھر مقرر دہانی پھر مارم مراجعت ہوا اور شاہ کی  
 نصیر فارست بھیجا اور کی طرف متوجہ ہوا شاہ اور دستور دیار بھی اپنے مسکن کی طرف روانہ ہوئے اور  
 ملک احمد نظام الملک ہجری کہ دستور دیار کی حمایت کیواسطے پرگہ سر کے لفظ میں پہنچا تھا وہ بھی اس مقام  
 سے احمد کی طرف ہٹ گیا اور مشافہ بوسہ دہجری میں شاہ و جو دھکی نے یوسف عادل شاہ کی دسترساوی بی بی کو  
 طفل گوارہ بھی اپنے فرزند تہا ہر ادہ احمد کے واسطے جاسنگاری کی اور لیا حق حسن طوطی کیواسطے ملکہ جس ناماد  
 کلگر کو اختیار کیا شاہ اور عادل شاہ اس طرف روانہ ہوئے اور دستور دیار حضرت کے جس آنا دھگر گری کو جسے  
 متفکر اور متوجہ ہوا اس وقت علل شاہ نے بھی شاہ کو بیام بھیجا کہ دستور دیار کے بیگم کے صوب میرے اور شاہ  
 کے درمیان میں فاصلہ واقع ہو چکا اگر انھیں متا دتا ہی قاسم برید کے دفع کلاہ و دل میں رکھتے ہیں تو ماسب  
 بکر دہ پر کے سری حاکم میں مقرر ہا دیں تو سب اس بہانہ کے ایک جماعت مردم حاکم سے وہاں گاہ و نگاہ و دست

This image shows a vertical strip of a manuscript page. It features a column of text written in a cursive script, likely Hebrew or Arabic. The text is arranged in a single column, with some portions enclosed in rectangular boxes. The script is dense and flowing, characteristic of medieval or early modern manuscripts. The background is white, and the text is black.